COLUMBIA
UNIVERSITY
LIBRARIES

طلسم ہوشربا

11

طلسم ہوشربا جلد سوم

no 11

RUBA

Vol III

20253.

Sirs,

* I wore
year while
with a gre
form you
L.M.P. E
place in th
man is rea
public. Pl
Talisman b

(Sd.) D

Gentlemen,

* I have
know that
served the
which it w
years. Ple
V.P.P.

Bangash

Distric
Dear Gentl
* I have
ing that by
wearing yo
I have bee
in the very
description
Please send
corals by V

(Sd

Kazipu

طلسم ہوش ربا

جلد سوم

نمبر ۱۱

11

TILISM
HOSH
RUBA
Vol III

بیمن چمن پیرائی کون و مکاں و کار فرمائی عالیشان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد سوم

طلسم ہوشربا

ترجمۂ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوئے شیریں بیان سخن سنج مصائب خوان پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سر آمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی محمد حسین متخلص بہ جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلّی ہوئی

اعلان - حق تالیف اس کتاب کا محفوظ بحق مطبع اودھ اخبار ہے

[illegible] جزو
[illegible] ورق

اطلاع - اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور اُسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شایقین اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اِس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُسی فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ باتصویر - مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اُسکا ترجمہ اردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام تخلص شایان مرحوم نے کیا ہے اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حامد علیخان تخلص حامد نے کیا ہے لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہے جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہے و تصاویر بھی اس مرتبہ اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشیدہ قابل دید ہے -

الف لیلہ بغیر تصویر - مترجمۂ منشی طوطارام شایان

مجموعۂ افسانۂ دلپذیر جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومۂ ٹیلس فرام معروف بہ لیمبس ٹیلس مصنفۂ شکسپیر صاحب نامے شاعر سے جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جنسے نتائج سودمند مثل حکایات لقمان الحکیم کے جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہے -

طلسم ہوش رُبا - کامل سات جلدون مین بے نظیر افسانہ ہے جو آجتک لوگون کی نظر سے نہ گذرا تھا سچ تو یہ ہے کہ شاہی خزانون مین مخفی ہونے سے نام بھی نہ سُنا تھا مطبع کے صرف زر خطیر سے مطبع کے لیے ترجمہ ہوا منجملہ سات جلدون کے چھ جلدین طبع ہوکر شائع ہو چکی ہین بتفصیل ذیل -

(جلد اول)

(جلد دوم)

(جلد سوم)

(جلد چہارم)

(جلد پنجم)

(جلد ششم)

اور یہ کتاب سات جلدون مین پوری ہوگی منجملہ اُنکے چھ جلدین تیار ہین فی الحال جلد ہفتم زیر طبع ہے

فسانہ عجائب جلی قلم - باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی سرور - بہ تفصیل ذیل -

ایضاً - متوسط قلم باتصویر -

ایضاً - باریک قلم بلا تصویر -

سروش سخن - بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -

طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون -

بہمین چمن پیرای کون و مکان و کارفرمای ماشان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربای جادو
تقریر نوعروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد سوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل کمال سخنور بیمثال فخر آگاہ سید محمد حسین متخلص بجاہ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

اعلان - بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء رجسٹری نمبر ۱۰۰ اشاعت ۱۸۸۹ء میں ہوئی ہر کوئی صاحب بلا اجازت قصد طبع نفرمائیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز جلد سوم طلسم ہوشربا

ای قلم فرض ہی ثنای آلہ
رب اکبر کا کر ادا سجدہ
اُسکی درگاہِ بے نیازی مین
جو جہان مین ہی اُسکے کام پہ ہی
مالکِ الملک لا شریک لہٗ
کہ خدا جسکا خود ہوا طالب
سارے پیغمبرون کے سر کا تاج
زیورِ عرش بہر زینت ہی
سایۂ جسم اقدس و اعلیٰ
یہ بھی ہی میرا بے نظیر رسولؐ
رازدارِ نبیؐ ولیِ خدا

حمد کا عزم ہی تو بسم اللہ
جسنے باغِ جہان کیا آباد
دیکھو نرگس چڑھاتی ہی آنکھین
ہی وہی بادشاہِ کون و مکان
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو
سرورِ انبیا حبیبِ خدا
انبیا اُسکے در کے ہین محتاج
سُم توسن کا اُسکے ہی یہ کمال
اسلیے رب نے خلق تھا نہ کیا
مثل ہی اُسکے گر تو بس ہی علیؑ
حاکمِ کارخانجاتِ قضا

سر کو محرابِ حمد مین تو جھکا
دلِ بلبل کو گل کی بخشی یاد
سروِ آزاد اُسی کے نام پہ ہی
ہی وہی باغبانِ باغِ جہان
نورِ حق کا بھی وصف ہی واجب
خادمِ ادنیٰ ہی جبرئیل اُسکا
اُسکے نعلین کی یہ عظمت ہی
چرخ پر بنگیا ہی شکلِ ہلال
یعنی واحد ہون مین کرو یہ قبول
کہ برادر ہی اُسکا اور وصی
ناصرِ دین و نفسِ پیغمبر

Rare Book PK-2198 .R66 1893g v.11 Folio

جسکو اپنی نبیؐ نے دی دختر   کب زبان سے ہو اُسکا وصف ادا   مرتبہ دان رسولؐ و حق اُسکا

اب پڑھون مین رسول حق پہ درود   ہر اسی مین مرے لیے بہبود
رات دن ہر گھڑی درود و سلام   اُسپر اور اُسکی آل پر ہون مدام

التماس مؤلف بخدمت ناظرین

ناظرینان داستان فصیح   سنین اسطرح یہ بیان صحیح   یعنی جلد دوم ہوئی جو تمام
اِس جگہہ پر کیا ہی ختم کلام   کہ عمرو طالب اعانت ہی   ملک کوکب مین باصد عزت ہی
اور مہرخ مقابل حیرت   اپنے لشکر مین ہی بصد عظمت   اور بلاؤ و صبا جادوگر
ہین لقا پاس داخل لشکر   حمزۂ نامور کی ساری فوج   ہی مقابل ہین اُنکے باصد اوج
غم تورج سے دلکو ہی جو خراش   چلے ایرج ہین کرنے اُسکی تلاش   اور تورج طلسم کے در پر
جا کے اُترے ہین ساتھ ہی لشکر   سارے افراسیاب کے ہین کید   گنبد نور پر اسد ہین قید
ہی جو افراسیاب کی وہ وزیر   صنعت سحر ساز بے تدبیر   لڑنے آئی تھی پہلے وہ غدار
لیکن اب پھر گئی ہی بے تکرار   الغرض سب یہ حال بیش و کم   اپنی اپنی جگہہ پہ ہو گا رقم

رہین اس سلسلے کے سب پابند   تاکہ ہون داستان سے فائدہ مند

آغاز داستان دلستان پہونچنا نامہ افراسیاب کا طاق چشم جادو کے پاس اور عذر کرنا اُسکا کہ مین علیل ہون اور بھیجنا اُسکا اپنے اُستاد حسام جادو کو اور مارنا برق کا حسام جادو کو پھر بغضب تمام آنا طاق چشم کا اور مہرخ و بہار کا اُسکو دیوانہ بنانا آخر مارا جانا اُسکا اور آنا صنعت سحر ساز کا اور لشکر مہرخ پر آفت لانا اور عین وقت پر عمرو کا طلسم کوکب سے مع لشکر کثیر آنا اور صنعت کو لڑکر شکست دینا لشکر مہرخ کا خوشنود آمد عمرو سے ہونا المولف

مئے توبہ شکن دے اے ساقی
عیش و عشرت کے کامرانی کے
ارے توبہ ابھی سے کی توبہ
بزم رندان کو چلکے رونق دو
روح جمشید کی قسم تمکو
دختر رز کی نرمیون کی قسم
سچ بتاؤ کہ مے سے کیون ہو خفا
تمسے بنت العنب کی حرمت ہے
دیکھو سنسان میکدہ ہے پڑا
ساغر مے بھی چشم پر نم ہے
چلیے میخانہ کیجیے آباد
جھک کے بینے لیے ہمارے قدم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
رند سجدے مین گر پڑے باہم
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
ہو گئی آج میکدے مین عید
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
وقت افسانہ گوئی پھر آیا

ابھی فصل بہار ہے باقی
یار ہم مشربان کا ہے یہ قول
واہ وا واہ کون مانے گا
تمکو پیر مغان کی سر کی قسم
اپنی امید کی قسم تمکو
تمکو سوگند جان رندان کی
دختر رز سے کیا قصور ہوا
محتسب تمسے خوف کھاتا ہے
ہے یہ میخانہ یا کہ ویرانہ
نالۂ در گلو صراحی ہے
آپ کے دم سے رند پھر ہون شاد
شیشے کرنے لگے مجھے تسلیم
مین نہین آیا دل لگی آئی
زہد و تقوے نے کی وہانسے گریز
نے نے مارے خوشی سے پھر نعرے
بیعت خم پہ سب ہوے راضی
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
جھک گئے جام خوب پی کر مے

ابھی باقی ہین دن جوانی کے
پڑھوا اے جام جلد تر لاحول
لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
تمکو اس میکدے کے در کی قسم
آب آتش کی گرمیون کی قسم
بادہ خوارون کے دین و ایمان کی
تمسے پیر مغان کی عزت ہے
قاضی دستار کو بچاتا ہے
انجمن ہے کہ بزم ماتم ہے
جسطرف دیکھو اک بتا ہے ہے
الغرض آئے میکدے مین ہم
گردنین خم ہوئین پئے تعظیم
ہوئے محراب خم مین سر پھر خم
رند بیکار سے ہے بیار و بریز
ہر طرف کو یہی تھی گفت و شنید
آخر اچھلا عمامۂ قاضی
اپنے ساقی کو مہربان پایا
ہان اٹھاؤ قلم کہ وقت یہ ہے

بادہ خواران ساغر معنی		این حکایت کنند لا ثانی

بادہ کشان رحیق مروق مصطبہ خوش کلامی - و جرعہ نوشان ساغر بادہ حسن انتظامی مستقیان شراب حسن بیان - و سرخوشان ساتگین میخانۂ داستان ساغر و دائر حروف تحریر کو شراب کلام سے اسطرح لبریز فرماتے ہین - اور انجمن قرطاس مین بیان بادہ خواران الفاظ مضامین کو یون بٹھاتے ہین کہ جب افراسیاب کو حال خراب بلاد صبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ دار کو

بعد فکر بسیار جواب دیا کہ جا کر ملکہ کو میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ مین بہت جلد ٹیکا مدد دہی کا تمھاری کمر سے باندھونگا اور لباس اعانت تمھین عنایت کرونگا گھبراؤ نہین طمینان تمام رکھو جنگ مسلمانان و اطاعت خداوند سے کام رکھو غرضکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ دار یہ باتین سُنکر اور خلعت رخصت پاکر جس راہ آیا تھا اُسی راہ پھر چلا اور بعد قطع راہ طلسم وارد بارگاہ لقا ہوا یہ مرتد تخت نکبت پر بیٹھا تھا کو ہیون کا مجمع تھا بلا و صبا بھی حاضر دربار مذمت مدار تھے نشۂ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آکر از ژنگ بیان مین تصویر تقریر شاہ طلسم کھینچی جب سب کیفیت انھون نے سُنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ اہل اسلام سے کرین پھر آپ ہی کہا کہ اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کرین پھر لڑین یہ کہکر تدبیر سہو کرانے اسم اعظم مین بارگاہ سے اُٹھکر غائب ہو گئے انکو تو اس فکر مین مبتلا رکھیے لیکن حال زبون خصال افراسیاب بد افعال سینے کہ اُسنے دوبارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیجکر خیال کیا کہ حیرت فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہی کئی شکستین کھا چکی ہی اُسکی دلداری چلکر کرنا چاہیے یہ سوچکر اُٹھا وہ بیابان نرگس جہان یہ بیٹھا ہوا تھا نہایت پُر بہار تھا فرحت آگین گلزار تھا گلہاے نرگس چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھین جوانان باغ سے لڑا رہے تھے زیر قدم بادشاہ بہار گلستان نے آنکھین بچھائی تھین یا دہر غدار نے بیوفائی سے بغصہ آنکھین دکھائی تھین بادشاہ جیسے ہی اُٹھا ہواے سرد اُس صحرا مین وزان ہوئی اور گوشہ ہاے صحرا سے بارہ سو نازنینان حور پیکر سمنبر بصد حسن و ادا لباس جواہر دوز زیب جسم کیے زیور مرصع کار پہنے اپنی آن و ادا پہ نوجوانان چمنستان دہر کو لبھاتین زلفین ہر ایک کے چہرۂ بے نظیر پر بل کھاتین گیسو کا رخسار پر لہرانا کفر کا اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا یا ملک حلب پر تتاریون کا چڑھ آنا باہر تھا زلف شکن در شکن تھی یا دلہاے عشاق کی جاے مسکن تھی حلقہاے زلف تھے یا حبشی نافہ ہاے غزال ختن لیے تھے بلکہ مشاطۂ بہار نے جعد سنبل کو پیچ دیے تھے پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگا یا حسن کا اُسی ماتھے پر ٹیکا پٹیان نہین در خوبی کی محرابین تھین ابرو کے قریب تل تھا فلک حسن پر اختر کامل تھا چشم سُرمگین مین سرمہ کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست پاے خم سے لپٹا تھا نہین نہین محراب ابرو مین پھر آبادی میکدہ دعا کرتا تھا کہ لمولفہ خداوندا رہے پیر مغان شاد + رہے یہ میکدہ تا حشر آباد + چشم فتان سے

شارے انقلاب روزگار کا نشان نگاہ کی گردش گردش آسمان رخسار نازک پر شمس و قمر صدقے اس آسمان حسن پر فلک تارے اُتارے بنی چشمہ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بنی حسینان اُس جگہ مُنھ کی کھاتی واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی کہ

نظم

کمان یا ہی محراب یا ماہ نو ہی
یہ نشتر ہی یا تیر مژگان ہی کیا ہی
یہ نخچیر یا مار یا دام عاشق
یہ لب ہی کہ لعل بدخشان ہی کیا ہی

یہ ابرو ہی یا تیغ بران ہی کیا ہی
یہ ہی آئینہ یا ہی مہر درخشان
یہ سنبل ہی یا زلف پیچان ہی کیا ہی
صفا ایسی الماس مین کب ہی پیارے

یہ خنجر ہی جمدھر ہی یا تیر ناوک
یہ چہرہ ہی یا ماہ تابان ہی کیا ہی
عقیق یمن یا کہ مصری ہی یا قند
یہ سلک گہر یا کہ دندان ہی کیا ہی

یہ آفت ہی فتنہ ہی یا ہی قیامت
ترا قد ہی یا سرو بستان ہی کیا ہی

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سر پر جمشیدی کو جسپر رشک آئے گھڑے چاندی سونے کے رنگ سے بھرے کمر پر رکھے ہاتھون مین قمقمے لیے انگیا مین بھی گیند بلور کے چھپائے مسکراتین کمر اور کولے کا عالم دکھاتین سامنے شاہ طلسم کے آئین بہر تسلیم سبنے گردنین جھکائین شاہ عالی پائگاہ تخت پر سوار ہوا گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت بزور سحر دوش ہوا پر روانہ ہوا ایک ابر سرخ سر پر آکر چھا گیا موتی برسنے لگے وہ پریزادین جو تخت لائی تھین رنگ کھیلنے لگین پچکاریان چلنے لگین مقیش اُڑانے لگین تارے ٹوٹتے نظر آتے تھے مقیش کے تار اِس طرح جگمگاتے تھے صداے دورباش سے گوش فلک کر تھا خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر تھا اسی طرح جانب حیرت بادشاہ بصد حشمت روان تھا اُدھر حیرت بارگاہ مین بمقابلہ مہرخ اُتری ہوئی ہی اور تمام سردار سالار ساحران غدار حاضر دربار ہین اور اسیطرح بارگاہ لشکر عمرو مین بھی ساحر بیٹھے ہین لیکن بہار و نافرمان وغیرہ چند ساحرنیان مہرخ کے یہان کی اور گیسو مین شہاب و شکوہ زرین تاج وغیرہ جادوگرنیان حیرت کی میدان بہر رزم درست کرا رہی ہین غار بھرے جاتے ہین درخت کٹتے ہین مورچے بندی ہو رہی ہی کسلیے کہ آمد ملکہ صنعت سحر ساز کی خبر لگی ہوئی ہی دونون طرف کی بارگاہون مین ناچ ہو رہا ہی پیالہ شراب گردش مین ہی کہ یکایک سواری افراسیاب کی پیدا ہوئی ابر سرخ ظاہر ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران افسران لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی

اور بہر استقبال شاہ بدافعال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اُترا ملکہ مذکور نے مجرا کیا اور کئی کشتیان
زروگوہر کی سر شاہ پر سے نثار کین بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا ملکہ نے شانے سے پہلو
اپنا ملا دیا دوش بدوش دونون روانہ ہوئے اُسوقت صورت یہ جو ظاہر تھی سب کہتے
تھے کہ سنیچر کہانسے آیا ہی قران النحسین ہوا ہی غرضکہ اسی طرح یہ دونون داخل بارگاہ ہوئے
پریزادان ہمراہ سواری تخت شاہی لیکر دربارگاہ پر ٹھہرین بعض عہدے ہاتھ مین لیے شاہ
کے ساتھ اندر آئین باقی انتظام ہو گیا کہ کوئی شخص اندر نجانے پائے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ
پہلو مین اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ملکہ نے
حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہو کر بیان کیا بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے وا کیا
اور تسکین آمیز کلام کیے اور کہا کہ ابکی مین نے طاق چشم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہی وہ آکر سب باغیون
کو غارت کر دیگا اور مثل برگ خزان رسیدہ باغ عالم سے بصرصر فنا اُڑا دیگا حیرت یہ کلام سُنکر
بہت خوشنود ہوئی اور کہا ای شہنشاہ مین حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہین مگر
یہ جبر و تعدی ان نمکحرامون کی اُٹھاتے ہین اور اُن ساحرون کو نہین بلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ
مخالفون کی سزا دہی اور گوشمالی دینے پر آمادہ ہوئے بادشاہ نے یہ سُنکر اہل دربار سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ کیون صاحبو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جو میرے پیر بھائی کا سامنا کر سکے سب نے
متفق اللفظ جواب دیا کہ واقعی پیر بھائی کا حضور کے کوئی سامنا نہین کر سکتا ہی وہ بڑے زبردست
جادوگر ہین خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کر کے مدح و ثنا مین طاق چشم
کی تر زبان ہوئے یہان تو یہ ذکر و تذکرہ ہی لیکن جب اسیسان لشکر مہرخ جو قریب بارگاہ آئے
دیکھا تو یہان کے لشکری خوشی کر رہے ہین غلغلہ برپا ہی کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق چشم آتے ہین
سب نمکحرامون کا کام تمام کرینگے یہ خبر ملکارون نے جو سنی وہان سے پھر کر خدمت ملکہ مہرخ مین
حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف مین اسطرح کی خبر ہمنے سُنی ہی آمد طاق چشم
کی خوشی ہو رہی ہی ملکہ مہرخ نے خبر سُنکر فرمایا کہ ابتو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈ
ڈھونڈھکر بلائیگا خیر ہمارا ابھی خدا مالک ہی یہ کہکر چُپ تو ہو رہی مگر رنگ چہرے کا زرد ہو گیا برق
عیار حسب الاتفاق دربار مین موجود تھا اُسنے جو رنگ چہرۂ ملکہ تغیر دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھکر گویا

ہوا کہ ذرا مین تو جاکر اس طاق چشم کو دیکھ آؤن کہ اسکی کیسی صورت ہی مہرخ نے یہ بات سُنکر کہا
کہ ای برق واسطہ خدا کا وہان جانے کا ارادہ نکرنا وہ مُوا طاق چشم اپنے فن مین طاق
شہرۂ آفاق ہی زبردست جادوگر ہی افسون و سحر سے ماہر ہی مثل یہ اسی پر صادق آئی ہی کہ اُسکے
کاٹے کا منتر نہین وہ بڑا موذی ہی خدا کی مار اُسپر برق نے کہا ہمکو خدا تعالی کے فضل و کرم پر بھروسہ
اور تکیہ ہی وہ ساحر ہمارا کیا کریگا یہ کہکر ہر چند ملکۂ موصوف نے منع کیا اسنے نمانا اور روانہ ہوا جب
قریب لشکر حیرت پہونچا دل سے مشورہ کیا کہ ابھی جس ساحر کی فکر مین تم آئے ہو وہ آیا نہین
پس لازم ہی کہ کسی نہ کسیطرح بارگاہ مین حیرت کی اپنے تئین پہونچاؤ اور کسی سردار کی صورت
بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکور آئے تو اُسپر ہاتھ صاف کرو راہ عدم اُسکو دکھاؤ یہ سوچکر بہ
صورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہونچکر فکر کرنے لگا کہ کسیکو بیہوش کرکے اُسی کی
ایسی صورت بنون اور اندر جاؤن اسی خیال مین تھا کہ وہان جو نازنینان ہمراہی شاہ طلسم
در بارگاہ پر کھڑی تھین اُنمین سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اُسنے اپنی ساتھ والیون
سے کہا کہ بہینا مجکو جاے ضرور پر جانے کی حاجت ہی کوئی چلتا ہی میرے ساتھ سبنے کہا تجھکو ہر بار ایسی ہی
جگہ پر احتیاج ہوتی ہی بھلا یہ کون موقع ہی شہنشاہ آنے والے ہین نہ بی بی ہم مین سے
کوئی نجائیگا یہ کیا تونے عادت سیکھی ہی کہ ایک تو آپ جاتی ہی اور دوسرے اور کو لیے جاتی
ہی ایک عورت نے اُنمین سے کہا کہ یہ رنڈی اپنے پیلے چمڑے پر اتراتی ہی جانتی ہی مجھ سے بڑھکر
کوئی خوبصورت نہین اُس نازنین نے کہ جسکو احتیاج تھی ان باتون کا جواب دیا کہ اوئی اتنا میرا
پوچھنا کہ ساتھ چلتی ہو غضب ہو گیا ہزارون باتین تمنے مجھے پکڑائین اگر تم میرے ساتھ نجاؤ گی
تو مجھکو کوئی کھا نجائیگا یہ کہتی ہوئی وہانسے چلی اور لشکر سے نکلکر ایک گوشہ مین بہر رفع احتیاج
بیٹھی برق اسکے ساتھ آیا تھا اور گھات مین تھا کہ اِسکو بیہوش کرون پس ایک عورت کی قطع
بنکے جہان وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جبتک وہ اُٹھے اُٹھے اِسنے کمند ماری وہ عورت دریاے نور
کی رہنے والی کنیز شاہ جادو ان عیارون کی مکاری کیا جانے کمند مین اُلجھکر گری عیار مذکور نے
خوب اُسکو بیہوش کرکے پیرہن اور زیور جسم سے اُتار لیا اور اُسکو وہین مٹی مین دبا دیا پھر آپ
آئینہ سامنے رکھکر اُسی کی ایسی صورت بنا لیا قدرت نقاش ازل و مصور آفرینش نے اُس صورت نگار

نیرنگ وعیاری کو عطا فرمائی تھی کہ بہیت پل مارنے کی ہوئی نہ دیر ہی + سبحان اللہ شان تیری ہوا ہی گویا بھر گئی وہ برق ہی تھا وہی نازنین خواص افراسیاب کی تھی زلف چلیپا اُس سبزہ رنگ کی تھی یا کشت حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگان دہر کے زلف کو دیکھکر رشک سے رخساروں پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس پڑا تھا واقعی پری کا سایہ ہوا تھا نہین بلکہ اُسی گیسو وجبین نے ہزارون کو پری زدہ بناکر سودائی مشہور کرایا تھا ابرو تھے یا تخلبند قدرت نے نیا تماشا دکھایا تھا باغ رخسار کی نرگس مین تلوار کا پھل آیا تھا ترکان چشم نے تلوارون کی کوٹ بندی کی تھی قینچی باندھی تھی یا اُسکی چتون بھوین تھین ایک ایک اشارے مین سیکڑون کشور دل لوٹ لینے پر تُلی تھین چشم مردم فریب نئے فتنہ اُٹھاتی تھی لیل ونہار فتنہ زا کو آنکھین دکھاتی تھی نرگس مست پر چشمک زن تھی بڑی پرفن تھی رخسار نازک کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ اُسکو لامثال کہون سچ ہی وہ رُخ لاجواب ہی مرقعۂ دہر مین یہ تصویر انتخاب ہی دہن تنگ موہوم کی صفت مین چپ رہنا اچھا ہی اور کیونکر اُس عنقاے اوج حسن کا وصف کرون مین نے کہان اُسکو دیکھا ہی غرضکہ از سرتاپا اُس بت پرفن کا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

بلا وہ شوخی کی چال بھی ہی و بال کاکل کا جال بھی ہی
ادا سے دل پائمال بھی ہی قلق سے آشفتہ حال بھی ہی

نگہ فسون چشم عین جادو بال خم کمند گیسو
خدنگِ مژگان کمان ابرو بلاے دل خط وخال بھی ہی

ہرن ہین صیاد چشم جادو قضا کے پھندے ہین دام گیسو
شکار گہ آئینہ کو کر تو کمند بھی ہی غزال بھی ہی

تہ کیون ہو ہر بات مین دو رنگی دماغ رہتا ہی آسمان پر
وہ شوخ مستِ شباب بھی ہی غرور حسن وجمال بھی ہی

وہ گورا گورا ہی منھ تمھارا ہر ایک ہی گال ماہ پارہ
قمر کی تیلی کا ہی وہ تارا سیاہ جو رُخ پہ خال بھی ہی

اِس صورت دلفریب سے جب درست ہو کر بن سنور چپکا اٹھلاتا ہوا پانی سے لوٹے کے کھیلتا ہوا چلا اُدر دربارگاہ پر اُسی گروہ حسینان مین آملا جو تخت شاہی لیے کھڑی تھین اور گویا ہوا کہ بوا تم جو میرے ساتھ نہ گئین تو میرا کیا ہوا کوئی مجھے کھا گیا یہ کہکر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جا کر دیکھون شہنشاہ کے چلنے مین کتنا عرصہ ہی غرضکہ اندر جاکر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہل دربار سے باتین کر رہا تھا جب اُسنے نگاہ اُدھر سے پھیری اسپر نظر پڑی ایسا حسن اسکا اچھا معلوم دیا کہ فریفتہ ہو گیا مگر مصداق اس مثل کے کہ۔ اَن ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوے۔ اَن ہونی ہونی نہین

ہوتی ہوے سو ہوے - ازبسکہ یہ عورتین خاص طلسم کی رہنے والی ہین جب برق نے اُس نازنین کو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑا فورًا ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لیگیا اور دریاے نور پر اُسکو پہونچا کر بادشاہ طلسم کو بھی اُسنے اطلاع دی کہ عیار برق فرنگی نام اسطرح کنیز بنکر آتا ہی پس اِسوقت بادشاہ نے جو اسکے حسن پر نگاہ کی آگاہ تو ہو چکا تھا ہی دیکھتے ہی پہچان گیا اور بہت ہنسا برق سمجھا کہ یہ مجھپر مائل جو ہوا ہی اسوجہ سے ہنستا ہی یہ سمجھکر اِسنے اور زیادہ تنکر اپنی گات کو دکھایا اور بناز وادا مسکرایا بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا شاہ نے بسبب اِسکے کہ فرار نہو جائے بٹھلا دیا ہنسکر استفسار کیا کہ تو کیا کام کرتی رہتی ہی اسنے آنکھین جھُکا کے کچھ شرما کے جوابدیا کہ لونڈی سواری مین حضور کی حاضر رہتی ہی مورچھل ہلاتی ہی اور جو کچھ حکم ہوتا ہی وہ بجالاتی ہی شاہ جادوان نے کہا ہمنے تیری نوکری معاف کی صرف پاؤن رات کو دابنا اور کوئی کام نہ کرنا اِسنے سر جھُکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بادشاہ اسکی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہی اور دلسے اپنے کہ رہا ہی کہ کمبخت عیار کیا بلا کے ہین معشوقون کے ناز کو بھی انھون نے گرد کر دیا رنڈی کیا ایسی ادائین کریگی جو یہ کر رہا ہی فی الجملہ بادشاہ نے زیر لب کچھ افسون پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی فلک پر سے اُتر آئی بادشاہ نے برق سے کہا کہ لو تم اس چوکی پر بیٹھو یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ سحر اسیرے جال مین پھنسا آج رات کو باغ سیب مین لیجا کر اپنے ساتھ سلائیگا مین بیہوش کرکے اسکو راہ فنا دکھاؤنگا بس خوشی خوشی کمر کو تین بل دیکر تیوری نزاکت سے چڑھا کر چوکی پر بیٹھا شاہ نے ہنسکر کہا کہ ای جانی اب تم کہین بچا ناہم تمھارے عاشق ہین عیار مذکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور غور جو کیا تو چوتڑ چوکی مین جم گئے ہین اور زمین سے چوکی اُونچی ہوتی جاتی ہی عیار مسطور یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بادشاہ طلسم جست کرکے تخت پر سے چوکی پر آیا اور کہا میان برق اچھی طرح رہے برق نے کہا مین آداب عرض کرتا ہون اور یہ کہکر بہت جھُک کر تسلیم کی شاہ جادوان قہقہہ مارکر ہنسا برق نے کہا آپ ہنستے کیا ہین اسوقت ہم نہ عیاری کو آئے. تھے نہ لڑنے کو آئے تھے تمکو دیکھنے چلے آئے تھے ہماری عادت کمبخت ایسی بُری اور نکمی ہی کہ جہان کسیکو دو تین مرتبہ دیکھا بس محبت ہو گئی چنانچہ تمھین عرصہ سے دیکھا نہ تھا آج سُنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے کیا جانتے تھے کہ تم یہ سلوک ہمارے ساتھ کروگے افراسیاب نے کہا ارے تو نے میری لونڈی

کو غارت کیا ہوتا کہ خاک مین دبا دیا تھا وہ تو میرے سحر کا پنجہ اُسکو دریاے نور پر لیگیا اب مجھے تو فقرہ دیتا ہی مین بغیر قتل کیے تجھے زندہ نرکھونگا برق نے کہا تمھارا فرمانا سچ ہی لیکن ای بادشاہ جو لونڈی کچہ بہوش کرتا تو آپ تک کیونکر پہونچتا اور یون مار ڈالنے کا تمھین اختیار ہی مین جانتا ہون کہ تم زبردست ہو شہنشاہ ہو مالک ہو کوئی تمھارا سامنا کر نہین سکتا ہی جسکو چاہو مار ڈالو مجھے قتل کروگے تو کیا پاؤگے اگر چھوڑ دوگے تو تمھارا نام ہوگا شاہ جادوان یہ تقریر اسکی سنکر برسر رحم آیا اور چاہا کہ رہا کردون مگر ملکہ حیرت نے تیور بادشاہ کے پہچانکر کہا کہ ای شہنشاہ یہ مُوا دم دیتا ہی بھلا اسکو اور آپکی اُلفت امی یہ سراسر جھوٹا ہی فعل باز اور مکار یہ چھوٹا تو آپ کے پیر بھائی آنے والے ہین اُنکا ناک مین دم کردیگا اور علاوہ اسکے بموجب اس بیت کے بیت نیکی کرنا بدون سے ایسی ہی + جیسے نیکون سے کی بدی تو نے + اسکا رہا کرنا ہرگز بجا ہیسے شاہ نے یہ کلمات سنکر کہا کہ ای ملکہ تم سچ کہتی ہو مین اسکو دشمن قوی سمجھکر اس طرح ہلاک کرتا ہون کہ بے آب ودانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوجائے یہ کہکر ایک دانہ ماش کا چوکی پر سحر پڑھکر مارا کہ وہ چوکی اُڑکر جانب فلک گئی اور بردے ہوا جاکر معلق قائم ہوگئی اب جو برق نے دیکھا تو مارے نہ مددگار رہے نہ آب ودانہ ملنے کا ٹھکانا نہ کہین جانا نہ آنا جیتے جی عالم برزخ مین آگیا دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیے آفتاب سر پہ فلک دشمنی سے بنگاہ گرم دیدۂ مہر سے گھورتا یہ بیچارہ باین آفت وخرابی بہزار ناچاری بُہر خاموشی برلب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا سارا طلسم پیش نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی زمین کیطرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی شریک حال بیکسی وتنہائی تھی طالع پست نے یہ بلندی دکھائی تھی جب خیال اپنے دوستون کا آتا تو آہ کی نی بجاتا اور یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتا کہ

ابیات

مین وہ سوختہ دل ہون کہ مرگئے پر مری خاک سے دانہ سبز نہوا
جو ہوا بھی تو ہوکے وہ جل ہی گیا کبھی قابل برگ وثمر نہ ہوا
کہون کس سے ملال کا اپنے سبب وہی غم ہی سدا وہی رنج وتعب
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل مین ذرا بھی اثر نہوا
کبھی دل کی ہوس بھی نہ نکلی ہوس رہا نالہ کنان مین برنگ جرس
ترے غم مین یہ مثل اسیر قفس کبھی قابل سیر سفر نہوا

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ و بکا بروے ہوا ہی مگر اب حال طاق حشیم مکار کا بیان ہوتا ہی کہ وہ مرض باطل پرستی کا بیمار پردہ ظلمات طلسم مین ایک ملک کا مالک ہی اپنے مقام پر کہ نام اس مقام کا کوہ لاجورد یہ ہی سالک ہی جب نامہ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اُسکو پہونچا نامہ کو پڑھکر خاموش ہو رہا مگر فکر کرتا تھا کہ کیا عذر کرون اور جنگ پر جانے سے باز رہون اسی فکر مین تھا کہ بیمار ہوگیا حسب اتفاق اسکا استاد حسام جادو اُسکے دیکھنے کو ایک دن آیا اسنے استقبال کرا کر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا ساقی مہر دیدار ورقاصان پری رخسار کو طلب کر کے سامان عیش اُستاد کے لیے مہیا کرایا جلسہ عشرت جما پیالۂ احمر گردش مین آیا اُسی ہنگامۂ نشاط مین دوسرا نامہ افراسیاب کا جو بیابان نرگس سے بھیجا گیا تھا اُسکے پاس پہونچا نامہ پڑھکر افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجکو طلب فرماتے ہین دو نامے آچکے ہین مگر مین کیا کرون ناچار ہون کہ صاحب آزار ہون اب کچھ بن نہین آتا ہی کیا جواب نامے کا لکھون نہ روے رفتن نہ پاے ماندن سخت مجبوری اسکے اُستاد نے جو یہ تقریر سُنی کہا ای فرزند تم مجکو کیسا ساحر جانتے ہو اِسنے کہا ای اُستاد آپ یہ کیا پوچھتے ہین بھلا آپ کے فرمانے کی بات ہی اب آپ کا ثانی اس طلسم مین کیا عالم مین نہین آپ ہی سے افراسیاب پڑھکر شاہ جادوان ہوا آپکا ادنی غلام ایک مین ہون کہ کوئی میرا ہمسر نہین حضور نے خوب بات کہی کہ مین کیسا ہون واہ واہ وا ای مین کہتا ہون کہ خداوند سامری بھی ہونگے تو اتنے ہی ہونگے جیسے آپ ہین اب اور آگے مین کیا کہون اُستاد جی اسکی تعریف پر بہت خوش ہوئے اور پھول گئے اور بموجب ع شامتین کہکے تھوڑی آتی ہین + بے اختیار کھلکھلا کر ہنسے اور کہا ای بیٹا تو مجکو اپنے عوض شاہ طلسم پاس بھیجدے مین آپ چاہتا تو چلا جاتا لیکن اُس نالائق نے آجتک مجکو پوچھا نہین مین اُس سے ناراض تھا اب تیرے سبب سے بناچاری جاؤنگا سُنا ہی کہ وہان کچھ ملازم بگڑ گئے ہین شاہ طلسم اُنکو گوشمالی دینا چاہتا ہی اِسنے کہا ہان اور کون لڑنے والا ہی ایسے لڑنے والے ہین کہ بادشاہ کسی معزز کو اُنپر بھیجنے ننگ جانتا ہی حیرت زبردستی اپنی خوشی سے اُنکے مقابل جا کر اُتری ہی ورنہ بادشاہ راضی نہ تھا اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی جو مجکو بُلایا نہین تو ابتک تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی معلوم ہوتا ہی کہ کوکب کے یہان سے کچھ فوج براے اعانت مخالفان آگئی ہی اسلیے مجکو طلب کیا ہی حسام نے کہا سچ کہتے ہو اچھا مجکو روانہ کرو جو کوئی لڑیگا مین سمجھ لونگا طاق حشیم نے

اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بُلایا اور حکم کوچ کا دیا پھر تو نفیر سحر بجی ساحرون مین کمر بندی ہوئی خیمہ وبارگاہ اژدہون پر لدگئی جادوگرنیان علم سحر سے ماہر کیسے کیسے کانے کافر ساحر ہنس وفیل وآب آتشین پرند پر سوار ہوئے چلنے پر تیار ہوے ابر کے لگے ہوا پر چھاگئے سحر کے بادل آگئے بجلیان چمکنے لگین تیغین نیکنے لگین ڈمرو کی صدا سے ہندوے چرخ گھبرایا جھانجھ اور نفیر کی آواز سے آفتاب جھانجھ کیطرح بھرایا بازولبط وقرقرے جادو بھرے لکہ ہاے ابر مین جاکر شور مچانے لگے جادوگر اُنپر سوار ہوکر جے سامری کی پکارتے تھے تخت سحر پر حسام سوار ہوا منقل آتشناک کو سامنے رکھ لیا ہار جواہر کے گیندون کا گلے مین پہنا سارے جسم پر سیندور ملا بھبوت سے بدن رنگا تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا جھولا سحر کا گلے مین پڑا ہوا سب کے آگے چلا پس پشت دولاکھ ساحرون کا پرا ڈنکے اور گھنٹے بجتے ناقوس کی صدا سے دل لرزتے جادوگرنیان سحر آزمائیان کرتی کوہ ودشت مین آگ لگاتی چلی جاتی تھین دن ہارے یہ اندھیر مچاتی تھین کہ سحر سے رات دن کو بناتی تھین مُنہ سے رال کے شعلے اُڑاتی تھین کہ نظم

چلی اسطرح فوج یہ بیشمار | کہ جلتی ہی جسطرح کو اگسار | برسنے لگی آگ شعلے اُٹھے
تو گردون کو اندیشے پیدا ہوئے | کہا مہر نے دل سے مین جاؤن بجھ | کہ سقف فلک مین نہ لگجائے آگ

اسیطرح جب چند منزل یہ باد ہوائی اُڑتا ہوا چلا ایک مقام پر اُترکر شاہ جادوان کو نامہ لکھ بھیجا مضمون یہ تھا کہ نامہ تمھارا بنا بر طلب طاق چشم آیا اُسنے وہ خط مجکو دکھایا اور کہا کہ مین نہایت عاجز ہون جانے سے مجبور ہون مجکو اُسکے حال پر ترس آیا خود تکلیف سفر مین نے گوارا کی اُسکی عوض مین آتا ہون یہ لکھکر اپنا نام ونشان لکھا اور پنجہ سحر کو دیکر کہا کہ جہان افراسیاب ہو وہان لیجا پنجہ نامہ لیکر بارگاہ حیرت مین آیا کیونکہ شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہان آیا تھا اور انتظار طاق چشم کر رہا تھا کہ نامہ پنجہ نے دیا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا کیون صبا جو تم حسام جادو کو جانتے ہو کہ کون ہی ابرق وزیر حاضر تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور نے بھی کچھ کتابین اُس سے پڑھی ہین مع جناب شہنشاہ ہم سب کے وہ اُستاد ہین اور کون ہین شاہ نے فرمایا کہ وہی تشریف لاتے ہین یہ کہکر بجواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض توام جناب سے اس خاکسار کو جو خوشی حاصل ہوئی حد وحصر اُسکا زبان قلم سے ناممکن ہی لازم ہی کہ ذات والاصفات بر تو افگن عزت وجلال سر پر اس احقر تلمیذان کے ہو اور افتخار و اعزاز بخشے کہ بیت راہ توجہ راہ ست کہ از غایت تعظیم + دریا محیط

فلک شکوہ سپہر جناب ست + جواب پنجہ کو جب لکھکر دیا اُسنے لیجا کر حسام کو پہونچایا اُسنے حال مفہوم کرکے پھر نامہ لکھا
کہ اے بادشاہ مین چلا تو آیا ہون لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہون کہ جب مین لشکر حیرت مین پہونچون تو جا و بیجا
جو کچھ کہ امورات جنگ مین کام کرون کوئی اُس امر مین دخل ندے چنانچہ تمکو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضۂ
سحر مین تمھارے پاس بھیجتا ہون اُسکو زمین پر توڑ کر پھینکنا مجکو معلوم ہوجائیگا کہ تمنے میری شرط قبول کی
اب نامہ نہ بھیجنا مین چلا آؤنگا اور جو بیضہ نہ توڑوگے تو مین پھر جاؤنگا یہ لکھکر اور ایک بیضہ جھولے سے نکالکر
ہمراہ نامہ پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر شاہ طلسم پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ جو وہ فرماتے ہین مجکو سب
قبول ہی کسکی مجال ہی جو اُنکے مقدمہ مین دخل دیگا یہ کہکر وہ بیضہ زمین پر توڑ دیا پنجہ جو نامہ لایا تھا غائب ہوگیا
اور منظوری شرط مذکور کی خبر سحر نے حسام کو دی اُسنے پھر کوچ کیا یہان بادشاہ نے حیرت سے کہا
کہ اے ملکہ اس بیضہ توٹنے سے حسام کو منظوری شرط کی خبر ہوگئی الیساز بردست وہ ساحر ہی اے ملکہ اسکا
اب ہی کہ چھ مہینے آتش پرستی کرتا ہی اور چھ مہینے آب پرستی کرتا ہی مین اُسکے صفات بیان نہین کرسکتا ہون
جس مرتبہ کا وہ ساحر ہی اگر وہ اکیلا ایک طرف ہو اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہون جب بھی وہی سب
پر غالب آئے میرے دادا کی تلوار اُسکے پاس ہی کسی کو وہ دیتا نہین ہی آخر کو مین ہی جاکر لاؤنگا غرض یہ باتین کرکے
بادشاہ نے دربارہ تعظیم و تواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہو کر بحشم و خدم داخل
باغ سیب رشک دہ گلزار ارم ہو کر مصروف عیش و تنعم ہوا اور یہان بعد قطع منازل و طی مراحل حسام
بدانجام دریائے سحر سے پار اُتر کر قریب لشکر حیرت نافرجام پہونچا ملکہ کو طائران سحر نے اسکے آنے سے
مطلع کیا چونکہ یہ اُستاد بادشاہ کا ہی اسوجہ سے ملکۂ مذکور مع اراکین سلطنت بہر استقبال روانہ ہوئی
اور راہ مین جاکر اس سے ملی یہ بھی تخت پر سے اُترا ملکہ نے تسلیم کی اِسنے سر اُسکا سینے سے لگایا دعا خیر
اپنے مذہب و مسلک کے طور پر دی ملکہ نے بارگاہ زربفتی نصب کرا رکھی تھی جملہ اسباب راحت سے آراستہ
تھی پلنگ کرسی سیر چھپر کھٹ شیشہ آلات فرش جملہ سامان مہیا تھا اُسی مین اسکا اسباب رکھا گیا لشکر
اسکا لشکر سے ملکر ملکہ کے اُترا گھما گھم ہونے لگی بازار مین کھلگئین حسام بارگاہ مین ملکہ کے ہمراہ آیا اور
شراب خواری مین مصروف ہوا اور سارا حال باغیون کا پوچھکر کہا کہ مین ابھی جاکر سبکو غارت
کیے دیتا ہون ملکہ نے کہا آپ کے مقدمہ مین کوئی دخل دے یہ مجال نہین لیکن آج طبل جنگ
بجوا کر شب بھر آرام بھی فرمایئے اور دشمنون کو مہلت بھی دیجیے کہ عذر غفلت اُنھین باقی نہ رہے

صبح سبکو شام فنا دکھائیگا اِسنے یہ تقریر سُنکر توقف کیا اور جب حسام مہر فلک ترک روزگار نے نیام مغرب مین رکھی اور ساحرۂ شب حیرتناک آئینۂ ماہ لیکر انجمن عالم مین آئی کہ بمقتضاے ابیات

گیا دن شام آتشبار آئی　　بغل مین مجمرہ مہتاب لائی
قمر کو سلطنت حاصل ہمہ تن　　ہمائے شب ہوا جب سایہ افگن

شام ہوتے ہی نفیر سحر بجی ملکہ مہرخ کو طائران سحر نے خبر دی ادھر بھی نقارۂ بالائے ہوا جادو کے بجے لڑنے مرنے والے آگاہ ہوئے نامرد و بزدل گھبرائے دربار برخاست ہوا سردار و ساحران ذیوقار خیمون مین آ کر درستی آلات کارزار مین مصروف ہوئے منتر ہر ایک زبان پر جاری کرتا دل سے یاد باری کرتا کہ خداوندا تو مشکل آسان کرنے والا ہی تیرے بحر کرم سے ہمارا بیڑا اُس شورش قلزم فوج کے پار اُترنے والا ہی غرضکہ ہر سمت سحر سازی تھی سبکو فکر جانبازی تھی رات وہ ایسی تاریک تھی کہ خوف سے دل ہلتے تھے بہادر تیغ کے گلے ملتے تھے دیدۂ ساحرۂ دنیا مین کاجل لگا تھا یا رات کا اندھیرا تھا سپرون کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحرون نے بُلائی تھی تیغ تیز کی چمک روشنی مردمک دیدۂ سواد شجاعت تھی جسنے لڑنے مرنے کی راہ دکھائی تھی سپرون پر پھول جڑے تھے یا کالی کلکتے والی کے مندر پر پوجاری جمع تھے پھول مان منتا کے لیے چڑھے تھے تلوارون کے سر پر وہ زبردست بیر چڑھا تھا کہ جان بھینٹ مین لیتا تھا مبارز اُسکو دیکھکر سر سے کھیلتے تھے وہ بیر جسپر سایہ ڈالتا بغیر جان لیے نہ اُترتا تھا محراب خم شمشیر مین منچلے نوجوان مرادون والے سر چڑھانے پر تیار تھے گلہاے زخم کے ہار پہننے کی مراد تھی نام و ننگ کے طلبگار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آشکار تھے کہ نظم

کوئی بیٹھکر دور پڑھتا پڑھنت　　کوئی سامری کا بنا تھا مہنت　　کوئی لیکے اکیس لونگ اور پھول
وہ جپتا تھا منتر گیا تھا جو بھول　　بنایا کسی نے شجر سحر سے　　کہ پھل جسمین تلوار کی شکل تھے
کسینے بنائے تھے سنمون کے سانپ　　جنھین دیکھ ترک فلک جاے کانپ　　جب منشی قدرت نے لوح زبرجدی

چرخ سے نقاط انجم و اسطار کہکشان کو بہ آبداری مہر دھو یا اُستاد ازل نے طفلک خورشید کو مدرسۂ افلاک مین بہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلایا نظم

بڑی سامان ظلمت پر تباہی　　دُھوان ہو کر چلی شب کی سیاہی　　اجالا شمع پر آئی اُداسی
مزاج شب مین پھیلی بدحواسی

ہنگام سحر اُستاد افراسیاب اُٹھکر جانب رزمگاہ چلا دو لاکھ جادوگردن کا پرا ہمراہ ہوا حیرت بھی بڑے کرو فر سے سحر کے بنگلہ مین سوار ہو کر چلی فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایک طرف سے

مہرخ فرخ نے رخ اپنا جانب میدان کیا فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا ملکہ بہار معشوقہ طرحدار گلعذار تخت سحر پر بہزاران زیب و زینت سوار تھی جانب رزمگاہ اسطرح روان ہوئی کہ گلستان لشکر مین نسیم بہار روان ہوئی تخت بلور پر ملکہ مذکور جلوہ بخش نور اُس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جنان سے ہمیشہ دستی کا دعویٰ رکھتے دھرے تھے اُس بہار گلزار حُسن کے جوبن پر بلبل دل عالم مرے ہوے تھے ماتھے پر دہ غیرت قمر افشان چنے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوے لباس ارغوانی اُسمین تھا عالم کا برنگ لالہ خونین قبا عاشقون کو خونین کفن بنا تا معشوقان گلرخسار کو لال لال آنسو رشک سے رولاتا کالی گھٹا سر انور پر چھائی جیسے زلف سیاہ رخ پُر نور پر لہرا کر آئی اُس بدلی سے جانور فصل بہار کے مخبر ظاہر ہو کر زمزمہ سرائی کرتے دھانون کو کلا دھیر کویل پپیہا ہزار خوش الحانی تعریف اُس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ بموجب **غزل**

دعویٰ کرے وہ رخسے ترے آب و تاب کا
سمجھی ہی اُسکو پھول وہ شاید گلاب کا
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اُٹھے

اتنا تو مُنہ نہین بخدا آفتاب کا
مہتاب فرش خاک پہ غش کھا کے گر پڑے
ابتک مزا گیا تھا نہ آنکھون سے خواب کا

بیوجہ تیرے رخ سے نہین عشق عندلیب
گر رُخ سے وہ اُٹھادے جو پردہ حجاب کا
ایک طرف سے نافرمان کی نرالی

آن بان طاؤس جواہر پر و سحر زر پران دھانی جوڑا پہنے کشت حُسن کو تازگی و سرسبزی دیے زمردین زیور سے جسم آراستہ حُسن سبزہ رنگی کے جلوے ہرے نہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کمسن کہ بموجب **نظم**

ادا سے خوبی سے ناز و عشوہ سے لطف جو میرے یار مین ہی
یہ کون آتا ہی خیر مقدم بعزم گلگشت باغ اس دم
نہ ایک مین ہی نہ دو مین یہ ہی نہ تین مین ہی نہ چار مین ہی
کہ سرو سرور ریاض عالم اُٹھائے سر انتظار مین ہی

ایک سمت سے ملکہ سرخمو بصد آبرو ابر سحر پر سوار زلفین کھولے بال بال موتی پروے بالون سے ستارے جھڑتے شب تار مین جگنو چمکتے یا سپہر حُسن پر تارے نکلے ہوے رخسارون پر سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا تارے کا قمر پاس ٹوٹتا نظر آتا تھا زلف پریشان کُن خاطر عاشقان گیسو کا دہن تنگ پر اُتر کر آنا راہ چشمۂ حیوان کی جستجو مین سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ بمقتضاے **ابیات**

کیا تری زلف گرہ گیر ہی اللہ اللہ
کیا ہی عالم ہی بت پیر ہی اللہ اللہ
دل کو دیوانے کے زنجیر ہی اللہ اللہ
شور ہی خلق مین بیداد کا اُسکے ہر سو

اسی طرح یہ گروہ حسینان سپہ سالار لشکر ناز و ادا بہزار زینت و عظمت دشت وغا مین پہونچا **نظم**

ہمہ نامداران باجاہ و آب
ہمہ بر سپہر خرد آفتاب
ہمہ کینہ جویان ہمہ نامدار

همه نیزه بازان و خنجر گذار　　همه یکدل و یک زبان و سخن
بجنبید دریا و صحرا و کوه　　بجان آمده گاو ماهی ستوه
همه رزم جویان بخون ریختن

اس فوج کے آنے سے گرد وغبار چھایا ابر سحر اور ساحرون کے اُڑنے سے وہ اندھیرا تھا کہ خاک کسی کو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور بجتے تھے گوش فلک کرتے تھے غرضکہ طرفین سے ہوا کے جھونکے آئے خس وخاشاک میدان کا اُڑا لیگئے بھر گھٹائین آئین ہلکی ہلکی بوندیان اور بوچھار پڑی جھڑ کاؤ کرکے ابر کے سقے بھی چلے گئے صفین آراستہ ہوئین نقیب کڑکیت چاؤش نکلکر پکارے کہ کہان ہین ساحران کاشغر وکشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانور و دلیس کے نامی جادوگر اب نہ دمامہ ہی نہ شمامہ ہی نہ سار شمشش ہی نہ نمرود ہی نہ فرعون ہی نہ ہزار شکل چرخ گردان ہی کسیکا نہ کچھ پتا ہی نہ نشان ہی بس آج کون ایسا جادوگر ہی جو سامری وجمشید کا نام لیکر اس معرکہ جدال وقتال مین قدم آگے بڑھائے اور کچھ کرتب اپنی سحر وساحری کا دکھلا کر نام اپنا کر جائے کہ اس خاکدان عالم مین وہی غار تاریک لحد آخر ٹھکانا ہی

نظم

کدھر آج ہی عدل نوشیروان　　ہوا پہ وہ تخت سلیمان کہان
کہان ہی وہ دارا کا لشکر سب آج　　کہان اب کیومرث کا نام ہی
نظر کن درین دیر بازیچہ رنگ　　کہ بشکست چون طاق کسریٰ لنگ
کدھر ہی سکندر کا وہ تخت وتاج
کہان اب وہ جمشید کا جام ہی

اس نہیب دینے سے ساحرون کے حوصلے بڑھے ناریل نارنج اُچھلنے لگے بیرقین اور جھنڈیان اُڑنے لگین حسام بدانجام فوج کے پرے سے الگ ہوا اجازت لینے کے عوض اُسنے حیرت کی جانب تنکر دیکھا حیرت نے پکار کر کہا کہ بول حسام اُستاد تیری سدا جی سارے لشکر مین جی جی کا غل ہوا اور وہ ناکام آگے بڑھا فوج کیطرف مہرخ کے بنگاہ تیز وگرم دیکھکر پکارا کہ ای فرقہ گمراہ تم سب مجکو جانتے ہو کہ مین کون ہون اور کس مرتبہ کا ساحر ہون اب بھی کچھ نہین گیا ہی اطاعت اہل اسلام چھوڑکر حاضر خدمت شہنشاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو نہ بدنام ہو ورنہ سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھو گے اِدھر سے ہرچند کہ وہ اُستاد ساحران ہی مگر بموجب مصرع جواب جاہلان باشد خموشی کسینے اُسکی گفتگوے بے معنی ولایعنی کا جواب نہ دیا اُسنے غصہ مین آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکریون کو دکھائے اُسوقت بہار نے تخت قریب تخت مہرخ لیجا کر آہستہ سے کہا کہ یہ ناریل جو اُسنے نکالے ہین خاص سامری کے بنائے ہین اس سحر کا رد کسی سے نہو سکیگا مناسب ہی کہ لشکر سے نکل چلو تاکہ اسکے شر سے محفوظ رہو مہرخ نے کہا لشکر کو اپنے آفت ومصیبت مین چھوڑکر جانا افسری سے بعید نظر آتا ہی ہرچہ باداباد دیکھین

خدا تعالی ہمکو کیا دکھاتا ہی کہ بیت بہ بنیم کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان + بہار ہنوز کچھ جواب نہ دینے پائی تھی کہ حسام نے نیام سحر سے تیغ انتقام کو کھینچا یعنی اُن ناریلون مین سے ایک کو زمین پر مارا اور دوسرے کو جانب آسمان اُچھالا یہ کرشمہ کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ مہر فلک تھرانے لگا فرط خوف سے بخار چڑھ آیا گاؤ زمین کو غش آنے لگا ساحر چرخ گھبرا کر چرخ کھانے لگا جہانتک کہ لشکر سلیمان اسلام تھا وہانتک زمین شق ہو کر نشیب عدم اور غار قبر تیرہ و تار بنگئی ساحر دھسنے لگے مہرخ رونے لگی ساحران دشمن ہنسنے لگے آسمان کی طرف ناریل اُچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدۂ دہر تاریک ہو گیا ایک چادر سیاہ بطور ابر کے لشکر مہرخ پر آکر چھا گئی اُسمین سے سیاہی کاجل کیطرح گر کر پھیلتی تھی دیدۂ دہر سے اُس کاجل نے روشنی کھو دی شامت ہر ایک کی آ گئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب اُسی جا اکٹھا ہو کر آئی تھی نور وضیاے مہر انور کا فور اقبال ہما کیطرح روشنی دور ایسا خانۂ عالم مین اندھیر مچگیا تھا کہ چشم نور آگین اہل وینا کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا بوم شوم کا سایۂ نحوست اُس لشکر پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے گھیر لیا تھا ہر طرف بھگدڑ پڑی ہلچل ہوئی لیکن سوجھتا کچھ خاک نہ تھا سواد شہر نور منزلون دور تھا عالم عالم مین تاریکی کا ظہور تھا بھاگ کر یہ سب کہان جاتے کدھر ٹھوکرین کھاتے اور سر ٹکراتے جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے مین گرے اندھے راہ کہان پاتے ساحر جو نامی و نامور تھے وہ سحر پڑھکر دستک دیتے رد پڑھکر دم کرتے مگر کچھ اثر نہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور جملہ سپاہ مع بادشاہ زمین جو شق ہوئی اُسکے نشیب مین آ گئی گویا زندہ درگور ہوئی سب زیب و زینت خاک مین ملگئی اُسوقت کی آفت کہان قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے خامہ باچشم نمناک قطرات مداد سیاہ سے ماتمی پوشاک شاہد قرطاس کو پہناتا ہی اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہی جو لفظ تحریر ہی سوگ نشین ماتمکدۂ کاغذ ہی صریر کلک سے آواز ہی ہی کی نکلتی سرہٹتی ہاے ہوز ہی جیم دائرہ نشین غم ہی تو عین بعینہ چشم پرنم ہی واے اے فلک غدار یہ کیا ستم ہی کہ گلبدنان یاسمن پیکر یہ وزان صرصر الم ہی نظم

گلشن دہر ہی دلچسپ جدھر جاے نظر	ہو وہی مطرب و ساقی شب مہ نور سحر	جو کہ شی ہی وہ ہی مرغوب دل پیر و جوان
سبزہ و ابر و ہوا لالۂ حمرا گل تر	دیکھ صحرا کو کہ کیا سبز و زمرد گون ہی	دیکھ دریا کو کہ ہی موجون سے زنجیر بپر
قطرے باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہی	لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر	شاق ہی اُسکی جدائی تو سبھی کو لیکن
عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر	لطف لاکھون ہین پہ افسوس کہ ہی نقش بر آب	آبشارین ہین سدا نوحہ گر اس گلشن پر

چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش — وہ دن آئیگا کہ بیٹھے کی ہنومان کو خبر — اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان الفت کیا
بی بسی مین ہوا گر عشق تو ہین لاکھ ضرر

آخر الامر جب اس لشکر مین یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا کہ ای گروہ گمراہان اب تمھارا مار ڈالنا کچھ بات نہین مگر ابتدا سے مزاج ہمایون شہنشاہ جادوان کا حال مین سنے سُنا ہی کہ تمھاری پرورش پر مائل ہی بدین سبب آج کا اتنا دن اور یہ رات تمکو اس عالم مین چھوڑتا ہون اگر تمنے اطاعت بادشاہ نہ کی تو جس طرح تم نشیب زمین مین سماگئے ہو اُسی طرح زمین کو حکم دونگا کہ تمھارے سر پر دوڑ آئیگی اور برابر ہو جائیگی زندہ بند ہو کر رہجاؤگے اور یہ سیاہی ظلمت عدم مین پھنسائیگی آگ تمپر برسائیگی نام و نشان تک تمھارا خاک مین ملائیگی یہ کہکر طبل بازگشت بجا کر پھر الشکریون نے ارادہ لوٹنے کا کیا حیرت مانع ہوئی کہ خبردار اُستاد کے مقدمہ مین کوئی دخل نہ دے ورنہ جان سے مارا جائیگا ہر ایک ملکہ کے منع کرنے سے رُکا اور جملہ افسران لشکر ہنستے باہم خوشی کرتے پھرے لشکر آکر اپنے مقام پر اُترا ملکہ مذکور اُستاد جی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی شاہ طلسم نے بھی ہلکارے دم بدم کی خبر پہونچانے کے لیے مقرر کیے تھے اُنھون نے یہ خبر فتح کی پہونچائی شاہ بہت خوشنود ہوا مصور و صورت نگار داخل باغ سیب تھے اُنکو حال آمد حسام نہ معلوم تھا پوچھنے لگے کہ ای بادشاہ یہ سحر کیا آپ نے کیا ہی بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی کے مانندے ہو جانے کا اور اپنے اُستاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا پھر ایک خلعت اور کشتیان زر و جواہر بے بہا کی اور تحفہ جات طلسم اُستاد کے لیے روانہ کیے اور عریضہ تحریر کیا کہ اُستاد آپ کے کرم سے میری سلطنت قائم ہوئی سب ملک و مال بچگیا اب غلام بھی حاضر خدمت ہوگا حجاب کی وجہ سے مین سامنے نہ آیا تھا کہ آجتک قاصر خدمتگزاری رہا تھا یہ عریضہ مع تحفون کے جب حیرت پاس پہونچا اُسنے اُستاد کو خلعت پہنایا اور جلسۂ عشرت جمایا اور کہا کل بعد قتل جملہ باغیان چالیس روز کا جشن کرونگی آج کے جلسۂ طرب کی سند نہین غرضکہ ناز پروردگان مہ دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت و لائق محفل بہجت جمع ہوے گلعذارون نے بارگاہ کو رشک دہ گلزار جنان بنادیا اپنے زمزمے اور ترنم کے سامنے بلبلون کو شرما دیا ساقیون نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو سرخوش کیا اور مغنیان خوش نوا نے بالحان دلکش اس غزل کو گایا اور رقاصون نے اپنی اداے دلفریب پر ہر ایک کو لبھایا غزل

کنون کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود — بنفشہ در قدم او نہاد سر بسجود — بنوش جام صبوحی بنالۂ دف و چنگ
ببوس غبغب ساقی بنغمۂ نے و رود — بباغ تازہ کن آئین دین زردشتی — کنون کہ لالہ برافروخت آتش نمرود

بدست شاہد سیمین عذار وعیسیٰ دم
شراب نوش و رہا کن حدیث عاد و ثمود
شد از فروغ ریاحین چو آسمان گلشن
زمین اختر میمون و طالع مسعود
بدور گل منشین بے شراب و شاہد و چنگ
کہ ہمچو دور بقا ہفتۂ بود معدود

غرضکہ شام تک یہی جلسۂ مسرت رہا جب نور دیدۂ فلک سحر حسام شب سے دور ہوا اور چرخ ستمگر نے انجمن عشرت مین ناہید فلک کو بلایا کہ

نظم

ہوئی جب روشنی روز نابود
ہوئی پھر شام شب سے پہلے موجود
چو ناگہ یہ پری بن ٹھن کے آئی
چراغون نے چمک اپنی دکھائی

حسام دن بھر کا تھکا ماندا تھا بہر آرام اپنی بارگاہ مین جلسہ سے اٹھکر آیا پہلے کچھ غذاے لطیف زہر مار کی پھر سراچۂ بارگاہ کے اٹھوا دیے صحن خرگاہ مین پلنگڑی بچھواکر لیٹا لطف شب ماہ دیکھتا جاتا تھا سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت دکھاتا تھا اِس خوشی مین تھا کہ نیند آتی تھی سطرف اہل اسلام کی دعا بصد نالہ و آہ تا بعرش کبریا جاتی تھی جب وہ زار زار اشکبار ہوتے تھے عشرت پذیران عالم کے ہوش کھوتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے کہ

ابیات

یارب ہی کریم نام تیرا
ستار و رحیم نام تیرا
کفار لعین و تیرہ ایمان
ہین تشنۂ خون و حاسد جان
غالب ہوا کفر عاجز اسلام
یارب ہو ہمارا نیک انجام
اپنی وحدانیت کا صدقا
دے ہمکو نجات اب خدایا

یہ دعا مانگی درگاہ کبریا مین قبول ہوئی مراد دل حصول ہوئی یعنی اُستاد شاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا فلک پیر کو اُسکی اُستادی پر رشک آیا کہ مجھسے بڑھکر یہ ستمگر پیدا ہوا جسنے چشم زدن مین جاہ و جلال لشکر اسلام مٹایا بس گردون دشمن اِسکا ہوا اور اسنے بروے ہوا ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر مین قندیل لٹکائی ہی یا ستارہ ٹوٹکر کرۂ زمہریر پر جمگیا ہی حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہی آخر اُس کوتہ بین نے دوربین سحر لگاکر دیکھا تو ایک چوکی بلور کی نظر آئی کہ ماہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب رخشان نظر آتی ہی یہ دیکھکر اسکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی گو وہ سحر شاہ طلسم کا تھا جو کسی سے رد ہوسکتا لیکن یہ اُستاد بادشاہ ہی اِسنے رد کر دیا وہ چوکی چکر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی برق فرنگی اُسپر دور ونکا بھوکا پیاسا اپنے حال زار پر روتا ہوا چپ بیٹھا تھا اور لشکر کے حال زبون کو بھی اِسنے اسی بلندی پر سے دیکھا تھا دل سے کہتا تھا کہ اب رہائی ہوگی کیونکہ ہم اہی بھی اپنے سب خاک مین ملگئے اسی فکر مین تھا کہ چوکی نیچے اُترنے لگی اِسنے بھی جھک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ مین ایک ساحر بیٹھا ہی

اسکے پاس یہ چوکی جاتی ہی یہ دیکھتے ہی گو دور وزمین بوجہ گرسنگی وتشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی ایسی بنائے تھا اسمین بھی کچھ کچھ تغیری ہوگئی تھی لیکن یہ بہت جلد اُترتے اُترتے درست ہو بیٹھا وہ چوکی جب زمین پر آئی اُستاد جی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی دیکھا کہ ایک عورت قبول صورت بمشابہ شکل حور سراپا بقعۂ نور لباس وزیور سے آراستہ اُس چوکی پر بیٹھی ہی ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمغہ کے لگی ہی اُسپر کھدا ہی کہ کنیز افراسیاب جادو اور بسبب شدت وتکلیف اسیری کے مُنھ اُسکا تمتمایا ہی نچا کھچا کھڑا ہی پاسر عریان وموپریشان ہی ہر ایک بال سیاہ اور دراز اُسکا افعی پیچان ہی یا شب ہجر عاشقان ہی ہوا کے سبب سے اس طرح لہرا رہا ہی کہ جیسے مار سیاہ بل کھا رہا ہی بالون کے گھن مین چہرۂ تابان اُسکا یون نظر آتا ہی جیسے بدلی سے چاند چمک جاتا ہی فوج غم والم کی دلپر چڑھائی ہی رنگ رخ زرد ہی مُنھ پر جھٹتی ہوائی ہی پوشاک بھی ملگجی ہوگئی ہی لیکن باین ہمہ رنج والم وہ صورت زیبا رکھتی ہی کہ حسینان جہان پر ہنستی ہی یوسفؑ نے تو خواب مین بھی یہ صورت نپائی ہوگی وہ کون سی طبیعت ہی جو زلیخا اسکے عشق مین نہ بن آئی ہوگی کہ بموجب ابیات

تاگہ اک چاند کے ٹکڑے پہ پڑی مری نگاہ | ہوگئیں جلوۂ رخسار سے آنکھیں روشن | ہوشِ عشوہ گرے آفت جانے شوخی
گلرخے سرو قدے نوش لبے غنچہ دہن | قاتلِ خلق خدا جنبش تیغ ابرو | خرمن ہستی عاشق پہ نگہ برق فگن
رات بھیگی عرق شرم مین وہ ڈوبے لب | آنکھ سورج کی جھپک جاوہ چہرہ روشن | چاند سورج نے کیا شب کو ثریا ہین طلوع
سرپہ تعویذ مرصع کی بیان کیا ہو پھبن | طرہ بقیش کا جوڑے پہ نیا طرہ ہی | سانپ بیٹھا شب تاریک مین ہو ڈالکے من
روکش اختر تابان ہی سنہری افشان | نصف خورشید درخشان ہی جبین روشن |

حسام اُسکی صورت دیکھتے ہی دیوانہ ہوا ساری اُستادی اُس پرفن نے بھلادی گھبراکر پوچھا کہ ای ماہ پارہ تجکو کسنے یہ کاہش دی ہی ای پری تو کیون اُڑ رہی تھی ماتھے پر تمغہ لگا ہی شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہی برق نے شرماکے مسکرا کے کہا کہ ای جادوگر تو کیون دیوانہ ہوا ہی میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئیگا مجکو شہنشاہ نے قید کیا ہی اگر تو معزز ساحر ہی تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرادے نہین تو مجکو پھر اُڑادے اِسنے کہا ای جانی وای مایۂ زندگانی تجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی جو زہرہ منش ہوکر ہاروت وار چاہ عذاب مین لٹکی یا شمع قندیل ہی تو کہ بغیر لٹکے حسن نہین دیتی اُسنے جواب دیا کہ مردوے باتین نہ بنا جلدی مجکو پرے ہوا ہو نجارے آفت آجائیگی ابھی تو مین قید ہون پھر قتل کی جاؤنگی جب بادشاہ نے اتنے سے قصور پر کہ جام شراب پیے

آتی تھی ٹھوکر لگی ہین گری جام چھوٹ کر جو گرا ٹوٹ گیا یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ و آب قید کیا اب غیر مرد سے ہنسنے سُننے لگا تو مار ہی ڈالیگا اِسنے یہ تقریر سُنکر کہا کہ شاہ کو اُسوقت نشہ شراب ہوگا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم نہین ہین تیری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر اپنے دل سے کہا کہ ای حسام تو نے اتنا بڑا کام کیا ہی کیا بادشاہ اس کنیز کو تجھے نہ دیگا نہین ضرور دیدیگا یہ سوچکر اُس غارتگر جان سے پوچھا کہ ای نازنین سچ بتلا افراسیاب نے کبھی تجھکو ہاتھ تو نہین لگایا اسنے کہا قسم ہی سامری جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہین دیکھا اور کیونکر دیکھنے کہ مین مرد سے خوف کھاتی ہون میرا کلیجہ ہاتھون مرد کی صورت دیکھکر اُچھلنے لگتا ہی یہ کہکر اس طرح انگڑائی لی کہ بغلین اور سینہ اور پیٹ کھلگیا اُستادجی کا تو جی لوٹ گیا کہ بیت انگڑائی لیکے اپنا مجھپر خمار ڈالا + کافر کی اس ادا نے مجکو تو مار ڈالا + بس شیفتہ ہو کر پکارا کہ مطلع جان کیا تمکو کہون مین جان ہی جانے کے لیے + دل سمجھتا ہون کہ دل ہوتا ہی آنے کے لیے + اُس گلبدن نے بھی ہنسکر کہا کہ مین سچ کہون مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی مگر تجکو دیکھکر میرے دل کا حال اور ہو گیا ہی یون تو ہزارون لاکھون جوان پریزاد جوہر کے بچے مین نے دیکھ ڈالے تجکو نہین معلوم کیا سبب جو دیکھتے دل بیچین ہو گیا کہ فرد مطلع رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا + حسام یہ پیاری پیاری باتین اُس ستمگر کی سُنکر بہت خوش ہوا اور سحر پڑھا کہ چوکی مین جو یہ لپٹا ہوا تھا اور اُٹھ نسکتا تھا اُس حال سے اِسنے نجات پائی اُٹھکر بناز و تبختر اُسکے پاس آیا اُسنے ایک رقعہ لکھکر اس مضمون کا کہ ای شاہ جادوان مین نے تمھاری کنیز معتوب کو چوکی سے چھڑا لیا اور اپنی خدمت مین اُسکو لایا اطلاعاً تمھین لکھ بھیجا یہ تحریر اُسی چوکی پر رکھکر سحر پڑھکر اُڑا دیا اور کہا ای چوکی جہان بادشاہ ہو وہین جا چوکی اُڑکر چلی برق نے جو یہ ماجرا دیکھا دلسے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ پاس کوئی دم مین جائیگی وہ تو میرے حال سے واقف ہی فوراً میرا راہ ہوناً سُنکر دوڑا آئیگا بس جلد کوئی تدبیر کرون یہ سوچکر پاس اُسکے بیٹھ گیا وہ اسیر دست انداز ہوا اُسنے اور لوتکچھ ناز و انداز نہ کیا مگر سسکی بھر کر کہا ٹھہرو مین بے قرینے ہوئی جاتی ہون چھوٹے کپڑے کُھلے جاتے ہین تمھارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہین سراپچے بارگاہ کے اُٹھے ہین کیا مجکو نگوڑی کسبی خانگی سے بھی بدتر تمنے سمجھا ہی کسبیان بھی بیچ بازار مین مردوے کو لیکر نہین پڑتین یہ سُنکر اُسنے سراپچے گروا دیے اور خادم خدمتگار سبکو باہر بارگاہ کے نکالدیا اس اثنا مین عیار زندکور نے انگیا مین سے ایک گیند نکالا اور کہا دیکھو یہ کیا ہی اُستادجی نے اِسکی بھولی باتون پر گلے سے لگایا اور کہا یہ گیند ہی اور کیا ہی اس گلبدن نے کہا واہ یہی

پہچانتے ہوبہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہی شہنشاہ گئے تھے تو کئی لائے تھے ایک مجھے بھی دیا تھا دیکھو سونگھ کر
گلاب کی بو آئی ہی تو اُسنے تعجب کرکے گیند اِس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا اسنے فوراً خنجر
کھینچکر سر اُسکا کاٹ ڈالا شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی آگ برسنے لگی آوازین مہیب
آنے لگین کہ ارے ظالم غضب کیا تونے کہ اُستاد ساحران کو مارا ساحر غل سُنکر دوڑے برق نعرہ کرکے
اُسی ہنگامۂ گیر و دار مین جست و خیز کرکے نکلگیا اس عرصہ مین وہی جچکی شاہ طلسم پاس پہونچی وہ
اُستاد کو عرضی تحریر کرکے باغ سیب سے بیابان لالہ زار مین واسطے سیر کے گیا تھا جچکی کے آتے ہی
نامہ پڑھا اور پکارا کہ ارے یہ کیا غضب اُستاد نے کیا کہ اُس بلاے آسمانی کو اُتارا ملازمون نے پوچھا
کہ حضور کیا ہوا اسنے سب حقیقت عیار کے قید کرنے بیان کی اور ابریق وزیر سے کہا جلد جا اُستاد
سے بعد آداب و تسلیم حال عیار عرض کرنا اور کہنا اور کنیزین آپ کی خدمت کو حاضر ہین اسکو جلد قتل فرمایئے
وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ پیر حسام کے روتے پیٹتے آئے اور حال اسکے مرنے کا معرض بیان مین لائے
بادشاہ سُنکر سُن ہو گیا بعد کچھ دیر کے ہاتھ ملکر گویا ہوا کہ خود کردہ را درمان چیست۔ ہاے افسوس
مین نے برق کو گرفتار جب کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیے تھا ناحق اُسکو قید کیا خیر مرضی سامری
کی یہی تھی ای ابریق تو جلد جا لاش اُستاد کی طاق چشم پاس بھجوا اور اُستاد کے مرنے سے جملہ
طلسم رہا ہو گئے ہونگے ایسا ہو کہ لشکر حیرت پر آ گرین اور لشکر مذکور کو غفلت مین ضرر پہونچے وزیر
حسب ارشاد بہت جلد چلا یہان بعد مرگ حسام وہ چادر ظلماتی دور ہو کر زمین ہموار ہو گئی لشکر
مہرخ نے نجات پائی سجدۂ شکر خدا ادا کیا اور لشکر تو تیار دشت کارزار مین کھڑا تھا ہر ایک
جانب لشکر حیرت چلا لیکن اتنے عرصہ مین وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا اُسنے آتے ہی سحر کیا کہ سب
لشکر حیرت مین روشنی ہو گئی اور اُسنے ہنیب دی کہ ای لشکریان خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کہ حریف
کا لشکر آ پہونچا سب لشکر مین مرگ حسام سے گھبراہٹ تو ہو رہی تھی اِسکے آواز دینے سے کمربندی ہونے لگی
حیرت بھی باموے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی مہرخ نے کہا کہ اب جا نا لڑنے کو اسوقت بیفائدہ
ہے یون تو بہت لڑینگے وہ غفلت مین کار حریفان تمام کرنے کا لطف نہ رہا اب پھر چلو یہ کہکر مع لشکر کے
مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئی لشکری بھی آسودہ ہوے اب آج یہان جلسۂ عشرت جما لشکر دشمن
مین شور واویلا بلند ہوا واہ رے انقلاب دہر گاہے چنین گاہے چنان المختصر ارباب نشاط حاضر ہوئے

جام مے سرخ گلفام کا دور چلنے لگا ہر ایک گلے ملنے لگا سامان شادی وجشن کیقبادی کی کیفیت کیا لکھی جائی اختصار منظور ہی حاصل یہ کہ برق بھی بارگاہ مین آیا فرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا جملہ کیفیت سُنکر خوشنود ہوئی یہ سب تو بعشرت تمامتر یہان ٹھہرے اُدھر لاش حسام کی ساحران لشکر کے ہمراہ ابریق نے طاق حشیم کے پاس بھیجی اور آپ خدمت بادشاہ مین گیا شاہ طلسم بیابان لالہ زار مین متفکر بیٹھا تھا وہان کے مالک نے حاضر خدمت ہوکر نذر دی اور عرض کی کہ شہنشاہ نصفت نشان آپ کچھ متردد معلوم دیتے ہین کتاب رخسار معنی غم وملال سے تحریر نظر آتی ہی بادشاہ نے سارا حال اُستاد کا بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ مجھکو حکم ہو مین جاکر کار زنگہ امان تمام کردون میر الشکر بہت آراستہ وتیار ہی فوج بھی آپ کے اقبال سے جرار ہی بادشاہ کو اُسکے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلا ے جادو نے عرضی بھیجکر مدد مانگی تھی اُسکے پاس اسکو بھیجنا چاہیے یہان لڑنے کو تو میرے بھائی میر آئے ہی نگا یہ سوچکر گویا ہوا کہ ای زہیر بن قاہر قہر حشیم جادو اگر تمھارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہی تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی اعانت کرنا بہتر ہی تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور دشمنان خداوند کا استیصال کرو اسمین مین بھی خوش ہونگا اور خداوند بھی راضی ہونگے دنیا اور آخرت تمھاری دونون بنجائینگی اُسنے یہ تقریر سُنکر عرض کیا کہ بہت مبارک انچہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا شاہ نے خلعت دیا اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار وغدار اپنے ہمراہ لیکر بعظم وشان تمام جانب لقاے بد انجام روانہ ہوا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب کچھ حال خجستہ مآل شہزادۂ ایرج اور ضمناً شمۂ احوال دہنہ طلسم ہزار برج اور شہزادۂ تورج بیان کیا جاتا ہی کہ اسکا بیان ضرور تر ہی

داستان پہونچنا شہزادۂ تورج کے پاس ایرج کا اور تورج کا آہن بن فولاد کوہی سے مقابلہ کرنا اور طلسم مین جانا لمولفہ

کدھر ہی تو ای ساقی سیمتن
سخن کی زمانہ مین عالی ہی شان
سخن کے طلبگار ہین عقلمند
زبان قلم سے بڑائی رہی
سخن کا صلہ یار دیتے رہے

پلا جلد مجکو شراب سخن
سخن ہی جہان مین ہی سبکو عزیز
سخن سے ہی نام نکویان بلند
سخن سے وہی شخص کہتے ہین کام
جواہر سدا مول لیتے رہے

سخن کی کرین قدر سب نکتہ دان
یہ قول حسن ہی سن ای امیر
سخن سے سلف کی بھلائی رہی
جنھین چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا سدا گرم بازار ہی

سخن سنج اسکا طلبگار رہی | کہان رستم و گیو و افراسیاب | سخن سے رہی یاد یہ نقل خواب
رہے جبتلک داستان سخن | الٰہی رہین قدر دان سخن | بیا ساقیا جام عشرت بگیر
نویسم یکے قصۂ دلپذیر

مبارزان میدان تہوری۔ دفتاحان طلسم نیرنگ و جادوگری جانبازی سوار قلم کی دشت نبردگاہ قرطاس مین اسطرح دکھاتے ہین کہ سرکٹواکر اس معرکہ تحریر مین قدم جماتے ہین۔ وہ یہ کہ شہزادۂ عالیشان تو رج نوجوان جودھنۂ طلسم ہزار برج پر ٹھہرے تھے اور قاصد تھے کہ عبادت صانع طلسم عالم کرکے مبشر بہ بشارت غیبی ہون لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اٹھکر امتحاناً اُس قلعہ کیطرف چلا جسمین ہزار برج بنے تھے چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہونچا دیکھا زنجیر اُسمین لگی ہی برج مقفل ہی شہزادے نے بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا کوہی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبہ تھے قدم پر شہزادہ کے گرے کہ ای شہریار واسطہ خدا کا اپنی جان ندیجیے آفت برپا ہوگی یہ قیامت نکیجیے یہ ذکر تھا کہ دفعتہً ایک تڑاقا ہوا اور اُس درۂ کوہ سے ایک طاؤس زمردین بال پیدا ہوکر اُڑا اور بروے ہوا جاکر تھرایا اُسکے مُنہ سے لڑی موتی کی نکلکر زمین تک آئی اور بہت سے مالے موتیون کے اُسکے گلے مین پڑے تھے بس اُس طاؤس نے پکار کر کہا کہ مین طاؤس جادو ہون ای شہزادے کیون اپنی جان کھوتا ہی آفت مین مبتلا ہوتا ہی غضب مین گرفتار ہوگا یہ قصر طلسم جمشید و سامری کے اُستاد کا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پھر جا نہین تو مین جاکر اپنے بادشاہ سے کہونگی وہ نہین معلوم کیا تمھارے ساتھ معاملہ کرے شہزادہ نے جب یہ تقریر سُنی کمان کیانی دوش پر اُتار کر تیر ثریا زدہ مشتی زرنگ خدنگ شستہ سوفار عقاب پر بھر کمان مین پیوستہ کرکے طاؤس کا پوٹا تاکا اُسوقت وہ مور چلایا کہ اے تم بڑے زبردست و سرکش معلوم دیتے ہو کیا زلزلہ قاف اپنے تئین سمجھتے ہو یا اُنکے بیٹے پوتے ہو اچھا سمجھ لیا جائیگا تم یون نمانوگے یہ کہکر پھر درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا شہزادہ نے بعد اُسکے غائب ہونے کے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا یاقوت وغیرہ کوہی جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضور کے لیے یہ امر بھی بیان ہوا کہ طاؤس طلسمی سمجھا کر چلا گیا ورنہ کوئی یہان سے زندہ پھرا نہین اب آپ اسی مقام پر بارگاہ استاد کراکے تشریف فرما ہوجیے دیکھیے تو کہ کیا ہوتا ہی شہزادہ نے یہ تقریر سُنکر حکم دیا کہ لشکر جہان اُترا ہی وہان سے کوچ کراکے تم لاؤ یہ قصر کئی منزل تک ہی کسلیے اسمین ہزار برج ہین بس مین منزل دو منزل یہانسے بھی اور آگے جاکر اُترونگا دیکھون تو کہ اس اطراف مین کیا

انتظام ہے اول نواح طلسم کا تسخیر ہوجانا بہت مناسب معلوم دیتا ہے کہ بعد میرے داخلہ کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے سبنے رائے بیضا ضیائے شہزادۂ گرامی پر آفرین کہی اور وہان سے آکر لشکر مین طبل سفر بجوایا کوچ کر کے اُسی پہاڑ کی دانگ کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار مین پہونچے اور منزل بھر آگے بڑھکر اُسی قصر کے ایک برج پاس مقام کیا جب طلسم عالم سے فتاح طلسم ظلمت شب برج مغرب مین گیا اور فلک زمردین ستارون سے بصورت بال طاؤس بنا نظم

بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر — ہوے گردون پہ تارے جلوہ گستر
کہ زاغ شب بھی ہے صورت بدلتا — یہ ہے نیرنگی عالم کا نقشہ

شہزادہ فتح کرنے پر طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ مین آکر پلنگ جواہر نگار بچھوا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بقیاس اُس بارگاہ مین لگا تھا فرش و کرسی و تخت سے آراستہ اُسکو کیا تھا قناتین ہر سمت کی گری تھین صحرائے طلسمی کی کیفیتین نظر آتی تھین چاندنی چھٹکی تھی کوڑیالا پھولا تھا سبزہ لہلہاتا تھا ہر درخت قامت یار کا جوبن دکھاتا تھا زلف جانان کی طرح اُلجھی ہوئی جھاڑیان نہرون مین ٹھنڈھا ٹھنڈھا پانی روان چاند کا عکس چشمون مین پڑا تھا ہزارہا چاند زمین کے مُنھ کو لگا تھا اُدھر برج قصر طلسم کے در کھلگئے اُنمین پریان کھڑی تھین ساز ہاتھون مین لیے تھین زلفین رخسار پہ لہراتی تھین اسطرح کا ساز بجاکر گانا گاتی تھین کہ خاطر پیر فلک سے ترانہ زہرہ کا بھلاتی تھین پشوازین ستارہ دار پہنے تھین کچھ بائین پر کچھ دہنے پہ تھین شہزادہ جسطرف کروٹ لیتا تماشائے عجیب ملاحظہ فرماتا اس اثنا مین طرفہ تماشا نظر آیا کہ سامنے میدان مین کچھ طاؤس زرین بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور لوٹکر بشکل زنان خوبرو بنگئے ایک ایک اُنمین کا فرد ستمگر ادا مست نشۂ حسن غارتگر جان شیدا تھی سیمبر گل اندام و مہ لقا تھے کسی کی زلف مشکین سواد ختن کو مول لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر کھینچکر ظلم پر آمادہ رہتے۔ آنکھون پر چشم غزالین قربان رہتی کسیکا رخسار نازک خانۂ دلہاے عشاق مین آگ لگاتا کسیکا لب معجز نما مردم چشم نظارگیان کو بیمار بناتا ہر ایک عشوہ گر گل سے زیادہ نازک چشم خمارین نرگس و غزال سے کہین بڑھکر بلکہ صاد دفتر ناز و غمزہ سے بہتر ایک ایک اُنمین مہر جبین ماہ بسین کہ ابیات

مردے جی اُٹھتے ہین جسدم ہو تکلم کرتے — زندہ اعجاز مسیحا کو ہو پھر تم کرتے
پان اگر کھاتے تو لاکھون ہی کا خون تم کرتے — تیز جٹوا کے لہو تیغ تبسم کرتے
خاک مین روز ملا دیتے ہو مل کے مسی — پان کھا کھا کے ہو پر خون دل مردم کرتے

چنتے افشان جو وہ پیشانی نور افشان پر | صدقے گردون طبق گوہر انجم کرتے
آپ کھلاتے جو سلکِ دُر دندان کی چمک | آپ پامال حسد جلوۂ انجم کرتے

بس وہ سب نازنینان مہر تمثال اُچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آکر پکارین کہ ای ملکۂ عالم آپ تشریف لائیے اُنکے پکارنے سے ایک خورشید طلعت اُس برج سے بسان نیر اعظم طالع ہوئی جیسے برج حمل و اسد مین آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہی اسیطرح بصد شرف وہ ساطع الانوار ہوئی ہر تار زلف اُسکا مسطر رقم طرازی صحیفۂ حسن و جوبن تھا ہر وجہ احسن تھا حلقہ ہاے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہون تو بجا ہی شکن گیسو کو چین پیشانی شاہدان ختن و چین کہون تو روا ہی اُس صانع طلسم جہان کی قدرت پر مین فدا جسنے ایسا نقشہ بنایا سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جسکی پیشانی نورانی پر خوش قسمتان دہر قربان چشم فتان پر غزالان ختن تیر خوردۂ خدنگ مژگان کمان کی لو شمع بزم خوبی کے دل مین شعلۂ عشق بھڑکا دے اُسکی لو آگ لگا دے رخسار تابان کے روبرو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ مسیحاے مردہ دلان

نظم

قد اُسکا طوبے دلنشین ہی تو سلسبیل جنان جبین ہی | جو زیر لب خال عنبرین ہی سو مردم چشم حور عین ہی
قد اُسکا شمشاد دلنشین ہی وہ آنکھ نرگس سے شرمگین ہی | کمر رگِ گُل سے نازنین ہی بدن سے شرمندہ یاسمین ہی
ہی چشم جادو کی یاد اُلفت خیال قامت کا ہی قیامت | تصور زلف پُر شرارت بلاے جان دل حزین ہی
تو ہی سلیمان پری سریرت ہی ملک خوبی کو تجھسے زینت | جمال کی تجھسے شان و شوکت تو خاتم حسن کا نگین ہی

پس وہ بحر حسن کی گوہر یکتا مثل طاؤس طناز بہزار حسن و ادا خرامان خرامان بارگاہ شہزادۂ ذیشان مین آئی اور کنیزان خوش آئین کو در بارگاہ پر چھوڑ کر آپ قریب پلنگ کے پہونچی شہزادہ اُس مسیحا کو بالین پر آتے دیکھکر بیمار محبت تو ہوا دل بیچین ہونے لگا لیکن صبر سے کام لیا جسطرح لیٹا تھا لیٹا رہا وہ راحت بخش پہلوے امید پائینتی آکر بیٹھ گئی اور لب معجز نما سے زندہ کن مدعا ہوئی کہ ای شہزادۂ عالی تبار آپ کو بڑا غرور اپنی جوانی پر ہی کہ میری جانب نگہ لطف ذرا بھی نہین خیر اسکی کچھ شکایت نہین مجکو آپ کی پروا بھی نہین لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے ہین لوگ دشمن کی بھی تواضع کرتے ہین نہ کہ دوست ذرا اُٹھکر بیٹھے بھی لیٹے رہیے گا شہزادہ ہر چند کہ دل از کف دادہ ہو چکا تھا مگر ضبط کرکے صدف زبان سے گہر ریز تکلم ہوا کہ مجکو غرور ذرا نہین آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہین اگر معلوم ہوتا سو کے بل بہر استقبال جاتا اور یون کسی کے گھر مین چلے آنا حرکت مجنونانہ ہی اور مین جو آپ کو دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھتا تو خوشامدی

ٹھہرتا اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حسن بینظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہین اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہین اِتراتی پھرتی ہین پھر مجکو کیا غرض جو مین آپ کی تعظیم کرتا حسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھسے امید خاطرداری نرکھیے جائیے اپنی راہ لیجیے اُس رشک قمر نے ہنسکر جواب دیا کہ ای شہزادہ کیون نہو آخر نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہو واقعی اسوقت جو مجھپر تم فریفتہ ہوتے تو مین اپنے عشق مین تمکو دیوانہ بناکر نہین معلوم کس آفت مین پھنساتی ای شہریار مین طاؤس جادو ہون مجکو یہی خدمت متعلق ہی کہ جو کوئی طلسم مین جانے کا ارادہ کرے اُسکو منع کرون چنانچہ پہلے طاؤس بنکر تمکو منع کیا تھا اب حسب لیاقت تمھارے پھر سمجھاتی ہون کہ یہ مقام بہت سخت و صعب ہی یہان سے کوچ کر جائیے اپنے تئین بلا مین نہ پھنسائیے ہرچند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہین لیکن یہان کچھ نہو سکے گا اِس طلسم مین ہزار برج ہین اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیے گا تو ہزار برس لڑنے کو چاہیین پھر اتنی عمر کہا سے لائیے گا شہزادے نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا کہ ابتو ہم یہان آچکے قدم بہر فتاحی طلسم اُٹھا چکے ہمارے منھ سے جو بات نکلجاتی ہی پھر جان جاتی ہی لیکن وہ بات نہین جانے پاتی ہی سیت فعل مردون کا نہین کام ادھورا کرنا منھ سے جس بات کو کہنا اُسے پورا کرنا + اُس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صفحہ پیشانی مین غلطی کٹی نظر آئی شہزادہ اس ادا پر بیتاب ہوگیا مگر ساحرہ اُسکو سُن چکا تھا سُن ہوکر رہگیا اور اُسنے بصد غصہ کہا کہ ای تورج بن بدیع کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم مین جا سکے کیا سیدھا راستہ مقرر کیا ہی جو تو چلا جائیگا مجکو تیری محبت ہوگئی ہی اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہین ہی ورنہ ابھی تجکو مار ڈالتی شہزادہ نے فرمایا کہ جو تو میری بارگاہ مین بطور مہمان نہ آتی تو مین بغیر قتل کیے تجکو نہ چھوڑتا یہ سننا تھا کہ وہ شعلۂ حسن بہت جلی اور غصہ مین تھرا کر اُڑگئی کنیزین بھی غائب ہوگئین پھر قریب اُسی برج کے کہ جہان سے یہ آئی تھی ظاہر ہوکر ٹھہری اور زمین پر دو تہڑ مارا پھر تو آندھی تیرہ و تار آئی ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر جھونکا طوفان باد قوم عاد کا پتا دیتا تھا لشکر شہزادہ کے خیمہ وغیرہ اُڑ گئے لشکر جلد تیار ہوا ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا پیادون نے غار و مغاک مین پناہ لی شہزادے نے جلد اُٹھکر ایک نشیب کی راہ لی مرکب سمیت غار مین اُتر گیا کچھ ہی عرصہ مین وہ تاریکی عالم مین پھیلی کہ شب دیجور ایسی ہزار راتین اُس سیاہی پر قربان تھین راہ ظلمات اُسکے سامنے تابان تھی آندھی کی ہیبتناک صدائین زہرہ آب کیے دیتی تھین سائین سائین ہوا کے سناٹے خبر مرگ سُناتے تھے درختون کے جھاڑ کی مہیب آوازین جان لیے لیتی تھین مرکب سمیت سوار نشیب و غار سے نکل نکلکر اُڑ رہے تھے

بارگاہین کہین تھلین خیمہ کہین تھے شہزادہ عالی تبار دعاہاے صحائف انبیا علیہم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھسے نادانی ہوئی جو مع لشکر یہان آیا اکیلا مجکو یہان آنا چاہیے تھا غرضکہ اسی طوفان نے آخر گلہاے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل دشت عالم سے اکھیڑ دیا زاغ شب ہلاک ہوگیا نظم

ہوئی آندھی مین آخر آخری شب
ہوئے روپوش تارے چرخ سے سب
رُخ مشرق شفق سے ہوگیا لال
ہمائے مہر نے جھاڑے پر و بال

ہنگام سحر بقدرت مالک خشک و ترہ اُس آندھی کا پتا تھا نہ ہوا کا سناٹا تھا نہ لشکر مین کچھ تباہی تھی اتنا تو البتہ فرق ہوا تھا کہ جہان سے کل کوچ ہوا تھا اُسی جگہ منزل بھر پیچھے لشکر ہٹا نظر آیا شہزادہ نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سرزمین طلسم ہے بغیر اسکے کہ راہ طلسم معلوم نہ کیجاے جانا اندر اس قصر کے دشوار ہے ابکی انشاء اللہ مین تنہا جاؤنگا نجم عیار اور خونریز وغیرہ کوہیون نے عرض کیا کہ ہم حضور کے ہمراہ چلینگے شہزادہ نے فرمایا کہ اظلم کوہی کے لوگ میرے ہمراہ رہین اور عیار میرا باقی تم سب ٹھہرو کوہستان جو مین نے فتح کیا ہے اُس سے بھی خبردار رہنا یہ فرماکر عزم روانگی کیا تھا کہ بروے ہوا ایک تڑاقا ہوا اور ابر سرخ رنگ پیدا ہوکر تمام دشت پر چھایا رنگ صحرا و کوہ اُسکے عکس سے گلنار نظر آیا ہر ایک شجر لال کرتی کی پلٹن کا تلنگا بنا یا قامت یار نے پیرہن سرخ پہنا اُس ابر گلناری سے دس بارہ اژدہے شعلہ فشان ظاہر ہوے جنپر بارگاہ وخیام بار تھے اور دو تین عورتین دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے چنانچہ وہ اژدر کچھ شعلہ مُنہ سے چھوڑکر زمین پر اُتر آئے اُن زنگیون نے بارگاہ فلک فرسا مکلل بہ ستون جواہر استادہ کی فرش عمدہ سے آراستہ کی بعد اِس انتظام کے اُس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا جسپر ایک سفاکہ عالم لباس ارغوانی اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پُرتکلف پر بیٹھی تھی گرد تخت کے صدہا خواص حور پیکر تھی کہ بروے ہوا اُڑتی آتی تھی اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل و ہر مین آگ لگاتی تھی چہرۂ بے نظیر کی صفا آئینہ آفتاب کو اندھا بناتی تھی برق نظر کی وہ چل پھر کہ ابر سرخ مین بجلی کوندتی جاتی تھی چشم فتان بظاہر حیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز محشر تھی کہ نظم

گر ترے چاند سے چہرے کے مقابل ہوجاے
آئینہ جوش ضیا سے مہ کامل ہوجاے
کیا عجب چاہِ زنخدان چہ بابل ہوجاے
زلف ہاروت ہے چشمان فسون ساز ہین سحر

بس وہ غیرت قمر جیسے ستارہ ٹوٹتا ہے اسطرح تخت بارگاہ مین آیا رلائی عاشقون کی جان حزین پر غضب خدا نازل ہوا جیسے برج فلک مین ماہ کامل داخل ہوا یون تخت سے

اُترھی اور کرسی پر جواہر کی بیٹھی خواصین گرد وپیش باادب استادہ ہوگئین اُسنے ایک خواص سے حکم دیا کہ
جاؤ نبیرۂ حمزہ کھڑا ہی میرے پاس بُلا لا خواص خدمت شہزادۂ فلک اساس مین آئی شہزادہ اس رنگ
کا تماشا در بارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا کہ کنیز نے تسلیم کرکے عرض کیا کہ حضور نے میری آپ کو بعد سلام شوق
پیام دیا ہی کہ لمحہ بھر کے لیے یہان قدم رنجہ فرمائیے دو باتین میری سُن جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم ساحرہ کے
پاس جانے سے عار رکھتے ہین دشمن کو سرفراز نہین کرتے ذلیل و خوار رکھتے ہین کنیز یہ سُنکر پھر گئی اور
ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی اُسنے پھر اسکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ نے سچ ارشاد فرمایا لیکن اسوقت ضرور
قدم رنجہ فرمائیے ایک بار کنیز نوازی لازم ہی خواص نے آکر پھر پیام شہزادہ کو دیا شہزادہ بمنت اُسکے بلانے سے
اُسکے پاس گیا ہمراہ شہزادہ عیار نجم و خونریز و اظلم وغیرہ تھے غرضکہ ساحرۂ حسینہ نے اُٹھکر تا درِ بارگاہ انکا
استقبال کیا اور سامنے اپنے کرسی پر لاکر بٹھایا بعد خاطر و مدارات کے قفل دہن کھولا کیا کہ ای شہزادے
مین نے اسلیے تمکو تکلیف دی ہی کہ اس حوالی مین کوہ و دشت جسقدر ہین آپ کو اجازت دی جاتی ہی
کہ جہان آپ کے مزاج مین آئے شکار کھیلیے سیر کیجیے جو ملک پسند فرمائیے وہ فتح کیجیے اگر آپ نہ فتح کرسکین میں
خالی کرادون اور جس تحفۂ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوادون مگر آپ کی جوانی پر مجکو رحم آتا ہی واسطہ اپنے
دین و مذہب کا اس ارادۂ فتح طلسم سے باز آئیے کیونکہ اس طلسم کا گیا ہوا جیتا نہین پھرتا ہی اگر ایک دم بند
سے نکلگیا تو دوسرے پر ضرور مارا جاتا ہی بہتر یہ ہی کہ عزم اپنا فسخ فرمائیے گھر پھر جائیے شہزادہ نے فرمایا
کہ ایک رات کو ہمین نصیحت کرنے آئین تھین اسوقت تم دفتر بند واکیے ہو اور اپنا یہ قول ہی کہ ع باطل است
آنچہ مدعی گوید + تم کیا ہمین ملک و مال دوگی ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہین اب
اگر تمکو اپنا طلسم بچانا ہی تو بادشاہ طلسم سے جاکر کہو کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم ملازمان شاہ
اسلام سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت مآبدولت ہو کر عفو تقصیرات چاہے
یہ تقریر سُنکر وہ نازک مزاج چین بجبین ہوئی اور پکاری کہ ای تورج رات کو بھی مین ہی تجکو سمجھانے
آئی تھی صرف فرق اتنا تھا کہ اُسوقت صورت اور بنائے تھی اور اسوقت دوسرے طور پر ہون مجکو بسبب
تیری الفت کے سمجھانے مین کد ہی ورنہ مجکو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہین مثل مشہور ہی کہ جو جیسا کریگا ویسا
پائیگا تورج نے کہا مین ہنوز اس طلسم مین جاؤنگا تو لاکھ کہے مین ایک نہ سنونگا یہ سُنکر اسنے کہا منم
طاؤس جادو ای تورج تو نے ہمکو موم کا سمجھ لیا ہی کیا طلسم مین جانا سہل سمجھا ہی کیا مجال جو ایک قدم بھی

اُٹھا سکے مین نے تجکو جب سے دیکھا تھا دل میرا تجھپر آگیا تھا اسلیے تین بار آکر سمجھایا اب مین دیکھون تو کیونکر اپنی بارگاہ مین پھر کر تو جاتا ہی بھلا طلسم مین جانا تو بڑی بات ہی شہزادے کو یہ تقریر سُنکر غصہ آیا اور پکارا کہ او قحبہ تو گھر مین بُلاکر واہیات کلام کرتی ہی دیکھ یہ سزا تیری ہی یہ کہکر تیغہ کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ اُسکے سر پر تیغہ پڑا مگر ایسا ایک جھنناتا ہوا جیسے گھن پڑا اور اُس ساحرہ نے اُٹھکر دونون ہاتھ پکڑ لیے اور بزور سحر گرا دیا پھر کچھ پاش پڑھکر ہمراہیون پر مارے کہ وہ پتھر کے ہوگئے لشکر مین شہزادے کے کہ قریب تر تھا یہ خبر گئی وہان کمر بندی ہونے لگی اُسنے کچھ دانے سرسون کے اُدھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہوگیا جب یہ سنگدلی دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی کہ اسی مُنھ پر دعوی طلسم مین جانے کا تھا دیکھا تو نے کہ دم بھر بھی تیری بربادی مین نہ گذرا اب کہ تو تجکو بھی پتھر کا بنا دون لیکن پھر تجھپر رحم کھاتی ہون اب ایسا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادے کے پھر اصلی صورت پر بنگئے جب نجم و اظلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا شاید ہم بھی پتھر کے بنگئے تھے ساحرہ نے کہا ہرچند مین نے تمھارے مالک کو سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اسوقت مین نے یہ حرکت کی ارے صاحبو یہ تو صاحبزادے ہین مزاج مین اِنکے جہالت ہی تم لوگ تو دیرینہ ہو انکو سمجھا کر پھیر لیجاؤ اور شہزادے سے دست بستہ ہوکر کہا مجھسے خطا ہوئی اب آپ تشریف لیجایئے شہزادے کو ہمراہیون نے بھی پاؤن پر گر کر سمجھایا کہ حضور یہان سے تو تشریف لیچلیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ وہانسے آزردہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے کہا کہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون اُسنے کہا کہو اِسنے عرض کیا کہ شہزادہ تمھاری بارگاہ کین آیا تھا تم بھی شہزادہ کی بارگاہ مین چلو مین دعوت کرونگا دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا شہزادے سے صفائی بھی ہوجائیگی ساحرہ یہ بیان سُنکر راضی ہوئی کسلیے کہ منت سے دھمکا کے خوشامد کر کے سب طرح اُسکو طلسم مین نجانے دینا منظور ہی اور فریفتہ جمال پری تمثال شہزادہ بھی ہو چکی ہی چنانچہ دو ایک زنگی اور چند کنیزون کو ہمراہ لیکر شہزادے کی بارگاہ مین آئی نجم نے اُسکو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے باشارہ کہا کہ آپ فرمائین تو مین کام اسکا تمام کر دون شہزادے نے اِسکے کان مین کہا کہ گھر مین بحیلۂ دعوت کسیکو بلا کر عداوت کرنا شیوۂ مسلمانان نہین ہی یہان کوئی بُرائی اِسکے ساتھ نکرنا نجم خاموش ہو رہا اور شہزادے نے سامان عشرت حاضر ہونے کے لیے حکم دیا ساقیان سیمین عذار و خنیاگران کبک رفتار حاضر ہوے ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ بہ محبت مجھسے پیش آیا اب یہ تجھپر فریفتہ ہی بس اگر یہ کام دل تجھسے حاصل کریگا تو زنگی اور خواصین تیری سب اِس حال سے ماہر ہونگے سارے طلسم مین تو ہوا اور مسلمانان مشہور ہو جائیگی بس یہ سوچکر کنیزون کو بُلاکر حکم دیا

کہ تم مین سے دو ایک تو یہان ٹھہرین اور خیمہ ایک رکھ لین باقی سب ہمراہی میرے مع بارگاہ طلسم مین جائین
مین بھی جب فرصت ہوگی آؤنگی یہ حکم سنکر سب ہمراہی اسکے روانہ ہوگئے اور یہ شریک جلسۂ عشرت ہوئی
جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ساحرہ جب مست ہوئی دست ہوس جانب شہزادہ بڑھانے
لگی شہزادے نے فرمایا کہ اس ارادے سے باز رہو مین ساحرہ کیطرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھتا یہ صرف تمھارے
یہان آنے سے مہمان جانکر مین تمھاری صحبت مین بھی بیٹھا ہون طاؤس یہ باتین سنکر بدمزہ ہوئی پھر سوچی
کہ یہ ناز معشوقانہ کرتا ہی اور تجھسے کھنچتا ہی تو بھی یہان سے اُٹھ جا کشیدہ خاطری دکھلا یہ نوجوان دام شہوت
کا گرفتار آپ ہی تیری منت کرکے تجھے بلائیگا یہ سوچکر دو گھڑی اور بیٹھ کر اُٹھی کہ اب مین جاتی ہون شہزادہ
خاموش ہو رہا یہ وہان سے اُٹھکر اُس خیمہ مین اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی
بیٹھی اُدھر نجم عیار نے شہزادے سے کہا کہ ابتو وہ ساحرہ آپ کی مہمان نہین ہی مین مار ڈالون جاکر آپ ناراض
تو نہ ہونگے شہزادے نے فرمایا اب تجکو اختیار ہی نجم اجازت یاب ہوکر چلا اور ایک زرد کا خاصدان لیکر گلوریان
عطر بیہوشی کی بسی اُسمین رکھکر بڑے تکلفات سے درست کرکے خیمۂ ساحرہ مین آیا وہ سمجھی کہ شاید شہزادے
نے بلایا ہی یہ منانے کو آیا ہی بس بخاطر پیش آئی اِسنے وہ خاصدان پیشکش کیا اور کہا شہزادے نے آپکے لیے
گلوریان بھیجی ہین ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اُس مغرور حُسن وجمال کو بھی میرا خیال ہی بس وہ
خاصدان لیکر کھولا گلوریان بہت پرتکلف گنگا جمنی ورق لگی کتاؤ کی بنین اپنی سرخروئی کی آپ گواہی
دے رہی تھین اِسنے ایک ایک گلوری کنیزون کو دی اور دو آپ کھائین باقی اپنے خاصدان مین رکھین
اور نجم کے خاصدان مین پانچ اشرفیان ڈالکر واپس کیا عیار مذکور ہنوز مراجعت نہ کرنے پایا تھا کہ وہان
پیک حلق سے نیچے اُتری اور بیہوشی نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزون کے بیہوش ہوگئی نجم تو اُسکے قتل کا بیڑا
اُٹھا چکا تھا مُنھ کو لہو لگا ہوا تھا ساحرہ کو روئین تن بزور سحر کرخت بدن دیکھکر سیسہ گرم کرکے پلا دیا اور
ہمراہیون کے اُسکے سر کاٹ ڈالے لیجیو گھیریو قید کیجیو کی آوازین ہولناک آئین بیر سحر کے غُل مچانے لگے
اندھیرا ایسا ہوگیا کہ شب ہجر عاشقان بھی ایسی تاریک نہوگی عالم مین چادر سیاہ گھر گئی گویا رہزن روزگار
نے دن دہاڑے دنیا پر کملی ڈالی نجم عیار وہان سے بھاگ کر خدمت شہزادے مین آیا شہزادہ اس آفت
آنے سے گھبراکر باہر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت تھے لیکن اس اندھیرے نے سب کے دم
خفا کیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ ای خالق ظلمت و نور مالک لیل ونہار یہ بلا ہمپر سے تو دفع کر دے

اثر دعاے نوریان نے آخر زمانہ روشن کیا وہ سیاہی دھوان ہوکر سمٹی اور بروے ہوا جاکر ٹھہری اور وہ قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہوگیا صرف ایک دیوار سیاہ منزلہا منزل تک کھنچی نظر آنے لگی بلندی اُسکی تا چرخ برین تھی پس پشت اِس دیوار کے صداے حزین تھی سر دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آکر بیٹھا اور ہزار دروازے پیدا ہوگئے بیچ مین پھاٹک جواہر آگین لگا تھا پس یہ تماشا دیکھکر شہزادہ حیران تھا کہ دفعۃً وہ پھاٹک کھلگیا اور اُسمین سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشان موذی ایذا رسان نکلا اور اُسنے ہر نا مارنے دُم اپنی زمین پر ماری زمین سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ ایک دریاے زخار و قہار لطمہ سنج آفت خیز پیدا ہوا اور اتنا جلد بڑھا کہ کاسۂ فلک اُس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو ملبلا تھا وہ دور بحر عالم کا پتا دیتا تھا نہنگان خون آشام اُسمین سے سر بدر کیے تھے حباب بسان چشم قہرناک و خشمگین آنکھین دکھاتے تھے موجین دنیا کے ڈبو دینے کی چالین چلتی تھین ایک تلاطم برپا تھا آفت کا سامنا تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا شہزادے نے یہ طغیانی اُس بحر طلسم کی دیکھکر کنارہ کرنا چاہا لیکن اپنے لشکر کی سمت کو چھوڑکر وہ دریا بہتا تھا یہ اسطرح سب کھڑے تھے کہ سامنے وہ پھاٹک اور اژدہا تھا اور اُسکے پہلو مین وہ دریا بہتا تھا فی الجملہ شہزادے نے دیکھا کہ بعد در ظاہر ہونے کے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو عورتین اُڑتی ہوئی سر دیوار پر آکر ٹھہرین پھر قریب اژدر اُتر آئین ہر ایک اُنمین حسینہ و جمیلہ نہایت شکیلہ تھی گوہر بحر خوبی و صدف قلزم محبوبی واقعی بے نظیر و بیعدیلہ تھی حباب بحر طلسم نہ تھے دریا بچشم حسرت اُنھین دیکھتا تھا موجون کا دل اُنکی رفتار نرم پر لیپتا تھا اُنھین کے عشق مین یم بچشم پر نم سر اپنا کنارے پر ٹکراتا تھا گوہر اپنے پہر نثار کرتا تھا پس وہ دونون نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھین کوس محبوبی بجانے آئی تھین اُس نقارے کو اُنھون نے اژدہے کے سر پر رکھکر چوب بھی قریب نقارہ رکھدی اور قہقہہ مارکر ہنسین اور شہزادہ کو توریح سے آنکھ ملاکر گویا ہوئین کہ اے فتاح طلسم اگر طلسمات کی سیر کرنا ہے آفت مین قدم دھرنا ہی تو بسم اللہ اس نقارے پر آکر چوب لگائیے اِس اژدہے کا منھ کھلیگا یہی دروازہ اِس طلسم کا ہی دہن اژدر مین تشریف لیجائیے شہزادے نے یہ کلمات سُنکر قدم ہمت آگے بڑھایا نجم عیار اور خونریز وغیرہ جملہ سردار قدم اقدس پر گرے اور عرض کرنے لگے کہ اے شہریار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ و دانستہ دہن اژدر مین جانا بلا مین پھنسنا خلاف راے صواب اندیش عاقلان ہی خوف بربادی گوہر جان ہی براے خدا یہ ارادہ نہ فرمائیے منھ مین اژدر کے نجائیے شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نپایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم

کی جانب سے گرد اُڑی اور اسلحے کی جھا چاق سُنائی دی شہزادہ اُسطرف دیکھنے لگا جب دامن گرد شگافتہ ہوا ایک لشکر ساٹھ ہزار سوار کا نظر آیا کہ مرکبہاے تازی نژاد سواروں کے زیر ران غرق دریاے آہن ہر ایک نوجوان برچھے رکابوں کے تسموں مین لگے پرچم اُنکے اُڑتے سردار لشکر بصد زیب و فر مرکب بری پیکر کو کاتھے آگے آگے ہراول فوج علم کو جلوہ دیتا خلاصہ یہ کہ بڑے احتشام سے لشکر آیا یہ لشکر آہن کوہی کا ہی جو اس طلسم کی حوالی مین سلطنت کرتا ہی اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہی شاہ طلسم نے اسکو ماتحت طاؤس جادو کے معین کیا ہی کہ جو کوئی اندر طلسم کے آنے کا ارادہ کرے تو اُسکو یہ روکے چنانچہ جب طاؤس مار ڈالی گئی اس بادشاہ نے خبر سنی کہ نبیرۂ حمزہ نے اگر اطراف کوہستان تسخیر کیا ہی اور اب محافظ طلسم کو قتل کرکے اندر طلسم کے جایا چاہتا ہی بس یہ سُنتے ہی لشکر تیار کرا کر روانہ ہوا اور اِسوقت آکر پہونچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اُسنے صف کشی کی اور آگے بڑھکر ہیب دی کہ ای نبیرۂ حمزہ تو نے سب کو ہیون کو نامرد بنادیا اور ہر ایک کو اپنے دام تزویر مین پھنسالیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا ادھر آ کہ تو میرا شکار رہی شہزادہ یہ نعرۂ دلیرانہ سُنکر مرکب پر سوار ہوا لشکر مین قرنا پھنکی جان نثاران شہزادہ مرگ پر آمادہ ہوکر کمر کسنے لگے طرفۃ العین مین لشکر ہتیار سجکر تیار ہوا سوار و پیادہ ہر ایک آمادۂ رزم و پیکار ہوا طبل جنگی گڑگڑایا فوج مین وردی بجی پلٹن قواعد سے بڑھکر جمی رسالہ تیار ہوا شور نشور برپا تھا کرنا نے دم عدو کا بند کیا جھانجھ کف افسوس ملنے لگی تیر میرے جوانون کیطرح تننے لگے گرز سرکش تنگئے نقیب للکارے بہادرون نے نعرے رعد کیطرح مارے آہن صف لشکر سے آگے بڑھا اور سلحشوری دکھلانے لگا بعد اسپ تازی اور چوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب دیکھکر للکارا کہ بیت بیا تا بگردیم وکین آوریم + بجنگ ابروان پُر ز چین آوریم + تورج یہ نعرہ سُنکر گھوڑا ڈپٹ کر سامنے اُسکے گیا اور ایک تلوار ایسی پڑی کہ مرکب اُسکا سات قدم پیچھے ہٹا اور سمند چالاک شہزادہ تین قدم تھپیڑ کھاکر ہٹگیا دونون رانون مین گھوڑے مسلتے ہوے مقابل ہوے نظم

اگر فتند پس آن عمودِ گران
یکے ابر بست از برِ کارزار
ازان چاک چاکِ عمودِ گران
بدریاے شد اندرون بادخاست

سہے حملہ کرد آن برین این بران
تو گفتی شب آمد بریشان بروز
شد آہن بکردار چاچی کمان
تو گفتی کہ سنگ ست سر زیر ترگ

زمین گشت گردان و شد روز تار
نہان گشت خورشید گیتی فروز
بچرخ اندرون بانگ پولاد خاست
سیہ شد ز زخم یلان روے مرگ

گرفتند شمشیر ہندی بجنگ | فرو ریخت آتش ز پولاد و سنگ | ز نیروے گردن کشان تیغ تیز
خم آورد و از خم شدہ ریز ریز | چو شد کام بے آب و پر خاک سر | گرفتند ہر دو دوال کمر

اسیطرح دونون گتھے ہوے زمین پر پشت زین سے آئے اور دامن گردان گرسر گرم کشتی بصد درشتی ہوے
دالون پیچ توڑ جوڑ بند شجاعت پسند ہونے لگے ایک بار وہ شہزادہ کو پکڑ لایا شہزادہ مثل برق جہندہ چمک کر
نکلا اور اُسکو پکڑ لایا اُسنے نیچے آکر زمین پکڑی لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور توڑہ زنجیر کمر کا تھام
ہکا دیگر اول زور مین تا بہ کمر لایا اور دوبارہ مین اُسکو سر سے بلند کرکے چرخ دیا وہ مکار الامان پکارا شہزادہ
ایمان پذیری زبان پر لایا اُسنے اقرار کیا اِسنے زمین پر اُتار دیا اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا وہ مکر سے کلمہ طوطے
کیطرح پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ اُسکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامان جلسۂ عشرت مہیا فرمایا اُسنے بمنت
تمام عرض کیا کہ ای شہریار والا تبار میر الملک یہان سے بہت قریب ہی حضور قلعہ مین تشریف لیچلین اور تمام
رعایا و اہالیان ملک کو ہدایت فرمائین اور قلعہ اسلام آباد کرین مسجدین وہان بنوائین سرداران شہزادہ
نے بھی اِسکے کلام کی تائید کی کہ ای شہریار بہتر تو ہی کہ اہل قلعہ بیمن قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہین
اور دولت اسلام پاکر ہمیشہ محظوظ رہین شہزادے کو اُسطرف جانے کی اسلیے سب نے ترغیب دی کہ طلسم
مین جانے سے باز رہے شہزادے کو بھی منظور ہوا کہ حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہی بس عرض ہر ایک کی قبول فرمائی
اور لشکر اپنا اُسی مقام پر چھوڑکر مع جملہ سردارون کے سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعد طے کرنے چند فرسخ راہ
کے قریب قلعہ مذکور پہونچا شہر پناہ واقعی نزہتگاہ تھی دیوارین بلور کی تھین سراسر نور کی تھین مُنگارگاہین
اُسمین بنی تھین شاہان جہان کی تصویرین تھین در قلعہ پر سوارون کی چھاؤنی ہر سمت گھا گھمی سر قلعہ پر
توپین چڑھین سامان حرب و ضرب مہیا پل تختہ پڑا ہوا خندق پُر از آب مصفا گولنداز برق انداز
جوانان شکیل جرأت مین بیعدیل ہر ایک نے اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی سلامی اُڑی شہزادہ داخل
شہر ہوا اِسکو بھی آباد پایا کوسون تک کی ہموار بستی رعیت خوشی سے ہنستی ہر سمت بازار عیش و نشاط
گرم ہر شاہرہ بازاری کی رفتار نرم ملک تھا کہ شہر حسن و خوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پُر از انجم مسرت تھا
نہین نہین فلک ستمگر اُس زمین سے بہت شاد تھا عمارات شہر نہایت بلند اور رفیع زمین فسحت آباد اور
وسیع شہزادہ سیر و کیفیت دیکھتا دار العمارة مین تشریف لایا اس جگہ کو بھی پاکیزہ اور عمدہ پایا اکابرین
شہر جمع تھے ارکان دولت پایہ بپایہ تھے شہزادے نے آہن کو موافق اپنے آئین کے تخت پر بٹھایا آپ

تو لگی پر بیٹھا آہن نے ارباب نشاط کو طلب کیا جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسنے شراب و کباب مین نجم عیار
گو دُھو کا دیکر بیہوشی ملائی اور شہزادہ کو مع رفقا اور عیار کے بیہوش کرکے گرفتار طوق و سلاسل کیا
اور افسران لشکر کو اپنے بلا کر ظاہر کیا کہ مین نے بمصلحت اس مسلمان کی اطاعت کی تھی اب چلکر اسکے لشکر کو
تاخت و تاراج کرنا چاہیے مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ اِسکو تنہا قلعہ مین چھوڑ کر جانا نچاہیے اور نہ
ہمراہ لیجانا مناسب ہی کیونکہ مددگار اسکے بلوہ کرکے اسکو رہا کر لینگے بس آج کی شب اسکو مقید رکھیے
اور ہنگام سحر سب کو قتل کرکے لشکر پر چلیے لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکیگا شکست کھائیگا یہ رائے اُسکو پسند آئی
اور شہزادہ کو زندانخانہ مین بھیجا اور رات بھر بڑی ہوشیاری رکھی جسوقت کہ مہر فلک زندان شرق سے
نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ بیت برآمد ہوا شاہ سیارگان + کیا نور سے اپنے روشن
جہان + ہنگام سحر اُس مفسد کوہی نے حکم تیاری لشکر دیا فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اُسکے رفیق کو عراده
پر بٹھا کر یہ مرتد بد اختر بیرون قلعہ لایا شہر مین غلغلہ برپا ہوا افسران لشکر صفین کھینچکر کھڑے ہوے خلقت شہر
کی جوق جوق آکر جمع ہوئی جلادان قوی بازو طلب ہوئے چبوترے ریگ کے بنائے گئے بوریے فلاکت
آلودہ بچھائے گئے پروردگان مہد شجاعت و صدر نشینان مسند انجمن ریاست اُنپر بٹھائے گئے اہل شہر از
دانشمندی افسوس کرتے تھے مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری تھی رحم دلون کو آہ و زاری تھی کہ بمقتضاے مخمسہ

مثال اخگر کے فرصت اک دم ملی نہ سوز نہان سے ہمکو
رہا ہر رنگ جرس سدا ربط سوز آہ و فغان سے ہمکو
برا ہوا اس عمر بے بقا کا کہان یہ لائی کہان سے ہمکو
سوائے اندوہ و یاس و حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو
اٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر یہان سے ہمکو

اُدھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے ادھر شہزادے سے
سردار عرض کر رہے تھے ای شمع شبستان صاحبقرانی و ای چراغ انجمن جہانبانی خدا نہ کرے کہ باد صرصر ظلم عدو
آپ کا چراغ ہستی گل ہو اور زندگی جاوید ہمارے لیے ہو جو آپ کے قدم اقدس پر ہم نثار ہو جائین ہمارے
لیے زیادہ فروغ حاصل ہو جاے جو مثل شمع سر کٹائین اور آپ کی محبت مین مرگ سے لو لگائین شہزادہ جواب
دیتا تھا کہ ای بہادران مین تم سب کا کاروان سالار تھا سردار تھا قافلہ کے آگے مجکو چلنا زیبا تھا افسوس
کہ میرے ہوتے تم سب قتل ہو اور رخت ہستی اس منزل سے بار کرو اور مین پیچھے رہجاؤن وائے صد وائے ای
برادران یہ اشعار میرے حسب حال ہین کہ اشعار

یہ غمکدہ رہنے کا نہین بجائے اقامت
عالم ہے پریشان شدہ وادی غربت
سب راہ سفر چھوڑ کے جاتے ہین بحسرت

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت | اسباب لٹا راہ مین یان ہر سفری کا | یہ کہکر وہ محراب خم تیغ کا ساجد ہوا
مناجات بلند کرکے درگاہ باری مین بصد زاری پکارا کہ نظم

اے شہنشاہِ عرب میر عجم عالی جناب | تا بکے دنیا مین کھینچون مین عذاب بیحساب | مصطفیٰ کیواسطے میری مدد کیجیے شتاب
ہے یہی ورد زبان مجکو یہین اضطراب | یا علی یا ایلیا یا ابو الحسن یا بو تراب | حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعاہے مقتدی قبولیت آمین کہہ رہا ہے اُس طرف جلادان بے ایمان حکم قتل کرنے کا لے رہے ہین سنگ جفا کر تیغون کو آب دے رہے ہین کہ بقدرت خالق جزو کل دامن صحرا پر غبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر روزگار صاف ہوا چہرۂ شہریار آشکار ہوا یعنی شہزادۂ ایرج نوجوان جو تلاش مین توریج ذیشان کے لشکر اسلام سے روان ہوا تھا اِسوقت یہان آکر پہونچا جلاد اُسکی آمد دیکھکر رُکے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار پس پشت اُسکے سپاہ جرار حلقہ پوش چار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہے ترک فلک بھی اُسکی شوکت دیکھکر خوف کھاتا ہے خورشید اُسکے جلال کو خیال کرکے تھراتا ہے زلفین ابراہیمی سلسلۂ اسماعیلی کی گرد چہرۂ انور پر بل کھاتی ہین بلائین اُسکے صدقے بلائین لیکر ہوئی جاتی ہین یا یہ شعر اُسکی زلفون کے حسب حال ہے شعر حرارت ہوتی ہے سر دار سے دونی سیاہی مین زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا اسلحہ کی چقاچاق بلند گردش آسمان اُسکے رفعت مراتب ارجمند پر بلاگردان جوان طرحدار شجاعت پسند اُس شیر بیشۂ شجاعت جلادت نے مجمع فوج دیکھکر نعرہ کیا کہ نعرہ

منم ایرج ذیحشم نامدار | خدیو جہان خسرو کامگار | سپہدار افواج اسلامیان
منم پور فرزند صاحبقران

یہ نعرہ کرکے تیغ آبدار قاتل کفار اُس جرار نے نیام انتقام سے کھینچی لگی لاکھ تلوارین ساتھ کھنچین اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آگرے پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

کشید از میان تیغۂ آبدار | چنان گرد در عرصۂ کارزار | یکے را بباز و یکے را بہ سر
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر | چنان نیزہ با نیزہ آویختند | سنان یک بدیگر در آویختند
کہ بر ہم نہ پیچید زانگونہ مار | شہان را چنین کی بود کارزار | شکستند صدہا بگو پال سر
بر دن مغز صدہا شدہ از تبر | چنان گرم گردید بازار جنگ | کہ بسوخت پرہائے تیر خدنگ
یلہ اسپ ہر سو ہزاران ہزار | ہمیگشت در دشت چون بیقرار | آہن نے جب یہ ماجرا دیکھا

تیغہ کھینچکر اس ارادہ پر چلا کہ قیدیون کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادہ توریج پہونچا

شہزادۂ مذکور نے غیظ مین آکر قید آہن کو پارہ پارہ کر ڈالا رفیقون کو آکر ایرج نے رہا کیا ہر ایک دلاور
ہتکڑی بیڑی پکڑ کر اُٹھا اور صدہا کو مار کر گرا دیا سوارون کے گھوڑے اور ہتیار اپنے قبضے مین کر کے
سوار ہو کر تہلکہ ڈالدیا اُسی گرمی جنگ مین آہن اور تورج سے مقابلہ ہوا اُسنے بقوت تمام تیغ ارا
شہزادے نے روکی کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تلوار بیٹھکر قاش زین سے گذر گئی خلعت ہستی اُسکے تن نجس
سے اُتارا پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کہ العظمۃ للہ طائر جان شکار شہباز تیغ تھے لشکری عدو کے
زیر تیغ بیدریغ تھے آخر سپاہ بے شاہ کی ہو چکی تھی بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اُٹھا لیا
پھاٹک بند کر دیا بالائے قلعہ جا کر توپین جھکا کر گولے مارے مگر یہ دونون نہنگ بحر شجاعت شہزادۂ دودمان
صاحبقرانی ہین ایسے قلعہ کو گھروندا جانتے ہین فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوئے قلعہ پر سے گولا مثل
اولے کے پڑنے لگا ابر دھوئین کا جنگ نیا ہوا رنجک کی بجلی چمکی توپین کڑکین اور گرجین گولے برسانے
لگین لیکن ان شہزادون کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریائے آتش کو شناوری کرنے لگے گولنداز جو گرد کدورت
کہ دل مین اپنے توپے ہوئے تھے نکالنے لگے دستی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے یہ دونون اُٹھتے بیٹھتے
گولون کو رد کرتے قریب خندق پہونچے اور گرز جھولا دیکر پہلے اُس پار پھینکے پھر آپ جستین کر کے خندق
ڈانگ گئے قلعہ پر سے ہنڈیان بارود کی حقہ ہائے نفطی پڑنے لگے تیر و زوبین و خشت کی مار ہوئی کڑپ کے
پولون مین آگ لگا دی تیل کے کڑاہاؤ کھولتے ہوے پھینکے ان سمندر رزم اجان بحر آتش نے سپر منھ پر
لیکر وہ آفت جھیلی اور گرز پھاٹک پر بقوت تمام لگائے کہ پھاٹک اڑا اڑا کر گرا پل تختہ خندق پر پڑ گیا
فوج ظفر موج کا اُتارا ہوا پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی پرنالے خون کے بہنے لگے گلی کوچے لاشون
سے پٹ گئے بازار اجل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا سر فروشی ہر ایک دوکاندار ملک جرات کا شعار
تھا تیغ تیز اور خنجر ہنگام ستیز سرون کی مشتری تھی جان دہی کی تجارت مین بہادر بہتری جانتے تھے خلاصہ
کلام وہ سب مردود و بدانجام کچھہ ہی عرصہ مین رو بفرار لائے بہت سے واصل دار البوار ہوئے بہت
کنوؤن کھتون مین گر گئے آخر طالب امان ہو کر قتل سے رستگار ہوے رعایائے شہر ہاتھ باندھکر خدمت
شہزادگان نامور مین حاضر ہوئی شہزادون نے طبل امان بجوایا فوج قتل کرنے سے رکی دونون کشورستان
دار العمارہ آہن بے ایمان مین تشریف لائے اور اُسکے محلون مین تلاش فرما کر ایک لڑکا بارہ برس کا پا کر
اُسی کو وارث تاج و تخت قرار دیا کلاہ جمی و افسر شہی کو اُسکے سر پر رکھا خراج اُس سے مقرر فرمایا اکابرین شہر

نے بھی

نذرین لیکر حاضر ہوئے زیر و بتکدے لقا پر ستون کے کھدوا ڈالے مسجدین بنوائین موذنون نے ندا ہاے اللہ اکبر سنائین جب سارا ملک اسلام آباد ہوچکا بفتح و فیروزی وہان سے نہضت فرماکر دونون شہزادے قریب در طلسم آئے وہان وہی سامان طلسمی پائے اُسی طرح نقارہ سر اژدر پر رکھا تھا دریاے طلسم موج مارتا تھا تورج نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور قدم باراد ۂ داخلہ طلسم آگے بڑھایا ایرج اور سب کوہی اور عیار مانع ہوئے منت کرنے لگے شہزادۂ مذکور نے غور کیا کہ اسوقت یہ سب روکے اور منع کرینگے مناسب یہ ہی کہ کل صبح کو کچھ رات رہے سے کہ ہنوز کوئی سوکر بھی نہ اُٹھنے پاے داخلہ طلسم مین کرنا چاہیے یہ سوچکر داخل لشکر ہوا افسر شرائط تعظیم بجالائے یہ بارگاہ مین مع ایرج ذیجاہ کے مسند پر جلوہ گر ہوکر داد عیش دینے لگا ناچ سامنے ہونے لگا ایرج نے گوہر کلام اُس زینت انجمن پر نثار فرمائے کہا کہ اے بھائی تم دادا جان صاحبقران عالیشان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کرکے شکار کھیلنے آئے تھے اتنا عرصہ ہوا کہ پھر کر نہ گئے امیر باتوقیر ناراض ہوتے تھے اور فرط الفت سے یاد تمھاری کرکے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمھارا انتظار ہی تمھاری یاد مین ہر ایک بیقرار ہی لازم ہی کہ میرے ساتھ پھر چلو اور سبکو دیدار فرحت آثار دکھاکر تسلی و تسکین دو تورج نے کہا اے برادر فرمانا آپ کا بجا ہی واقعی مجھکو عرصہ ہوا کہ قدم جد امجد سے جدا رہا لیکن اتنے ملک فتح کیے یہ کہکر جو جو قلعہ کہ تسخیر فرمائے تھے اُنکا حال بیان کرکے کہا کہ مین اس طلسم مین ضرور جاؤنگا ایرج نے یہ سُنکر ہر چند سمجھایا مگر اسنے نہ مانا ناچار وہ خاموش ہو رہا اور اسنے ایک فرمان بنام حاکمان قلعہ جات کوہستان تحریر فرمایا مضمون یہ تھا کہ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادۂ ایرج نوجوان تم سب مالکان قلعہ جات کا مالک و حاکم ہی ہر ایک اُنکی اطاعت کرے درصورت انحراف و رزی حکم شہزادۂ مذکور مین اُسکا دشمن ہون یہ نامہ قلعہ کی جانب روانہ کیے ایرج ان باتون سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم مین جائیگا آج کی رات تنہائی مین اسکو اور سمجھانا چاہیے آیندہ جو منظور خدا۔ یہ سمجھکر مجلس عیش مین بیٹھا رہا جب کہ شام سیہ فام لبسان اژدر دہان منہ کھولے دہر مین ظاہر ہوئی اور آفتاب تابان کو من کیطرح مار ظلمت نے نگلا

نظم

شفق سے تھا سُنہرا شام کا رنگ
ستارونسے ہوئی شب رشک ارژنگ
زر گل روبرو تھا اُسکے پاسنگ
ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ

دربار برخاست کرکے دونون شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر ہوے ایرج نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا اے برادر خلاف مرضی جد عالی وقار مناسب نہین کہ تم کوئی

امر ظہور مین لاؤ توریج نے اب ان باتون کا کچھ جواب ندیا چپکا سُنا کیا آخر تا صبح بھی خاموش ہو رہا اور دونون آرام پذیر ہوئے جب دفتر انجم کو منشی دفتر بند پیر زال شب نے بند کیا اور شہریار مہر بارگاہ شرق سے نکلکر داخل طلسم سپہر ہوا کہ بیت دہن اژدر سحر سے مہر + ہو کے ظاہر چلا بروے سپہر + شہزادہ شائق طلسمات توریج خوش صفات بیدار ہو کر طاعت الٰہی مین مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت چست باندھکر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے تقاضے سے ناچار ہو کر دل نے نچاہا کہ بھائی کو سوتا چھوڑ کر چلا جاؤن ایرج کو جگایا وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ بہ روانگی دیکھکر سمجھا کہ اب یہ نہ رکیگا بس بھائی سے بھائی لپٹ گیا اور سرشک گریہ سے دامن قبا کو دامن دریا بنا دیا سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور قدم پر سر رکھکر رونے لگے شہزادہ نے جواہر زواہر تسکین و تشفی سے اُنکے دامن بھرے اور فرمایا کہ فاتحہ خیر سے مجکو یاد کرنا اور خلاف حکم برادر معظم کے قدم ندھرنا غرضکہ ہر ایک سے رخصت ہو کر بہزار دشواری و بصد گریہ وزاری یہ شہریار روانہ ہوا ہر شخص کنارے لشکر کے پہونچانے آیا آخر سب کو ٹھہرا کر آگے بڑھا اور قریب اُس اژدر کے جسپر نقارہ رکھا ہوا تھا پہونچکر چوب نقارے پر لگائی صداے مہیب نقارے سے آئی اور مُنہ اژدہے کا کھلا قلاب آتشین اژدر نے چھوڑ کر دم گھسیٹا شہزادہ اُسکے مُنہ مین چلا گیا پہلے تو وہ اژدر اس اژدر در کو نگل گیا پھر اُسنے اُگلا سبنے دیکھا کہ نصف جسم شہزادہ کا اُسکے منہ سے نکلکر دریا مین گرا اور نصف تن زمین پر رہا یہ حال دیکھکر شہزادۂ ایرج نے گریبان چاک کیا سردارون نے سر و رو آلودہ خاک کیا شور واویلا و افغان تا بسپہر پہونچا وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہو گئی پانی دریا کا ایسا بڑھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی نظر آتا تھا لشکر کے دانشمندون نے یہ ماجرا دیکھکر شہزادۂ ایرج سے کہا کہ بھائی آپکے زندہ ہین یہ مقدمۂ طلسم ہے ایسے ایسے نیرنگ اسمین بہت دکھائی دینگے آپ نے بھی تو بہت طلسم فتح کیے ہین یہ کیفیتین ملاحظہ فرمائی ہونگی ایسے اضطراب کو دل مین راہ ندیجیے صبر کیجیے انشاء اللہ وہ شہریار کچھ عرصہ مین بفتح و فیروزی آپ سے آکر ملاقی ہوگا یہ کہکر سمجھاکے شہزادہ کو بارگاہ مین لائے سرداران توریج خونریز و سرشار و مسمار وغیرہ بیقراری زیادہ تر کرنے لگے اُسوقت ایرج نے اپنے عیار شاپور اور نجم سے کہا کہ ہرچند طلسم مین جاکر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے لیکن تم عیار ہو جسطرح ہو سکے میرے بھائی کی خبر لاؤ عیاران مذکور عرض پیرا ہوے کہ اے شہریار آپ خاطر جمع رکھیے غلامان جان نثار جاتے ہین یہ کہکر

دونون بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے اور قریب اُس دریائے طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ پاٹ اُس بحر زخار کا کوسون تک ہی عیار کنارے کنارے اُسکے صورتین بدلے روانہ ہوئے اور ایک مقام پر ٹھہرکر سشاپور نے کلّہ فلاخن مین پتھر رکھکر دریا مین پھینکا وہ پتھر بیچ دریا مین گرکر ڈوب گیا اِسنے کہا کہ ایسا تو ہوگا ہم نہ کھائینگے دریا مین ڈوبنے نہ آئینگے یہ کہکر پھر آگے بڑھے یہ اسلیے کہ ہمارے گرفتار کرنے کو کوئی ساحر دریا سے نکلے تو ہم اُسکے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائین فی الجملہ یہ تو اس فکر مین کنارے بحر کے روانہ ہین مگر حال شہزادہ تورج سنیے کہ انکو جو اژدر طلسم نے نگلا بظاہر تو سبنے دیکھا کہ دو ٹکڑے انکے جسم کے اُس اژدر نے اُگلے لیکن یہ شعبدہ طلسمی تھا شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر مین غلطان و پیچان اسطرح چلا جیسے کوئی نشیب مین گرتا ہی اور تاریکی از حد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم خفا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریان بدن سے اُڑنے لگین یہی ایسا صاحب قوت تھا جو اُس گرمی کی تاب لا سکا دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہرہ آب ہو جاتا آخرکار خداوند غفار نے اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھائی دی اور پانون زمین پر ٹکا دیکھا کہ ایک صحراے ہولخیز و وادی پُر آفت مین استادہ ہون جو بگولا اُڑتا ہی دیوآتشین نظر آتا ہی اُلجھے ہوئے دل کی پھانسون کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہی آفتاب کی تمازت دھوپ کی شدت دل جلون کے سوز سے کم نہ تھی وہ کون سی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے پرہم نہ تھی زبان خار جھاڑ کا کانٹا بنکر پیچھے پڑتین عریان حسرت آلود گرمی کے مارے کیطرح نگاہین کرتین چشمے بسان چشم بیمروتان ذرا بھی سیل نہ رکھتے تھے چشم کو کیطرح سوکھے تھے کہ بیت خجل اُس دشت سے صحراے محشر + جہنم سے زیادہ تر وہ بدتر + شہزادہ اُس منزل پر آفت کو طی فرماتا بھوکا پیاسا چلا جاتا تھا سر کا پسینا پیر کو آتا تھا مالک خشک و تر کو یاد کرتا جاتا تا اینکہ چند فرسخ کے بعد اُس دشت سے گذرا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی قریب اُسکے ایک کوٹھری بنی پائی سامنے کوٹھری کے ایک اژدہا بیٹھا تھا مُنھ اُسکا مثل قعر بلاخیز کے کھلا تھا اژدر سے کچھ دور ہٹکر ایک درخت بلند درختان عالم سے ارجمند مثل سرو آزاد غلام اِس نونہال ریاض صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک پانون سے بہ رنگ دربانان استادہ تھا اور اسکی ایک شاخ مین کمان لٹکی تھی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے تھے شہزادہ نے یہ نیا ماجرا دیکھکر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے اِس اژدر کی قضا ہی یہ سوچکر آگے بڑھا اور دست حق پرست جانب کمان دراز فرمایا کمان پر قبضہ کرنا چاہا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور آواز آئی کہ ہان ہان ای اجل رسیدہ کیا کرتا ہی شہزادہ نے پھر کر جو دیکھا اُس کوٹھری کا دروازہ کھلا پایا

اور زن پرفن حسینہ وجمیلہ کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اُسکے ہاتھ مین روشن پایا حسن اُسکا بہ از نور مہر انور ہی فروغ رخسار سے کوٹھری برج قمر ہی واقعی برج حمل مین داخل خورشید منور ہی بلکہ مشعل آفتاب رشک سے اُسکے حسن جہانتاب کے جلتی ہی قمر کی رنگت اُس سے کہان ملتی ہی واقعی عجب حسن دلربا ہی یہ نقشہ ہی

نظم

موسی بھی غش ہون دیکھکے جلوہ حضور کا
پتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا

رخسار آتشین ہی کہ شعلہ ہی طور کا
دست حنائی پنجہ مرجان سے بڑھ گیا

مانی سے کب کھنچے گا سراپا حضور کا
شک بازوؤن پہ ہوتا ہی شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے مسکرا کر گویا ہوئی کہ صاحب پرائے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہین وادی پر آفت مین قدم دھرنا عاقل کو روا نہین مین آپ کی دوست ہون میرے پاس تشریف لائیے اس کرسی پر بیٹھیے مین آپ کو منزل مقصد پر پہونچا دونگی خاطرداری بدل کرونگی شہزادہ اُس زن پرفن کی باتین سُنکر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی شعبدہ طلسمی ہی یہ سمجھکر بجواب ان کلمات کے اُس عورت سے کہا کہ بیٹھی رہو مین آتا ہون یہ کہکر پھر پنجہ اپنا جانب کمان بڑھایا اُس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھونا ای شخص مبتلاے آفت ہوناھیر اکہا مان یہان آ اِس کرسی پر جلوہ گری فرما شہزادے نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا اور جانب کمان رخ کیا پھر وہ چلائی کہ ای نشانۂ تیر اجل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہو اور کچھ بلّہ نہین ہی میرے پاس آ کرسی پر بیٹھ جا شہزادے نے دل سے مشورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجکو بلاتی ہی ضرور کچھ اسمین فتور ہی اب وہ تمکو بلاتی ہی تو تم اُسکو اپنے پاس بلاؤ جیسا وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو بس یہ تجویز کرکے جب اسنے انکو طلب کیا انھون نے کہا آپ ہی تشریف لائیے وہ عورت کرسی پر سے اُٹھی شہزادہ سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے اسکے حسن کی خوبی پر نہ آنا چاہیے کیونکہ شاید طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہوگا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھلاتے ہونگے پس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم مین بھی فرق آئیگا قصر طلسم مین رخنہ پڑ جائیگا بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھری سے نکلے گی یہ سوچکر اُسکی جانب مخاطب ہوا مگر وہ بھی دروازے تک آکر ٹھہر گئی اور پکاری کہ لے آئیے کچھ دور مین آئی کچھ دور آپ قدم رنجہ فرمائیے شہزادے نے کہا واہ یہ ہونا ہی نہین جبتک آپ میرے پاس نہ آئیے گا میرا آنا دشوار ہی ای رونق قصر محبوبی مین تیرے مکان عشرت کا مکین ہون تو مجکو پیشوائی کرکے لیجا باتین نہ بنا اُسنے ہنسکر کہا واہ یہ خوب بات ہی کہ اتنی دور سے تو آپ چلے آئے یہان مجکو دیکھکر پاؤن پھیلائے اب مین آؤن اور

آپ کو گود مین اُٹھا کر لاؤن کیا آپ نام خدا سے بچہ ہین ای صاحب آیئے باتین نہ بنایئے شہزادہ نے فرمایا
کہ مجکو بھی ضد ہے جبتک تم باہر نہ آؤگی مین ہرگز نہ اندر آؤن گا غرضکہ یہی تکرار تا دیر رہی آخرکار وہ زن
ناہنجار چار ناچار باہر نکلی شہزادہ نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر لگاؤن پھر سوچا کہ شاید یہ روئین بدن ہو اور سحر ہو تو
وار خالی جائیگا پس گلا داب کر مارنا چاہیے یہ سوچکر تعریف کنان اُسکی جانب چلا اور قریب پہونچکر گردن اُسکی
مضبوط پکڑتی ہرچند وہ تڑپی مگر دست یلی سے نہ چھٹی اور درہ پہاڑی تو قریب تر اُس حجرہ کے تھی ہی
اُسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپکر ہلاک ہوگئی شور و غوغا اُسکے مرنے سے بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا کو وجادو
کو اُسکے مرتے ہی اُس اژدہے کے پہلو سے ایک بچہ کوڑا لیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور
سے مارا کہ ایسا صدمہ ضرب گرز کا بھی نہ پڑیگا اور وہ کوڑا مثل مار پیچان جسم شہزادے سے لپٹکر اُڑا اور شہزادے
کو بھی لپٹکر لیگیا چشم عجائب بین اس سیار سپہر طلسم کی بتموج بند ہوگئین پھر جو آنکھ کُھلی تو ایک شہر مین
اپنے تئین پایا نہ وہ حجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ بچہ و تازیانہ کسیکا پتا نہ تھا شہر مین آبادی بہت تھی عمارت
ہر ایک پُر رفعت و وسعت تھی گلی کوچے صاف سڑکین پختہ بسان آئینہ شفاف قرینے بازارون کے سجے
ہر جگہ سے بہتر اشیاے نفیسہ و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دکاندار خوشخو و راست گفتار
لین دین کا گرم بازار زینت کشور روزگار وہ شہر تھا اُسپر سے خوبی وہ ہر چیز جو چاہیے ہو وہان موجود
اور ارزان نامیسری اُس ملک مین گران کہ بیت حسن ہین شہر وہ پرستان تھا + باغ رضوان بھی
اُسپہ قربان تھا + مشتری اشیاے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ
سامان سواری نظر آیا ہٹو بچو کا شور مچا نقیب بولتے یساول و چوبدار عصا ہاے جواہر کار ہاتھون مین لیے
ادب سے اور تفاوت سے کُھتے نمودار ہوے پھر سوارون کے پرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن
شجاعت سے غصہ مین بھرے خوبصورت خوبصورت پیادون کے چھرے گذر گئے پھر ستے گلاب
کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لوٹے طفلان ماہ طلعت لیے نکلے غرضکہ سامان بادبہاری اور طوبیل
سواری کا بنظر طوالت کلام بیان کیا ہو بعد نکلنے اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پر
بادشاہ پر شوکت و جاہ سوار چتر سر پر گردش مین تاج سر پہ گوہر نگار مگس پرانی مین مصروف ذرہ نامدار
یہ سواری بصد جاہ و حشمت دار العمارۃ شہر کی جانب روانہ تھی شہزادہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جاتا تھا یہانتک
کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا در قصر پہ ہزارہا عورتین قبول صورت و کم سن کو استادہ پایا

جب سواری وہان اُتری اندر سے اُس مشکوے خسروانی کے ایک عورت جوان حسین وطرحدار نکلی یہ معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تابان حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اُسکے جوبن کی بیان ہو کیونکر عقل بشر اُسکا آئینہ رخسار دیکھکر نہ حیران ہو سنبلستان شب اُسکے گیسوے پرپیچ و سیاہ کے سامنے کیون نہ پریشان ہو پیشانی الوذ اُسکی داغ دہ سیماے قمر گردش شمس کو خالی از علت نہین قربان ہو اُسپر نظم

زلفین لہراتی نہین چاند سے رخسار و نہ | کہ جھمکی اک قوس شیرہ ہین دو ناگن
کیون نہ وحشت سے کرین رم کہ چکارے ہین ہرن | جسطرف رخ کرین وہ ناوک مژگان دراز
غمزۂ چشم غضب عشوۂ ابرو آفت | ہین فتنہ نگہ گرم قیامت جوبن
چشم فتان سے نہ کیون آنکھ چرائے نرگس
دل مشبک ہون کلیجے ہین پڑین سو روزن

لباس و زیور سے آراستہ کئی سو نازنین گرد و پیش اہتمام کنان خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آگر اُس دلبر نے تعظیم دی اور مسکرا کر ہاتھ مین ہاتھ تھام کر اندر مکان کے لیچلی شہزادہ بھی ہمراہ سبکے داخل قصر مذکور ہوا وہان دیکھا تو کئی درجہ اُس قصر مین تعمیر ہین اور کئی ہزار آدمی اُنمین اسیر ہین زار و نالی کر رہے ہین شدت اسیری سے مر رہے ہین کوئی اُنمین بادشاہ زادہ ہی کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہی غرض جو ہی وہ مرنے پر آمادہ ہی دوسرے درجہ مین اُس مکان کے فرش مکلف بچھا ہی مسند مغرق آراستہ ہی اُس مسند پر آکر وہ بادشاہ جلوہ گستر ہوا وہ نازنین پہلو مین بیٹھی پانچ سو عورت دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی پانچ سو زنگی ادبچی بنا ہوا با ادب استادہ ہوا اُسوقت شہزادے کیطرف کچھ لوگون نے دیکھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ای شہریار یہ جو سامنے حضور کے حاضر ہی بڑا جھوٹا دغاباز ہی کہ اپنے فقرے سے ملکہ کوہ جادو کو بلایا اور مار ڈالا وہ بیچاری اسکی خاطرداری کرتی تھین وہ کیا جانین کہ یہ مکار ہی اسکے دم مین آگئین وہ تو فیل مست جادو وہان موجود تھے جو کمند مار کے اسکو پکڑ لائے ورنہ یہ قتل کر کے صاف نکلجاتا یہ تقریر سنکر بادشاہ نے کہا کہ اسپر سے وہ کمند کھولکر سحر اُتار لو شہزادہ نے دیکھا کہ اب میرے جسم مین یا تو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوڑا لپٹا ہوا ہی اب معلوم ہوا کہ اندر اس ایوان کے مین آپ سے نہین آیا یہی کوڑا لایا ہی غرضکہ ایک عورت نے بنا بر حکم شاہ تازیانہ جسم سے جدا کر لیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی جواہرنگار لاؤ عورتین کرسی لائین تورج کو بادشاہ نے بخاطر تمام اُس کرسی پر بٹھایا اور کہا آپ بڑے زبردست خداپرست ہین کہ آپ نے کوہ جادو کو مار ڈالا یہ خوب سمجھ لیجیے کہ کوئی یہان سے آکر بچکے گیا نہین آپ کیون اپنی جان دیتے ہین مال و اسباب کی طمع ہین آفت مول لیتے ہین ابھی آپ کا کیا سن ہی کیا زمانے کا آپنے دیکھا

گیا کھایا کیا پیا جو زندگی دوبھر ہوئی مہینے سے جی گھبرایا یہان آتے کچھ خوف نہ آیا اب بھی کچھ گیا نہین جسکو آپ نے قتل کیا خیر کیا یہان سے چلے جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ آپ اپنا اسم مبارک تو بتلایئے میرے تو بڑے شفیق آپ نکلے فرمانا بجا ہی حضور کا مگر میرے باپ دادا تو سودائی ہین ویسی ہی جھک مجکو بھی ہی جو کہا وہ کہا جو کیا وہ کیا اُس بادشاہ نے کہا ای تورج آپ ان قیدیون کو بھی دیکھ چکے یا نہین یہ سب شاہ و شہریار زادے اسی طمع مین فتاحی طلسم کی آئے تھے اب گرفتار تا بحیات رہینگے یہی حال آپکا بھی ہوگا آئندہ آپ کو اختیار ہی یہ امر تمھارے ہی واسطے ہی کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہی ورنہ جو کوئی یہان آیا تا دور قیامت یہین رہا شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا لیکن میرا آنا آپ دور قیامت سمجھیے اب یہ انشاء اللہ یہان نہ رہینگے اور آپ نے اپنا نام نہ بتایا اب بتایئے تو کہ آپ رفیق و الفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانیوالے کیا نام رکھتے ہین اُسنے کہا مجکو الوان جادو کہتے ہین اور آپ مجھپر طنز کرکے ہنستے ہین خیر تقدیر تمھاری جب شامت آتی ہی تو ایسا ہی ہوتا ہی یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے شہزادے نے تیغہ کھینچکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ انکے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا گر پڑے اُسوقت فرمایا کہ تم لوگ اسی بات پر بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور بڑے دغاباز ہو ایسی نامردی مین نے کسی قوم مین نہین دیکھی اور مجکو جو سمجھایا تھا تو اکیلے مین لیجاکر سمجھایا ہوتا کہ کہا مان لیتا یہان سب کے سامنے اپنے ارادے سے باز آنا اپنے تئین نامرد کہلانا تھا افسوس کہ حسرت میرے دلکی دل ہی مین رہی الوان نے یہ کلمے جو سنے سمجھی کہ بیشک یہ خدا پرست صاحبان غیرت سے ہین انکو تنہائی مین فہمائش کرنا تھا مجمع کثیر مین ناحق کہا یہ سوچکر سامنے شہزادے کے ہاتھ باندھے کہ بیشک مجھسے خطا ہوئی آپ معاف فرمائین اور مین حضور کے مرتبہ سے آگاہ نہ تھا اب آپ کو لشکر مین آپ کے پہونچائے دیتا ہون شہزادے نے فرمایا آپ کی مہربانی اُسنے سحر اُتار لیا مگر دلسے اپنے مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا تورج طلسم مین مشہور ہی پھر جیسے تور ویسے تورج اسکو مار ہی ڈالنا چاہیے ادھر تو یہ سوچکر کچھ سکوت پذیر ہوا اُسطرف شہزادے نے قصد کیا کہ اسکو الگ لیجاکر مار ڈالیے مگر اُسکو شہزادے کی خوشامد کرنا منظور تھی کہ یہ اُسکو فریب تو دیچکا تھا ہی بس اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلاؤ وہ سب طعام لذیذ سامنے لائے شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا پھر اُسنے کہا کہ ای شہزادے آپ علیحدہ چلیے کہ مجکو کچھ عرض کرنا ہی شہزادہ یہ سنکر اُٹھا اور وہ ہمراہ ہوا اُسی قصر کے ایک گوشے کیطرف دونون چلے شہزادے کے ہاتھ مین رومال تھا اُسکو ہلاتا ہوا اسطرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا چلتا ہی روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال

اُسکی گردن مین ڈالکر جھٹکا مارا کہ وہ گرا شہزادے نے ایک پانون اُسکا اپنے پانون کے نیچے رکھا اور دوسرا پانون ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مار کر مثل کرپاس اُسکو چیر ڈالا یہ حال جو وہان زنگی تھے اُنھون نے دیکھا تیغے اور لٹھ پکڑ کر آگرے ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ادھر لٹھ شہزادے پر پڑنے لگا اُسنے بھی تیغہ آبدار نیام انتقام سے لیا اور قتل کرنا شروع کیا لاش پر لاش گرنے لگی اُس قصر مین اجل کی بادشاہت تھی رقص بسمل ہوتا تھا ہلکارے روح کے ملک فنا کی خبر لینے کو بھیجے جاتے تھے ضرب گرز شہزادے سے جہنم مین بھیجے جاتے تھے شاہ اجل فتاح طلسم جسد و جان کو گوشہ قبر مین سمجھانے لیے جاتا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

یکے داشت در سر ہوائے گریز یکے مرگ را از خدا خواستہ	یکے چارہ جو از دم تیغ تیز یکے بود بے پا و بے سر یکے	یکے راز پیکان جگر کاستہ یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے

آخر کار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی وہ اندر قصر کے آئی اور کمندین شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگین شہزادہ اُلجھ کر گرا سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کرلیا پھر قید سخت مین گرفتار کر کے وہان سے لیچلے شہر مین ایک غوغائے عظیم برپا ہوا ہر ایک شخص تماشائی تھا غرضکہ اُس قلعہ کے متصل اور ایک قلعہ تھا وہان شہزادے کو لائے وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا جو شخص تھا وہ دلشاد تھا بر سبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو وہان کے ایوان شاہی مین لائے دیکھا کہ تخت شاہی پر ایک بادشاہ بصد حشمت و جاہ بیٹھا ہی ارا کین سلطنت کا مجمع ہی کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہی نام اس بادشاہ کا کفل شاہ ہی فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اُسکے پہونچا اُسنے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بنکر آیا ہی ہر ایک نے کہا جی بجا ہی یہی فتح طلسم کو آیا ہی کفل شاہ مخاطب شہزادہ کیجانب ہوا اور کہا ای نبیرۂ حمزہ کیا تجکو آج کے دن کی خبر نہ تھی اب بتا کہ کس حال سے تجکو قتل کرون تورج نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو تمھاری غیرت جاتی رہی ہی ارے نامرد ازلی و ابدی بہادر بہادر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین جیسا تونے کیا کہ ازروے بلوہ کے مجکو گرفتار کرایا اُسنے کہا ای شہزادے یہ فوج سحر بھی جانتی تھی لیکن تلوار سے اسلیے لڑی کہ تم نامرد ہمکو نہ سمجھو اب اگر تمکو یہ خیال ہی کہ وہ بہت تھے مین تنہا تھا تو اُسکا بھی انتظام ہو سکتا ہی وہ یہ کہ اگر تمکو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اُسکی کروگے شہزادے نے فرمایا کہ اطاعت کرنا کیسی غلامی کرینگے یہ سننا تھا کہ اُسنے حکم دیا بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو بمجرد حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لیکر آئے شہزادۂ کیوان جاہ نے دیکھا کہ ایک زنگی ناپاک صورت کریہ منظر و بد حقیقت ہی کہ بمقتضائے ابیات

مہیب و سیہ نامہ و سخت دل
شکم پُر بہ از لقمہ ہاے حرام
زنا پاکی ابلیس از وی خجل
سرش خالی از عقل و پُر از احتشام

ایک زنجیر آہنی کمر سے باندھے چٹ لنگوٹ کسے خم بجاتا چڑھے ڈھیٹا سامنے آیا بادشاہ نے شہزادے کو کمندون سے کھلوا دیا اکھاڑا درست کرا دیا دونون اکھاڑے مین کودے خم بجا کر سرگرم تلاش ہوئے یہ لڑ رہے تھے کہ دربارگاہ پر غل مچا اور ملازمون نے آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین سبکی نگاہ یہ خبر سنکر جانب در لگی اور ایک زن سیمین بدن غنچہ دہن اندر دار العمارہ کے آئی حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر معشوقی کے ہزارون ڈنگل جیتے ہوے سیکڑون زور آوران سر پنجۂ عشق کو چت کیے ہوئے بہت شہزور اُسکے عشق مین لنگوٹ باندھکر فقیر ہو گئے لاکھون نے جی ہار دیے طاق ابرو مین اُسکے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھاتے ناز و غمزہ دلکے اکھاڑے مین پالون جماتے زلف کو اُسکی بہت پیچ یاد چشم فتان بیک اشارہ چت کر دینے مین اُستاد تیر مژگان کے توڑ خدا کی پناہ شمس و قمر کا رخسارون سے جوڑ کہان ہو سکتا کہ

ابیات

کان کی بجلی سے ناخن بجگر ہی مہ نو
شوخی سے دیدۂ نرگس کیطرح چشمک زن
دُرِ دندان ہین ویا موتیے کی کلیان ہین

قرص ماہ یہ بالا ہی بلا برق فگن
رخ روشن مین ہی خورشید درخشان کا فروغ
لب ہین برگِ گل تر غنچۂ گل تنگ دہن

تازے سوے گل تر بحقارت نگران
روکش خط شعاعی ہی دوپٹے کی کرن
بس وہ شہریار کشور خوبی اکھاڑے

کے قریب آکر ٹھہری اور سیر کشتی لڑنے کی دیکھنے لگی شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی دل اُسکا کشتی کھا گیا زلفن کے پیچ مین آ گئی بنظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی اور دالون گھات اُسکے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا بظاہر پہلوان تھا اور بباطن ساحر زبردست تھا سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا پس ایک مقام پر شہزادے کو ریل لیچلا اور ایک نازنین سے آنکھ ملا کر گویا ہوا کہ دیکھیے مین حمزہ کے پوتے کو ریلے لیے جاتا ہون اور وہ حمزہ کہ جسنے دیو سمندون ہزار دست کو مارا یہ میرا ہی مرتبہ ہی کہ اُسکے پوتے کو ریل لیچلا ہون وہ نازنین از بسکہ عاشق ہو چلی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو جائیگا یہ سمجھکر اُس پہلوان نے جب فخر کیا بجواب کلمات تفاخر اسنے کہا کہ ای پہلوان یہ شہزادہ اسوجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہی کہ یہ کہتا ہی مین آج نہ لڑونگا مجکو چھوڑ دے کل مین مقابلہ کرونگا پہلوان نے یہ سُنکر شہزادے سے پوچھا کہ کیون یہ نازنین جو کہتی ہی سچ ہی شہزادہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اُس پری پیکر نے منع باشارہ کیا شہزادے نے کہا کہ ہان مین آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہون بیشک کل لڑونگا پہلوان نے یہ سُنکر چھوڑ دیا اور چلا گیا بادشاہ نے اُس ایوان شاہی مین

شہزادہ تورج کے لیے ایک کمرہ رہنے کو خالی کرایا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا مسند لگائی پلنگڑی جواہرنگار بچھوائی شہزادۂ مذکور اُس کمرے مین آکر تشریف فرما ہوا جب آفتاب عالم افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے مین جاکر آرام گیر ہوا اور عالم ضیاے ماہ سے پر تنویر ہوا نظم

بسر اوقات کی لاچار کے دن بھر ۔ چھپایا مہر نے جب روے انور
اُٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ ۔ ہوا تاریک عالم چھپ گئی راہ

بادشاہ یعنی کفل شاہ اور تمام حاضران دربار اُس ایوان سے اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر گئے شہزادہ اُس کمرے مین تنہا بیٹھا رہا جب برنگ زلف جانان شاہد شب نے بھی مانگ نکالی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور شق ہو گئی وہی گلبدن و رشک چمن سبزہ نمط زمین سے پھوٹی شہزادہ یہ سرزمین پر از عجائبات و طلسمات جانتا تھا اُسکے نکلتے ہی دست بقبضہ ہوا کہ شاید کوئی اور شاخسانہ نکلا اُس گل باغ خوبی نے ہنسکر کہا کہ ای میان ہوش مین آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اتراؤ دیکھو مین وہی تمھاری خیر خواہ ہون جسنے کشتی لڑنے سے منع کیا تھا مین کمبخت ناچار تھی میرا دل تمپر آگیا تھا خیر تمھین آفت سے چھڑا دیا اب کچھ پرواہ نہین بندی کو مستی آو چھائی نہین ہی جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش رہو ہم جاتے ہین شہزادے نے اپنے دلسے کہا بیشک اس سے کچھ مطلب نکل آیگا محبت جتانا چاہیے یہ تجویز کرکے اُٹھا اور وہ جانے بنائی تھی کہ اِسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای غنچہ دہن تیرے مُنھ پھولا لینے نے میرا دل خون کر دیا اور طائر روح کو صیاد بیمہری نے تڑپایا خمسہ

نہ کہ عاشقون مین محبت کہان ہی ۔ سدا ایک سی اُنکی اُلفت کہان ہی
تجھے ویسے لوگون سے صحبت کہان ہی ۔ ترے پاس عاشق کی عزت کہان ہی
تجھے بے مروت مروت کہان ہی

اُس غیرت گلزار نے ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے مین باہین ڈال دین اور کہا ای بیوفا خمسہ

اگرچاہ عیب تجھے ہو اچھا نہ چاہیے ۔ ہمکو بھی آپ کی نہین پروا نچاہیے
پر حق منصفی سے تو گذرا نچاہیے ۔ جو چاہے آپ کو تو اُسے کیا نچاہیے
انصاف کر کہ چاہیے اب یا نچاہیے

یہ کہکر مسند پر آکر بیٹھی وہ عجب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی از اغیار پہلو مین محبوب گلعذار کیا اُس جلسۂ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے اُس معشوقہ عاشق خصال کا الفت جتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گاہے اٹھلانا پھر مسکرانا

اور شرمانا اس فقرے سے کوئی آنجائے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اُسکا باتین سنانا فرط خوف سے کبھی دولی کرکے لپٹ جانا کبھی اقرار وصل کرنا اور کبھی مُکر جانا غرضکہ اسی اختلاط و انبساط مین وہ زمانہ قریب آیا کہ شاہد شب نے آغوش مہر سے کنارہ کرنا چاہا اُسوقت اُس معشوقۂ صادقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور برقت جلانے کے ایک انگوٹھی اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اُس پہلوان دیو صورت عفریت خصال کے باندھ لینے کی سند ہی یہ خاتم سامری کے پہننے کی ہی آپ پہن لیجیے اس پہلوان کو اُٹھا لیجیے گا اور جب اُسکو اُٹھا لیجیے گا تو زمین پر نہ مار لیے گا اُس بادشاہ یعنی کفل شاہ کے تخت پر پٹک دیجیے گا فوراً آگ جسم شاہ مین لگے گی تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلینگے اور اُس آتش مین سے سبز لو جگر باندھکر پیدا ہوگی اور اندر سے لو کے نشیب سا ظاہر ہوگا وہ گڑھا نہین چاہ سبز ہی اُسمین آپ کود جائیے گا وہی راہ طلسم کی ہی اور یہ مقام جہان آپ بیٹھے ہین حوالی طلسم ہی ابھی تک آپ کو اندر طلسم کے جانا نصیب نہین ہوا یہ سب ساحر جو مارے گئے وابستہ طلسم نہ تھے ورنہ بغیر کسی تحفہ طلسم کے ہلاک نہوتے پس اُس چاہ سبز مین جب آپ کود جائیے گا تو ایک بیابان مین آپکا گذر ہوگا وہان ایک درخت سے مین بندھی کھڑی ہونگی مجکو کھولدیجیے گا خبردار بھول نہ جائیے گا نہین بہت پچھتائیے گا شہزادے نے فرمایا کہ ای نازنین مین تجکو یہانکا مالک کرونگا غرضکہ انھین باتون مین آخر شب ہوئی وقت مہاجرت قریب آیا سحر نے فراق کی مُنہ دکھایا نسیم سحر آہ سرد تھی شمع محفل غم سے زرد تھی وہ نازنین کہتی تھی کہ ابیات

کہ اتنی دیر کا آرام کیا تھا	فقط اک رنج دنیا مدعا تھا	سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
دم رخصت قریب آیا ہی ای جان	جگر پر داغ فرقت لے چلے ہم	اسی کی میہمانی تھی یہ کچھ دم
بھر آئے آنکھ مین اسکے بھی آنسو	کہ ہوتا تھا جدا یار پری رو	اُٹھی وہ نازنین بولی ادھر آ
جدائی ہی گلے سے مرے ملجا	مرے ہمدم مرے پیارے مری جان	چلے ہم لے خدا تیرا نگہبان
رہے یہ حسن عالمتاب روشن	الٰہی تا کہ ہو دنیا کا گلشن	ہوئی یہ کہکے وہ ظالم روانہ
یہان پیدا کیا دل نے زبانہ	اُڑائے جلوہ ہاے صبح نے ہوش	برھین بیتابیان گھٹنے لگے جوش
نہ وہ سامان نہ وہ یاران محفل	بجز خندہ آہ یا کچھ حسرت دل	صبح ہوتے ہی نقارہ دربار کا ہوا

کفل شاہ تخت پر آکر بیٹھا پہلوان نے آکر اکھاڑے مین خم مارا اور پکارا کہ وہ مسلمان کہان ہی آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہوکر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی لپٹ پڑا مگر بسبب کشتی اُسکی انگشتری کی وجہ سے

کچھ سحر پہلوان کا نچلا اور اسنے کمر مین ہاتھ دیکر اُسکو اُٹھا کر قریب بادشاہ پہونچکے دے ٹپکا آئین نیرنگ طلسم یہی تھا کہ تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب مین آگ لگی ایک سنگدل تو دوسرا آہن بدن تھا زگرہ کھاتے ہی شعلۂ آتش نے نکلکر سوختہ کیا اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان شاہی سب جلکر اندھیرا ہوگیا پھر جو دیکھا تو ایک قلعہ کچھ نہین ہی وہی جنگل اور پہاڑی ہی جہان کوٹھری مین عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہی شہزادے نے ہر سمت غور کرکے دیکھا تو ایک مقام پر شعلۂ آتش چکر باندھے تھا اور سبز لو اُٹھ رہی تھی بس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب اُسکے گیا اور دونون پانون جما کر بسم اللہ کہکر کودا دیکھا تو واقعی ہین کنوئین مین جا رہا اور آواز غزغز کی سنائی دی پھر غلطان و پیچان چلا اور اُس صدمے سے بیہوش ہوگیا

داستان طاق چشم سپہر جائی کا افراسیاب کے مقابلۂ مہرخ مین آکر مارے جانا اور افراسیاب کا غصہ کرکے خود لشکر کشی کرنا مہرخ پر اور آجانا صنعت سحر ساز کا بروقت مقابلہ اور سمجھا کر شاہ کو پھیر لیجانا پھر آپ مقابلہ کرکے شکست دینا لشکر مہرخ کو اور سرداران لشکر کو اسیر بلاے سحر کرنا اور آنا عمرو کا مع ماہی بریزاد طلسم نور افشان سے اور شکست دینا ملکہ صنعت کو اور جنگ عظیم ہونا اور پھر بلا لینا کوکب کا عمرو کو اپنے طلسم مین اور تدبیر جنگ کرنا المولفہ

غصہ ترا ساقیا برا ہی
تیور ہین کچھ اور ڈھنگ ہین اور
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہی
لب اُمنین بھری ہی بادۂ تیز
گردن جو صراحی کج ہی کرتی
کھسیانے ہوئے ہین جام ہنسی مین
ہو وقت غضب جو چہرے کا حال
گلزار کی بھی ہوا ہی کچھ اور
نہرون مین ہی آب خجلت رو
کھسیانا ہی گل جو ہنس رہا ہی
غصہ سے ہی سرو بھی اکڑتا

میخوار ترا تڑپ رہا ہی
میخانہ مین ہی غضب کا وہ جوش
کف غیظ مین مُنھ سے بہ رہا ہی
گردن نہین عجز سے جھکاتے
رندون سے ہوئی ہی آج ٹیڑھی
قلقل کی نہین صدا ہی دیتی
مُنھ رند و نکا نشہ سے ہی یون لال
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہی
فوارون کے یہ رہے ہین آنسو
غصہ سے چنار جل رہا ہی
سُنبل مین غضب کا بل ہی پڑتا

ای واہ کچھ آج رنگ ہین اور
غصہ سے ہین رند سارے بیہوش
ہین جوشِ غضب سے جام لبریز
شیشے ہین سرکشی دکھاتے
تراتے ہین رند میکشی مین
ٹراتی ہی رند سے صراحی
میخانہ مین جو غضب کے ہین طور
باغِ دنیا مین بیکلی ہی
غنچون نے بھی مُنھ پھولا لیا ہی
مرجان کفدست مل رہا ہی
سرخی سے گلون کی سارا گلشن

افروختہ ہی برنگِ دشمن
گو سوسن دہ زبان ہی گونگی
گلشن سارا چراغ پا ہی
گل اسطرح ہین چمن مین پھولے
رہتے ہین شریک ہر بد و نیک
ہمکو لڑنے سے واسطہ کیا
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر
نشہ میرا ابھی کم ہوا ہی
دے مُنھ سے مرے لگا پیالا
ای جاہ مکن چنین شکایت

غنچے ہین چمن مین یون چٹکتے
شہرت سے زبان ہی ہاتھ بھر کی
سِنھدی کے بھی تلووں سے لگی ہی
دیدے کوئی جسطرح نکالے
خطِ ساغر کا ہی سبق یاد
ہمسے ساقی بگاڑتا کیا
احسان کرنے مین تو بھی ہی طاق
غصہ دل مین مرے بھرا ہی
وہ جام پلا کہ بات رہجائے
می نوش و نویس این حکایت

جیسے دشمن چٹک کے بولے
پھولون کا چراغ جل رہا ہی
نرگس آنکھین نکالتی ہی
ہم تم تو بہم ہین ساقیا ایک
ہم دونون کا ایک ہی ہی اُستاد
طاقِ نسیان پہ غیظ کو دھر
مہمان نوازی مین ہی مشاق
کر دیر نہ ساقیا خدارا
میرا اور تیرا سات رہجائے
بزم آرایان قصۂ افسونگری

وانجمن پیرایان فسانۂ ساحری۔ مہمانان کاشانۂ ظفر و احتشام و میزبانان مشکوے کلام نصرت انجام بادۂ پُرجوش سخن کو میکدۂ کلام سے اسطرح مول لیتے ہین اور بسان ساغر شکستہ دلی نشۂ غرور کو یون شکست دیتے ہین کہ جب حسام ناکام و بد انجام ہاتھ سے برق عیار ذی احتشام کے مارا گیا لاش اُس بدمعاش کی ملازم اُسکے اُٹھا کر نالان و گریان جانب طاق چشم بے ایمان روانہ ہوئے اور سامنے پہونچکر حال قتل حسام معروض بیان مین لائے العیاذ باللہ حال سنتے ہی اُس ناری پر وہ غصہ طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے انگارون پر لوٹا اور دود بد دماغی دماغ کے پار نکلگیا پس اُسیوقت نفیر سحر کو دم دیا ایک لاکھ بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر طائران سحر پر سوار ہوئے طاق بھی سامان سحر سازی ہمراہ لیکر اژدر پر سوار ہوا خلاصہ یہ کہ بڑے کر و فر سے بسان موج ہوا لشکر نکبت قرین لیکر روان ہوا اُسطرف شاہ طلسم نے بھی چوکی کے پہونچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پھر کر گئے اور حال ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ بیر بھائی میرا آتا ہی یہ خبر سنکر حیرت کو اُسنے نامہ لکھا کہ ای ملکہ جسکو مین مدت سے طلب کرتا تھا وہ اب آتا ہی خبردار کوئی دقیقہ اُسکی تعظیم و خاطرداری مین فروگذاشت نکرنا یہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اُسنے ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو و گیسوے بن شہاب وغیرہ کو کئی منزل آگے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی

کنارے تک لشکر کے آئی اُسطرف سے وہ مسافر بیداے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سرداران ملکہ پہونچا راہ مین ملاقات ہوئی ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا پھر کنارہ لشکر کے آکر حیرت سے ملاقی ہوا اور کہا بھابھی صاحبہ آپ نے کیون میرے لیے تکلیف فرمائی یہ کہکر بسبب اسکے کہ ملکہ شہزادی کل طلسم کی ہی اسنے نذر دی ملکہ اسکو بعظمت تمام بارگاہ مین لائی خلعت دیا مقام بہتر پر بٹھایا لشکر اسکا اُترا اب ایک سمت لشکر مصور کا ہی ایک جانب لشکر حیرت کا پڑا ہی تیسری سمت کو لشکر اسکا اُترا سامنے مہرخ کی فوج اُتری ہی اس ربع مسکون مین چار طرف فوج ہی فوج تھی کثرت لشکر سے زمین دہلکتی تھی فلک چکر مین تھا مریخ کی طبیعت گھبراتی تھی غرضکہ جب یہ داخل بارگاہ ہوا مصور جادو بھی اسکی ملاقات کو چلہ خانہ سے اُٹھکر آیا یہ بنابر تعظیم خداوندزادہ اُٹھا اور اُسکے قدم پر گرا اُسنے گلے لگا لیا اسنے کہا کہ ہمارے مذہب مین آپ کے قدم آنکھون سے لگانا بڑا ثواب ہی اُس خرس نے بھی اسکی تعریف کرکے دعا دی سب بعیش و عشرت بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوئے جام مے گردش مین آیا جلسۂ نشاط گرم ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے لشکر کی راہ لی اور خدمت ملکہ مہرخ مین آکر بصد ادب نیایش کنان آنا طاق چشم کا بیان کیا اور کہا اس نابکار کے ہمراہ جو فوج آئی ہی اُنکے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہی کہ مثل کوکب تابندہ کے چمکتا ہی یہ عرض کرکے جاسوس تو چلے گئے لیکن مہرخ نے براے طمانیت قلب سرداران فرمایا کہ یہ موذی کانا طاق جو آیا ہی تو ہمارا کیا کریگا جب بھڑوا اُستاد اُسکا کچھ نکر سکا تو اسکی کیا حقیقت ہی یہ لاف زنی کر رہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ عالم آج آپ بہت تیز دم معلوم ہوتی ہین ملکہ نے کہا مدت سے مشتاق جنگ بھی ہم سب ہین خیر اب سمجھ لینگے لیکن اے بہار تم کیا کچھ طاق سے کم ہو بہار نے بھی اُسوقت جوش مین آکر کہا کہ اگر آپ فرمائین تو سُوا دہین بارگاہ مین اپنی دیوانہ ہوکر تنکے چننے لگے یہ کلمہ زبان بہار سے سنکر سردارون کو ایسا اطمینان حاصل ہوا کہ ہر ایک اپنی بڑائی کرنے لگا سرخمود و طاؤس و نافرمان وغیرہ سبنے کہا کہ ایسے گولے موتے کے مارینگے کہ یاد ہی توکریگا اسی تقریر مین برق وغیرہ عیار آ گئے اور کہا ہمکو حکم ہو تو جاکر اسکا تمام کرین بہار نے جواب دیا کہ اے برق اب تو میرے منہ سے نکلگیا ہی کہ مین اُسکو تنکے چنواؤنگی بس اسکے باپ یعنی اُستاد کو تمنے مارا وہ تمہارا حصہ تھا یہ میرا ہی جب مین نہون تو تمکو اختیار ہی یہ کہکر اپنی جگہ سے اُٹھی اور ملکہ مہرخ سے کہا آپ بھی آئیے مجھکو کچھ مشورہ کرنا ہی ملکہ مذکور بھی اُٹھکر علیحدہ صحنچی مین آئی وہان بحر سخن روان کیا کہ یہ ساحر واقعی بڑا زبردست

ہی کیا تدبیر اسکی نسبت سوچی ہی مہرخ نے جواب دیا کہ ایک دن مین دربار افراسیاب مین حاضر تھی اور بادشاہ مجھ سے بہت راضی تھا تو اُسنے ایک ناریل مجکو دیا اور کہا اس ناریل کو اگر پہاڑ پر مارو تو دریا پیدا ہوگا اُس بحر کا پانی اگر ساحری بھی پی لین تو دیوانہ ہوجائین پس ای ملکہ مہ جبین کی تم نانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ ساکنان طلسم تمسے کمتر ہین مین نے وہ ناریل تسلیم کرکے لے لیا وہی میرے پاس ابتک ہی میرا ارادہ جنگ حسام مین اُس سے کام لینے کا تھا فی الجملہ اب اُسی سے کام لونگی یہ سُنکر بہار نے کہا بہتر ہی ایک سحر مجکو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہی تم اُس ناریل سے کام لو مین سحر کرون دیکھون کہ خدا کیا دکھاتا ہی یہ مشورہ کرکے پھر آکر تخت پر مہرخ جلوہ گر ہوئی اس عرصہ مین صنعت گر دہر نے طاق نیلی رواق سپہر سے آئینۂ مہر اُٹھا کر طاقچۂ مغرب مین رکھا چشم خورشید کور ہوئی سواد ظلمت شب کا سرمہ چشم ماہ مین لگا فلک طاق چشم بنا کہ بموجب ابیات

ہوئی کور جب چشم مہر فلک
ستارون مین ظاہر ہوئی تب چمک
بڑھا دیدۂ نجم مین بسکہ نور
ہوا نور کا چشم مہ مین ظہور

شام کو پہلے تو حیرت نے خاصہ طلب کیا دسترخوان شاہانہ آراستہ ہوا سبنے مع طاق چشم کھانا زہر مار کیا بعد فراغ اکل و شرب جلسۂ میخواری گرم رہا اُسوقت حالت مستی مین طاق چشم نے کہا کہ پھر بھابھی جان دیر کیون کیجیے حکم دیجیے کہ طبل جنگ بجے ملکہ نے کہا بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہین اسنے کہا مجکو ایک گھڑی بھر اِس جنگ مین گذرے گی زیادہ کد نہ کرنا پڑیگی کہ شب کو غارت کردونگا کسلیے کہ میرے ساتھ جتنی فوج ہی سب ستارہ پیشانی اور روئین تن ہی یہ فوج نہ کسی کے مارے مریگی نہ کاٹے کٹیگی ملکہ نے کہا اسمین کیا شک ہی آپ ایسے ہی ہین یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی ہلکارون نے جاکر سمع ہمایون مہرخ مین یہ خبر پہونچائی ملکہ موصوفہ نے بھی قرنائے جنگی کو پھونکا ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی لیکن بہار نے چپکے سے کہا ای ملکہ مہرخ لشکر کے آراستہ کرانے سے کیا مطلب ہی تمکو جو سحر کہ تیار کرنا ہی وہ تنہائی کا ہی مہرخ نے یہ سُنکر افسران لشکر کو اپنے طلب کرکے حکم دیا کہ تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو میدان مین لیجانیکا قصد نہ کرنا ہم کچھ دیر کے لیے دو کوس تک لشکر سے جائینگے اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر آئینگے جسدم تم دیکھنا کہ ہمپر وقت صعب ہی اُسوقت تم فوج لیکر آنا اور اعانت کرنا افسر لشکر یہ حکم سُنکر گئے اور کاربند حکم مذکور ہوئے دکھلانے کی راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہو جائے ڈنڈ و بجا لیا ہوم ہوا کیا بیرون کا غل رہا جھٹکے کیے گئے بھینٹین چڑھائی گئین ہتیار صیقل ہوئے باجے پلٹنون

مین بجتے رہے جب بحر فلک مین ستارے ڈوبنے لگے اور زلف لیلائے شب تا بزانو پہونچی یعنی پچھلی رات رہی مہرخ اور بہار سوار ہوکر طاؤس پر لشکر سے چلین اور دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا اُسکے قریب آکر ٹھہرین مہرخ نے وہی ناریل جسکا ذکر اوپر ہوچکا جھولی سے نکالا اور کچھ اور افسون پڑھکر پہاڑ کے درے پر مارا فورًا پانی درۂ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیون سے پانی بہنے لگا لمحہ بھر مین اُس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ سے تا بہ لشکر حیرت مثل دریاے زخار کے موج زن ہوا ایک جانب لشکر حیرت تھا اور ایکطرف لشکر مہرخ بیچ مین یہ دریا لہرا رہا تھا اور پانی اُس بحر کا ایسا شیرین و سرد تھا کہ جوے شیر مین بھی ایسی شیرینی نہوگی کار فرہاد کوہکن بھی اُس ناریل کے کام کے سامنے گرد تھا موجین اُسکی رفتار معشوق کو شرماتین گردش فلک کو اپنی نیرنگی پر غیرت دلاتین آب گوہر کی آبرو مقابل اُسکی صفا کے بحر غیرت مین ڈوبی تھی ہر موج مصفا و پاکیزہ خاطرون کے ارادہ کی لہر تھی بلکہ رخسار شاہد محبوبی تھی بحر اخضر چرخ گردش کرتا تھا نہین نہین اُسی پر صدقے ہوتا تھا عکس فلک نیلوفری اُسمین پڑا تھا اور ستارہ ہاے چرخ کا اُسمین چمکنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گھاسنے نیلوفر کا تختہ کھلا تھا جسکو دیکھکر کنول دل کا کھلتا لہرین پیچ در پیچ تھین روبروجسکے زلفین جانان کی پیچ تھین چشمۂ قمر سامنے اُسکے شرم سے عرق شبنم مین عرق ہوجائے چشمۂ مہر و نکو غیرت سے اُسی مین ڈوبا نظر آئے اُسکو دیکھکر آتش رشک سے جلا کرے زبان پائے تو اُف اُف کیا کرے سچ ہی کہ ابیات

چوڈھوین تاریخ اک ابر تنک سا تھا جو رات
وہ دوپٹا بادلے کا سا جو لہرایا گیا

برلب دریا عجائب سیر مین دیکھا گیا
یون لگا معلوم ہوتی ہین یہ دو دو پریان ہم

جھیل مین سے چادر مہتاب اُبھر برق کا
ایک نے سایہ کہ گویا دوسرے پر آگیا

اُس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کیطرف یہ قلزم ساحری اور وہ یم خوبی یعنی مہرخ و بہار آکر ٹھہرین اور حسب وعدہ بہار نے سحر پڑھکر دم کیا کہ کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریان جواہر کے پھولدار درختون کی نمودار ہوئین اُسوقت عجب بہار تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین پرن کو شرماتا تھا جو پھول تھا وہ تارا فلک خضر کا نظر آتا تھا خسرو بہار کا فیض جاری تھا زرگل سے گنج باد اولٹ رہا تھا ثمر صبح کا وقت قریب تھا تو سجود مین تھے شاخین رکوع مین نخل قیام وقعود مین تھے دانہ ہاے اثمار کی تسبیح مو ظفان چمن لیے تھے مسبحان گلشن دست چنار بہر دعاے فتح و ظفر ملکہ بہار اُٹھائے تھے شفق کنارے بحر کے پھولی تھی یا پھولی ہوئی سانولی تھی دوش شاہد ارض پر شالی رومال پڑا مگر کثرت سے گلون کے چار باغ کا تھا کہ اشعار

صبا کو حکم ہی فصل بہار آتی ہی	چمن سے نکہت گل جاے بہر استقبال	گلو نے صحن گلستان ہی رشک عارض حور

پری کی طرح نکالے سحاب نے پر و بال
نہین حباب عیان عکس آتش گل سے
ادب سے مروحہ جنبان ہی موج باد شمال

ہی رشک سینۂ شہباز ابر سے رخ چرخ
یہ پڑ گئے ہین لب جوئبار سے تبخال
ہی جوش سبزہ و گل سے یہ رنگ پست و بلند

خجل کن دم طاؤس ہین گلوں سے جبال
ہی خواب ناز مین سبزہ چمن کے دامن پر
کہ خاک دشت ہی سرسبز سرخرو ہین جبال

اس چمنستان مین ایک چبوترۂ بلور پر یہ دونون بہار باغ سحر بصد ادا و زیبائش مسند بچھاکر جلوہ گستر ہوئین اسوقت ملکہ بہار کا حسن خزان بخش گلزار جنان غیرت دہ گلشن حسن معشوقان تھا زلفین اسکی یون لہراتی تھین کہ بحر حسن مین موجین آتی تھین پیشانی کی شکن بحر نور مین مردم آبی غوطہ زن تھین عیسی غواص چشمہ پر دن ابروئے روبرو محراب طاق حسن کیا طاقت جو سر اپنا اٹھائے کمان لب سوفار سے یا صاحب قاب قوسین جلالے کے اوادنی خطاب پائے مژہ سبزۂ گلزار خوبی کو پائمال کرے تیر کوشش معشوق چٹکیون مین اڑائے چشم فتان فلک شعبدہ باز کی استاد ہزارون کرشمے اسکو یاد گردش چشم گردش چرخ جلاد سرمہ دنبالہ دار لگا ہوا فتنہ پردازی کی حد کا خط کھنچا ہوا کہ اس سے بڑھکر کوئی کرشمہ ساز نہو گا ہر ایک غمزہ اسکا جانستان نظر ترحم مسیحائے مرگ عاشقان ہنی بام حسن کی زردبان بلکہ الف وہ جو ہمزۂ وصل کہلاتا ہی یا ماہین آفتاب و ماہ لکھا جاتا ہی رخسار ہرچند کہ بحر نور مگر تاثیر مین بہ از چشمۂ حیوان لذت بوسہ جان بخش عاشقان دہن تنگ کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ کچھ نکہون بالکل بے نشان

نظم

ذکر گنجائش خندہ نہین تنگی کے سبب
کرتا ہون مطلع رنگین و مضامین روشن
سرمۂ دیدۂ بینش ہی سواد گیسو
چاہ غبغب مین ہی گویا مہ مقنع روشن
شمع روشن ہی گلا شعلہ ہی رخ دود ہی زلف
حلقہ طوق مرصع نہین زیب گردن

غنچہ سان جبین تبسم سے ہی لبریز دہن
عرق شرم مین تر ہین در خوش آب عدن
نور عینین بصیرت ہی بیاض گردن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہی صفائی دیکھو
آنکھین نادام ہین بستہ ہی دہن سیب ذقن

وصف آب در دندان و لب لعلین کے
مطلع آتش رشک سے انگارا ہی ہر لعل یمن
جلوہ گر گنج زنخدان مین نہین اختر خال
لئے گلگون کی گلابی ہی وہ گوری گردن
خرمن ماہ مین ہی دانۂ انجم کی بہار

بس اس صورت سے یہ عجوبۂ روزگار یار گلعذار و طرحدار کیصورت بنکر مع مہرخ نامور جب زینت طراز مسند بصد ادا ہو چکی گفتگوے الفت و محبت کرنے لگی مہرخ سے کہا آؤ بہن صبح قریب ہی ایک بازی چوسر کی کھیلین مہرخ بولی کہ اچھا تو ہی منگاؤ اسنے کچھ سحر پڑھا کہ اس گلستان روح پرور سے ایک زن رشک چمن غنچہ دہن چوسر لیے انکے سامنے آئی اور روبرو انکے بچھا کر آپ سر پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگی یہ دونون چوسر کھیلنے لگین اب بساط فلک پر نردین کواکب کی چلتی تھین زمین پر یہ چوسر بچھی تھی

طاق چشم سے لڑنے کو تین کانے ہو رہے تھے بلکہ چھکے اور پوبارہ تھے اس عرصہ مین ساحرۂ شب نے خسرو روز سے بازی ہار دی نردین انجم کی بیگئین خورشید اُلٹے پاسے جانب مشرق بھرا اور بساط فلک پر نمودار ہوا رنگ نور قمر بدرنگ ہوا کواکب سب گیارہ دو تیرہ ہوئے **نظم**

ظلمت شب ہوئی گم نور بڑھا یون دن کا | یاسمن زار مین جیسے رنگ ہو برگ سوسن
زاہد خشک کے تقوی کا خدا حافظ ہی | نہ کہ رندان جگر سوختہ تر دامن

صبحدم سحر بہار آگین بہار سے اُس دریاے سحر مین عجب کیفیت پیدا ہوئی کہ تیلہاے سحر گاذر بنکر کپڑے دھونے لگے جھوا جھو کی صدا بلند ہوئی بگلے قرقرے قازین مرغابیان سرخاب کنارے کنارے پھرنے لگے پن ڈبیان غوطے مارنے لگین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتین لطین خوش فعلیان کرتین لشکر مین نوبت جو بجتی اُسکی ٹکور دل کو بے آرام کرتی بحر خاطر کو ہلور دیتی مندرون مین قلعہاے طلسمی کے گھنٹے بجتے لشکر اسلام سے آواز مؤذن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی خفتگان خواب غفلت کو جگاتی چمن مین مور چنگھاڑتے صحرا مین جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پپیہے کوپل صدائین مستانہ سناتے شفق سے در و دشت سرخ تھا قباے عالم ارغوانی سورج کی کرن پھوٹتی تارون کی آبرو ڈوبتی فوجون مین صبح کی وردی بجتی مردمان لشکر اُٹھکر اپنے اپنے کام مین مصروف ہوتے کوئی براے رفع حاجت جاتا کوئی اشنان گیان دہیان کی فکر کرتا کوئی مصلہ پر بیٹھا سجدہ خالق لیل و نہار مین سر جھکاتا غرضکہ ہنگام سحر طاق چشم مہ اختر جاگا ستارۂ بخت سویا لسان نرد بساط خواب سے اُٹھا ادھر فتنہ مہرخ کے دالون گھات مین اسباب سحر سے درست ہوکر سوار ہوا نفیر سحر بجی ایک لاکھ بارہ ہزار روئین تن ستارہ پیشانی تیار ہوا طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت پاس گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اسنے جاکر کہا بھابھی جان تمھین میرے بھائی شاہ طلسم کے جان کی قسم کہ تم تکلیف میدان مین جانے کی نکرو بارگاہ مین بیٹھو ناچ دیکھو مین دم بھر مین سب کے سر کاٹے لاتا ہون سامری قسم مرا کہنا نمانوگی تو مجھکو بڑا ملال ہوگا ملکہ مذکور اسکی خاطر سے رُکی اور بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگی کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھول ڈالی اُدھر لشکر مہرخ بھی بموجب حکم اپنے پڑاؤ پر مسلح و مکمل ہوکر ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا اسطرف سے یہ سرکش حیرت کو ٹھہراکر چلا فوج کا انبوہ ساتھ وردی فوج کی نیلی تھی ساحرون کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے سب پرا باندھکر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر بہر ستمگری گردش پذیر ہوا ہے یا رات نے دن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا ہے ساحرون کے ستارون کے پیچ قشقے کھینچے تھے ستارے دنبالہ دار فلک ظلم پر نکلے تھے یا کرۂ نار سے شرار حسی ہوکر جانب کرۂ زمہریر چلے تھے دیکھیے کیا حوادث پیدا ہون گے فی الجملہ ساحر بازو بطا

اُڑاتے گوگل اور رال کے شعلے چمکاتے جانب خیمہ گاہ جاتے تھے کہ ہلکارے اور چاؤش لشکر خبر لائے کہ مہرخ نے
آج وادیگاہ مین ایک دریاے بزور سحر جاری کیا ہی اور آپ دو کوس پر اپنے لشکر سے آگے بڑھکر ایک باغ مین
بیٹھی ہی اور چوسر کھیل رہی ہی طاق چشم یہ خبر سُنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ ای واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہی
تو مین اِس دریا کے پار بخاسکو لگا یہ کہکر اپنے افسران لشکر سے کہا کہ دریا کو بزور سحر اُڑکر طی کرین یا تیرکر جائین
سبنے کہا حضور دریا مین چلکر کودیے اور اُسکو بزور سحر مٹاتے ہوئے اُس لکّہ پاس چلیے اور سر کاٹ لیجیے وہ
بڑھیا عورت ہم جوانون کا کیا مقابلہ کریگی اِسکو بھی غرور از حد تھا یہی مشورہ پسند آیا اور اُڑ دریا اُڑاکر قریب
ساحل پہونچا وہان دریا کی کیفیت جو کچھ بیان ہوئی اسکو نظر آئی بے اختیار لہراکر سواری پر سے اُترا سب
فوج اسکے ساتھ پیادہ ہوئی اور یہ دامن گردان کر پانی مین اُترا کچھ آگے بڑھا تھا کہ پانی کی لطافت دیکھکر
اور سردی اُسکی معلوم کرکے دل پر قابو نہ رہا اپنے ساتھیون سے کہا کہ دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہی تھوڑا سا پانی پینا
چاہیے سبنے کہا یہی ہمارا بھی جی چاہتا تھا آپ پئین تو ہم سب بھی سیراب ہون اِسنے فوراً دونون ہاتھ سے
چلو مین پانی لیا اور خوب کئی بار پیا سحر نے فرصت ندی نالے کرنے کی نوبت آئی مہرخ کے چھینٹون مین آگیا وہ
گرمی سب ٹھنڈی ہوئی سرد مہری نسبت مہرخ کے کرنا تھی اب محبت مین گرم ہوا ادھر اسکے لشکر نے بھی
پانی پی کر آبرو اپنی دی دریا کا باطل کرنا کیسا براہ راست پانی منجھا کر کل لشکر پار اُترا اور طاق چشم سب کو
ٹھہرا کر آگے بڑھا اُس گلشن سحر مین کہ جو مذکور ہو چکا اُس غارتگر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہرخ ذیشان چوسر
کھیلتے پایا بیساختہ اندر چمنستان کے قدم زن ہوا یہ نہ سمجھا کہ ع اِس باغ کی اور ہی ہوا ہی + پس اُس چمن
مین جیسے ہی قدم رکھا مہرخ نے کہا بہن بہار اُٹھو حریف آپہونچا بہار نے کہا بہن آنے دو ایک بازی تو اور
کھیل لو یہ کہکر اسکی جانب آنکھ ملاکر کہا کہ ای طاق چشم ہم ایک بازی اور کھیلین یہ نقد ہوش و حواس ہار چکا
تھا بے تامل عرض رسا ہوا کہ ای نیرنگ باز حسن مین تیرا غلام بیدام ہون بھلا میری مجال ہی جو تجھکو
کھیلنے سے منع کرون ای جانی بیت یہ چوسر کی بازی جواب کھیلیے + میری جان کا دانون بد دیجیے + جب
اِسکو اُن قمار بازان جادوگری نے لڑانے مین کچا پایا بیٹھکر بازی کھیلنا شروع کیا اور مہرخ نے کہا دانون
ہی بہار نے کہا قبول ہی مہرخ نے کہا کس بدتے پر قبول ہی جو کچھ تمھارے پاس تھا رات سے اسوقت
تک ہار گئی ہو اب تم دوگی کہان سے بہار نے کہا ابھی تو میری بہن حیرت موجود ہی بھائی میرا یعنی
بہنوئی شاہ طلسم ہی میرے دینے کی بھلی کہی تم کھیلو تو تمتو جی ہارے دیتی ہو مہرخ نے کہا بہن پر تمھارا

زور کیا ہی اگر ایسے ہی تمکو دعوی ہی تو بہن کی جان بدو مگر اس شرط سے کہ پہلے اُسکو قید کرالو جب ہارو تو فوراً سر کاٹ دو اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی یہ کہکر سر اُٹھایا اور طاق جشم سے کہا بھلا میرے صاحب مین تمھاری کون ہون اسنے اس پوچھنے سے دل مین خیال کیا کہ اگر تو کہیگا مین عاشق ہون تو یہ کہیگی سر کاٹ دے بس تو یہ کہ مین تیرا بھائی ہون چنانچہ یہی اسنے کہا کہ ای ملکہ تم میری بہن ہو مجھسے تمسے ابھی کچھ واسطہ نہین پھر اولاد آدم سب باہم بھائی بہن ہین جب کچھ اور تعلق ہوگا اُسوقت یہ رشتہ بنانا نازیبا ہی ملکہ موصوفہ نے ہنسکر کہا کہ میری بھی طبیعت تمھین پیار کرتی ہی اب مین کشش و پیچ مین ہون کہ تمھاری جان کی بازی مین کیونکر بدون اسنے جواب دیا کہ مین غلام ہون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن اسنے کہا میری حقیقی بہن حیرت مجھسے بگڑی ہی اُسی کا سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کر لاؤ تم بھی زندہ رہو اور مین جو سر بھی کھیلون ہمہ جب ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار یہ حکم سنکر اسکو بہت خوشی ہوئی اور دلسے اسنے کہا مخمسہ

جو عشق باز ہین وہ رہ دین پہ آ چکے
سر بازیِ وفا مین دیا گھر لٹا چکے
واعظ برب کعبہ تجھے ہم جتا چکے
جو دل قمار خانے مین بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

ای طاق اگر بازیگر نیرنگ حسن سے جفت ہونا چاہتا ہی تو حکم برداری مین اسکی تین پانچ نکر چوسر کیطرح چھ جا جو یہ کہے بجا لا اپنا رنگ جما نہین لبسان نرد گھر گھر مارا مارا پھریگا مدت کے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہی اسکے وصل کے داؤن گھات مین بادشاہ طلسم رہتا ہی مگر بازی نہین لیجاتا یہ دن تجھکو نصیب ہوا ہی کہ اسنے تیری محبت کا اقرار کیا ہی بس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مین ابھی چڑھ حیرت کو پکڑ کر لاتا ہون وہ بیٹھی زائچ دیکھ رہی ہی ملکہ نے کہا ہان بھائی جلدی لاؤ میرا داؤن لگا ہوا ہی یہ اُسی وقت پھرا اور اپنے لشکر کے پاس آکر کہا کہ تم میرے شریک ہو یا شاہ طلسم کے سبنے عرض کیا کہ ہم بادشاہ کو کیا جانین مالک ہمارے آپ ہین یہ سب اسوجہ سے اقرار پذیر اطاعت ہوئے کہ بانی بحر سحر کا پی چکے تھے چنانچہ سب سے اقرار لیکر اسنے کہا کہ مین حیرت کو اسیر کرنے جاتا ہون تم سب چلکر اُسکے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے سمعنا و اطعنا کہا یہ اُلٹے پاؤن وہان سے پھرا اور دریا سے اُترکر قریب لشکر حیرت آیا جو فوج کہ وہان مسلح تھی اُسنے بھی اسکو آتے دیکھکر نہ روکا کیلیے کہ سب کو معلوم ہی یہ طرفدار شاہ طلسم ہی بس اسنے آتے ہی تاراج تیغ مارنا شروع کیے خیمون اور بارگاہون مین آگ لگی فوج مین غلغلہ ہوا ہلچل پڑگئی جو فوج کہ غافل تھی

وہ پامال و قتل ہونے لگی جو تیار تھی وہ لڑنے لگی مگر یہ سب روئین تن اور ستارہ پیشانی ہین نہ کسی کا
حربہ اثر کرتا ہی نہ جادو کچھ کام دیتا ہی پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو مین تمام دنیا کو قتل کر ڈالون اِن
سبھنے اُس لشکر کو زیر تیغ رکھ لیا خون کا دریا بہا دیا ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی طنابین کٹنے سے گری ملکہ
مذکور گھبرا کر باہر نکلی اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی جملہ سردار سوار ہو کر لڑنے لگے مگر عیاذاً باللہ لاش پر
لاش گر رہی تھی نرد باز اجل نے جانون کی بازی بدی تھی سر چوسر کیطرح بچھ گئے تھے مقتولون کے
سر گوٹین معلوم ہوتی تھین حیرت بازی ہار گئی تھی سحر کی آگ لگی تھی جان پر بنی تھی تلوار چل
رہی تھی یہ آفت بر پا تھی کہ ابیات

گی تیر باران بگردند سخت
زمین از پئی پیل اطلس شدست
درخشیدن تیغ الماس گون
ستارہ دلِ مرد جنگی شدست
ز دشمن بسے نامور کشتہ شد

چو باد خزان بر جہد بر درخت
نہ بُد ہیچ پرندہ را جائگاہ
بکردار آتش بگردا اندرون
ز بس نیزۂ و گرز و شمشیر تیز
زمانہ ہمی بر بدی گشتہ شد

تو گفتی ہوا پر کرگس شدست
ز تیر و زگردِ خروشان سپاہ
تو گفتی زمین روے زنگی شدست
بر آمد ہمی از جہان رستخیز

جب فوج حیرت نے یہ ماجرا
دیکھا کہ ان ستارہ پیشانی مین کوئی نہین مارا جاتا ہی بس جی چھوٹ گیا بھگدر پڑی بہت دریا مین گر کر ساحل
مرگ سے ہمکنار ہوئے بہت سے آتش سحر مین جلے کچھ جان سلامت لیگئے حیرت بھی افتان و خیزان جانب
دریاے خونخوار دوان بھاگی اور طاق پیچھے دوڑا اور للکارا کہ لینا اِس مالزادی کو جانے نہ دینا بڑا غضب
ہوا مجکو لڑتے ہوئے ایسا نہو کہ ملکہ بہار بازی ہار گئی ہون فوج اِسکی اُسکا للکارنا سُنکر چار سمت سے گھٹا
کیطرح گھر آئی ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑ جائے لیکن ساحرہ زبردست ہی لڑنے لگی اور بچنے
لگی کبھی حربے سحر کے کرتی اور کبھی زمین مین سما جاتی کبھی پشت کیطرف لشکریون کے نکلتی جب فوج اُدھر
دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو جاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی اسی طرح یہ تو
اِس آفت مین گھری ہی لیکن افراسیاب نے جب سُنا تھا کہ طاق چشم لڑنے گیا ہی تو اُسنے پتلے پانچ سات
مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی مجکو پہونچاتے رہین اُن پتلون نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوے گئے
شاہ جادوان باغ سیب مین ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہو گی کہ یکایک
پتلے جا کر پہونچے اور پکارے کہ ای بادشاہ غضب ہوا طاق چشم مارے ڈالتا ہی شاہ نے کہا پھر وہ قتل کو

تو گیا تھا ہی پتلون نے کہا ملکہ حیرت قتل ہوا چاہتی ہین شاہ نے کہا ارے خوشی مین ایسا گھبرائے کہ مہرخ کا
نام نہین لیتے اُلٹی کہتے ہو پتلون نے کہا اے شہریار ہم سچ کہتے ہین مہرخ نے اسطرح دریا پیدا کر کے
اور بہار نے باغ لگا کر جو سر کھیلکر اسطرح کا ہنگامہ ڈالدیا جملہ ماجرا مفصل بیان کیا شاہ کو بھی نارِیل مہرخ
کو دینا اور بہار کو سحر بتانا یاد آیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ارے بڑا غضب کیا ان دونون نے ہاے افسوس میرا لشکر
میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا ایک لاکھ بارہ ہزار رو ئین تن مارا جائیگا اگر مین جا کر اُنکو نہ قتل کرون تو وہ سب کو
مار ڈالینگے یہ سحر اُنپر جو کیا گیا ہی رد اسکا ممکن نہین اگر مہرخ کی نواسی کو مین بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ
میرا ہی سحر اور مجھی پر ختم ہوتا ہی یہ کہکر اپنے مقام پر سے کڑکڑاتا اُڑا اور طلسم کے ایک جنگل مین آ کر گرا وہان بالکل
اندھیرا تھا اسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُس تاریکی مین سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور زمین سے بارہ ہزار
پتلا روئین تن نکلا وہ ستارے اُن پتلون کی پیشانی پر جمگئے جبین شاہد سحر پر افشان لگی اُن پتلون کو اپنے
ساتھ لیکر ایک طرف کو چلا اور اُسی جنگل مین ایک مقام پر چند گنبد بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا اُنمین سے
ایک گنبد کو وا کیا وہان ایک پتلا پتھر کا کرسی پر نارِیل ہاتھ مین لیئے بیٹھا تھا اِسنے اُس پتلے سے کہا کہ یہ
نارِیل اور کلید قلعہ طلسم مجکو دے کہ جنگ عظیم درپیش ہی پتلے نے ہنسکر کہا کیون دیوانہ ہوا ہی کہین
فوج طلسمی لیجا کر لڑوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کریگا اِسنے پتلے سے کہا
اسوقت مجکو فہمائش نکر جو مین کہتا ہون وہ بجالا پتلے نے ناچار اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالکر اسکو
دیا اور وہ جو ہاتھ مین لیے تھا حوالے کیا یہ وہ دونون اشیا لیکر وہانسے چلا وہ بارہ ہزار پتلا روئین تن
ساتھ تھا بس بعجلت تمام لشکر حیرت مین آیا حیرت پر وقت تنگ تھا بھاگ بھاگ کر اپنی جان
بچارہی تھی کہ اِسنے آتے ہی کچھ سحر پڑھکر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹکر اُن
ستارہ پیشانیون کے ماتھے پر گرا جو ملکہ مذکور کو گھیرے ہوئے تھے گویا وہ شیطان رجیم تھے کہ تیر شہاب
اُنپر پڑے چنانچہ ستارے ماتھے پر گرتے ہی مثل دیو آتشبازی کے وہ سب چھوٹنے لگے اور جلکر خاکستر
ہوگئے اُنکے جلنے سے دو پنجے پیدا ہو کر طاق چشم کو اُٹھا کر علیحدہ لیگئے شاہ جادوان نے ملکہ
حیرت کو دوڑ کر گود مین اُٹھا لیا دیکھا تو بہت مضطر و سراسیمہ ہی دوپٹا سر سے گر گیا ہی سرمہ آنکھون کا
بہا ہوا ہی رنگ رو فق دل مین قلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار جینا سکتے کا سا ڈھنگ غم سے
زرد رنگ تھر تھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی زلفین ہوا سے اُڑتین بال پریشان نہایت

حیران تھی بادشاہ رومال سے پسینا پوچھتا گلے سے لگائے بارگاہ مین آیا اُسکو تخت پر بٹھایا جب وہ آفت ستارہ
پیشانیون کی مٹی سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے **مصور صورت نگار و گیسوے بن شہاب**
وغیرہ سب حاضر خدمت ہوکر آداب بجالائے بادشاہ نے سراچہ ہاے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہوگئے
تھے درست کرائے چار لاکھ ساحر میدان مین مرا پڑا تھا اُنکی لاشین اُٹھواکر میدان پاک وصاف کرایا اور
آپ اُٹھکر قریب اُس دریا کے جو سحر **مہرخ** سے پیدا ہوا تھا گیا اور وہ ناریل جو تیلے سے مانگ کر لایا ہی اُس
بحر پر مارکر پکارا کہ جہان سے آیا ہی وہین جا دریا غرّا کر پہاڑ کیطرف جاکر غائب ہوگیا چمنستان **بہار**
خزان رسیدہ ہوئے یعنی جلکر غائب ہوگئے **مہرخ و بہار** سحر کی چوسر کھیلکر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے
اپنے لشکر کو جو مسلح وقت کا منتظر تھا ہمراہ لیکر ایک مقام پر کھڑی تباہی و بربادی افواج **حیرت**
دیکھ رہی تھین جب بادشاہ نے آکر وہ دریا مٹایا یہ دونون پھر کر داخل بارگاہ ہوئین مگر لشکر کو اُسوقت
حکم دیا کہ کمر نہ کھولے سب تیار رہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم فوج بھیجکر بدلا لے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ
بادشاہ کے سامنے سے ٹل گیین بادشاہ بعد مٹانے دریاے سحر کے بارگاہ مین **حیرت** کے پاس آکر
تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات شفقت آیات اپنی بی بی سے براہ تسکین و دلداری کہکر حکم دیا کہ عیار بچیون
کو بلواؤ ملازم گئے اور صرصر کو خیمہ سے بُلا لائے ہرچند کہ عیار بچیان کو وہ دشت مین پھرا کرتی ہین لیکن لشکر
مین بھی انکے رہنے کا مقام مقرر ہی اسوقت برباد ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھین مگر شاہ کے آنے سے
اپنے خیمہ مین آئین اور ٹھہری تھین کہ طلب کی گئین فی الجملہ جب صرصر سامنے آئی شاہ نے فرمایا کہ تو جاکر
مہرخ و بہار سے میرا پیام دے کہ بادشاہ نے کہا ہی مین تمھارے مقابلہ مین طبل جنگ بجواؤن تمکو
اطلاع کرادی کہ ہوشیار ہو جاؤ مین لڑنے آتا ہون جتنے سحر یاد ہون سب کرنا دیکھون تو کہ تم کیسی جادوگرنیا
ہو یہ پیام صرصر شاہ کا لیکر روانہ لشکر مہرخ نامور ہوئی اور بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ پنجے جو طاؤس چشم
کو اُٹھا لیگئے تھے وہ اُسکو لیکر سامنے آئے بادشاہ نے پانی پر کچھ افسون پڑھکر چھینٹا اُسکے منہ پر مارا
وہ بیہوش تھا پانی پڑتے ہی ہوش مین آگیا دیکھا تو شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہی اِسنے فرط حیا و خجلت
سے سر جھکالیا اور کہا ای بادشاہ اب بعد اُستاد آپ بجاے اُستاد ہین میری خطا کو معاف فرمایئے
بادشاہ نے فرمایا کہ تمھاری کوئی خطا نہین تم آپ مین نہ تھے مسحور بہ سحر تھے اور وہ سحر بھی میرا بتایا ہوا
تھا نہین تو کیا جان و مجال کسی ساحر کی جو تمکو ذلیل و زبون کرسکے خیر انچہ گذشت گذشت اب تم تاج

دیکھو عیش کرو میرے لنگوٹیا یار ہو کسیطرح کا رنج دل پر نہ لاؤ ای بھائی ہمکو تو وہ دن یاد آتے ہین جب ہم تم اور کوکب اور اثر در ظلماتی وغیرہ مکتب خانہ مین جمع ہوتے تھے اور باہم دلگی مذاق کرتے تھے اگر ہم تمھین برا کہتے تھے تو ہمکو تم گالی دیتے تھے کیون بھائی وہ یارانہ کا آدھا بدا ہو بھی یاد ہی افسوس ہی بیت ای مصحفی مین رووُن کیا پچھلی صحبتون کو + بن بنکے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین + گو اب ہم تم وہی ہین اور بادشاد وقت ہین مگر بموجب ع وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی + وہ باتین اب کہان میسر یہ کہکر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جما دور شراب ناب آغاز ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی اُدھر صرصر لشکر مہرخ کے قریب پہونچی لشکر سے ضرغام آتا تھا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ اُستانی کہان چلین صرصر نے کہا ای ضرغام یہ وقت دلگی کا نہین ہی شاہ طلسم بہ ارادۂ جنگ آیا ہی بارہ ہزار روئین تن پتلا ساتھ لایا ہی مجھکو یہ پیام دیکر بھیجا ہی ضرغام بھی یہ ماجرا سُنکر پریشان خاطر ہوا اور عیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا عیارہ نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے کرسی بیٹھنے کو دی عیارہ نے پیام بادشاہ حرف بحرف ادا کیا مہرخ پیغام سُنکر لرز گئی مگر دل مضبوط کرکے گویا ہوئی کہ میری جانب سے عرض کر دینا لونڈی کو قابل مقابلۂ حضور بلند اقبال نہین لیکن جو مرضی مبارک مین خیال جدال سمایا ہی تو یہان بھی انکار بافضال داور بیہمال نہین خدا کی قدرت بہت بڑی ہی کیا عجب ہی جو ادھر سے بھی ہنگام جنگ کچھ کمی نہو اور یہ تو آپ نے بھی سُنا ہوگا کہ بیت پشہ دے نمرود کو فاحش شکست + باد صرصر سے ہو قوم عاد پست + پھر غرور کرنا بالکل نازیبا ہی ای صرصر کہدینا کہ یہان بھی ہر ایک مشتاق جنگ بیٹھا ہی جو کچھ آپ سے ہوسکے قصور کرنا اسمین نہین روا ہی صرصر یہ جواب پاکر وہانسے پھری اور مہرخ فرط خوف سے کانپنے لگی بہار نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ای ملکہ مرنے سے ڈرنا کیا انسان کو نام رہجانے کی کوشش چاہیے بات نہ جانے پائے جان یا پوش سے جاے دنیا سے آخر ایک روز جانا ہی پھر اسکا کیا پچھتانا ہی دیکھو بڑے بڑے شاہان ذی مرتبت زیر خاک جا کر مقیم ہوے آج اُنکا کون ذکر و تذکرہ کرتا ہی ان جو اُنھون نے کارنامے کیے ہین اُنکا بیان ہوتا ہی اس بحر ہستی سے سبکو کنارہ کرنا ہی پھر گوہر نام و نژاد ہاتھ سے کھو کر آبرو زینا کیے بیا ہی نظم

براد و بسختی و ناکام زیست
دریغ آن دل و رای و آئین اوی

بدان زیستن زار باید گریست
همه مرگ راایم پیر و جوان

سرانجام خاکست بالین اوی
که مرگست چون شیر و ما آهوان

دل سنگ و سندان تبرسد ز مرگ
چہ با شادمانی چہ با درد و رنج

رہائی نیابد ازو بیخ و برگ
چو دانی کہ ناچار بایدت رفت

نمانند اندر سرای سپنج
ہمان بہ کہ کارے بسازی تبفت

اس سمجھانے سے مہرخ بھی قوی دل ہوئی لشکر تو مسلح تھاہی سرداروں کو ہمراہ لیکر سوار ہوکر جانب میدان بڑھی اسلیے کہ شاہ جادوان یکایک نہ آپڑے جو ہاتھ ہاتھ پاؤن ہلانے کی بھی مہلت نہ ملے غرضکہ یہ تو سمت جنگاہ چلی اُدھر صرصر خدمت شاہ طلسم مین پہونچی اور جو کچھ جواب سُنگئی تھی لفظ لفظ بیان کیا بادشاہ سُنتے ہی آگ ہوگیا اور دھوئین کیطرح پیچتاب کھاکر اُٹھا اُسوقت چہرۂ شاہ سے وہ آثار غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نہ کرسکا اور بادشاہ دربارگاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا فرط غضب سے سارا جسم مثل آتش کے بھڑک اُٹھا چابک غضب ہاتھ مین لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجاے تازیانہ ہاتھ مین تھی تیوری چڑھی تھی تیغہ کمر مین خود بخود تڑپ رہا تھا اسی حالت مین جھر اکیطرف سے ہزارہا پرچھائیان گھوڑون کی پیدا ہوئین بادشاہ آگے بڑھا سرداران ملکہ حیرت باادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے وہی نارنج جو پُتلے سے کلید قلعۂ طلسم مانگ لایا ہی زمین پر مارا زمین شق ہوگئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی اُسکی ٹکر کا نہوگا پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اُسکے تھے کہ دو طرف جاری جوے شیرین تھی پشت پر اُسکے جل زربفتی پڑی زنجیرون کی نقری وطلائی ہر ایک کڑی دانتون پر چوڑے جواہرکار سونے کے چڑھے ریشمی اور سوتی رسے بندھے گردن پر فیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی آن وبان سے بیٹھا تھا جھٹیان چارون ہاتھی کی پٹکتی تھین مست دکنجن تھا چلنے مین لبنان سایہ سحاب واشجار جنگل تھا نظم

خامۂ مشکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت
کشور زنگ و حبش کا مال خشکی و تری

زلف جانان کا جم وخم چشم عاشق کی تری
وہ نہانے کو جو اُترا شور دریا مین ہوا

کان ایسے جیسے میزان ہین جسمین تُل لو
مردم آبی کرین اب مشک کی سوداگری

اُس فیل گردون پیکر پر ایک ساحر مہیب صورت و فیل تن سوار گلے مین اُسکے زرہ جواہرکار بازوون پر نوبند باندھے گلے مین مالے ڈالے سر سے ماران سرخ وسیاہ لپیٹے بیٹھا ایک علم خوک پیکر نشان لشکر کا ہاتھ مین تھا کہ اُس علم مین پھریرا سرخ کئی سوگز کا لبنا بندھا تھا اور ستارے پھریرے مین مثل کواکب درخشان تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سرخ پہنے ہی طرفہ تماشا تھا گویا فلک کا رنگ سرخ تھا شاید پیر گردون کو بھی غصہ آیا تھا اُسی سرخی مین ستارون کا ہونا اوج لشکر اسلام دیکھکر فلک کی

آنکھ مین خون اُترا ہوا معلوم دیتا تھا پھریرا تو آسمان سرخ تھا علم کے پنجہ پر ایک ماہتاب لگا تھا کہ ضیاء قمر فلک کو اپنی ضیا کے روبرو ماند بتاتا تھا پس وہ نشان لشکر زمین سے نکلکر ایک مقام پر ٹھہر ا پیچھے اُسکے اور بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے کہ اُنپر طلائی اور نقرئی نقارے لدے تھے اور ساحر جو مین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے یہ بھی اُسی نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے اُنکے بعد ہزار ہا اژدر آتش فشان شعلہ در دہان پیدا ہوا کہ اژدرون پر کاٹھے کھچے تھے اور ساحران اژدر صورت اُنپر سوار تھے ہاتھون مین اُنکے بجاے تازیانہ مار تھے مُنھ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنون سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تن اُنکے لباس چنار شرربار ترسول پنسول برق کردار سنبھالے پیچھے فیل نشان کے آکر صف کشیدہ ہوے پھر اور ساحرون کے پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب اور ہنس اور بوتیمار و پلنگ و اسد وغیرہ پر سوار تھے طاؤس و عقاب وغیرہ منقار لیسان خنجر و تلوار رکھتے تھے جب یہ فوجین زمین سے نکل چکین تو بارہ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک از سرتا پا سرخ لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار گلون مین خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلوار و قرولی وغیرہ کے قبضہ بھی یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت مین گل احمر پھولے تھے یا فلک لشکر مین ستارے نکلے تھے ہر ایک سوار بھی نوجوان و لالہ فام تھا قمر چہرہ و گل اندام تھا مرکب سواری کے ساز و یراق سرخ رکھتے تھے اور کمیت و سرنگ تھے رکابین یاقوت کی زین یاقوت نگار لگام و دوال وغیرہ ہر چیز یاقوت کار گھوڑے نا کہد بجھیرے ابلق لیل و نہار اُنپر سے صدقے سبزہ چرخ اُنکی چال کے آگے کج رفتار وہ ہم صبا مقابل اُنکے لنگ اور بیکار نظم

کیا صف ہوس کیونکی تھے وہ ایسے مبطیر | سامنے جنکے پری کو بھی ہے عذر بے پری
تازیانون کے برابر ہو اُنھین تازیگاہ | انکے راکب کے اشارہ پہ ہر انکی بگذری

وہ سب نوجوان اُن مرکبون کا سُم سے سُم اور دُم سے دُم ملائے دوش بدوش پرا باندھے عقب بادشاہ طلسم آکر ٹھہرے انکے آتے ہی ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکلا کہ ہر پایہ اسکا پایۂ مراتب شاہان ہفت کشور سے بہتر تھا اُس تخت کو کچھ ساحر اژدر صورت کاندھے پر اُٹھائے ہمراہ اُسکے جلوس شاہانہ ہزار ہا نیساول و چوبدار عصاے مرصع کا لیے سقے پانی کے عوض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے آگے چھڑکتے بخور مشک و عنبر طفلان مہر دیدار کرتے ایک طرف آکر ٹھہرے پھر ایک گھوڑا اسمند صبا سے باتین کرتا ایسا کہ ہوا بھی سامنے اُسکے شرمسار ہو کر فرار ہوتی وہ اگر چلتی تو گر پڑتی دم بند ہو تا جو دعوی تیزروی کرتی کہ بموجب اشعار

جب قدم رکھتا ہے وہ محبوب تب ہر گام پر
صدقے کرتے ہین خرام ناز اپنا دلبران
تک اُچک جائے عنان اُسکی تو قاش زین کے
اسطرح اُڑجائے جون چہرے سے رنگ عاشقان
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر تفنگ
دانتے اُسکو تو پہونچے پیش از آواز ہان
یہ غلط ہے یہ کوئی اُسکو دباوے کس جگہ
صفحہ روے زمین کا اسقدر عرصہ کہان
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اسکے غرب
تک اگر راکب کہے اُسوقت اتنا بھی کہان
پہونچنے پاے ہوا ے ہان نہ منہ سے لب تلک
پہونچے ہے یہ بادپیمایان سے وان اور وانسے یان

اُس مرکب پہ زین جواہر کار کھنچا تھا بادشاہ اُسپر سوار ہوا اسکے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیان ساحرون کی ایسی پیدا ہوکر وہ گھوڑے کی پرچھائیان جو صحرا سے آئی تھین اُنپر سوار ہوئین اور عقب شاہ چلین ڈنکے ہزار ہا بجنے لگے بارہ ہزار روئین تن تیلے دست چپ کیطرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست کیطرف آگئے پیچھے وہ پرچھائیان ہمزاد کیطرح تھین اُنکے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار جملہ فوجین ہمراہ چلین اور ایک ہمانے زمین سے نکلکر سر بادشاہ پر اپنے پرون کا سایہ کیا اُسوقت کا جاہ وجلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت دیکھکر ترک فلک خوف کھاتا تھا جھکا نہین ہے سرکشی چھوڑکر عجز سے قدمبوس ہوا چاہتا تھا تخت خالی ہمراہ روان تھا تاج طلسمی اُسپر رکھا تھا جسکا ہر ایک لعل مثل آفتاب تابان تھا لاکھون گھنٹے اور ناقوس بردے ہوا بجتے نقیب اور یساول صدائین مہیب لگاتے تھے آگے آگے وہ فیل کہ جسپر نشان تھا پیچھے اُسکے یہ سب جنگی سامان تھا کہ ابیات

چو آن لشکر گشن آراستند
درفش از دو رویہ بپیراستند
پس پشت گردان درفشان درفش
بگرد اندرون سرخ و زرد و بنفش
بلرزید گیتی ز بار گران
زبس کوہ آہن کران تا کران
یکے لشکر آمد ز پہلو بدشت
کہ از گرد اسپان ہوا تیرہ گشت
درخشیدن خشت و زوبین زگرد
چو آتش پس پردۂ لاجورد
تو گفتی کہ ابرے برنگ آبنوس
بیامد ببارید از دسند روس
جہان را شب از روز پیدا نبود
تو گفتی سپہر و ثریا نبود
از میسان بشد تا بمیدان رسید
شدہ سنگ و خاک از جہان ناپدید

اُس طرف سے مہرخ و بہار اپنی فوج لیکر جو روانہ ہوئین تھین میدان مین پہونچکر مقابل شاہ صف کشیدہ ہوئین مگر اس فوج طلسمی کو دیکھکر بغیر لڑے بڑے ساحرون مین بھگدر پڑگئی وہ لوگ جو جان دینے پر آمادہ تھے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کر کے کھڑے رہگئے لیکن

مثل مردے کے تھے لباس تن مین کفن ہنگیا تھا جسم خوف سے کانپتا تھا بہار ملکہ مہرخ سے کہہ رہی تھی
کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم کشا کے کوئی نہین لڑ سکتا ہی آج بلبشک ہم سبکی قضا ہی لازم ہی کہ
رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرین کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہمکو بچائے مہرخ نے کہا اچھا
تو ہی یہ کہکر دونون مصروف دعا ہوئین کہ ای یاور زیر دستان وای دستگیر افتادگان چارہ ساز
بیچارگان واسطہ نور شیر کبریا کا کہ پنجۂ اسد ظلم شاہ طلسم سے ہمکو بچالے ای رب میرے ہمکو پناہ دے
یہ دعا انکی درگاہ باری مین قبول ہوئی ہنوز شاہ طلسم لشکر آراستہ نہ کر چکا تھا صف جنگ ترتیب پذیر
ہو رہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر اٹھا کہین سبز کہین سرخ کہین زرد اور جابجا سے شعلہ آتش کے
بھڑکنے لگے لمحہ بھر مین یہ حال ہوا کہ کہین اژدرہزار ہا معلوم دیتے کہین عقاب منہ کھولے تھے کسیطرف
ہاتھیون کے غول تھے اور ہزارہا جانوران مردم در وبیشمار طائر آسمان و زمین سے ظاہر ہوکر اس
دشت مین قریب لشکر بادشاہ آکر جمع ہوئے اور ابر جو ظاہر ہوئے تھے انمین بجلیان کوندنے لگین اور
ایک آواز مہیب آئی پھر ایک بیضہ ٹوٹکر مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا اسمین
سے ایک تختی الماس کی نکلی اور از خود اٹھکر دست بادشاہ مین آگئی بادشاہ نے اسکو دیکھا اسمین لکھا
تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود قدم رنجہ بہر تنبیہ مخالفان بدسگال
فرمایا کیا لونڈی غلام سب مر گئے تھے جو آپ میدان مین نکلے واسطہ سامری کا تامل فرمائیے کنیز تیری
صنعت سحر ساز حاضر ہوتی ہی شاہ نے یہ مضمون اس تختی سے معلوم کرکے کہا کہ ابتک لونڈی کہان تھی
جواب باتین بناتی ہوئی آئی ہی مین اپنا کام آپ کرونگا اب کسی لونڈی غلام کی پرواہ نہین یہ کہکر وہ
تختی پھینکدی اور مائل جنگ آوری ہوا تھا کہ چار لاکھ اژدر شعلہ فشان ردے ہوا سے زمین پر اترا
اونپر ساحران مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژدہون پر کسا ہوا اوسپر ایک عورت ادھیڑ سن کی
لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصین اسکے گرد وپیش سحر کے
زور سے اڑتی ہوئین ساتھ تھین پس وہ ساحرہ تخت سے اتری اور بادشاہ کے گرد آکر پھرنے لگی
اور کہا حضور میری فوج کو ملاحظہ کرین بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایکطرف
سے دریائے قہار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا ایک طرف آگ لگی معلوم ہوتی تھی درخت
جل رہے تھے شاہ نے کہا اس انبوہ سے کیا فائدہ ہی صنعت نے سر اپنا پیٹ لیا اور رونے لگی

کہا ای بادشاہ اب یہ رتبہ آپکا ہوا کہ فوج قلیل لیکر بمقابلہ ادنی ادنی ملازمون کے آسکے لونڈی اپنا گلا آج کاٹ کر مرجائیگی ای بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہی کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہی مریخ ادنی دربان ہی تیرے ادنی نوکر شاہان ہفت کشور سے بہتر ہین مہ و خور سے فروغ مین بڑھکر ہین ہم لوگ تیری آستانہ بوسی کرکے اس مرتبہ کو پہونچے کہ آج چاہین تو اپنے کمترین خادم کو بادشاہ ربع زمین بنادین ای شہنشاہ تیرا یہ مرتبہ ہی کہ

نظم

تن وجانت یزدان نگہدار باد — دلت شادمان بخت بیدار باد — برزم اندرون شیر پائندۂ

بزم اندرون شید تابندۂ — تو شستی بشمشیر روے زمین — بہ آرام بنشین و رامش گزین

ازین پس ہمہ نوبت ماست رزم — ترا جاے تخت ست وگلزار بزم

اِن کلمات توصیف نے آب سرد ہنکر آتش قہر گرم خوئی بادشاہ کو ٹھنڈا کیا بحر غضب جو نہایت جوش پر تھا کم ہوا اور طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا فوراً چوسٹھ ہزار نقارہ بروے ہوا بجگیا اور وہ لشکر طلسمی اُسی جگہ کہ جہان زمین سے نکلا تھا آکر زیر زمین گیا بادشاہ نے اُن بارہ ہزار ستارہ چشمون کو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا اِسطرف مہرخ سجدۂ شکر واحد القہار ادا کرکے اپنی بارگاہ مین آئی سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی اُدھر لشکر صنعت سحر ساز ساٹھ کوس تک کنارے کنارے دریاے خون روان کے اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی بازارین لشکر مین آراستہ ہوگئین ساحر اُترے چہل پہل شروع ہوئی صنعت بارگاہ اپنی استادہ کراکے خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہوکر دنگل پر قریب تخت شاہی بیٹھی ناچ ہونے لگا دور شراب جلسۂ چنگ ورباب آغاز ہوا یہان مہرخ جب سریر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو فوج کشی کرنے سے شاہ طلسم کے لشکر سے نکلگئے تھے اب داخل بارگاہ ہوئے اور برق آکر کرسی زرین پر بیٹھا مہرخ نے اُس سے کہا کہ ای برق آج تو خداتعالی نے بڑا اپنا فضل وکرم کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچالیا اور بموجب مـ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + اگر صنعت بادشاہ کو پھیر نہ لیجاے تو غضب ہوجائے برق نے جوابدیا کہ ای ملکہ یہ فقط آپ کا خیال ہی خال ہی کہ ہمکو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہمکو مار نہ سکتا میری دانست مین لڑائی ہوجاتی تو بہتر تھا کہ بادشاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دل سے دغدغہ نکلجاتا اور فتح شکست خدا کے اختیار تھی مہرخ نے کہا ابھی لڑائی کچھ مٹ تھوڑی گئی ہی بادشاہ نہین اُسکے وزیر سے مقابلہ ہی

صنعت بہت بڑی ساحرہ ہی خدا اُسکے شر سے بچائے برق نے کہا جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی اور
عمند و تحیہ اسکا ہم لے آئے تھے اُسوقت سے ہم اُسکو پہچانتے ہین اور ہمسے اُس سے شناسائی بھی ہوگئی
ہی آج دل مین آتا ہی کہ جاکر اُسکا مزاج شریف پوچھ آئین یہ کہکر اُٹھا فرخ نے کہا ای برق ایسا کام نہ کرنا
کہ اس ساحرہ پر عیاری کرنے جانا وہ بلائے بے درمان اور آفت روزگار ہی شاہ طلسم اُسکی تعظیم کرتا ہی
اور سحر مین مثل اپنے اُسکو سمجھتا ہی ساحران طلسم اُسکے مکتب کے ادنی شاگرد ہین تم ہرگز وہان ارادہ جانیکا
نہ کرنا برق نے کہا ہمکو غرور کرنا نہین زیبا ہی ورنہ وہ کیا تحبہ ہی م دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + اور
ای ملکہ تم دیکھو تو کہ کیا خدا دکھاتا ہی مین ابھی آتا ہون ذرا سیر کو جاتا ہون یہ کہکر ہر چند سبنے منع کیا نمانا اور
روانہ ہوا جب لشکر حیرت کے قریب پہونچا صورت ساحر کی ایسی بناکر داخل لشکر ہوا دیکھا کہ ہجوم سپاہ
اور کثرت لشکر سے گاؤ زمین کا کلیجہ ہلتا ہی جہانتک بیک نگاہ جاتا ہی لشکر ہی لشکر نظر آتا ہی بازار ہین
کھلی ہین ساحرون کے خیمے نصب ہین بستر لگے ہین ہوم ہوتا ہی ڈفلیان بجتی ہین بھجن ہوتے ہین ہر سمت گہما گہمی ہی
برق فکر مین پھرنے لگا اتفاقاً کنیزان صنعت بارگاہ مین حیرت کی اپنی بارگاہ سے آتی جاتی تھین
یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھکر اُسکے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف بتایا کہ
اِدھر جا کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہی اور اس ساحر کو مخفی طور پر بلانے بھیجا ہی بس اُسی
سمت کو جدھر اسنے بتایا چلی یہ بھی دوڑکر پاس اُسکے گیا اور مقام تنہا پاکر بیضۂ بیہوشی اُسکے منھ پر مارا وہ
بیہوش ہوکر گری اِسنے اُسکا پیرہن لیا اور اُسکو کسی جگہ چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر لباس
اُسکا پہنا آنکھون کو سرمہ کے خلعت سے محلی کیا رخسار کو زیور گلگونہ سے مزین فرمایا دست و پاکو رنگ حنا
سے سرخروئی دی مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبا اور طلعت جہان آرا ظاہر کی جو مرغوب دلہائے
عاشق بتان ہو فدا اُسپر سارا جہان ہو خال رخسار ہندوے متاع جان و ایمان تھا یہ نقشہ عیان تھا کہ نظم

وہ تیرے گیسو ہین مار رہزن ہی گوہر گوش سانپ کا من — وہ خالِ مشکین ہی دلکا دشمن بلائے جان زلف عنبرین ہی
وہ مانگ کا خط ہی کہکشان سان گہر ہین مثل نجوم رخشان — وہ چہرہ ہی ماہتاب تابان سپہر افشان جبین ہی
پری کا کیا منہ جو ہو برابر کہ حسن مین حور سے ہی بہتر — جہان ہی پرتو سے تیرے انور تو مہر و مہ سے کہین حسین ہی

اِس صورت سے درست ہوکر بارگاہ حیرت مین گیا اور قریب کنیزان صنعت جاکر کھڑا ہوا وہ کنیزین
عمدے ہاتھون مین لیے کھڑی تھین کسی کے پاس پنکھیا تھی کوئی چنگیر پھولون کا لیے تھی چنانچہ وہ

کنیز جسکے پاس گلوریون کا خاصدان تھا اُسکو ضرورت پیشاب کی ہوئی اور وہ باندازو ناز پائینچے کلائی پر ڈالے برائے رفع احتیاج چلی جب عیار مذکور کے پاس سے نکلی اِسنے کہا اوئی رنڈی تجھکو سوائے اترانے کے اور کچھ نہ آیا اب مٹکتی ہوئی نہین معلوم کدھر جاتی ہی کچھ بھی تجکو مالک کا خیال ہی اُس کنیز نے اِسکو اپنے ساتھ کی سمجھ کے ہنسکر کہا کہ ای بی اترائی تم ہو کہ ہر بات مین پی نکالتی ہو کوئی پیشاب کو نجائے پھر کیا تیرے حلق مین موتے اِسنے کہا جُرو اتو بولا کیون گئی ہین لے تیرے نفع کی بات کہی تو جاتی ہو اور خاصدان بھی لیے جاتی ہی اگر ملکۂ عالم گلوری مانگین تو کون دیگا بس نیکی برباد گنہ لازم تو مجھی کو قائل کرنے لگی اچھا تو جان اور تیرا کام جانے اس کنیز نے یہ تقریر سُنکر کہا کہ بیوی ہنسی مین کھسیانی کیون ہوگئین لو خاصدان لیے رہو اتنا کام میرا کرو کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم سے کسی اور مصالحی کی ضرورت ہو تو وہ سامنے صحنچی مین مقابہ حسن دان وغیرہ موجود ہی لے آنا اسنے وہ خاصدان اُس سے لے لیا اور وہ چلی گئی کچھ دیر مین صنعت نے گلوری طلب کی اسنے خاصدان واکر کے نیچے جو گھڑے مین دو تین الائچیان ساختۂ بیہوشی رکھکر خاصدان سامنے ملکۂ مذکور کے پیش کیا اُسنے ایک گلوری شگوفہ سے کیلون کے نکالکر کھائی اور جو گھڑا واکر کے الائچی نکالی توڑ کر وہ بھی نوش کی کھاتے ہی صورت برق کی ازسرتاپا دیکھی اور کہا گلوری والی کہان گئی اِسنے آنکھین نیچی کر کے شرماکر کہا بی بی مردوے بیٹھے ہین مین کیا کہون کہان گئین ہین جس بات سے بشر ناچار ہی وہان گئی ہین ساحرہ مذکور سمجھ گئی کہ پیشاب کو وہ گئی ہی اور یہ عیار ہی بس اپنی زبردستی دکھانے کو اس سے کہا کہ گلوری والی نے کچھ اچھی گلوریان نہین بنائی تھین تو اپنے ہاتھ سے بنالا عیار مذکور یہ حکم سُنکر خوشی خوشی حسب نشان وہی کنیز صحنچی مین گیا وہان چوکی بچھی تھی زیر انداز مخملی پر پاندان طلائی مرصع کار رکھا تھا قفل اسمین ابجد کے طلسم کا لگا تھا اسنے قفل حرفون کو برابر کر کے واکیا اور چند گلوریان بنائین جو زالائچی ناکیسو وغیرہ سب بیہوشی آمیز ڈالکر پاندان بند کر کے چلا یہان ساحرہ نے الائچی جو بیہوشی کی کھائی تھی اُسکے دفع کرنے کو پانی منگا کر پیا اور ایک سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیا کہ اب بیہوشی مجھپر اثر نہ کرے یہ تدبیر کر کے بیٹھی تھی کہ برق گلوریان لیکر آیا اِسنے وہ گلوریان بھی کھائین اور کہا ساقی سے شراب لیکر مجکو پلا ای برق تو ابھی لونڈا ہی موڈی کاٹے دیکھون تو بیہوشی تو کتنی پلاتا ہی یہ سُنکر برق نے چاہا بھاگ جاؤن صنعت نے کہا موئے اِدھر آ کہان جاتا ہی عیار اُسکے پکارنے سے مسحور ہو کر پھرا اُس وقت

افراسیاب اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا او ناعیار تو قائل میرے اُستاد کا ہی مین بھلا کب تجکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر عیار کو قریب تر بزور سحر طلب کرکے چاہا کہ ایک طمانچہ مارون مگر صنعت ہان ہان کرکے اُٹھی اور عیار کے بیچ مین آگئی اور کہا او موئے چھوکرے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمبر عیاری کرے ابھی کچھ دنون جاکر کچھ سیکھ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہی مین تیرے اُستاد کی تو حقیقت سمجھتی نہین جسنے عنطلی آباد کے ساحرون کو مارا ساحر شمش کا سر اُتارا وہ آئیگا تو مین اُس سے سمجھ لونگی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور برق کو اُٹھا کر لیگئے اِسنے کہا اِسکو لیجاکر قریب اِسکے لشکر کے چھوڑ دینا اور پکاری کہ او ناعیار اب یہان آنیکا قصد نہ کرنا پنجے حسب الحکم اُسکو قریب لشکر لاکر چھوڑ گئے اُدھر شاہ جادوان نے کہا ای ملکہ صنعت یہ تمنے کیا کیا کہ دشمن کو پاکر قتل نکرنے دیا رہا کرادیا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ حضور ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین ملکہ جانب ظلمات طلسم تشریف لیجائین کنیز سمجھ لیگی شاہ طلسم نے اسکی خاطر سے کچھ نہ کہا اور سوار ہوکر جانب باغ سیب چلا گیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحہ رنگین دہر مین رنگ ظلمت شب بھرا اور لوح دنیا پر گیسوے لیل کا مُوقلم پھیرا کہ

نظم

کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر
چمک دینے لگے گردون سے اختر
ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ
چمک ستون مین تھی روشن ہوئی راہ

شام کو حیرت کی بارگاہ سے صنعت اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی یہ بارگاہ کئی کوس تک استادہ ہی اندر بارگاہ کے بارہ ہزار دنگل لگا ہی آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار بچھی ہی اور ایک تخت پر از جواہر الماس کا مقام صدر مین آراستہ ہی اُسپر اد قچہ موتی کے جال کا پڑا ہی سامنے بارگاہ کے ایک نمگیرہ کئی لاکھ روپیہ کی تیاری کا کھنچا ہی قالین گلدار کا فرش پیراستہ ہی ساحرہ مذکور تخت پر آکر بیٹھی شیشہ آلات روشن ہوا دورہ تمام سردارون کا بندھا کنیزان یاسمن پیکر سامنے دست بستہ استادہ ہوئین سراپچہ ہاے بارگاہ اُٹھوا دیے ساٹھ کوس تک لشکر اُترا ہوا نظر آیا ملکہ کے سامنے ناچ ہونے لگا اُدھر ملکہ حیرت نے کئی سو خوان طعام لذیذ سے درست کراکر اور کئی ہزار کشتیان شراب وکباب وشیرینی سے تیار کراکے مع فواکہات کی ڈالیون کے ہمراہ گیسوے بن شہاب روانہ کین وہ بصد احتیاط لیکر نہایت ہوشیاری سے بارگاہ صنعت مین آیا ملکہ مذکور تخت پر جلوہ گستر تھی اسنے تسلیم کرکے وہ سب کھانا اور ڈالیان وغیرہ پیشکش کین ملکہ نے اپنی

خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہان سے آیا ہی اُسکو
علیحدہ ایک صحنچی مین رکھوا دو اور گیسو سے کہا ملکہ حیرت سے میری تسلیم کہکر عرض کرنا کہ کنیز کا جی
چاہتا ہی حضور کے ساتھ کھانا کھائے امید کہ خاتون معظمہ شاہ جادوان یہان قدم رنجہ فرما کر آرزوے
خاطر حقیرہ پوری کرین یہ کہکر خلعت فاخرہ دیکر اسکو رخصت کیا گیسو خلعت پہنکر حیرت کے پاس گیا اور
پیام ساحرہ مسطورہ دیا حیرت بنظر اسکے کہ وہ ہماری مہمان ہی سوار ہو کر مع چند مصاحبون کے
اُسکی بارگاہ مین آئی اُسنے تا لب بارگاہ پیشوائی کر کے تخت پر لیجا کر بٹھایا اور آپ باد ب علیحدہ بیٹھنے کا قصد کیا حیرت
نے ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے بٹھایا یہ دونون تناول و شرب سے فارغ ہوتی ہین اور ناچ دیکھتی ہین مگر برق عیار
کا ذکر سُنیے کہ اُسکو جو پیچھے لشکر مین چھوڑ آئے تھے پس اُسنے اپنے دل سے کہا کہ ای برق اس سے کیا فائدہ
ہوا کہ تم گئے اور خالی پھر آئے اب پھر چلو اور کوئی رنگ اُس ساحرہ کو دو یہ سوچکر پھر روانہ ہوا اور صحرا مین
آیا وہان زنبیل بفن عیاری بجائی اسلیے کہ قران جنگل مین رہتا ہی اُس سے ملاقات کر کے حال اپنے
جانیکا بیان کرون چنانچہ ہر چند اسنے قران کو طلب کیا وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ
نصب ہوئی ہی قران صحرا سے بارگاہ کی طرف نقب کھود رہا ہی اور تدبیر قتل ساحرہ مین ہی انشاءاللہ
حال اسکا بیان ہوگا غرضکہ جب برق نے قران کو نپایا بناچاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا راہ مین
کچھ خدمتگار لشکر حیرت سے بارگاہ کی جانب ساحرہ کی جاتے تھے اُنسے اسنے پوچھا کہ بھائیو کہان جاتے ہو
اُنھون نے کہا ملکہ حیرت بارگاہ صنعت مین گئی ہین ہم بھی وہان جاتے ہین اسنے کہا مین نے اسلیے
پوچھا تھا کہ مین بھی وہان چلتا ہون میرا تمھارا ساتھ سہی یہ کہکر اُنکے ساتھ آکر داخل بارگاہ ہوا اور خدمتگار
آپ بھی بنا ہوا تھا خدمتگارون ہی مین ملکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ حیرت و صنعت کھانا کھا کر تخت پر آکر
بیٹھی ہین شراب پی رہی ہین اور باہم باتین ہو رہی ہین اُنھین باتون مین صنعت نے پوچھا کہ ای
ملکہ شہنشاہ سے اور حمزہ سے جو لڑائی ہوتی ہی اُسکے اور شہنشاہ کے نسبت ہی کیا مین یہ حیران ہون
کہ فتح کیون نہین ہوتی حیرت نے کہا کیا کہون ای بیوی فتح کیون نہین ہوتی یہانتک تو ہوا کہ بازارین
لٹ گئین خیمہ و بارگاہ جلے لشکر بھاگ گیا لیکن ان عیار موڈی کاٹون کا ستیاناس جاے سامری انکو
غارت کرے فتح کی شکست کرا دیتے ہین جو ساحر کہ لڑائی فتح کرتا ہی اُسی کو مار ڈالتے ہین یہ پانچ عیار موے
طلسم مین وہ غدر مچا رہے ہین کہ رات کو فرط بیم سے ساحر چونک چونک اُٹھتے ہین اُنمین سے ایک تو

جو سب کا اُستاد ہی کوکب پاس گیا ہی اور چار یہان قیامت کر رہے ہین صنعت نام عیارون کا سُنکر ہنسی اور کہا مین سمجھی تھی کہ فرخ کے پاس کوئی فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہی وہ لڑائی فتح نہین کرنے دیتا ہی خیر عیارون کا تو حال مین جانتی ہون یہ کہکر سامنے سحر کامل خواص کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھکر قہقہہ مارا خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی قہقہہ مارکر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھین وہ بھی ہنسین گویا سبنے زعفران کا کھیت دیکھ لیا اتنی عورتون کا ایک بار ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا پُر از صدائے خندہ ہوگئی گنبد سما مین ندائے خندہ پیچیدہ ہوئی برق نے دل مین خیال کیا کہ یہ تھین دیکھکر سب ہنسی ہین اور واقعی خیال اسکا ٹھیک تھا اسی کو پہچانکر یہ ساحرہ ہنسی تھی یہ بہت زبردست جادوگرنی ہی جب عیارون کا ذکر ہوا جب ہی یہ پہچان گئی تھی کہ برق وہ خدمتگارون مین ملا کھڑا ہوا ہی اس ساحرہ کی ایک بیٹی اور ایک بہن بھی ہی کہ اُنکو اِسنے قید کیا ہی اپنے سے زیادہ اُنکو ساحرہ جانتی ہی اور ڈرتی ہی کہ وہ مجکو مار نہ ڈالین فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس وہانسے آہستہ چلا کہ نکلجاؤن مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی اُسنے کہا تم تو ملکہ حیرت کے خدمتگار ہو کھڑے کیون نہین رہتے اب چلے جب ہماری ملکہ نے پہچانا ای اب جاؤگے تو طوق و زنجیر مین جکڑکر آؤگے کیا دل لگی سمجھ رکھی ہی کہ جب جی چاہا جب چلے آئے اور جب چاہا جب چلے گئے برق یہ گفتگو سُنکر سوچا کہ بھاگے تو بیشک پکڑے گئے اب کچھ فقرہ کرو یہ سوچکر اُس عورت سے کہا ای بی تم اتنا جھلاتی کیون ہو ہمین کوئی بے مطلب بھی کہین آتا ہی ہم آپ سے نہین آئے ہین ملکہ فرخ کا نامہ لائے ہین ہمین کیا غرض تھی جو بیکار کو اپنے پاؤن تھکاتے اور ایسی جگہ آتے اُس عورت نے یہ گفتگو جب سُنی کہا پھر نامہ ملکہ کو دیتے کیون نہین اُسنے کہا میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ سامنے ملکہ کے جاؤن اُس عورت نے کہا مین تمھارا حال ملکہ سے کہے دیتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا کہ یہ عیار کہتا ہی مین نامہ اپنے مالک کا لایا ہون آپ سے نہین آیا ہون اُسنے کہا اچھا سامنے آئے برق فوراً سامنے گیا اور سلام کرکے ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر بیٹھ گیا اور ازبسکہ عیارون پاس نامہ ہر ایک سردار کے نام سے لکھے ہوئے رہتے ہین اسلیے کہ نہین معلوم کسی وقت کیا معاملہ پیش آئے پس اسنے ایک نامہ فرخ کیطرف سے بنام صنعت لکھ رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا تھا کہ جب یہ ساحرہ پہلے آئی تھی خلاصہ کلام اسنے وہی نامہ کمر سے نکالکر ساحرہ کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ صنعت سحرساز ہمارے مقابلہ مین جو ساحر آیا زندہ نہ بچا

مارا ہی گیا تمکو لازم ہی کہ یہانسے چلی جاؤ ورنہ ہمون آتش در کاسہ۔ تمھارا بچنا بھی محال ہی صنعت یہ مضمون پڑھکر بہت ہنسی اور کہا ہم تو چلے ہی جائینگے لیکن تم ای برق اب یہان نہ آنا اگر اب یہان آؤگے یا اسوقت ٹھہروگے تو مار ہی ڈالونگی برق نے کہا ای ملکہ لعنت ہی اُسپر جو اب یہان رہے ساحرہ نے کہا کیون موئے یہ اُلٹے ہمین کو لعنتی دیتا ہی اسنے کہا مین اپنے تئین کہتا ہون آپ کے کہنے پر کہ یہان نہ ٹھہرنا آپ فرماتی ہین کہ مجکو کہتا ہی پھر بموجب م فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + جو آپ سمجھین وہی سہی صنعت نے کہا کیون شامتین آئی ہین جا یہانسے نہین مار ڈالونگی اسنے کہا خفا کیون ہوتی ہو ہم چلے جائینگے تو لعنتی تمپر عائد ہوجائیگی ساحرہ اس کلمہ پر ہنس پڑی اور کہا تم لوگ بڑے لسان اور ظریف ہو برق نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا قدر دانی آپ کی مین کس قابل ہون یہ سب آپ کی خوبیان ہین ساحرہ نے کہا بس باتین ہوچکین اب تشریف لیجایئے اسنے جواب دیا کہ ای ملکہ آپ کا کیا سچ ہی لمحہ بھر ٹھہرکے ناچ دیکھ لین تو چلے جائینگے صنعت تو یہ کلام سُنکر چپ ہو رہی مگر حیرت بولی کہ اس موئے کی باتون پر نہ آؤ نکالو اسکو نہین تو یہ آفت برپا کریگا صنعت نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا کریگا حیرت بھی خاموش ہو رہی مگر جملہ ساحر بہت ہوشیاری سے وہان ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو یہ عیار کوئی فتور کرے برق یہ رنگ وہان کی خبرداری کا دیکھکر اُٹھا کہ ٹھہرنا یہان بیکار ہی کچھ ہو نسکیگا بس ساحرہ سے کہا آپ خفا ہوتی ہین لیجیے مین جاتا ہون میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کی منتظر ہوگی یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور دل سے کہا کبھی ایسا ہوا نہین کہ تم عیاری کو آئے ہو اور بغیر کچھ کیے خالی پھر گئے ہو یہ سوچکر پھر ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیون کے ہجوم مین پوشیدہ ہوکر ٹھہرا اتنے عرصہ مین رات زیادہ آچکی تھی ملکہ حیرت رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کی طرف گئی اور صنعت بھی تخت سے اُٹھکر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ مین ایک مقام پر پلنگڑی جواہر کار بچھی تھی بچھونا نرم و نازک تر اُسپر تھا فرش گل سے آراستہ تھی اُسپر جاکر لیٹی سامنے آئینہ سحر بارگاہ کی قنات مین لگا تھا لیٹکر وہ آئینہ دیکھنے لگی اُسمین صورت اُسکی جو دکھائی دی اُسنے کہا کہ برق عیار تیری فکر مین کھڑا ہی یہ کلمہ اپنے عکس سے سُنکر بر عکسی پر اسنے کمر باندھی اور مثل اپنے طالع معکوس کے پھری کنیزین گیسو دراز و سحر کامل وغیرہ بہر خدمت گذاری حاضر تھین اُنسے کہا وہ موا عیار سامنے کھڑا ہی میرے سحر سے بھاگ نہ سکیگا جاؤ پکڑ لاؤ گیسو دراز یہ حکم سُنکر جھپٹی اور برق کو پکڑ لائی اُسنے

ہرچند چاہا کہ بھاگ جاؤن قدم نہ اُٹھ سکا آخر کنیز ندکور اُسکو سامنے لائی ساحرہ اُٹھ بیٹھی اور بعتاب حرف زن ہوئی کہ کیون او موئے ناعیار پہلے تو نامہ دار بنکر تو آیا تھا اب کیون تو نے یہان قدم رکھا برق نے کہا کچھ تو دیوانی ہوگئی ہی اری فحبہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا پوچھتی ہی ہم آئین نہین تو تیری جان کیونکر جائے ساحرہ یہ کلمہ سُنکر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اُٹھکر آئی کہا چہار طرف بند وبست کرو کہ کوئی اُنے نپائے مین اس موئے کو بغیر مارے نہ چھوڑونگی برق نے کہا ای ملکہ اتنی سی بات پر خفا ہوگئین اب تو ہمکو ظریف کہتی تھین ظریف تو نہین معلوم کیا کچھ کہتے ہین اچھا ابکی ہمین چھوڑ دیجیے پھر نہ آئینگے اُسنے کہا قسم جمشید کی اب نہ چھوڑونگی دو مرتبہ رہا کر دیا یہ تیسری بار ہی اب رہا ہونا تمھارا غیر ممکن ہی یہ کہکر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا اسپر سحر پڑھکر دم کر اور ایک طمانچہ مار کہ سر اسکا اُڑ جاے کنیز مذکور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کہ اب بیشک قضا آئی بس یہ رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ ای خالق جان وتن اس طمانچہ سے کہ طمانچۂ دست ملک الموت ہی مجھکو بچالے دعا اِسکی قبول ہوئی یعنی قران جو نقب کھود رہا تھا اُسنے نقب کا سرا زیر تخت صنعت آکر توڑا اور فکر مین عیاری کے تھا کہ کیفیت گرفتاری برق سب اُسنے تخت کے نیچے ٹھہرکر معلوم کی اور دل سے کہا اب توقف کرنے سے برق مار ڈالا جائیگا نکلکر بغدہ ساحرہ کے مار دے بس یہ سوچکر اسنے تخت صنعت دونون ہاتھون سے اُٹھایا صنعت گھبرائی کہ یہ ماجرا کیا ہی اور وہ کنیز بھی طمانچہ مارنا بھولکر پکاری کہ بی بی بچنا صنعت حیران ہوکر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو تخت لیکر کھڑا ہوا نقب کا کنارا پھٹا اور پأون اسکا گڑھے مین گیا اسنے تخت ایک سمت پٹک دیا۔ اڑاڑا دھم صنعت نیچے اور تخت اوپر اُدھر قران پھر سنبھلکر نقب سے نکلا اور کنیزون نے جو اسکی ڈراؤنی صورت دیکھی کہ بلند قامت سیہ فام حبشی سر سے پاؤن تک خاک مین اٹا ہوا بغدہ گرانبار لیے نکلا ہی بس یہ دیکھکر دو ئی کہکر بھاگین لیکن قران نے دوڑکر بغدہ گیسو دراز کے اس زور سے مارا کہ سر اُسکا پھٹگیا غلغلہ گیر ودار برپا ہوا اور صنعت جو کروٹ کے بل گری تھی تو کولا اُسکا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہونچا کہ بیہوش ہوگئی اور بارگاہ مین اندھیرا مرگ ساحرہ سے ہوگیا قران اور ایک آدھ ساحرہ کو اُس اندھیرے مین مارکر سمجھا کہ صنعت جو تخت کے نیچے سے نکلیگی تو آفت برپا کر دیگی بس یہان ٹھہرنا نہ چاہیے یہ سمجھکر ہنگامہ تو برپا تھا ہی برق سر کچہ فرار کر بھاگا اور یہ اُسی نقب مین کود کر روانہ

اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر گھبر گھبر کے دوڑے اور کچھ
کنیزون نے سحر سے روشنی کر کے تخت کے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگڑی پر لٹایا اسکو
بیہوش پاکر تیمارداری مین مصروف ہوئین اور باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا لینا کہتے نکلے تھے تو لشکر
کے ساحر گھبرا کر مسلح ہونے لگے تھے اور سحر سے شعلین اسقدر روشن کی تھین کہ دن سے زیادہ وہ رات
روشن تھی بس برق جو بھاگا گیسوے ظلمات جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر
لیے طلایہ پھر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ عیار سراسیمہ بھاگا جاتا ہی بس وہ مع جملہ ساحران ہمراہی
کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق جہندہ کے بارگاہون اور خیمون کی گردش دیتا یہ جادو جبا
اِس لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے پہونچا گیسوے ظلمات نے دیکھا کہ یہ عیار نکلجائیگا اور تو
الیسا بدحواس ہوا کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولکر پیچھے دوڑا اب سحر سے پکڑلے یہ تجویز کر کے ایک ساحر
سے کہا تو پنجہ بنکر اس عیار کو اُٹھالا ساحر بموجب حکم چلا ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب
پہونچا دو چار جمعدار سالار سردار جو پہرے پر تھے اِسکے پیچھے دوڑے اور ترنج و نارنج سیدھے کیے
تھے کہ ساحر فرستادۂ گیسو پنجہ بنکر جو گرا اسکو اُٹھا کر لیچلا برق سمجھا کہ گرفتار ہوئے پس فوراً ابکاری
پکارا کہ ای پنجۂ سحر مہرخ تو وقت پر اگر پہونچا نہین تو مین قید ہو چکا تھا یہ ساحر میرے قتل پر آمادہ
ہین تو جلد مجکو نکال لیچل یہ عبارت جو ساحرون نے سنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست
کا بھیجا ہوا ہی اِسکو نکال لیجائیگا بس فوراً نارنج و ترنج پنجہ پر مارے کہ پنجہ جو ساحر کہ بنا ہی اُسکو مارلین
عیار تو سحر جانتا نہین کہان جا سکیگا چنانچہ ایک نارنج اُس پنجہ بنے ہوئے ساحر پر لگا کہ وہ جلتا ہوا
زمین پر گرا برق اُسکے ہاتھ سے چھوٹکر سیدھا ہوا کہ بھاگے ساحر اسیر آپڑے اور چاہا گرفتار کرین
اتنے عرصہ مین گیسو جو پیچھے آتا تھا اُسنے پہونچکر اپنے بھیجے ہوئے ساحر کو قتل ہوتے دیکھکر ان
سب ساحران حیرت کو ڈانٹا کہ ای نالائقان یہ تمنے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا
یہ کہکر آمادۂ رزم ہوا ساحران حیرت اُسکی جانب مخاطب ہوئے برق بھاگ کر ایک نشیب کیطرف
جا کر پوشیدہ ہوگیا ادھر گیسو ساحرون سے فقرہ دینا عیار کا سُنکر ہنسا کہ کیا برجستہ بات اِن
عیارون کو بنا لینا آتی ہی بس اُن ساحرون کو چھوڑ سیدھا جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا کہ مین اُس
عیار کو اُسکے لشکر سے پکڑ لاؤن یہ تو راہ طی کر چکا تھا کہ قران نقب سے صحرا مین نکلا اور وہان سے

سید ھا اپنے لشکر مین آیا ایک طرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکلکر راہ کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان مہرخ و بہار آرامگاہ مین تھین لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہی اُسمین غلغلہ جو ہوا تو یہ دونون آرامگاہ سے نکلکر بارگاہ مین آئین اور از بسکہ اندیشہ ناک آمد صنعت سے ہو رہی ہین سب سردارون کو طلب کر کے مستعد بیٹھین تھین کہ ایسا نہو غفلت مین ہمکو کچھ گزند پہونچے فی الجملہ عیار جو بھاگ کر بارگاہ مین آئے دربار معمور پایا آئین سر پہ آئی بہتور پایا اور مہرخ نے اُنکو دیکھکر بخندہ پیشانی کہا کہ بیت کہانسے آتے ہو ای مریجان مین تمپہ سوجان سے آج قربان + تمھاری رفتار فتنہ زانے کیا کہان آج حشر برپا + عیارون نے اپنے مقام پر بیٹھکر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا یقین ہی کہ گولا اُس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہوگا اور اگر گولا نہ ٹوٹا ہوگا تو چوٹ ایسی لگی ہوگی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پُروا ہوا چلے گی جب درد گولے مین ہوگا اور ہمین وہ بیدرد یاد کریگی یہ حال سُنکر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا ای ملکہ تخت کے لُٹنے سے فال صنعت کے لیے نگون بختی کی ہی گو وہ ساحرہ زبردست ہی لیکن ادبار آچکا ہی اب اُسکو انشاء اللہ تختۂ تابوت میسر ہوگا مہر قران اُس شیطانیہ کے لیے فرشتۂ عذاب خدا بنگئے ہین یہ ذکر ہر ایک سردار کر کے خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوئے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ ای ملکۂ دوران بادشاہ جہان ابیات

شہا ملک و دولت رہے برقرار	عدو ہو ترا خوار و بے اعتبار	تری فوج سے گیسوے رو سیاہ
ہوا لگے اسوقت ہی کینہ خواہ	لیے ساتھ ہی اپنے بارہ ہزار	سواران جنگی و مردان کار

جاسوس یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوئے اور ملکہ موصوفہ نے نفیر سحر بجائی جملہ سردار سالار بارگاہ سے نکلکر تخت و طائران سحر پر سوار ہوئے تمام لشکر تیار ہوا آمادہ رزم و پیکار ہر سردار ہوا پچھلی رات باقی اہل اسلام جہاد کو بھی بہتر از عبادت جانتے ہین ہر شخص کو شہادت کا شوق غزا کی مشتاق شجاعت بھی مثل شب زندہ داران محراب شمشیر مین سر جھکائے تھی آیۂ نصر من اللہ زبان پہ لائی تھی زبان دعا کیصورت تھے یا تیر آہ مظلوم کی تاثیر رکھتے تھے کمانین مثل زاہدان چلہ کش گوشہ گیر تھین سنانہاے نیزہ زبان پیر دستگیر تھین علم بسان حاجتمندان دعا گو سر کھولے پھریرون کے حاجت خواہون کیطرح دامن پھیلے کلہاے عمود بصد تضرع مُنہ پھیلائے کہ ای ناصر حقیقی دشمن مُنھ کی کھائے لب سوفار ہلتے تھے یا وظیفہ خوان

یاقادر یاحافظ زیرلب ورد کرتے تھے اُس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو ہر طرف رات کا سناٹا دلون مین بہادرون کے ہوائے شجاعت ساحرون کے طائر اُڑتے مشعلہاے سحر فروزان یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا مین آگ لگی ہی یہ دہر غدار و مفسد نے آتش افروزی کی ہی ابر کے لکے ہوا پر چھائے بیردن کا غوغا بلند باجے بجتے ہتیار چلتے آگ پتھر برستے ناقوس چھنکتے کہ ابیات

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا | کہ تھا بحر پر جوشش قہر خدا
جنھین کھتے ہین سب یہ جادو کے پتلے | فسون ساز تھے ساحر ہمراہ ایسے

اِس کرّوفر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو بدکار پہونچا اور نارنج و ترنج جلنے لگا گردون کا دل دہلنے لگا صدائین مہیب آنے لگین جانین جانے لگین گولے فولادی پڑتے تھے آفت عظیم برپا تھی اسی ہنگامہ مین ایک گولا سحر کا ساحرۂ شب کے بھی لگا اور نارنج خورشید نے رنگ ظلمت لیل مٹایا کہ ابیات

حجاب شب بنا دامن سحر کا | دگرگون ہو گیا عالم قمر کا
مٹائی مہر نے نیرنگی شب | فروغ روشنی پیدا ہوا جب

صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی اُسنے بزور سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی وہان گولا ساحرہ مذکور کا بٹھایا گیا تھا اور اُسکو ہوش آیا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر جنگ کہکر عرض کیا کہ جلد چلیے نہین گیسو شکست کھا چکا ہی لشکر حریف غالب آچکا ہی ملکہ مذکور نے یہ سُنکر چاہا کہ مع تمام لشکر کے بزور سحر چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زبردست ہی مثل افراسیاب اسکے ہاتھون مین بھی حال نیک و بد ساعت کا معلوم ہوتا ہی بس اپنے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیرا جانا مناسب نہین مدد گیسو کے لیے بھیجدے یہ دیکھکر از بسکہ دردمند بھی تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس اور مصاحبون کیطرف نظر کی ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین و گل اندام فن سحر مین یکتا پاس بیٹھی تھی نگاہ متفکر ملکہ کی پہچانکر عرض رسا ہوئی کہ خبر رزم سُنکر حضور متردد ہین مجکو حکم ہو کہ مین جاکر تکمہ امان شاہی کا کام تمام کرون صنعت نے ہنسکر کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ وہ گلبدن اجازت پاکر بسان بوے گل اُٹھی اور تسلیم کرکے چلی باغ حُسن اُسکا ایسا ہرا بھرا تھا کہ رفتار سے اُسکی روش نسیم گلشن کا رنگ پیدا تھا مردم نگاہ اُسکے چمن رخسار کی گلگشت کرین تو ہواے وصال مین اُسکے گردش پذیر رہین تعشق گلہاے بوسہ مین شبنم نمط رویا کرین وہ اُسکا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن حسن کا بوٹا تھا قمری دل اُسی سرو حسن پر لوٹتا تھا غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن مُنہ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطر ہو دن کیطرح باغ باغ ہو جاے نازکی برگ گل کہاں سے یہ مُنہ لائے جو اُسکے لبون پر نثار ہونے کے قابل کہلاے

بیلا موتیا لا کھا اپنے تئین بنائے مگر اُسکے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہان پائے کہ بموجب ابیات

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہی
تمھاری ہر ادا مین یار اک عالم نکلتا ہی

فلک پر خوف سے ترک فلک کا دم نکلتا ہی
مقدر میرا زلف اُسکی بار برہی زمانہ مین

کوئی انداز ہو نام خدا تمپر مزیب ہی
نہ اِسکا بل نکلتا ہی نہ اُسکا خم نکلتا ہی

نیمچہ سحر کمر سے لگائے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت فرمائے اکڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی اور کچھ سحر پڑھا کہ صحرا کیطرف سے سترہ سو نازنینان قمر پیکر کم سن جوانی کے دن حسن مین یگانۂ دہر لڑنے مین خدا کا قہر پیراہن سرخ پہنے چھوٹی چھوٹی کمانین دوش پر لگائے برج قوس مین اختر آئے تیر سونے کے ترکشون جواہر کی رکھے سامنے آئین یہ سب اس آراستہ سحر کی پتلیان بزور سحر بنائی ہوئی ہین کہ جہان یہ جاتی ہی ساتھ یہ بھی جاتی ہین اور لشکر سے ہٹکر صحرا مین ٹھہرتی ہین جب یہ سحر سے اُنکو بلاتی ہی جب آتی ہین اِس ساحرہ نے بڑی محنت کر کے مدت مین ان پتلیون کو بنایا ہی اور بغیر قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیان نہ مٹینگی فی الجملہ جب یہ پتلیان بصورت نازنینان طائران سحر پہ سوار حاضر خدمت ہوئین آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیون نے طائران سواری کو اڑایا تخت ساحرۂ مذکور بیچ مین روان ہوا اور دے ہوا یہ گروہ مہ جبینان اسطرح پرواز کنان تھا گویا ماہ تابان لشکر سیارگان لیکر اُترا آیا تھا یا جلال پر آفتاب تابان تھا ابر اودے اودے سر پر سایہ فگن تھے اور اُن گل اندامون کے سرخ پیرہن تھے تو یہ ظاہر تھا کہ بجلیان بدلی مین طپان ہین چھل بل سے اُن کج اداؤن کی بجلیان بھی حیران ہین کمانین دوش پر ہر ایک کے ترکش برابر بغل کے لگے گویا طاؤس مست پر کھولے ہوئے ہوا سے سحر کے جھونکے نقارے بجنے کچھ عجب کیفیت دکھاتے تھے مختصر یہ کہ بڑی آن وادا سے یہ بہر رزم لڑنے والے سب جاتے تھے جب قریب جنگگاہ یہ لشکر پہونچا یہان گیسوے ظلمات سے سحر کی مار ہو رہی تھی کہ اُن ابرو کمانون نے قوسہاے طلائی کندھون پر سے اُتارین اور تیر ترکش سے نکالکر بھر کمان مین پیوستہ کر کے لگا کے سترہ سو ناوک سحر ایک دفع سن سن کر کے چلا اور لشکر مہرخ نشانۂ خدنگ اجل بنا ایک ایک تیر نے پانچ پانچ سات سات کے سینون کو توڑا پہلے ہی حملے مین ہزارہا طائر روح شکار تیر قضا ہوا آراستہ سحر بروے ہوا تخت ٹھہرا کر قائم ہوئی اور کنیزین اُسکی چارطرف سپرین آڑ کر کے کھڑی ہوئین لشکر مہرخ سے بھی نارنج و ترنج پڑنے لگے مگر کنیزین سپر وغیرہ پر روک کر رد کر دیتی تھین اور وہ پتلیان برابر ناوک فگنی کر رہی تھین بڑے غضب کا سامنا تھا تیرون کے سناٹے تھے باد خزان اجل کے جھونکے گلزار لشکر پر آتے تھے

نخلہائے جسم بے برگ و بار تھے مرغ جان سہم سحر کے شکار تھے دل دہر سے آہ ایسی نکلی تھی کہ سینون کے تیر بنکر پار رہتی یا کسی عاشق ابرو و مژگان کے آہ کی یہ تاثیر آشکار تھی ساحرون نے بزور سحر سپرین پیدا کر کے اُڑا کی تھین لیکن وہ تیر کسی طرح نہ رکتے تھے ہزار ہا لاش میدان مین پڑی تھی وہ بدلی سحر کی آئی تھی کہ تیرون کا مینھ برس رہا تھا ہر ایک مبارز جان بچانے کو ترس رہا تھا تیرون کی کثرت بارش سے یہ ثابت تھا کہ روزگار غدار کے فرط خوف سے روئین کھڑے ہین نہین دنیائے بیوفا کے سینے سے ارمان ستمگاری نکل رہے ہین پر عقاب و طاوس سے روے ہوا پر تھا یا ہوا نے بھی پر نکالے تھے موج ہوا مین سونے کے تیر آتش کے پر کالے تھے بحر اخضر روے ہوا مین خلقت آبی کو خوف طلاطم تھا تیرون کا دریا ہوا پر بہ رہا تھا سرداران لشکر بہار جادوگرنیان ذیوقار اور ملازمان مہرخ نامدار زمین مین بزور سحر سما جاتے تھے تیرون کی زد سے ہٹکر اپنی جان بچاتے تھے اُدھر گیسو کو جو مدد ملی تھی تو اُسنے آفت برپا کر دی تھی فوج مین بھگدر پڑا چاہتی تھی شجاعت شعاران عالی گہر پاے ثبات گاڑے لیکن گور کے کنارے تھے یہ حال دیکھکر مہرخ و بہار بزور سحر اُڑین اور تیرونسے بچتی ہوئین قریب تخت آراستہ سحر پہونچین چاہا کہ اُسپر حملہ کرین اُسنے جو انکو قریب تخت پایا ایک بیضہ طاؤس سواری سامری کا اُسکے پاس تھا انکو زبردست جادوگرنیان جانکر جھولی سے نکالا اور سحر پڑھکر اُنپر مارا وہ بیضہ انکے قریب آکر شق ہوا اور اُسمین سے ایسی بوے بد پیدا ہوئی کہ نتھنون مین تیر بنکر ان دونون کے سمائی اُس رائحہ نے نتھنون مین تیر چلائے یہ دونون تاب اُس بو کی نہ لا سکین بیہوش ہوگئین اور قلابازیان کھاتی ہوئین زمین کیطرف چلین آراستہ سحر نے کنیزون کو حکم دیا کہ گرفتار کر لو کنیزین اُسکی چلین لیکن کچھ لشکر عقب مین ان دونون کے بھی آیا تھا اُمین سے چند جادوگرنیان جانبازی کر کے پنجہ بنکر بہت جلد گرین اور ان دونون بیہوشان بیضۂ سحر کو زمین پر مثل مادہ کے نہ گرنے دیا اُٹھا لیگئین آراستہ سحر نے کہا لیجانے دو آخر کہان لیجاینگی مین سبکو دم بھر مین مارے لیتی ہون یہ کہکر متوجہ جانب ناوک اندازان سحر ہوئی ابتو مہرخ و بہار کے نہونے سے لشکر بے سردار کا ہوا اور فوج نے جھرسٹ کھایا شکست ہوئی گیسو نے زیر تیغ رکھ لیا منچلے بہادر تو نہ بھاگے جان دینے کے ارادہ سے سینہ سپر کر کے دل پتھر کر کے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے بلور حصار دست اور سرخمو نافرمان وغیرہ کائنات کے سحر کر کے تیرون سے جان بچاتے تھے اور گیسو کے سحر رد کرتے جاتے تھے تلوار سحر کی چل رہی موت آچکی تھی زندگی جانے کے لیے جانب عدم مچل رہی تھی کہ بموجب نظم

چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ
بسے بیہش از رزم برگشتہ شد
نگر کردگارِ سپہر بلند
دیانہ بدریاے آب اندریم
برآمد وگر رہ غوِ کوس وناے

خروشی برآمد بلند از سپاہ
چنین گفت لشکر بہ بانگِ بلند
رہاند تن وجان ما زین گزند
یکے حملہ کردند ہر سو بہم
خروشیدنِ زنگ وہندی دراے

ز سردار لشکر بسے کشتہ شد
کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند
وگرنہ بہ پرِ عقاب اندریم
چو برخیزد از جاے شیر دژم

ہنوز یہ معرکہ اٹکا تھا کہ تیر تقدیر اسلامیان کمان قدرت قادر بیچون سے رہا ہوکر سینۂ پُرکینۂ دشمن کے پار گذر العینی عیاران لشکر بھی شریک جنگ تھے جب شکست اپنی فوج کی دیکھی برق فرنگی چند ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر سے نکلگیا اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی بصنعت عیاری مثل صورت صنعت سحر ساز بنائی قباے پُر زر لباس وزرات دربر کرکے دوپٹا زرتار اوڑھکر پائجامہ آب وتاب کالمخواب کا پہنکر زر وزیور سے آراستہ ہوا اور وہ صورت بنائی کہ مان بھی صنعت کی نہ پہچان سکے اپنی دختر ہی اُسکو جانے پس ان ساحرون سے کہا کہ ایک طاؤس سحر سے بنادو اور تم کنیزان صنعت کی ایسی صورت بزور سحر بناؤ ساحر حسب ارشاد عمل مین لاے عیار مذکور طاؤس پر سوار ہوا کنیزین مصنوعی جلو مین جلین اس صورت پر طاؤس اُڑا کر بعجلت تمام جنگاہ مین برق آیا اور از بسکہ ہنگامۂ جدال وقتال گرم تھا کسی نے اسکی جانب خیال نہ کیا اسنے قریب آراستہ سحر جب پہونچنے کی تدبیر دیکھی ایک کنیز سے حکم دیا کہ بزور سحر بلند ہوکر پکارے کنیز بلند ہوکر بموجب فرمان صدا زن ہوئی کہ ای آراستہ سحر ملکہ عالم تشریف لائی ہین اور تعریف تمھاری فرماتی ہین یہ صدا ساحرہ مذکور نے سُنی اور سر اُٹھاکر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آتے پایا تخت بڑھاکر چلی فوج تو لڑتی رہی اور یہ اُدھر مخاطب ہوئی جب قریب تر پہونچی ملکۂ مصنوعی نے کہا ای آراستہ واہ واہ واکیا کہنا جیسا مین تمکو جانتی تھی اُس سے دہ چند پایا یہ تمھارے ہی واسطے تھا جو آن واحد مین ایسے لشکر سرکش کو پست کردیا ساحرہ نے یہ تعریف سُنکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی طبیعت بھی دشمنون کی ناساز تھی پھر کاہیکو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا مین دم بھر مین ان سرکشان کے سر بہر نذر ملازمان سرکار عالی قدر حاضر کرکے سر تفاخر اپنا تا بہ چرخ بازیگر پہونچاتی ملکہ مصنوعی نے یہ سنکر خندان اپنے طاؤس کو قریب تخت پہونچایا وہ بنا بر تعظیم تخت پر کھڑی ہوگئی اسنے کہا آتو سہی کہ مین تجکو گلے سے لگاؤن میرا دل تجھپر نثار ہوا ہی کہ تو نے بڑا کار نمایان کیا ہی یہ کہکر طاؤس تخت سے

ملاکر تخت پر اُتر گیا اور ہاتھ دونون پھیلائے آراستہ سحر نہایت ادب سے سر جھکا کر قدمون کیطرف چلی اِسنے سر اُسکا اُٹھا کر اُسکو گلے سے لگایا اس ساحرہ کا حسن و جمال پیشتر مذکور ہوچکا ہی برق کو قتل کرنے مین تردد ہوا مگر خیال کیا کہ یہ انگبین پر از نیش زنبور ہی یہ اگر معشوق حسین ہی تو میوہ فاضر ور ہی حنظل کا پھل ہی اسکے قتل کرنے سے اپنی زندگی مین خلل ہی یہ سوچکر اتنا تو کیا کہ جب اُسکو گلے سے لگایا دو تین مچھیان جبین ورخسار کی لین پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا ساحرہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہی اِسنے ایک لات جو ماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اِسکے ہاتھ مین وہ زیر تخت آویزان اُسوقت وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت نہین کوئی دشمن ہی بس سحر سے رہا ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اسنے اتنی مہلت نہ دی خنجر کھینچکر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹکر اسکے ہاتھ مین رہا اور دھڑ نیچے گرا اِسکے مرنے کا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا آندھی پانی بڑے زور شور سے آیا اور وہ تخت جسپر ساحرہ مسطور سوار تھی جلنے لگا برق جست کرکے اپنے طاؤس پر گیا کنیزین ساحرہ کی حربۂ سحر کے اسپر مارنے لگین اِسکے ساتھ جو ساحر کے صنعت کی کنیزین بنے ہوئے تھے وہ سینہ سپر ہو کر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے اُدھر وہ ستره سو پتلیان جو بصورت زنان خوبصورت تیر مار رہی تھین ساحرہ کے مرتے ہی اُنکے جسم مین آگ لگی ستره سو ہوائی ایکبار بردے ہوا چھوٹی وہ سب گلنار پوش ہنگام رزم شعلہ بھبھوکا ہوگئین آتشبازی کے دیو کیطرح وہ پریان چھوٹ رہی تھین تخت اور طاؤس وغیرہ اُنکی سواری کے چرخی کیطرح چرخ مارتے پھرتے تھے چرخ شعلہ خو نے نیا چرخ اُن سب کو دیا تھا میدان ہوا کا ہوائی ہوا تھا ہر سمت عجب گل لالہ پھولا تھا روے ہوا آتشبار بلکہ آتش بہار تھا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین تیر و تیر انداز ہر ایک فی النار تھا ادھر تو وہ ناوک فگن جلین ادھر ایک ساحر سے برق نے نیزہ لیکر سر آراستہ سحر کا سنان پر رکھکر بلند کیا اور پکارا اى افسران لشکر مہرخ منم جہتر برق فرنگی ہان مار لو ان نابکارون کو افسر جو گیسوے ظلمات سے لڑ رہے تھے یہ نعرہ سنکر خوش ہوئے اور بڑے گھمسان کی مار ہونے لگی اُدھر وہ ساحر جو مہرخ و بہار کو اُٹھا لیگئے تھے اور صحرا مین جاکر ٹھہرے تھے آراستہ سحر کے مرنے سے اُن دونون کو ہوش آگیا اور بزور سحر سناٹا مارکر جو لشکر مین آئین گیسو کو لڑتے پایا اور برق کو طاؤس پر سوار نعرہ کرتے سُنا بس مہرخ بجلی بنکر گری گیسو کو کاٹکر زمین مین اُتر گئی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج مہرخ جو بھاگی تھی پھر پڑی اور ہمراہیان گیسو جو چند ہزار ساحر تھے اُنھین زیر تیغ رکھ لیا وہ ساحر اتنے

بڑے لشکر سے لڑنے کی تاب نہ لاسکے بہت مارے گئے اور بہت بہزار دشواری جان سلامت لیگئے مہرخ طبل فتح وظفر بجواکر پھری برق عیار پر سے زر و گوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی کہ ماشاء اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو صاحب خاص صنعت کو اس کروفر سے سرمیدان قتل کیا اور ہم سبکی جان بچالی م۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند + حاصل مرام دشت قتل سے لاشین اپنے مقتولوں کی اُٹھواکر دفن کرائین میدان پاک وصاف کرا کے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پائگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا سردار بھی حاضر دربار ہوکر مصروف عیش وعشرت ہوئے اُس طرف کنیزان آراستہ سحر وفوج وغیرہ جو بھاگی بارگاہ صنعت کے قریب پہونچی صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اسوجہ سے نہ معلوم تھی کہ لشکر اُسکا بہت بڑا ہی اور تین حصہ اس لشکر کے ہین جلد دوم مین حال اُسکا تحریر ہی چنانچہ ساحرۂ مذکور میدان جنگاہ سے منزل بھر پر ہی اور ملکہ حیرت بھی اُسکے آنے سے متصل اُسی کے لشکر کے اُتری ہوئی ہی غرضکہ فوج ہزیمت خوردہ نے قریب بارگاہ پہونچکر شور فریاد والغیاث بلند کیا صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا اُسی کے درد مین مبتلا پلنگ پر لیٹی تھی کنیزین مصروف خدمت تھین شور فریاد سنکر اُسنے کنیزون کو سامنے بلوا کر جملہ کیفیت قتل آراستہ سحر معلوم کی اور اسوجہ سے کہ میری شوکت مین فرق نہ آئے بظاہر تو ہنسکر کہا کہ اُس کنیز کو ناحق مین نے نبرد رزم بھیجا اُسے کچھ سحر آتا نہ تھا بظاہر تو یہ کہا مگر دلمین وہ غصہ آیا کہ ہونٹھ چبانے لگی اور کہا مین افراسیاب سے جاکر اچھی طرح مصمم طور پر اجازت لیکر غارت کرنے اِن باغیون کے لیلون تو ایک لمحہ مین سبکو فنا کردون یہ کہکر ہرچند کہ دردمند تھی مگر تخت سحر پر بیٹھکر جانب باغ سیب روانہ ہوئی اِس اثنا مین صنعتگر قدرت نے صفحۂ دہر پر نفس سواد شب سے بنائے ماہ واختر ورق سپہر پر منقوش نظر آئے بموجب نظم

عروج شب نمایاں تھا سر شام
ہوا دن سے طلوع اختر شام
سوار چرخ نے مغرب کی لی راہ
عروس شب نے اوڑھی چادر ماہ
شاہ طلسم شام کو تخت حکومت سے اُٹھا کر آئینہ سحر مین گیا تھا مثل تصویر

معلوم دیتا تھا تمام ساحر مثل باغبان قدرت وگلچین وابرق وسرمایہ وچنین وغیرہ پایہ بپایہ زیب کرسی ودلکش تھی شیشہ آلات روشن تھا ایوان شاہی پر برنگ عروس جوبن تھا بادشاہ آئینہ سے بھی جایا چاہتا تھا کہ صنعت جاکر پہونچی اِس باغ وایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہوچکی ہی ساحرہ مذکور سیر گلشن دیکھتی ہوئی قریب ایوان جب پہونچی بادشاہ کو خبر سحر نے دی اُسنے ساحرانِ اُسکے استقبال کو نہ بھیجے

اور آپ آئینہ سے نکل آیا یہ ایسا زبردست ساحر ہی کہ آئینہ مین جب جاتا ہی تو اس جگہ سے جہان آئینہ رکھا
ہوتا ہی منزلون یہ دور نکلجاتا ہی لیکن آئینہ مین بھی نظر آتا ہی اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکلکر ظاہر ہوتا ہی
ایسا کہ آجتک کسی نے اصلی افراسیاب کو نہین جانا کہ کون ہی مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا
اور صنعت نے سامنے آکر مجرا کیا اسنے پایۂ تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی یہ تسلیم کرکے پایہ چہارم پر
متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ ای وزیر اعظم کچھ دردمند تو معلوم دیتی ہی اور فکرمندی بھی چہرہ سے
ظاہر ہی اسنے جملہ کیفیت اپنے تخت اُلٹنے اور کولا ٹوٹنے کی بیان کرکے حال جنگ اور قتل آراستہ سحر
عرض کیا اور کہا کنیز اسواسطے حاضر خدمت ہوئی ہی کہ آپ اجازت بربادی لشکر نمکحرامان عنایت
فرمائین کسلیے کہ حضور اُنکے یکایک قتل کرنے سے رنجیدہ ہوجاتے مین جانتی ہون کہ جناب اُنکی پاسداری
براہ پرورش فرماتے ہین شاہ نے کہا ای ملکہ جلدی کیا ہی مین سمجھ لونگا ان سب کا مارڈالنا ہی کیا انکا مارنا
ایسا ہی کہ جیسے چیونٹی یا کھٹمل کو مل ڈالتے ہین صنعت نے عرض کیا کہ اب مجکو تاب نہین ہی اگر حکم
جنگ ملازمان شاہی نہ دینگے تو مین چلی جاؤنگی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی ہون بادشاہ نے فرمایا
اچھا تمکو قتل مخالفان کا اختیار ہی ابھی جاکر مار ڈالو ساحرہ یہ سُنکر اُٹھی شاہ نے خلعت عنایت فرمایا اور
استفسار کیا کہ اب پہلے لڑنے جاؤگی یا اپنی بارگاہ مین جاکر استراحت کروگی اسنے کہا کنیز پہلے بارگاہ
ملکہ حیرت ذیجاہ مین جائیگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آکر سحر پڑھا کہ چارسو کنیز حسین و
خوشں اندام تخت لیکر حاضر ہوئین یہ سوار ہوکر دریاے سحر کے پار اُتری اور بارگاہ حیرت مین آئی
اسنے بھی تعظیم کرکے بٹھایا جام شراب اپنے ہاتھ سے دیا اسنے عرض کیا کہ ای ملکہ مثل شاہ جہاندار
تم بھی مالک ہو تمسے بھی اطلاع کرنا ضرور ہی بادشاہ سے جاکر مین اجازت لے آئی کل لشکر نمکحرامان
مین کل برباد کردونگی تمھاری اس امر مین کیا مرضی ہی حیرت نے کہا اندھا جب ہتیاے جب دو
آنکھین پائے۔ مین تو اپنے خدا سے چاہتی ہون کہ یہ باغی مارے جائین دیکھا چاہیے کہ سامری وہ
دن کب دکھاتے ہین جو یہ دشمن غارت ہونگے مجکو تو یہ امید نہین کہ کل تم سب کو ہلاک کرو صنعت
نے کہا اگر یہ امر ہی تو کل ذرا تکلیف فرماکر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشاے رقص بسملان عدو دیکھیے
ای ملکہ اُن سب کو اس حال خراب سے مارونگی کہ روح بھی اُنکی تا حشر مضطر و بیتاب رہیگی یہ کہکر وہانسے
اپنے مقام پر آئی اور از بسکہ رات زیادہ آچکی تھی طبل جنگ بجوانا مناسب نہ سمجھی اپنے ملازمون مین سے

ایک ساحرہ عجائب جادو نام کو طلب کرکے حکم فرما ہوئی کہ ای عجائب تم جاکر لشکر مہرخ کی راہ روک دو
اسلیے کہ صبح کو مین جب حملہ کرون تو وہ بھاگ نسکین اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سے بیکار کر دینا کہ صرف سر
کاٹ لینا باقی رہجائے اور کچھ زحمت لڑنے بھڑنے کی مجکو نہ ہو۔ساحرہ مذکورہ یہ حکم سُنکر باہر بارگاہ کے نکلی اور
چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لون پھر سوچی کہ لشکر ہمراہ لیجانے مین دشمن ہوشیار ہو جائینگے تو اکیلی کیا کم ہی سبکو
عین غفلت مین اندھا کر دے صبح کو ملکہ آکر سر کاٹ لینگی یہ تجویز کی تنہا روانہ ہوئی اتفاقاً ضرغام عیار
ساحر بنا ہوا بامر جاسوسی بارگاہ حیرت مین شام سے موجود تھا اُسی کے سامنے صنعت آئی اور حیرت
سے اجازت حرب لیکر اپنی بارگاہ مین گئی چنانچہ جملہ بیان صنعت کا عیار مذکور نے سُنا اور جب وہ اپنی
بارگاہ کی طرف چلی یہ بھی اُسکے ساتھ الگ الگ چلا وہ تو بارگاہ مین چلی گئی یہ نجاسکا مگر متصل بارگاہ ٹھہر رہا
کہ دیکھون اب یہانسے میرے لشکر کیطرف لڑنے کو صنعت کیونکر جاتی ہی غرضکہ اسی فکر مین یہ ایک جگہ
بطور مخفی کھڑا تھا کہ ملکہ عجائب جادو بارگاہ سے نکلی یہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی اُسکے قریب آیا اور کہا
ای ملکہ آپ دربار سے کیون چلی آئین کیا حضور نے آرام کیا عجائب نے کہا مجکو حکم راہ روکنے کا لشکر عدو کے
ملا ہی اس وجہ سے مجکو اُس طرف جانا ہی ضرغام نے یہ حال سُنکر چاہا کہ اُسکو کچھ فریب دیکر قتل کرے لیکن
وہ کچھ دور چلکر نظر سے غائب ہو گئی ضرغام سمجھا کہ تم اسکی تلاش مین آگے چلے اور لشکری ہمارے غافل
ہین اُنکو کچھ ضرر پہونچا تو بُرا ہی چلکر پہلے مہرخ کو اس حال سے اطلاع کرنا چاہیے یہ سوچکر وہانسے بھاگا
اور بہت جلد لشکر مین آیا ملکہ مہرخ وغیرہ کو صنعت کے آنے سے تردد زیادہ رہتا ہی اس باعث سے
دربار مین بہت رہتی ہی چنانچہ شب کا دربار برخاست نہوا تھا کہ عیار مذکور پہونچا اور ملکہ موصوفہ سے
جملہ کیفیت معرض بیان مین لایا ملکہ نے فرمایا کہ خدا مالک ہی ہمارے دم مین جبتک دم ہی ہم بھی لڑے
جائینگے ہمین کوئی کیون نہو سب جانتے ہین کہ صنعت کا ہم مقابلہ نہین کر سکتے لیکن خدا کے فضل کا
بھروسا رکھتے ہین یہ تقریر سُنکر برق عیار نے کہا کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین یقین ہی کہ خدا تعالی ہماری مدد
بھیجے گا کوکب کے یہانسے کوئی سردار آئیگا اور خیر ابھی تو ہمین صحیح وسالم ہین ذرا جاکر دیکھتے ہین کہ کون لڑنے آیا ہی
مہرخ نے کہا کہین ایسا نکرنا جو عجائب کو ستانا ایسا ہو صنعت غصہ مین آکر اسی وقت چڑھ آئے تو ٹھہرنا
ہمین مشکل پڑ جائے اسنے کہا آخر ایک روز صنعت سے لڑنا پڑے ہی گا پھر عجائب کو کیون چھوڑین
یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے نکلکر سوچا کہ ساحرہ مذکورہ میرا لشکر غارت کرنے کا ارادہ رکھتی ہی بس

اطراف لشکر کے صحرا و کوہ مین آئی ہوگی اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہیے اُسکے لشکر مین جانا بیکار ہی یہ سوچکر قریب
لشکر دشت و کوہ مین بہیئت مبدل پھرنے لگا اس طرف عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب لشکر اسلامیان
ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہری اور آگ روشن کرکے پانچ چار منقلین سحر کی جلائین اور سامنے رکھکر سحر پڑھنے لگی
اور ماش رائی سرسون پھل آک دھتورے کے جلانے لگی دھوان اُن انگیٹھیون سے اُٹھنے لگا یہی دھوان
بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان مین جاکر سب کو اندھا کردیگا چنانچہ برق جو ڈھونڈھتا اس ساحرہ کو پھرتا تھا
اُسنے پہاڑ کے نزدیک پہونچکر روشنی دیکھی دور سے ٹھہر کر جو دیکھا تو ایک ساحرہ جوان حسین ملیح و نمکین زیور
جواہرین اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہی عیار مذکور پہچان گیا کہ یہی عجائب جادو ہی
بس اسنے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی کہ مُنھ مین دانت ایک نہین گالون پر جھریان پڑین
سر ہلتا بر کے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ مین اس شکل سے اُس درہ
کیطرف چلا اور بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار موے غارت ہوئے اُٹھتے نہین لو صاحب میری بچی کا کولا لوٹ گیا
سامری اِن عیارون کا نام لیوا پانی دیوا نہ رکھین میری لڑکی مارے درد کے کل سے تڑپ رہی ہی
یہی بکتا جب درے کی جانب سے ہوکر نکلا عجائب نے اسکا بیان سُنکر پوچھا کہ بڑی بی کون تمھاری
بچی تھی جسکا کولا لوٹ گیا بڑھیا نے کہا ارے تو کون ہی جو میری لڑکی کو نہین جانتی تمام طلسم تو اُسے جانتا ہی
ملکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہی مین نے اُسکو دودھ پلایا ہی عجائب نے کہا بڑی بی ا
تم میری بی بی کی انّا ہو اور اسطرح جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو بڑھیا نے کہا ارے تیری بی بی کون
عجائب نے کہا ملکہ صنعت جسنے مجکو راہ مخالفان روکنے کے لیے بھیجا ہی بڑھیا نے سارا حال سُنکر قریب
آکر اُسکی سر سے پانوں تک بلائین لین اور کہا اے بیوی مین دیوانی سڑن اپنی بیٹے کے غم مین مبتلا ہو کر اپنی
بلائی کے پاس نہین رہتی ہون مدت ہوئی کہ اس تپتہ رنگین حصار کے کوہستان مین ایک جھونپڑا ڈال
لیا ہی یہین پڑی رہتی ہون خدا میری بلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیجدیتی ہی اب تم جو لشکر فرخ
برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میرے جھونپڑے کا خیال رکھنا اُسپر کوئی آفت نہ آئے عجائب نے کہا
نہین بڑھی امان یہ کیا بات ہی تم میری مالک کی انّا ہو میری بھی ماں ہو بڑھیا نے کہا بیٹی پھر یہانسے میرے
جھونپڑے ہی مین چل آگ پانی پان تماکو کا آرام ملیگا اور جو نہین چلتی ہی تو جو کچھ کہہ یہین لا دون اُسنے
جواب دیا کہ نہین امان مین بہت دیر یہان نہین ٹھہرونگی کسی چیز کی مجکو ضرورت نہین ہی تمسے باتین

نہ کرتی تو ابتک سحر کو زور دیکر اپنا کام کر چکتی ہان چلتے وقت اتنا بھول گئی کہ کسی لونڈی سے پاندان لانے
کو کہتی آتی اب گلوری کی البتہ خواہش ہی کہ جماہیان چلی آتی ہین اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہی بڑھیا نے
کہا بیٹی تیرا جو رتبہ ہی اُس لائق تو پان نہین ہین اگر کہہ تو بٹاری سے دو تین پان بنا لاؤن ساحرہ نے کہا
نہین تمکو تکلیف ہوگی بڑھیا اُٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھون سُکھ کلیجہ ٹھنڈک ہی۔ یہ کہکر چلی اور اُسکے سامنے
ہٹکر کسوت عیاری سے دو تین گلوریان بیہوشی آمیز نکالکر کچھ دیر ٹھہر کر اُسکے پاس آیا اور کہا لو بیوی یہ
پان حاضر ہین اُسنے اُسکے ہاتھ سے پان لیکر چاہا تھا کہ مُنھ مین رکھے یکایک ایک سمت سے صدا آئی کہ دیکھ
دھوکا نکھانا سمجھ بوجھ کر پان کھانا ادھر تو یہ آواز آئی اور اُدھر عیار بندکور مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے
غائب ہوا بھاگ کر درۂ کوہ مین پوشیدہ ہوگیا ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ بڑھیا کدھر گئی اور یہ پان
کھانے کو میرے سحر نے کیون منع کیا پھر سوچی کہ بڑی خیرت گذری معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی عیار تھا
بس اُسنے وہ پان پھینکدیے اور مشغول سحر خوانی ہوئی لیکن برق جو درہ مین چھپ گیا تھا یہ
کنیزان صنعت کو دیکھ رکھا ہی بس اُنھین مین ایک کنیز کی ایسی اپنی صورت بنائی سنہری لباس
پہنا چاندی کی بجلیان اور چوڑیان پہنکر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکاکر اپنی چھب تختی دیکھتا اسطرح جستہ و
خیز کرتا چلا کہ معلوم ہوا اُڑتا ہوا آتا ہی غرضکہ قریب ساحرہ پہونچکر ہنس کے کہا کیون بیوی کیا مین نے
وقت پر آواز دی تھی نہین عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا آپ فریب مین آچلی تھین ساحرہ نے اسکی صورت
دیکھکر کہا اے نازک سحر تم کہان آئین برق سمجھا کہ جسکی صورت تم بنے ہو اُسکا نام نازک سحر ہی بس
اِسنے کہا کہ بی بی صنعت نے آئینۂ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہی اور فریب
دیا چاہتا ہی ملکہ عالم نے مجھسے کہا کہ تو جا اور عجائب کو اطلاع دے بس مین اُسوقت آکر پہونچی تھی کہ
جب تم پان کھایا چاہتی تھین اور وہ آواز بھی مین نے دی تھی پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی وہ تو نہین
ملا مین نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہون اُسکو لیجیے اور فرمادیا ہی حضور نے کہ اسکے اندر جو تحریر ہو اُسپر عمل کیجیے
اب جو کوئی آئے نامہ مین دیکھکر حال اُسکا دریافت کرنا معلوم ہوجائیگا یہ کہکر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا وُہ
اُسکو لیکر پڑھنے لگی وہ تو اُدھر مشغول ہوئی برق نے پشت پر آکر کمند ماری مگر وہ ساحرہ زبردست تھی
کمند پڑتے ہی اُف جو منھ سے کرتی ہی کمند جلگئی اور برق پھر بسان برق بھاگا لیکن ساحرہ بھی پیچھے دوڑی
اور درۂ کوہ مین عیار پہونچا تھا کہ اِسنے سحر سے پاؤن اُسکے بیکار کردیے اور قریب جاکر قید کرکے درہ سے

باہر لائی اور کمر مین پنجہ دیگر چاہتی تھی کہ اڑے اسلیے کہ کہتی آتی تھی ای موئے عیار مین تجکو پہاڑ پر سے نیچے گراؤنگی کہ تیری ہڈیان ٹوٹ جائینگی غرضکہ جب اُسنے اڑنے کا قصد کیا برق نے بمنت کہا کہ ای ملکہ آپ مجکو چھوڑ دیجیے اب مین عیاری نہ کرونگا اُسنے جواب دیا کہ ارے موڈی کاٹے تو لاکھ عاجزی کرے مگر مین تجکو کب چھوڑتی ہون برق نے پھر زار و نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسیطرح منت کرنے کے حیلے سے ہاتھون کو بلند کیا اور اُسکی ناک پکڑ کر لمدی چٹکی مین ایسی تیز بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ مین اُسکے ترسا لگا اور تڑاتڑ چھینکین آنی لگین آخر چرخ کھا کر گری برق اُسکے پنجے سے چھوٹ کر گرا مگر طاقت رفتار نہ تھی نیچے کا دھڑ مسحور تھا یہ گھبرایا کہ تو بھاگ نہین سکتا ہی اور بیر اسکے ساتھ ہین کہ آواز دیچکے ہین مبادا کوئی بیر اسکو ہوشیار کر دے یا اُٹھا لیجائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے پس اُسی گھبراہٹ مین ازبسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے اسنے ایک سنگ گران اُٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا سر پر اُسکے مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا بھیجا نتھنون کی راہ بہ گیا وہ تڑپکر فوراً ہلاک ہوئی غلغلہ دار و گیر برپا ہوا آندھی نے تمام دنیا سیاہ کر دی برق کے پاؤن کھلگئے یہ وہان سے بھاگا اور اُسکی لاش بونڈلے اُڑا کر جانب بارگاہ صنعت لیگئے اور یہ سر دفتر عیاری قلم فطرت سے صفحۂ ہستی عجایب پر حرف لا کر لبان سمند کلک اُسی کے لشکر کیطرف روان ہوا کہ دیکھون اب صنعت جنگ نامہ مین کیا سبق پڑھتی ہی لیکن اس عرصہ مین خامۂ نور سحر نے سطر کہکشان کاٹ دی شب مثل حرف غلط مٹگئی کہ ابیات

چو خورشید تابندہ بنمود چہر — لبان سبتے بادل پر ز مہر
چو بر گنبد چرخ شد آفتاب — برآورد صنعت سر خود ز خواب

صنعت سیاہ نامہ ورق بستر سے برنگ خط باطل اُٹھکر چوکی پر گئی اور بعد الفراغ کنیزون نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اسنے ہاتھ منھ دھو کر عزم کیا کہ سرکشون کے سر کاٹنے کو روانہ ہو مگر خیال کیا کہ کچھ ناشتا کر لینا چاہیے کیونکہ تمام دن قتل و قمع مین بسر ہوگا چنانچہ اسنے طعام چاشت طلب کیا فی الفور دسترخوان بچھا قابین کباب کی ڈالیان میوون کی پلیٹین مٹھائیون کی طشتریان شیر برنج کی اور طعامہاے لذیذ دیگر اقسام کے چنے گئے اسنے مع اپنی ہمراز ون کے قصد کھانے کا کیا نوالا اُٹھایا تھا کہ بروے ہوا صداے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نعش عجایب کی صحن بارگاہ مین آکر گری بیرون نے سحر کے آواز دی کہ ای ملکہ برق عیار نے کام ہمکا تمام کیا یہ سننا تھا کہ نوالا ہاتھ سے چھٹکر گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا سیخ پر الم کے طائر دل بھنا پشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید

اسیطرح کانپنے لگی اور اسی غصہ مین کھانا چھوڑکر مشل خاطر برخاستہ اُٹھی نفیر سحر اُٹھاکر دم دی چونسٹھ لاکھ کا لشکر پڑا تھا اسکے نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ بوق درا در درا در لشکر مین بجگئی برق جو خبر لینے آیا تھا یہ غلغلہ سنکر اُلٹے پاؤن پھرا اور دوڑتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان عمرو دم سحر سریر جہانبانی پر آکر جلوہ گستر ہوئی تھی کہ اُسنے آکر خبر آمد لشکر دی ملکہ مذکور نے بھی نفیر سحر بجائی یہان بھی جلد جلد کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوئے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے نکلکر تخت سحر اُڑاکر چلی پیچھے کئی لاکھ فوج تھی بہار و نافرمان و زلزلہ دلرزان وغیرہ بڑی آن و بان سے طاؤسہاے زرین بال پر سوار ہر ایک ساحرہ طرحدار باجے ہزار رنگ کے بجتے دلاور تنتے ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتے نئی نئی آفت ڈھاتے جاتے تھے کہ ابیات

چو بشنید عمرو ز دکر نا سے	تو گفتی کہ دارد دگر خاک پاے	بفرمود تا مهد بر پشت پیل
به بستند و شد روے گیتی چو نیل	خروشیدن کوس هندی درا	همی دل برآور دگفتی زجاے
زبس تخت پیروزه بر پشت پیل	درفشان بکردار دریاے نیل	بچشم اندرون روشنائی نماند
ہمان باردان آشنائی نماند		

اسطرف سے تو یہ لشکر چلا اور اُدھر سے چونسٹھ لاکھ کا لشکر حب صنعت لیکر چلی زمین دہلنے لگی گرد لشکر نے جہان کو تیرہ کیا چشمہ مہر گندلا ہوا چشم خورشید فلک کو خیرہ کیا العظمۃ للہ گویا آسمان ہمت زمین پر پاؤن پیدا کرکے روان ہوا تھا تر سولون کی نوکین چمکتی تھین با خیل انجم لیکر روان کیوان تھا کثرت سپاہ بے اندازہ اور نیرنجات سحر تازہ طلسم عالم درہم نیرنگی افسون سے خاطر الٹی برہم کشتی ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی و بناتہ و بالا ہوئی جاتی کہین سانپ پھنکارتے کسی جانب شیر نعرے مارتے کہین اژدہے آتش فشان کسی سمت زاغون کی صدا قان قان مور و لکا بصد ہیبت چنگھاڑنا چیلون کا چلچلانا ساحران شیطان خصال و دیو صورت کا آگ برسانا سامری کے جے کی پکار اژدر آتش بار پر صنعت سوار مشعلہاے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلہ فگن ہر بن موسے اُس قحبہ کے آگ نکلتی غصہ مین آگ بگولا بنی ہوئی سر پر ابر سحر چھایا مگر وہ بھی آگ برساتا در و دشت جلاتا اسیطرح یہ ناریہ روانہ تھی یہ حالت فوج بیکرانہ تھی کہ نظم

جہان چون شب تیرہ دو باش گشت	ہمہ روے گیتی چو الماس گشت	زپیکان وو ز گرز و زوبین و تیر
زمین شد بکردار دریاے قیر	بیابان و تاریکی پیل و شیر	چہ جادو چہ نرا ژدہاے دلہ

ز گردان شمشیر زن صد ہزار | ز جادوگران لشکرے بیشمار | سپہ را کہ دانست کردن شمار
تو شو چار صد بار بشمر ہزار | بجوشید گفتی ہمہ ریگ و شخ | سراسر بیابان چو مور و ملخ

جب یہ لشکر وارد میدان ہوا اُدھر سے لشکر گران مہرخ لیکر آئی رزم کا سامان ہوا صحرا صحرا اور کوہ کوہ لشکر سے بھر گیا ترک فلک ڈر گیا دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اُجڑا چرخ کہتا تھا کہ میرا قابو نہین ورنہ سر کو پاؤن رکھکر بھاگتا بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا برج حمل مین خوف سے چھپا تھا ہندوے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ برج دلو مین جاکر ڈانوان ڈول تھا ملک الموت حیران کار کہ کہانتک روح قبض کرون امان حیران تھی کہ کدھر جاؤن وہ رن کا پڑنا بزن کا ہونا ساحرون کے بیرون کا غل باجون کا شور ہواے سحر کا زور گوش فلک کر واہ رے کروفر دنیا کی ہوا بیلی ہوئی عرصۂ زیست تنگ دلون مین اُمنگ مرکب ہمت خوف سے لنگ شعلۂ تیغ کی گرمی خون کی بارش سرد مہری کی سردی یہ فصل ہی اور تھی کہ بمقتضاے ابیات

ہوا کڑکا بجے ڈنکے مچا شور | دلونکا گھٹ گیا جرأت سے بس زور | وہ آندھی تھی اُڑے جاتے تھے انسان
ہواے سحر کا برپا تھا طوفان | زمین پر فوج سے ایسی تھی ہلچل | کہ تھے لرزے مین سب کہسار و جنگل

المختصر دونون لشکر صف کشیدہ ہوئے اور نقیب نقابت کرکے ہٹے صنعت خود مثل بلاے بیدرمان ولیسان غول بیابان اُس فوج کے جنگل سے بگولے کیطرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی نکلی اور آتش زبانی دکھلانے لگی کہ ای مہرخ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو ملازمان حضرت سامری قدرت شہنشاہ جادوان کے مقابلہ مین آئے سچ ہی جو فلک ذلت ہمین دکھائے کہ بیت رنگ بزم دہر ایسا ہوگیا بقاعدہ جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہین برابر بیٹھتے * اچھا اب آ میرے مقابلہ مین مہرخ نے جواب دیا کہ ای ملکہ صنعت جو کوئی کسی کو مارنے آئیگا پھر وہ کہانتک ہاتھ پاؤن نہ ہلائیگا جو کچھ اُس سے ہو سکیگا قصور نکریگا شہنشاہ اگر اطاعت حمزہ نامور کرین تو کاہیکو ہم لوگ اُنکے منہ چڑھین ہر چند کہ ہم لائق مقابلہ شاہ نہین لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزہ ذیجاہ نہین ہم اُنکے ملازم ہین شاہ سے لڑتے ہین ہمسے لڑنا یہ نہین ہے بلکہ حمزہ سے ہی کیونکہ نواسہ اُنکا اور بیٹا اُنکا قید مین شاہ کے ہی وزیر اعظم حمزہ عمرو داخل طلسم ہی بس یہ مقابلہ زلازل قاف باطل کنندہ نیرنگ و افسون طلسمات سے ہی جنکو تم الیسون سے اپنے نوکرون کو لڑوانا ننگ و عار ہی یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دہتّڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے نکلا یہ اُسپر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان

جلوہ گر ہوئے ہزار ہا نقارے اور ڈنکے بجگئے باجے کا شور تا بہ سما پہونچا ابر گڑگڑایا اور تمام عالم پر آگر
محیط ہوگیا اندھیرا چھاگیا اور اُسنے نعرہ مارا کہ ای فرخ بھیج کسی کو میرے مقابلہ مین فرخ یہ نہیب
سُنکر خود عازم میدان ہوئی مگر سرخمو نے کہا ای ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کرے ہی گی پھر اول
میرا ہی تماشا دیکھیے آپ نہ تکلیف فرمایئے یہ کہکر طاؤس اپنا اُڑایا اور ابر سحر پیدا کیا اُسمین سے
آگ برساتی ستارے گراتی یہ بھی چلی کہ بموجب نظم

ز دریا نہنگے بجنگ آمدہ است	کہ جوشش چو ہم پلنگ آمدہ است	یکے آتش آمد ز چرخ کبود
کہ ذرارض و غبار اگر دود	بر فتند چون باد گردان ز جا	خروش آمد و نالۂ کرنا

ہزاروں گھنٹے اِس لشکر مین بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہونچی وہ بہت ہنسی اور پکاری کہ
لا حربہ دیکھون تیرا حوصلہ اسنے کہا مین کنیز مسلمانان ہون سبقت نہ کرونگی اُسنے کہا مین قسم دیتی ہون
اور مشتاق تیرے وار کی ہون عجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہی وہ تو کرچکی یہ بہشد ستی تو میرے
اصرار سے ہی سرخمو کو دُھوکے مین وار کرنا منظور بھی تھا یہ اصرار کررہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اپنے
چھپاکر نکالا یہ نارنج مدت مین سحر کرکے اِسنے بنایا ہی کہ توڑ اسکا نہین ہی جسپر پڑیگا بغیر جان لیے
نہ رہیگا بس عذر کرتے کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہمشیرہ شاہ طلسم ہی بڑی ساحرہ ہی اُسکے پیرون نے
خبر دی کہ ای ملکہ بچنا وہ اُسی جلدی مین شیر پر سے اُڑگئی اور نارنج آگر شیر پر پڑا کہ وہ جلگیا اور اندھیرا
ہوگیا سرخمو نے جانا کہ صنعت پر نارنج پڑا بس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا صنعت
روے ہوا سے پھر اُتری اور قہقہہ مار کر ہنسی کہ کسکو مارا تو نے اری بیوقوف دیکھ یون حربہ کرتے ہین
یہ کہکر ایک گولا فولاد کا اُسنے بھی مارا یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آئی ہی کئی سو پیون اور پیر ساتھ
لائی ہی بس اُن پیرون نے اس گولے کو روکا مگر سب پیر جلگئے اور یہ فوراً طاؤس سے گرکر زمین مین سماگئی
گولا طاؤس پر پڑکر اُسکو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر فرخ کے کھڑا تھا اُنپر پڑا کہ وہ بھی سب جلے
اور اُنکے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑا تھا اُنکا بھی خاتمہ ہوا اُسوقت وہ گولا سرد ہوکر گرا اس عرصہ مین سرخمو
زمین سے نکلی صنعت نے جیسے ہی اِسکو زندہ دیکھا فرط غضب سے ایک تنکا اُٹھاکر کچھ افسون پڑھا
کہ وہ تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال و برق کردار بنا طول مین وہ تلوار چالیس گز کی تھی یہ وہ تیغ
پکڑکر سرخمو پر جاپڑی اور ایک ہاتھ اُسپر لگایا اُسنے سحر پڑھا کہ کئی سو پیر سحر کا اُس تلوار سے لپٹ گیا اور

سامنے ڈھو سترسیر بن سامنے آگئین لیکن خدا کی پناہ وہ شمشیر کب رُکنے والی تھی سپر بھی جلے اور سپر بن بھی کٹین تیغہ تا دوابرو سرخمو کا سر زخمی کر کے اُترا اور وہ بیہوش ہو گئی اسنے چاہا کہ سر کاٹ لون اُسوقت یاقوت سرخ چشم بہن کو سرخمو کے تاب نہ رہی سحر سے پنجہ بھیجا کہ سرخمو کو وہ اُٹھا لیگیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچکر صنعت پر جا پڑی اسنے سحر پڑھا کہ سات سو زنجیر سحر کی درمیان مین آکر حائل ہوگئیں یہ بیچاری کس کسکو کاٹتی ناچار ہوئی اور صنعت نے وہ تنکے کا تیغہ اسپر بھی تنکر لگایا اسکو بچنا دشوار ہوا بدقت تمام بچی مگر زخمی ہوکر بیہوش ہوگئی پنجہ سحر اسکو اُٹھا لیگیا اور فرخ کو یہ حال دیکھکر بیتابی ہوئی اور خون آنکھون مین اُتر آیا تخت پر سے کودی اور للکاری کہ باش او قحبہ تو نے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا اُنکو بچائے یہ کہتی ہوئی جیسے ہی بڑھی تھی کہ صنعت پکاری مین تیری ہی تو انتظار مین تھی یہ کہکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور دو بیڑیان نکلکر از خود پائون مین فرخ کے پڑ گئیں اور یہ پابگل ہوکر ایک جگہ رہگئی لاکھ لاکھ افسون پڑھے کچھ نہوا اور صنعت تلوار پکڑ کر چلی کہ سر کاٹ لون اسوقت بہار تاب نہ لائی اور تخت اپنا آگے بڑھا کر پکاری کہ اے صنعت تیرے ہاتھ مین تلوار ہی یا پھولون کی چھڑی ہی - یہ کلمہ بہار کا پُر از سحر تھا وہ تلوار پھولون کی چھڑی بنگئی اُسوقت صنعت نے کہا کہ اے بہار تو شہنشاہ کی ملازم نہین بلکہ عزیز خاتون شاہ ہی اسوجہ سے یہ رتبہ تیرا ہی کہ تیرے سحر نے مجھپر اثر کیا خیر فرخ کو تو چھوڑے دیتی ہون تجھپر سحر کرتی ہون اے بہار تیری پھولون کی چھڑی میرے واسطے اور میری تلوار تیرے واسطے میرے بدلے اس تیغ سے تو کام لے - یہ کلمات اسکے بھی اثر دار تھے فرخ کے تو پائون سے بیڑیان کٹ گئیں اور بہار کے ہاتھ مین وہی چالیس گز کی تلوار آگئی اور وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی یہ ماجرا عیارون نے کہ لشکر مین صورت بدلے کھڑے تھے دیکھا اور برق نے دوڑ کر کمندماری بہار اُلجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش کیا اور کندھے پر لاد کر لے بھاگا اور جنگاہ سے خیمہ شکیل قریب تر تھا اُسی خیمہ مین لاکر ڈالدیا اور زیادہ تر بیہوش کر کے آپ سمت میدان چلا اس عرصہ مین صنعت کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہو رہا تھا اُسکی جانب اشارہ کیا ابر مین رعد گرجا اور برق چمکی پتھر برسنے لگے ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر فرخ کو سختی پیش آئی شیشۂ دل سنگ ظلم سے چور ہوا ہر ایک رنجور ہوا جسکے سر پہ پتھر پڑا سر پھٹ گیا الغیب پھوٹ گئے سنگ تفرقہ فلک پھینکنے لگا لیکن اسیر

آفت آسمانی سے عاشقان شاہد شجاعت کہان بچکر جاتے وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر شوریدگان دشت رزم کے پھٹ رہے تھے عشق شیرین کارزار مین ہر ایک بر فرہاد کا عالم تھا دفتر عالم برہم تھا نقشہ بگڑ گیا ہزارون سحر پڑھے لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا یہانتک کہ اندھیرا ہو گیا گھنگھور گھٹا چھائی اور سنگباری مثل ژالہ باری ہونے لگی مزرعہ فوج مہرخ پامال ہونے لگا کشت لشکر پر پالا پڑا عجب ظالم سے پالا پڑا خرمن زندگی برباد نہال ہستی لبسان سبزہ روندا گیا ہر سمت شور داد و بیداد کہ نظم

زگردون ببے سنگ بارید وحشت
سر نامداران از و پر ز خشم
پراگندہ گردید لشکر بدست
ز لشکر دو بہرہ شدہ تیرہ چشم

بروے ہوا اُس بت پرست نے مسلمانون کے لیے ابر کا احاطہ منزلہا منزل تک کھینچ دیا کہ بھاگ نہ جائین اور آپ وہی چالیس گز کی تلوار لیکر حملہ آور ہوئی برق کیطرح وہ تیغ سحر چمک کر گرنے لگی صفین کی صفین قلم ہونے لگین ساحران نامی سرداران گرامی سر پر سپر ین سحر کی آڑ کیے تھے مگر بچتے نہ تھے مہرخ دنا و زمان و لرزان و زلزلہ وغیرہ سبکے سر پھٹ گئے تھے اور کئی سو سردار مع کئی ہزار فوج جرار کے جو بھاگے نہ تھے حملہ آور تھے اور بڑے ساکھے سے لڑ رہے تھے اُدھر صنعت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا تھا کفر و اسلام غت پٹ تھا تلوار چل رہی تھی بجلی گر رہی تھی ہزارون مارے گئے کشاکش نفس تھی رشتۂ حیات قطع تار نفس کا جھولا پڑا موت کے محبت کے پلنگ بچھ گئے ہستی و مرگ کا اس جھولے پر سامنا خوف یہ کہ اِدھر ہوئے یا اُدھر ہوئے ارض و سما ہر ایک کی نظر مین ہنڈولا آخرت سے دنیا مین دنیا سے آخرت مین آنا جانا حال زبون نوبت دگرگون سر پھٹا ہوا چہرے پر خون بہا ہوا دامن چاک سر پر خاک پیرہن پرزہ پرزے پرزے اور ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ مصروف جنگ و قتال جینا محال امان کا راستہ بند نہ جائے گریز و فرار نہ طاقت رفتن و ماندن فتح و ظفر کا خیال منزلون دور دل ناصبور لب پر فریاد و فغان زبان پر یہ کہ بچانا یا ایزد سبحان عجب طرح کی کشمکش مین جان کہ بموجب ابیات

نہ بینی کرو تاج باشد نہ گاہ
نہ گنج و سپاہ و نہ تخت و کلاہ
دریغ این دلیران و چندین سپاہ
کہ بگرفت زان پس خود شد زنگ

نہ پیلان جنگی نہ تخت و کلاہ
بتاراج بینی ہمہ زین سپس
کہ باقر و برزاند و با تاج گاہ
کشیدند شمشیر و گرز آن سران

نہ پیر و جوان ماند ایدر نہ شاہ
نہ برگرد داز رزمگہ شاد کس
یکے گرد برخاست از دشت جنگ
برآمیخت باہم سپاہ گران

سپہبد چنین گفت با سروران
بمردانگی بس درستی کنید
توئی آفرینندۂ آب و خاک
بمن تازہ کن تخت شاہنشہی

کہ ای نامداران جنگ آوران
دران پس بمالید بر خاک روے
برین گروہ دیوان بے ترس و باک

کہ امروز در کار چستی کنید
چنین گفت کاے داور راست گوے
مرادہ تو فیروزی و فرہی

غرض بیچاری بصد خستہ حالی و بہزار تضرع و زاری درگاہ باری مین دعا کر رہی ہی یقین ہی کہ کچھ دیر مین سب مارے جائین خدا انکو بچائے اب انکو اس مصیبت مین چھوڑیے اور شمۂ حال مبارز میدان عیاری سُنیے یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بران کے پاس ہین کبھی سیر طلسمات مین بسر اوقات کرتے ہین اور گاہے ناچ دیکھتے اور شراب پیتے ہین دن عید رات شب برات ہی ہر وقت مزے رہتے ہین ایک روز اسی عیش و سرور مین تھے کہ ایک پتلا سونے کا شیر پر سوار روے ہوا سے اُترکر سامنے بران کے آیا ملکہ موصوف نے اُسکو بنگاہ مہر دیکھا اُسنے ایک نامہ شاہ کوکب ملکہ کو دیا اور آپ چلا گیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای فرزند ہمنے بصنعہ عقاب دیکھا تو معلوم ہوا کہ صنعت سحر ساز خواجہ کے لشکر سے لڑنے آئی ہی پس وہ قحبہ بڑی زبردست ساحرہ ہی تمکو لازم ہی کہ خواجہ سلامت کو لیکر باغ عیش مین آؤ کہ وہ راہ میرے ظلمات طلسم کی ہی اور اُس راہ سے ایک دن مین انسان طلسم ہوشربا مین پہونچ جاتا ہی چنانچہ اُس باغ مین مین بھی ملاقات خواجہ سے کرونگا اور رخصت بھی کردونگا یہ نامہ پڑھتے ہی فراق خواجہ یاد کرکے بران کی رنگت سفید ہوگئی خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ خیر تو ہی ملکہ نے مضمون نامہ سے آگاہی دی مخمور نے پوچھا کہ میرے بارے مین کیا حکم شاہ ہی ملکہ نے کہا تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کیجاؤگی یہ سنتے ہی مخمور ہر ایک سے ملنے لگی عمران و مجلس و اختر وغیرہ گلے ملکر رونے لگین ملکہ نے کہا صاحبو خواجہ اُس راہ سے بھیجے جاتے ہین کہ یقین ہی ہمیشہ آیا جایا کرین اب بادشاہ پاس تو جانے دو دیکھین کیونکر رخصت ملتی ہی یہ کہکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر ایک دستہ نا زور سحر اُڑی اور کہا خواجہ سلامت گھبرایئے گا نہین مین آپ کو لیے جاتی ہون خواجہ کی منہ پر ہوا لگے آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پُر بہار مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ یہ گلزار مینو نشان ہی بلکہ غیرت دہ گلزار جنان ہی گل ہر رنگ کے کھلے ہین نازپروردگان گلشن مہد شاخ مین جھولتے ہین دایۂ بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کر سلایا ہی اطفال غنچہ کا آب طراوت سے منہ دھلوایا ہی چشم نرگس مین سواد زلف سنبل کا سرمہ لگا ہی یا عکس سنبل نرگستان پر پڑا ہی دامن ابر بہاری کا سایہ نبات کے سر پر

بصد رحمت تھا چنار سر پر نہالوں کے ہاتھ رکھے ہزار شفقت تھا بلبلوں کا چہچہانا لوریان دیکر گود کا ن
گلستان کو آرام کرانا ہزار داستان کا کہانی کہکر بہلانا کلیوں کے کرتے نکہت گل کے لیے جوڑے بھوڑے
تھے سوسن زبان دراز اشجار کو دیکھکر پوچھتی کہ یہ کسکے نونہال ہین زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ
اور زمین کے مائی کے لال ہین عروس چمن سہاگن بنی تھی اپنی آل اولاد سے پھولی پھلی تھی زر گل تصدق مین
ہر صبح گلچین کو ملتا روز کیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا تھا شاخون کا جھومنا لڑکون کا مچلنا تھا
باد صبا کا محبت سے پنکھا جھلنا تھا کہ نظم

نہاد باد طراوت سے بسکہ ہی معمور
پری زدہ ہی بتائے جو کوئی کھولے بول
سما یا ارض کی طینت مین بسکہ جوہر جود
لٹاتا نقرہ و زر ہی ہزار ہا مثقال

نہین ہی دودھ اگر ایک لمحہ بھی اطفال
نہ بچھ نہر و نہین آب سبزگون کا جوش
ضمیر خاک دفینوں سے تھا جو مالا مال

طبیب نبض جو دیکھے جنون کی تشخیص
تو چمن مین خمسہ گلہائے تر کرونہ خیال
بسان دست کریمان گنج گوہر بخش

عمر و کو بران سیر اس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کے قریب لائی
خواجہ نے اُس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو روبرو اپنے پست تر بتاتا تھا دیوارون مین جواہر نچھا
کیا تھا گنبد آسمان میناروں پر اُسکے بلا گردان تھا دالانون کے آگے چبوترے سنگ مرمر کے بنے سائبان ریشمی
اُنپر کھچے اندر دالانون کے طاق و محراب ہین محراب ابروان شاہدان قصر عالم کو شرماتین کہ بموجب نظم

عظیم الشان گھر وہ اسقدر تھا
بہت اچھے بہت بہتر وہ سارے
گران قیمت طلائی کار کا فرش
لگے تھے ہر طرف گویا کہ اختر
دھری تھین فرش پر جو کرسیان اور
فزون تھا برق سے بھی اُنکا عالم
فراز تخت پر تھا جلوہ گر شاہ
کمر باندھے پئے خدمت تھین تیار

نہین ہوگا زمانے مین اب ایسا
عجائب نقش مینا رنگ ہر کام
کہ ایسا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش
جسے دیکھا وہ تھا قیمت مین یکتا
نہ اُنپر کر سکے انسان کبھی غور
گران قیمت بہر اُسکے بعد اک تخت
زہے شوکت زہے حشمت زہے جاہ

پڑے تھے ریشمی دالان مین پردے
برابر ایک سا آغاز و انجام
جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
چمک کا حال اُنکی مین کہون کیا
نظر پھسلے دم دیدار ہر دم
میسر جسکو ہو اُسکے زہے بخت
ہزارون نازنین ماہ رخسار

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھکر سر بہر تسلیم خم کیا بادشاہ بھی تخت پر سے اُتر کر
بڑھا خواجہ لب بہر توصیف وا کر کے ہاتھ پھیلا کر بڑھے اور گوہر ثنا و صفت سر شاہ پر نثار کرنے لگے کہ نظم

رہو باجاہ و دولت تم سلامت
الٰہی تا قیامت تا قیامت
تمہارے لطف نے بندہ بنایا

بہت ہمنے یہان آرام پایا	نہایت عادل و جرار ہو شاہ	زمانہ خلق بہت سے آگاہ
تمھین شاہنشہ دوران ہین کہتے	تمھارے زیر سایہ سب ہین رہتے	کوکب نے بھی زبان مدارات

بیان سے درفشانی فرمائی اور وصف خواجہ مین زبان وا کی کہ ای شہنشاہ عیاران عالم زہے احسان آپ کے شکر یہ یہ حقیر کیا ادا کرے کہ

نظم

وہ بولا مین فداے لطف احسان	ہوئے جو آپ میرے گھر مین مہمان	عوض اسکا مین کرسکتا نہین ہون
یہ دولت ہی بڑی بدلے مین کیا دون	مگر خدمت کرونگا گو ہون مجبور	جہانتک ہوسکیگا تا بہ مقدور

یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ دیکر لیجا کے تخت پر برابر اپنے بٹھایا تا دیر بڑی گرمجوشی سے دونون تپاک ظاہر کیا کرے پھر بادشاہ نے اپنی دختر بران کیطرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا ملکہ مذکور اُٹھکر اس ایوان مین ایکطرف گئی اور بعد لمحہ کے کئی سو کنیزان بہشتی پیکر حور مثال کشتیان لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئین وہ کشتیان بادشاہ نے پیشکش کین اُن کشتیون مین تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا او عمدہ ایسے تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے تھے تاج اور مالے گوہر آبدار کے تھے اور

ابیات

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا	زیادہ تھا گرہ بھر سے بھی دل کا	بہت سے موتیون کی گرد جھالر
درم سے بڑھکے تھا ہر ایک گوہر	پھر اُسکے بعد تھی اک سانپ کی کھال	کہ اُسکے فلس کا مین کیا کہون حال
ریال اُسنے بہت کم عرض مین ہی	نہایت خوب اور بہتر تھی وہ شی	اثر اُسمین عجب انداز کا تھا
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہوتا	مگر اک خشک لکڑی عود کی بھی	بیان کیا ہوسکے تعریف اُسکی
خواص اُسمین بھی تھے صدہا معین	بدل خواہان جہانکے دوست دشمن	اِسی صورت سے جو تھا اور تحفا
وہ کچھ کافور کے دانے تھے عجبا	بظاہر سب وہ بستہ کے برابر	نہین فرق ایک سے تھا ایک ہمسر
بہت سے تاج پر گوہر بہت خوب	نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب	سوا انکے پیالا ایک دیکھا
نہین آتا تصور مین وہ دیکھا	عقیق سرخ کا دل ایک انگشت	نہ آئے کھولکر باندھو اگر مشت
اُسی مین ایک تھی تصویر کندہ	کہ جسکو دیکھکر ہر دل ہو بندہ	کمان و تیر اُسکے ہاتھ مین تھے
بھلائے وار اُسکے سبکو رستے		

یہ تحفہ جات خواجہ کے سپرد کرکے بادشاہ نے بہت کچھ عذر خواہی کی اور کہا آپ کو مین رخصت نہین کرتا ہون بلکہ براے مقابلہ صنعت بھیجتا ہون اور آپ ایک دن میں اپنے لشکر مین پہونچ جائینگے وہان لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے ملاقات فرماکر ایک رات سے زیادہ نہ رہیےگا

یہان چلے آیئے گا اور مین دروازہ اپنے طلسم کے ظلمات کا کھلوائے دیتا ہون ہمیشہ اسی سے آمد و رفت
رکھیے گا یہ مقام اور طلسم ہوشربا اس راہ سے ایک ہی اس راہ کو بڑے استحکام سے بانیان طلسم نے
مسدود کیا ہی بغیر میری اجازت کوئی آمد و رفت نہین کر سکتا شاہ ہوشربا بھی اس راہ سے واقف
ہی مگر آ نہین سکتا اب مین وہ راہ کھولے دیتا ہون لشکرون کا آنا جانا اُسی راہ سے ہوا کریگا کنیز آپکی
بران ہر وقت ہمراہ رکاب رہیگی مین بھی بمقابلہ شاہ جادوان آیا کرونگا اب آپ تشریف لیجایئے
بسم اللہ دیر نفرمایئے وہان مقابلہ شروع ہو گیا ہو گا یہ کہکر بران سے حکم دیا کہ دروازہ ظلمات طلسم
کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچاؤ تم چلی آنا سرحد تک ساتھ جانا اور ماہی پریزاد
اور سیلان جادو کو کچھ لشکر دیکر بصد کر وفر آپ کے ساتھ کر دینا ملکہ نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ مخمور کے
بارے مین کیا حکم ہوتا ہی ارشاد ہوا کہ جب راہ لشکر قریب تر ہو گئی انکا جی چاہے یہان رہین جی چاہے
لشکر مین جائین ملکہ اس تقریر کو سنکر بہت شاد ہوئی اور ابیات

ملا خلعت ہوا رخصت وہان سے
کہا ممنون سب ہین شاہ کے ہم
کہا شہ نے کہ ای عیار ذیجاہ
ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز

مبارکباد نکلی ہر زبان سے
مناسب ہی نہو کم رسم باہم
جو کچھ درکار ہو کرنا ہمین آگاہ

بہت راضی ہوا مسرور و خرم
یہی صورت رہے ہر وقت ہر دم
کہ طرز دوستی جاری رہے روز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چلے بادشاہ نظر سے غائب ہو گیا

اور بران خواجہ کو وہان لیکر چلی اُس باغ سے نکلکر جب یہ اور آگے بڑھے ایک دروازہ رفیع الشان
و بلند برتر از باب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہان پہونچکر سحر پڑھا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق چمکی
کہ آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریاے زخار کے اپنے تئین پایا کہ پانی اُسکا لطافت
و خوبی مین بہ از آب حیوان تھا صفا مین بسان چشمۂ خورشید تابان تھا قریب اُس بحر عمیق و بے پایان کے
ایک چار دیواری باغ کی تھی اُس باغ کی دیوار پر ایک پتلا سونے کا بیٹھا تھا شست ہاتھ مین لیے تھا
ایک سرا اسکا دریا مین پڑا تھا ملکہ نے بزور سحر خواجہ کو اُس دیوار باغ پر برابر پتلے کے پہونچایا اور
پتلے سے فرمایا کہ ارے موئے تجھکو حکم تھا کہ جبتک ماہی پریزاد کو شکار نکر لینا بولنا نہین تو تجھکو
دیکھ کے ہنسا کیون ابھی جل جا اس کلمہ سے اُس پتلے کے بدن مین آگ لگی جلکر خاک ہو گیا ملکہ نے
وہ ڈور آپ لیکر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اُسکا پری کا اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا

اُسکی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اُسپر جان فدا کرتے مردم چشمہ چشم دہر اُسی کی یاد مین دریا اشکون کا بہاتا فلک برج سمکین اُسپر سے تصدق اُتار کر دریا مین چھوڑتا سرطان کا رہنا قمر ترک کرکے اُسی کے عشق مین پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا الملکہ مذکور نے اُس مچھلی کے نکلتے ہی دوڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ وہ مچھلی اونچی ہوئی اُسوقت دو پنجے پیدا ہوئے کہ جام زمرد کا ہاتھ مین لیے تھے اُنھون نے اُس مچھلی کو لیکر جام مین رکھا اور مچھلی نے دم اژدر کیطرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا ایک پنجہ نے اُس جام پر سرپوش ڈھانک دیا کہ مچھلی بند ہوگئی ملکہ وہ جام ہاتھ مین لیکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُڑی اور ایک جنگل مین آکر اُتری کوسون تک وہ صحرائے سبزہ زار نظر آتا جناب خضر کا دل وہین رہنے کو چاہتا تھا ایک جدول آب اُس دشت مین تھی گویا صفحۂ دشت پر نقرئی جدول کھنچی تھی کنارے اُس غدیر کے سبزہ لگا تھا طغرائے خسرو بہار بنام مردان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر ساہ سیاہ فگن تھا میکشون کی جان وہ بن تھا رندون کے لیے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہوائے سرد سے پانی کا لہرانا زلف لیلی کا پیچ کھانا نظر آتا میخوار کا دل جسے دیکھکر لہراتا نظم

برسات کے دن تھے ابر کا جوش | سبزے سے زمین تھی پرنیان پوش | بادل کا ادھر اُدھر سے آنا
وہ قوس قزح کا رنگ پانا | کوئل کی وہ کوک مور کا شور | بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
کہتے تھے پپیہے کھول کر جی | ہر شاخ پر بیٹھکر وہ پی پی | ساقی سحاب نے بصد آب
مینہ لے فلک سے دی مئے ناب

ملکہ نے کنارے اُس نہر کے کھڑے ہوکر پکارا کہ ای سیلان جادو و ای باران جادو حکم شاہ کوکب ہی کہ ہمراہ خواجہ عمرو بہر جنگ صنعت و افراسیاب جاؤ یہ صدا دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی وہ ابر زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور پانی مین تلاطم ہوا ابر اور نہر دونون ساحر بنگئے ملکہ نے جام وہ مچھلی کا اُنکے حوالے کیا کہ وہ جام لیکر پھر زمین پر گر کر لوٹے اور ابر و نہر بنکر روان ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے مبتنی ہوئی اُسپر ٹکڑا ابر کا چھایا ہوا ایک طرف چلا اُسکے پیچھے پیچھے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے وہان ٹھہر کر ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی اور کہا ای بحرین جادو جو کچھ تیاری سواری خواجہ سلامت کی بموجب حکم بادشاہ تمنے کی ہی اُس جلوس کو مع لشکر کے لیکر جلد تر حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ درۂ کوہ سے کئی سو ہاتھی پیدا ہوا کہ سب جلہائے زرین سے آراستہ فیلبان پگڑیان رنگا رنگ کی سر پر باندھے لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر علمدار علمون کو جلوہ دیتے آگے بڑھگئے پھر کئی سو ماہے اور نقارے چاندی سونے کے شتر و فیل پر لدے نقارچی چوب

اُنپر لگاتے ہمراہ اُنکے فوج کے باجے کوس شاہی کا غریو چاردانگ عالم مین پھیلا ہوا دنیا کا دل دہلا ہوا
ہزارہا نقارون پر دوال پڑتی نقارۂ چرخ کے شق ہوجانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی
اسی دھوم دھام سے یہ بھی گذر گئے پھر ایک لاکھ اسّی ہزار ساحرون کا اور جادوگرنیون کا لشکر پیدا ہوا
کہ جادوگر وجیہہ وشکیل مرکبہاے پرندپر بعض سوار بعضون کے زیر ران شیر ولمبنگان مردم آزار بعض اژدہے پر
چڑھے غول ہر ایک جدا جدا بندھے ہوئے جھنڈے ہر گروہ کے نئے نئے رنگ کے تھے ساحرہ حسین وکم سن
لباس زرتار پہنے ماتھے پر قشقے صندل وسیندور کے لگائے جھولیان بادلہ نگار گلون مین ڈالے
طاؤس وہنس وعقاب پر سوار جدا جدا اُنکے جوبن کی بہار زر وزیور مین لدین جواہر کی پتلیان معلوم دیتین
آپسمین چہیڑ چھاڑ کرتین طرفہ طرفہ نیرنگ دکھاتین کنکری کو پہاڑ کرتین صحراے پرخزان مین ظاہر
بہار کرتین نکلگئیں پھر ماہی مراتب جلوس سواری سامان تزک اور باد بہاری پیدا ہوا پھر غول نقیبان خوش آواز
کا نکلا اور ہزارہا یساول وچوبدار صداے سحر قوادیتا گذر گیا پھر چالیس ہاتھی زنجیرہ بند کیے ہوے اُنپر
ایک تخت گوہر آگین اور طاؤس ہر پایہ پر اُسکے جواہر کے بنے ہوئے ظاہر ہوئے ہمراہ اُن فیلان
فلک شکوہ کے ساٹھ ہزار جوان سہراب وقت واسفندیار زمانہ تھا کہ ہتیار ہر ایک تن پر سجے اُونچی بنے
مرکبہاے تازی پر سوار اپنی جھلبل دکھاتے موچھون پر تاو دیتے ہر ایک سے نوک جھوک کی پیتے
کڑیان زرہون کی کڑکتین اسلحہ کی جھقاجاق کا شور بلند ہر ایک باغ شجاعت کا نہال ارجمند سب
سامنے ملکہ کے پہونچکر ٹھہر گئے ملکہ بران نے لباس شاہی اور قباے فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ
فرمایا تاج عطیۂ شاہ کوکب سر پر رکھا کہ جسکا ہر ایک شاہ جہان محتاج تھا قباے خسروی کہ جسکا ہر
تار خراج ہفت اقلیم کہنا چاہیے جسم مین پہنائی اُکے بازوؤن پر اور رمالے گلے مین پہنائے اور یاد دلایا
کہ ان تحفہ جات عنایتی شاہ موصوف سے یہ کام لینا اور رات سے زیادہ وہان نرہنا چلے آنا اور
جب آنے کا عزم کرنا ایک مرکب مین تمھین دیتی ہون اسپر سوار ہوکر کہنا کہ مجھے طلسم نور افشان مین لیچل وہ مرکب
راہ طلسم سے آگاہ ہی تمھین لے آئیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک گھوڑا ساز ویراق مرصع سے آراستہ
طرارے بھرتا خوش فعلیان کرتا درۂ کوہ سے ظاہر ہوا اخرام نازا پنا معشوقان خوش رفتار اسپر سے
تصدق کرتے یال کی بٹی ہوئی کاکل پر زلف پرخم کی پھانسی لگا کر مرتے کیا صفت اسپ جہان پیمان کی
بیان ہو سمند قلم عرصۂ مدحت طے کرنے مین لنگ ہی شبدیز زبان کا میدان بیان مین چلنے سے عرصہ

تنگ ہی اُس مرکب کو ایک پتلا سحر کا شاطر بنا ہوا کلگسار پر لگائے گھوڑا دہلنے سے کھیلتا جا کر قائزہ کیے سامنے لایا ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیے ایک پتلا لایا اُسنے یہان لشکر اور خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھکر ہوش اپنا کھویا پھر ملکہ کے گلے ملکر رخصت ہوئی ملکہ نے خواجہ کو ہاتھ پکڑ کر ہاتھیون کو بٹھلوا کر تخت طاؤسی پر سوار کیا انکے سوار ہوتے ہی ہزار ہا کرنا اور شہنا کو دم ملا تمام لشکر کے باجے ایک بار بجے کہ گوش فلک کر ہوا نا قوس و گھنٹے ساحرون مین بجے روح جمشید و سامری زیر زمین کانپ گئی غلغلۂ محشر برپا ہوا سواری آگے بڑھی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم بحرین جادو اب جو دیکھا تو ایک ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ دو حباب ہاتھ مین لیے تھی اُسکے آنے کے بعد بھیڑ و بنگاہ لشکر پیدا ہو کر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اژدہون پر لدی خواجہ کے لیے آئی پھر شتر و فیل و عراہ دن پر اسپکین بچھے بے خیام لشکریان وغیرہ بار کیے ہوئے آئے خواجہ کو قلب لشکر مین فوج نے کر لیا ڈنکا بجا اور یہ بصد عظم و شان آگے بڑھا اُسوقت باران جادو ابر بنا ہوا سر پر سایہ فگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا ابر برابر اُس لشکر کے روان تھا لشکر عجب طرح کا جو بن تھا ہر دلا وصف شکن تھا کہ ابیات

فراز تخت پر جب شاہ آیا	پئے تسلیم سب نے سر جھکایا	سلامی کے لیے توپین ہوئین سر
بجا نقارۂ رخصت برابر	بڑھا جب وہ شہ ذیجاہ اک سو	اُسی جانب کیا ہر خیل نے رو
گھٹا اُمڈی ہوئی تھی آسمان پر	سیاہی سی تھی رخسار جہان پر	گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی
کہین آتش کے شعلونکی لپک تھی	چلا القصہ وہ لشکر بصد جاہ	ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بران نے بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا کہ ای مہر سپہر عیاری تمھین خداے کریم کے سپرد کیا اللہ یار و مددگار ہی جائیے اور لڑائی فتح کیجیے یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چلکر تاریکی مین گذر ہوا ظلمات طلسم کی راہ ملی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا چشم دہر بالکل بے نور روشنی وہاںسے بالکل کافور لشکر اُس اندھیرے مین اسطرح روان تھا کہ جیسے روشنی مین چلتا تھا خواجہ کا مگر دم خفا ہوا بہت پریشان ہو کر ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا کہ یارو کچھ سوجھتا نہین یہ بران نے مجکو کس مصیبت مین پھنسایا اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز تراقے کی آئی اور بردے ہوا ایک چاند طالع ہوا جسنے تمام دنیا روشن کر دی خواجہ نے دیکھا کہ اُس چاند سے چہرہ نورانی اُس ماہ منیر آسمان ساحری فلک

افسونگری کی مہر روشن یعنی بران شمشیر زن کا دکھائی دیا اور اُسنے نعرہ بھی کیا کہ منم بران شمشیر زن
خواجہ گھبرانا نہیں مین آپ کے ساتھ ہون یہ کہکر وہ چاند مثل ایک خط کے لبسان شعاع نیر اعظم ہوگیا
اور وہ لکیر جدول آب نور ہوکر دور تک روان ہوئی پھر تو وہ راہ باسانی طے ہوئی اور کچھ دیر مین تاریکی
سے نکلکر طلسم ہوشربا مین داخلہ ہوا اُسوقت وہ لکیر سمٹ کر پھر قمر کی صورت ہوئی
اور اُسمین سے صدا آئی کہ خواجہ ابتک تو مین آپکے ساتھ تھی مگر اب رخصت ہوتی ہون خدا حافظ و ناصر
یہ طلسم ہوشربا ہی آگے آپکا لشکر آپکو ملیگا یہ کہکر وہ قمر بھی نظر سے نہان ہوا خواجہ کو شور وغوغا لڑنے
والونکا سنائی دیا کچھ دور اور جو بڑھے لشکر مہرخ نظر پڑا دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ پڑاو پر
آگر فوج مسلمانان پہونچی ہی مگر یہان بھی کوئی صورت بچنے کی نہین ہی کل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہی آسمان پر سے
پتھر پڑ رہا ہی خیمہ و بارگاہ سب برباد ہین ہزار ہا لاش پڑی ہی فرش مردونکا بچھا ہی جو لوگ کہ زندہ ہین اُنکو
پیام مرگ پہونچ رہا ہی سر ہر ایک کا شق دلمین مرنے کا قلق ہی صنعت کی تلوار چل رہی ہی شعلہ تیغ سے
خرمن ہستی جل رہا ہی یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب نہ رہی تخت اپنا آگے بڑھایا اُدھر مہرخ وغیرہ نے
جو ابر سحر آتے دیکھا اور فیلان نشان لشکر یہ جو نگاہ کی جان نکلگئی سمجھی کہ افراسیاب نے اور لشکر بھیجا
پس ہر ایک گھبرا کر پکارا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون بس اب خاتمہ ہی برق فرنگی نے کہا بیشک اب سب
مارے گئے ابھی ملکہ ذرا تامل کرو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا اتنے عرصہ مین عمرو نے لشکر پہونچکر
نعرہ کیا کہ انا عمرو بن امیہ ضمری۔ برق نے جو یہ نعرہ اُستاد کا سُنا اور روے زیبا ے خواجہ دیکھا
شادان و فرحان کلاہ اُچھالتا دوڑا اور ملکہ مہرخ سے کہا کہ مبارک ہو طلسم نور افشان سے خواجہ سلامت
تشریف لائے یہ لشکر اُنھین کا ہی یہ سُنکر ہر ایک سردار کے جسم مین روح رفتہ پھر آئی اور بسبب ابر سحر کے
فوج بھاگ نہ سکتی تھی ہر سمت جان بچاتی پھرتی تھی یہ مژدہ عیارون نے دوڑ دوڑ کر ہر ایک کو پہونچایا
پھر تو جملہ فوج پھر پڑی اتنے عرصہ مین خواجہ نے ایک گوہر نکالکر جانب ابر سحر صنعت مارا کہ وہ ابر
گرد گرد اکر لشکر ملکہ مہرخ پر سے ہٹا اور صنعت کی فوج پر جاکر پتھر برسانے لگا ساحرہ مذکور گھبرائی اور
سحر پڑھا کہ وہ ابر دُھوان ہوکر جاتا رہا اور خواجہ نے اور ایک تحفہ کوکب کا دیا ہوا یعنی وہ چوب عود
مثل نارنج چرخ دیکر صنعت پر ماری صنعت بہت جلد زمین مین غرق ہوگئی ورنہ سر اُڑ جاتا خواجہ
نے فوج کو للکارا کہ ہان لینا اس قحبہ کو اس اثنا مین صنعت زمین سے نکلی فوج ایک لاکھ اسی ہزار

جنگجو

تیغہائے سحر وحربہائے دیگر لیکر اُسپر حملے کیا ساتھ نعرہ کیا کہ منم غلامان خواجہ عمرو یہ نعرہ سُنکر عیارون اور
مہرخ کے لشکریون کو جوش محبت ہوا ہر ایک پکارا کہ ہم غلام عمرو ہین جادوگرنیون مین غل ہوا کہ ہم
عمرو کی کنیزین ہین یہ نعرہ کرکے ہر ایک صنعت پر گرا اُسنے ایک گولا فولادی تاک کر خواجہ پر مارا خواجہ نے وہ
جام جسمین تصویر بنی ہوئی تھی نکالکر سامنے کردیا اُس تصویر نے اُف جو کی گولا سرد ہوکر گر پڑا اور فوج نے
صنعت کو آلیا اُسکا لشکر بھی آگرا پھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ ابیات

بہم چلنے لگی شمشیر خونریز	لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز	صدائے قتل نے ہر سو کیا شور
دکھایا موت نے ہر فرد کو زور	ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس	ہوئی مشکل کشیدہ چند انفاس

صنعت نے جوش غضب مین آکر زمین پر دہتڑ مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر کریہ منظر و
سیہ فام زمین سے نکلا کہ ایک پولا خس کا ہاتھ مین لیے تھا صنعت نے اُسکو دیکھکر ہاتھ
اونچے کیے اُس ساحر نے وہ پولا اپنے منقل آتشین سے جلاکر سامنے لشکر عمرو کے پھینکا اُسکے گرنے
سے دریاے آتش جوشان وخروشان ظاہر ہوکر چلا لشکریان مہرخ لڑنے سے رُکے اور بپناہ بخالق
ذوالجلال لیگئے موجین اُس بحر کی تابہ کرہ نار جاتی تھین فلک اپنے پرانے جھوپڑے کو بچانے کی فکر مین
تھا شعاع آفتاب سکے تنکے جلجاتے تو تعجب نہ تھا وہ کونسا اُس بحر کا شعلہ تھا جو پر غضب نہ تھا عمرو نے
دیکھا کہ کوئی دم مین سارا لشکر میری جانب کا جلجائیگا بس اُسی وقت اِسنے بھی ہاتھ اونچے کیے فی الفور
دو ساحر پیدا ہوئے کہ ہاتھ مین کاسۂ زمردین رکھتے تھے اور سونٹا بھی لیئے تھے چنانچہ ایک ساحر نے
اُس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی پری چہرہ تڑپکر نیچے گری اور مچھلی نے حباب منھ سے
چھوڑے کہ وہ حباب پھوٹکر پانی ہوئے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریاے قہار بہنے لگا وہ مچھلی تڑپکر اُس
بحر عمیق مین گئی پھر تو وہ دونون ساحر نعرہ کرکے کہ منم سیلان دباران جادو غائب ہوگئے اور دریا
مین سے نعرہ ہوا کہ منم ماہی پریزاد اور آسمان پر سے پانی برسنے لگا زمین پر وہ بحر روان ہوا ابھر
تو دریاے آتش ساحرہ بجھنے لگا ہر چند وہ سحر کرتی تھی کچھ نہ ہوتا دونون بحر یعنی آتش و آب
ملگئے تھے پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اُٹھتی تھی دریا بھی صنعت کیطرح شیخی بگھارتا تھا ابر تمام عالم
پر محیط ہوا تھا منھ موسلا دھار برستا تھا اہل اسلام جو درگاہ خدا مین روئے تھے اُنھین کے
اشکون کی طغیانی تھی کہ بیت

کون یہ روز ازل رویا تھا نالان ہوکر
آپ کیا جانین حقیقت کو مرے رونے کی

لمولفہ
دیگر

اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہوکر
حضرت نوح تھے کچھ دیدۂ تر سے واقف

دم بھر مین وہ طغیانی آب و باران ہوئی کہ طوفان جناب نوح بھی ایسا نہوگا مالک بر و بحر نے بمصداق دعاے نوحہ کنندگان لشکر کہ (رب لاتذر الی الارض من الکافرین دیاریٰ) کشتی جان ساحران صنعت غرق بحر فنا فرمائی اور بمقتضاے آیہ کریمہ (و فجرنا فیہا من العیون) زمین و آسمان کے پرنالے کھولدیے ایک ایک موج اس بحر سحر کی پہاڑ سے اونچی جانے لگی فلک اس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا عالم عالم غرقاب تھا چشمۂ خورشید سے یقین تھا وہ یم بے پایان ٹلجاے ساکنان عالم بالا کو تلاش ہوئی کہ ناد اور جہاز آئے اسوقت وہ دریاے آتش سب بجھ گیا اور تمام لشکر صنعت مین وہ پانی پہونچا ساحر غوطے کھانے لگے ہر چند سینے سحر کیے لیکن پانی کم نہوا صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادوگر سر پر اُسکے سپرین سحر کی سایہ کیے تھے کہ اسپر چھینٹا نہ پڑتا تھا مگر جب لشکر مین دریا کے بڑھنے سے تلاطم ہوا اور کسی طرح کنارہ نجات کا ساحرونکو نظر نہ آیا جان بچاکر کنارے کنارے اُس بحر کے بھاگے اور ہزارون غرق دریاے سحر ہوئے اُسوقت عمرو نے زیر تیغ رکھ لیا ایک دریا سحر کا جاری تھا دوسرا خون کا جاری ہوا ساحر تیغ کے گھاٹ اُترنے لگے دریا مین جوڑ و بکر اُچھلتے تھے سوس و مگر و ہنگ اُچھلتے معلوم دیتے تھے دریا بھی سینڈھے اُتار ہا تھا ہر سمت ایک تلاطم پڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا اب بھیگ کر ایسا دبا کہ بھیگی مرغی ہر ایک بشر ہوا وہ مار گھمسان کی ہوئی کہ ایک بھی لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا وہ برق کا کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا ہیرون کا غل کرنا تاریخ ترنج ترسول و تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدا سے قہار ذکر کرنے سے اُسوقت کے خوف ہوتا ہی ہنگامۂ قیامت بھی ایسا نہوگا تلوارون کی لہرین بھین سپرین سنگ نشتین بنگئین تیرون کا منہ برستا تھا ہر ایک جان بچانے کو ترستا تھا یہ حال تھا کہ بموجب ابیات

عجب وہ دشت ہیبت زا ہوا تھا
کہ جسمین اسطرح تھا قہر برپا
اُٹھی تھی ہر طرف سے ایک بدلی

جسے دیکھے سے رنگت سبکی بدلی
گھری وہ ہر طرف سے سقب یکبار
قدم اُٹھنا ہوا اُسوقت دشوار

نہ وہ جرأت نہ وہ ہمت نہ وہ زور
زمین و آسمانسے اک اُٹھا شور
غرض کہانتک عرض حال کرون

کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر حیرت گیا اور صنعت کو لوگ بمنت تمام کھینچکر کہ اے ملکہ ایک دن کے سو ساٹھ دن ہین پھر سمجھ لیجیے گا میدان سے ہٹا لیگئے یہ ہزیمت خوردہ نالان و گریان بھاگ کر جان

بجا لیگئی لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے باقیماندہ لشکر پڑاؤ پر گیا برق و سب عیار اور مہرخ مع جملہ سردارون کے خدمت عمرو مین آئین تسلیم بجا لائین خواجہ بھی تخت پر سے اُترے ہر ایک کو گلے سے لگایا اپنے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا لشکر مہرخ سے ملحق ہو کر لشکر خواجہ کا اُتراوہ ابر گھٹکر ایک ملکہ بنگیا اور دریا بھی چھپٹا ہو کر مثل نہر کے بہنے لگا ماہی پر یزاد اُسی دریا مین رہی خواجہ کے لیے بارگاہ اُس لشکر مین جو ساتھ آیا ہی برپا ہوئی ملکہ مہرخ نے کہا قدیم لشکر مین تشریف لیچلیے وہان سب منتظر قدم بوسی ہین خواجہ نے کہا مجکو ابھی بھر کوکب پاس جانا ہی ایک رات کی مہلت ملی ہی مہرخ بجد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم مین آئے اور پہلے خیمۂ شکیل مین جاکر ملکہ بہار کو بیہوش پاکر ساغر عطیۂ شاہ کوکب مین پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ مذکور ہوش مین آئی اور خواجہ سے اُٹھکر ملی پھر وہانسے بارگاہ شاہی مین آکر بیٹھے جلسۂ عشرت جمگیا ہر ایک دیدار فیض آثار خواجۂ نامدار سے مسرور و شاد تھا کاشانۂ خاطر پریشان آباد تھا کچھ لمحہ یہان ٹھہر کر خواجہ اُٹھے اور سب سردارون کو ساتھ لیکر اُس بارگاہ کیطرف جو ساتھ لائے ہین روانہ ہوئے یہان آکر جو دیکھا تو دریاے سحر جاری ہی ماہی پریزاد غرق دریا ہی خیمہ و بارگاہ لشکریون نے آراستہ کیے ہین چار پانچ کوس تک لشکر اُترا ہوا ہی قناتین اور سراپردے جواہر دوز ہین ہر ایک کنگرے مین جھالر سلک گوہر کی ہی خواجہ کے لیے جو بارگاہ نصب ہوئی ہی وہ بھی جواہر کی ہی اندر اُسکے دنگل اور کرسیان یاقوت و زمرد کی گسترہ ہین صحن بارگاہ مین جال موتیون کا کنگرہ کیطرح کھنچا ہی اُسکے نیچے تخت الماس کا لگا ہی کئی سوزینہ کا ہی سامنے بارگاہ کے بازار کھلی ہی ایکطرف سنہری ایک سمت روپہلی ہی دوکاندار لباس اُسی رنگ کا پہنے تھے چھڑکا ؤ ہو رہا تھا دھوم دھام ہر طرح کا اہتمام تھا خواجہ مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ کو لیے داخل بارگاہ ہوا اور ہر ایک کو کرسیون پر بٹھایا مہرخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا عیار بھی ساتھ آئے ہین وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا خواجہ نے برق و قران و ضرغام و جانسوز کو خلعت دیا اور بہت کچھ تعریف اُنکی فرمائی کہ مرحبا شاباش خوب خوب تمنے عیاریان کین حقیقت مین یہ گھاتین مجکو بھی نہ سوجھتین تمنے میری عزت رکھ لی حقتعالے اگر شاگرد اور فرزند عنایت کرے تو مثل تمھارے عنایت کرے مجکو دمبدم کی خبر

تمھاری پہونچتی تھی غرض بعد دلجوئی عیاران طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا بران کا خلق اور خاطرداری کرنا طلسمات کی سیر وہان کے عجائبات سب بیان کیے اُسوقت مہرخ نے کہا خواجہ یہ سب کچھ ہی مگر افراسیاب بڑا زبردست جادوگر ہی ہماری تو خدا نے آجتک تمھارے تصدق سے عزت رکھی اب دیکھیے کیا ہو عمرو نے بجواب اِسکے ہنسکر کہا کہ ای ملکہ شہنشاہ کوکب کے مقابل مین افراسیاب کی کچھ حقیقت نہین خیر اب بروقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہی مہرخ نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اب پروردگار اس صنعت حرامزادی کے شر سے تو ہمکو بچائے عمرو نے کہا اسکا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو کام تمام ہو جائیگا یہ کلمہ سُنکر برق عیار ہنسا عمرو نے اُسکے ہنسنے پر کہا ای فرزند ہم جانتے ہین کہ تم اس قحبہ صنعت کو مار ڈالوگے برق نے کہا یہ سب آپ ہی کی جوتیون کا تصدق ہی فی الجملہ یہان تو ہر طرحکا ذکر و اذکار ہو رہا ہی ہر شخص دادِ عشرت دیتا ہی لیکن لشکر حیرت کا حال سنیے کہ آمد خواجہ کی خبر اُس لشکر مین بھی منتشر ہوئی عیار بچیان صرصر و صبا رفتار پہلے بھی بُلا کر ڈانٹی گئی تھین کہ تمسے کچھ نہین ہو سکتا عیاران اسلام کارہائے نمایان کرتے ہین پس عتاب شاہ طلسم کا دیکھا عیار بنان فکر عیاری مین تھین اسوقت غلغلۂ آمد خواجہ سُنکر بہت فکرمند ہوئین کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہوگا لازم ہی کہ جلد کوئی عیاری کرکے غضب بادشاہ سے بچنا چاہیے پس صرصر لعل تو دوڑکر لشکر عمرو مین آئی وہان بہت ساحرہ افسر لشکر ہر مقام پر اُتری ہوئی تھین انھین سے ایک دو جادوگرنیون کی صورت صفحۂ خیال پر منقوش کرکے اپنے خیمہ مین آئی اور رنگ روغن عیاری سے لگا کر اُس ساحرہ کی صورت پر اپنے تئین درست کیا یعنی مانگ مین سیندور بھرا قشقہ ماتھے پر کھینچا یہ معلوم ہوا تھا کہ فلک حسن پر فرمان خسرو انجم جاری ہوا ہی ٹیکا ماتھے پر لگا تھا یا حسن کا ٹیکا اُسی کے سر تھا کانون مین بالے ڈالے رخسار پر اُنکے حلقے پڑے تھے چاند کے گرد ہالے تھے روے تابان غازۂ گلگونہ لگا کر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک طبق بھر کر گوہر انجم بہر نثار لایا چشم فتان مین سرمہ کی تحریر شہر حسن پر آشوب فتنہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ اُس جلوہ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بیمثال کا بہت لاجواب ہی کہ غزل

جامہ زیبی کی ادا سروِ صنوبر میں نہیں
وہ جواہر ہی نہین جو ترے جھومر مین نہین

کون ایسی بات ہی جو حسن دلبر مین نہین
دھوم ہی ای یار تیرے حسن پر آشوب کی

آب و تاب ایسی فلک کے کوئی اختر مین نہین
خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور مین نہین

جانتا ہی جسنے جھوٹا اُنکا پانی پی لیا	ایسی شیرینی تو آب حوض کوثر مین نہین	نقش پاے یار کو تعویذ تربت کیجیے
آئینہ اسطرح کا گور سکندر مین نہین	قدر کھوئینگے جواہر کی لب و دندان یار	رنگ ایسا لعل مین یا آب گوہر مین نہین

جب اس سجدھج سے آراستہ ہو چلی چارسو کنیزان گلپیرہن رشک چمن کو موافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ پُر فن کے لباس و زیور سے درست کرا کر اپنے خیمہ سے نکلکر پہلے صحرا مین آئی پھر ایک ایک بطور مخفی متفرق ہو کر داخل لشکر عمرو ہوئین اور اسیطرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بنکر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہو کر لشکر مین آئی لشکر کا عظم و شان و جاہ و جلال دیکھکر انکو بڑی حیرت ہوئی آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار در بارگاہ پر استادہ ہوئی یہان جو صاحب دربان تھے وہ سب طلسم کو کب سے آئے ہین کسی کو پہچانتے نہین وہ سمجھے کہ ملاقات کو خواجہ کی مہرخ کے لشکر سے ساحرہ آئی ہین پس یہ سمجھکر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع چارسو کنیز کے اندر بارگاہ کے آئی یہان سردارون کا ہجوم تھا مبارکبادی کی دھوم خواجہ تخت الماس پر جلوہ گستر خلاصہ یہ کہ تزک و عظمت دیکھکر اسکو حیرت ہوئی اور دل سے کہتی تھی کہ بیشک یہ طلسم فتح ہوگا ان عیارون کا بڑا رتبہ ہوگا اسی اندیشہ مین یہ ایک جگہ ٹھہر کر گھات مین لگی کہ خواجہ کو بن پڑے تو پکڑ لیجاؤن ادھر تو یہ فکر مین تھی اُس طرف خواجہ نے باتین کرتے کرتے جو گردن اُٹھائی سامنے ایک ساحرہ حسینہ جمیلہ کو مع چارسو نازنینان پری طلعت کے استادہ پایا از بسکہ خواجہ بےنظیر عیار ہین بنگاہ اول یہ پہچان گئے کہ صرصر شمشیر زن ہی چنانچہ اُسکو پہچان کر اسطرح اُدھر سے آنکھ چرائی گویا دیکھا ہی نہین مہرخ سے مخاطب ہو کر باتین کرنے لگا اس عرصہ مین صرصر ادھر اُدھر ٹہلکر کتراتی ہوئی پشت پر عمرو کے آئی عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا اب جو سامنے اُسکو نہ دیکھا پیچھے مڑکر نگاہ کی صرصر نے اسکے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجکو یہ پہچان گیا بس راہ کترا کر فرامش باد صرصر کے دربارگاہ پر پہونچی اور وہان ٹھہر کر سوچی کہ مجکو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کا غل پڑجاتا معلوم ہوتا ہی کہ یون ہین پھر کر اُسنے دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی یہ سوچکر پھر کرسی اور دنگل کے پیچھے سے ہو کر پس پشت خواجہ آئی عمرو نے پرچھائین پھر دیکھی سمجھا کہ صرصر پھر آئی لیکن اب جو پھر کر تمنے دیکھا تو وہ بھاگ جائیگی بہتر یہ ہی کہ عیاری کر کے گرفتار کر لو یہ تجویز کر کے بنظر خیال اُس جگہ کو خوب ذہن مین کر لیا کہ جس جگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جسطرح بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا اور ہزارہا جادوگر حاضر تھے اُنکی جانب مخاطب ہو گیا اور ایک زانو تخت پر جو تکیہ لگا تھا اُسپر رکھ لیا اور ایک گھٹنا استادہ کر کے بیٹھا اسلیے کہ معلوم ہو خوب غافل ہی بس اس طرح کی غفلت دیکر

بیٹھے بیٹھے جسم کو لٹکا کر کے پچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب ایسی جست کی کہ صرصر کے اوپر ہی تو تھا وہ سنبھلکر جاتی تھی
کہ جست کیے اسنے کمند آصفہ باصفا ماری کہ حلقہ اُسکے گردن و کمر مین صرصر کی پیچیدہ ہوئے اُسنے چاہا کہ جست
کر کے حلقون سے نکلون اسنے جھٹکا مارا کہ وہ اُلجھکر گری یہان تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر قران کرسی پر سے اُٹھکر
نہین معلوم کیا سوچا کہ دروازۂ بارگاہ پر دوڑ گیا وہان صبا رفتار کھڑی تھی اُسنے کچھ نہ کہا نہ سُنا آتے ہی
کمند اُسکے ماری وہ صورت بدلے کھڑی تھی جانتی تھی کہ مجکو پہچانیگا کوئی نہین اسکے کمند مین اُسی غفلت
کی وجہ سے اُلجھکر گری اِسنے گود مین اُٹھا لیا اور اندر بارگاہ کے لایا یہان جب عمرو نے صرصر کو اسیر کمند
کیا تو اُسکے ساتھ کی چار سو کنیزین کہ سب عیارہ اور ساحرہ تھین لینا لینا کہکر دوڑین لیکن یہان
ہزارون ساحر تھا سب ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھ سب کو اسیر کر لیا عمرو نے کہا ایک لونڈی بری
بھاگ گئی تھی آج ہاتھ لگی یہ کہکر صرصر کو گود مین اُٹھایا اور رخسار پر رخسار رکھکر کہا کہ جانی میرے آنیکی
خبر سُنکر مجکو دیکھنے آئی تھین صرصر نے کہا ارے موے مین تجکو کیا آگ لگانے آئی ای عمرو واسطہ
اپنے ایمان کا مجھ سے ایسی باتین نکر مین شہنشاہ کے یہانسے نکالدی جاؤنگی اور ارے بیغیرت تجکو شرم
نہین آتی کہ سب کے سامنے مجکو پیار کرتا ہی عمرو نے کہا ای پیاری عشق مین غیرت پانی پانی ہو کر بہ
جاتی ہی کہ بیت عشق تا خام ست باشد بستہ زنجیر شرم + پختہ مغزان جنون را کی حیا زنجیر پاست صرصر
نے کہا مین تیرے عشق پر جھاڑو پھیرون موئے خدا کرے تیرا منھ سڑ جائے جیسے تو نے مجکو پیار کیا ہی عمرو
نے کہا اب مین یہان تو ایک ہی رات رہونگا تجکو طلسم کوکب مین بھیجدیتا ہون کل مین بھی
آؤنگا تیرے ساتھ خوب اُڑاؤنگا پھر جب یہان آؤنگا تو ساتھ لیتا آؤنگا صرصر نے کہا تیرے مزے
کو جلسا کیا مین ناٹھی لگوڑی ہون جو تو مجکو وہان بھیجدیگا خدا میرے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت
رکھے تیرا کیا منھ ہی جو تو مجکو بھیج سکے عمرو نے اِسکو گرفتار کر کے سامنے بٹھایا اور صبا رفتار کو بھی
قران لایا یہ دونون قید ہو کر بیٹھین اور عمرو نے ایک سردار اپنے ہمراہیون مین سے تجویز کر کے حکم دیا کہ ای
ہمارے خوش چشم جادو تم اس عیارہ کو طلسم نور افشان مین لیجاؤ صرصر یہ حکم سُنکر گھبرائی اور گویا ہوئی
کہ ای عمرو مین اُس طلسم مین جاکر وہ عیاریان کرونگی کہ تیرا سب کھیل بگاڑ دونگی شاہ کوکب تجکو نکالدیگا
عمرو نے کہا تو مہلت کب پائیگی مین وزرات اپنے پہلو مین تجکو رکھونگا میرے تیرے اقرار یہی تھا ایک دن
مقابلہ ہوگا جو زیر ہوگا وہ اپنے غالب کی اطاعت کریگا اب مین تجکو زیر کر چکا تجکو کنیز بناؤنگا صرصر لگی گالیان دینے

عمرو مضحکہ کرنے لگا یہان تو یہ سامان عشرت ہی لیکن حال افراسیاب سنیے کہ صنعت کو اجازت حرب
دیکر آپ بیابان نرگس زار سے باغ سیب مین گیا اور وہان سے پانچ چار پتلے روانہ کیے کہ خبر جنگ مجھکو لاکر
دین پتلے آئے اور صنعت نے جب شکست کھائی تو وہ پتلے خبر لیکر شاہ طلسم پاس گئے اور پکارے کہ بڑا
ستم ہوا وہ مار ڈالی گئین بادشاہ سمجھا کہ چہرخ کو یہ کہتے ہین کسلیے کہ پہلے سے کہ رہا تھا صنعت نے سب کو
غارت کر دیا ہوگا غرضکہ پتلون سے پوچھا ارے کون مارا گیا اُنھون نے کہا حضور صنعت نے جا کر لڑائی
فتح کی تھی چہرخ و بہار زخمی ہوئی تھین لشکر سارا تباہ و برباد ہو چکا تھا بارگاہین جل رہی تھین کہ عمرو عیار
طلسم کو کب سے آیا لشکر فراوان ساتھ لایا اُسنے یقین ہی کہ صنعت کا کام تمام کیا ہوگا جب لشکر ملکہ
مذکور کا برباد ہو چکا تھا اُسوقت ہم چلے تھے یہ خبر سنتا تھا کہ شاہ طلسم برہم ہوا اور کہا پتلے حرامزادے بھی
لشکر حریف سے ملگئے ہین جب ہوتا ہی اُدھر ہی کی فتح بیان کرتے ہین مین ان سب کو جلادونگا یہ کہکر
باغبان وزیر ساتھ تھا اُس سے کہا ان پتلون کا بیان میری سمجھ مین نہین آیا تم مفصل دریافت کر کے
حضور مین عرض کرو باغبان پتلون کو علیحدہ لیگیا اور مفصلا و مشرحًا جملہ کوائف جنگ دریافت کرکے
خدمت بادشاہ مین آکر عرض پیرا ہوا بادشاہ حال سنکر آگ ہو گیا اور کہا ہوا کہ اس مرد صحرائی کوکب
کی قضا ہی آگئی مین بڑا پاس کرتا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہی افسوس ہی کہ مجھکو ایسے یار سے لڑنا پڑا دیکھو تو کہ
کس عذاب الیم سے اُسکو ہلاک کرتا ہون خلاصہ یہ کہ شاہ طلسم بلسان مجنون بڑی دیر تک بکا کیا آخر یہ تجویز
کی کہ ایک نامہ اور لکھکر کوکب کو سمجھاؤن بعد اسکے پھر اُسکے ملک پر فوج بھیجون یہ سوچکر باغبان سے کہا
ہر چند کوکب میرا دشمن صعب ہی لیکن مجھکو حجت ختم کرلینا چاہیے اور ایکی ایسے زبردست ساحر کو نامہ دار
کر کے روانہ کرون کہ کوئی راہ مین اُسکو قتل نہ کرسکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ مین دے اور جواب صاف لے
نامۂ سابق جو بدست قرطاس مین نے بھیجا تھا وہ اُسکو پہونچا نہین یہ کہکر ایک بیضہ کمر سے نکالا اور
زمین پر مارا زیر زمین طلسم ایک جادوگر طاق طومطراق دندان جادو نام رہتا ہی واقعی ابلیس کا
بچہ ہی یہ بیضۂ سحر تہ زمین طلسم پر اُسی ساحر پاس پہونچا تخت اُس شیطان کا پانی پر رہتا ہی اس طلسم کے
زمین کے نیچے بھی طلسمات ہی دریا اور صحرا اور کوہستان ہی بڑا سامان ہی انشاءاللہ بروقت فتح طلسم اور
داخلہ شہزادۂ اسد مرحلہ جات طلسم پر بیان کیا جائیگا غرضکہ جب وہ بیضۂ سحر اُسکے پاس پہونچا وہ
سمجھ گیا کہ افراسیاب نے مجھکو بلایا بس فورًا اپنی جگہ سے اونچا ہوا اور طبقۂ زمین توڑ کر نکلا اژدر پر سوار

گرز ہاتھ مین لیے تھا خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی ہر بن مو سے آگ نکلتی جسم کے رونگٹے تیر کیطرح کھڑے موے سر کرختگی مین تکلے کیطرح تھے مُنھ کالا قد بالا کریہ منظر و بے حمیت وخود سر انتہا کا جاہل مست ولا یعقل شرافت اُس سے منزلون دور تہذیب و ادب اُس سے نفور کہ بموجب ابیات

اک انسان تیرہ رو ستگین سے نکلا
لب بالا فراز دوش پایا
وہ داغ ایسا کہ انگارا سا روشن
زمین کیسی پہاڑون کے گلوگیر

زیادہ نخل سے قد طول مین تھا
بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
اسی صورت سے سب کیفیت تن

لب زیرین نے سینے کو چھپایا
گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ ای طومطراق ہماری جانب سے نامہ لیکر بادشاہ طلسم نور افشان کے پاس تم جاؤ اور اُسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور کسی کو نہ دینا اور اُسکے ظلمات کیطرف سے جانا ہرگز کسی سے نہ دبنا اُسنے عرض کیا کہ سن لیجیے گا جسطرح مین جاؤنگا شاہ نے اُسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور اُس سے حکم تحریر نامہ دیا مضمون بتلایا منشی بدائع نگار نے عنبر و مشک مداد مین حل کر کے تختۂ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختۂ گلزار بنایا واقعی باغ پر بہار لگایا

نامۂ شاہ افراسیاب مشتمل بر مضامین جلالت آگین جانب کوکب روشن ضمیر خوش آئین و پر تمکین لمولفہ

اوصاف مین سامری کے تقریر
جمشید کے لب پہ جیسے ساغر
پونے دو سو کی ہے خدائی
اللہ کی بندگی سے تائب
کیا انکے بیان ہون اور اوصاف
ای ساحر ذی تبار و ذی شان
دُر خوشش آب بحر شاہی
شاہنشہ بر و بحر پر جوش
خدمت مین اد انتھاری کر کے

کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر
کرتا ہے جو وصف یہ لقا کے
کب کفر سے سب کو ہے جدائی
جسنے معبود انکو جانا
اظہار ہے حال دل بس اب صاف
گلدستۂ بزم شہریاری
غواص محیط آشنائی
جو رسم ہے دوستی کے شایان
یہ لکھتے ہین تمکو دوستی سے

یون کلک دوات کے ہے منھ پر
سرمست ہے کلک اسی صفت سے
ابلیس کے سب یہی ہین نائب
رسم جادو گری کو مانا
ای شاہ طلسم نور افشان
رونق دہ باغ کامگاری
ذیجاہ و عقیل و صاحب ہوش
ممکن نہین جسکا ہے سے پایان
وہ چرخ بلند ہون مین ای شاہ

جادو کے ہین جسمین مہر اور ماہ
وہ گل ہون کہ جسمین سحر کی بو
جادو ہی کی جسمین اُٹھتی ہی لہر
کیا آئیگا دیو میرے آگے
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
کانپے خورشید میرے آگے
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جاے
افلاک پہ کب ہین اتنے تارے
بتلاؤن شمار فوج کس سے
ہر اک جرّار وصف شکن ہی
زور و قوت مین سب یگانہ
آگے اب کیا لکھون بڑائی
لازم ہی غضب سے میرے ڈرنا
اور لوح طلسم نور افشان
غارت برباد ہو تمھارا
اِن باتون کو سوچ کے سمجھ کے
جلدی ہی بھجوا دو پاس میرے

وہ باغ ہون جسمین سحر کے گل
وہ نخل ہون جسکے پھل ہین جادو
غصہ مرا قہر ہی بلا ہی
میرے سائے سے بھوت بھاگے
غصہ مجھے کوہ پر اگر آے
بہرام مری صدا سے بھاگے
کیا اپنی لکھون مین شان لشکر
اشجار زمین کہان ہین اتنے
وہ وہ ساحر ہی افسر فوج
سہراب توان و پیلتن ہی
اُگلین دم جنگ الیادہ زہر
مین چاہون تو خود کرون خدائی
ہین میرے طلسم کے جو اسرار
معلوم ہی مجکو یار ذی شان
حجرے مرے پاس ہین بلا کے
لازم ہی کہ صلح کر لو ہمسے
بس ختم کلام ہی یہان پر

پھولے ہین ہزارون بے تامل
وہ بحر ہون جسکی موج ہی قہر
کب اُس سے کوئی بھلا بچا ہی
ہو جسکی طرف مرا اشارہ
دل کوہ کا آب آب ہو جاے
تیور پہ مرے کبھی جو بل آے
شیران ژیان سگان لشکر
ذرے نہین اسقدر زمین کے
جمشید کا پست جنسے ہو اوج
ہین سحر مین نادر زمانہ
آنے لگے اژدہون کو بھی لہر
کب چاہیے تمکو مجھ سے لڑنا
تم اُس سے نہین ہو کچھ خبردار
چاہون تو ابھی طلسم سارا
کب ٹل سکین وہ بھلا کسی سے
اُس دزد عمرو کو قید کر کے
اقبال سدا تمھارا یاور

یہ مضمون لکھکر مہر شاہی سے منقش کرکے طوطمطراق کے حوالہ کیا اور بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا وہ زادۂ ابلیس نامہ لیکر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار اژدرہم لیکر چالیس ہزار ساحر سے بحشم و خدم روانہ ہوا اژدرہم یہ کہ بطور نظر بندی کے ہر شخص کو دکھائی دین کہ اژدہے اس ساحر کے ساتھ ہین اور اصل مین کوئی اژدر نہو غرضکہ بعد اُسکے رخصت ہونے کے افراسیاب پاس دو تیلیے خبر لیکر حاضر ہوئے اور بعد بجا لانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ صرصر و صبا رفتار کو عمرو عیار نے گرفتار کیا ہی اور اُنکو طلسم نور افشان مین بھیجا چاہتا ہی یہ سننا تھا کہ

غضب بادشاہ پر طاری ہوا اور سوچا کہ اگر عیار بچیان بھیجدی گئین تو بڑی ذلت ہوگی پس اُسیوقت سحر پڑھکر پکارا کہ ای ہنود جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر روے ہوا پر سے اُترکر سامنے آیا اس ساحر کا یہ قاعدہ ہی کہ ہمیشہ بروے ہوا اُڑتا رہتا ہی اور پرواز کرکے سناٹے مین ایک ہی مرتبہ کوسون نکلجاتا ہی پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ بارگاہ عمرو مین صرصر و صبا رفتار قید ہین انکو اُٹھالاؤ یہ حکم سُنکر ساحر مذکور سناٹا بھرکر روانہ ہوا اور آندھی کیطرح اُڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ مین قریب بارگاہ خواجہ پہونچا یہان خواجہ عیارہ سے دل لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نور افشان اُنکو بھیجین اس اثنا مین ایک آندھی تیز و تند آئی عمرو کمند اصفہ سے صرصر کو رہا کرکے حوالۂ ہوا کرچکا تھا کہ انکو لیجاے پس وہ آندھی ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہوگیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر مین عیارنیون کے پڑا کہ اُٹھاکر لیچلا ساحران ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی اور عیاربچیون کو دیکھا کہ ایک ساحر اُٹھاکر اُنکو بلند ہوگیا ہی اور بڑی تیزی سے جاتا ہی یہ دیکھکر یہانسے بھی ہزارہا ساحر پر پرواز پیدا کرکے اُڑے لیکن ہنود ساحر کو اُڑنے مین چیدہ و منتخب کرکے شاہ طلسم نے بھیجا ہی اُسکے مقابلہ مین کوئی پرواز نہ کرسکا اور اُسکی ہوا کو بھی نہ پہونچا مگر لینا لینا کا غلغلۂ عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر سحر خوان ہوئے اور باران جادو جو ابر بنا ہوا دریاے ماہی پریزاد پر چھایا ہوا تھا وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پریزاد بھی خبردار ہوئی پس وہ دریا جو مثل نہر ایک طرف کو مختصر سا تھا اسقدر بڑھا کہ جتنی دور تک ہنود گیا دریا بھی روان ہوا ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکلگیا ایک مقام پر اُترا کسلیے کہ سناٹا بھرے جو آیا تھا تو دم چڑھگیا تھا بس جیسے ہی یہ زمین پر اُترا ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیاہ رو و سیاہ تاب پیشانی اسکے تعقب مین آتا تھا وہ پکارا کہ ای بحرین جادو یہ چوٹا جانے نپائے یہ سُنکر ہنود نے پھر چاہا کہ مین اُڑجاؤن لیکن ایک جانب سے بحرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب سے دریا پر اُبھر آئی اور ماہی تیر کیطرح سیدھی جست کرکے چلی ہنود اُڑنے نپایا تھا کہ یہ اُسکے سینے پر لگ کر پشت کے پار نکلگئی اور تڑپکر پھر دریا مین گئی اُدھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا کہ مارا ہنود جادو کو اندھیرا ہوگیا لاش کے سر سے دھوان پیدا ہوا اُس تاریکی مین عیاربچیان تو بھاگ کر درۂ پہاڑ مین چلی گئین اور وہ دھوان لاش مین لپٹا اور اُٹھاکر جانب افراسیاب چلا دریا پھر اُسی طرح گھٹ گیا اور مار سیاہ نے خدمت خواجہ مین آکر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیاربچیان نکلگئین

اور ہنود مارا گیا خواجہ خاموش ہورہے لیکن لاشہ ہنود دھوان لیے ہوے جاتا تھا کہ راہ مین صنعت نے اُسکو دیکھا کیلیے کہ یہ جو شکست کھاکر بھاگی تو صحرا مین ٹھہری تھی اور کچھ بھگیلی فوج اُسکے پاس جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نعش مذکور کو جاتے دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ وہ زمین پر اُتر آئی اور بیر سحر کے حال اُسکے قتل کا معرض بیان مین لائے یہ جملہ حال سُنکر لاش اپنے ہمراہ لیکر خدمت افراسیاب مین گئی وہ بیابان نرگس سے اُٹھکر باغ سیب مین آیا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور حال قتل ہنود اور اپنا شکست کھانا سب بیان کیا بادشاہ اس ساحر کے مارے جانے سے بہت غضبناک ہوا اور اُسیوقت یہ کہکر اُٹھا کہ اس ناعیار عمرو مکار کو ابھی جاکرنہ گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ ساحران نہ رکھا بس بحالت غضب شعلہ بنکر چمکتا ہوا لشکر خواجہ کیطرف چلا یہ تو ادِھر سے چلا اُس طرف کا حال سُنیے کہ ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچا کر جو پھری تو اُسی راہ سے قلعہ ہفت رنگ مین آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھی مگر مفارقت خواجہ سے ملول و غمگین تھی اور شاہ کوکب بعد رخصت عمرو سرپر جہانبانی پر دار العمارۃ طلسم مین آکر رونق پذیر ہوا لیکن بیضۂ عقاب جمشید طلب کرکے حال خواجہ معائنہ کرنے لگا جملہ کیفیت تجمل سواری اور جنگ وغیرہ کی دیکھکر خوشنود تھا یہانتک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اُس بیضہ مین دیکھا اور ازبسکہ روشن ضمیر لقب رکھتا ہی یہ بھی بزور کہانت معلوم کیا کہ جب لاش ہنود کی افراسیاب پاس پہونچیگی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنے آئیگا بس یہ دریافت کرکے فوراً اُسنے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای مہر عالم افروز سپہر عیاری وای سپہر عظمت و کامگاری آپ مجھسے وعدہ ایک روز کا فرماکر تشریف جانب لشکر لیگئے تھے گو وہ دن اور رات تمام نہین ہوئی مگر مناسب یہ ہی کہ بفور ملاحظہ نامہ احقر جلد تر نہضت فرما اِس جانب ہو جیسے وہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا ہی تو پھر چلے جائیےگا دوسرے یہ کہ لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے مل بھی چکے پھر وہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہی لازم ہی کہ اس نیازکیش کو قدوم سعادت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمائیے زیادہ شوق ملاقات وبس۔ یہ نامہ ایک پنجہ کو سحر کے دیا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کے پاس لیجا اور ایسا افسون پڑھا کہ پنجہ آن واحد مین عمرو کے پاس پہونچا اور نامہ دیا خواجہ نے مہر اُسپر کوکب کی دیکھی بصد شوق واکر کے مضمون پر وقفیت پائی اور مہرخ وغیرہ سردارون سے کہا کہ خدا حافظ لواب مین جاتا ہون شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جانکر مجکو طلب کیا ہی اور یہ نامہ لکھا ہی یہ کہکر وہ مرکب جو بران نے کوتل ساتھ کردیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اِس گھوڑے پہ سوار ہو کر آنا یہ راہ

ظلمات سے آگاہ ہی تمھین کچھ ہی دیر مین میرے پاس لے آئیگا بس اُسی مرکب کو آراستہ کراکر طلب فرمایا اِس عرصہ مین سمندر روز عرصۂ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور توسن گلگون خورشید دشت سپہر طے کرکے مغرب کے تھان پر گیا کہ بموجب ابیات

یکایک مثل بخت ناتوان ہین | ہوا خورشید پھر محتاج تمکین
لگا ہونے چھپے سامان افلاک | روانے شام پھیلی جانب خاک

شام ہوتے ہی خواجہ سے فرخ و بہار وغیرہ نے کہا کہ آخر تو آپ جاتے ہین ہم روک نہین سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گذرا کہ آپ نے کھانا نہین فرمایا اسوقت کچھ تناول کریجیے خواجہ نے اُنکی خاطر سے توقف کیا اور فرخ نے خاصہ طلب فرمایا بکاولون نے دسترخوان دیبا دیر بنیان پر اغذیۂ لذیذ وطعام شیرین ونمکین کو بصد تمیز چنا خواجہ بہار وغیرہ کو لیکر دسترخوان پر آئے اُسطرف کوکب نے آمد خواجہ مین دیر ہونے سے پھر بضیۂ عقاب دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ نے آنے مین توقف کیا ہی اور افراسیاب اپنے مقام پر سے اُنکی گرفتاری کو روانہ ہوا ہی یہ معلوم کرکے اپنے سرداروں سے کہ جو حاضر دربار تھے فرمایا کہ ای قیصر جادو وای نسران جادو۔ وای فلان وفلان تم مین سے کوئی ایسا ہی جو افراسیاب کو جاکر روکے اور عمرو کو بچانے کیلیے کہ عمرو قید ہوا چاہتا ہی اور اگر اسیر ہوا تو مارا جائیگا یہ کلمہ حاضرین دربار سُنکر عرض رسا ہوئے کہ آپ کے ہم تابعدار ہین جان دینے مین ہمکو عذر نہین لیکن شاہ جادوان ہمسے رُک نہ سکیگا کوکب نے یہ سُنکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور مثل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کیطرف چلا لیکن افراسیاب مثل شعلۂ جوالہ پیچتاب کھاتا ہوا کنارۂ لشکر عمرو کے پہونچکر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور آدھا پہاڑ بنکر تیار ہوا اور آگے بڑھا پچھلا دھڑ جو مثل کوہ کے تھا ایسا بلند وگران تھا کہ جتنی بلندیان روے زمین کی تھین سب اُسکے نیچے تھین خیمہ وخرگاہ وچبوترہ ودکانات وبازار لشکر ونشیب وفراز سب کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے اُس پہاڑ سے دبکر سرمہ سا ہوتے تھے ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم عالم اُسکے عکس سے تاریک وسیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا بلیات دنیا نے جمع ہوکر اس صورت سے اپنے تئین نمودار کیا تھا یا یہ کہ آفتون کا وہ گھر تھا دل کوہستان اُس سے آب آب کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھکر اضطراب گا وزمین کی اس گرانی سے کمر ٹوٹتی جاتی لنگر اُٹھانے کی تاب نلاتی قلۂ کوہ خاطر آسمان کے پار ہوجاتا تو عجب نہ تھا دل ارض وغبرا مین لبسان خار غم یہ کوہ گڑا تھا

یہ پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا تھا اور اوپر کا جسم چیتے کا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ درۂ کوہ سے چیتا نکل رہا ہی مگر وہ چیتا ہی کہ جسکو دیکھ کے اسد چرخ چونکا اور چیتا ہی ضیغم چرخ جکڑا نا کیسا اُسکے سامنے سے مثل سگ دُم دبا کر بھاگا چاہتا تھا گاو آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو اب ایک ہی نوالہ ہی فوج فلک کو خیال تھا کہ میرا طعمہ بنا چاہتا ہی اس صورت مہیب کو دیکھکر لشکر خواجہ مین شیر دل گھبرائے پیلتنون کو غش آئے ہزبران بیشۂ شجاعت تھرائے قوی پنجہ خوف سے وہ ضعیف ہوئے کہ مور بنگئے روباہ دہشت سے صاحب زور بنگئے دل ہر ایک کے دو نیم تھے گرفتار رسن بیم تھے **نظم**

وہ پچھلا دھڑ تھا اُسکا کوہ آسا
مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
بشکل قصد آ پہونچا وہ نزدیک

سیہ ایسی ہوئی تاریک دنیا
بنا سر سے کمر تک تھا وہ چیتا
ستمگر تیرہ دل بد خو ستمگار

بشکل رنگ زنگی اُسکو پایا
فلک گرد دیکھتا اُسکو نہ جیتا
بہت تھا تخت عاشق سے بھی تاریک

جب اِس صورت سے شاہ جادوان لشکر خواجہ مین در آیا لشکریان شیر توان و ساحران اژدر صورتان اُسیر لینا لینا کہکر چلے اُسنے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ژیان صحرا مین دُم دبا کر کتے کیطرح کچھارے رو بفرار لائے سیمرغ قلہ قاف مین پھڑپھڑا گیا نسر طائر سپہر کو آشیانۂ افلاک مین غش آگیا جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہو کر فرش خاک ہوئے دل سینون مین چاک ہوئے لشکری تو بیہوش ہوئے لیکن خفتگان زمین قبرون مین چونک پڑے کہ صور قیامت پھنکا گیتی کو زلزلہ آیا اس نعرہ مارنے پر بھی باران جوابر بنا ہوا در یاے ماہی پر پڑا دیر چھایا تھا گڑگڑا کر جانب شاہ جادوان چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی چلی شاہ جادوان نے دوسرا نعرہ ایسا مارا کہ یقین تھا سقف گردون پھٹ پڑیگی ایوان جہان ڈھ جائیگا باران کا زہرہ آب ہو جاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا مگر یہ لوگ وابستۂ طلسم نور افشان ہین انکے گرفتار کرنے کو اور تحفۂ طلسم ہی کہ حال اُسکا بیان ہوگا غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جادوان نے مارا تو ابر ستمگر مثل ایک لکہ مختصر کے ہو کر کنارے ہوگیا اور دریا بھی گھٹکر حقیر کیطرح بنا افراسیاب نے وہین سے پنجہ پلنگانہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ مین کہ عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اُسکا سر اُسکے پنجہ سے پھاڑا اور پنجہ خواجہ پر ڈالا فرخ و بہار و نافرمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سُنکر بیہوش ہو گئی تھین کسی مین دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل تصاویر آذری وہ لعبتان حسن تمیں حرکت تھین اور

عمرو بوجہ تحفہ ہائے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ گلیم اوڑھ سکا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہگیا پنجہ نے گردن پکڑ کر کھینچا اور باہر بارگاہ کے لا کر پھرا کہ جانب باغ سیب روانہ ہوں مگر رخ پھیرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پایین مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا برج اسد گویا اترنے آیا تھا فلک ستمگار اپنا خونخوار ہوا جاتا تھا کہ شیر بنکر زمین پر آیا تھا کہ بیت وہ آدھا جسم اسکا آسمان تھا + فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا + بس اس شیر آسمان پیکر نے آتے ہی پلنگ کے طمانچہ مارا پلنگ نے پنجہ پر اس تھپڑ کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھکر ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے شعلہ چمک کر شیر پر چلا شیر نے اس شعلہ کا کچھ خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا اسکو پنجہ مین دابکر اس زور سے دھڑوکا مارا کہ آگ لرز کر زمین مین پھر سما گئی پلنگ نے یہ دیکھکر ایک ایسی چیخ ماری کہ دنیا دہل گئی شیر نے بھی نعرہ جانستان کیا کہ ارض و غبرا مین زلزلہ پڑ گیا اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا طمانچہ سے آگ نکلنے لگی

نظم

کیا نعرہ قریب شیر جا کر
بشکل مار اک کفچہ سا پیدا
ہزاروں رنگ کے دیو ستمگار
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ

لگا چلنے طمانچہ پھر برابر
بلائیں آئیں پھر چاروں طرف سے
ہوئے پیدا ابھرے آسیبیں اکبار

لپک مثل زبان اس سے ہویدا
ہزاروں ابر چھائے اور برسے
بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ

غرض یہ ماجرائے ہیبت زا کہانتک بیان ہو کبھی آسیبیں ٹکرین جلین کبھی طمانچے چلے اسی گرمی جنگ مین شاہ جادوان نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھولکر سامنے کوکب کے کی اسنے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اکتا تار کر اسکو دکھایا ادھر یہ جھوم کر چلا اور بیہوش ہوا اسطرف وہ بیخود ہوکر گرا یہ جو بیہوش ہوئے زمین سے پریزادین افراسیاب کے لیے پیدا ہوئین اور دوسرے کے لیے سواران زرین پوش روے ہوا سے اترے لیکن قران عیار صحرا مین ہمیشہ رہتا ہی اسوقت غوغا سنکر لشکر مین آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہونے سے بچ رہا تھا دوڑ آیا اور افراسیاب کو بیہوش دیکھکر خنجر کھینچکر دونوں چلے کہ مار ڈالین مگر پریزادون نے پچکاری گلاب و کیوڑے کی بھری منہ پر شاہ جادوان کے ماری کہ وہ اٹھ بیٹھا عیار بھاگ کر ایک طرف چلے گئے اور کوکب سواران زرین لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے وہ عمرو کو لیکر روانہ ہو چکا تھا شاہ جادوان ہوش مین آیا کسی کو اسنے نہ پایا پکارا کہ اس لشکر بانشکستہ کو جو میری اک چیخ سے بیہوش ہوا ہی کیا ہلاک کرون

یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور کہا وہ جنگلی میرے سامنے سے بھاگ گیا ورنہ مارا جاتا غرضکہ بڑی دیر تک لاف و گزاف کرکے سحرخوان ہوا کہ ہوائے تند کے جھوکے آئے اور تمام لشکر مہرخ و عمرو کا مع سرداروں کے ہوشیار ہوا اور شاہ ہر ایک کو ہوشیار کرکے غائب ہوگیا ہر ایک لشکری سجدہ شکر خدا بجالایا اور مہرخ سے قران و برق نے آکر سارا ماجرا جنگ ضیغم و ہلنگ کا بیان کرکے کہا کہ مقرر وہ شیر شاہ کوکب تھا جو خواجہ کو آکر رہا کر لیگیا یہ حال سنکر ہر ایک کو خواجہ کی جانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہین بس ہر ایک بدستور قدیم آباد و شاد ہوکر قیام پذیر ہوا اُدھر شاہ کوکب جو عمرو کو لیگیا تو وہ اس ہنگامہ سے بیہوش تھا شاہ مذکور اسکو لیے ہوئے اُس مکان مین آیا کہ جہان بران رہتی ہی اور خواجہ بھی وہین رہتے تھے بس وہان آکر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی انیسون کے بیہوش ہوگئی اور بادشاہ نے بارہ دری مین آکر خواجہ کو ایک کمرے مین پہونچایا وہین خواجہ سویا کرتے تھے جیسے کہ یہان جہمان آئے تھے چنانچہ اُس کمرے مین پلنگڑی جواہر کار بچھی تھی اُسپر خواجہ کو لٹا کر سحر اُسپر سے شاہ جادوان کا برطرف کیا اور آپ غائب ہوکر اپنے مقام پر چلا گیا دار العمارة مین آکر تخت پر بیٹھا وہان بعد لمحہ کے بران جو اٹھکر اندر اُس کمرے کے آئی دیکھا کہ عمرو دوشالا اوڑھے لیٹا ہی حیران کار ہوکر قریب تر آئی اور دوشالا اُٹھا کر جو دیکھا تو خواجہ کو پسینے پسینے پایا اُسنے ہاتھ تھام کر اُٹھایا عمرو نے بھی ملکہ موصوف کو دیکھکر اور اپنی جائے سکونت کو دیکھکر استعجاب کیا کہ یہان مین کیونکر آیا ملکہ نے اسکو متعجب دیکھکر کہا کہ ای شاہ عیاران آپ متفکر ہون ضرور آپ کو شاہ کوکب یہان لائے ہین خواجہ نے کہا مجکو افراسیاب نے جیتا بنکر نیچے مین دابا تھا مین بیہوش ہوگیا تھا پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا ہوا ملکہ نے کہا مین آپ سے سب کہدونگی اب اسوقت جیب ہورہیے یہ کہکر خوشی خوشی خواجہ کو لاکر زیر سائبان زرین مسند پر بٹھایا باغ کی روشنی اور بہار گل و غنچہ دکھلانے لگی جام مے ارغوانی پلانے لگی اس عرصہ مین سحر کا ایک پتلا اُڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کرکے نامہ کوکب دیا ملکہ نے نامہ پڑھا اُسمین کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانے کی لکھی تھی جسکو سنکر عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہرخ وغیرہ سب خیریت سے ہین کیونکہ اسکو یہ فکر تھی کہ مجکو تو کوکب لے آیا ہی وہان افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہوگا فی الجملہ اُس نامہ مین یہ بھی مضمون تھا کہ ای فرزند افراسیاب کا ایلچی طومطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہی تم اُسکو بلواکر

بموجب اِس قول کے کہ ایلچی را زوال نیست عزت اُسکی کرنا اور اگر وہ نامہ تمھین نہ دے تو زیادتی نہ کرنا میرے پاس بھیجدینا۔ یہ مضمون فیض مشحون نامہ خیر ختامہ بدر گرامی قدر پڑھکر ملکہ بہت خوشنود ہوئی تیلے کو رخصت کردیا اور بقیۂ شب حکم جمع ہونے جلسۂ عشرت دیا مہرزان وزیر بھی حاضر ہوا ارباب نشاط گائنین خوش گلو زہرہ پیکر آکر ناچنے گانے لگین ہنگامۂ انبساط گرم ہوا جام شراب چلنے لگا اسی جلسۂ مسرت مین وہ رات تمام کی اور ساغر زرین مہر انجمن افلاک پہ ساقی قدرت نے گردش پذیر فرمایا کہ

بیت بنے اختر حیائے چشم جانان + نظر آسا ہوئے نظرون سے پنہان

صبح کو بعد فراغ طاعت آلہ خواجہ وملکہ نے آرام فرمایا اُس ہنگام شب سے سحر تک شاہ افراسیاب سپند آسا بستر آتش غم پر جلا کیا اور صبح کو دود دل کیطرح اُٹھکر ظلمات مین جاکر بیٹھا دل سے سوچا کہ کوکب تجھسے برابری کر گیا جو حال تیرا ہوا وہی اُسکا بھی بس اب سحر ایسا کرنا چاہیے کہ حریف ہلاک ہو چنانچہ اسی فکر مین یہ غرق ہے۔ اب چند کلمے لشکر ظفر پیکر صاحبقران نامور کے بیان ہوتے ہین۔ کہ امیر بارگاہ آسمانجاہ مین بعشرت تمام تشریف فرما ہین۔ اور لقائے بے بقا راندۂ درگاہ خدا زمردشاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا دربار جمع ہے اور صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہین بختیارک شیطنت کر رہا ہے چنانچہ صبا و بلا کو اُس شیطان نے بھر اغوا کیا یعنی بیٹھے بیٹھے اُٹھکر چلا لقا نے پوچھا کہان جاتے ہو کہا رات بھر خدا پرستون کے نعرون سے نیند نہین آتی ہے اسوقت کسی جنگل مین جاکر سو رہونگا یہ کلام سُنکر صبا و بلا نے کہا ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہین اُسنے کہا تم ابھی ٹھہرو ایک ہی مرتبہ جنگل آباد کرنا جس سے پانؤن پھیلاکر خواب عدم مین سونا ساحر یہ کلمہ سُنکر خفیف ہوئے اور کہا ہم شاہ جادوان کے مدد نہ بھیجنے کا انتظار کر رہے تھے خیر اب طبل جنگ بجواؤ ہم آپ سمجھ لین یہ کہکر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دین کہ ہلکارے خبر لیکر سامنے آئے اور بعد دعا و ثنائے لقا عرض پیرا ہوئے کہ ایک ساحر زہیر بن قہر نام فرستادۂ شاہ طلسم فوج کثیر سے آتا ہے واقعی بڑا پہلوان معلوم ہوتا ہے یہ کہکر ہلکارے چلے گئے اور لقا نے منصور کو بھی وغیرہ چند سردارون کو بہر استقبال روانہ کیا یہ سردار گئے راہ مین ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی باعزاز تمام ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے لشکر اُسکا اُترا اُسنے سامنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دیکر بلا گردان ہوا اور دنگل پر بیٹھا بختیارک سے بھی ملا اُسنے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا تم طلسم ہوشربا مین بالکل بیکار تھے اسلیے خداوند پر تیل مالش ہونے چلے آئے

اُسنے کہا ملک جی گھبراتے کیون ہو آج میرے نام پر طبل رزم بجواؤ کل سر میدان تماشا دیکھو ملک جی
نے کہا جلد ہی کیون کرتے ہو ایک دن تو جی بھر کے دیدار خداوند دیکھ لو پھر آخر تم کہان اور خداوند
کہان اُسنے کہا ملک جی یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین آخر فنا آخر فنا یہ کہکر حکم دیا کہ ساقی نے لاکر
جام مے سرخ زہر کو دیا ناچ ہونے لگا شام تک شغل بادہ خواری رہا جب آفتابی ساغر طاق مغرب
پر رکھا گیا کہ بیت بہار شام نے پیدا کیا رنگ + ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ + شام ہوتے ہی
طبل جنگ پر لشکر ساحران مین چوب پڑی ہلکارے خبر لیکر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور
مجرا کرکے عرض پیرا ہوئے کہ ایک ساحر بارگاہ لقا مین تازہ وارد ہوا ہے اُسکے نام پر طبل جنگ
بجا ہے یہ خبر سُنکر امیر نے حسب ایماء شاہ چالاک کو اشارہ کیا اُسنے جاکر نقار خانۂ سکندری مین
طبل سکندری پر دوال دی تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم سحر لڑائی ہے معرکہ آرائی ہے بس ہر ایک تیاری
کرنے لگا پہر رات گئے امیر نے بھی دربار برخاست فرمایا گرد گردن کش شمشیر زن وصف شکن
اپنی اپنی بارگاہ مین آئے اکل و شرب سے فراغت کرکے اسلحہ کی درستی مین مصروف ہوئے طول ہر
مقام کا نہین اچھا ہے چار پہر رات ہر سمت شور تیاری حرب رہا جب خنجر مہر کو ترک دہر نے سان پر
چرخ کے چڑھایا کہ بیت ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار + اڑا عنقا صفت رنگ شب تار + امیر کشورگیر
نماز سے فراغت کرکے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحہ کا لاکر سامنے رکھا آپ نے تمام تبرکات
انبیا علیہ السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرماکر باہر مسجد کے آکر خانۂ زین اشقر کو منور و روشن
مثل آفتاب تابان فرمایا بہرام و لندھور وغیرہ نے آکر تسلیم کی آپ ہر ایک ہمراہ لیکر جلوخانۂ
بلورین شہنشاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے بہت جلد برآمد ہوئے عیش محل
کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوئے ہزارہا فانوس مینا کار اور پنجشاخے
دوشاخے روشن تھے عود سوز و عنبر سوز جلتے تھے نرگس دانون پر عود دہکی کا بکٹا جھنکتا ہو بسم اللہ
کی آواز بلند اسیطرح جب شاہ ارجمند نمودار ہوئے امیر نے آگے بڑھکر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ
پر رکھا سوار ہونے کا اشارہ فرمایا امیر سوار ہوئے بمرتبۂ صاحبقرانی چالیس قدم تخت سے آگے
چلے اور تمام سردار تہمتن و گرزن مجرائی ہو کر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ
ہوئے ابتو بکروفر سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیارونکے غول ڈھمڈھمیان

بجاتے شلنگین بھرتے کمندون کے لچھے باہم چلتے حقہ ہاے بیہوشی اُچھلتے جاتے تھے ایک جانب پیادہ پلٹنون مین مسل جمائے سوار رسالون مین گھوڑے برابر بلائے چلے آتے تھے نوبت ونقارے بجتے تھے چھڑکاؤ کرتے نقیبون کا بولنا گھوڑون کے ہنہنون کی صدا سمون کے کڑاکے کی آواز خوف سے ترک فلک کا مزاج ناساز غرضکہ بسبیل اختصار وادگاہ مصاف پر یہ لشکر دلاوران پہونچا صفین جمنے لگین قلب لشکر مین سر پر شاہ زمان قایم ہوا بیلدارون نے زمین رن کی ہموار کی تبردارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ دی میدان مثل آئینہ کے پاک وصاف نظر آیا روے شجاعت اُس آئینہ مین ہر بہادر نے دیکھا اُسوقت دروازہ قلعہ کوہ عقیق کا کُھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی تخت ہاتھیون پر کھچا ہوا گرد اُن ہاتھیون کے ساٹھ لاکھ کا لشکر دریاے آہن مین ڈوبا ہوا ظاہر ہوکر میدان مین آیا ایک طرف سے ساحرون نے پرا جمایا بلاے جادو سحر کے بنگلہ مین سوار صبا پہلو مین دونون مصروف شغل بوس وکنار ہمراہ فوج بیشمار یہ کوئی گروہ اژدر سوارون کا کوئی غول ببر سوارون کا یہ سب ایک جانب کو آکر صف کشیدہ ہوئے پھر زمرد کی آمد ہوئی اُسکے ساتھ کے ساحر صورتین ڈراونی بنائے تھے بال ڈاڑھی موچھ کے ایسے بڑے تھے کہ چہرے اُنکے چھپے تھے بعض اُنمین جوگی بنے گیردے کرتے پہنے تہمد باندھے بال سر کے اُلٹے کنگھے سر مین گُھڑے لکڑیون پر جھولیان لٹکائے تونبیان مُنھ سے لگائے تھے بعض تخت سحر پر سوار سامنے منقل سلگائے گُٹی لکڑی کی بنائے جوت کا دیا جلائے تھے کسی کے ترسول مین فلیتہ روشن ترسول مُنھ مین اُترا ہوا حلق کے پار گذرا ہوا مُنھ سے تیل نکلکر اُوپر کو چڑھتا فلیتہ تیز ہوکر بھڑکتا اُسکی لو سے بلا آتشناک نکلتا بھینٹ دے بھینٹ دے کہکر غائب ہوجاتا غرضکہ باین کر و فر وہ جملہ لشکر آمادہ بہ شور وشر ہوا میمنہ ومیسرہ وساقہ وکمینگاہ اِدھر بھی درست ہوکر نقیب جانبین سے نقابت کرکے گئے اور زمرد نے اپنا مرکب اُڑا کر سامنے لقا کے آکر سجدہ کیا اور اجازت طلب کی اُس روسیاہ نے گڑگڑا کر فیل پر سے نہیب دی کہ اے بندہ قدرت تجکو ید قدرت کے حوالہ کیا یہ اِس صدا کو سُنکر شاد شاد پھر سوار ہوکر میدان مین آیا اور مثل مبارزان صف شکن سلحشوری دکھا کر مبارز طلبی کی اِسطرف قوم دمشقیون مین علمون کو جلوہ ملا اور شہزادہ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اُڑا کر سامنے تخت شاہ اسلامیان آکر مرکب سے کود پایۂ تخت کو چوم کر اجازت میدانداری حاصل کی اور مرکب بادپیا ڈپٹا کر قریب حریف جاکر طالب حرب ہوا اُسنے دل مین توکچھ افسون پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا اس بہادر نے سپر پر اُسی

شمشیر آبدار کو روکا لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بیہوشی طاری ہوئی ساحر نذکور نے تلوار نیام مین کر کے انکے گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اس دلاور کو اٹھا زمین پر مارا اور لشکریون کو اپنے پکارا کہ وہ آکر باندھ لیگئے پھر اُس ساحر خاصر نے آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان اور تم مین سے جسکی اجل نزدیک آئی ہو وہ آئے اس صدا کو سُنکر سرداران ملک دمشق مین تار بندھا یکے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لیکر مقابل آنے لگے لیکن جو آیا وہ گرفتار صرصر حادثۂ تیغ سحر ہوا مختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا ہو کر قید ظلم مین پھنسا اور بہت لوگ جان سے مارے گئے اور از بسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت کر کے نکلتے تھے امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی آخر وہ دن تمام ہوا شاہ خاور کا میدان سپہر مین کام ہوا کہ

بیت اک ابر نیلگون مغرب سے آیا + فروغ مہر دامن مین چھپایا +

شام کو لشکر لقا مین طبل آسائش بجا لشکر جانب خوابگاہ پھرے لقا نہایت شادان و فرحان ساحر پر سے زر نثار کراتا پھرا بارگاہ اُسکی نصب ہوئی لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا اِدھر امیر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے عیاران لشکر نے جو امیر کشور گیر کو اُداس دیکھا عرض کیا کہ جناب اقدس و اعلی کسی طرح دلگیر ہون غلامان جان نثار جاتے ہین اور اُن نابکار ساحران غدار کا سر بن پڑتا ہی تو لاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا عیار ایما پا کر روانہ ہوئے یہان کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے پھر دربار برخاست فرما کر داخل شبستان ہوئے سردار خوابگاہ مین آئے طلایہ لشکر مین پھرنے لگا اُدھر لقا نے ساحرون کے لیے حکم اجتماع جلسۂ عیش و عشرت دیا ہی گائنین خوش آواز بصد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئی ہین دور شراب ناب ہی جلسۂ چنگ و رباب ہی بلبلاے جادو تو محفل مین بیٹھا لیکن صبا غائب ہوگئی ہی کیونکہ وہ غائب رہتی ہی زہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہی خوب ہی جلسہ جما ہی زہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوند کے خیمہ زربفتی استادہ ہوا ہی جملہ سامان راحت اسمین مہیا ہی کہ اِس جگہ وہ بارگاہ سے آکر آرام کریگا فی الجملہ اس خیمہ کے آراستہ کرنے کا جنخین انتظام سپرد تھا عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار یعنی چالاک و ابو الفتح صورتین فراشون کی ایسی بنا کر اُنخین مین آکر ملے اور حاضر رہے جب رات زیادہ گئی زہر بارگاہ خداوند سے اُٹھکر اُسی خیمہ مین بہر آرام آیا اور پہلے آکر مسند پر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا اتفاق زمانہ بلا جو دربار سے اُٹھا وہ بھی آواز گانے کی سُنکر اُسکے خیمہ مین آیا اُسنے تعظیم دیکر مسند پر بٹھایا یہ ظالم اظلم جو بیٹھا ہر سمت بیک نظر دوڑانے لگا کسلیے کہ یہ عیارون کی حرکات سے خوب آگاہ ہو چکا ہے

پس اسنے دیکھا کہ کنول بجھانے کی لیکر جو فراش آیا ہی یہ عیار ہی اور واقعی چالاک شمعون پر بیہوشی گل کرنے کے حیلے سے اور گلاسون مین نی کے ذریعے سے پہونچا رہا تھا اُسنے پہچانکر سحر پڑھا کہ پانون چالاک کے زمین نے پکڑ لیے بلا نے ایک ساحر سے کہا کہ اس فراش کو پکڑ لا وہ ساحر اُٹھکر اسیر کرکے اُسکو سامنے لیگیا یہ ماجرا دیکھکر عیار ابو الفتح جلد خیمہ سے نکلگیا اور وہان زہر نے بلا سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہی جسکو تمنے گرفتار کرایا ہی یہ سُنکر وہ بہت ہنسا اور کہا یہ وہ ہین جنھون نے گھر ساحرونکے اُجاڑ دیے بستیان ویران و برباد کر دین خاندان ساحرون کے اور دودمان سامری پرستون کے باقی نہ رکھے عیار انکا نام ہی یہ وہ افعی ہین کہ انکی نگاہ زہر آلودہ سے کام ہمارا تمام ہی یہ کہکر اُس ساحر سے کہا کہ اسکو باہر خیمہ کے لیجا اور سر کاٹ لے آ یہ حکم سُنکر وہ ساحر چالاک کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا اُسوقت ابو الفتح جو باہر بارگاہ کے پہلے سے آچکا تھا یہ حال اپنے بھائی کا دیکھکر جلد ایک ساحرہ کی صورت بنا اور بال پریشان کرکے زار زار روتا پیٹتا لاکھون کوسنے عیارون کو دیتا آیا ساحر جو چالاک کو قتل کرتا تھا اُسنے اِسکو دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی جو گریان و نالان چاک گریبان مثل ماتم زدگان ہی اُس ساحرہ نے اِسکی بلائین لین اور خوب روئی اور کہا بیٹا مین مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہون اِس موئے نے کہ جسکو تو قتل کرتا ہی میرے کلیجے مین ناسور ڈالدیا ہی میرا جوان کڑیل بیٹا اسنے مار ڈالا ہی تو اگر مجکو اِس موڈی کاٹے کو دے تو بوٹیان کاٹ کر کباب لگاؤن اور انواع عقوبت و عذاب سے مارون اُسنے اس ساحرہ کی گریہ وزاری پر رحم کرکے سحر اپنا دفع کرکے چالاک کو اُسکے حوالے کیا اور کہا جلد اسکو قتل کرکے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار مین ہین ساحرہ نے اُسکا بازو پکڑا اور لیکر چلی آگے بڑھکر دونون نے نعرہ کیا اور چمک کر مثل برق سامنے سے نکلگئے ساحر نعرہ سُنکر خفیف ہوکر خیمہ مین گیا اور بلا سے سارا ماجرا کہا کہ اس طرح وہ عیار رہا ہو گیا بلا نے حال سُنکر زہر سے کہا کہ بھائی بڑا غضب ہوا وہ ناعیار اب جیتا نہ چھوڑیگا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا تم بھی بہت ہوشیار رہنا ورنہ مار ڈالے جاؤگے یہ کہکر بزور سحر غائب ہو گیا مگر زہر کے دماغ مین بوے کبر و غرور سمائی تھی عیارون سے کبھی سابقہ اسے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اُسکی سمجھ مین نہ آیا بعد اُسکے جانے کے رات تھوڑی باقی تھی دروازہ پر پہرا مقرر کرکے پلنگ پر آکر لیٹا اور بغیر حصار سحر کیے بیخوف ہوکر سو رہا یہان دونون عیار جو بھاگ کر گئے ایک مقام پر ٹھہر کر صلاح پذیر ہوئے کہ اپکی نقب دیگر

اندر خیمۂ ساحر کے چلین پھر دونون نے ہمراہیان بلاکی ایسی اپنی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے یہان جو چوکی پہرا دے رہے تھے اُنھون نے روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ مین اتنی رات گئے جاتے ہو اُنھون نے کہا ہمکو بلاے جادو نے بھیجا ہی وہ عیارون سے خوفناک ہین تو فرمادیا ہی کہ تم اندر جاکر پلنگ کا میرے بھائی کے پہرا دو ایسا نہو کہ عیار آجائین پہرے دارون نے یہ مضمون سُنکر ناچار اندر جانے کی اجازت دی یہ دونون جب اندر آئے دیکھا کہ شمعین روشن ہین زہر آرام مین ہی نفیر خواب بلند ہی یہ دیکھکر اُنھون نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہونچکر نے مین بیہوشی رکھکر اُسکے نتھنون سے ملاکر پھونکی کہ وہ بیہوش ہوا یہ چادر مین اُسکا پشتارہ باندھکر سراپچہ پہاڑ کے پشت خیمہ کی طرف سے نکلے اور طلایہ دار لشکر سے بچتے اُٹھتے بیٹھتے لشکر سے باہر نکلکر جنگل مین آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیرہ سر کو لادکر لیجانا کیا ضرور لازم ہی کہ سر اسکا کاٹکر اپنا بوجھ ہلکا کرین اور اسکا بار ہستی بھی اُتر جائے گردن کا بوجھ جائے یہ سوچکر زمین پر رکھکر پشتارہ وا کیا اور خنجر تیز کر جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا لیکن قضا اُسکی نہ تھی بروے ہوا صبا بے جادو رہتی ہی اتفاق سے اُسوقت رات جو بھلی تھی تو جنگل کی بہار لطف پر تھی وہ کیفیت صحرا دیکھ رہی تھی عیارون کو خنجر مارتے دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ باڑھ خنجر کی کند ہو گئی عیار حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت ایک آواز آئی کہ باشید ای تیرہ سران یہ آواز سُنتے ہی عیار زمین پر گر کر اس طرح چھپے کہ بالکل غائب ہو گئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غار و نشیب مین مخفی ہوئے اور صبا روے ہوا سے نیچے اُتر آئی عیارون کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا اُس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا وہ اُٹھکر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحراے ہولناک مین مجھکو کون لایا صبا نے اُسکو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اتنا تجکو بلا نے سمجھایا تھا پھر بھی تو غافل ہو کر سو رہا اسوقت مین نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا غرضکہ زہر کے بھی اب کان ہوئے اور وہانسے اپنے خیمہ مین آیا اور صبا پھر اُڑ کر غائب ہو گئی عیار ناچار پھر آئے کیونکہ وہ رات تمام ہو چلی تھی سپیدے شمع نور نے شبستان عالم مین روشنی بخشی کہ بیت کہ جب شب کا اُٹھا بستر جہان سے + سحر نے منھ دکھایا آسمان سے + دم صبح لقاے بد اختر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا زہر اور بلا بھی آکر دنگل پر بیٹھے اور صبا بھی آئی بختیارک کچھ تیور پہچانکر ہنسنے لگا اور کہا رات کا واقعہ ہمکو بھی معلوم ہی صبا نے اُسوقت سب حال عیارون کا بیان کیا شیطان نے کہا بڑی خیر گذری اب بچتے رہنا نہین کام تمام ہو جائیگا

زہرنے جواب دیا کہ آج ہی مین لڑکر فیصلہ کیے دیتا ہون یا مارا یا مرگئے عیار میرا کیا کرلینگے یہ کہکر
گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہی اسیوقت طبل جنگ بجوا کر لشکر تیار کراکے مقابلہ کرنا چاہیے یہ کیا ضرور ہی
کہ رات کو طبل بجے اور صبح کو کل مقابلہ ہو رات کو طبل رزم اسلیے بجتا ہی کہ حریف نا توان
ہوشیار ہو کر درستی کرلے چنانچہ یہ حریف اس قابل ہین کہ انکو دم لینے کی بھی مہلت نہ دے یہ
کہکر بکمال لاف وگزاف حکم نواخت نقارۂ حرب دیا اُسی دم کوس جمشیدی لشکر لقا مین گڑگڑایا
ساحرون نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونی لگی اِدھر تو یہ سامان ہی اُدھر چالاک و
ابوالفتح بارگاہ سلیمانی مین آئے شاہ عالیجاہ اورنگ خلافت پر تشریف فرما تھے دربار معمور تھا کہ ان
عیارون نے حال شبینہ عرض کیا اسی اثنا مین جوڑی ہلکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق بحر اگاہ
پر آکر ٹھہری اور بعد دعاے دولت شاہ گردون بارگاہ حال نقارہ زنی دشمنان معرض عرض مین
لائے یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم تیاری لشکر دیا سردار اُسی وقت بارگاہ سے نکلکر
مرکب طلب کرکے سوار ہوئے بادشاہ بھی برآمد ہوئے طبل و نقارے بجے دلاور جلد جلد مسلح بکمال ہونے لگے کہ بموجب نظم

خروش سواران و اسپان ز دشت
زمین با سواران ہمی پر دہی
یکے باد و ابرے دران تیر و ز
جہان دیدہ از تیرگی خیرہ گشت
برفتند سیلان و نیزہ دران
بدریا نہنگ و بہامون پلنگ
زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ
ہزبر ژیان را بدرید گوش

ز بانگ تبیرہ ہمی در گذشت
ز جوشش سواران ہر کشورے
برآمد رخ ہور گیتی فروز
وزان روے لشکر بگردار کوہ
ہم از قلب لشکر سپاہے گران
چو ہر دو سپہ اندر آمد ز جاے
ز گرزیلان اندران رزمگاہ
سپاہ دو کشور کشیدند صف

دل کوہ گفتی بدر ر دہی
ز بس گرز و ہر لوم ہر جوشن
بپوشید دردے زمین تیرہ گشت
برفتند جوشان گروہا گروہ
ہمی آب گشت آہن و کوہ و سنگ
تو گفتی کہ دارد در و دشت پاے
زمین پر ز جوش و ہوا پر خروش
ہمہ جنگ را برلب آورد کف

جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے زہر نے سامنے لقا کے آکر عرض کیا
کہ مین ایک ایک سے کہانتک لڑونگا آج مین ان مسلمانون پر حملہ کرتا ہون اُس نامرد عرصۂ نبرد نے
حکم دیا کہ جلد جا اور کام اُن سب کا تمام کر یہ اجازت پاکر وہ خرس تیغہ گھسیٹکر گیدڑ بھبکی دکھاتا گینڈا اُڑاتا
جانب صف لشکر اسلام چلا اور پس پشت اِسکے ساحرون نے غول باندھکر حملہ کیا اور اکطرف سے

کوہیون کا لشکر چلا اور ایک سمت سے سنجانی و باختری و مشتری جمعاری جبلہ لقاپرست حملہ آور ہوئے اور ایک طرف سے فرامرز بن نوشیروان نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا تمام ساسانی و گرگانی و کیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا خدا و ندلات اعلیٰ و منات معلی کہکر بڑھے اور لشکر اسلام کو چہار جانب سے گھیر لیا اور زرمہر جو آگے چلا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرد وزان ہوئی اور اُس ہوانے یہ تاثیر بخشی کہ اہل اسلام چپکے کھڑے اُسکو آتے دیکھکر قصد رزم نہ کرتے تھے اور اسکو روکنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے سوائے امیر باتوقیر کے سب پر سحر اُسکا اثر پذیر ہوا تھا اور اُسنے صف لشکر پر آکر قتل کرنا شروع کیا ازبسکہ اہل اسلام صاحبان زور و طاقت ہین آپ تو وار نکرتے تھے لیکن اُسکی ضرب روکتے تھے یہ معاملہ دیکھکر امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اُٹھا کر ساحرون پر حملہ آور ہوئے اور آواز اسم اعظم سردارون کے کان مین جو پہونچی سوتے سے جسطرح کوئی چونکتا ہی اس طرح اس ربودگی سے ہوشیار ہوئے اور تیغہ و تبر و خنجر لیکر چلے اسطرف سے لندھور دوسری جانب سے مالک اژدر نعرہ بلند کرکے چلے پھر تو کرتیت سپر گردان۔ نعمان بن منظر۔ منظر شاہ یمنی۔ عامر شاہ رودباری۔ سیفی ذوالیدین۔ ابوالمعدن گرد۔ طوق حران گرد بہرام گرد بن خاقان چین۔ علمشاہ۔ قاسم۔ نورالدہر۔ داراب کشور کشا۔ ہاشم تیغ زن وغیرہ ہر سمت سے حملہ آور ہوئے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھا تیغ تیز کی روانی کا وقت آیا دلاورون کی جانفشانی کا ہنگام تھا خنجر گلوگیر شجاعان ہو کر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر کو جواہر زیور پر فوق تھے زخم دامن دار گلے کے ہار تھے پیکان تیر الماس نگار کلیجے کے پار تھے دُھکدھکی پر زینت طرازان بزم شجاعت کے دم تھے موت خلخال بنکر پائون پڑی تھی حلقہ پارہ زرہ کی ہر ایک کڑی جوشن پوشون کے زیور خفتان و جوشن تھے مردان شجاعت شعار زن تو نہ تھے مگر شمشیر زن تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اُدھر اپنی شوکت دکھانے کو زرمہر تلوارین مارتا صفوف لشکر کے پار نکلجاتا تھا اور سحر پڑھکر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اُسپر اثر نہ کرتا تھا اور اُس پار صف کے جاکر پھر گینڈے کو اُڑاتا دوسری صف پر جاتا پھر وہانسے قریب فیل لقا اپنی تعریف کرانے آتا اس رزم کو دیکھکر بختیارک نے اُس سے کہا کہ یہ لڑائی تمھاری بیڈول ہی اب اس طریقہ کو موقوف کرو تم شوم دستی اسلامیان سے واقف نہین ہو اُسنے کہا ملجی مردون کے ساتھ پھیرے ہوتے ہین یہ کہکر پھر گینڈے کو دابا اور تلوارین مارتا ہوا لشکر اسلام

کے پس پشت جا نکلا امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے بھڑے ہوئے تھے اسوجہ سے یہ اور بھی زبردستی دکھا رہا تھا کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا غرضکہ یہ پشت لشکر سے جو پھرا ہمدیون کی فوج مین آگرا اُدھر جو فوج کا دباؤ پڑا اور بہادرون نے تبر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا یہ اُدھر سے پھر کر قلب لشکر پر آیا یہان تخت شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے تاجدارون نے لینا لینا کا غل کیا اور اسکو زیر تیغ رکھ لیا مگر یہ قتل و قمع کرتا سامنے تخت کے پہونچگیا چوبدارون نے عصے مارنا آغاز کیے کہ او بے ادب کہان آتا ہی یہ شہنشاہ عالم و عالمیان ہین چوبدارون کا اور اہل تزک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلوارین مارتے آگے جاتے تھے یہ شور سُنکر پھر کھڑے ہوئے اور دریاے فوج عدو کو شناوری کرکے قلب لشکر مین اپنے پہونچے اور ڈانٹا کہ او زمہری نابکار کدھر جاتا ہی وہ بادشاہ عالی تبار ہین سُنتے ہی یہ نعرہ ستمگر گینڈا بڑھا کر للکارا کہ حمزہ میرا مقابلہ کون کرسکتا مین تجکو ڈھونڈھتا تھا بارے سامنا ہو گیا اب کہان تو بچکر جا سکتا ہی یہ کہکر سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور تلوار کو اُسکی رد کرکے عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا اُسنے سحر کی سپر چہرہ پر پناہ کی مگر وہ شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر سر کو دو پارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو اُجاڑ کے اوجھ جھوجھر کو کاٹکر آخر گینڈے کے تنگ سے گذر گئی زمانہ تیرہ و تار ہوا شور اُسکے مرنے کا مچا ساحر اور زیادہ ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامہ جدال و قتال گرم ہوا آب آہن سے جامہ ہستی دھو گئے دریاے لشکر مین بہت سے گوہر جان کھو گئے ہواے تیغ کے سناٹے تھے ابر سپر کے بنکر کالے بادل چھائے تھے کہ

نظم

دو لشکر بر انسان بر آویختند
ز بس جاش خون اندر آمد بجوے
سر بے تنان و تن بے سران
ہمی جست خورشید راہ گریز
ہمہ ریگ شد خون و سر دست و پاے
چو کرباس آہار دادہ بخون

چنان شد کہ گفتی بر آمیختند
بیابان بکردار جیحون خون
چو رنگیدن گرزہاے گران
تو گفتی کہ ابرے بر آمد سیاہ
زمین را ہمی دل بر آمد ز جاے

چکاچاک برخاست از مرد و روے
یکے بے سر و دیگرے سرنگون
ز درخشیدن خنجر و تیغ تیز
ببارید خون اندران رزمگاہ
ہمہ بوم و بر زیر نعل اندرون

ہر چند ساحران نابکار نے سحر و نیرنگ آشکار کرکے اہل اسلام کو مغلوب کرنا چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پس پا ہوئے اور ہزارون مارے گئے آخر بھگدڑ پڑی

لقا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلا گیا لشکر اسلام مین طبل فتح و ظفر بجا بہت مال غنیمت نصیب غازیان عالی ہمم ہوا امیر لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی دفن فرما کر داخل بارگاہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی سردار بارگاہ مین آکر داد عیش و نشاط دینے لگے اسطرف لقا باغ مین مینا مین آکر تخت خدائی پر اپنے بیٹھا سردارونکی زخم دوزی ہونے لگی جو سامان کہ باہر قلعہ کے چھوٹ گیا جو اسباب کہ لٹ گیا اُسکی درستی ہونے لگی بلا و صبا بھی آکر بیٹھے اور گویا ہوئے کہ ہمسے غلطی ہوئی جو ہمنے پہلے اسم اعظم نہ بند کر لیا خیر اب اسکی فکر کرتے ہین یہ کہکر ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ مدد جو آپ نے بھیجی تھی چنانچہ زہر اسطرح مارا گیا مسلمان بڑے زبردست ہین اب آپ کسی بڑے زبردست کو برائے اعانت ہمارے پاس بھیجیے یہ عرضی ساحران زہر کو دی کہ وہ روتے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوئے یہ تو اسطرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہی اُدھر شاہ جادوان فکر جنگ کوکب مین ہمہ تن غرق ہی مہرخ لشکر جو عمر کے ساتھ آیا تھا اُنکے افسرون کو لیکر بارگاہ مین بیٹھی عیش کر رہی ہی عمر دوبارہ بران پاس پہونچکر مصروف عشرت ہین ان سبکو اپنے اپنے مقام پر چھوڑ کر حال شہزادۂ تورج و طلسم ہزار برج و ایرج وغیرہ یہ ہمیشہ زمولف فسانہ لکھتا ہی

داستان رنگین و افسانۂ دلفریب و دلنشین سیر سرزمین طلسم ہزار برج کرنا شہزادۂ تورج نامدار کا اور قتل کرنا ساحران نابکار کا اور فتح کرنا برج طلسم کا پھر حال داخل ہونیکا طلسم مذکور مین ایرج نامور کا اور مذکور نجم عیار و شاپور شیر دل پھر کیفیت گرفتاری ماہی پریزاد و جنگ صنعت سحر ساز و ماجرائے نامہ داری طاق طومطراق و ندان لمولفہ

مرے مہربان ساقی رہنمائے
وہ دے ساغر بادۂ خوشگوار
نظر آئے عالم طلسمات کا
دیار فصاحت کا ہون بادشاہ
تکلم مین ہی اب یہ دعوی مجھے
لطافت مین ہو مثل نہر جنان
متانت مین روح القدس سے دو چند

اُٹھا دختر رز کے رخ سے نقاب
جو ہو شکل مین صورت چشم یار
وہ ہو نشہ مین میرے مضمونکا اوج
زمین سخن پر ہون فرمان روا
وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
صفائی مین مثل دل عارفان
وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار

الٰہی خردمند و پاکیزہ رائے
دکھا شبکو پھر جلوۂ آفتاب
جسے پیتے ہی دیدۂ دل ہو وا
کہ لطف سخن کی رہے ساتھ فوج
یہ رتبہ بھلا کب ہی لائق مرے
بلاغت مین تاج سر جبرئیل
بلندی مین طوبی سے بڑھکر بلند
بہار رخ یار جسپہ نثار

فصاحت کا مبدع بلاغت کا باب
مرے ہی صریر قلم کی صدا
بلند ایسی ہی میری طبع رسا
جسے دیکھکر مہر ہو آب آب
نئی سیر ہو اور نئی بات ہو
اُسی مے سے دے ساقیا جام جم
سپہر سخن پر مرا راج ہو
خموش اب رہ ہرزہ گوئی سے ہو
بیا سامع داستان سخن

معانی و مطلب مین جو انتخاب
بنانا مجھے ہی طلسم سخن
زمین سخن بنگئی ہی سما
ہزار اُس فلک مین نئے ہین بروج
نیا دن ہی ساقی نئی رات ہی
براق قلم اسطرح ہو روان
مرے واسطے آج معراج ہو
نویسی کے داستانے عجیب
چنین قصۂ نغز را گوش کن

کلام ایسے مضمون کا بس ساقیا
جتانا ہی کچھ مجھکو جادو کا فن
ہی اُس آسمان مین نیا آفتاب
کہ مہر سخن کا ہی جسکے خروج
یہ نیرنگ جس مے سے آئے نظر
طلسمی کرے دم مین طے آسمان
بس اے جاہ شوریدہ سر یاوہ گو
ہمین و فصیح و لطیف و غریب

فروغ افزایان آفتاب سپہر سخن وسیاران بروج افلاک مضامین روشن۔ فرس اندگان مضمار برعجائب طلسمات وطے کنندگان مراحل عرصۂ طلسم نیرنگیات سمند گردون خرام قلم کو میدان مضمون غرائب مشحون طلسم مین اسطرح جولانگر فرماتے ہین یعنی رنگا رنگ نیرنگ ہین کچھ سیر اطراف دشت طلسمات مین یون اُڑاتے ہین کہ جب بگرلے جادۂ پُرآفات طلسمات تورج والاصفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان کو مارکر اُس چاہ آتش مین کودا تو غلطان و پیچان مثل حلقۂ زلف معشوقان تہ تک چلا گیا آخر پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو ایک دروازہ رفیع کے قریب اپنے تئین پایا وہ در مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا تھا یہ اندر اُسکے قدم زن ہوا جب اندر داخل ہوا صدا کسینے دی کہ اے گرفتار طلسم اب تو دور قیامت تک یہین رہا ابتک تو بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص طلسم کا ہی جسمین تو داخل ہوا ہے شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نکیا اور آگے بڑھا دیکھا کہ دشت رنگین پربہار ہی خوبی مین دامن گلچین و بہار ہی

نظم

گل شاہد سرخ پیرہن تھا
میوہ ہر ایک قوت جان تھا
تھی بوے گلون سے عطر بیزی

داخل ہوا دشت مین جو وہ گل
دیکھا کہ بہار پردہ بن تھا
بلبل تھی وہان یہ یون غزلخوان
شبنم بھی تھی گرم آبریزی

رشک گل و جانفزائے بلبل
نوخیز تھا ہر شجر وہان کا
جیون زلف بتان مین دل ہو نالان

یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا اور آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا کہ اُسمین تین چار دروازے لگے ہین اُن دروازون پر آئینہ جڑے ہین باغ بہر صورت خوبی مین یکتا ہی آئینہ مہر سامنے اُن در آئینہ دار کے شرمندہ ہی شہزادہ حیران کار جب قریب پہونچا ایک دروازہ اُس باغ کا وا ہوا اور ایک پریزاد قامت مین رشک سرو و شمشاد باہر نکلی جسکے گل رخسار کے روبرو گل خورشید کلزار

فلک یاسمی جوال رات بسامعلوم دیتا تھا شب عشرت عالم مین پیدا ہوئی ہی یہ اُسی کی زلف معنبرین کا سایہ ہی لب لعلین پر اُسکے یاقوت معدن سے نکلکر تصدق ہونے آیا تھا نظم

شمع کی جسکی صباحت نے جھکائی گردن
شاخ گل دار کلائی کی ہی زیور سے بہار
گات ہیر نوک تو انگیا کا نرالا جوبن

اُسکے ساعد سے یہ نوکی کلائی اُتری
چوڑیان مینے کی ہیرے کے کڑے اور کنگر
اُبھری اُبھری ہوئی وہ سخت نکیلی پستان

گوری گوری ہی ہار گوال کلائی کیسی
پنجہ نے پھیر دیا پنجہ مہر روشن
وہ بر و دوش کی خوبی وہ صفا سینے کی
گدرا گدرا وہ شکم نرم وہ مخمل سابدن

شہزادہ اُسکو دیکھکر بیچین ہوگیا اور چاہا کہ قریب اُسکے جائے اُس مہوش نے فروغ حسن اپنا دکھاکر اُسکو دیوانہ بناکر سحاب حجاب مین اپنے تئین پوشیدہ کیا یعنی پھر در کے اندر چلی گئی یہ بھی سایہ سان عقب مین اُس پری کے اندرون باغ آئے کہین اُسکا پتا نپایا لیکن باغ نہایت پُرفضا تھا گل و ثمر سے بھرا تھا سیب کے اور انار کے درخت اُسمین بیشمار تھے شجر سیب اگر قامت یار گلعذار تھے تو سیب بستان معشوقہ طرحدار تھے سیب ذقنان کو اس باغ کے دیکھنے کی چاہ تھی اُسکے زرد ولن کو وہین پیاہ تھی انار پختہ ہوکر جو کھلگئے تھے خندہ دندان نما معشوق سبز پوش رنگین ہین کر رہے تھے کھلکھلاکر ہنس رہے تھے سلک گوہران دانون پر نثار واقعی طرفہ بہار گہ ابیات

ہین غنچ مین چاک یہ گل ہنستے ہنستے شال ال
ترانہ سنج تو بلبل ہی نغمہ خوان قمری

ہی تختہ زرد چنبیلی کا زعفران کی کشت
نسیم برگ کی جنبش سے دے رہی تالی

حیا سے ہین تبسم جھکائے سر غنچے
شگوفہ سے ہین نکالے ہنسی مین دانت ال
تورج نے اس باغ مین جب اُس

رشک چمن کو نپایا ناچار کچھ سیب و انار توڑکر نوشجان فرمائے اور بارہ دری مین گیا وہان آبدار خانہ موجود تھا سبوان پر کٹورا رکھا تھا بجھیر اُڈھکا تھا اُسنے پانی ساغر زرین مین بھر کر پیا جب آسودہ ہوچکا قدم سیر کرنے کو اُٹھایا بارہ دری مین جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف کو تخت جواہر نگار گسترده دیکھا اُسپر لقا مشرک خدا کو بیٹھے پایا یہ حیران تھا کہ لقا یہان کیونکر آیا پھر سمجھا کہ یہ پتلا کسی ساحر نے اُسکی صورت کا پوجنے کو بنایا ہی اسی سوچ مین تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا منم لقا بے بقا ارے تورج تو میری بہشت مین بحر قدرت کے کھیچے آیا اب کیا کھڑا سوچتا ہی جلد مجھکو سجدہ کر اور شکر میری عنایت فراوان و رحمت بے پایان کا کہ پہلے تو ماہ پرستی کرتا تھا تجھکو خدا پرستی کی مین نے توفیق رفیق فرمائی اب تجھکو اپنی بہشت مین زندہ بلاکر دیدار اپنا دکھایا اب تجھکو تامل سجدہ کرنے مین بیجا نہین جلد گردن جھکا یہ کلمات سنکر شہزادہ ہنسا اور گویا ہوا کہ او مردود ازلی ابدی یہ منہ اور دعوی خدائی کا تو کوئی شیطان رجیم ہی جو اس پتلے مین در آیا ہی او بھائی تیرا یعنی اصلی لقا بھی بچہ شیطان کو وہ عقیق ہین بندگان رب العزت کو بہکا رہا ہی اُسکی صورت کا ایسا یہ پتلا کہ جسمین تو حلول کیے ہی کسی ساحر نے بنایا ہی دیکھ تو

اپنی سزا یہ کہکر تیغہ کھینچکر لپکا اُس پُتلے نے کہا ہان ہان ارے کیا کرتا ہی جادہ ادب سے قدم آگے دھرتا ہی
مین جدا ہون تجھکو غارت کرونگا شہزادہ اولاد خلیل الرحمان نے اُسکا غل کرنا کچھ نہ سُنا اور ہاتھ تلوار کا مارا مگر تلوار
اُچٹ گئی اور اُس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہونچا اور اُسنے شور مچایا کہ ای حوریان قدرت جلد دوڑو کہ اس بندہ بے ادب
نے کام میرا تمام کیا وہ تو چنچیارہا شہزادہ بت شکن نے گردن پکڑکر تخت پر سے کھینچکر ستون بارہ دری سے سر اُسکا
لڑا دیا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا شہزادے نے پھر اُسکو چور چور کرڈالا بس زمین تھرائی
اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ او بیرحم تو نے ذرا بھی
خداوند کے حال پر رحم نہ کیا کیسا کیسا وہ چیخے مگر تو نے انکو نچھوڑا اب دیکھ تو کہ کیا آفت تیرے اوپر مین لاتی ہون
شہزادہ یہ سنکر تیغ بکف اُسپر بھی جھپٹا اُسنے بڑھکر دیوار پر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی پیدا ہوئی اور
شہزادہ بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا ایک میدان لق ودق مین آگیا ہون نہ وہ باغ ہی نہ مکان ہی
فقط کفدست میدان ہی مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی آگے جاتی ہی یہ دیکھکر شہزادہ بھی چلا لیکن
وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہی اور اُسکا مطیع ایک دیو ہی کہ اس بیابان مین رہتا ہی چنانچہ اس ساحرہ نے
آپ تو شہزادہ کا مقابلہ نکیا اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہوگا تو تجھکو مار ڈالیگا دیو سے چلکر کہدے وہ
دکھا جائیگا بس جاتے ہی اُس دیو سے کہا کہ ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر کیا ہی وہ لقمہ
لذیذ آیا ہی جلد اٹھ اور نوشجان کرلے یہ سنتے ہی دیو قلقاری مارکر دم اُٹھائے اُشتلنگ کرتا لیکا شہزادہ تو چلا ہی
آتا تھا دیو کا سامنا ہوا اُس دیو نے اُسکو دیکھکر ایک درخت عظیم الشان اُکھیڑکر کاندھے پر رکھا اور سامنے آکر
ناچنے لگا پکارا کہ اب خوب اڑھ گرم ہوگی ای انسان مین مُنھ کھولتا ہون تو میرے پیٹ مین اُترجا کہ تجھکو میرے
دانتون کے چبانے کی تکلیف نہو شہزادہ نے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل کوہ وغیرا مین تہلکہ
وزلزلہ پڑگیا دیو نے گھبراکر وہی درخت چرخ دیکر مارا اس نہال حدیقہ صاحبقرانی نے پیترہ بدلکر خالی دیا دیو نے ایک
چیخ ماری کہ ارے تو بڑا زبردست ٹھہرا کہ میرے مُنھ مین کسی طرح نہین آتا رہ تو جا مین تجھکو نوچ نوچکر کھاؤنگا یہ کہکر
دوڑا اور شہزادے سے لپٹ گیا اُسنے ایک ہاتھ اُسکا کہنی کے نیچے رکھکر دوسرے ہاتھ پر پیچ باندھا دیو
ارے کیا کرتا ہی ارے کیا کرتا ہی کہکر زمین پر گرا شہزادہ نے اُسکے سینگ پکڑکر اُمیٹھے کہ وہ چت ہوا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہی اچھا میری چھاتی پر سے اُتر کہ مین تجھکو سجدہ کرون شہزادہ نے
فرمایا کہ استغفر اللہ مین ایک عبد ذلیل پروردگار عالم ہون پروردگار میرا وحدہ لاشریک ہی اُسکو تو بھی

دیو

سجدہ کر دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو زلزلۂ قاف ہی شہزادہ نے فرمایا کہ مین زلزلۂ قاف کا پوتا تورج بن بدیع
الزمان ہی دیو نے یہ سنکر دانت نکالدیے اور چک چک کرنے لگا شہزادہ اُسکے سینے پرسے اترا اُسنے کلمہ پڑھکر
اسلام بصدق دل اختیار کیا یہ تمام ماجرا اُس ساحرہ نے کہ جسنے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب
تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک دانہ آتش کا سحر پڑھکر مارا کہ شہزادہ بیحس و حرکت ہوا اُسنے ایک کہین سے پتھر لیکر
اُٹھایا کہ تجھکو اُسی طرح پہاڑ پرسے نیچے گرا کر مارونگی جسطرح تو نے خداوند کو نگرا کر چور چور کیا ہی یہ کہکر دیو
کی جانب بھی دانت پیستی بڑھی کہ ہوئے تو بھی اس نگوڑے سے ملگیا دیو نے فقرہ کیا اور کہا اے ملکہ مجھکو
یہ مارے ڈالتا تھا اگر مین منت اسکی نکرتا تو مارا جاتا مین اسکا دشمن صعب ہی ہون اسنے مجھکو بڑی اذیت
دی ہی مجھکو دیجیے کہ مین اسکو کھالون یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہونچتے ہی گردن اُسکی پکڑ کر بزور تمام جھٹکے سے
کھینچ لی شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مارا رم جادو کو اُسکے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا
اور دلہ کو گلے سے لگایا دیو نے کہا اے شہریار میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمائیے شہزادہ اُسکے
ہمراہ ایک پہاڑ پر آیا وہان درخت میوہ دار گنجان لگے چشمہ ہاے شیرین جاری تھے شہزادہ نے وہان میوہ
کھایا پانی پیا آسودہ ہوکر سجدۂ شکر خدا کیا پھر دیو سے باتین کرنے لگا دیو نے عرض کیا کہ حضور یہان کیونکر
تشریف لائے شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا اُسنے کہا یہان سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جائے تو وہ
راہ کہ جدھر سے آپ آئے ہین ملنا دشوار ہی اب تین دریا راہ مین ملینگے ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا
اور یہ دریا چار طرف اس طلسم کے ہین اگر آگے جانیکا قصد کوئی کرے جب بھی یہ دریا ملینگے مگر مین محنت گوارا
کر کے آپکو کندھے پر سوار کر کے لیچلونگا اور آپکے لشکر مین پہونچا دونگا اور وہان مین بھی حاضر رہونگا شہزادہ
نے فرمایا اے رفیق شفیق مین راہ بھولکر یہان نہین آیا ہون بلکہ بارادۂ فتح طلسم عمداً داخل طلسم ہوا ہون یہ
میرا شیوہ نہین جو اپنے عزم سے باز آؤن اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤن دادا نے میرے دیو سمندون ہزار دست کو
مارا ہی مین اتنا بھی نکرون اس طلسم کو توڑون اب تم یہان آرام کرو میرا خدا شریک حال میرا ہی انشاء اللہ فتح
کر کے مین تمسے پھر ملونگا دیو نے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیون جدا ہونے لگا اگر یہی ارادہ
ہی تو میرے ساتھ چلیے اور بادشاہ طلسم کو مارے مین بھی جانبازی کرونگا شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک
رات اُس پہاڑ پر بسر کی شب بھر ذکر طلسم دینرنگ رہا جب دوسرے دن کوہ طلسمات خاور سے شاہ زرین
کلاہ خور نے سر بدر کیا کہ **بیت** فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف ٭ بڑھا صحرا کو سلطان پر انصاف ٭

شہزادہ نے ذکر ہمت بعد اداے فریضہ نماز باندھکر قصد روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ ای آقا تین روز مین ایک ایک دریا طے ہوگا آپ کچھ جانور شکار کرکے مجھپر لاد لیجیے اور سوار ہوکر چلیے اسی طلسم مین راہ برج جمشیدی کی بھی ہی اور پرستان کو بھی رستہ گیا ہی آپ اکیلے بہک کر اور سمت چلے جائینگے راہ طلسم نہ پائینگے شہزادہ نے اُسکے کہنے سے بہت سے گور و گوزن و نیل گاؤ وغیرہ شکار کرکے پشت پر اُسکی بار کرکے آپ بھی سوار ہوا اور دیو اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کی ہوا خواہی مین بال شوق وا کرکے اڑا شہزادہ نشیب و فراز عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز پہلے دریاے آب پر دیو لیکر پہونچا شہزادہ نے دیکھا کہ یہ دریا نہین قہر خدا کا نمونہ ہی جو حباب ہی وہ دماغ مین ہواے ہمسری حباب فلک رکھتا ہی چشمۂ خورشید اُسکے نام سے جلتا ہی پاٹ اسکا آسیاے گردون کو پیس ڈالنا چاہتا گھاٹ اُسکا تیغ ظلم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا دھارے مین اُسکے وہ پانی کا توڑ کہ پست اُس سے ہر صاحب ور کا توڑ جو سمندر عجب نہین جو اُسکے خوف و بیم سے آب آب ہو اور نہنگ سمندر آتش بنتا اور آگ مین رہنا اختیار کرے بحر اخضر ہوا کا زہرہ آب تھا طوفان نوح مقابل اُسکے شرم کے پسینے مین غرقاب تھا کہ بیت پڑھا ایسا کہ جون بیتابی دل + ہر اک لہر اُسکی موج تیغ قاتل + دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا شہزادہ اُسکے منھ مین وہی گوشت شکار کا دیدیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھاکر بسر کرتا آخر اُس بحر زخار کی سرحد سے گذرے اور کنار بحر آتش کے پہونچے دیکھا کہ یہان کوسون تک آگ کا میدان ہی شعلۂ شرار کی لپک سے پوشیدہ آسمان ہی فلک اُسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھاکر نیلا ہوگیا بلکہ دھوان گیا ہی چرخ اُس نہج سے جھکا نظر آتا ہی جیسے دودی جہاز سمندر مین جاتا ہی جو شعلہ ہی دہانکا وہ شعلۂ آہ عاشقان کی طرح سر کشیدہ ہی ماہتاب وہین سے بھاگا ہی جو سریع السیر کہلاتا ہی العیاذ باللہ آگ اسطرح شعلہ ور ہوکر پیچ و تاب کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اُس سے شرمندہ نظر آتی تھی زبانہ اُسکا زبانۂ جہنم پر زبان دراز بیتابی مین مثل مزاج عاشق ناساز شور سے اُسکے برق تڑپکر تیز رون بھاگے رعد کا دم بند ہو اُس بحر کا زبان قوم آتشی چھالے ڈالے کہ ہیبت ہوا تاریک مثل ابر گیسو + بلسان شعلۂ خو جلتی تھی لو + کنارے اُس بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ تھی درازی مین مثل عمر انتہا رسیدہ تھی دیو نے شہزادہ کو لیکر بڑی تیزی سے پرواز کی لیکن اُس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہو سکا اور حرارت آتش سے بیہوش ہونے لگا ناچار شہزادہ کو کنارے اُس بحر کے لاکر اُتار دیا اور آپ چلا گیا اطراف مین وہان کے کسی

آپ کو تلاش کر کے غوطہ لگا کر خوب اپنا جسم بھگو کر آیا اور شہزادے کو لیکر پھر اُڑا مگر دیوار کو نہ پھاند سکا
پھر اُتر آیا تیسری مرتبہ پھر پرواز کی ابکی اس تیزی سے اُڑا کہ اُس دیوار مین ٹکر کھائی اور صدمہ سوزش سے
بیہوشی طاری ہوئی جسطرح ہوسکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہونچایا اور آپ بیہوش ہوگیا شہزادہ
اُسکو اُٹھا کر ایک مقام سرد پر لایا کہ وہان اُسکو ہوش آیا عرض پرداز ہوا کہ اے شہریار بڑی مشکل ہوئی اس
دریا کے پار مین نہجا سکونگا شہزادہ نے فرمایا کہ بھائی خدا تعالی مسبب الاسباب ہے وہ کوئی سبب پیدا
کر کے اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پار لگائیگا اُسی کے کرم و فضل پر نظر رکھکر یہان ٹھہرو دیکھو تو کہ کیا ظہور
مین آتا ہے یہ کہکر مصروف دعا ہوا اُدھر اس دریا کے محافظ جو ساحر ہین اُنھون نے دیو کو کئی مرتبہ اُڑتے
دیکھکر حال دریافت کر کے اپنی مالکہ ملکہ شعلہ سان جادو کو جا کر خبر دی یہ ساحرہ بادشاہ طلسم کی طرف سے
اس حوالی مین حکومت کرتی ہے اور اس دریا کو بزور سحر اُسنے بنایا ہے ساحرون کو بہر حفاظت مقرر فرمایا ہے
چنانچہ انھین محافظون نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایک دیو ایک انسان کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے کئی مرتبہ اُڑا مگر
دیوار کے پار نہ جاسکا گر گر پڑا آخر بیہوش ہوگیا اب کسی طرف وہ آدمی اُسکو لیگیا ہے یہ خبر سنکر شعلہ سان ہنسی
اور اپنے مصاحبون اور ملازمون سے کہا کہ یہ شخص جو پشت دیو پر سوار ہوکر اس حوالی مین آیا ہے دعوی
طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہیے خداوند زرد ہشت و سامری کیا کرتے ہین یہ کہکر ایک اپنی انیس سے پوچھا
کہ اے گرم خوے و شوخ چشم جادو ملکہ اخگر جادو کا بہت دنون سے پتا نہین وہ کہان ہین انیس نے
جواب دیا کہ لونڈی اُنکے گھر جا کر دریافت کر آئی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور مقام اخگر پر آئی اس بحر آتش کے
اُس پار ایک برج اسی ہزار برجون طلسم مین سے ہے اور اُس برج مین قلعہ بہت بڑا آباد ہے اُسی قلعہ مین
شعلہ حکومت کرتی ہے مکانات عمدہ تعمیر ہین چنانچہ وہین گھر اخگر کا بھی ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے جو مقام
کفل شاہ پر شہزادہ کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دیکر بتلا گئی تھی کہ پہلوان کو تخت پر بادشاہ کے مارینگے
آتش سبز پیدا ہوگی اسمین تم کو دیگا چنانچہ شہزادے نے ایسا ہی کیا تھا اب وہ ساحرہ عاشق شہزادہ
ہوکر اپنے گھر مین آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہونچی اور گویا ہوئی کہ چلیے ملکہ عالم نے آپکو بلایا ہے یہ اُسکے ہمراہ خدمت
شعلہ مین آئی اُسنے سب حال دیو اور طلسم کشا کے آنیکا کہکر اُس سے کہا کہ تو میری رکن سلطنت ہے جلد جاکر اُس
طلسم کشا کو گرفتار کرا اور دریافت کر کہ وہ بندہ جمشید و لقا ہے یا مسلمان ہے اگر ہمارے مذہب کا ہو تو کہنا کہ تم
یہان ہو کچھ سرکار سے تمھارا مقرر ہو جائیگا اور اگر مسلمان ہو تو فوراً ذبح کر کے کباب سیخ لگانا اور

میرے واسطے لانا کہ بڑا ثواب ہوگا انگر یہ حکم سنکر وہان سے روانہ ہوئی اور دریا پر آکر آب سحر ساتھ لائی تھی اُسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا ہوئی یہ اُتر کر اُس پار آئی اور دیوارین دربیدا کرکے کنارے پر جہان دیو اُترا تھا پہونچی اور ہر سمت ڈھونڈھکر شہزادہ کے پاس پہونچی اور ہرچند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی ہے مگر یہ سمجھکر کہ محافظان بحر آتش بطور مخفی یہان موجود ہین وہ تیری محبت جتانا دیکھکر ملکہ سے کہینگے شہزادہ کے حق مین بھی بُرا ہوگا لہٰذا یہ سمجھکر دھمکانے کی راہ سے ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھکر نعرہ کیا کہ ارے موئے تو اس مسلمان کے ساتھ کیون دیوانہ ہوا تو لقا پرست تھا اب خدا ے نادیدہ کو پوچھتا ہے دیو نے کہا مین لقا اور اُسکے باپ پر لعنت کرتا ہون انگر نے ناریل دکھلانے کی راہ سے ہاتھ اُٹھا کر چاہا کہ مارون شہزادہ ہان ہان کرکے دوڑا کہ کیا کرتی ہے انگر تو مائل تھی ہی تاب ضبط نہ لائی قریب آکر کہا ای شہریار مجھکو آپ بھول گئے یہ کہکر سب پتا اپنا بتایا شہزادے نے خوش ہوکر چاہا کہ گلے سے لگاوین اُسنے منع کیا اور کہا ای شہزادے یہان بڑی بڑی آفتین اور مصیبتین ہین یہ کنیز حضور کو منزل مقصد پر پہونچائیگی اور اگر حکم ہو تو آپکو لشکر مین آپکے بیجلے اور تمام عمر آپکی کنیزی کرے شہزادے نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہین جو بغیر فتح کیے طلسم کے جائین یہ کہکر اور ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک درہ کوہ مین شہزادہ آکر بیٹھا انگر نے وہان تخلیہ پاکر حال اپنا بیان کیا کہ ای مایۂ ناز وسراپا انداز مین دختر خواندہ لعینی نے پالک شعلہ سان کی ہون آپ پر عاشق ہوکر پہلے بھی مین نے آپکی مدد کی تھی وہ پہلوان اور بادشاہ کو آپکے روکنے کے لیے میری مان ہی نے بھیجا تھا اب آپ دریا پر آئے ہین یہ مقام بھی ایسا ہے کہ اس پار دریا کے کوئی نہین جاسکتا ہے اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم ہے ای شہریار جو اُس پار دریا کے گیا پھر وہین مر گیا ادھر نہ آسکا آپ بھی اس ارادہ سے باز آئیے شہزادہ نے فرمایا ای ملکہ ہم طلسم فتح کرکے بجاے شعلہ سان تمھین بادشاہ کرینگے اور انشاء اللہ اس ساحرہ کو مارینگے انگر نے کہا خدا ایسا ہی کرے مگر اس مقام کو دربند آتش نگار کہتے ہین دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے میرے دلمین بڑا ہول و اندیشہ ہے اچھا اب مین جاتی ہون شعلہ سے کہونگی کہ مجھکو طلسم کشا نہین ملا اور رات کو چھپکر آپ پاس آؤنگی شراب کباب بھی حضور کے لیے لیتی آؤنگی یہ کہکر چاہتی تھی کہ روانہ ہو مگر اسکو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا نہو میری بیٹی مار ڈالی جاے بس اپنے دربار مین چار سمت دیکھکر ایک ساحرہ منقل جادو نام سامنے کھڑی تھی اُس سے کہا جلد جا اور ہوسکے تو طلسم کشا کو پکڑ لا ورنہین تو خبر دریافت کر آ مین آپ چلون منقل حسب الحکم آب سحر لیکر چلی اور دریا سے

اُتر کر سمت ڈھونڈھتی ہوئی درۂ کوہ کے قریب جب آئی ان دونون شیدائے یکدیگر کو سرگرم راز و نیاز
دیکھکر جلگئی غصہ سے رنگت چہرہ کی بدل گئی پکاری کہ ارے موئی اس جوانی پیٹے موڈی کاٹے کو تو لیکر
بیٹھی ہی اس نگوڑے کو گھڑی گھڑی گو مین تو لون تیرے اوپر سے صبح شام صدقے اُتارون اخگر یہ باتین سنکر
بیتاب ہو گئی اور پہلوے شہزادہ سے اُٹھکر قریب اُسکے آکر بولی کہ بھلا بوا اسطرح نہ کہ تیرا اُسنے کیا لیا ہی دیکھ تو
کیسا اکنور کندھیا ہی اور وہ تو کچھ بولتا نہین تو اسطرح تو نہ اُسکو کوس سُنے یہ سنکر بغصہ کہا کہ او قتالہ شہکا
دھگڑے کی سفارش مجھسے کرتی ہی یہ کہکر ایک گولا فولادی سحر پڑھکر شہزادے پر مارا اخگر بیچ مین آگئی
اور سحر سے گولا رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچکر دوڑا منقل نے بغضب تمام ایک طمانچہ اخگر کے
دوڑ کر مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا اور شہزادہ پر جھپٹی یہ معاملہ دیو نے جو دیکھا ہاتھ بڑھا کر گردن اُسکی پکڑی
وہ تڑپ کر چاہتی تھی کہ نکلجائے شہزادہ قریب آچکا تھا ہاتھ جو شمشیر بران کا مارا ہی دو ٹکڑے اُسکے ہو گئے غل و
شور تاریکی ہو گئی آوازین مہیب آنے لگین کہ ہاے منقل جادو کو مارا بیر لاش اُسکی اُٹھا کر سامنے شعلہ ساان
جادو کے لیگئے اور عرض کیا کہ اسطرح یہ قتل ہوئی یہ سنتا تھا کہ اُسپر غضب طاری ہوا آتش رنج مین جل
بھنکر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہو کر مثل شعلہ بیچتاب کھاتی دریاے آتش کے پار اُتر کر اُسجگہ
تنہا آئی کہ جہان یہ دونون سواے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہ رہی تھی کہ ای یار شیرین طلعت مین
تیرے فرہاد وار نثار ہون اس کوہ مین اب ٹھہریے وہ قحبہ شعلہ ساان آئیگی کوئی آفت مقرر لائیگی
یہان سے مجھکو بھی لیچلیے اور جلد روانہ ہو جیے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ آکر للکاری باش او خیرہ سر تیرہ روزگار
تو نے منقل کو مارا کہ جو روح و روان میری تھی یہ کہکر جانب شہزادہ چلی دیو نے پھر ہاتھ اپنا اُسپر دراز کیا لیکن
یہ ایسی زبردست ساحرہ ہی کہ ہاتھ اُسکا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم مین پیدا ہوئی کہ دیو بیہوش ہو گیا
اور یہ قریب شہزادہ پہونچی شہزادہ نے چاہا کہ تیغ مارون مگر دست و پا مین جنبش نہ پائی اور اُسنے ایک طمانچہ شہزادہ کو اور دوسرا
اخگر کو مارا کہ یہ دونون بیہوش ہو گئے اُسنے دونون کو پنجہ مین داب کر پرواز کی اور دیو کو چاہا کہ قتل کر ڈالون پھر
سوچی کہ جب طلسم کشا مر جائیگا یہ آپ مطیع ہو جائیگا اسکا مارنا صلاح نہین فی الجملہ دیو کو اُسجگہ پر چھوڑکر کچھ
سحر پڑھا کہ ایک لکۂ ابر سرخ ظاہر ہو کر قریب اُسکے آیا اُسنے شہزادہ اور اخگر کو اُسپر ڈالکر ہمراہ اپنے لیے دار العمارۃ
مین آئی سبنے اسکی تعظیم کی اُسنے ابر سے ان دونون کو اُتار کر سامنے تخت کے ڈالدیا اور کہا صاحبو ابھی
طلسم کشا کی دھوم تھی مین اُسکو ایک طمانچہ مین پکڑ لائی اور اس گیسو بریدہ کو مین نے پرورش کیا اُسنے بھی

اِس مفتری بیدین کا ساتھ دیا خیر اِن دونون کو دیکھو تو مین کس طرح ہلاک کرتی ہون ہر ایک ساحر حاضر دربار نے
اُسکی تعریف کی اور اُسنے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلا کر انکو مطوق و مسلسل کرو یہ کہ رہی تھی کہ اسکا ایک بیٹا ہے
شہریار جادو نام ہے وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سُنکر دربار مین آیا یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور ہمیشہ
عیاشی مین اپنی اوقات خراب رکھتا ہے اخگر کو بھی پیار کرتا ہے مگر مان کے خوف سے اُسپر دست درازی نکر سکتا تھا
آج اس ارادے پر آیا ہے کہ معشوقہ مذکورہ ہر مین پڑے تو قبضہ کرنا چاہیے غرضکہ یہ نطفہ شیطان پنجون کے بل چلتا
اینٹھتا ہوا جب سامنے آیا مان کو سلام کیا مان نے دعا دی کہ برخوردار عمر دراز یہ برابر تخت پر آکر بیٹھا اور شہزادہ اور
ساحرہ معقیدہ کو دیکھکر مستفسر حال ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اُسنے کہا لائیے ان مجرمون کو میرے
حوالے کیجیے رات کی رات قید رکھکر صبح کو قتل کر ڈالونگا مادر نے اسکی کہا بہتر ہے اُس کافر نے سحر سے زنجیر آہنین مین
دونون کو باندھا اور یاران آتشین دست و پا و گردن و کمر مین لپٹکر انکو دسحر پڑھکر ہوشیار کیا جب شہزادہ ہوشیار ہوا
دیکھا کہ ایک دربار کفر مدار مین ہم زنجیرون مین بندھے ہین ساحران کریہ منظر و سیہ فام بدہیئت و نافرجام کرسیون پر نگلون
بیٹھے ہین گوش و بینی سے اُنکی شعلہائے آتش نکلتے ہین سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی و تاج فرمانروائی
پہنے بیٹھی پناہ خدا کی عجب صورت ہیبتناک اُس قحبہ کی ہے ہر بُن مو سے شرارے آگ کے نکل رہے ہین آنکھین ایسی
ہین کہ دو فتیلے جل رہے ہین مُنہ کے باہر کچلیان نکلی ہین زرد ہلدی کی گرہ ہو رہی ہین سر پر بالون کی جگہ آگ
چھائی ہوئی ہے اُس آتش مین چہرہ سیاہ اُس غول شیطان کا جو نظر آتا ہے دھوان معلوم ہوتا ہے پہلو مین اُس
ابلیس طینت کے ایک ساحر نابکار و بدکردار ربون شعار منہ پھاڑ سا پھیلائے افعی دو زبان سر سے لپیٹے بیٹھا ہے
یہ دیکھکر شہزادہ نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ ساحر بد سرشت پہلے مادر سے اُٹھکر سحر خوان ہوا کہ دو پنچے پیدا
ہوئے اور وہ شہزادہ کو لیکر اُڑے یہ بھی مادر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور کنارے اُسی بحر آتش کے
ایک باغ اپنے سحر سے بنایا ہے اُسمین ان دونون کو لایا اور ایک برج مین اُس باغ کی بارہ دری کے
لاکر شہزادہ کو بند کر دیا اور دوسرے برج مین اخگر کو رکھا اسلیے ساتھ قید نہ کیا کہ رات کو اس سے سوال وصل
کرکے منت اور خوشامد راضی کرونگا غرضکہ دونون کو قید کرکے آپ باغ کے چبوترہ پر بیٹھکر مصروف میخواری ہوا
اُدھر جب اخگر اُس برج مین قید ہوئی اور اُسنے جانب باغ نگاہ کی ازبسکہ شہزادہ سے جدا ہوئی تھی تو بہار
باغ دیکھکر رونے لگی اشکون کی جھڑی باندھ دی زلف سنبل کو اپنے اُلجھے ہوئے دل سے تشبیہ دیتی سوسن
کو غم یار مین خموش کہتی سرو کو آزاد دیکھکر کہتی کہ گنہگاران عشق قید مین قمری بھی طوق محبت در گلو ہے فوارہ

سے کہتی آتمکو رونے کی خو ہے بلبلون کو دیوانگان گلشن الفت خطاب کرتی شمشاد کا قد بالا دیکھکر تیرہ آہ عاشقان سمجھتی عنادل کا زمزمۂ دل دکھاتا یاد گلعذار مین یہ نغمہ زبان پر آتا خمسہ

قلق سے دل کے بیان کرین کیا اُٹھائے ہین ہم جو صدمے تجھ بن
شب جدائی کی صبح کرتے ہین آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آتی ہے تیغ در کف نہ کاٹے کٹتے ہین ہجر کے دن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم سبھی ہین غمخوار اپنے لیکن
کسی سے کیا کہوین حال دل کا نہین ہے فرصت فغان سے ہمکو

نہ موت کی یاد کیونکر اپنا کرے دل اندوہگین ہمیشہ
سے زخم آلودہ اشک حسرت نہ کس طرح آستین ہمیشہ
سبب اگر ہمسے پوچھتے ہو کہ کیون رہے ہم حزین ہمیشہ
جہان ہے یہ دوسرا فانی الیقین ہے رہنا نہین ہمیشہ
یہ غم ہے جانے کا بسکہ الفت یہان کے باشندگان سے ہمکو

فراق کی جبتلک تھی طاقت شکیب کا جبتلک تھا یارا
سہین ہزار دن جفائے ہجران نہ آہ کھینچی نہ دم بھی مارا
پر اب تو خود داری اپنے دلکو ہوئی ہے از بسکہ ناگوارا
دیار وحشت مین اے عزیزان ہے بے نشانی نشان ہمارا
نہ ننگ سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام نام و نشان سے ہمکو

ہمارے اشکون کے قطرے تار ہوا مین موتی پرو گئے ہین
ہم اپنی بیتابیون سے لکی مثال طاقت کے کھو گئے ہین
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہو گئے ہین
لحد مین ہنے دے چین سے تک ابھی تو رو رو کے سو گئے ہین
خدا سے ڈر اے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

اسی طرح یہ فغان کش ہمسر عنادل مصروف شیون تھی کہ دود آہ بھی یاد گلعذار مین گلشن سینۂ داغدار سے پر بہار نکلا یعنی چمنستان عالم مین شام سوسنی رنگ کا تختہ پھولا کہ بموجب نظم

جو تھا دن بھر شریک کار دنیا
قریب شام مہر عالم آرا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان
اندھیرے نے جمایا اپنا سامان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی دل مین آگ لگائی جان مضطر فراق یار مین لب پر آئی وہ جانور لگا بسیرا لینا درختون پر سناٹا سا آجانا نہرون کا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہنا ماہتاب کا نمود ہونا پتون پر سبزی کا جوبن سبزے کا نرمی سے لہلہا جانا گلون کا بزم گلشن مین مثل شمع روشن ہونا چاندنی مین غنچون کا مسکرانا دلمین یاد جلوۂ جانانہ زخم جگر کو خراش دل پاش پاش یہ مضطر اسیر پنجۂ تقدیر تیغ آتش مین اسیر گاوش پر تقدیر سراسیمہ و دلگیر بیٹھی تھی اُدھر شر ربار شرابخواری سے بدمست ہوا تھا غلیان مستی و جوش شہوت پرستی دلمین آیا اپنی جگہ سے اُٹھکر اُس برج مین جہان بیٹھی تھی پہونچا اور منت کرنے لگا

وہ عشق کی بروگن یاد مین اپنے دلدار کے رونے لگی اور کہا اے شخص جسکو پیار کرتے ہین اسکو قید کر کے
اسی طرح آزاد دیتے ہین اور پھر آنکھ چار کر کے محبت کا اقرار کرتے ہین مجھکو ایسے حیرت باز مردوے سے خوف آتا ہی
ڈرپے اسکے دیدے سے نہین معلوم آگے بڑھکر وہ کیا روز بد دکھاتا ہی یہ سنتا تھا کہ یہ موذی برسر جسم ہوا اور
رد سحر پڑھکر اُس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے چھڑایا اور زبان پر لایا کہ بیت یہ کیا اس قسمت بد نے دکھایا +
کہ میرے ہاتھ سے صدمہ اٹھایا + اے جانی وائے مایہ عمر و زندگانی اس ظلم کا بدلا جو چاہنا سو لینا جیسی سزا چاہیے ہو مجھکو دینا اب
میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر اُس حریق آتش اشتیاق کو اپنے شہزادے کی جو یاد آئی
بلبلا کر اُسکی منت پر رونے لگی اپنے سر قدمون پر رکھدیا اُسنے کہا چلو ہٹو تم یہ خوشامد آبرو لینے کو کرتے ہو جب
مطلب نکلجائیگا پھر جلادی کروگے اُسنے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی اسنے کہا اگر مجھکو چاہتے ہو
تو اس بحر آتشین کے برباد ہونے کا راز بتاؤ اُسنے کہا تم اس بھید کو پوچھکر کیا کروگی ساحرہ نے جواب دیا کہ مین
اُسکی بے پالک ہون کہ جسکے تم فرزند ہو میرے تمھارے دعوی برابری کا ہی پس ہمکو اُسنے سب کچھ تعلیم کیا
اور شریک کاروبار مملکت فرمایا اور مجھکو دودھ کی الیسی مکھی نکالکر الگ پھینکا اسی سبب سے مارے غصہ کے
مین شریک طلسم کشا ہو گئی اور قسم کھاتی ہون کہ جبتک مجھکو یہ راز نہ معلوم ہوگا کبھی تجھ سے نہ راضی ہونگی
بیت کہ جیتے جی نہ دیکھون شکل تیری + بلا سے اسمین جو حالت ہو میری + جب اس نابکار نے یہ حالت
اُسکی دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا کہ سُن او جان جہان شکوہ تیرا جا سے ہی وہ حال مین تجھکو بتاتا ہون
کہ جسکو کہنا کسی سے کیسا دل سے زبان پر بھی نہ لانا یہ جو سامنے سحر کا درخت لگا ہی اسکی جڑ مین ایک کمان
اور تین تیر رکھے ہین کہ جادو کے ہین اُنکو کوئی نکالے اور اس دریا کے کنارے جائے ایک برج آتشین ہی ان بنا ہی
اُسپر پتلا آتش کا کھڑا ہی اُس پتلے کے منھ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہی اور دریا اُسی آتش سے جاری ہی
پس اُن تیرون سے اُس پتلہ کو نشانہ بنائے تو یہ دریائے آتش اور برج قلعہ طلسم سب غائب ہو جائے اور اس جگہ
کی راکھ اٹھالائے تو شعلہ سان کو بھی جانب ملک عدم پہونچائے یہ کیفیت یہان کی ہی جو تجھ سے بیان کی
اب تو مجھ سے تو راضی ہوئی آخرکہ یہ باتین سنکر بظاہر ہنس پڑی اور اُٹھکر اسکے ساتھ چلی اور باغ مین آکر چبوترہ پر
زمرد نگار پر بیٹھی وہ اُس مہ پارہ کے آنے سے باغ باغ ہوکر کشتی شراب کی اُٹھالایا جام بھر کر اُسکے منھ سے لگایا
اسنے جام لیکر بناز و نخرہ منھ بنا کر پیا پھر آپ ساغر مے سرخ سے لبریز کیا اور از بسکہ شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی وہان
سے آپ قید ہو کر آئی تو اسباب سحر کا جھولا پاس رکھتی ہی چنانچہ ساغر بھر کر ساحر سے کہا کہ وہ پھول گلاب کا

چاندنی مین دیکھو کیا لطف دے رہا ہی وہ پھول کی طرف اُسکے کہے سے دیکھنے لگا اور اسنے ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولے سے نکالکر شراب مین ملادی پھر وہ پیمانہ اس پیمان شکن نے اُس بد باطن کے منہ سے لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سوجھنے سے رہگیا اور مردۂ صد سالہ ہوکر گرا اس سیاہ جلاد منش نے تیغ کھینچکر سر اُسکا جدا کیا شور و غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی چالیس مرتبہ کسی نے آواز دی کہ مارا شہریار جادو کو وہ باغ اور مکان و برج سب جلکر برباد ہوئے وہ برج جسمین تورج قید تھا پھٹ گیا اور شہزادہ رہا ہوکر نکل آیا وہ درخت سرو پر بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادہ نے حسب نشانہی اخگر وہ تیر و کمان لیے اور اخگر تخت بزد رسیحر بنا کر شہزادہ کو بٹھا کر یہان سے بھاگی اور کئی منزل پر جاکر ایک پہاڑ پر اُتری یہ تو ادھر نکل آئی اور وہان مرگ شہریار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آوازین مہیب آئین کہ شعلہ سان محل مین آرام کرتی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی اور اُسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساحر ساکنان قلعہ دوڑ کر ایک مقام پر جمع ہوکر اُسی مقام پر آئے اس عرصہ مین حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی تاریکی شب کا بصد بشاشت روزگار نے مہر نے اپنے جسم پر سے اُتارا کہ بمقتضاے ابیات

کہ اُٹھا عکس زلف شب مین سے
گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے
ہٹے پروانے شعلے جھلملائے
فلک کے ناز خاطر نے اُٹھائے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اُس باغ مین آئی دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہی اور نعش شہریار کی جھلسی ہوئی پڑی ہی بیٹے کی لاش دیکھکر کلیجہ منہ کو آیا لاش پر گر پڑی اور لپٹکر بین کرنے لگی کہ ای میرے آس مراد والے ہی ہی میرے نازون کے پالے ہی ہی بیٹا اس ماں سے منہ موڑ گئے ہی ہی مجھکو اکیلا چھوڑ گئے ای میرے بن بیاہے ای میرے گبرو جوان یہ مان تجھکو کہان پائے کون سے دیس ڈھونڈھنے جائے ہی ہی یہ کیا ہو گیا نوحہ

مین صدقے تجھ پہ مین قربان ہی ہی
مری جان میرے ارمان ہی ہی
نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا
ابھی سے کھوئی تمنے جان ہی ہی
اکیلی مین رہی جور فلک سے
ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی

اسی صورت سے زار زار نالے کرکے بڑی مصیبت سے لاش اُسکی اُٹھائی کفنی سیاہ گلے مین پہنی گریبان چاک کیا بعد جزع و فزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی اس درخت سرو کو اور تیر و کمان کو ڈھونڈھا کہین پتا نملا کہا کہ وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لیگئی ہی غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی اور یہ خبر مرگ شہریار کی دور و نزدیک منتشر ہوئی یہان سے آگے دریاے ہوا ہی اور اس دریا کے حوالی مین ایک ساحرہ نسیمہ جادو

نام حکمران ہی چنانچہ وہ اپنے دار العمارۃ مین اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی اُسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور
عرض پیرا ہوئے کہ قلعۂ آتش نگار مین بڑا غلغلہ برپا ہی غدر ہو رہا ہی نسیم نے یہ خبر سنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو
خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور ہر سمت غدر دیکھکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے
کہا ایک خدا پرست طلسم مین گھس آیا ہی اُسنے لشکر اکتے اخگر شرربار کو مارا ہی یہ حال دریافت کرکے وہ عورت
پھر کر خدمت نسیم مین آئی ماجرائے شنیدہ زبان پر لائی اُسنے پوچھا کہ شرربار کیا ماندہ تھا جو مر گیا اُس عورت نے
کہا کہ اسطرح مارا گیا سب کیفیت سنکر برسم تعزیت چار سو کنیزین اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی
اور شعلہ ساں پاس آئی دیکھا کہ اُسکی عجب حالت ہی گرفتار غم و رنج مصیبت ہی گریبان چاک ہی سر پر خاک ہی
زمین مین بیٹھی ہی نسیم نے فرش خاک پر سے اُٹھایا اور کہا ای بہن یہ کیا غضب ہو گیا اُسنے رو رو کر
سب حال بیان کیا اِسنے سمجھانا شروع کیا کہ ای بہن جو مرضی جمشید کی اِس امر مین ناچاری ہی شاہ و گدا
سب کو یہ دن نصیب ہونا ہی اُسنے کہا بہن یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہی کاش
اُس نامراد کے قاتل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دل کو قرار آتا اب نہین معلوم وہ کدھر گئے نسیم نے اُسی وقت ہزارہا
ساحرون کو بہر تفحص روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا کہ اُس خدا پرست کا نام کیا ہی اُسنے کہا تورج یہ سنتی ہی نسیم
تھرا گئی اور کہا ای بہن یہ نام تو شکنندۂ طلسم کا ہی ہم اپنے بزرگون سے سنتے آتے ہین کہ نام فتاح طلسم کا تورج ہوگا
پھر تورج اور تور مین کیا فرق ہی خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی مین بیٹھکر مشورہ
کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچاکر کھایا چشمہ سے پانی
پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختۂ سنگ پر دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بہر تجسس نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ و
دشت چھانتے پھرتے تھے اُنمین سے چند ساحر طائر بنے ہوئے اس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور ان دونون
دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھکر عزم کیا کہ قید کرکے لیجائیں پھر خائف ہو کر کہ یہ شخص بڑا زبردست ہی دست انداز
نہوئے اڑ کر بہت جلد خدمت شعلہ مین آکر خبر دی وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی نسیم سے کہا بہن میرے گھر بار سے خبردار
رہنا کیونکہ ایسی دل کو لگی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی پیچھے اُسکے نسیم نے فوج ساحران روانہ کی لیکن یہ بہت جلد اُڑی
ہوئی اُسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہ رہا تھا کہ ای نازنین نہین معلوم کہ
بعد ہمارے ہمارے رفیق اُس دیو پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر ناتمام تھا کہ نعرہ شعلہ ساں بلند
ہوا آ رے تیرہ سران گذارم کہ از دست من نجات یابی نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اُڑ گئے اور شہزادہ نے تیغ

کھینچکر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہر او قحبہ مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا ازبسکہ
قضا اُس ساحرہ کی اور طرح سے ہی شہزادہ پر غالب آئی اثر نارنج سحر سے شہزادہ بحس و حرکت ہوگیا اِسنے پھر
سحر پڑھکر دستک دی کہ انگر بھی بیہوش ہوئی اِسنے دونون کو گرفتار کر کے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج پیادہ
نسیم پہونچی اِسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ بہن نسیم کے پاس اِنکو لیجاؤ کہنا بہن مین آتی
ہون تم اِس مسلمان کو قتل کرنے کنارۂ بحر آتش کے لیچلو ساحر دونون کو لیکر پھرے اور یہ بھی پھرتی مگر
اوراطراف سے آتی ہی حال اسکا بیان ہوگا لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اُسنے قید سخت مین
گرفتار کر کے حکم دیا کہ کنارہ بحر آتش کے چبوترے رنگ کے بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے نسیم کے
حکم سے تیاری شروع ہوگئی اور شہزادہ کو مع انگر کے تخت سحر پر بٹھا کر کنار بحر مذکور کے روانہ کیا حسب الاتفاق
کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے
پاس تھی یہ سمجھکر یہ چھینی نہ گئی تھی کہ سحر کے سامنے یہ کیا کر لیگا رہنے دو بر وقت قتل لے لینگے غرض جب شہزادہ
کنارے بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جنکی قید مین یہان آیا ہی منت تمام اُنسے گویا ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر
پاس ہی اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ انگر پہنے ہی یہ سب تم تو دو گھڑی کے لیے مجھکو رہا کر دو اور تم میرے ساتھ ہو
افسران لشکر نے لالچ مین آکر شہزادہ پر سے قید سحر دفع کر دی اور ساتھ لیکر چلے شہزادہ کنارۂ دریاے آتش کے
تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا اِسنے اُس تیر و کمان سے کام لیا بقدرت قادر و توانا نشانۂ
مراد پر تیر پہونچا وہ تیلا گرا اُس بحر آتشین مین تلاطم ہوا شعلہاے آتش اُڑکر جانب چرخ برین گئے اندھیرا ہوگیا شور
ساتون دوزخون مین جیسے اُٹھتا ہی ویسا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی ایک
میدان منزلون تک کا تھا یہ معاملہ جو افسران لشکر نے دیکھا گھبراکر رو بفرار لائے اور بعض حربہ ہاے سحر لیکر شہزادہ پر
حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اُس مقام کی جلد تر اُٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ بسان شہزادہ کو
قید کر کے جو روانہ ہوئی تھی تو اور راہون سے اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اُس پار دریاے آتش کے
آئی اُسوقت اُس بحر کو ناپدید ہوتے دیکھا بیقرار ہو کر دوڑی کہ ہاے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے جھپٹی مگر اُس پار
دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا رو رہا تھا اور ہاے آقا ہاے تو برج کہہ رہا تھا اُسنے بھی جب دریا کو
غائب ہوتے دیکھا بیتابانہ شہزادہ کے تجسس مین چلا راہ مین اُسکو نظر آیا کہ ایک ساحرہ اُڑتی ہوئی جاتی ہی
یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچکر گردن اُسکی بزور تھامی ازبسکہ وہ ساحرہ سحر سے روئین تن تھی گردن دھڑ سے

اُٹھ نہ سکی اور تڑپکر چاہا کہ رہا ہو جاؤن دیو نے مضبوط دبوچا اور اُس کشمکش مین دونون زمین پر اُتر آئے دیو نے چنگھاڑ کر در و دشت مین زلزلہ ڈالدیا ساحر جو شہزادہ پر حملہ آور تھے چنگھاڑ سننے سے بھاگ گئے اخگر بھی ساتھ شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرۂ دیو سنتے ہی شہزادہ کو پنجہ مین دابکر وہان لائی کہ جہان دیو اور ساحرہ گتھے ہوئے تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اُسپر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا دیو نے گردن اُسکی دھڑ سے کھینچلی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوئی شور عظیم اُسکے مرنے سے بلند ہوا پہاڑ ٹکرا گئے دشت تھرایا آواز آئی کہ مارا شعلہ سان جادو کو قلعۂ آتش نگار مین جو مکانات اور باغ اور دار العمارۃ وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے لگے قلعہ مین بھگدڑ پڑی آوازین تڑاق تڑاق مکانون کے اُڑنے کی بلند ہوئین نسیم شہزادہ کو بعد قتل بھیجکر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت خوردہ قیدی کے ساتھ کی سامنے آئی سارا ماجرا اُسنے سُنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی لا کہ وہ کہان ہے اُسنے کہا کہ بی بی ضرور شعلہ سان ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے تو رج کو طلسم کشا سمجھ چکی تھی اُسوقت یقین ہوا کہ بیشک مین بھی ماری جاؤنگی پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ مین چلی گئی اور ہوا کے دریا کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کرکے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کو پاس بٹھا کر مشورہ کرنے لگی اور ہیر تحریر کے برائے دریافت حال شہزادہ جانب قلعۂ آتش نگار روانہ کیے کہ ہر دم کی خبر افعال طلسم کشا کی مجھکو پہونچا مین یہان شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعۂ آتش نگار مین آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا دہشت سے فراری تھی شہزادہ نے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دیگئی ہے وہ سب آکر آباد ہون سب مردم شہر حاضر خدمت ہوکر مطیع ہوئے شہزادہ نے اخگر کو تخت شاہی پر بٹھایا اُسنے اپنے باغ پر بہار مین اِس گل باغ شہریاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ اُس سرو گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ پر زیر شامیانۂ زرین بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان مسرت مین ہوائے عیش و سرور وزان ہوئی زمزمۂ رقاصان و مغنیان غارت گر دل و آغاز ہوا ساغر برنگ ساغر گل مل سے لبریز ہوکر چلنے لگے بادہ خوار پھول بیتے تھے یہ جملہ کیفیت سحر کے ہیر دریافت کرکے خدمت نسیم مین گئے وہ اپنے سردارون سے کہہ رہی تھی کہ بعد تسخیر قلعۂ آتش نگار فاتح طلسم دیر پا ہے ہوا یہ ضرور آئیگا پھر اُسوقت اگر بھاگ کر بچے تو اسوقت بچنا ممکن نہین اِس سے لازم ہے کہ جاکر یا تو مقابلہ کرون یا اطاعت کرون یہی گفتگو تھی کہ ہیرون نے حالات طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو - خیار جادو وغیرہ

ہر ایک افسر نے صلاح دی کہ اے ملکہ یہی وقت ہے کہ طلسم کشا غافل ہے آپ اُسکو گرفتار کر لیجیے اور نہین تو مرحلہ چھوڑ کر شاہ طلسم پاس چلیے ورنہ خرابی ہے اسنے کہا بہتر ہے چلو طلسم کشا کو پکڑ لین یہ کہکر بغضب تمام تر مع چند افسر کے روانہ ہوئی زیادہ فوج اسلیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائیگا غرضکہ بزور سحر اُڑتی ہوئی قریب باغ پہونچی اور زمین پر اُتر کر اندر باغ کے چلی دَر گلشن پر دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا اُسنے اسکو براہ مکر سلام کیا اسلیے کہ قریب آئے تو گردن دابون ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے آگاہ ہو چکی تھی اسکے فقرے پر نہ چڑھی اور ایک پڑیا خاک سحر کی نکالکر جھولی سے ماری کہ دیو بےحس و حرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی دیو نے چیخنا شروع کیا کہ اے آقا اے شہزادے یہ مردار قحبہ بدکار مجھکو گرفتار کرکے آپکے آزار دینے کو آتی ہے باغ مین ہرچند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اُس شور پر بھی سبقت لیگئی شہزادہ نے آواز سنکر فرمایا کہ دیو چیختا ہے یہ کہکر تیغہ کھینچکر دوڑا ساحرہ اندر آچکی تھی کہ اپنے کچھ نہ پوچھا نہ سوچا ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسوقت ہان ہان کرکے چنار جادو بیچ مین آگیا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی نہ پڑھا شمشیر آبدار شہزادہ جو پڑی دو پرکالے کرکے زمین پر ٹھہری شور اسکے مرنے کا بلند ہوا نسیم سامنے سے ہٹ گئی اور ازبسکہ ساحرہ زبردست ہے سحر پڑھکر پکاری کہ او تورج تلوار پھینکدے یہ کلام اسکا پُر اثر تھا شہزادہ نے تلوار پھینکدی اسنے سحر سے بےحس و حرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آئی تھی اسنے ایک ناریل سحر کا مارا اُسنے دستک دی کہ ناریل الٹا پھر گیا اور ازبسکہ یہ ساحرہ صاحب مرحلہ ہے اخگر اسکا سامنا کیا کر سکتی اسنے دوبارہ جو سحر کیا ایک ہوائے سرد ایسی وزان ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحر بیہوش ہو گئے اسنے در باغ سے دیو کو بھی اٹھوا منگایا اور سبکو اکٹھا کرکے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کرکے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبون مشاہدہ کرکے روئین جب شہزادہ کی آنکھ کھلی اجل برسر قضا بر قفا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا شروع کیا اور برجوع قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے اُدھر نسیم نے ہنسکر کہا کہ اے تورج اس روز کی تجھکو خبر نہ تھی اور اے اخگر تجکو شعلہ ساں نے خاک سے پاک کیا بیٹی اپنی بنایا او تو نے اُسکو قتل کرایا یہی عوض نیکی کا تھا جو تو نے کیا اخگر نے کہا مین واقف بھی نہین طلسم کشا سبکو ہلاک و غارت کرتے چلے آتے ہین انھون نے اسکو بھی مارا اُنسے پوچھو شہزادہ نے فرمایا کہ بیشک میرا پیشہ یہی ہے ساحرون کا نام بھی دنیا مین باقی نہ رکھونگا اور اب اے نسیم جو دم تمھارا کہ آتا ہے وہ غنیمت سمجھو ہم رفتنی باغ بقا پر تمھارے بھی چلا چاہتی ہے ٹھنڈے ٹھنڈے گلزار عدم کی سیر کو جایا چاہتی ہو بالفرض مجھکو تم

مار بھی ڈالو جب بھی نہ بچو گی مین اکیلا یہان نہین آیا ہون میرے وارث میرے ساتھ آئے ہین اور علاوہ اسکے ہم لوگ خدا پرست ہین خدا تعالی ہماری مدد کو فرشتے بھیجتا ہے شعلہ سان کے لیے بھی خدا نے ایک فرشتہ بھیجا تھا کہ اُسنے آکر جہنم واصل کیا شہزادہ نے تو یہ کلمات اسکے ڈرانے کو فرمائے اور اسکو اصل مین خوف پیدا ہوا کیونکہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی سوچی کہ شاید اسکے ساتھ فرزندان حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہون اور مجھسے دعوی خون برادر کرین یہ سوچکر اسنے بازو سے تختی جمشیدی کھولی اور اُسکو دیکھا کہ یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہے یا جھوٹ ہے لوح مین لکھا تھا کہ اسکے ساتھ طلسم مین کوئی نہین آیا ہے یہ بالکل جھوٹ کہتا ہے ہان دشمن طلسم پر ایرج نوۂ حمزہ کا البتہ اُترا ہوا ہے تو اسکو جلد قتل کر ڈال ورنہ برائی ہے یہ تختی سے معلوم کرکے اسنے اور بھی زیادہ تر احتیاط کی یعنی ماش کے آٹے کا ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھولکر خون اُسپر چھڑکا وہ پتلا اُٹھ کھڑا ہوا آداب بجالایا اُسکو حکم دیا کہ اے پتلے تو اُڑکر جا اور داخل طلسم مین جا اور ہر یک نظر دوڑا جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ کر لا پتلا حسب الحکم اُڑکر چلا اور قندیل فلک ہو گیا ہر سمت جویاے مردم مسلمان تھا اُدھر حال سنیے کہ نجم و شاپور دونون عیار خبر لینے تورج کی چلے تھے اور بیان کیا گیا تھا کہ دریاے سحر کے کنارے کنارے روان تھے مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ الگ چلنا چاہیے کیونکہ مقام دشوار گذار ہے جو ایک مبتلاے بلا ہوجائے تو دوسرا اُسکی اعانت کو جائے چنانچہ علیحدہ ہوکر دونون دو طرف ہو گئے اور صورتین بدلے ہوئے تھے فی الجملہ نجم عیار ایک ساحر کی صورت بنا ہوا تھا لیکن بہت بوڑھا اپنے تئین بنایا تھا کہ بال کیا پلکین تک سفید تھین سر ہلتا تھا دست و پا مین بھی رعشہ تھا کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے نکلا تھا لاٹھی ٹیکتا چلتا تھا اُسپر بھی ہر گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور عصاے آہ تھام لیتا تھا کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا کبھی اُٹھکر اینٹھتا جسم مین جھریان پڑین رگین تن کی نکلی ہوئین مرزائی گلے مین پہنے دھوتی باندھے قشقہ ماتھے پر کھچا بت گلے مین پڑے مالا ہاتھ مین لیے سامری سامری جپتا چلا جاتا تھا لیکن مسکن ساحران اُس مقام کو سمجھ چکا تھا اس وجہ سے بہت سے بت کمر مین عیاری کرنے کے لیے بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہ ہاے ناحق سے سارا جسم آراستہ کیے تھا کہ حال اُسکا مذکور ہوگا چنانچہ پتلے نے اسکو جاتے دیکھا چونکہ وہ پتلا سحر کا تھا اور اسکو حکم یہی تھا کہ مسلمان کو پکڑ لانا گو اُسکی وضع ساحرون کی ایسی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ پتلا جھپٹ کر جو گرا اسکو پنجہ مین دابکر لے اُڑا اور سامنے نسیم کے لاکر ڈالدیا اسنے کہا اے موئے یہ تو ساحر کو کیون پکڑ لایا اسنے کہا پھر اور تو کوئی اس طلسم مین

مجکو نہ ملا مین تو جانتا ہون کہ یہ مسلمان ہی ساحرہ نے کہا دیکھو معلوم ہوا جاتا ہی یہ کہکر عیار جو تمسخ ہوا سے بیہوش تھا اُسکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو اسیر و دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین پر تڑپتے پایا چند ساحرون کو ریخ قید سے بلکتے پایا سمجھا کہ تم بھی اسیر ہو کر آئے ہو یہ سمجھکر در مکاری وا کیا ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہو جاتا تو عجب نتھا ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ ارے آہ کیون کرتا ہی اسنے رو کر پہلے تو کچھ وصف اُسکا بیان کیا دعا بہت کچھ دی پھر کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہی دریاے سحر جو در طلسم پر ہی وہان میرے سات بیٹون کو اسنے ذبح کیا ہی ای ملکہ اس بڑھاپے مین اسنے وہ داغ مجھکو دیے ہین کہ جگر میرا زخمی ہی نسیم نے کہا اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اسکی بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کو دے بڈھے نے کہا ای ملکہ مین ایک کو بھی جیتا نچھوڑون گا یہ کہکر رخسار پر میرا جو نشان شناخت کا ہی وہ شہزادہ کو دکھلایا شہزادہ ستاد دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہی پس بہت خوش ہوا اور خاموش رہا اسمین نسیم نے پوچھا کہ بڑے میان تمھارا نام کیا ہی عیار نے جواب دیا کہ مجھکو بندۂ جمشید کہتے ہین ساحرہ نے کہا تمھارے باپ کا کیا نام ہی اسنے عرض کیا بندۂ جمشید اور باپ پر کیا موقوف ہی دادا کا نام بھی بندۂ جمشید تھا ہمارے خاندان مین سبکے نام بندۂ جمشید ہین ہماری قوم وہ ہی کہ خداوند جمشید کے یہان سے اُسکو بھوگ عنایت ہوتا ہی پوریان اور دودھ روز کھانے کو آتا ہی اور ہمارا دین و آئین تم سب ساحرون سے جدا ہی ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہین وہ ہم سے باتین کرتے ہین اور ہم بولتے ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہین گونگے کو نہین پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان رکھتے ہین اور ساتھ لیے لیے خداوند کو پھرتے ہین اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالین اور وہ تم سے باتین کرین نسیم کو بڑا تعجب ہوا کہ دیکھا چاہیے خداوند کیا کہتے ہین کیونکر بولتے ہین چنانچہ نہایت اشتیاق ظاہر کرکے مُصر ہوئی کہ بولتے خداوند کو نکالو نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور دھوکا دینے کی چیزین بنا کر اپنے پاس رکھی تھین چنانچہ ایک بُت اسنے اسطرح کا بنایا ہی کہ اُسکے سر مین سوراخ ہین اور جب اُن سوراخون مین ہوا بھرتی ہی تو مُنہ سے اُس بت کے آواز پیدا ہوتی ہی اسطرح کی کہ جیسے باجا بجتا ہی اور کبھی بعض سوراخ مین ہوا بھرنے سے ایسی آوازین آتی ہین کہ جیسے انسان باتین کرتا ہی لیکن کوئی بات سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہی غرضکہ وہی بت اسنے کمر سے نکالکر ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا سبنے دیکھا کہ زمرد کا بت ہی آنکھین یاقوت کی ہین ہیرے لعل اُسکے جسم پر ہر جگہ جڑے ہین اور کچھ

رہے تھے کہ اُسکے مخرجون مین ہوا بھری اور آواز اُسمین سے پیدا ہوئی نجم نے کہا خداوند فرماتے ہین
کہ جلد سجدہ کرو نسیم اور سب ساحرون نے اُسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہی کہ تیرے پاس
دس دس ہزار بلکہ بیس بیس ہزار روپیہ کے خرید خداوند ہین لیکن کوئی چون بھی نہین کرتا یہ بڑا شعبدہ
کا سیوک معلوم ہوتا ہی جو اسکے خداوند بولتے ہین یہ تو اسی سوچ مین تھی کہ نجم نے تیور اسکے دیکھکر قیافہ
سے پہچانا کہ اِسکو اس بت کے بولنے کا سوچ ہی پس یہ معلوم کرکے گویا ہوا کہ ای ملکہ خداوند فرماتے ہین کہ
نسیم دل مین کہتی ہی کہ بڑا تعجب ہی خداوند بولتے ہین مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی کہ کیا کہتے ہین تو ای ملکہ
تم یہی سوچتی ہو یا کچھ اور ساحرہ کا اعتقاد اور زیادہ ہوا اور کہا واقعی مین یہی دھیان کر رہی تھی
اسنے کہا ای ملکہ بشر کا کلام تو سمجھ مین نہین آتا ہی نہ کہ خداوند کا ایسی فہم ہماری کہان جو خداوند کی بات
سمجھ سکین مین مدت تک خداوند کے پاس رہا ہون اس باعث سے کچھ سمجھ لیتا ہون اچھا اب پھر خداوند کو
سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہین مین تمپر اپنی رحمت نازل کرون تاکہ تم بھی میری بات سمجھنے لگو سب ساحر
یہ حکم سنکر سجدہ مین گرے اور اسنے ایک تھیلی جسمین مٹھائی بیہوشی آمیز بھری تھی اُس بت کے ہاتھ
مین دی اور ساحرون سے کہا کہ سر سجدہ سے اُٹھاؤ سبنے سر اُٹھایا اور اِسنے اُس بت مین کل رکھی تھی
کہ جب اُسکی پیٹھ پر یہ ہاتھ رکھے وہ ہاتھ اپنا بلند کرے پس جب ساحر سجدہ سے اُٹھے اُسنے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا
بت نے ہاتھ اپنا بلند کیا اسنے کہا ای ملکہ خداوند یہ تھیلی تجھکو عنایت کرتے ہین اسمین جو کچھ ہو وہ لیکر سبکو
دو کہ کھائین اور تم بھی کھاؤ خداوند کی زبان سمجھ مین آگئی نسیم نے وہ تھیلی بُت کے ہاتھ سے لی اور
مٹھائی نکالکر سبکو ایک ایک ڈلی دی آپ بھی کھائی نجم نے کہا کہ ای ملکہ یہ خداوند بڑے بھولے ہین
میرا کہنا مانتے ہین اور اگر خلاف مرضی میرے کچھ بات کرین تو خوب جوتیان انکو لگاؤن اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے
لگا بھی دیتا ہون نسیم نے کہا ارے بڈھے تیری شامت آئی ہی خبردار خداوند کی شان مین کچھ بیہودہ
نہ کہنا نجم نے کہا او قحبہ مین تجھکو قتل کرنے کو جب کہتا ہون یہ بت منع کرتا ہی پھر اسکو جوتیان نہ مارون
تو کیا کرون نسیم یہ گفتگو سنکر گھبرائی لیکن بیہوشی اثر کر چکی تھی زبان اینٹھ گئی کچھ سحر نکر سکی ہچکیان
لیکر بیہوش ہوگئی اور اسکے ساتھیون کا بھی یہی حال ہوا سب بیہوش ہوگئے اسوقت دیو پکارا
کہ بھائی اس ساحرہ کو اُٹھاکر میرے مُنہ مین ڈالدے کہ مین چبا کر نوش کر جاؤن نجم نے نسیم کو گود مین
اُٹھایا دیو نے مُنہ بھاڑ سا پھیلایا اِسنے اُسکے مُنہ مین ڈالدیا اُسنے جو چبایا ہڈیان کڑکڑ بولین اور وہ

قحبۂ اصل جہنم ہوئی شور گیر و بہ بند کا بلند ہوا آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی مارا نسیم
جادو کو نجم نے جلد جلد اور ساحرون کے بھی سر کاٹ ڈالے دیو کے اور شہزادہ کے ہاتھ پانوٗن
کھلگئے اخگر کو بھی ہوش آیا شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی
اخگر سے کہا یہ ہمارا عیار ہے اور بھائی ہے یہان تو باتین خوشی کی ہین اُدھر مرگ نسیم سے وہ دریا
ہوا اور قلعہ و مکانات سحر سب برباد ہوگیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر مین طلسم کشا
سب کو آکر قتل کریگا بیشک نسیم ماری گئی اب یہان ٹھہرنا بیجا ہے یہ تجویز کرکے رو بفرار لائے ادھر سے
شہزادہ مع عیار اور اخگر اور دیو کے روانہ ہوکر دریاے ہوا پر آیا اس بحر کا کہین نشان نپایا قلعہ بھی خالی
تھا اس شہریار عالی تبار نے اُس قلعہ مین مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے سامان عشرت
مہیا کیا وہ جلسہ جو قلعہ آتش نگار مین برہم ہوگیا تھا یہان پھر برپا کیا دیر تک سرگرم عیش و عشرت
رہے پھر اُس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور اُن دونون قلعون کا اخگر کو حاکم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا
اخگر نے ساتھ نچھوڑا حکومت ترک کرکے ہمراہ ہوئی عیار اور دیو بھی ساتھ چلے فی الجملہ یہ مرد میدان شجاعت
رہگراے منزل مقصد ہوا اور کچھ دور بحر ہوا کی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان لقدست بیابان
مین گذر ہوا دیکھا تو منزلون تک سایۂ اشجار اُس سے دور وحشت آباد آبادی اُس سے بدل نفور تو
عمرانات کیا چرند و پرند کسی کا نام نہ تھا اُس وادی ہولخیز مین قدم رکھنا کسی رستم دل کا کام نہ تھا سمت
سناٹا دھوپ کا ٹھراقا عالم یاس قلب مضطر دل بدحواس یہ یکہ تاز عرصۂ جرأت قدم ہمت بڑھائے روان
تھا ہمراہ رفیقون کا مجمع تھا بگولے کی طرح خاک اُڑاتا جب بہت دور نکلگیا نیا تماشا نظر آیا یعنی ہزارون
قوس قزح کو سامنے نکلے پایا میدان سرخ و سبز اُسکے عکس سے بنا تھا گنگا جمنی سطح غبرا تھا جب
اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہے دونون کے عکس سے طرفہ
تماشا ہے کہ یاقوت پر مرصع طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہے شاہد کوہ لالون لال ہے یاقوت سے چہرہ
لال ہے لعل و زمرد کی اُسیجا کان ہے جوہری قدرت کی دُکان ہے مثل قلب سرور آگین روے
کوہ بشاشت سے سرخ ہے سبزہ کوہ سرخ پر یون نظر آتا ہے کہ معشوق سرخ پوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہے
کوہ زمرد پر گلہاے سرخ کا جوبن زیور یاقوت کا جسم سبز رنگان پر دکھاتا ہے ہزار ہا گل دونون کوہ پر کھلے ہین
یہ کیفیت دکھاتے ہین کہ بہار باغ عالم کو روبرو اپنے شرماتے ہین نظم

بہار کھلاتی ہوئی ہے دھوم اُس فصل
ہوا اُڑاتی ہے ہر لحظہ رنگ گل سے اُل
غبار کاکل سنبل ہے ہے عبیر فشان
درختون مین ہین نیا رنگیان کر خیال

ہزار رنگ کی لاتی ہے ہوا اُمنگ کی سال
نہین ہے جوش شفق سے سپہر نیلی سرخ
بہار لائے کے چہرہ پہ مل رہی ہے گلال
نہین ہے قوس قزح آسمان پہ جلوہ نما

ہر دست شاخ پہ سوزان شگوفہ سے کافور
یہ رنگ مہر کی پچکاری نے دیا ہے ڈال
یہ قمقمے مین بھرے رنگ سے دھرے ہر سو
یہ پیل ابر کی رنگی گئی ہے مستک لال

سامنے اُن دو پہاڑون کے ایک دیوار بلور سفید کی منزلون تک کھنچی ہوئی تھی اُس سرخی اور سبزی مین یہ سفیدی نئی بہار دکھاتی تھی آفتاب تابان کو فلک اخضر پر شرماتی تھی نور علیٰ نور وہ مقام تھا اور طور لا کلام تھا اُس دیوار مین تین دروازے بنے تھے جنکی محرابون پر چاند سورج صدقے ہو رہے تھے پردے مخمل کاشانی کے دو دروازون پر پڑے تھے بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردہ پڑا تھا اُس پردے کو اس رازدان طلسم نے بسم اللہ کہکر اُٹھایا اور قدم آگے بڑھایا سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند پیچے جھک کے گرے اور ان سبکو اُٹھا کر لیگئے بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرا نے زینت افزا نظر آیا جسنے بہار شباب گلرخان کو دل سے بھلایا کوئی گلشن سبز و خرم پردۂ دنیا پر شہزادے کی نظر سے ایسا نگذرا تھا کہ جیسا وہ جنگل فرحت افزا تھا نہرین لبسان حوصلۂ خاطر صاحبان جود و کرم روان تھین موجین مثل دست کریمان تھین سرگرم اہتمام باد بہاری بہار پر بھی مستی اُسجگہ طاری تھی بیطرح شاخہائے نرگسی پر سایہ فگن گل و سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن کہ بموجب ابیات

وفور نشو و نما ہے یہ جوش نامیہ سے
کہ ہوگی فصل بہاران خزان کا استیصال
نہین یہ لالہ ستان و شقائق و نعمان

کہ دانہ گرتے ہی اک شاخ ہوتا ہے فی الحال
نہین لچکتی شگوفون کے بوجھ سے شاخین
خزان کے خون سے رنگین ہوئی ہے تیغ جبال

نیام شاخ سے ہے تیغ برگ بید علم
کیا وہ کھینچ لی مشق کر رہے ہین نہال

اس وادی فرحناک مین ایک تالاب بصد آب و تاب تعمیر سراپا نور چشم حور کی تصویر گرداگرد اُس تالاب کے سبزہ جا بجا رحمت خدا کا پتا دیتا لب گردان تالاب کو یاقوت نے بنایا تھا یہ نوجوان آبرو بخش دشت پر بہار لب جوئبار پہونچکر ٹھہرے اور کچھ فرش بچھا کر بیٹھے آنکر اپنے ساتھ گلابیان شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا شغل بادہ نوشی شروع ہوا مگر دل تو اسمقام پر یہ ٹھہر اسمجھا کہ سبز باغ ساحرون نے ہمین دکھایا قید کرکے اسجگہ بلایا ہے پس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا زمانہ تیرہ و تار نظر آیا بالکل اندھیرا چارسمت پایا زمین آسمان کچھ نہ سوجھائی دیا گھبرا کر پھر آیا اور رستا پانہ پھر ایک سمت کو اٹھکر چلا پھر وہی ماجرا نظر آیا ناچار مراجعت کی

شہزادہ نے اُسکو آتے جاتے دیکھکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو کس فکر مین ہو اسنے عرض کیا کہ ای شہریار
اسمقام کو سحر بند کرکے آپکو مقید کیا ہی مین گیا تھا کہ راہ پاؤن تو آگے آپکو لیچلون مگر آگے رستہ نہین ملتا ہی
جدھر جاتا ہون اندھیرا نظر آتا ہی کچھ سوجھائی نہین دیتا ہی اخگر نے کہا شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہی
یا کسی نے سحر بند کیا ہی یہ کہکر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہونچکر اخگر سحر خوان ہوئی
ہر چند سحر کیا لیکن کچھ نہوا ناچار اسی تالاب کے کنارے آکر مقام کیا اس اثنا مین طلسم گرد فلک ظلمت
شب سے ناچار ہوکر کنار بحر مغرب کے آیا کہ بہت زمین کی سلائے نے کی پردہ پوشی ✦ کشتی مہر فلک
کی گرمجوشی ✦ سر شام کچھ عورتین روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف سے پیدا ہوئین اور
قریب ان وادی پیمایان طلسم کے آئین چند خوان پُر از طعام ساتھ لائی تھین وہ ہر ایک کے آگے
رکھکر اور دو تین بکرے دیو کے کھانے کو دیکر چلی گئین اُن خوانون مین دو دو روٹیان اور پیالہ ساگ کا
تھا شہزادہ نے نہ کھایا باقی دیو اور اخگر نے کھایا اب سبکو یقین کامل ہوا کہ ہم قید مین غرضکہ وہ
رات تو کنارۂ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمۂ خور روان ہوا کہ بہت دکھایا صبح
نے حسن جبین کو ✦ کیا تابندہ رخسار زمین کو ✦ صبح کو بھی کچھ زنان خوبرو باقد دلجو آب و طعام لیکر آئین
اور دیکر چلی گئین نخچے نے دیو سے کہا کہ شہزادہ نے رات سے کچھ نوش نہین فرمایا ہی آج ایک بکرا تو کم
کھا ہم اسکے کباب لگا کر شہزادہ کو کھلائین دیو نے کہا بہتر ہی شہزادہ نے عیار کو منع کیا کہ مین
پرایا حصہ نکھاؤن گا تو کباب نہ لگا یہ سنکر عیار نے کچھ میوہ کسوت عیاری سے نکالکر شہزادہ کو کھلایا اسی
طرح دو روز گذرے اتنی بھوک مین اس شہزادہ کو غصہ آیا مثل مشہور ہی کہ بھوکے بھلے مانس سے ڈرنا
چاہیے پس وہ عورتین کھانا لیکر جو پھر آئین شہزادہ نے اُنمین سے ایک کو فریب دیکر قریب بلایا اور
چوٹی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ بالزادی ہمکو فاقہ مست تو نے مقرر کیا ہی جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے
مُنھ گری شہزادہ جست کرکے اُسکی پیٹھ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرائی کہ شہزادہ پر تو سحر نہ پڑھا پر پیدا
کرکے اُڑی کہ ایسا نہو رفیقان طلسم کشا مجکو مار ڈالین غرضکہ شہزادہ کو لیے اُس ظلمت کو طی کرکے
ایک باغ مین آئی شہزادہ کی آنکھ بند ہو گئی تھی جب آنکھ کھلی گلشن پُر بہار دیکھا گل و لالہ و بلبل
سے آباد وہ لالہ زار دیکھا اور اس نے شہزادہ کو اُسجگہ پیٹھ پر سے گرا کر بزور سحر بجلی سی حرکت کرکے آپ
جاکر ملکہ ظلمات سے کہا کہ آج طلسم کشا نے مجھکو مار ڈالا ہوتا مین اُسکو اُٹھا لائی ہون وہ مجھپر چڑھ بیٹھا

تھا ظلمات نے کہا اری قحبہ آئین طلسم یہی ہی کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نکرنا چاہیے قید رکھنا مناسب ہی چنانچہ مین نے اُسکو قید کیا تھا تو یہان کیون لے آئی یہ کہکر اُٹھی اور اُسی بارہ دری مین باغ کی ایک صنچی تھی کہ وہان آئی اُسمین صندوق تھا اُسکو وا کرکے کتاب آئین طلسم نکالی اور اُس کتاب مین حال طلسم کشا دیکھا معلوم ہوا کہ یہ بیشک طلسم کشا ہی اُس پہلوان طلسم کو جو تیرے پاس ہی بلوا کر مقابلہ کرا اور شرط کرلے کہ اگر اِس پہلوان کو زیر کرو تو مین اطاعت کرون اور تم زیر ہونا تو میرے مطیع ہو جانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اُسکو چالیس لونڈیان خدمت کے لیے دینا اور اِس باغ مین باسایش رکھنا یہ کتاب مین دیکھکر کتاب تو بند کرکے صندوق مین رکھی اور آپ وہان سے سامنے شہزادہ کے آئی شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن مین اُدھیڑ ہی مگر سبزہ رنگ خوبصورت چہرہ سے متانت اور دانش ہویدا ناصیہ سے رعب وجلال پیدا سراپا زیور زمرد و یاقوت پہنے بنی سنوری ہوئی مانگ موتیون سے بھری ہوئی غرض کہ اُس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام کیا اور شرائط کو درمیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ پہلوان کے باپ سے ہم مقابلہ کرین مگر تم لوگ ساحر ہو تمھاری بات کا اعتبار کیا ہی مین پہلوان سے لڑونگا تم سحر کرو گی پھر میرا لڑنا بیکار ہی ساحرہ نے کہا ای شہریار مین اقرار نامہ لکھے دیتی ہون کہ سحر نکرونگی شہزادہ کو اُسنے سحر کی قید سے رہا کرکے اقرار نامہ لکھدیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیجکر اُس پہلوان کو بلایا وہ پہلوان کوس لمن الملکی بجاتا رستم و سام و نریمان کو شاگرد اپنا بتاتا چٹ لنگوٹ باندھے بھبھوت ملے جسم بجا اکھنوس کا کندہ بنا ہوا باغ مین آیا اور اُس دیو صورت نے شہزادہ کو للکارا شہزادہ بلند اقبال نے بھی رستمانہ اُسکا مقابلہ کیا اُس قوی تن درشت چنگال نے دستیان کھینچکر بغلیان ڈھونکر کشتی آغاز کی شہزادہ کے پاس وہ انگشتری اخگر کے پاس کی جو مقام کفل شاہ پر پہلوان کے لڑتے وقت ملی تھی اُس انگوٹھی کے سبب سے زور سحر پہلوان کا نچلا ہر چند کہ اُسنے ایسا زور کیا کہ کنپٹیان شق ہو گئین اور انگلیان پھٹ گئین آخر شہزادہ نے اُسکو اُٹھا کر جو مارا چارون شانے چت گرا یہ بہادر اُسکے سینہ پر چڑھا اور سوال اسلام کیا اُسوقت ظلمات نے عرض کیا کہ اِسکو چھوڑ دیجیے مین مسلمان ہوتی ہون شہزادہ اُسکے سینے پر سے اُٹھا ظلمات نے دوڑکر سر قدم پر رکھدیا شہزادہ نے اسلام عرض کیا وہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی اُس پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت مین دوڑکر ٹکر ماری کہ تر

پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہوگیا شور مرنے سے اُسکے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لیکر بارہ دری کے
چبوترہ پر لائی زیر نگیرۂ زرتار اُسکو بٹھایا شہزادہ نے فرمایا کہ میرے رفیق کنارۂ تالاب کے بیٹھے ہین
اُنکو بلا دو ساحرہ نے عرض کی کہ وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھین پس آپ رقعہ لکھدیجیے شہزادہ نے
ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرما کر دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور شہزادہ نے کھانا آسودہ ہو کر کھایا کہ
کئی روز سے بھوکا تھا پھر شغل میخواری آغاز ہوا ناچ دیکھنے لگا یہ تو اس آرام مین ہی لیکن جس قلعہ کی
ظلمات حاکم ہی وہان کی رعایا نے حال مطیع ہونے اپنے مالک کا جو سنا ہر ایک گھبرایا اور فکرمند
ہوا کہ اب ہم سب کو مسلمان ہونا پڑیگا یا جان دینا ہوگا یا جلاء وطن کرنا ہوگا پس ابھی سے فکر ہلاکت
طلسم کشا لازم ہی غرضکہ چند اکابرین شہر یہان سے بھاگ کر ایک قلعہ ہی اسجگہ سے دس کوس پر کہ
مالک اُسکا ایک ساحر زبر خشم جادو نام ہی اُسکے پاس گئے اور بزور سحر ایک آن مین قریب قلعہ
پہونچکر صدائے استغاثہ بلند کی ساحر مذکور نے اُنکو سامنے طلب کر کے حملہ کیفیت دریافت کی اور سوچا
کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہی چلکر اُسکو قتل کرنا چاہیے فی الجملہ اپنے مقام پر سے بزور
سحر اُڑ کر چلا اور بہت جلد باغ پر آکر ٹھہرا شہزادہ غافل بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اسنے سحر سے بحس و حرکت
شہزادہ کو کر کے پنجہ بنکر جو گرا لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی
اور کسی کی مجال نہوئی جو اُسکو روکتا وہ تمام محفل درہم و برہم ہوئی رعایائے قلعہ تو مدعی شہزادہ تھی
کوئی خبر نہوا اور یہ شہزادہ کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا اور بارہ ہزار ساحران غدار کو حکم تیار ہونے کا دیا لشکر ساحران
تیار ہوا یہ ہمراہ لشکر اپنے قلعہ سے باہر نکلا بارگاہ استادہ کرائی اور شہزادہ کو قید سخت مین گرفتار کر کے
ایک خیمہ مین رکھا اسلیے کہ دم سحر اسکو قتل کرونگا پس خون مسلمان اندر قلعہ کے نہ گرے کہ سزہ رجمت
خداوند سامری نہ آئے گا چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا اُدھر ظلمات دیو اور عیار وغیرہ رفیقان
شہزادہ کے پاس پہونچی اور رقعہ دیا ہر ایک پڑھکر شاد و شاد ہوا اور اسکے ہمراہ سب روانہ ہوئے جب یہ
یہان آئی ملازمون نے ماجرائے شہزادہ سے آگاہی دی اسنے دیو سے حکم دیا کہ رعایائے شہر کو گرفتار
کر کے دکھانا شروع کرے اور آپ کو مع انکے حفاظت دیو مین مصروف ہوئی کہ کوئی سحر سے اُسکو ضرر نہ پہونچائے
اور علاوہ حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی رعایا برابر ایار و بفرار لائی لشکر نے امان چاہی
اسنے ہر ایک سے یہی سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمکو امان ملیگی لشکر کے افسر مطیع اسلام

ہوئے اسنے بھی لشکر جرار جو بیس ہزار ساحران نامدار کا درست کرا کر ہمراہ لیا اور سمت قلعۂ زہر چشیم
کو کوچ کیا وہان ایک رات گذری تھی اور وہ وقت تھا کہ چشم خورشید فلک سے سیاہی ظلمت
شب کی دور ہوئی دنیا نور سے معمور ہوئی ؎ بیت ؎ کہ جب اُٹھا زمین سے سایۂ شب ✦ نظر آیا جمال
صبح مطلب ✦ ہنگام سحر چبوترہ نکہت کا بنوا کر بوریاے فلاکت پر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا
گرد لشکر ساحران گھیرے تھا جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہونچی اور حملہ آور ہوئی جلاد
تیغ پھینک کر بھاگے کہ ایسا نہو ہم قتل ہو جائین سپاہ زہر مائل رزم ہوئی زہر بھی اتر ور وہان سوار
ہو کر بڑھا ناقوس اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے ابر سحر گڑگڑایا چار سمت اندھیرا چھایا سحر کی مار بیرون کی
پکار شروع ہوئی نارنج ترنج ناریل ہار مرچون کے چلنے لگے سحر کی بجلی چمکی جادو کے سانپ زہر اگلنے
لگے منقار جادو سپہ سالار زہر کا نارنج مارتا آگے بڑھا آتا تھا اسطرف سے اخگر اُسکے سحر کو رد کرتی
جاتی تھی اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر جنگ تھا لڑتا ہوا قریب منقار پہونچا اور اُسکو خنجر سے
دھمکایا وہ تو اُسکی جانب مخاطب ہوا اخگر نے اسطرف سے تاک کر ناریل جو مارا اُسکے سر پر جو پڑا مر گیا
غل اُسکے مرنے سے بلند ہوا ساحران عدو نجم کو سمجھے کہ اسی ساحر نے سپہ سالار کو مارا سب اسپر ٹوٹ
پڑے اخگر گروہ ساحران لیکر اُسکے بچانے کو جھپٹی رد سحر کرنے لگی اور اُسنے بھی لوٹ مار کر سیکڑون کی تیغین
کاٹین اُسوقت زہر کو تاب نہ آئی آگے بڑھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی ہزار ہا ساحر اسطرف کا
جلا نجم تو جست و خیز کرکے نکلگیا اور دیو جھپٹا کہ مین بھی دو چار کو مارون ناگہان ایک چکر جو آکر
لگا ہاتھ کا ایک لوتھڑا گوشت کا کٹ گرا دیو اس زخم سے تڑپنے لگا مگر جی داری کرکے پھر آگے
بڑھا پھر ایک تیر جو شانہ پر آکر پڑا شانہ نشانہ ہوا تیر توڑ کر پار گذرا اس عرصہ مین زہر نے ظلمات
سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اسکے جسم مین زہر پھیلنے لگا اور سوزش ہوئی چھالے بدن پر پڑگئے
آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی زہر نے ایک نارنج مارا کہ تاریکی چھا گئی ظلمات بھی تو
ٹکرانے لگی راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤن راہ مین دیو زخمی پڑا تھا اسنے ڈانٹا کہ بھلا چوٹے
کدھر جاتا ہی اسنے تیغ کھینچکر چاہا کہ ایک ہاتھ مارون دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا ہاتھ بڑھا کر گردن
اُسکی مضبوط تھامی کہ آنکھین اُسکی نکل آئین ظلمات بھی پلٹی اور پکاری کہ ای دیو چھوڑ نا اسکو جلد
لقمہ کر جا دیو نے فوراً اُسکو کھینچکر منھ مین ڈالا اور چبا گیا پیٹ مین سے اُسکے غل بیچو پکڑنے کا بلند ہوا

دیو گھبرایا ادھر انخگر مع فوج کے ساحرون سے بھری ہوئی تھی اب ظلمات پر سے بھی سحر زہر کا اُتر گیا
یہ بھی آکر گری اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے مرگ زہر سے اُسمین آگ لگی اور شہزادہ تورج
پر سے سحر اُتر گیا ہاتھ پانوٗن مین طاقت آئی قید آہن توڑ کر اُٹھا عیار نے تیغہ دوڑ کر پہونچایا پھر تو دشت
رنگین ہوا گلہاے زخم سے دامن میدان دامن گلچین ہوا تیغ کی جھنکار صداے خندۂ گل تھی اسلحہ
کی چقاچاق آواز نغمۂ بلبل تھی خون کی نہرین جاری زخمون کے فوارے چھوٹتے ہواے تیغ باد بہاری
تا دیر یہی ہنگامہ گرم رہا آخر لشکر عدو یعنی اُس فرقۂ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی شہزادۂ
نامدار سے بقیۃ السیف نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہو کر شہزادہ کو قلعہ مین لائے دیکھا تو اُس
قلعہ مین سحر کے مکانات و باغات سب نابود ہین رعایا فراری ہے شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی
کرائی پھر دار العمارۃ مین آکر قیام فرمایا حکم آغاز جلسۂ عشرت دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش برپا
ہوئی بعد دو روز کے پھر وہان سے عزم روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ تو مجھکو چھوڑ کر چلے
جاتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ ای رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے دیو نے کہا آپ مجھے لیتے
تو چلیے دیکھیے گا کہ مین کیونکر کھاؤنگا دشمنون کا سر چباؤنگا شہزادہ ہنسنے لگا اور نجم عیار نے عرض کیا کہ
جو آپکی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو وہ کیجیے دیو کو کہنے دیجیے فی الجملہ دیو اور انخگر و عیار وغیرہ ترا کے تئین
ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکلکر آگے رستہ پکڑا کئی کوس پر ایک برج اور اُن بروج ہاے طلسم مین سے نظر
پڑا کہ نہایت بلند و رفیع تھا شہزادہ ایک صحرا مین مع رفقا ٹھہرا اُس برج کا حاکم ایک ساحر غدار
تاجدار گنبد نشین جادو نام ہے ہر چند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ شاہ
طلسم جہاندار گنبد جہان نشین کہلاتا ہے خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا
قلعہ زہر کو فتح کر کے میرے برج کی جانب آتا ہے پس یہ سُنکر اسنے سحر کا تپلا بنایا اور اُسکو بھیجا کہ دریافت
کر آ طلسم کشا کہان ہے تپلا آکر شہزادہ کو دیکھ گیا اور اس سے جا کر بیان کیا کہ وہ جو چار کوس پر جنگل اُس
برج سے ہے وہان مع اپنے رفیقون کے طلسم کشا ہے یہ معلوم کر کے تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا
یہان آگیا تو زیادہ تردد کرنا پڑیگا پھر وہان سے کہ جہان اب وہ ہے قید کر کے مار ڈالنا چاہیے تمام
طلسم اُسکے شر سے نجات پائیگا اور تیرا نام بھی ہوگا ایسا کچھ تجویز کر کے ایک برج ماش کے آٹے کا بنایا
اور ایک چار دیواری بطور احاطہ کے اُسی آرد کی بنا کر ہاتھ پر رکھکر اڑا دی برج آرد سے حکم دیا کہ دیو

جو ہمراہ فاتح طلسم ہی اُسکو جاکر قید کرلے اور احاطہ سے کہا کہ فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جاکر محاصرہ
کر دونون اشیا اُڑکر چلین یہان شہزادہ مع رفقا کے صحرا مین بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد زرنگ
زیر گنبد فلک برے ہوا اُڑتا نظر آیا اور مثل سرپوش کے دیو پر ڈھنک گیا رنگ اُس برج کا بالکل
سیاہ تھا اندر اُسکے دیو کا حال تباہ تھا چیختا تھا کہ اے شہریار مجھکو بچائیے اِس تاریکی سے چھڑائیے شہزادہ
اُسکی جانب تیغ بکف ہوکر جھپٹا تھا کہ وہ چار دیواری اُڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیون کے
محاصرہ پذیر ہوئی اُسوقت انگارہ و ظلمات دونون بزور سحر اُڑین لیکن جسقدر یہ بلند ہوئین دیوارین
بھی اُتنی ہی اونچی ہوگئین یہ نجا سکین اُتر آئین اور شہزادہ فرط غضب سے ہونٹھ چبانے لگا اور بحالت
ناچاری دعا درگاہ باری مین فرماتا تھا بیت چو عاجز رہانندہ دانم ترا * درین عاجزی چون نخوانم ترا
یہان تو سب دعا کر رہے ہین لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا کہ وہ اختر برج صاحبقرانی قید ہوچکا
بس اپنے مصاحب ایک ساحرہ نگاہ جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور تورج و نجم کو میرے پاس
اُٹھا لاؤ باقی اور سب اسی طلسم کے لوگ ہین اُنکو وہین قید رکھو بعد قتل اِن دو خدا پرستون کے
وہ خود مطیع ہوجائینگے ساحرہ مذکور حسب الحکم اسکے پرواز کنان اُس احاطہ سحر مین آئی شہزادہ نے
دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چنری اُوڑھے مشجر کا لہنگا پہنے مانگ مین سیندور بھرا ماتھے پر صندل
لگا سر سے پاؤن تک جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوئے انداز سے مُنھ بنائے تیوری چڑھی سحر مین بہت
بڑھی چڑھی آتی ہی ظلمات نے بھی اُسکو پہچانا اور اُسنے قریب آکر کہا کہ اے ظلمات تھوک ہی تیری
جنتی پر اور تف تیری اوقات پر کہ تو نے دین سامری و لقا کھو کر دین طلسم کشا کا قبول کیا اور
خداوند لقا جو پردۂ دنیا پر موجود ہین اور ہمارے ہی پالنے کو وہ خداوند عرش اعلیٰ پر نہین رہتے اُنکے
دین کو ترک کیا یہ کہکر انگارہ کی طرف مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ تیرے مُنھ لعنت خداوند تیرے اور پر کہ تو غیر
مذہب کو دھگڑا اپنا کر بیٹھی اور گھر برباد کیا شعلہ سان کو قتل کرایا اُسکے بیٹے کو ہلاک کیا وہ جو شل ہی
کہ سنے پاپ اک گھر گھالک وہ اصل ہی اسی واسطے تجھکو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا ڈھینگر اکیا تھا انگارہ
نے یہ باتین سنکر کچھ اسکا کہنا بُرا مانگیا اور ایک نارنج مارا کہ او قحبہ کیا تو نے بک بک مچائی شامت
تیری آئی ہے اسکو اُسنے باتونکی دھن مین پہلے تو خیال نکیا اب نارنج آتے دیکھکر چاہا کہ سحر پڑھون مگر
ظلمات جو بجلی بنکر گری سنبھلنے بھی ندیا اُسکو کاٹ گئی غل و شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ان جادوگرنیون ۲۰

چاندنی مین دکھو گیا لطف دے رہا ہی وہ پھول کی طرف اُسکے کے سے دیکھنے لگا اور لیتے ایک چٹکی خاک
قبر جمشید چھوے سے نکالکر شراب مین ملادی پھر وہ پیمانہ اس پیمان شکن نے اُس بد باطن کے منھ سے
لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سوجھنے سے رہگیا اور مردۂ صد سالہ ہوکر گرا اس سپاہے جلادنش نے تیغ
کھینچکر سر اُسکا جدا کیا شور وغل اُسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی چالیس مرتبہ کسی نے آواز دی
کہ مارا شہریار جادو کو وہ باغ اور مکان اور برج سب جلکر برباد ہوئے وہ برج جسمین تورج قید تھا پھٹ گیا اور
شہزادہ رہا ہوکر نکل آیا وہ درخت سرو بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادہ نے حسب نشانہ دہی اخگر
وہ تیر وکمان لیے اور اخگر تخت بزور سحر بناکر شہزادہ کو بٹھاکر یہان سے بھاگی اور کئی منزل پر جاکر ایک پہاڑ پر اُتری
یہ تو اُدھر نکل آئی اور وہان مرگ شہریار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آوازین مہیب آئین کہ شعلہ سان محل مین
آرام کرتی تھی گھبراکر باہر نکل آئی اور اُسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساحر ساکنان قلعہ دوڑکر ایک مقام پر جمع ہوکر
اُسی مقام پر آئے اس عرصہ مین حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی تاریکی شب کا
بصد بشاشت روزگار نے مہر نے اپنے جسم پر سے اُتارا کہ بمقتضاے

ابیات

کہ اُٹھا عکس زلف شب نے مین سے
گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے
ہٹے پروانے شعلے جھلملائے
فلک کے ناز خاطر نے اُٹھائے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اُس باغ مین آئی
دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہی اور نعش شہریار کی جھلسی ہوئی پڑی ہی بیٹے کی لاش دیکھکر کلیجہ
منھ کو آیا لاش پر گر پڑی اور لپٹکر بین کرنے لگی کہ ای میرے اس مراد والے ہی ہی میرے نازون کے پالے ہی ہی
بیٹا اس ماں سے منھ موڑ گئے ہی ہی مجھکو اکیلا چھوڑ گئے ای میرے بن بیاہے ای میرے گبرو جوان یہ ماں
تجھکو کہان پائے کون سے دیس ڈھونڈھنے جائے ہی ہی یہ کیا ہوگیا

نوحہ

مین صدقے تجھ پہ مین قربان ہی ہی
مری جان میرے ارمان ہی ہی
نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا
ابھی سے کھوئی تمنے جان ہی ہی
اکیلی مین رہی جور فلک سے
ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی

اسی صورت سے زار زار رو کے بڑی مصیبت سے لاش اُسکی اُٹھائی کفنی سیاہ گلے مین ڈالی گریبان چاک کیا
بعد جزع وفزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی اس درخت سرو کو اور تیر وکمان کو ڈھونڈھا کہین
پتا نملا کہا کہ وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لیگئی ہی غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی اور یہ خبر مرگ شہر کی
دور دور منتشر ہوئی یہان سے آگے دریا ہوا ہی اور اس دریا کے حوالی مین ایک ساحرہ نسیم جادو

نام حکمران ہی چنانچہ وہ اپنے دار العمارۃ مین اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی اُسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور
عرض پیرا ہوئے کہ قلعہ آتش نگار مین بڑا غلغلہ برپا ہی غدر ہو رہا ہی نسیم نے یہ خبر سنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو
خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور ہر سمت غدر دیکھکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے
کہا ایک خدا پرست طلسم مین گھس آیا ہی اُسنے لشکر الکت اخگر شہریار کو مارا ہی یہ حال دریافت کر کے وہ عورت
پھر کر خدمت نسیم مین آئی ماجرائے شنیدہ زبان پر لائی اُسنے پوچھا کہ شہریار کیا مانند تھا جو مر گیا اُس عورت نے
کہا کہ اسطرح مارا گیا سب کیفیت سُنکر برسم تعزیت چارسو کنیزین اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی
اور شعلہ سان پاس آئی دیکھا کہ اُسکی عجب حالت ہی گرفتار غم و رنج مصیبت ہی گریبان چاک ہی سر پر خاک ہی
زمین مین بیٹھی ہی نسیم نے فرش خاک پر سے اُٹھایا اور کہا ای بہن یہ کیا غضب ہو گیا اُسنے رو رو کر
سب حال بیان کیا اِسنے سمجھانا شروع کیا کہ ای بہن جو مرضی جمشید کی اِس امر مین ناچاری ہی شاہ و گدا
سب کو یہ دن نصیب ہونا ہی اُسنے کہا بہن یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہی کاش
اُس نامراد کے قاتل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دل کو قرار آتا اب نہین معلوم وہ کدھر گئے نسیم نے اُسی وقت ہزارہا
ساحرون کو بہر تفحص روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا کہ اُس خدا پرست کا نام کیا ہی اُسنے کہا تورج یہ سنتی ہی نسیم
تھرا گئی اور کہا ای بہن یہ نام تو شکنندۂ طلسم کا ہی ہم اپنے بزرگون سے سنتے آتے ہین کہ نام فتاح طلسم کا تورج ہوگا
پھر تورج اور تور مین کیا فرق ہی خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی مین بیٹھکر مشورہ
کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچا کر کھایا چشمہ سے پانی
پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختہ سنگ پر دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بہر تجسس نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ و
دشت چھانتے پھرتے تھے اُنمین سے چند ساحر طائر بنے ہوئے اس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور ان دونون
دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھکر عزم کیا کہ قید کر کے لیجائین پھر خائف ہو کر کہ یہ شخص بڑا زبردست ہی دست انداز
نہوئے اُڑ کر بہت جلد خدمت شعلہ مین آکر خبر دی وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی نسیم سے کہا بہن میرے گھر بار سے خبردار
رہنا یہ کہکر ایسی دل کو لگی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی پیچھے اسکے نسیم نے فوج ساحران روانہ کی لیکن یہ بہت جلد اُڑی
ہوئی اُسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہ رہا تھا کہ ای نازنین نہین معلوم کہ
بعد ہمارے ہمارے سو فیق اُس پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر ناتمام تھا کہ نعرہ شعلہ سان بلند
ہوا [illegible] انگر کے [illegible] ہوش آگئے اور شہزادہ [illegible]

کھینچکر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہر او قحبہ مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر مار ا از بسکہ قضا اُس ساحرہ کی اور طرح سے ہر شہزادہ پر غالب آئی اثر نارنج سحر سے شہزادہ بے حس و حرکت ہوگیا اُسنے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ اخگر بھی بیہوش ہوئی اُسنے دونون کو گرفتار کرکے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج قریب دہ نسیم پہونچی اُسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ بہن نسیم کے پاس انکو لیجاؤ کہنا بہن مین آتی ہون تم اُس مسلمان کو قتل کرنے کنارہ بحر آتش کے لیچلو ساحر دونون کو لیکر پھرے اور یہ بھی پھری مگر اور اطراف سے آتی ہر حال اسکا بیان ہوگا لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اُسنے قید سخت مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ کنارہ بحر آتش کے چبوترے رنگ کے بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے نسیم کے حکم سے تیاری شروع ہوگئی اور شہزادہ کو مع اخگر کے تخت سحر پر بٹھا کر کنارہ بحر مذکور کے روانہ کیا حسب اتفاق کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے پاس تھی یہ سمجھکر نہ چھینی تھی کہ سحر کے سامنے یہ کیا کریگا رہنے دو بر وقت قتل لے لینگے غرض جب شہزادہ کنارے بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جنکی قید مین یہان آیا تھا ہی منت تمام اُنسے گویا ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر پاس ہے اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر پہنے ہے یہ سب تم تو دو گھڑی کے لیے مجھکو رہا کر دو اور تم میرے ساتھ ہو افسران لشکر نے لالچ مین آکر شہزادہ پر سے قید سحر دفع کردی اور ساتھ لیکر چلے شہزادہ کنارہ دریائے آتش کے تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا اِسنے اُس تیر و کمان سے کام لیا بقدرت قادر و توانا نشانہ مراد پر تیر پہونچا وہ تیلا گرا اُس بحر آتشین مین تلاطم ہوا شعلہائے آتش اُڑکر جانب چرخ برین گئے اندھیرا ہوگیا شور ساتون دوزخون مین جیسے اُٹھتا ہی ویسا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی ایک میدان منزلون تک کا تھا یہ معاملہ جو افسران لشکر نے دیکھا گھبرا کر ر و لفرار لائے اور بعض حربہ ہائے سحر لیکر شہزادہ پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اُس مقام کی جلد تر اُٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ سان شہزادہ کو قید کرکے جو روانہ ہوئی تھی تو اور راہون سے اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اُس پار دریائے آتش کے آئی اُسوقت اُس بحر کو ناپدید ہوتے دیکھا بیقرار ہوکر دوڑی کہ ہائے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے چھپی مگر اُس پار دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا رو رہا تھا اور ہائے آقا ہائے تو یہ کہ رہا تھا اُسنے بھی جب دریا کو غائب ہوتے دیکھا بیتابانہ شہزادہ کی تجسس مین چلا راہ مین اُسکو نظر آیا کہ ایک ساحرہ اُڑتی ہوئی جاتی ہے دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچکر گردن اُسکی زور سے دبائی از بسکہ وہ ساحرہ سحر سے ... تھی گردن ...

اُٹھ نہ سکی اور تڑپ کر چاہا کہ رہا ہو جاؤں دیو نے مضبوط دبوچا اور اُس کشمکش میں دونوں زمین پر اُتر آئے دیو نے
چنگھاڑ کر دشت میں زلزلہ ڈالدیا ساحر جو شہزادہ پر حملہ آور تھے چنگھاڑ کے سننے سے بھاگے اخگر بھی ساتھ
شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرۂ دیو سنتے ہی شہزادہ کو پنجہ میں دابکر وہاں لائی کہ جہاں دیو اور ساحرہ
الجھے ہوئے تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اُسپر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا دیو نے گردن اُسکی دھڑ سے
کھینچلی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوئی شور عظیم اُسکے مرنے سے بلند ہوا پہاڑ ٹکرا گئے دشت تھرایا آواز آئی کہ مارا
شعلہ سان جادو کو قلعہ آتش نگار میں جو مکانات اور باغ اور دار العمارۃ وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے
لگے قلعہ میں بھگدڑ پڑی آوازیں تڑاق تڑاق مکانوں کے اڑنے کی بلند ہوئیں نسیم شہزادہ کو بہر قتل
بھیجکر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت خوردہ قیدی کے ساتھ کی سامنے
آئی سارا ماجرا اُسنے سُنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی لا کہ وہ کہاں ہے اُسنے کہا کہ بی بی
ضرور شعلہ سان ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے تورج کو طلسم کشا سمجھ چکی تھی
اُسوقت یقین ہوا کہ بیشک میں بھی ماری جاؤنگی پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ میں چلی گئی اور ہوا
کے دریا کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کرکے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کو پاس
بٹھا کر مشورہ کرنے لگی اور ہیر سحر کے برائے دریافت حال شہزادہ جانب قلعہ آتش نگار روانہ کیے کہ ہر دم کی
خبر افعال طلسم کشا کی مجھکو پہنچائیں یہاں شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعۂ آتش نگار میں آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا
دہشت سے فراری تھی شہزادہ نے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دیگئی ہے وہ سب آکر آباد ہوں سب مردم
شہر حاضر خدمت ہوکر مطیع ہوئے شہزادہ نے اخگر کو تخت شاہی پر بٹھایا اُسنے اپنے باغ پر بہار
میں اِس گل باغ شہریاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ اُس سرو گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ
پر زر پر شامیانۂ زرین بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان مسرت میں ہوائے عیش و سرور وزاں ہوئی زمزمۂ
رقاصان و مغنیان عنادل وار آغاز ہوا ساغر برنگ ساغر گل مُل سے لبریز ہوکر چلنے لگے بادہ خوار پھول
پیتے تھے یہ جملہ کیفیت سحر کے ہیر دریافت کرکے خدمت نسیم میں گئے وہ اپنے سرداروں سے کہہ رہی تھی کہ
بعد تسخیر قلعۂ آتش نگار فاتح طلسم دریائے ہوا پر ضرور آئیگا پھر اُسوقت اگر بھاگ کر بچیے تو اسوقت بچنا
ممکن نہیں اس سے لازم ہے کہ جاکر یا تو مقابلہ کروں یا اطاعت کروں یہی گفتگو تھی کہ ہیروں نے حالات
طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو - خبار جادو وغیرہ

جوشش آب شمشیر کا پتا دیتی کنارہ سلامتی کا نظر آنا دشوار بڑا اپچ سا پیچ منجدھار کشتی حیات ڈگمگانی یہ حالت نظر آئی کہ اب ڈوبی تب ڈوبی کاغذ کی ناؤ کہلاتی اس لشکر بے سردار کا یہ حال ہوا کہ بچنا محال ہوا بموجب نظم

بغرید توریج دران رزمگاه	ز هیبش بلرزید خورشید و ماه	به تیر و کمان و به شمشیر تیز
درافگند در سرکشان رستخیز	پس و پیش او لشکر جنگجوی	بروی اندر آورده بودند روی
زخون روی صحرا چو جوی روان	ز بانگ سواران جهان پر فغان	دران کین و آشوب و دار و کشش
نه با اسپ زور و نه با مرد هش		

آخر شکست فاش سب نے کھائی اور چادر امان ہلائی شہزادہ نے ہاتھ کو روکا ہر ایک نے قدم اقدس کو آنکھوں سے لگایا مطیع اسلام ہو کر شہزادہ کو اندر قلعہ کے لیگئے دار العمارۃ مین لا کر تخت پر بٹھانا چاہا شہزادہ نے انگلر کو تخت پر بٹھایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین تسلط ہو گیا جلسۂ مسرت و جشن عشرت کی بنیاد ہوئی کئی روز تک داد عیش و نشاط یہ سب دیا کیے پھر شہزادۂ فلک جاہ نے فرمایا کہ یہ طلسم نہایت بیڈول ہے زمین یہان کی پر ہول ہے اب ٹھہرنا نچاہیے آگے بڑھکر دیکھیے کہ کیا درپیش آئے فی الجملہ جب طلسم خاور سے فتاح طلسم ظلمت نے عزم میدان افلاک کیا کہ بیت چھپا جب صبح کا نظرون سے تارا * ہوئی شکل سحر پھر آشکارا * یہ اختر آسمان شجاعت نماز سحر سے فارغ ہو کر مع رفقاے با محبت کے اس قلعہ سے نکلکر رہگراے منزل مقصد ہوا اور دن بھر مثل خورشید سیار دشت طلسم رہا قریب شام جب اس نیک انجام نے نظر کی تو انقلاب دہر نے نئی صورت دکھائی یعنی وہی جگہ نظر آئی کہ جہان سے صبح کو قدم اٹھایا تھا حیرت نے پانون گاڑے تعجب کا خانۂ دل مین مسکن ہوا کہ الٰہی یہ کیا گردش بخت نافرجام ہے جہان سے چلا تھا شام کو پھر اسی جا مقام ہے ناچار با خاطر ناصبور قیام کیا اور ہنگام سحر جب مہر منیر مقام طلوع ہر روزہ سے ساطع ہو کر طے منازل افلاک کرنے لگا اس وادیہ پیماے صحراے عجائبات نے ایک تیر کسی درخت کے تنہ پر براے شناخت مقام لگایا اور آگے کو قدم بڑھایا دن بھر سرگردان و پریشان رہا سر شام پھر اسی مقام پر آگیا کہ جہان سے چلا تھا تیر اپنا درخت مین لگا پایا اب تو بالکل یقین ہوا کہ کہ زمین طلسم مجھ سے چالین کرتی ہے چرخ کی گردش چکر دیتی ہے مجبور پھر کھانا کھا کر سو رہا اور صبح کو اٹھکر راستہ پکڑا شام کو پھر اسی جگہ آرہا اسی طرح کئی روز نصیبون کی گردش رہی ایک شب جب عابد نورانی چہرہ ماہ رشتۂ آہکشان مین دانہ کواکب پرو کر سبحہ خوان ہوا کہ نظم

وہ جلوہ ماہ تابان نے دکھایا | جہان کو نور کا عالم بنایا | ضیا سے اسطرح چمکے برابر
ستارے بنگئے ذرے زمین پر

شہزادہ ایک تختہ سنگ پر چشمہ سے غسل کر کے مصلا بچھا کر بیٹھا اور درگاہ داور بیہمال مین بصد تضرع وزاری بیقراری ظاہر کر کے دعا کرنے لگا کہ ای گردش دہ مہرو ماہ وای چرخ دہ افلاک حاکم روز جزا تیرے کرم کا ظہرا مجھکو آسرا ہی اس برزہ گردی سے تو مجھکو بچا راہ راست پر لگا کہ ابیات

تجھی سے پناہ اوج و پستی | عطا کی ہی ہمین تو نے ہی ہستی | تجھی نے روشنی آنکھون کو بخشی
دکھائی تو نے ہمکو راہ سیدھی | کٹے یارب یہ صحراے پر آفات | نظر آئے ہمین راہ طلسمات

رات بھر اسی طرح درگاہ کبریا مین رویا کیا اور مصروف حمد و ثنا رہا قریب سحر دیدۂ ظاہری بند ہوئے اور چشم حقیقت مین باطنی کشادہ ہوئین خواب طاری ہوا اسی عالم رویا مین دیکھا کہ دشت و در و کوہ سب نورانی ہین در ہاے آسمان کشادہ ہین ملائکہ طرفہ گویان ہین ہر سمت نداے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکہ والروح کی بلند ہی اور ایک تخت نورانی مربع پر ایک مقدس سوار ہین پس اوس تخت نے بلسان رحمت خدا نزول کیا اور وہ برگزیدۂ خدا مقبول درگاہ کبریا تخت پر سے اُتر کر قریب آئے اور دست حق پرست اپنا اُسکی پشت پر رکھکر ارشاد کیا کہ ای فرزند امیر کیا چاہتا ہی اس گم کردہ راہ بادیہ طلسمات نے اپنے حال کو رو کر عرض کیا اُن بزرگ نے تسکین دیکر ارشاد فرمایا کہ دم سحر نماز پڑھکر یہ دعا جو تجھکو تعلیم کرتے ہین مع درود معظم پڑھکر قدم بڑھانا اور سمت مشرق جانا خدا منزل مقصد پر پہونچایگا مگر کسی کو ساتھ نہ لینا تنہا جانا وہ جامع المتفرقین بعد خلاصی دشت طلسم پھر تم سب کو ملا دیگا اور دشمنون پر فتح دیگا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے ناپدید ہو گئے اور آنکھ اس حقائق آگاہ کی وا ہوئی دیکھا تو وقت صبح صادق ہی رویاے صادقہ کا ہنگام ہی اور جسم معنبر و معطر تمام ہی جانا خواب میرا سچا ہی جلد اُٹھکر وضو کیا نماز سحر برجوع قلب ادا کر کے وہ دعا جو عالم خواب مین بزرگ نے تعلیم فرمائی تھی اپنے خیال جو کیا حرف بحرف یاد پائی مع درود معظم پڑھنے لگا جب زاہد صومعہ خاور نے سر سجدہ سے اُٹھایا اور دشت سپہر مین آیا کہ ابیات

نظر شائق ہوئی نور سحر کی | اجازت رات نے چاہی سفر کی | رداے نور نے ڈھانکا زمین کو
قدم گھسنے لگے اپنی جبین کو

صبحدم نیر عالم افروز صاحبقران اعظم عبادت خانہ سے اٹھکر اپنے رفقا پاس آیا نجم نے قدم پر سر جھکا کر حال پوچھا شہزادہ نے بشارت یاب ہونا ظاہر فرمایا عیار نے عرض کیا

کہ ای شہریار مبارک ہو اب یہ طلسم فتح ہوگا اچھا بسم اللہ کیجیے جائیے اور راہ مقصد پائیے یہ کلام سنکر دیو پکارا کہ ای شہزادہ مجھکو نہ چھوڑ جائیے کامین کوسون اُڑا لیجاؤنگا اور تیرے دشمنونکا سر کھاؤنگا شہزادہ نے اُسکو تسکین و دلاسا دیکر وہان چھوڑا اور یکہ و تنہا دعا پڑھتا سمت مشرق روانہ ہوا دیو اور رخم و اخگر و ظلمات کو اسی مقام پر چھوڑا یہ سب ایک درہ مین کوہ کے جاے تحفظ و آرام پیدا کر کے ساکن ہوئے اب انکو تو اسی جگہ چھوڑ دیجیے اور شہزادہ کو سمت مشرق جانے دیجیے لیکن آب چند کلمہ افراسیاب کے سنیے۔ مولف ہیچمدان ناظرین والاتمکین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ طوالت قصہ سے آپ لوگون کا سر پھریگا دم گھبرا جائیگا بدین لحاظ استعارات و کنایات شاعری جستہ جستہ کسی جگہ مین لکھتا ہون ہر جگہ لکھنا اسلیے ترک کیا ہے کہ اس فسانہ مین ہزارون باغ اور دریا اور کوہ اور لڑائی اور مجمع حسینان کا ذکر اور عیاریان اور صبح و شام ہین پس سب تصریح دار مع تعریف اگر لکھے جائین ممکن نہین کہ یہ دفتر بے پایان انتہا کو پہونچے کیونکہ ابھی مطلب بہت باقی ہے فقط امیری ہیچمدانی پر خندہ زنی سب صاحب نفرمائین بنظر سنجیدگی عرض میری قبول کر کے زبان طعن و تشنیع نہ کھولین آمدم بر سر مطلب۔ سابق مین ذکر کیا گیا تھا کہ عمرو دوبارہ تیران پاس پہونچگیا اور مصروف عیش و عشرت ہوا یہان افراسیاب نے نامہ لکھکر طاق طومطراق کو سمت کوکت بھیجا اور صنعت وزیر دہر خوردہ اُسکے پاس آئی ماجراے گذشتہ زبان پر لائی بادشاہ بعد بھیجنے ایلچی مذکور کے صنعت کو ہمراہ لیکر ایک بیابان مین طلسم کے کہ نام اُس صحرا کا بیابان لالہ زار ہے آیا وہان چمنستان طولانی لاثانی گلہاے خودرو کے بنے تھے نکہت سے پھولون کی دماغ بسے تھے ہر شجر خوبی مین قامت یار تھا ہر گل بہار افزا برنگ رخسار گلعذار تھا بیچ بیابان مین ایک نہر مصفا جاری کنارے اُس غدیر صاف و شیرین کے پختہ مقام سیرگاہ شاہان بنا بہت نایاب و عمدہ تھا شاہ نے اُسجگہ فرش آب روان بچھوایا اور مسند پر بیٹھا کچھ افسون زبان پر لایا اُس نہر سے ایک مچھلی باہر نکلی اور غلطک مار کر خوبصورت پری بنی بہت نک سک سے درست چالاک و چست آنکھ نشیلی گات رسیلی رخسار پر نور ضیا مین رشک مہ شعلہ طور شام فرقت اُسکی سواد زلف پر قربان آئینہ شمس و قمر اُسکے رخسارون کے روبرو حیران کہ

نظم

نہایت خوبصورت اور کم سن	مرادون کے بہار افزا تھے دن		امثال ماہ تھی مطلوبہ شاہ

خواصین گرد مثل نجم یمین و اہ
ہوئی اِس جاہ و حشمت سے نمودار
پری‌زادون مین تھی وہ حور ممتاز

وہ پہنے تھی جواہر اسطرح کا
کہ تھی ہر ایک رشکِ ماہ رخسار

نظر کا اُسپہ مشکل تھا ٹھہرنا
خراماں کبک کی صورت بصد ناز

پس وہ نازنین مع خواصان مہر تمکین کے قریب شاہ آئی تسلیم بجالائی شاہ نے مزاج پرسی فرمائی کہ ای ماہی برن مزاج اچھا ہی اُسنے عرض کیا کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتی ہون بادشاہ نے یہ سنکر اُس قلزم حسن کو ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھالیا اور پھر کچھ پڑھا کہ اُس بیابان لالہ زار سے ستّرہ سو عورت قبول صورت زیور جواہر کے دریا مین غوطہ مارے لباس عمدہ سے مزین مانگ سنوارے ظاہر ہوئین اور لب نہر ایک تخت یاقوت کا گستردہ کیا گرد تخت ستّرہ سو کرسی جواہر جڑی بچھادی بادشاہ اُس ہم خوبی کو جو نہر سے نکلی تھی لیکر تخت پر بیٹھا اور وہ سب سیمین عذار کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور رقاصہ آگر ناچنے لگین جلترنگ بجنے لگا جام شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا صنعت سر پر بادشاہ کے رومال جھلنے لگی بادشاہ نے فرمایا کہ عیار بجیون کو جو ساحر کہ اُٹھا کر لیے آتا تھا اُسکو کسنے مارا وزیرہ نے عرض کیا کہ ماہی پریزاد و بحرین جو عمرو کے ساتھ آئے ہین اُنھون نے ہلاک کیا اور انھین دونون نے دریاے قہر سحر سے پیدا کر کے میرے لشکر کو بھی ڈوبویا اور غارت کیا بادشاہ یہ تقریر سنکر ہنسا اور کہا مین چاہون تو دن بھر مین ایسی ماہی پریزاد سیکڑون بناکر چھوڑ دون اب میرا ایلچی اُس جنگلی پاس سے پھر آئے تو مزا چکھاؤن صنعت عرض پیرا ہوئی کہ اس ماہی پریزاد کو تو فی الحال سزا دینا ضرور چاہیے بادشاہ نے اُسوقت اس نازنین سے جو پہلو مین بیٹھی تھی فرمایا کہ ای ملکہ کسی کو بھیجدو کہ وہ ماہی پریزاد کو پکڑ لائے اُس بحر محبوبی نے ہنسکر کہا کہ اچھا اور آواز دی کہ ای نگہت جادو آؤ آواز کے دیتے ہی صحرا کی طرف سے ایک عورت سانولے رنگ کی پوشاک تفنیر سے پیراستہ چراؤ گہنا پہنے مانگ مین سیندور بھرے حسن مین یگانۂ دہر آفت و قہر سامنے آئی آداب شاہ و ملکہ کو بجالائی شاہ نے فرمایا کہ تمھین ماہی کے شکار کا شوق بہت ہی جاؤ اب ماہی پریزاد کو پکڑ لاؤ اُسنے سلام کیا اور اس نہر کے کنارے جاکر چارہ اپنے ہاتھ سے کھود ا پھر ڈورا اور قرول لیکر کٹیا ڈکن شست وغیرہ جملہ سامان سے درست ہوکر روانہ ہوئی صنعت نے چاہا کہ مین بھی اسکے ساتھ جاؤن بادشاہ نے منع کیا اور کہا وہ کون ایسا کام ہی جسکے لیے تم جاؤگی تم یہان ٹھہرو دعوت کھاؤ عیش کرو دیکھو دم مین وہ مچھلی پکڑ کر آتی ہی صنعت کہنے سے شاہ کے رُکی اور اُدھر مہرخ بارگاہ مین تخت پر بیٹھی ہی وہ فوج

جو خواجہ کے ساتھ آئی ہی اُسکے افسر بھی حاضر ہین اور بحرین بھی دربار مین ہی لیکن ماہی پریزاد اسی طرح غرق دریاہی باران وسیلان ابر سحر مین غائب ہین غرضکہ نکہت دریاے خون کے پار اُتری اور سے پہلے بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے اُسکی حرمت کی کرسی بیٹھنے کو دی اُسنے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مذکور نے کہا جاؤ شکار ماہی تمھین مبارک ہو یہ وہانسے پرواز کرکے کنارے اس بحر کے آئی کہ جسمین ماہی پریزاد تھی اور کنٹیا مین چارہ لگا کر ڈورا اُسنے دریا مین پھینکی اسوقت بحرین جو مہرخ پاس بیٹھا تھا اِسکو سحر نے اسکے آنے سے باخبر کیا اور اسنے کہا کہ ای مہرخ۔ افراسیاب نے نکہت کو بہر گرفتاری ماہی پریزاد بھیجا ہی وہ جمشیدی نہر کے کنارے سے چارہ لیکر آئی ہی اُس چارہ سے یقینی ماہی مذکور پکڑ جائیگی مین جاتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اِسکے جانے سے برق عیار بارگاہ مین جو تھا وہ بھی روانہ ہوا اور درہ کوہ مین قرب دریا جاکر چھپ رہا ادھر بحرین نے چلتے چلتے ایک سحر پڑھا کہ دریا مین ڈور جو نکہت نے پھینکی تھی اُسکو ایک کچھوے نے کاٹ دیا ٹھنکار ہونے سے نکہت بہت خوش تھی پیرکو اجو ڈویا اسنے ڈور کھینچی دیکھا تو ڈور کٹ گئی تھی اُسکو بڑا غصہ آیا اور وہان سے ہٹ کر ایک جگہ پر اور کنارہ بحر کے آئی اور زمین کھودی کہ چارہ یہان کا خوب کام دیگا غرضکہ اس عرصہ مین بحرین آکر پہونچا اور للکارا کہ باش او شوریدہ بخت میرے ہوتے تو ماہی پریزاد کو کب لیجا سکتی ہی نکہت نے اِسکا نعرہ سنکر ایک نارنج جھولی سے نکالا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ نارنج آگ کا گولا بنگیا اِسنے وہی کھینچ مارا ہرچند بحرین نے سحر پڑھا اور رد کیا مگر اثر پذیر ہوا اور نارنج سینہ پر آکر گرا کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا تو وہ نارنج توڑ کر پشت کے پار نکلجاتا مگر اِسکے پاس تحفہ جات عطیۂ شاہ کوکب بہت تھے نارنج ہلاک تو نکر سکا مگر وہ بیہوش ہوگیا نکہت نے چاہا کہ سر کاٹ لون برق جو چھپا کھڑا تھا وہ جھپٹ کے آیا اور کاندھے پر لاد کرلے بھاگا نکہت حیران کہ یہ کون تھا تا دیر حیرتناک کھڑی رہی پھر چارہ کھودنے مین مصروف ہوئی اور برق جو بحرین کو لیگیا درہ پہاڑ مین لیجا کر رکھا اور لباس اُسکا لیکر اُسی کی ایسی صورت بنا اور وہان سے کنارہ بحر سحر کے آیا دیکھا تو نکہت چارہ ڈھونڈھتی ہوئی اُس پار اس دریا کے اُتر گئی ہی اِسنے پکار کر کہا کہ ای ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ شاہ جادوان ٹراز پیوستہ ہی کوکب کی اُسکے سامنے کچھ حقیقت نہین بس مجھکو تم خدمت بادشاہ مین لیچلو اور تقصیر میری معاف کرادو مین ماہی پریزاد کو پکڑوا دونگا اور ہمیشہ مطیع حکم ترا رہونگا نکہت اس کلام سے بہت خوشنود ہوئی

اور کہا اچھا میرے پاس آ برق حیران ہوا کہ اُس پار کیونکر جاؤن پس عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہون ایک
چیز اپنی اس درۂ کوہ مین بھول آیا ہون لے آؤن یہ کہکر چلا اور درہ مین آ کر بحرین کو ہوشیار کر کے سب
حال کہا اور پوچھا کہ اُسطرف دریا کے کیونکر جاؤن اُسنے ایک دانہ ماش کا دیا کہ اسکو دریا مین جا کر پھینکو
پنجہ پیدا ہو کر اُٹھا لیجائیگا یہ وہانسے دانہ لیکر کنارے بحر کے آیا اور دانہ کو دریا مین پھینکا ایک پنجہ دریا
سے نکلا اور اسکو اُٹھا کر اُس پار لیگیا نکہت نے کہا اب تجھ مین ایسا زور نہین رہا کہ پرواز کرے
اسنے کہا ای ملکہ یہ تحفہ جات سحر کے پھر کس کام آئینگے مین انھین سے کام لیتا ہون آپ آرام سے رہتی ہین
نکہت نے کہا میرا ارادہ ہی کہ ایک کانٹا سحر پڑھکر ایسا دریا مین ڈالون کہ ماہی پریزاد کا کلیجہ چھید جائے
مگر تو اکر میرا مطیع ہوا ہی اس سبب سے مین خاموش ہون اسنے کہا ای ملکہ تم ماہی کو زندہ پکڑلو ابھی
مین نام آوری ہی اچھا تم شکار کھیلو مین کچھ کھالون کہ بھوکا ہون یہ کہکر میوہ بہت سا کمر سے نکالا اور
کہا اگر مزاج مین آئے تو آپ بھی کھائیے اسنے کہا کہ ای بحرین یہ حرکت تو نے ایسی اسوقت کی کہ
جیسے عیار کرتے ہین اسنے وہ میوہ اُٹھا کر دریا مین پھینک دیا اور کہا ای ملکہ دمبدم کی خبر کو کٹ کو پہونچتی
ہی اب مین نہ اِدھر کا رہا نہ اُدھر کا رہا تمکو میری طرف سے مظنۂ بد گذرا مین اب کس کا ہو کر رہونگا کوکب
مجھکو مار ڈالیگا گھر بار میرا غارت کر دیگا ای ملکہ مین منع نہین کرتا ہون تم چاہو ماہی پریزاد کو مار دیا
گرفتار کر دیا رہا کر دو مگر میرا ٹھکانا کہین ہو جائے نکہت کو اسکی عاجزی پر رحم آیا اور کہا گھبرا نہین
یہ کہکر چارہ جمشیدی کٹیا مین لگا کر دریا مین پھینکا مچھلی کی عادت ہی کہ چارہ پر بہت دوڑتی ہی یہ مچھلی
اگر سحر کی ہی تو چارا بھی جمشیدی ہی بس ماہی پریزاد نے آکر چارہ کھایا ساحرہ نے جھٹکا مارا کانٹا
چھد گیا اور کھنچ آئی اسنے باہر نکالا دیکھا چہرہ پریزاد کا دھڑ مچھلی کا ہی چاندی کے تیر کی طرح چمکتی
ہی یہ تو مچھلی کے نکالنے مین مصروف تھی برق نے کمند ماری کہ ساتون حلقے اُسکے گردن و کمر مین
اُتر جاتے لیکن چند پنجہ پیدا ہوئے اور کمند کو انھون نے روکا برق نے جست کی کہ نکلجاؤن ساحرہ
نے گیر لیکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ یہ اوندھے منھ گرا ساحرہ خنجر نکالکر دوڑی کہ سر کاٹ لون اُسوقت آواز
آئی کہ باش یہ برق عیار ہی شہنشاہ نے فرمایا ہی کہ اسکو بھی مچھلی کے ساتھ میرے پاس لانا چھوڑنا
نہین اسنے یہ نعرہ سنکر ہاتھ کو روکا اور نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا تو ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ جھولا گلے
مین ڈالے سانپ سر سے لپیٹے دھوتی تمبری باندھے آتا ہی اسنے ہاتھ اُٹھایا ساحر نے بھی سلام کیا

اور قریب آکر کہا ای ملکہ جب سے تم آئی ہو افراسیاب کتاب سامری دیکھ رہے ہین چنانچہ جب یہ عیار آیا شاہ نے فرمایا کہ جاؤ ملکہ کو خبر کرو مجھکو آنے مین عرصہ ہوا تمنے پکڑ لیا خیر اب لیچلو ان دونون کو حضور منتظر ہین ساحرہ نے یہ سنکر دور مین مجھلی کو لٹکایا اور پنجہ مین عیار کو دابا اور لیکر چاہا کہ اُڑ جاؤن اُسوقت اُس ساحر نے یہ کہا کہ لاؤ ایک گنہگار کو مجھے دو مین لیچلون اسنے کہا نہین مین لیے چلتی ہون ساحر نے کہا شہنشاہ کو تاب نہین ہو دیکھو اور ایک ساحر کو بھیجا ہو وہ دہنی طرف نگاہ کرو اُڑتا ہوا آتا ہو نکہت اسکے کہنے سے اُسی طرف دیکھنے لگی اور اُس ساحر نے کہ اصل مین قران ہی چمک کر نعدہ مارا سر اُسکا پاش پاش ہوگیا بھیجا نکلکر دور گرا شور اُسکے مرنے سے برپا ہوا قران نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم بحکم خالق جملہ عالم ماہی پریزاد تڑپکر دریا مین چلی گئی اور برق بھی رہا ہوا قران نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای برق جس پہاڑ مین کہ مین رہتا ہون اسوقت تم اُسجگہ میرے ساتھ چلو مین تمھین ایک تماشا دکھاؤن برق اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور درۂ کوہ مین جب پہونچا کہا خلیفہ صاحب بتلائیے وہ کونسا تماشا ہی جو آپ دکھلانے لائے ہین اُسنے کہا کہ یہ ساحرہ جو ہلاک ہوئی ہی اسکے مرنے کی خبر سنکر شاہ طلسم ہماری فکر گرفتاری کریگا اور تم یہان سے لشکر مین جاتے مباد اگرفتار بلا ہو جاتے پس مین اسی لحاظ سے یہان لے آیا کہ کچھ دیر ٹھہر کر جہان جی چاہے جانا برق کچھ دیر وہان ٹھہرا رہا پھر ایک سمت کو روانہ ہوا قران نے کہا ابھی لشکر مین نجانا ادھر ہی دھر رہنا اُسنے کہا اچھا اور صحرا کی جانب چلا گیا اُدھر لاش نکہت کی بر سحر کے اُٹھا کر افراسیاب پاس لیگئے اور حال عرض کیا کہ اسطرح عیارون نے کام اسکا تمام کیا بادشاہ نے کف افسوس ملکر فرمایا کہ ان عیارون کی کوئی تدبیر نہین ہوتی اور انھون نے سارا گھر میرا برباد کر دیا اچھا ای ملکہ صنعت تم خود جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کر لاؤ مین ملکہ ماہی رن کو بھیجتا لیکن یہ حالات مکاری عیاریان سے بالکل نابلد ہین ایسا نہو دھوکا کھا کر جان دین مین انکا سحر تمھین تعلیم کیے دیتا ہون یہ جاتین تو یہی سحر کرتین جو مین تمھین بتاتا ہون عیارون کے حال سے تم بخوبی آگاہ ہو نہایت ہوشیاری سے کام کرنا یہ کہکر سحر تعلیم کرنے لگا کہ حال اسکا بیان ہوگا اب طومطراق ایلچی کی کیفیت سنیے کہ نامۂ شاہ طلسم لیکر اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحر چیدہ و منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا جب دریاے خون روان کے پار اُترا خیال مین اُسکے آیا کہ یہ سب فتور برپا کیا ہوا مہرخ کا ہی اور وہی بادشاہ لشکر باغیان ہی اگر وہ قتل ہو جائے تو سب لشکر

مسلمانون کا برباد و تباہ ہو پس مناسب ہی کہ اُسکو پکڑ کر جانب طلسم نور افشان لیچلے راہ مین کسی جگہ مار ڈالنا یہ تجویز کر کے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو مین بھی آتا ہون لشکر تو کوچ کر گیا اور یہ اکیلا بزور سحر جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا اتفاق سے دن دوپہر آچکا تھا ملکہ مذکور دربار برخاست کر کے سورہی تھی اسنے قریب بارگاہ پہونچکر حاجب و دربانون پر ایسا سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے یہ اندرون بارگاہ گیا اور مہرخ کو حالت خواب مین خاک جمشید ڈالکر زیادہ تر بیہوش کر کے پنجہ مین دابکر اُڑ گیا اور سیدھا اپنے لشکر مین آیا لشکر اسکا کئی منزل آگے بڑھگیا تھا اور قریب ایک درۂ کوہ کے اُترا ہوا تھا کہ اسنے آکر ایک صندوق مین مہرخ کو بند کیا اور قصد کیا کہ کچھ دور اور بڑھکر اسکو قتل کرون غرض وہان سے بھی کوچ کر کے آگے چلا یہانتک کہ قریب ایک قلعہ کے پہونچا کہ وہان کی مالک ملکہ زیور جشتیم جادو ہی جب یہ اُس قلعہ کی حوالی مین اُترا سیر صحرا و کوہ مین مصروف ہوا چنانچہ ایک کنیز زیور کی بھی بیرون قلعہ آئی تھی اُسنے لشکر جو اُترے ہوئے دیکھا لوگون سے حال دریافت کر کے قلعہ مین گئی اور زیور سریر جہانبانی پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آمد لشکر کی خبر گذارش کی زیور نے جب سنا کہ طارق ایلچی ہوکر کوکب پاس جاتا ہی پس بخیال حرمت ایلچی شاہ سامان دعوت مہیا کیا ہزارہا خوان اغذیۂ لطیف و گوناگون سے مملو کر کے تنگ ہائے شراب و شیرینی وغیرہ ہمراہ لیکر آپ زر و جواہر کی کشتیان تیار کراکر گہنا اور لباس پر تکلف سے آراستہ ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور کئی ہزار کنیز اپنے ہمراہ لیکر تزک اور احتشام سے قلعہ کے باہر نکلکر اُسکے لشکر مین پہونچی اُسنے بھی خبر سنکر استقبال کرایا اور لب فرش تک لینے کو آیا مسند پر لیجا کر برابر اپنے بٹھایا ملکہ نے سامان دعوت پیشکش کیا اُسنے بھی کشتیان شراب ارغوانی کی منگاکر ملکہ کو شراب پلائی پھر ملکہ نے کہا اندر قلعہ کے تشریف لیچلیے دو ایک روز آرام کیجیے پھر تکلیف لیجائیے گا اسنے کہا کہ مین قلعہ مین نہین جا سکتا ہون اسلیے کہ مہرخ سردار لشکر عدو کو پکڑ لایا ہون ڈرتا ہون کہ وہ چھوٹ نجائے اُسکا سر کاٹ لون تو مجھکو اطمینان ہو زیور نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ مہرخ مجرم افراسیاب کی ہی ہمکو لازم نہین کہ بغیر اجازت شہنشاہ سر اُسکا کاٹو بہتر یہ ہی کہ خدمت بادشاہ مین لیجاؤ وہ جو چاہے سو کرے مارے یا بخشے اُسکو اختیار ہی اسنے کہا ای ملکہ راہ مین عیار دھوکا دیکر چھڑالینگے اور ساحر لشکر عدو کے مقابلہ کرینگے پھر مین برسم ایلچیگری جاتا ہون لڑائی مین عرصہ ہوگا اس سے یہی مناسب سمجھتا ہون کہ اسیجگہ کام اُس نمکحرامہ کا تمام کرون اور تم بیٹھی رہو مین تمھارے سامنے اسکو قتل

کرتا ہون یہ کہکر وہ صندوق جسمین مہرخ بند ہی اُٹھالایا چاہا کہ باہر نکالکر اُسکو آزار دون زلیور کو خوف
طاری ہوا کہ تیرے ملک مین یہ ایلچی قتل کرکے چلا جائیگا عیار لشکر مہرخ خاک اس قلعہ کی برباد فنا اُڑا دینگے
علاوہ اسکے عمرو ملک کو کب مین گیا ہی تُران یہ خبر سنکر آفت برپا کریگی اگر یہ کہا جائے کہ افراسیاب
حمایت کریگا تو وہ ان عیارون کا آجتک کچھ نکر سکا تیری اعانت بھی نکر سکیگا آجتک تو نہ شاہ
طلسم کی طرف گئی تھی نہ لشکر عمرو سے کچھ مطلب تھا اب مفت مین خرابی آئیگی مناسب ہی کہ اسکو
قتل مہرخ سے منع کرے یہ سوچکر گویا ہوئی کہ ای طاق مین اپنی عملداری مین مجرم شاہ کو قتل نہونے دونگی
اسمین کچھ ہی کیون نہوا گر تمکو خوف عیاران ہی تو لاؤ اسکو مجھکو دو مین قید رکھون جب نامہ واری کرکے
تم بھرنا تو خدمت شاہ مین لیجانا اُسنے یہ گفتگو سنکر للکارا کہ آرے او نمک حرامہ معلوم ہوا کہ تو باغیون سے ملی
ہوئی ہی اسکا قتل ہونا نہین چاہتی ہی پھر کیا مجھکو کمزور سمجھا ہی جو قتل نہونے دیگی جادو رہو زلیور
سمجھی کہ یہ خبر افراسیاب کو پہونچیگی وہ بھی جانیگا کہ مہرخ سے تو ملگئی ہی بس وہ تجھکو غارت کر دیگا غیر
اتنو گھبر گئی پھر ایک طرف ہو رہ اُس سے مہرخ کو چھڑا لے بس اُسنے بھی ڈانٹا کہ او نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار
تو بکتا ہی کیا ہی برا تجھکو گھمنڈ ہو گیا ہی لے خبردار ہو جا یہ کہکر مثل برق جہندہ مسند پر سے اُٹھی اور پنجہ صاعقہ
کردار جو زیب کمر تھا کھینچکر ایک ہاتھ اُسکے مارا وہ ساحر زبردست ہی ایک قلابہ آہنی سامنے از خود
آگیا کہ پنجہ اُسپر پڑا اور قلابہ کٹ گیا اس عرصہ مین اُسنے بھی اُٹھکر تلوار کھینچی اور وار کیا اسکے سامنے بھی
قلابہ آہنی آگیا کہ تیغہ اُسکا رُکا اتنے غلغلہ برپا ہوا کہ اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہی افسران لشکر ساحر
کے دوڑے وہ کنیزین جو زلیور کے ساتھ آئی تھین اُنھون سردارون کو روکا سحر کی مار ہونے لگی نارنج
ترنج چلنے لگا اُدھر تو یہ لڑائی آغاز ہوئی اِدھر برابر شمشیر زنی طاق و زلیور مین ہونے لگی جب یہ تلوار
مارتی ہی سپر پیدا ہوتی ہی اور وار روکتی ہی جب وہ تیغ لگاتا ہی اِدھر بھی سپر ظاہر ہوکر آڑ ہو جاتی ہی آپس
لڑائی مین زلیور سمجھی کہ یہ زبردست ہی تو مغلوب ہو جائیگی جلد کوئی تدبیر کر بس بچالاکی لڑتے لڑتے
اُس صندوق کے قریب گئی کہ جسمین مہرخ بندھی اور ایکبار تو اُسکا پڑا اُٹھا پھر اُڑنے لگی دوبارہ
کڑکڑا کر جو گری پنجہ مین اُسکو داب کر لے اُڑی طاق اُسکے تعقب مین اُڑا لیکن وہ قندیل فلک
ہو گئی اور ایک ہی سناٹے مین اپنے قلعہ مین آگئی یہ اندر قلعہ کے اکیلے جانا مناسب نسمجھا پھر آیا اُدھر
کنیزون اور ملازمون نے جو اپنی مالکہ کو نکلجاتے دیکھا یہ بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلی آئین طاق نے

اپنی فوج درست کرا کر قلعہ پر یورش کرنے کا قصد کیا اُسکے ساتھ کے ساحر جو دانشمند تھے اُنھون نے
سمجھایا کہ اُسکا ملک ہے لڑائی بہت دنون تک ہوگی پھر یہ خبر لشکر مہرخ مین جائیگی وہانسے فوج آئیگی
مدت تک یہ لڑائی فتح نہوگی شہنشاہ بھی ناراض ہونگے کہ مین نے نامہ دیکر بھیجا خلاف حکم میرے کیون
کیا چنانچہ لڑائی تو ان ساحرون سے ہو ہی رہی ہے آپ تعمیل حکم شاہ کیجیے اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے
اس فہمایش سے یہ لڑنا موقوف کر کے اُس سرحد سے کوچ کر کے جانب منزل مقصد راہی ہوا ادھر
لشکر مہرخ مین ملکہ مذکور کے غائب ہونیکا غلغلہ ہوا سردار سب بیدل ہوئے رعایا وغیرہ اپنا اپنا
انتظام کرنے لگے کہ شاہ طلسم نے ملکہ کو پکڑوا بلوایا مبادا کوئی آفت آجائے تو اسباب لٹ جائیگا
غفلت مین جان جائیگی اس سے مناسب ہے کہ اسباب ہٹا دین آپ ٹل بیٹھین پھر جس ساحر کا
راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا غرض ایک کھلبلی پڑ گئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ناچ دیکھ رہی تھی کہ ہلکارہ
نے خبر دی ملکہ مہرخ لشکر سے غائب ہو گئی ہے کہین پتا اُسکا نہین ہے لشکر سارا تباہ ہوا چاہتا ہے حیرت
نے یہ حال سنکر شاہ طلسم کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ایسے مین لشکر حریف بغیر سردار ہے عمرو بھی یہان نہین ہے
اگر حکم ہو تو مین حملہ کرون طائر سحر نامہ لیکر بیابان لالہ زار مین بادشاہ پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر
جواب لکھا کہ مہرخ ہمارے غضب مین گرفتار ہو گئی اور اے ملکہ یہ کام عاجزون کا ہے کہ لشکر بے سردار سے
مقابلہ کرین ہم کچھ عاجز نہین ہین جو ایسے وقت مین لشکر کشی کرین یہ جواب ملکہ مذکور کو بھیجکر سحر صنعت کو
سکھانے لگا اور وہان جب لشکر تباہ ہونے لگا عیار یہان ضرغام و جانسوز موجود ہین آپسمین
مشورہ پذیر ہوئے بہار کو جلد تر بادشاہ کرنا چاہیے پس خدمت بہار مین آکر عرض کیا کہ اے ملکہ لشکر
کو سنبھالیے ورنہ برباد ہو جائیگا آپ سلطنت کرین تو ہم ملکہ کو ڈھونڈھنے جائین بہار نے کہا میری
طبیعت آجکل علیل ہے مجھ سے جہانداری اس زمانہ مین نہو سکیگی مخمور آئی ہوئی ہین اُنکو بادشاہ
کرو دونون عیار وہان سے پھرے اور فکر کرنے لگے آخر باہم خوشنود ہو کر پکارے کہ ایک تدبیر ذہن
مین آئی ہے دوسرے نے کہا کہ بھائی ہم کہینگے نہین دیوار ہم گوش دارد غرضکہ ایک کاغذ پر لکھا
دونون نے پڑھا لکھا تھا کہ کسی ساحرہ غیر کو صورت مہرخ کی بنا کر تخت پر بٹھا دو یہ پڑھکر کاغذ چاک کر ڈالا
اور دونون اسی فکر مین روانہ ہوئے اور جنگل مین پھرنے لگے اطراف مین وہ قریہ جو آباد ہین وہان
کی ایک ساحرہ ادھر کسی کام کو صحرا مین آئی تھی اُسکو اُنھون نے سلام کیا اور کہا ہم فرشتے خداوند سامری ٦

کے ہین تمکو خداوند نے آپ جیسے مہرخ بنایا اُس عورت نے کہا میری صورت اُسکی ایسی کہان ہی اور
نہ میرے ایسے نصیب ہین انھون نے کہا ابھی ویسی ہی تم ہوئی جاتی ہو یہ کہکر ایک حباب بیہوشی
اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی انھون نے رنگ و روغن عیاری لگا کر بشکل مہرخ اُسکو بنا کر
ہوشیار کیا اور آئینہ دکھایا اُسنے صورت جو اپنی بدلی پائی بہت حیران ہوئی اُنھون نے کہا اب جاؤ
بخوبی سلطنت کرو خبردار کسی سے یہ راز نہ کہنا جو کوئی پوچھے بھی تو اپنے تئین مہرخ بتانا
اُس عورت کو کچھ سحر بھی آتا تھا خوشی خوشی اُڑ کر روانہ ہوئی اور لشکر مین آکر پہونچی غلغلہ ہوا کہ ملکہ
عالم آئین سردار بہر استقبال دوڑے اور اُسکو لاکر اورنگ حکومت پر جلوہ گر کیا طبل عشرت پر چوب
پڑی سبنے نذرین دین اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیگئی تھین اِسنے کہا مین سحر تیار کرنے صحرا
مین گئی تھی فی الجملہ لشکر مین غدر جو برپا تھا موقوف ہوا سب اطمینان سے ساکن ہوئے ہلکارے
حیرت کے سامنے گئے وہ نامۂ بادشاہ پڑھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر عرض کی ای ملکہ مہرخ داخل
لشکر ہوئی اہل اسلام مین خوشی ہو رہی ہی حیرت یہ ماجرا سنکر حیران ہوئی کہ شہنشاہ نے لکھا ہی وہ
میرے غضب مین گرفتار ہوئی ہی یہان وہ لشکر مین آگئی یہ کیا بھید ہی آخر اِسنے پھر نامہ لکھا اور یہان کا
حال سب تحریر کرکے بادشاہ پاس بھیجا بادشاہ پاس جب نامہ پہونچا اُسنے نامہ ملاحظہ کرکے کتاب سامری
منگائی اور مطالعہ فرمائی اُسمین لکھا تھا کہ ایلچی تیرا مہرخ کو پکڑ لیگیا تھا اُس سے زلور نے چھین لیا
اب وہ اُسی کے پاس ہی یہ مہرخ عیارون نے بناکر تخت نشین کی ہی اصلی مہرخ کی قلعۂ آراستہ مین
دعوت ہو رہی ہی یہ جملہ حقیقت کتاب سے معلوم کرکے حیرت کو لکھ بھیجی کہ یہ ساختہ اصلی مہرخ سرگردان ہی
یہ جواب تخت پر بیٹھی ہی نقلی ہی نامہ تو اُدھر بھیجا اور آپ یہ کچھ سحر پڑھکر آواز دی کہ ای مریخ جادو جلد حاضر ہو کچھ
دیر مین سبنے دیکھا کہ بروے ہوا چمک ہوئی اور ستارہ سا ٹوٹا زمین پر وہ ستارہ آکر لوٹا اور ایک ساحر
کی صورت بنا دھوتی سرخ ریشمی باندھے تھا چہرہ پر سیندور ملے تھا آنکھین لال لال چہرہ پر ہیبت
و پُر جلال کمال بادشاہ کو اُسنے سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ تم قلعۂ آراستہ پر جاؤ زلور و مہرخ
کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنکر مجرا کرکے وہ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے بادشاہ نے ملکہ ماہی بیران سے فرمایا
کہ تم اپنے قلعہ سے ایک سردار کو فوج بیشمار ہمراہ کرکے جانب قلعۂ آراستہ روانہ کرو کہ وہ سردار اُس
قلعہ کو خاک سیاہ کردے ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور سحر پڑھکر دستک دی صحرا کی طرف سے

آواز ناقوس و گھڑیال اور نقارے کی پیدا ہوئی اور آگے آگے ایک ساحر مہیب شکل اژدر پر سوار پیچھے اُسکے اسی ہزار ساحران
نابکار باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار ظاہر ہوئے اُس ساحر اژدر سوار نے ملکہ و بادشاہ کی تعظیم و تسلیم کی ملکہ نے
فرمایا کہ تم ای سپر کش جادو بحکم شاہ ذیجاہ سمت قلعہ آراستہ جاؤ اور اُس مقام کو برباد کردو یہ ساحر بموجب ارشاد
اُسی شوکت و حشمت سے روانہ ہوا اب قلعہ آراستہ کی کیفیت سنیے کہ زلویر جو مہرخ کو لیکر قلعہ مین آئی تو اپنے
مشکوئے خسروی مین لاکر پلنگ پر اُسکو لٹایا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوشیار ہوئی مگر وہ خاک جمشیدی سے بیہوش
ہوئی تھی کسی طرح ہوش مین نہ آئی اُسوقت یہ اُٹھکر نہر کی طرف چلی اسکی عملداری مین ایک نہر ہی کہ پانی
اُسکا خاک جمشیدی کی بیہوشی کو دفع کرتا ہی چنانچہ اُس نہر سے پانی لیکر یہ آئی اور مہرخ پر چھڑکا کہ اُسکو ہوش
آیا جب آنکھ کھلی زلویر کو سامنے دیکھکر خوفناک ہوئی کہ مین تو اپنے بستر پر سوئی تھی یہان کیونکر آئی اور زلویر
مجھ تک کیونکر پہونچی اُسکو حیران دیکھکر زلویر نے کہا کہ ای ملکہ تم ششدر کیون ہو یہ معاملہ اسطرح گذرا
کہ طاق ایلچی ہوکر شاہ جادوان کی طرف سے سمت نورافشان جاتا تھا تمکو پکڑ لایا تھا مین نے
جاکر اُس سے ملاقات کی وہ تمکو قتل کرنے لگا مین نے سمجھایا کہ اسکو بادشاہ پاس لیجا یہان نہ مار وہ
اس سمجھانے سے مجھکو مدعی سمجھکر لڑنے لگا مین تمکو لے آئی اب یہان تم رہو اور اس مکان کو اپنا
کفش خانہ سمجھو ضیافت کھاؤ دل بہلاؤ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر ہمراہ لائی اور دار العمارۃ مین تخت پر برابر اپنے
بٹھایا سامان دعوت کی تیاری کا حکم دیا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو بہ آرام
تمام اسجگہ ہی مگر مریخ کا حال بیان کیا جاتا ہی کہ اسکے ستارے نے کیا برائی کی اور فلک خونخوار نے
کیونکر بے اجل خنجر ظلم سے اسکو ذبح کیا وہ یہ کہ برق عیار قران کے پاس جو چلا از بسکہ لشکر مین
تو جانا منظور نتھا اُس سمت پھر کر دوبارہ قران کے پاس آیا اُسوقت قران اُس درۂ کوہ سے
اسکو اپنے ساتھ لیکر کئی کوس اور آگے گیا وہان بھی ایک کوہ سر بفلک کشیدہ تھا اور قلعۂ کوہ سے
پائین کوہ تک ہزارہا اشجار گلہاے زنگار رنگ کے لگے تھے طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے تھے
پہاڑ کی گھاٹی سے جھرنا جھرتا تھا دامن کوہ مین غزال و آہو اور نیل گاو وغیرہ چرا کرتے تھے آسمان پر
دھنک نکلی تھی عجب کیفیت بہار آگین تھی اُس کوہ کے درے مین شیر کی کھال مںڈھی کی طرح
تنی تھی اندر مںڈھی کے بھی پوست شیر کی بچھی تھی سامنے مںڈھی کے کھر سلگتا دھونی رمی تھی پاس
ٹھیکرے مین گھڑا سا بنا کنڈا دبا ایک طرف مںڈھی مین پنجرے بلبل بدرے ڈھیر کے ٹنگے تھے دامن کوہ مین

گھونگریا پانون سنے ہوئے چرتی پھرتی تھی قران وہان پہونچکر فقیر کی صورت بنا لنگوٹا باندھکر بال
فتیلہ فتیلہ بکر لٹکالیے منھ پر بھبھوت مَلکر قشقہ کھینچکر کھونر بدن مین لگا کر کنڈل کان مین ڈالکر
بیٹھا برق سے کہا مین عیاری کرنے کو اُس درۂ کوہ پر جاتا ہون کہ جو تمنے پہلے دیکھا تھا اور آرام
اس درۂ کوہ مین کرتا ہون اور یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ ہے کہ قلعہ گلگونیہ اُسکو کہتے ہین مالک اُس
قلعہ کی ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا ملکہ گلعذار گلگون پوش جادو ہے وہ میری بہت معتقد ہے اُسنے
میرے لیے کھانا مع نشہ پانی کے بھیجنی ہے اور مین نے کہدیا ہے کہ سیدھا شیرینی یا میوہ وغیرہ خشک
میرے لیے آیا کرے کسلیے کہ مین فقیر ہون میرا فقرہ یعنی مذہب و مسلک تم سب سے جدا ہے چنانچہ
جو مین نے کہا ہے ویسا ہی ہوتا ہے تم بھی صورت بدلکر یہان ٹھہرو اور تماشا دیکھو برق نے فوراً صورت
اپنی بالکون کی ایسی بنائی اور ٹھیک پاس جاکر چلم گانجے کی باباجی کے لیے چھانی باتین اُسی طرح کی
کرنے لگا یا داتا یا معبود زبان پر جاری تھا اور اُدھر مرّیخ گردش کا مارا جو روانہ ہوا تھا یہ ملکہ گلعذار
کو پیار کرتا ہے اسوقت اسکے خیال مین آیا کہ لڑنے جاتے ہو جبتک دو سردار دو ساحری جانے زندہ پھر دیا
کہ ہلاک ہو جاؤ پس مطلوب کو ایک نگاہ دیکھتے چلو یہ سوچکر سینچر جو سوار ہوا تو راہ کاٹکر قلعۂ گلگونیہ مین آیا
ملکہ کو جو خبر ہوئی بتعظیم تمام بلوایا بخاطر و مدارات پیش آئی اس عرصہ مین وہ دن کم باقی رہا اسکے آنے
مین کھانا جو صبح کو باباجی یعنی قران کو جاتا تھا اُسکے جانے مین بہت دیر ہوئی دوپہر گذر کر پچھلا
پہر دن باقی رہگیا اُسوقت گلعذار کو خیال آیا کہ کھانا سائین کو نہین گیا پس بہت جلد میوہ و شیرینی
وغیرہ خوانون مین لگا کر دو کنیزین نسترن و سمن نام کے ہاتھ روانہ کی وہ دونون کنیزین باباجی
پاس آئین باباجی سونٹا لیکر اُٹھے کہ اری لونڈی خردمنڈی لیجا اپنا کھانا فقیر کچھ اسکا بھوکا نہین ہر کی
دیا سے اور معبود کے صدقے سے یہان سب کچھ ہے اُٹھا جلد اپنا جھول جھال کہدینا اُس لنڈوری
دم کرتی سے کہ اب بہت تجھکو غرور ہو گیا ہے یہ کہکر دو دو سونٹے اُنکے چوتڑون پر جمائے مگر اس زور سے
نہین کہ وہ دردمند ہو جائین وہ کنیزین بہت خوبصورت اور نازک بدن تھین سونٹے کھانے
سے تڑپ گئین مگر فرط اعتقاد سے آہ بھی نہ کی آنکھون مین آنسو بھر کر باادب تمام دست بستہ عرض کرا
ہوئین کہ سائین دیتا آج ایک مہمان ہماری ملکہ پاس مرّیخ جادو نام آیا ہے اور وہ اسطرح قلعہ آراستہ کی بابدہی
کرجاتا ہے یہ کہکر حلہ حال ایلچی اور مہرخ اور زنبور کا جو پہلے مسطور ہو چکا انھون نے بیان کیا یہ ماجرا سنکر

فقیر صاحب کا غصہ کم ہوا وہ کھانا لیا اور اپنے پاس سے تھوڑا میوہ نکالکر اُن کنیزون کو دیا کہ تو
تمنے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہی یہ میوہ کھالو تمھاری عمر بڑھ جائیگی اُنھون نے وہ میوہ کھایا کھاتے ہی
بیہوش ہوگئین قران نے برق سے کہا کہ مین تو کبھی عورت کی صورت بنتا نہین تم انمین سے
ایک کی صورت بنو اور دوسری کو ہوشیار کرکے اُسکے ساتھ جاؤ اور جو ہوسکے وہ کرو برق نے
اُنمین سے سمن کے کپڑے اور گہنا اُتار لیا اور اُسیکی ایسی صورت آپ بنا کسلیے کہ سمن بہت
خوبصورت تھی اسی وجہ سے یہ اُسکی صورت بنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ روے تابان اُسکا شمع بزم
خوبی ہی یا گل باغ محبوبی ہی بلکہ جان گلہاے گلزار وجاہت اُسیر غش ہی سراپا وہ گلعذار پری
تمثال ہی حور وش ہی ملاحت اُسکو بہت عزیز رکھتی صباحت اُسکی کنیز تھی اگر اُسکا روے انور
دیکھتا دیدۂ آفتاب بھی مثل چشم عاشق تر رہتا سیہ بالون مین مانگ نکلی تھی یا ظلمت مین خضر کو
راہ ملی تھی یا ابر سے ماہ نو نمودار تھا یا شب تاریک مین کہکشان کا اظہار تھا یا ورق مشکین و
عنبرین پر خط کافور کھنچا تھا نہین نہین شب زلف مین یہ خط استوا تھا کہ بموجب نظم

پرنور جبین ہی غیرت بدر | گیسوے سیاہ لیلۃ القدر | ہرگز نہ لکھون مین وصف ابرو
جبتک نہو کلک شاخ آہو | ابرو کہ ہلال عید ہی یہ | بہر درد دل کلید ہی یہ
رخسار وہ آفتاب پرنور | شبنم ہی جہان تجلی طور | دیکھو تو قد و عذار خندان
طوبیٰ یہ بہشت ہی نمایان

اس صورت پر بنکر اُس کنیز کو ایک غار مین چھپا دیا اور نسترن
کو ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی کہا بہن تو بیٹھی ہی مجھے تو نیند آگئی تھی اسنے کہا تیری عادت
ہی کہ جہان پاتی ہی پڑ جاتی ہی اب چل ملکہ راہ دیکھتی ہونگی کام کاج سب پڑا ہوگا نگوڑمارا دنیا کا
دھندھا ہمارے ہی سر آپڑا ہی یہ کہکر بکتی ہوئی کنیز کے ہمراہ خوان لیکر روانہ ہوئی کچھ دور چلکر قلعہ
نظر آیا یہ اندر قلعہ کے آئین برق نے شہر آبادی و رونق سے گلزار پایا نہایت قطعدار پایا حسینون
کی بستی خرمی ہر سمت برستی رعایاے شہر وجیہ و شکیل دکاندارون مین امانت واعتبار کی دلیل
گلی کوچے صاف مکانات نہایت عمدہ و شفاف یہ سیر دیکھتا ایوان شاہی مین آیا برتن سپرد داروغۂ
باورچیخانہ کیے آپ کاروبار مین ہمراہ نسترن کے مصروف ہوا دیکھا تو اندر بارہ دری کے مرتخ و
گلعذار بیٹھے تھے یہ دونون کام کے حیلہ سے اندر گئین اور برق نے اپنی گات کو تنکر دکھایا حسین نے

اسکے مریخ کو دیوانہ بنایا تیر مژگان سینہ کے پار ہوئے انھون نے جادو کیے گھبرا کر اُٹھا گلعذار نے کہا کدھر چلے اسنے کہا ای ملکہ مین کبھی اکیلا سویا نہین یہ کہکر سمن کی طرف یہ شعر پڑھا شعر دلکو تمنے مرے چرایا ہی ٭ لاؤ اچھی نہین ہنسی دلگی ٭ گلعذار اس کنایہ سے سمجھ گئی کہ سمن پر یہ فریفتہ ہوا ہی بس اُسی وقت کنیزون کو بُلا کر حکم دیا کہ سامنے کمرے مین پلنگ آراستہ کرد و سامان آرام و راحت مہیا کرد و کنیزون نے جا کر پلنگڑی پر بچھونا نرم و نازک تر کیا شراب کی بوتلین اور گزک کے لیے شیرینی میوہ وغیرہ وہان رکھدیا ہار پھول موجود کردیے عود سوز و عنبر سوز و لخلخون سے کمرا بسا دیا عطر حنا و سہاگ گل تکیون مین لگا دیا جب سب تیاری ہوچکی کمرہ بند کرکے چلی آئین گلعذار نے مریخ سے کہا آپ کمرے مین جائیے مین مطلوبہ کو بھی بھیجتی ہون وہ وہان سے اُٹھکر کمرے مین آیا اور گلعذار نے سمن سے کہا کہ تو بھی کمرے مین جا جو کچھ مریخ کہے وہ کرنا یہ بھی بناز و ادا تیوری چڑھائے منھ بنائے اٹھلاتی ہوئی کمرے مین آئی مریخ نے اُٹھکر اسکو گود مین اُٹھالیا یہ بھی غمزہ جتانے لگے ہاتھ جھٹک کر پیچھا چھڑانے لگی اُسوقت حسب اتفاق کمر مین مریخ کے ایک رقعہ جمشیدی تھا وہ گر پڑا اسنے اُٹھایا اور آنکھون سے لگایا اور چلتے وقت شاہ نے کہدیا تھا کہ عیارون سے بچتے رہنا اور جہان تمکو کچھ شبہہ ہو فوراً سحر سے حال دریافت کرنا فی الجملہ رقعہ مذکور کے گرنے سے اسکو وسواس ہوا ازبسکہ رقعہ تو ہاتھ مین تھا ہی اسنے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یہ جو پہلو مین تیرے بیٹھی ہی یہ برق عیار ہی جلد اسکا کام تمام کر یہ معلوم کرکے اسنے کہا کہ باش او نا عیار پہچانا مین نے تجھکو عیار بیچارہ وہان سے کہان جاتا جلد اسنے ایک بیضہ بیہوشی نکالکر اُسکے منھ پر مارا اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور بیضہ اُسنے روک لیا اور مریخ نے سحر سے اسکو بیحس و حرکت کرکے سحر پڑھا کہ چھت اُس کمرے کی شگافتہ ہوئی یہ برق کو لیکر اُڑا اور چھت سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوا اسکے خیال مین یہ گذرا کہ گلعذار ابھی عیارون سے ملی ہوئی ہی جب تو اسنے اپنے گھر مین عیار بٹھا رکھا ورنہ یہان عیار کیونکر آتا اب جو باہر کمرے کے اس عیار کو لیجاؤنگا تو وہ مجھ سے لڑکر اسکو چھڑا لیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ صحرا مین لیجا کر اس عیار کو پہلے مار ڈالون پھر اس ملکہ سے آکر سمجھون غرضکہ جب یہ صحرا مین آیا سامنے پہاڑ دکھائی دیا اور مہتر قران درہ کوہ سے نکلکر اُسی طرح فقیر بنا ہوا پہاڑ پر آیا تھا اور سیر سبزہ زار کر رہا تھا کسلیے کہ دن بہت کم تھا قریب شام شفق پھولی تھی طائر

بسیرا لے رہے تھے مور جھنگھاڑتے تھے سہانا وقت تھا جنگل کی سیر قابل دید تھی بلبل و گل مین کچھ گفت و شنید تھی حاصل مرام اسنے دیکھا کہ ایک ساحر پنجہ مین کسی کو دابے اڑتا جاتا ہے یہ دیکھکر اسنے پکارا کہ ارے میان کہان جاتے ہو آگے راستہ نملیگا یہ جنگل مین نے سحر سے باندھا ہے یہ سُنکر مریخ نے چارسمت نگاہ کی چونکہ وقت شام کا تھا اور قاعدہ ہے کہ سر شام اطراف عالم مین ایک غبار سا معلوم ہوتا ہے اور گھر اپڑتا ہے وہی غبار جو اسنے دیکھا سمجھا کہ بیشک یہ صحرا مسحور ہے پھر کیا ضرور ہے کہ آگے جاؤ اور دسحر کرنے مین وقت اُٹھاؤ اس عیار کو اسی پہاڑ پر مار ڈالو بس یہ سوچکر اُس پہاڑ پر اُتر آیا قران نے برق کو اسیر دیکھا سمجھا کہ مریخ یہی ساحر ہے بس اُس سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہے جسکو تم لائے ہو اُسنے سب حقیقت اپنی بیان کی اِسنے حملہ کیفیت سنکر کہا کہ رقعہ جمشید مین اسکا حال تو تمنے دیکھا مگر میرا حال نہ دیکھا کہ مین کون ہون اُسنے کہا تم جمشید کے جوگی ہو اور ساحر ہو اور کون ہو اسنے کہا بھلا میرا حال رقعہ مین دیکھو تو شاید مین بھی کوئی عیار نہون اُسنے اسکے اصرار سے رقعہ نکالا اور یہ اُسکے برابر جا کھڑا ہوا جب وہ رقعہ پڑھنے لگا اسنے بعدہ اس زور سے اُسکے جھکے ہوئے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گیا وہ تڑپکر ہلاک ہوا آواز ہائے مہیب آئین زمانہ تاریک ہوا بہرین نے غل مچایا کہ مارا اور کام تمام کیا مریخ جادو کا لاش اُسکے بگولے اُڑا کر سمت شاہ طلسم لیگئے برق نے رہائی پائی قران بولا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا لشکر مین جانیکا قصد ہے قران نے کہا ملکہ مہرخ کی کیفیت تو معلوم ہوئی کہ زیور جادو پاس ہین چنانچہ آج رات کو پہاڑ کے درہ مین ہم تم رہین اور صبح کو جانب قلعہ آراستہ رأ لین برق یہ سُنکر خاموش ہو رہا قران اسکو اپنے ساتھ لیکر درۂ کوہ مین آیا اس اثنا مین مریخ فلک نے تیغ تیز اپنی سپر ظلمت شب پر رکھی اور تمام عالم مین ستارون کی روشنی پھیلی کہ بمقتضاے ابیات

تا دور وہ چاندنی کا عالم　　مہتاب کا خود بھڑک گیا دم
کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور　　آئی تھی نظر تجلی طور

رات کے ہونے سے ملکہ گلعذار نے ایک کنیز کو کمرے مین بھیجا کہ جا کر مریخ سے کہے آئیے کھانا کھا لیجیے کنیز جو کمرے مین گئی تھت اُسکی شگافتہ پائی اور کسی کو وہان نہ دیکھا اُسنے آکر ملکہ موصوف سے خبر دی یہ جو اسنے سنا پہلے تو سمجھی کہ مریخ کنیز پر مائل تو تھا ہی اپنے ساتھ لیگیا پھر سمجھی کہ کنیز کو تو مین نے اُسکو دے ہی دیا تھا پھر اُسکو چھپکر جانا کیا ضرور تھا بیشک کچھ پیچ پڑا حاصل مرام اسنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مریخ مارا گیا اور یہ سانحہ گذرا یہ دریافت ہوتے ہی

اُسکے حواس جاتے رہے اور سمجھی کہ افراسیاب اگر سنیگا تو یہی سمجھیگا کہ سازش کرکے گلعذار نے مروا ڈالا اب اپنا بچاؤ کرنا چاہیے اور یہان سے نکلجانا اچھا ہے تو صحرا مین جاکر عیارون کو ڈھونڈھکر گرفتار کرکے شاہ طلسم پاس لیجانا چاہیے یا قلعہ آراستہ مین زلیور پاس چلنا بہتر ہے کہ ہم اور وہ ساتھ کھیلے ہین جو اُسکی راے ہوگی وہ کرینگے پس یہی مشورہ دل کا اسکو پسند آیا کیونکہ غور کیا کہ عیارون کو بڑے بڑے نہین پکڑ سکتے تو بھلا اُنکو کب پائیگی ناحق تیری بھی جان جائیگی پس اُسی وقت سوا سو ڈیڑھ سو انیسین اور کنیزین اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ سے اپنے جواہر اور اسباب عمدہ ساتھ لیلیا یہ تو ادھر سے چلی اور اُسطرف عقب مریخ شاہ طلسم نے سرکش کو بھی بھیجا تھا چنانچہ مریخ تو قلعہ گلگونیہ پر آکر ٹھہر گیا مگر وہ سیدھا قلعۂ آراستہ پر گیا اور قلعۂ مذکور کو جاکر گھیرا یہ خبر زلیور نے جب سُنی چالیس ہزار ساحران نامدار کو ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ رفعت پناہ استادکرائی لشکر بمقابلہ فوج عدو اُترا مہرخ بھی ساتھ آئی ہے چنانچہ جس رات کو کہ گلعذار اپنے قلعہ سے بھاگی ہے اور مریخ سر شام مارا گیا ہے اُسی رات کو یہان سرکش نے طبل جنگ بجوایا ہے اور لشکر زلیور مین بھی بجواب اسکے نقارۂ حرب کڑکڑایا ہے نفیر سحر کو دم ملا ہے تیاری جانبین مین ہو رہی ہے ڈمرو بجتا ہے ہوم ہو رہا ہے جھٹکے ہوتے ہین اگیا سکی گئی ہے جوت کھڑی کی ہے بنگالی سحر کر رہے ہین کانور و دیس کے جوگی جاپ مین مصروف ہین سحر کی ہوا چل رہی ہے بیرون کے شور سے دنیا دہل رہی ہے یہ عالم سمت ہے کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
پھیلی تھی ادھر اُدھر سیاہی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
تھا گوش فلک مین بیٹھا آواز
اک سمت بہادران ذیجاہ
گردون پہ علم فراختہ تھے
القصہ کٹی وہ رات ساری
لڑنے کو ہر اک شتاب نکلا
آراستہ تھی وہ اسقدر فوج
دیتا تھا نہ کچھ وہان دکھائی
ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی
سُنتا تھا کسی کی کون آواز
وہ شور اگر سُنے نہو فرق
ہتیارون کو صاف کرتے تھے وہ
دشمن ہو مقابل اُنسے کس طور
پیدا ہوئی مہر کی سواری
میدان کی طرف بڑھے دلاور
وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج
ہوش اُڑتے تھے دیکھکر سیاہی
ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
آوازین تھین وہ مہیب اللہ
بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق
مریخ پہ تیغ آختہ تھے
آفاق مین پلٹنون کا تھا دور
تارے چھپے آفتاب نکلا
مہرخ کے تھی ساتھ ساتھ زلیور
میدان مین جو پہونچے یہ بہادر

بولی یہ فتح کہ رب اُنصر | جب نہنگ فلک نے مہرۂ پشت نیزۂ خط شعاع مہر کی نذر کیا

سرکش بھی اسّی ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ لیکر مقابل اس فوج جرار کے آیا صفیں آراستہ ہوئیں
میدان پاک وصاف ہوا نقیب آوازیں لگا کر ہٹ گئے اُسوقت سرکش اژدر اُڑا کر میدان میں آیا
اور للکارا کہ اے زلپور اجتک بادشاہ ساحران کی جاگیر دی ہوئی توکھایا کی اُسپر نمکحرامی کی کہ ایلچی شاہ سے
مہرخ نمکحرامہ کو چھین لیا اب بھیج کسی کو میرے سامنے زلپور نے یہ سنکر جواب دیا کہ جو کچھ ہمنے کیا خوب کیا
دیکھ تیرا سرکوب بھیجتی ہوں یہ کہکر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنس آتشیں اُڑا کر سامنے اس خیرہ سر کے گیا اُسنے
ایک گولا سحر کا مارا اس بہادر نے دستک دی کہ گولا اُلٹا پلٹ گیا اُسوقت اُسنے غصہ میں آکر بروے ہوا
کچھ پڑھکر پھونکا کہ ایک ستارہ مثل شہاب ثاقب ٹوٹکر گرا اور سرپر پڑکر مع ہنس ٹوٹ گیا اُسوقت اور ایک بہادر سامنے
آیا اُسنے تاک کر ناریل اُسکے سینے پر لگایا کہ وہ بھی سیّار گلزار عدم ہوا پھر تیسرے مرد میدان جرأت نے نکلکر
مقابلہ کیا اُسنے ایک پیکان سحر سے اُسکو بھی نشانۂ خدنگ اجل بنایا اُسوقت تو زلپور کو تاب نہ آئی
طاؤس اُڑا کر سامنے اُسکے آئی لشکر میں نفیر بھی علم جلوہ پذیر ہوئے کڑکا ہوا اور ملکۂ موصوف نے بڑھکر اس
نابکار کو للکارا اُسنے ایک نارنج ملکہ پر مارا اسنے اُنگلی سے ایک خط کرنیکا اشارہ کیا کہ نارنج دو ٹکڑے ہوکر
گرا اُسنے اور ایک گولا مارا اس آفت زمانہ نے چٹکی دینے کا اشارہ کیا گولا زمین میں گرکر سرد ہوگیا اس وسیا
نے بروے ہوا افسون پڑھکر پھونکا کہ ستارہ ٹوٹکر گرا ملکہ نے ہاتھ اونچا کیا کہ سپر مثل ابر کے سرپر آگئی مگر وہ ستارہ
نہ رکا سپر کو توڑکر سر کی طرف چلا اُسوقت ایک پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھا لیگیا اور ستارہ آکر مرکب پر گرا کہ اُسکی
پشت توڑ گیا ملکہ پھر زمین پر اُتری اور پکاری کہ تین وار تو کرچکا اب ایک وار میرا بھی روک یہ کہکر چاہتی
تھی کہ سحر کرے یہ تو اسکو جانتا ہی کہ اب یہ اپنا طوق یا کوئی گہنا کھینچ ماریگی اور ایک عورت گہنا پہنے پیدا
ہوگی اُسکو دیکھکر نقد ہوش تو کھو دیگا لیس اُسنے بعجلت تمام ایک مُڑیا خاک قبر جمشید کی کھینچ ماری کہ ملکہ
اُسکے پڑنے سے بیہوش ہوگئی یہ پنجہ سنکر جو گرا ملکہ کی چوٹی پکڑکر گھسیٹتا لیچلا اُسوقت تو مہرخ بیقرار ہوئی اور
للکاری کہ باش او غلام خیرہ سر کہاں جاتا ہی یہ کہکر ترسول پکڑکر آگری اُسنے ظاہر ہوکر ایک نارنج بجانب
فلک مارا کہ اُسمیں سے دھواں پیدا ہوا اور تمام لشکر زلپور پر چھا گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی
دیتا تھا وہ مقام دہان اژدر بنگیا چشم روزگار مثل دیدہ اعمیٰ تھی دنیا سب بخیل کا دل نظر آتی کہ بہت
جس سمت نگاہ کی اندھیرا + کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا + اُس تاریکی میں ملکہ مہرخ یقین تھا کہ

ہلاک ہوجاتی لیکن یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اِس ساحر سے کیا زیر ہوتی جبکہ شاہ طلسم سے دعویٰ مقابلہ کا رکھتی ہے فوراً اُسنے سحر پڑھکر اپنے مُنہ پر اُسنے ہاتھ پھیرا کہ چہرہ اُسکا مثل آفتاب تابان روشن ہوگیا اور مثل بخت روشن اُس مقام کو اُسنے منور کردیا یا بلسان صبح امید خورشید مقصد طالع ہوا کہ فرد روشن ہوئی شمع بزم دولت ٭ ظلمت کو ملی وہان ہزیمت ٭ روشنی ہوتے ہی سرکش برنگ شعلۂ جوالہ چمک کر قریب آیا اور ہاتھ شمشیر سحر کا سر پر ملکہ کے لگایا تلوار سر پر ملکہ کے پڑکر اُچٹ گئی اور ملکہ نے بھی ایک نارنج مارا اُسنے اُنگلی سے اشارا کیا نارنج کٹ گیا اتبو ملکہ کو غصہ آیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ ایک زنجیر آہنین از خود پیدا ہوکر دست و پا مین سرکش کے پڑگئی اور ایک طوق آتشین گلے مین پڑگیا ملکہ نے اُس زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ نابکار بندھا گرا ملکہ جست کرکے اُسکے سینے پر سوار ہوئی اور زلور کو اُسکے ہاتھ سے لیا اور فرمایا کہ جلد ظلمت کو میرے لشکر پر سے دفع کر ورنہ تاریکی سواد ملک عدم دیکھے گا اُسنے ملکہ کے کہنے کو کچھ خیال نہ کیا ملکہ نے خنجر بران اُسکے گلے پر رکھا اور کہا جہان وہ خاک ہے وہان تو بھی خاک ہے اُسوقت اُسکو گرمی معلوم ہوئی اور یقین تھا کہ جلکر خاک ہوجائے خوف جان سے وہ سحر ظلمت کا برطرف کیا روشنی ہوئی ہر ایک لشکری نے دیکھا کہ ملکہ سینۂ دشمن پر سوار ہے اور سرکش کو غیرت آئی مگر کیا کرسکتا تھا سوائے اسکے کہ منت پذیر ہوا کہا اے ملکہ مین آپکا غلام ہون اطاعت سے گردن تابی نکرونگا ملکہ اُسکے سینے پر سے اُتری اور سحر کیا کہ زنجیر و طوق غائب ہوگیا اُسنے قید سے رہائی پاکر سر قدم پر رکھا ملکہ نے سر اُسکا اُٹھاکر سرفراز فرمایا وہ براہ عناد و مکاری مطیع ہوا لشکر مین طبل آسایش پر چوب پڑی اُسنے ملکہ کو بمنت اپنے ساتھ لیا زلور کو بھی ہوشیار کیا اور اپنی بارگاہ مین دونون کو لایا خاطر و مدارات کرکے رخصت کیا اُدھر لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا یہ بھی ملکہ کی بارگاہ مین آیا ملکہ نے اِسکی دعوت کی دور شراب ناب رہا جلسۂ چنگ و رباب رہا یہ فکر مین رہا اور جب اپنے مقام پر آتا ایک پنجہ ماش کے آٹے کا بناتا یہان تک کہ چوبیس پنجہ اِسنے بنائے یہ اِسکا سحر کائنات کا ہے کہ رد اِسکا ہونا ممکن نہین غرضکہ جب وہ پنجہ تیار ہوچکے اُنکو غائب کرکے یہ لاگ رکھی کہ حسب الطلب پیدا ہوکر کام دین غرضکہ پنجون کو غائب کرکے بارگاہ ملکہ زلور مین آیا اُسنے بخاطر تمام بٹھایا اُسنے ملکہ مہرخ سے کہا کہ مجھکو کچھ کان مین آپ سے کچھ عرض کرنا ہے ملکہ موصوفہ نے کان لگایا اُسنے قریب گوش مُنہ لاکر اُف جو کیا ملکہ بیہوش

ہوکر گر پڑی یہ کیفیت جو زلور نے دیکھی پکاری کہ ارے دغاباز یہ تونے کیا کیا اور ایک ناریل مارا اسنے سحر پڑھا کہ ناریل زمین پر سرد ہو گرا اور دو ہتڑ زمین پر مارا زمین کو زلزلا ہوا اور ایک پنجہ نے نکلکر زلور کو زیر زمین کھینچا یہ غرق زمین ہونے لگی اسنے ایک پڑیا خاک قبر جمشید مارکر اُسکو بیہوش کردیا سردار حاضران دربار ترسول مشعل پکڑ کر آگے اسنے پھر دو ہتڑ مارا کہ چونسٹھ پنجے زمین سے حربہ ہائے آتشین گرز وغیرہ لیے پیدا ہوے اور ہزارون پر گرے اور جسکے وہ حربہ پنجہ نے مارا اگر جسم سے چھو بھی گیا انسان بیہوش ہوا اور جسکے پوری ضرب پڑ گئی وہ جلکر خاک ہوگیا سردار بعض بیہوش ہوگئے اور بعض بھاگ کر بارگاہ سے باہر آئے باہر لشکر پڑا تھا غلغلہ جو ہوا لشکر مین نفیر سحر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی اس عرصہ مین اُدھر کا لشکر بھی کہ حکم اُسکو ساحر مسطور تیاری کا دے آیا تھا اِس فوج پر آگرا اور یہ بھی دونون ملکہ کو گرفتار کرکے بیرون بارگاہ آیا چونسٹھ پنجے حربہ آتشین سے اُس فوج پر مثل برق گرنے لگے اور اسی ہزار ساحر بار سحر کی دینے لگا پھر تو قیامت کبریٰ برپا ہوئی دم بھر مین ہزار ہا لاش گر گئی تیغ تیز نے غلاف سے نکلکر مثل عروس زیبا گھونگھٹ سے جلوہ دکھایا ہزار ہا مشتاقون نے گلے لگایا اجل کا بازار گرم ہوا سنگ جسم بھی آہن تیغ سے نرم ہوا جوہر شمشیر پھندے دام مرگ کے بنے ہزارون طائر جان پھنسے صیاد اجل نے اُڑتی چڑیا پھانسی روح روان بھی بھاگنے نہ پائی قفس تن مین پھڑپھڑا کر رہی شمشیر مثل سیماب بیتاب سیم جان جسکی تاب سے آب آب کشتہ ہر ایک زندہ دھو گئی ہر قالب بسمل زمین پر طپیدہ ترک فلک کو نہایت بیم دل جوزا کا خوف سے دو نیم سمند تیغ کی میدان مین روانی روح رستم و سہراب کو زیر زمین سرگرانی و پریشانی کہ نظم

لکھون جو بیان ریزش خون | شب رنگ قلم ابھی ہو گلگون | تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار | تلوار کو وان جو عزم کین تھا | دم خنجر برق مین نہین تھا
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ | خاکستر ابر مین فسردہ | وہ تیغ تھی یا کہ آہستی پل
ردھون کا گذر تھا اُسپہ بالکل

آخرکار بہت جرار اُس لڑائی مین کام آئے اور بہت بھاگ کر اطراف مین جانب کوہ و صحرا گئے تمام لشکر تباہ و برباد ہوگیا سرکش نے قلعہ کی جانب رخ کیا اہل قلعہ ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے کہ ہم بے قصور ہین راہ عناد سے دور ہین اِسنے ٹکڑے ٹکڑے تمام قلعہ تسخیر کیا خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کرکے خزانہ قلعہ سے باہر لاکر زلور و مہرخ کو مطوق و مسلسل کرکے

عرادہ پر بٹھا کر یہان سے کوچ کیا یہ تو ادھر سے روانہ ہوا اُدھر جب ہنگام سحر ہوا تھا تو قران و برق بھی درۂ کوہ سے نکلکر قلعۂ آراستہ کی طرف چلے تھے مگر علٰحدہ علٰحدہ روانہ ہوئے تھے اور برق ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر چلا جاتا تھا کہ راہ مین اُسکو ڈیڑھ سو جادوگرنیان ملین اُنمین ایک شہزادی تھی برق نے پہچانا کہ ملکہ گلعذار جادو ہی پس اُسکے قریب آیا اور کہا ای ملکہ سنا ہی کہ قلعہ آراستہ پر بڑی لڑائی ہوئی ہی ملکہ نے جواب دیا کہ مین بھی اُسی طرف چلی تھی مگر یہ خبر سُنکر کہ سرکش نے زلور و مہرخ کو پکڑ لیا ہی مین یہان ٹھہر گئی ہون اب سرکش کا حال اچھی طرح معلوم کر لون تو آگے بڑھون برق یہ حال سنکر اُس سے رخصت ہو کر آگے بڑھا اور لشکر سرکش ڈھونڈھتا ہوا چلا آخر ایک دامن کوہ مین فوج اُتری ہوئی پائی اُسنے ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک ساحر ملازم حیرت کی ایسی بنائی اور ایک رقعہ لکھکر کمر مین رکھ لیا اور داخل لشکر ہوا دیکھا تو بہت رونق ہی بازار مین کھلی ہین جھنڈے کھڑے ہین کٹورا کھنکتا ہی سوار و پیادے بستر جمائے ہین لین پڑی ہی گھوڑے شیہے بھرتے ہین کوتوالی چبوترہ بیچ لشکر مین ہی انتظام و بندوبست ہر طرح کا ہو رہا ہی سپاہیون کے بستر پر دائرہ بجتا ہی چکارہ چھڑ رہا ہی ہر سمت چہل پہل ہی خیمہ و بارگاہ نصب ہین بارگاہ بلند رتبہ سرکش کی آراستہ ہی سراپچے اُسکے اُٹھے ہین وہ سامنے تخت پر بیٹھا سیر لشکر کی دیکھ رہا ہی اُسنے اسکو دیکھکر قریب جا کر سلام کیا اور رقعہ کمر سے نکالکر دیا کہا یہ میرے پاس سند ہی کہ مین اور میرا بھائی ملازم حیرت ہین چنانچہ مین سیر دوست ہون اب وہان نجاؤنگا اگر آپ نوکر رکھ لین تو آپ پاس رہون اُسنے یہ حال سنکر کہا کہ اچھا رہو گھر ہی تمھارا جاؤ سامنے خیمہ مین کمر کھولو اور کسل راہ سے آسودہ ہو کل تمھاری تنخواہ تجویز کر کے مقرر ہو جائیگی برق سلام کر کے اُس خیمہ مین گیا وہان اور بھی ملازم سرکش تھے اُنھون نے حال سنکر اسکو بٹھایا اُسنے بستر اپنا لگایا جب دشت نورد سپہر نے بستر اپنا خیمۂ مغرب مین جمایا کہ بیت اُٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی + ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی + اہل لشکر آب و خورش سے فارغ ہو کر آرام پذیر ہوئے جب زیادہ رات گئی برق عازم ہوا کہ اب اُٹھکر خیمۂ سرکش مین جاؤن اور اُسکو بیہوش کرون چنانچہ اس عزم پر اُٹھنے جو لگا نیچے کا دھڑ رہگیا اُٹھا نگیا کسلیے کہ سرکش سحر کر کے سویا ہی کہ بارادۂ ضرر رسانی کوئی مجھ تک نہ آسکے برق نے رات بھر مین کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر اُٹھا نگیا ناچار سو رہا جب سمند کہنہ لنگ فلک نے گردش کر کے منزل شب تمام کی اور طفلک خورشید نے رات کے

پیٹ سے پاؤن نکالے کہ بیت نکلکر خیمۂ مشرق سے یکبار ہوا مہر فلک بھی گرم رفتار ہوا صبح کو سرکش اٹھا اور سحر اسنے برطرف کیا برق مین بھی قوت اٹھنے کی آئی سب ملازم اٹھے یہ بھی اٹھکر احتیاج سے فارغ ہوکر سلام کرنے سرکش کو گیا اور وہان ٹھہر کر تعریف صحرا و کوہ کرنے لگا کہ واہ کیا سبزہ زار ہی طرفہ بہار آشکار ہی یہ جنگل قابل سیر و شکار ہی سرکش کو بھی اسکی باتون سے ہوا لگی خواہش صید افگنی ہوئی تیر و کمان لیکر مرکب پر سوار ہوا نوکر اسکے شراب و کباب و فرش وغیرہ لیکر پیچھے چلے اور یہ دشت مین آکر تیر سے نخچیر کرنے لگا برق اسکو ایک درہ کوہ کی طرف لگا کر لایا اور ایک ہرن کے پیچھے پیدل دوڑا ہرن درہ مین بھاگ کر گیا اسنے درہ مین جاکر کھال مادہ ہرن کی نکال کر پہنی اور آواز بھی ویسی ہی بنا کر بولی بولی آہو تھم گیا اور قریب اسکے آیا اسنے ہاتھ اپنا اس کھال سے نکالکر کمند ماری کہ ہرن پھنسا اسنے کھال اتار کر اسکو ذبح کیا اور پکارا کہ ای شہریار آئیے مین نے شکار مارا سرکش گھوڑے سے اتر کر اندر درے کے گیا اور اس سے بہت خوشنود ہوا کہ اسنے پیدل ہرن کو کمند سے پکڑ لیا پس وہ ہرن اٹھا کر باہر درے کے لایا اور فرش بچھا کر بیٹھا برق نے ہرن کو صاف کرکے کباب اسکے لگائے اور تمام گوشت آغشتہ بدارو بیہوشی کر دیا اس اثنا مین ملازم اور رفیق بھی سرکش کے آتے ہر ایک نے شراب پی اور وہ کباب آہو تعریف کرکے کھائے سرکش نے بھی دو کباب اٹھا کر کھانے کا قصد کیا اسی وقت دو پنجے پیدا ہوئے اور ہاتھ سے کباب چھین لیگئے برق نے یہ دیکھکر چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر نے سحر کیا کہ بیحس ہوگیا اسنے پھر سحر پڑھکر پوچھا کہ تو کون ہی برق پر جادو اثر کر چکا تھا قبول دیا کہ مین برق عیار ہون سرکش نے کمند سحر سے اسکو باندھ دیا اور وہ ہرن پھنکوا دیا جو لوگ کباب کھا کر بیہوش ہوئے تھے انکو ہوشیار کیا اور شراب پینے اور کباب کھانے لگا جو سکار کہ سامنے آتا اسپر نشانہ تیر کا لگاتا یہ تو اس شغل مین ہی لیکن گلعذار جو جاتی تھی مفصل حال زیور کا دریافت کرکے قلعہ آراستہ کی طرف سے پھری اور سرکش کی طرف چلی کہ بن پڑے تو اسی کی منت خوشامد کرکے شاہ طلسم پاس جاؤن اور جان اپنی بچاؤن عرض کرون کہ میری خطا کچھ نہ تھی عیارون نے مریخ کو قتل کیا ای بادشاہ آپ کتاب سامری مین میرا حال دیکھ لیجیے اگر میرا گناہ کتاب مذکور مین نکلے تو مجھکو سزا دیجیے پس شاہ طلسم کتاب سے حقیقت دریافت فرماکر قلم عفو جرائد گناہ پر تیرے پھیر یگا زندگی پر تیری حرف نہ آئیگا الغرض یہ تجویز کرکے عنان سمند عزم کو قلعہ آراستہ کی طرف سے منعطف کرتے

باغ تسیب کی سمت روانہ ہوئی اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچی کہ اُس کوہ کے درہ سے راستہ تھا اور اُس درہ کو شاہ طلسم نے سحر سے مسدود کر دیا ہی کہ دامن کوہ مین میری سیرگاہ ہی ہر کس و ناکس کا آنا اودھر اچھا نہین ملکہ مذکور نے جو اُس درہ کو بند پایا سحر پڑھکر راستہ پیدا کرنا چاہا از بسکہ وہ مسحور سحر شاہ جادوان تھا یکایک کھُل نہ سکا اُسوقت اسنے پوجے کا سامان منگا یا دو ایک سور ذبح کر کے لہو چہڑ کا زمین پر چوکا دیا اپنے جسم پر ملا اور لہنگا پہنا ساری اُوڑھی ہنسلی جمشید کے نام کی گلے مین پہنی اور سحر خوان ہوئی بعد کچھ دیر کے اتنی تاثیر ہوئی کہ اودھر اہی تو اسکے نکل نہ سکے لیکن یہ اکیلی اُس درہ سے نکل گئی اور خیال کیا کہ جب تو خدمت بادشاہ مین پہونچے گی تو بادشاہ سے عرض کر کے ساتھیون کو بلوا لینا فی الجملہ یہ تو اُدھر سے چلی اور سرکش اُسطرف سے آتا تھا اسنے چاہا کہ مین بہئیت گدائی لہنگا پہنے شکستہ حال ہون اُسکے لشکر مین جا کر تبدیل لباس کر کے شاہ پاس جاؤن یہ اگر اسی پریشانی سے دیکھ لیگا تو کچھ حجاب چندان نہین کہ تنہا ہی مگر دربار شاہ مین ہزار ہا ساحر ہو گا وہان بڑی ندامت ہو گی یہ سوچکر اُسکے لشکر مین آئی ساحر مذکور دربار گاہ پر فرش بچھائے صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسکو اس حیثیت سے دیکھکر حیران ہوا اگر شناخت کر کے اُٹھا اور بتکریم تمام پاس اپنے بٹھایا جام شراب پیش کیا اور حال اس پریشانی کا پوچھا گلعذار نے جملہ کیفیت بیان کی اسنے کہا ای ملکہ جس عیار نے کہ مریخ کو مارا ہی اُسکو مین نے گرفتار کیا ہی اسنے کہا پھر وہ موا برق کہان ہی اسنے حکم ساحرون کو دیا کہ وہ عیار مذکور کو سامنے لائے اور اُسنے آکر دیکھا کہ ایک ساحرہ لہنگا پہنے خون جسم پر ملے بحالت خراب برابر سرکش کے بیٹھی ہی برق کو اسکی صورت دیکھکر عیاری سوجھی کہ اس ساحرہ کی صورت اُسوقت اس قابل ہی کہ اسکو متہم بشکل عیار کیا جائے تو زیبا ہی پس جب گلعذار نے اُسکو ڈانٹا کہ کیون او ستیاناس گئے مریخ کو تو نے ہی قتل کیا اسنے ہنسکر کہا کہ کیا تم نہین جانتے میرے بھائی ایک ہین اُنکے بعد سے وہ واصل جہنم ہوا اور بھی جس کام کو تم آئے ہو جلدی اُسکا انتظام کرو سو دوست ہین تو ہزار دشمن ہین لیت و لعل لگانا اچھا نہین یہ کلمہ سنکر سرکش کو کچھ مظنہ ہوا اور کہا او عیارہ تو نے کیا کہا اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین وہ مقرر اوین پر آوین ای سرکش اب بچنا تمہارا مشکل ہی بھلا خدا کو دیکھا نہین تو عقل سے پہچانا ہی ملکہ گلعذار پر کیسا ہی وقت کیون نہ پڑا مگر اسطرح لہنگا پہنکر نہ آتی تمثیل مشہور ہی کہ ہاتھی لاکھ لٹیگا جب بھی سوا لاکھ کا یہ تقریر سنکر سرکش گھبرایا اور اُسکے ملازم ساحر جو تھے اُنمین سے

بھی ایک ساحر نے اُسکے کان مین کہا کہ یہ عیار سچ کہتا ہی حضور ہم بھی آپکے پُرانے نوکر ہین نمک حلال
ہین ضرور یہ کوئی عیار ہی جو گلعذار کی صورت بنکر آیا ہی سرکش کو اب بالکل یقین ہوا کہ یہ ملکہ بیشک
عیار ہی اور ایک گولا جھولے سے نکالکر گلعذار پر اُسنے مارا گلعذار ساحرہ زبردست ہی اُسنے اُف جو کیا
گولا سرد ہوکر گر پڑا اور یہ خود غرق زمین ہوئی اور بعد لمحہ کے جو زمین سے نکلی ایک بھال بنکر نکلی اور
پیٹ مین سرکش کے سماگئی وہ ہرچند سنبھلا مگر نہ بچ سکا تڑپکر ہلاک ہوگیا صداہاے مہیب گیرودار
کی بلند ہوئین اور فوج کے لوگ دوڑے گلعذار نے نارنج ترنج مارنا شروع کیے اور مرنے سے ساحر ندکور
کے ملکہ زیور و مہرخ بھی رہا ہوگئین اور لڑنے لگین بہت سے ساحر لشکر کے مارے گئے آخر وہ لشکر
بے سردار تھا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ طالب امان ہوئے اُنکو امان دیکر ملازم اپنا کیا اور ملکہ گلعذار سے
زیور و مہرخ ملین اور کہا اب تمھین افراسیاب زندہ نرکھیگا کہ تمنے سرکش کو مارا ہی اب تم ہماری یکشن
ہوجاؤ اُسنے منظور کیا اور زیور نے قسم اُس سے لی کہ اب کوئی دغا نکرنا پھر بارگاہ مین سرکش کی
یہ تینون داخل ہوئین اور جلسۂ عشرت منعقد کیا دو روز کے بعد کوچ کرکے لشکر مہرخ کی طرف روانہ
ہوئین یہ تو بحشم و خدم اپنے لشکر کو روانہ ہوئین لیکن خبر مرگ مریخ بیرون نے افراسیاب کو پہونچائی بعد
اس خبر کے لاش سرکش کی آئی بادشاہ فرط غضب سے کانپنے لگا اور ملکہ صنعت سے کہا کہ اب تم
جلد جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کرو مین ان نمکحرامون یعنی زیور وغیرہ کو قیدکراکر بلواتا ہون کہکر
اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اُسکو وا کیا تو اُسمین کچھ ماش رکھے تھے پس ایک
دانہ اُسمین سے لیکر زمین پر اُسنے مارا کہ وہ دانہ غرق زمین ہوگیا اور اُسی جگہ سے ایک شعلۂ آتش کا
پیدا ہوا کہ رنگ اُس شعلہ کا سبز تھا کچھ عرصہ مین ماش کے درخت کی طرح وہ شعلہ پھل لایا اور پھلیان
پختہ ہوکر خشک ہوئین شاہ نے صنعت سے فرمایا یہ پھلیان توڑکر دانہ نکال لو اور دریاے سحر
ماہی کے کنارہ جاؤ پہلے ایک دانہ دریا مین پھیکنا پانی مین جوش و خروش پیدا ہوگا اُسوقت
چھ دانہ اور پھیکنا یہ کہکر کچھ کان مین بھی کہا اور سحر کیا کہ ایک پنجہ سبز رنگ پیدا ہوا اُس پنجہ سے
حکم دیا کہ جب صنعت دریا سے ماہی کو نکالے اور اُسکی حمایت کو بحرین آئے تو اُسکو تم اُٹھالانا
یہ حکم سنکر پنجہ غائب ہوگیا اور صنعت دانے ماش کے لیکر چلی بعد اُسکے جانے کے شاہ نے سحر پڑھا
ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا اُس سے حکم دیا کہ جاؤ ساحران طلسم کو اطلاع دو کہ گلعذار و زیور

ومہرخ

و مہرخ اپنے لشکر مین آتی ہین اُنکو روکین اور قید کرلین اور مجھکو خبر دین یہ حکم پاکر وہ ساحر بھی تمام
ہوگیا حال اُسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا صنعت بدطینت کا مذکور ہوتا ہی کہ یہ بدسرشت کنارے اُس
بحر کے پہونچی اور ایک دانہ ماش کا پہلے پھینکا دریا مین شور و غل اور تلاطم پیدا ہوا اور بحرین جادو
دریا مین تھا دانہ کے گرتے ہی تڑپکر کنارے پر آیا اُسوقت ایک آواز کڑاکے کی آئی اور پنجہ سبز چمک کر
گرا اور اُسکو اُٹھا کر لیگیا پھر صنعت نے وہ چھ دانہ دریا مین مارے پانی اُس بحر کا روغن کی طرح
جلنے لگا اور دریا خشک ہوگیا ماہی پریزاد ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ ایک دانہ ماش کا مثل شعلہ کے
چمکتا ہوا جما تھا اور تین دانہ ایک پہلو مین جمے اور تین دوسرے پہلو مین جمے تھے مچھلی بالکل بیدست و
پا اور بے قابو تھی صنعت نے اُسکو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی لیکن دریا کے خشک ہونے سے
لشکر جو کنارے بحر کے اُترا ہوا تھا اُسکو خبر ہوئی اور ملکہ بہار نے بھی سنا صرغام عیار سے کہا کہ لشکر
تیار کراؤ اور ماہی کو نہ لیجانے دو عیار مذکور نے کہا یقین ہی کہ شاہ کوکب اُسکی تدبیر کرے تم خاموش
ہو رہو بہار کو اسکے اس منع کرنے سے تسکین نہوئی اور بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا آپ کیا
غافل بیٹھی ہین ماہی پریزاد کو صنعت پکڑے لیے جاتی ہی جلد لشکر درست کراکر چلیے مہرخ اس کو
یہ بنائی ہوئی عیارون کی ہی اصلی نہین ہی اسکو اتنی جرأت کہان جو لڑنے جائے ملکہ بہار کی بات
کا نگر اور کچھ باتین کرنے لگی اتنا تو کہا کہ اچھا سمجھون گی بہار اس بے پروائی کو اسکی دیکھکر ناراض
ہوئی اور دل سے اپنے کہا کہ تجھکو کیا مطلب ہی جو اکیلی لڑنے کو جائے اور اپنی جان گنوائے پس نجیدہ
ہوکر بارگاہ سے اُٹھی اور اپنے خیمہ مین آکر بیٹھ رہی اُدھر ملکہ حیرت نے بھی خبر سنی کہ اسطرح ماہی
گرفتار ہوئی اسنے اپنے سردارون شہاب وغیرہ سے کہا کہ فوج کو مسلح و مکمل رکھو اسلیے کہ شاید بہار
وغیرہ کچھ فساد کرین اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ اہل اسلام سے کوئی آمادہ نبرد نہین ہی یہ خبر سنکر اسنے بھی
تامل کیا اور صنعت ماہی کو گرفتار کیے سامنے بادشاہ کے لائی شاہ کے پاس اُسوقت باغبان و
گلچین و وہم وغیرہ بہت سے ساحر حاضر تھے سب نے تعریف کی کہ آپکے سحر کا مثل و نظیر نہین ہی اس
اثنا مین پنجہ بھی بحرین کو لایا شاہ نے فرمایا کہ ای پنجہ سحر چھوڑ دے اسکو پنجہ نے چھوڑ دیا شاہ نے کچھ سحر پڑھکر
دستک دی کہ ایک لکہ ابر آسمان پر ظاہر ہوا اور برستا ہوا نکلگیا وہ پانی جو بحرین پر پڑا پانون اُسکے
زمین مین گڑ گئے اور ہاتھ مین ہری ہری شاخین اور کونپلین نکل آئین سبز سبز پتون سے تمام جسم چھپ گیا

سبز بختی پر خزان آگئی سیہ بختی نے یہ بہار دکھائی بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عورت اُڑتی ہوئی آئی ہاتھ مین اُسکے ایک جام زرین تھا اور پانی سے لبریز تھا شاہ نے صنعت سے کہا کہ اِس جام مین ماہی کو ڈال دے اُسنے ماہی کو جام مین ڈال دیا مچھلی نے غوطہ مارا وہ ساتون دانہ ماش کے جسم سے چھوٹکر مثل گل لالہ کے ہوئے اور اوپر کاسہ کے تیرنے لگے ماہی پریزاد غوطہ مار کر جو اُبھری چاہا کہ جام سے نکلجاؤن لیکن وہی پھول اسکو دام نظر آتے دیکھا تو جال آگ کا کاسہ پر پڑا ہی ہر چند ماہی نے زور کیا مگر نہ نکل سکی اور بادشاہ نے للکارا کہ او مچھلی تجکو کچھ میرا خوف تھا کہ مین شاہ ساحران ہون تو مجھ سے مقابلہ کرنے آئی ماہی نے کاسہ سے سر اونچا کر کے جواب دیا کہ ای بادشاہ ہم مطیع و منقاد بادشاہ کوکب ہین اور نمک حلال ہین ہماری قضا اگر تیرے ہاتھ ہے تو ناچاری ہے شاہ نے فرمایا کہ مین اس مچھلی کے کباب کھاؤنگا اب وہ ٹکڑا مہ مہرخ بھی بگڑ آئے تو اسکو مارون یہ کہکر مصروف عیش و عشرت ہوا اگر آب حال ماہی پریزاد کی رہائی کا سینے کہ ایلچی یعنی طاق طومطراق جو قلعہ آراستہ پر سے نادم و خجل ہو کر روانہ ہوا تو اُسی راہ سے جو بہت نزدیک کی ہے اور افراسیاب نے اُسکو بتلائی ہے یہ قریب ملک کوکب پہونچا شاہ کوکب نے نامہ ملکہ بران کو لکھا کہ ایلچی افراسیاب کا پھر آتا ہے تمکو چاہیے کہ جاہ و جلال اپنا ایلچی کو دکھاؤ اور خواجہ عمرو کا بھی رتبہ اُسکو دکھاؤ کہ شاہ ہوش ربا خبر سنکر رشک کرے اور ایلچی اگر نامہ تمھین دے تو پڑھکر جواب جنگ کا دینا اور اگر مجھکو نامہ دینے کو کہے تو میرے پاس اُسکو لے آنا اور اب مرزان وزیر کو فوج دیکر روانہ کرو کہ وہ پیشوائی کر کے ایلچی کو لائے یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے وزیر مذکور کو طلب کیا اور حکم بادشاہ سنایا وزیر آداب بجا لاکر چلا اور باہر آکر پانچ ہزار ساحر سواران جواہر پوش کو اپنے ہمراہ لیکر مع تزک و احتشام کے روانہ ہوا نقیب اور یساول ہمراہ ڈنکا بجتا آبپاشی ہوتی بڑی چمک دمک سے سپاہ کہ بمقتضائے نظم

خدام و مصاحب و اراکین
پہنے ہوئے جامہاے زرین
شلک کی صدا وہ چرخ فرسا
گردون پہ اچھل پڑے مسیحا
آئینۂ دل ہوا مصقل
آئے جو نظر سوار و پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار
پیدل تھے روان نسیم کردار

باین تجمل و شوکت وزیر باحشمت دروازۂ ظلمات طلسم سے باہر نکلا تو لشکر ایلچی کا ڈانڈے پر اپنے طلسم کے آکر ٹھہرا تھا ایلچی سے ملاقات ہوئی اور وزیر نے عرض کیا کہ لشکر جو آپ کے ہمراہ ہے اسکو اسی مقام پر چھوڑ دیجیے اور آپ تشریف لے چلیے ایلچی نے

غور کیا کہ لشکر سمیت جانے کی ہٹ کرنا فضول ہے اسلیے کہ اگر اسنے راستہ ندیا تو لڑائی ہوگی اور لڑنے کا مجھکو حکم نہین ہے پس تنہا چلنا چاہیے کیونکہ مین قاصد ہون اور قاصد کو کسینے ضرر نہین پہونچایا ہے ایسا کچھ تجویز کر کے ہمراہ وزیر روانہ ہوا اور وزیر اسکو لیکر اسطرف چلا کہ جدھر حیرت نے حکم دیا یعنی کہدیا تھا کہ قلعۂ ہفت رنگ مین نہ لانا باغ فولاد مین لانا فی الجملہ بعد کچھ عرصہ کے وزیر اور ایلچی قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اور اُسکے درہ سے گذر کر ایک پھاٹک عظیم الشان سامنے نظر آیا وزیر نے آگے بڑھکر کچھ افسون پڑھا کہ وہ پھاٹک کھلگیا یہ مع ایلچی جب داخل دروازہ ہوا دیکھا تو اب سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے رفعت بر در قلعہ کی چرخ برین رشک کھاتا ہے وہان ہزارہا ساحرون کا پہرا ہے فوج اُتری ہے حصار قلعہ مستحکم بنا ہے وزیر ایلچی کو لیے داخل قلعہ ہوا ایلچی نے عجب ایک دیار یادگار روزگار دیکھا کہ جسکا نظیر بردۂ دنیا پر کبھی چشم خیال سے بھی ندیکھا تھا ہر قصر رفیع کی دہلیز کے روبرو پست آسمان گنبد فلک مکان کے قبہ پر بلا گردان جو دروازہ تھا وہ باب فیض جاوید تھا جو روزن تھا وہ حاجت روائے چشم امید تھا ہر در سے خوبان عالم کا برآمد ہونا گویا مطلع آفتاب انور وہ دروازہ ہر دکان جوش صفا سے غیرت بخش آغوش حور تماشائیون کی آنکھ مین جسکے نظارے سے نور خلقت کی کثرت راستون کی صفا سے نفاست ہر سڑک شرمندہ کن کہکشان فلک بازاریون کی پوشاک مین مثل انجم کے چمک نظم

هر چشم کو شوق سیر بازار
صرافون کی بار بار چاندی
آراستہ ہر طرف دکانین
دلال سے لڑ پڑا خریدار
القصہ وزیر کی سواری
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
شوکت نے جو کی ادب سے درخواست
گوشے مین ہر اک غریب ٹھہرا

ہر ایک دکان مین سو خریدار
ہر ایک دکان مین بھاری بھاری
دلالون کی اور ہی زبانین
ہر ایک دکان نئی نیا فرش
گلشن مین چلی ہوا بہاری
پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل
رہرو ہوئے کنج سے چپ و راست

زر بے حد و بیشمار چاندی
ٹھپا لچکا بنت کناری
سودے مین ذرا ہوئی جو تکرار
کمخواب کے تھان جا بجا فرش
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکار رہی تھی صاف بلبل
پائی ہوا رعب سے جو زیرا

یہ تو اسطرح سے روانہ ہین لیکن ملکہ حیرت بعد روانہ کرنے وزیر کے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی اور اپنے مکان دلستان سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوئی یہانتک کہ قریب قصر دار العمارۃ پہونچکر ایک اور مکان مین آئی اُس مکان مین ایک حجرہ مقفل تھا اُسکو وا کیا اندر جاکر

جو دیکھا تو ایک کنوان پختہ بنا تھا لب چاہ یاقوت سرخ کا نظر آیا چار برج کنوئین پر بنے تھے ہر ایک برج کو رشک برج دیو عمر دنے پایا ملکہ اُس کنوئین مین خواجہ کا ہاتھ تھا مکر کود پڑی تا دیر دونون غلطان و پیچان چلے گئے جب تہ سے پانون آشنا ہوئے وہان اور دروازہ یاقوت احمر کا لگا تھا اُسکو ملکہ نے کھولا اور قدم آگے بڑھایا خواجہ کو باغ جنت نظیر نظر آیا کہ چار دیواری اُس گلشن رشک فردوس کی فولادی ہی لیکن ایسا فولاد کو صاف کیا ہی کہ آئینہ سے بہتر مصفا ہی اشجار باغ اور طائر سب فولاد کے ہین تپے درختون کے اور پر طائرون کے برنگ مرأت صورت نما چمکتے ہین آنکھین جانورون کی یاقوت کی ہین اور منقارین مثل خنجر آبدار کے تیز اور دمکتی ہین ہر سمت جوش بہار ہی جو پھل ہی وہ فولاد کا ہی مگر قطعدار اور مزے دار ہی جو پھول ہی وہ خوشبو دار اور پر بہار ہی روح سکندر کی فاتحہ اُن پھلون پر دیجائے تو بجا ہی گور پر اُسکے انھین پھولون کی چادر چڑھائی جائے تو روا ہی شاہد بہار کے سنگار کرنے کے لیے ہر شجر آئینہ دکھاتا تھا یا تیغہاے فولادی شاخسار کی لیکر ہمہ تن نوجوانان چمن خزان کا استیصال چاہتے سبزہ فولاد دل کرنے پر آمادہ تھا

نظم

وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز — جادو ثمر اور برگ اعجاز
مثل دل عارفان کشادہ — گلزار بہشت سے زیادہ
وہ بلبل و گل مین خوش بیانی — بحث ارنی و لن ترانی
خمیازۂ حوض نہر کی موج — طوبی کا ہر ایک نخل مین اوج
خورشید ہر ایک گل کا رخسار — سنبل کو دماغ گیسوے یار
ہر آئینہ روشن و شفاف — جو چاہے وہ چہرہ دیکھے صاف
وہ قصر تھا جلوہ گر چمن مین — جیسے دل صاف قصر تن مین
آراستہ اُسمین فرش دیبا — بنگلا تھا کہ نوعروس زیبا
یون گرد تھین چلمنین نمایان — جسطرح کہ گرد چشم مژگان

اُس قصر مین چارسو دنگل فولادی بچھا تھا اور ہر دنگل پر ایک پہلوان فولاد بدن بیٹھا تھا جسم ہر ایک کا آئینہ کی طرح چمکتا تھا ہر ایک مسلح و مکمل اونچی بنا تھا مگر گونگ بالکل نقش دیوار ہر ایک فولاد کا پتلا تھا اور وسط باغ مین ایک چبوترہ فولاد کا بنا تھا اُس پر ایک بیضہ فولاد کا رکھا تھا اور پہلو مین چبوترہ کے ایک نہر روان تھی صفا مین رشک گوہر غلطان تھی ملکہ خواجہ کو لیکر اُس حوض مین کود پڑی اور کئی غوطہ لگائے خواجہ نے دیکھا کہ میرا جسم بھی سب فولاد کا ہو گیا ہی اور ملکہ بھی فولاد کی ہو گئی ہی غرضکہ ملکہ نہر سے باہر اسکو لیکر نکلی اور اندر اُس قصر کے آئی وہان ایک تخت جواہر نگار گسترده تھا اور طاقون پر ہزارہا شیشہ سبز و سرخ برنگ تلون

چُنا تھا اُنمین سے ایک شیشہ ملکہ نے اُتار اُسمین آب سبز رنگ بھرا تھا اُس پانی کا چھینٹا پتلیہای
فولادی پر ملکہ نے دیا کہ وہ سب مثل انسانون کے کھڑے ہو کر آداب بجا لائے اور سامنے باد ایستادہ
ہوئے اور ملکہ اُس تخت پر جلوہ فرما ہوئی پہلو مین خواجہ کو بٹھایا اس عرصہ مین اُس قصر کے ایک گوشہ
مین سے دو سوز نان مہر دیدار پیدا ہوئین کہ ہر ایک شیشۂ دلکو سنگ ستمگری سے چور کرنے والی ادا ہر ایک
کا فر کیش کی نرالی چال ہتوالی زلفین ہر ایک کی کالی کالی زلف کا دوش پر لٹکنا طائر دلکا شکار کرنا
صیاد کا دام بر دوش ہو کر چلنا چہرہ ہر ایک کا فروغ مین برق حیا کی تصویر از قدم تا فرق کہ نظم

ہر شاہد گلعذار و گلپوش
ابرو کہ در جنان کشادہ
افشان کی چمک سے باغ روشن

خندان لب شکرین و خاموش
پیراہن سرخ پر جواہر
ذرے تھے کہ سو چراغ روشن

مغرور جمال و مست بادہ
تارے ہوئے تھے شفق مین ظاہر

یہ سب نازنینان حور پیکر بھی فولادی
بدن ہین پس ملکہ کو تسلیم کر کے اپنے اپنے مقام پر حسب تتبہ ٹھہرین اور بہت سی گلعذار جام بادۂ
خوشگوار سے لبریز کر کے شراب پلانے لگین ملکہ نے حکم رقص ہونے کا دیا کہ اس اثنا مین مرزبان ایلچی کو
سیر شہر کی دکھاتا اس باغ کے در پر لایا ایک دروازہ اِس باغ کا اس شہر مین ہی اور دوسرا دروازہ
کنوئین کے اندر ہی کہ جدھر سے ملکہ آئی ہی اور اس راہ سے کوئی سوائے ملکہ کے آ بھی نہین سکتا ہی غرض ملکہ
وزیر مسطور در باغ پر ایلچی کو ٹھہرا کر اندر آیا ملکہ کو تسلیم کر کے حال آمد ایلچی گذارش کیا حکم حاضر ہونے کا
شرف نفاذ پایا وزیر جا کر اندر باغ کے ایلچی کو لایا گلشن کے عجائبات دیکھکر طائر ہوش ایلچی اُڑ گیا رنگ
رخ غیرت سے مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا لب پر گذر آہ سرد ہوا سواری پر سے اُتر کر بارہ دری
مین آ کر ملکہ کے جاہ و جلال کو دیکھکر اور زیادہ گھبرایا عمرو کو دہنی جانب برابر ملکہ کے بیٹھے پایا رعب و داب
سے تاب نکر سکا سر نیاز بہر آداب جھکایا اور مثل خادم کمترین کھڑا رہا جب حیرت نے دامن چھوڑا
اور حواس درست ہوئے اُسوقت لب پر دعا و ثنائے بادشاہی اسطرح لایا کہ بمقتضائے قطعہ

ای جسم تو جان آفرینش
ملجا و مکان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند

حکم تو روان آفرینش
یک ریزہ ز خوان نعمت تست
ہر تیر کمان آفرینش

درگاہ سپہر احتشامت
ہر نعمت خوان آفرینش

ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا یہ
باعب ایک دنگل پر بیٹھ گیا ملکہ نے حکم دیا کہ جام اُسکو دو ایک ساقی عشوہ گر و پیمان شکن یعنی زن جادو

فن نے پیمانۂ ہوش ربا اُسکو دیا اور گوشۂ قصر سے کافر کیشان مست ادا رقصان مہر سیما و سیمین تنان ظاہر ہو کر ناچنے گانے لگین کہ ابیات

ایسا ہین بجاتی تھین خوش آئین
موجود تھا راگ دست بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

طبلے پہ اُنھون نے جب کہا ہاتھ
یارب رہے دور چشم بد بین
ہر راگ روان تھا صورت رو
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

دل لیتی تھین ایک تھاپ کے ساتھ
گائین تو ہوا کا بند رستہ
بھوپالی ہو کا نہرا کہ کا ہو د

بعد کچھ دیر کے ملکہ زبان مدارات بیان سے یون درفشان ہوئی کہ لاؤ کسکا نامہ تم لائے ہو سناؤ کیا پیام سنایا چاہتے ہو ایلچی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ مجھکو نامہ دینے مین کچھ عذر نہین مگر حکم میرے مالک کا شاہ عالیجاہ یعنی آپ کے قبلۂ گاہ کو نامہ دینے کا ہی ہرچند کہ آپ اُنکی دختر نیک اختر ہین لیکن مجھکو بجا آوری حکم اپنے مالک کی ضرور چاہیے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک پتلہ فولاد کا خدمت کو کیپ مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایلچی نامہ حاضر خدمت ہو کر دینا چاہتا ہی پتلا بادشاہ پاس گیا اور پیام ملکہ عرض کیا شاہ نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہو ایلچی کو ہمراہ وزیر میرے پاس بھیجدین اور آپ عمرو کو لیکر باغ عیش مین آئین پتلے نے یہی جواب آکر ملکہ کو دیا ملکہ نے ایلچی اور وزیر کو رخصت کیا اور آپ خواجہ کو ساتھ لیکر چلی مگر چلتے وقت ایک شیشہ طلب کر کے پانی سرخ رنگ اُسمین سے لیکر اُن پہلوانون پر چھڑکا کہ وہ پھر بیہوش و بیحس ہو گئے وہ مجمع سب برخاست ہوا ملکہ مع خواجہ اُس چبوترہ پر آئی کہ جس پر بیضہ رکھا تھا اور سحر پڑھکر اُس بیضہ پر پھونکا کہ وہ بیضہ شق ہو گیا ملکہ مع خواجہ اُسمین سما گئی اور وہ بیضہ پھر برابر ہو گیا اور جانب فلک اُٹھا خواجہ کو اُس وقت کچھ معلوم نہوتا تھا کہ مین کہان ہون عالم بیخودی تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے وہ بیضہ زمین پر اُترا ملکہ خواجہ کو لیکر اُسمین سے نکلی خواجہ نے دیکھا کہ ایک میدان سبزہ زار ہی صدہا فرسنگ تک پھولون کی بہار ہی ہر طرف جوش بہار شادمانی وہ بہار نظر آتی ہی یا بہار عالم جوانی کی کیفیت دکھاتی ہی سرستان چمن محفل جمائے ہین چشم نرگس کے جام اُس بزم مین لگائے ہین سبزے کی بہار ہی نہرون کی سیر ہی فصل گل کا داخلہ مع الخیر ہی جام گل مین شبنم بھری ہی سرو کی صورت مینائی ہی بلبلون کی بن آئی ہی بے پردہ فروغ رخسار گل سے آنکھ لڑائی ہی ابر اٹکھیلیان دکھلاتا ہی طاؤس مست رقص کرکے دلکو لبھاتا ہی نہرون کی موجین تار ساز رباب ہین جلترنگ کے پیالے حباب ہین طرفہ بہار ہی شاہد گل شرمسار ہی نظم

پتے ہین ہرے ہرے نمودار
پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار
ہے صحن چمن مین سنبل تر

ریحان

رخسار پہ گیسوئے معنبر ہمثل ہین لاجواب ہین پھول مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
ہے تختۂ لالہ زیب مین طاق یا سینۂ داغدار عشاق سوسن کو نہین خزان کا آسیب
محبوب کا ہے دہن مسی زیب نسترن و سمن بہار پر ہین ہر قد نوخطان شجر ہین

جسقدر سبزہ ہے زمرد کا ہے اور گز گز بھر کے فاصلے سے یاقوت رنگ کے گھانس کی تحریر دی ہوئی ہے اور نوک پر گھاس کے موتی پروئے ہین اور بیچ مین اُس دشت فرحت آگین کے ساٹھ بنگلے اسطرح کے بنے ہین کہ ایک طرف کے بنگلون مین یاقوت کی گھونگھیان اور زمرد کے کھپرے ہین اور دوسری جانب کے بنگلون مین زمرد کی گھونگھیان اور یاقوت کے کھپرے ہین اور ہر بنگلہ مین پردے مخمل سبز و سرخ کے پڑے ہین کہ یک لخت جواہر دوز و زربفتی ہین ہر ایک بنگلہ خرم و دلکشا کسریٰ کے محلسے کہین عمدہ فریدون اُسکو اگر دیکھے غیرت سے پردۂ خاک مین مُنھ چھپائے کرسی ہر بنگلہ کی کرسی فلک کو شرمائے چمک دمک مین ہر ایک رشک برج قمر صفا مین دل عارف سے زیادہ صاف تراُنکی علو سے رفعت کے روبرو چرخ مقرنس کا گنبد پست رواق آسمان بے رونق و بے بند و بست خوبی اُن بنگلون

کی کیا تحریر ہو الحق **ابیات** آنے کا یہان نہین جو سامان ہین قاف مین بیقرار پریان
وسعت کا حساب ہے نہ حد ہے حد ایک ازل ہے ایک ابد ہے جھک جھک کے ہے دیکھتا عجب سے
گردون مین ہے خم اسی سبب سے عیسیٰ اگر آتے اُس زمین پر پھر جاتے نہ چرخ چارمین پر
در ہین کہ کھلے ہین باب رحمت دو پٹ ورق کتاب حکمت اُن بنگلون مین فرش رنگ

برنگ کا نہایت صاف و ستھرا بچھا تھا چھتین رنگین عمدہ تزئین مسند مکلف و زیبا قاقم و دیبا کا بچھا ملکہ نے قریب اُن بنگلون کے پہونچکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ہزار در ہزار پنجہ پیدا ہوا اور اُن پردون کو باندھکر غائب ہوگیا اب دیکھا تو ہر بنگلے مین ایک ایک پلنگ جواہر کا بچھا ہے اس صورت سے کہ کسی پلنگ کے یاقوت کے سرداہے زمرد کی پٹیان اور موتیون کے پائے ہین اور کسی پلنگ کی پٹیان نیلم کی اور پکھراج کے سرداہے اور ہیرے کے پائے ہین اور اُن پلنگون پر ایک ایک پریزاد حسن اُنکا خداداد دوپٹے آنچل پلو کے اوڑھے جوانی کی نیند مین غافل پڑی سوتی ہین اور گرد ہر پلنگ کے چالیس چالیس زنان یاسمین بدن آرام مین ہین پلنگ پر جو لیٹی ہین وہ ملکہ ہیران کی کنیزین ہین اور پلنگ کے نیچے جو آرام مین ہین وہ کنیزون کی کنیزین ہین عہدے جاہ و جلال ملکہ ہیران کا کہ جسکی کنیزون کی خدمت مین چالیس چالیس پرستارے ہین غرضکہ پردے

جب بندھے ہوا لگتے ہی وہ نازنینین خواب ناز سے بیدار ہوئین اور بصد انداز پلنگون پر سے اُٹھین اُنکی کنیزون نے اُنکا ہاتھ منھ دُھلایا چہرہ اُنکا چاند سا نکل آیا ایک ایک اُنمین قمر کو داغ غلامی دیتین شاہ حسن سے خراج لیتین دیار خوبی کی ہر ایک شہنشاہ کشور محبوبی کی پناہ نگاہ عشاق اُنکے عشوے کی شاگرد بلا اُنکے زلفون کی بلا گرد **نظم**

کیا خوب جبین ہی مطلع نور
فہرست جریدہ ہاے اعجاز
کیا خال نے بھی تنک دکھایا
یان رہگئی مردمک کسی کی

رنگت رخ صبح جس سے کافور
دونون رخ صاف باغ امید
زنگی سے پے سیر باغ آیا

شیرازہ سپے کتاب ہر ناز
گویا ہی قران ماہ و خورشید
چشم آئی جو رخ تلک کسی کی

جب وہ نازک بدنان مہر جمال کنگھی چوٹی سے درست ہوچکین اُسوقت خدمت ملکہ بران مین حاضر ہوکر تسلیم بجالائین اور عمدے ہاتھ مین لیکر ساتھ چلین کوئی پنکھیا ہاتھ مین لیے تھی کوئی مورچھل جھلتی کوئی اُگالدان کوئی مجمر سنبھالے کوئی دست پاک لیے ساتھ تھین اور ملکہ وہان سے آگے بڑھکر ایک بنگلہ کے قریب آئی کہ وہ سراسر ہیرے کا تھا اور فرش عمدہ سے سجا شیشہ آلات آراستہ ایک جانب کو تخت جواہر آگین گستردہ تھا ملکہ اُس تخت پر آکر متمکن ہوئی خواجہ کو پہلو مین بٹھایا رقاصون کو بُلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جمایہ تو بعشرت تمام یہان بیٹھی اور وزیر ایلچی کو لیکر جو روانہ ہوا باغ فولاد سے نکلکر ایک سحر اُسنے پڑھا آندھی سیاہ آئی اُسکی تاریکی مین نہ معلوم دیا کہ کہان جاتے ہین جب وہ آندھی موقوف ہوئی اُسی ہنیتہ مین کہ جو باغ عیش ہی ایلچی پہونچ گیا اور ملکہ سریر عشرت پر جلوہ گر ہوئی تھی کہ خبر آمد ایلچی ہوئی ملکہ نے طلب کراکر دنگل پر بٹھایا ایلچی حشمت و شوکت ملکہ دیکھکر دنگ تھا سکتے کا سا رنگ تھا ملکہ نے یہان سے بھی خدمت بادشاہ مین ساحر بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایلچی حاضر ہی بادشاہ نے جواب دیا کہ ای ملکہ ایلچی کو بارگاہ عیش مین ہمراہ وزیر بھجواؤ اور تم بھی مع خواجہ اُسیجگہ پر آؤ یہ حکم سنکر ملکہ نے رومال اپنا ہلایا وہ سب لونڈیان اپنے اپنے بنگلون مین چلی گئین اور پنجہ پیدا ہوئے پردے بدستور گرا دیے گئے ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو لیکر آگے بڑھے وزیر ایلچی کو لیکر وہان سے اور آگے بڑھا اور ملکہ خواجہ کو ساتھ لیکر اُن بنگلون سے نکلکر کچھ دور گئی تھی کہ ایک پہاڑ نظر آیا سر اُسکا تا چرخ برین بلند پایا اُسمین ایک درہ برنگ سیاہ تھا ملکہ اُسی درہ مین قدمزن ہوئی دیکھا اُسجگہ بالکل تاریکی ہی ملکہ نے اپنے پاس سے ایک تختی الماس کی نکالی اور اُسکو جو بلند کیا ایک آفتاب نکل آیا ایسی اُس لوح مین روشنی ظاہر ہوئی ملکہ او رخواجہ

اُسکی روشنی مین روانہ ہوئے اُسطرف ایلچی جو ہمراہ وزیر چلا اُسکو بھی ایک کوہ پر شکوہ نظر آیا وزیر کے ہمراہ جب داخل درہ ہوا ایک ایسی صداے مہیب آئی کہ معلوم دیا طبقہ زمین کا اُلٹ گیا دنیا دہل گئی یہی صدا خواجہ اور ملکہ کو بھی اپنے درے مین سنائی دی اور ہر ایک اپنی جگہ پر بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی ایک ناؤ پر اپنے تئین سوار پایا دریاے زخار و قہار نظر آیا کہ ہر موج اُسکی دریاے اخضر فلک تک جاتی تھی کشتی دنیا بہ جانے کے خوف سے ڈگمگاتی تھی مینڈھے اُسکے مینڈھے لڑانے پر آمادہ نہنگ اُسکے نہنگ لاڈلے شوخی و شرارت بھرے کنارے پر افتادہ پانی اُسکا نہایت صاف اور ستھرا آب گوہر کو شرماتا اُس بحر مین ترا رہا بجرے تیرتے نظر آئے ایک پر ملکہ اور خواجہ سوار تھے دوسرے بجرے پر ایلچی اور وزیر بیٹھے تھے ایلچی کا دریا کو دیکھکر دم نکلگیا دل مین کہتا ہی کہ کوکب اگر چاہے تو اس دریا مین مجھکو غرق کردے کچھ تیرا بس نہ چل سکے غرض اسی طرح بیچ دریا مین جب پہونچے ایک دیوار بلور کی دکھائی دی کہ سامنے اُسکے پانی پر چبوترہ بلورین بنا تھا اُسپر گلکاری زمرد کی تھی جھاڑ اور بوٹے اور بیل سب فیروزے کے تھے اور چار کونون پر نرگس دان جواہر کے دھرے تھے اور دہنی سمت کو ایک چمن جواہر کے درختون کا لگا تھا پھولون سے پُر بہار اور خوش ادا تھا

نظم

دریا تھا وہ مثل مہر انور
صدقے کرے جوے شیر شیرین
سرسبز نہ کیون ہو وہ گلستان
سانچے مین ڈھلے تھے اُنکے اندام
جلوہ مہ مصر کا عیان ہے
باد سحری مسیح دم ہے

یا نہر تھی سلسبیل و کوثر
اُس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
پیاسون پہ سبیل آب حیوان
اُس تازہ چمن مین اک چمن ہے
کیا حسن فروش کاروان ہے

اُس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
جس پر تھا نثار حوت گردون
تصویرین تھین جا بجا جو گلفام
خوبان جہان کی انجمن ہے
ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے

اُس چبوترے کے کنارے قریب چمنستان ہزارے کے ہزارون فوارے چھوٹ رہے ہین اور کاسہ بلور کے دھرے ہین اُنمین لالہ پھولا ہی کہانتک وصف اُسکا تحریر ہو ملکہ بجرے سے اُترکر اُس چبوترے پر آئی اور مسند پر تکلف پر بیٹھی ایلچی بھی مع وزیر خوش تدبیر وہان حاضر ہوا بس بعد لمحہ کے ہواے سرد وزان ہوئی اور ایک لکہ ابر کا دریا کے کنارے سے اُٹھا اور محیط عالم ہوکر موتی برسانے لگا اُن موتیون کے گرنے سے مچھلیان رنگ برنگ کی تمام دریا مین پیدا ہوکر اُچھلنے اور شناوری کرنے لگین یہ معلوم

ہوتا تھا کہ بحر حُسن معشوقان قلزم عالم مین جوش پیدا ہی یا محبوبان دہر کے طبیعت رنگین کا
رنگ غمزہ و ناز و کرشمہ بنکر ظاہر ہوا ہی خاطر خودپسندان کے دل مین موج اُٹھی ہی تلوّن
طبعی ظاہر کی ہی کہ بموجب **ابیات**

اُس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
تھی اُسپہ نثار نہر کوثر
پر نور یہ شب کو بحر نایاب
صدقے کرے جوے شیر شیرین
اُس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
ہی چادر آبشار مہتاب
وہ بحر تھا یا کہ مہر انور
جس پر صدقے ہو حوت گردون

بَران و عمرو مع ایلچی کے اُس
چبوترہ پر بیٹھے یہ سیر و کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک طرف اُس دریا مین غلغلہ برپا ہوا اور
ہزار ہا کشتی اور مورپنکھی جواہر جڑی پیدا ہوئین چشم شمس و قمر چنین شیدا ہوئین زورق نہ افلاک اُنپر
ہزار جان سے قربان حوت چرخ کو نثار ہونے کا اُنپر ارمان اُن کشتیون کے بیچ مین ایک مورپنکھی بہت
نایاب برنگ ہلال فلک باصد آب و تاب اسطرف آتی تھی اور اُسمین ایک بنگلہ زمرد کا بصد غیرت شان
بنا تھا گویا سب کشتیون کی جان تھا گرد بنگلہ کے چلمنین پڑی تھین جنکی تیلیان نزاکت مین تار نگاہ
شوخ چشمان جہان تھین نہین نہین حوران جنان نے مشتاق دید ہوکر آنکھین لگائی تھین ہر آنکے
تار نظر کی تیلیان تھین ہر چلمن مین آویزے لعل و یاقوت و زمرد و گوہر کے آویزان تھے ستارے
فلک کے اُنکی چمک تک پر قربان تھے کہ **نظم**

وہ نقش و نگار مین ہی ایجاد
ہی چشم پری ہر ایک روزن
یون گرد تھین چلمنین نمایان
محراب کی طرفہ غیرت شان ہی
دیکھے تو ہو تازہ روح بہزاد
ہر در مین عجب صفا کا تھا جوش
جس طرح کہ گرد چشم مژگان
شرمندہ فلک پہ کہکشان ہی
گلدام نظر ہر ایک چلمن
کھولے ہوئے حور خلد آغوش

گرد اُس بنگلہ کے چار آفتاب
نکلے ہوئے تھے اور اندر بنگلہ کے بھی روشنی مثل آفتاب کے تھی ایکطرف اُس بنگلہ کے تیلی بلور کی
کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی تھی اور دوسری جانب ایک آفتاب سبز رنگ نکلا ہوا تھا اور اُس آفتاب
مین سے چہرہ پریزاد کا پیدا تھا کہ وہ ہنستا تھا اور ہنگام خندہ منہ سے مثل مہر تابان روشنی پیدا ہوتی
تھی تیسری سمت بنگلہ کے ایک آفتاب سرخ رنگ بسان شمس سپہر ساطع الانوار تھا اور چوتھی جانب
سوا سو تپلا طلاے احمر کا چنور ہاتھ مین لیے بنگلہ پر مروحہ جنبانی کرتا پس وہ کشتیان اور بنگلہ وغیرہ جب
قریب چبوترہ کے آیا دو پنجہ پیدا ہوئے اُس بنگلہ کا پردا اُٹھایا سبنے دیکھا کہ ایک بقعہ نور تخت پر جلوہ گر ہی

اور اُسمین سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ عیاران مزاج آپکا اچھا ہی خواجہ و ملکہ نے بہر تسلیم گردن جھکائی اور عمرو نے عرض کی کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتا ہون یہ شوکت و شہامت شاہ کوکب کی دیکھکر ایلچی بیہوش ہو گیا اور اُس بجرے سے پھر صدا آئی کہ ای ملکہ اس ایلچی کو لیکر تم بارگاہ مین طلسم کی آؤ مجھکو ایک کام اس سے لینا ہی اس آواز کے آتے ہی وہ بنگلہ نگاہ سے غائب ہو گیا اور ملکہ و خواجہ وغیرہ کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا سیر دیکھتے طرفۃ العین مین کنارے اُس بجر کے پہونچے اور اُتر کر آگے چلے وہ کشتیان غائب ہو گئین ملکہ نے آگے بڑھکر ایک کوہ پُر شکوہ کے قریب اپنے تئین پہونچایا اور اُسکے درے کو طے کیا جب اُسطرف پہونچے ایک میدان وسیع و سبزہ زار نظر آیا گلستان ارم سے اُسکو بہتر پایا رضوان بھی اُس دشت مین اگر آتا سیر فردوس بھولجاتا اِس جگہ کی بہار دیکھکر غش کھاتا اگر بھولے سے کبھی گلزار بہشت کو یاد کرتا تو ہر ایک غنچہ یہان کا چٹک کر باتین سناتا پھر اُسکو خود فراموش کرتا خاموش اُسکا خروش کرتا صبا وہان کی دم مسیحا خضر وہان کا سبزۂ خضرا غنچون کے شاخون سے ہر دم یہ اشارے کہ شاخ کہکشان ہمپر سے تارے صدقے اُتارے کہ نظم

ہی اُسکی بہار عاشق زار
شبنم ہی شراب ارغوانی
گلبن ہی ہر ایک چتر طاؤس
بلبل کا خروش ہر طرف ہی

ہی باغ بہشت صدقے ہر بار
ہین اوج پہ بخت جھومتے ہین
ہی افسر گل کہ تاج کاؤس
سر سبز ہی خوشنما ہی طوطی

ہر نخل کو نشہ جوانی
مستی سے درخت جھومتے ہین
گل پھولے ہین جوش ہر طرف ہی
طوطی کا بھی بولتا ہی طوطی

اُس دشت پر فضا کو کہ بہتر از باغ حسن سبز رنگان زمانہ تھا ایسا آراستہ کیا کہ نہین معلوم کس گلرو اور غنچہ دہن کی سیرگاہ بنایا تھا بیچ مین اُس صحرا کے ایک بارگاہ رنگین بہزار زیب و تزئین استادہ تھی بارہ سو ستون مکلل بہ جواہر اُسکے تھے الماس کے استادے تھے رفعت مین اُس بارگاہ کے روبرو فلک پست دکھائی دیتا جناب مسیح کا یہان آکر پھر چرخ چارم پر جانے کو جی نچاہتا اُس بارگاہ کی نسبت یہ کہنا روا ہی کہ رواق کسری کہان ایسا ہی سرا پردے اُسکے جواہر و زر جھمک مین ہر قنات نور افروز کہ ابیات

کرتے نہ کبھی بہشت کا غم
وسعت مین جواب ساحت عرش
پر نور صفا سے اسقدر ہی

آتے اگر اِس مکان مین آدم
ہموار و مسطح و برابر
جب کھلگئی چشم دل سحر ہی

وہ صحن جہان کہ چرخ ہو فرش
ایسا تو نہ ہوگا صحن محشر
دیکھے نہ سنے مکان ایسے

ممکن نہین سائبان ایسے
فرش اُسکا صفا جو اپنی دکھلائے
ہین پردۂ چشم حور پردے
ہانڈی جو بلور کی عیان ہے

اُس خیمہ مین گر سکندر آئے
پاے نگہ بتان پھسل جائے
ہے جھاڑ ہر ایک نور آگین
قندیل حرم سے ہم زبان ہے

آئینۂ دل تا ایک لگائے
زر ریز تمام نور پردے
سو جان سے نثار عقد پروین

غرضکہ اُس بارگاہ کے قریب پہنچکر ملکہ ٹھہری تھی کہ بروے ہوا صداے نوبت و نقارہ پیدا ہوئی اور اسباب تزک و احتشام زمین پر ساحر لیکر اُترے دم بھر مین تمام صحرا انسانون سے معمور ہو گیا اب جو دیکھا تو ہزار ہا مرد ہا عصا ہاے طلائی جواہر کار لیے طرقوا طرقوا گویان پیدا ہوا پھر طفلان قمر پیکر کا مجمع لخلخے لیے نکلا پھر کئی ہزار سوار زرین لباس اسلحہ جواہر نگار تن پر آراستہ کیے ظاہر ہوا اُنکے بعد ہزارون غلامان حور صورت پوشاک زرین و گرانمایہ سے پیراستہ عہدے سینے نکلگئے زان بعد ساحرون کے اور جادوگرنیون کے تخت پیدا ہوئے کہ ایک ایک ساحرہ صورت مین بہتر از حور و غلمان زینت طرازی مین آرایش و زیبایش کی جان زلف چلیپا اُنکی سوداانجبش دماغ زاہدان رخسار تابان آنکے فریب دہ خاطر عابدان و پرہیزگاران ہر ایک ساحرہ کے سر پر لکہ ابر چھایا ہوا ابر و ر سحر وہ ابر موتی برساتا یہ گروہ بھی جب آچکا تو ایک تخت خوبی مین خوش قسمتونکا بخت ظاہر ہوا گرد اُس تخت کے افسران لشکر کا مجمع تھا مگر تخت پر کوئی سوار نہ تھا صرف ایک تاج رکھا تھا برابر اُس تخت کے مرکب باد رفتار پر شاہ گردون وقار سوار تھا لیکن افراط نور سے چہرہ اُس بادشاہ کا بھی نظر نہ آتا تھا ایسا منور و روشن تھا کہ آفتاب کی ضیا کو شرماتا تھا چتر زرین سر پر گردش پذیر سراپا وہ بادشاہ نور کی تصویر اسپ پری نژاد ایسا ہی زیر ران اسلحہ کا جواہر مثل مہر فروزان تن لباس کی عید کی اطلس چرخ قربان کہ نظم

راکب تھے تمام برق رفتار
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
اُس مجمع مین ایک شاہ دیکھا
دل جس سے کہ چور چور دیکھا
سر آگے قدم پہ برق دھردے
مانند نگاہ تیز رفتار

آئینہ دل ہوا مصقل
پیدل تھے روان نسیم کردار
پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل
تارون مین فلک پناہ دیکھا
تھا اسپ جو زیر ران فلک تاز
چلنے مین صبا کو گرد کردے
تھی تاج مین شان شہریاری

کچھ آئے نظر سوار و پیدل
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکار رہی تھی صاف بلبل
سچ ہے کہ عیان وہ نور دیکھا
طائر سے زیادہ گرم پرواز
سیار برنگ نجم سیار
زیبا تھی اُسی کو تاجداری

کیا تاج تھا تاج بادشاہی
کرتا ہی سلام شاہ خاور
وہ چتر تھا سائبان ایام
تھا فصل ربیع کا وہ خورشید

ہمسایۂ رحمت الٰہی
وہ چتر محیط دو جہان تھا
وہ چتر تھا نور بخش اجرام

مجرے کو نگون ہی تاج قیصر
سایہ مین اُسی کے آسمان تھا
تھی اُسکے سبب بہار جاوید

خلاصہ مرام وہ بادشاہ ذی احتشام بارگاہ کے در پر اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا جلوخانہ مین ملازمان ہمراہی ٹھہرے سردار اندر بارگاہ کے کرسی و ڈنگل پر جلوہ گستر ہوئے ملکہ بہاران خواجہ اور ایلچی کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ بارہ ہزار ڈنگل جواہر نگار لگا ہی ہر ایک پر سردار بیٹھے ہین سامنے تخت نور گستردہ ہی اُسپر شاہ کوکب جلوہ فرما ہی اسوقت چہرہ روشن اُسکا صاف دکھائی دیتا ہی کہ ایک جوان حسین نہایت خوبصورت ہی جٹی بھوین ہین شکل مین ماہ طلعت ہی پیالہ شراب کا ہاتھ مین لبون پر ہنسی ہی رعب وداب ایسا ہی کہ رستم کا زہرہ آب ہو شوکت برستی ہی ملکہ نے بادب تمام تسلیم کی اور خواجہ نے مجرا کرکے یہ اشعار دعا و ثنا مین اُس بادشاہ فریدون جاہ کے پڑھے کہ بموجب ابیات

اورنگ نشین بخت و اقبال
منشور شہامت و جلالت
فرمان مین جزو کل زمین ہی
خورشید تو چتر ہو فلک تخت

ہنگامہ فروز جاہ و اجلال
جم مرتبہ ہمسر سلیمان
فیروزۂ آسمان نگین ہی
جھک جائے زمانہ بہر تسلیم

طغرائے مثال بخت و دولت
قیصر ہی غلام بندہ خاقان
ظاہر ہو فروغ اختر بخت
ہو زیر نگین تمام اقلیم

خواجہ کو اِس ثناخوانی کے عوض قریب تخت ایک تخت نور بچھوا کر بادشاہ نے متمکن فرمایا برابر خواجہ کے ملکہ بہاران جلوہ گستر ہوئی پھر ایلچی کا مجرا وزیر نے ادا کرایا اُسکو بھی ڈنگل زرین عنایت ہوا جب قاصد بھی بیٹھ چکا ناچ پریزادان طلسم کا شروع ہوا ایک ایک پریزاد وہ حسین مہرجبین سامنے آکر ناچی کہ فلک پیر اُنکے عشق مین آجتک گردش کرتا ہی بدر کامل اُنھین کے غم محبت مین گھٹکر ہلال ہوا ہی کہ بمقتضائے ابیات

دیکھے جو بدن کا رنگ بلبل
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
آئینہ مین منہ تو ماہ دیکھے
دل لگئین ایک تھاپ کے ساتھ

اشکون سے بجھائے آتش گل
ہر عضو سے رنگ جان نمایان
تب سینہ کو اِک نگاہ دیکھے
غش لوگ ہوئے عجب بہ ہر رنگ

وہ آئینۂ صفا ہویدا
سب جسم لطیف صورت جان
طبلہ پہ اُنھون نے جب کھا ہاتھ
گائین جو ذرا وہ گور سا رنگ

ساقیان مہر دیدار نے شراب ارغوانی پلانا شروع کی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایلچی نے باادب استادہ
ہوکر عرض کیا کہ مین نامہ وار ہون پیام شاہ طلسم ہوش ربا نے یہ دیا ہی کہ اے شاہ ذیجاہ آپکی ماہی پرزاد
کو میری وزیرہ ملکہ صنعت نے ایک ادنیٰ سحر کرکے پکڑ لیا بس مناسب ہی کہ آپسمین فساد نہ کیجئے یہ نامہ
محبت شمامہ لیجیے اور داد اتحاد و وداد دیجیے یہ کہکر وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے منشی کو اپنے اشارہ
فرمایا کہ اُسنے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ مثل مضامین نامہاے سابق تھا کہ عمرو کو قید کرکے بھیجدو
باہم رنج نکرو ورنہ مجکو لوح تمھارے طلسم کی معلوم ہی اور میرے طلسم کی لوح کسی کو نہین معلوم ہی علاوہ
اسکے میرے قبضہ مین حجرہ ہفت بلا ہی جسوقت مجھکو غصہ آئیگا بنیاد تمھارے طلسم کی ڈھا دونگا
اینٹ سے اینٹ بجا دونگا یہ مضمون نامہ کا سنکر ملک کوکب غضبناک ہوا اور خواجہ کی طرف مخاطب
ہوکر کہا آپ نے کچھ سنا افراسیاب نے مجکو دھمکایا ہی تمھارا سر مانگا ہی خواجہ نے کہا اے بادشاہ مین حاضر
ہون مناسب سمجھیے تو مجھکو بھیجدیجیے بادشاہ ہنسا اور گویا ہوا کہ خواجہ ایک مچھلی کے پکڑ لینے سے
افراسیاب نے مجکو قید کرلیا ہی سب ملک میرا اُسنے چھین لیا ہی اب بھلا مجھ سے کیا ہو سکتا ہی جو
کچھ تھی وہی مچھلی میرے پاس تھی خواجہ اور ملکہ یہ تقریر سنکر ہنسنے لگے اور بادشاہ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ نے
ایلچی سے پوچھا کہ تو کیون ہمارے پاس آیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون افراسیاب کا نامہ
اُسکا لیکر آیا تھا جواب مجھکو عنایت ہو کہ پھر جاؤن یہ عرض اُسکی سنکر ملکہ قہقہہ مار کر ہنسی ساتھ ہی ہنسنے
کے ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر برستا ہوا نکلگیا ہواے سرد ایسی چلی کہ جسم مین طاق کے سردی معلوم ہوئی
بعد لمحہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ اے ایلچی تو کسکا غلام ہی اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مین آپکا غلام ہون اگر
حکم ہو تو ابھی افراسیاب کا سر کاٹ لاؤن یہ سنکر بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا عمرو نے کہا سبحان اللہ
حضور کا کیا کہنا قالب کا پلٹ دینا اتنا جلد ہمنے کسی ساحر کو نہین دیکھا واہ واہ بادشاہ نے ہنسکر پھر
ایلچی کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آنکھین اپنی بند کر اُسنے آنکھین بند کین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا
مین دریا مین غوطہ کھا رہا ہون گھبرا کر ایکطرف کو جو اُبھرا تو دیکھا ایک برج بلورین مین کھڑا ہون
اور سامنے ایک پتلا بلور کا تخت پر بیٹھا ہی پس اُس پتلہ نے نعرہ کیا کہ منم کوکب ایلچی نے بہت جلد
تسلیم کی اُسوقت ایک اور پتلا زمین سے نکلا اُس بلورین پتلے نے اس پتلہ سے کہا کہ دے دیگا اسکے ماتھے پر اُس
پتلے نے ایک ڈبیا اپنی کمر سے نکالی اُسمین اگیاری کی خاک تھی اُسی کا ٹیکا جبین ایلچی پر دیا اور پتلہ بلور نے

حکم دیا کہ ای ایلچی جلد جا اور ماہی پریزاد کو شاہ افراسیاب سے چھین لا اگر نہ آنے دے تو مارنا اُس نابکار کو
ایلچی نے یہ حکم سنکر سلام کیا اور اُس تیلہ نے کہ جسنے ٹیکا دیا تھا اُسکے کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑا ایک آن
واحد مین اُس راہ سے کہ جدھر سے خواجہ کو کوکب نے بھیجا تھا اِسکو طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا یہ
وہان سے شاہ جادوان کو گالیان دیتا سمت باغ سیب چلا اور پار دریائے خون روان کے آکر
جہان بادشاہ ساحران بیٹھا تھا وہان آیا تمام ساحر حاضر دربار تھے اور ماہی پریزاد اُسی طرح جام
مین گرفتار تھی ملکہ صنعت بھی حاضر تھی کہ یہ جاکر پہونچا باغبان قدرت سمگین جادو وغیرہ
ہر ایک نے دیکھا کہ طاق طمطراق تیوری چڑھائے آیا ہی نہ اُسنے شاہ کو سلام کیا نہ جواب نامہ کا لایا
ہی پس ایک ساحر پکارا کہ ای طاق شہنشاہ کو تسلیم کر بے ادبانہ قدم یہان نہ دھر اِسنے جواب دیا
کہ مین اس مسخرے افراسیاب کو تو جانتا بھی نہین کہ کس پالان کے لیے گدھا ہی مین تو غلام شہنشاہ
اعظم جناب کوکب روشنضمیر کا ہون اور اب ماہی پریزاد کو لینے آیا ہون شاہ جادوان کو یہ کلمات سنکر
غضب طاری ہوا اور کہا او بے ادب تجھکو کیا سودا ہوا ہی کہ ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتا ہی اسنے
کہا سودائی تو اور تیرا باپ بے ادب تو اور بیحیا تیری مان کہ جسنے تجھکو جنا اگر مجھکو شہنشاہ کوکب کا حکم ترے
قتل کرنیکا ہوتا تو مین تیرا سر کاٹکر اُسکی خدمت مین لیجاتا مگر مجھکو اتنا ہی حکم ہی کہ ماہی پریزاد کو لے آ
اس سبب سے مجبور ہون شاہ جادوان کو یہ تقریر سنکر ظاہر ہوا کہ یہ سحر مین کوکب کے گرفتار ہی
آپ مین نہین ہی پہلے تو اُسکی بدزبانی سے قصد کیا تھا کہ مار ڈالون پھر خیال کیا کہ کوکب کہیگا میرا
سحر برطرف نہو سکا اور مین نے اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا بس ایسا کچھ سوچکر ایلچی سے کہا کہ اچھا تم ماہی پریزاد
کو لیجاؤ مین منع نہین کرتا دیکھو وہ جام مین مچھلی ہی جاکر لے لو یہ اُسوقت جام کے پاس آیا اور
شاہ جادوان سحر پڑھنے لگا جتنے ساحر یہان ہین کہتے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی غرضکہ طاق نے
اُس جام مین ہاتھ ڈالا بیساختہ آپ تمام جسم سے اُس جام مین جا اُترا ماہی پریزاد کو تو پکڑ لیا لیکن
غوطہ کھا گیا اور تڑپکر باہر جام کے آیا سحر کوکب کا غوطہ کھانے سے اُتر گیا باہر آکر جو دیکھا افراسیاب
کو سامنے بیٹھے پایا نہایت خفیف ہوا اور شاہ نے پوچھا کہ بتا تو کسکا مطیع ہی اُسنے عرض کیا کہ
مین آپکا غلام ہون مجھکو کوکب نے مسحور کیا تھا یہ کہکر قدم پر دوڑکر گرا اور گویا ہوا کہ ای بادشاہ
میری خطا معاف فرمائیے بادشاہ نے ایک خنجر اپنے پاس سے نکالکر اُسکو دیا اور کہا اِس مچھلی کو اور

بحرین جو سامنے درخت بنا ہوا ہی اُسکو لیجا اور سامنے اُس مردِ صحرائی کے پہونچکر دونون کا سر کاٹ ڈالنا یہ کہکر سحر پڑھا کہ بحرین درخت سے انسان بنا اور اِسنے سحر سے اُسکو بحیس و حرکت کر کے کمر مین نیچہ دیا اور ماہی کو بھی مضبوط تھانبا اور بر پرواز پیدا کر کے چلا اور دریاے سحر کے پار اُتر کر پہلے بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ کو مجرا کیا اُسنے بخاطر تمام بٹھایا جام شراب دیا اِسنے اُن دونون قیدیون کو دکھا کر کہا کہ مین سامنے کوکب کے لیجا کر اُنکو ذبح کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اثناے راہ مین سوچا کہ انکو پنجہ مین واے تو کہا تک جائیگا لازم ہی کہ کچھ لشکر ساتھ لے اسی فکر مین پلٹنا چاہا تھا کہ وہ لشکر جو پہلے ہمراہ اپنے لیگیا تھا پھرا ہوا ملک کوکب سے آتا تھا اِسکو ملا کسلیے کہ ہمراہ مرزان وزیر تنہا خدمت شاہ کوکب مین گیا ہمراہی اسکے در طلسم پر اترے ہوئے تھے بعد اسکے مسحور ہوکر پھر آنیکے بادشاہ مذکور نے لشکر کو بھی اِسکے صحراے طلسم ہوش ربا مین پہونچوا دیا غرض اُس لشکر مین یہ داخل ہوا بحرین۔ ماہی کو قید کر دیا اور کوچ کر کے بحشم و خدم چلا ادھر سے یہ چلا اور اُسطرف سے ملکہ مہرخ۔ زیور جادو۔ گلگون جادو مع لشکر کے اپنی فوج کی طرف جو چلی آتی تھین اسکو ملین اُنکے لشکر سے کچھ ہٹکر اِسکا لشکر اُترا اِسنے حال اُنکا دریافت کر کے دل سے غور کیا کہ تجھکو بادشاہ کوکب نے دیوانہ بنا کر سامنے تیرے مالک کے بھیجا تھا اور ذلیل کیا تھا اِسوقت تو اُسکا معاوضہ کر یعنی عمرو خدمت کوکب مین موجود ہی اُسکے لشکر کی بادشاہ مہرخ ہی تو اِسکو دیوانی بنا کر مع اُسکے ساتھیون کے خدمت کوکب مین بھیجدے کہ یہ جا کر اُسکے طلسم مین غدر کرین اور ساحرون کو مارین یقین ہی کہ کوکب اِسکو بھی قتل کرے اور عمرو کو بھی اپنے یہان سے نکالدے کہ تیرے ہمراہی مجھسے لڑنے آئے ہین تو بھی جا اور اگر نہ نکالیگا تو سمجھ ضرور جائیگا کہ ایلچی نے اپنے مسحور ہونیکا بدلا لیا خلامان افراسیاب ایسے ہین بس یہ سوچکر آپ خیمہ سے اُٹھکر جانب بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور جب بازار لشکر ملکہ موصوفہ مین پہونچا ایسا سحر کیا کہ جس جادوگر نے اسکو روکنا چاہا زبان اُسکی بند ہو گئی غلغلہ اِسکی آمد کا برپا ہوا بارگاہ ملکہ مذکور مین بھی خبر گئی ملکہ بھی چپ ہو رہی اور یہان برق عیار موجود تھا وہ یہ رنگ دیکھکر سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہی جو آتا ہی مقرر کچھ آفت آئیگی تم نکلجاؤ بس یہ بارگاہ سے نکلکر صحرا مین گیا اور ایلچی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ساحران نامی افسران گرامی دنگلون پر بیٹھے ہین یہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا اور بابت تکلم وا کیا کہ ای مہرخ تمنے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی اور نمکحرامی پر کمر باندھی ہین طلق

طماطراق غلام شہنشاہ ہون ہاہی اور بحرین کو پکڑ کر لیے جاتا ہون سامنے کوکب کے ذبح کرونگا تمکو لازم ہے کہ افراسیاب سے ملجاؤ ملکہ مسطورہ نے جواب دیا کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین وہ ہمارا دشمن ہے ہم اُسکے مدعی ہین یہ سنکر ایلچی ہنسا اور سحر پڑھکر تینون کو شکلین دین اور پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ تم کسکی تابعدار ہو ان سبنے جواب دیا کہ ہم تیرے مطیع اور کنیز ہین شاہ جادوان کی ہین آپ جو فرماییے ہم بجا لائین ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے اِسنے کہا تمہارا قصور معاف نہوگا مگر ایک طرح سے کہ تم مع فوج کے سوار ہو کر کوکب کے ملک پر چڑھ جاؤ اور اُس سے مقابلہ کرو کہ اُسنے خداوند شاہ افراسیاب عالی جناب سے مقابلہ کیا ہے تم ہراول بنکر آگے چلو اور ملک کوکب کا لوٹ لو تین تقصیر تمہاری شہنشاہ جادوان سے معاف کرا دونگا ان سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر اور اُسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئین طاق وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ان سبنے اُسیوقت قرناے جنگی کو بجا کر لشکر نصرت اثر تیار کرایا پھر تو یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

آراستہ سب ہوئے رسالے — ہتیار سوارون نے سنبھالے
آراستہ اسقدر ہوئی فوج — وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج — آشوب سما گیا زمین مین
فتنہ کا تھا ہاتھ آستین مین — تمکین ہو نہ کیون نثار لشکر — ہے حد شمار سے یہ باہر

غرض یہ سب بحشم و خدم جانب ملک کوکب روانہ ہوئین اور اُسطرف کہ جدھر سے عمرو کے لیے راہ مقرر کوکب نے کی ہے چلین اسلیے کہ جلد پہونچین اور بعد طے مسافت راہ قریب سرحد ملک بادشاہ مذکور پہونچ گئین کیونکہ اثناے راہ مین تو تھین دوسرے یہ کہ وہ درہ کوہ جسکو افراسیاب نے بند کیا ہے اور پہلے بیان ہوا کہ ملکہ زیور بمشکل سحر کر کے اُس درے سے نکلی تھی چنانچہ یہ سب سحر مین مدہوش اُسی درے سے روانہ ہوئین اور محافظ درہ نے کہ نام اُسکا آگے بیان ہوگا انکو روکا نہین اسلیے کہ یہ جا کر آفت مین مبتلا ہون حاصل الامر یہ کہ اُس درہ سے راہ بہت نزدیک تھی اور اسی وجہ سے شاہ طلسم نے بند کیا ہے یہ سب اُسکو طے کر کے مقام مذکور کے جب قریب پہونچین وہان ایک دیوار کھچی تھی اور سو دو سو سوار بطور نگہبانون کے وہان شاہ کوکب کی طرف سے اُترے ہوئے تھے یہ شہزادیان یعنی مہرخ و گلعذار وغیرہ فن سحر مین کامل وہ بیچارے محافظ سحر و جادو کے علم سے انکے مقابل مین جاہل کیا ایسے لڑ سکتے یہ تھیا سحر کھینچکر چاہتین اور مارنا شروع کیا دو گھڑی کا عرصہ گذرا تھا کہ سبکو مار کر گرا دیا ہنگامہ شور و شر مچا دیا آتش کی بجلی چمکی کھٹا گھنگھور گھر آئی سحر کی مار تیرون کی بوچھار ہوئی جب وہ نگہبان سب کام آ گئے یہ سب

آگے بڑھنے لگے اُسوقت زمین تھرائی اور ایک پتلا یاقوت احمر کا سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا آنکھین مثل مشعل کے اُسکی روشن تھین اور زمین سے نکلتے ہی اُسنے للکارا الہٰ باشیہ ای خیرہ سران یہ کیا غضب تمنے کیا کہ ملازمان شاہ طلسم نور افشان کو قتل کیا یہ ڈانٹنا اُسکا اس آواز مہیب سے تھا کہ سارے لشکر ملکہ مہرخ کے شور پر صدا چھا گئی گاو زمین تھرا گئی اور اُس پتلے نے دو ہتڑ زمین پر مار کر نعرہ کیا کہ ای زمین روک ان مسحورون کو یہ اُسکا کہنا تھا کہ مرکبہائے فوج ملکہ کے پاؤن زمین مین دھس گئے یہ سب سواریون کو چھوڑ کر پیادہ ہوئے اور آگے بڑھے پتلہ نے پھر دو ہتڑ مارا کہ ای زمین روک انکو انکے پاؤن بھی زمین نے پکڑ لیے اور پتلا زمین مین سما کر غائب ہو گیا اور سامنے کوکب کے آیا شاہ موصوف اُسی بارگاہ مین کہ جسمین ایلچی سے ملاقات کی تھی بیٹھا تھا خواجہ اور ملکہ برّان بھی تخت پر جلوہ گر تھے ناچ ہو رہا تھا جام مے گلفام چل رہا تھا کہ پتلہ نے آکر دعا بادشاہ کو دی اور خبر بغاوت ملکہ مہرخ عرض کی بادشاہ خبر سنکر کچھ کہنے نپایا تھا کہ ایک پتلا اور اُڑتا ہوا آیا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ طاق طمطراق ماہی پریزاد۔ اور بحرین کو گرفتار کیے آپ کے پاس آتا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ ان دونون کو سامنے بندگان دارا دربان کے ذبح کرے یہ خبر سنکر بادشاہ نے رخ جانب عمرو کیا اور کہا کچھ آپ نے سنا کہ ملکہ مہرخ ہمسے لڑنے آئی ہے یہ کیسی آپکی دوست اور آپکے لشکر کی بادشاہ ہے خواجہ نے یہ سنکر فرط خجالت سے گردن جھکا لی اور بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی ایک لکہ ابر اُسیوقت بروے ہوا پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک مو تی برنگ طاؤس آسمان نکلی اُسکے پرون پر ایک کتاب جسمین نیرنگی طلسم مثل نیرنگ بازی فلک تحریر تھی رکھی ہوئی اور مورنی بھی نہایت خوبصورت تھی پرون پر اُسکے داغ مثل گلہائے گلزار پر بہار تھے یا داغ دلہائے عاشق بہار یار رکھتے چال اُسکی مثل معشوق طناز تھی پیاری صورت رشک شاہد عربدہ ساز تھی پس وہ مورنی خرام ناز دلبران کا رنگ دکھاتی چھمان چھمان سامنے بادشاہ کے آئی بادشاہ نے وہ کتاب ڈنڈوت کر کے اُسکی پیٹھ پر سے اُتار لی اُسوقت دو پتلے نظر آئے کہ اُس کتاب کو مورچھل جھلتے تھے چنانچہ بادشاہ نے سوا سوا اشرفی انکی نذر دی اور کتاب کو وا کیا اور حال مہرخ دیکھا کتاب مین لکھا تھا کہ ایلچی کو تو نے مسحور کیا تھا اُسنے عوض اُسکا لیا کہ اس ملکہ کو دیوانہ بنا کر تیرے اوپر بھیجا ہے یہ معلوم کر کے کتاب بند کی اور پشت پر مورنی کے رکھدی اور سحر پڑھا کہ مورنی اُڑ کر ابر مین گئی اور ابر چلا گیا بادشاہ نے خواجہ سے کہا کہ آپ فکر نہ فرمائیے اور رنجیدہ نہو جیے

شکایت میری آپ سے دربارۂ انحراف مہرخ بیجا ہی اسلیے کہ وہ آپ مین نہین ہی ایلچی نے اُسے سحر کیا ہی اب جبتک وہ ایلچی مارا نجائیگا ملکہ مسطور کا ہوش مین آنا محال ہی خواجہ نے یہ کلمات سنکر صفت بادشاہ مین زبان کھولی اور ندامت کے رفع ہونے سے قومی دل ہوکر عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ ایلچی اتنا بڑا زبردست ساحر چیدہ کرکے افراسیاب نے آپ پاس بھیجا تھا کہ جسنے ملکہ مہرخ ایسی ساحر کو مع اُسکے لشکر ہمراہی کے مسحور کردیا پس ایسے ساحر کو دیوانہ بنانا آپ ہی کا کام تھا واہ واہ اب آپ ہی کا کرم حال پر مجھ ضعیف و پاشکستہ کے بعد افضال خدا چاہیے کہ جملہ امور میرے نادرست انتظام پائین کہ حسب انتظیم

بیٹھے جو ترے وہ خاک در پر
دارا سے ہزار تیرے دربان
یہ حسن یہ زور یہ حکومت

جاتا رہے بخل کیمیا گر
بخشا ہی خدا نے زور وہ دل
یارب رہے تا ابد سلامت

دارا ے جہان خدیو گیہان
رستم بھی نہو سکے مقابل

بادشاہ یہ تعریف سنکر خوش ہوا اور فرمایا کہ ماہی کو جو گرفتار کیا تو یہ کمبخت سیلان و باران کدھر مر گئے تھے یہ کہکر ایک سحر پڑھا کہ جہان سیلان وغیرہ ہون جلد حاضر ہون یہ دونون ساحر لشکر ہمراہ خواجہ جو گیا تھا اُسمین تھے سحر نے بادشاہ کے حسب خبر دی ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب بڑا غضب ہوا بادشاہ نے ہمارے یاد کیا ہی ہم اگر مر جاتے تو اچھا تھا اب آنکھ چار نہو سکیگی غرض حکم حاکم سے ناچار ہوکر اُسیوقت حاضر خدمت ہوئے بادشاہ نے انھین بہت کچھ لعنت ملامت کرکے فرمایا کہ اب تمھین لازم ہی جبتک اپنی افسر ماہی پریزاد کو رہا کرلاؤ اُسوقت تک مجھکو صورت نہ دکھاؤ جلد جاؤ اور ایلچی دشمن کو قتل کرو اور لشکر جو خواجہ کے ساتھ گیا تھا اُسکو ہمراہ اپنے لو یہ حکم سنکر دونون لشکر مین پھر آئے اور لشکریون کو حکم بادشاہ سنایا وہ فوج ظفر موج مسلح و مکمل ہوکر مثل دریاے فنا و سیلاب قلزم قضا روان ہوئی کرنا کا شور تا بہ گردون پہونچا ساحرون کے اژدرون سے روے دہر کالا ہو گیا سم قاتل ماران سحر نے ہوا کو دنیا کی مسموم کردیا یا دمخالف بحر عالم مین چلنے لگی کشتی حیات عدو تباہ نظر آئی اُنکے سحر برسے ہوا روان تھے ابر سکے لکے سرون پر سائبان تھے جنگل آتش سحر سے جلتے سانپ زہر اُگلتے بیر غل کرتے بادلون سے آگ پتھر برستے ہتیارون کی چکا چاک سے گردبی فلک پر دھلکتے کانون پر ہاتھ دھرتے شور بش آب تیغ وخنجر سے بیٹا خوف و خطر مین عالم غرق

وقت فرق گردن و فرق ظالم
دشنہ تھا ہر ایک برق سے تند

دیکھا نہین اسطرح کا لشکر
تلوار سے تیغ کوہ ہی کند

تھا حد شمار سے وہ باہر
وہ آب کہ جس سے کشتہ بیتاب

وہ تاب کہ جس سے سیم بھی آب | آئے جو چمک کے سوے سیلاب | دو ہو کے بہے ادھر اُدھر آب
موجین اگر اس وش رواں ہون | تیمہ تیرہ آب مچھلیان ہون

چنانچہ یہ لشکر تو بڑے کر و فر سے بر سمیم بلغیر ایلچی پر روانہ ہے مگر پہلے حال برق فرنگی کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو لشکر سے بروقت آمد ایلچی نکل گیا تھا صحرا مین ٹھہر رہا جب شاہد روز نے مقنعۂ سیاہ شب مین روے انور اپنا چھپایا اور صحرا مین شام کا سہانا وقت آیا کہ نظم

تارون کا ہجوم سے نکلنا | فانوسون مین یون تھی شمع روشن | شیشے مین پری کا جیسے مسکن
صحرا مین ہواے سرد چلنا

برق شام عیار مذکور نے مقام تنہا مین ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک عورت کسبی کے بنائی گیسوے سیاہ سر قریب جبین آراستہ کیے حبش سے حلب کو فیض دیے آنکھون مین جادو نگاہی اور سحر کاری رخسار غیرت بخش فصل بہاری ہالۂ قمر کی طرح دل عشاق اُسکے گرد پھرے عشوہ و ناز بر نگاہ مشتاقان دیدار تصدق ہو بلائین لے بلکہ نگاہ جادو نگاہان شاگردی کرے غبغب و زنخدان طفل دل کی بازی کے لیے یہ گو وہ چوگان نہین نہین سیب ذقن ریاض حسن کی زیب تھا یا دریاے صفا کا گرداب بلا ریب تھا گردن وہ نازک اور اُسکے قریب گوشہاے نرم کا ہونا صراحی و جام کا بزم حسن مین جمع ہونا تھا کان شوکت و شان لازم اُنکو گہنا تھا سینہ انمول چھاتیان اُسکی گول سڈول باغ خوبی کے دو رنگترے رس بھرے یا دو کبوتر نفاست بھرے یا دو نقابدار سرکش یا دو جام وا ژگون پر از بادۂ سرخوش لحاصل نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور | رنگ رخ صبح جس سے کافور | شیرازہ سے ہے کتاب ہر ناز
فہرست جریدہ ہاے اعجاز | صحبت مین جو بار یاب ہو جاے | آئینہ حیا سے آب ہو جاے
دونون رخ صاف باغ امید | گویا ہے قبر ان ماہ و خورشید | سینے کے بیان کیا ہون اوصاف
ڈبیان معجون باہ کی صاف | کیا نور ابد ملا ازل مین | سینہ ہے کہ آئنہ بغل مین
پر نور شکم ہے آینہ صاف | ہے چاہ ذقن کا عکس وہ ناف | چیتے کی کمر بہت ہے مشہور
نازک ہے یہ اُس سے چشم بد دور | توصیف ہو زانوون کی کیونکر | دو پلۂ حسن ہین برابر
ہر گام یہ ہے یہ قول قامت | کل کیسی کہ آج ہے قیامت

اس صورت زیبا سے درست ہو کر جانب لشکر ایلچی چلا اور قریب لشکر جب پہونچا کمیدان رسالہ دار افسران لشکر خیمون کے دروازون پر کرسیان مونڈھے بچھاے بیٹھے کسی طرف گھوڑون کی لین تھی کہین سپاہ مشغول

آرام و چین تھی بازار لشکر مین کھلا تھا کٹورا کھنکتا تھا سپاہیون کے بستر لگے تھے گڑھا و چڑھے تھے ہر سمت گھماگھم مردمان لشکر خوش فہم اُن لشکریون نے جو دیکھا کہ ایک معشوق گلبدن و گل پوش خندان لب شیرین مگر خاموش بصد آن و ادا اُٹھلاتی اسطرف آتی ہی رفتار اُسکی گردش بخت کو بھی چالین سکھاتی ہی زلفین دوش پر کھلی ہین شکار طائر ہوش کرتی ہین پیراہن جسم مین رنگین و پُر زر ہی شفق سرخ مین جلوہ اختر ہی اسطرح سرخ دوپٹے مین ٹنکا جواہر ہی اور بیت افشان کی چمک سے دشت روشن + ذرون پہ بھی مہر کا تھا جوبن + یہ دیکھتے ہی ہر ایک لشکری مفتون و فریفتہ ہوا مفلس کا تو کمربند ڈھیلا ہوا وہ تو گردن جھکا کر رہگیا مالدارون نے سر بلند کیا نوجوان جوش جوانی اور دولت شباب سے مغرور تنکر اپنی اُمنگ دکھانے لگے زردار تمکنت کا ڈھنگ دکھانے لگے جب وہ دولت بیدار قریب تر آئی عاشق تنون نے یہ بات سُنائی کہ بیت بیمار محبت کو شفا ہوا بھی حاصل ہو کیون جی مجھے دامن کی ہوا کیون نہین دیتے + کوئی نوجوان قریب آکر پکارا کہ مطلع تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنے والے + دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے + کوئی اُسکے زلف پرخم کی تعریف کرتا اور کوئی رخسار انور کا دم بھرتا کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا کہ بیت جان دینے مین بھی ہی ترک وفا کا پہلو + تم یہ سمجھے کہ جفا میری اُٹھائی نہ گئی + کوئی پکارا کہ ای جانی وای مایۂ عمر و زندگانی ذرا دم لے کہ تا ہم کچھ نگاہ یار مین ٹھہرین + نہین اتنی مروت اپنی بیتابی مین پلتے ہین + یہ اشعار جو اُس عیار دلدار نے سنے اور زیادہ کمر کو بل دیا کونون کا عالم دکھایا کبھی مسکرائی کہین تیوری چڑھائی دوپٹے کو کاندھے پر سے ڈھلکا دیا سینہ کھلگیا تو کیلی پستانین برچھی کی انی بنکر جوانون کے سینون مین پار ہوئین ایک کمیدان نے اپنے خدمتگار سے اشارا کیا کہ لا اِس نازنین کو میری صحبت کے لیے خدمتگار اُٹھکر ساتھ ہوا اور ایک مقام تنہا پاکر اُس غنچہ دہن کو روکا اور کہا آپ اگر طوائف ہین تو بیوی اپنا معمول بتائیے آپکے سبب سے دو پیسے ہمین بھی ملجائین اُس فتنہ گر نے ہنسکر کہا کہ کسکی طرف سے تو پوچھنے آیا ہی اُسنے کہا بیوی ہمارے میان کمیدان صاحب پانسو روپیہ کے ملازم ہین اُنسے تمسے رسم ہوجائیگی تو آج پر کیا ہی بہت کچھ فائدہ ہمیشہ ہوا کریگا اِس پُرفن نے کہا مین پانچ اشرفی شب بھر کی لیتی ہون خدمتگار یہ سنکر کمیدان پاس گیا اور اشرفیان لیکر اُس ستمگر کے پاس آیا اشرفیان دیکر اپنے حق کا طالب ہوا رنڈی نے کہا تو مجھکو میان پاس لے چل مین بہت کچھ دلادونگی خدمتگار اُسکو ہمراہ لیکر

پشت خیمۂ کمیدان مذکور کی طرف آیا اور سر اُٹھا کر اندر خیمہ کے اُسکو پہونچایا اور آپ آگر میان کو اشارہ کیا کہ جائے
مین سے آیا اندر خیمہ کے وہ موجود ہی کمیدان برخاست کر کے اُٹھے اور اندر خیمہ کے آئے یہان فرش مکلف
بچھا تھا پلنگ ایک طرف آراستہ تھا نیچے پلنگ کے مسند بچھی تھی چنگیر پھولون کی دھری تھی کشتی شراب
ناب کی آراستہ تھی کمیدان نے آتے ہی اسکو آغوش محبت مین کھینچا یہ تڑپکر علیحدہ ہوئی اور کہا حضرت
نچلے بیٹھو مجھکو یہ دھا جو گڑی مین پسج کہون چھوٹے دیدون نہین بھاتی کیا نگوڑا اس نوچا کھوچی
مین ہی اخلاص رکھا ہی کمیدان نے کہا ای آرام جان بہت ہی شوق گھرے ہوئے ہین اور دل
ہی دلکا ابھی یہ جوش اول ؞ اُس عیار کو تو یہ منظور ہی کہ کسی طرح مین طاق ایلچی کے پاس
پہونچون اور اُسکو قتل کرون جب کمیدان کو جوش مستی مین پایا ہاتھا پائی کرنے لگا کبھی گود
مین آبیٹھا اور کبھی مثل سیماب پہلو سے بیتاب ہو کر نکلا جیسے عاشق کا دل پر اضطراب بیقرار ہوتا ہوں
پہلوے یار مین تھا کبھی سسکی بھرتا کبھی غمزۂ چشم وابرو سے بسمل کرتا کبھی ہاتھا کوٹتا اور کہتا فرد آیا ہی
کہان سے مرد بے ننگ ؞ مین سخت ہون اُسکے ہاتھ سے تنگ ؞ اُسی ہاتھا پائی دھینگا مشتی مین
اُسنے ایک جام شراب کا پیا اور چاہا کہ اب اس شوخ وچنچل کو اپنے ڈھنگ پہ لاؤن اس عیار نے اُسکے
تیور پہچانکر اور اُسکی آغوش سے نکلکر در خیمہ پر اپنے تئین پہونچایا اور کہا دوہائی ہی طاق جادو کی اس موے
کمیدان نے میری آبرو بھی لی اور میرا سارا گہنا اُتار لیا ہائے میرے چھڑے بڑے کڑے پن سے اُتارے
جوشے دستیان بھی موس لین بالیان ٹالا بالا تباتحس نحس کین کیا اس کمبخت کے یہان روپیہ کا توڑا
تھا جو میرا توڑا لیا سر کا چھپکا لیکر محتاج کر دیا ارے دوڑو میری فریاد کو پہونچو اتنے لشکر کے لوگ دوڑے
کمیدان صاحب حیران مستی سب غائب کہ مفت مین بدنام بھی ہوئے کہ بڑے یہ بدمعاش
عیاش ہین اور چور بھی نبے لعنت بکار شیطان جو آتا ہی وہ دیکھتا ہی کہ اُس عورت کے بال کھلے ہین
بوسون کے نشان رخسار پر ہین پائچے چڑھے ہین رانین ہیگر اُسنے لال کی ہین کمیدان چپ سکتے کے
عالم مین کھڑے ہین لنگی باندھ رہے ہین یہ حال دیکھکر بازاری آدمیون کی زبان کون روک سکتا ہی
کوئی کہتا تھا کہ بھئی غریبون کا کیا ذکر امیرون کی یہ کیفیت ہی کوئی کہتا اجی امیرون
کی تو بن پڑی ہی وہ جانتے ہین کہ ہمین کوئی کچھ نہ کہیگا اور اگر کہیگا بھی تو کوئی یقین کب کریگا
کوئی بولا ارے بھائی نام بڑا درسن تھوڑے مشہور تو کمیدان صاحب اور حرکتین نامعقول کوئی

بیکار اکیون ہوی تم اس قزاق کے پالے کیونکر پڑین تمھارا گہنا قیمتی ہوگا رنڈی بولی کہ ای میان
فقط ہیرے کے کڑے ہزارون کے تھے ایک بازاری نے یہ سنکر جواب دیا کہ بھئی تف ہی ایسی عیاشی پہ
دوسرے نے کہا یہ کمیدان آخر کیونکر نبے یون ہی مال مار مار کے آخر موٹے ہوگئے کمیدان کے ملازمون
کو یہ آوازے جو پہونچے معلوم دیے سبکو مارنے دوڑے کہ بدمعاشون تمکو کسنے انصاف چکانے بلایا
ہی وہ سب پہلے تو متفرق ہوگئے مگر کہتے ہوے کہ یہی تو ترکیب رکھی ہی کہ جو کوئی بولیگا تو اُسکو ڈانٹ لینگے
تو صاحب پرایا مال چھین لینگے اور کہینگے کہ بولو نہین یہ کہتے ہوئے پھر آگے بڑھے اور ہجوم کیا پھر تو گنہگاران
نے کمیدان کے للکارا چلو میان کیا بھیڑ لگائی ہی اُس رنڈی نے دوڑ کر دو ایک کا دامن پکڑا ای
میان تمھارے صدقے گئی میرا اسباب دلا دو اب تو انکو زیادہ تر بولنے کا موقع ہاتھ آیا رنڈی کے وارث
بنگئے بولے ہم تو دم بھر مین انسان کی آبرو بگاڑ ڈالے ہین اس مین اپنا سگا باپ کیون نہو یہ تو
کمیدان ہی ہین کیا دنگی ہی رنڈی کا مال ہضم کر لینا نے لائیے اسی مین خیر ہی کہ چپکے سے دلوا دیجیے
نہین ساری کمیدانی معلوم کر دونگا کمیدان کو غصہ اِن باتون سے آیا اور کہا مارو انکو ملازم تلوارین لیکر
بڑھے بانکے لوگ رنڈی کے حمایتی یہ کہتے پیچھے ہٹے کہ اری آ ہم دیکھ ابھی نکا زبردستی بنا دکھائے دیتے ہین
دیکھو ساری ہیکڑی نکلی جاتی ہی یہ کہکر رنڈی کا ہاتھ پکڑے سیدھے بارگاہ طاق کی طرف چلے اب پھر انپر
لوگون نے آوازے کسنا شروع کیے کسی نے کہا کہ لٹی کے وارث ہین کوئی بولا بھئی خوب کمیدان پاس
بھیجی کسی نے کہا ارے میان یہ پیشہ کب سے تمنے سیکھا اور اگر پیشہ بھی اختیار کیا تو ایسے کنگرون مال
مردم خوردن سے بچتے رہے ہوتے ان باتون کا یہ جواب دیتے کہ یہ پیشہ ہم نکرتے تو مارے فاقون کے تم
مرنجاتے پھر ہمھاری ہنفین روٹی کیونکر کہاتین غرضکہ خوب بھکڑ ہوتا غول کے غول ساتھ شور قہقہو نکا
بلند قریب بارگاہ ایلچی پہونچے اُسنے جو یہ ہنگامہ اور غوغا اندر بارگاہ کے سنا گھبرا کر سبنے سلام کر کے حال عرض
کیا اُسنے جملہ ماجرا سنکر رنڈی سے کہا رات کو میری بارگاہ مین چلکر رہ صبح کو کمیدان سے گہنا بھی دلا دونگا اور
مین بھی بہت کچھ سرفراز کرونگا رنڈی راضی ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی بانکے لوگ مُنھ دیکھکر رہگئے یار لوگون
نے پھر کہا ارے میان اپنا حق تو مانگ لو ایک بولا بھئی بہو بخائی خوب دوسرے نے کہا اجی رات خیریت سے
گذرے تو صبح یہ خیر صلاح پوچھنے آئینگے اُسی وقت انعام بھی پائینگے غرضکہ یہ مجمع تو ہنستا بولتا ایک طرف
روان ہوا اور طاق پھر کر بارگاہ مین آیا رنڈی ایک کونے مین گوشۂ فرش پر مؤدب بیٹھی تھی اِسنے اُسکو

صورت دار اور صاحب وضع دیکھکر کمال پسند کیا اور خادم خدمتگار وغیرہ کو اشارہ سے کہا تم باہر جاؤ وہ سب چلے گئے تنہائی جب ہوئی یہ اُس غارتگر جان پاس آیا اُسنے بھی انگڑائی لیکر اپنی گات دکھائی چھاتیون نے سر کشی جتائی یہ دوڑکر لپٹ گیا اُسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا یہ گود مین اُسکو اُٹھا کر مسند پر لایا اُسنے جلدی سے چھوٹے کپڑے ڈھانکے اور جوڑا بال کا سمیٹ کر باندھا منھ بنا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو دابا اور کہا لوگون کے ہاتھ تو یٹین جیسا میرا گہنا موے نے اُتار لیا ساری ستیاناس کمبخت کا ہو یا جمشید اچھی طرح سُکھ سے میرا مال نکھاسکے ستیاناسیان مین نے بھی موے کی خوب بوٹیان نوچین ایسا کاٹا ہے کہ موڈی کاٹے کا پینڈا ہی جانتا ہوگا الچی نے یہ کوسنا اور منھ بنانا دیکھکر نقد ہوش کھویا اور گلے سے لگا لیا کہا مین ابھی گہنا تجکو دیتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف کو اس بارگاہ مین صندوق رکھے ہین اُسمین سے ایک صندوق وا کیا کہ اُسمین کچھ زیور اور روپیہ رکھا تھا غرضکہ یہ تو صندوق کھولنے مین مصروف تھا اُس عیار نے کشتی شراب کی کھینچکر ایک گلابی سے شراب ساغر مین بھری اور اُسمین بیہوشی ملائی اتفاق سے اسوقت طاق نے بھی پھر کر دیکھا اسلیے کہ اس مہ جبین کو پاس بُلا کر گہنا دکھاؤن پس نگاہ اسکی بیہوشی ملانے پر پڑی کہ اس عورت نے کچھ پُڑیا سے نکالکر جام مین ڈالا یہ دیکھتے ہی اُسکو گمان بد ہوا اور عیار ند کور کی طرف گھورنے لگا عیار بھی اسکی نگاہ پہچان گیا اور دور تو بیٹھا ہی تھا غلطک مار کر قریب سراچہ پہونچا طاق حیران کہ یہ لوٹ کیون گئی اس عرصہ مین اُسنے سراچہ اُٹھا لقوت تمام اپنے تئین باہر پہونچایا اتبو طاق بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار تھا کسلیے کہ اس صحرا مین ایسی حسین اور نامی زندی کا ہونا ممکن نہین اگر ہوگی بھی تو کوئی ذرہ پردے مین دیہاتن ہوگی اور پھر اتنا تو زیور اپنا بتاتی تھی مگر ملازم کوئی ساتھ نہین پیادہ یہانتک آئی اور پھر یہ فقرہ کہ کمیدان نے مال میرا لے لیا واقعی یہ عیار تھا پس یہ سوچکر صحن بارگاہ مین آکر بزور سحر یہ بھی اُڑا اور جس مین برق کے چلا وہ اتنے عرصہ مین بہت دور نکلگیا تھا اور صحرا مین آکر ٹھہرا تھا یہ اُسکو ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرا اس عرصہ مین جسم شاہد شب سے زیور انجم عیاش روز نے اُتار لیا اور سحر خندان خندان بارگاہ عالم مین آئی اور بادۂ آفتابی عیار سحر نے ساحر شب کو پلائی کہ بموجب نظم

غرض انجام شب نے منھ دکھایا
فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا
نگہبانون کی آنکھیں ہوگئین بند
اُٹھے واعظ برائے بارش پند
صبح کو طاق پھر کر بارگاہ مین آیا

اور رقعہ جمشیدی منگا کر دیکھا کہ عیار جو عورت بنکر آیا تھا کہان ہے رقعہ مین معلوم ہوا کہ سامنے جو

پہاڑ ہی اُسکے درہ مین بیٹھا ہی یہ معلوم کر کے اُسنے پرواز کی اور پھر گرفتاری برق درۂ کوہ مذکور کے قریب پہونچا اُس مقام پر برق اِس فکر مین تھا کہ اب کسی اور تدبیر سے جاکر کام اس ساحر کا تمام کرون اِسی اندیشہ مین تھا کہ طاق جا پہونچا اور للکارا کہ باش او ناعیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا برق یہ نعرہ سنکر بھاگا مگر اُسنے سحر ایسا پڑھا کہ پانوٗن زمین نے پکڑ لیے ساحر خوش ہوکر ڈانٹتا ہوا چلا کہ بغیر مار ڈالنے کے کب چھوڑونگا یہ تو اِسطرح چلا اُدھر برق نے جلوۂ شاہد مرگ کو دیکھکر درگاہ ربّ العزت مین برجوع قلب استغاثہ کیا کہ ای چارہ ساز درماندگان میری مدد فرما کہ فرد زخم دل وسینہ درہین تیرے + دلہائے شکستہ گھر ہین تیرے + ناوک دعا ہدف مراد پر بیٹھا یعنی مہتر قران جو اول بیان کیا تھا کہ برق کے ساتھ ہی اور جوگی بنکر مریخ کو اُسنے مارا تھا فی الجملہ اِسوقت وہ ساحر بنا ہوا اِس ارادہ سے کہ لشکر ایلچی کا حال مین بھی چلکر دیکھون اِدھر آتا تھا اِسنے دور سے قید ہونا برق کا دیکھا ازبسکہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی دوڑا اور پکارا کہ ای بھائی طاق طمطراق ذرا ٹھہرنا مین بھی لوٹن تو اِس ناعیار کو مارنا کہ میرے دل کی لگی بھی بجھ جائے طاق یہ آواز سنکر ٹھہرا اور پھر کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر جسکے ہر بن موٗ سے شعلۂ آتش نکلتے ہین تہمد کھاروے کا باندھے جٹائین سر پر سنے زمین پر سے گھسٹتی ہوئین کانون مین کنڈل ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے اِسطرف آتا ہی یہ دیکھ رہا تھا کہ قران قریب آیا اور اِسنے پوچھا کہ ای برادر کہو کیا کہتے ہو قران نے کہا ای ایلچی صاحب اِس پہاڑ کے اُدھر میرا گھر ہی مین ایک کام کو گیا تھا بیٹا میرا گھر مین تھا یہ کمبخت عیار وہان گیا اور میرے بیٹے کو بیہوش کر کے اِسنے مارا اور گھر میرا لوٹ رہا تھا کہ مین آگیا مجکو دیکھکر یہ ایسا بھاگا کہ پتا نہ لگا آج ہمنے اِسکو قید کیا مین تلاش مین اِسکی تھا اب تم صحرا کی طرف دیکھتے رہو کہ کوئی حمایتی اِسکا نہ آجائے مین سر اِسکا کاٹون طاق اِسکے کہنے سے جنگل کی طرف دیکھنے لگا اور اِسنے بغدہ کمر سے کھینچکر کہا دیکھیے آخر وہ حمایتی اِسکے اُدھر سے آگئے ساحر اِس کہنے سے مڑکر دیکھنے لگا اور اِسنے پہلو پر سے بغدہ بقوت تمام اُسکے سر پر مارا کہ سر پھٹکر بھیجا پاش پاش ہوگیا اور وہ تڑپ کر واصل جہنم ہوا غلغلہ گیر و دار و دار و گیر برپا ہوا آندھی آئی آگ پتھر برسنے لگے بعد ہنگامۂ عظیم آواز آئی کہ مارا طاق طمطراق جادو ایلچی شاہ جادوان کو یہ آفت جو برپا ہوئی لشکر ایلچی مین بھی خبر مرگ ساحر مذکور پہونچی اور لشکر کے ساحر دوڑے برق رہا ہوکر تعریف عیاری قران کر رہا تھا کہ لشکر نے اگر ان دونون کو گھیر لیا یہ بھی خنجر کھینچکر اُس لشکر پر جا پڑے اُس فوج مین ساحر سب

ہین یقین تھا کہ گرفتار ہو جائین مگر بقدرت کردگار مرنے سے طاق کے ماہی پریزاد اور بحرین جو قید تھے اُنپر سے سحر اُتر گیا اور رہا ہو گئے پس بحرین زمین پر گر کر دریا بنا اور مچھلی اُس دریا مین کود گئی اور وہ دریا موج مار کر چلا اور دم بھر مین قریب لشکر مخالف پہونچکر بڑھنے لگا لشکری بہت گھبرائے اور آگ برسانے لگے کہ شعلہ آتش دریا کو خشک کر دین لیکن وہ دریا کب خشک ہو سکتا ہی کیونکہ صنعت کو جب بادشاہ ساحران نے سحر تعلیم کر کے بھیجا تھا تو اُسنے بدقت تمام ماہی کو پکڑا تھا یہ لشکری کب اُسکو گرفتار کر سکتے ہین آخر دریا ایسا بڑھا کہ لوگ اُسمین غوطہ کھانے لگے پانی کی طغیانی ہوئی بمشکل جان بچانی ہوئی ہم آفت تو تھی ہی طرہ اُسپر یہ ہوا کہ سیلان و باران جو لشکر لیکر ماہی تھے اسوقت یہان آکر پہونچے اور ہنگامہ رزم برپا دیکھکر لشکریون کو حکم دیا کہ ہان لینا ان خیرہ سرون کو لشکری سب تلوارین کھینچکر اور نارنج ترنج پکڑ کر آگر رے اور سیلان زمین مین گر کر غائب ہوا اور سیلاب پیدا ہوئی اور باران ہرے ہوا جا کر ابر بنا اور برسنے لگا انعوذ باللہ زمین سے دریا جاری اُوپر سے آب سحر برستا لشکری سحر کی مار کرتے جسپر بوند پانی کی پڑتی جسم غربال ہوتا ایک طرف یہ مصیبت کہ لشکریون نے باران کے اُترتے تلوار تہلکہ ڈالدیا بھاگنے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی قدم اُٹھانا محال تھا صرف تلوار چلتی تھی تیغ کی روانی نے زندگی کا گھاٹ بند کر دیا تھا موت کا دریا بڑھا چڑھا تھا بانسون پانی سحر کا اُونچا تھا تلوار کی چمک سیلاب تھی کشتی حیات غرقاب تھی وہ لشکر خون عدو کا پیاسا تھا طاق کا لشکر حباب آسا تھا برق خنجر دشمن مین دم باقی نتھا اسطرح سحر کی بجلی چمکتی تھی کہ جرعہ کشان ساغر اجل کے لیے ابر تھا دریا تھا مگر سوائے موت کے کوئی ساقی نتھا روحون کے گذر جانے کو تیغ آہنی بحر ہستی کی پل آہنی تھی شمشیر کی دھار دھار ابنکر روان سر و تیغ مین دشمنی جانی تھی گرداب بلا تلوار کا گھاٹ اس بحر آہنی مین تیغ کے بدلے غضب کا کاٹ تھا دور احسام تیز کا ماہی گیر اجل ماہی جان کے لیے جال آسکا اجل قضا سے کسیکو چارہ نتھا جو ہر روانی دکھلانے صمصام دشمن کو پارا نتھا کہ بموجب بیات

تھا گرم وہان اجل کا بازار
ہر تیغ قضا کی بھی کمین ڈھال
دہشت تلوار کی جو چھائی
مانی کو ذرا بوقت تصویر

تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
کس طرح جلے نہ خصم سرکش
مشکل سے بدن مین روح آئی
اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے

لایا جو سپر عدو ہی کیا مال
وہ تیغ تھی موج بحر آتش
یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر
تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جائے

تا دیر خوب لوہا برسا ہر ایک کافر جان بچانے کو ترسا آخر موت کے گھاٹ کشتی تیغ پر چڑھکر سب گئے زندگی کے دریا سے پار اُتر گئے جو لشکر کہ ہمراہ ایلچی تھا زندگی سے ہاتھ دھو کر پیام اجل سنکر جانب عدم گیا ایک متنفس نہ بچا دم بھر مین سب کا دم گیا جب میدان صاف ہوا سیلان و باران ظاہر ہوئے اور ہر ایک نے قران و برق کے قدم آنکھون سے لگائے ماہی پریزاد بھی دریا سے نکلی اور سیلان وغیرہ سے شاکی ہوئی کہ خوب تمنے ہماری خبر لی ان ساحرون نے بہت کچھ عذر کیا اور مژدۂ فتح لیکر خدمت کوکب مین قصد چلنے کا کیا اِس لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ اُترے اور ماہی پریزاد سے کہا کہ تم بارگاہ استادہ کراکر ٹھہرو اور اِن عیارون کی دعوت کرو ہم خدمت شہنشاہ مین جاکر عرض حال کرتے ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ عمل مین آئیگا ماہی نے منظور کیا لشکر کا اُتار اہوا بارگاہ استادہ ہوئی ماہی اِس بارگاہ مین ایک عوض سحر سے بناکر شادی کرنے لگی تجرین بارگاہ مین عیارون کو لیکر آیا عیار صورت بدلکر با آرام تمام بیٹھے اور ساحر مذکور خدمت بادشاہ موصوف مین گئے لیکن مہرخ وغیرہ جو منتظر سحر ایلچی ہو کر کوکب پر چڑھ گئی تھین اُسکے مرنے سے ہوشیار ہو کر آپسمین گویا ہوئین کہ یہ ہم کس سے لڑنے آئے تھے افسوس کہ اپنے طرفدار شاہ کوکب سے ہم مقابلہ کرنے آئے اب لازم ہی کہ بھاگ جائین یہ کہکر عنان عزیمت منعطف کی اور جیب طلسم ہوش ربا کی جانب چلین پانون اُنکے جو زمین نے پکڑ لیے تھے وہ چھوٹ گئے اور اُنھون نے روبفرار رکھا اُدھر وہی تیلا یاقوت سرخ کا جسنے پہلے انکو روکا تھا بادشاہ کے پاس گیا اور بعد تسلیم بعد تعظیم عرض رسا ہوا کہ مہرخ اپنے آنے سے منفعل ہو کر بھاگی ہی شاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ آپ نے کچھ سنا اب جو ہمسے لڑنے آئی تھین وہ بھاگی ہین عمرو نے پھر تعریف کی کہ ای بادشاہ آپ کے اقبال سے وہ ایلچی یقین ہی کہ قتل ہوا اب اُن کنیزان ناچیز کی مجال ہی جو ملازمان حضور سے مقابلہ کرین اِس گفتگو مین سیلان و باران حاضر خدمت ہو کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اور حال قتل ایلچی عرض کیا کہ اِسطرح عیارون نے اُسے مارا بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت تعریف و تحسین خواجہ کی کہ خواجہ صاحب آپکا اور آپ کے شاگردونکا مثل و نظیر نہین سبحان اللہ ابیات

دشمن کو ستم شعار ہین سب
خرمن سے کہین کہ ہو ہوا بھاگ
حیلہ سے جسے کہیے ذات انکی

ابلیس فتنۂ روزگار ہین سب
تلبیس ہی ریشہ ریشہ انکا
تہمت جسے کہیے بات انکی

بجلی کو صلاح دین لگا آگ
عیاری و مکر ہیشہ انکا
یہ باتین ہین بہر قتل کفار

لیکن ہین وہ دین پناہ و دیندار
فرمان قضا مین نام انکا

تعظیم و شرف مین کعبہ کردار
توقیع خرد کلام انکا

ویران کن سومنات کفار

یہ تعریف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اب ہم بغیر دعوت کیے مہرخ کو جانے نہ دینگے آپ خواجہ صاحب تشریف لیجائین اور اُن سب سے ملاقات کیجیے اور اُنکی دعوت بھی فرمائیے پھر رخصت کر دیجیے یہ خواجہ سے خطاب کر کے مخاطب بجانب ملکہ برّان ہو کر فرمایا کہ ای فرزند خواجہ سلامت کو سمت ملک یاقوت رنگ روانہ کرو اور تم بھی عقب مین سامان مہمانداری درست کر کے جاؤ اور ملکہ موصوفہ کی خاطرداری مین مصروف ہو یہ ارشاد کر کے ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا اس کاغذ کو جام آب مین گھولنا ایک ساحر پیدا ہوگا جو حکم کیجیے گا وہ بجالائیگا غرض کاغذ دیکر ساحرون کو حکم دیا کہ خواجہ کو ملک یاقوت رنگ مین لیجاؤ ساحر تخت پر سوار کر کے خواجہ کو لیچلے ایک حکمنامہ بنام حاکم قلعہ یاقوتیہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا مضمون یہ کہ خواجہ تشریف لاتے ہین اپنا حاکم انکو جاننا اور اطاعت مین انکی بدل سرگرم رہنا ورنہ معرض عتاب شاہی ہوگے یہ حکمنامہ قبل از پہونچنے عمرو کے حاکم قلعۂ مذکور کو پہونچا اور اُسکے بموجب کاربند ہوا اور عمرو کو ساحر لیکر چلے بعد انکے جانے کے ملکہ برّان کو پھر حکم ہوا کہ اب تم سرحد پر ہمارے طلسم کے جہان مہرخ ہی ایک بارگاہ عالیشان بھجوا دو کہ جبتک خواجہ انکو بلائین وہ آرام سے رہین ملکہ مذکور یہ حکم سنکر اُٹھی اور شاہ کو تسلیم کر کے باہر دربار سے آئی اور تعمیل حکم کرنے لگی اُدھر مہرخ جو بھاگی تھی اُسنے دیکھا کہ ایک بیابان کوسون تک سبزہ زار ہی اور اُس صحرای لق و دق مین ایک دیوار دھوئین کی نظر آئی اور آگے جانے کی راہ نپائی ناچار ایک جگہ ٹھہرین اُسوقت ایک بارگاہ عالی اُس بیابان مین استادہ دیکھی کہ کلس اُسکے آسمان سے باتین کرتے ہین چارسو کلسیان یاقوت رمانی کی اُسپر چڑھی ہین اور ہر کلس پر ایک ایک مور بیٹھا ہی منقار مین اُن مورون کے موتیون کے مالے ہین بیچ مین قبہ بارگاہ پر بہت بڑا کلس چڑھا ہی اُسپر سورج مکھی لگی ہی جو شمس سپہر کو بھی شرماتی ہی اور فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے وہ جاے دلکشا ایسی آراستہ ہی کہ جیسے بارگاہ زنگاری گردون کواکب سے پیراستہ ہی کہ بموجب نظم

کیا پیش نظر چھتین ہین رنگین
مہتاب ہی ناصبور کیا کیا
کرسی ہی ہر ایک عرش پایہ
آئے ابھی اُڑ کے تخت کاوس

سب شک نگار خانۂ چین
شطرنجیون مین جو خط عیان ہین
اللہ کا اُس جگہ ہی سایہ
زینت کی ہوئی یہ طرفہ تکمیل

ہین چاندنیون مین نور کیا کیا
ہمشکل خطوط آسمان ہین
دے کو نج جو رخصت قدمبوس
جو جھاڑ ہی عرش کی ہی قندیل

ہر جا یہ کنول ہین حد سے باہر || گردون پہ کہان ہین اتنے اختر

مہرخ حیران ہوکر قریب بارگاہ کھڑی تھی کہ چند ساحر معززان طلسم مین سے قریب اُسکے آئے قبائین سبکے گلون مین عمامے سرون پرین مین سر ایک مُسن مہذبی کے سبکے دن اُنھون نے باادب سلام کرکے عرض کیا کہ یہ بارگاہ حضور ہی کے لیے شاہ کوکب نے بھیجی ہے اور یہ زمین بھی اُنھین کے عملداری مین ہے آپ بارگاہ مین تشریف لیچلین اور راحت و آرام کرین شاہ مذکور کے یہان آپکی دعوت ہے مہرخ نے کہا از خردان خطا و از بزرگان عطا ہم قصوروار شرمندہ احسان بادشاہ ہین کہ ہمنے اُنکے ملازمون کو تہ تیغ کیا اب کیا منھ لیکر بارگاہ مین جائین ساحرون نے کہا اِن باتون کا ذکر نکیجیے ملازم شاہ آپ کے ہاتھ سے نہین مارے گئے افراسیاب کے ہاتھ سے مارے گئے لڑائی مین اور ہوتا کیا ہے آپکی اُسمین کیا خطا ہے ایلچی کو ہمارے شاہ نے مسحور کیا اُسنے آپ سے بدلا لیا الغرض ملکہ مسطور مع سرداروا فسر کے سواری سے اُتر کر جانب بارگاہ چلی نقیب صدائے ادائے تقادت لگانے لگے ڈنکے بجے بڑی شان و شوکت سے ملکہ جب جلو خانہ مین پہونچی دیکھا دو رویہ قناتین سراز نقش و نگار کھچی ہین بیچ مین سڑک ہے سرخی اُسپر کیتی ہے جواہر پڑا ہے دو طرفہ بازار لگا ہے ہر قسم کی اشیائے نفیس کا ڈھیر اور انبار ہے ہر دو کاندار ساحرہ و ساحر وضعدار قطعدار ہے لیلی اگر اُس بازار کو دیکھتی بازار محبت قیس کی سیر چھوڑ دیتی دیار مصر کی عشق یوسف مین زلیخا خواہش نکرتی بیت لعل ایسے کہ جنسے سرخ بازار + یاقوت کے موتیون کے انبار + سامنے دروازہ بارگاہ کا رشک باب خلد برین پردے ہر ایک غیرت پردہ چشم حور لعین سقے سڑک پر گلاب و کیوڑہ چھڑکتے کمر مین اُنکے کٹورے چاندی سونے کے گھڑے سے مہر و ماہ کی تھالی کو لینے جو دیکھے برابر نہ سمجھتے ملکہ موصوفہ سیر دیکھتی داخل بارگاہ ہوئی صفت اُسکی بیان ہو چکی لشکر گرد بارگاہ جو خیام استادہ تھے اُسمین اُترا اور کئی ہزار ساحر معزز ہمراہ ملکہ و دنگل و کرسی پر اندر بارگاہ کے متمکن ہوا ملکہ تخت پر جلوہ گر ہوئی اُسوقت کچھ تخت اُڑتے ہوئے بارگاہ مین آکر اُترے جنپر نازنینان مہر طلعت سوار تھین اور سامان رقص ہمراہ رکھتی تھین چنانچہ وہ سامنے آکر ناچنے لگین پیمانہ شراب گردش مین آیا اُسی ہنگامہ مین جب ساغر دائرہ ماہ مین شراب نور ساقی قدرت نے معمور فرمائی آفتابی آفتاب ڈھلگئی دن گذرا اور رات آئی نظم

بیٹھے جو وہان تمام تھا روز || تھا ماہ فلک پہ جلوہ افروز
تا دور وہ چاندنی کا عالم || مہتاب کا خود بھڑک گیا دم

سر شام کچھ ساحرون نے ایک صحنچی مین بارگاہ کی دسترخوان بیبا تکلف تمام بچھایا پھر روشن چوکی بجتی ہوئی بڑے تکلف سے خاصہ آیا اور دسترخوان چنا گیا پھر ملکہ کی

خدمت مین عرض کیا کہ حضور خاصہ کُلش فرماوین ملکہ اور سردارون نے خاصہ نوش فرمایا اور برتن اُٹھائے بارگاہ اُٹھوا دیے سیر و کیفیت صحرا کی سب دیکھنے اور میخواری مین پھر اپنی جگہ پر آکر مصروف ہوئے ناچ ہونے لگا اب ہر طرفہ تماشا ہوا کہ ایک آندھی سیاہ آئی دنیا تاریک ہو گئی ہر ایک پر بیہوشی چھائی بعد لمحہ کے جو ہوش آیا نہ وہ بارگاہ نہ بازار کسی کا پتا نہ پایا اور اپنے تئین ایک کُرسی مرصع نگار پر ملکہ نے بیٹھے پایا اور سب سردار بھی کرسیون پر کہ سادی طلاے احمر کی تھین بیٹھے تھے اور وہ کرسیان سطح آب پر بچھی تھین نیچے اُنکے دریاے زخار موجزن تھا اُسی بحر پُر جوش پر فرش مصفا بچھا تھا ہر سمت مسندین عمدہ آراستہ تھین فرش پر ناچ ہو رہا تھا پانی بحر کا ایسا صاف تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بلور کی زمین ہے اور لہرون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلور کو تراشا ہے اور نقش دار بنایا ہے دریا مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی تھین اور چاند کی روشنی لہرون مین ملکر بلور بن لیتی تھی ستارہاے فلک کا عکس جو پانی مین پڑا تھا ہزارہا کنول دریا مین تیرتا نظر آتا تھا چادر آب پر چادر مہتاب کا فرش عجب کیفیت دکھاتا تھا کہ **ابیات**

دریا تھا کہ غیرت چمن تھا
آتی تھی نظر تجلی طور

اک نور کا بحر موجزن تھا
دریا کی وہ ہر طرف روانی

کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور
تھا آب حیات اُسکا پانی

غرضکہ یہ سب تو محو حیرت ہو کر نیرنگی دیکھنے مین مصروف ہین لیکن اب حال مبارک فال مہر فلک عیاری سنیے کہ یہ جو ہمراہ ساحرون کے روانہ ہوئے کچھ دیر کے بعد قریب ایک ملک کے پہونچے سواد شہر کے عوض آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی جب قریب تر پہونچے تو چار دیواری شہر کی یاقوت احمر کی پائی اور دروازہ بھی اُسکا یاقوت کا ترشا ہوا تھا جسپر زمرد کا مینا کیا تھا ہزارہا ساحر یاقوتی لباس پہنے بعہدۂ دربانی حاضر تھا سبنے خواجہ کو سلام کیا اور خواجہ ہنوز داخل شہر نہوئے تھے کہ ڈنکا بجنے کی صدا آئی اور سواری کے اہتمام کرنے والے ظاہر ہوئے یعنی اُس ملک کا بادشاہ ملک **لالان یاقوت پوش** تخت یاقوت نگار پر سوار تاج یاقوت سر پر قباے قلمکار یاقوت احمر در بر چار قب شاہی سے آراستہ چتر سر گردش پذیر جلو مین ہزارہا امیر و وزیر مالہاے مروارید سے گردن پیراستہ کئی ہزار یاقوت پوش سوار ہمراہ بان بردار برچھی بردار خاص بردار عہدے ہاتھون مین لیے خادم خدمتگار سواری کی شوکت قابل واہ واہ خواجۂ عالی جاہ کے استقبال کو آیا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھا کر اندر قلعہ کے لیچلا قلعہ کو جو خواجہ نے دیکھا تو عجب سامان آرایش و زیبایش نظر آیا ہر مکان یاقوت سرخ کا تعمیر پایا دوکانات مثل گلشن رنگین پُر از نقش و نگار تزئین مین پیرایۂ باز طلسم

دیکھا

دیکھا عجب اژدحام مردم
ہر سمت ہجوم عام مردم
بھٹیاریون کی کہین دکانین
اُڑتی ہوئی وان عجیب تانین
ساقی کا منا کے بول بالا
مُنہ سے کسی نے دھوان نکالا
عالم وہ دُکان جوہری پر
جسطرح کہ برج ماہ واختر
بیٹھے ہوئے اِک طرف کبابی
آئے ہوئے وان کئی شرابی
پُرنور مٹھائیون کے وہ تھال
خورشید کی ٹپک پڑے رال
وہ گرم وہ سرخ تافتانین
بھوکون کی فدا تھی جن پہ جانین
بھٹیاری کی طرفہ آبداری
لیلی نے پکائی تھی نہاری
اثمار بھی تازہ تازہ موجود
سیب اور بہی انار وامرود
پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب
ڈلیان مصری کی جیسے بے آب

خواجہ عمرو اُس شہر کی سیر دیکھتے دار العمارۂ شاہی مین آئے اور سریر حکومت پر بادشاہ نے وہان کے بٹھایا آپ سرگرم اطاعت ہوا خواجہ نے اُس شہر مین آکر اپنا لباس بھی سرخ کر لیا یاقوت پوشی اختیار کی پھر ہمراہ ملک لالان باغ یاقوت مین آیا حصار باغ جواہر سرخ کا پایا اِس باغ کی کیا تعریف کیجائے طلسمات کا باغ نیرنگیون کی نارنگیون سے بھرا ہر درخت کا تنہ یاقوت رمانی سے منڈھا گلستان عالم مین یہ باغ ہر ایک گلزار سے سرخرو نہرون کی یہان کے نہرہاے بہشت سے زیادہ آب زلال بھی ہر ایک لطیف و خوشگوار بار ہر ایک شاخون کو فرط نزاکت سے بار درخت موزون بہنگ قامت یار سرخ پوش ہر چمن مین بلبلون کا خروش جو نہال تھا وہ معشوق گلابی پوش کا جوبن دکھاتا یہ عالم نظر آتا کہ نظم

تیے ہین ہرے ہرے نمودار
پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار
ہے صحن چمن مین سنبل تر
رخسار پہ گیسوے معنبر
بیمثل ہین لاجواب ہین پھول
مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
ہے تختۂ لالہ زیب مین طاق
یاسمینۂ داغدار عشاق
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
محبوب کا ہے دہن مسی زیب
تھے گرد چمن مکان بہ کثرت
جسطرح کہ قصرہاے جنت
آراستہ سب مکان وہ نایاب
پُرنور بسان برج مہتاب
دیکھے نہین فرش روش ایسے
گل تکیے ہین مہر و ماہ جیسے
آراستہ ہر پلنگ زرین
پھولون کی چمن مین جیسے تزئین
والانون مین فرش ہین جو خوش رنگ
پیدا ہے بہار نقش از رنگ
ہر ایک طرف لگی ہے جو میز
پھولون کی سیج نزہت انگیز
دیوار مین نصب جو کنول ہے
روشن دل عارف ازل ہے
شمعون کی زبان پر انا المشرق
شعلے سے بھی کم تجلی برق

خواجہ عمرو ہیچ مین باغ کے جو قصر عالی تھا اُسمین فروکش ہو کر نظارہ گلہاے گلشن مین مصروف ہوئے اور ایک جام مین پانی طلب کرکے کاغذ عطیہ کو کہ اُسمین

کھولا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جسکی ناف سے پانی جاری تھا نکلا اور خواجہ کو تسلیم کر کے عرض پیرا ہوا کہ غلام کو گرداب جادو کہتے ہین اور فی الحال حسب الحکم شاہ عالی جاہ کوکب ملکہ مہرخ کو سیر دریائے سحر دکھا رہا ہون اگر آپکا حکم ہو تو ملکۂ مذکور کو داخل باغ یاقوت کرون خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تجھکو اسی لیے بلایا تھا جلد اُن سبکو یہان لے آ ساحر مذکور یہ حکم سنکر زمین پر گرا اور پانی ہوکر زمین مین جذب ہو گیا وہان مہرخ وغیرہ دریا مین کرسیون پر بیٹھی سیر دیکھ رہی تھین کہ دفعۃً ایک برق دریا مین چمکی سبکی نگاہ خیرہ ہوئی پھر جو دیکھا تو اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا کہ دریا مین وہ کشتیان روان ہین یہانتک کہ بیچ دریا مین پہونچکر وہ کشتیان چکر کھا کر غرق ہوئین اِن سبکی کچھ عرصہ کے بعد جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ نہ وہ دریا ہے نہ کشتیان نہ وہ سامان آرایش وزیبایش ہے ہم سب ایک قلعہ سُرخ کے قریب ایستادہ ہین حیران ہو کر آگے قدم بڑھایا اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا اور انسے کہا کہ ای ملکہ مہرخ وغیرہ آپ سبکی دعوت خواجہ عمرو نے اس ملک یاقوت نگار مین دھوم سے کی اور منتظر آپکے ہین جلد تشریف لیچلیے اِن سبنے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم بھی مشتاق ملازمت خواجہ ہین جلد اُنکی خدمت مین ہمکو لیچلو یہ کہنا تھا کہ کچھ تخت سحر کے آئے اور اُن سب کو سوار کر کے لیچلے اور داخل قلعہ یاقوت کیا یہ سب سیر آبادی قلعہ مذکور کرتے ہوئے جیسا کہ اوپر وصف اس شہر کا بیان ہوا قریب باغ یاقوت پہونچے در باغ پر خواجہ کی طرف سے کچھ ساحران معزز برسم استقبال آئے اور ہر ایک کو خدمت خواجہ مین لیگئے انھون نے باغ کی بہار اور مکانات کی آرائش ویسی ہی جیسا مذکور ہوا ملاحظہ فرمائی اور خواجہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت عنایت فرمایا مقام صدر پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ساقیون نے بادۂ ارغوانی سے دماغ اہل انجمن گرم کیا یہان تو یہ مصروف عشرت ہین اُدھر شاہ کوکب نے سیلان وباران کو حکم دیا کہ تم جاکر ماہی پریزاد کو مع تمام لشکر کے میرے طلسم کی سرحد پر لے آؤ مین ہمراہ خواجہ اور لشکر کر کے بھیجونگا تمسے کچھ کاربراری مقابلۂ افراسیاب مین نہو سکی اب تم نگہبان در طلسم رہو اور عیارون کو رخصت کردو یہ حکم سنکر دونون ساحر منفعل ہو کر روانہ ہوئے اور لشکر مین پہونچکر قران وبرق کو رخصت کیا اور آپ مع بحرین وغیرہ کے کوچ کر کے در طلسم پر آکر ٹھہرے یہان دو روز تک خواجہ نے ملکہ مہرخ کی دعوت کی اس دعوت مین ملکہ بران بھی بحشم وخدم مع کئی ہزار کنیزان زرین پوش کے تشریف فرما ہوئی اور ہر ایک سے ملی ملک لالان نے نذر دی نذر اُسکی معاف فرمائی پھر مہرخ سے بڑی گرمجوشی سے باتین رہین اور کئی ہزار کشتی جواہر کی ملکہ مذکور کو اس شاہزادی ۴۰

نے پیشکش کی اسی طرح دو روز مصروف عیش و نشاط رہے جب تیسرے دن مہمان فلک چہارم دسترخوان اطلس سبز چرخ پر آکر بیٹھا اور مطبخ عالم سے دھوان سواد شب کا دور ہوا کہ ابیات

وہ صبح کہ ہوش کو کرے گم
محبوب کا جس طرح تبسم
دیتی تھی نسیم صبحگاہی
اعجاز مسیح پر گواہی

صبح کو ساحران ذی تبار طلب ہوئے اور مہرخ کو تحفہائے سحر پر مع تمام سردارون کے سوار کراکر رخصت کیا ساحر انکو راہ نزدیک سے سرحد طلسم ہوش ربا مین پہونچا گئے یہ سب لشکر اپنا ساتھ لیکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے ادھر سے تو یہ چلے ادر اسطرف سے دونون عیار یعنی برق و قران آتے ہین اور بعد رخصت مہمانان ملکہ بران عمرو کو ہمراہ لیکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین آئی اور شاہ کوکب اپنے مقام پر جاکر مصروف عیش و آرام ہوا

داستان رنگین بیان خبریاب ہونا افراسیاب کا دعوت مہرخ اور قتل ایلچی سے اور غضبناک ہونا اسکا اور راہ روکنا مہرخ کی شیاطین جادو کا اور آنا ملکہ بران کا رہائی مہرخ کے لیے اور راہ کھولدینا اسکی پھر آنا باغبان وزیر کا برائے گرفتاری برق و قران اور پکڑ لینا قران کا باغبان کو اور منت کرکے چھڑانا گلچین زوجہ باغبان کا اپنے شوہر کو اور اقرار کرنا باغبان کا عیارون سے کہ عمرو سے مین لڑائی نہ کرونگا اور یہ خبر سنکر بدظن ہونا افراسیاب کا وزیر مذکور سے اور پھر شیاطین کا راہ روکنا مہرخ کی اور آنا ملکہ حنائے گلگون پوش معشوقہ کوکب کا بمقابلہ شیاطین اور گرفتار کرنا اسکو اور داخل ہونا مہرخ کا اپنے لشکر مین اور چلے جانا حیرت جادو کا اندر طلسم کے للمولفہ

ہر پھر کے ہمین تجھی سے ہی کام	ہان ساقیا پھر ہو دورہ جام	یون دور مین آئین جام تیرے
جیسے پھرتے ہین دن کسی کے	کیا گردش بخت کی شکایت	کیا جور فلک کی بس حکایت
میخانہ کا آج بند ہی در	لو پھوٹ گیا مرا مقدر	کرتے نہین رند آج مستی
مستی کیسی ہی فاقہ مستی	ساغر کا بھی دل الم سے ہی خون	میخانہ کا رنگ ہی دگرگون
منھ باندھے صراحیان پڑی ہین	اور شیشون کی ہچکیان بندھی ہین	ٹوٹے ہوئے دل ہین شیشے سارے
ہین جام بھی پھوٹ پھوٹ روتے	میخانہ مین تھے جو رند سب یار	وہ ہو گئے آج اپنے اغیار
نفرت انھین مجھ سے ہو گئی ہی	راحت مرے دل کی کھو گئی ہی	ہین نا بلد رہ محبت

کیا جانون کہ کیا ہے راہِ الفت
ہر وقت تھے جو کہ ساتھ رہتے
منُھ پھیر کے دوست چلتے ہین آہ
بیچین بہت ہے رند تیرا
مجکو مرے اشک رو گئے ہین
کب دیکھیے عیش کے دن آئین
کب دیکھیے شام رنج جائے
شیشے ہین جو آہ آہ کرتے
غفار و رحیم ہے وہ واللہ
بس حکم کا انتظار ہے اب
پھر آتے ہین رند انجمن مین
امید کی لو ہوا پھر آئی
پھر جمع ہین یار انجمن مین
ہان ساقیا دے شراب سرجوش
بھولا رہا راہ میکدہ آہ
سچ ہے یہی قول بے کم و کاست
کیون بھٹکیگا کاروان مطلب
از راہِ رو رہ فصاحت

بیتاب ہون آج غم کے مارے
آتے نہین خواب مین کبھی میرے
ساقی مرے درد کی دوا دے
ہے جور فلک سے غم نے گھیرا
بر آئین جو اپنے دل کے مطلب
میخانے مین میرے ہمین آئین
کب دیکھیے میکدے مین ہو عید
کب دیکھین ہین قاہ قاہ کرکے
گر حکم کرے تو ابر رحمت
آنے کو یہان بہار ہو اب
باب مطلب کی ہے خبر بھی
دیکھو تو ذرا گھٹا بھر آئی
ساقی کی نگاہ دیکھو بدلی
کھوئے ہوئے آئین پھر مرے ہوش
ہے خضر کرم جو تیرا رہبر
ہے رند کو موج مے رہ راست
بس جاہ لکھو نیا فسانہ
کردند رقم چنین روایت

ہر رات کو گن رہا ہون تارے
دشمن جو ہوا ہے چرخ جانکاہ
پیمانہ کو منُھ سے پھر لگا دے
رخصت مرے ہوش ہو گئے ہین
ساقی کے کرم ہون دیکھیے کب
کب صبح نشاط منُھ دکھاتے
کب ساقی مہ لقا کی ہو دید
اللہ پہ بس نظر رکھو جاہ
برسائے شراب عیش و عشرت
لو کھلتے ہین پھول پھر چمن مین
لو کھلگیا میکدے کا در بھی
ہے جلسۂ میکشی چمن مین
لو ٹھلگئی رنج و غم کی بدلی
زاہد نے کیا تھا مجھکو گمراہ
بہکا ہوا آیا راستے پر
قلقل ہے صراحی کی جرس جب
صدقہ جسے ہوا اک زمانہ
محصوران حصار سحر و نیرنگ

و سرگردانان کوہسار و بیابان پُر خار و سنگ مسحوران جادۂ پُر آفات و خطرناک۔ وآوارگان بادیۂ پر بیم و باک کشافان راہ سحر و افسونگری۔ و قطع کنندگان منازل جادو پروری۔ ساحران لشکر مضامین کو دشت قرطاس مین یون محصور فرماتے ہین اور جادۂ ہنر و معانی گستری مین بیخوف ہوکر اسطرح قدم اُٹھاتے ہین کہ شاہ جادوان بے ایمان افراسیاب سرگروہ متکبران بیابان طلسم سے اُٹھکر باغ سیب مین پھر آیا تھا اور تخت زرنگار پر بیٹھا تھا کہ چند طائر سحر اور بگولے لاش طاق ایلچی کی اُڑاتے ہوئے اُس مقام پر آئے اور طائر زرین

نے تمام ماجرا قتل ایلچی کا بیان کیا کہ اسطرح برق رنڈی بنکر آیا اور یون قران نے بغدہ اُسکے سر پر لگایا
بادشاہ مذکور یہ حال سنکر آگ ہوگیا اور سامنے باغبان وزیر کھڑا تھا اُس سے کہا کہ کیون اے وزیر
خوش تدبیر ہو سکتا ہے کہ تو اِس برق ناعیار کو گرفتار کر کے سامنے میرے لائے اور اُس کا لیے قران
کو براہ کیفر کرداری پہونچائے سر اُسکا کاٹ کر قلعہ طلسم کے کنگرہ پر چڑھائے وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اقبال
حضور شریک حال چاہیے ابھی گیا اور اُن دونون کو پکڑ کر روبروے بندگان والاشان شہنشاہ لایا بادشاہ
نے یہ سنکر خلعت رخصت عنایت فرمایا اور وزیر روانہ ہوا جب یہ چلنے لگا تو زوجہ اِسکی ملکہ گلچین جادو کہ
حاضر دربار تھی بنگاہ حسرت مُنہ اِسکا دیکھنے لگی یہ صورت جو بادشاہ نے دیکھی ہنسکر فرمایا کہ کیون اے ملکہ تمھارے
شوہر کو نہ بھیجین ساحرہ نے بادب تمام عرض کیا کہ مین کنیز شہنشاہ ہون اور شوہر میرا غلام ہے میری مجال ہے
جو اُسکو منع کرون بلکہ چاہتی ہون کہ مین بھی ہمراہ اسکے جاؤن بادشاہ نے ہنسکر کہا تمھین بغیر خاوند چین کہان
اچھا جاؤ یہ حکم پاکر عقب وزیر یہ بھی چلی اور بہت جلد اپنے باغ مین گئی ایک کنیز سے کہا جلد جا وزیر اعظم صحرا
باغ سیب کی حوالی کے پہونچے ہونگے اُنکو میرے پاس بلا لا کہنا بیوی نے کہا ہے گھر مین ہوتے جاؤ ایک بات
سُن لو پھر جانا کنیز حسب ارشاد مالکہ بتعجیل عجیل اُڑ کر پاس وزیر مذکور کے پہونچی اور پیام بی بی کا دیا وزیر
ناچار خفا ہوتا ہوا کہ کام مین شہنشاہ کے دیر ہوگی اُنکو ایسے وقت مین کچھ نہ کچھ جھگڑا نکالنا آتا ہے گھر مین آیا زوجہ نے
اُسکی اُٹھکر ہاتھ اِسکا پکڑ کر دلداری کر کے مسند پر بٹھایا جام شراب پلایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا سنو
صاحب مین نے اسلیے تمکو بلایا ہے کہ جہانتک ہو سکے سمجھاؤن تم جو عیارون کو پکڑنے چلے ہو تو زندہ بچ کے تمکو لازم نہین کہ عیارون
کے مقدمہ مین دخل دو وزیر نے کہا صاحب مثل مشہور ہے کہ نوکری کیا ہے خالاجی کا گھر ہے مالک نے جس کام
کو فرمایا ملازم کو بجا لانا اُسکا ضرور ہے اسمین جان جائے یا رہے بی بی نے اُسکی جواب دیا کہ مین آگ
لگاؤن ایسی نوکری کو اور منگل اتوار صدقے اُتارون اُس تابعداری کو جسمین میرے وارث کے دشمنون
مدعیون کہنی والی بندی کی جان پر بنے نہ صاحب مین کبھی جانے دونگی کیا مین میان شاہ افراسیاب کی
سلامتی مین رنڈیا ہو کر بیٹھونگی اپنا راج سہاگ لٹواؤنگی وہ اپنی نوکری تہ کر رکھین اِس وزارت کے
پیچھے مجھکو تخصمی بننا منظور نہین وہی مثل کہتے نہین کہ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان میرا
وارث سلامت ہے تو ایسی ایسی پچیس نوکریان ہو رہینگی اور نہ ہونگی تو جوتی کی نوک سے پاپوش کے
صدقے سے ہم دونون میان بیوی بھیک مانگ کھائینگے دیس چوری پردیس بھیک اور کسی ملک

نکلی آئینگے کیا ہمارا طلسم ہوشربا مین نال گڑا ہی باغبان نے کہا سنو صاحب آپے سے باہر نہو تمھاری تو وہی مثل ہوئی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو جبتک گھر بیٹھے تنخواہ ملا کی وزارت کا کاروبار رہا جاگیر کھائی منصب ملا انعام پایا اسوقت تک تو ہم اچھے تم اچھے دنیا کا عیش چین کرتی رہین وزیر کی بی بی کہلائین اب جو سرکار دولتمدار کا کام پڑا ہی تو ایسی باتین کرتی ہو تمھاری تو وہ مثل ہی کہ شعر کیا چاہین چاکری رہینگے اپنے گھر + کرتے رہے عاشقی خالاجی کا در + واہ واہ وا نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین اے بی بی جان و مال جورو لڑکے اسوقت جو سرکار کے کام آئین ملازم کے لیے دریغ نکرنا چاہیے افتخار ہی فوراً حق نمک آقا سے جان و آبرو دیکر ادا ہو یہی امر باعث نام آوری جہان مین اور سبب خوشنودی خدا ہی گلچین نے یہ سنکر دامن جھٹک تیوری چڑھا کر کہا ای مردوے ہوش پکڑ جو اب مین آتو مجھ پاپیج بچون کی مان کو سمجھانے آیا ہی مین کیا ایسی ننھی ہون جو دنیا کا اونچ نیچ نہین سمجھتی تو میرے صاحب بادشاہ کو کیا ایسی گاڑھ پڑی ہی جو تجکو عیارون پر بھیجتا ہی کیا جانتا نہین کہ موئے عیار آفت کے پرکالے تمام دنیا کے جعلساز مکار دغاباز ہین عورت نہین مرد نہین بھوت ہو کر لپٹین منت کرین ہکڑی دکھائین ہر رنگ مین پانی ہو جائین اور پھر بہت جھٹ پٹ ستیاناس گئے ایسے کہ ساحر کو اسطرح مار ڈالتے ہین جیسے کوئی جون یا کھٹمل کو مارتا ہی انھین کمبختون پر بادشاہ تمھین بھیجتا ہی یہ دشمنی نہین ہی تو اور کیا ہی اب بادشاہ کا جی چاہتا ہی کہ یہ وزیر نرہے تو نرہین اسکے دشمن وہ جم جم رہے وہ نرہین جو اسکا برا چاہتے ہون ہان اس بادشاہ کی نوکری نکرینگے اس سرکار مین نرہینگے ایسی جگہ سے ہم خود بھاگتے ہین وہ جو کہاوت ہی کہ ندیا تو گھراتی کیون ہی بندی پانون ہی ندھرینگی باغبان نے کہا بس بس زبان روکو قسم ہی مجکو سامری کی کہ مین شہنشاہ کی غلامی سے گردن تابی نکرونگا اور انکے کام پر اپنی جان دونگا نمک حلالی کر جاؤنگا نمکحرامی مجھسے کبھی نہوگی کہ مین حکم بادشاہ کا نمانون یہ سنتا تھا کہ گلچین کھڑے ہو کر پیٹنے لگی لوگو دوڑو اس مردوے کو سمجھاؤ یہ مجھکو رانڈ بناتا ہی میرا راج لٹا جاتا ہی ارے ہو لوگو میرا وارث مجھسے چھٹتا ہی باغبان گھبرا گیا اور سمجھانے لگا کہ ای جی ذرا آپ مین آؤ دیکھو سو دوست ہین سو دشمن ہین کوئی شہنشاہ سے جاکر لگا دیگا مفت کی بدنامی ہوگی مین منھ دکھانے کے قابل نہونگا گلچین نے کہا لگا دیگا کوئی تو لگا دے میرا کیا کر لیگا لو جب نہین کہتی تھی تو اب کہتی ہون کہ یہ بادشاہ ہمارا دشمن ہی اب وہ دیکھے جلا جاتا ہی اسکے منھ کو سات چھچھوندرون کا پھوس جو میرے وارث کو دیکھکر خار کھائے وہ موا اپنے ہو تو ن ستون کو دیکھ کر

وزیر نے کہا تو دیوانی ہوگئی ہے مین جاتا ہون تو پانچ بچون کی مان ہوئی پچاس برس کا سن آیا مگر گدھی رہی سوائے پیٹنے کوسنے کے اور کچھ نہ آیا قسم ہے جمشید کی کہ مین ہی ایسا مرد تھا جو تیرے ساتھ نباہ کرتا رہا یہ کہکر اُٹھا اور قصد چلنے کا کیا بی بی نے اُسکی دامن پکڑا اور کہا یہ تو مین جانتی ہون کہ جو تم کہتے ہو وہی کرتے ہو میرا کہنا مانو گے اِس افراسیاب کی رفاقت مین میرا پہلو اُجاڑو گے اس کہنے والی بندی کو اب سے دور آٹھ آٹھ آنسو رلاؤ گے اپنی لاش مجھکو دکھاؤ گے یا سامری وہ دن نہ دکھانا کہنے والی بندی دوربار شیطان کے کان بہرے یون ہوجائین اور مین بیٹھ کے دیکھون بلکہ میری لاش پہلے نکلے وہ بندی سہاگن مرے یہ کہکر گردن شوہر مین ہاتھ ڈالکر بولی کہ سنو تو بھلا یہ نہین ہوسکتا کہ یہان بیٹھے رہو اور ایسا سحر کرو کہ موے عیار قید ہوجائین تم بادشاہ سے کہدو کہ لیجیے مین آپکے نمک سے ادا ہوگیا اور مذکور نے کہا تم ڈرتی کیون ہو مین بہت ہوشیاری سے رہونگا اور خبرداری اور کیا یہی چاہیے کہ اپنے پاس کسی کو نہ آنے دے اور کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائے پیئے نہین مین جاتے ہی انکو گرفتار کرونگا اور اپنے بیگانے ساحر غیر ساحر جو ہو لڑکے بھائی جس کسی کو آتے دیکھونگا عیار سمجھونگا اور اپنے قریب آنے دونگا پھر بھلا انکی عیاری مجھسے کیا چلیگی یہ کہکر بی بی کی تسکین و دلداری کرکے گھر مین بٹھایا اور آپ روانہ ہوا اُسکے جانیکے بعد زوجہ اُسکی تا دیر نالان و گریان رہی مثال شمع اشک ریزان رہی انیسین جلیسین سمجھانے لگین کہ بی بی بدشگونی نہ منائیے میان کے لیے دعا کیجیے کہ دشمنون پر فتحیاب ہون اُسنے ایک نہ سُنی اور جذبۂ عشق مین یہ ترنگ آئی کہ تو بھی عقب شوہر چل اور دیکھ کہ اُس سے اور عیارون سے کیا معاملہ گذرتا ہے بس یہ سوچکر شوہر کے جانے سے پہر بھر کے بعد یہ بھی بزور سحر اُڑی اور ڈھونڈھتی ہوئی چلی اب اِن زن و شوہر کو تلاش عیارون جانے دیجیے تتمۂ حال مہرخ سنیے کہ یہ جو مع زیور وغیرہ کے لشکر لیکر روانہ ہوئی بعد قطع مسافت راہ قریب اُسی درۂ کوہ کے پہونچی کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا کہ افراسیاب نے مسدود کیا ہے چنانچہ اُس درہ کے قریب ایک ملک ہے کہ نام اُس ملک کا البیسیہ ہے اور اِس سبب سے اُسکو البیسیہ کہتے ہین کہ وہان جتنے ساحر رہتے ہین سب ابلیس پرست ہین شیطان کی تصویر کو سجدہ کرتے ہین اور سوا اُنکے اور ساحر طلسم کے سامری کو خدا نتے ہین اور حاکم اُس قلعہ کا شیاطین جادو نام ایک ساحر زبردست ہے خراج گذار شاہ افراسیاب اور اُسکو شاہ مذکور نے یہ درہ سپرد کیا ہے اور دروازہ اِس ملک کا اسطرح رکھا ہے کہ یہ پہاڑ جسکا درہ مسدود ہے منزلہا منزل تک ہے بس

ایک مقام پر دامنگ کوہ کے نیچے غار عمیق ہی اُسی غار کو دروازہ قرار دیا ہی اور جب غار مین کوئی
اُترے تو اندر اُسکے بیابان جنگل ملتا ہی پھر ایک صحرا سے سبزہ زار مین گذرتا ہی کہ اسمین چشمہ جھیلین تالاب
ہین اور باغ سیرگاہ شیاطین ہی پھر اُسکے آگے قلعہ البلیسیہ ہی ساحر مذکور اس صحرا مین قریب غار بہت
رہتا ہی اور یہان کئی سو کنیزین اُسکی خدمت مین حاضر رہتی ہین ایسے عیش بھی کرتا ہی اور محافظ درہ
بھی رہتا ہی فی الجملہ اپنے مقام پر یہ خناس پرست بیٹھا تھا کہ طائران سحر اُڑتے ہوئے آئے اور خبر آمد
ملکہ مہرخ بیان کی اسنے خبر سنکر درہ کوہ اور اُس نواح کے صحرا کو سحر بند کیا اور آپ وہان سے بزور سحر
باغ سیب چلا شاہ جادوان بعد روانہ کرنے باغبان کے غصہ مین بھرا بیٹھا تھا اور کسیکو بہر
گرفتاری مہرخ بھیجا چاہتا تھا کہ یہ شیطان پہونچا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ مہرخ مع لشکر کثیر
میرے ملک کیطرف سے آتی ہی آپکا کیا حکم ہی آنے دون یا روکون افراسیاب نے کہا تمہارا کیا ارادہ
ہی اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام عمر اُسی صحرا مین وہ باغیہ شکار کھیلا کرے باہر نہ نکلے افراسیاب
جواب دہ ہوا کہ آگے تو یہ نمکحرامین ہمارے تمہارے گھر چھیننے کا ارادہ کرتی تھین مگر اب تو مسلمانون کی
شراکت کر کے معبد جمشید و سیرگاہ جمشیدی ہم ساحری باغ زردہشتی سبکے برباد کرنے کا قصد کیا ہی
لہذا تمسے جو کچھ اُنکے لیے ہو سکے اُٹھا نہ رکھو یہ سنکر شیاطین لعین پھرا اور قریب اُس درہ کوہ کے آکر
ایک مقام تنہا بیٹھکر سحر کرنے لگا کچھ عرصہ مین حوالی لشکر مہرخ مین ایک سمت دریا پیدا ہوا اور ایک
سمت دیوار سحر کھنچ گئی ایک طرف تو پہاڑ تھا ہی اور ایک جانب کو بیابان سبزہ و خرم ظاہر ہو گیا اُس
صحرا مین جانور سحر کے اسنے چھوڑ دیے یعنی کاغذ اور آرد ماش کے طائر اور وہ جانور جو قابل صید کرنے
کے ہون چھوڑے اور آپ اپنے مقام پر چلا گیا یہان دوسرے روز مہرخ کوچ کر کے جب روانہ ہوئی
دیکھا کہ ایک طرف دریاے نقار و قہار موجزن ہی کہ موجین اُسکے برابر کوہ کے اُٹھتی ہین اور دوسرا ایک لوا
دودی نظر آتی ہی کہ سر بفلک کشیدہ ہی عکس سے اُسکے آسمان بلند ہی نیلا تھا یا اس معنی کہ دنیا کو چاہ بابل
کتنا زیبا ہی دھوان تمام عالم مین گھٹتا ہی یا سرمہ کلودہ زال دنیا مین پہونچا ہی کہ کسی نوجوان سے مکر کی گفتگو
نکرے ملکہ مذکور اُسی دیوار کی طرف روانہ ہوئی کیونکہ راہ اُسی طرف تھی دن بھر تمام لشکر رہروی کیا کیا
جب دیوار سیاہ تاب شب معمار قدرت نے خاکدان عالم مین تعمیر فرمائی کہ ہیبت نظر خورشید آیا پھر لشکر
ہوئی داخل جہان مین تیرہ روشام بہ شام ہونے سے مقام کیا مگر دیکھا تو جہان سے چلے تھے پھر اُسی جگہ

آگئے ہین یہ سحر کیا ہی کہ زمین چرخ کھاتی ہی زلیور حسن شیم نے گلعذار جادو سے کہا کہ یہ وہی مقام ہی جہان سے چلے تھے ملکہ مہرخ از بسکہ نہایت عاقلہ ہی وہ یہ صورت دیکھکر خاموش ہی کہ تمام لشکر پیدل ہو جائیگا الغرض اُسی مقام پر پھر قیام کیا اور رات بھر اندیشہ مین لبسر ہوئی جب دوسرے دن مسافر فلک نے مسحوری ظلمت سحر ساحرہ شب سے رہائی پاکر راہ مغرب لی کہ بیت ہوئی جسدم جہان سے رخصت شب + نظر مہرخ کو آئی صبح مطلب + دم سحر پھر وہان سے کوچ کرکے بعجلت تمامتر روانہ ہوئی زلیور نے کہا ای ملکہ وہی دیوار پھر نظر آتی ہی مہرخ نے جواب دیا کہ مین ایسی نادان نہین ہون سب کچھ جانتی ہون معلوم ہوتا ہی کہ کسینے سحر سے راستہ بند کیا ہی پھر ہماری تو وہ مثل ہی کہ اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر ہمتو لڑنے مرنے پر آمادہ پھرتے ہی ہین وہ البتہ نامرد ہی جسنے کہ چھپ کر سحر کیا روبرو مقابلہ نکر سکا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر فرمایا کہ چلنا بیکار ہی دن بھر سوائے پانون تھکانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا یہ کہکر ہر سمت پیک نگاہ دوڑانے لگی کہ مقام عمدہ و پاکیزہ دیکھکر خیمہ کرون اسی تجسس مین ناگاہ اُس صحرائے سبزہ زار پر نگاہ اسکی پڑی کہ جسکو سحر سے شیاطین نے بنایا ہی دیکھا کہ زیر دامن کوہ لکۂ ابر کے شامیانے کھچے ہین اُنکے نیچے فرش مخمل سبزہ کا بچھا ہی وہ سبزہ ایسا دل فریبندہ ہی کہ مردہ دل اُسکو دیکھکر زندہ ہی گلہائے رنگارنگ جو ٹوٹ کر گرے ہین تو مسند مشجری پر بوٹے بنے ہین گلہائے بوقلمون سے تمام درخت لدے ہین گویا بزم چمن مین گلدستے دھرے ہین آمد شاہد بہار ہی گلون پر غضب کا جوبن اور نکھار ہی ابر سقائی کرتا ہی باد بہار فراش ہی بلبلون کو عشق گل مین خراش ہی ہزارہا چشمہ اور چہلا پو جاری انجمن بہار کے جھاڑ ہر ایک جھاڑی کنارے کنارے چشمون کے مرغابی اور سرخاب اور قرقرے اور بوتیمار اور پنڈوبیان جانوران آبی پھرتے صحرا مین ہرن پاڑھے چیتل غزال نیل گاؤ وغیرہ چرتے آہو ترائی مین چوکڑی کرتے طاؤس مست سرگرم خرام ناز بہانے کے درون سے قہقہۂ کبک دری کی آواز ہر نخل پر عالم نور سبزہ پر رحمت خدا کا ظہور کلیان مسکراتین تبسم شاہدان رنگین دہن کا رنگ دکھاتین ہر سمت طرفہ بہار یہ عالم اظہار کہ **نظم**

دیکھا کہ ہے طرفہ دشت رنگین | پھولوں سے چمن ہے تزئین | کلیوں کا وہ مسکرا کے کھلنا
پتوں کا دلوں کی طرح ہلنا | پھولوں کی ہنسی نئی ادا کی | خود جان ہوا ہوئی ہوا کی
آئینہ بہار فیض جاوید | کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید | پھولوں پہ وہ قطرہ ہائے شبنم
یاقوت پہ موتیوں کا عالم | بلبل کسی گل پہ گرم فریاد | قمری بھی کہین فدائے شمشاد

اندازِ خرامِ کبک زیبا	طاؤس کا رقص اک تماشا	مہرخ نے اس کیفیت و بہار

صحرائے لالہ زار کو دیکھکر حکم قیام لشکر دیا اور آپ ملکہ زیور سے فرمایا کہ یہ جنگل قابل صید افگنی ہے آؤ آج شکار کھیلکر دل بہلائین سبنے عرض کیا بہت بہتر اور سامان شکار درست کراکر مرکبون پر سوار ہوئین لشکر سب قیام پذیر ہوا اور یہ سب صحرائے پُربہار مین پہونچکر نخچیر زنی کرنے لگین بازان تیز پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا اور تیر عقاب پیکان کو آہوان دشت پر کھولا یہ تو اب بادیہ پُرفزائے نیرنگ مین مصروف صید افگنی ہین اور شیاطین اپنے مقام سے شادان و فرحان بحضور خدمت شاہ جادوان مین آیا بادشاہ سریر عزت پر متمکن تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور تمام ماجرا معرض بیان مین لایا کہ اسطرح مہرخ مصروف شکار ہے اور دیوار سحر کے پار نہین جاسکتی ہے اب جبتک اُسکے لشکر مین غلہ وغیرہ ہے کھائیگی اور رہیگی جب غلہ ہو جائیگا مارے فاقون کے کوہ و دشت سے سر ٹکرا کر مر جائیگی لیکن میرے طور پر رہنے دیجیے آپ خبر نہو جیے شاہ نے فرمایا کہ اچھا مین عیارون کے قید کی فکر کرتا ہون ساحر مذکور یہ سنکر پھر اپنے مقام پر آیا لیکن حال مہرخ پھر بیان ہوگا اب حال برق و قران بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تازگی بخش گلشن عیاری و رنگ افزائے بہار بوستان مکاری و طراری جب ماہی پریزاد سے رخصت ہوکر چلے تو راہ لشکر بھولکر بتلاش لشکر مہرخ کئی روز تک آوارہ و سرگردان کوہ و بیابان مین رہے آخر ایک درۂ کوہ مین تھک کر بیٹھے اور باہم مشورہ کیا کہ کئی روز سے ہم راہ غلط کرکے طلسم مین پھرتے ہین ایسا نہو کہ اسیر دام تزویر ساحران بے پیر ہون پس مناسب یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ رہگرائے منزل مقصد ہون فی الجملہ برق نے صورت اپنی شکل ساحر ناپاک کے بنائی جھولی اسباب سحر کی گلے مین ڈالی چھاتی پر سیندور سے تصویر سامری کی کھینچی پانوٗن مین کھڑاوٗن پہنی مالا آدمی کی ہڈی کا ہاتھ مین لیا جٹا سر پر باندھی ترسول کاندھے پر رکھا اور درۂ کوہ سے نکلکر روانہ ہوا قران اُسی مقام پر ٹھہر رہا اور اُسنے بھی شکل اپنی اسی طرح ساحر کی بنائی غرضکہ جب برق روانہ ہوا اسنے دور سے ایک ساحر کو دیکھا کہ بیک نگاہ ہر سمت دوڑ رہا ہے اور کسیکو ڈھونڈھتا ہوا آتا ہے پس اسنے بنگاہ اول اُسکو پہچانا کہ یہ ساحر باغبان قدرت وزیر ہے کسلیے کہ وزیر مذکور جدا ہوا تھا تو عیارون کا جویا حسب نشان دہی بادشاہ اول اُس مقام پر گیا کہ جہان ایلچی قتل ہوا تھا وہان سے ڈھونڈھتا ہوا اپنے سحر سے نشان عیاران مذکور معلوم کرتا ہوا اس دشت مین آیا چنانچہ برق اُسکو دیکھکر قریب اُسکے گیا وہ تو اپنی زوجہ سے کہ آیا ہے کہ مین کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور

ہوشیاری رکھونگا اس عیار کو دیکھتے ہی سحر سے معلوم کیا کہ یہ برق ہی اور پکارا کہ بھائی صاحب تم کہان
پھرتے ہو ادھر آؤ ہمارے یہان چلو کھانا کھاؤ دل بہلاؤ پھر چلے آنا برق نے کہا ہم آپ ہی کا دیا ہوا کھاتے ہین سارے
آپکو بہت سا دین اسوقت مجکو بھوک نہین ہی اسنے کہا واہ واہ دو روز سے تم اور تمھارے بھائی بھوکے پیاسے
پریشان و سرگردان پھرتے ہو اور کہتے ہو مجکو بھوک نہین اچھا یہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہی عیار نے جواب دیا کہ صاحب
آپکو شبہہ ہی کوئی اور تباہ پھرتا ہوگا میرا مکان تو قدیم سے اسی جگہ ہی بلکہ دادا پردادا سب یہین کے باشندے ہین
باغبان اس تقریر کو سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے عیار تم بڑے آفت کے ہو کہین چوکتے نہین برق یہ کلام
سنکر سمجھا کہ اسنے پہچانا تجکو بس قریب تو آچکا تھا ایک بیضۂ بیہوشی تاک کر ناک پر اسکے مارا وزیر بہت ہوشیار
تھا بیضہ سیدھا جانب آسمان اڑتا ہوا چلا گیا اور اسنے جھک کر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اس سے کہا
جلد میرے پاؤن پر گر پڑ عیار دوڑ کر پاؤن پر گرا وزیر نے پھر زمین کی طرف اشارہ کیا کہ ایک زنجیر آہنی زمین سے
نکلی اور عیار کے لپٹ گئی وزیر اسکو کھینچتا ہوا لیکر چلا اس اثنا مین قران بھی درہ کوہ سے نکلا تھا اسنے قید
ہونا برق کا دیکھا اور صورت ساحر کی تو بنے ہوئے تھا ہی دوڑ کر جانب وزیر چلا ہنوز قریب نہ پہونچا تھا
کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کوئی پکار رہا ہی کہ اے باغبان خبردار باش ہوشیار باش قران یہ صدا
سنکر الٹے پاؤن پھرا اور وزیر نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون تمنے غضب کیا جو قریب نہ آنے دیا مجکو کیا
آگاہ کیا دشمن کو ہوشیار کردیا یہ کہکر آگے بڑھا اور قران پھر ایک گوشہ مین بھاگ کر آیا اور صورت اپنی
مہنت کی وضع پر تبدیل کی بیراگی ہاتھ مین جٹا کا جوڑا سر پر کڑے لوہے کے کلائی مین پڑے کھنور
چندن کے جسم مین لگے اس صورت سے بنکر پھر سامنے وزیر کے گیا اسنے اسکو آتے دیکھکر چھوٹے مین
سحر کے ہاتھ ڈالا قران سمجھا کہ یہ پھر مجھے پہچان گیا بس فوراً پکارا کہ میان ہمکو دیکھکر کیا جھولا اٹھولتے
ہو وہ کمند گردن مین پہنائے دیتے ہین اُنکو نہین دیکھتے وزیر اس کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھنے لگا یہ سامنے
سے جست کر کے پھر بھاگا اسلیے کہ یہ ڈھوکا اسنے بھاگنے کے ہی لیے دیا تھا اگر یون بھاگتا تو وہ فوراً
سحر پکڑ لیتا غرضکہ ایکی جو بھاگا دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہ وزیر اعظم شاہ جادوان ہی جس صورت سے
اسکے سامنے جاؤگے یہ پہچان لیگا اور سوائے قید ہوجانے کے اور کچھ نہوگا ایک مقام پہ ٹھہر کر فکر
بلیغ کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور گلشن عیاری کی سیر کرنے لگا چمنستان تفکر مین پھرتا تھا اور
گلہائے خرد کو سونگھتا تھا مگر کسی مین بوے مطلب برآری نہ پاتا تھا گلبن خیال کا ہر غنچہ چٹک کر سوکھی

سنا تا تھا آخر باد مراد نے گلہاے آرزو شگفتہ فرمائے نسیم امید و کامرانی گلستان تمنا مین وزان ہوئی
تار خیال نے گلدستۂ مکاری باندھا فرط عشرت سے برنگ گل خود کھلکھلا کر ہنس پڑا اور بسان بوے گل
اُٹھکر روانہ ہوا صبا کی طرح چلکر ایک کوس اُس مقام سے آگے نکلگیا لیکن راہ چلنے مین بھی یہ کام کرتا گیا
کہ جو درخت گلدار بھون سے صحرا مین لدا دیکھا اُسکی ٹہنیان توڑتا ہوا چلا گیا کئی سو رنگ کے پھول
دم بھر مین جمع ہوگئے اسنے دامن کوہ مین ایک مقام سبزہ زار دیکھکر ایک درخت ایسا تجویز کیا جو اکیلا
میدان مین لگا تھا اور مصور آفرینش بہار نے ہر پتی اُسکی برابر قلم قدرت سے بنائی تھی باغبان ازل نے
سر تراشی اُسکی فرمائی تھی چار طرف سے گول معشوق کے گات کی طرح سڈول قامت اُسکا مثل قد
نونہالان باغ خوبی بوٹا سا یا بسان سہی بالاے صنوبر قدان نہایت زیبا اِسنے اُس شاہد بہار کو مثل عروس شب
اول زیور گلہاے رنگا رنگ سے آراستہ فرمایا اور حلل گرانمایہ پہنا کر یا تو جوان چمن تھا اب عروس گلشن بنا یعنی
وہ پھول جو توڑتا لایا تھا درخت پر چڑھکر ہر شاخ مین باندھے اور اسطرح پتون کے اندر انکی بندش کو چھپایا
کہ درحقیقت یہ ظاہر ہتا کہ اسی درخت کے یہ پھول ہین لیکن اس نیرنگ طراز عیاری نے طرفہ شگوفہ کاری
کلک فکر عالی سے فرمائی تھی کہ ہر شاخ مین دس طرح کی ڈالی لگائی تھی کوئی پھول سرخ تھا تو کوئی زرد تھا
نگار خانۂ ارژنگ مانی و بہزاد سامنے اُسکے گرد تھا ہر شاخ سے نیا شاخسانہ پیدا قدرت گلدستہ بند آفرینش پتی
پتی سے ہویدا اور نیا یہ تماشا کہ ایک پھول بیل کا تو دوسرا ٹھنگنیا کا تیسرا کوڑیالے کا چوتھا کٹیلے کا اسی طرح
تھوہر وغیرہ کے طرح طرح کے پھولون سے تمام شجر لدا تھا عروس نہال کا نیا گہنا مرصع طراز عیاری نے بنایا تھا
جب یہ نیرنگی ظاہر کر چکا کسوت عیاری سے کنستر نکالکر عطر بہیوستی تمام درخت پر چھڑکا لباس شاہد شجر بس جاتا گیا
مشام باد صبا بس گیا کوسون تک اُس عطر کی لپٹ اور مہک گئی قسمت اس دشت کی چمک گئی گل محروس
مزاج تھے انکو فرحت ہوئی پھر یہ کیفیت ہوئی کہ تنہ درخت کو طلاے احمر سے منڈھا اُسپر سنگ یشب کی ایک
تختی لگائی اور اُسپر یہ لکھدیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا نشیمن ہو کہ وہ چڑیا کے برن مین ہوکر اسپر بیٹھتے ہین
اور کُریال کیا کرتے ہین اپنے ہاتھ سے یہ شجر خداوند نے بویا ہو ہر پھول اسکا دافع رنج دنیا ہو اور عمر بڑھاتا
ہو رکھنے والا اسکے پھول کا خداوند کی محفل مین رو رجاتا ہو فرشتہ مقرب کا مرتبہ پاتا ہو نیچے اس درخت کے
جو تھالا بنا ہو اُسمین خداوند کا پیشاب بھرا ہو جو کوئی اُسکو آنکھون سے لگائے وہ سب کو دیکھے کوئی اُسکو
نہ دیکھ پائے جو کوئی اس جمشید مہتر کو پیے سب پاپ اور دُبدھا دل کی اُسکے دور ہوجائے یہ تختی مین لکھکر تیغ

دامن کوہ سے لاکر تھالا درخت کا بنایا اور اسکو بھی سونے سے منڈھ دیا چشمہ سے پانی لاکر تھالا وہ بھر دیا
اور پانی مین بیہوشی گھولدی اور ایک شیشہ کیوڑے گلاب کا اُسمین لنڈھا دیا کہ وہ پانی بھی خوشبودار ہوگیا
پھر کچھ ہار گلہاے بیہوشی سے گندھے کسوت سے نکالکر تنۂ درخت مین سہرا باندھا ایک آدھ ہار اوپر درخت کے
ڈال دیا دو ایک دونے مٹھائی کے تھالے کی جگت پر رکھدیے اتبو کو سون تک وشت مہک گیا دشت
ختن اُس صحرا پر صدقے تھا اُسپر نثار پھولون کی وہ رنگینی خوشبو ہر سمت بھینی بھینی بوقلمونی شجر پر بہار
غیرت دہ نگارخانہ چینی مشاطۂ نسیم و سحاب کیا آرائش و زیبائش خوش قامتان معشوقۂ گلزار کرسکتے جو اُسنے
ملمع سازی فکر و خرد سے یہ تزئین اور آراستگی اُسکی فرمائی تھی واقعی طرفہ بہار دکھائی تھی کہ ابیات

وہ نخل کہ جسکو باغ سے ناز
نقشہ چمن بہشت کا ٹھیک
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
معشوق کا تکمۂ گریبان

جادو ثمر اور برگ اعجاز
ہر شاخ شجر پئے عنادل
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم

تھا خوب شجر مین کار باریک
رفعت مین تھی برج شاہ منزل
ہر غنچۂ گل بہ زیب فرمان

یہ نخل عیار مذکور تیار کرکے بخوبی اپنا رنگ جماکر درۂ کوہ کہ قریب تر نخل
مذکور سے تھا وہان جاکر آپ چھپ رہا اس عرصہ مین وہ باغی یعنی وزیر برق کو گرفتار کیے قِران کو ڈھونڈھتا ہوا جب
اِس صحرا کے قریب آیا خوشبوے عطر بیہوشی نے دماغ جان لبسایا حیرتناک ہوکر چار سمت دیکھنے لگا نگاہ اُس شجر پر
جا پڑی تو عجب تماشا نظر آیا کہ ایک درخت مین ہزار رنگ کے پھول کھلے ہین گچھے کے گچھے پھلون کے لگے
ہین زرد و سفید و سرخ اور اودے اور کپاسی اور عباسی اور بیجنی اور شفتالوی رنگ کے پھول کھلے ہین خوشبو
آتی ہین جب اوپر سے شجر کے نگاہ ہٹی تنہ پر جو نظر گئی تختی لگی دیکھی بس عبارت پڑھتے ہی نعلین پانون سے
اُتار کر گرد درخت کے چند بار پھرا اور تختی کا آکر بوسہ لیا دماغ تو پہلے ہی بیہوشی کے عطر سے بس گیا تھا تختی مین
بھی عطر بیہوشی ملا ہوا تھا یہ بوسہ لیتے ہی چھینک مار کر بیہوش نہ پھول توڑنے پایا نہ جمشید متبرک پایا اور
برق کو بھی یہ زیر درخت لایا تھا اور از بسکہ وہ زنجیر مین بندھا تھا اسوجہ سے نتھنون مین پھول پانیکا دافع
بیہوشی حسب قاعدہ عیاران نرکھ سکا وہ بھی بیہوش ہوگیا قِران درۂ کوہ سے یہ دام بچھاکر مثل صیادان
دیکھ رہا تھا کہ کب شکار پھنسے اور کب مین جاؤن انکو بیہوش ہوتے دیکھکر ہنستا ہوا بغدہ تانے دوڑا ناک
مین روئی دیے تھا بس قریب پہونچکر چاہتا تھا کہ سر باغبان پر بغدہ مارے کہ زوجہ اُسکی ملکہ گلچین جادو
جو عقب مین اُسکے چلی تھی آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ شوہر میرا چت پڑا ہے اور وہی کالیا عیار جو انتہا کا سفاک

ہی بعذہ مارا چاہتا یہ دیکھکر بدحواس ہوگئی سحر بھی یاد نرہا پکارہی کہ ارے واسطہ تجھکو اپنے خدا کا کہ میرا بادشاہی تخت نہ اُلٹ میرے سر کا چھتر نہ اُٹھا میرے وارث کو نہ مار اور مجھکو بیوہ نہ بنا مین کہتی تھی موے شامتی غارت گئے سے کہ عیارون سے لڑنے بجا نما ناکمبخت نے اب کیسے جبت انا غفیل پڑے ہین کوئی پوچھے کہ اب وہ ہوشیاری اور خبرداری کہان گئی یہ کہتی ہوئی جب زیر شجر آئی یہ بھی چھینک مار کر بیہوش ہوگئی لیکن یہ اپنے ساتھ پتلے سحر کے رکھتی ہی وہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے اور اُنھون نے پچکاری منھ پر پانی کی ماری کہ اِسکو ہوش آیا اِسنے گھبراہٹ مین ہوش آتے ہی سحر پڑھا کہ قران کے پانون بھی زمین نے پکڑ لیے قران نے کہا رہ تو ملبخت ابھی تیرے خاوند کو تو مار ڈالون آخر تو پکڑا گیا ہون یہ کہکر پھر بغدا تانا وہ سمجھی کہ جبتک مین سحر پڑھون گی منتر ختم بھی نہوگا کہ یہ بغدا پاش پاش کر دیگا بس یہ سمجھکر قریب آئی اور ہاتھ جوڑتی ہوئی پاس آکر قران کو زمین سے نکالا اور کہا مجھسے قصور ہوا تھا یہ کہتے کہتے پھر بیہوشی نے تاثیر کی اور یہ پھر چرخ کھا کر چلی مگر کہتی ہوئی کہ اے عیار یہ کیا تونے کرتب کر رکھا ہی کہ باتین کرتے کرتے انسان بیہوش ہوتا ہی یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی پھر پتلون نے ہوشیار کیا اب جو اُٹھی تو اُسجگہ سے بھاگکر الگ کھڑی ہوئی قران نے قتل وزیر مین تامل کیا کہ زوجہ اُسکی منت پذیر ہی شاید یہ دونون مطیع الاسلام ہوجائین تو لشکر کو ہمارے بڑی تقویت حاصل ہوگی غرضکہ اب جو ساحرہ اُس درخت سے دور جاکر کھڑی ہوئی تھی اس خیال سے سحر قران پر کر دیا کہ میرے شوہر کو مار ڈالے اور شوہر کو فرش خاک پر پڑے دیکھکر جانتی تھی کہ اس عیار نے کوئی کرتب اسپر بھی کیا اگر کچھ دیر یہ ہوش مین نہ آئیگا تو یقین ہی کہ مر جائیگا لیکن کون ہوشیار کرے وہان گئی اور بیہوش ہوئی فی الجملہ پھر منت کرنے لگی کہ اے عیار مین تجکو قید سے چھوڑکر قسم کھاتی ہون کہ حتی الامکان مین کبھی تجھسے دغا نکرونگی بلکہ جہان کہین بمقابلہ ساحران طلسم تو اسیر ہو جائیگا تو افراسیاب جادو سے چھپکر تیرے پاس آونگی اور تیری مدد کرونگی اور ہمیشہ تیری پرستار باطنا رہونگی اور موقع پاکر جان نثاری مین دریغ نکرونگی تجھکو واسطہ اپنے دین کا اور صدقہ اپنے پیغمبر اُستاد کا کہ میرے خاوند کو میرے حوالے بخوشی کر دے اور اپنا کرتب اُسپر سے اُتار دے جسمین اُسکو ہوش آئے اُٹھکے بیٹھے کھائے پیے اپنے بیگانے کو پہچانے قران نے یہ خوشامد آمیز کلام سنکر کہا کہ تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا تمھاری لونڈی ہون گلچین جادو مجھکو کہتے ہین قران نے کہا تو نے اپنے خاوند کو پہلے نہ سمجھایا کہ ہم لوگون کا سامنا نکرے اور اچھا آج مین نے تیری منت عاجزی سے چھوڑ دیا اور میرے بھائی سبد مار ڈالینگے اور یہ تو نہ غرور کرنا کہ مین نے قران عیار کو سحر سے

قید کرلیا سُن مین نظر کردۂ غالب کُل غالب مولانا و مقتدانا مظہر العجائب و مظہر الغرائب مشکل کشاے عالم
ہون مین ابھی کہ تو سحر سے نکلجاؤن ساحرہ نے کہا ای میان سچ ہی قربان جاؤن اُنکے نام کے [illegible]
تمھارے بڑے زبردست پیر ہین مین نے بھی اُنکا نام سنا ہی اور یہ سحر تو مین نے اپنے میان کے بچانے
کے لیے کیا ہی تو مین اُتارے لیتی ہون یہ کہکر سحر اپنا اُتار لیا قران نے کہا یہ جو ہمارا بھائی زنجیر سحر مین بندھا
پڑا ہی اسپر سے بھی سحر دفع کر اُسنے برق پر سے بھی سحر دفع کیا قران نے فلیتہ رفع بیہوشی برق کو سنگھایا
اور جب اُسکو ہوش آیا کہا دماغ اپنا بند کرو اُسنے نتھنون مین روئی دی اور صنعتگری قران دیکھکر
عش عش کرنے لگا قران نے وہی فلیتہ دافع بیہوشی جلتا ہوا گلچین کو لا کر دیا اور کہا ناک اپنی بند
کر کے قریب اپنے شوہر کے جا اور یہ فلیتہ سنگھا وہ اچھا ہو جائیگا مگر کہدینا اُس نالائق سے کہ کبھی ہمارا
اور ہمارے اُستاد کا اور ہمارے اور بھائیون کا سامنا نکرے نہین تو اُسکو گھر مین اُسکے گھسکر مار ڈالونگا
اور تیری ناک کاٹ ڈالونگا ساحرہ دوڑکر قدم پر اُنکے گری اور کہا اب کیا مجال جو غلام تمھارا تمسے بے ادبی
کرے یہ کہکر شوہر کو ہوشیار کرنے چلی یہ دونون عیار تو درۂ کوہ مین جاکر چھپ رہے اور اسنے باغبان
کو فلیتہ سنگھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی اُسنے پوچھا کہ ای بی بی یہ کیا ماجرا ہی اسنے کہا تم اسجگہ سے ہٹکر
الگ آؤ تو مین بیان کرون وہ سایہ درخت مذکور سے علیحدہ آیا اسنے کہا ای میان جیسا مین کہتی تھی
وہی ہوا نہ تم اسطرح چت پڑے تھے اور ایک لحظہ مین اور نہ آتی تو کام دشمنون کا تمام تھا باغبان نے
کل ماجرا سنکر اور وہ درخت دیکھکر ہوش اُڑگئے کہ کیا عیاری کی ہی اور کس صنعت سے مجکو گرفتار کیا ہی
کہ جیسا میرا نام باغبان تھا ویسے ہی درخت بنا کر مجکو اسیر کیا واہ واہ واہ ان عیارون کی فطرت کا
کیا کہنا یہ تو دلمین ثناخوان عیاران ہی اور زوجہ نے اسکی اسکے پانون پر سر رکھدیا ہی اور سمجھانا آغاز
کیا ہی کہ ای میان واسطہ سامری جمشید کا کہ اب عیارون سے مقابلہ نکرنا میری ناک نہ کٹوانا سامری
کی قسم وہ چلتے چلتے کہ گئے ہین کہ مین ناک کاٹ لونگا اور مجکو بڑا خوف تمھاری جان کا ہی اُنھون نے کہا ہی
کہ ابکی ہم بغیر مار ڈالے نچھوڑینگے ای میان مین نے اُنکے سامنے قسم کھائی ہی اب تم بھی باز آؤ اُنکے مقابلہ سے
ہاتھ اُٹھاؤ باغبان نے کہا یہ سب سچ ہی کہ وہ ایسے ہی عیار ہین لیکن مجھسے نمکحرامی کبھی نہوگی مین شہنشاہ
افراسیاب سے کچھ ہی کیون نہو نہ پھرونگا زوجہ نے اُسکی کہا کہ اگر تم میرا کہنا نمانوگے تو مین زہر کھالونگی
اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگی سنو صاحب شہنشاہ سے مہرخ و بہار وغیرہ اتنی جادوگرنیان پھرگئین اور مقابلہ

کرتی ہین تو اُنکا شہنشاہ کچھ نہین بنا لیتے تمھارا کیا کر لینگے ای میان اپنی جان ہی تو جہان ہی باغبان
اس عیاری کو دیکھکر عیارون کو مان تو گیا ہی ہی گھبرا کر گویا ہوا کہ ای ملکہ مین عجب طرح کے مخمصے مین گرفتار
ہون کیا کرون کیا نکرون خیراب دو چار دن کے بعد تمھین اِن باتونکا جواب دونگا اور جیسا تم کہوگی سمجھ لونگا
یہ کہ رہا تھا کہ یکایک آواز آئی ای باغبان جلد آؤ اُسنے گھبرا کے کہا حاضر ہوا زوجہ نے اسکی پوچھا کہ یہ کسنے
پکارا اُسنے کہا مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شہنشاہ ساحران پکارتے ہین یہ کہکر بہت جلد بیتابانہ اُڑا اور
آن واحد مین باغ سیب مین آیا شاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا اور پتلے نے سحر کے سب گفتگو زن وشوہر کی سنکر
عرض حال کیا تھا اور یہ آواز بزور سحر اُسی نے دی تھی جسکو باغبان نے اتنی دور پر سنا تھا کہ ای وزیر آؤ غرضکہ
وزیر مذکور خوف بادشاہ سے بسان برگ بید لرزان بہت جلد بزور سحر سامنے شاہ طلسم کے آیا بادشاہ نے بطور تجاہل
غصہ کو ضبط کر کے مسکرا کر فرمایا کہ کیون ای باغبان تم دو چار روز مین اپنی بی بی گلچین کو کیا جواب دوگے
باغبان نے یہ سنکر تخت شاہی کو بوسہ دیا اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ ای بادشاہ مین آپکا ازل غلام ہون مجھسے
یہ امید نہ رکھیے گا کہ مین نمکحرامی کرونگا کیونکہ مین وہ شجر نہین ہون کہ جسکا ثمر حنظل ہوا اور وہ گلشن نہین ہون
جو بوقت سیر خس گل ہوا ازبسکہ بی بی میری ناقص العقل بیوقوف عورت ہی اُسکے بہلانے کو مین نے کہدیا تھا کہ
چندروز مین جواب دونگا بس ای شہنشاہ جہان پناہ اگر یہ اقرار میرا باعث تکدر آئینہ مزاج ہمایون شاہ عالیجاہ
ہو تو امید رکھتا ہون کہ خلعت عفو سے مین محلّی و مخلع کیا جاؤن کہ بمقتضاے قطعہ

ہمسے گناہ رحم ہی لائق حضور کو
اب آپ کیجیے ہو جو سزا وار آپکے
کیجیے معاف ہم ہین گنہگار آپکے
ہمسے گناہ جو کہ ہوا وہ تو ہو چکا

افراسیاب نے فرمایا کہ ای باغبان مین تجھکو اپنا قوت بازو
سمجھتا تھا اور ترقیخواہ سلطنت اور بڑا نمک حلال جانتا تھا مگر افسوس ہی کہ تیری زبان سے ایسا کلمہ نکلا کہ
اب مین بشراکت نمکحرامان چار روز کے بعد جواب دونگا اس بات کا بیشک مجھکو بڑا ملال ہی کسلیے کہ تجھکو
کہنا چاہیے تھا کہ مین ہزار بار مر کر زندہ ہونگا جب بھی شراکت عیاران نکرونگا خیر اسوقت تو خطا تیری معاف
کی مگر آیندہ جو تیری زوجہ سے یا تجھسے ایسا کوئی کلمہ سنونگا تو بڑے عذاب الیم سے تجھکو مارونگا اور وہ آزار
پہونچاؤنگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اور مردمان دنیا تجھپر افسوس کرینگے اور مجھکو رحم نہ آئیگا وزیر یہ کلمات
عتاب سنکر تھرایا اور تخت شاہی کے گرد پھر کر سات بار تصدق ہوا اور عرض کیا کہ ای شہنشاہ فلک جاہ
عورتون کی نسبت قول بزرگان ہی کہ سعدی علیہ الرحمہ اگر نیک بودے سر انجام زن + زنان را زن

نام بودے نزن + واقعی میری زوجہ نے مجھکو کہین کا نرکھا تھا آپکا کرم میرے آڑے آیا جو اس وسیاہی سے کونین کی مین بچگیا ورنہ دین بھی جاتا اور نمکحرام بھی کہلاتا اب مجھکو دامن عاطفت خاوندی مین چھپا لیجیے اور میرے گناہ پر قلم عفو پھیر دیجیے بادشاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ اِسکو فی الحال دشمن بنانا مناسب نہین بس بنہ نسکر گلے سے اُسکو لگا لیا اور کہا کہ اب تم خطا کے عوض اُس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرنا اور مہرخ مسحور سے مجھے یقین ہے کہ وہ اُنکی رہائی کے لیے طلسم کو کب سے آئے اور اِتبوہ بار بار اس طلسم سے یہان آیا کرتا ہے کیونکہ اُس بیدین اور جنگلی نے راہ ٹھو لکر آمد و رفت سہل کردی ہے اب تم جاکر عیارون کو گرفتار کرو وزیر ندکور حسب ارشاد شاہ تسلیم کرکے روانہ ہوا حال اِسکا انشاء اللہ آیندہ بیان ہوگا اب مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ مقیدان سحر شیاطین ہر روز سوار ہوکر اُسی صحرائے سبزہ زار مین جاتی ہین اور شکار و سیر مین مصروف ہوتی ہین جب شام کو بارگاہ مین اپنی آتی ہین اُسوقت اثر سحر کا اُنکے دلون سے کم ہوجاتا ہے اور جانتی ہین کہ ہم مسحور ہین اور یہ اِسلیے شیاطین نے سحر بوقت شب کم ہونے کو مقرر کیا ہے کہ مقید اپنے حال پر آگاہ ہوکر اشک حسرت بہائین اور میرا نام ہو کہ باوجود آگاہی میری قید سے رہا نہین ہوسکتے فی الجملہ ایک روز جب شہباز روز نے بعد صید زاغ شب کا شانۂ عالم سے پرواز کی اور صیاد لیل نے دام کہکشان مین دانہ انجم کا ڈالکر مرغ سنور آفتاب کو پھنسایا

کہ بموجب

ابیات

سیاہی شام کی گردون پہ چھائی
گیا دن مہر ڈوبا رات آئی
شکار خواب کھیلا آہوون نے
بڑا میدان جھیلا آہوون نے
یہ سب صحرائے سحر و نیرنگ سے

پھر کر اپنی بارگاہ مین آئین اور بعد فراغ اکل و شرب ہر ایک کو اپنی گرفتاری کا خیال آیا صدائے آہ و نالہ بلند کی اور خدمت مہرخ مین سب سردار آکر عرض پیرا ہوئے کہ ای ملکہ ہماری آخر ہم کبتک یہان اسیر رہینگے کوئی تدبیر کرنا آپکو لازم ہے کسلیے کہ آپ ہم سبکی سردار ہین مہرخ نے فرمایا کہ اگر کوئی سامنے آکر ہمپر سحر کرتا تو اُس سے لڑکر فیصلہ کرتے اب تو سوائے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ مین آگے کھڑی ہوکر درگاہ خدا مین فریاد کرون اور تم سب آمین کہو اس رات کو اسی طرح تضرع و نیاز بدرگاہ بے نیاز و کریم کارساز گر بسر کرو شب غم یقین ہے کہ سحر عشرت سے بدلجائے اور نسیم تمنا گل مراد گلشن آرزو مین شگفتہ فرمائے سبنے عرض کیا کہ بسم اللہ کیجیے ملکہ موصوف بارگاہ سے باہر ایک میدان مین آئی اور تاج سر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ احکم الحاکمین ہوکر روئے عجز و تضرع جانب قبلہ کرکے استادہ ہوئی اور پس پشت سردارون نے صف جمائی ملکہ نے دست بہر دعا بلند کیے اور گڑگڑا کر یہ کلمہ زبان پر لائی کہ ای مسلمانون کے خدا واسطے اپنے

خاص بندون کا ہمکو اس بلا سے نجات دے ای خدا ہمنے زبانی عیارون کے تیری صفت سنی ہی تو ایسا خدا ہی نظم

یوسف پہ رہی بہت تباہی
آخر ہوا اُنپہ فضل یزدان
ایوبؑ کی کسنے کین دوائین
اس قید الم سے ہم بھی چھوٹین

آخر کو ہوئی نصیب شاہی
یونسؑ رہے حوت کے شکم مین
یعقوبؑ کی کٹ گئین بلائین

سوتے رہے تیرہ مین جو حیران
چاہا تونے تو چھوٹے دم مین
قزاق ستم سے ہم نہ لوٹین

یہ دعا انکی قبول ہوئی یعنی ملکہ تران جو عمرو کو لیکر اپنے مقام پر آئی تو اس شب کو اسی کبھی یہ خیال آیا کہ افراسیاب کو ہمارے متوسلین کا ذرا پاس نہین ہی ایسا نہو کہ مہرخ کو اُسنے بعوض قتل ایلچی کسی آفت مین پھنسایا ہو پس مجھکو اُسکی خبر لینا ضرور ہی یہ سوچکر یہ ماہ تمام خواجہ سے بحیلہ آرام رخصت ہوکر بالاے بام آئی خواجہ اپنے مقام پر آکر استراحت پذیر ہوئے اور ملکہ مذکور نے سب کنیزون کو حکم دیا کہ تم سب نیچے کوٹھے کے آج رہو مجھکو ایک سحر تیار کرنا ہی خبردار یہان کسیکو نہ آنے دینا کنیزین حکم بجا لائین اور ملکہ نے تنہائی پاکر ایک سحر پڑھا کہ بروے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور ایک ہنس جواہر کا مگر جاندار اُڑتا ہوا سامنے آیا زین جواہر دوز اُسپر کھچا تھا گلے مین یاقوت کا مالا پڑا تھا سراپا مثل معشوق زیبا آراستہ اور پیراستہ تھا ملکہ نے دوپٹے کی گاتی باندھی اور جست کرکے اُسپر سوار ہوکر یکہ و تنہا جانب طلسم ہوشربا روانہ ہوئی اُسوقت اس عنقاے اوج حسن کے جمال کی عجیب کیفیت تھی کہ ماہ تابان سپہر دو چندان حسن سے اُسکے شرمندہ تھا اور ضو سے رخسار درخشان کے زہرہ کا حسن ضیا ماند ہوگیا تھا وہ چہرۂ مصفا کی چمک اور زیور کی پھبن وہ اُسکا اُٹھتا جوبن کبھی کاہیکو پیر فلک نے دیکھا تھا اپنے تارے اُسپر صدقے اُتارا چاہتا تھا اس چاندنی رات مین ایک چاند فلک پر اور ایک بردے ہوا چمکتا جاتا تھا ہوا کا صحرا مین سناٹا تھا بروے ہوا اس بلقیس حشم کا چلنا تھا یا دل روزگار کا حوصلہ نکل رہا تھا روے ہوا کا رتبہ بڑھا ہوا تھا بزم عالم مین شمع رخسار کا روشن ہونا تھا نظم

کیفیت نشۂ جوانی
انداز نئے نئی ادائین
گر سامنے اُسکے بدر آیا

انداز خمار و سرگرانی
کھایا جو کہین کمر نے لچکا
عارض کی چمک پہ داغ کھایا

در پیش قیامتین بلائین
پہونچا دل دہر مین بھی دھچکا
ہر صحرا سے مثل ایام بہار گذرتی ہوئی

ہر کوہ سے برنگ طائر رنگ لالہ زار اُڑتی ہوئی اپنے طلسم سے نکلکر رفتہ رفتہ اُسی صحرا مین کہ جسمین مہرخ وغیرہ ابھی سے رہائی کی دعا مانگ رہی تھین پہونچی وہ صحرا ازبسکہ مسحور و مسدود تھا اسوجہ سے ہنس اُسکی سواری کا

بھی رک گیا اور اپنے جانب صحرا جو دیکھا تو ایک لشکر کو اُترے پایا اور مردمان لشکر کو میدان مین جمع پایا یہ دیکھکر
ہنس اپنا زمین پر اتار لائی اور اُس گروہ کے قریب آئی اور ہر ایک کو پہچانکر گویا ہوئی کہ ہائین تم لوگ یہان
کہان مہرخ نے دعا موقوف کر کے تسلیم کی یہ ہر ایک سے گلے ملی اور بارگاہ مین ہمراہ اُنکے آکر بیٹھی حال
استفسار کیا مہرخ نے کیفیت بیان کی کہ کسی ساحر نے چھپکر ہمکو روکا ہے اگر سامنے ہمارے آتا تو ہم مقابلہ
کرتے اب بالکل مجبور ہین بران یہ ماجرا سنکر فرط غضب سے بسان آتش تند افروختہ ہوئی اور کہا
اس افراسیاب نے تمھاری قضا اپنے ہاتھ مین گویا رکھی ہے مگر یہ نہین جانتا کہ میری موت اب قریب
آئی ہے یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی برسے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور دو تخت اُڑتے ہوئے زمین پر اُتر آئے
اُنپر دو عورتین پریزاد و حور چہرہ لباس پُر تکلف اور زیور گرانمایہ سے آراستہ و پیراستہ سوار تھین اُنھون
نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے اُنکو حکم دیا کہ اے نسیم تیز رو و اے فتران صبا شتاب سردارون کو اور مہرخ کو
اپنے تختون پر سوار کر کے اس صحرائے مسدود سے نکال لیجاؤ نازنینان مہر پیکر حکم ملکہ بجا لائین اور سبکو سوار
کر کے لیچلین اُسوقت بران نے ایک نارنج سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ اے زمین بستہ کھلجا فوراً ایک آواز رعد سا
پیدا ہوئی اور بجلی چمکی زمین کو تزلزل ہوا یہ معلوم ہوا کہ دنیا تہ و بالا ہو گئی مہد زمین ہنڈولا ہو گیا بعد کچھ عرصہ کے
راستہ کھلگیا دنیا ساکت ہوئی بران نے نہیب دی کہ اب جو کوئی مہرخ کا راستہ روکیگا تو طبقہ اُلٹ دونگی
غرضکہ درۂ کوہ ظاہر ہوا راستہ نظر آیا دریا اور صحرائے سبزہ زار کا اب نشان نہ تھا وہ دونون جادوگرنیان یعنی نسیم وغیرہ
تخت اُڑا کر چلین لشکر مین بھی طبل سفر بجا ہر شخص کمر باندھکر رہگرائے منزل مقصد ہوا اور ملکہ بران اُنکو رخصت
کر کے ہنس پر سوار ہو کر پھری اسوجہ سے کہ خواجہ وغیرہ صبحکو میرے حال سے مطلع نہون غرضکہ جب یہ قافلہ
روانہ ہوا تو وہ وقت تھا کہ سواد شب کا حصار اسیران صحرائے دنیا کے واسطے ٹوٹ چکا تھا اور در خاور
کھلا تھا شاہ مہر تخت فلک پر سوار ہمراہ نسیم سحر آیا تھا نظم

فلک دیکھیں دکھائے کیا یہان نیرنگ | کہ بدلا شب نے مثل آسمان رنگ
سحر پھر خنجر خورشید لیکر | ہوئی ہے آشکارا آسمان پر

صبح ہوتے ہوتے ملکہ مہرخ کو لیکر وہ دونون جادوگرنیان درۂ کوہ مسدود
سے اور صحرائے مسحور سے نکل گئین اور ٹھہرین تھین کہ لشکر بھی سب آکر جمع ہوا ملکہ داخل لشکر ظفر پیکر ہو کر
رہرو راہ امید ہوئی بران کی جادوگرنیون کو رخصت کر دیا اور ملکہ بران قریب سحر اپنے کوٹھے پر پہونچکر
آرام پذیر ہوئی ادھر مہرخ اپنی فوج لیکر روانہ ہوئی لیکن افراسیاب بعد رخصت باغبان وزیر نہایت

بدمزاج اور منغض بیٹھا تھا کہ بر دے ہوا نوبت و نقارے بجتے سنائی دیے اور تین لاکھ ساحر بر وے ہوا باز و بلا
و ہنس وغیرہ پر سوار نظر آئے آگے آگے تخت ہاے سحر پر ایک ساحر اور دو جادوگرنیان سوار تھین سبکی سرداری مین
لشکر مین ڈمرو بجتا ناقوس اور گھنٹون کی آواز سے دل دہلتا بڑے تزک و احتشام سے در باغ سیب پر
وہ لشکر اترا اور میدان باغ کے سامنے کا فرودگاہ سب نے مقرر کیا تینون سردار دربار مین آئے شاہ
جادوان کو مجرا کیا بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر تو وہی شیاطین جادو ہے اور جادوگرنیان ریحانہ جادو و نگار
جادو دونون کنیزین مادر ملکہ حیرت ہین انھون نے حیرت کو گود مین پالا ہے ملکہ مذکور انکو بجاے مان کے
سمجھتی ہے اور سلام کرتی ہے چنانچہ یہ دونون شہر ریحانیہ اور نگارستان کی حکومت کرتی ہین یہ ملک انکو
جاگیر مین ملے ہین اب جو انھون نے حال جنگ و جدال سنا اپنی شہزادی کی مدد کو لاکھ لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئین
اور بعد قطع منازل اسی درے کے قریب پہونچین کہ جو مسحور تھا از بسکہ یہ واقف حال طلسم ہین درے کو چھوڑکر
قلعہ الملبسیہ پر آئین شیاطین نے خبر آمد سنکر استقبال کرایا اور در قلعہ تک خود لینے آیا کیونکہ خاتون بادشاہ
انکی تعظیم کرتی ہے غرضکہ باغ مین اپنے لاکر انکی دعوت کی اور سبب آنیکا پوچھا انھون نے کہا ہم اپنی
شہزادی حیرت پاس جاتے ہین چونکہ درہ کوہ ہمیشہ سے مسدود ہے اور تم اسکے محافظ ہو اسوجہ سے تمھارے
پاس آئے ہین کہ ہمین راستہ دو اسنے جواب دیا کہ مین نے مہرخ کو اسطرح اسیر و سرگردان کیا اب اسکے مطیعون
کو چاہتا ہون کہ جاکر قتل کرون اور بہار وغیرہ کو گرفتار کرکے حوالہ شاہ کردون اچھا تمھارے ساتھ مین
بھی چلتا ہون یہ کہکر ایک لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر انکے ساتھ بکر و فر تمام تر روانہ ہوا اور اسیوقت آکر خدمت بادشاہ
مین پہونچا الغرض بادشاہ نے انکو اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ تینون کرسیون پر متمکن ہوئے اور بادشاہ کو اس ساحر
کی صورت دیکھکر مہرخ یاد آئی پس حسب آئین پوجا وغیرہ کرکے کتاب سامری منگائی اور اسمین حال مہرخ
دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ برّان نے آکر راہ کھولدی اور مہرخ رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف آتی ہے یہ دیکھکر کتاب بند کی
اور شیاطین کی طرف دیکھکر کہا کہ قیدی تو تمھارے چھوٹ گئے اسنے کہا اے شہنشاہ ایسا کون تیرے سوا
ہے اس اطراف طلسمات مین جو میرے سحر کو رد کرکے ان نمکحرامون کو وہان سے نکال دیگا مین ایسی طاقت
تو سوا آپکے کسی مین نہین دیکھتا بادشاہ از بسکہ اول سے رنجیدہ خاطر تھا اسوقت اسکو گھُرک بیٹھا کہ او
بیہودہ ادھر سے ادھر تو ناچتا پھرا حفاظت تو انکی ہو نہ سکی اب یاوہ گوئی کرتا ہے ایک سے ایک سامری نے
بہتر بنایا ہے تو ہمین جھک مارا کیا اسلیے جادہ سب چھوٹ گئے اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ اگر وہ رہا ہو گئے

تو

تو مین جا کر اُنکو پھر قید کرتا ہون کیا مجال اُنکی جواب آگے بڑھ سکین بادشاہ نے کہا اب وہ سب اپنے لشکر کے قریب پہونچ چکے ہین اب اسیر نہونگے کسلیے کہ اُنکے لشکر کے عیار ہر سمت پھرا کرتے ہین اور ساحر کو منزل مقصد تک پہونچنے بھی نہین دیتے راستہ ہی مین مار ڈالتے ہین اسنے عرض کیا کہ مین عیارون کو بھلے ہی قید کرونگا شاہ نے کہا بس زیادہ بیہودہ نہ بکو اب تم لشکر لیکر آئے ہو تو یہین ٹھہرو سمجھ لیا جائیگا جلدی کیا ہی بادشاہ کے خفا ہونے سے یہ خاموش ہو رہا اور ریحانہ و نگار تا دیر حاضر دربار رہکر عرض رسا ہوئین کہ کنیزون کو کیا حکم ہوتا ہی کسلیے کہ ہمارا ابھی یہی ارادہ تھا کہ اُس نمکحرام مہرخ کو جھونٹے پکڑ کے سامنے حضور کے لے آئین پھر وہ وہی ہی آپ شہنشاہ ہین آپکا مقابلہ وہ کیا کر سکیگی بادشاہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر اب تو اُن باغیون نے جمعیت پکڑی ہی تم اب ملکہ حیرت کے پاس جاؤ اُنسے بموجب مہرخ لینے لشکر مین اگر داخل ہوگی اُسوقت مین حکم لڑنے کے لیے بھیجونگا یہ حکم سنکر دونون اُٹھین اور شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوئین اُسوقت شیاطین نے عرض کیا کہ مین بھی اُنھین کے ساتھ خدمت حیرت مین جاتا ہون آپ جیسا ارشاد فرمائینگے مین بجا لاؤنگا بادشاہ نے اُسے بھی رخصت فرمایا اور یہ تینون شیاطین باغ سے باہر آکر سوار ہوئے اور مع تمام لشکر کے دریاے خون روان سے اُتر کر قریب لشکر حیرت پہونچے ملکہ موصوفہ نے خبر آمد سنکر استقبال کرایا لشکر اُنکا متصل اپنے لشکر کے اُتروایا بارگاہین اُنکے لیے آراستہ ہوئین کئی کوس کے گرد مین تین لاکھ لشکر اُترا اور ریحانہ و نگار بارگاہ حیرت مین آئین ملکہ نے انکو سلام کیا انھون نے دعا دی کہ بچی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہ بوڈھ سہاگن ہو وارث جیسے سہاگ بنا رہے تیری ایڑی دیکھکر میان تیرا کسیکا منھ نہ دیکھے یہ دعا دیکر بلائین لین گرد پھرین پھر دنگلون پر بیٹھین ناچ ہونے لگا جام شراب گردش پذیر ہوا انکے آنیکی خبر طائران سحر نے ملکہ بہار کو بھی پہونچائی یہان مہرخ بنائی ہوئی عیارون کی سر پر حکومت پر بیٹھی ہی اسنے بھی سنا اور ضرغام عیار روانہ ہوا کہ مین جا کر بن پڑے تو ان ساحرون کو مارون ادھر ریحانہ و نگار ملکہ سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آئین اور نگار – ریحانہ سے بہت چھوٹی ہی اور یہ دونون حقیقی بہنین ہین ریحانہ چھوٹی بہن کو بجاے دختر کے سمجھتی ہی اور جب سے شوہر اُسکا مر گیا ہی یہ بہت دلجوئی اُسکی کرتی ہی اور وہ ہمیشہ ایک ساحر پر عاشق ہو کر غمگین رہتی ہی چنانچہ اسوقت جو بارگاہ مین دونون آئین نگار نے کہا باجی اماں میرا تو دم گھبراتا ہی مین تو سیر کو جاتی ہون ریحانہ نے کہا بٹیا یہ مقام پر آشوب ہی دشمن سے مقابلہ پڑا ہی مین صدقے یہ بھی کیا تمنے اپنا گھر بنایا کہ جہان پایا وہان ماری ماری پھرین اب یہان تو دہ بیٹھو اُسنے کہا

ابھی تو لڑائی موقوف ہے مین خالی بیٹھکر کیا کرون نہ صاحب میرا دم اُکتا کر نکلجائیگا اور دشمن سے مقابلہ ہے تو کیا
مین اُسکے لشکر مین تھوڑی جاؤنگی جنگل مین پھر چلکر دو گھڑی دل بہلاؤنگی پھر چلی آؤنگی جنگل مین کسی کا اجارہ ہے یہ سب
طلسم میرے شہنشاہ کا ہے ریحانہ یہ گفتگو سنکر سمجھی کہ جائیگی یہ ضرور کیونکہ اسکی عادت ہے کہ ایک جگہ تلوا نہین
لگاتی ہے اور دل سے مشورہ کیا کہ میری بہن شوہر کے غم مین گھلی جاتی ہے نگوڑی مدت کے بعد یہان آئی ہے
خیر پھر چل آنے دو لیکن جنگل مین اسکا اکیلے پھرنا اچھا نہین عیارون کا بڑا خوف ہے پس بہتر ہے کہ لب دریا
صحرائے سبزہ زار مین فرش بچھوا کر اسکو بٹھلا دینا چاہیے اور رقاصہ اور ساقی اور کنیزین معین کرنا چاہیین کہ
یہ اکیلی نرہے سب ملازم اسکے محافظ رہین بس یہ سوچکر اُس سے کہا کہ بیٹا ہوائی دیدہ تو ہمیشہ سے تم ہو اچھا
اس شرط سے جانے دیتی ہون کہ لب دریا فرش بچھا کر جلسہ جماؤ ہر سمت دوڑتی نہ پھرو اور میری جان مین
تمھارے ہی بھلے کو کہتی ہون یہان نگوڑے عیار بڑے غضب کے ہین اُنسے مجکو خوف ہے بہن نے اُسکی
کہا اچھا باجی اماں کیا مضائقہ ہے مین کہین نجاؤنگی ایک ہی جگہ بیٹھکر دل بہلاؤنگی یہ سنکر ریحانہ خوش ہوئی
اور لشکر تو دور تک اُترا ہوا تھا اور قریب دریا قاعدہ ہے لشکر کے اُترنے کا چنانچہ لشکر سے کوس دو کوس کے
فاصلہ پر ایک دریا روان ہے کنارے اُسکے صحرا رشک بوستان ہے متصل اُسکے بہار گلون سے غیرت دہ
خیابان ہے اُسی صحرا مین کنارے دریا کے فرش ہونیکا حکم دیا گیا از بسکہ یہ دونون اپنے ملک کی شہزادی
ہین تمام سامان عیش و راحت انکے ہمراہ ہے پس ملازمون نے جملہ اسباب مسرت و آرام وہان مہیا کیا اس
بحر کے کنارے جنگل کے آراستہ ہونے سے دونا حسن ہو گیا ادھر تو فراش باد نے فرش زمردین سبزہ صحن دشت
مین بچھایا تھا اُدھر فرش قالین گلدار کا فراشون نے آراستہ کر کے سطح غبرا کو لالہ زار بنایا اسطرف مصور بہار نے
تصاویر گلہائے بوقلمون سے صفحۂ بیدا کو ارژنگ مانی کیا تھا اس جانب نقاشی فرش رنگین و گلکاری شامیانۂ
پُر تزئین سے ورق طبق ارض نگار خانۂ چین ہوا تھا کنولہائے رنگین دریا مین چھوڑے گئے جو شب کو ستارونکی
طرح چمک دکھاتے تھے قمقمے درختون مین لٹکا دیے جو صحرائے اخضر مین مثل انجم فلک زبرجدی شمع ماہ کو تمنا مین
برج سنبلہ مین ستارے آئے ہوئے نظر آئین لب ساحل کشتیان شراب ناب کی لگا دی گئین بلبلون کے
قہقہے اُڑانے کا وقت قریب آیا گلدستے سامنے مسند کے رکھدیے زیر انداز پر پچوان بڑی آن بان کے لگا دیے
یہ سامان عیش و نشاط اُس جگہ مہیا کر دیا جسکا یہ نقشہ تھا کہ نظم

وہ دشت جو دشت دلکشا ہے	جس دشت مین خلد کی ہوا ہے	نخل و گل و بلبل و صبا چست

مینوش ازل تھے جابجا حیست
جو پھول ہی قدرت خدا ہی
کرتی تھی بہار باغبانی
اُس دشت مین وہ ہری مجلس
بیٹھے جو وہان اُٹھے نہ پھر جو
شیشون کی چمک گلو نکا جوبن
پہنے ہوئے جامہ ہاے زرین

ہر برگ ہی تازہ ہر شجر سبز
جو سبزہ ہی خضر رہنما ہی
دریا کی وہ ہر طرف روانی
تھا جس سے فروغ چشم نرگس
ہر ساغر بادہ ہمسر گل
میخوارون کے گرد مرغ گلشن
ارباب نشاط سب فراہم

سبزے سے تمام دشت سرسبز
گل میکش بادۂ جوانی
تھا آب حیات یا کہ پانی
وہ صاف بچھا تھا فرش تا دور
تھی ہر بط مے جواب بلبل
خدام و مصاحب و اراکین
باجون کو خوشی مین ساز باہم

القصہ جب وہ یہ ستی ہوچکی نگار کئی سو کنیزون اور اپنی انیسون جلیسون کو ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوئی اور اُس مقام فرحناک پر آکر لب ساحل مسند پر جلوہ گر ہوئی اور سیر دریا و صحرا کرنے لگی اُسوقت مغنیان خوش نوا کا گوری کی تانین اُڑانا پچھلا پہرون کا باقی عجب سُہانا وقت گرمی مجلس گرما گرم ساقی ہنگام غروب مہر صبح بنارس سے بہتر وہ سبزہ زرد دھوپ کا عالم جنگل مین کشت زعفران کا جوبن دکھاتا تھا آفتاب رواق سپہر یا کاخ دیر کی دیوار مین آئینہ لگا نظر آتا جانور بسیرا لیتے مور جھنگھاڑتے پپیہے نعرے مارتے ایسے مقام فرحت بزیر پرد و شراب ناب اور جلسۂ چنگ و رباب کا یہ عالم دکھاتا تھا کہ خاطر روزگار کو لُبھاتا تھا کہ نظم

تھا جام شراب مست کا ہاتھ
نہرون مین روان تھا آب حیوان
ہاتھون کو طیور چومتے تھے

چلتی تھی ہوا شراب کے ساتھ
گانے کا تھا شغل بزم معمور
مستی سے درخت جھومتے تھے

تھا خضر کہ سبزۂ گلستان
چھیڑتے تھے قریب دہرے طنبور

اسی ہنگام فرحت و سرور مین وہ وقت آیا کہ صحراے فلک مین قنادیل انجم کو فراش قدرت نے منور و روشن فرمایا اور ہر سبزہ زار سنبلۂ فلک خسرو ماہ آیا زہرہ نے ترانۂ خرمی سنانا چاہا کہ نظم

بہار شام آنکھون مین پھر آئی
جمی ساحل پہ میخوارون کی محفل

ہر اک کے نیند بھر آنکھون مین چھائی

نظر کی سوے صحرا خوش ہوا دل

رات کو فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بزم عالم مین گستردہ کیا نشاط و کے پھولون کی خوشبو آنے لگی صحرا مین سناٹا ہوا ہواے سرد نے دلون مین جوش وحشت پیدا کیا عالم ہوا کہ ہائے

گل مست و طیور بوستان مست
شبنم سے تھے اشکبار اشجار

بلبل سے زیادہ باغبان مست
کیون مست نہو ہر اک صنوبر

سب بزم نشین تھے نقش دیوار
دیتی تھی بہار لالہ ساغر

غنچون کے تھے شاخ سے اشارے | تو کاکہشان ہی ہم ستارے | اس بہار کی سیر مین نئی سیر سینے

کہ بعد رہا کرنے باغبان وزیر کے قران وبرق اپنے لشکر کی طرف چلے آتے تھے یہانتک کہ اس صحرا مین جہان جلسہ ہو رہا ہی پہونچے اور دور سے ٹھہر کر تمام کیفیت دیکھی پھر اپنے لشکر مین داخل ہوکر ملکہ بہار وغیرہ سے ملاقات کرکے حال قتل ایلچی اور مہرخ وغیرہ کا بیان کیا بہار نے آثار ریحانہ ونگار کا انسے کہا برق نے حال سنکر کہا کہ ای ملکہ مین نے راہ مین جلسہ حرون کا دیکھا ہی یقین ہی کہ یہ وہی ساحرہ ہی جسکا ذکر تمنے کیا ہی پس جب یہ مقابلہ کرینگی تو آپکو زحمت ہوگی مین جاکر انکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اور کنارے دریا کے آیا از بسکہ وہ دریا جسکے کنارے ساحرہ بیٹھی ہی بہت دور تک ہی ایسا کہ لشکریان مہرخ بھی اسی بحر سے پانی لیتے ہین پس یہ عیار جب کنارے اسکے پہونچا سیر بحر جو ملکہ بہار کی طرف سے مقرر ہی اس سے ایک ہور سنکھی طلب کرکے اپنی صورت ایک زن حسینہ وجمیلہ کی ایسی بنائی بالکل شہزادی مہر رخسار وذی وقار معلوم ہوتا تھا بعینہ آفتاب دیدار تھا بلکہ خورشید کو شرماتا چہرہ ہور اسکے جمال سے کیا آنکھ ملائے شرماکر نقاب سحاب مین منھ چھپائے غیرت سے بحر مغرب مین ڈوب جائے اس روے تابان کو شمس جو دیکھے رعب حسن سے تھرائے اسکے عشق مین ہمیشہ سینہ سوزان رہے چشمۂ چشم مین تری آجائے چہرۂ بے نظیر مین بالاے الف بینی ابرو لیسان کمان کشیدہ جیسے تحریر مین الف آفتاب پر مد ہوتا ہی زلف چلیپا کے سامنے شب لف کا سواد رہوتا ہی رخسار پر اڑکر زلف کا آنا اور گیسو کا لہرانا قمر ماہ پر ابر کا چھاجانا تھا جوڑا اتر چھا بندھا تھا یا مشک نافہ تھا مانگ کا جوبن بالون مین یون ہویدا جیسے ظلمت مین راہ خضر ہیدا انہین نہین ابر مین ماہ نو نمودار رات کو کہکشان کا اظہار جبین غیرت بخش بدر مہ نو کی سامنے اسکے کیا قدر رخسار پر خال سیاہ کا جوبن یا میدان تاتار مین پڑا ہوا مشک نافۂ ختن و دہن مین لب کھولنا بیجا ہی یہ عقدہ بھلا کس سے حل ہوا ہی ہنگام تبسم اس نمک کا عالم مین شور ہی جسپر لپیا ہوا دل ہو رہی لب لعل ویاقوت کی معجون خندہ قوت روح ودافع جنون غرضکہ سراپا اسکا بے نظیر یہ اسکی تصویر

نظم

خورشید سے جیتا ہی میدان
یہ شام کو خط استوا ہی
معنی سے ہے صورت صفا ہی
بالون کی صفت بہت ہی مشکل
رکھی ہی سر پہ تیغ عریان
دونون رخ صاف باغ امید
آئینۂ قدرت خدا ہی
جب تک کہ نہو شگافتہ ہو دل
یا یہ کہ سمجھیے مانگ کیا ہی
گویا ہی قران ماہ وخورشید
کیا اسکا رقم کرون سراپا

مضمون کہاں ہین ایسے زیبا	کس طرح سے آن بان لکھیے	مقدور کہاں کہ شان لکھیے
نظارہ کرے جو چشم تحقیق	تب میرے کلام کی ہو تصدیق	اس شکل و شمائل سے آراستہ

ہوکر بجرے پر فرش عمدہ بچھاکر شست ہاتھ مین لیکر سوار ہوا اور ایک انجمن سے کہا کہ سحر سے صورت بدلکر مورنکھی پر بیٹھے اور کھیتی ہوئی چلے انجمن حسب ارشاد عمل مین لائی اور مورنکھی روان ہوئی اُس چاندنی رات مین ماہی کا شکار یہ ماہ تابان حسن کھیلتی روانہ تھی مورنکھی ہوا کی طرح سن سن چلی جاتی تھی یہانتک کہ اُسی مقام پر پہونچی کہ جہان نگار لب ساحل جلسہ جمائے بیٹھی تھی اُسنے جو دیکھا کہ ایک شہزادی مورنکھی اُڑائے جاتی ہے سمجھی کہ یہ طلسم تو بہت بڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعہ کی شہزادی سیر دریا کو نکلی ہے پس اسکو بلانا چاہیے اور صورت بھی ایسی پیاری پیاری ہے کہ جس سے تیری محفل کو رونق ہو جائیگی ازبسکہ یہ ساحرہ حسن دوست بہت ہے تاب نہ لاسکی کھڑی ہوگئی اور آگے بڑھکر پکاری کہ بہن ذرا ٹھہرنا اُس یم خوبی نے کچھ جواب ندیا اسکا اشتیاق اور زیادہ ہوا اور پھر پکار کر کہا اللہ رے آپکا غرور اور ٹھسا ہم پکارتے ہین اور آپ جواب نہین دیتین ای صاحب ذرا ٹھہریے اپنے حسن پر مغرور نہو جیے ای تو ہم کوئی رذیل نہین ہین اپنی جگہ کی شہزادی ہین قربان آپ کی بے اعتنائی کے ہم جانتے ہین کہ بجا ابھی آپکا ہے ہانگے کا نہین ہے آپ شہزادی ہین لیکن اتنا غرور سامری کو پسند نہین کہ مُنہ ہی سے نہین بولتے یہ خلاف انسانیت ہے ذرا ٹھہر جاؤ کیا ہرج ہوگا اُس قلزم جمال نے اسکے اس بکنے پر بھی کچھ جواب سے لبون کو آشنا نکیا جب تو اسکو غصہ آیا اور گھٹنون بھر پانی مین اُتر گئی اور ماتھے پر ہاتھ برسم سلام رکھا اُس بحر حسن نے جواب سلام دیکر کہا کہ بہن مجھکو معاف کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون نہین تو تمسے ضرور ملاقات کرتی یہ کلام جواب سنتے اور زیادہ جسارت تکلم ہوئی بولی کہ رنڈی اتنی باتین نہ بناتی تو کیا ہوتا کیا تمھارے دشمن کسی کے نوکر ہین جو میان خفا ہونگے دیر کیا ہوتی ہے ایسی باتین مین بہت جانتی ہون تم مجھکو کیا چکمون مین اڑاؤگی مین تم ایسی سو کو راہ بتاؤن لو صاحب ہمارا تو اس پیار سے بُلانا اور آپکا یہ اترانا جُروا تو ناک چوٹی مین گرفتار کیون ہے اتنا بھی روکھا آدمی مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا ہے ذرا یہان ٹھہر جا چاندنی کا جلسہ دیکھکر چلی جانا دو ایک جام شراب کے ہم تم ساتھ پینگے ذرا ہنسین بولینگے اور ہمارا کیا کام ہے تجھ سے عیار نے یہ گفتگو سنکر تیوری چڑھا کر کہا ای بی ہوش مین آؤ حواس پکڑو عقل کے ناخن لو بھلا مجھسے تمسے کہان کی جان پہچان ہے جو اتنا جلد پھیل پڑین پھر پیچھے ٹھہرٹ ہوگئین بلا کی طرح چمٹ گئین واہ واہ واچو چلے کی خوبی بزرگی خوردی سب اس دریا مین

ڈوبی نگوڑی مین کیا جانون کہ تم کون ہو تمھین میرے روکنے سے کیا مطلب مین اپنی راہ جاتی ہون تمھین کیا معلوم کہ کوئی
کس کام کو جاتا ہی کس کام کو نہین جاتا ہی تمسے کوئی کیا بتائے تمتو لیٹ پڑین کہ یہان آؤ یہان آؤ ای بی ذرا تمیز
سیکھو بڈھی ہوجاو اب تمیزی یہ کچھ نگار نے کہا ماشاء اللہ کیا فر فر زبان چلتی ہی جھاڑ کا کانٹا ہو گئین ہماری تو محبت اور
عاجزی آپکی بے پروائی آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین آپکو خود تمیز نہین آدمی سے آدمی ملتا ہی ہم مین نے پکار لیا تو کیا قیامت
ہوئی ای بی آدمی کو آدمیت لازم ہی تمکو اتنی تو انسانیت نہ آئی کہ مین پانی مین تمھارے لیے اتر آئی اور تم
نہ ٹھہرین ہان ہان سچ ہی تمھارا کوئی منتظر ہوگا اُسکا پاس کروگی یا میرا سامری کی قسم مین نے ایسی اول
جلول اور جلد باز رنڈی نہین دیکھی خیر اچھا اپنے منتظر کی جہان اتنی دیر جدائی شاق رہی وہان اور لمحہ بھر
سہی تمھین اپنے چاہنے والے کی قسم تمھین اپنے دیدون کی قسم ذرا ٹھہری جاؤ بھئی آگے جائے تو دیدے رہی
پھوٹین۔ اُس گو سر محیط خوبی نے جواب دیا کہ ای واہ تمتو خوب فیل لائین ای بی میرا منتظر انگوڑا کون ہوگا یہ
تم ہی ایسی اُدماتی ہو کہ جنگل مین منگل کر رہی ہو یہ کھو کسی کے انتظار مین یہان آکر بیٹھی ہو مجھکو بھی یہی راہ
سکھایا چاہتی ہو سو میری جان یہ بخیریت ہی بندی ایسے بھرے مین نہین آنیکی یہان جمشید کی قسم میرا کلیجہ دھک
دھک کر رہا ہی کبھی اتنی دور اکیلی کاہیکو آئی تھی آج شامت جو آئی ادھر نکل آئی مین کمبخت کیا جانون اندھیرے
اُجالے نکلنا میرا دیدہ ایسا موٹا کاہیکو ہی کہ غیر جگہ اُتر پڑون اسوقت دل کا سامری حال جانتے ہین بوٹی
بوٹی میری کانپ رہی ہی جب گھر پہنچون تو زندگی دوبارہ ہو۔ اُسنے کہا ای بی یہ باتین نہ بناؤ یہان کوئی
غیر نہین ہی ہم بھی ملازم شہنشاہ کے تم بھی اُنکی رعیت کسی آدمی کی ایسی طاقت نہین جو ہمسے آنکھ
ملائے تم خوف نکھاؤ اُتر آؤ ہماری جان کی قسم زیادہ نہ ٹھہرنا لمحہ بھر مین چلی جانا مین کوئی پاجی نہین ہون کوہ
ریحانیہ نگارستان کی شہزادی ہون اُسنے جواب دیا کہ یہ تم سچ کہتی ہو لیکن بڑے بھیا کی طبیعت بہت خراب
ہی وہ اگر سن لینگے تو مار ڈالینگے نگار نے کہا آؤ بھی چلی بھی آؤ عیار کو اترنا تو منظور تھا ہی بعد عذر بسیار ہو نیچے سے
اُترا اُسنے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لیجا کر بٹھایا ساقی نے جام دیا اس نازنین نے شرما کر جام ہاتھ سے رکھدیا اور نیچی نگاہ
کر کے بیٹھی نگار اسکا حسن و جمال دیکھکر فریفتہ ہو رہی تھی اُسکی گردن مین ہاتھ ڈالکر گویا ہوئی کہ ای بہن
تمھین شرم بہت ہی تم یہان میدان مین نہ بیٹھو میری باجی اماں ریحانہ پاس چلو اُس عیار شوخ و طرار نے
جھجک کر کہا ای بی کیون مجھکو دیوانی بنایا ہی نا صاحب ہان مردانہ ہوگا کیا تم میری آبرو کے پیچھے پڑی ہو
سامری کی قسم اباجان تو خیر بڑے بھیا اگر یہان کا ٹھہرنا سن پائین تو میرے دھرّے اڑادین نہین معلوم میرا

کیا حال کرین نگار یہ تقریر سنکر چپ ہوئی لیکن اُسکو تاب کہان پھر بولی کہ ای بہن تم بہت آدمیون مین شرماتی
ہو تو چلو وہ جو سامنے سبزہ زار ہی وہان ہم تم چلکر بیٹھین یہ عیارا اِس کلام پر چپ ہو رہا اور وہ اِسکا ہاتھ پکڑکر
اُٹھی نگار مستفسر ہوئی کہ تمکو کچھ گانا بھی آتا ہی اِسنے کہا گانا رونا سب کو آتا ہی بس یہ سنکر خواصون
سے کہا کہ ستار اور بایان لیکر چند آدمی میرے ساتھ آؤ کنیزین حسب الحکم عمل مین لائین اور یہ کچھ
دور جلسہ کے مقام سے آکر لب ساحل بیٹھی اور کشتی شراب طلب کی اور اِس نازنین سے کہا کہ مین بایان
بجاتی ہون تم ستار چھیڑو گانے مین تمھین شرم آئیگی یہ تو ہاتھ کا کام ہی اِسنے اُسکے اصرار سے ستار کی طرین
درست کر کے اِسطرح بجایا کہ در و دشت کو مست بنایا کہ

نظم

سنتے ہی وہ نغمہ بھی کہان تاب
ہونے لگا دل مین خود بخود درد
نکلی بھی تو لب سے واہ نکلی
ہر چشم پُر آب چاہِ سیماب
جامے سے ہوئے سب اپنے باہر
ہر واہ کے ساتھ آہ نکلی
ہوش اُڑ گئے چہرہ ہو گیا زرد
ہاتھ اُٹھ گیا ہل گیا کبھی سر

نگار محو ہو کر تعریف کرنے لگی اور جام شراب سے لبریز کر کے قسمین دینے لگی کہ تم بھی پیو اِس عیار نے جام لیکر لبون سے لگایا اور مُنھ بنا کر کہا
یہ شراب بہت تیز ہی میرے کام کی نہین مین اپنے نشہ کی چیز پاس اپنے رکھتی ہون یہ کہکر ایک قلم شراب
کی کمر سے نکالی اور کہا دیکھو یہ شراب مین پیتی ہون پھر اُس شراب کو گلابیون مین ملا کر ایک جام
بھر کر نگار کو دیا وہ بے وسواس پی گئی اسنے ایک ایک جام اور جو عورتین تھین اُنکو دیا کہ سب پی گئین
اور کچھ ہی عرصہ مین مع نگار ہر ایک بیہوش ہو گئی عیار نے خنجر نکالکر بے وسواس پہلے نگار کا سر جدا
کیا پھر اورون کو قتل کرنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا ساحر جو الگ کھڑے ہوئے تھے غل سنکر دوڑے اور
اُدھر ریحانہ کو بھی خیال آیا کہ بہن میری دیر سے گئی ہی مین بھی جا کر دیکھون بس اُڑ کر چلی اور اُسوقت
آکر پہونچی کہ برق جادوگرنیون کو مار رہا تھا اِسنے آتی ہی سحر پڑھا کہ برق بحس و حرکت ہو گیا اور یہ زمین
پر جو اُتری بہن کا اپنی سر جدا پایا بس گریبان اپنا پھاڑا اور نعرہ آہ مار کر پچھاڑ کھائی پھر لاشہ ہمشیر لیکر
بین کرنے لگی کہ ای میری ناشاد و نامراد بہن ہاے مین کہتی تھی کہ تو سیر کو آگ لگا میرا کہنا نمانا ای بیٹا مجھے
اکیلا کر گئین ای بہنا اپنی جندڑی پر یہ آفت تمنے لی میری کمر توڑ گئین ابھی تمنے دنیا کا کیا دیکھا تھا ہاے
مجھ بڑھیا کو موت نہ آئی ای بیٹا اپنی نہ کچھ کہی نہ میری سُنی ہاے مجھسے ایسی بیزار ہوئین کہ اب تم سے نہین
بولتین افسوس اب کسی بات سے تمھین مطلب نہین ای بیٹا سیر کرنے جاؤ ای فرزند اب پھر مجھسے ضد کر کے

اٹھلاؤ آؤ میری گود مین مچل جاؤ پھر جیکے چلے مجھکو سو پھر روٹھ کر مجھسے الگ جا کر بیٹھو ہائے اب تم کچھ نگر دگی تمھارا یہ حال ہی کہ نظم

سو تخت کہ بوریا برابر
تقویم کہن قوائے جسمانی
تہ کردہ کتاب زندگانی

ٹھگر اسکے چلیے جو کوئی اچھا
بیگانہ و آشنا برابر
تربت پہ چڑھاؤ گل انھین کیا

دنیا کی طمع نہ حرص دولت
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک
تن خاک ہر ایک آرزو خاک

اک عالم بیکسی و غربت

الغرض رو پیٹ کر لاش بہن کی اٹھوا کر برق کو گرفتار کیے اپنی بارگاہ مین آئی اس عرصہ مین خنجر آفتاب سے عیار روز نے سر ساحرۂ شب کا جدا کیا اور نقش و نگار انجم کو ضیاے مہر نے مٹایا نظم

نظر جسدم پڑی نور سحر پر
نظر آئے گریبان چاک یکسر
ادھر تو رنج و غم کا یہ سبب تھا
ادھر مہ کو بھی داغ ہجر شب تھا

صبح کو تمام ساحر لشکر کے اور سردار وغیرہ حیرت کے اسکی بارگاہ مین جمع ہوئے اور بڑے دھوم سے لاش نگار کی اٹھوائی رسم تعزیت ادا کی دن بھر اسی رنج والم مین ہر ایک رہا جب فلک پر بنات النعش بصورت جنازہ ظاہر ہوا اور عالم سواد شب سے سیاہ پوش نظر آیا ابیات

کہ جب چمکا مہ تابان فلک پر
اندھیرا چھا گیا نظرون مین یکسر
ہر اک ساحر کا دل تھا رنج سے خون
سنو اب قتل ریحانہ کا مضمون

یعنے سر شام اسنے برق عیار کو ایک قفس مین بند کر کے سامنے اپنے رکھ لیا اور بفرط غضب نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے طبل جنگ بجا اور اسنے کہا کہ کل تمام نمکحرامون کا عوض مین اپنی بہن کے کام تمام کرونگی پھر اس عیار کو بڑے عذاب سے مارونگی الغرض جب اسکے لشکر مین نفیر سحر بجی طائران سحر نے سامنے بہار وغیرہ کے جا کر خبر عرض کی ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی غلغلہ لشکر مین برپا ہوا تیاری حرب اور درستی آلات جدال ہونے لگی صداے طبل رزم جب ضرغام عیار نے سنی یہ برق سے بھی پہلے پھر عیاری روانہ ہوا تھا بس اسوقت گھبرایا کہ تو دو روز سے پھر رہا ہی اور کچھ نہین ہو سکتا برق نے جاتے ہی فیصلہ کیا آج تو بھی صبح نہونے دے کہ ساحرہ اگر تیرے لشکر کو رنج پہونچائے بس اسی فکر مین ساحر بنا ہوا لشکر حریف مین پھرنے لگا اتفاق روزگار سے کیفیت سنیے کہ ملکہ حیرت نے اپنی وزیرزادی یاقوت جادو سے کہا کہ تم مع چند سردارون کے کھانا لیکر ریحانہ پاس میری طرف سے جاؤ اور اسسے کہیو کہ غم مین کھانا نہین کھایا ہی سمجھا کر کھلاؤ یہ حکم سنکر یاقوت و صورت نگار و شیاطین وغیرہ چند سردار خوانہاے طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوئے حیرت نے صرصر عیارہ کو بلا کر فرمایا کہ تو بھی کھانے کے ساتھ جا ایسا نہو کہ کوئی

عیار دست اندازی کرے عیارہ بھی عقب سرداران بانہ عیاری کے پہنکر روانہ ہوئی اور راہ مین ضرغام نے
ان سبکو جاتے دیکھا پہلے تو ساحرون کو دیکھکر چھپ رہا مگر کھانا وغیرہ جاتے دیکھا تو سمجھا کہ بیشک اسکے ہمراہ کوئی عیارہ
بھی ہو گی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ صرصر کو آتے دیکھا بس ایک مقام تنہا پر جب صرصر پہونچی چھپٹ کر قریب گیا اور کہا
استانی جی بندگی صرصر نے ہر چند کہ یہ صورت بدلے ہوئے تھا مگر پہچانا اور برا بھلا کہنے لگی کہ تیری استانی کے منھ کو جھلسا
اور تیرے استاد کو گھری گور مین تو یون نگوڑے تو اپنی بدذاتی سے نہین باز آتا ضرغام نے کہا استانی تم خفا نہو یہ تو بتاؤ
کہ آج تم سست کیون ہو اسنے کہا تیری ایسی تیسی کی تو پھر وہی کیے جاتا ہی استانی تیری کون ہالزادی فاختہ ہی
اسنے کہا اچھا یہ بتاؤ استاد نے عیاری کیسی کی عیارہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ شاید عمرو طلسم کو کب سے آگیا ہی پس
یہ سوچکر کہا وہ موا استاد تیرا کیا یہان آیا ہی اسنے کہا واہ آپ ایسی غافل ہین اور وہ آپکو گود مین لیا چاہتے ہین
پیچھے کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ اسنے گھبرا کر پیچھے کی طرف دیکھا عیار نے کمند کا حلقہ گردن مین پہنا دیا وہ اسطرف
پھری تھی کہ اسنے حباب بیہوشی مارا وہ چرخ کھا کر گرا چاہتی تھی کہ اسنے چادر عیاری مین اسکو لپیٹا اور لیکر
بھاگا اور جنگل مین لا کر ایک غار مین اسکو ڈالکر خوب بیہوش کر کے پیرہن اسکا لیکر آپ پہنا اور اسکی ایسی صورت اپنی بنا کر تیار
ہوا اور کمند کے پھندے دوش پر ڈالے جنت مفر کو روانہ ہوا اس عرصہ مین یاقوت وغیرہ کھانا لیے بارگاہ ریحانہ مین آ چکی تھین
کہ اسنے بھی لوگون سے انکو دریافت کر کے بارگاہ مذکور مین اپنے تئین پہونچایا یاقوت نے پوچھا کہ ای صرصر تم کہان
رہ گئین تھین اسنے کہا رفع احتیاج کو ٹھہر گئی تھی یہ لوگ جو کھانا لیکر آئے تھے ملازم اور خورد وغیرہ انکو سبکو باہر نکال دیا
کہ مجھکو حکم ملکہ کا بہر حفاظت طعام ہی تم مین عیار نہ ملکر چلے آئین وہ سب اسکے کہنے سے چلے گئے اور اسنے سب
خوانون سے مہر توڑ کر کھانا دیکھنا شروع کیا اور ادھر ریحانہ نے یاقوت و شیاطین وغیرہ کی تعظیم کر کے
صف ماتم پر بیٹھا کر بعزت تمام بٹھایا پہلے تو سینے پر بسا دیا پھر آخر ایک نے دوسرے کے منھ پر سے آنچل ہٹایا اور زبانی
نصیحت دا کیا کہ سنو میری جان ہمیشہ کوئی جیا نہین جسنے مان کا پیٹ دیکھا اسنے روئے گور ضرور دیکھا
سوا اسے صبر کے چارہ نہین ای ریحانہ ملکہ حیرت نے اپنے سر کی قسم دی ہی اور فرمایا ہی کہ مین بھی کھانا نکھاؤنگی
اگر وہ کھانا نکھائیگی پس مناسب ہی کہ اپنی شہزادی کا کہنا مانو اور کھانا نوش کرو ادھر تو یہ سب فہمایش
مین مصروف ہین اور ادھر عیار یعنی صرصر نقلی نے تمام کھانے مین بیہوشی ملا دی آخر ریحانہ کھانا کھانے
پر راضی ہوئی اور یاقوت نے دسترخوان طلب کیا عیار مذکور نے دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اور سبنے
کھانا شروع کیا اور جب پانی طلب کیا عیار ہی نے پانی بھی بیہوشی آمیز پلایا ریحانہ کی انیسین وغیرہ

بھی بسبب عجز اپنی مالکہ کے طعام ترک کیے ہوئے تھین اُنھون نے بھی کھانا کھایا کھاتے ہی کھاتے بیہوش
ہر ایک ہوگیا عیار نے ملازمون کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ اندر نہ آنا اسوقت دربارگاہ کے پردے کا تکمہ دیکے
اور خنجر کھینچکر پہلے ریحانہ کا سر جدا کیا اسکے مرتے ہی برق جو قید تھا اُسپر سے سحر اُتر گیا اور قفس کی کٹھری
توڑکر وہ بھی نکلا اور جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی مگر اُس جلدی مین صورت کیا بدلی جائے
اسنے دھوتی باندھ مُنھ چادر سے چھپا بدن پر زخم کے نشان بنا کپڑون پر زرن چھڑک کر انھین بیہوش شدہ
لوگون مین اپنے تئین پہونچایا اور لیٹ رہا یہ اسلیے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل مچا تھا تو جانتا تھا کہ ساحر لشکر کے
یہان ضرور آئینگے پس مین ٹھہر رہون اور کچھ کام کرون غرض اُدھر تو مرگ ساحرہ سے غلغلہ بلند ہوا اِدھر
عیار نے جلد جلد چند ساحرون کے سر کاٹے شور زیادہ بلند ہوا ساحر جو باہر تھے انمین جو بہادر تھے وہ تو بارگاہ
کی طرف دوڑے اور باقی ملکہ حیرت پاس اُڑکر گئے وہ منتظر یاقوت بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر فریاد کی یعنی
پکارے کہ ای ملکہ غضب ہوا وہان سب مارے گئے ملکہ مذکور یہ خبر سنکر گھبرائی اور بزور سحر اُڑکر چلی یہان عمر عیار
نے سو ڈیڑہ سو مصاحبون ریحانہ کے سر کاٹے تھے اور یاقوت وزیرزادی کا سر کاٹکر شیاطین کے سینہ پر
سوار ہوا تھا کہ ایک برق چمکی یہ سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس جست کرکے سر اُٹھا کر بھاگا اور وہ برق اندر حیرت
سے چمکی تھی چنانچہ وہ بارگاہ مین اُتری اُسکے ساتھ چند خواصین اور زمرد بہن یاقوت کی تھی اور باہر سے
جو ساحر کہ دوڑے تھے وہ بھی اندر بارگاہ کے آئے اور سب نے ایک سیل خون بہتے دیکھی صدہا ساحر کی گردن
جدا جسم سے پائی زمرد نے اپنی بہن کو مقتول دیکھکر گریبان چاک کیا اور بین کرتی ہوئی لاش سے دوڑکر
لپٹی کہ ای میری مان جائی ای میری ساتھ کی کھیلی تونے میری کمر توڑ دی ہاے اس بہن کو موت نہ آئی ہاے
مین ناشاد تیرا مردہ دیکھنے کو جیتی رہی افسوس یہ کیا غضب ہوگیا ہاے آج بچپنے کا ساتھ چھوٹ گیا غرض
یہ تو بین کر رہی تھی کہ برق جو زخمی بنا پڑا تھا اُسنے لیٹے لیٹے کمند ماری کہ حلقے اُسکے گردن و کمر مین زمرد کے
پیچیدہ ہوئے اور یہ گھبرا کر سحر پڑھنے لگی اور دُھوان بنکر کمند سے نکلی اور بھاگ کر فرط خوف سے الگ کھڑی ہوئی
مارے ڈر کے گھگھی بندھ گئی ساحر کہتے ہوئے کہ ارے کیا ہوا ارے کیا ہوا پاس آئے برق سمجھا کہ اب تم پکڑ جاوگے
پس لوٹ مار کر ایک قنات پاس پہونچا اور اُسکو چاک کرکے باہر نکلگیا یہان ہزارہا مشعلین روشن ہوگئین کون
تھا کون تھا کا شور و غوغا مچا حیرت نے باران سحر برسایا کہ جو ساحر قتل نہوئے تھے اُنکو ہوش آیا شیاطین بھی
اُٹھا اور کیفیت سے واقف ہوکر گویا ہوا کہ ای ملکہ مین یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا

اوطبل سفر اُسی وقت بجوا کر کوچ کر گیا اور کہتا گیا کہ مین جاکر اپنا عوض مہرخ سے لیتا ہون کیونکہ عیارون سے
چھپکر اپنا کام کرنا چاہیے غرضکہ لاکھ ساحر اپنے لیکر یہ تو چلا گیا اور حیرت لاشہ ریحانہ پر خوب روئی پھر سب لاشان
کو اُٹھوایا اور ملکہ صورت نگار بھی قتل ہونے سے بچ رہی تھی اُسنے جاکر مصور سے یہ سب حال کہا اُس
مردود نے جواب دیا کہ مین تصویرین سب عیارون کی کھینچ چکا ہون کچھ ہی کسر باقی ہے اب ان سب کو مارونگا
فی الجملہ ایسا ہی ہنگامہ برپا رہا حیرت روتی ہوئی لاشین اُٹھوا کر بارگاہ مین آئی ادھر عیارون نے جاکر
بہار وغیرہ کو جملہ حقیقت سنائی وہان جو طبل رزمی بجا تھا تیاری ہو رہی تھی وہ موقوف رہی لاادرون
نے کمر کھولڈالی اسی معرکہ مین شب نے بھی مثل روح تیرہ ساحران جسم عالم سے نکلکر راہ گریز اختیار کی اور
تیرگی بسان تیرگی سحر دنیا سے روان ہوئی کہ بیت کہ جب شب کی بڑھی بیرانہ سالی +
فروغ صبح نے کی پایمالی + وقت سحر مہرخ نقلی دربار مین آئی سب سردار بھی زیب دہ کرسی دنگل
ہوئے اور حیب سے کہ برق وقران آئے ہین اور حال مہرخ اصلی بیان کیا ہے کہ اسطرح ملک کوکب
مین ملکہ مذکور گئی تھین اب بحشم و خدم تشریف لایا چاہتی ہین یہ حقیقت سنکر سب سردار جانتے ہین کہ
یہ مہرخ اصلی نہین ہے اور اُدھر مہرخ جو سحر شیاطین سے رہا ہوکر روانہ ہوئی مع تمام لشکر کے آتے آتے
اپنے لشکر قدیم کے قریب پہونچی ایک منزل بھر اِدھر درہ کوہ مین بارگاہ استادہ کرائی اور لشکر کو حکم قیام دیا اور
آپ ایک شقہ بنام سرداران لشکر قدیم لکھا یہ مضمون اُسکا تھا کہ ہا بدولت و اقبال بصد جاہ و جلال
اِس مقام پر پہونچے ہین اب داخل لشکر فیروزی اثر ہوا چاہتے ہین چاہیے کہ بمجرد دیکھنے شقہ خاص فیض
اختصاص کے تاج و تخت لیکر مع اسباب ترک و جلوس شاہی چند سردار برسم استقبال حاضر بارگاہ معلی
ہون اور مورد الطاف خسروانی اپنے تئین کرین یہ شقہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا یہان سب دربار مین بیٹھے
تھے کہ طائر شقہ لیکر آیا ملکہ بہار نے وہ شقہ لیکر پڑھا اور مہرخ نقلی کی طرف دیکھکر مسکرائی عیار بھی سب
موجود تھے اُنکو وہ شقہ دیا اُنھون نے اُسکو پڑھکر مہرخ نقلی سے کہا کہ یہ رقعہ ملک کوکب نے ہمکو بھیجا ہے
اِسکے جواب دینے کے لیے آپ سے تنہائی مین کچھ مشورہ کرنا ہے الگ تشریف لائیے وہ سنکر ایک صحنچی مین علٰحدہ
آئی عیارون نے اُس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر چلی جاؤ سرکار سے تنخواہ تمھارے لبسر اوقات کو ملیگی یا اس لشکر
مین مثل اور سردارون کے رہو کسلیے کہ مالک سلطنت اب تشریف لاتی ہین یہ سننا تھا کہ وہ بہت خفا ہوئی
اور کہا ای بے ادبان ہے شرط کہ تمکو اس گستاخی کی سزا دلواؤن تم نہین جانتے ہو کہ مین مالک لشکر و تخت ہون

میری جناب مین ایسے بیہودہ کلام تم کرتے ہو عیار سمجھے کہ اسکو فرِ اسلطنت کا پڑگیا ہی اور فرط عیش سے دماغ مین خلل آگیا ہی خیر ہمنے تو چاہا تھا کہ اسکو رتبۂ عالی پر پہونچا دیا ہو اب اسکو آزار نہ پہونچے مگر یا جاری ہی بس یہ سمجھکر اُسکے منھ پر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی غرض عام عیار نے تاج شاہی اور قبائے فرمان روائی اسکے جسم سے اُتار کر اُسکا وہی پرانا لباس جو وہ اول مین پہنے ہوئے تھی پہنا دیا اور شتیارہ مین لپیٹکر لشکر سے دور تر صحرا مین لاکر شتیارہ سے کھولکر لٹا دیا اور بھول دافع بیہوشی ناک کے پاس رکھکر آپ لشکر مین چلا آیا وہان کچھ دیر کے بعد وہ ضعیفہ ہوشیار ہوئی آنکھ کھُلتے ہی وہ خواب وحشتناک دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے جلد آنکھین بند کرلین دماغ بوے حکمرانی سے مملو تھا پکارنے لگی کہ کوئی حاضر ہی وہان جو آیا کون ہے صحرائے لق و دق اور بیابان وحشت زا اُسنے پھر پکارا کہ ای بہار و ای مخمور و ای فلان فلان کیون تمھاری شامت آئی ہی کہ میرے کلام کا جواب نہین دیتی ہو ارے کوئی ہی لیجائے اور انکو سزا دے اس کہنے کی بھی کسی نے سماعت نہ کی اُسوقت یہ پھر للکاری کہ ای ملازمان نابدولت کچھ تمکو عتاب شاہی کا ڈر نہین جو تعمیل حکم مین فرق کرتے ہو غرض تا دیر یہی صورت رہی کہ کبھی اُٹھکر بیٹھتی اور آنکھین کھولتی تو درختان صحرا کو سواران لشکر اور سنتری سمجھتی اور سبزہ کو فرش مخمل سبز تصور کرتی کبھی ساقی کو پکارتی اور کبھی جام کی طرح منھ سے لگاتی اور غٹ غٹ کی صدا بلند کرتی کبھی

ابیات

روان اسم ان خواصون کے زبان پر
جو تھین خدمتگزار اسکی وہان پر
یہ کہتی تھی کہان ہو پاس آؤ

مجھے پھر صورتین اپنی دکھاؤ
ابھی سے مجکو بھولین تم غضب ہے
نہین معلوم کیا اسکا سبب ہے

شہنشاہ زمان میرا لقب ہے
میرے زیرنگین یہ ملک سب ہے
مین مہرخ ہون یہانکی بادشاہون

سراپا نور مین ظل خدا ہون

فی الجملہ یہ سودائے خام اور تصور نا تمام جب کچھ کم ہوا تو آنکھین پھاڑ کر چارطرف اُسنے نظر کی اور سمجھی کہ عیار مجھکو صحرا مین چھوڑ گئے ہین اب سریر جہانبانی پر بیٹھنا غیر ممکن ہے یہ سوچکر ایک پتھر اُٹھا کر اپنے سر مین مارا کہ سر پھٹگیا اور یہ تڑپ کر ہلاک ہوئی چلیے فرصت شد خس کم جہان پاک اُدھر مہتر قران نے چند سردار اپنے ہمراہ لیے اور دو تین ٹلٹنین اور رسالے بھی ساتھ چلے تاج شاہی تخت حکمرانی پر رکھکر جلوس اور اسباب تزک لیکر ملکہ مہرخ کے استقبال کو روانہ ہوئے

نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
بیدار تھے مردے زیر تربت
جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے

ٹوپی عمہ دھمسہ اچھالتے تھے
وہ تخت کہ مثل تخت جم تھا
تسلیم کو آسمان بھی خم تھا

باجون کی یہی صدا مبارک	یہ تاج و نگین شہا مبارک	سجکر چلے پلٹین رسالے
تجھے جان کے کافرون کو لالے		

یہ تو اسطرف چلے اور مہرخ انتظار آمد جلوس مین اُتری ہوئی کہ
شیاطین جو کوچ کر کے چلا تھا اُسنے درۂ کوہ مین اِسکو اُترے دیکھا کیونکہ منزل بھر پر تو یہ اُتری ہی
ہوئی تھی اُسکے راستہ مین اِسکا لشکر پڑا غرضکہ ساحر مذکور نے اِسکو دیکھکر قصد رزم کیا اگرچہ سوچکر لشکر اپنا
اور راہ سے جانب شہر ملبیسیہ روانہ کر دیا اور آپ چھپکر سحر پڑھا کہ سامنے لشکر مہرخ کے ایک دیوار پیدا ہو کر
دور تک کھنچگئی اور اول مرتبہ کی طرح ایک طرف دریا ایکطرف صحرائے سبزہ زار پیدا ہو گیا شیاطین جب
یہ سحر کر چکا لشکر حیرت مین پھر آیا کہ یہ مقام قریب تر تھا ملکہ حیرت غم مین اپنی کھلائیون کے مبتلا تخت
پر بیٹھی تھی کہ یہ آکر پہونچا اور کہا ای ملکہ آپ غمگین نہون مین نے مہرخ کو اِسطرح مقید کیا ہی اب جبتک
کہ مین زندہ ہون کوئی اُسکو چھڑا نہین سکتا حیرت جواب دہ ہوئی کہ اُسکے مددگار بہت ہین وہ
مقید نہ رہیگی تم جاکر اُسکو مار ڈالو اِسنے کہا اچھا مین شہنشاہ سے پوچھ لون تو جاکر مار ڈالون یہ کہکر
باغ سیب مین گیا اور بادشاہ کو مجرا کر کے تمام ماجرا عرض کیا کہ ملکہ عالم کی رائے قتل مہرخ کو کرینگی ہی آپ
بھی اجازت دین بادشاہ بھی حال مرگ ریحانہ وغیرہ سنکر رنجیدہ بیٹھا تھا بے تامل گویا ہوا کہ اچھا زیور
اور گلزار کو رہنے دینا مہرخ کو جاکر مار ڈال یہ حکم سنکر اُسنے تسلیم کی اور پھر چلا جب دریائے خون رواں کے
پار اُترا اقضارا مہتر برق بالادوی کو ادھر آیا تھا اُسنے اِسکو جاتے دیکھا دل سے کہا یہ ملعون خیمہ مین ہمارے
ہاتھ سے بچگیا اب بن پڑے تو مار ڈالو بس یہ بھی بطور مخفی پیچھے پیچھے اِسکے چلا کچھ دور چلکر وہ اُڑا عیار بھی
اُسی طرف کہ جدھر وہ اُڑا جاتا تھا نہایت تیز روی سے روانہ ہوا یہانتک کہ ساحر مذکور اُسی دیوار کے
قریب جو کہ اُسنے بنائی ہی پہونچا اور دیوار کے اُدھر چلا گیا برق دیوار سے ہٹکر ایک جگہ چھپ رہا وہان
مہرخ شقہ روانہ کر کے بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر عرض کیا ای ملکہ ایک دیوار سامنے لشکر کے کھنچی ہی
دریا بھی ہی صحرا بھی ہی شاید ہم پھر مسحور ہو گئے ہین یہ خبر سنکر ملکہ گھبرا کر باہر بارگاہ کے آئی دیکھا تو واقعی
سیہ بختی نے سر بلندی پائی ہی دیوار سیاہ اُٹھائی ہی بنیاد ستم کسی یاجوج منش نے ڈالی ہی نئی آفت ڈھالی
ہی دیوانہ مردانہ وار مقابلہ نہین کرتا ہی نامرد ہی جو پس دیوار چھپتا ہی نہایت درجہ مفسد و رخنہ پرداز ہی جو آدمی
مین قصور نہین کرتا ہی غرضکہ ملکہ مذکور ایسا کچھ دل سے سوچکر دوسری سمت جو چلی اُسطرف دیکھا تو ستارہ
قسمت کا برج آبی مین آگیا ہی ایک دریائے زخار موج مار رہا ہی ہر حباب بسان چشم دشمن آنکھین دکھاتا ہی

ملکہ اُدھر سے جب تیسری جانب قدم زن ہوئی تو بیابان پُر خار کو غیرت بخش صد بہار پایا فی الجملہ آفت و صعوبت نے مُنھ دکھایا لشکر مین تلاطم پڑگیا ہر سمت یہ ہنگامہ تھا کہ بمقتضاے ابیات

جوان ہر ایک غصہ مین بھرا تھا
برابر زخم ہر دل کا ہرا تھا
کوئی کہتا تھا بیشک اب ہمارا
بُرا آیا ہی گردش مین ستارا
بلاشک رنج آئیگا کوئی بیش
چُبھینگے پھول دلمین صورت نیش
کہان سے یہ بلا بیوقت آئی
بُری ساعت مقدر نے دکھائی

بعض ساحر جو زبردست تھے وہ پرواز پیدا کر کے اُڑے اور دیوار سے اُدھر نکلجانا چاہا لیکن ممکن نہوا گر گر اسی طرف گرے یہ سبب اس ہنگامہ مین ہی یکین شیاطین جو دیوار پھاندکر اسطرف آیا یہ صحرا الود ور تک ہی وہ ایک مقام تنہا مین آکر بیٹھا اور اگیاری کر کے تادیر سحر پڑھتا رہا یہانتک کہ مہرخ کے جتنے پر جادو کے تھے اُنکو اپنے قبضہ مین اُسنے کیا ملکۂ مذکور تو غافل کھڑی تھی کوئی سامنے ہوتا تو مقابلہ کرتی اُسنے بخوبی کام اپنا کر کے پرواز کی اور سر ملکہ پر آکر تھرایا ملکہ کا لیا دبی رہی تھی کہ وہ جھپٹ کر گرا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا گلزار و زیور وغیرہ مع چند ساحرون کے لیٹا لیٹا کھکر اُڑین اور نارنج و ترنج بھی لگائے مگر پہلے سے مسحور و محصور یہ سب ہین اُسپر کچھ اُنکے افسون نے اثر نکیا اور نہ یہ اُسکے قریب پہونچ سکین اور وہ دیوار کے اسطرف کو نکل آیا لشکر مین پس دیوار غوغاے عظیم برپا ہوا ایسا کہ ادھر برق عیار جو ٹھہرا ہوا تھا اُسنے بھی سُنا اور گھبرا کر جو اوپر دیکھا تو مہرخ کو پنجہ ساحر ستمگار مین دبا پایا عیار مذکور نے اتنی دیر مین کہ جتنے عرصہ تک ساحر ملکۂ مذکور کو پکڑنے گیا تھا اپنی صورت مثل ایک سردار شیاطین کے بنائی تھی کیونکہ یہ اُسکے سردارون کو دیکھ چکا تھا اسوقت اُنمین سے جس کسیکا کہ نقشہ خوب یاد تھا اُسکی ایسی صورت بنا اسلیے کہ ساحر مجکو دیکھ بھی لیگا تو یکایک گرفتار نکریگا المختصر ملکہ کو اسیر پنجہ ظلم ساحر ستمگر جو اسنے دیکھا عقب ساحر مسطور یہ بھی چلا اور ساحر نے یہ سمجھ کر کہ یہان سے لشکر اسلامیان قریب ہی مبادا اس مجرمہ کو مین نہ قتل کر سکون کوئی اسکا مددگار ساحر یا عیار آجائے پس یہ سوچکر سناٹا بھرے بعد قطع مسافت راہ اپنی زمین حکومت مین آیا عیار موصوف بھی اسکے نیچے نیچے بطور مخفی نہایت تیزروی سے چلکر ساتھ ہی پہونچا اور الگ ٹھہر کر جو دیکھا تو اُس ساحر کو ایک غار مین کودجاتے دیکھا یہ ٹھہر رہا اور بعد لمحہ کے یہ بھی قریب اُس غار کے آیا مگر اسکو وہ غار ند کھائی دیا کسلیے کہ یہ غار دروازہ قلعہ ابلیسیہ ہی اور حال اسکا اول مین بیان ہوچکا ہی پس جب کوئی ساکن شہر آتا ہی غار ظاہر ہوتا ہی باقی ناپدید ہوجاتا ہی غرض عیار مذکور یہان کے ساکن شہر کی ایسی صورت تو بنے ہوئے تھا پکارا کہ ای محافظان

غار کہ یا آج مجکو رستہ نمائیگا یہ صدا دیتے ہی پھر وہ غار ظاہر ہوا یہ بسم اللہ کہکر اُسمین کود گیا اور تا دیر غلطان و پیچان رہا آخرش پر پانون لگا تو دیکھا ایک صحرا ہے سبزہ زار ہے ہر طرف پھولون کا انبار ہے ہزار ہا چشمہ و چکا بو جاری سرگرم اہتمام باد بہاری ایک طرف باغ پُر بہار لگا نظر آتا ہے دم باد صبا کی زبانی اپنی سرسبزی کی خبر عالم مین بھجواتا ہے دشت مین بھی گلستان سے زیادہ لطف بہار ہے جو گل اور گلغنہ طرحدار ہے ہزار در ہزار تختۂ گلہاے خوشبودار کا لگا ہے کہین نسترن کسی جا یاسمن کسی سمت بیلا ہے سرخی گلون کی رُمانی یاقوت سے ہے یا بہر قوت روح مجروح معجون یاقوت ہے سبز شاخ مین سرخ پھول کا رنگ نیا جوبن دکھاتا زلف سنبل سے مانگ مین شاہد چمن کی سیندور بھرا نظر آتا زمین وہان کی ہمسر آسمان تھی کثرت گلہاے منور سے لکھ راہون کی شاخ کہکشان پُر از انجم درخشان تھی نالہاے بلبل پر گل شوخی دکھاتے ہنسکر اُسکو سر تاشے غنچۂ مہذب ظریف تھے جو چپکے چپکے مسکراتے کسی جا داغہاے لالہ کی بہار داغ دل عاشقان کی کیفیت ظاہر طرفہ تماشا کہ خزان مین بہار آشکار کہ بموجب نظم

ہر گل تھا چمن مین صاحب زر
چشمک زن لالہ نرگس مست
آرائش بوستان ہے سوسن
خیری سے تمام باغ کی سیر

ہر برگ زبان شکر داور
ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی
طرار ہے وہ زبان ہے سوسن

ہے ایک سے ایک بڑھ کے تر دست
بو غنچون مین نافۂ ختن کی
شبو کی بہار قابل سیر

اُس دشت رنگین مین دوسری بہار یہ کہ لالہ رخون کا مجمع ہر سمت گل لالہ کھلا صحرا نہ بھارا جہ اندر کا اکھاڑا نظر آتا پریزادان سمن پیکر و گلفام مصروف عیش و نشاط ہر جانب گرم ہنگامۂ انبساط لب ہر چشمہ فرش دیبا و پرنیان گسترده مسندین اُسپر آراستہ صدہا نازنین غرق دریاے جواہر بہ رنگ اشجار صحرا گلون سے زیور کے لدی نیچے درختون کے گلون کی طرح شگفتہ خاطری دکھلاتین ہر ایک حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر بلکہ حور کی تصویر ہر سمت بازی کنان پھرتین کوئی چھلی چھلیا کھیلتی کوئی دس گھر الجھا ئے بازی کر رہی کسی کو چیپی کا شوق کسی کو گنجفہ کا ذوق روح عاشقان اُنکے گنجفہ کھیلانے پر نثار بمحبت یہ کہے سر بار ع گنجفہ تمنے کھیل کے میر لیا غلام کو + ان خوش قامتون سے علیحدہ ایک نہر کے کنارے فرش مکلف پر مسند آراستہ تھی اور ایک زن حسینہ گوہر بحر خوبی و یم بے پایان حسن و محبوبی اُس مسند پر جلوہ آرا تھی نہر بھی چشم حباب سے اُسکی صورت دیکھتی ہر صدف گوہر اُسپر سے نثار کرنے لاتی آفتاب اُسکے رخسار کا پانی مین چمکتا ستارۂ قسمت مردمان آبی چمکا ہوا آفتاب فلک

پانی مین بلورین لیتا تھا یا اُسکے عکس رخسار کے گرد پھر کر تصدق ہوتا تھا زلف مشکین اُسکی سواد ملک ختن ہے نہین نہین حبش ہے جسپر دل ترکان عالم کا غش ہے سبزہ رنگ پر زلف سیاہ کا ہونا واقعی سبزہ زار مین کالی گھٹا کا چھا جانا تھا پیشانی پر اُسکی گدنا گدا تھا عنوان دفتر حسن لکھا ہوا تھا لوح جبین پر تصویر سامری گدی تھی پیشانی نویس افراد کائنات نے فرمان حسن پر بڑی خوش عنوانی سے نشانی بنائی تھی باہین دو ابرو ٹیکا سیندور کا دیا بندی لگی دائرہ اطاعت مین خوبان عالم کو لانے کی ہوس سر چڑھی ہوئی آنکھین غزالان دشت ختن کو چوکڑی بھلائین شکار شیر دلون کا فرمائین طرفہ تماشا یہ سیاہی و سفیدی چشم کا گردش کرنا یہ بازیگری دکھلانا کہ حبش کو تاتار بنانا اور تاتار کو حبش کر دکھانا انقلاب دہر سے لیل و نہار کا ساتھ گردش کرنا غرضکہ وہ ماہ پارہ از سر تا پا حسن مین بےنظیر سراپا یہ اُسکی زیبائی کی نسبت تقریر نظم

شمشیر زنی مین دونون ہین طاق
اعجاز نما کہون کہ ساحر
بینی کہ ستون طاق ابرو
یا طور پہ ہے یہ شعلہ طور

ابرو کو کوئی کمان کہے کیا
قبضہ مین ہے اُنکے جان آفاق
سرمہ بہ گلو مگر سخنور
زیبائش ہر رواق ابرو
القصہ وہ سر سے لیکے پا تک

یہ پُل ہے اگر تو حسن دریا
آنکھون کی صفت مین ہین قاصر
خود ساقی و خود شبیہ ساغر
کہیے اُسے موج چشمہ نور
اِک شعلہ حسن تھی با تابک

برق نے اِس جلسہ کو دیکھکر اپنے تئین مخفی کیا اور ایک طرف کو دیکھا کہ بہت سے ساحر ملازمان شیاطین آبدار خانہ اور مسخانہ و باورچیخانہ وغیرہ مین مصروف کاروبار ہین کسلیے کہ ساحر مذکور ہمیشہ اسی صحرا مین برائے حفاظت درہ کوہ مسدود رہتا ہے یہ صحرا اسکی سیرگاہ اور یہ نازنین جسکا ذکر بیان ہوا اسکی معشوقہ ہے مگر وصل سے اسکے انکار رکھتی ہے ملکہ خمار چشم جادو نام ہے یہ ساحر ہمیشہ اسکی خاطرداری مین مصروف رہتا ہے اور اُسکو راضی کرنا چاہتا ہے برق راہ کترا کر باورچیخانہ کی طرف آیا ایک باورچی کو پکارا کہ ارے میان ذرا یہان آنا باورچی نے کہا کیون اسنے کہا مین یہی جا کے کہے دیتا ہون کہ وہ کہتے ہین کیون یہ کہکر آگے بڑھا باورچی سمجھا کہ یہ کچھ پیام سرکار کا لایا ہے ایسا نہو کہ خفا ہو کر جائے اور سرکار کی خفگی مجھپر آئے یہ سمجھکر دوڑا کہ ٹھہریے تو ٹھہریے تو عیار کچھ دور جا کر تھم گیا جب یہ قریب گیا ہاتھ پکڑ کر کہا بھائی ادھر اکیلے مین آؤ تو مین کہون تمھاری چغلی کسینے کھائی ہے کہ کھانے مین تمنے زہر ملانے کا قصد کیا تھا باورچی گھبرا گیا اور ایک جھاڑی کے پیچھے عیار کا ہاتھ پکڑے لایا اور کہا صاف بیان کرو عیار نے

نہ کچھ کہا نہ سنا ایک طمانچہ اسکو مارا ہاتھ بیہوشی آلود تھا وہ طمانچہ کھا کر بیہوش ہو گیا اسنے اسکو تو جھاڑی مین چھپایا اور کپڑے اسکے لیکر اسکے ایسے نقشہ پر تیار ہو کر باورچیخانہ مین آیا اور مصروف کار ہوا ادھر شیاطین جو مہرخ کو لیے یہان آیا قریب اپنی معشوقہ کے پہونچکر ملکہ کو بیحس و حرکت کر کے کنارہ نہر کے ڈالدیا اور آپ معشوقہ پاس بیٹھا اسنے دو ایک جام شراب کے دیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اٹھا کہ مہرخ کا سر کاٹکر شہنشاہ پاس لیجاؤن اسوقت معشوقہ اسکی بگڑی کہ واہ صاحب تمنے خوب مجکو جنگلے مین لا کر ڈالدیا ہے آپ دو دو دن غائب رہتے ہو لو صاحب ابھی آئے ابھی پھر چلے مین نے رات سے کھانا نہین کھایا ہے کچھ تمھین اسکا بھی خیال نہین ساحر نے یہ کلمات شفقت آیات جو محبوبہ سے سنے نہایت خوش ہو کر اسکو گلے سے لگا لیا اور کہا اے جانی وای آئے زندگانی مین اس نمکحرامہ کا سر کاٹ لون تو کھانا کھاؤن سر اسکا شہنشاہ پاس دیتے بجاؤن گا کسی کے ہاتھ بھیجدونگا پھر باطمینان تمام بیٹھکر داد عشرت دون اس معشوقہ نے کہا کہ یہ مجرمہ لحہ بھر مین کہین بھاگ بجائیگی کھانا کھا لو تو جو تمھارا جی چاہے وہ کرنا یہ سنکر ساحر مذکور بخاطر یار طرحدار ٹھہر گیا اور کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لا کر بچھایا برق نے تھوڑے سے کباب زہر آلود کیے اور ایک پلیٹ مین لگا کر سامنے لایا ساحر مع معشوقہ کے کھانا کھا رہا تھا کنیزین نگس برائی کر رہی تھین کہ اسنے آکر عرض کیا حضور یہ کباب مین نے بڑے تکلف سے تیار کیے ہین دیکھیے گرما گرم ہین نوش فرمایئے ساحر نے پلیٹ اس سے لیکر سامنے رکھی اور ایک کباب توڑکر کھانا چاہا اسوقت کنارے نہر کے ایک تڑاقا ہوا برق تو تڑاقا سنتے ہی پچھلے پانون ہٹا اور کنارہ سے نہر کے ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ اے شیاطین بغیر ہمارے تو کبھی کوئی اچھی چیز نکھاتے تھے آج یہ کباب اکیلے اکیلے کھانے لگے ہان سچ ہے اس کبابون مین زہر بھی تو ملا ہے مگر مثل چلی آتی ہے کہ دوست بغیر تو زہر کی بھی چیز نہین کھاتے یہ کہکر وہ پتلی تو غائب ہو گئی اور ساحر نے کباب پھینک کر کہا لینا اسکو جو یہ کباب لایا تھا برق پہلے ہی سے بھاگ چکا تھا دور کھڑا ہوا تھا اسکے نعرہ کرتے ہی سمجھا کہ یہ سب ساحر ہین تم بھاگ نسکوگے بس یہ سوچکر ایک نہر مین کود گیا اور غوطہ مار کر بہت دور نکلگیا وہان ملازمان شیاطین ہر سمت دوڑے کہین پتا نپایا ناچار پھر آئے اور عیار مذکور نہر سے ایک مقام پر نکلا دیکھا یہان سناٹا ہے سوائے صحرا کے اور کچھ نہین اسنے وہان ٹھہر کر پھر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی اور ایک دھوتی پانی سے بھگو کر باندھی اور بہت جلد قریب شیاطین آیا وہ کھانا کھا کر ذکر قتل مہرخ مین تھا کہ یہ بھی سامنے آکر کھڑا ہوا اسنے دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا آپکی رعیت اسی قطعہ مین

رہتا ہون اسوقت ایک کام کو باہر قلعہ کے جاتا تھا اِدھر سے غل سنا اور ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا مین سمجھا
کہ یہ مجرم بادشاہ ہے اسکو پکڑون تو بادشاہ سے انعام حاصل کرون بس یہ سمجھکر مین اُسکے پیچھے دوڑا وہ پانی مین کود گیا مین
بھی پانی مین کودا مگر نہین معلوم کہ وہ کیا ہوگیا ہر چند ڈھونڈھا اُسکو نپایا اسوقت مین آپکا مُنھ اسی حسرت مین
دیکھ رہا ہون کہ اگر اُس مجرم کو پا جاتا تو آپ سے انعام بھی ملتا اور سرکار کے ملازمون مین داخل ہوتا یہ تقریر
شیاطین نے سنکر اسکو انعام مین بہت کچھ زر دیا اور کہا اچھا تم ٹھہرو ہم نوکر رکھ لینگے برق سلام کرکے
اُسکے پشت پر آکھڑا ہوا اور اُسنے پھر قصد قتل مہرخ کیا اُسوقت برق گھبرایا کہ اب سر دست کیا تدبیر کرون
چنانچہ وہان سے ہٹکر الگ آ ہر چند فکر کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی پس بنا بر قاعدہ اہل اسلام کہ وقت
مشکل مین خداتعالی سے مدد مانگتے ہین اِسنے بھی استغاثہ کیا اور رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے صدا
آئی کہ اے برق بُرے پھنسے اور ناحق یہان آئے اِسنے یہ صدا سنکر گھبراکر اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسکو
تعجب ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو جو بولتے ہو اور نظر نہین آتے اُسوقت ایک پتلا پہلو سے ظاہر ہوکر گویا
ہوا کہ مین ملازم شہنشاہ کوکب ہون ایک وقت مین آپکو یاد ہوگا کہ آپ اور قران باغ مینا مین
مہمان بادشاہ ہوئے تھے اور عمرو آپکی ملاقات کو آئے تھے چنانچہ اُسی وقت سے شہنشاہ موصوف نے مجکو
آپ لوگون کی خبرگیری کے لیے مقرر کیا ہے سنو اے برق اب شہنشاہ ہمارا تم لوگون سے غافل نہین ہے افراسیاب
سے اور ہمارے بادشاہ سے اب تو بگڑی اُنکی ہے اُنکو ہر دم خیال ہے کہ ہمارے طرفدار کسی وجہ سے پریشان ہون
برق نے یہ حال سنکر دل خرسند کیا اور اس کو ڈانٹا کہ او پتلے تو باتین بناتا ہے یہ نہین کرتا کہ جلد ہماری خبر
جاکر اپنے بادشاہ سے کرے یہ وقت باتین بنانے کا نہین ہے پتلے نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر زمین
مین سماکر غائب ہوگیا یہ تو اُدھر گیا یہان برق پھر شیاطین کے قریب آیا وہ خنجر کھینچکر سر مہرخ جدا کیا چاہتا
تھا کہ اِسنے آتے ہی کہا ہان ہان یہ آپ کیا غضب کرتے ہین اُسنے کہا کیون غضب کیسا اِسنے کہا مین
تو آپکے سامنے کا بچہ ہون مجھکو مذہب خداوند راشد الشیاطین کے مسائل اتنے کہان یاد ہین جسقدر
کہ آپکو یاد ہونگے بھلا کتاب ابلیسی مین دیکھیے تو خداوند کیا لکھ گئے ہین اُسنے یہ تقریر سنکر کہا مجھکو اسوقت
یاد نہین آتا تم بتاؤ کہ کیا لکھا ہے اِسنے کہا خداوند نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرے
تو پہلے اُسکو بہت کچھ سمجھائے اور دین خداوندی کی ترغیب دلائے جب نمانے تو قتل کرے مگر اسطرح سے
کہ اُسکا خون اپنے مقام مسکن اور جائے حکومت پر نہ گرنے دے اسلیے کہ جس زمین پر خون اِن مسلمانون کا گریگا وہ

جگہ کبھی آباد نہوگی اور سبزہ نہ اُگے گا باران رحمت خداوندی نہ برسے گا اور رحمت خداوند کبھی وہان نازل
نہوگی ساحر نے کہا پھر کیا کرون اُسنے کہا پہلے تو اِسکو سمجھایئے جب نمانے تو مجکو اِسے دیجیے کہ جاے ویران
مین لیجاکر قتل کرون ساحر بدگو ہر نے کہا ای بھائی اس نمک حرامہ کو شہنشاہ ساحران نے بہت کچھ سمجھایا
مگر اِسنے نمانا اگر منظور کرتی تو اِسکا وہ مرتبہ ہوتا اور بھاکہ ہم سب اِسکے غلامون کی بھی برابری نکر سکتے
تو اب سمجھانا تو اُسکو بیکار ہی مگر ہان الگ لیجاکر قتل کرنا چاہیے عیار نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجیے کہ
ایک مرتبہ مین بھی سمجھاکر اپنے دلکا حوصلہ نکال لون اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی عیار قریب ملکۂ مجربہ بہر تفہیم و
فہمایش آیا اور ساحر اپنی معشوقہ پاس جاکر بیٹھا عیار موصوف نے یہ تدبیر اسلیے کی ہی کہ دیر ہو اور بتیلا گو
پاس پہونچ جائے غرض انکو تو اب اس کیفیت مین چھوڑیے اور حال اُس بتیلے کا سنیے کہ وہ بتیلا کیا ہی سرآمد
جادو ہی بادشاہ کوکب کا لبس جہان بادشاہ تھا وہین آیا بادشاہ موصوف کے طلسم مین ایک بیابان
نگار حنابند نام ہی کہ اُسکی مالکہ ملکہ حناے گلگون پوش نام معشوقۂ شاہ ذی احترام ہی اُسکی سیر کے
لیے اِس جنگل کو رشک باغ خلد بادشاہ نے بنوایا ہی اور ایک ملک بھی اُس نازنین کو دیا ہی بادشاہ
اِس گلبدن کو ایسا چاہتا ہی کہ اپنی بی بی ملکہ مروارید صدف چشم مادر بُران سے بھی رغبت ترک
کر دی ہی اور وہ ملکہ بھی بادشاہ سے لڑکر اپنے باپ کے یہان چلی گئی ہی فی الجملہ اس بیابان کی کہ جسکا
نگار نام ہی عجب بہار دلفزا اور فرحت بخش ہی ہر سمت منہدی کی روشین ہین جسکی شوخی خوبان عالم
کے دلپر نقش ہی معشوقۂ بادشاہ کی جو سیرگاہ ہی تو صحرا بھی مثل محبوبان دہر خوبصورت اور آراستہ ہی جو شجر ہی
وہ قامت سرو قدان نوخط ہی اس صحرا کی بہار کے روبرو نام لینا بہار باغ شداد کا زبان خامہ سے اقلط
ہی گل ایسے رنگا رنگ و متلون ہین کہ رنگ نیرنگی ایام و تلون طبع دہر نافرجام بھی اس رنگ پر نہین ہی
درختون کے ہرے ہرے جنکے سامنے بہار گلشن جو آئے تو یہی کہے کہ ہم ہرے ہرے پھولون کے رخسار
بھرے بھرے عذار نوبادگان اُنسے کیا ہمسری کرے غنچون کے غرور سے منہ پھولے ہوئے گلگون
کے گالون مین چانول بھرے صحن چمن مین سنبل تر رشک فرمائے گیسوے معنبر گلعذاران تختۂ لالہ
سینۂ داغدار عشاقان نہین نہین یہ تشبیہ بیجا ہی صحرا مثل فلک اخضر ہی داغ لالہ داغ سینۂ مہر و ماہ
منور ہی سوسن شہ گل کی بہت منہ چڑھی تھی معشوقون کے دہان مسی آلود کو شرماتی غنچہ چٹک کر اگر
ایک کہے تو وہ دس سنانے کو موجود ہو جاتی نرگس کی ہر چند کہ نگاہ بیباک تھی مگر معشوقان باحیا

وہ چشم شرم کی آنکھ کو شرم سکھاتی یعنی سوائے ایک طرف دیکھنے کے کسی طرف نگاہ نہ فرماتی نافرمان کا فرمان مثل بادشاہان جاری بلبلون کو سوائے زمزمۂ عشرت کے نفرت از نالہ و زاری مرغان خوش الحان کو دماغ باغبان غیرت بخش سبد گل ہر ایک کا آشیان کوچہ باغ برنگ جادۂ کہکشان دماغ بہار پہونچا ہوا تا آسمان نہرین ہر سمت جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری باد بہاری کا حکم جاری کہ ابیات

تھا قہقہہ کبک کا دو چندان	طاؤس روش روش پہ رقصان	بو اور حباب جو کے سر مین
تھی عید غدیر اُسکے گھر مین	تھالے مین درخت کا یہ احوال	پہنے ہوئے نو عروس خلخال
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر	ہی گرد چمن فضائے کشمیر	گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد	ہر ایک چمن مین عالم نور	ہر نخل پہ اک تجلی طور

اُس دشت رشک گلزار بہشت مین شاہ کوکب اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے گلگشت کر رہا تھا عکس رخسار رنگین سے اُس گل خوبی کے گلون مین رنگت دونی پیدا تھی زلف پر پیچ جو اُسکی سنبلستان پر سایہ ڈالے تھی تو ہر شجر کی بلا دفع ہوئی تھی شامت سیہ بختی سر شاہد بہار سے رفع ہوئی تھی کلیون نے اُسی کا مُسکرانا یاد کیا تھا غنچہ لاکھ اُسکے دہن کا طرز اُڑا کر مُنھ بناتا مگر مُنھ کی کھاتا زبان برگ سے یہی سنتا کہ جا اپنا مُنھ بنوا سیب اُسکے زنخدان کو دیکھکر آسیب مین گھرا تھا انار اُسکے پستان کو دیکھکر دانت حسرت سے نکالے تھا نار حسد مین جلکر سرخ انگارا تھا بہی کو اُسکی گات کی ایسی فربہی کہان نصیب وہ گدرایا گول بدن دل عالم کا جبیب نافرمانی جوڑا گلے مین اُس محبوبہ کے بڑا جوڑا بالون کا بندھا جسکو یہ کہنا زیبا کہ کافرون نے فوج کا لام باندھا یا یہ کہ خوشنویس نے دائرہ لام کا لکھا تھا یہ کلائی پر ناز سے ڈالے تھی آگے پیڑو کا اُبھار اینٹھا ناف کے اوپر شکم صاف کا عجب جوبن تھا الماس کی تختی پر ہائے ہوز کاتب قدرت نے لکھی تھی یا پیٹ کے نیچے ناف کی گُندلی تھی ناف کے بعد وہ مقام نازک تر تھا جسکے بیان سے خامہ بھی بلسان شرمناکان سر جھکائے ہی پری بال کھوئے بہر پرواز تھی رگ جان خواہش کی دمساز تھی برج حوت کا سب انداز نہین نہین اُس چیز سے کماہی ماہ و ماہی کو بھی آگاہی نہین منجم کہتے ہین کہ ستارہ دنبالہ دار ہی یا شکل دو ہلال آشکار ہی فی الجملہ وہ رنگ افزائے باغ نشاط ہمراہ بادشاہ خرامان خرامان ہر سمت روان تھی اور بادشاہ اُسکے لب لعلین اور رخسار رنگین کو بوسون سے نیلم اور سوسن بناتا وہ کبھی شرماتی کبھی سر دوش پر رکھکر اٹھلاتی چلنے مین شور خلخال بلند ہوتا ہر ایک گھنگرو

مسیحائی کا دم بھرتا اسی ہنگامہ گرم بازاری حسن و ہوس مین پتلا آکر پہونچا اور بادشاہ کے روبرو جملہ کیفیت ملکہ مہرخ وبرق معرض بیان مین لایا بادشاہ نے حال سنکر قصد کیا کہ نامہ بران کو لکھکر اس حال سے آگاہ کرے اور کسی کو لڑنے بھجوائے لیکن معشوقہ شاہ نے کہا آپ نامہ نہ لکھیے مجھکو رخصت دیجیے کہ مین جاکر مہرخ کو رہا کر دون شاہ نے فرمایا اچھا جاؤ اور شیاطین کو سزاے معقول دو یہ حکم سنکر اُس دلق گلشن خوبی نے کچھ سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈھی ٹھنڈھی موسم برسات کی ایسی چلنے لگی فلک پر کالی گھٹا چھائی اور گلابی جوڑے پہنے ہوئے کئی سو کنیزین زیور یاقوت و زمرد مین لدی حاضر ہوئین اور چار پریزادین تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے آئین کہ وہ تخت مثل مسہری کے کٹھرے دار تھا مسند اُسپر لگی تھی اور چار کونون پر اُسکے چار ناندے یاقوت کے رکھے تھے اور اُنمین منھدی کے درخت لگے تھے اس رنگین ادا نے اُس تخت پر جلوہ گستری فرمائی اور اُن درختون مین سے منھدی کی پتیان توڑ کر ہاتھ مین ملین ہاتھ مثل خون سرخ ہوگئے منھدی لگاتے ہی یہ عالم پیدا ہوا کہ ہر سمت موسم برسات کا نظر آتا تھا ساون کا مہینہ وہ زمانہ تھا یہ نقشہ تھا کہ **ابیات**

وحشت کا پیام سیر گلزار
شبنم کے نکل پڑے تھے آنسو
زیبا ہی نسیم مست اگر ہی
آئے ہوئے تھے چمن مین میخوار

کویل کہین کوکتی تھی ہر بار
ہر سینے مین سوز الفت یار
کرتا ہی سحاب بارش مے

قمری کی چمن مین سنئیے کوکو
لالے کا جگر تھا خود وہان داغ
بدلی تھی گھری ہوئی دھوان دھار

اسی عالم مین ہوا کی طرح تخت اُس بہار باغ عشرت کا سن سن وانہ ہوا گھٹا بھی اسکے ساتھ چلی بہار عالم مین ہر جگہ آتی اور چلی جاتی یہ تو اسطرف سے روانہ ہوئی اُدھر بران نے اپنی مقام پر سحر سے دریافت کیا کہ ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین پہونچی یا نہین سحر نے خبر دی کہ وہ پھر مسحور ہوگئی یہ معلوم کرکے آج اُسنے خواجہ سے کہا کہ مین اسطرح مہرخ کو ایکبار بیابان سحر سے چھڑا آئی تھی ابکی پھر اُسی ساحر نے اُسکو مسحور کیا ہی اور جو کچھ حال برق پر گذرا تھا بیان کیا عمرو ماجرا ساحر اسکر بیقرار ہوا بران نے کہا آپ گھبرائیے نہین میرے باپ نے اپنی معشوقہ کو بھیجا ہی وہ جاکر آپکے شاگرد کی اعانت کریگی عمرو نے کہا ای ملکہ ابتو آنا جانا اسجگہ سے طلسم ہوش ربا مین سہل ہی مجھکو آپ اجازت دین کہ اپنے لشکر سے جاکر ملون اور جلد چلا آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہی لیکن ایک رات سے زیادہ نہ رہنا یہ کہکر ایک طاؤس سحر کا بناکر خواجہ کو سوار کیا اور اُس طاؤس سے حکم دیا کہ قریب لشکر مہرخ

انکو پہونچا دے طاؤس خواجہ کو لیکر چلا آنکھ انکی بند ہو گئی لمحہ بھر مین طاؤس زمین پر اُترا خواجہ
اُسپر سے اُترے وہ تو اُڑکر چلا گیا خواجہ اپنے لشکر کی طرف چلے لیکن راہ مین سوچے کہ پہلے مہرخ جہان
ہی اُسطرف چلنا چاہیے یہ سوچکر قلعۂ البیسیہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان برق اجازت شیاطین
سے لیکر قریب مہرخ گیا اور سمجھانے لگا جب زیادہ عرصہ گذرا اُسنے چپکے سے کہا ای ملکہ مین برق عیار
ہون جو مین کہون آپ اُسکو منظور فرمائین تاکہ یہ ساحر آپکو رہا کرے پھر سمجھ لیجیے گا ملکہ مذکور یہ کلام سنکر
خوش ہوئی اور اشارا کیا کہ مین ابلیس پرست ہوتی ہون عیار نے ساحر مذکور سے کہا وہ بھی
خوش ہوا اور چاہتا تھا کہ ملکہ کو رہا کرے اُسوقت زمین شق ہوئی اور وہی پتلی جو پہلے نکلی تھی آب
بھی نکلی شیاطین اُسکو دیکھکر پکارا کہ ای ملکہ مہر جادو آئیے نہ وہ پتلی باہر نکل آئی اور عورت کی صورت
بنکر گویا ہوئی کہ کیا خاک آؤن تم تو فریب مین اس عیار کے آکر اپنی جان دیا چاہتے ہو یہ کلمہ اُسکی
زبان سے جیسے ہی نکلا برق سمجھا کہ اب تم بھی پھنسے بس اسنے نیمچہ کھینچکر شیاطین پر جھپٹکر وار کیا وہ تو
باتون مین اُس ساحرہ کی مصروف تھا کچھ اسکا اُسنے تو خیال نہ کیا مگر اسی ساحرہ نے چمک جو
تلوار کی دیکھی ہان ہان کرکے بیچ مین آگئی برق کا ہاتھ پورا اُسپر پڑا کہ وہ وار کرچکا تھا بس سر اُس
ساحرہ کا کٹ گیا غل دار و گیر برپا ہوا کہ مارا مہر جادو کو اس مقام پر بعض داستان گو نے بیان کیا ہی
کہ ملکہ خمار چشم معشوقہ شیاطین بیچ مین آجاتی ہی اور اُسکے دو ٹکڑے ہو جاتے ہین بہر صورت بعد
قتل ساحرہ شیاطین گھبرا کر اُٹھا اور ایسا سحر پڑھا کہ برق بےحس و حرکت ہو گیا اُسنے اسکو بھی قریب
مہرخ بٹھایا اور تیغہ کھینچکر دونون کا سر جدا کرنا چاہا اُسوقت عیار اور ملکہ نے برجوع قلب الحکم الحاکمین
کو پکارا کہ ای مرحمت فرماے بر حال بیچارگان کہ ابیات

کس سے کہین کون ہو ہمارا	ہمکو ہی فقط ترا سہارا	اک مرد غریب ہون مین غمناک
آزردہ دست جور افلاک	ہر چند ہم آج ہین گرفتار	راحم ہی تو ای خداے غفار
تو چاہے تو قید غم سے چھوٹین	دشمن پہ فلک ستم کے ٹوٹین	یہ دعا انکی درگاہ خدا مین مستجاب

ہوئی اُس دشت مین ہواے سرد وزان ہوئی اور گھٹا چھا گئی کچھ منھدی کی پتیان فلک کیطرف
سے گرین شیاطین جو تیغہ کھینچکر چلا تھا ہواے سرد کا جھونکا منھ پر کھاتے ہی حیران و ششدر
ہوکر سمت سحر دیکھنے لگا تیغہ ہاتھ سے پھینکدیا یہ عالم اُسوقت نظر آیا کہ کالی گھٹائین پہاڑون سے

اٹھکر اسقدر پہنچی ہوئی تھین کہ سبزہ پر لوٹ رہی ہین صحرا مین ہزار ہا درخت ساؤنی کا لگا ہو ساؤنی کے پھولنے سے جنگل گلابی پوش ہوا ہی مہندی کی روشین آراستہ ہین اُسپر بیلین گلدار درختون کی چڑھی ہین پھولون سے چمن پیراستہ ہین برق دمبدم گھٹا مین چمکتی ہی ہوا دوش ابر پہ گنگا جل لاتی ہی بادل جو ادھر سے اُدھر جاتے ہین متھرا سے کاشی مین آتے ہین درختان دشت اسطرح جوبن دکھاتے ہین کہ سروقدان گوکل جیسے اشنان کو جمنا پر جاتے ہین جہان سے یہ خبر اُڑتی ہوئی آتی ہی کہ تیرتھ کو ہندوے سحاب کی ہدوش ہوا سواری جاتی ہی اُس گھٹا مین بارش پیدا ہوئی اور کویل کے کوکنے کی صدا آنے لگی پپیہا پی کہان پی کہان سنانے لگا گوپیون کا دل سری کرشن کے درشن کو تڑپنے لگا درختون مین جھولے پڑے نظر آئے معشوقان برق صورت اُسپر ملار گا رہے تھے درختون سے پانی ہوا کے جھکورے سے جھڑتا پڑ پیر ایکی وطن کیطرح جھکا جاتا فلک پر بدلی زمین پر آتش گل کا دھوان اُٹھتا نظر آتا شب دیجور نے ابر کے بھیس مین دن کو عالم مین قدم رکھا تھا ابر بھی مشکل سے چلتا تھا وہ اندھیر الگھپ ہو رہا تھا رعد برق کی مشعل جلائے تھا بجلی جدھر جاتی اُدھر ہی رہجاتی قلعہ ابر مین بھول بھلیان بنی تھی اسی برسات مین درختون کے نیچے صد ہا دکانین ساقنون کی لگی تھین گلابیان مے سرخ سے بھری دھری تھین ساقنین بنی ٹھنی بیٹھی تھین پیمانہ بھر بھر کے چھلک رہا تھا ہر چشمہ کو چشم تر کی طرح ڈھلکا لگا تھا کہ نظم

چھائی جو گھٹا گھٹا غم و درد
جسطرح سے جنگ کو دل اُمڈے
بجلی کی کڑک ہوا کا وہ زور
شاخ گل تر پہ جھولتی تھی
میخوار پکارتے تھے ہر سو
دور ساغر سے چلے دمادم
بحر صہبا مین رند ہیرین

تبخیر بڑھی ہوا چلی سرد
کویل کی صدا پپیہون کا شور
کوندے کی لپک ہوا کا وہ شور
طاؤس ملار گا رہے تھے
ساقی دنیا ہوا ور ہو تو
اُودی اُودی گھٹائین آئین
دیکھین کشتی پہ چڑھکے سیرین

مانند سرشک بادل اُمڈے
رقصان تھین چکورین ہلین مور
بلبل گلشن مین جھولتی تھی
طوطی تانین اُڑا رہے تھے
ساقی برسات کا ہی موسم
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین

اُس عالم برشگال کا ظاہر ہونا تھا کہ تمام ملازمان شیاطین خوش فعلیان کرتے اور ساون گاتے تالیان بجاتے اُن مہندی کی روشون مین پھرنے لگے کنیزان گل پیرہن جھولون پر جا بیٹھین بعضی نہر مین نہانے لگین خمار چشم اور شیاطین بھی نہر مین اُترکر چھینٹے لڑنے لگے اس اثنا مین روے ہوا سے ایک تخت اُترا اور اُسپر ایک معشوقہ

گلابی پوش سوار تھی ہیرے کا تاج سرپر تھا جسپر بجلی کی تڑپ نثار تھی چار درخت منہدی کے کاسون مین یاقوت کے سگے سامنے رکھے تھے ہاتھون مین بھی منہدی رچی تھی شوخی مزاج گلرخان عالم انکے ہاتھون کی بلائین لیتی تھی پنجۂ مرجان مرجانے پر رشک سے تیار صدقے اُن ہاتھون کے پنجۂ چنار اور عالم حسن اُسکا اول بیان ہوچکا مکرر لکھنا طول سمجھا گیا ساحرون اور شیاطین نے جو اُسکا حسن زیبا دیکھا بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے اُسکی جانب چلے گریبان اپنے چاک کیے اور یہ کہتے تھے کہ غزل

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
اُدھر تو آنکھ پھری دم اُدھر روانہ ہوا
دکھا دے زاہد مغرور کو صنم تو اگر
ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا
ہوا جو دن تو ہوا اُسکو یاس سوائی

اُڑایا منہدی نے دل جور کا بہانہ ہوا
حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہی یار
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
خدا کیواسطے کر یار چین ابرو دور
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
کہان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھائے چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
برا ہی عیب لگا جب کمان مین خام ہوا
جیب دیوانہ وار یہ سب ورڈے

اُسوقت اُس بہارستان حسن کی کنیزون نے پکار کر کہا کہ ای عاشقو ملکہ عالم فرماتی ہین کہ ہمارے لیے منہدی توڑو اور پھول چنکر گہنا بناؤ ہم تمسے خوشنود ہونگے یہ حکم سُنکر ہر ایک منہدی توڑنے مین اور پھول چننے مین مصروف ہوا بعد لمحہ کے ایک کنیز پکاری کہ ای عاشقان ملکہ یہ جو شیاطین پھول چُن رہا ہی نہایت کام مین سستی کرتا ہی ملکہ فرماتی ہین کہ اسکو مشکین باندھکر میرے سامنے لاؤ یہ ارشاد سنکر جملہ ملازم ساحر مذکور کے لپٹ گئے اور اُسکو باندھکر سامنے لائے ملکہ حنا نے قتل کرنا چاہا تھا کہ دو ساحر اُڑتے ہوئے آئے اور دو نامہ ملکہ مذکور کو اُنھون نے دیے حنا نے ایک نامہ کو واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ آئینہ سحر مین ہمنے سب سحر کرنا تمھارا دیکھا ماشاء اللہ کیا کہنا اب اس شیاطین کو مسحور بہ سحر کرو اور سب برسات کا سحر موقوف کرکے اسکو یہ دوسرا نامہ دو کہ افراسیاب پاس لیجائے مگر سحر اُس سے جو اسنے کہ لشکر مہرخ پر کیا ہی دفع کرالینا ای جان من یہ زیادہ تر حریف کی ذلت ہی کہ اُسکا سحر وہ آپ اُتارے اور اپنے شاہ سے جاکر اپنا حال خود بیان کرے یہ مضمون حنا نے دریافت کرکے شیاطین تو سامنے بندھا کھڑا تھا اُسکی زبان مین سوزن دیا اور سب دیوانہ محبت ہو رہے تھے اُنکو اپنی کنیزون سے گرفتار کرا کر سحر اپنا برطرف کیا کہ وہ عالم برسات کا اور وہ لطف سبزہ زار سب چشم زدن مین مٹگیا پانی کھلا ابر پھٹا مطلع صاف نظر آیا ہر شخص اپنے ہوش مین آیا لیکن اپنے تئین

مقید پایا اور حنا نے خطاب فرمایا کہ ای شیاطین قسم ہے اپنے ایمان کی کہ بڑے عذاب الیم سے تجھکو
قتل کرونگی نہین تو سحر اپنا لشکر پر سے مہرخ کے دفع کردے اُسنے دیکھا کہ اب سوائے ہلاکت کے
کچھ چارہ نہین اور یہ بھی غور کیا کہ اگر لشکر اپنا طلب کرکے بعد رہائی اِس سے مقابلہ کرتا ہون تو
یہ سحر برسات کا سوائے شاہ طلسم کے اور کوئی رد نکر سکیگا سب لشکر بھی تباہ ہوجائیگا بس یہ سوچکر اشارہ
کیا کہ مجکو رہا کردو ملکہ نے سوزن اُسکی زبان سے نکال لیا اور ملکہ مہرخ اور برق کو پانی چھڑک ہوشیار
کیا خاک جمشیدی جسم مین لگائی کہ مہرخ کے بیر جو قابو مین نہ رہے تھے وہ پھر قبضہ مین آئے اور شیاطین نے
ایک نارنج سحر پڑھکر اُسی طرف مارا کہ جدھر وہ دیوار تھی وہان سب لشکر مصروف نالہ و بکا تھا کہ یکایک دیوار
دھوان ہوکر جاتی رہی دریا مین بھی تلاطم ہوا اور روغن کی طرح سے پانی اُڑ گیا راستہ کھلگیا شیاطین
نے عرض کیا کہ جائیے راستہ مین نے کھولدیا حنا نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ چل مین دیکھ لون کہ راستہ
کھلا ہی تو رہائی تجھکو دون اور یہ نامہ اسی وقت سامنے اپنے بادشاہ کے لیجا اُسنے یہ حکم سنکر بنا چاری ہمراہی
اختیار کی حنا نے مہرخ کو تخت پر برابر اپنے بٹھالیا برق نے کہا مین پیدل چلونگا کیونکہ مین عیار ہون
عیار کسی مقام صعب گذار مین سوار ہوتے ہین ورنہ کچھ ضرور نہین غرضکہ شیاطین ان سبکو لیکر اُس
غار سے باہر آیا دل سے کہتا تھا کہ جان بھی بچی اور ملک و مال بھی باقی رہا غرضکہ جب غار سے باہر نکلے
عمرو جو اُسطرف آتا تھا اُس سے ملاقات ہوئی اور بڑے تپاک سے حنا اُس سے ملی اور اُنکو بھی ہمراہ لیکر
مقام فرودگاہ لشکر پر آئی یہان دیکھا تو واقعی راستہ کھلا ہوا تھا لشکری آنے سے اپنی مالکہ کے خوش ہوکر
رسم استقبال بجالائے زلیور و گلزار بھی حنا سے بغلگیر ہوئین مہرخ نے حکم دیا کہ طبل سفر پر چوب پڑی سب نے
قصد چلنے کا کیا خیمہ و بارگاہ لدنے لگے اُسوقت مہتر قران جو اسباب تزک اور جلوس لیکر چلا تھا بسبب
دیوار سحر کے آنہ سکتا تھا صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا دیوار موقوف ہونے سے مع جلوس حاضر ہوا جو سردار
کہ برائے استقبال آئے تھے حنا سے ملے یہ سب ماجرا دیکھکر شیاطین چلا مگر کیا کر سکتا تھا نامہ لیکر جانب
افراسیاب روانہ ہوا اور حنا بھی ملکہ سے رخصت ہوئی کہ شاہ کوکب میرے منتظر ہونگے مین ٹھہر نہین
سکتی کیونکہ میرے ہی گھر مین بادشاہ تشریف رکھتے ہین ہرچند مہرخ نے دعوت کھانے کے لیے اصرار
کیا مگر وہ نہ ٹھہری اور روانہ ہوئی بعد اُسکی روانگی کے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے طرقوا بلند ہوئی ملکہ
مہرخ پھر سوار ہوئی پلٹنین اور رسالے جلو مین ہمراہ ہوئے ساحرون کے غول طائران جانوران

سحر پر چڑھکر ساتھ چلے ابر سحر سرون پر سایہ فگن لشکر کی شان وآن وہان سر ایک جوان قلعہ شکن جب
ملکہ مہرخ سوار ہوئی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ تشریف لیجلیے مین پیدل سیر کرتا آتا ہون اسلیے کہ میرے
آنیکا غلغلہ نہو مجھکو ابھی شاہ کوکب نے رخصت نہین کیا ہے آپسے چلا آیا ہون ایسا نہو کہ بادشاہ کے
خلاف ہو کہ میری کسر شان ہوئی مین بڑی شان وشرکت سے رخصت کرتا یہ کہکر ملکہ کو چھوڑ کر روانہ ہوا
اسکے ساتھ قران وبرق بھی چلے کہ ہم بھی اُستاد کے ہمراہ آتے ہین آپ چلیے ملکہ موصوف یہ سنکر اس
کر وفر سے روانہ ہوئی کہ رفعت مرتبت پر چرخ برین بھی چکرایا تھا قرنا اور نقارون کی صدا نے زمین
طلسم کو سر پر اُٹھایا تھا سوارون کے پرے ہاتھیون کی قور رسالون کے جوان سجے سجائے جلو مین
کوتل ہزارہا گھوڑے خاص بردار خدمتگار بان بردار برچھی بردار غول کے غول ہمراہ کئی فیل زنجیرہ بندھے
ہوئے اُنپر تخت ملکۂ ذیجاہ آگے آگے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے راستہ صاف ہوتا جاتا سڑک بنتی جاتی
جب بنتی جاتی کوس بجتا چلتا جال ادب کا چار سمت حلقہ نقیبون کی اور چاؤشان کی للکار اور دور باش
سے خورشید فلک پر تھرتھراتا خوف سے بخار چڑھ آتا تھا ترک فلک بھی ادب سے پشت جھکائے رفعت وجاہ کا
قدم بڑھ آیا تھا زمانہ ایسا دشمن سخت یار صادق اور محب واثق تھا ایسا موافق تھا عنقا نے اس مرتبہ کا
حال سنکر شرم سے ایسا منہ چھپایا تھا کہ اپنے تئین مفقود الخبر بنایا تھا ہمائے آوارگی اختیار کی تھی بال بال کو
اُسکے ہوس مگس پرانی مین سرگرانی تھی خلاصہ یہ کہ سواری نہ تھی گویا آمد نوجوانی تھی نظم

خیل خدم اور کر و فر سے | شاہانہ چلی وہ دشت و در سے | اُڑتے جو پرند اک طرف سے
موجود دو رند صف بصف تھے | اقبال تھا ساتھ دست بستہ | مانند کمان کمر شکستہ
آمد آمد کا مچ گیا غل | شادان ہوئے دوست جنبش کل |

باآن تجمل وشوکت وہ صاحب
ملکت وحشمت جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچی طبل داخلہ کے بجے جملہ سردار پیشوائی کو
کنارے لشکر کے آئے ملکہ حیرت کو بھی خبر طائر سحر نے آمد ملکہ مذکور کی پہونچائی اُسنے بھی باہر بارگاہ کے
آکر سامان سواری دیکھا اور جملہ کیفیت لکھکر شاہ طلسم کو نامہ بھیجا یہان ملکہ مہرخ اُترکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئی لشکر ہمراہی اُترا بارگاہ مین زلور وگلزار کی نصب ہوئین ملکہ سریر جہان بانی پر جلوہ
فرما ہوئی سردارون کی نذرین گذرین حکم جشن ہونے کا ہوا ساقی ورقاص حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا جام
بادۂ ناب گردش مین آیا یہ حال ہوا نظم

دور قدح شراب آیا | جگر مین آفتاب آیا | تھا دور کہ گردش زمانہ
یا گردش چشم جادوانہ | مست مئے ناب جھومتے تھے | ہنسکر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر وساز | میٹھی وہ دھنین سُریلی آواز | یہ تو سب مصروف عیش و

عشرت ہین مگر طرفہ حال سنیئے کہ ضرغام عیار نے جو صرصر عیارہ کو بیہوش کر کے غار مین ڈالدیا تھا اور آپ اُسکی صورت بنکر ریحانہ کو قتل کرنے گیا تھا چنانچہ اُسدن جنگ موقوف رہی تھی اور بحال مورخ کا جو کچھ لکھا گیا اُسی روز گذرا یہان لشکر کے چند لڑکے کھیلتے ہوئے صحرا مین نکلگئے از بسکہ وہ غار کہ جسمین عیارہ پڑی ہوئی تھی لشکر سے قریب تر ہے لڑکے سب وہان پہونچکر دوڑ دھوپ مین مصروف ہوئے اور کھیلنے لگے اُنھین سے ایک لڑکا قصاب کا کہ پندرہ برس کا سن رکھتا تھا اور سب لڑکون سے بڑا تھا مگر پاجیون کے لڑکون کی طرح قد چھوٹا حقیر صورت اور کم رو لیکن سن برا ٹوری سا نبا ہوا مگر بموجب ع اصل بد از خطا خطا نکند* شیطان مجسم بنا ہوا آفت کا پر کالہ تھا وہ کھیلنے مین جو چور بنا لڑکون کو ڈھونڈھتا ہوا غار مین اُترا وہان ایک عورت کو اُسنے پڑے ہوئے دیکھا کہ سینے سے لگا کے رانون تک ایک کپڑا اُسکے بندھا ہے اور باقی بالکل برہنہ ہے کسلیئے کہ عیاران مسلمان کو حکم صاحبقران ہے کہ عورت کو بیہوش کر کے ستر پوشی اُسکی کر دینا اور اُسکے ستر کو ہرگز نہ دیکھنا عیار ایسا ہی کرتے ہین کہ ایک پرانا کپڑا باندھ دیتے ہین پس اس عیارہ کو اس سبب سے اور زیادہ پردہ کر دیا تھا کہ معشوقہ اُستاد ہے فی الجملہ اس طفلک نطفہ حرام نے دیکھتے ہی عیارہ کو غار سے باہر نکالا اور پانی چشمہ سے لاکر مُنھ پر چھڑکا عیارہ کو ہوش آیا چونک کر اُٹھی اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر چاہا کہ نکلجاؤن لڑکون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا عیارہ نے کہا تم ٹھہر جاؤ مین تمسے باتین کرونگی مگر کپڑے پہن لون لڑکون نے کہا اچھا اِسنے کسوت عیاری سے کپڑے اور نکالے کیونکہ ضرغام نے کسوت عیاری اسکی نہ لی تھی صرف پیرہن برائے ضرورت لے لیا تھا اور یہی قاعدہ ہے کہ عیار کو عیار ہزار مرتبہ بیہوش کرتے ہین مگر کسوت عیاری نہین لیتے کسوت جب لیتے ہین کہ جب باہم شرط ہوجاتی ہے کہ ہم تم مقابلہ کرتے ہین جو جسکو زیر کرے وہ اُسکی کسوت چھین لے فی المرام جب عیارہ نے کپڑے پہنے چاہا کہ اپنا راستہ لون لڑکون نے کہا جان جہان کہان جاتی ہو ذرا اِدھر تو دیکھو یہ کہکر ایک تو پس پشت آگیا اور ایک گلے سے لپٹ گیا ایک نے آگے کی طرف دست درازی کی اور دست گستاخ نے

کچھ کام لینا چاہا عیارہ نے ایک حقہ داغکر مارا کہ وہ پھٹا جو لڑکے کہ قریب آگئے تھے بیہوش ہوکر گر پڑے اس حال کو دیکھکر وہ لڑکا پسر قصاب کا کہ اب باپ اسکا سحر سیکھکر فوج مین حیرت کی بھرتی ہوا ہی اور زہر جادو اپنا نام رکھا ہی قصاب جادو کہنے سے بُرا مانتا ہی پس یہ لڑکا دو ایک سحر بھی جانتا ہی اُسنے سحر پڑھا کہ صرصر کے پانون زمین نے پکڑ لیے جس طرح درخت ہوتا ہی یہ سرو خرامان بھی جمگئی اب اُس قصاب زادے نے بھی لپٹنے کا قصد کیا اور جیسے ہی ہاتھ پھیلا کر قریب آیا صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اور لونڈون نے جو یہ ماجرا دیکھا دامنون کی جھولی بنا کر خاک صحرا بھری اور اُسکے مُنھ پر پھنکے مارنا شروع کیے وہ بیچاری اِس شیطانی لشکر مین گرفتار اور سخت ناچار کیا کرے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن آنکھین ملتی تھی مگر بھاگ نسکتی تھی اور لونڈے قصائی زادہ کے ساتھ جو رہتے تھے تو باتین بھی ویسی ہی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ؎ اِدھر دیکھ تو کسکو اب تک رہی ہی + کلیجی ترے عشق مین پک رہی ہی + کوئی یہ مضحک شعر پڑھتا تھا ؎ یہ اپنا ہی دل گردہ ہی تو نے جانا + کہ راس آیا ہمکو محبت جتانا + ایک لونڈے نے کہا پھر اب راستہ کسکا دیکھتے ہو اِسکو اُٹھا کر گود مین دو جو اُدہر کا کھیت ہی وہان لیچلو اور اپنا مزا کرو دوسرا بولا کہ اجی وہان لیجانا کیا ضرور ہی ایک اِسکو چھاپے ہم سب پہرے پر کھڑے ہین بادشاہ بھی آئیگا تو نہ آنے دینگے بس اسی طرح باری باری سے ہم سب سمجھ لین صرصر یہ باتین اُن شیطانون کی سُنکر گالیان دیتی ہی کہ ایسے کے تیسو کیون مجھے بے بس کرکے ستاتے ہو اور ناحق کو دِق کرتے ہو اگر چھوٹ گئی اور تم سب کو مین نے جان سے نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالنا اور مجکو صرصر عیارہ نہ کہنا لونڈے یہ سنتے تھے تو اور زیادہ خوش ہوتے تھے تالیان بجاتے تھے مُنھ چڑھاتے تھے کوئی پاس آکر چٹکی لیتا تھا اور بھاگ کر دور کھڑا ہوتا تھا کوئی پیچھے سے چپت مارتا اور کود کر الگ ہوجاتا صرصر اپنا ہاتھ بڑھا بڑھا کر لپکتی ہی مگر وہ بجلی کی طرح کوند رہے ہین اور جب کسی لونڈے کو یہ پکڑ پاتی ہی تو سب ملکر اُسکی آنکھون مین خاک جھونکتے ہین کہ یہ دونون ہاتھون سے آنکھین ملتی ہی وہ لونڈا بھی چھوٹ کر ستاتا ہی اور بھاگ جاتا ہی یہ بیچاری کبھی تو گالیان دیتی ہی کبھی کوستی ہی کہ سامری تمکو غارت کرین اتنے ہی سے ناشاد و نامراد مرو تمکو اگلا سال دیکھنا نصیب ہو تمھاری امان ہاے ہاے کرکے روئے تمھاری ارتھی نکلے تمکو بھو کی بھوانی کھائے اس کوسنے کی بھی لونڈے سماعت نہین کرتے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہی بندر کی آشنائی مشہور ہی لونڈون کے ہاتھ عنقا چیز آئی بوزنہ نے آئینہ پایا ہی

کیا خوب اس حسینہ کے حسن کی قدر کی ہی کہ آئینہ رخسار کو خاک سے صیقل کیا ہی اس کدورت پہ صفائی کی تمنا ہی سر پر خاک اتنی اُسکے پڑی ہی کہ زلف سیاہ پر بلا آئی ہی چہرہ وہ غبار آلود ہی کہ نقشہ کا خاکہ ہی بگڑا ہوا ہی گویا غبار مین آفتاب ڈھندلا ہی بھبھوت ملے جنگل مین جوگن کا گذر ہوا ہی انگیا اودہ کرتی بھٹکر ٹکڑے ٹکڑے اڑگئی ہی گھٹنا چست عبارہ پہنتی ہین اسپر ہاتھ لونڈون کے پڑکر پھسلگئے ہین ورنہ وہ بھی ٹکڑے اُڑجاتا لیکن خاک مین اٹگیا ہی دھولیںڈی مچادی ہی ہولی کے بھڑوونکی قطع صرصر کی بنادی ہی جب کوئی لونڈا ادھر سے آیا اُسنے ہبک کر ہاتھ مارا کہ ہوئے تیری ایسی تیسی کی تو ناشاد مرے وہ لونڈا جھک کر دوسری طرف نکلگیا اُدھر سے پھر ایک نے حملہ کیا اُسنے پھر ہبک کر ہاتھ مارا وہ پشت پر جا رہا ایک دھما چوکڑی مچادی صرصر نے ناچار ہوکر کمند نکالکر جو ماری ایک لونڈے کی گردن پھنسی اُسنے کھینچ لیا سب لڑکون نے کہا بھئی غضب ہوا ایک گیان ہمارا پھنس گیا آؤ اب دھاوا کردین یہ کہکر یکبارگی سبنے خاک عیارہ کی آنکھون مین جھونکی اور سب ملکر لپٹ گئے کمند بھی چھین لی اور نیمچہ بھی کمر سے کھول لیا اور زور کرکے بچھاڑنے لگے اُسوقت صرصر نے رجوع قلب سے دعا کی کہ اے عمرو کے خدا میری مدد فرما مین جانتی ہون کہ جب مسلمان تجھکو پکارتے ہین تو اُنکی مدد کرتا ہی یہ دعا کرتا تھی کہ اتفاقاً عمرو قران جو پیدل رواں ہوئے تھے اسطرف انکلے اس ارادہ سے کہ چلو لشکر حیرت کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین جائین فی الجملہ اُنھون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ لڑکے ایک عورت سے لپٹے ہین للکارے کہ ہان ہان کیا کرتے ہو لونڈے عیارہ کو چھوڑکر الگ ہوئے انھون نے پہلے تو بسبب گرد و غبار کے عیارہ کو پہچانا نہ تھا اب قریب آکر پہچانا اور از بسکہ یہ ساحرہ بنے ہوئے تھے تو صرصر نے نہ پہچانا تھا اب جو انھون نے کلام کیا تو اُسنے بھی پہچانا اور فرط ندامت سے عرق عرق ہوگئی گردن جھکائی کٹ کٹ گئی کہ ہائے بڑا غضب ہوا اپنے ہم پیشہ نے اس ذلت و خواری مین تجھکو مبتلا دیکھا علی الخصوص عمرو ایسے عیار کے سامنے یہ ذلت کہ جو تجھکو اپنی معشوقہ کہتا ہی غرض قہر درویش برجان درویش چارہ ہی کیا تھا سر جھکائے کھڑی ادھر عیارون نے لونڈون سے پوچھا کہ ارے میان یہ کیا ماجرا ہی وہ بولے سُنیے صاحب ایک ہمارے ساتھ کا گیان اس عورت کو گڈھے سے نکال کر لایا اور عاشق اسکا ہوا اسنے اُسکو بیہوش کردیا اور دو تین ہمارے ساتھ کے جوان اسنے توڑ دیے وہ دیکھیے بیہوش پڑے ہین اب ہم اسکو اپنی جورو بنائینگے آپ اس مقدمہ مین نہ بولیے گا اس جان جہان کو ہم چھوڑینگے

نہین عمرو نے کہا بھئی ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھ لین یہ کہکر پاس عیارہ کے گیا اور لونڈون سے کہا اے
میان یہ تو لونگ چڑے والے کی لونڈیا ہی تمنے نہین دیکھا تھا لشکر مین لونگ چڑے کباب پکارتی پھرتی
تھی ابھی کچھ دن ہوئے ہین کہ یہ اپنے میان کو زہر دیکر بھاگ گئی تھی آج تمھارے ہاتھ کیونکر لگ گئی صرصر
یا تو گردن جھکائے کھڑی تھی یہ باتین سنکر تاب نرہی بولی کہ موڈی کاٹے ستیاناس گئے وہ تیرے ہی
جُرو ین لونگ چڑے بیچتی ہونگی لو موا آیا ہی شیخی بگھارنے مجھسے جلی کٹی کرتا ہی عمرو نے چپکے سے کہا
پیاری لونڈون کو پسند کیا ہمسے یہ چربانگی یہ کہکر لونڈون سے کہا بھائیو یہ بڑی چرب زبان عورت ہی
اسکے فقرون پر نہ آنا ہم بھی تمھارے شریک ہین چھوڑنا نہین اسے لونڈون نے پھر ستانا شروع کیا
عیارہ پھر لگی گالیان دینے قران نے کہا اے لڑکو تمنے اسکو ستایا ناحق وگرنہ یہ لڑکون کی استانی
ہی تمکو خود اپنے ساتھ لیجائیگی لونگ چڑے خوب کھلائیگی عیارہ نے کہا اسی کی جرو الونگ چڑے بیچتی ہی
یہ جو تمسے کہتا ہی قران نے کہا لو دیکھو مین راضی کیے دیتا ہون اچھا تم سب ہٹ تو جاؤ لونڈے دور
ہٹ چلے گئے قران نے پاس آکر کہا کیون استانی یہ لونڈون سے بےحرمتی کراتی ہو شرط کہ ناک کاٹ لون تو
یہ ہمارے استاد کے سامنے لونڈے تمھارے لپٹے ہوئے تھے صرصر نے کہا تیرے استاد کی اور تیری ایسی تیسی
کی نگوڑے تجکو غیرت نہین آتی کہ مین اسطرح بے آبرو ہوتی ہون اور تیرے استاد کی بھی غیرت
اڑ گئی ہی کہ لونڈون سے ہنسواتا ہی تو کیا منہ لگا کر مجھکو استانی کہتا ہی یہ باتین عمرو نے جو سنین آگے بڑھکر گویا ہوا
کہ کیون پیاری اپنے وقت پر کیسا ہمکو ابھارتی ہو اور غیرت دلاتی ہو اچھا وعدہ کرو کہ بعد رہائی آج
جو تم کہو گے وہ مان لینگے صرصر نے مصلحتاً انکار مناسب نجانا زبان سے تو اقرار نکیا مگر گردن ہلائی
کہ ہان مانونگی عمرو نے کہا تو جھوٹی ہی یہ کہکر لونڈون کو پکارا کہ ارے میان آؤ یہ راضی نہین ہوتی
اب تم جانو تمھارا کام جانے لونڈے پھر دوڑ آئے اور عیار وہان سے آگے بڑھے صرصر نے بڑی حسرت
سے منہ عمرو کا دیکھا مگر عمرو نے قران سے کہا آؤ بھئی آؤ چلین وہ بھی ساتھ ہوا اور یہ دونون کچھ دور جاکر
پوشیدہ ہوئے اور عمرو نے ایک گلدستہ گلہائے بیہوشی آمیز کا زنبیل سے نکالکر صورت اپنی مثل باغبان
کے بنائی جھولی کمر سے باندھکر بہت سے پھول بھر لیے اور کھرپی کمر مین گھرس لی اور راہ کترا کر ادھر ہی سے
نکلا کہ جدھر لونڈے تھے انھون نے جو گلدستہ گلہائے نایاب و خوش رنگ دیکھا بیچین ہو گئے اور دوڑ کر
قریب آئے کہا میان باغبان یہ گلدستہ کسکے لیے بنایا ہی ذرا ہم بھی دیکھین اسنے کہا تو لیکن خراب نکرنا

ایک امیر نے بنوایا ہے یہ کہکر گلدستہ ایک لڑکے کو دیا اور تھوڑے تھوڑے پھول سبکو دیے کہ تو اس سے
کھیلو وہ پھول لیکر سبنے سونگھے اور بیہوش ہوگئے عمرو قریب صرصر آیا اور بے اختیار صرصر عیارہ کو گلے سے لگا لیا
اور صرصر نے ہاتھ پکڑ لیے خواجہ کے جب ہاتھ دونوں رُک گئے خواجہ نے زور کرکے ہاتھ چھوڑائے اور بوسے
لیے اور کہا ای گل باغ کامرانی یہ رسوائیان تم کرتی ہو میری چھاتی پہ کودون دلتی ہو مین نے
ہزار مرتبہ کہا کہ صاحب گھر مین بیٹھو جو مجھکو میسر ہے وہ کھاؤ اُڑاؤ مگر تم نہین مانتین آج مین ناک
کاٹے لیتا ہون صرصر نے کہا ای عمرو تجھکو واسطہ اپنے دین ومذہب کا کہ پہلے تو مجھکو رہا کردے
پھر جو تیرا جی چاہے وہ کرلینا ایسا نہو کہ کوئی اور سردار طلسم مین سے آکر میرا یہ حال دیکھ لے
عمرو نے کہا ہاتھ مارو کہ چھوٹکر بے اعتنائی نکرینگے تمھارے ساتھ ہی رہینگے اور مطلب دلی برلائینگے
صرصر نے یہ سنکر منھ چڑھا دیا اور انگوٹھا دکھا دیا کہ موئے تو اسی تمنا مین رہیگا خواجہ نے کہا کیون ابھی سے
یہ باتین صرصر نے کہا ارے او مرچیا جن میرا مردہ دیکھے جو دیر لگائے ہمین کو روئے جو جلدی نہ چھڑائے
خواجہ کو ان قسمون کے سُننے سے تاب نہ آئی فوراً اُس لسیر قصاب کو مار ڈالا عیارہ پر سے سحر
دفع ہوگیا طاقت رفتار آئی خواجہ نے کہا اب کہ کیا ارادہ ہے عیارہ نے کہا ٹھہر جاؤ مین وعدہ وفا
کرونگی خواجہ سمجھے آج یہ مسلمان ہوگی اسوجہ سے الگ کھڑے ہوئے اور عیارہ نے سب لڑکون کا
زیور جو کچھ کہ کڑے بالے وغیرہ وہ پہنے تھے اُتار کر خواجہ کو دیے اور ازبسکہ الیسی اُنسے رنجیدہ تھی کہ
خنجر پکڑ کر سر کاٹتے ہر ایک کا چلی خواجہ نے فرمایا کہ ارے مین نے تو بچا سمجھ کر انکو چھوڑ دیا تھا لیکن تو
رحم نہین کرتی اُس عیارہ نے ایک نہ سنا اور سبکو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے جست کرکے چلی خواجہ نے
پکار کر کہا اری او بیوفا وعدہ وفا کرتی جا اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ جا دور بھی ہو موئے یہ منھ اور پلید تو اپنی
صورت تو چینی مین پیشاب کرکے دیکھ مُوا جیسے بن مانس یہ کہکر یہ جادو جاشش برق چمک کر نکل گئی
اُدھر خواجہ اور قران اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد لشکر مین آکر شریک جلسۂ مسرت
وانبساط ہوئے اور صرصر نے جا کر سارا حال اپنا ملکہ حیرت سے بیان کیا ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اب تو
نہ کہ کہ مین نے لڑکون کو مارا ہے کسلیے کہ جنکے لڑکے قتل ہوئے ہین وہ سب تیرے دشمن ہو جائینگے یہ کہکر
ایک نامہ ان سب کیفیتون کا تحریر کرکے شاہ جادوان پاس بھیجا اُدھر لشکریون نے جب اپنے
لڑکون کو تلاش کیا صحرا مین لاشین اُنکی ملین بصد گریہ وبکا اُٹھائین اور حیرت سے آکر استغاثہ کیا

کہ آپ حاکم ہین ہماری داد دیجیے ملکہ مذکور نے حکم تحقیق کرنیکا دیا کہ قاتل تلاش کیا جاے یہان تو یہ
ہنگامہ ہے لیکن افراسیاب نکہت انتساب باغ سیب مین تخت رفعت مآب پر جلوہ گستر تھا کہ
شیاطین علیہ اللعن و العذاب نامہ شاہ کوکب عالی جناب لیے حاضر خدمت ہوا اُسوقت
خدمت شاہ طلسم مین سترہ ہزار کنیز بعہدۂ خدمتگزاری موجود تھین اور چار ہزار ساحر نامی و نامور
کرسیون پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا جام شراب گردش مین تھا کہ شیاطین نے سامنے اکر رونا شروع کیا
بادشاہ نے فرمایا کہ کیون خیر تو ہے اسنے پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیکر سر اپنا بادشاہ کے پائون پر رکھدیا اور
رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ خوف جان سے قیدیون کو آپ مین نے
رہا کر دیا اے باشاہ آپنے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ جمشید نے ایک سے ایک کو زبردست بنایا ہے اسطرح
کوکب کی طرف سے ملکہ حنا دست آئی اور برسات کا عالم ظاہر کر کے مجھکو گرفتار کیا اور نامہ اُسکے بادشاہ کا
آیا کہ اسکو مارو نہین بس اُسنے مجھسے میرا سحر رد کرایا اور نامہ دیا کہ اپنے بادشاہ پاس لیجا وہ نامہ مین لیکر
آیا ہون نہایت شرمندہ ہون فلک کا ستایا ہون بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا کاخ دماغ مین
دود غضب پیچتاب کھانے لگا اور ساحر مذکور سے نامہ لیکر لفافہ اُسکا چاک کر کے کاغذ کو وا کیا
کچھ اُسمین لکھا نہ تھا ایک پتلا صندل سے اُس قرطاس پر کھنچا تھا بادشاہ حیران ہو کر کاغذ کو دیکھنے لگا
کہ یہ تصویر کسلیے مجکو بھیجی ہے یہ تو متحیر تھا کہ وہ تصویر صندلین گویا ہوئی کہ اے بادشاہ آپ مجھکو کیا دیکھتے
ہین اور ہاتھ مین لیے بیٹھے ہین اگر زمین پر یہ کاغذ رکھدیجے تو مین آپسے باتین کرون بادشاہ اُس تصویر
کی گفتگو سنکر زیادہ تر حیرت مین آیا کہ نگارخانہ آذری مین مصور قدرت نے جان ڈالدی ہے بڑی
کاریگری دکھائی ہے لوگ مثل کہتے ہین کہ تصویر ایسی بنائی ہے جو منھ سے بولا چاہتی ہے یہان واقعی یہ تصویر
بولتی ہے غرضکہ حیرت مند ہو کر کاغذ ہاتھ سے رکھدیا وہ تصویر قہقہہ مار کر ہنسی اور گویا ہوئی کہ سن اے بادشاہ
میرے مالک شاہون کے شاہ جناب کوکب والاخطاب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہمکو دوست بنانا چاہتے ہو
تو مناسب ہے کہ شہزادہ اسد کا عقد ہمراہ مہ جبین کر کے بصد ادب و عزت ہمارے پاس بھیجدو اور
تم بھی طلسم کا خراج لیکر ہمراہ آؤ کہ مین تمکو آستانۂ سلطان گردون سریر شہنشاہ باتوقیر خدیو گیہان خداوند
جہان چراغ لشکر اسلام موید مومنان ذوالکرام یادگار نسل کیان شاہ فریدون فر عدل گستر سعد
بن قباد ذوالانزاد پر لیچلون اور خطا تمھاری معاف کراؤن اور اگر یہ امر تمنے منظور نکیا تو سزا اپنی پا

کنار مین دیکھوگے بہت پچتاؤگے جان اپنی مفت گنواؤگے یہ کلمات اس تصویر سے سنکر افراسیاب
خود قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا ای ہیکر بیجان اپنے بادشاہ سے جاکر کہدینا کہ اگر تجکو ملک ومال اپنا بچانا
ہی تو یہ بے دینی چھوڑ دے اور اُس وزد مکار عمرو عیار کو باندھکر میرے پاس حاضر کرے ورنہ بپاس
دین جمشیدی اُسپر لشکر کشی کرکے صفحۂ روزگار سے نام اُسکا بیسان حرف غلط مٹادونگا اُسکی امارت
خاک مین ملادونگا کہدینا خبردار ہورہ یہ نکہنا کہ خبردار نہ کیا اِن باتون کو جب اس شبیہ نے سُنا تو
وہ بھی ہنسی اور وقت خندہ زنی ایک آواز مہیب اُسکے مُنہ سے پیدا ہوئی اور وہ کاغذ جسپر تصویر
کھچی ہوئی تھی جلکر دھوان ہوگیا اور وہ دود سمٹکر مثل لکۂ ابر کے ایک طرف چلا گیا بعد اُسکے جانے کے
نامہ حیرت کا بادشاہ پاس آیا اور اُس سے حال آمد مہرخ وغیرہ معلوم کرکے جواب لکھا کہ ای ملکہ اب
تمکو لازم ہی کہ اندر طلسم کے چلی آؤ کسلیے کہ عیارون کے ضرر سے بھی محفوظ رہوگی و نیز جب کوئی
سردار لڑنے کو میری طرف سے آئیگا اُسکو بھی آسائش ملیگی اور تم بغیر کسی سردار کے آئے لڑتی بھی
نہین ہو پھر کیا ضرور ہی کہ سامنے حریف کے خیمہ زن رہو اب سامنا اُس مرد صحرائی سے پڑا ہی بیٹی
اُسکی قریب ہی کہ لشکر لیکر آئے چنانچہ میدان مین ٹھہرنا مناسب نہین جیسا مین نے لکھا ہی ویسا ہی
کرنا خلاف اُسکے عمل مین نہ لانا یہ لکھکر تبلہ کو دیا کہ وہ حیرت پاس لایا ملکہ مذکور بنابر حکم شاہی سرداران
لشکر کو ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلی اُسکے جانے سے کل لشکر کمر باندھکر ہمراہ ہوا اور ملکہ
نے دریا پر آکر ایک چھڑی ماری کہ پانی اِدھر اُدھر ہٹ گیا بیچ مین دروازہ پیدا ہوا ملکہ اُس دروازہ مین
داخل ہوئی اور اُسی مقام پر پہونچی کہ جیسا سابق مین ہنگام آمد مختار جادو حال طلسم بیان کیا
گیا تھا چنانچہ ظاہر مین تو شہر ناپرسان بہت دور نظر آتا ہی لیکن براہ طلسم و نیرنگ بہت قریب ہی
ملکہ اسی شہر مین آکر گنبد نور پر ساکن ہوئی اور فوج کی چھاؤنی زیر دیوار شہر مذکور پڑی اب دریاے
خون روان کے اُدھر ایک دیوار منزلون تک کھچی نظر آتی تھی اور اُس دیوار پر کاخ و عمارت بنی
تھی ساحر پھرتے چلتے نظر آتے تھے غرضکہ اِس لشکر کے جانے سے غلغلہ جو ہوا لشکر مہرخ مین بھی
خبر پہونچی عیار اور سرداروں نے جو آکر دیکھا تو دریا کے اُسطرف دیوار کو دیکھا لشکر حیرت کا پتا نپایا
ناچار سب جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے اُدھر افراسیاب کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ تو نے نامہ
جتنے بھیجے سب ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور شاہ کوکب نے بجاے نامہ صندل کی تصویر بھیجی جو تقریر بتدابیر

تحریر کرتی تھی پس یہ اپنی شوکت اُس جنگلی نے تجھکو دکھائی ہی اب لازم ہی کہ تو بھی اسی طرح ایک نامہ
اُسکو بھیجکر اپنی اولوالعزمی دکھا یہ سوچکر اپنے مقام سے بزور سحر غائب ہوگیا اور باغ سیب سے کچھ
دور جاکر ظاہر ہوا اور پران پران سرحد طلسم کی طرف چلا اس ارادہ پر کہ دیوار نور افشان اور دریا جو عمل مین
کوکب کے ہی اُسکو خشک کردے اور دیوار کو ڈھادے اور ملکہ حنا دست کو اپنے قبضہ مین لائے یا ایسا
سحر کرکہ وہ اپنا گلا کاٹکر آپ مرجائے چنانچہ کوکب کو اپنی دیوار طلسم کی خبر نہین ہی اور یہ جانتا ہی او
لوح طلسم نور افشان طلسم ہزار برج مین ہی اور بادشاہ طلسم ہزار برج مطیع و منقاد افراسیاب جاد و
ہی حال اُسکا بیان کیا جائیگا فی الجملہ افراسیاب بحالت غضب و بجان بیتاب پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب
سرحد طلسم پہونچا اور ایک پہاڑ پر آکر اُترا وہان ہزارون پتھر سنگ لیشب و سماق کے پڑے تھے شاہ کے
پہاڑ پر پہونچتے ہی زمین نشست کوہ شق ہوئی اور ایک پتلی پتھر کی نکلی صورت اُس پتلی کی تپائی کی
ایسی تھی پس وہ پتلی آکر بیٹھ گئی بادشاہ اُسپر بیٹھا اور سحر پڑھا کہ اُس پتلی کی پیٹھ سے ایک پتلا بالشت
بھر کا پتھر کا نکلا اُسکے ماتھے پر کچھ لکھا تھا بادشاہ نے اُسکو پڑھا معلوم ہوا کہ پیشانی اس پتلے کی جمشیدی
تختی ہی بادشاہ نے یہ نیت کی کہ مین سرحد طلسم نور افشان برباد و غارت کرنے جاؤن میرے حق مین
بہتر ہی اس نیت کرنے سے پتلے کی پیشانی پر حرف ظاہر ہوئے کہ بیوقوف ہی بغیر لوح اور بغیر طلسم کشا
کہین مرحلہ طلسم باطل ہوا ہی جو تو یہ حوصلہ کرتا ہی خبردار اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ خطا پائیگا
بہت پچھتائیگا یہ ارادہ اگر رکھتا ہی تو لوح طلسم نور افشان ہم پہونچا اور نسل حمزہ سے کوئی شہزادہ
پیدا کر اُس سے طلسم کوکب فتح کروا یہ حال معلوم کرکے بادشاہ نے ایک پتھر اُس پہاڑ کا تجویز کرکے
ایک تصویر اُسپر نیل کے قلم سے کھینچی اور ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکر مارا کہ وہ سِل جسپر تصویر کھینچی تھی اُٹھکر
سامنے آئی اُس سے حکم دیا کہ ای شبیہ سحر تو جا طلسم نور افشان مین شاہ کوکب کے پاس اور اُس سے
پیام دے کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مین ہوشیار نتھا تمھارے طلسم کو اب مین غارت کرتا ہون کیونکہ لوح
طلسم مجکو معلوم ہی کہ جہان ہی اور سوائے اسکے مین مالک حجرۂ ہفت بلا ہون اگر اپنی خیریت چاہتے ہو
تو اُس ناعیار کو میرے پاس قید کرکے بھیجدو وہ پیکر بیجان یہ حکم شاہ ذیشان سنکر اسطرح روانہ ہوئی
کہ وہ سِل جسپر تصویر کشیدہ تھی بر روے ہوا اُڑکر نظر سے غائب ہوگئی اُدھر ملکہ حنا بعد رہائی مہرخ جو
مراجعت فرما ہوئی اپنے مقام پر کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا پھر ناچ ہونے لگا ساغر بادۂ ارغوانی کا دور

شروع ہوا اِس عرصہ مین وہ تپلا صندل کا جو دُھوان بنکر چلا تھا آکر پہونچا اور حال اپنی پیام گذاری کا
عرض کرکے غائب ہوگیا بعد کچھ عرصہ کے یہ سِل اُڑتی ہوئی اُسیجا پہونچی اور سامنے تخت بادشاہ کے جاکر بصورت
راست اِستادہ ہوئی اُسمین جو تصویر کھچی تھی وہ پکاری کہ اے بادشاہ میری بھی تسلیم پہونچے اور بوندی
جو کچھ عرض کرے وہ بادشاہ بدل مخاطب ہو کر سنے شاہ نے فرمایا کہ بیان کرو اُسنے کہا کہ مالک ساحران شاہ
جادوان عالی جناب والا خطاب بقیہ نسل سامری چراغ دودمان ساحری و افسونگری مصباح انجمن
فسون سازی مشعل پُر ضیا ء خانہ عربدہ و نیرنگ پردازی حضرت مستطاب شہنشاہ افراسیاب
نے آپکو آگاہ کیا ہے اور اب طلسم کی بربادی کا آپ کے زمانہ قریب آیا ہے ایسا کچھ بادشاہ نے ارشاد فرمایا
ہے شاہ کوکب جملہ پیام اُس تصویر کی زبانی سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے شبیہ میری طرف سے کہدینا
کہ اے بادشاہ واقعی تم ہر طرح مجھسے زبردست ہو مال وملک و خزانہ فوج سحر و نیرنگ تمسے دونا رکھتے اور
جانتے ہو ہم کبھی تمھارا مقابلہ نکرتے مگر کیا کرین مجبور ہین اسلیے کہ ایک شخص ہمارے پاس منزلین
طے کرکے بمصیبت تمام آیا اور اب ہمارے دامن مین چھپا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ اُسکو نکال دین کسی
مذہب وملت مین یہ جائز نہین اور آدمیت سے بھی بعید ہے لہذا اب تمسے کہا جاتا ہے کہ ہرچہ بادا باد جو کچھ تم
چاہو کرو ہم نہایت ہوشیار ہین خداے ما بزرگ ست بموجب مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی
ترست، ‡ یہ فرماکر جانب زمین اشارہ کیا کہ ایک تپلا زمین سے موتیو نکا مالا لیے ہوئے نکلا اور بادشاہ نے
بادشاہ اُس سِل کو وہ مالا پہنا دیا ایک دُھکدھکی اُس مالے مین گُندھی تھی وہ سینہ پر تصویر کے
آگئی اور سِل وہان سے اُڑکر جانب کوہ مذکور چلی اور سامنے شاہ جادوان کے آگری اور تصویر نے
پیام شاہ کوکب حرف بحرف عرض کیا اور سِل پر سے غائب ہوگئی بادشاہ لوح طلسم کوکب ملنے کی
فکر مین روانہ ہوا یہ تو تلاش لوح طلسم نور افشان مین جاتا ہے اور ملکہ حیرت داخل طلسم ہے خواجہ
عمرو ایک شب کے لیے مہرخ پاس آئے تھے ہر ایک سے ملکر طاؤس سحر طلب فرماکے پھر ان
کے پاس چلے گئے اُدھر باغبان وزیر تلاش مین عمرو کے گیا ہے اِس مقام پر صاحب فقرنے ایما
کیا ہے کہ باغبان ایسا زبردست ساحر وزیر بادشاہ کا شریک عیاران ہو اور شہزادہ اسد
قید رہین یہ امر خلاف عظمت وزیر مذکور ہے پس بدین سبب داستان گو وزیر موصوف کو قریب رہائی
شہزادہ اسد شریک مسلمانان کراتے ہین اور انھین کا تتبع یہ احقر داستان گویان جاہ مؤلف

فسانۂ ہذا بھی کرتا ہی و نیز یہ بھی اِس کمترین نے اِس قصہ کے لکھنے مین جسارت خلاف دفتر کی ہی کہ داستان جو ٹکڑے ٹکڑے تھی اُسکو ایک ہی جگہ جمع کرکے لکھ دیا ہی چنانچہ داستان ریحانہ و نگار کی اسی طرح دفتر مین بھی کہ کچھ حال لشکر امیر کا اور کچھ حال طلسم نزار برج کا اور کچھ کیفیت اُن دونون جادوگرنیون کی تھی قس علی ہذا اکثر مقامات پر یہی صورت تھی اُسکو بہ نظر تسلسل افسانہ ایک ہی مقام پر لکھا ہی تاکہ ناظرین با تمکین کتاب ہذا حظ وافی اور لطف کافی اُٹھائین اور ماہران فن داستان گوئی پس و پیش ہو جانے سے داستان کے انگشت اعتراض صفحۂ حال اِس سراپا تقصیر پر نہ رکھین اور میری محنت کی داد دین آمدم بر سر مطلب یعنی حال افراسیاب اُسی مقام پر کہ جیسا اوپر بیان ہوا ترک کرکے اب شمۂ کیفیت لشکر ظفر پیکر امیر با اقبال و شہزادۂ تورج وغیرہ مع کوائف لقاے بدخصال لکھی جاتی ہی و باللہ التوفیق

داستان دلستان آنا بہرمد زمرد شاہ باختری آفت کوہی عنصر کوہی کے بھانجے کا اور عاشق ہونا اسیر صباے جادو کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے اور اسیر ہونا سرداران اسلام کا اور عیاریان کرنا عیارون کی اور حال طلسم ہزار برج فتح کرنا مرحلات طلسم تورج کا پھر ساحران نامی بہرمد لقا افراسیاب کا بھیجنا اور شہزادۂ ایرج کا آکر اُنکو قتل کرنا پھر آنا سیماب سیماب بدن کا لقا کی مدد کو اور اُسکو آکر قتل کرنا شہزادۂ تورج کا پھر حال شہزادۂ قاسم یعنے جانا شہزادۂ مذکور کا براے فتح طلسم گوہر گرہ لمولفہ

اے مرے ساقی مرے پیر مغان
وقت ہی اب عیش کے اجلاس کا
فوج کے سب مست سپاہی ہوگئے
تکیہ خم بادۂ گلنار ہی
شیش محل بنگئے جام شراب
مُہر مے ناب کے ہی نام کی
زلفین ہین شیشۂ صہباے ناب

نشۂ صفت کیون ہی نظر سے نہان
کشتی مے تخت شہی آج ہی
خُم جو تھے نقارۂ شاہی ہوئے
فضل خدا ہی مے گلفام پر
نقل بنے سکۂ نام شراب
جام کا خط غیرت شمشیر ہی
گولیان بندوق کی ہین ہا کباب

عہد کیا وسوسہ و یاس کا
قیف نہین بادشہی تاج ہی
صافی مے مسند زر کار ہی
قبضہ ہوا سلطنت جام پر
بوند جو ہی بادۂ گلفام کی
سیخ جسے کہتے ہین وہ تیر ہی
بجتا ہی میخانے مین کوس شہی

حجلہ مین سامان جلوس شہی
جسمین طبیعت کی روانی دکھاؤن
جادو و نیرنگ ہی القصہ ہو

مجکو نچھاور ملے اس عہد کی
جوہر اعجاز بیانی دکھاؤن
جاہ بیا قصۂ نادر نویس

دے مئ گلرنگ مجھے شہد کی
حال کہون وہ جو مرا حصہ ہو
آنکہ بود خوب و فصیح و سلیس

بلبلان نغمہ پرداز گلشن سحر و نیرنگ ۔ و قمریان سروستان کلام ہاے رنگارنگ و طوطیان شیوا زبان شکرستان شیرین زبانی ۔ و زمزمہ پیرایان حدیقۂ جادو طرازی و سحر بیانی ۔ شاخ رنگین و پر بہار خامۂ تحریر سے مضمون بوقلمون کی گلفشانی اسطرح فرماتے ہین اور باغ پربہار اسمار کی سیر یون دکھاتے ہین کہ بعد قتل مہتاب جادو و ماہ جادو ساحران بے ایمان یعنے صبائے جادو و بلاے جادو نے بمشورۂ بختیارک بے آبرو نامہ بنا بر طلب امداد بجانب افراسیاب بدنہاد روانہ کیا تھا چنانچہ اُس ثانی شداد نے نامہ پڑھکر زہر چشم کو بھیجا تھا حال اسکا طلسم ہزار برج مین بیان ہوچکا فی الجملہ اب مقابلہ و مجادلہ ساحران مذکور نے لشکر اسلام سے موقوف رکھا ہی اور انتظار آمد کمک کر رہے ہین چنانچہ ایک روز لقا راندۂ درگاہ کبریا تخت نکبت پر بارگاہ مین بصد عظم و شان بیٹھا تھا کوہی اور باختری وغیرہ سرداران لشکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے جام شراب ناب کا دور تھا ہر ایک مست و مخمور تھا کہ ہلکارے مجرا گاہ پر آکر حاضر ہوئے اور بعد اداے دعا و ثنا عرض پیرا ہوئے کہ عنصر کوہی کے بھانجے آفت کوہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے حضور کی مدد کو آتے ہین اور قریب پہونچ چکے ہین داخل لشکر خداوندی ہوا چاہتے ہین یہ خبر سنکر بختیارک مع چند سردار کے براے استقبال روانہ ہوا واضح ہو کہ پیشتر بھی حال آفت کوہی بیان ہوچکا ہی چنانچہ یہ وہ آفت نہین ہی یہ بھانجا عنصر کوہی جو سپہ سالار سلیمان عنبر مو ہی اُسکا ہی اور از بسکہ یہ سرزمین کوہستان ہی تو ہزار ہا کوہی قلعجات متعدد کا مالک یہان رہتا ہی اسوجہ سے نام مین توارد واقع ہوتا ہی اور صاحب دفتر نے یہ تسلسل رکھا ہی کہ جبتک طلسم ہوش ربا فتح ہوا اس کوہستان اور اُسکے اطراف کے طلسمات بھی فتح ہو جائین غرضکہ شیطان خداوند نے جاکر استقبال کوہی مذکور کیا اور لشکر اُسکا ملحق لشکر خداوند اُترو ایا بارگاہ اُسکے لیے استادہ ہوئی گروہ پہلے بارگاہ مین سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا خداوند کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنے ہاتھون سے ملا اور دنگل زرین پر بیٹھا

حال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے خوب نمک مرچ لگاکر بیان کیا کہ اسطرح فرزندان حمزہ خداوند کی بیٹیون کو نکال لیگئے اِس کلام پر لقا خفا ہونے لگا اسی گفتگو مین صبا جادو بھی دربار مین آئی اور اُسنے اِس کوہی کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل دیو صورت قامت مین تاڑ جسامت مین پہاڑ پُر غضب اور شہوت پرست مزاج مین حرص و آز کا مسکن خود پسندی پسند لوٗن مین بدچلنی کا چلن مونچھین کھڑی کھڑی داڑھی ساحرون کی ایسی نشۂ نخوت سے آنکھین لال بیجیا کمال زود رنج ہفتہ دوست شرارت سے پر رگ و پوست دنگل پر بیٹھا تن رہا ہی آپ ہی آپ بن رہا ہی یہ لکاتہ دیکھتے ہی ایسے جوان قوی کو فریفتہ ہوئی اور دنگل پر اُسی کے پہلو مین آکر بیٹھی اور ازبسکہ یہ سحر سے صورت اپنی حسینہ بنائے ہوئے تھی اِس کوہی نے بھی اُسکی طمع گری پر نظر کی دیکھا کہ ایک زن جمیلہ سانولا رنگ گول بدن آنکھین غیرت بخش دیدۂ ہرن سینہ پر اُبھار سے نیا جوبن معشوقہ عاشق خصال عربدہ سازی مین جسکو حاصل کمال بظاہر بہت خوبرو باطن سیہ چہرہ و تند خونریز زال فرہاد کش جان شیرین کی دشمن پُر عیب و مکار و زانیہ و بدچلن یہ بھی اُسپر مائل ہوا اور ساحرہ نے جام شراب اپنے ہاتھ سے اُسکو دیا اِسنے بھی شعر مستی مین عاشقانہ پڑھے بختیارک نے یہ رنگ جو دیکھا چپکے سے کان مین صبا کے کہا کہ ای ملکہ اپنے بھائی بلاء جادو کو کیا جواب دوگی اُسنے کہا وہ نگوڑا کیا میرا حاکم ہی میرا جو جی چاہتا ہی وہ مین کرتی ہون یہ کہکر آفت سے کہا ای جانی ہم آج تیری بارگاہ مین آئینگے اُسنے کہا مین جبتک اِن خداپرستون کو قتل نکرلونگا عیش و راحت کرنا مجھپر حرام ہی ساحرہ نے کہا اچھا تم طبل جنگ بجواؤ ہم بھی تمھاری اعانت کرینگے اُسنے کہا پہلے تو اپنے زور کے بھروسے پر لڑونگا پھر آگے سمجھ لونگا جب مین مغلوب ہو جاؤن اُسوقت تم مدد کرنا یہ کہکر بختیارک سے کہا ملکجی طبل جنگ بجواؤ اُسنے کہا اتنی جلدی نکرو موت بلانا اچھا نہین یہ شتابی یہ بیتابی روا نہین کوہی اِسکی باتون پر ہنس پڑا انھین باتون مین آخر وہ وقت آیا کہ کوہی کوہ خاور طی منازل کرکے بارگاہ مغرب مین آیا اور ساحرہ لیل نے ضیاے ماہ کا غازہ چہرہ پر ملکر دہر پُر آفت کو لُبھایا کہ نظم

چھپا جب اشہب گردون کا اسوار
پیادے بنگئے سب نجم و سیار
شب مہتاب نے جوبن دکھایا
عروج ماہ کا پھر وقت آیا

الغرض شام با صرار آفت ناکام لقا نے نقارۂ رزمی بجوایا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے تئین بارگاہ سلیمانی

مین پہونچایا اور زبان ادب سے صفت وثنائے شاہ اسلام ادا کر کے خبر آمد کوہی اور بجوانا طبل جنگ کا عرض کیا بادشاہ عالم پناہ نے خبر سنکر جانب امیر نظر کی امیر نے حسب ایمائے بادشاہ فلکم لوا حکم نواختِ کوس حرب دیا عیارون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقار خانہ سلیمانی مین طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہلگئی مریخ کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک مین جھناٹا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور اور بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دلمین رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتۂ تیغ سے رشتۂ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر بران نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنائی حلقۂ خنجر طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمنائے مردان مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا قلزم زخار جدال وقتال مین طوفان عظیم اُٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہانتک عرض کرون رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ برپا رہا تلوارین سان پر چڑھین دلاورن پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلون کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہوتے نیزے بہر پیکار تیز و تیار ہوتے گھوڑون کا ساز و یراق درست ہوتا ہر بہادر چاق و چیست ہوتا شور کرنا و بوق سے گوش روزگار مین پنبۂ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا یا ذرہ ذرہ لسان شیر غرا تا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی بقصد جانستانی فروغ اختر و ماہ اسلح شعاع سے مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر | جہان گرد از چہر خود پُر ز مہر
سپہ جنگ آمد ز لشکر خروش | زمین آمد از بانگ اسپان بجوش

وقت سحر دو طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوا امیر سجدہ کر پایس سے بعد فراغ طاعت باری سلح سنجوگ سے آراستہ ہو کر در دولت شاہی پر آئے سرداران ذیوقار بھی بامید ادائے آداب حاضر آستانۂ شہنشاہی تھے کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان و مسلمانان حضرت قدر قدرت فخر الملوک والسلاطین خدیو گیہان سعد بن قباد والا شان بر آمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا شور از فرش تا لب عرش پہونچا امیر اور سب سرداروں کا مجرا وسلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف

جنگاہ کے اس عظم و شان سے روانہ ہوئی کہ ہزار ہا رسالے اور فیل و اسپ اور پلٹنیں و شاہان روے زمین مثل ملازمان ہمراہ تھے جان نثار و خیرخواہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اُسطرف سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر پر بیم

چشم زمانہ پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت پر رعب طلسم

یکی ابر بست از پے گرد سم | بر آمد خروشیدن گاو دم | شده جمع چندان سپاہست و پیل
کہ روے زمین شد بکردار نیل | درفش و سنان را خود اندازه نیست | خور از گرد بر آسمان تازه نیست
اگر بشمری نیست انداز و مر | ہمی از تبیره شده گوش کر |

حاصل مرام بعد ورود موکب بزرگ از ناترتیب صف محاربہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے آفت پر فتنہ اجازت حرب لقا سے لیکر وسط میدان مین آیا اور سلح شوری دکھا کر نعرہ زن ہوا کہ ہان کون زندگی سے بیزار ہی جو میرے سامنے آنا چاہتا ہی اس نہیب کو سنکر لشکر اسلام سے شہزادہ صفدر و صف شکن خورشید بن ہاشم تیغزن نے گھوڑے کی باگ لی گل صفِ دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے سردار پا پیادہ ہو کر رکاب مین چلے شہزادہ نے ہر ایک کو تسکین دیکر رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے خلعت اجازت لیکر مرکب اُڑاتا سامنے حریف کے آیا وہ تہیہ لگا ور گینڈا بڑھا کر چلا یا تم نگا ور نفی ہوئی سات قدم گینڈا اُسکا اور پانچ قدم گھوڑا شہزادہ کا گھٹ بڑھ رہا دونون نے زانون مین مسلکر سامنا کیا نیزہ دری آغاز ہوئی سنان پر سنان اُور بنان پر بنان بجنے لگی بعد رد و بدل ہونے چند طعن کے شہزادہ نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اُسنے غصہ مین آکر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار خبردار کہکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے اپنی تلوار کی پشت پر تیغہ کو روکا کہ تیغہ اُسکا جھنا کر دو ٹکڑے ہوا اور اس شمشیر زن نے ہوشیار باش کہکر ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر فراخ دامن کو چہرہ پر پناہ کیا لیکن اُس تیغ کی روانی سے پناہ پانی مشکل ہوئی سپر کو کاٹکر تلوار خود پر آئی اُسوقت صبا سے جادو بروے ہوا اُڑ رہی تھی اور بزور سحر پوشیدہ تھی سمجھی کہ یہ تلوار سپر کو کاٹ چکی ہی اب دو پر کالے کریگی پسران حمزہ بڑے شہ زور ہین جلد خبر لینا چاہیے ورنہ یہ بیچارہ کو ہی ہلاک ہی یہ سوچکر بہت جلد اُسنے سحر پڑھکر تلوار کی دھار باندھی شمشیر شہزادہ خود و دو بلغہ زرہ ٹوپ عرق چین کاٹکر تا بہ کاسہ سر پہونچی تھی کہ کُند ہوئی اور اچٹ گئی چالاک اور ابو الفتح سیر جنگ دیکھنے کو آگے بڑھ آئے تھے یہ کیفیت دیکھکر گویا ہوئے کہ شاید

یہ کوہی ساحر ہی غرضکہ شہزادہ کے عیار نے اطلاع کی کہ ذرا خبردار رہنا یہ ساحر معلوم ہوتا ہی اور
اُدھر شہزادہ نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جست کر کے کفل گر گردن پر جاتا رہا تلوار نے گینڈے کا
سر قلم کیا کوہی جست کر کے زمین پر آیا اور شہزادہ کے گھوڑے کو پکڑنا چاہا شہزادہ بھی زمین پر
کود اوہ دوڑ کر لپٹ پڑا باہم سرگرم کشتی دونون ہوئے دوپہر تک خوب کشمکش ریلا پیلی کے زد پہنچے
جب روے ہوا سے صبا نے دیکھا کہ اب معشوق تیرا لنجھیانے لگا دم اُسکا آگیا قریب ہی کہ جیت
ہو جائے پس یہ دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ شہزادہ کے جسم سے طاقت جاتی رہی کوہی نے باندھ لیا اور اپنے
لشکر کے حوالے کیا ادر پھر نہیب دی کہ ای مسلمانان اور کسیکو بھیجو میرے مقابلہ مین اُسوقت
سرداران دست چپ نے لشکر اسلام سے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا اُسنے باعانت سحر ساحرہ
گرفتار کر لیا شام تک تیس چالیس اسیر ہوئے شام کو جب ساحر روز روپوش ہوا اور عالم شبیہ پوش
کہ ؎ برین گونہ تا تیرہ شد جاے ہور * ہمی بود بر دشت ہر گونہ شور * شام کو طبل آسائش پر
چوب پڑی لشکر خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوئے لقا اپنی بارگاہ مین شادان و فرحان آکر بیٹھا کوہی
بھی آیا ساحرۂ مذکور بھی آئی اور سرداران اسلام کو سحر کی قید مین مبتلا کر کے اپنے ساحرون کے سپرد کیا کہ انھون
نے مقید کیا اور آپ یار کے ساتھ بیٹھکر شرابخواری کرنے لگی اُدھر امیر بارگاہ مین رنجیدہ خاطر آکر بیٹھے
چالاک نے آپ کو غمگین دیکھکر عرض کیا کہ ای آقاے نامدار یہ کوہی نابکار ساحر غدار معلوم ہوتا ہی یہ غلام
جان نثار خبر اسکی لیتا ہی امیر نے ارشاد فرمایا کہ ای رفیق شفیق تم دو ایک روز سے کچھ کبیدہ خاطر رہتے ہو
اول اسکا سبب بتاؤ پھر جہان مزاج مین آئے جانا عیار مذکور نے پاے امیر پر سر جھکا کر عرض کیا
کہ اب میرا دل یہان رہنے سے گھبراتا ہی بے اختیار جی چاہتا ہی کہ شہنشاہ عیاران والد بزرگوار
کی خدمت مین جاؤن امیر نے یہ عرض سنکر فرمایا کہ ای فرزند قسم ہی مجکو یزدان پاک کی کہ خواجہ کو اپنے
سے بہتر مین جانتا ہون میرا بھی دل اُنکی خیریت سُننے کو چاہتا ہی مین موقع و محل دیکھکر تمکو جانب
طلسم رخصت کر دونگا ابھی توقف کرو عیار یہ کلمات عنایت آیات امیر سے سنکر باہر بارگاہ کے آیا وہان
ابو الفتح موجود تھا اُسکو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بصورت مبدل لشکر لقا مین دونون آئے در بارگاہ پر
اُس گبر کے خادم خدمتگار وغیرہ استادہ تھے انھون بفطرت جیسا اکثر بیان ہوا ہی دو خدمتگارون کو
الگ لیجا کر بیہوش کر کے غار مین چھپایا اور اُنکا لباس لیکر انھین کی ایسی صورت بنکر اندر بارگاہ

کے داخلہ کیا یہان ناچ ہو رہا تھا شراب کا پیالہ چلتا تھا اور اتفاق سے بلاے جادو بھی بارگاہ مین آیا ہوا تھا صبا بخاطر اپنے برادر آشنا ے دیرینہ کے کوہی سے ہٹکر بیٹھی تھی مگر اشارے ہو رہے تھے صحبت عیش برپا تھی یہ دونون عیار بھی ایک سمت کھڑے ہو کر سیر دیکھنے لگے لیکن صبا تو بہت دنون سے یہان آئی ہو حال عیارون کا جانتی ہو اُسنے باحتیاط اِسکے کہ عیار آکر صحبت برہم نکرین سحر پڑھا کہ حال اُنکا مجکو معلوم ہوتا رہے چنانچہ سحر نے اُسکو باخبر کیا کہ دو عیار یہان آئے ہین وہ حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی چالاک اسکی نگاہ متفکر دیکھکر جہان کھڑا تھا وہان سے ہٹکر بختیارک کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور ابوالفتح سے اشارہ کیا کہ وہ باہر بارگاہ کے چلا گیا اِس اثنا مین ساحرہ نے بغور ہر سمت نگاہ کی چالاک کو قریب شیطان استادہ دیکھا اور پہچانا اور شیطان سے کہا ملکجی مجھکو تمسے کچھ کان مین کہنا ہو یہ کہکر باتین کرنے کے حیلہ سے قریب آئی اور کلام کرنے کے لیے جانب شیطان جھکی بس جھکتے ہی چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے جست کر کے ایک لات اِس زور سے ماری کہ یہ تخت لقا پر جا گری اِس سبب سے کہ عیار بیل ہاتھ مین رکھتے ہین جب کوئی ہاتھ اُنکا پکڑتا ہو وہ ہاتھ کو اسطرح کُن دیتے ہین کہ وہ بیل ہاتھ مین ہاتھ پکڑنے والے کے آجاتا ہو اور اُنکا ہاتھ چھوٹ جاتا ہو گرفتار کرنے والا حیران ہو کر گیند کو دیکھنے لگتا ہو کہ یہ کیا ہاتھ مین آگیا اور عیار نکلجاتے ہین غرضکہ اسوقت عیار مذکور نے بیلا عیاری کا تو ہاتھ مین ساحرہ کے دیا اور لات مار کر آپ بھاگا لوگ سب حیران کہ یہ معاملہ گذرا ہر سمت آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھنے لگے چالاک باہر بارگاہ کے نکل آیا ساحرہ کے چوٹ بہت لگی لوگون نے اُسکو دوڑ کر اُٹھایا بختیارک ناچتا ہوا اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور قریب ساحرہ آکر تمسخر کرنے لگا کہ آج تو آپ بھی نظر کردہ ہوئین لات اعلی نے یہ رتبہ دیا کہ لات کھائی خیر یہ تو اُنکی عنایت تھی کہ خنجر نہین مارا ورنہ سر اُڑجاتا اب اُنکی تعریف کے سوا کچھ اور کسی طرح کا کلام زبان سے نہ نکالنا کیونکہ وہ مرشد زادہ برحق ہین جتنے کام اُنکے ناحق ہین وہ سب حق ہین اور وہ یہان مقرر تشریف رکھتے ہونگے اگی جو بُرا کہتے سنینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے اسکے کہنے سے کچھ بُرا بھلا عیارون کو نہ کہا چُپ سکوت مین آکر بیٹھی اور لقا نے حکم دیا کہ یہان اب تخلیہ کیا جائے خدمتگار فراش سب باہر جائین اور پہرا بیٹھ جائے کہ کوئی اندر نہ آنے پائے حسب الحکم انتظام ہوگیا اور صبا نے بزور سحر خوب دریافت کر لیا کہ عیار اب بارگاہ مین نہین ہین

فی الجملہ باطمینان تمام صحبت آرا ہوئی لیکن اتفاق سے ابو الفتح جو پہلے باہر بارگاہ کے آیا تھا اُسنے دور سے
کچھ کشتیان کہاریون کو لاتے دیکھین یہ دیکھکر آگے بڑھا اور دیکھا کہ آگے آگے ایک کوہی لباس زرزر
پہنے کلاہ مروارید سر پر دیے ہاتھ مین گلابی شراب کی لیے کمر مین جام زنگین رکھے آتا ہی اور پیچھے
بہت سی خُمین شراب کی چھکڑون پر بار ہین اور بہت سی کشتیان جنپر تورے پوش پڑے ہین کہاریان
سر پر رکھے ہین کشتیون مین قابین کباب کی اور میوہ اور مٹھائی بہر گزک رکھا ہی اور شیشے بادۂ
ارغوانی کے چنے ہین جنکے مُنہ سوہے سے بندھے ہین وہ شخص جو آگے آگے آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ داروغۂ
میخانہ ہی عیار مذکور یہ سامان دیکھکر صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُس داروغہ کے گیا اور سلام
کرکے ہنسکر بولا کہ آخاہ آج داروغہ صاحب کہان۔ اِسنے کہا بھائی یہ میخانہ میرے مالک سلیمان
عنبرین مو نے خداوند کے لیے بھیجا ہی مین پہونچانے آیا ہون اِسنے جب سب حقیقت دریافت کرلی
اُس سے کہا ای برادر آپ وہان جاتے تو ہین کیا کہون خیر جائیے اب معلوم ہو جائیگا مین نکھو نگا داروغہ
کو خلجان ہوا اور قریب آکر ہاتھ پکڑ کر منت کرنے لگا کہ تمکو قسم ہی خداوند کے سر کی جو کچھ حال ہو ضرور بیان
کرو کسلیے کہ دربار سرکار کا مقدمہ ہی شاید کچھ میرے لیے قباحت ہو اِسنے ہنسکر کہا خیر خاطر ہی آپ ادہر
تشریف لائیے مین بتادون واقع مین آپکے فائدہ کی بات ہی یہ کہکر اُسکو الگ تنہائی مین لایا اور
کہنا سننا کیا تھا آتے ہی بیضہ مُنہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اِسنے اُسکو خوب بیہوش کرکے گڈھے مین ڈالدیا
اور اُسکے کپڑے لیکر بہت جلد اُسکی ایسی صورت بنکر قریب میخانہ آیا ملازمین کو ٹھہرا کر کشتیان سب
ایک جگہ رکھوا لین لوگون سے کہا تم ہٹ جاؤ مجھکو ایک خبر معلوم ہوئی ہی ایک ترکیب ایسی کرنا
ہی کہ شراب عمدہ ہو جائے نوکر ماتحت داروغہ کے تھے حسب الحکم ہٹ گئے اِسنے سب مین بیہوشی
ملادی اور ایک دو خُم مین بھی بیہوشی نملائی پھر وہان سے میخانہ لیکر دربارگاہ پر آیا۔ یہان اتنے عرصہ
مین صبا نے بختیارک سے کہا کہ ملکجی مین ایک پہلوان پہلے لڑا چکی ہون ابکی اور ایک پہلوان
ایسا بلواتی ہون کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پہلوان زمین
سے نکلا قامت مین عوج بن عنق عقل مین احمق تھا سحر بند کیا ہوا تھا کہ کوئی حربہ اُسپر اثر نکرتا اور
نکسی پہلوان زبردست سے زیر ہوتا واضح ہو کہ دو ایک لڑائیان اس پہلوان کی بھی داستان
گو بیان کرتے ہین لیکن اس احقر کو بے سود داستان لکھنا طوالت فسانہ نظر آیا اس سبب سے

مختصر حال اسکے مرنے کا بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلوان نے بھی مقابلہ کرکے کئی سو سردار اسلامیان مثل
آفت کے گرفتار کیے آخراب جو ذکر کیا گیا کہ عیار بارگاہ مین آئے اور ساحرہ کو گرا کر ایک تو باہر بارگاہ کے نکلگیا اور دوسرے
نے داروغہ کو میخانہ کے بیہوش کرکے در بارگاہ پر اپنے تئین پہونچایا فی الجملہ اُس پہلوان کی لڑائی جو بیان
کی جائے تو یون سمجھنا چاہیے کہ وہ پہلوان بھی مثل اور دن کے دنگل پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اور
جو لڑائی اُسکی نہ بیان کی جائے تو اسوقت ساحرہ نے اُسکو بلایا اور دنگل پر بٹھایا غرض کہ خبر پہونچی کہ
سلیمان کے یہان سے میخانہ لیکر داروغہ آیا ہے لقانے حکم دیا کہ میخانہ حاضر کرو ملازم کشتیان وغیرہ
بارگاہ مین لائے ابوالفتح در بارگاہ پر ٹھہر رہا اسلیے اندر بارگاہ کے نہ گیا کہ ساحرہ پہچان جائیگی اور
واقعی ایسا ہی ہوا کہ کہاریون وغیرہ کو جو کہ کشتیان لیکر اندر گئین ساحرہ نے سحر سے دریافت کیا کہ
انمین کوئی عیار تو نہین چنانچہ معلوم ہوا کہ کوئی عیار نہین پس ساقیون کو حکم دیا کہ اسی شراب کو
بلاؤ جو دو ایک ساقی کہ وہان حاضر تھے اُنھون نے اُنھین گلابیون سے شراب ناب ساغر مین بھر بھر
اہل انجمن کو دینا شروع کی ازبسکہ تخلیہ تو پہلے ہی سے تھا مقرب سردار کئی سو حاضر دربار تھے لیکن خادم
خدمتگار فراش وغیرہ کوئی نتھا عیارون کے خوف سے دو ایک ساقی اور گویے رکھ لیے تھے اور سب باہر
تھے پس خم سے شراب نکالنے کی نوبت بھی نہ آئی گلابیون ہی کی شراب کا دور چلنا
کافی ہو گیا یکایک بیہوشی نے تاثیر کی لقا تخت پر سے اُٹھا اور کہا خداوند نے اسوقت تقدیر یا چنین
کی فرمائی ما بدولت بھی ناچتے ہین تم بھی سب ناچو یہ کہکر بھاؤ بتاتا ہوا اُٹھا سردار حاضران دربار
بھی مست ولایعقل ہو چکے تھے کسینے کسی کے دھول ماری تھی کسینے کسی کے مونچھ پر ہاتھ ڈالا تھا
کہ میان رات کا وقت ہے کوا بسیرا لیتا ہے غرضکہ اسی دھول چھکڑ مین خداوند جو ناچتے ہوئے
اُٹھے ہر ایک اہا ہا کرتا اور مٹکتا ہوا اُٹھا اور گت بھرنے لگا اس عرصہ مین ساقیون نے بھی اہل
محفل کو خوشحال دیکھکر شراب کو عمدہ سمجھکر آپ بھی دو چار جام پیے اور رقاصون کو بھی دیے پھر تو
ایسی بُری گت ہوئی کہ سازندون نے سارنگی اُلٹی کرکے رتینا شروع کیا اسطرح جیسے گلے پر
چُھری پھیرتے ہین اور رقاصہ نے پیشواز اُلٹکر سر پر اُوڑھ لی اور ہر ایک ساحر اور سردار چوتڑ پیٹتے
اور اُچکتے بکر کو دکرتے تھے یہانتک کہ جب دماغ ماؤف ہوا بیہوش ہو کر ہر ایک گرا اور جب عرصہ
کچھ گذرا عیار جو داروغہ بنا ہوا باہر کھڑا تھا سمجھا کہ اندر سب بیہوش ہو گئے ہونگے پس اندر جا کر دیکھا

قصد کیا دربانون نے کہا داروغہ صاحب آپ تو ناحق اندر نہین جاتے آپکے لیے ممانعت تھوڑی
ہی اسنے کہا بھئی مین احتیاط کرتا ہون خیر تمھارے کہنے سے مین جاتا ہون خداوند کو سلام کرونگا
یہ کہکر کہارون اور اپنے ہمراہیون کو باہر چھوڑکر آپ اندر بارگاہ کے آیا اُدھر چالاک بھی ایک معزز
کوہی کی صورت بنکر آیا اُسکو بھی کسینے منع نکیا اب یہ دونون جب اندر پہونچے ہر ایک کو بیہوش پایا
پس داروغہ مصنوعی پھرکر دروازہ پر پھر آیا اور کہا خداوند فرماتے ہین کہ بارگاہ کے در پر بھی تنہائی کردو سب
اپنے اپنے بستر پر جاؤ نوکری اسوقت کی معاف کی حاجب دربان یہ حکم سنکر وہان سے چلے گئے اب
بالکل تنہائی ہوئی چالاک نے پہلے بختیارک کو ہوشیار کیا جب اُسکو ہوش آیا عیار کو خنجر بکف سر پر
دیکھکر جلد کھڑا ہو گیا اور کہا اے مرشد برحق کے یادگار مجھکو تو اپنا غلام ہی آپ سمجھیے گا بلکہ غلامونکا بھی
مین غلام ہون اور خود ہمیشہ چاہتا ہون کہ اس لقاے بے ایمان کو آپ جوتیان لگائین نے آیئے بسم اللہ
کیجیے چالاک نے کہا ملکجی اگر ہمارے تم دوست ہو تو لو یہ اُسترہ اور خداوند کی ڈاڑھی مونڈ وا تبو شیطان
گھبرایا اور عیار مذکور نے ڈانٹا کہ باش اے دورنگی منافق اب ہم تجھکو عورت بناکر عنصر کوہی کے بغل
مین سُلائینگے وہ یہ سنکر منت کرنے لگا کہ نہین مرشدزادے ایسا نکیجیے لیکن عیار نے نمانا اور ایک خرما
بیہوشی آلود نکالکر سے اُسکو دیا کہ کھا اِسکو جلدی ناچار اُسنے کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اُسکو
بہت خوبصورت عورت بنایا اور پیرہن بھی عمدہ پہنایا مسی مہندی کنگھی چوٹی سے درست کرکے پھر اُسکو
ہوشیار کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیا اُسنے صورت اپنی آئینہ مین جو دیکھی خوب ہنسا اور اپنے دل سے
کہتا تھا کہ کیا بلا کے یہ عیار ہین کہ مجھ مین اور عورت مین کچھ فرق نہین رکھا ہے خوب بنایا ہے کبھی
سینہ پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا کہ واہ واہ کیا خوب سینہ بنایا ہے غرضکہ جتنی دیر مین اسکو
چالاک نے عورت بنایا ابوالفتح نے مع لقا سبکی ڈاڑھیان مونچھین بھوین مونڈین چار ابرو کا
صفایا کرکے پیرہن ہر ایک کا اُتارا اور منہ نصف سیاہ نصف سرخ اُنپر سفیدی کے ٹیکے اور گلون مین جوتیان
ہار کی طرح ڈورے مین باندھکر پہنادین ہاتھ مین بھی جوتی پہنادی منہ سبکے کالے کردیے اور بعض کو
قنات سے بارگاہ کی تکیہ دیکر بٹھادیا اور اُنکو ایک ڈھنلی ہاتھ مین دیدی اور ماتھے پر شعر لکھدیے کہ
وہ غش کے سبب گھسے نہین گئے پھر عنصر کوہی کی بغل مین ملک بختیارک کو لیجاکر لٹادیا اور لقا
کے ہاتھ مین ڈگڈگی دیکر آفت کوہی کو خرس کی صورت بناکر پٹا گلے مین ڈالکر رسی اُسمین باندھکر

لقاکے ہاتھ مین دیدی اور لقا کی ڈارھی مین دو بال چھوڑ دیے تھے اُسمین ٹھنگرو باندھ دیے اور ایک رقعہ بھی باندھ دیا جسمین یہ لکھا تھا کہ ای خرس بادیۂ ضلالت یہ کام مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کا ہی جب یہ حالت سبکی کر چکے خنجر کھینچکر پلا صبا ساحرہ کا سر کاٹنا چاہا مگر صبا نے دو پتلے سحر کے بنائے ہین کہ وہ اُسکی حفاظت کرتے ہین اُسوقت بھی روے ہوا سے وہ پتلے پچکاری ہاتھ مین لیے اُترے عیار دونون اُنکو دیکھتے ہی بارگاہ سے نکلگئے اور پتلون نے پچکاری کہ جسمین آب سحر بھرا تھا ساحرہ کے منہ پر ماری کہ وہ ہوشیار ہوئی اور بارگاہ کا حال دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلی لکہ ابر برستا ہوا نکلگیا اُسکی تاثیر سے ہر یک ہوشیار ہوا اور اُٹھنے کا جو ارادہ کیا تو گردن مین ایسا جھٹکا لگا کہ آہ کرکے پھر لیٹ گیا اور جسنے گھبرا کر منہ پر ہاتھ پھیرا جوتی مُنہ پر لگی اُدھر لقا جو اُٹھا اور اُٹھنے سے اُسکے ہاتھ کو جنبش ہوئی ڈگڈگی بجنے لگی اُسنے جھنجھلا کر دوسرے ہاتھ سے ڈگڈگی کو دور کرنا چاہا رسی اُس ہاتھ مین بندھی تھی وہ کھنچی اُسکے ساتھ آفت بھی کھنچتا چلا کیونکہ پٹا اُسکے گلے مین تھا ایک طرف عنصر کوہی کو جو ہوش آیا رنڈی جوان قبول صورت کو پہلو مین پایا سمجھا کہ خداوند لقا نے مجھکو حور عنایت فرمائی ہی بس یہ سمجھکر بختیارک سے لپٹا اور جان جہان کہکر پستان پر ہاتھ ڈالا وہ شیطان بھی دونی کھلکے اُس سے لپٹا اور پھر یکایک اُسکو چھوڑ کر بھاگا وہ اُٹھکر برہنہ اُسکے پیچھے دوڑا شیطان دوڑ کے لقا پاس آیا کہ یا خداوند مجھکو عورت سے مرد بنا دے ہرچند کہ لقا اس فضیحکہ مین گرفتار تھا مگر شیطان کی یہ صورت دیکھکر ہنسا اور کہا ابکی نوروز کو تجھے مرد بنا دونگا اُسنے کہا تو میری آبرو اس کوہی کے ہاتھ سے بچا لقا نے عنصر کوہی کو گھُرکا کہ کہان ننگا دوڑتا پھرتا ہی اُسنے آواز خداوند کی پہچانی اور بالکل اُسکو نہ شناخت کیا اور کہا اگر تو لقا ہی تو مجھکو کیا ڈانٹتا ہی خود تو آپ ننگا کھڑا ہی اور عجیب اسوقت تیری برزخ اور قطع ہی یہ سنکر خداوند شرمایا اور ڈارھی کو جو ہاتھ سے دیکھا رقعہ بال مین بندھا تھا اُسکو نوچ لیا ساحرہ نے مشعل سحر تو پہلے سے جلائی تھی روشنی بہت تھی اُس رقعہ کو پڑھکر معلوم کیا کہ یہ ذلت ہمکو عیارون نے دی ہی بس ہر شخص کو تانت کے پھندون سے رہا کیا اور ہر ایک علیحدہ اُٹھکر گیا تبدیل لباس کیا لقا نے بھی پوشاک عمدہ زیب بر کرکے تخت پر جلوس کیا مُنہ پر ڈھاٹا باندھ لیا غرضکہ سب پرستار اُسکے کپڑے بدلکر مُنہ چھپاکر دربار مین آئے بختیارک اُسی طرح عورت بنا ہوا ہر ایک کو چھیڑنے لگا اور خداوند سے کہتا تھا کہ آپ مجھکو پہچانتے ہین مین

کون ہون وہ خرس بغیرتی کی راہ سے ہنستا تھا آخر پکارا کہ منم وزیر اعظم درگاہ خداوند دیکھو مجھ مین
یہ صفت ہی کہ کبھی عورت بنتا ہون کبھی مرد بنتا ہون یہ کہکر پانی منگا کر منھ ہاتھ دھویا رنگ روغن
چھوٹ گیا یا تو صاحب حسن و جمال تھا اب پھر وہی شیطان مجسم بنگیا اور اسی طرح ہر شخص کا منھ
آب گرم سے دُھلایا کہ وہ روسیاہی ظاہر کی دفع ہوئی اُسوقت لقا نے ہر ایک سے کہا کہ قدرت
نے یہ تقدیر الٰہی دن پیشتر سے کر رکھی تھی کہ بندگان مغضوب آجکی شب قدرت سے دل لگی اگر کرینگے
اسوقت خداوند کو تمھارے چہل سوجھی تھی سب نے کہا برحق اگر تو بچا ہتا تو عیار ہمارا یہ حال بناتے
اُسنے کہا دیکھو میری رحمت کہ تم سبکے ساتھ اپنا بھی حال ایسا بنوا لیا یہ اسلیے کہ تم لوگون کی دلشکنی
نہو غرضکہ ایسی کچھ باتین بنا کر چاہا کہ رات زیادہ آئی ہی دربار برخاست کرے لیکن بختیارک نے
کہا اس رات کو جاگ کر بسر کرنا صلاح ہی عیار فکر مین ہین ضرور دو ایک کے مارے جائینگی صبا نے
کہا ملکجی مین ہوشیاری کرونگی خداوند کو آرام کرنے دو یہ کہکر آفت کو ہی اور اپنے پہلوان سحر بند کو
بارگاہ مین اپنی لائی لقا عیش خانہ مین جا کر آرام پذیر ہوا ہر سردار دربار سے ڈاڑھی موچھ نذر کر کے
اپنے اپنے مقام پر گیا اُدھر عیار جوان سبلی یہ گت بنا کر بھاگ گئے لشکر کے باہر نہ گئے اور باہم صلاح کی کہ
بغیر قتل کیے ایک دو ساحر کے جانا نچاہیے پس ابوالفتح نے ایک مقام تنہا تجویز کر کے غار کو دیکھکر خنجر
سے اُس غار کو کھرا کر کے صحرا سے لکڑیان جمع کر کے اُسمین بھرین اور آگ دہکائی اور آپ چھپ رہا اور
چالاک ایک مہیب ساحر کی شکل بنا ماتھے پر نگینہ الماس کا جڑا کہ ستارے کی طرح چمکتا تھا اور ایک
تاج یاقوت احمر کا سر پر رکھا جسمین چار چہرے حور کے بنے تھے ایک زنجیر کمر مین لپیٹی ایک تھالی ہاتھ
مین لی کہ اُسمین چونک جلتی تھی اور دو رقعہ بخط طلسم لکھے ہوئے اُسمین رکھے تھے اور کان آنکھ
منھ ناک سے شعلہ آگ کے نکلتے معلوم دیتے تھے پس اِس صورت پر درست ہو کر قریب پشت
بارگاہ صبا آیا اور جانتا تھا کہ رات زیادہ آئی ہی ہر شخص دربار سے اپنی جگہ پر آیا ہوگا چنانچہ پشت
کی طرف سے پہلوے بارگاہ پر آکر ایسی جست کی کہ جیسے کوئی اُڑتا ہوا آئے بیچ بارگاہ کے صحن مین یہ اُترا
صبا اِسکو دیکھکر کھڑی ہو گئی اِسنے سلام کیا اور نامہ تھالی مین سے اُٹھا کر ہاتھ مین دیا اُسنے وا کر کے
پڑھا لکھا تھا کہ آج خداوند سامری نے اپنی قدرت سے بچا لیا ورنہ عیار کام تمام کر چکے تھے اب ذرا سمجھ
کے مسلمانون سے مقابلہ کرنا اور ایک ہار تمہین بھیجا ہی وہ ہار اپنے پہلوان کو پہنا دینا وہ سبکو گرفتار کر دیگا

اور دوسرا نامہ ہمنے پہلوان کو لکھا ہے اُسکو تم نہ پڑھنا اُنھین کو دینا کہ وہ آپ پڑھین صبا نے یہ حال پڑھکر دوسرا نامہ اور مالا طلب کیا عیار نے آگے بڑھکر ایک ہار پہلوان کے گلے مین پہنا دیا اور اُسکے ہاتھ مین نامہ بھی دیا اور آپ جست کر کے سرا پچہ فرا کر باہر بارگاہ کے پہونچا صبا سمجھی کہ نامہ دیکر یہ ساحر جانب طلسم گیا بیشک یہ فرستادۂ شاہ جادوان تھا اُدھر پہلوان نے جو لفافہ پر نامہ کے نظر کی لکھا دیکھا کہ اِس نامہ کو ایسے مقام پر پڑھنا کہ جہان آدمی کے نام سے تمھاری پرچھائین بھی نہو بس یہ دیکھکر وہ اُٹھا صبا نے کہا کہان جاتے ہو کہا ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا ساحرہ سمجھی کہ رفع احتیاج کو گیا فی الجملہ یہ تو آفت سے اختلاط کرنے لگی وہان پہلوان نے نامہ وا کیا الایچی اُسمین سے نکلی اور عبارت یہ لکھی تھی کہ اے پہلوان اِس الایچی کو کھا کر جانب مشرق سو قدم گنکر اُٹھانا ایک نور تمکو اُسطرف روشن نظر آئیگا بصدق ارادت قدم عقیدت بڑھائے اُس نور کی طرف آنا ایک غار پر پہونچو گے کہ اُسمین سے مثل آتش کے نور شعلہ فگن ہے بس اپنی آنکھین بند کرکے کنار غار کھڑے ہونا ہم آکر تمکو اپنا نظر کردہ کرینگے اور بڑی دولت تمکو نصیب ہوگی کہ آجتک کسیکو ملی ہے نملیگی یہ مضمون پڑھکر پہلوان نے الایچی کھائی اور سو قدم گنکر آگے بڑھا وہ غار جو ابو الفتح نے روشن کر رکھا ہے اُسکی روشنی دکھائی دی نہایت اعتقاد سے تعریف سامری پڑھتا ہوا سر غار پر آیا اور آنکھین بند کرکے کھڑا ہوا ابو الفتح تو وہان چھپا ہوا تھا ہی آہستہ آہستہ قریب اُسکے آیا اُسنے آہٹ جو قدم کی سُنی سمجھا کہ شاہ جادوان نظر کردہ کرنے آئے اُسی طرح آنکھین بند کیے کھڑا رہا عیار نے پشت پر پہونچکر ہاتھ جو تڑون مین دیکر اس زور سے ڈھکیلا کہ مُنھ کے بل وہ اُس غار مین گرا گویا قعر جہنم مین زندہ پہونچگیا گرتے ہی جلکر خاکستر ہوا اور شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اُدھر بختیارک کو تو عیارون کا خوف لگا ہوا تھا ہی اپنے خیمہ سے اُٹھکر بارگاہ ساحرہ مین آیا اور پوچھا پہلوان کہان گئے ہین اُسنے حال نامہ آنے کا بیان کیا اور کہا وہ باہر گئے ہین اِس شیطان نے حال سنکر کہا ہائے مار ڈالا ارے تم غافل بیٹھی ہو جلد خبر لو وہ پہلوان ملک عدم کو پہونچے ہونگے ساحرہ یہ سنکر گھبرائی اور ہمراہ شیطان باہر آئی دربان جو دروازے پر تھے اُنسے پوچھا کہ پہلوان کدھر گئے اُنھون نے کہا یہان سے سو قدم گنکر آگے بڑھے تھے پھر ہمین نہین معلوم کدھر گئے بختیارک یہ سنکر ناک پر اُنگلی رکھکر ناچنے لگا اور ساحرہ مع آفت کے پہلے بارگاہ لقا مین آئی

شیطان نے اُس گبر کو بیدار کیا اور ساحرہ نے رو رو کر کہا خداوند بتلائیے پہلوان میر اکدھر گیا
مارا گیا یا زندہ ہے لقا نے جواب دیا کہ یون ہی یا دون ہی کچھ تو ہے قدرت سو رہے تھے تقدیرین
بھی سو رہی تھین اسوقت قدرت بتائینگے نہین ہرچند کہ جانتے ہین مگر موقع نہین ساحرہ وہانسے
ناچار ہمراہ بختیارک و آفت اُسیطرف ڈھونڈھتی ہوئی چلی کہ جدھر پہلوان گیا تھا اسکو بھی
روشنی دکھائی دی پس سر غار پر یہ بھی آئی وہان بیر غل مچا رہے تھے اسکو یقین ہوا کہ پہلوان
اسی گڈھے مین گرا دیا گیا ہی پس رونے لگی اور عیار جو بطور مخفی وہان حاضر تھے اُنھون نے
اسکی صدا سنکر دور سے نعرہ کیے کہ باش او لکاتہ ہمنے اُس تیرے پہلوان کو داصل جہنم کیا
اور انشاءاللہ جبتک سرداران لشکر اسلام قید ہین یوہین آکر ہم تجھکو زک دینگے اور ہین ماریگا
تو تجھے بھی پہلوان پاس بھیجنگے یہ نعرہ سنکر بختیارک نے کہا اب یہان نہ ٹھہرو ورنہ خطا
ہی ساحرہ وہانسے واپس ہو کر بارگاہ مین آئی بختیارک نے کہا مین تو جاتا ہون تم عیارون سے
خبردار رہنا مقرر وہ اپنے سردارون کی رہائی کو آئینگے اسنے یہ باتین سنکر بظاہر تو کہا ملک جی
اُن موڈی کاٹون کی کیا مجال جو میری جانب نگاہ کج دیکھ سکین شیطان تو ایسے کلمات
سنکر چلا گیا اور ساحرہ نے بظاہر تو لاف زنی کی تھی مگر بباطن عیارون کا خوف پیدا ہوا کیونکہ
عیار کہہ بھی گئے تھے کہ ہم برائے رہائی سرداران آئینگے چنانچہ اُسنے فرط خوف سے زندان خانہ
مین جا کر جتنے سردار کہ اپنی قید مین رکھے تھے اور پہلوان پکڑ لایا تھا اُنکو قید سے رہا کر دیا
وہ سب رہا ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلے اس عرصہ مین شعلۂ آفتاب نے غار مشرق سے
سربلندی کی اور جسم ساحر کو جلا کر ظلمت عالم کو مٹا دیا بیت کہ بعد از شب ہوئی جب صبح
روشن ✣ زمین آئی نظر پاکیزہ دامن ✣ صبح کو بادشاہ لشکر اسلام تخت سلیمانی پر جلوہ گستر
ہوئے دربار گاہ نقارہ ہوا سرداران تہمتن بھی زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے اُسوقت سرداران
رہا شدہ بھی آکر بارگاہ مین پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا امیر بھی مسجد سے تشریف لائے اُنکے
قدم سب نے آنکھون سے لگائے اس اثنا مین عیارون نے آکر حملہ کیفیت قتل پہلوان اور ریش
تراشی لقا خدمت امیر مین عرض کی سب یہ حال دشمن سنکر خندہ زن ہوئے اور آنے سے
سرداران مقید کے بزم عیش ترتیب دی اسطرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین سریر آرا ہوا حملہ کو ہی

حاضر دربار ہوئے مگر آفت کا اعتقاد عیارون کی ڈاڑھی مونڈنے سے خداوند کی طرف سے جاتا رہا یہ جو سوار ہوا دربار لقا مین نہ گیا اپنے افسران لشکر سے کہا کہ مین خدمت بادشاہ اسلام مین جاتا ہون جسکو آنا ہو میرے ہمراہ آئے بہت سردار اور کئی ہزار کو ہی مسلح و مکمل ہو کر جانب لشکر اسلام چلے جب قریب لشکر مذکور پہونچے ہلکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ آفت کو ہی بارادۂ اطاعت آتا ہی امیر نے کچھ سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ پیشوائی کر کے اُسکو لائے لشکر اُسکا اُترا اُسنے آکر امیر کے قدم کو بوسہ دیا بادشاہ کے گرد پھر اندر دی امیر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا دنگل سردارون مین عنایت فرمایا خطاب و خلعت سے سرفراز ہوا پھر حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب حاضر ہوئے رقاصون نے بزم کو بزم کیقبادی بنا دیا راجہ اندر کا جلسہ نظر سے پریون کے گر گیا محفل جمشیدی کا رنگ بگڑ گیا یہان تو یہ سامان ہی اُدھر ہلکارون نے یہ خبر لقا سے جا کر عرض کی اُسنے کہا وہ بداعتقاد جب سے آیا تھا قدرت کو عیار ستاتے تھے خوب ہوا جو چلا گیا اُسنے تو یہ کہا مگر صبا کا رنگ رخ زرد ہو گیا کیونکہ یہ کو ہی مذکور کو پیار کرتی تھی آخر بصلاح بختیارک پھر نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شاہ جادوان یہان کمک بھیجیے کہ مسلمانون نے ہمکو پریشان کیا ہی یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا لیگیا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب امیر کشورگیر مصروف راحت ہین لقا کو انتظار کمک آنیکا ہی ساحرہ وغیرہ فکر اسم اعظم بند کرنے کے لیے کرتی ہین اِنکو اِس حال مین چھوڑ کر اور حال سنیے

حال شہزادۂ تورج و طلسم ہزار برج و شمۂ کیفیت شہزادۂ ایرج اور بند ہونا اسم اعظم امیر کا اور آنا ایرج کا لمولفہ

آب انگور ہی ہر شیخ و برہمن کو عزیز
دل مرا گو ہی ون کیطرح ہی ساقی بیکل
مئے رنگین سے مجھے جلد چھکا دے ساقی
آئین نیرنگی مضمون کے گھر کر بادل

آبِ زمزم یہ سمجھتے ہین تو وہ گنگا جل
میکدہ مین مجھے آنا ہی بڑا ہی تیرتھ
لال آنکھون مین مرے نشہ کی ہوئے کاجل
جا جا مضمون کو نہ دو طول لکھو افسانہ

مجھکو بھی آج دکھا دختر رز کا درشن
جس طرح شیخ کا دل چاہے کہ کعبہ کو چلیں
کسلیے دیکھنا ہی مجھکو طلسمات کی سیر
ہی طلسمات کی جی کھو ہی منزل دل

نظارگیان نیرنگ طلسمات۔ وسیاران منازل دشت عجائبات۔ میدان قرطاس کو یون مضامین افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خانۂ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح فتح فرماتے ہین کہ وہ آسمان شجاعت کا سورج یعنی شہزادۂ تورج ایک ایسے مقام پر طلسم ہزار برج

مین وارد ہوا اتھا کہ دن بھر بسان مہر تابان طی منازل دشت طلسم فرماتا اور شام کو پھر جہان سے چلتا وہین پہونچ جاتا آخر رجوع بطرف صانع طلسم عالم کرکے بشارت یاب ہوا کہ یکہ و تنہا جانب مشرق روانہ ہوا چنانچہ حسب ہدایت ہاتف غیب وہ مہر سپہر صاحبقرانی اپنے رفقا کو چھوڑکر رہگرائے منزل مقصد ہوا اور تین شبانہ روز برابر رہرو جادۂ پُرآفات طلسمات رہا کہین صحرائے پُرخار نظر آیا اور کسی مقام کو سبزہ زار یہ از گلزار پایا کبھی دریاے زخار پر گذر ہوا کبھی درۂ کوہ بلند اس مسافر کا گھر ہوا اسیطرح صحرا و بیابان ہولناک کے مکان طی کرتا ہوا چوتھے روز جب مسافر دشت چرخ چہارم فلک اخضر کے میدان مین آیا اسکا بھی گذر ایک بیشۂ فرحناک و وادی بے خس و خاشاک مین ہوا لطافت چشمہ ہاے آب پاکیزہ دہنوتن کو تر دامن بناتی تھی نزہت و طراوت گیاہ جناب خضر کا دل لبھاتی تھی جو پھول تھا وہ اپنی سرسبزی پر پھولا ہوا تھا جو درخت تھا وہ اکڑکر شاہ بہار کے بھروسے پر پھولا ہوا تھا مختصر یہ کہ ایسا اس صفحہ دشت رشک بہشت کا نقشہ تھا کہ نظم

تھی ساری زمین بہشت تزئین
گلزار ہو جسکو دیکھکر دنگ
سرسبز درخت لہلہے تھے

ہو دامن یار جیسے رنگین
بوباس گلون کی وحشت انگیز
مرغان چمن کے چہچہے تھے

پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
اور سبزۂ دشت سب جنون خیز
اُس دشت رنگین مین ایک

خیمۂ سرخ بصد عظم و شان استادہ تھا بارگاہ فلک کو اپنے روبرو شرماتا تھا سرایچے اُس خیمہ کے ہر طرف سے اُٹھے تھے اندر شیشہ آلات سجا تھا مسند زرنگار آراستہ تھی صحن خیمہ مین کرسی و دنگل لگے تھے شہزادہ مسافرت کشیدہ تھا عازم ہوا کہ اس خیمہ مین چلکر آرام پذیر ہون اسی فکر مین چند قدم بڑھا تھا کہ ایک جھونکا ہوائے تند کا آیا اسنے پھر کر جو دیکھا قریب خیمہ اژدرِ دمان ایک بیٹھے پایا اور اُسنے اس کوہ وقار کو دیکھکر دم کھینچا اسنے لنگر مارا اور بہت جلد قریب اُس موذی کے پہونچکر اس زور سے تیغہ مارا کہ اُسکو دو ٹکڑے کیا اور چند تلوارین مارکر پانچ چار ٹکڑے اُسکے کیے مگر مُنھ کی طرف کا ٹکڑا نہ کٹا جیسا تھا ویسا ہی رہا شہزادہ اُسکو مارکر خیمہ کی طرف سے پھرا کہ معلوم ہوتا ہے مقدمہ سحر و افسون ہے اندر جانا زبون ہے غرضکہ یہ وہان سے پھرکر قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ خیمہ کی طرف سے ایک زن حسینہ لباس و زیور سے درست نہایت چاق و چست پیدا ہوئی اور سامنے آکر شہزادہ کو سلام کیا اور بہت آہستہ سے گویا ہوئی کہ اے شکنندۂ طلسم اس بیابان کی مالک ملکہ ابلق جادو سامنے خیمہ زن ہے اور آپکی

طالب وہ پُرفن ہی حضور خیمہ مین قدم زن ہون اور ساحرہ مذکورہ سے ہمسخن ہون شہزادہ کو تو جانا منظور ہی تھا اُسکے ہمراہ اندر خیمہ کے آیا یہان راجہ اندر کا اکھاڑا جمع پایا کئی سو نازنینان کم سن خورشید مثال حور تمثال جنکا مثل ہونا ناممکن عمدے ہاتھون مین لیے استادہ تھین ناز و دلبری پر آمادہ تھین ہر ایک شوخ دیدہ پردۂ ناموس اُنسے دریدہ نہایت گرما گرم چنچل اور بے شرم زلف سیاہ اُنکی چشم مشتاق کی روشنی مانگ عشاق کی باعث خاطر شکنی ابرو کا خم خوبی کی طاق بلکہ دلبری مین طاق جنپر بھوین خوبی سے جفت دل لینے پر چڑھی ہوئین چہرۂ بے نظیر خورشید تنویر چشم فتان مین سرمے کی تحریر یا غبار عاشق سیہ بخت و دلگیر انھین سنگدلان کا فرکیش کے بیچ مین ایک سیمتن غنچہ دہن نازک بدن کبک رفتار شیرین گفتار مسند ناز پر بصد تمکین و انداز جلوہ فرما تھی ہر ادا اُسکی دلربا تھی حور طلعتان مہروش اُسکے ہر ناخن پا پر نثار بلائین تمام عالم کی اُسکی زلف چلیپا کی فرمانبردار چشم سرگین کی گردش پر تصدق لیل و نہار چہرۂ تابندہ کی چمک سے زمین کے منھ کو چار چاند لگے تھے دونون رخسار کے دو عکس اسطرح پڑتے تھے نظم

اُسکے جو نظر وہ روے انور
ہو وصف کرین ہم اُسکا کم ہی
ہی مار سیہ سے بڑھکے کاکل
یہ دام بلا ہی حسن صیاد
وے موج ہوا ذرا جو جنبش

ہو دیدۂ آفتاب بھی تر
جو حلقہ ہی دیدۂ پری ہی
یہ زہر کہانسے لائے سنبل
چسپان دل عاشقان پر غم
اِس ابر سے ہو دلون کی بارش

گیسوے سیہ جو خم بخم ہی
زنجیر فسون سامری ہی
کیونکر کوئی مرغ دل ہو آزاد
سنبل پہ پڑی ہو جیسے شبنم

شہزادہ اُس غارتگر جان و دل کو دیکھکر حیران رہگیا اور اُس دلفریب نے اُٹھکر تعظیم دی اور ایک کرسی زرین پر بٹھایا سامنے آپ بیٹھی اور دُرج دہن سے گہرفشان ہوئی کہ اے طلسم کشا زہے نصیب تیرے جو اس مقام تک تیرا گذر ہوا یہ وہ جگہ ہی کہ پریون کا گذر نامشکل ہی پر جلتے ہین جنون کا سایہ بھی یہان نہین پڑ سکتا دیوؤن پری وے ہوئی ہی یہان آتے ڈرتے ہین اب اِس طلسم کی جو سرحد پسند ہو وہ تو قبضہ مین کر اور طلسم شکنی سے ہاتھ اُٹھا اور اگر جمشید کو سجدہ کرے تو مجھ ایسی معشوقہ تیری ہمیشہ اطاعت مین رہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین جمشید پر لاکھ لاکھ بار لعنت کرتا ہون اور اُسکے پرستارون پر کرور کرور اور ایک سرحد پسند کرینگی کیا احتیاج ہی مین بحول و قوت الٰہی سارا طلسم قبضہ مین لاؤنگا اور

تم ساحرون کو راہ ملک فنا دکھاؤنگا یہ کلمات سنتے ہی اُس شعبدہ گر نے لبون کو جنبش دی یہ سمجھا کہ اُسنے
سحر آغاز کیا ہی جلد اسکا کام تمام کر اسکے حسن و جمال پر نظر کر کے فریفتہ ہو بس یہ سوچتے ہی تلوار کھینچکر
ایک ہاتھ اسکو مارا لیکن تلوار اسکے سر پر پڑ کر اُچٹ گئی اور اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کرسی پر سے اُٹھکر
کمر مین شہزادہ کے ہاتھ ڈیکر اُٹھالیا اور چرخ دیکر وہ اژدر جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اور شہزادہ نے اُسکے ٹکڑے
کیے تھے پس اُسکے مُنھ مین ڈالدیا اور ازبسکہ یہ واقف نہ تھی کہ اس اژدر کے شہزادہ ٹکڑے کر چکا ہی
اس باعث سے شہزادہ کو خیمہ کے اندر ہی سے چرخ دیکر پھینکا اور بنابر آئین طلسم شہزادہ دہن اژدر
مین پہونچا اور وہ شہزادہ کو پھینک کر سحر خوان ہوئی کہ آندھی آئی خیمہ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور
یہ ساحرہ خدمت بادشاہ طلسم مین گئی اور شاہ مذکور کو مبارکباد دی کہ مین نے اسطرح فتاح طلسم کو
اژدر طلسمی کے مُنھ مین ڈالدیا بادشاہ نے اسکو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور ازانجا کہ حسن و جمال
ساحرہ بیان ہو چکا ہی یہ بادشاہ اسپر مائل ہی آج اپنے پہلو مین اُسکو بٹھایا اور شراب خواری مین
مصروف ہوا اِدھر برکت اسماء الٰہی سے شہزادہ اژدر کے ٹکڑے کر ہی چکا تھا مُنھ مین اُسکے گرتے
ہی پیش قبض سے سینہ اُسکا چاک کر کے باہر نکلا مگر تمام پوشاک اور سر و مُنھ آلائش مین بھر گیا یہ اس
فکر مین تھا کہ کوئی چشمہ ملے تو کپڑے پاک کرون وہان یا تو صحراے سبزہ زار تھا ہزار در ہزار چشمہ
جاری تھے اب سواے خارستان اور بیابان وحشتناک کے اور کچھ نہ تھا یہ صاحب آبرو تلاش
آب مین ایک سمت چلا جب کئی کوس راستہ طے کیا ایک جھیل میدان مین لہراتی نظر آئی کہ کنارے
اُسکے سبزہ لگا تھا اور پھلین کنول گٹے اور کوکابیلی کی اُسمین پڑی تھین شہزادہ نے کنارے اُس
جھیل کے ہاتھ مُنھ دھوکر لباس اپنا پاک کیا اُسوقت ایک پھول کوکابیلی کا بہتا ہوا قریب آیا اور سامنے
آکر کھِلگیا اُسمین سے ایک چہرہ پری کا پیدا ہوا اور کھلکھلا کر ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شہزادہ تو یہ دنیا
بھی مثل طلسم کے ہی بس ہر چیز کا یہ حال سمجھنا چاہیے کہ ہم اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند ؛ یہ کہکر وہ پھول
اور چہرہ غائب ہوا اور شہزادہ جھک کر کُلّی کرنے لگا ہاتھ مین سوار رسّی کی طرح لپٹ گئی اور کسی نے
ایسا جھٹکا مارا کہ شہزادہ جھیل مین گر کر ڈوب گیا اور ہر چند چاہا کہ سنبھلون ممکن نہوا اور غلطان و پیچان
تہ کی طرف چلا بعد کچھ دیر کے جو پانون زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ نہ وہ میدان ہی نہ جھیل ہی اور
ایک صحرا ہی کہ جسکے سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہی شہزادہ بے اختیار دوڑتا ہوا اُس قلعہ کی طرف چلا آ

جو غور کر کے دیکھا تو ایک رسی بہت باریک میرے ہاتھ مین لپٹی ہی اور کوئی قلعہ کی طرف اُس رسی کو کھینچ رہا ہی غرضکہ یہ کھنچتا ہوا جب اُس قلعہ کے قریب پہونچا آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھُلی دیکھا کہ ایک برج تنگ و تاریک مین کھڑا ہون کہ اُس برج مین پانچ چار دراڑین پڑی ہین اُنھین دراڑون سے روشنی کچھ نظر آتی ہی ورنہ بالکل اندھیرا ہی شہزادہ کا دم اُس تاریکی مین خفا ہوا اور دعا پڑھنے لگا اُسوقت وہ برج پھٹا اور نیچے سے برج کے چار زنگیان سیہ رو آدم خوار پیدا ہوگئے کہ ہر ایک قوی ہیکل اور درشت چنگال صورت مین کریہ و بدخصال تھا بس اُن زنگیون نے آتے ہی ہاتھ پانوں شہزادے کے پکڑے اور اُٹھا کر جانب نشیب چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اِس برج کے نیچے تہ خانہ ہی آنکھین شہزادہ کی پھر بند ہوگئین بعد کچھ عرصے کے جو دیدۂ طلسم بین وا ہوا ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا کہ روش اور نہری سے آراستہ کنوئین پختہ چارون کونون پر بنے ہر یوسف حسن کا دل جنکی چاہ مین بادلا رہے لب گردان چاہ یاقوت فام کیلی کے لال بوٹے نیل گاو پر مین جُتے باغبانیان لہنگے کمر سے کھرسے گانتیان باندھے پانی کے بر دہے درختون کے چمنون مین بنائین اپنے جوبن کے بھلنے پھولنے پر اترائین درخت سب سرسبز و شاداب تھالون مین بھرا ہوا بجائے آب گلاب پھل ہر ایک اُس باغ مین لطیف شریفون سے زیادہ کون شریف کہ بموجب نظم

پانی سے بھرا ہر ایک تھالا
ہر سمت کھلا چمن مین لالا
ہر ایک روش ہر ایک مہوش
اُٹھین بادلے خوب و دلکش
کرتین چمنون مین باغبانی
تھا جوش مین نشۂ جوانی
ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ
پھل پھول لطیف اور خوش رنگ
بارہ دری ایک مختصر سی
اُس باغ کے بیچ مین بنی تھی

وہ بارہ دری عجیب دلچسپ عمارت تھی در و دیوار مصفا آئینہ دیوان مین نصب تمام مکان مثل قلب روشنضمیران جگمگاتا پردے مخمل کاشانی کے پڑے تھے لیکن بندھے ہوئے بیچ دالان مین تخت طلائی گستردہ تھا اُسپر ایک زنگن نوجوان شمن رنگ رخسارہ سیاہ مگر با حسن و جوبن حسن اُسکا سانولا آنکھین پیچ در پیچ موے مشکین چہرے کا رنگ ہمرنگ گل سوسن سینہ پر اُبھار اُٹھتا جوبن سامنے اُسکے ناچ ہو رہا تھا کئی سو نازنینان حور طلعت کا گرد و پیش مجمع تھا زنگیون نے شہزادہ کو سامنے اُس تخت نشین کے پہونچایا اُسنے شہزادہ سے خطاب کیا کہ آرے تونے یہ جسارت کی کہ جھیل پر چلا آیا منم ظلمانہ جادو میرے

ہاتھ سے بچنا مشکل ہی شہزادہ نے فرمایا کہ ہم چھیل پر کیا آئے تمام طلسم مین پھرتے ہین خدا ہمارا مددگار ہی دشمن کیا نابکار ہی ساحرہ نے کہا اے تورج یہ زبردستی کیسی ہر جگہ چلی نہین اور یہ وہ مقام ہی کہ جہانسے آجتک کوئی زندہ بچکر نہین گیا اب تجھکو لازم ہی کہ طلسم سے نکلجا اور یا سجدہ خداوند جمشید کو کر ورنہ بُرے حال سے ہلاک ہوگا شہزادہ نے جمشید کو بُرا بھلا کہا ساحرہ نے کہا تونے مجھکو بھی بہن ظلمات جادو بنایا کہ اُنکو تونے اپنا کرلیا اور اُس گیسو بریدہ اخگر جادو نے کچھ پاس اور لحاظ ہملوگونکا نہ کیا انگوٹھی دیکر تجھکو یہانتک پہونچایا خیر اب بھی ہماری اطاعت تو کرے تو اُسکا نکاح تیرے ساتھ ہوجائے ورنہ اُسکو اور تجھے بڑے عذاب سے مارونگی یہ کہکر شہزادے کو ایک ستون سے بزور سحر چپکا دیا اور چند پنجے سحر کے بھیجے کہ شہزادہ کے رفیق جو بیابان مین سرگردان ہین انکو اُٹھا لائین چنانچہ پنجہ اخگر و نجم و گلزار وغیرہ کو اُٹھا لائے جب پنجون نے اُنکو اُٹھایا بسبب اثر طلسمات کے سب بیہوش ہوگئے کیونکہ اسی صحرا مین یہ تھے جہان دن بھر انسان چلے اور شام کو وہین آجائے کہ جس جگہ سے صبح چلا تھا غرضکہ سامنے ظلمانہ کے پہونچکر سبکو ہوش آیا اور اخگر نے جو اُسکو دیکھا خالہ جان کہکر سلام کرکے گلے سے دوڑ کر لپٹگئی اسلیے کہ یہ شعلہ ساں کی لیپالک تھی اور ظلمانہ اُسکو بہن کہتی تھی حاصل مطلب یہ کہ جب اخگر گلے سے لپٹی اُسنے بھی بلائین لین پاس بٹھاکر سمجھایا کہ اری تونے یہ کیا غضب کیا جو اِس مسلمان پر فریفتہ ہوکر شعلہ کو قتل کرایا اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ دربدر خاک اُڑاتی پھرتی ہی اخگر نے کہا خالہ جان آپ نے کیا آئین طلسم کی کتاب مین نہین دیکھا کہ طلسم کشا کا نام تور ہوگا پھر جیسے تور ویسے تورج یہ بیشک فاتح طلسم ہی آپ بھی اسکی شریک ہوجائیے اُسنے یہ باتین سنکر دل سے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہی اور خوف پیدا ہوا اگر بادشاہ طلسم کے ڈر سے بظاہر تو شریک نہوئی باطن مین شراکت قبول کی اور اخگر سے کہا اسکو علیحدہ ایک مکان مین لیجاؤ وہان پند و نصائح کرکے دین جمشیدی قبول کراتا کہ تیرا نکاح اسکے ساتھ کردون یہ کہکر شہزادہ پر سے سحر دفع کرکے اُسکے حوالے کیا اور سب رفیقان شہزادہ کو اُسی باغ مین ایک مکان رہنے کو دیا دس بیس لونڈیان خدمت کو مقرر کردین سامان راحت و آرام مہیا کرادیا ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ یہ مطیع ہوگئی سب باطمینان تمام سکونت پذیر ہوئے

آدھر بہت کنیزین ہمراہ اخگر کرکے ایک صحرا مین شہزادہ کو بھیجدیا کہ اُس جنگل مین ایک بارہ دری یاقوت کی بنی تھی سراسر وہ جگہ طلسمی تھی سامنے اُس بارہ دری کے کوسون تک صحرائے پُر بہار تھا رنگ رنگ کے گل کھلے تھے جو غنچہ خاطر کو شگفتہ فرماتے تھے روح کو ریحان سے تازگی حاصل پہاڑون کی داانگ سیر کے قابل پانی کا آبشار گھاٹیون سے ہوتا دامن کوہ مین ہزارہا جانور چرند و پرند چلتا پھرتا خوش فعلیان اور کلیل کرتا کہ ابیات

جاری چمنون مین نہر ہر سو
ایک ایک سے نازکی مین فائق
بارہ دری رشک قصر گردون
اور ساری کنیزونکو بلاکر

موزونی سایہ دار اشجار
زیبا لب نہر سرو دلجو
تھا شیشۂ عطر ہر گل تر
تھی ایسی سجی کہ دل ہو مفتون
فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز

ایسی کہ ہو منظر گر انبار
نسرین و سمن گل و شقائق
ہو جس سے دماغ جان معطر
بیٹھی وہ پری اُسمین جاکر
موجود ہو سب سرور کا ساز

حسب الحکم اخگر سامان عشرت مہیا ہوا شہزادہ کو وہ سرمایۂ ناز پہلو مین لیکر بصد عیش وہان بزم آرا ہوئی اور کہا ای شہریار یہ ساحرہ ضرور ہماری شریک ہوئی ہی اب چندے اسمقام پر رہکر آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ نے فرمایا کہ محبوبہ قرار کہان جو بیٹھا رہون اگر آرام کرتا تو گھر سے نہ نکلتا یہ میدان جو سامنے نظر آتا ہی مین وہان جاکر تلاش منزل مقصد کرتا ہون اخگر نے کہا یہ میدان سحر بند کیا ہوا ہی جبتک ظلمانہ اجازت ندیگی راہ نملیگی شہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا اور ناچ ہونے لگا جام بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو یہان مصروف عیش و عشرت ہین لیکن حال افراسیاب اس مقام پر لکھنا ضرور ہی وہ یہ کہ شاہ مذکور جو تلاش لوح طلسم نور افشان مین روانہ ہوا تھا اپنے طلسم کے ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا اور وہان کچھ افسون ورد زبان کیا کہ آندھی آئی اور بعد آندھی پانی کے کئی سو پریزادین قامت اُنکے باغ دلبری کے شمشاد لباس جواہر دوز زیب تن کیے جواہر کے دریا مین گویا غوطہ مارے گہنے مین لدی حسن بہ از ماہ و مشتری سامنے شاہ کے آکر استادہ ہوئین پھر چار پریزادین ایک تخت زمرد نگار لیکر حاضر ہوئین اور دو پریان صندوق جسمین پیرہن خسروانی بند تھا لیکر آئین بادشاہ نے تاج یاقوت کار سر پر رکھا قبائے زر اندود کو زیب بر کیا نورتن بازو پر باندھے مالے گوہر آبدار کے گلے مین پہنے اور تخت پر سوار ہوا دو پریان دونون پہلو کی طرف آکھڑی ہوئین اُنکے کاندھے پر ہاتھ دھردیے کئی سو

پریان آگے پیچھے ہوکر ہمراہ چلین اتبو گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر کے لگے سر پر آکر چھا گئے اور موتی برسانے لگے درخت صحرائی جھومنے لگے جانوران صحرا یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو پکارنے لگے تخت بادشاہ بروے ہوا بدوش پریزادان روانہ ہوا آفتاب تابان بھی پریزادون کے رخسار سے شرمندہ تھا فلک پر ایک خورشید بروے ہوا سیکڑون سورج چمکتا تھا لباس اُنکے رنگہاے مختلف یہ پتا دیتے تھے کہ نیرنگی روزگار کے ایسے آثار ہوتے ہین صداے طرفہ ہر سمت بلند بہت پریزادین سر پر بادشاہ کے مروحہ جنبانی کرتین اور دو پریان جو دلبری مین طاق حسن مین یگانہ دہر و شہرۂ آفاق تھین وہ جام مے گلفام بادشاہ کو دیتین اور بادشاہ سرخوش اور مست ہوکر اُنکے لب شیرین کو گزک بناتا بوسہ نقل دہن کے لیکر کام جان کو شیرین فرماتا فی الجملہ اسی جاہ و تجمل سے بصد عیش و سرور روانہ تھا نظم

چلا اسطرح شاہ آسمانجاہ | لیے خیل پریزادان کو ہمراہ | ہر اک ایما شہر انداز خاطر
وہ مہ پارہ کہ جنکا نام ساحر | بصد آن و ادا خدمت مین حاضر | زبان ہے وصف مین اُن سکے قاصر
اسی صورت سے وہ شاہ طلسمات | بڑھائے تخت جاتا تھا خوش اوقات | یہانتک کہ بعد قطع مسافت

راہ طلسم ہزار برج مین پہونچا یا بادشاہ طلسم مذکور ایک برج مین اپنے قلعہ کے بیٹھا تھا دربار جمع تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے لگی پھول سونے کے برسنے لگے گھنٹون کی آواز سنائی دی درخت جھومنے لگے یہ بادشاہ جلد اُٹھ کھڑا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین پس مع تمام ارکان سلطنت کے سوار ہوکر بڑھا اور راہ مین آکر استقبال کیا بہر تسلیم سر جھکایا اور کہتا ہوا کہ زہے فخر میرے لیے کہ تجھ ایسا بادشاہ گردون پایگاہ میرے گھر مین تشریف فرما ہوا کہ بموجب نظم

زیبائش افسرِ حکومت | پیرائش مسندِ ریاست | سلطان ستارہ فوج ذیشان
اے شاہ جہان و شاہِ شاہان | کیا کہیے جو افتخار پایا | توقیر ملی وقار پایا
خاطر ہے تجھے بہت ہماری | ہمکو بھی ہے قصد جان نثاری | یہ ملک رہے یہ کشور آباد
یہ تخت رہے یہ افسر آباد | شاہ جادوان ان کلمات سے بہت خوش ہوا اور اُسکے

ہمراہ سواری سے اُتر کر برج مین آکر مسند پر بیٹھا طلسم ہزار برج کے بادشاہ نے طائفے بلوائے ناچ ہونے لگا شراب کا جام اپنے ہاتھ سے شاہ جادوان کو دیا بعد کچھ عرصہ کے حسب دماغ بادۂ ناب

سے گرم ہوا افراسیاب نے کہا کہ لوح طلسم کوکب تمہارے طلسم مین ہی اور مین اُسکو لینے آیا ہون تمھین مناسب ہی کہ اُس لوح کو جلد منگادو تاجدار نے عرض کیا کہ فرمان قضا جریان شہنشاہ ذیشان کا ٹالنا بندگان احقر کی مجال نہین لیکن میرے طلسم مین فی الحال طلسم کشا آیا ہوا ہی کئی مرحلہ لوٹ چکے ہین مین نہایت متردد ہون اس باعث سے لوح مذکور نہین منگا سکتا ورنہ حاضر کرتا اور علاوہ برین بانیان طلسم نور افشان سے اور میرے بزرگون سے ایساہی رسم تھا کہ اُس طلسم کی لوح یہان رکھی گئی وہ لوح مجھکو دینا مناسب نہین افراسیاب نے کہا اب تجکو کوکب کا ذرا بھی پاس کرنا نچاہیے کیونکہ وہ بددین ہوگیا ہی یہ کہکر سارا قصہ کوکب اور عمرو کا بیان کیا اور پوچھا کہ تیرے طلسم مین جو فاتح طلسم آیا ہی اُسکا کیا نام ہی اُسنے بیان کیا کہ شہزادہ تورج فرزند شہزادہ بدیع بن حمزہ ہی یہ سنکر پھر بتاکید برائے احضار لوح حکم دیا تاجدار نے پھر بہت کچھ عذر کیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ لوح طلسم نور افشان لیکر کیا کیجیے گا کیونکہ بغیر طلسم کشا لوح بیکار ہی اور طلسم کشا بغیر نسل پیغمبران ہو نہین سکتا پس وہ خاندان صاحبقران ہی جنسے آپ سے مقابلہ ہورہا ہی طلسم نور افشان کا توڑنا بہت مشکل ہی کیونکہ پسران حمزہ شراکت کوکب کرینگے نہ کہ اُسکے طلسم کو برباد کرنا چاہینگے۔ شاہ جادوان نے یہ باتین سنکر بغضب تمام خطاب کیا کہ تو مجھکو کیا سمجھاتا ہی کیا مین یہ امر سب نہین جانتا ہون مین نے تجھسے ایک چیز طلب کی تو نے اسمین یہ تقریر بیہودہ کرنا شروع کی پس معلوم ہوا کہ تو بھی باغی ہی خیر فہمیدہ خواہد شد یہ کہکر منغص ہو کر اُٹھا تاجدار گنبد نشین پانون پر گر پڑا کہ حضور ناراض نہون مین منگائے دیتا ہون یہ کہکر بادشاہ کو بمنت تمام بٹھایا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پنجہ گلاب کے پھولون کا ایک گلدستہ لیے آسمان کی طرف سے اُتر کر سامنے آیا وہ گلدستہ اُس سے لیکر شاہ مذکور نے سامنے رکھ لیا اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر پنجہ کو دی کہ عقاب پرپزاد کے مُنھ مین دیدینا اور کہنا کہ لوح طلسم نور افشان لیکر حاضر ہو پنجہ وہ انگوٹھی لیکر روانہ ہوا یہ تو اِدھر سے چلا اُدھر شاہ کوکب جو حنا پاس بیٹھا تھا اُسکو بیٹھے بیٹھے خیال آیا افراسیاب نے تصویر سیل پر کھینچکر نامہ بھیجا تھا کہ مین تمہارے طلسم کی دیوار اور دریا کو غارت کیے دیتا ہون ہوشیار ہوجاؤ پس اُسکو جواب دیکر پھر تو نے خبر نہ لی یہ اچھا نہ کیا دشمن سے غافل نرہنا چاہیے نہ کہ اُسنے خبر بھی دی اور تو غافل بیٹھا ہی اس غفلت مین

دشمن اپنا کام کر جائے تو کیا ہو سکے سوائے پشیمانی کے اور کچھ نہ حاصل ہو بس یہ سوچکر اپنے جوڑے سے ایک پتلا بلور کا نکالا اور اپنی اُنگلی کاٹ کر خون اُسکے مُنہ مین لگایا وہ پتلا گویا ہوا کہ ای بادشاہ آپ کیا چاہتے ہین اسنے کہا یہ بتا کہ افراسیاب کس فکر مین ہی اور کہان گیا ہی اُسنے کہا کہ آپ غافل بیٹھے ہین اور دشمن طلسم ہزار برج مین آپکے طلسم کی لوح مانگ رہا ہی یہ سنتا تھا کہ بادشاہ نے پتلا اُٹھا کر جوڑے مین رکھا اور آپ غاطک مار کر بصورت آفتاب تابان بنا اور روانہ ہوا اور پہلے قریب قلعہ ہفت رنگ پہونچکر چمکا اور پکار کر کہا کہ ای فرزند ملکہ تیران مین جانب طلسم ہزار برج جاتا ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ روانہ ہوا یہ آواز ملکہ مذکور نے جو سنی رقعہ جمشیدی نکالکر ملاحظہ کیا اُسمین حال لوح طلسم پر آفت آنیکا معلوم کر کے خواجہ سے کہا کہ اسطرح ہمارے طلسم کی لوح افراسیاب نے حاصل کرنا چاہی ہی پدر بزرگوار لڑنے گئے ہین مین بھی جاتی ہون خواجہ نے کہا ای ملکہ مجکو بھی آپ ہمراہ لیتی چلیے سرحد طلسم مذکور مین پہونچکر تخت سحر سے اُتار دیجیے گا مین بھی بہت کام آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہی اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے خواجہ کو سوار کر کے روانہ ہوئی اُسکے روانہ ہونے سے کنیزین بھی اسکی آگاہ ہوئین اور نسرین اور شگوفہ سحر وغیرہ بھی بعجلت چلین چنانچہ یہ تو یکے بعد دیگرے جاتی ہین اور شاہ کوکب پہلے چلا ہی لیکن اتفاق زمانہ کی کیفیت سینیے کہ شہزادۂ تورج جو اپنی معشوقہ کو لیے اُس بارہ دری مین بیٹھا تھا تو گھبرا رہا تھا اور کنیزین اسکا دل بہلا رہی تھین یہ بھی اُنسے کہہ رہا تھا کہ تمنے ہماری خدمت بہت کی ہی تمھارا اِس طلسم مین بڑا رتبہ ہوگا قلعہ جات طلسم متعدد ہین ایک ایک کو حاکم اُنکا کرونگا کنیزین یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوئین اور طرح طرح کی باتین طلسم کی بیان کرنے لگین اور اُٹھلا اُٹھلا کر اپنی ادائین دکھاتی تھین اُسی کیفیت مین ایک کنیز نے کہا قربان جاؤن ای شہزادہ مجھ نگوڑی کو تو کچھ حال طلسم معلوم نہین لیکن اتنا جانتی ہون کہ اِس بارہ دری کے پہلو مین ایک تہ خانہ ہی اُسمین کچھ تحفۂ طلسم رکھا ہی شہزادہ یہ کلام سنتے ہی اُٹھا اور ہمراہ کنیز اُس تہ خانہ کے پاس آیا دیکھا کہ پہلوے بارہ دری مین ایک حجرہ بنا ہی قفل اُسمین برابر ران شتر کے لگا تھا شہزادہ نے قفل بزور نسل صاحبقرانی وا کیا یعنی توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر اندر گیا تو ایک پتھر زمین مین نصب دیکھا اسنے بقوت تمام اُس پتھر کو بھی اُٹھایا تہ خانہ ظاہر ہوا سیڑھیان پختہ بنی تھین اور تاریکی تھی اُس کنیز نے شمع سے روشنی کی اور سر تہ خانہ پر ٹھہری رہی شہزادہ بلند ہمت پستی کی طرف متوجہ ہوا

ته خانه مین اُترا وہان ایک پرچھائین عورت کے جسم کی دیکھی اور اُس پرچھائین نے اِس عکس فتح و نصرت کو سلام کیا اور کہا ای شہزادۂ فلک جاہ مین آپکی منتظر اِس نشیب مین پڑی تھی اپنی امانت لیجیے اب میرا وقت بھی آخر ہو چکا ہی یہ کہکر زمین پر لوٹکر عورت کا جسم پیدا کیا اور شہزادہ سے کہا مجھپر اپنا سایہ نڈالیے گا بچتے ہوئے جدھر مین چلون آپ بھی آئیے گا یہ کہکر آگے بڑھی شہزادہ اپنا سایہ اُسپر سے بچاتا ہوا اُسکے پیچھے چلا اُس ته خانه مین ایک چھتا پٹا ہوا تھا اُسکو طی کرکے ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ باغ لگا ہوا تھا آسمان نظر آتا تھا اُس باغ کی بہار اور وصف سرسبزی اگر بیان ہو طول داستان ہو مختصر یہ کہ اُس بوستان کی بارہ دری مین ایک صندوق رکھا تھا اُس عورت نے اُسکو وا کیا شہزادہ اِس اشتیاق مین کہ دیکھون اسمین کیا رکھا ہی قریب اُسکے آیا عکس تن الوس شہزادہ والا گہر جو اُسپر پڑا اُسی سے اُس عورت کے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئی آواز آئی کہ مارا خیال جادو کو شہزادہ کو اُسکے مرنے کا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اور اُس مین دیکھا تو ایک کمان اور تین تیر رکھے تھے اُس کمان کو اُٹھا کر دیکھا قبضہ اُسکا جواہر کار تھا اُسکی خوبی دیکھکر برج قوس تصدق اور نثار تھا فلک نے خم ہو کر اُسکی صورت بنا چاہا مگر بن نہ آیا گوشہ کمان بیت الشرف مریخ یا مسکن مشتری تھا ابرو کمانون کی بھوون کو خم اُسکا داغ تھا تا لب سوفار قوس چاج کو باتین سناتا چلا اُسکا عاشقان شاہد شجاعت کو اپنے عشق مین چلے بٹھاتا زاغ کمان گلستان جرأت کا بلبل تھا یا قمری باغ جلادت بے تامل تھا گوشہ کمان پر لکھا تھا کہ جو اِس اسم کو پڑھے اُس سے یہ کمان کھنچیگی شہزادہ نے وہ اسم پڑھکر جو کہ گوشہ پر لکھا تھا کمان پر قبضہ کیا اور تیرون کو بھی لیا تیرون مین گانسیان تین تین پہلو کی لگین تھین سر پان جواہر نگار تھین پر عقاب کے چڑھے تھے موتی اسمین جڑے تھے اور ایک طرف قبضہ کمان پر لکھا تھا کہ یہ اسم جو قبضہ کے دوسری جانب لکھا ہی اگر تیر پر دم کرکے لگائے تو عقاب پریزاد کو نشانہ بنائے شہزادہ حیران ہوا کہ یہ عقاب پریزاد کون ہی مگر اُس کمان کو لیکر اسی راہ سے ته خانه کے باہر آیا اور میدان مین بارہ دری سے نکلکر بیٹھا اُدھر وہ پنجہ انگشتر تاجدار لیکر بردے ہوا پہونچا پیچ طلسم مین ایک عقاب اُڑ رہا ہی کہ ہما کی خصلت رکھتا ہی نیچے کا دھڑ بالکل بصورت عقاب ہی چہرہ لبسان پری ہی سینہ اُبھرا ہوا ہی شانون پر دو پر ہین گلے مین بجائے ہیکل لوح طلسم نور افشان پڑی ہی پنجہ نے آتے ہی انگوٹھی اُس پری کے مُنھ پر دی اور آواز پیدا ہوئی کہ ای عقاب پریزاد

بادشاه

بادشاہ پاس مع لوح جلد جاکر حاضر ہو پریزاد یہ سنکر اُڑتی ہوئی جانب بادشاہ مذکور روانہ ہوئی اور
کمند اجل اُسکو کھینچتی ہوئی نشانۂ تیر قضا بنانے کو اُسیطرف لائی کہ جدھر شہزادۂ تورج تیر و کمان
سے لیس بیٹھا تھا اُسنے سناٹا جو بال عقاب کا سُنا دیکھا کہ ایک پری جسکا نصف جسم عقاب کا ہی
اُڑی جاتی ہی پس یہ دیکھکر سمجھا کہ عقاب پریزاد جسکا حال قتل کمان پر لکھا ہی شاید یہی ہی پس اسکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر تیر بہر کمان مین پیوستہ کیا لیکن وہ گلدستہ جو پنجہ سے لیکر تاجدار نے سامنے رکھ لیا
تھا وہ اسواسطے بانیان طلسم نور افشان نے بنایا ہی کہ عقاب پریزاد پر جب کوئی آفت آنیکا موقع
ہو تو یہ گلدستہ مرجھا جائے اور جب پریزاد مذکور مر جائے تو گلدستہ مین فوراً آگ لگے اور جلجائے چنانچہ
جب شہزادہ نے کمان تہ خانے سے پائی وہ گلدستہ مرجھا گیا تاجدار نے کف افسوس ملکر افراسیاب
سے کہا کہ اے بادشاہ ضرور عقاب پریزاد پر کوئی آفت آئی افراسیاب نے کہا مین خود اُسکی حفاظت
اور خبرگیری کو جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر معلوم کرکے کہ پریزاد مذکور کہان ہی سنناتا ہوا اُسی جگہ
آیا کہ جہان شہزادہ مذکور تیر لگایا چاہتا تھا چنانچہ ادھر تو یہ اُسجگہ پہونچا اُدھر سے شہنشاہ کوکب
آفتاب بنا ہوا آگیا اور اُسنے افراسیاب کو للکارا کہ باش اے خیرہ رو در کار کمان جائیگا میرے
ہاتھ سے افراسیاب یہ نعرہ سنکر ڈانٹتا ہوا اُسکی طرف چلا اس عرصہ مین شہزادۂ تورج نے بسم اللہ
کہکر تیر مارا ازبسکہ وہ تیر اور کمان اسکی قضا بانیان طلسم نے بنائی ہی تیر بقدرت قادر توانا ہدف
مراد پر پڑا یعنی سینہ پریزاد مذکور پر لگکر پشت کے پار نکلگیا اور جسم پریزاد مین آگ لگی کہ جلکر
راکھ زمین پر گری اور لوح بھی پیچ کھاتی ہوئی جانب نشیب چلی افراسیاب نے جو لوح کو چکر
کھاتے جاتے دیکھا ازبسکہ مصروف جنگ کوکب سے تھا اتنی مہلت نپائی جو لوح کو روک لیتا
پس اُس جلدی مین ایک سحر پڑھا کہ ایک شیطان منجملہ اُن شیاطینون کے جو اسکے قابو مین
ہین فوراً سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ روک لوح کو وہ شیطان چونکہ کفار جن مین سے تھا ہاتھ تو
لوح پر نہ ڈال سکا مگر ایک تختۂ سنگ صاف بنکر زیر لوح آگیا کہ لوح اُسپر آکر ٹھہرگئی واضح ہو کہ لوح
طلسم باطل کنندۂ سحر ہی اسوجہ سے افراسیاب بزور سحر پنجہ وغیرہ سے اُسکو ہرگز اُٹھا نسکا اور جن کی
قسم سے شیطان ہین گو برکت اسمائے الٰہی اُسپر ہاتھ نہین ڈال سکتے مگر مثل اسکے کہ جیسے ساحر
ہاتھ سے لوح اُٹھا سکتا ہی ویسے ہی شیطان بھی اُٹھا سکتے ہین ہان سحر لوح پر کسی کا البتہ نہین چلسکتا

فی الجملہ جب لوح سطح سنگ پر چمکی کوکب نے چاہا مین لیلون اور افراسیاب نے چاہا کہ مین لیلون دونون نے دو طرف سے حملہ کیا بیچ مین اُس تختہ سنگ کو رکھ لیا اور ایک دوسرے کو روکنے لگا آپسمین سحر چلنے لگے جب افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اُٹھاؤن کوکب نے سحر کیا کہ ہاتھ کو پنجہ نے پیدا ہوکر روک لیا اُسنے سحر پڑھا کہ پنجہ جلگیا اور اِسنے جب ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے سحر کیا کہ پرچھائین ظاہر ہوکر ہاتھ مین لپٹ گئی اِسنے افسون دم کرکے پرچھائین کو نابود کردیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی بڑے زور سے پیدا ہوکر اشجار روے زمین کو اُکھاڑنے لگی افراسیاب نے جادو کیا کہ کوہستان سے ایک لکہ ابر سیاہ اُڑتا ہوا آیا اور تمام عالم پر محیط ہوکر وہ کالی گھٹا بنکر چھایا کہ دنیا تاریک ہوگئی اور اُس گھٹا سے سیاہی برسنے لگی یعنی کاجل جھڑنے لگا جسنے یہ تاثیر الٹی بخشی کہ چشم جہان یعنی دیدۂ آفتاب کو کالا کردیا بالکل نور مردمک فلک جاتا رہا ہر سمت اندھیر الغیب ہوگیا اُس اندھیرے مین نئی نئی شعبدہ بازی اور سحر سازی دونون بادشاہون مین آغاز ہوئی کبھی کبھی دونون کے نعرون کی صدا آجاتی تھی ورنہ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ خدا کی پناہ تمام دنیا تاریک تھی اور اُس اندھیرے مین صداہاے مہیب کا آنا شعلونکا چمک جانا عالم کا دل آب آب کیے دیتا تھا افراسیاب کبھی مار سیاہ بنکر اُس سے لپٹتا وہ بھی افعی دو زبان بنتا باہم گتھ جاتے پھنکارون سے چراغ ہستی اہل دنیا کے بجھنے کا گمان تھا کبھی شیر و پلنگ بنکر دونون مقابلہ کرتے ڈکارون سے اسد چرخ اور فوج فلک دونون ڈرتے برج اسد برج حمل کا اسلیے دوست بنا تھا کہ مریخ یعنی ترک فلک کے پٹھون مین خوف سے چھپا تھا آفتاب ہندوے چرخ یعنی زحل سے کہتا کہ تو سحر کرکے مجکو بچالینا افراسیاب یا تو شیر بنا تھا یکایک بجلی بنکر سر کوکب پر چمکا وہ جلد اپنی صورت کا پتلا چھوڑکر بزور سحر نظر سے غائب ہوگیا یہ برق بنا ہوا اُسی پتلے پر جو گرا کا ٹکر اُسکو پھر بصورت اصل ظاہر ہوا اُسوقت کوکب بجلی بنکر اُسکے سر پر پہونچا اُسنے بھی اپنا ہمشبیہ چھوڑا اور آپ نگاہ سے پنہان ہوا نادر اسی طرح بجلیان گرا کین خرمن جان دہر کو جلنے کی دہشت تھی ساکنان بر و بحر کو وحشت تھی جب بجلی کڑکتی گاو زمین کی چھاتی تہ ارض دلکتی اسی آفت مین افراسیاب نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑکر کھینچ مارا کہ وہ کمند بنکر بہ گرد گردن و کمر مین کوکب کے پیچیدہ ہوا اُسنے فوراً سحر پڑھا کہ ایک پتلا مقراض سحر لیے پیدا ہوا اور کمند کے حلقون کو اُسنے کاٹ دیا ابکی کوکب نے اپنے سر کے بال نوچ کر جو پھینکے وہ ہزار ہا مار سیاہ زہریلے

سانپ جنکے کاٹے کا منتر نہین خدا کی پناہ بنکر جانب افراسیاب گمراہ چلے اُسنے جلد سحر دم کیا کہ روے ہوا سے چند طاؤسون نے پیدا ہوکر سانپون کو کھا لیا اسی طرح تا دیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی کہ

نظم

شہ جادوان بنکے مار سیاہ
ہوا تھا عدو سے کبھی کینہ خواہ
کبھی بنکے بجلی چمکتا تھا وہ
کبھی رعد آسا گرجتا تھا وہ
اسیطرح سے کوکب خوش صفات
لڑائی مین تھا سوچتا اپنی گھات
کبھی بنکے سورج بصد آب و تاب
مٹا دیتا ظلمات افراسیاب
بہم نور و ظلمت تھے یون بھڑ گئے
یہ کہیے کہ ہین روز و شب لڑ رہے
فی الجملہ یہ تو دونون باہم لڑ رہے

ہین لیکن برّان جو عمرو کو لیکر چلی تھی قریب اُس مقام کے آکر اُسنے تخت زمین پر اُتار کر عمرو کو اُتار دیا اور آپ براے اعانت پدر روانہ ہوئی اور آتے ہی اخترِ سحر کو جوڑے سے نکالکر ہاتھ پر رکھکر یون کاٹنے لگی اور وہ یون تیر شہاب بنکر جانب افراسیاب چلین اُسنے جلد سحر دم کیا کہ چند پتلے قرولی ہاتھون مین لیے پیدا ہوئے اور تیرون کو کاٹنے لگے اور افراسیاب نے پہلے سحر کر کے اندھیرا کر دیا تھا اُسکو کوکب نے سورج بنکر دفع کیا تھا اب پھر اُسنے سحر کر کے بروے ہوا دیکھا لگہ ابر پیدا ہوکر کاجل جھڑنے لگا برّان نے چاہا کہ اس بادل کو مین ٹکڑے ٹکڑے کر کے سر عدو پر گرا دون چنانچہ پر پرواز پیدا کر کے جانب ابر چلی لیکن عمرو کو جو اُسنے تخت پر سے اُتار دیا تھا وہ بھی قریب اس لڑائی کے آکر تماشا دیکھ رہا تھا کہ بروے ہوا ایک سِل معلق جمی ہی اور اُسپر ایک لوح چمک رہی ہی گرد اُس سِل کے لڑائی ہو رہی ہی بس یہ دیکھکر سوچا کہ لوح طلسم کوکب یہی ہی اور اُسی کے لیے یہ لڑائی ہو رہی ہی اسکو لینا چاہیے چنانچہ اسی فکر مین قرغول اور بادِ مہرے حضرت جبرئیل کے دیے ہوئے نکالکر پانوٗن مین باندھے صفت اُنکی یہ ہی کہ زمین سے جسقدر چاہیے اُنکو باندھکر انسان اونچا ہو جائے غرض کہ خواجہ اپنی تدبیر سے درست ہوکر گھات مین تھے کہ یکایک سحر افراسیاب سے اندھیرا ہوا اور برّان اُسکے دفع کرنے کو چلی مگر ہنوز وہ ابر تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ خواجہ نے اُس اندھیرے مین جست کی اور باعجاز بادِ مہرہ اُونچے ہوکر قریب تختۂ سنگ پہونچکر جال الیاسی مارا کہ مع اُس شیطان کے جو سِل بنا ہوا تھا لوح کو کھینچ لیا وہ شیطان بہت حیران کہ مین کس بلا کے پھندے مین پھنسا اور جال مین آتے ہی سِل کیطرح تو نرہا بصورت اصل ہو گیا اور تڑپا کہ اس پھندے سے نکلے یون عمرو نے کہا بس

خیریت اسی مین ہی کہ چپکے بیٹھے رہو وہ بنظر حسرت خواجہ کی صورت دیکھنے لگا آپ نے فرمایا کہو بھئی کیسا مزاج ہی خوب چپکے پتھر بنے ٹھہرے ہوئے تھے اُسنے کہا اجی حضرت آپ لوح لے لیجیے لیکن مجکو تو چھوڑ دیجیے خواجہ نے کہا بھئی مین کیا جانتا تھا کہ تم پتھر بنے ہوئے ہو اور خیر پھنس گئے تو کچھ قباحت نہین ہی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جلد تر زنبیل مین اُسکو ڈالکر زمین پر اُتر آئے اور الگ جا کر کھڑے ہوئے اس عرصہ مین بران اُس ابر کے قریب پہونچی اور اخر مروارید اُسپر مارا کہ وہ ابر پھٹکر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر افراسیاب کی طرف چلا اور آواز مثل صور اسرافیل کے پیدا ہوئی قیامت تازہ برپا ہوئی شہ جادوان گھبراکر زمین پر اُتر آیا اور غائب ہوگیا وہ ابر کوہ پر جاکر گرا اُجالا ہوگیا دامن سحاب سحر کے چاک چاک ہونے سے شمع نور مہر فانوس ظلمت سے باہر نکلی افراسیاب پھر ظاہر ہوا شاہ کوکب بھی زمین پر اُتر آیا اور ایک طرف سے بران اور ایک جانب سے اُسنے افراسیاب پر حملہ کیا اس عرصہ مین شاہ طلسم ہزار برج لڑائی کی خبر سنکر فوج اپنی لیکر برای مدد افراسیاب کئی ہزار ساحرون کی جمعیت سے آپہونچا اُدھر بران کی خواصین جو چلین تھین آکر داخل ہوئین اور دونون طرف سے جنگ عظیم ہونا آغاز ہوئی یہ معاملہ جو شہزادہ تورج نے دیکھا تیغ کھینچکر یہ بھی چلا اور اخگر وغیرہ بھی لڑنے لگین اور اتفاق سے ملکہ حیرت جو داخل طلسم ہوئی تھی تو اُسنے اپنے رفیقون سے کہا میرا دم گھبراتا ہی جی مین آتا ہی کہ شہنشاہ پاس جاؤن رفقا نے عرض کی کہ دریافت تو فرمائیے شہنشاہ کہان ہین اسنے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم ہزار برج مین لڑ رہے ہین یہ معلوم کر کے اپنی انیسون سے کہا اجی بی میرے مردوے کو بھی انتہا کا غصہ ہی آگ ہی کا بنا ہوا ہی سامری نکرین جو انکو کبھی غصہ آئے اب یہ دل تو دیکھو اکیلے طلسم ہزار برج مین گئے ہین اور دشمنون نے اُنکو گھیرا ہی جب ہی مین کہتی ہون کہ میرا دل کیون گھبراتا ہی یہ کیا جانتی تھی کہ میرے وارث پر ایسی کچھ بنی ہی مین خوب جانتی ہون کہ وہ آفت مین اسیطرح گھسکر ایک دن مجکو بے وارثی بنائینگے انیسون نے کہا بی بی سامری نکرے تم کیا اپنے مُنہ سے فال بد نکالتی ہو شہنشاہ سبکو مارینگے انکا رویان بھی میلا نہوگا دشمن نگوڑے غارت ہونگے اسنے کہا یہ تو سب کچھ ہی مگر مجکو جانا چاہیے یہ کہکر کئی ہزار ساحر تیار کرا کر طاؤس سحر پر بیٹھکر بعجلت تمامتر روانہ ہوئی مگر جبتک یہ پہونچے پہونچے وہان افراسیاب نے روشنی ہونے سے دیکھا

کہ لوح مع تختۂ سنگ مدارد ہی حیران ہوا کہ لوح اگر کوئی لیتا تو ہو سکتا ہی لیکن وہ تختۂ سنگ تو اصل مین
شیطان ہی اُسکو کسنے لے لیا اور اگر یہ کہیے کہ وہ خود لوح لیگیا تو وہ لیجا نہ سکتا تھا پس جس کسینے اُس
شیطان کو قید کیا کارے کردہ خیر دریافت ہو جائیگا اب لڑنا بیکار ہی یہ سوچکر اپنے بازو پر سے آئینہ
کھولکر کوکب کو دکھایا کوکب نے اُسکو آئینہ کھولتے دیکھکر سحر پڑھا کہ ایک پریزاد آئینہ لیکر آئی اور
اُسنے آئینہ دکھایا پری نے اُسکو آئینہ دکھایا اِدھر اِسکو غش آیا اُدھر اُسکو غش طاری ہوا اور دونون
زمین پر گرنے لگے یکایک روے ہوا سے سواران زرین پوش پیدا ہوئے اور زمین سے ایک
مچھلی نے کہ زمرد رنگ تھی سر نکالا سوارون نے آکر شاہ کوکب کو اُٹھایا اور تخت پر ڈالکر جانب
طلسم چلے اُدھر ماہی زمرد رنگ نے اژدر کیطرح دُم کھینچکر افراسیاب کو نگلا اور زمین مین غائب
ہو کر اندر ہی اندر روانہ ہوئی جب شاہ افراسیاب اور کوکب جا چکے اخگر سمجھی کہ اب تاجدار
اور تورج سے سامنا ہوگا پس وہ بادشاہ طلسم ہی یہ شہزادہ لوح نہین رکھتا ہی گرفتار ہو جائیگا یہ
سوچکر چاہا کہ تورج کو جنگ سے منع کرون مگر یہ فرزندان حمزہ ہین جنگ سے پھرنا نہین جانتے
چنانچہ اخگر نے ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہوگیا یہ عقاب بنکر جو گری پنجہ مین دابکر اُٹھا لیگئی
اور درۂ کوہ مین جاکر ٹھہری اب بران نے بھی پھرنا چاہا مگر اُسوقت حیرت جو روانہ ہوئی تھی آکر
پہونچی اور فوجون کو جمع دیکھکر بے اختیار حملہ آور ہوئی ملکہ بران نے اُس سے مقابلہ کیا سحر کی چوٹین
چلنے لگین دوبارہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہوا کئی ہزار کنیزان بران لشکریان حیرت پر
جا پڑین سحر اور نیرنگ آغاز ہوا ترنج ترنج کی بوچھار تھی دنیا دُھوان دھار تھی کبھی آگ برستی خلقت
جان بچانے کو ترستی کبھی پتھرون کی بارش ہوتی گیتی گرانباری سے رو رو دیتی مینھ موسلا دھار برستا
قیامت کبریٰ برپا دونون شہزادیان آپسمین گُتھی ہوئین کبھی وہ اختر مرواریدی کی لوین کا ٹتی
اُسکی روشنی ایسی پھیلتی کہ حیرت اندھی ہو جاتی جلد سرمۂ سحر آنکھون مین لگاتی اور اپنے گیسوے
مشکین کو پراگندہ کرتی کہ تاریکی چھا جاتی بلا سر دشمن پر لاتی بران پھر اختر چمکاتی کہ دھوپ نکل آتی
فروغ مدعیہ مٹاتی اور ایسا سحر کرتی کہ حیرت دیوانہ وار بکنے لگتی پھر حواس درست کر کے کمند
سحر اُسپر لگاتی وہ منھ سے اُف کر کے کمند جلاتی اُدھر لشکر مین ہنگامہ برپا کوس و بوق کی صدا سے
سپہر و ثریا کا سر پھرتا لاشین میدان مین گرتی جاتین بیرون کے غل سے آندھیان آتین حیرت

زوجۂ شاہ جادوان ہی آجتک اپنا ہمسر کسیکو نہ سمجھکر اچھی طرح نہ لڑی اسوقت بُران کو اپنے برابر کا
سمجھکر کائنات کے سحر کرنے لگی بُران بھی جان لڑا رہی تھی دونون مین کوئی غالب اور مغلوب نہوا
کہ یکایک ہوا تند چلی اور برف باری و سنگباری ہونے لگی بعد اس آفت کے ایک ساحرہ تخت پر
سوار نظر آئی کہ نہایت پیر و کہن سال تھی سر پر جوڑا اتنا بڑا تھا کہ جیسے مٹکا اوندھا لیا تھا وہ جوڑا مٹی
سے توپا ہوا کچھ جٹین جٹاکستری زمین پر لٹکتی تھین رخساروں پر جھریان پڑی تھین سر پر نیلا قصابہ بندھا
تھا چادر محمودی اوڑھے تھی صورت ایسی ڈراونی رکھتی تھی کہ واقعی بلاے بے درمان تھی کان آنکھ
ناک سے شعلے نکلتے تھے آنکھین سرخ جیسے دو طاوس پُرخون دست و پا بد قوی نہایت زبون چار
پتلیان سونے کی تخت اسکا اُٹھائے ہوئے اور بہت سی پتلیان سونے کی گرد و پیش تخت کے عمدے
ہاتھون مین لیے ناقوس بجاسر پر اُس ضعیفہ کے چنور ہوتا چار ہاتھ اسکے دو دراز اور دو ہاتھ مثل انسان کے
پس جیسے ہی وہ لکاتہ آئی آمد سے اُسکی یہ اثر ظاہر ہوا کہ ہر ساحر سحر بھول گیا اور ملکہ حیرت نے ڈر کر
تسلیم کی اور عرض کیا دادی جان دیکھیے یہ چھوکری میرے منھ چڑھتی ہے وہ ساحرہ کہ نام اُسکا
آفات چہار دست جادو ہے افراسیاب کی دادی ہے حیرت کی یہ فریاد سنکر بُران کی طرف
مخاطب ہوئی ملکہ مذکور نے بھی جھک کر سلام کیا اُسنے دعا دی کہ بچی جیو سلامت رہو نصیب کھلے
سونے کے سہرے بیاہ ہو کہو میرے بچے کوکب کا مزاج کیسا ہے اسنے کہا جی دعا کرتے ہین اچھی
طرح ہین اُسنے کہا اے چھوکری اِدھر آ ذرا میری چھاتی سے لگ جا بٹیا تو بڑی بیمروت ہے بُران
سر جھکا کر قریب گئی اُسنے سر سینہ سے لگایا اور کہا کیون ری اب تو بڑی لڑاکا ہو گئی ہے اے فرزند تو
میرے آگے کی کیڑا اری تجھکو سحر کسنے بتایا تجھکو کرتے سے اپنا ناک پوچھنا یاد نہ تھا تیرا زچا خانہ کیا تیرے
باپ کا زچا خانہ مین جاگی ہون اور قسم ہے سامری کی جو بہت دن تجھکو نہین دیکھتی ہون تو میرا دل لگا
رہتا ہے بیٹا کوئی آپس مین فساد کرتا ہے میرے نزدیک جیسے افراسیاب ویسے تیرا باپ یہ کہکر حیرت کو
قریب بُلا کر بلائین لین اور دعا دی کہ بیٹی پھلو پھولو اپنی جوانی کا سُکھ دیکھو مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہو
تمکو بھی آپس کا پاس چاہیے لڑائی موقوف کرو یہ مین جانتی ہون کہ کچھ لوگ ایسے آگئے ہین کہ باہم صفائی
ہونا مشکل ہے لیکن جہان تک ہو سکے فساد نہو تو بہتر ہے لو بس جاؤ اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ کہکر
دونون کو رخصت کیا حیرت فوج لیکر اپنے طلسم کی طرف چلی اور آفات بھی سمجھا کر سحر خوان ہوئی

کہ تخت اُسکا دفعۃً قندیل فلک ہوگیا مہران نے چاہا کہ ڈانڈے پر طلسم کے شہزادہ ایرج ہی اُس سے ملاقات کرتی چلون لیکن خواجہ عمرو ساتھ آئے تھے اُنکو تنہا جانب طلسم روانہ کرنا مناسب نہ سمجھی اور نہ سامنے اُنکے ملاقات کرنا بہتر جانا پس خواجہ کو کہ لوح لیکر مخفی ہوگئے تھے تلاش کرکے تخت پر سوار کیا اور لیکر روانہ ہوئی مگر خواجہ نے مطلق لوح لینے کا ذکر ملکہ سے نکیا ملکہ نے ہرچند پوچھا کہ لوح کا حال کچھ آپکو معلوم ہو اُنھون نے جواب دیا کہ مین نہین جانتا غرضکہ یہ تو اپنے مقام پر پہونچکر مصروف عشرت ہوئے کوکب بھی ہوشیار ہوکر اپنے قلعہ کوکبیہ مین آئے اُدھر ماہی نے ظلمات طلسم ہوش ربا مین پہونچکر افراسیاب کو اُگلا جب وہ ہوشیار ہوا بہت کچھ اُسکو سمجھایا آخر شاہ جادوان اُس سے رخصت ہو کہ اس فکر مین چلا کہ جسطرح ہو سکے کوئی طلسم کشا بہم پہونچا کر طلسم نور افشان تڑوا ڈالون فی الجملہ اسی فکر مین جانب کوہ نیلم روانہ ہوا واضح ہو کہ بیان سے حال جہانگیر بن امیر حمزہ کہ حالت کفر مین ہے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ جادوان اُسکو لاکر طلسم نور افشان کے توڑنے کو بھیجتا ہے مگر یہ احقر مترجم پہلے عرض کر چکا ہے کہ تسلسل فسانہ کا مین خیال رکھتا ہون پس حال تورج اس بیان مین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا بدین سبب اول طلسم ہزار برج کی داستان بیان کیجاتی ہے پھر انشاء اللہ کیفیت جہانگیر بیان کرونگا

کنون بایدم گویم ہمان داستان
شنیدید وگشتید مشتاق آن

افسانہ خوانان جرائد طلسمات نیرنگی تحریر اسطرح دکھاتے ہین کہ جب سب افسر و لشکر اُس بادیۂ طلسم سے لڑ بھڑ کر چلے گئے تاجدار بھی اپنے مقام پر آیا اور اپنے طلسم کے بچانیکی فکر کرنے لگا مگر اخگر جو شہزادہ تورج کو لیکر پوشیدہ ہوگئی تھی بعد میدان صاف ہونے کے ظاہر ہوئی اور شہزادے کو ہوشیار کیا اور سب حقیقت معرض بیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ آج مین یہان نہ ٹھہرونگا برائے فتح طلسم جاؤنگا اخگر نے عرض کیا اچھا آپ اُدھر تشریف لیجائیے مین فقیرنی بنکر پھرونگی جب خدا تعالی آپکو امیر اس طلسم کا کریگا مین بھی مل ہونگی بزاران گریہ و زاری اس ستار دشت محبت کو رخصت کرکے آپ فقیرانہ لباس کیا چہرۂ انور کو خاک آلود کرکے گویا چاند پر خاک ڈالی مطلب کی فقیری اختیار کی لباس گیروا رنگا کہ نہان کو بالکل ان مقرر کیا بال بھی مٹی سے بھر لیے کفنی گلے مین پہنی جھولی گلے مین ڈالی بستر کے نیچے مرگ چھالا لیا

اور صحرا صحرا پھرنا آغاز کیا اُدھر شہزادہ جو روانہ ہوا طے منازل طلسم فرمانے لگا کسلیے کہ یا تو یہ صحرا طلسم بند تھا مگر مرنے سے عقاب پری کے راستہ کھلگیا شاید اُسکی حفاظت کے لیے صحرا کو باندھا تھا غرضکہ یہ رہرو بادیۂ طلسمات کوہ و بیابان طے کرتا ایک کوہ زمرد نگار کے قریب پہونچا دیکھا کہ اسجگہ طرفہ بہار ہے پہاڑ کا بھی رنگ سبز اور دامن کوہ مین سبزہ زار درختون کا بھی لباس اور سر کوہ پر آسمان اخضر سایہ فگن دور تک رحمت خدا جوش زن پہاڑ نہ تھا دیوان بہار تھا جو گل تھا وہ شمع شبستان بہار تھا فلک زمردی اُسپر تصدق ہر بار تھا عکس کوہ سے افتخار ارض وغبرا چوچند سبزۂ خفتہ کا بخت بیدار و بلند جو کوئی اُس جگہ آتا پھر اُسکے عشق مین زہر کھاتا ہر درخت سبز رنگان باغ عالم کا نصیب تھا ہر برگ شاہد بہار کا رفیق و حبیب تھا زمین سب اطلس سبز کا لباس پہنے درخت ہر سمت سایہ دار گھنے گھنے ایک طرف اس پہاڑ کے دامن مین جھیل جیسے بہشت مین نہر سلسبیل گلہاے سرخ سے یاقوت کا زمرد پر مینا یا شاہد بہار سبز پوش کا یاقوت نگار گہنا سبزہ جوش بہار سے اسطرح زمین سے اگ رہا تھا کہ صفحۂ دشت رخسار نوخطان سبزۂ آغاز بنا تھا نظم

گل تازہ چمن نیا نیا رنگ
پھولون کی چھڑی تھی شاخ آہو

ایام پھرے بدل گیا رنگ
خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز

صحرا مین وہ جوش گل تھا ہر سو
اُٹھی صبح بہار صبح نوروز

یہ سرسبزی اُس کوہ کی ملاحظ فرماتا شہزادہ ایک طرف بڑھا تھا کہ ایک مکان دامن کوہ مین بنا ہوا نظر پڑا ایکڈال زمرد کو تراش کر گویا بنایا تھا اسطرح زمرد اُسمین نجی کیا ہوا تھا شہزادہ جب اندر اُس قصر کے گیا طاق و ایوان و صحن در و اق ہر ایک کو زمرد کا پایا لیکن کوئی ساکن اُسمین نظر نہ آیا ہان صحن مکان مین چار سو اسّی گھوڑا زمرد سبز کا ترشا ہوا بندھا ہے تھان اُنکے درست ہین گھاس کے گٹھے سامنے کھلے ہین دہانے اُنکے منھ سے اُترے ہوے ہین وہ گھانس کھا رہے ہین پشت پر اُنکی زین زمرد رنگ اور زمرد دو نہ کسے ہین رکابین بھی زمرد کی ہین چھون پر پاکھرین زمرد دین پڑی ہین اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک سوار زمرد کا پتلا بیٹھا ہے واقعی اس اصطبل مین وہ وہ سبزہ ہے کہ سبزۂ فلک جسکے سامنے شرمندہ اور سرفگندہ ہے سُم اُنکے بدر سے کہین بہتر خورشید فلک سے ہزار درجہ منور و مدور سمون کو دیکھکر ہر چشم حیران رہے پیش نظر تیلیون کا تماشا ہو نیرنگ نمایان رہے دم اُنکی طرۂ گیسوے پری ذو ذنب کی صورت مگر خاصیت مین سعد اکبر مثل مشتری کفیل ب

نگاہ پھسلتی دو کوہ بلند نظر آتے نگاہ مردم پھسلجاتی اُسکا ماتھا آئینہ مہر گردن ہلال سپہر جلد جسم کی تاریک
مثل برگ گل ترکوڑا جسکو حرکت صرصر کان خوشنویس کے بنائے ہوئے قلم یا آبدار سنان نہین نہین
مثل پیکان یہ بھی نہین بلکہ سنان مژگان معشوقان دہانہ ایسا چھوٹا کہ دہان معشوق تنگ دہان
یا غنچہ بوستان آنکھین چشم غزالان ختن داقعی چیتے کی کمر اور آنکھین مثل دیدہ ہرن کہ نظم

طاؤس کیطرح دُم تھی رنگین
تھے جام شراب حسن ہر چشم
کنگھی چوٹی بلا غضب کی

زر ریز تھے مہر کی طرح زین
ہر مشک پہ بال سکے طرا
جس طرح عروس پہلی شب کی

شیشہ کا گلا کہ پر جسم دُم
خجلت دہ گیسو چلیپا

شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر متحیر تھا
کہ اُنمین سے ایک پتلا بولا اے طلسم کشا ہم سب آپکے نوکر ہین مگر ابھی نہین جب آپ لوح
طلسم پایئے گا اُسوقت ہمین اپنے جلو مین دوڑایئے گا شہزادہ یہ کلام سُنکر سمجھا کہ پتلا سچ کہتا ہے
مقدمہ طلسم کا ہم کو بھی خبر نہو اور یہان سے آگے بڑھو یہ سمجھکر عنان عزم کو اُسطرف سے منعطف
کرکے اُس قصر کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا یہان دیکھا تو اور ماجرا نظر آیا یعنی ایک پہاڑ
یاقوت احمر کا سرخ بالکل دیکھا زمین بھی سرخ درخت بھی سرخ عکس کوہ سے روے ہوا سرخ
آفتاب کی تمازت اور دھوپ جو عکس کوہ مین شامل ہوئی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے
فلک تک آگ بھری ہے گلہاے سرخ سے تمام دشت مملو شاہد بہار کا نام گل و درخت ہر ایک لولو
کے لال یاقوت اور زر سرخ سے مالا مال تھا لاہر درخت کا کان یاقوت و طلا عکس کوہ سے ہر چشمہ
آب مطلا آہوان دشت تک اِس جگہ سرخ فام سنگریزے زمین کے ماو تمام زمین و زمان سب سرخ
زلف سنبل مین حنا موبمو خلاصہ یہ کہ ہمزہ کا لال یہ حال دیکھتا وہان سے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک
بنگلہ یاقوت رمانی کا بنا ہوا نظر پڑا وصف مین اُس بنگلہ کے زبان لال ہے واقعی بےمثال ہے شہزادہ
اُس بنگلہ مین جب آیا میز کرسی دنگل شیشہ آلات سے اُسکو آراستہ پایا لیکن ہر چیز سرخ رنگ دیکھی
عقل اپنی دنگ تھی کہ یہ کیا اسرار ہے یہانکا مالک کون گلعذار ہے اِسی سوچ مین تھا کہ ایکطرف
صحن مین بنگلے کے درخت لالہ کے مگر جواہر یاقوت کے تراشے لگے تھے اُنکے بیچ مین کرسی بچھی
ایک بجلی تڑپ رہی تھی شہزادہ کس سے پوچھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے حیران تھا اُسی حیرانی مین خیال
آیا کہ لاؤ وہ انگوٹھی جو آفاق نے دی تھی اُسکو دیکھون شاید کچھ مطلب اُسپر نقش پاؤن یہ سوچکر انگوٹھی

کے نگینہ پر نگاہ کی لکھا دیکھا کہ یہ سب مقام طلسم کشا کے لیے ہی وہ جہان چاہے بیٹھے شہزادہ دیکھکر ایک کرسی یاقوت نگار پر اُس بنگلہ مین بیٹھا بیٹھتے ہی بنگلے کی چھت چرچرائی اور تڑاقا ہوا ستون بنگلے کے پھٹے یہ گھبرا کر اٹھا تھا کہ بنگلہ سر پر آیا شہزادہ نے ہاتھون پر روک کر بازو اپنے ستون بنائے لنگر مار کر پانوئن قائم کر کے بنگلے کو ایک طرف پھینکا بنگلہ تو ایک طرف گر گیا مگر لنگر مارنے سے پانوئن زمین مین دھنس گئے شہزادہ فلک وقار بزور صاحبقرانی پانوئن زمین سے نکال کر الگ استادہ ہوا اُسوقت ایک آواز آئی کہ ہائے مارے ڈالتا ہی اور کوئی نہین سنتا ای ساکنان طلسم ہماری فریاد کو پہونچو یہ آواز آتے ہی از خود ہر گوشۂ دشت و در سے شور و غوغا بلند ہوا کہ لیجیو گھیر لیو پکڑ لینا مارنا یہ غل سنکر شہزادہ گھبرایا اور انگشتری پر نگاہ کی اُسمین لکھا پایا کہ ای شکنندۂ طلسم یہ جو سامنے کرسی بچھی ہی اسکو اُٹھا نیچے اُسکے ایک تختہ سنگ ہی اُسکو ہٹا نا دہنۂ نقب ظاہر ہوگا اُسمین چلے جانا اگر اس کام مین ذرا بھی تامل کیا تو ہور و صد آفات و بلا ہوگا اجل کا سامنا ہوگا شہزادہ نے فوراً کرسی کو اُٹھا تختہ سنگ کو سرکایا پھر تو وہ غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا کہ رستم بھی ہوتا تو زہرہ فرط خوف سے آب آب ہو جاتا خاکدان عالم بالکل ظلمت سرا تھا چارسمت اندھیرا تھا شہزادہ نے کچھ خوف و خطر نکیا بے تامل اندر نقب کے قدم رکھا یہ معلوم دیا کہ آتشکدہ مین کسینے ڈالدیا سارے جسم مین آگ لگی اور تڑاقا ہوا شہزادہ تاب نہ لا سکا بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی تو ایک دریائے ذخار مین اپنے تئین پایا کہ بہتا ہوا جاتا ہون اس ماجرے سے بہت حیران تھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا غرض دریا مین ہاتھ پانون مارتا شناوری کرتا چلا مگر دم چڑھگیا دست و پا شل ہوئے اُسوقت یقین ہوا کہ زندگی حباب آسا ہی یہ خراب آباد دہر سراب آسا ہی کشتی حیات تباہ ہوا چاہتی ہی ساحل نجات کوسون کیا منزلون دور اب مر نا ضرور ہی بس آبدیدہ ہو کر یہ شعر زبان پر لایا کہ بیت

اتنا تو پوچھا ہوتا بس ای ساحل نجات		کشتی یہ کسکی تھی جو تباہی مین پڑگئی	

غرض نظر بفضل مالک بر و بحر کر کے کہ تو ہی بیڑا پار لگانے والا ہی چند قدم آگے بہا تھا کہ ایک ٹیکرا نظر آیا اور اُسپر ایک ملاح کو بیٹھے پایا کہ دور دریا مین پھینک کر مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہی شہزادہ غوطہ مار کر اُس ٹیکرے کے قریب گیا اور جب غوطہ سے اُبھرا ملاح پکارا کہ ای نوجوان اگر تو ڈوبتا ہی

تو یہ ڈور تھام لیے کسلیے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہی شہزادہ نے ڈور تو نہ تھامی مگر انگشتری
دیکھنا چاہی فوراً تلاطم آب ہوا اور موجون کے طمانچے مُنھ پر پڑنے لگے پانی کے چھینٹے آنکھین
بند کیے دیتے تھے ناچار بموجب کہتے ملاح کے اُس ڈور کو پکڑا اور ملاح نے کھینچا یہ نہنگ بحر شجاعت
اُسکے سہارے سے باہر نکلا ملاح نے کہا کہ تم ڈوب جاتے اگر مین نہ نکالتا یہ احسان میرا مانو اور جو مین
کہون وہ کرو سنو ارادۂ طلسم شکنی سے باز آؤ طلسم مین کچھ مال و متاع نہین صرف بندگان سامری
و جمشید رہتے ہین اور اُنھین غریبون کی اسمین روٹی ہی تم مسلمانون کے لیے سارا عالم چھوڑ دیا ہی
یہ کونا بندگان سامری و جمشید نے لیا ہی اُنکو ستانا اچھا نہین شہزادہ نے فرمایا کہ او بیہودہ تو
جھک کیا مارتا ہی مین سامری پرستونکا نام تو دفتر عالم مین رکھونگا نہین سبکو غرق قلزم فنا کرونگا
ملاح یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او خیرہ سر یہ طلسم ہزار برج ہی کوئی ایسا ویسا مقام نہین تو کیا توڑ سکیگا
اچھا اب اس دریا سے دیکھون تو کیونکر نکلتا ہی یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف چلا اور پھر کر کہا کہ اب بھی
میرا کہنا مان اور میرے ساتھ آ شہزادہ نے اُسوقت انگشتری کو دیکھا معلوم ہوا کہ ہرگز زبردستی نہ
چلیگی اسکے ساتھ تمکو جانا ہوگا شہزادہ یہ دیکھکر کچھ کہنے نپایا تھا کہ وہ ملاح زمین پر گرا اور تڑپکر شیر غران
بنا اور اس اسد بیشۂ شجاعت پر حملہ آور ہوا یہ اُسکے تھپیڑے کو روک نسکا گر پڑا اُسنے منھ مین داب کر جو اُچھالا
یہ پشت پر اُسکی پہونچا وہ پیٹھ پر لاد کر اُس دریا مین کودا اور شناوری کرکے آن واحد مین پار پہونچا
دیکھا اُس پار دریا کے صحرائے ویران و ہولخیز ہی نہایت وحشت انگیز ہی غول بیابانی شعلہ فگن ہین
اژدرون کے غار ہین شیرون کے مسکن ہین جناب عبداللہ بیابانی جو وہان آئین یقین ہی کہ خوف
کھائین اوتاد دہشت سے قدم نرکھین حضرت خضر دعائے حفظ و صحت دم کرین جو درخت تھا
مثل مرد مفلس پریشان جو برگ تھا بزرگ بے رنگ لرزان آئینہ دار حیران وحشت کی گھٹا چھائی عبرت
و آفت پرستی آفتاب دیدۂ وحشتناک کی طرح آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہر بگولا دیو سیاہ نظر آتا مختصر یہ
کہ اُس صحرا مین ایک منڈھی سرکی کی پڑی ہوئی وہ بھی نہ سرکی نہ پیر کی مثل عاشق ژولیدہ مو
اُجاڑ اُسمین ایک جوگی بیٹھا ہوا لیکن سر جھاڑ مُنھ پھاڑ موٹا خنگا نہایت دبنگا از سر تا پا ننگا بال
جٹا دھاری زمین پر گھسٹتے چلتے تو ند نکلی ہوئی ہاتھ مین دو لکڑ جلتے لیے ماتھے پر صندل سے ایک
بنا ہوا پنجہ ترسول کا چھاتی پر سیندور سے چھپا ہوا لکھ اون پہننے کی آگے دھرین سرخ مرخ آنکھین

حدقۂ چشم سے باہر نکلی پڑتین بیراگی ٹیڑھی لبغل کے نیچے تکیہ کیے بیٹھا تھا شہزادہ کو اُس شیر نے سامنے اُسکے لا کر ڈالدیا اور آپ مثل انسان بنکر پکارا کہ اُستاد یہ مقید طلسم حاضر ہی جوگی یہ سنکر شہزادہ سے گویا ہوا کہ ای تورج تجکو یہانتک آنا مناسب نہ تھا یہ طلسم ٹوٹنا بہت محال ہی تجکو لازم ہی کہ خداوند سامری کو سجدہ کر شہزادہ کو اِس گفتگو سے بہت غصہ آیا اور کہا ای تیرہ روزگار تم مین سے ایک کو بھی مین انشاء اللہ زندہ نچھوڑونگا سنگ ظلم سے سر توڑونگا جوگی نے کہا اب تیری قضا ہی آگئی یہ کہکر ایک خنجر بوریے کے نیچے سے نکالا اور اُٹھکر جانب شہزادہ چلا شہزادہ نے بھی حملہ کرنے کا ارادہ کیا دیکھا تو وہ ڈور جو دریا مین مین نے پکڑی تھی میرے بازو پر بندھی ہی ہاتھ قابو مین نہین ہین یہ دیکھکر چاہا کہ انگشتری کو دیکھون اِس عرصہ مین اُس جوگی نے خنجر مارا شہزادہ انگشتری پہنے تھا اُسکی برکت سے خنجر اُچٹ گیا اور جسم صحیح و سالم رہا اور اسنے انگشتری کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اِس اسم کو پڑھکر بازو پر دم کر مشکین کھلجائینگی اِسنے اسم ورد زبان کیا اُدھر جوگی نے خیال کیا کہ اِسپر میرے خنجر نے اثر نہ کیا شاید کہ یہ بھی ساحر ہی یہ سمجھکر گویا ہوا کہ ای طلسم کشا مسلمانون کو سنا تھا کہ ساحر نہین ہوتے ہین مگر تو ساحر بھی ہی شہزادہ نے اسم تو بازو پر دم کیا کہ وہ ڈور جلگئی جب اِس بند سے رہائی پائی جوگی سے کہا ہم ساحر ہین تو اپنے لیے اور نہین ہین تو اپنے لیے اب تو اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھ جوگی نے اِسکو ڈور سے چھوٹتے بھی دیکھا تھا سمجھا کہ مقرر یہ طلسم کشا ہی اِس سے آشتی کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا ای شہریار معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہین اچھا مین سحر آپ پر سے دفع کیے دیتا ہون آپ بیٹھیے اور جو کچھ مین کہون اُسکا جواب دیجیے یہ عرض کر کے رد سحر پڑھا کہ شہزادہ پر بالکل اثر سحر کا باقی نرہا یہ کیفیت دیکھکر وہ ملاح جو شیر بنکر اِس ضیغم نیستان جلادت کو یہان لایا تھا گھبرایا اور رو بفرار لایا یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک اور ساحر رہتا ہی کہ نام اُسکا فیلان جادو ہی اُس سے جاکر اُسنے سب کیفیت بیان کی وہ حال سنکر غضبناک ہوا کہ یہ اِس جوگی نے کیا کیا مسلمان سے ملگیا دین و دنیا دونون کو کھو بیٹھا اب مجکو لازم آیا کہ اُسکو سزا دون اور ابھی سویرا ہی دین قدیم کی طرف اُسکو پھیرون یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور زمین پر گر کر لوٹ مار کر ایک مست ہاتھی بنا کہ چارون بھٹیان ٹپکتی تھین کجلی بن خود نظر آتا تھا قد اتنا بڑا تھا بلکہ فیل فلک اُس سے خوفناک ہوا آسمان چرخ کو ٹھوکرون مین اُڑانے کا ارادہ رکھتا تھا دو دانت مثل قامت عوج بن عنق منہ سے باہر نکلے ہوئے گورکن قضا کے معلوم دیتے

اِس ہیئت سے بنکر روانہ ہوا اور سامنے جوگی کے پہونچا وہ جوگی توریج کو منڈھی مین لیکر بیٹھا تھا
اور مناظرہ اپنے دین کے آئین کا کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور للکارا کہ او بیحیا و بیدین یہ کیا تو نے غضب
کیا کہ متاع ایمان کو مع نقد و جنس تو کھو بیٹھا اپنی ایمانداری سے بحر بے ایمانی مین ہاتھ دھو بیٹھا
اب مجکو لازم ہے کہ تجکو سزاے معقول دون اُس جوگی نے کہ نام اُسکا بیا بانی فیل پیکر جادو تھا
یہ گفتگو جو سُنی غصہ ناک ہوا کہ یہ نالایق میرے مقابلہ مین آیا ہے اور بے سمجھے مجکو بے ایمان بناتا ہے
حالانکہ مین ابھی شریک طلسم کشا نہین ہوا پس بغضب تمامتر اپنی جگہ پر سے اُٹھا شہزادہ نے
کہا کہ تم تامل کرو مین اِس سے سمجھے لیتا ہون اُسنے کہا نہین آپ تماشا دیکھیے اِس نالائق کی بھی یہ حقیقت
ہے کہ میرے مقابلہ مین آیا ہے یہ کہکر منڈھی سے نکلکر لوٹنے لگا اور ایک ہاتھی مست بنکر اُسپر جھپٹا یہ بھی
ایسا فیل مہابت شکوہ بنا کہ گاؤ زمین کو بار اُٹھانا مشکل ہوا طبقۂ زمین مین زلزلہ آیا کشتی
ارض ڈگمگانے لگی مالک برّ و بحر کو کفیل حال سمجھکر دنیا بنا چاہنے لگی اور یہ اُٹھکر اُس
فیل سے مقابل ہوا باہم دھڑا کا ٹکر کا چلنے لگا زمین و زمان دہلنے لگا خرطوم
کے ڈھوسے پڑنے لگے بھسونڈے سے بھسونڈے لڑنے لگے تا دیر باہم زور ہوئے آخر دونون
کے سر پھٹے اور شرارے نکلے اسکے سر کا شرر اُسپر اور اُسکے سر کا اِسپر پڑا دونون مثل دیو آتشبازی
کے جلنے لگے اور ایک شرر آکر اُس ملاح پر بھی پڑا کہ وہ بھی جلنے لگا آخر یہ تینون شیاطین فی النار
والسقر ہوئے اور جلکر خاکستر ہوئے شہزادہ یہ قدرت خدا تعالیٰ دیکھکر ششدر تھا کہ اُس دافع
البلیات نے ان بلاؤن کو کیا بطور آسان دفع فرما دیا غرض شادان و فرحان وہان سے آگے
روانہ ہوا اور اُس صحراے وحشتناک کو طے کر کے ایک ایسے بیابان مین پہونچا کہ سراسر منور و
روشن تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزار ہا آفتاب نکلا ہوا ہے فلک سے نور برستا تھا ابر کے سفید
لکے چھائے جو چمک مہر تابان کی رکھتے تھے شاہد روزگار کس خوبروئی سے لباس نورانی
زیب قامت کیے چہرۂ عارفان یا لبان قلب روشنضمیران زمین و زمان روشن ہر چشمہ آب کی
موج برق پر چشمک زن ہر شجر نہال وادی ایمن ہر شاخ لبان شاخ ملور ہر سنگ چمک مین بہ
از رخسار حور شہزادہ اُس وادی نور کو ملاحظہ فرماتا جب کچھ دور چلا سامنے ایک قلعہ سنگ
سے بنا ہوا نظر پڑا کہ سنگ مرمر اُسکو دیکھکر غیرت سے مرمر جاے شب کا فوری رشک سے

ہیرا کھائے ہر دیوار اُسکی صفائی مین روے تابان معشوق سے بہتر ہر کنگرہ اُسکا رفعت مین فلک کا ہمسر شہزادہ قریب در قلعہ آیا دروازہ بھی سنگ سفید کا پایا کہ مثل چشم جناب یعقوب انتظار مین کسی یوسف لقا کے کھلا ہوا اور سفید ہو گیا تھا در قلعہ پر ہزار ہا ساحر بعہدہ دربانی بیٹھا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوا کسینے منع نکیا جب اندر آیا نور کی بستی رعیت فرط عشرت سے ہنستی دیکھی دکانات ہر قسم کی اشیا سے معمور ہر شخص فارغ البالی اور مرفہ الحالی سے بیفکر و بیخوف جدھر دیکھیے سامان عشرت فراہم کٹورا بجتا ہنگامۂ نشاط برپا نہایت گھما گھم کہ بمقتضاے ابیات

بازار مین یون سڑک صفا خیز | جسطرح کہ نہر آب لبریز | سرخی ہوئی روح کے لیے قوت
کوٹے ہوئے اُسپہ لعل و یاقوت | سرخی سے عجیب عالم نور | یا مانگ مین مہوشون کے سیندور
تھے جمع کسی طرف فسون گر | بن جاتے تھے دم مین پر کبوتر | نٹ بانس پہ کر رہا تھا ذکور
مین وار یہ ہون جواب منصور | تیار کہین جو نان حلوا | اُترا تھا فلک سے من و سلویٰ
پوری سے گرسنگی کو دوری | بھوکون کی ہوئی مراد پوری | وہ گرم کچوریون کا عالم
یان جسکی ہوس مین آئے آدم

شہزادہ فلک جاہ یہ کیفیت شہر کی دیکھکر بہت محظوظ ہوا اور اسلیے تشنہ و گرسنہ تھا ایک دُکان کے قریب گیا اور جیب سے مشت زر و جواہر نکالکر دکاندار کو دیا اُسنے ایک خوان مین مٹھائی طرح طرح کی لگا کر اپنے دکان کے ایک گوشہ مین بھجوائی اور قالین بچھوا دیا شہزادہ وہان جاکر بیٹھا اور مٹھائی کو اُٹھا کر قریب دہن لایا ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوا غور کر کے مٹھائی کو جو دیکھا چھیچھڑا سڑا ہوا کسی جانور کا نظر آیا اِسنے اُسکو پھینک کر پھر ڈلی اُٹھائی ویسی ہی بو آئی اب دیکھا تو گوشت سڑا ہوا ہی شہزادہ نے وہ سب خوان اُٹھا کر قریب حلوائی آکر اُسکے مُنھ پر مارا اور کہا او بیحیا یہ دُھت بندی کرکے مٹھائی کے عوض سڑا ہوا گوشت بیچتا ہی حلوائی عذر کرنے لگا اِسی سے حجت کر رہا تھا کہ اُس حلوائی کا باپ آیا اور اُسنے پوچھا کہ یہ کیا تکرار ہی حلوائی نے سارا ماجرا بیان کیا اُسنے سب کیفیت سُنکر معلوم کیا کہ یہ شہزادہ شکنندۂ طلسم ہی بس اُسنے شہزادہ کے آگے ہاتھ باندھے اور روپیہ جو کچھ اِنسے لیا تھا وہ سامنے حاضر کیا اور عرض پیرا ہوا کہ آپکے قابل یہ مٹھائی نہین ہی اور کہین سے لیجیے شہزادہ نے دام تو واپس لینا خلاف شان سمجھا اور آگے بڑھا اُدھر حلوائی کا باپ اِس شہر کے حاکم پاس گیا حاکم کا یہان کے قیصر جادو نام ہی چنانچہ وہ دار العمارۂ شاہی مین اورنگ خلافت پر

بیٹھا تھا کہ اسنے اطلاع کرائی کہ یہ احقر آپکے فائدہ کی بات تخلیہ مین عرض کریگا بادشاہ نے اُسکو تخلیہ مین
طلب کیا اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ آپکا ہم رعایا سے حکم تھا کہ جب کوئی ایسا شخص آئے
کہ اُسکے ہاتھ مین مٹھائی یا روٹی بوٹی ہوجائے تو اُسکی خبر ہمسے کرنا بس آج وہ شخص آیا ہی اور یہ ماجرا
گذرا ہی بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا حلوائی کو تو انعام دیکر رخصت کیا اور کوتوال کو شہر کے بلاکر
حکم دیا کہ پانچ چار سو پیادے ہمراہ لیجاکر طلسم کشا آیا ہی اُسکو پکڑ لا کوتوال حسب ارشاد بادشاہ
کوتوالی مین آیا اور پیادون کو حکم سنایا اُتر ہی پھنکی پیادون نے کمر کسی روند تیار ہوئی توڑے شیر
ہوئے تیر کمان سنبھالے تلوارین پرتلون مین ڈالین ساز سنگڑا لگایا جنگ پر آمادہ ہوکر
ہر ایک پیادہ چلا اتنے عرصہ مین شہزادہ تورج نے نانبائی کی دوکان سے کھانا مول لیا اور
بدستور اول جب کھانے بیٹھا خون کی بو آئی دیکھا تو روٹی سڑی بوٹی ہی شہزادہ نے وہ پھینک کر
حلوائی اور نانبائی سبکو گالیان دینا شروع کین نانبائی کے یہان سے پانچ چار کمیرے کفگیرین پکڑ کر
دوکان پر سے کودے اور پکارے کہ رہ تو جا ہم ابھی تیرا خمیر بگاڑے دیتے ہین قسم دانیال کی جواب تونے
ہمارے مالک کو کچھ کہا تو مارتے مارتے قورما کر دینگے شہزادہ کو اُنکے کلمات بیہودہ سنکر زیادہ غصہ آیا
دو ایک کا سر پکڑ کے بھیجا پھاڑ دیا اور آتش غضب تنور سینہ مین جو زیادہ مشتعل ہوئی دو تین کو جان سے
مار ڈالا اور دیکھا کہ چند خوان کھانے کے تیار کسی امیر کے یہان بھیجنے کو نانبائی نے الگ رکھے ہین
اُنکو دیکھکر سمجھا کہ مجکو مسلمان سمجھکر یہ بیچیا ایسا کچھ کرشمہ کرتے ہین ان خوانون کا کھانا اچھا ہوگا بس
یہ سمجھکر نانبائی کو تو مار کر دُکان سے بھگا دیا اور وہ خوان اپنے قبضہ مین کیے نانبائی اور ملازم اُسکے آسیاے
ظلم سے مثل دانہ گندم پسے ہوئے دُہائی دیتے جانب کوتوالی روانہ ہوئے کہتے جاتے تھے کہ ایک زبردست
ایسا آیا ہی کہ اُسنے مادر شیر مال ہمارا سمجھا ہی اور ہمکو مار کر دل وجگر کا ہمارے قلیہ کیا ہی عقلیہ یہ ہی کہ وہ طلسم کا
توڑنے والا ہی یہ تو سب دُہائی دیتے اُدھر چلے ہین ادھر شہزادہ نے خوان کھولکر کھانا کھانیکا قصد کیا تھا کہ کوتوال
پیادے لیے آپہونچا شہزادہ اُسکو دیکھکر دوکان پر سے مثل شیر غضبناک کے کودا اور تیغ تیز کھینچکر
اُنپر جا پڑا شمشیر بران بھی تشنہ خون وگرسنہ جان دشمن تھی دانایان ہنر جنگ کے لیے گلخن تھی جسنے
سرون کے پڑے تنور مرگ مین لگا دیے پیادے پیادے شطرنج کے بنا دیے لاش پر لاش گرنے
لگی شہر مین ہلچل پڑگئی دکانین جلدی جلدی دُکانداروں نے بند کین بعض دُکان چھوڑ کر بھاگے

دروازے گھرون کے بند ہوئے رعایا بھاگنے لگی بدمعاش اُچکّون کی بن پڑی مین نے تھا را تھے اُسکا گھر لوٹ لیا تمام شہر مین غدر مچگیا کوتوال اُن پیادون کو اِس فیل تن سے کیا لڑا سکتا آخر زخ ہوکر دلفگار لایا اسپ ہمت میدان نامردی مین دوڑایا مات ہوکر رُخ جانب ردِ دولت بادشاہ پھیر ا جنگ کا مہرہ نہ روک سکا بادشاہ نے جب یہ حال کوتوال کا دیکھا اپنے بساط مین جسقدر لشکر رکھتا تھا اُسکو تیار ہونے کا حکم دیا دس ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے تیار ہوکر اُسکے ساتھ چلے قرنا ے جنگی پھنکی طبل وبوق کی صدا نے دنیا د ہلا دی سپاہی تلوارین چمکاتے ساحر سحر کی نیرنگی دکھلاتے روانہ ہوے آگے سبکے بادشاہ مرکب اژدر دمان کو بنائے تاج سر پر ہتھیا جسم پر لگائے اسباب سحر سازی وعربدہ جوئی ساتھ لیے بڑے کرو فر سے شہزادۂ نامور کے قرین آکر پہونچا شہزادہ بخوف وخطر اِس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا اب تو چار طرف سے سحر کی مار اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی کسیطرف سے نارنج وترنج وناریل وغیرہ برستے تھے کسی جانب سے تیر وتلوار وخنجر ونیزہ پڑتے تھے سحر کے اژدر قلاب آتشین چھوڑتے منھ پھیلا کر دوڑتے ساحر سحر سے آگ اور پتھر برساتے لیکن بسبب انگشتری شہزادے کا کچھ نکر سکتے اُدھر حربہاے تیر وگرز کو یہ بہادر ہمہ تن چشم بنکر روکتا اور دو ایک کو مار کر مرکب حاصل کرکے سوار ہوا تھا تیغ دودم نے اُس بہادر کی عدو کا دم بند کیا تھا اس شہر مین تلوار کا راج تھا متاع جان کی گرم بازاری تھی امان کو ہر ایک محتاج تھا شمشیر کا خم محراب دکان نظر آتا جوہر کا جواہر جسمین یکتا ہر ایک یا تا دلّال اجل پیر وجوان کی جان کا ایک ہی نرخ بتاتا کاخ تن سے مکین یعنی روح فراری مرگ مفاجات کی بستی زندگی ودیار جسد مین امان کے کال ہونے سے عاری شہزادے نے دم بھر مین سرون کے کنگرے اور دست وپا کے ستون ہنا دیے جسد عدو مسمار کرکے سینون کے چبوترے درست کیے لاشون کے ڈھیر لگا دیے کہ

نظم

زمین کرد سرخ آن دلاور بجنگ
چو برگ حنا ان سر فرو ریختے
اگر برزدی بر سر آن سرفراز
چوکوہ از سواران سر انداختی

بیکے گرزہ گاؤ پیکر بجنگ
بہ شمشیر بران چو بگذاشت دست
بدو نیمہ کردیش با اسپ و ساز
زخون دلیران بدشت اندرون

بہر سو کہ مرکب بر انگیختے
سر سرفرازان ہمیگرد لیست
چو شمشیر برگردن افراختی
چو دریا زمین موج زن شد بجون

اور از بسکہ یکہ و تنہا اتنی بڑی فوج سے لڑ رہا تھا تو پلٹنون رسالون مین قتل و قمع کرتا ہوا لشکر شقاوت اثر کے ریلون کو روکتا قریب بادشاہ پہونچا اس فکر مین کہ جبتک بادشاہ گرفتار یا قتل ہوگا فتح ہونا دشوار ہے تم اکیلے کہان تک قتل کروگے سو رہا چنا بھاڑ نہین پھوڑتا یقین ہے کہ مار ڈالے یا گرفتار ہو جاؤ چنانچہ جب قریب قیصر پہونچا اُسنے ایک سحر کا نارنج سینۂ بے رنج شہزادہ پر مارا مگر بوجہ انگشتری کچھ نہ رنج پہونچا نارنج اُچٹ گیا بادشاہ سمجھا کہ یہ طلسم کشا ہے جنگ مین زیر ہوگا اس سے مکر کرنا چاہیے اسی اندیشہ مین تھا کہ شہزادہ نے گھوڑا اژدر سے اُسکے ملا کر کمر زنجیر مین اُسکی پنجہ ملی اپنا ڈیکر زور کیا اور ہاتھ پر اُسکو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر جو رنگ ہوائی کاٹون لیکن وہ دغاباز پکارا کہ ای شہریار غلام طالب امان ہے شہزادہ نے اُسکو زمین پر اُتارا اُسنے لشکر کو اپنے جنگ سے منع کیا اور آپ رکاب ظفر انتساب شہزادہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا حضور میرے کلبۂ احزان کو اپنے قدم سعادت توام سے شبستان عشرت بنائیں مجکو اور تمام اراکین سلطنت کو مطیع اسلام کرکے سر چشمۂ ہدایت پر پہونچائین کہ آپکا بمقتضاے بیت

آو از قدم دم مسیحا   نقش کف پا چراغ موسی

ہے یہ انکسار جو شہریار عالی تبار نے اُس مکار غدار کا دیکھا چشم مروت جانب پشت پا جھکائین اور عنان مرکب کو اُسکے خانۂ پرنیرنگ کیطرف منعطف فرمایا وہ ننگ خاندان لشکر بقیۃ السیف کو جلو مین لیے ڈنکے بجواتا بعظم و شان تمام اس والا اقتدار کو اپنے گھر لایا اور دار العمارۃ مین پہونچکر عرض پیرا ہوا کہ یہ تخت و تاج حاضر ہے شہزادہ نے اُسکو تاج بخشی فرماکر تخت پر بٹھایا ارکان دولت نے نذرین شہزادہ کو دین اور اُسنے اطاعت اسلام کا جب اقرار کیا اُسوقت اس سیر چشم نے خاصہ طلب فرماکر نوش فرمایا پھر اُسنے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا ساقیان حور شمائل و طوائفان زہرہ تمثال و پری خصائل حاضر ہوکر داد عیش و مسرت دینے لگے جام خندہ زن ہوئے مسرور اہل انجمن ہوئے کہ ابیات

جادو نگہان و سحر کاران   غارت گر ہوش ہوشیاران
گل پیرہنان نازک اندام   بس لیگئے دل سے چین و آرام

دن بھر اسیطرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ہر ایک فرط شوق سے بے شرم رہا جب ساحر شب کے قلب مین مثل نور اسلام نور قمر ضیا افروز و جلوہ گستر ہوا اور آفتاب نے مطیع الاسلام ہوکر سر بسجود مغرب رکھا کہ بمقتضاے نظم

جو کین خورشید نے طی منزلین چار | گیا دن آئی شام روشنی بار
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر | ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر

بادشاہ نے ایک قصر عالی رفعت اس صاحب منزلت کے لیے
بہر آرام خالی کرا کر پلنگ کرسی میز فرش سے آراستہ کرایا اور جملہ سامان راحت وہان مہیا کر کے
عرض کی کہ آپ کسل راہ رکھتے ہین جا کر آرام فرمایئے شہزادہ اُسکے کہنے سے مکان مذکور مین بہر
آرام آیا اور وہ اُٹھکر اپنے شبستان مین گیا اِس بادشاہ کی دختر ہی کہ نام اُسکا موے جادو ہی
اتنی بڑی ساحرہ ہی کہ بال بال مین اُسکے ساحری ہی رگ رگ مین مکاری بھری ہی چنانچہ
اِسوقت محل مین وہ سحر خوانی کر رہی تھی سامنے صحن مکان مین چمنستان لگے ہین سنبھی دہکتی
جاتی تھی یہ بادشاہ اُسکے پاس آیا اُسنے براہ تعظیم سر جھکایا تسلیم پدر بجا لائی لیکن صورت باپ کی
متفکر اُسنے پائی حال ملال استفسار کیا بادشاہ نے جملہ کیفیت آمد طلسم کشا اور اپنا بجبر اطاعت
کرنا بیان کر کے کہا کہ کوئی صورت آئینہ خیال مین جلوہ گر نہین ہوتی کہ اِس مسلمان کو اسیر کرون
اُس لگانہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ گھبرایئے نہین مجکو بزور سحر حال اُسکا معلوم ہی اِس شہزادہ پر
ایک ساحرہ نے فریفتہ ہو کر انگوٹھی طلسمی اُسکو دی ہی جسکے باعث سے وہ ہر جگہ غالب ہوتا ہی پس
حضور غافل پا کر اُسکے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اُتار لین وہ قید ہو جائیگا پھر کچھ زور اُسکا نچلیگا یہ کلام اِس
دختر نافرجام کا سنکر بادشاہ شادکام ہوا اور بزور سحر اُڑکر اُسی مقام پر آیا کہ جہان شہزادہ آرام مین تھا
یہ قریب پلنگ کے بیٹھ گیا شہزادہ ازبسکہ خستہ راہ بہت تھا بدینوجہ غافل سو رہا تھا اِسنے دست
حق پرست سے اُسکے انگشتری کو اُتارا ہاتھ کو نکان جو ہوئی اِس ثانی سلیمان کی بھی آنکھ کھلگئی
دیکھا تو قیصر عفریت خصال میرے ہاتھ سے کچھ اُتارتا تھا غور جو کیا تو انگوٹھی کو نہ پایا پس فوراً اُٹھ بیٹھا
قیصر اُسکے اُٹھنے سے ایسا گھبرایا کہ سحر کرنا بھولا اور بر دلفرار لایا شہزادہ اُسکے پیچھے دوڑا چنانچہ وہ ساحر بد بست
ہی اُسنے پرواز کی وراُڑتا ہوا اندر شبستان کے چلا گیا شہزادہ اُسکے عقب مکان آرامگاہ سے نکلکر
تا بہ قصر شاہی آیا لیکن جب وہ نظر سے نہان ہوا یہ زیر دیوار قصر ٹھہر گیا اور فکر کرنے لگا کہ اندر ایوان
کے جا کر اُس دیو سیرت کو تلاش کرون یہ تو اِس سوچ مین ہین اُدھر وہ بد سیر اپنی دختر پاس آیا اور
انگشتری دیکر اُس سے کہا کہ اب اُس مفتری کو قید کر اُس گیسو بریدہ نے انگشتری لیکر اپنے گلے
کی ہیکل مین باندھکر ہیکل گردن مین پہنکر انگوٹھی چھوٹے کپڑے مین رکھ لی اور ایک ناریخ پر سحر

دم کرکے اُس مکان کی دیوار پر مارا یہان شہزادہ موصوف جس دیوار کے نیچے کھڑا تھا آستین سے
ایک طوق اور زنجیر آہنی نکلکر گردن و کمر مین پڑ گئی اور چار سپچے روے ہوا سے بسان برق چمک کر
گرے اور شہزادہ کو اُٹھا کر لیگئے اور سامنے اُسی مکارہ کے لائے شہزادہ نے دیکھا کہ ایک رواق
بہ از طاق کسرے و خورنق بہرام تعمیر ہے حسن و خوبی مین سراسر پری کی تصویر ہے سامنے ایون کے باغ لگا ہے باغ
خاطر شاعران سے بھی رنگین زیادہ ہے بیچ مین اُس گلشن کے چبوترۂ نادرکار بنا ہے اُسپر مجکو بیچون نے
لاکر بٹھا دیا ہے زنجیر کمر مین ہے طوق گلے مین پڑا ہے یہ دیکھکر خاموش تھا کہ سامنے سے موسے جادو اپنے
باپ کو لیے ظاہر ہوئی اور قریب اِس شہزادہ پری جمال کے آکر قصد آزار رسانی کیا مگر چہرۂ بے نظیر
سراپا تنویر کو اِس ماہ منیر کے دیکھکر یقین تھا کہ غش کر جاتے اُسپر طرۂ زلف گرہ گیر ہوئی گولا سحر کا
مارنا چاہتی تھی عشق کا گولا خود چھاتی پر کھایا لشکر عشق نے ملک دل تاراج کر دیا ہجوم غم و ہم نے
گھیر لیا سپاہ رنج کے علم برپا نظر آئے الم کے نشان ہویدا ہوئے مورچۂ صبر و ضبط کا ٹوٹ گیا
اِس معرکہ مین جی چھوٹ گیا رنگ رخ سفید جینے سے ناامید آنکھین ڈبڈبا آئین ہوش و حواس
نے رخصت طلب کی جامۂ شکیبائی پُرزے پُرزے ہوا آہون نے سربلندیان چاہین اُس
جوان زیبا شمائل فرشتہ خصائل حور صورت ماہ طلعت کو دیکھا جسکے دیکھنے سے پریون کو غشی ایسے
جن کا سایہ ہو جائے بہار باغ رخسار دیکھکر حورون کا دل گلزار جنان مین رہنے کو بچا ہے کہ بموجب نظم

گیسوے سیہ جو چشم نجم ہے
زنجیر فسون سامری ہے
صانع ہے خط جبین سے محظوظ
سوجھا اُسے کچھ بھی پھر نہ زنہار
اُڑنے لگے جسم سے شرارے
آنکھین لگین زار زار رونے

جو وصف کرین ہم اسکا کم ہے
شہباز نگاہ بے تامل
زیبا ہے کہین جو لوح محفوظ
مژگان نظر آگئے پڑا تیر
آہون کے شرر بنے ستارے

جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے
مژگان کو جو دیکھیے تو چنگل
ہر چند خدا بیان تھین اظہار
ابرو کی کجی پہ کھائی شمشیر
کچھ درد لگا جو دل مین ہونے

اُسنے باپ سے کہا اب آپ تشریف لیجائیے کنیز اسکا سر کاٹ کر
آپکی خدمت مین حاضر ہوگی باپ اُسکا اُسکے چہرہ کو دیکھکر پہچان گیا کہ یہ اِس نوجوان پر فریفتہ
ہوئی بس بغور اُسکے سراپا کو دیکھنے لگا اِس عرصہ مین وہ چبوترہ کے اوپر آکر شہزادہ کی صورت
دیکھنے مین محو تھی باپ نے اُسکے یہ دیکھکر کہا کہ ارے چھوکری تو کیون فریب دیتی ہے معلوم ہوا

کہ تو اس مسلمان پر عاشق ہوئی ہو خیر جو تو سمجھ وہ کر مگر انگوٹھی میرے حوالے کر یہ کہکر اُسکے سینہ پر ہاتھ ڈالا اسلیے کہ انگوٹھی لیلون لیکن قضا کا نیا حیلہ سینے وہ ساحرہ بہر قتل شہزادہ ایک سانگ بہت تیز لیکر آئی تھی وہ سانگ اُسکی بغل مین دبی تھی باپ نے سینہ پر جو اُسکے ہاتھ ڈالا از بسکہ وہ اُسکی دختر ہی اور سینہ مقام حیا عورت کا مقرر ہی ایک تو بسبب شرم کے اور دوسرے اُسکو انگشتری دینا بھی منظور نہ تھی بس اِسکے ہاتھ ڈالتے ہی وہ جھجک کر پیچھے ہٹی یہ اُس سے دوڑ کر بے تحاشا لپٹا سانگ کچھ بغل مین دبی تھی باقی سب آگے نکلی ہوئی تھی اِسکے لپٹنے سے وہ پیٹ پر جو پڑی توڑ کر پیٹھ کے نکلگئی اور وہ تڑپا اور آہ کرکے چبوترے کے نیچے گرا اُسکے گرنے سے جھٹکا ایسا پڑا کہ سانگ تو بغل سے نکلگئی مگر ساحرہ بھی آگے کھنچ گئی اور باپ پر یہ سانحہ گذرنے سے گھبرا کر نیچے چبوترہ کے اُترنا بھی چاہتی تھی بس کھنچنے سے اُس اضطرابی مین پانوٴن اُسکا بھی پھسلا اور باپ کے اوپر گری سانگ اُسکے پیٹ سے دار کی طرح نکلی ہوئی استادہ تھی یہ جو پہلو کے بل گری کوکھ مین سانگ در آئی اور دوسری طرف نکلگئی اُسوقت یہ پدر اور دختر بصورت برج جوزا نظر آتے تھے خط توام کی شان دکھاتے تھے عطارد ان دونون پر بھاری تھا قران النحسین اُس باغ مین کیا برج سنبلہ مین واقع ہوا تھا غرضکہ دونون تڑپکر ہلاک ہوئے صدائے گیرودار بلند ہوئی آندھی پانی کے بعد صدا آئی کہ مارے گئے قیصر اور موے جادو اُنکے جہنم رسید ہونے سے شہزادہ رہا ہو گیا سحر اُسپر سے دفع ہو گیا چبوترہ پر سے اُتر کر انگشتری قریب ساحرہ پڑی تھی اُٹھالی کیونکہ وہ مرگ کے وقت تڑپی تھی تو انگوٹھی گر پڑی تھی فی الجملہ مرگ ہر دو ساحران سے غل و شور جو برپا ہوا خادمان محل بیتابانہ دوڑے شہزادہ نے تیغ کھینچکر نعرہ شیر آسا بلند کیا کوئی ہیبت سے اِس دلاور کی آگے نہ بڑھ سکا اور یہ بہادر اُس مکان سے دروازہ تلاش کرکے باہر نکلا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ شعاع آفتاب کی سانگ نے شکم ساحر شب کا چاک کیا اور فروغ عطارد وباہ گلیم شب مین لپٹا

نظم

پس ہر شب ہی آمد لشکر صبح
ضیاؤن سے بھرا تھا کشور صبح
جو پھر خورشید نکلا آگ ہوکر
ہوا کاشانۂ عالم منور

شہزادہ دار العمارۂ شاہی مین آکر نعرہ زن ہوا کہ ای گروہ ساحران آگاہ ہو کہ کل بادشاہ یہانکا مسیر امطیع ہوا تھا مگر رات کو اُسنے دغا کرنا چاہی آخر اپنے کردار بد کی سزا پائی مع اپنی دختر نحس اختر کے جانب سقر گیا اب تم مین سے اگر کوئی ارادۂ فاسد براہ مرتدی رکھتا ہو

دیدہ

تو وہ آئے میرے مقابلے مین افسران لشکر ارکان سلطنت جو حاضر دربار تھے عرض پیرا ہوئے کہ ہمنے آپکی غلامی بدل قبول کی ہی اور ہزار جان سے آپکے تابع فرمان ہین شہزادہ نے ایک وزیر کو مالک تخت وتاج کیا اور آپ انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا اُسمین لکھا پایا کہ ای شکنندۂ طلسم اس قلعۂ سفید کے آگے ملک لوح داران طلسم پڑیگا چنانچہ لوح پاکر ایسی غفلت نکرنا کہ جیسے اب انگوٹھی سے غافل ہوجاتے ہو اس انگشتری کا اب یہ حکم آخری ہی آگے اس سے کچھ ظاہر نہوگا تجکو چاہیے کہ اس قلعہ سے باہر نکلکر جانب شمال روانہ ہو ایک میدان مین تیرا گذر ہوگا وہان ٹھہرنا ایک گھوڑا زمردکا باساز ویراق زمرد نگار تیرے پاس آئیگا اُسپر سوار ہونا وہ تجکو جانب منزل مقصد لیجائیگا یہ کیفیت انگشتری سے دریافت کرکے وزیر کو براے عدل وداد اور رعیت پروری تاکید اکید فرمائی اور قلعہ مین منادی کرادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا غرضکہ سب انتظام مملکت فرماکر وہان سے رخصت ہوکر باہر قلعہ کے آیا وزیر مذکور ہمراہ رکاب پہونچانے آیا تھا اُسکو وداع کرکے پیادہ پا جانب شمال قدم بڑھایا اور بعد قطع چند منازل ایک مرغزار روح پرور وجان فزا مین پہونچا ہواے بہارین نے گلہاے بوقلمون کھلاکر روے شاہد دشت رنگین فرمایا تھا دامن صحرا مین سنجاف لگانے دامن ابر سرخ بصد تزئین آیا تھا مختصر یہ کہ عنقاے اوج صاحبقرانی وہان بانتظار مرکب طلسمی استادہ ہوا بعد کچھ دیر کے سامنے سے گرد اُڑی اور ایک سمند باد رفتار وگلگون صرصر قدم صبا دم پیدا ہوا دہانہ رشک دہ ہلال مُنھ پر اُسکے چڑھا اُس دہانے سے وہ کھیلتا ہوا کان دونون قلم کیے دُم اپنی علم کیے کلائیان شیر کی طرح مارتا زین جواہر آگین بہزار زیب وتزئین اُسپر آراستہ حلقۂ رکاب پر حلقہ مہر وہالہ ماہ تصدق روبرو اُسکے شرمندہ زہے شبدیز باد پیما وخہے بارگی جہان فرسا کہ تیز روی مین یون تیز دم کہ عرصۂ کونین دو قدم سُرعت مین صورت نظر جانے مین منزلون لبسان خبر حد جہان سے ہر گام باہر تعریف مین اُسکی امکان قاصر فی الحقیقت وہ ایسا ہی شاطر کہ نظم

اسوار نہ ہان کبھی گہنے پائے
یون آتا ہی جیسے طبع مشتاق
یہ چار جہت مین آگے جاسکے
تیزی مین ہر رنگ عقل دانا
یون جاتا ہی جیسے ہوش عشاق
ہمت سے بھی بڑھ کے تھا توانا

شہزادہ نے اُس مرکب بنظیر کو چمکارا وہ قریب آکر گردن ڈالکر استادہ ہوا اس شہسوار توسن

جلادت سنے دامن گردانگر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھکر حلقۂ رکاب کو مشرق خورشید کف پا بنایا اور خانۂ زین کو رشک کاشانۂ سپہر برین فرمایا وہ شبدیز باد پیما اپنی پشت کو راکب سے آباد دیکھکر شاد ہوا اور تگبدری کرتا ہوا کی طرح صحراے طلسمات کو طی کرتا ہوا کچھ دیر مین اُس بیشۂ فرحت انگین سے گذر کر ایک دشت غیرت گلزار بہشت مین پہونچا کہ انواع واقسام کے گل آہن کھلے تھے اشجار وہ نونہال جو دایۂ بہار کی نازون کے پلے تھے خار مژگان یار کا پتا دیتے تھے کہ ابیات

پتے جو گرے تھے جھڑکے ہرجا
ہر نخل وہان کا خوان نعمت
ہر گل تھا وہان کا صاحب زر

جنگل مین بچھا تھا فرش دیبا
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
ہر برگ زبان شکر داور

اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول سنے جان تازہ پائی
نیچ مین اُس وادی نزہت

انتہا کے ایک نہال سر سبز زر گل سے مالا مال لگا تھا اسطرح اکیلا تھا جیسے باغ عالم کی ہوا وہوس سے کوئی آزاد آزاد ہو نہ فریاد بلبل سے کچھ مطلب نہ زمزمۂ مرغ خوش الحان سے شاد ہو قامت مین وہ درخت رشک سہی وشمشاد زبان برگ کو فقرے موزون ورنگین بہت سے یاد بہشت طلسم کا وہ طوبیٰ تھا شاخون کی ہوا کا جھونکا دم عیسے تھا نیچے اُس شجر کے چبوترۂ مربع ہشت پہل کا زمرد اخضر کو تراش کر بنایا تھا گویا بہر جلوس شاہ بہار اریکۂ فیروزہ رنگ وزمرد نگار گسترده تھا لوح چرخ اخضری وزبرجدی کو اپنی رفعت شان سے روبرو شرماتا تھا تخت ایسا کاوس وجمشید نے کہان پایا بلکہ پیر فلک کے سوایہ خورشید نے کہان پایا نظم

جھک جھک کے ہے دیکھتا عجب سے
گردون مین ہے خم اسی سبب سے

پھر جاتے نہ چرخ چارمین پر
عیسے اگر آتے اُس زمین پر

اُس چبوترۂ عالیشان بخت سبز رنگان جہان پر ایک کٹورا سونے کا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا طرفہ تماشا تھا کہ سبوچۂ مہر زرین مین بھی پانی نظر آتا تھا ایک آبخورہ یاقوت احمر کا اُسپر ڈھکا تھا جو ساغر ماہتاب کو شرماتا تھا یہ سامان دیکھکر شہزادہ متحیر تھا کہ الٰہی اس دشت مین کیا خضر نے سبیل رکھی ہے بہر کاردان نئی دلیل رکھی ہے یہ اسی سوچ مین عازم ہوا کہ آگے بڑھون مگر وہ سمند چالاک قریب چبوترہ آکر ٹھہر گیا ہر چند اس تیار عرصۂ طلسم نے مہمیز کیا اُسنے قدم نہ اُٹھایا ناچار اس عالی ہمت نے لبسان رحمت خدا زمین پر نزول فرمایا اور جس طرح کسی سبز رنگ پر دل آئے اسطرح جو چبوترہ پر آیا وہ گلگون خنقش فیلد

سر صر مجسم بنگیا اور اُڑکر نظر سے کافور ہوا یہ صاحب حشمت چبوترے پر ٹھہرا تھا کہ ایک سمت سے اُس دشت کے چند نازنینان گلپیرہن ظاہر ہوئین کہ آن و ادا مین یگانہ آفت زمانہ تھین اُنکے ہمراہ بہت سی کنیزان خوش رو زیور سے آراستہ مو بمو فرش و پلنگ اسباب راحت لیے بعض کے سرون پر کشتیان نقل و شراب و فواکہات کی بعض خوانہاے طعام لذیذ اُٹھائے سلبچی آفتابہ لیے ادھر آتی تھین جب وہ قریب تر آئین شہزادہ نے اُن کنیزون کی مالکون کو جو دیکھا وہ صورتین اُنکی پائین کہ کبھی اس مرقع دہر بوقلمون مین ایسی تصویرین اور یہ نقش و نگار نگاہ سے نہ گذرے تھے زلف شبگون اُنکی بنت شب دیجور شاگرد جسکی خاطر مکار و پرزور ہر حلقہ سیکڑون پیچ جانتا بلاؤن کو اپنا مطیع فرمان بناتا دلہاے عشاق کو اُلجھن سکھاتا پیشانی پر اُنکے وہ وفور نور سراسر قدرت رب اکبر کا ظہور چشم فتان فتنہ انگیز عشوہ و کرشمہ اُنکا غلام گردش بخت سے زیادہ چال باز ابرو خنجر سے زیادہ تیز رخسار تابان آئینہ مہر و ماہ کو اندھا بناتے شعلۂ طور کو خجل فرماتے گردش چشم کے اشارے نیرنگی لیل و نہار یہ دکھاتے کہ کسیکو امیر اور کسیکو فقیر بناتے کہ

نظم

وہ آئینۂ صفا ہویدا
دریاے صفا کی موج آغوش
ہے صاف شکم وہ تختۂ سیم
وہ آب بقا تو ناف گرداب

ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
گردن کی بیاض صفحۂ سیم
دے آئینہ کو صفا مین تعلیم

سانچے مین ڈھلے ہوئے بر و دوش
خورشید و قمر کو لوح تعلیم
کیون اُس سے نہ خضر دل ہو بیتاب

پریزادان طلسم تھین اُنکا سراپا کیا لکھا جائے ناحق کلام کو کیون طول دیا جائے اُسیقدر کافی ہے چنانچہ اُن شہر یاران کشور خوبی نے حسن کی طرح گردن جھکا کر شہزادہ کو تسلیم کی اور اسباب وغیرہ جو ہمراہ لائین تھین اُسکو علیحدہ رکھکر اُس چبوترہ پر فرش عمدہ و صاف گسترده مسند تکیے لگا دیے ایک طرف پلنگڑی جواہر کار گسترده کرکے بچھونا نرم و نازک تر اُسپر بچھا دیا پھر ایک چوکی قریب چبوترہ بچھا کر کشتیان شراب ناب کی چن دین اور شہزادہ سے بناز و تبختر ہنسکر کہا کہ اے وارد میدان طلسمات واے رہرو بیابان پر آفات آج تو عیش و عشرت بسر کرلے صبح ہم کہان اور تو کہان شہزادہ اُنپر ایسا مائل اور فریفتہ تھا کہ اُنسے کچھ کلام نکرتا تھا اسوقت سمجھا کہ یہ جادوگرنیان نہین ہین کچھ اور ہی اسرار طلسمی ہین اچھا یہ جو کہین وہ ہی کرو دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے یہ سمجھکر چبوترہ پر گیا اور مسند پرزر پر بیٹھا اس عرصہ مین چبوترۂ فلک پر بھی مسند کمخواب

بوٹہ دار انجم کی بچھی اور سبوچۂ زرین مہر اُٹھا لیا گیا کہ نظم

مہیا تھا جو وان خلوت کا اسباب	جلائی شام نے بھی شمع مہتاب	پھر آئی زر فشان شاہنشہ شام
ستارون سے لیا دینار کا کام		

شام کو اُس صحرائے طلسمی مین ہر گل ہشل کو ہر شب چراغ فروزا نظر آیا چاندنی نے چھٹک کر اور ہی لطف دکھایا وہ ہوائے سرد کا چلنا جانورون کا بسیرا لینا بزم کواکب کو چبوترۂ فلک پر ترتیب پذیر ہونا صحرا کا سناٹا نہرون کا بہنا ولولۂ دل بڑھاتا ابھی عالم مین اُن گل اندامون نے شہزادہ کی خاطر ین کرنا شروع کین سامان رقص و غنا مہیا کیا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ بموجب نظم

گلون سے نکلے سر آواز کے ساتھ	لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ	کہ اتنے مین اُٹھی اک اور گلفام
مے خوشرنگ کا چھلکا دیا جام	ملا لب سے کہا پی اسکو جانی	کہ حاصل کچھ ہو لطفِ نوجوانی
بہارِ عمر ہین معشوق و ساغر	یہ خالق نے دیے تجکو برابر	غنیمت جان لطفِ زندگی کو
نہ روک اِسوقت پیارے اپنے جی کو	لبِ گلگون کا بوسہ اک ہمین دے	کہ دیکھین چوچلے کیسے ہین تیرے
چلو لیٹو چھپر کھٹ پر بآرام	بتاؤ کسطرف سے آئے کیا نام	طعام عمدہ دسترخوان شفاف
بشکل حسن جانان پاک و رصاف	بچھایا سب نے کھانے کھائے باہم	پھر اِسکے بعد تھا لطف اور ہمدم
شرابِ لالہ گون کے جام چھلکے	جُھکے شیشے بہا ساغر اُبل کے	ذرا پیدا ہو گرمی آرزو مین
بڑھے لذت مذاق گفتگو مین	لبِ نازک ملائے سب نے لب سے	ارادے بڑھ کے آئے اور ڈھب سے
سحر تک عیش و راحت مین بسر کی	رہی صحبت بہم زیر و زبر کی	طلوع مہر کا پہونچا جو ہنگام
نئی پوشاک پہنی بعد حمام		

جسوقت چبوترۂ فلک زمردین پر شہسوار مشرق آیا شہزادہ نے فریضۂ نماز سحر بعد غسل ادا فرمایا دیکھا تو وہ خیل پریریان مع اسباب و سامان غائب ہو گیا ایک خواب تھا کہ صبح کو آنکھ کھلتے ہی کچھ نہ تھا اِس رہرو جادۂ عجائبات نے کمر باندھکر آگے چلنے کا ارادہ کیا مگر شب کا جلسہ جو آنکھون کے نیچے پھرتا تھا تو قدم اُسجگہ سے اُٹھانا مشکل ہوا تھا جی آگے جانے کو نچاہتا تھا اُسی ارمان و حسرت مین استادہ تھا کہ ایک طرف سے ایک کنیز نازک اندام پیدا ہو کر قریب آئی اور کہا اگر آپ کا جانے کو جی نچاہے تو ہمیشہ اُسیجگہ تشریف رکھیے آگے نجائیے ہر شب جلسۂ گذشتہ سے بہتر جلسۂ راحت برائے عیش و عشرت میسر آئیگا زندگی بھر چین سے گذریگی

فلک بے رحم نہ ستائیگا شہزادہ کو اسکے کہنے سے لالچ آیا ہوس غالب ہوئی حرص و آز نے دامن پکڑا چاہا کہ ٹھہر جاؤن پھر خیال آیا کہ نیرنگی طلسم برنگ نیرنگ بازی دنیا ہے جو اسمین پھنسا تمام عمر قید ہوا ہوس کے زندان مین رہا اور جو اسکو چھوڑکر آزاد ہوا نعماے بہشت سے آخر کامیاب ہوکر شاد ہوا یہ سوچکر اس کنیز سے فرمایا کہ او بیہودہ مجکو اپنے گھر کا آرام کیا کم تھا جو یہان بیٹھ رہون مین تیرے بہکانے پر کبھی نہ آؤنگا سیر گلزار طلسم فرماؤنگا اُسنے کہا آگے آگے بڑی بڑی مصیبتین ہین شہزادہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد اُن مصیبتون کے راحتین ہین یہ فرماکر اُس چبوترے سے نیچے اُترا اور مثل تارک الدنیا راحتہاے فانی دنیا پر لات مارکر براہ مردانگی قدم آگے بڑھایا وہ کنیز جو بصورت مال و متاع دہر سامنے آئی تھی اور نفس امارہ کو قلب باصفا پر غالب کیا چاہتی تھی مثل شیطان رہزن ہوئی تھی جب اس قادر نفس امارہ کو فریب نہ دے سکی غائب ہوگئی اور شہزادہ قید تعلقات ہوس سے آزاد ہوکر جیسے ہی آگے بڑھا یہ اشعار جناب مولانا مقتدانا مفتی میر عباس صاحب دام فیضہ کے پڑھتا جاتا تھا کہ

مثنوی

وابکن از خواب نوشین چشمکے
خواب راحت بر سر پل خوب نیست

خفتۂ بسیار بنشین اندکے
داعی حق چون رسد لودن کجا

بگذر از عالم تامل خوب نیست
مہلت گفتن بہم سودن کجا

غرض جب چند گام اُسمقام سے آگے بڑھا بونڈلا گرد کا پیدا ہوا اور وہی اسپ جو جنگل کی منزل مین زیر ران تھا سامنے آیا شہزادۂ فلک رفعت نے اُسکو مرکب بنایا وہ لیکر روان ہوا دن بھر مثل قمر سریع السیر منازل دشت طلسم رہا جب وہ زمانہ آیا کہ منازل افلاک کو طلسم کشاے ظلمت طی فرماکر جانب قلعۂ مغرب گیا کہ

سیاہی رات کی عالم مین پھیلی
نکل محمل سے بن مین آئی لیلی

سر شام اس سیاح وادی پُر آفات و نیرنگ کو ایک قلعۂ یاقوت رنگ نظر آیا اور قریب دروازہ قصر کے پہونچکر گھوڑے نے قدم نہ اُٹھایا یہ سمجھ گیا کہ منزل تمام ہوئی فوراً پشت فرس خوشخرام سے اُترکر جانب قلعہ چلا توسن ایک جانب بن سے نکلکر غائب ہوگیا یہ مکین کاشانۂ عجائبات اُس قلعہ کے اندر قدمزن ہوا ہر مکان اُسکا برنگ رخسار خوش مزاجان سرخ دیکھا ہزار در ہزار برج اُسمین بنا تھا گویا فلک چہارم طلاے احمر کا تھا یا مسکن مریخ اُسکو کہنا روا تھا صفت مین اُسکی زبان واصف و خامہ قاصر ہے یہ بیان مختصر ہے کہ نظم

وہ قصر کہ رشک قصر گردون
کہیے اُسے قصر باغ جنت
رفعت سے زمین بھی آسمان ہی
گلدستۂ قصر دلکشا ہی
پتھر کے مکان دو چشم بددو
ششدر رہو جو دیکھ لے فریدون
ہی برج قمر یہی ضیا مین
کونین مین ایک یہ مکان ہین
رخشان ہی جو گنبد طلاکار
فرہاد ہی جنکا ایک مزدور
ہی طرفہ بہار و تازہ نزہت
مثل دل عارفان صفا مین
ہی مہر کو ناز اگر بجا ہی
سونے کا پہاڑ ہی نمودار
اندر اُس قصر دلکشا کے کسیکو

ساکن نپایا مگر بروج پر جانے کا زینہ نظر آیا اِس رفیع المنزلت مسافر دشت حیرت نے خیال کیا کہ دیکھو اِن برجون مین کیا نظر آتا ہی خالق طلسم ظلمت و نور دیکھیے کیا دکھاتا ہی یہ سوچکر مثل بخت بلند اوج گراے بام ہوا برج مکان موصوف پر اگر ہر برج کو بسان عروس نو آراستہ پایا شیشہ آلات سے وہ مقام برج بیت الشرف کواکب نظر آیا پلنگ مرصع کار بچھے مسندین آراستہ فرش مشجر و کمخواب سے زمین زرین پوش میز و کرسی سے پیراستہ ہر طرح کا سامان راحت مہیا چنگیرین پھولونکی دھرین طاقون پر گلدستے چنے قرابے گلاب کیوڑے بید مشک وغیرہ کے ہوا کے رخ پر مُنھ کھلے ہوئے رکھے کشتیان شراب سرخ کی ایک سمت چُنی ہوئین خوان الوان نعمت سے پُر ایک طرف لگے مگر کوئی مکین اِس کاشانۂ عزت مین نہین یہ غریب الدیار ایسی جاے آرام و دلکش پاکر ایک برج مین بسان مہر جلوہ فگن ہوا مسند پر بیٹھکر سیر وادی پُر بہار طلسم کرنے لگا وہ سرخی قلعۂ یاقوت کی اور آمد شام کی سیاہی سے اُودا پن دہان مسی زیب محبوب سبز رنگ کی کیفیت دکھاتا تھا شاہد عالم نے مسی لگا کر لالی جمائی تھی کہ عکس قلعۂ سرخ مین جو شامل ہوئی تھی تو زمین و آسمان سب سرخ تھا پیر فلک نے ڈاڑھی مین مہندی لگائی تھی نہین نہین زال دنیا نیرنگ باز ہی اپنی سرخروئی جتلانے آئی تھی شہزادۂ فلک جاہ صنعت خلاق کون و مکان دیکھکر دنگ تھا کہ یکایک چھت اُس برج کی کہ جسمین متمکن تھا شگافتہ ہوئی اور ایک پریزاد پیدا ہوئی چھت نہ تھی اُفق خورشید الانور تھا جسمین سے یہ مہر فلک حسن طالع ہوا شہزادہ سمجھا کہ آفتاب برج عروج مین آیا وہ ماہ لقا چھت سے نکلکر خرامان خرامان قریب آئی اور پنکھیا پھولون کی اُسکے دست نازک مین تھی وہ ازراہ ہواخواہی جھلنے لگی شہزادہ ہنوز اُس سے کچھ پوچھنے نپایا تھا کہ اندر سے قلعہ کے روشن چوکی بجتی ہوئی سنائی دی اور ایک گروہ حور پیکران و خیل پریزادان خاصہ لیے بعنوان شائستہ و بآداب شاہانہ اُس برج مین آیا اور بدستور شب گذشتہ ہاتھ

۲۱

منھ اِس مسافر کا دُھلاکر خاصہ کھلایا اُسنے اُنسے حقیقت استفسار کی کہ تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ آپ خاصہ نوش فرمائین صاحبخانہ بھی مشتاق ملاقات ہین خود آئینگی اور جملہ کیفیت بیان فرمائینگی یہ کہکر بعد کھانا کھلانے کے سامان رقص و سرود ہر ایک نے مہیا کیا اور شراب پلانے لگین اُسوقت قلعہ کے اندر کی سمت سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو آگے آگے کچھ کنول بردارنیان فانوسہای مینا کار روشن کیے اور چپ و راست کنیزان یاسمن بو عہدے ہاتھون مین لیے بیچ مین اُنکے ایک آفتاب محشر جلوہ کنان بصد ناز و ادا جہان جہان اسطرف آتی ہی قیامت دامن سے لپٹی ہی مگر پیچھے رہی جاتی ہی اُسی رفتار فتنہ زا سے وہ ماہ تمام اُس برج پر آئی اور شہزادہ نے اُسکے حسن یگانہ آفاق سے آنکھ لڑائی مثل کلیم اللہ غش کر گیا قدرت خدا نظر آئی خواصون نے گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر جو آنکھ کھلی یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف چلیپا اُس شہنشاہ خوبان کی تا کمر چھوٹی ہوئی ہی عشاق کو جادۂ ملک عدم کا پتا دیتی تھی خوبی مین حلقہ حلقہ دیدۂ پری مار سیاہ جادوگری رخسار تابان چرخ حسن کے خورشید خال جبین نگاہ امید چہرہ کتابی مصحف کی شان سورہ نور کے معنی عیان آئینہ قدرت خدا کتاب ناز و حسن کا دفتر کھلا ہوا جبین غیرت مہر مبین فہرست خط و خال خوبی جریدۂ بیمثالی و محبوبی کہ بموجب

نظم

ہی گرچہ مریض چشم جادو
کھینچے ہوئے خنجر اشارہ
مژگان کو جو دیکھیے تو ترکش
تیغین ہین کھینچی ہوئی برابر

ہی مطلع آفتاب صولت
کھینچے ہی مگر کمان ابرو
کس دل پہ چڑھا نہین خنجر
ہر تیر پہ جسکے مرغ جان غش
القصہ وہ سر سے لیکے تا پا

مصداق طلوع صبح دولت
وہ ترک کہ قابل نظارہ
فتراک نگاہ خون سے ہی تر
انسان کا دل بچے تو کیونکر
محبوب تھی سے بے نظیر یکتا

اُس معشوق لاثانی کو دیکھکر شہزادہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُسنے آتے ہی دل کی طرح پہلو مین جگہ لی اور سرگرم اختلاط ہوئی کبھی گدگدایا کبھی منھ بنایا کبھی ہنسکر دل بیتاب کو شاد کیا کبھی آزردہ ہوکر خانمان حسرت و امید برباد کیا گاہے تسلی بخش خاطر مضطر تھی گاہے نگاہ ناز سے تیر انداز دل و جگر تھی کہ

نظم

کبھی پہلو مین تھی گاہے ہم آغوش
بھرے کچھ جام کج کر کے سبو کو
ہنسا وہ اور پیے دو جام لبریز

نئی شوخی کی گھاتین تھین نئے جوش
ملا کے لب سے اور بولی کہ کیون جی
ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز

سمجھکر دل کی اُسنے آرزو کو
نہین اب بھی تمھارا چاہتا جی
گلے مین اُس پری نے ہاتھ ڈالے

دلون نے حوصلے اپنے نکالے
وفور جوش مستی مین جو آئے
ہوا آخر فلک کو یہ نہ مرغوب
وہ چمکی صبح رخصت ہوتے ہین ہم

کبھی کرتی تھی آنکھون سے اشارا
کھون کیا جو مزے دل نے اٹھائے
جگایا اسکو وہ بولی کہ ای جان
کیا اس چرخ نے آرام برہم

کیا اُف اُف کبھی زانو کو پیسا
غرض دونون بہم سویا کیے خوب
اُٹھو بیٹھو نظر ہے ادبار سامان

جب آغوش شب سے شاہد

ماہ جدا ہوا اور پہلوے سحر مین مثل معشوق آفتاب جلوہ آرا ہوا شہزادہ نے اُٹھکر بعد طہارت فرض باریتعالی ادا کیا اور قصد روانگی فرمایا اُس زہرہ جبین نے آہ سرد بھر کر یہ سُنایا کہ او بیمروت اتنا جلد بار فراق سر پر دھرا ہم ہجر مین دوسرے کو ہلاک کرنا زیبا نہین محبت کا یہ شیوہ نہین شہزادہ نے فرمایا تاوقتیکہ مین کماحقہ تمھارے حال سے آگاہ نہونگا ہرگز قیام نہ کرونگا اُس شاہد پرفن نے یہ کلام سنکر انکو علیحدہ لیجاکر پردۂ اسرار طلسم یون اُٹھایا صندوق دہن کو کلید زبان سے وا کیا کہ ای شہریار یہ مقام ہوا و ہوس بانیان طلسم نے مقرر کیا ہی یہان ہم پریزادین اگر فتاح طلسم کو ذائقہ وصلت چکھاکر دیوانہ اپنے حسن وجمال کا بناتے ہین اگر وہ ہمپر شیدا ہوکر اسجگہ رہگیا تو فتح ہونے سے طلسم محفوظ رہا لیکن اسمین شرط یہ بھی ہی کہ کوئی پری طلسم کشا پر فریفتہ نہوا ور یہ راز بیان نکرے فاتح طلسم آپ کیسے یہان رہجائے اب خلاف آئین طلسم یہ امر وقوع مین آیا کہ میرے دل کو آپ نے کمند الفت مین پھنسایا آپ اسجگہ تشریف رکھیے مین خدمت گذاری کرونگی اور رازہاے طلسم سے آگاہی دونگی ہم سبکی حفاظت کے لیے بادشاہ طلسم نے ایک ساحرہ کو مقرر کیا ہی کہ وہ بھی کبھی کبھی اس قلعہ مین آتی ہی کیونکہ ہم پریزادین تو مسلمان مقرر کردۂ بانیان طلسم ہین اور بادشاہ ساحر ہی اسوجہ سے ہمکو اپنے قبضہ مین رکھا ہی شہزادہ یہ کلام اُسکے سنکر از بسکہ فریفتۂ جمال اُسکا تھا رہنے پر راضی ہوا اور اُسکو آغوش مین لیکر آرامگاہ پر آیا دور شراب آغاز ہوا یار دلنواز سے دمساز ہوا اب انکو تو چندے مائل عیش و راحت رکھیے کیونکہ راہ طلسم طی کرتے کرتے تھک گئے ہین مگر اب کیفیت لشکر حمزہ صاحبقران جسکے ضمن مین حال شہزادہ ایرج بیان ہوگا سنیے ۵

مضامین حسن معشوقی دکھائین		زبان پر اسطرح الفاظ آئین

صحیفہ مصحف بلاغت۔ ومحرران دفتر فصاحت۔ توسن خامہ کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین کہ شیر بیشۂ کوہستان شکنندہ کمان رستم دستان جناب حمزہ صاحبقران اپنے لشکر

بیٹھے

ظفر پیکر مین جلوہ فرما ہین اور لقاے بے ایمان کے یہان بلبا و صبا متفکر و پراگندہ ہین انتظار کمک آنیکا کر رہے ہین ایک دن جو وہ دونون بدباطن بارگاہ مین خداوند کی آئے بختیارک نے کلمات طعن و تشنیع سے کلیجے اُنکے غربال بنائے یعنی کہا کہ اے ساحران جو کچھ آدمی سے ہو سکے وہ کرے پرائے بھروسے پر نرہے جبتک تم انتظار کمک کروگے بندگان خوابی بارگاہ خداوند مین گھس آئینگے اگر تمکو جان کا اپنی خوف تھا پھر ناحق طلسم سے یہان آئے بموجب بیت

سمجھے نہ یہان کہ ہے کمینگاہ ٭	پوشیدہ ہین راہزن سر راہ

بیکار اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈالی اور اب بھی کچھ نہین بگڑا ہے بھاگ کر جانب طلسم چلے جاؤ کہی نہ کہ کوئی نامرد کہیگا پھر بلا سے جان کا رونا تو نہو گا یہ کلمات اس شیطان نے اسطرح نمک مرچ لگا کر کہے کہ ساحرا فروختہ خاطر ہوئے اور انتظار مدد آنیکا بھی نکیا بارگاہ سے اُٹھکر جنگل مین آئے لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ تھا اُسکے درہ مین آکر ٹھہرے اور بزور سحر ایک مکان وہان بنایا اور نیچے اُس کوہ کے ایک غار عمیق تجویز کرکے بزور افسونگری تہ خانہ غار مذکور کو قرار دیا اور اپنے لشکر سے چند زنگیان آدمخوار تیرہ رو و تیرہ درون قوی ہیکل طلب کرکے اُس تہ خانہ کا محافظ بنایا اور کہدیا کہ جسکو ہم تمھارے سپرد کرین اس تہ خانہ مین قید کرنا اور سحر سے یہ مقام پوشیدہ رکھنا اور تم بھی پوشیدہ رہنا کوئی ہرگز تمکو نہ دیکھے وہ زنگی حسب الحکم سر غار پر ایک مکان رہنے کا بناکر سکونت پذیر ہوئے اور ان دونون ناہنجار و نابکارون نے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ نارنج زمین مین سما گیا اور زمین سے دھوان اسقدر نکلکر پھیلا کہ درہ پہاڑ کا بالکل نظر آنے سے موقوف ہو گیا بلکہ دور تک سوائے تاریکی کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا جب یہ تدبیر کر چکے اُسوقت تھالیان سرنجی اور پھول سرخ و سفید سامنے رکھے اور لونگ ور کافور و سیندور وغیرہ قدرے قدرے آگ پر ڈالا اور سحر کرنا شروع کیا اگیاری کرکے جوت کھڑی کی اور آرد ماش کا کئی سو پتلا بنایا ہر ایک کے قالب مین ہر سحر کا بٹھایا کہ ہر ایک پتلا اسطرح کا جاندار تیار ہوا کہ چاہے تو پنجہ بنجائے چاہے نظر سے غائب ہو جائے اور کوئی کیسا ہی حربہ اُنپر لگائے کچھ اُنکو ضرر نہ پہونچا سکے نہ وہ مارے سے مرین نہ کاٹے سے کٹین نہ جلائے سے جلین بس ان پتلون کو بناکر منتظر وقت ہوئے جب دن تمام ہو کر وہ ہنگام آیا کہ ساحر شب نے پتلہ ہاے بہرام و زحل و ناہید کو مرقع خانہ افلاک مین صورت پذیر

فرمایا کہ بموجب ابیات	زر خورشید کا بھی زرد تھا رنگ	زر گل روبرو تھا اُسکے پاسنگ
شفق سے تھا سپہر اشام کا رنگ	ستارون سے ہوئی شب تنگ از رنگ	امیر کشور گیر سریر حکومت پر

بادشاہ خوش تدبیر مع سرداران باتوقیر کے بارگاہ بے نظیر مین جمع تھے جبکہ وقت برخاست آیا شاہ عالم پناہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر آرام کنان ہوئے ایسے وقت مین اُن دونون ساحران بیحیا یعنی بلا و صبا نے پُتلہ ہاے سحر کو حکم دیا کہ یہ تصویرین ہم تمکو دیتے ہین اس صورت کے آدمی ہمارے دشمن ہین جہانتک ہوسکے اُنھین گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کہکر تصاویر سرداران امیر اُنکے حوالہ کین اور وہ پتلے اُڑکر اور نگاہ سے غائب ہوکر روانہ ہوے یہان سرداران موصوف اپنی اپنی بارگاہ مین آکر مسند و پلنگ پر لیٹے بیٹھے ہین منجملہ اُنکے شہزادۂ علمشاہ نوجوان زیب و زینت بارگاہ سلیمان خلف الرشید امیر صاحبقران بارگاہ فرنگستانی مین آکر مسند پر بصد عز و شان جلوہ کنان تھے اور گرد بارگاہ کے بکٹ کھڑا تھا گورون کا گارد اُترا ہوا تھا کہ جن اُپی ہوئی ننگی ہاتھون مین گورے لیے ہر سمت ٹہلتے تھے برگیدیڑ کرسی پر بیٹھا تھا کوٹ ہتیارون کا بندھا تھا سیارہ رومی غول عیارون کا ساتھ لیے بانہ عیاری کے جسم پر لگائے بارگاہ کے چار طرف پھرتا تھا اور علاوہ اسکے لشکر مین جس سردار کا طلایہ تھا وہ ساٹھ ہزار سوار اپنے ساتھ مسلح و مکمل لیے رونْد پھرتا نرسنگا پھُکتا دُہلے کی چوکیان مقرر چو مشعلین اور رن مہتابین روشن بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند ہوشیار بر سردار ارجمند ہر خیمہ مین ہنگامۂ عشرت برپا کوئی سپاہی بستر پر اپنی رنڈی سے چُگت بولتا کوئی گلہ و شکوہ کرتے کرتے لڑنے لگتا کوئی اختلاط مین سرگرم کہین گانے بجانے کا چرچا آراستگی بزم کہین چوسر ہوتی گنجفہ مین خلال دینے کی شدت قہقہے پڑتے کہین داستان ہوتی کوئی شاہنامہ پڑھ رہا کوئی اپنے گھر کا ذکر کرتا کوئی آگے کی فکر کرتا کہ مجکو ایسا کچھ کرنا ہے ایسی ہوشیاری اور زمانۂ بیداری مین ایک پتلا پیچ بارگاہ مین شہزادۂ علمشاہ کے آکر اُترا اور قریب شہزادہ آکر پنجہ اُسنے دراز کیا شہزادہ نے قصد اُٹھنے کا اور اُسکو گرفتار کرنیکا کیا تھا کہ عکس جسم پتلہ مذکور سے بیہوشی طاری ہوئی اور پتلا شہزادہ کو اُٹھاکر نظر مردم سے پنہان ہوکر اُڑا باہر سبنے دیکھا کہ شہزادۂ علمشاہ اُڑے جاتے ہین سبنے لینا لینا کا غل کیا تیراندازون نے خدنگ بجر کمان مین پیوستہ کیے لیکن نشانہ کسکو بناتے کسلیے کہ سواے شہزادہ

مذکور کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا ناچار نیچے نیچے دور تک دوڑے مگر پتلا قندیل فلک ہوگیا کچھ دکھائی نہ دیا پھر آئے اسیطرح بارگاہ سے اور سرداروں کے بھی غلغلہ بلند ہوا اور اُس رات کو ساٹھ ستر سردار ذی وقار مالک اشتر و لندھور و بہرام و نور الدہر و قاسم و داراب و ہاشم وغیرہ بستر خواب سے اُٹھ گئے لشکر اسلام مین چارطرف شور وغل برپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ دیو طلسمات مین جو بھاگ کر ساکن ہین اور فرزندان امیر کے دشمن مین وہ اُٹھا لیگئے ہین کوئی کہتا تھا کہ افراسیاب نے طلسم سے ساحر بھیجکر سردارون کو اُٹھا منگایا ہے کہین حالت ظلم و تعدی ہونے اور گزند پہونچنے پر سردارون کے لوگ تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا رفیق و مونس ملازمان سرداران داڑھین مار مار کر روتے تھے منہ اشکون سے دھوتے تھے غلغلہ شیون و شین سے یہ غمکدۂ دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دیدۂ ثوابت کو رولایا تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اوس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ بسورتے تھے صحرا مین باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگہاے خزان رسیدہ زمین پر گر کر بچھو نے ہوئے تھے یا ہوا صف ماتم بچھاتی تھی بازارین لشکر کی رونق سے بیزار فلک پر قمر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار خیمون کے پردے اُٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے قناتین نقاہتین دکھاتین ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین ہواے غم کے جھونکے سے ٹیڑھی ہوئی جاتین پردے زمین پر فرط رنج سے سر ٹکراتے طنابین وابستۂ اندوہ و ملال میخ ہر ایک رنج مین ڈوبکر زمین مین گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اُٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال یال کے پریشان کیے تیغین ندامت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھولے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک ذنگ خانۂ ترکش تنگ غم مین مبتلا ہر سوار و پیادہ عورات محلات سر کشادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سی گم

نظم

کبھی طوفان جوش چشم تر تھا
کبھی اُمڈا ہوا دود جگر تھا
کہین آنکھون کو حیرانی یہ کیا ہے
کہین وحشت کہ اب آتی بلا ہے
کسیکو فکر یہ کیونکر جئین گے
کہان تک شک ترے دامن بہیگے
کسی لب پر ہجوم آہ و فریاد
کہین نالون کے غل سے خانہ آباد
کوئی ممنون احسان مقدر
کہین کچھ خندۂ حسرت فلک پر

امیر جو مصروف طاعت رب قدیر تھے شور وا ویلا سنکر

اسم اعظم پڑھتے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ سردار بارگاہ سلیمانی مین چلے آئین لیکن ہر سردار کے ماتحت کئی کئی سو سردار ہین اُنکو مبتلاے آفت و بلا رکھنا اور آپ راحت سے رہنا خلاف شان سرداری سر بہادر سمجھا اور بارگاہ سلیمانی مین جانا گوارا نکیا خدمت امیر مین عرض رسا ہوئے کہ جو ہمارے متعلقین و دستونکا حال ہوگا وہی ہمارا بھی ہم بارگاہ مین نجائینگے امیر خاموش ہو کر عبادتگاہ مین گئے اور درگاہ خداے تعالی مین استغاثہ کرنے لگے کہ اے دافع البلیات و کافی المہمات ہمپر سے یہ بلا دفع کر دے غرض اسی غم و اندوہ و الم مین وہ شب بسر ہوئی ہر گل تر باغ عالم مین اشک شبنم سے تر رخسار نظر آیا سحر نے بھی گریبان چاک کیا نسیم آہ سرد بھرنے لگی کہ ؎

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد	بسان قصد شاعر اُڑ گیا جلد	ظہور صبح نے بستر جما یا
عدم سے لینے فلک کے مہر آیا		

صبحدم بادشاہ عالم پناہ اورنگ شہی پر جلوہ فرما ہوئے امیر اور بقیہ سردار بھی دربار مین آگئے اخبار غم آثار شبینہ سنکر بہت متفکر ہوئے عیار بھی اسجگہ حاضر تھے اُنمین سے چالاک بن عمرو نے کہا کہ یہ کام میری دانست مین بلاوصبا نے کیا ہی غلامان جانباز جاتے ہین اور پتا لگاتے ہین یہ عرض کر کے عزم چلنے کا کیا مگر اُدھر ساحران مذکور کا حال بیان ہوتا ہی کہ جب پتلے سردارون کو سامنے اُن سحیاؤن کے لائے اُنھون نے سحر پڑھا کہ زنگیان بدخصال حاضر ہوئے اور سردارون کو زنجیر سحر مین باندھکر تہخانہ مین لیگئے اِنھون نے چلتے وقت اُنسے کہدیا کہ گلمشت نخود اور ایک کوزۂ آب ہر مسلمان کو دینا اور زندانخانہ نظر سے مخفی رکھنا عیار نہ آنے پائین بہت ہوشیار رہنا غرضکہ تہخانہ مین پہونچکر جو ہر سردار کی آنکھ کھلی اپنے تئین لحد تیرہ و تنگ مین جیتے جی پایا کہ بمقتضاے ابیات ؎

جلاد کی آنکھ سخت ہر بات	دیکھا تو عجب خراب زندان	اِکھ دیو نژاد تھے نگہبان
جیسے کہ ہمارے زشت اعمال	بے رحم ستم شعار بد ذات	رخسار سیہ مہیب اشکال
نا فرش نہ بیٹھنے کو تھا تخت	قسمت نے سیہ مکان دکھایا	تہ خانۂ گور یاد آیا
کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا	چھائی ہوئی تھی سیاہی بخت	جس سمت نگاہ کی اندھیرا

جب بارگاہ مشرق سے شاہ سیارگان اُٹھوا کر زندان فلک مین زنجیر شعاع سے باندھا گیا دونون اژدر سحر پر سوار ہو کر بارگاہ لقا مین آئے لقا کو بھی خبر بربادی اسلامیان پہونچی تھی بہت خوش تھا اور ہر ایک سے کہ رہا تھا کہ اے بندگان قدرت میرے غضب سے ڈرتے رہو دیکھو رات کو بندگان مغضوب کیسا میرے غضب مین مبتلا ہوئے اسیطرح مین جسکو چاہون

غارت و برباد کر دون سب کہ رہے تھے کہ یا خداوند سچ ہی تو ایسی ہی قدرت رکھتا ہی اسی گفت و
شنید مین بلا و صبا نے آکر سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند تیرے غضب کا کہان ٹھکانا ہی تو
جسے چاہے غارت کر دے خداوند نے بھی کہا کہ جو طاقت قدرت نے تمکو عنایت فرمائی ہی کب کسیکو
وہ مرحمت ہوئی ہی تمہارا درگاہ مین میری بڑا رتبہ ہی ان ساحرون نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض سا
ہوئے کہ یا خداوند ہمنے کچھ بندگان مغضوب کو گرفتار کیا ہی اگر ارشاد ہو تو قتل کر ڈالین اُس گبرنے
جواب دیا کہ حمزہ کو لکھ بھیجو کہ آکر سجدہ کرے وگرنہ سب لشکر اسیطرح تباہ و برباد کر دونگا یہ حکم سنکر
اُن ساحرون نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بندگان مغضوب اب تم پر غضب خداوندی نازل ہوا
ہی لازم ہی کہ اپنے کردار و سرکشی سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ آکے کرو ورنہ وہ روز دیکھوگے کہ
کسینے نہ دیکھا ہوگا یہ لکھکر وسواس کو دیا کہ وہ خدمت امیر مین لایا امیر نے عیار مذکور کو سامنے طلب کر کے نامہ
پڑھا اور چالاک سے فرمایا کہ تم سچ کہتے تھے یہ کام انھین ساحرون کا ہی یہ کہکر جواب نامہ تحریر
فرمایا کہ ای ساحران جو کچھ تم سے ہو سکے قصور و کوتاہی نکرو خدائے ما بزرگ ست۔ نامہ کا جواب
وسواس لیکر روانہ ہوا اور چالاک نے خدمت امیر مین عرض کیا کہ آپ اسم اعظم سے ہوشیار
رہیے گا اور سردار اگر بارگاہ سلیمانی مین نہین ساکن ہوتے ہین تو اُنکو لشکر ہی مین رہنے دیجیے بلکہ
اسم اعظم بھی گرد بارگاہ و لشکر نہ کرایئے ہم جاکر تدبیر کرتے ہین اگر ہمسے کچھ نہو سکے تو پھر جو مزاج
ہمایون مین آئے کیجیے گا امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور عیار چالاک و ابو الفتح و زیرک
خطائی و سرہنگ مصری وغیرہ روانہ ہوئے اور بارگاہ لقا مین صورت بدلکر آئے دیکھا
کہ ساحر دونون دنگلون پر بیٹھے ہین جلسۂ عشرت جمع ہی تذکرۂ گرفتاری سرداران اسلام
ہو رہا ہی عیار سب کیفیت سنا کیے ساحرون نے اپنا مسکن تو نہ بتایا اور سب حال بیان کیا پھر
لقا نے خاصہ طلب کیا اور ہمراہ ساحران کھانا تناول فرمایا بعد ازان ساحر وہان سے اپنے
مسکن کی طرف روانہ ہوئے عیاران اسلام بھی پیچھے اُنکے روانہ ہوئے لیکن جب قریب دامن
کوہ سواری ساحرون کی پہونچی عیارون کی آنکھون مین اندھیرا آیا سوجھنے سے جاتا رہا سوائے
سیاہی کے دور تک کچھ اور نہ دیکھا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ سواری ساحرون کی کدھر گئی انھون نے
بہت کچھ تفحص و جستجو کی کہین پتا نہ لگا ناچار پھر کر اپنے لشکر مین آئے اِس اثنا مین وہ

دن بھی آخر ہوا فروغ شمع کا وقت آیا چشم و پہلو کو مائل خواب و راحت پایا کہ بیت

اسی عالم مین تھے جو گم ہوا روز ۔ گیا گھر اپنے مہر عالم افروز

رات کو امیر نے ہر سردار سے کہا کہ بھائیو ہوشیار رہنا یہ کہکر آرام فرما ہوئے لشکر مین روز گذشتہ سے آج سو حصہ بڑھکر نگاہبانی اور ہوشیاری ہی ہر بارگاہ و خیام کے گرد پہرا کئی کئی سو عیار و سرہنگ کا مقرر ہی لیکن کیا ہو سکتا ہی بدستور اول پتلے آئے اور سردارون کو اُٹھا لیگئے لشکر مین غلغلہ برپا ہوا عیار چار سمت دوڑتے پھرے رات بھر وہی شیون و شین برپا رہا ہر ایک بتردد و بیچین رہا آخر وہ شب بیقرار ہو کر رو لغزار لائی اور آفتاب لرزتا ہوا دریچۂ مشرق سے باہر نکلا بیت

اُٹھے سوئے ہوئے بستر سے اکبار ۔ ہر اک خیمہ سے پیدا غم کے آثار

آج بادشاہ اسلامیان سے ہلکارون نے خبر عرض کی کہ چار ہزار سردار بستر خواب سے غائب ہو گیا ہی بادشاہ صبر کے کلمات زبان پر لائے امیر نے فرمایا کہ جو مرضی میرے رب اکبر کی شکر ہی اُسکا یہان تو بے اعتباری دنیا کا افسانہ ورد زبان ہی اُدھر عیارون مین چالاک وغیرہ نے زمین و آسمان ایک کیا ہی مگر کہین نشان ساحران زشت کردار نہین پایا مگر ذکر کرنا کیا ضرور تین چار راتون مین جتنے بیٹے پوتے اور رفیق جان نثار حمزۂ نامدار کے تھے گرفتار بلا ہوئے صرف امیر اور بادشاہ اور شہزادۂ کرب پر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر عرب ۔ اور چند سردار اور بچ رہے اکدن حبب تیرگی غم سے یہ خاکدان عالم ظلمت سرا ہوا یعنی شب بلباس ماتم زدگان سیہ پوش نظر آئی بیت

کہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم ۔ ہوا سامان تاریکی فراہم

عیاران اسلام تو بہر تجسس شب و روز پھرتے ہی تھے چنانچہ اس شب صحرا مین پھر رہے تھے کہ بروے ہوا سناٹا ہوا انھون نے دیکھا کہ پتلے اُڑے ہوئے جاتے ہین سب نے کہا دیکھو یہی پتلے سردارون کو اُٹھا لیجاتے ہین یہان دکھائی دیے لشکر مین تو نظر بھی نہین آتے ہین اُسوقت چالاک نے باہم مشورہ کیا کہ بھائیو آخر تو یہ پتلے سردارون کو ہمارے اُٹھا لیگئے ہین اور ساحر ہمسے پوشیدہ ہین پس ہمکو بھی لازم ہی کہ لشکر لقا مین جاکر جسکو پائین مار ڈالین یہ صلاح سبکو پسند آئی اور چالاک نے صورت اپنی جمعدار چوکیداران کی ایسی بنائی پگڑی سرخ سر پر باندھکر گھٹنا چُست پہنا تیر کمان ہاتھ مین لیکر ہتیار جسم پر آراستہ کرکے چلنے پر آمادہ ہوا اور عیار ساتھ

آٹھ یا سیون کی قطع پر بنے یعنی گھٹنون تک دھوتی باندھکر مرزائی پہنکر تیر کمٹھے لیکر اُسکے ساتھ ہوئے
اور قریب لشکر پہونچکر پہلے تو ایک ایک علیحدہ ہوکے داخل سپاہ عدو ہوئے گمراہ ہوا پھر ایک جگہ پر مجتمع
ہوکر ہر مسل اور ہر خیمہ و بارگاہ کے گرد جا گو جا گو کہکر پھرنا شروع کیا اسیطرح پھرتے پھرتے ایک خیمہ
کے قریب پہونچے وہان چند سردار لشکر بزم آراستہ کیے بیٹھے تھے انکو دیکھکر کہا جمعدار یہ کسکے یہان
کی روند ہے عیار تو یہان کے سب افسرون کو پہچانتے ہین چنانچہ چالاک نے کہا غالب جنگ کے
یہان کی افسرون نے کہا تو آئیے جمعدار صاحب حقہ پیجیے یہ عیار وہان ٹھہرے افسرون نے حقہ
انکو دیا عیارون نے پی کر کہا یہ تو جلگیا ہی ہمارے پاس تمباکو ہے ہم بھر بھرتے ہین یہ کہکر چلم مین بہت سی
بیہوشی شریک تمباکو کر کے بھری اور اُن سبکو پلائی وہ سب بیہوش ہوتے انھون نے سب کے
سر کاٹ ڈالے اور رقعہ لکھکر ڈالدیا کہ یہ کام عیاران لشکر اسلام کا ہے پھر وہان سے آگے بڑھے جس خیمہ
مین سناٹا دیکھا کہ سب سو رہے ہین پس کچھ عیار تو اُس خیمہ کے در پر کھڑے رہے اور کچھ پشت پر سے سراپجہ
چاک کر کے اندر خیمہ کے گئے ساکنان خیمہ کو بیہوش کر کے قتل کیا اور رقعہ لکھکر ڈالدیا اور آگے بڑھے اور
متفرق ہوگئے کوئی حلوائی بنا کوئی فقیر بنا کوئی لونگ چڑے والا بنا اسیطرح ہیئت بدلکر پلٹنون سپاہ لقا
مین پھرنا شروع کیا جو حلوائی بنا تھا تھال ہاتھ پر لیے مونڈھا بغل مین دابے ٹٹے کمر سے گڑ سے تھال کے
کنارے چراغ جلتا ہر طرف پھرتا پلٹن والے بلاتے اور مٹھائی چکاتے بہت ارزان قیمت بتاتا لالچ مین
آکر لوگ مول لیتے جب کھاتے بیہوش ہوجاتے یہ سر اُنکے جدا کرتا جو فقیر بنا تھا وہ کشکول گدائی
ہاتھ مین لیے تہمد باندھے رومال چھڑی سبنھالے صدا کہتا جاتا تھا جو کوئی کچھ دینے کو بلاتا یہ وہان
کچھ کرامات کی باتین بگھارتا وہ معتقد ہوکر بٹھاتے حقہ تماکو پلاتے یہ بیہوش کر کے مار ڈالتا اسیطرح آٹھ
عیار کوہیون کی شکل بنے پھر رہے تھے جسجگہ دس پانچ آدمیون کو کھانا پکاتے دیکھتے قریب آتے اور
کہتے کیون بھائی ہمکو بھی کھلاؤ گے وہ کہتے ہان یہ جواب دیتے کہ ہم ہنستے نہین ہین اگر ہمکو بھی کھلاؤ گے
تو لو یہ روغن آج ہمنے خرید کیا ہے بہت عمدہ ہے کھانے مین صرف کرو وہ روغن بعد انکار و اصرار لیکر داخل طعام
کرتے اور کھا کر بیہوش ہوتے یہ اُنکو طعمۂ دہان گور بناتے پس اسیطرح لونگ چڑے والے نے طائر روح
بہت لوگون کے سیخ مکاری پر کباب کیے تھے رات بھر مین کئی سو آدمی رہرو ملک فنا ہوئے آخر
وہ رات بھی راہی دیار عدم ہوئی اور برنگ تیرگی جان کافران تیرگی شب مٹی کہ بیت

سحر نے خود کا آئینہ دکھایا	ہر اک کافر کو بھوچکا بنایا

ہنگام سحر عیاران خوش سیر تو لشکر شقاوت اثر سے نکلگئے اور کافر بستر خواب سے اُٹھکر احوال سے ماہر ہوئے
ہر ایک کا عزیز و فرزند راحت جان جگر بند خواب مرگ مین مبتلا نظر آیا پھر تو کہرام یہان بھی پڑگیا دنیا ماتم
تھی ہر سمت بلند نالہ و آہ کی صدا اٹھی لقاے بے بقا تخت پر آکر بیٹھا تھا سردار آتے جاتے تھے کہ یکایک
غلغلۂ شیون سنائی دیا یہ گرسرداروں کی گرفتاری سے بہت خوشنود تھا اور حکم دیا تھا کہ ناچ کا
جلسہ مترتب ہو اُسوقت شور گریہ سنکر گویا ہوا کہ شاید اہل اسلام اسقدر زور سے روتے ہین کہ یہانتک
اُنکے رونے کی صدا آتی ہی جو لوگ کہ واقف حال نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خداوندا بھی کیا روتے
ہین اب آگے وہ بندے تیرے روئینگے یہ ذکر تھا کہ بختیارک جو اپنے خیمہ سے دربار مین آنے لگا
راہ مین لشکریون کو گریان و نالان دیکھکر مستفسر حال ہوا لشکریون نے لاشہاے مقتولان دکھائین
اور شیطان کے ساتھ بارگاہ خداوند مین آئے پہلے شیطان خچر پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور
لقا کو مجرا کر کے رفیدہ سر سے اپنے آثار کر ناچنے لگا اور کلمہ پڑھتا جاتا تھا اور خداوند کو بُرا کہتا
جاتا اور کہتا کہ یا خداوند وہ جو بہشت آپکی ہی وہ آباد ہوتی جاتی ہی لقا نے کہا آخر کہ تو کیا ہوا کہ ارات کو
بہشت خداوندی بندگان خاص سے معمور ہوئی لقا بولا کہ بندگان خرابی بھی میرے ہی بندے
ہین اور تم سبکا بھی مین ہی خالق ہون لیس مین دونون طرح کے بندون کی طرف ہون کبھی اُنکو
غالب کر دیتا ہون کبھی انکو بندون کو چاہیے کہ آپسمین سمجھ لین میرے اوپر نہ ہین مین ایسا رحیم ہون
کہ آپ بھاگتا پھرتا ہون یہ کہ رہا تھا کہ کچھ افسر نالان و گریان وہ رقعہ جو عیار لکھکر ڈالگئے تھے لیے
ہوئے بارگاہ مین آئے شیطان نے وہ کاغذ اُنسے لیکر آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا لقا نے پوچھا
کہ یہ کیا ہی شیطان نے جواب دیا کہ وہی ہی اور کیا ہی لقا سمجھا کہ شاید عمرو آگیا اُسنے یہ کاغذ بھیجا ہی
یہ سمجھکر گویا ہوا کہ کیا بندۂ خاص طلسم سے آیا شیطان نے کہا اے بھتنے منھ بقول شخصے چندین بدعت
خدائی کردی ہنوز گاؤ خر انشناختی اسے اوگیدی یہ فرمان واجب الاذعان فرزند شہنشاہ عیاران
مرشد زادۂ برحق مہتر بن مہتر جناب چالاک بن عمرو کا ہی یہ کہکر اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ او
شیطان تو نے امیر باتوقیر کے مزاج ہمایون کو ذرا بھی مثل آئینہ مکدر کیا اور سردار اسلام کا ایک
بال بھی بیکا ہوا تو ساری خداوندی خاک مین ملادینگے خیمۂ گور مین تجھکو سُلا دینگے اور او بختیارک"

یہ سب حرمزدگی تیری ہی اگر اپنی شیطنت سے باز نہ آیا تو ہر لیسہ تیرا ایکپا یا جائیگا یہ مضمون پڑھکر شیطان کانپنے لگا کہ ایسا نہو عیار مجکو آکر مار ڈالین اُسوقت لقانے کہا اے شیطان تو گھبرا نہین میری اور تیری موت نہین ہی اس کلمہ سے شیطان کو تسکین کب ہوتی ہی غرضکہ یہ تو خائف و ترسان قرار پذیر ہوا اور لقانے لاش مقتولان کو دفن کرنیکا حکم دیا اہل لشکر بصد گریہ و زاری لاشین اُٹھانے مین مشغول رہے دن بھر اسی گاڑنے دابنے مین بسر ہوئی جب ظلمت شب نے مثل تیرگی لحد آغوش کھولی اور آفتاب غار مغرب مین جا کر دفن ہوا کہ بیت

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن		بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن	

رات کو لشکر اسلام و سپاہ کفار دونون فوجون مین حد کی ہوشیاری و بیداری ہوئی ہر جگہ چوکی و پہرا مقرر ہوا لیکن ساحرون کیطرف سے پہلے اور مسلمانون کیطرف سے عیار روانہ ہوئے اور آج چالاک نے نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو و سمک یلطاقی و سماک خیبری و قاسم کتوری و قاسم تنگ رو اجلی و یزک و سرہنگ و ابو الفتح و کلباد و گلباد وغیرہ تین سو عیار اپنے ہمراہ لیے اور لشکر دشمن مین آکر کسینے کسی سردار کی رنڈی کو بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر گیا اور کام اُس سردار کا تمام کیا اور کوئی کسیکے خدمتگار کی ایسی صورت بنا اور اپنا اُسنے کام کیا کسینے کسیکو راستہ مین مار ڈالا کوئی کسی خیمہ مین کمند مار کر گیا اور قتل کر آیا غرضکہ اگر فرداً فرداً عیاری ہر ایک کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا آج چار ہزار سردارون کے سر کاٹ کر یہ عیار اپنے لشکر مین آئے بڑے بڑے سردار کو ہی مارے گئے جب ناخن مہر سے سحر پُرغم نے چہرہ خراشی شب کی اور زمانہ مین وہ اندھیر تھا کہ فلک پیر نے چراغ خورشید اپنے جھونپڑے مین جلایا کہ بیت

قریب ختم حسن روے شب ہی		یہ غفلت ہوش والون کو غضب ہی	

صبحدم وہ شور فریاد لشکر لقا مین برپا ہوا کہ شور محشر بھی اُسکے سامنے شرمندہ تھا کوئی لیسر کے سیے خاک اُڑاتا کوئی بھر بدر پچھاڑین کھاتا ہر جگہ یہ نقشہ تھا نظم

ہر اک خیمہ سے اُٹھا شور فریاد
یہی غل تھا کہ ہم ہوتے ہین برباد
ہر اک نے سر کو دے ٹپکا زمین پر
یقین تھا دم نکل جائے دہن پر
ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک
ہوا غل ہر طرف اُڑنے لگی خاک
بشکل شوق اُبلے لوگ غم سے
ہوئے ممنون گردون کے ستم سے
گذر گاہین ہوئین سونی ہر اک

اندھیرا چھا گیا ہر بام و در پر | فی الجملہ لاشین ہر سمت اُٹھنے لگین وہ کاغذ جو آج کی شب عیار
ڈال گئے ہین اُسمین یہ مضمون ہو کہ آج کی رات جو آتی ہو اِس رات کو خداوند لقا مع اپنے شیطان اور
پرستش کرنے والون کے بہشت مین اپنی جائینگے وہ کاغذ مردمان لشکر بارگاہ خداوندمین لیکر آئے
شیطان نے جو اُسکو پڑھا لرزنے لگا اور لقا سے کہا ابے او گیدی مسخرے اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو
اپنے اُن ایسے تیسے ساحرون سے کہکر مسلمانون کو چھڑوا دے اور آئندہ ایسی حرکتین کرنے کے لیے
اُنکو منع کر لقا بھی اتنے سرداران لشکر کے مرنے سے گھبرایا تھا شیطان سے کہا تو سچ کہتا ہو اچھا پھر ساحرون
کو بلانا چاہیے شیطان اُٹھا کہ مین جا کر کسیطرح اُنکو بلاؤن مگر آج تیسرا دن تھا اور سرداران اسلام بہت
قید ہو چکے تھے ساحرون نے خود یہ قصد کیا کہ خداوند سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائین پس وہ دونون
اژدر سحر پر سوار ہوکر خداوندمین آئے شیطان نے وہ نامہ اُنکو دکھایا اور کہا جلد سرداران مغضوب کو رہا
کردو کیون خداوند کی جان کے پیچھے پڑے ہو آج مرشدزادہ لکھتے ہین کہ مع خداوند سبکا خاتمہ ہو بلا
و صبا جملہ کیفیت معلوم کرکے گویا ہوئے کہ ملک جی تم گھبراؤ نہین آج ہم لشکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتے
ہین یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالا اور کہا دیکھو ملکجی یہ سحر ہمنے تمام عمر محنت کرکے تیار کیا ہو اجتک
ہمنے یہ سحر نہ کیا تھا طرح دیتے چلے آتے تھے ہماری زندگی بھر کی مشقت ہو غرضکہ بہت کچھ صفت اُس سحر
کی کرکے وہ نارنج زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے دُھوان پیدا ہوکر ایک جگہ اکٹھا ہوا اور ایکتیلا
جلینی کا بنگیا اُس تیلے نے ساحرون کو سلام کیا اور کہا مجھکو کسلیے یاد فرمایا ہو انھون نے حکم دیا کہ جاؤ اسم اعظم
حمزہ بھلادو تیلا سلام کرکے رخصت ہوا اور اُسی طرح دُھوان بنکر بلند ہوکر نگاہ سے ناپدید ہوا جب دوپہر
بجی اور جناب حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر براے نماز پیشین جانب مسجد کرباس روانہ
ہوئے راہ مین ایک سمت سے دھوان پیدا ہوکر گرد امیر گردش پذیر ہوا اور بہت دور تک تاریکی
ہو گئی اسم اعظم الٰہی لوح سینہ سے محکوک ہو گیا آپ کو حالت غشی طاری ہوئی بیہوش
ہوکر گر پڑے ملازمان ہمراہی گھبرا گئے نالان و گریان اُٹھا کر بارگاہ سلیمانی مین لائے دعا ہاے صحائف
ابراہیمی پڑھکر پھونکین کہ برکت کلام ربانی و تاثیر سایۂ بارگاہ سلیمانی ہوش تو آ گیا لیکن رابودگی مزاج ہمایون
پر طاری ہوئی عقل و دانش گم صم و بکم ہو گئے چپ اور سُن جہان لٹا دیا پڑے ہین اِنکا تو یہ حال ہو غم سے
بادشاہ کا دل نڈھال ہو ماہ تابان صاحبقرانی کو زوال ہو اُدھر وہ دُھوان پھر بارگاہ لقا مین آیا اور مجمع

ہوکر چینی کا پتلا بنکر ساحران مذکور سے اُسنے عرض کیا کہ مین حسب ارشاد حضور اپنا کام کر آیا ساحرون
نے یہ سُنکر ایک شیشہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُس پتلے کو دکھایا وہ سحر کا جن دُھوان بنکر اُس شیشہ
مین اُتر آیا انھون نے مُنہ شیشہ کا سحر پڑھکر موم سے بند کیا اور کہدیا کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم
حمزہ کا نچھوٹے جب یہ تدبیر کر چکے انکی ملازم ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا مہر جادو ہی اور وہ طلسم نزارج
کی رہنے والی ہی پس اُس ساحرہ کو وہ شیشہ انھون نے سپرد کیا کہ لیجاکر طلسم نزارج مین اپنے مقام سکونت
پر رکھے یا یہ کہ خدمت افراسیاب مین لیجائے اور وہ اسکو بہت حفاظت سے رکھے غرض ساحرہ مذکورہ
وہ شیشہ لیکر بزور سحر تخت پر بیٹھکر روانہ ہوئی حال اُسکا معرض بیان مین آئیگا اب ان ساحرون نے بعد
جانے ساحرہ کے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ چند پتلے دو صندوق سر پر اُٹھائے روے ہوا سے نیچے اُتر آئے
یہ وہ صندوق ہین کہ جنپر سوار ہوکر یہ دونون ساحر طلسم سے یہان آئے تھے حال انکا جلد دوم مین
لکھا گیا ہی کہ ان صندوقون کو انھون نے کھولا تھا اور کئی ہزار پتلا بالشت بالشت بھر کا نکلا تھا اور بڑھکر
مثل انسان قدآور ہوا تھا اور ہر پتلا مرکب پر سوار تھا وہ گھوڑا بھی جسیم ہوا تھا حاصل مرام اسوقت
جب پتلے وہ صندوق لائے انھون نے وا کرکے تین ہزار پتلا اُنمین سے روئین تن اور فولاد بدن نکالا کہ
وہ نکلتے ہی سب قامت پیدا کرکے سوار بنگئے اور باہر بارگاہ کے جاکر انکا پڑا دیڑا انھون نے صندوق بند کرکے
پتلون سے کہا جہان سے لائے ہو وہین لیجاؤ پتلے صندوقون کو لیکر غائب ہوئے اور یہ دونون ساحر بارگاہ
سے اُٹھکر کنارہ لشکر کے آئے اور ایک ناریل اپنے جوڑے سے اور نکالکر جانب صحرا مارا کہ وہ شق ہوا اور
زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے اور روے ہوا سے بھی آگ برسنے لگی اور اسقدر بحر آتش کی طغیانی ہوئی
کہ گرداگرد لشکر نحوست اثر حصار آتشین کھنچگیا چادرین آگ کی فلک کی طرف سے گر کر حصن حصین آتشین
گرد لشکر ہوگئین ان ناریون نے راہ آمد و رفت لشکر کے اندر کی بند کردی اسلیے کہ عیار جو اندر لشکر
کے آئے ہون وہ اپنے لشکر مین جا نسکین اور اپنے مقام سے یہان قیامگاہ عسکر شقاوت پیکر مین آنسکین
جب یہ انتظام کر چکے بارگاہ مین آکر بیٹھے اور شراب پینے لگے یہانتک کہ حرارت آتش مہر کم ہوئی اور
گرم بازاری رونق روز گم ہوئی اور زر طلاے احمر خورشید کو زرگر دہر نے بوتۂ مغرب
مین رکھا اور کورۂ آہنگر فلک مین اخگر نجم تابندہ ہوئے کہ نظم

کہ اُس دم سنگے قدم اُٹھے وہان کے	ہوا سامان رخصت اِس جہان سے	فروغ مہر نے دامن اُٹھایا

ہجوم شام کا اک ابر آیا | سر شام ان ساحران بدانجام نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر اعدا مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی فوج کوہیان و ساحران دلقاپرستان مین نہایت خوشی ہوئی کہ آب انتقام مسلمانون سے اپنے عزیزان مقتول کا لینگے عیاران لشکر اسلام جو بارادۂ داخلۂ سپاہ عدوے گمراہ کنارۂ لشکر بد اختر پہونچے حصار آتش گرد لشکر پایا ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگے اس اثنا مین شور کوس حرب گوش زد ہوا غلغلۂ سپاہ کینہ خواہ سے گوش روزگار کر پایا مضطربانہ ان عیارون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے تئین پہونچایا یہان عجب ہنگامۂ رنج و غم برپا تھا دنگلون پر سردارون کے غاشیہ پڑے تھے بادشاہ اکیلے تخت پر بیٹھے تھے **امیر** ایک صحنچی مین بحالت دیوانگی پڑے تھے وہ لوگ جو مجرے کو بھی باریاب ہو سکتے تھے آج برائے زینت بارگاہ حاضر دربار تھے بادشاہ زانوے غم پر سر جھکائے تھے محلات سے رونے کی عورتون کے صدا آتی تھی فرط قلق سے سینہ شق تھا رنگ رو فق بدلی اندوہ کی چھائی تھی کہ

بیت

جہان تھا رنج سے آنکھون مین اندھیر | فقط رونے سے دل ہوتا نہ تھا سیر

اسی رنج و ملال مین عیار مجرا گاہ پر آکر ٹھہرے اور بہزار ادب تسلیم کرکے دعا و ثنائے بادشاہ ذیجاہ بجا لائے کہ

ابیات

سرو قد خسرو خوش انجام
جگر مین ہی بجسر مثل گرداب
گردون سے بلند ہی ترا در
صاحبان جدال سب ہی تیار

منصور نشان فوج اسلام
آئینہ تیغ برق تمثال
گلدستۂ عرش تیرا افسر

دیکھی ہی جو تیری تیغ خوش آب
دعوائے اجل کا صورت حال
آمادۂ جنگ سب ہین کفار

نقارۂ حرب سپاہ دشمن مین بجا ہی اور حصار آتش گرد لشکر ساحران نے سحر سے کھینچا ہی بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا کہ یہ کافران بیحیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے ہین کہ جب ہم ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین و زمان ہمارا نگہبان ہی یہ فرماکر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدائے قدیر طبل رزمی پر دوال دیجائے بمجرد اصدار حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری و حشامی پر چوب پڑی صدائے طبل سے لشکر مین اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ سردار جملہ گرفتار امیر بوجہ فراموشی اسم اعظم مجبور و ناچار لیکن شجاعان روزگار نچلے تیغ و سپر کے سایہ مین پلے جلادت شعار دم تھوڑی کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب

کرنے لگے تیغ بران بار غم سے اُس رات کو غم ندامت سے گویا سر در گریبان خنجر گلوگیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط رنج سے خجل ہوکر دانت نکالتے تیر پر ایک آہ دل دردمند نیزون مین فکر دور و دراز کے بند کمانین لبسان خاطر کبیدہ کشیدہ کبادہ ہر ایک غبار الم کا تودہ کمندون کو دل عاشق کی طرح اُلجھن حلقہ حلقہ پریشان برنگ گیسوے جانان پُرفن ہرچند کہ آثار غم و ہم سے سرہنگان لشکر کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا لڑنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم زخار باڑھ پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دیکر اُترنا بہادر چاہتے کشتی شجاعت مین سلسلۂ رگ جان کا لنگر تھا بادبان حوصلۂ شمشیرزنی اُڑ رہا تھا ہر سمت شورش بحر دلیری برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست دوست کے سگلے ملتا نصیحت اور وصیت کرتا کرنا کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے طبل و بوق ہل من مبارز کی صدا سناتے پلٹنین اور رسالے مسلح و مکمل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سوارون کے شیہے بھرتے دلاور ہمہمے شیرانہ کرتے آمادۂ مرگ مردان نبرد شیر گردون جنگے مقابل گرد و بردوہ مقام اُس شب کو بیشۂ شیران یا شجاعت کا نیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
آواز سے شق ہو جب دل کوہ
دیکھو دم تیغ اور جوہر
روحون کا گذر تھا اُنپہ بالکل
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ
بیدار تھے مردے زیر تربت
تھا ترک فلک کو بیم اُس شب
تھا ایک تو شعلہ سوسمندہ
شہرہ تھا یہ چار حد مین ہر سو
تھا گوش فلک مین پنبۂ ماہ
رہتا ہی کہان عدو کا انبوہ
جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
تلوارین تھین یا کہ آہنی پل
تیغ ایسی ہوا اور ایسے بازو

اِسی تردد و تیاری حرب مین سرہنگ مہر جان پر طبیل کرواد گاہ فلک مین آیا اور روزگار غدار نے مثل شہریار زرہ طلائی ضیائے خورشید کی پہنی کہ نظم

ہوئی جب صبح روشن آشکارا
ہوئی پیدا سحر اتنے مین ناگاہ
فلک پر صبح کا چمکا ستارا
ستارون نے بھی لی سوے عدم راہ

لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہوکر جانب جنگاہ چلا بلا و صبا اژدر سحر پر سوار پیچھے اُنکے جوق جوق ساحران نابکار طائران سحر و اژدر افسونگری پر چڑھکر روانہ ہوئے نہایت بیرحم و بددین و ستم شعار تھے کہ ابیات

دیکھو تو یہ کس بلا سے کم ہین
نیش اُنکا روان تھا شکل کژدم
مثل دم اژدر اُنکے دم ہین
انسان کی شکل دیو کردار
کتنے ہین سیاہ دل یہ مردم
یاجوج کی طرح آدمی خوار

پیاسے کو پلاتے ہین وہ خون ریز
آب دم تیغ و خنجر تیز
علاوہ اُن ساحران بدطینت

کے وہ تین ہزار پتلے روئین تن و فولاد بدن ہتیار جسم پر لگائے حصار آتش سے گذر کر میدان نبرد مین آئے لقا بھی اُسی کر و فر و عظمت سے فیلان جنگی کو زنجیرہ بند کرا کر تخت اُنپر کھچو اکر سوار ہوا تھا اور کئی لاکھ کوہی اور باختری ہمراہ لیکر وارد دشت قتال تھا اسطرف بادشاہ دین پناہ لباس خسروی دور کرکے زرہ و چار آئینہ و خود جسم پر آراستہ کیے شبستان سے برآمد ہوکر مرکب خنگ سمیہ قیطاس پر سوار ہوئے جلو مین کمیدان و رسالہ دار ہوئے فوج گروہ گروہ و انبوہ انبوہ موج دریا کیطرح روان ہوئی شجاعت اُنکی ہمت پر آئینہ دار حیران ہوئی لشکر پر برنگ شمع سحری اُداسی چھائی تھی ہوائے خزان نے اُس گلستان کی بربادی چاہی تھی ہر نونہال گلشن ارجمندی ہمرنگ گل خزان رسیدہ خمول و پژمردہ بظاہر سرسبز مگر دل مردہ آمد سے لشکر کے گرد اُڑی تھی یا گرد کدورت دلون کی اکٹھا ہوئی تھی زمانیکے دل مین غبار جو کبھی کا بھرا تھا وہ اُسوقت نکلا تھا طبل و بوق کا بھی قلب ہول سے خالی تھا چہرون کے نظری ہونے کا زمانہ آیا تھا گم سامان بحالی تھا گلستان جلادت مین عنادل وار زمزمۂ عشرت کے عوض نالہ و شیون برپا ہر بہادر کو موت کا کھٹکا لگا ہوا صیاد اجل کا مرغ جان کو دھڑکا نسیم سحری مژدۂ مرگ سناتی شمع حیات جھلملاتی گل ہوئی جاتی صحرا مین لسان خانہ ویران سناٹا زمانہ مین سائین سائین کی صدا طائر روح قفس تن مین بشکل مرغ بسمل بیقرار و مائل پرواز ہوا مزاج کے مخالف نہایت ناساز اس عالم مین بھی شہنشاہ عالم کا وہی بہادری کا عالم وہی تیور وہی تیکھی چتون شیرانہ نظر کوہ کا اس صاحب حشمت و شکوہ کی حالت بیکسی دیکھکر سینہ شق ہوتا مگر لعل دل سنگ سے نکال کر اس حمزہ کے لال پر نچھاور کرتا فلک ہرچند کہ مخالف اور دشمن تھا لیکن بہر اطاعت جھکائے گردن تھا زمین ہرچند کہ پانون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مگر رعب و داب بادشاہ ذیجاہ سے دبی ہوئی تھی وہ لشکر و نکا بن بن کے چلنا جوانون کا تن تن کے اکڑنا ڈنکو نکا بجنا صدائے نصر من اللہ نقیبون کا بلند کرنا ہتیارون کا کڑکنا نظم

کب دھیان مین ہے جہاد اصغر
تھا سہل اُنھین جہاد اکبر
عاجز ہین حساب مین محاسب
اتنا نہین لشکر کواکب
دیوار حصار شہر یاری
تھا حصن حصین ملکداری
فوج ایسی ہو شہریار ایسا
مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا
اِسی رفعت و منزلت سے جب

سامان

میدان قتال مین پہونچے پرے جمگئے بیلدار زمین ہموار کرکے ہٹے سقے آبپاشی کرکے تھمگئے صفین ترتیب پذیر ہوئین میمنہ نے معین ہونے کا دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پاے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازو سے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے چودہ صفین جب آراستہ ہوچکین نقیبون نے نعرے مارے کڑکیت کڑ گا کہکر کنارے ہوئے بلا اژدر ٹرہا کر سامنے لقا کے آیا اور اجازت حرب طلب کی اُس بیحیا نے کہا تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر وہ ساحر اپنے لشکر مین آکر ٹھہرا اور اُن پتلہاے روئین تن سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو بمجرد حکم وہ پتلے کہ سواران فولاد بدن ہین مثل اسفندیار تیغین کھینچکر صف لشکر اسلام پر آگرے اسطرف سے بھی بہادران روز ہیجا ہزار در ہزار شیرانہ حملہ آور ہوئے شمشیر صاعقہ خصال کھینچی زندگی کا جھگڑا جو بہت دنون سے پھیلا ہوا تھا دم بھر مین فیصلہ پانے لگا قافلہ ملک عدم کو جانے لگا گوشۂ مرگ مین بعافیت ہر ایک آرام پذیر ہوا ہنگامۂ دار و گیر ہوا ہر سمت سے ابر سیاہ نے بارش آب تیغ و تیر کی یہ تدبیر کی کہ **ابیات**

زبس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ
بزہر آب دادہ پرند آوران
بلند آسمان چون زمین شد زخاک
کہ از کشتگان گشت ہامون چو کوہ

تو گفتی ہوا ژالہ بارد ز میغ
زکشتہ ہمہ دشت آورد گاہ
بسے گردن و سر شدہ چاک چاک

برفتند ازان روی کندآوران
تن و دشت و سر بود و ترک و کلاہ
چنین گفت لشکر ہمہ ہمگروہ

ہرچند کہ دلاور جانبازی کر رہے تھے مگر وہ پتلے سحر کے تھے کسیکا حربہ اُنپر اثر نکرتا تھا تلوارین اُنکے تن پر اُچٹ جاتی تھین اور اُنھون نے زیر شمشیر آبدار رکھ لیا تھا منچلے مر رہے تھے دم محبت اسلام کا بھر رہے تھے جو کوئی مسلمان مرکر گرتا تھا کلمۂ شہادت پڑھتا تھا گرم بازاری مرگ کا ہنگامہ تھا مقام عبرت و جاے تاسف تھی کہ وہ سر جو دعوی چتر و افسر رکھتے تھے ٹھوکرین کھاتے تھے وہ جسم جو بازرہ و بکتر رکھتے تھے بارہستی سے سبکدوش نظر آتے تھے پتلون نے پتلہاے انسان خاکی بنیان کے نقشے مٹا دیے تھے لاشون کے ڈھیر لگا دیے تھے خون مسلمانان کے دریا بہا دیے تھے زمین ارغوان پوش تھی رات بھر کے جاگے نوشاہ عروس مرگ سے ہم آغوش خون کی دھارین چہرے پر سہرے کی لڑیان جسم پر ضرب اسلحہ کی بدھیان نظر آتیں دست و پا عوض حنا کے خون سے رنگین حوصلون سے پُر چھاتیان تھین **نظم**

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر | خاموش برنگ بزم تصویر | سو کہیے منھ ایک بھی نہ کھولے
دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے | ارمانون کے بند دربرابر | سب خواب مین بیخبر برابر
یون بلبل و فاختہ کی فریاد | وہ گل ہین کہان وہ شمشاد

یہ ماجراے جنگ جو شہزادہ کرب داماد امیر عرب نے دیکھا قریب بادشاہ عالی جاہ آکر عرض کیا کہ یا ظل اللہ اسوقت جو غلام عرض کرے وہ حضور پذیرا فرمائین بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ حق بین پر رکھی شہزادۂ مذکور نے عرض کیا کہ سپاہ دشمن سے کوئی مارا نہین جاتا اور یقین ہی کہ نصیب اولیاے دولت قاہرہ خدانکردہ شکست ہو پس ایسے ہنگام مین ناموس صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی قبضۂ کفاران مین آجائیگی بانۂ صاحبقرانی بھی ہاتھ سے جائینگے بڑی رسوائی ہوگی بس مناسب ہی کہ بقیۂ فوج کو جناب ظفر رکاب ہمراہ لیکر دامن کوہستان مین تشریف لیجائین اور قلعۂ کوہ کو ماوا و ملجا اپنا بنائین بادشاہ نے فرمایا کہ ای کرب عرض تمھاری قبول و منظور ہی اب جو کچھ مین کہون وہ رد نہ کیجیو کرب نے عرض کیا کہ منت بجان دارم جو ارشاد عالی ہو شاہ نے فرمایا کہ ہمارے سر کی قسم تم ناموس امیر و سرداران و جملہ حرم محترم کو سوار کراکر قلعۂ کوہ پر چلے جاؤ مجکو رہنے دو مین کبھی اِن کافرون کے مقابلے سے قدہمت نہ ہٹاؤنگا جب اپنی جان دے لونگا اُسوقت ع بعد از من کُن فیکون شد شدہ باشد ٭ کرب قسم دینے سے اِس دلاور کے ناچار ہوگیا اور جنگگاہ سے پھرکر دروازۂ خاتونان معظمہ امیر کے آیا ملکہ گردیہ بانو اپنی ساس کو تسلیم عرض کرا بھیجی اور کہا جلد تمام مخدرات عصمت و طہارت کو سوار کرائیے کہ مقدمۂ جنگ دگرگون ہی ملکہ مذکور نے بہت جلد انتظام کیا اور سُکھپال فنس چوپہلے وغیرہ پر تمام پردگیان محترمات سوار ہوکر ہمراہ کرب دلاور روانہ ہوئین کئی ہزار سوار مُحافون کو گھیرے نواب ناظر خواجہ سرا بجکانے کہاریان وغیرہ ساتھ بڑے انتظام سے بعجلت تمام جانب کوہستان چلے شہزادۂ کرب نے بارگاہ سلیمانی کو ساتھ نہین لیا اس سبب سے کہ بارگاہ اٹھارۂ سو شتر و قاطر و عراوہ پر بار ہوتی ہی اُسکے لدوانے مین عرصہ بہت ہوتا پس خیال کیا کہ ناموس امیر گھر جائینگی اُنکو پہونچا کر جاے محفوظ پر پھر بارگاہ لیجاؤنگا فی الجملہ امیر کو باہر بارگاہ سے ساتھ لیا ہی اور وہ جب باہر بارگاہ سے نکلے اثر سے جادو کے بیہوش ہوگئے اُنکو ہوادار پر ڈالکر سراپک راہی ہوا اور کوہ سفید کے قریب پہونچکر کچھ لوگ درۂ کوہ مین پنہان ہوئے اور کرب نے گھاٹیان

کوہ کی طی کرکے قلۂ کوہ پر تمام عورات کو پہونچایا اور امیر کو سبزہ زار مقام پر کچھ بچھا کر لٹا دیا پھر شہزادۂ موصوف کی غیرت مقتضی ہوئی کہ شاہ اسلام کو نرغۂ اعدامین محصور چھوڑ کر آپ تنہا بیٹھ رہے بس محلات کو سپرد خداے حافظ و نگہبان کرکے آپ پشت مرکب پر بیٹھکر پھر روانہ ہوا یہان اتنے عرصہ مین لشکر اسلام نے شکست پائی تھی بدینوجہ کہ ساحرون نے سحر کرکے دست و پا ہر ایک کے بحس و حرکت کردیے تھے تیلے قتل کرتے تھے لشکری ہاتھ بھی نہ ہلا سکتے تھے ناچار جنہیر سحر کا اثر نہونے پایا تھا وہ رو بفرار لائے اور بادشاہ ذیجاہ اس جنگ مین بہت زخمی ہوئے تھے عیاران لشکر انکو بھی بحالت زخمداری کہ ظل اللہ پر غش طاری تھا ہوادار پر ڈالکر بھاگے کفاران نابکار و ساحران غدار بڑا دبڑا کر گرے اہل اسلام بادشاہ کو لیکر وہان سے بھی بھاگے دشمنون نے تعاقب کیا اسوقت شہزادۂ کرب آکر معین و ناصر ہوا اور رہتا بھڑتا جنگ ستمانہ کرتا بادشاہ کو گروہ دشمنان سے نکالکر کوہ سفید کے قریب لایا اور اس جنگ مین کہ شہزادۂ دلاور تنہا تھا زخمی ہوگیا لیکن جرأت کرکے شاہ عالم پناہ کو قلۂ پہاڑ پر پہونچا کر برابر امیر کے لٹایا اپنے زخمون کو باندھکر انتظام مین مصروف ہوا تیر انداز اور سنگ انداز گھاٹیون کو روک کر استادہ ہوئے عیار پتھر گوپھن مین رکھکر مرگ پر آمادہ شعاب جبال مین استادہ ہوئے لیکن بعنایت رب العزت لشکریان فوج شقاوت و عداوت جو اہل اسلام کے عقب زدو کشت کرتے آتے تھے مسلمانون کے نکلجانے سے اس لالچ مین آگر پھرے کہ خیامگاہ مسلمانان چلکر لوٹین چنانچہ ایسا ہی کیا کہ بازارین اور خیمہ لوٹنے لگے اسدم بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خیمہ و بارگاہ و سراپردہ جو فرزندان حمزہ اور اسکے سرداران ذیشان نے طلسمات فتح کرکے بہم پہونچائے ہین اس قابل نہین کہ لٹ جائین یا جلا دیے جائین خداوندان تحفہ اشیا کو اپنے قبضے مین فرمائین اور لشکریون کو غارت کرنے سے منع کرین لقا نے اسکے کہنے سے ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر کو تاخت و تاراج کرنے سے روکو ساحرون نے بزور سحر منادی کرائی کہ ہرگز کوئی لوٹنے کا مال مسلمانان کے ارادہ نکرے لشکر کے لوگ دست کشیدہ ہوئے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ سرہنگ شب نے سونا آفتاب کا لوٹنا چاہا وہ متاع جان اور پونجی اپنی بچا لیگیا اور غار مغرب مین جاکر پوشیدہ ہوا کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
دیتا نہ تھا کچھ بھی وان دکھائی
تاریکی شب تھی ایسی حائل

چشم اعمے بخیل کا دل	

شام کو اِس لشکر ضلالت اثر نے بھی کمر کھولی بارگاہ سلیمانی اور تمام خیام و خرگاہ اہل اسلام قبضۂ دشمن نافرجام مین آئے لقا اُتر کر تخت فیلان سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا مقام سلیمان دیو کو ملا خزانہ پر سانپ بیٹھا لیکن بارگاہ مذکور مین ساحر نہین آسکتے ہین اِس سبب سے یہ گمراہ بھی اُس جگہہ نہ ٹھہرا کہ بغیر ہمنشینون کے لطف صحبت نملے گا پس بارگاہ حشامی مین تخت نکبت آثار بچھوا کر متمکن ہوا ساحران نابکار بھی وہان آکر کرسی و دنگل پر متمکن ہوئے اور صندق ساحری طلب کر کے بابا و صبا نے سوارون کو تپلے بنا کر بند کیا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین اِس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ اے شاہ ساحران ہمنے باقبال شہنشاہی کل مسلمانون کو تباہ و برباد کر دیا اسطم اعظم حمزہ بھلا دیا چند پا شکستہ ہمارے ہاتھ سے بچکر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہین اور جملہ سردار حمزہ کے ہماری قید مین ہین اب بہت جلد ہم فتح کامل حاصل کر کے خداوند کو تخت خدائی پر تمام عالم کی قائم کرینگے اور خداوند سے طرۂ پیغمبری لیکر حاضر خدمت بادشاہ جادوگران ہونگے اِس عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا لیگیا بعد بھیجنے عرضی کے وہ مسلمان جو اِس جنگ مین بجسم و حرکت ہوئے تھے اُنکو اسیر کر کے زندانخانہ مین بھیجا بازارین مسلمانون کی بند تھین رعایا فرار ہو گئی تھی اپنے لشکر کی بازارین وہان کھلوا دین اور حکم دیا کہ رات بھر بازارین لگی رہین دکانین کھلی رہین ہر سمت ہنگامۂ عیش و نشاط برپا رہے یہ انتظام کر کے آپ بھی جشن کیا ارباب نشاط کو بلایا ساقی گلبدن و سیمتن حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جمع ہوا وہ سامان انبساط اُس شب کو مہیا تھا کہ فلک زر آفتاب و سیم طلا کو اُس انجمن پر نثار کرتا تو بجا تھا زر گل گلشن عالم کا گلرخون کے حصہ مین آیا تھا غنچۂ خاطر کافران بخیل بھی تنگدست نتھا شگفتہ ہو کر فراخ حوصلگی دکھاتا تھا دولت نشاط سے ہر ایک مالا مال گریزان وہان سے رنج و ملال نازنان پری پیکر کا بناؤ جوبن کی بہار غضب کا نکھار ساقیان مہر دیدار کی پکار کہ اِدھر آؤ شراب خمری پی جاؤ نازک اندام رقاص اُس عاریتی و مستعار خوشی کو دیکھکر یہ شعر حسب حال گاتے تھے شعر

کٹے خوشی سے تو ہی عمر خضر بھی تھوڑی	وگرنہ نیم نفس بھی بہت ہی جینے کو

اِس جلسۂ نشاط بیدبنیان کی کیا تعریف بیان کیجائے اسیقدر صفت کافی ہے اب کیفیت نامہ سوختے کی شاہ جادوان پاس بیان کیجاتی ہے کہ شاہ مذکور طلسم ہزار برج سے جو بغیظ و غضب تمام اِس

فکر مین روانہ ہوا تھا کہ طلسم نور افشان کسی طلسم کشا کو پیدا کر کے توڑ ڈالون چنانچہ اسی فکر مین جانب کوہ نیلم چلا کوہ مذکور کا راستہ ظلمات طلسم سے ہی پہلے یہ ظلمات مین آیا اور اُس مقام پر ایک صحراے سبزہ زار طلسمی گلون اور درختون سے پُر بہار تھا بادشاہ وہان ٹھہر کر سیر کر کے غم دلکو اپنے بھولانے لگا اُسی اثنا مین پہلے پنجہ نے نامہ لا کر دیا کہ اُسمین بمضمون مدد مانگنے کا تھا شاہ نے نامہ پڑھکر سحر پڑھا اور دستک دی کہ اس جنگل کے ایک گوشہ کی طرف سے گرد اُڑی اور زنجیر کی جھنکار سنائی دی اور ایک ساحر بال مُنھ پر بکھرائے لنگوٹ باندھے زنجیر پانٔون مین پڑی سامنے آیا بالکل دیوانہ مزاج تھا سارا جسم مٹی مین بھرا بانیان نتھنا ناک کا فراتا یہ اشعار جنون خیز زبان پر لاتا کہ بمقتضاے نظم

میدان جنون کے مردکم ہین
ڈھونڈھیگا ہمین غبار صحرا

سجادہ نشین قیس ہم ہین
ہی ہمسے جنون کا گرم بازار

ہم پر ہی فقط مدار صحرا
جب ہم نہوئے کہان یہ دربار

غرض اُس وحشی صحراے افسونگری نے بادشاہ کو پانٔون اُٹھا کر بجاے تسلیم تلوا دکھایا پھر اپنا سر اپنے ہی قدم پر جھکا کر ایک قلقاری ماری اور ہر سمت دوڑتا پھرا جب کچھ جوش و خروش کم ہوا اُسوقت سامنے آکر ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ ای مجنون جادو ہم ایسے مقام پر تجھین روانہ کرین کہ تمھاری نجات ہو جائے اُسنے کہا کیا خداوند لقا پاس بھیجیےگا شاہ نے فرمایا کہ ہان اُسنے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور خوب ہنسا اور کہا آج رات کو خداوند میرے پاس آئے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چل شاہ جادوان یہ تقریر استماع کر کے سمجھا کہ اسنے خواب مین خداوند کی زیارت کی بس اُس دیوانہ کے گرد پھرنے لگا وہ اسکے گھومنے سے آپ بھی چکر لگاتا تھا غرض بعد اِس گردش کے ہنوز کچھ اور کلام نہوئے تھے کہ پنجہ عرضی مشتمل مضمون فتح لیکر آیا بادشاہ پڑھکر شاد کام ہوا اور دل سے کہا کہ جب اتنا بڑا لشکر حمزہ کا دو ساحرون نے برباد کر دیا لواے اسد کی کیا حقیقت ہی معلوم ہوتا ہی کہ خداوند لقا اب تقدیر زبردست کرتے ہین اور اُنکو بربادی منظور ان مغضوب کی اب منظور ہی یہ دلسے تجویز کر کے ساحر دیوانہ سے کہا کہ لو تمھارے بھیجنے کی نیت ایسی مبارک ہوئی کہ بلا و صبا نے تمام لشکر مسلمانون کا غارت کر دیا چند مسلمان ایک پہاڑ پر چھپے ہین اُنکو جا کر تم گرفتار کرو اور سرداران لشکر اسلام مقید ہین اُنکے سر کاٹو لیکن بلا و صبا سے لڑنا نہین اُنکی اطاعت مین رہنا زیادہ دیوانہ پن نکرنا اسنے عرض کیا کہ غلام جاتا ہی اور جیسا ارشاد ہوا بجا لاتا ہی میرا دیوانہ پن بھی خدمت خداوند مین جاتا رہیگا اور نام بھی میرا ہوگا کہ لڑائی فتح کی یہ کہکر ناچتا ہوا اور خاک اُڑاتا اپنے

مقام پر آیا اور وہ مقام جہان یہ رہتا ہی ایک درہ کوہ ہی اور اُس دامن کوہ مین کئی ہزار دیوانہ اسکا مطیع و منقاد رہتا ہی اپنے آتے ہی ایک چنگھاڑ دیو کی طرح لگائی کہ وہ سب دیوانہ اسکے سامنے جمع ہو کر آئے اِسنے اُنکو حکم روانگی دیا اب تو وہ سب یولنے بیابان مین چکر لگانے لگے دیوانگی جتانے لگے کوئی ہنستا کوئی روتا کوئی یہ شعر مجنونانہ پڑھکر جنگل سے وداع ہوتا

نظم

آوارہ پھرے ہی گرد ہر سو
چھالون کو کرینگے یاد کانٹے
بربادی وسعتِ بیابان
چلائینگے نعرے مارینگے غول

دکھلائینگے کسکو آنکھین آہو
دیکھے گا اُٹھا کے سر بگولا
ویرانی سایۂ مغیلان

ہو جائینگے نامراد کانٹے
اِس دشت کے کیا ہوئے وہ شیدا
ہی کون کسے پکارینگے غول

یہ اشعار پڑھکر کبھی خار و دشت سے رخصت ہوئے اور کبھی جھاڑیون کے گرد پھرے اسی جوش و خروش مین تھے کہ مجنون جادو نے پھر ایک چیخ ماری اُسکے چیختے ہی گوشۂ صحرا سے ہزار پتلے غول لہلے بیابانی کی گردن پر سوار ہاتھون مین جھنڈیان لیے نفیرین منہ سے لگائے پیدا ہوئے اُس جگہ پہونچتے ہی نفیرون کو اُنھون نے دم دیا پھر کیا تھا دیوانہ کو ہیبت ہی نہ کہ نفیر کی آواز بس ہر ایک دیوانہ زمین پر گر کر لوٹا بعض اُنمین ناپدید ہو کر غبار زمین بنا اور بگولہ کی طرح پیچ و تاب کھاتا اُٹھا اور بعض شعلہ بنکر زمین پر چمکا اور اگیا بیتال ہو کر جا بجا روشنی دکھلانے لگا اسی طرح کوئی بونڈلا بنکر چکر کھاتا اور کوئی اگیا بیتال بنا ہوا روانہ ہوا پتلے نفیر بجاتے جھنڈیان سرخ ہلاتے آگے بڑھے مجنون نے پھر تیسری چیخ ماری اُنکی مرتبہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی مین یہ دیوانہ بھی لٹکر یعنی ایک بلائے سیاہ بنکر روانہ ہوا اب تو نفیرون کو دم ملتا دیوانون کے قلقاریون کی صدا آندھی کا شور اگیا بیتالون کا بھق بھق آگ روشن کرنا پناہ بخدا عجب طرح کا ہنگامہ آفت خیز برپا تھا کہ چرخ پر خورشید بھی خوف سے تھراتا تھا زمانہ پُر از بلیات نظر آتا تھا چرخ سے جتنی بلائین کہ نازل ہونے کو تھین ایکبار اُتر کر اسجگہ اکٹھا ہوئی تھین اور مسلمانون پر چلی تھین خدا ہیوالے اہل اسلام کا محافظ و نگہبان ہی یہ بلائین اُنپر جاتی ہین دیکھیے کیا آفت لاتی ہین اُدھر لقا بارگاہ حشامی مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی اور مسلمان پہاڑ پر پناہ گزین ہین لیکن چالاک اور ابو الفتح کو فراغ سے قرار نہین ہی یہ پہاڑ پر سبکو چھوڑ کر اس فکر مین جانب عدو چلے کہ حصار آتشین سے باہر لشکر مسلمانان کے مقام پر لقا اُترا ہوا ہی بن پڑے تو ساحرون کو مار ڈالیے یا اور کافرون سے جو کوئی ملے اُسکی جان لیجیے غرض اسی فکر مین صورت خدمتگاران دشمن کی ایسی بنا کر بارگاہ حشامی مین

داخل ہوئے دیکھا تو ہنگامۂ عشرت ہے جلسۂ عیش و مسرت ہے یہ تو ٹھہر کر تدبیر کرنے لگے لیکن سنجر بلخی اور کلیا و عراقی اور زیرک وغیرہ چند عیار بلکہ اسی فکر مین یہان آئے تھے اُنمین دو تین عیار تو آبدار خانے کے پاس آئے اور ملازم جو صراحیان برف مین جھل رہے تھے پانی کا انتظام کرتے تھے اُنکو مکر سے پاس اپنے بُلایا اور تنہائی مین لیجا کر اُنکو بیہوش کر کے مار ڈالا اور پیرہن اُنکا اُتار کر اُنکی ایسی صورت بنکر آپ آبدار خانہ کا انتظام کرنے لگے اور ہر سنگ قریب بارگاہ آکر پھرنے لگا اتفاقاً ایک کنیز صبا کی باہر کسی کام کو آئی حقیقت مین صاحب حسن و جمال تھی کنیز نہ تھی مالک خوبان اور دولت حسن سے مالامال تھی زلف پُرشکن اُسکی دام دلہاے عشاق چتون اُسکی دلبری مین چاق ابروا اُسکے محسوبی سے جفت خوبی مین طاق چشم فتنہ زا کے اشارے کہ دل عاشقون کے ہمیسے مارے گوشۂ چشم مین قیامت نہان شوخی و شرارت سر در گریبان کہ ہم ایسے کہان رخسار پر اُسکے ملاحت قربان نظم

ہر موے مژہ وہ عربدہ ساز | خونریز لسان ناخن باز | وہ ترک کہ وقت ترکتازی
ہے مرگ قتیل تیغ بازی | دانتون کا دہن مین ہے وہ عالم | غنچہ مین ہے قطرہ ہاے شبنم
حسن اُسکا فروغ جاودانی | لیتی تھی بلائین خود جوانی | عیار مذکور نے جو اُس سراپا

حسن کو دیکھا صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُسکے گیا اور کہا اے صاحب حسن مین اپنی بی بی کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہون چنانچہ اسوقت وہ خیمہ مین تنہا ہے اور نہین معلوم کہ کیا عارضہ اُسکو ہوا ہے جو اسوقت لوٹ رہی ہے اور کہتی ہے کہ کسی عورت کو بُلا دو تا اُس سے اپنا حال بیان کرون مرد سے وہ عارضہ قابل اظہار نہین تو واسطہ سامری کا میرے حال پر آپ رحم فرما کر میرے خیمہ مین تشریف لیچلین بعد لمحہ کے چلی آئیے گا کنیز ترس کھا کر اُسکے ساتھ ہوئی یہ اُسکو راہ کتر اکر اکیلے مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی غار مین چھپا کر کپڑے اُسکے پہنکر بارگاہ مین آیا اور سامنے بلا کے استادہ ہوا اِس اثنا مین بلا کو پیاس معلوم ہوئی اُسنے سر بلند کر کے ملازمون کی جانب دیکھا اور کہا کوئی پانی پلائے چالاک جو پہلے سے یہان موجود تھا اُسکے سر اُٹھانے سے دو ایک ساحرون کی آڑ مین ہو گیا کہ مجکو شناخت نکرے اُدھر آبدار خانہ مین جو عیار منتظم تھے اُنمین سے ایک گلاس بھالی جوڑ مین لگا کر پانی بیہوش آلود سامنے ساحر مردود کے

لایا اُسنے پانی پیا لیکن نگاہ اُسکی کنیز مصنوعی یعنی سر ہنگ پر پڑی ایک تو وہ کنیز تھی ہی لعبت
دوسرے اِس عیار کی بناوٹ دیکھتے ہی طائر دل اِسکا اُسکے دام زلف مین اسیر ہوا اور اپنی بہن سے
کہا کہ اِس کنیز سے ہمبستر ہونا چاہتا ہون تم اجازت دو اُسنے کنیز کو بُلا کر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے
ساتھ جا اور جو کہین بجا لا یہ کہکر برادر کو اشارہ کیا کہ جائیے از بسکہ یہ درۂ کوہ مین جا کر مقیم ہوئے
اور خیمہ و بارگاہ انکا لشکر لقا مین ہے یہان کہان کنیز کو یہ ساحر لیجاتا پس اسنے اُٹھکر آبدار خانہ مین
جانیکا قصد کیا پردہ چھڑوا دیا اور کنیز کو ہاتھ پکڑ کر لیچلا چونکہ پانی مین بیہوشی پی چکا تھا بیہوش ہونے لگا عیار اُسکو
بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالتا ہوا اندر آبدار خانے کے لایا وہان سب عیارون ہی کا انتظام ہے
ساحر کو بیہوش ہو جانے دیا اور صلاح کی کہ قتل کر ڈالین لیکن یہ خوف طاری ہوا کہ اسکے مرنے
سے غصہ مین آکر صبا سرداران اسلام کو نہ ضرر پہونچائے پس یہان سے لیجا کر قید کرنا چاہیے یہ
صلاح کر کے پشتارہ مین باندھا اور کہا نقب دیکر لیچلنا چاہیے یون تمام ساحر جمع ہین لیجانا مشکل
ہوگا غرضکہ نقب کھودنا چاہا اسمین ایک عیار نے کہا یہ بارگاہ حشامی ہے خواجہ عمرو اور ہم عیارون
نے جابجا کنوئین اور سُرنگین کھود رکھی ہین اِسیدن کے لیے کہ اگر بارگاہ مین کبھی ہم گھر جائین تو راہ
نقب نکلجائین چنانچہ اِس مقام پر بھی ایک نقب ہے مین اُسکا دہنہ کھولتا ہون تم سب اُسی
راہ سے چلو عیار یہ کلام سنکر خوش ہوئے اور خنجر سے ایک جگہ زمین کھودی دہنۂ نقب ظاہر ہوا یہ سب
اُتر کر روانہ ہوئے بلا کا پشتارہ سر ہنگ نے لادلیا اور بہت خوش ہو کر جلد قدمزن ہوئے لیکن
بارگاہ مین صبا کا دم گھبرایا اور بختیارک سے کہا مین نے سُنا ہے بھیا بڑی دیر سے ہمراہ کنیز گئے ہین
ابھی تک آئے نہین شاید وہین سو رہے تو صاحب مین نے کنیز کو اسلیے تو دیا نہین جو ہر وقت اُس سے
کام لیا کرین اور وہ نیکبخت بند و رُمیری سوت بنکر بیٹھے مین نے اسلیے اُسکو دیا ہے کہ خیر کبھی اُنکے پسند
ہے کبھی کبھی اُسکو بُلا لیا کرین کیونکہ اچھی چیز سب ہی کو پسند ہوتی ہے بختیارک نے یہ فقرہ سنکر جواب دیا
کہ ای ملکہ اس بھروسے نہ رہنا کہ وہ کنیز کے پاس آرام کرتے ہین ذرا خبر تو لو کہین عیار نہ فقرہ دین اور کام انکا
تمام کرین ساحرہ یہ سنکر بیتابانہ اُٹھی شیطان بھی ہمراہ ہو لیا کہ ایسا نہو تنہا جانے سے یہ بھی مبتلاے بلا ہو
غرضکہ آبدار خانہ مین دونون آئے یہان دو ایک آبدارون کے سر کٹے پڑے تھے گھڑے پانی کے
غیرت سے پانی پانی تھے جام ہنسنے کے عوض رونا چاہتے تھے دہنۂ نقب کھلا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا

شیطان نے کہا بڑا غضب ہوا مین نہ کہتا تھا کہ اس کنیز مین کچھ نہ کچھ فتور ہے اب عیار جلے ہوئے ہین بغیر
مار ڈالے نہ رہینگے بلا کی جان مفت گئی ساحرہ نے یہ سنکر اُسیوقت اپنے کان پر ہاتھ ڈالا اور
اُسکے کان مین جو بالا پڑا ہے اُسمین بجائے جھومر کے ایک مگر جواہر کا لٹکا ہے بس اُس مگر کو اپنے بالے سے
لگا لکر زمین پر پھینکا اور سحر پڑھکر پکاری کہ ہان لینا عیارون کو جہان کہین میرے بھائی کو لیگئے ہین جلد گرفتار وہان
جاکر کرنا مگر یہ صدا سنتے ہی لوٹا اور اصلی مگر دریائی بنکر بشکل اژدر نقب مین در آیا عیار دوسرے سرے پر
نقب کے پہونچے تھے ہنوز باہر نہ نکلے تھے کہ مگر نے جالیا اور اژدہے کی طرح دم کھینچا کچھ عیار تو کود پھاند کر
باہر نقب سے نکلگئے اور بھاگئے لیکن سرہنگ جو پُشتارہ لیے تھا جلد بھاگ نسکا مگر مع پُشتارہ اُسکو اور
ایک عیار اور جو اُسکے پیچھے تھا ان دونون کو نگلکر پھرا اور آبدار خانہ مین آکر نکلا ساحرہ منتظر کھڑی تھی
اُسکے پھر آنے سے اپنے مقام پر آئی یہان ساحر کی گرفتاری سے غلغلہ برپا تھا جلسہ عشرت درہم
وبرہم ہوا تھا لقا کو بڑا تردد تھا کہ اگر ساحر کو عیارون نے مارا تو سردار چھوٹ جائینگے اور یہان آکر
آفت ڈھائینگے پھر بھاگنا پڑیگا اسی فکر مین ناچ راگ سب موقوف تھا کہ ساحرہ آئی اور دنگل پر بیٹھکر
مگر سے کہا جنکو تو نگلگیا ہے اُگل دے مگر نے دونون عیارون کو مع پُشتارے کے اُگل دیا اور آپ
اُسی طرح چھوٹا ہوکر جواہر کا بنگیا ساحرہ نے اُٹھاکر بالے مین ڈال لیا بختیارک نے یہ سحر دیکھکر
بڑی تعریف کی کہ ای ملکہ سامری بھی کرتے تو اتنا ہی سحر اُنسے ہوتا جیسا تمنے جادو کیا واہ کیا کہنا لقا نے
کہا قدرت نے یہ تقدیر گرفتاری ساحر اسلیے فرمائی تھی کہ اس بندی قدرت کا مرتبہ ظاہر ہو تو ہماری
خاص بندی ہے ہمنے بڑا تجھکو رتبہ دیا ہے ہاتھی کی طرح تجھکو اپنا زور خود نہین معلوم ہے ساحرہ نے یہ سنکر
سجدہ خداوند کو کیا اور پُشتارہ سے بلا کو کھولکر ہوشیار کیا عیار بھی دہن مگر مین جاکر بیہوش ہوگئے
اُنکو باندھکر ہوشیار کیا یہ سب کیفیت چالاک والو الفتح نے جو یہان موجود تھے دیکھی اور اُسکے
ملازم بنے ہوئے تھے مشکین باندھنے کے حیلے سے قریب عیاران آئے اور موقع پاکر اُنکے کان مین
کہا کہ یہ بارگاہ ہم لوگون کی سمجھی ہوئی ہے اسمین برابر آبرنز کے بھی ایک نقب ہے تم جس طرح ہوسکے
اُسی مقام پر جاکر بیٹھنا ہم باہر جاکر اندر نقب کے آئینگے اور تمکو کمند مار کر کھینچ لینگے وہان سے بھاگ
چلنا یہ سمجھاکر اُنکو باندھکر کسی حیلہ سے آپ باہر بارگاہ کے نکلگئے اور جس جگہ دہنہ نقب باہر بارگاہ کے
تھا وہان پہونچکر اُسکو واکر کے اندر آئے یہان سرہنگ و نیرک جو بندھے کھڑے تھے ساحرہ سے

گویا ہوئے کہ اری دیوانی تونے ہمکو ناحق گرفتار کیا ہی ہماری قضا کسی طرح نہین ہی اگر تجکو اعتبار نہو تو برابر آبر یز کے سحر آتار کر ہمکو بٹھوا دے پھر ہمارے کہنے کا امتحان کرلے شیطان سنے یہ تقریر سنکر کہا تم تو ایسی باتین کرتے ہو جیسے کہ قید ہی نہین ہو کیا آبریز کے پاس جاکر چلے جاؤگے عیارون نے کہا کچھ اسمین شک بھی ہی ہمکو روک کون سکتا ہی ہم جب چاہین چلے جائین اسوقت بھی برابر آبریز کے پہونچے اور گئے ساحرہ کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور کہا اُسی مقام پر کہ جہان تمھاری خواہش ہی بٹھلائے دیتی ہون اور سحر بھی اُتارے لیتی ہون دیکھون تو کہ تم کیونکر چلے جاتے ہو عیارون نے کہا ازین چہ بہتر نیکی کا کیا پوچھنا ساحرہ ایساتیہے مین آئی کہ دو جادوگرون کو حکم دیا ان عیارون کو جہان یہ کہین بٹھا دو ساحرون نے انکو اُٹھا کر اُسی جگہ حسب خواہش عیاران بٹھا دیا عیارون کو جو مقام کہ چالاک بتا گیا معلوم تھا وہی پسند کر کے بیٹھے بختیارک ساحرہ کو بہت مانع آیا کہ یہ عیار جو کہتے ہین سچ ہی بیشک یہ چلے جائینگے اى ملکہ تمکو غصہ دلاتے ہین اور فریب دیتے ہین انکے مکر مین نہ آؤ ساحرہ نے کہنا شیطان کا پذیرا نہ کیا غرض کہ جب عیار برابر آبریز کے بیٹھ چکے چالاک نے صدا اُنکی نقب مین سُنی اور طبقۂ زمین کو خنجر سے کاٹکر دہنۂ نقب پیدا کیا جیسے ہی زمین کھدی عیارون نے کہا ای صبا ہم جاتے ہین اُسنے کہا واہ دیکھا نہین ہنوز یہ کلمہ ورد ہان تھا کہ چالاک نے نقب کے اندر سے کمند ماری عیارون پر سے ساحرہ ازبسکہ سحر اُتار چکی تھی فقط بندھے تھے کمند مین اُلجھا کر اُسنے کھینچ لیا بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ وہ گئے وہ گئے صبا گھبرا کر اُٹھی اور اُسی طرف دوڑی صبا تو گھبرائی ہوئی تھی مگر بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ جلدی نگر کو چھوڑو اُسنے جلدی کان سے بالا اُتار کر نگر کو نکالا اور زمین پر پھینک کر سحر پڑھا کہ وہ اصلی نگر بنا اُسکو حکم دیا کہ اُس نقب مین دشمن ہین اُنکو پکڑلا نگر تڑپکر اندر نقب کے چلا چالاک عیارون کو کھینچکر مشکین اُنکی کھول ہی رہا تھا اُسنے جیسے ہی نگر اندر نقب کے کودا سنبھلکر کمند نگر پر بھی لگائی نگر کی کمر مین جو حلقۂ کمند کے جال کی طرح لپٹے اُنمین سے نکلنے کے لیے جو تڑپا حلقۂ کمند تو ٹوٹ گئے لیکن وہ اس زور سے تڑپا تھا کہ نقب کے باہر نکل آیا دہنہ نقب پر ساحرہ وغیرہ تماشا دیکھنے کھڑے تھے نگر مین وہ زور سحر کا تھا کہ کمند کو توڑا اور اس طرح پر باہر نکلا کہ چند ساحرون کے سینے توڑ کر دور جا گرا وہ ساحر تو فی النار والسقر ہوئے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ساحرہ نگر کے پیچھے دوڑی کہ مبادا اورون کو ضرر پہونچائے اُدھر چالاک نے مشکین عیارون کی کھولدین وہ سب بھاگ کر دوسری طرف سے نقب کے باہر نکلگئے ساحرہ نے جاکر نگر کو پھر اُٹھا کر بدستور سابق بالے

مین ڈال لیا لیکن طائر ہوش پران تھا کہ کیا بلا کے عیار ہین کہ میرے سحر کو بھی رد کر دیا شاید وہ بھی ساحر زبردست ہین غرض پھر کر اپنے مقام پر آئی یہان ہنگامہ برپا تھا بر عمل کر رہے تھے اندھیر اتھا ہر شخص بد حواس تھا کہ یہ کیا آفت آئی لقا کا عیش منغص و تلخ تھا رقاص بھاگ کر الگ پیچھے مطرب کہین ساقی کہین تھے جام انجام کے سوچ مین یہ نیرنگی دیکھکر سرنگون شیشون مین شراب سرخ نہ تھی خوف سے دل خون گو سبو ٹکڑا اگ مین غم کے پھنسے ہوئے راشسکر بھاگ بھاگ کر تتیا ناچ ناچتے شب عشرت کم رہی تھی تو بہاگ گاتے اُدھر بختیارک کہرواناچ ناچ رہا تھا کہ واہ واہ واکیا ہی اُپج کی لی ہے اب کوئی دم مین مُرلیا باجا چاہتی ہے ہم کہتے تھے کہ اِن عیارون کے کہنے پر نہ اوٹھانا ویسی ہی سزا پائی ساحرہ یہ باتین سنکر خفیف تھی اور گردن جھکائے بیٹھی تھی مختصر یہ کہ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا لقا نے ساحرون کو مکدر دیکھکر کہا اے بندگان قدرت تمنے میری نیرنگی قدرت کا تماشا دیکھا یہ میری قدرت کے ادنی کھیل ہین اور بائین ہاتھ کے کرتب ہین کبھی دشمن کو قوت عطا کر کے تماشا دیکھتا ہون کبھی تم بندون کو زور عطا کرتا ہون اب تم گھبراؤ نہین ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ عیار سب گرفتار ہو جائینگے ساحرون نے یہ عنایت خداوندی دیکھکر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند ہم تیرے بندے گندے ہین تجھکو ہماری فکر نہو گی تو کسے ہو گی ہمکو اِن عیارون نے ذلیل بہت کیا ہے ہم صبح کو ان مسلمانون کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دینگے ملک عدم انکی روحون سے بسا دینگے لقا بولا کہ یہ تقدیر مین نوے ہزار برس پیشتر سے کر چکا ہون کہ صبح کو سب مسلمان تمھارے ہاتھ سے مارے جائینگے اچھا تم اب شراب پیو ناچ دیکھو اور داد عیش و نشاط دو یہ کہکر دوبارہ جلسۂ عشرت مرتب فرمایا مگر رات گذر چکی تھی کافرون کو دم بھر بھی عشرت نصیب نہوئی کہ نہنگ بحر اخضر فلک سینہ خاور توڑ کر غار مشرق سے باہر آیا اور صبا سحر کو سناتا ہوا کہ نظم

چو خورشید تابان زبرج بره
بیاراست روے زمین یکسره
یلان برنهادند زآهن کلاه
جہان شد پرآواے بوق و سیاہ

ہنگام سحر بعد فراغ احتیاجات ضروری ساحران نابکار سوار ہوئے تیلھاے روئین تن اپنے ہمراہ لیے لقاے گمراہ بھی فیلان زنجیرہ بند پر تخت نشین بصد فر و تمکین ہوا ساحر اور کوہی اور سنجانی باختری مشتری حصاری سبائلی اور ساسانی گرگانی پیشدادی کیانی شدادی تمام قومین مثل مور و ملخ کے جانب کوہ براے قتل مسلمانان روانہ ہوئین ساحرون کے سحر سے آفتاب

ہزارون نکلتے اور غروب ہو جاتے اژدر رسن اور تسموں کے بنتے زہر اُگلتے ہوا کے سناٹے چلتے ایک طرف سپاہ عدوے گمراہ گھٹا کی طرح اُمڈی ہوئی سوارون کے گھوڑے ہنہناتے اسلحہ کی چقاچاق گنبد سما اور جوف دنیا مین گونجتی گیتی تمام لرزتی گرد و غبار تا فلک بلند دل ہر دو سمند نظم

ز لشکر ہر آنکس کہ بد پیش رو	برانگیختند اسپ و برخاست غو	غو طبل بر کوہ و زین بخاست
درفش سیہ را برآورد راست	برفتند شمشیر و زوبین بکف	کشیدہ سپہ بر سہ فرسنگ صف
سپہ اندر آمد ہمی فوج فوج	بر انسان کہ برخیزد از آب موج	بقیر اندر اندودہ چہر سپہر
کسی را نبد بر تن خویش مہر		

یہ ساحران بیحیا آمادۂ جفا بارادۂ قتل و قمع مسلمانان القصہ روانہ ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے اب انکے سرکوب کا حال مبارک فال سنیے بیت کنون من کہن داستان نو کنیم + بہی در ہمی یاد خسرو کنیم + سابق مین بیان کیا گیا تھا کہ شہزادہ ایرج۔ تورج پاس دہنہ طلسم ہزار برج پرپہونچے تھے اور تورج کو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ طلسم مین نجائین مگر اُنھون نے آخر کار داخلہ طلسم مذکور مین کیا اور ایرج نے انکی خبر کے لیے عیارون کو بھیجا چنانچہ وہ حال سب ترقیم ہو چکا حاصل مرام جب شاپور و خضر غام بھی داخل طلسم ہو چکے اور پھر کر نہ آئے ایرج عالیمقام لشکر اسلام کیطرف پھر آنا مناسب نہ سمجھا فوج کو ہیان کو اپنے ہمراہ لیکر آپ بھی جانب طلسم ہزار برج چلا اور ازبسکہ راہ سے نابلد تھا اُسطرف کہ جدھر تورج طلسم فتح کرتا ہوا گیا ہے بھولکر نگیا اور سمت کو حوالی طلسم کے رخ اُٹھ گیا یہانتک کہ بعد قطع منازل و مراحل ایک قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ طلسم ہزار برج کے گرد کوہستان ہے اور ساحران زبردست اور کوہیان سرکش بستے ہین شہزادہ موصوف خارج از طلسم اس قلعہ کے نزدیک پہونچا یہ قلعہ جات برائے حفاظت طلسمات ہین اس سبب سے بادشاہان طلسم نے ساحرونکو خارج از طلسم بھی قلعہ عنایت کر کے حاکم بنایا ہے غرضکہ شہزادۂ مذکور نے اس حصن حصین کو بہت مستحکم واستوار پایا خندق گرد قلعہ کے مثل دریاے زخار تھی فیلبند دروازہ کی ہر ایک کیل پایدار تھی پل تختہ پڑا تھا در قلعہ وا تھا ہزار ہا ساحر اُترا ہوا تھا برج بارے کنگورے فصیلین قلعہ کی بہت مضبوطی سے آراستہ جھانکیان کٹی زندے بنے ہر برج پر ساحران غدار اُترے ہوئے ہوم کرتے اُس عمارت کا یہ نقشہ تھا نظم

یکے جاے دارد سر اندر سحاب	چو کوہ بلند آن در حصن بود	برآوردہ سر تا بچرخ کبود
	ز خارا برآوردہ از قعر آب	کہ گرد حصن دریا بود جاے او

کسے نگسلاند زین پاے او | شہزادہ اُس قلعہ کو دیکھکر وہان سے کچھ دور ہٹکر قیام پذیر ہوا لشکر کو
اُترنے کا حکم دیا بارگاہ برپا کرائی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا شہزادہ بھی داخل بارگاہ ہوکر آرام
فرمانے لگا لیکن اُس قلعہ کے جواسیس اِس لشکر کے آنیکی خبر مفصل دریافت کرکے مع نام ونشان
شہزادہ سامنے حاکم قلعہ کے گئے حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا ملکہ ہوش دار جادو ہی
چنانچہ دارالامارۃ مین وہ سر پر فرمان روائی پر جلوہ گستر تھی کہ ہلکارے سامنے آئے دعا وثنا زبان پر
لائے پھر عرض پیرا ہوئے کہ نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران یعنی شہزادۂ ایرج نوجوان
مع لشکر فراوان کے زیر قلعہ آکر اُترا ہی غلامون کو نہین معلوم کہ کیا ارادہ رکھتا ہی اور کیون آیا ہی یہ خبر
سنکر ساحرہ کا طائر رنگ رخ پرواز کر گیا مگر دل مضبوط کرکے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوئی اور ایک
سردار سے کہا کہ تم دوسو سوار اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ شہزادہ کسواسطے آیا ہی سردار حسب
ارشاد باہر آکر سوار ہوا اور دوسو سوار اپنے ہمراہ لیکر بڑے کروفر سے لباس پُرتکلف پہنے اسلحہ سے
آراستہ جانب شہزادہ چلا اور قلعہ سے باہر نکلکر جب قریب لشکر فیروزی اثر شہزادۂ نامور پہونچا اُسکو بھی
اُسکے آنیکی ہلکارون نے خبر دی اُسنے ایک سردار بھیجکر اپنے پاس باعزاز تمام بلایا اور مقام بہتر دیا کرسی پر
بٹھلایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب دیا جب دماغ اُس سردار کا بادۂ ناب سے گرم ہوا شہزادہ
سے باعث تشریف آوری پوچھا شہزادہ نے شبدیز کلام عرصہ بیان مین یون جولان کیا کہ نام ونسب
تو ہمارا اظہر من الشمس ہی کچھ اظہار کی اُسکی ضرورت نہین اور آنا ہمارا ابھی اِدھر راہ بھولنے کا باعث
ہوا تم اپنے ملک سے ہمین جانب طلسم ہزار برج جانیکی راہ دو اور رہبری کرکے راہ پر ہمین لگا دو ہمکو کچھ
تمھارے ملک ومال سے مطلب نہین یہ کہکر اُس سردار کو موافق رتبہ کے خلعت عنایت فرماکر رخصت
کیا وہ پھر سامنے حاکم قلعہ کے آیا اور اوصاف حمیدۂ شہزادہ بیان کرکے درخواست شہزادہ کا اظہار کیا
ساحرہ ازبسکہ بددین اور سیہ قلب تھی تعریف شہزادہ کی سنکر گویا ہوئی کہ مسلمان اسی طرح خلق ظاہر
کرکے لوگون کو بندۂ بے درم بناتے ہین یہ کہکر ایک اپنی کنیز سے کہا کہ تو جاکر اُس مسلمان کو میری
جانب سے پیام دے کہ ہم لوگ جادوگر ہین تم مسلمانون کی پرچھائین سے بھاگتے ہین بہتر یہ ہی کہ یہان
سے چلے جاؤ ورنہ ذلت اُٹھاؤگے اگر شر بڑھاؤگے مُنھ کی کھاؤگے کنیز یہ پیام اُس ناکام کا سنکر ازبسکہ ساحرہ
تھی پرواز کرکے بارگاہ شہزادۂ عالی مقام مین آئی اور پیام اپنی مالکہ کا حرف بحرف ادا کیا اُس شہزادۂ

ذی تبار کو گفتار ناسزا اُس کنیز بدکردار کی ناگوار معلوم ہوئی اپنے سردارون کو اشارہ کیا کہ یہ ساحرہ ہی
نکلجانے نپائے بحیلہ گرفتار کرلو تاکہ اپنے تقریر نالائق کی سزا پائے سردار اُٹھکر ہر سمت سے یکایک ٹوٹ
پڑے اور کسی نے گردن پکڑلی کسی نے گلا دبایا کہ سحر نکرسکے غرضکہ مشکین باندھکر ستون بارگاہ سے
باندھدیا اور مُنھ مین کپڑا ٹھونس کر بحکم شہزادہ خوب پاپوش کاری کی اور ناک کاٹ کر چھوڑدیا وہ کنیز بیتمیز
باہر بارگاہ کے نکلکر نالان و گریان کپڑا مُنھ سے نکالکر آمادہ ہوئی کہ سحر سے کچھ عوض اپنا لے مگر مسلمانون
سے بغیر حکم اپنی مالکہ کی فساد کرنے سے خائف ہوکر بزور سحر اُڑکر سامنے ہوشدار بدسیر کے آئی اور اپنا
حال زار دکھاکر گویا ہوئی کہ بی بی وہ موئے بڑے ہیکڑ ہین کسیکی نہین سنتے آپکو تو لاکھون گالیان دین
اور مجھکو باندھکر ناک کاٹ کر جوتیان لگائین یہ کیفیت سنکر مالکہ کو اُسکی کان ہوئے کہ معاملہ دگرگون ہی
لیکن کنیز کی حالت دیکھکر غضب طاری ہوا اور لشکر کے سردارون کو حکم آراستگی لشکر دیا مگر اِسکی ایک
شہزادی دختر خواندہ ہی کہ نام اُسکا محبوب نازک اندام جادو ہی وہ شہزادی ملک حسن کی شہنشاہ
ہی بہتر از مہر و ماہ ہی کہ حال اُسکے حسن خداداد کا آگے بیان ہوگا اِس وقت اُسکے پاس بیٹھی تھی جب
اُسنے حکم تیاری فوج کا دیا اِس ترک ستمگر نے منع کیا اور کہا اے والدہ مہربان یہ کنیز ناچیز اُس شہزادۂ
ذی شان کی خدمت مین جاکر کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لائی ہوگی چونکہ شریف اور نجیب اِن باتونکا
متحمل نہین ہوتا ہی خواہ کیسا ہی غریب ہو کہ بموجب بیت سُنی نہین کبھی گالی کہ آشنا ہون کان ؎
دربار کے پھر کیسے مہربان کیا کیا + پس جب شریف مفلس کا یہ حال ہو تو وہ شہزادہ ہی کوئی
پاجی نہین اُسکو تاب نہ آئی آپ نے اول مرتبہ سردار کو بھیجا تھا اُسنے گفتگو معقول کی شہزادہ
موصوف نے دیکھیے اُسکو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جواب بھی عجز آمیز آپکے کلام کا کہلا بھجوایا فی الحقیقت
مناسب نہین کہ اِس لونڈی کی ذلت ہونے پر نبیرۂ حمزہ سے فساد کیجیے یہ لوگ برباد کن خانمان
ساحران جہان مین جہان تک ممکن ہو اِنسے آشتی ہی کرنا جان بچنے کے سامان ہین ہوشدار
اِسکے سمجھانے سے قائل پذیر ہوئی اور یہ غارتگر ہوش و خرد خود اُٹھی کہ اے مادر مین جاکر اُس مسلمان
صاحب فرکو یہان سے رخصت کرائے دیتی ہون یہ کہکر بصد زیب و زینت مع چند کنیزان ماہ
طلعت کے ہوادار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی چنانچہ سواری اُس گل بوستان رعنائی کی برنگ
باد بہاری قریب بارگاہ گلچین باغ حسن و خوبی کے پہونچی شہزادہ سراپچہ بارگاہ کو اُٹھوائے سیر دشت

فرمارہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان سپہر حسن ُلمن صحرا سے ساطع الانوار ہوا جسکے ضیاے رخسار نے دشت ودر کو منور وروشن کردیا صحرا کو وادی ایمن کردیا تین چارسو عورتین خوبصورت مثل نجم فلک گرد بیچ مین وہ ماہ منیر مقابل جسکے مہتاب گرد ہوادار پر سوار ایک کنیز چتر جواہر نگار سر پر لگائے ایک چنور سر پر جھلتی کچھ نازنین عہدے ہاتھون مین پہلوون مین کسیکے ہاتھ مین گڑگڑی جواہر کی کوئی پنکھیا پھولون کی لیے کسینے ہواخواہی ظاہر کی کوئی صداے دورباش سُناتی گُڑگُڑی والی برابر ہوادار کے حقہ پلاتی وہ گلفام دل عاشق کے دھوئین اُڑاتی آتی غرضکہ وہ قمر پیکر دربارگاہ پر آکر ہوادار پر سے اُتری اور ہزاران ناز وانداز اندر آئی شہزادہ نے قریب سے جو اُسکے حسن زیبا پر نظر کی دل لوٹ ہوا پردہ عشق کا عقل وخرد کے لیے اُوٹ ہوا دیکھا کہ زلف چلیپا اُسکی سوداانگیز بیدلان وہوشیاران کاروان کاروان یوسف دل کو اُسکی خریداری کا ارمان آفتاب تابان کیا دل ہر پیر وجوان اُسکے رخسار پر قربان آفتاب جاروب شعاع سے ہر سحر اُسکے در کی آستانہ روبی اس اُمید پر کرے کہ دامن اُسکا عکس رخسار سے پر از نور کرکے مجھ ذرۂ خاکسار کو عوض حسن خدمت کے نام نہ دھرے مثل قمر کہین داغی کا دھبا نہ لگے فلک بے مہر اسقدر جو چکر لگا رہا ہے اُسکا دل اس پردہ نشین کی عصمت وشرم کے دیکھنے سے سیر نہین ہوا ہے شمع نے جو اُس شعلۂ رخسار سے لو لگائی اُس قدر روشنی ہاتھ آئی نہین نہین یہ چرب زبانی لطف نہین دیتی شمع روشن اُسکے حسن جہانتاب کا ایک پرتو ہے اور مہر تابان مین اُسکے عارض درخشان کی ضو ہے کیا اُسکا سراپا لکھون کہ بموجب نظم

سراپا حسن وخوبی تھی وہ مہرو
قباسے نور معنی کو ملی ہے
کبھی خندہ بشکل گل دہان پر
دل عاشق کتان کیطرح پارہ

فسان غمزہ پر تھی تیغ ابرو
وہ چشم مست ومخمور مے ناز
کبھی لب بستہ جون غنچہ دہان پہ
لباس حسن اور وہ قد بالا

جب اُسکی مدح خامہ نے لکھی ہے
پے صید غزالان ناوک انداز
جدھر کرتی تھی وہ مہرو اشارہ
غرض خوبی مین وہ سب سے دوبالا

اُس قامت قیامت خیز کو خم کرکے سامنے شہزادۂ ذیحشم کے سلام کیا شہزادہ دلدادہ ہوچکا تھا یقین تھا کہ غش کرجائے مگر ساحرہ سمجھکر دل قابو مین رہا اور پکارا کہ بیت تم آئے تو زندہ ہوگئے ہم ✽ ہو مردہ دلون کے تم مسیحا ✽ وہ گلبدن مسکرائی شہزادہ نے ہاتھ پکڑکر پہلو مین بٹھالیا اُس بادشاہ حسن نے بھی شہزادہ کے حسن وجمال بیمثال اور شوکت واقبال کو دیکھکر غش غش کیا یعنے

صورت مین بے نظیر رشک بدر منیر چہرۂ نورانی سے آئینہ کو حیرانی زلف عنبرین سے سنبل کو پریشانی گلہاے بوستان عالم کا اُسکے عارض خوش رنگ کو دیکھکر رنگ اُڑجاے یہ حسن یہ جھمک دمک یہ تازگی کہانسے پائین آنکھین نرگس شہلا اور آہوے ختن کو جنگلی اور وحشی تبائین نرگس کے پھول کمھلائین اور ہرن اُنکے روبرو چکارہ ہو جائین سر سے پا تک حسن خداداد قامت رشک شمشاد نظم

وہ رشک مہ پری طلعت گل اندام
دل عشاق کے لینے مین بیباک
پریشان اون کو سودا زلف کا تھا
نہال گلشن خوبی و آرام
غضب تھی زلف مشکین اُسکی رخ پر
جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا
غضب تھا کاکل خون مین جیسے چاک
حلب مین نافۂ آہوے سر
وہ نازنین بھی آئینۂ رخ کو دیکھکر

حیران رہگئی مگر غرور حسن سے آپکو سنبھالا اور دُرج دہن سے یون گوہر فشان ہوئی کہ اے شہریار عالی آپ زبردستان روزگار سے ہین لونڈی امید رکھتی ہے کہ عرض میری بدرجۂ اجابت پہونچے گی اور وہ یہ التماس کرتا ہے کہ یہانکی مالک سخت بے مروت ہے ہر چند کہ مجکو اپنی دختر اُسنے بنایا ہے مگر بے مہری کا سودا سر مین سمایا ہے آپ یہان سے کوچ کرجایئے سرحد ملک پر ایک کوہ ہے اُسکے دامن مین مقام کیجیے کیا ضرور ہے جو زیادہ طول کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا فرمانا مین بسر و چشم بجالاؤن گا فوراً یہان سے چلا جاؤنگا مگر اے شاہ کشور خوبی مقام غور ہے کہ جو کوئی کسیکے یہان آتا ہے اُسکو اسی طرح نکالتے ہین ہم تو تمھارے نہ کھانے مین تھے نہ پینے مین نہ ملک سے غرض نہ مال سے مطلب رکھتے تھے نہ بر سر فساد ہوے اور تمنے بے اعتنائی بھی کی اُسکو بھی مصلحت پر محمول کرکے خاموش ہو رہے اب ایک شب یا دو شب اس سرزمین پر پڑے رہتے پھر آپ ہی چلے جاتے اُسکے لیے تم لوگون نے یہ قیامت برپا کی ہے تمھاری بے مروتی خیر اچھا صاحب مین کوچ کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ طبل سفر بجنے کا حکم دے محبوب تو اسکی ادا پر دیوانی ہو چکی تھی ہوش و خرد سے بیگانی ہو چکی تھی یہ کلمات سنکر تاب مہاجرت نہ لاسکی گویا ہوئی کہ آپ تشریف فرما رہیے مین قلعہ مین جاتی ہون اور امی جان کو سمجھاتی ہون اور سامان دعوت ہمراہ لاتی ہون یہ کہکر جلد سواری بھی اُسی جگہ چھوڑا اور تخت سحر پر بیٹھکر دو کنیزین ساتھ لیکر پاس اپنی مادر کے آئی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے مادر گرامی قدر اُس شہزادۂ دلاور نے تو ایسی باتین کی ہین کہ مین بہت محجوب ہوئی ہون یہ کہکر جو کچھ شہزادہ نے کہا تھا من و عن بیان کیا اور کہا سچ تو ہے کوئی گھر آئے کتے کو بھی نہین نکالتا دوسرے یہ کہ بیت بزرگان مسافر بجان پرورند ٭ کہ نام نکو شان بعالم برند ٭ آپکو یہ بے اعتنائی

اُس شہزادہ ذیشان کی نسبت زیبا نہین لازم ہی کہ اُسکی خاطرمدارات فرمائیے وہ اسوقت جاتا تھا مین روک آئی اس تقریر کو سنکر ہوشدار تو پہلے ہی سے غصہ مین بھری ہوئی تھی اسکے سمجھانے سے بغضب تمام گویا ہوئی کہ ارے کنواری کنیان ننگ خاندان تو اُس مسلمان کو دیکھکر پھسل پڑی اسیواسطے گئی تھی وہ ہوئے تو ہمسے زیادہ ساحر ہین ایسا باتون مین موہ لیتے ہین کہ اُنکے پھندے سے انسان تمام عمر نہین نکلتا معلوم ہوا کہ تو اُسپر فریفتہ ہوکر آئی ہی اور دھگڑے کی طرف سے سفارش کرتی ہی مجکو بھی کوئی گیگلی تو نے مقرر کیا ہی جا دور ہو اس مقدمہ مین دخل نہ دے مجبوب نے یہ غصہ دیکھکر کہا ای واہ آپ تو خوب مجکو عجب ہوتا ہی عجب باتین سنا لیتی ہین ہر ایک کو یار ڈھلکا بنا لیتی ہین تو بی بی کیا مین نے برا کہا جو آپ اتنی گرم ہوئین ہوشدار کو اسکے گرم ہونے سے اور زیادہ غصہ آیا اور چوٹی پکڑکے ایک طمانچہ اُسکے مارا کہا اری ستیاناس گئی مجھ آتان بیٹی تیرے دھگڑے کی مین خاطرداری ہرگز نکرونگی اور تجکو زہر دیکر سُلا رکھونگی تو اس مقدمہ مین نہ بول نہین مین اپنی اور تیری جان ایک کرونگی مجبوب نے دل مین کہا کہ نہین دھلکڑا تھا تو اب سہی اور وہان سے جنگی اُلٹے پانون پھری یا ہر دار العمارہ کے آکر سحر کرکے شہزادہ ایرج پاس آئی اُسوقت فرط رنج سے اور راہ کی تکان سے جسم مین پسینا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ رنگ رو فق ظاہر آثار قلق جوش محبت یار عقل مصلحت سنج سے اور عشق سے خانہ دلمین تکرار شہزادہ نے جو اُسکو اس کیفیت سے دیکھا اُٹھکر ہاتھ پکڑلیا اور کہا ای مایہ ناز تیرے بگڑنے مین بھی لاکھ بناؤ ہین کہ بیت پسینے مین تمہارے رنگ ہی سونے کے پانی کا + کہ شبنم کا دوپٹہ بنگیا ہی کامدانی کا + اُس صاحب حسن نے یہ سنکر رنج دلکا اظہار کیا کہ میان دھگڑے ہم تمہارے واسطے خوب ذلیل ہوے اب بیٹھے کیا کرتے ہو یہان سے کوچ کرکے سامنے پہاڑ کے دامن مین جاکر قیام کرو اور یہ کنجی مجھسے لو درہ کوہ مذکور مین بتخانہ ہی اُسمین تین ہزار تیلا میرے سحر کا بنایا ہوا بند ہی جو کوئی آپکو وہان سے بھی اُکر ٹھہرنے کو منع کرے آپ اُس بتخانہ کو کھولدیجیے گا پھر کیفیت ملاحظہ کیجیے گا شہزادہ موصوف کو اٹھنا مقام قیامگاہ سے ننگ تھا مگر اس مدد غیبی کے ملنے سے خوشنود ہوکر لشکر کو حکم پہاڑ کی طرف کوچ کرنے کا دیا ملکہ محبوب نے کنجی حوالہ کرکے کہا کہ مین قلعہ مین جاتی ہون جو فوج کہ ذاتی میری لازم ہی اُسکو لیکر بمدد آتی ہون یہ کہکر جانب قلعہ روانہ ہوئی اور شہزادہ کوچ

کر کے دامن کوہ مین آکر مقیم ہوا اور درۂ کوہ مین جا کر دیکھا تو حقیقت مین تہخانہ پایا قفل اُسمین مثل
ران شتر کے لگا تھا وہان سے پھر کر بارگاہ مین آکر آرام فرمایا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ ساحر آفتاب
نے عزم سفر جہان سے کیا اور کوہ مغرب مین جا کر قیام فرمایا کہ بیت کہ عکس ماہ مثل حسن جانان +
نگاہ چشم سے دست و گریبان + رات کو محبوب نے اپنے ملازمون کو بلایا اور ہر ایک کو
انعام وافر عطا فرما کر سرفراز کیا پھر اپنا راز دل سب سے کہا کہ مین مطیع نبیرۂ حمزہ ہون تم لوگ میرا
ساتھ دو تو اپنی مادر سے لڑ کر ملک و مال لون پس جب مین حاکم ہونگی تو تمھارا بڑا مرتبہ کرونگی افسران
لشکر رضامند ہوئے اور ہر ایک نے اطاعت کا اقرار کیا اُسطرف ہوشدار نے اپنی فوج کے افسرون
سے کہا کہ یہان جو مسلمان آئے ہین اُنسے ہر چند چلے جانے کو کہا مگر وہ نہ گئے اب لڑنا ہی مناسب
ہے کیونکہ خداوند لقا اگر سنینگے کہ ہمارے دشمنون کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا تو بہت ناراض ہونگے افسرون
نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے ہم سب جانبازی کو حاضر ہین جو فرمائیےگا اُسمین قصور نکرینگے حاصل کلام یہ سب
انتظام کر کے آرام پذیر ہوئی جب رخ شمع پر اُداسی آئی اور خاطر شب مین ناہدجوائی کہ بیت طلعی
سرخی کنارون سے فلک کے + اُٹھے ہر آنکھ سے پردے پلک کے + ہنگام سحر ہوشدار بدسیر
اسباب سحر سے درست ہو کر اژدر پر سوار ہوئی ہمراہ بارہ ہزار ساحر کی فوج نابکار ہوئی ناقوس کی صدا نے
ہندوے فلک کو گھبرا دیا کرنا کے شور نے دل ترک روزگار کا دہلا دیا اژدہون کی پھنکار سے ہوا
مسموم ہو گئی گیتی رنجور و مغموم ہو گئی ہواے سحر نے اپنی ہوا باندھی ہر سمت سے سیاہ آئی آندھی
شعلہاے افسون و نیرنگ نے خراب آباد دہر کو کورۂ آہنگر بنایا تھا اِس پُرانے گھر کو جلانے کا
طور جتایا تھا نیزہ علم تھے خنجر و تیغ آمادۂ ظلم و ستم تھے کہ ابیات

چو او بست بر کوہۂ پیل کوس
بہر سو خروشیدن کرنا ے
سپر در سپر بافتہ دشت و راغ
برافروختہ شمع از وصد ہزار

ہوا گشت از گرد چون آبنوس
سیہ داغ دل شاہ بابا ے ہو
درخشیدن تیغہا چون چراغ

بتیرہ زنان پیش پیلان بپا ے
سوکوہ آیرج نہاد ندروے
جہان سر بسر گشتہ دریا ے قار

اِسی کر و فر سے قلعہ سے نکلکر جانب شہزادۂ نامور چلی مگر محبوب
نے رات ہی سے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ فوج کو متفرق کر کے قلعہ کے باہر بھیجدیا تھا وہ سب کوہ
و دشت مین آکر بطور مخفی جمع تھی دم سحر محبوب باوفا اکیلی سوار ہو کر باہر قلعہ کے آئی اور اپنے لشکر مین

جا کر ٹھہری اور اُسوقت کی منتظر ہوئی کہ جب ہوشدار لشکر شہزادۂ نامدار سے جا کر بھڑ جائے اور جنگ آغاز ہو اُسوقت عقب لشکر جا کر پشت پر گرون یہ تو اس فکر مین ٹھہری ہی اُسطرف ایرج صبح کی نماز پڑھکر باہر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا سیر دیکھ رہا تھا کہ یکایک قلعہ کی طرف سے گرد اُڑتے دکھائی دی لکۂ ابر سحر بھی نظر آئے گھوڑون کے ہنہنے اور بانگ یلان سے دشت گونجنے لگا شہزادۂ دلاور سمجھا کہ یہ علامت آمد فوج عدو ہی پس فوراً حکم آراستگی اپنے لشکر کو دیا دلاورون نے طبل جنگ بجایا اور جلد جلد کمر بندی ہوئی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو گیا شہزادہ دوڑ کر اندر کوہ کے درہ مین آیا کلید سے تہخانہ کا قفل وا کیا دروازہ کھلگیا اندر سے تین ہزار پتلا مسلح بالشت بالشت بھر کا فولادبدن گھوڑون پر سوار باہر نکلا اور بڑھکر مثل قامت انسان قد پیدا کر کے آگے بڑھا اتنے عرصہ مین ہوشدار ناہنجار کا لشکر فوج شہزادہ پر آ پڑا دلاورون نے تیغ و گرز و خنجر سے کام لیا ساحرون نے نارنج ترنج ناریل مارنا آغاز کیا مگر سپاہ مسلمانان سے ہنوز کچھ لوگ کام نہ آئے تھے کہ پتلہاے روئین تن پہاڑ کی طرف سے آکر سپاہ ہوشدار پر گرے اتبو قیامت کبریٰ بپا ہوئی تلوار کی باڑھ جادۂ راہ فنا ہوئی مسلمان جو سحر سے مغلوب اور عاجز تھے وہ بھی بڑھ بڑھکر تلوارین لگانے لگے شجاعت دکھلانے لگے ساحر اُن پتلون سے ایسا گھبرائے کہ سحر بھی یاد نہ آئے کلوا کو پکارا تو بھیرون ناچتا نظر آیا تیتا کو طلب کیا تو دم جنبیا نے دُم دبا کر سُرین دکھلائے لونا چماری تو سکے تلے پڑی تھی مردار پیزار پٹی کے خوف سے دور کھڑی تھی بڑھنت کی گھنٹ پر نہ آئی تھی ایک طرف سے شیران بیشۂ جلادت بپھرے ہوئے تھے ساحرون کو زیر تیغ رکھ لیا تھا منتر جنتر سب گرد تھا بڑے بڑے دخترون کے منتر بگاڑ دیے تھے رجز خوانون نے سات پشت کے مردے اُکھاڑ دیے تھے سحاب شجاعت سے لوہا برس رہا تھا تلوارون مین عدو کے دندانے پڑے تھے یا جوہر تیغ کھسیانی ہنسی ہنس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

زنالیدن بوق و بانگ سپاہ
بکوشید یاران درین کارزار
یکے را گرفتے زدے بر دگر
بسر پنجہ و برزدی بر زمین

تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ
بگفت این و از جاے برکرد رخش
ز بینے فرو ریختے مغز سر
بہ نیرو ببند اختی شان زدست

چنین نعرہ زد ایرج نامدار
بزخمے سواری ہمیکرد بخش
یکایک ربودی سواران ز زین
سر و گردن و پشت شان می شکست

ایک طرف پتلہاے روئین تن نے تہلکہ عظیم برپا کیا تھا کیونکہ اُنپر نہ سحر اثر کرتا تھا نہ حربہ ہتیار کارگر ہوتا تھا ساحر سحر سے اپنی جان بچاتے تھے اور بھاگ بھاگ جاتے تھے اسی گیر و دار مین پشت لشکر

پر کئی ہزار ساحر اور سوار سے محبوب طرحدار آگر گری پھر تو یہ حال ہوا کہ کشتی ارض ڈگمگانے لگی موج بحر آہن تا بہ فلک جانے لگی چمک شمشیر آبدار کی دریاے زخار تلازم فنا تھی رگ جان ساکنان غبرا بے تقاضا بھی معاذ اللہ لوہیکی جھنکار تیرون کی بوچھار نیزہ ہاے ستم سرشت کے پار زندگی مستعار بالکل بیکار دم آیا نہ آیا سانس کا شمار یہ عالم اظہار کہ نظم

برآمد یکے ابر بر سان قیر | سیہ گشت بر چرخ بہرام و ہور | دو لشکر برآمد ز یک رہ بجای
نہ سر بود پیدا نہ سر رانہ پای | سر نوک نیزہ ستارہ برد | سر تیغ تاب از شرارہ برد
ز خون خاک میدان گلین گشت سیر | ز شمشیر شیران نیرست شیر

اسی گرمی جنگ مین ہوشدار نابکار ہر سمت سے گھر گئی کچھ لشکر تو اُسکا کام آیا اور کچھ رو بفرار لایا لیکن وہ ساحرۂ غدار بھاگ نہ سکی پہلوان نے ہر طرف سے گھیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر شہزادہ ذیجاہ مین طبل فتح پر چوب پڑی اور جانب قلعہ رُخ کیا جب قریب قلعہ پہونچے رعایا برایا اکابرین شہر ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ولی النعمت شہزادہ فلک مرتبت ہوئے اور عذر کرنے لگے کہ ہم لوگ بقصور ہین رعایا ہے حضور ہین ہماری جان بخشی فرمایئے شہزادہ نے سبکو بطیع الاسلام کر کے سرفراز فرمایا پھر مع ملکہ محبوب دار الرعایات شاہی مین تشریف فرما ہو کر ملکۂ موصوفہ کو سریر حکومت پر بٹھایا شہر مین منادی نے امان کی ندا دی اکابرین شہر نے نذرین دین جلسۂ عشرت و مسرت شروع ہوا ساقی و مطرب و رقاص اپنی آن و ادا دکھاتے اہل انجمن کے ہوش و حواس نذرانہ مین لیجاتے محبوب نے تیلہاے روئین تن کو بھیٹا دیگر درۂ کوہ مین پھر بند کر دیا اور آپ انتظام ملک مین مصروف ہوئی یہان تو ہنگامۂ انبساط گرم ہے لیکن ہوشدار کی جو فوج کہ رو بفرار لائی وہ جانب قلعہ صندلیہ گئی یہ قلعہ بارہ کوس کے فاصلہ پر اس قلعے سے آباد ہے ملک زرخیز ہے رعایا دلشاد ہے حاکم قلعۂ مذکور ایک ساحر صندل بدن روئین تن جادو نام ہے نہایت غیور و شجاع و ذی احترام ہے فی الجملہ افسران فوج ہزیمت خوردہ قریب اُس قلعے کے جب پہونچے حاکم قلعۂ مسطور کو خبر ہوئی افسرون کو سامنے اپنے بلوایا اور تمام حال بربادی قلعہ اور قتل ہوشدار اور شراکت محبوب گلعذار سنکر غصہ مین آیا اور گویا ہوا کہ بحق قسم ہے جمشید و سامری کی کہ جاکر جبتک اُس مسلمان کے ٹکڑے نہ اُڑاؤنگا چین نہ لونگا اور اُس چھوکری محبوب کو وہ روز بد دکھاؤنگا کہ کبھی اُسکے دشمنون کو بھی وہ دن پیش نہ آیا ہوگا غرضکہ بہت کچھ لاف و گزاف کر کے حکم تیاری اپنے

لشکر کو دیا بارہ ہزار ساحران نابکار چیدۂ روزگار مسلح و مکمل ہو کر طائران سحر پر سوار ہوئے جلو مین حاکم
مذکور کے بارہ ہزار سواران آزمودہ کار ہوئے شور بوق و دہل تا بہ فلک چہارم گیا مہر تابان لرزنے
لگا کہ اب دم گیا دنیا گرد سواران سے گرد برد نظر آئی گرم بازاری مریخ سرد نظر آئی طائران سحر بروے
ہوا چھائے ساحران خود سر دل دہر مین آگ لگاتے شعلے چمکاتے جاتے تھے سوارون کے نیزے بجلی کی
تڑپ دکھاتے تھے صندل تیغ روئین شگاف اپنی کمر سے لگائے مرکب پر سوار رواں تھا تیغہ اُسکا
چشمۂ سحر سامری مین بجھا ہوا تھا حاصل مرام بعد طے مسافت راہ سامنے قلعہ ہوشدار کے پہونچا اور میدان
بہر جنگ درمیان مین چھوڑ کر لشکر اُتر وایا آپ داخل بارگاہ ہو کر ایک نامہ اس مضمون کا شہزادہ
فلک جاہ کو لکھا کہ اے ایرج نوجوان تمھین لائق و لازم ہے کہ بفور دیکھنے نامہ کے قلعہ چھوڑ کر اپنے
دادا کے لشکر کی طرف چلے جاؤ اور اُس چھوکری محبوب شوخ دیدہ کو باندھکر میرے پاس بھیجدو
کہ اُسکو سزاے معقول دون اُسنے گھر سارا برباد کر دیا اگر اِسکے خلاف تمنے کیا تو یقین جاننا کہ روے
گور دیکھوگے جسم اپنا طعمۂ کرم و مور دیکھوگے یہ لکھکر ایک ساحر زبردست کو دیا کہ وہ لیکر در قلعہ پر آیا
شہزادہ مجلس عشرت مین بیٹھا تھا کہ ہلکارون نے پہلے خبر آمد لشکر بیان کی پھر آمد نامہ دار کی اطلاع دی
شہزادہ نے ساحر ایلچی کو روبرو طلب کر کے نامہ کے مضمون کو دریافت فرما کر جواب لکھا کہ اے ساحر نابکار
وغدار تو سخت دیوانہ ہے عقل و خرد سے بیگانہ ہے کہ برائے گھر چڑھکر آیا ہے اور خیر اگر آیا ہے تو جو کچھ تجھسے ہو سکے
اُسمین قصور کرنا سراسر حماقت ہے ہمکو قادر و توانا کے عنایت کی بڑی قوت ہے یہ لکھکر حوالۂ ایلچی بدسیر
کیا کہ وہ اپنے مالک کی طرف گیا اور آپ لشکر لیکر باہر قلعہ کے تشریف فرما ہوا بارگاہ قلب لشکر مین نصب
ہوئی فوج ظفر موج بمقابلۂ لشکر دشمن اُتری محبوب نے جا کر درۂ کوہ مین تنخانہ وا کیا تین ہزار
بیلار وئین تن نکلکر لشکر مین شہزادہ کے آیا دن بھر آراستگی لشکر رہی جب قشقۂ گلستان پیشانی
ہندوے شب پر نظر آیا اور صندل سفیدہ سحر کا جسم ترک روزگار سے دور ہوا کہ ہیبت چو خورشید
تابان زگنبد گذشت ✠ بکردار آہن بتفسید دشت ✠ زرہ آہنی سیاہی شب سرہنگ دہر نے پہنی
صندل نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا طائران سحر محبوب خبر لیکر سامنے اپنی مالکہ کے آئے
اور حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے شہزادہ نے باخبر ہو کر اپنے یہان بھی کوس حرب
پر چوب دلوائی ساحر اور دلاور آگاہ ہوئے حربہ سحر کے درست ہونے لگے سپاہی چاق و چست

ہونے لگے کسینے آتش جدال وقتال گرم وافروختہ کرنے کو اگیاری کی کسینے تیغ سنگ سے لڑاکر شعلہ باری کی کسینے کمان کا چلہ درست کیا کسینے چلہ بھر کا منترات بھر مین پڑھا کوئی جوت کھڑی کرتا کوئی بیر بلانے کو آہت دیتا خنجر کی زبان کلیجہ کاٹ افسون پڑھتی تیغ کی زبان چل دوڑ لہو چاٹ جیتی تیر دہن زخم کا منھ کیلنا چاہتے تھے لب سوفار جی لینا مناتے تھے شمشیر دودم کے جوہر آلٹی سیفی کا اثر رکھتے نیزے زبان سنان سے جگر توڑنے کی دعا کرتے تیر ہر ایک اسم مین تخنیس بر یس سن چلنے مین یون یا آسیب جان گیر لقیب لشکر فتنہ ہاے خفتہ کی طرح اپنا سحر جگاتے یہ منتر زبان پر لاتے کہ بھوربھئے رن چڑھے بھاگ بھاگ مین پت ہو سو ہا۔ غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ دونون جانب برپا رہا جب زاغ شب کو ساحر روز نے بھینٹ چڑھادیا اور ساحر سحر نے آفتاب کی اگیاری پر اسپند انجم فلک ڈالا کہ نظم

بدانگہ کہ بیدار گرد دخروس
شدہ دامن تیرہ شب ناپدید
یکر دار کوہ از دور ویہ سپاہ
زنیزہ ہوا جسر بجوشن نماند
ستارہ سنان بود وخورشید تیغ
زترک وسنان آسمان آہنین
باسودہ اسپ اندر آورد پای

زدرگاہ برخاست آوای کوس
زآواز شیپور وزخم دراسے
ازآہن بسر برنہادہ کلاہ
ازآواز اسپان وگرد سپاہ
ازآہن زمین بود وزگرد میغ
سپہدار آن ایرج شیر دل
یلان را بہر سو ہمی ساخت جاے

سپیدہ چو از کوہ سر بردمید
توگفتی برآید ہمی دل زجاے
زگرد سیہ روز روشن نماند
بشد روشنائی زخورشید وماہ
بتر قید از آواز گردان زمین
کز آتش ستاند لشمشیر دل

یعنی سپاہ ہر دو سو میدان جنگاہ مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئی ساحرون نے روے گیتی آندھی سے سیاہ کردیا مبارزون نے برق تیغ سے زمین وزمان شعلہ بار بنایا صندل اژدر سحر پر چڑھکر آمادۂ پرخاش میدان مین آیا آفت افسون ونیرنگ سے ڈھانے لگا بعد اسلحہ ورزی حریف کو بلانے لگا ایرج دلاور نے قصد جنگاہ کیا تھا کہ محبوب بپیشقدمی کرکے اُسکے گئی اور گویا ہوئی کہ ای بیچیا شہزادہ ہمارا سحر نہین جانتا ساحر سے ساحر ہی لڑتا ہی مین دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہی اُسنے یہ کلمات سنکر ایک نارنج سحر کا اس ماہ وش پر مارا اُسنے پرواز کرکے خالی دیا اوہ زمین پر اُترکر نارنج اُسکے سینہ پر لگایا اُسنے بھی رد کیا اور غصہ مین آکر ایک بھال پر افسون دم کرکے اِس سنان غمزہ وناز پر مارا اُسنے رد سحر پڑھکر دستک دی مگر بھال ترکا آخر یہ اُڑگئی اُڑنے مین بھال نے پانؤن کو زخمی کیا اُسنے

زخم کھاکر بغضب تمام تر اپنے روئین تن تیلون کو للکارا کہ ہان لینا اس ساحر بیحیا کو تیلے نعرہ مالکہ سنگر
بسان سد اسکندر چار طرف سے گھر آئے صندل بھی روئین تن ہی اور تیغہ روئین شگاف چشمہ سامری
کا بجھا ہوا رکھتا ہی بس وہی تیغہ کھینچکر تیلون پر آگرا اور اُسکی فوج نے بھی حملہ کیا پھر تو شہزادۂ ایرج
نے بھی گھوڑا اُٹھایا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تیغ تیز نے روانی دکھائی خنجر بران نے جانستانی دکھائی
تیر نقش جان کے لیے لکیر ظاہر تعویذ بغض کی تاثیر پیکان خدنگ سہ شعبہ بصورت ہندسہ نقش ہستی کا
بگڑا ہوا نقشہ بحال مثلث کے تعویذ کی صورت مربع نشین صدر شجاعت کی ہیئت بدلنے پر آمادہ
طلسم نویس ورق رخ پر کلک شمشیر اجل دامنگیر سوار و پیادہ سیف کے الف پر گردہ سپر کا جو آجاتا بعینہ
پندرہ کا ہندسہ بنکر نقش حوا کا نقشہ دکھاجاتا عناصر آب و خاک و آتش و باد کو زکوۃ عامل شمشیر بناتا
خاکی نژاد آتش خوئی دکھاکر نقش حیات بباد فنا اُڑاتے آب تیغ مین تعویذ جان ڈوب جاتے
سخت آسیب بہر جان مبارزان تھا آفت کا سامنا زیب گلو لبسان تعویذ خنجر جانستان نظم

چنان تیرہ گون شد زگرد آفتاب
توگفتی برآمد ہمے رستخیز
بہر سو کہ آیرج برانگندہ رخش
لبسان ہیونے گسستہ مہار

توگفتی جہان غرق گشت اندر آب
بپوشید روے ہوا را بتیر
سران سواران ہمی کرد پخش
زقلب اندر آمد بکردار گرگ

درخشان بگرد اندرون تیغ تیز
بخورشید گفتے برآندود قیر
بجنگ اندرون گرزۂ گاو سار
پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ

فوج محبوب بہت تھی سپاہ دشمن پر چیرہ دست ہوئی صندل نے ہر چند تیلہائے روئین تن کو
روئین تنی سے اپنی قتل کرنا چاہا لیکن وہ تین ہزار یہ تنہا مرد عرصۂ کارزار کہانتک اُنکو دفع کرتا
آخر تاب نہ لاسکا اور دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ صحرا مین چلکر ایک سحر ایسا تیار کرکہ تیلے محبوب و
ایرج کو میرے طرفدار ہوکر پکڑ لائین غرضکہ یہ سوچکر گھوڑا اپنا جانب دشت روان کیا یہ جو اُسکی
فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا بھاگا بس تمام لشکر جی ہار کر رو بفرار لایا فوج محبوب نے دور تک تعقب
کیا پھر خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا لشکر مین طبل فتح و ظفر پر چوب پڑی سب نے خوشنود
ہوکر کمر کھولی ملکۂ مذکور نے شہزادہ سے کہا اندر قلعہ کے چلیے اس بہادر نے جواب دیا کہ حریف زندہ
بچکر نکلگیا ہی یقین ہی کہ پھر آئیگا اس سے مناسب ہی کہ آج کی شب اسی جا رہیے یہ فرماکر بارگاہ مین
تشریف فرما ہوا لشکر مین بھی بازارین کھلگئین ہر خیمہ مین ناچ ہونے لگا ہنگامۂ عیش و عشرت گرم

ہوا اس اثنا مین سوار زرین لگام شبدیز فلک عرصۂ عالم سے رو بفرار لایا اور محبوبۂ شب سنے بارگاہ عالم مین مع شہزادہ ماہ منیر داخلہ کیا کہ نظم

چو نمود شب جعد زلف سیاہ | از اندیشہ خمیدہ شد پشت ماہ
براے دباندیشہ نوشہ رند | خرامان بہ درگاہ خسرو شدند

رات کو لشکر مین طلایہ پھرنے لگا یہان تو یہ انتظام تھا مگر صندل جو رو بگریز لایا ایک دامن کوہ مین جاکر ٹھہرا اسکے پیچھے جو فوج کہ بھاگی ہوئی آتی تھی وہ بھی اُس سے ملی اِسنے حکم دیا کہ اسی جگہ سب جمع ہوکر قیام کرین لوگون سنے عرض کیا کہ اے شہریار آپکے طرح دینے سے بڑی شکست ہوئی اُسنے جواب دیا کہ اُن لوگون کی یہ مجال نہ تھی جو مجکو بھگا دیتے مگر رویئین تن پتلے باعث شکست ہوئے خیر اب تم سیر دیکھنا مین آج ایسا سحر تیار کرتا ہون کہ وہ پتلے مطیع ہوکر اپنی مالکہ کو پکڑ لائین یہ کہکر لشکر کو قرار پذیر کرکے آپ اسباب ساحری ہمراہ لیا یعنی ایک پھول کی تھالی لیکر اُسمین سپند و رباش کا آٹا انڈے لونگین گوگل لوبان کچھ پھول خوشبودار دو تین کلاوے ناڑے سیاہ مرچین چار پانچ کیلین لوہے کی رکھکر چلا اور بطور مخفی اُسی صحرا مین جہان لشکر ایرج اُترا ہوا ہے آیا اور درۂ کوہ مین جاکر اُسطرف کوہ کے نکلکر ایک چشمہ کے کنارہ جگہ معقول تجویز کرکے چبوترہ بنایا اور اُسکو لیپ کر خوب صاف کرکے چشمہ کا پانی لیکر سحر پڑھنے بیٹھا اُس چشمہ کے کنارے ایک طرف کو کلک کا جنگل لگا تھا اور بانس کی بانسواڑی تھی یہ سحر پڑھتا جاتا ہے اور روباہ بازی ضیغم دہر سے بیخبر بیٹھا ہے بموجب بیت ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست + شاید کہ پلنگ خفتہ باشد + اِسکو تو اس حال مین چھوڑیے لیکن کیفیت شہزادۂ ایرج سنیے کہ یہ جو بارگاہ مین بیٹھے ناچ دیکھنے لگے معشوقۂ گلفام کے ساتھ میخواری کرنے لگے کیونکہ وہ محبوبہ اظہار اطاعت اسلام کر چکی تھی پہلو مین بیٹھی تھی باہم لذت بوس و کنار حاصل تھی زیادہ رات گئی ناچ موقوف کراکر تخلیہ کرایا تھا سراچہ بارگاہ اُٹھے تھے صحرا مین طرفہ بہار تھی وزان نسیم مشکبار تھی ایسی فرحت مین شہزادہ کو خیال آیا کہ ہم تلاش مین شہزادۂ نورج کے چلے تھے نہ اُنکا پتا ملا نہ اپنے لشکر مین جانا ہوا پس مفارقت اعزا و دوستان یاد کرکے آنسو آنکھون مین بھر لایا اور آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی محبوب عاشق و دلدادہ تھی آئینۂ رخسار مطلوب مکدر دیکھکر سیماب وار بیقرار ہوگئی اپنے آنچل سے گوہر اشک پاک کیے اور کہا اے دلدار محبوب خوش کردار تیرے دشمنون کو رلاے کیون اسوقت تو نے آنسو بہاے شہزادہ سنے فرمایا کہ ایک بھائی ہمارا

طلسم ہزار برج مین جاکر مفقود الخبر ہوگیا ہی اُسکو اسوقت مین سنے یاد کیا ہی اُسنے کہا ای شہریار طلسم ہزار برج کے اطراف مین یہ قلعہ واقع ہین بعد فراغ جنگ مین آپکو جانب طلسم لیچلونگی یہ کہکر دلاسا دیکر چھپر کھٹ مین لاکر لٹایا اور بہت کچھ سمجھایا آخر گلے مین ہاتھ ڈالکر اُس محبوبہ نے آرام فرمایا شہزادہ کو اُسوقت جوش جنون زیادہ تھا اُسکے پہلو سے آہستہ اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا کچھ عجب رنگ صحرا کا پایا کہ سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار چاندنی کھلی ہوئی تھی دشت و در چاندی کا تپر شاہد بہار کو مشاطۂ شب آئینہ ماہ دکھاتی شہزادہ کو وہ صحرائے پُر فضا بہت پسند آیا اور چاہا کہ سیر کرتا ہوا دور نکل جاؤن بس کمان کیانی دوش سے لٹکا کر چند تیر ترکش مین ڈالکر تیغہ ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا اور لشکر سے نکلکر دامن کوہ مین آیا طلایہ دار نے تنہا دیکھکر قصد ہمراہی کیا اُسکو منع فرمایا اور چاندنی کی بہار دیکھتا اور آگے بڑھا دیکھا تو رات کا سناٹا میدان تمام سفید ہو رہا جانور اپنے اپنے مسکن مین بیٹھے ہوئے کبھی جو ہوا کے جھونکے سے کوئی درخت کھڑکتا ایک آدھ ہرن خرگوش جست کرکے جھاڑی سے نکل آتا اِدھر اُدھر دیکھکر پھر چوکڑی مار جاتا جھاڑیوں سے ہرن پاڑھے چیتل نیل گاو سر نکالے جھیلون کا یہ عالم کہ جیسے خانۂ زمین مین آئینہ جڑے ہوئے کنارے کنارے بگلے قازین سرخاب پرون مین مُنہ ڈالے ایک پاؤن سے کھڑے ہوئے دامن کوہ مین کوڑیالہ کھلا ہوا نرگستان کو اکب کو شرماتا

نظم

سازِ یک رنگی نہین فیض چمن سے بیکار	سایۂ لالہ ہی داغ سویدائے بہار	مستی بادِ صبا سے ہی بعرضِ سبزہ
ریزۂ شیشہ ہی جوہر تیغ کہسار	کوہ و صحرا ہمہ معموری شوق بلبل	راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا درۂ کوہ مین در آیا اور اُسطرف نکلکر بانسواڑی کے قریب ٹھہر کر جھیل کی سیر دیکھتا تھا وہان صندل اپنے چبوترے پر بیٹھا پانی توسنے مین بھرے سحر پڑھتا اور پانی بہاتا جاتا چنانچہ اُس توسنے کا پانی ہوگیا یہ چبوترہ پر سے اُٹھکر جھیل سے پانی لینے آیا وہان بھی جھاڑیون سے اندھیرا چھا رہا تھا درختون کے پانی پر جھکے تھے جا بجا خوفناک تھی یہ تو ساحر ہی بیخوف وخطر وہان سے پانی بھرنے لگا وہان ترائی کے سبب سے شیر غران سو رہا تھا اُسنے جو آہٹ اسکی پائی اُٹھ کھڑا ہوا اور انسان کی بو پاکر جھاڑی سے انگڑائی لیکر باہر نکلا اس اثنا مین یہ بھی پانی بھر کر پھرا جیسے ہی اُس مقام تاریک سے باہر نکلا شیر نے اُسکو اور اسنے شیر کو دیکھا بدحواس ہو کر سحر بھی نہ یاد رہا اور شیر نے غرا کر اُسپر حملہ کیا آتے ہی دو ہتڑ مار کر اسکو گرا یا اور سکے

یہ روئین تن تھا اُسکے دوہتڑ سے ہلاک نہوا کوئی اور ہوتا تو مرجاتا فی الجملہ شیر نے اسکو گرا کر ہمہمہ کیا اور پیٹ پھاڑنا چاہا بالنسواری کے قریب شہزادۂ ایرج بھی تھا اُسنے غرش شیر کی آواز سُنی جھپٹکر اُسطرف آیا دیکھا ایک آدمی کو شیر ہلاک کیے ڈالتا ہی خیال مین آیا کہ نہین معلوم یہ خداپرست ہی یا پرستار لقا چھڑانا بیفائدہ پھر سوچا کہ کوئی ہی مگر بندۂ خدا ہی یہ سوچکر ایک تیر جوڑکر کمان مین ماتھے پر شیر کے مارا تیر جو ماتھے پر اُسکے پڑا استخوان توڑکر پار نکلگیا ٹیک کی چوٹ کھانے سے شیر الٹ کر گرا اور تڑپ کر اُچھلا آخر سرد ہوگیا شہزادہ نے صندل کو اُٹھایا وہ بیہوش تھا پانی اُسکے مُنھ پر چھڑکا دامن کی ہوا دی کہ اُسکو ہوش آیا جب اُسنے آنکھ کھولی دیکھا ایک آدمی سر پر کھڑا ہی شیر مرا پڑا ہی وہ شہریار شیر صولت میرے جسم سے خاک پاک کر رہا ہی یہ دیکھکر دلمین کہا اِسینے شیر کو مارا ہی اسوقت میرے لیے اِسکو خداوند سامری نے فرشتہ بنادیا ہی بس اُٹھکر شہزادہ کے پائون پر گر پڑا اور کہا مین تیرا غلام ہون ای شخص خداوند لقا تجکو سلامت رکھین کہ تونے میری جان بچائی شہزادہ نے فرمایا کہ مین لقاء گمراہ پر لعنت کرتا ہون خداتعالی کو وحدہ لاشریک لہ جانتا ہون ای عزیز تجکو شیر مارے ڈالتا تھا مین نے چھڑایا بلہ خیر آدمی کے آدمی ہی کام آتا ہی اب تو چلا جا ساحر نے جب یہ کلمات سُنے پوچھا کہ ای محسن میرے آپ کون ہین شہزادہ نے فرمایا کہ الحمد للہ مین مسلمان ہون ایرج میرا نام ہی ہوشدار کو مین نے ہی قتل کیا ہی یہ سنکر اُسنے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذی تبار مین آپکو ایسا صاحب خلق و مروت نجانتا تھا مین آپکا حریف صندل روئین تن ہون یہان سحر کرنے کو آیا تھا کہ اس آفت مین مبتلا ہوا زندگی میری تھی جو خدا نے آپکو بھیجدیا اب مین بندۂ بدام ہون ادنی آپکا غلام ہون یہ کہکر قدم پر شہزادہ کے سر رکھا اِس بہادر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا اُسنے بصدق دل اطاعت اسلام اختیار کی اور جملہ حقیقت اپنے بھاگنے اور سحر تیار کرنے آنا سب کہکر عرض کیا کہ آپ تشریف اپنے لشکر مین لیجائیے مین فوج اپنی لیکر حاضر خدمت ہونگا شہزادہ یہ سنکر باہر درۂ کوہ کے آیا اور اُسکو رخصت کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا ایمان لبعد جانے شہزادہ کے محبوب کی آنکھ کھلی تھی پہلو خالی از دلدار پاکر بیقرار ہوئی تھی اور بارگاہ سے نکلکر ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ شہزادہ آکر پہونچا اسنے دوڑ کر گردن مین ہاتھ حائل کردیے اور کہا ای جان من باعث زندگانی مجھ حرمان نصیب کو کہان چھوڑ گئے تھے بارے بموجب ع رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم + کہ پھر ملاقات میسر آئی یہ کہکر

بارگاہ مین مطلوب کو لائی سردار خوابگاہون سے بیقراری ملکہ کے سبب نکل آئے تھے وہ بھی حاضر
خدمت رہے شہزادہ نے اس راہ سے کہ ایک شیر کا مارنا کیا ایسا بڑا کام ہے مطلق کچھ ذکر ساحر کے
چھڑانے کا نکیا وہ باقی رات عیش و نشاط مین بسر کی آخر مالک برج اسد نے پنجۂ تیز سے سینۂ ساحر
شب فگار کیا اور فسونگر نسیم صبح دم نے شمیم صندل سحر کو دہر مین پھیلایا بیت چو از کوہ خاور
سپیدہ دمید * فروغ ستارہ شدہ ناپدید * صبحدم شہزادہ عالم طاعت خلاق دو عالم سے فارغ ہو کر
صدرنشین دربار تھا سرداران وغیرہ سے مجمع حضار تھا کہ یکایک سامنے سراچہ جو اٹھے تھے اُدھر سے
گرد اُڑتی نظر آئی محجوب سمجھی کہ فوج حریف خود سر آئی اسنے حکم تیاری لشکر دیا جلد جلد کمربندی
ہوئی شہزادہ نے منع بھی کیا کہ تم دخل ندو کہ عورت ہو مین سمجھ لونگا مگر اُسنے نمانا لیکن اس
عرصہ مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور صندل کا مرکب نظر آیا ملکہ گھبرا کر اٹھی کہ ای شہزادے وہ
حریف آیا شہزادہ نے فرمایا کہ بیٹھی رہو آتا ہے تو آنے دو یہ گفتگو تھی کہ ساحر گھوڑے پر سے اُتر کر اندر بارگاہ
کے آیا شہزادہ کو نذر دی اور ملکۂ موصوف سے کہا ای بہن میری خطا کو معاف فرما ملکہ نے بھی اُسکو
سرفراز فرمایا مگر بہت حیرت زدہ تھی کہ یہ کیونکر بغیر کچھ کہے سنے یکایک مطیع ہو گیا غرضکہ اُسکے لشکر کو
اُترنے کا حکم دیا کہ ملحق لشکر شہزادہ نامور اُترا رونق بے اندازہ حاصل ہوئی شہزادہ نے ساحر مذکور کو
خلعت سرداری سے مخلع فرما کر دست راست مین بٹھایا پھر ساقی مہ لقا نے جام شباب ہوش ربا
پلایا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ملکہ نے ہدایت پانے کا اس سے سبب استفسار کیا اُسنے شیر
کی کیفیت اور شہزادہ کی شجاعت اپنے حال پر عنایت فرمانے کی حقیقت سب بیان کی ملکہ جرأت
و جلادت پر شہزادہ پُرصولت کی آفرین خوان ہوئی پھر قلعہ مین سب نے داخلہ کیا دونون ملک سلام
آباد ہوئے دو ایک دن یہان جلسہ رہا پھر ملکہ کو قلعہ ہوشدار کا حاکم کر کے رخصت طلب کی ملکہ نے
کہا ای شہریار اس قلعہ مین چار کوٹھے مال و خزانہ کے ہین وہ آپ ہمراہ لیجیے اور میرے تئین تن
ساتھ لیکر کوچ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ کوٹھے کس اسباب کے ہین ملکہ نے کہا ایک مین روپیہ
ایک مین اشرفی ایک کوٹھا پُراز جواہر ہے ایک مین ہتیار اور ہر طرح کا اسباب نادر ہے شہزادہ نے
فرمایا کہ یہ گنج و زر تم اپنے قبضہ مین رکھو تم عورت ہو مین سپاہی ہون میرے ساتھ تیلے البتہ کر دو
ملکہ نے سواران سحر کو ہمراہ کیا لیکن عرض رسا ہوئی کہ مین غم جدائی مین مر جاؤنگی آپ یہان سے

اپنے لشکر مین جائیے اور اپنے دادا سے اجازت لیکر مجکو وہین بلوائیے پھر آپ کو اختیار ہے طلسم نزاریج مین چاہے جائیے خواہ وہین تشریف رکھیے اسکے کہنے سے شہزادہ نے عزم رفتن طلسم فسخ کیا اور بخشم و خدم مع تیلہاے رویئین تن اور کئی لاکھ سپاہ صف شکن اور ساحران فسون ساز و پرفن کے کوچ فرمایا اول قلعہ صندلیہ مین آیا دو دن وہان قیام فرمایا صندل نے دعوت و ضیافت کی پھر اپنے نائب کو اپنی جگہ پر حاکم کرکے شہزادہ کی رفاقت چاہی تیغہ رویئین شگاف زیب کمر کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا یہ شہریار پر تمکین و وقار بڑے عظم و شان سے روانہ ہوا کہ

ابیات

ممکن نہین کلک سے ہو تحریر
جیسے مہ نو قریب اختر
وہ اسپ کہ صورت پری تھا
حاسد کے لیے گجک ہے یا گرز
ہمراہ تھا سب یہ ساز و سامان

سیم و زر و اسپ فیل و شمشیر
وہ چاٹتی تھی ہر ایک کا خون
طالع مین بلند اختری تھا
وہ پلٹنین اور وہ رسالے
شوکت تھی نثار فتح قربان

تھی زیب کمر وہ برق پیکر
ہو گا وزین کہ شیر گردون
وہ فیل کہ مثل کوہ البرز
جیسے کہ عدو کو جان کے لالے

اُسی طرح بعد قطع منازل و طے مراحل جب لشکر اسلام دو منزل رہگیا تو ایک دامن کوہ مین اس کوہ وقار نے مقام کیا یہ تو اُدھر سے آتے ہین لیکن لشکر اسلام کا حال بیان ہو چکا کہ اہل اسلام پہاڑ پر پناہ گزین ہین ساحر اُنپر چڑھکر جاتے ہین چنانچہ تمام فوجین لقا اور بلا و صبا کی قریب کوہ پہونچین اور کوہ کو محصور کرکے بلا نے تیلہاے رویئین تن کو للکارا کہ ہان پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور ہمارے دشمنون کے سر لاؤ تیلے تیغہاے سحر لیکر چلے اور گھاٹیون کو طے کرنے لگے پیچھے اُنکے تمام لشکر حملہ آور ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا بلا بھی سحر پڑھتا آگے بڑھا اُسوقت عیارون نے سنگ باری کرنا شروع کی اور تیر برسانے لگے شہزادہ کرب بسان شیر نر ایک گھاٹی پر راہ لشکر دشمنان روک کر کھڑا ہوا کہ اوپر پہاڑ کے ناموس امیر ہے اگر یہ کافر چڑھ آئے تو بڑی بیحرمتی ہوگی پس اپنی جان دیدینا چاہیے اور تا حیات اپنے دشمنون کو آگے بڑھنے دینا نہین لازم ہے شورش سپاہ اور بانگ اسپان سے بادشاہ جو زخمی اور بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے اور جرأت ذاتی سے سنبھلکر اُٹھے قلہ کوہ پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا تو بازار موت کا گرم پایا ہنگامہ گیر و دار نظر آیا جب تیلے آگے بڑھتے ادھر کے لوگ سینہ سپر کرکے گردن زیر تیغ و خنجر دھرتے پہاڑ پر سے سر کٹکر نیچے گرتے ایک فرہاد اور سو تیشے ایک جان شیرین اور لاکھ اندیشے کلمہ شہادت مسلمانون کے

وردزبان دامن کوہ خون سے برنگ ارغوان گھاٹیون سے آبشار کے بدلے خون روان رگ ابر کے لیے
نیشتر شمشیر خونفشان برق شمشیر آبدار کی چمک موج بحر مرگ وغدغۂ فنا مین غرق خرد وسترگ ایک طرف
سے پتلے شورش کنان ایک سمت سے ساحر سحر خوان آندھی سیاہ آئی ہوئی تاریکی چھائی ہوئی
لقا حالت تباہ اسلامیان پر قہ قہ قہ ہنستا اور کہتا جاتا کہ ای بندگان قدرت دیکھو میرے غضب کو کہ ان
بندگان مقہور کو آج پناہ نہین ملتی بلا جو قتل عام کرتا پہاڑ پر چڑھتا جاتا تھا تو لقا فرط عشرت سے نعرہ
مارتا اور کہتا کہ دیکھو میرا شیر جنگی آج بپھرا ہوا ہی الحاصل جب قلۂ کوہ قریب رہگیا مسلمانون مین بھگدڑ پڑی
گھاٹیان طی کرکے چاہا کہ نکلجائین مگر راہ ملنا دشوار تھی اسلیے کہ سب طرف سے پہاڑ گھرا ہوا تھا خرجان
دنیا گوارا کیا مرکر گرنے لگے دایۂ اجل پروردگان مہد شجاعت کو آغوش مین اٹھانے لگی خواب مرگ
مین سلانے لگی جو بسمل کہ مثل اطفال مچلکر زمین پر لوٹتا اسکو تھپک کر گہوارۂ لحد مین آرام کراتی دامن
تیغ سے پنکھا جھلتی زبان خنجر سے لوری سناتی ناموس امیر وحرم محترم فرزندان امیر بال کھولے
نالان وگریان گرد امیر جمع تھے اور امیر بیہوش پڑے ہوئے بصورت مردگان تھے بادشاہ ذیشان
جب جھپٹ کر قلۂ کوہ سے آگے بڑھتے زخم پھٹ جاتے یہ بیہوش ہوتے عورتین پیٹ رہی تھین کوئی کہتی
کہ خداوندا میرے وارث کو بچالے کوئی پکارتی کہ یا خدا مجکو دنیا سے اٹھالے کسیکی فریاد تھی کہ مجکو میرے
وارثون کا مردہ نہ دکھانا ای کریم انکے غم مین نہ رلانا کوئی گود پھیلا کر دعا کرتی کوئی ماتھا زمین پر رگڑتی کوئی
بالون سے جھاڑو دیتی کسینے پیر ایکایک کا بیسنہ اٹھایا کہ ایکا ایک میری مراد آئے کسینے اسی پیادہ سو سوا
کو مانا تھا کہ ہمپر سے یہ بلا ردہوئے کوئی تربت پھرت کی نذر مانتی کہ جلدی میری مدد غیب سے آئے
کسینے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کیے تھے کسینے پیر دیدار کے کونڈے مانے تھے کوئی کہتی کہ
مین گھڑے پیر کا روزہ رکھونگی اور میری تمنا پوری ہوگی تو گھڑا دونا دونگی وہ وہ نازنینان گلبدن جنکے
اوپر بلبل دل فریفتہ ہو نالان وگریان بسان عندلیب قفس اسیر یاس وحرمان تھین صاحبان
عصمت وشرم موے مشکین وزلف عنبرین کھولے تھین کہ بہار کو سنبلستان کہنا بجا تھا باد خزان
نے انکے رخسار رشک گلستان کو برنگ غنچہ کمھلا دیا تھا رخسار انکے جو رشک قمر تھے وہ خاک پر جانب
قبلہ رکھتی تھین مٹی گالون مین بھرنے سے چاند پر خاک پڑی نظر آتی آفتاب حسن کو تیرگی رنج سے
گہن لگا تھا نہ وہ رنگ تھا نہ وہ نقشہ تھا لیکن باین رنج واندوہ بھی عجب خوبی ہویدا وہ سراسیمگی

سے چہرون کا رنگ فق فق گل یاسمن کو شرماتا وہ اُنکے ناز و انداز کا عالم کہ آشوب دہر بھی تصدق
ہوا جاتا کوئی حیران ہو کر ہاتھا کوٹ لیتی تو پنجہ دست نگارین پنجہ آفتاب سپہر حسن پر نظر آتا بال جو رخ پر
بکھرے تھے تو پنجۂ دست رنگین شب زلف مین ماہتاب کی چمک دکھاتا کوئی جو چیخ کر بات کرتی تو
دوسری انگشت مابین ہر دو لب رکھکر چپ ہونے کا اشارہ فرماتی گویا پیغمبر حسن تھی کہ معجزۂ شق القمر
دکھاتی نہین بہنین سر میم پر الف امید تحریر فرماتی کوئی اس سوچ مین سر در گریبان کہ دیکھیے اب کیا
ہوتا ہی کسیکا سر آئینہ زانو پر بعد حیرانی رکھا ہوا کہ خدا جانے کیا صورت ہو دیکھین کیا نقشہ یہ فلک
پیر دکھاتا ہی آخر ملکہ مہر گہر تاجدار سردار حسینان روزگار جو گل بی بیونکی امیر کے افسر تھی بال
کھولکر گود پھیلا کر جانب کعبۂ اکرم رخ کرکے مصروف دعا ہوئی سب بیکسون نے نیت پر آمین کہنا
شروع کی اور اُسنے یہ استغاثہ کیا کہ ای کارساز حقیقی میرے حال پر رحم فرما کہ نظم

جو غم کے مرض مین مبتلا ہی	اُسکو تیرا آسرا دوا ہی	ہو جاتا ہی دور ہو کوئی رنج
مشہور ہی بعد رنج ہی گنج	مفلس ہی بشر کبھی تونگر	جاتے ہین کسیکے دن برابر
جسکو کہ کوئی مرض ہوا ہی	آخر اُسے ایکدن شفا ہی	ہر چند ہم آج ہین دل افگار
راحم ہی تو ای خدای غفار	کیا راز سے تیرے کوئی آگاہ	کوئی تو نکال دیگا تو راہ
اسوقت مین کون ہی ہمارا	ہی تیرے کرم کا بس سہارا	آخر تیر دعا آیا جگاہ قبول پر ان

مستمندون کا پڑا یعنی لشکر اسلام مین جو بھگدڑ پڑی تھی تو جو عیار کہ زیر کوہ رات ہی سے بہر عیاری تھے
وہ وہان سے بھاگ کر صحرا مین اسلیے گئے کہ ہم اپنے لشکر کا تباہ ہونا اور اپنے مالکون کا مارے جانا اپنی
آنکھون سے نہ دیکھین چنانچہ کلباد و گلباد دو عیار تو صحرا مین بھی نہ ٹھہرے بہت دور نکل گئے اور ایک
درۂ کوہ سے جو اُنھون نے سر بدر کرکے قدم آگے بڑھایا دامن کوہ مین کئی لاکھ کا لشکر اُترے
پایا نشان جو کھلے تھے حمد و نعت خدا و رسول سے مزین نظر آئے عیار خوش ہو کر اندر لشکر کے گئے
دیکھا کہ ایک بارگاہ کے سامنے میدان بڑا ہی اُس میدان مین ایک جوان مرکب سوار برچھا ہلا رہا ہی
اِنھون نے پہچانا کہ یہ شہزادہ ایرج والا ہمارا آقا ہی بس دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئے اور چلا کر روئے
شہزادہ مرکب سے کود پڑا انکو گلے سے لگایا اور کہا خیر تو ہی کیا رنج تمکو پہونچا ہی اِنھون نے امیر کا اسم
بھولنا سردارون کا قید ہونا لشکر کی تباہی بہار پر حملۂ ساحران کی حقیقت سب کہہ سُنائی شہزادہ نے

جو یہ خبر وحشت اثر سنی رو دیا اور کہا حال جدو الاتبار ہاے افسوس اس مرتبہ تباہ ہوا یہ کہکر اُسیوقت طبل سفر بجوایا اور بر سم طغیر ہر ایک کو حکم چلنے کا دیکر آپ سب سے پہلے مسلح و مکمل ہوکر گھوڑا اُڑایا افسران لشکر بھی اتنا جلد چلے کہ پہاڑ پر لوگ دعا کر رہے تھے کہ پہونچ گئے بلا ہنوز بالاے کوہ نہ پہونچا تھا وقت اسیری اسلامیان تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست غبار کا سر سقف آسمان سے لگا ہوا اور پائون زمین سے سیاہ ہوا البسان شعلہ جوالہ ہر ذرہ پیچ و تاب کھاتا چکاچوند تک کی لشکر کے گواہی دیتا جاتا کہ نظم

پدید آمد از دور گرد سیاہ
غو دیدبان آمد از دیدہ گاہ
کہ آمد ز ایرج سپاہے پدید
بابر سیہ گردشان بر دمید

دل گردسے علمہاے بادلہ نگار ہاتھیون پر جلوہ کھلتے دکھائی دیے پھر پرے اُنکے جواہر دوز تعریف خدا و رسول سے بہرہ اندوز بعد اُنکے دمامے شتری فیلی بجتے زمین و زمان لرزتے پھر سامان جلوس سواری کھینچ اور رسالے وہ جنگی صولت سے بہرام فلک پر خوف طاری ظاہر ہوئے بعد ازان ساحر طائران سحر پر سوار جادوگرنیان بیشمار گاتیان باندھے سرخ سرخ جھنڈیان ہاتھون مین لیے طاؤس و ہنس اُڑاتین سحر کی نیرنگیان دکھاتین آئین لشکر کی چمک دمک پر اور عظم و شان پر دل مہر و سپہر ہزار جان قربان زیر سایہ علم شیر پیکر شہزادہ ایرج نوجوان کہ بموجب نظم

فرو کوفت بر پیل روئینہ خم	دمیدند شیپور با گاو دم	برد مہرہ در جام بر پشت پیل
زمین را تو گفتی براندود نیل	ہوا شد سیاہ و زمین نیل رنگ	دلیران لشکر ببسان پلنگ
بجنگ اندرون گرز و دل پر ز کین	چو دریای جوشان ز گردان زمین	دلیران گردن کش از کوہیان
بپیچیدہ چنگ و شیر زیان	ابا زنگ زرین و گوپال و تیغ	خروشان بکردار غرندہ میغ
رسیدند لشکر گروہا گروہ	زمین شد ز گردان بکردار کوہ	جب اس شان و شوکت سے

یہ لشکر آتے دیکھا بختیارک خواصی مین فیل پر کھڑے ہوکر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ دیکھیے وہ ساحرون کے سرکوب آپہونچے لقانے کہا ارے شیطان کیون بکتا ہے آج قدرت نے تقدیر اپنی شکست ہونے کی نہین فرمائی شیطان نے کہا تو قدرت کی آج شامت بھی اچھی طرح سے آئی یہ وہ کہہ نہ چکا تھا کہ شہزادہ نامدار رہوار چمکا کر اور تیغہ علم کر کے فوج کفار پر جو زیر کوہ صف کشیدہ تھی آپڑا کئی لاکھ ہاتھ تلوار کا ایکبار جو بلند ہوکر پڑا لاکھون بجلیان دفعۃً زیر نگاہ چمک گئین آنکھین جھپک گئین معاذ اللہ تلوار کی آنچ گیا سو کھا سب جلا ہزارون سر دم بھر مین کٹکر گر پڑا بلا یا تو

بالاے کوہ جاتا تھا یہ حال دیکھکر پھرا اور تیلہاے روئین تن سے حکم مقابلہ دیا وہ لشکر شہزادہ پر آگرے شہزادہ کے ساتھ کے پتلے انسے بھڑ گئے چوٹ برابر کی چلنے لگی جو یہ انکے حربے سے کٹتے ہین تو انکے ہاتھ سے وہ بھی مرتے ہین ایک سمت ساحر سے ساحر لڑنے لگا ناریخ اور ترنج اُچھلنے لگا بر شور کرنے لگے دریاے سحر کے بڑھنے لگے شعلہ باری برف باری سے جان عاری گیتی کو زلزلہ فلک تک غبار کدورت خاطر کا اثر ہو بجادو د سحر نے سقف سپہر کو دھوان دیا زہر ماران سحر نے چرخ کو سبز رنگ بنا دیا اُسیوقت کا ایک بچھو رینگ کر بچگیا ہی جو آج برج عقرب کہلاتا ہی پناہ بخدا کسی ساحر نے اپنا گلا الٹی چھری سے کاٹا دشمن کا گلا کٹ گیا کسینے پان کھا کر سامنے تھوکا فوراً حریف نے خون تھوکا بر نے کلیجہ کا لہو چاٹا سوئیون کے گچھے چلتے تھے ملک عدم کے ناکے سوئیون کے ناکے مین نظر آتے تھے ادھر تو یہ گیر و دار کا ہنگامہ تھا اُدھر بہادران روزگار نے عدو کو زیر تیغ رکھ لیا تھا تیر جوشن سن سن جاتے تھے مژدۂ آمد شاہد مرگ کی خبر دشمن کو سناتے تھے نیزے جو نیزون سے ملے تھے مدت کے بچھڑے بغلگیر ہوئے تھے مگر مجرم سرکار عشق رزم جوئی ٹھہرائے گئے تھے کہ بند بند باندھے ہوئے تھے زبان سنان طعن ہر مبارز پر کرتی کہ واہ کچھ ننگ نہیں دلہین زخم کا درد نہین شمشیر کے جوہر حرف دفتر الفت عروس اجل گلے ملنے کی چاہ ہمت جوانمردی دست و بغل تیغ کی جھنکار مبارکباد مرگ نو گاتی دہان زخم کی ہنسی پسند آتی سر و تن کی جدائی حیات ابدی کی خوشخبری دیتی شجاعت جان بیچکر نیکنامی مول لیتی کہانتک یہ ہنگامہ گذارش ہو کہ ابیات

دہان خشک و غرقہ شدہ تن در آب
یکی ابر بست از بر تیرہ خاک
چو پیلان ہمہ دشت بر یکدگر

باسپان جنگی سواران جنگ
ز تیغ و ز تابیدن آفتاب
ہوا سر بسر گشت زنگار گون
فگندہ ز تنہا جدا کردہ سر

تکبیرہ کشیدند چون سنگ سنگ
ہمہ گرزہا برکشیدند پاک
زمین شد یکبر دار دریای خون

ایک طرف صندل تیلہاے روئین تن پر گرا ہوا تھا اسکا تیغہ چشمۂ سامری مین بجھا ہوا تھا پتلون کے سر قلم کرتا جاتا تھا اُسی گرمی جنگ مین بلاد جادو للکارتا ہوا اُسکے مقابلہ مین آیا ہر چند کہ یہ بھی روئین تن ہی لیکن اسکا تیغہ سامری کے چشمہ کی آبداری رکھتا تھا اسکا حربہ رد کرکے اُسنے جو ہاتھ مارا کمر پر پڑا خیار ترکی طرح دو ٹکڑے ہوگئے غلغلہ برپا ہوا کہ مارا بلاد جادو کو یہ معرکہ جو صبا نے دیکھا بیقرار ہو کر رونے لگی مگر خیال آیا کہ جانی بھیا کے مرنے سے سرداران اسلام جو درۂ کوہ مین قید ہین رہا نہو جائین اُنکو جاکر روکنا چاہیے یہ سوچکر

بزور سحر اڑکر روانہ ہوئی فوج ساحران اسکا جانا دیکھکر سمجھی کہ مالکہ ہماری بھاگی بس حملہ لشکر بفرار
لایا اور بلا کے مرنے سے پتلہائے سحر بھی جلگئے شہزادہ ایرج قتل کرتا ہوا جانب فیل لقا چلا
لشکر لقا رستان تو مسلمانون کا لوہا مانے ہوا تھا ساحرون کے بھاگنے سے ہر ایک لشکری گریزان
ہوا بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اُچھالی اور پکارا کہ یا خداوند اب جلدی تقدیر گریز کرو لو اسا
تمہارا اگر بڑا ہوا ہی لقا نے کہا ہرچند کہ تقدیر فرار قدرت کو منظور نہین مگر تو اسے کی خاطر ہی اچھا بھاگو
فیلبان نے ہاتھیون کو بہت جلد بھگایا شہزادہ ایرج نے تعقب کیا زیر تیغ رکھ لیا ایک طرف سے
کرب بھی بقیہ فوج اسلامیان لیکر اُتر آیا تھا ہزارہا ساحر و لقا پرست مارا گیا دشت لاشون سے
بھر گیا اہل اسلام قتل کرتے ہوئے جہانتک کہ حصار سحر آتش کا بلا نے کھینچا تھا آئے وہ حصار
بھی بلا کے مرنے سے مٹگیا تھا لقا اپنے لشکر کے پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرا اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا
اُسیوقت شہزادہ کرب نے کہا ای ایرج بس بھاگے کا تعاقب کرنا شیوۂ خاندان حمزہ نہین
شہزادہ موصوف یہ سنکر پھرا میدان سے لاشہائے مسلمانان اُٹھنے کا حکم دیا عیارون نے آکر
قدم اقدس شہزادہ کو بوسہ دیا شہزادہ نے چالاک و ابوالفتح سے کہا کہ تم جاکر بادشاہ اسلام کو
اور داداجان کو لشکر اسلام مین لاؤ بارگاہ سلیمانی و حشامی اسباب کافران سے خالی ہی عیاران
مذکور خدمت شاہ جمجاہ مین پہاڑ پر آئے اور عرض کی کہ مبارک ہو دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا
شہزادۂ ایرج انتظام لشکر آرائی مین ہین ورنہ حاضر ہوتے حضور خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما
ہون بادشاہ ذیشان یہ سنکر ہوادار پر سوار ہوکر چلے شہزادہ کرب سے فرمایا کہ امیر اور خواتین معظم
کو سوار کرکے لاؤ یہ فرماکر پہاڑ سے اُترے تھے کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے خواجہ سیاوش سامنے آئے
اور کہا ای بادشاہ عالم پناہ بہتر نہین کہ چندروز آپ یہان سے تشریف لیجائین اسلیے کہ لشکر مسلمانان
پر سے ہنوز قران صعب دفع نہین ہوا ہی بڑی مصیبت کا خدانکردہ سامنا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ
مین نجاؤنگا تو لشکر تباہ شدہ جمع نہوگا دوسرے یہ کہ اب تو مین روانہ ہوچکا پھر جانا میرا دستور نہین اچھا
کچھ عیار جائین اور شہزادہ کرب سے نسبت لانے ناموس اور امیر کے ممانعت کرین عیار حسب
ارشاد گئے اور شہزادۂ موصوف کو روکا ادھر شاہ گردون بارگاہ قریب لشکر پہونچے ایرج نے استقبال
کیا اور بارگاہ سلیمانی مین لاکر تخت پر جلوہ گر فرمایا لشکر مین بازارین کھلین رعایا آباد ہونے لگی

لشکری جو فرار ہوئے تھے آنے لگے عیارون نے کوتوالی چبوترہ کا بندوبست کیا یہان تو یہ کیفیت
ہی مگر صبا جو اڑ کر درۂ کوہ مین گئی سحر سے سرداران اسلام کو زیادہ تر مسحور کر کے اُس مقام کو بدستور
اول سحر سے ناپدید کر کے غم برادر مین نالان و گریان اڑ کر قلعہ عقیق کوہ مین آئی یہان لقا بدحواس
دارالامارۃ مین بیٹھا تھا کوہی وغیرہ شکستہ خاطر حاضر دربار تھے کہ یہ سردار پہونچی سبنے دیکھا کہ آنکھون
مین آنسو بھرے رنگ چہرہ کا زرد ہی دل غمگین و پر درد ہی غرض اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور رو کر
کہا کہ ہائے میرا بازو بھی ٹوٹ گیا اور مانگ بھی اُجڑ گئی یا خداوند یہ کیسی آپ نے تقدیر فرمائی لقا نے
کہا ای بندی میری تیرے بھائی نے مجکو راضی بہت کیا ہی مین نے خوش ہوکر اُسکو داخل اپنی
بہشت مین کر دیا ہی اب اگر تجکو اُسکا رنج بہت ہی تو مین بروز نوروز اُسکو زندہ کر دونگا بختیارک
بولا کہ ای صبا دنیا ہیچ ہی کوئی کسیکا نہین جیتے جی سب رشتہ ناتا ہی مرنے پر کوئی نہین پوچھتا
ای جان من اب کیون اپنے جانی بھیا کی عقبیٰ برباد کرنا چاہتی ہو جو کچھ گذر رادہ گذرا اب تم اپنے بھائی کا عوض
اِن خداپرستون سے لو سبکو قتل کرو بھائی کی روح بھی خوش ہوگی اور ثواب بھی ہوگا خداوند
بھی خوش ہونگے تمھاری عاقبت بھی درست ہوگی بہشت مین تمکو بھیا ملینگے ساحرہ کو مرگ آشنا
و برادر سے غم و غصہ بہت تھا کہنا شیطان کا منظور کیا اور کہا ملکجی مین جاتی ہون جو سرداران اسلام
میری قید مین ہین اُنکو مارے ڈالتی ہون پھر اور مسلمانون کی بھی تدبیر کرون گی شیطان نے
کہا بہت اچھا سوچین تم خود عاقلہ ہو تمھین کوئی کیا سمجھائے اب دیر نکرو جلد جاؤ کار خیر مین تاخیر
مناسب نہین مگر اپنے رہنے کا ٹھکانا مجکو بھی بتاتی جاؤ کہ مین بھی جب چاہون وہان جاؤن کسلیے
کہ مسلمان مرنا جانتے نہین اُنکے قتل کرتے وقت عیار تمکو آکر زک ندین ساحرہ تو اِسکے قول کو
آزما چکی ہی کہا اچھا مین دو ساحر چھوڑے جاتی ہون جب تم میرے پاس آنا چاہو گے اُنسے کہنا وہ
میرے پاس لے آئینگے یا مجکو خبر کرینگے مین بلا لونگی یہ کہکر دو جادوگر بارگاہ مین چھوڑ کر جانب درہ
کوہ روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اُدھر جب بادشاہ اسلام بارگاہ مین آچکے اور آبادی لشکر کا
سامان ہو چکا عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک ساحرہ صبا جادو جو باقی ہی اُسی کے سبب سے
سردار بھی ہمارے قید مین اور امیر بھی اپنے حواس مین نہین پس چاہیے کہ اُسکو بھی کسیطرح
واصل جہنم کر کے سردارون کو رہا کرین تاکہ لشکر بدستور قدیم آباد ہو غرضکہ یہ مشورہ کر کے چالاک ۲۰

نے تجویز کیا کہ ساحرہ بہر ملاقات لقا اپنے مقام سے قلعہ مین ضرور جائیگی اور وہان سے پھر کر پھر اپنے مسکن
مین آئیگی چنانچہ اثناء راہ مین اُس سے براہ عیاری ملاقات کر کے اُسکے ہمراہ اُسکے مقام سکونت پر
چلنا چاہیے یون جاتے ہین تو راستہ نہین ملتا ہی فی الجملہ ایک عیار کوتاہ قامت کو اپنے عیارون
مین سے تجویز کر کے طلب کیا اور کہا کہ ایک لڑکے کی صورت بن آؤ وہ عیار کہ نام اُسکا گجل کوتاہ
قامت ہی طفل نابالغ کی صورت بنا ہاتھ پانوٴن نازک نازک چہرہ بھولا ناک بہتی کرتا گلے مین
آستین سے ناک پونچھتا گال پھوسلے پھوسلے لیکن سردی کے سبب جابجا سے شق کھروچے پڑے
ہوئے کرتے کی گھنڈی کھلی ہوئی دامن چاک لبیر اُتری ہوئی تتلا کر اٹھلا کر باتین کرتا ہاتھ مین
کڑے چاندی کے پتلے پتلے پڑے شوخی و شرارت چتون سے ظاہر اِس صورت سے جب بن چکا
چالاک ایک بڑھیا کی صورت آپ بنا چادر گاڑھے کی اوڑھے سر کے بال سفید سوسی کا پاجامہ
پہنے پٹاری پان کھانے کی بغل مین دابے بہت پیرانہ سال نہین اوسط درجہ کی ضعیفہ بنکر اُس
طفل کو ہمراہ لیا اور لشکر سے ایک غریب شخص کو بُلا کر کہا کہ تیری لڑکی آٹھ نو برس کی ہی کچھ
دیر کے لیے ہمکو دے ہم دو ور روز مین لڑکی بھی تجکو دینگے اور یہ مال اُسکے عوض مین اسوقت تجکو
دیتے ہین اسنے کہا مہتر صاحب قتل ساحران کی تدبیر کرنے مین ہم اپنے اہل و عیال کے ساتھ حاضر
ہین چاہے لڑکی مار ڈالی جائے خواہ زندہ رہے آپ لیجائیے مال کی احتیاج نہین غرض اس دیندار
نے اپنی دختر نیک اختر حوالۂ عیار خوش سیر کی اسنے مینڈھیان اُسکی گوندھین کچھ کچھ گہنا پہنایا اور
ان دونون کو ساتھ لیکر جانب کوہستان گیا اور راستہ مین ایک مقام پر ٹھہر کر دونون کو گود سے
اُتار دیا اور بیٹھکر رونے لگا وہ عیار جو لڑکا بنا تھا اُس لڑکی کے ساتھ کھیلنے لگا دونون نے پانو پیٹ کر
گھروندا بنایا اور آڑون گھڑون پانوٴن پھیلا کر کھیلنے لگے اس اثنا مین ساحرہ جو قلعہ سے چلی تھی
یہان آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی چاند کی ایسی صورت اُسکی گلے مین آستینون کی
کرتی پہنے اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوئی چوٹی پیچھے چھوٹی سی پڑی ہوئی مینڈھیان گندھین گورا گورا بدن
ایک لڑکے کے ساتھ پانوٴن پھیلائے کھیلتی ہی وہ لڑکا بھی قبول صورت بھولا بھولا ہی اور ایک
بڑھیا پٹاری سامنے رکھے ڈلی کترتی جاتی ہی اور روتی ہی یہ دیکھکر ساحرہ نے سواری ٹھہرائی
اور ضعیفہ سے پوچھا کہ بڑی بی تم کون ہو اور یہ بچے کسکے ہین اتنا سنتے ہی بڑھیا چیخ مار کر روئی

اور آتھگر ساحرہ کی بلائین لین اور کہا مین صدقے مین نثار کیا ان بچون کمبختون کا حال بیان کرون
مان باپ دونون مرگئے مجھ بڑھیا نانی کے سوا کوئی باقی نہین رہا سو میرا بھی کیا بھروسا بوڑھا دم
آیا آیا نہ آیا نہ آیا کوئی دن کی مہمان ہون اسیواسطے روتی ہون کہ ہاے انکا کوئی نہین صبا کو
بھائی کا غم تھا ہان مین ہان ملانے لگی کہ بڑی بی سچ کہتی ہو تم تو بوڑھی ہو یہان جوانون کا
بھروسہ نہین کیا موت کو کہین لینے جانا ہی ہمارے جانی بھیا ابھی جوان تھے جو مارے گئے ای ضعیفہ اگر
اپنے بچون لیکر ہمارے پاس رہو تو ہم وارثی کرینگے بڑھیا نے دعائین دین اور کہا واری تم وارثی نکرو گی
تو اور کون کریگا مگر میرا مزاج خفقانی ہی گھبرا کر جنگل مین نکل آتی ہون روتی ہون دل بہلاتی
ہون پھر اس دل کی نکلجاتی ہی ورنہ رُک کر مر جاؤن ساحرہ نے کہا تمھین اختیار ہی جہان چاہنا
جانا آنا مجکو تو ان بچون سے مطلب ہی کہ انکی بھولی باتون سے غم میرا غلط ہوگا عیار مذکور کو تو
ساتھ جانا منظور ہی تھا بعد اقرار وانکار ساحرہ کے ہمراہ ہوئی اُسنے دونون بچون کو ہوادار کے
آگے بٹھالیا اور بڑھیا کو بھی ایک طاؤس پر سحر کے بٹھا کر داخل درۂ کوہ ہوئی درۂ کوہ مین گھر بنا کا
حال پہلے بیان ہوچکا ہی چنانچہ اُسی مقام پہ ایک صحنچی بزور سحر اور بنادی اور بڑھیا کو اُسمین فروکش
کیا بچون کو اپنے مقام پر لیجا کر رکھا وہ سامنے کھیلنے لگے چالاک نے اتنے دنون مین بدقت
تمام یہان رسائی پیدا کی اور قصد کیا کہ اب کام اسکا تمام کرون کیونکہ یہ غم مین اندھی ہورہی ہی
پہلے جو یہان آنا چاہتے تھے تو اندھے ہو جاتے تھے غرضکہ یہ تو اس فکر مین ہی اُدھر بختیارک
کی رگ شیطنت پھڑکی دم گھبرایا اُن ساحرون سے کہا مین صبا کے پاس جانا چاہتا ہون ساحر
وہان سے اُڑکر ساحرہ کے پاس آئے اور کہا ملکجی یہان آنا چاہتے ہین ساحرہ نے چند جادوگر اور بھیجے
کہ جاکر ملکجی کو لے آؤ ساحر شیطان کے پاس آئے اور کہا چلیے آپکو بلایا ہی شیطان نے براہ احتیاط
کہ یہ ساحر کوئی عیار نہون جو میرے ساتھ مقام ساحرہ تک پہونچ جائین اُنکا منھ گرم پانی سے دھلوایا
اور کچھ باتین امتحاناً پوچھکر سوار ہوکر روانہ ہوا راہ مین بھی اُنکے باپ دادے کا نام پوچھتا جاتا تھا
جب درۂ کوہ مین پہونچا صبا استقبال کرکے لیگئی اور مقام بہتر پر بٹھایا اور کہا کیونکر تشریف لائے
اُسنے کہا میرا دم گھبرایا جی مین آیا کہ قتل مسلمانان کا چلکر تماشا دیکھون ساحرہ نے کہا آپنے بہت مناسب
کیا شیطان بولا کہ پھر دیر کیا ہی جلد بازار موت گرم کرو ساحرہ نے اُسیوقت دستک دی زمین کو زلزلہ

ہوا ایک عورت پیدا ہوئی کہ ہر بن مو سے اسکے شرارۂ آتش نکلتے تھے پس اُس پرکالۂ آتش نے اس قبچہ کو
تسلیم کی اُسنے اُسکی جانب خطاب کیا کہ ای زنار قہرناک آتش بدن تم جاکر تہخانہ کا دروازہ کھولو
اور قیدیون کو باہر نکالو ہم بھی آتے ہین اُس ناریہ نے عرض کیا کہ جب سے آپکے بھائی صاحب خداوند
کی بہشت مین گئے اُس دن سے قیدی میرے سپرد حضور نے آکر کیے ہین کیونکہ وہ زنگی اُنکے مرتے
ہی مرگئے تھے جو کہ محافظ زندان تھے چنانچہ اب اسیر میرے قبضہ مین تو ہین مگر اسقدر میرا اختیار نہین کہ
اُنکو تہخانہ سے باہر نکالون ہان آپ اپنا سحر اُنپر سے رد کیجیے تو بالکل میری قید مین وہ ہو جائین اسطرح
کہ اگر مجھکو کوئی ہلاک کرے تو وہ رہا ہو جائین اور جبتک مین زندہ ہون وہ چھوٹ نہ سکین ساحرہ نے
کہا مین تجھکو رد سحر کا طریقہ سکھائے دیتی ہون پہلے سے رد سحر کی ضرورت نہین یہ کہکر کچھ اُسکو تعلیم کیا وہ
سحر یاد کرکے روانہ ہوئی گجل عیار جو لڑکا بنا ہوا یہان کھیل رہا تھا اُسنے من وعن تمام ماجرا سنا اور
دوڑ کر بڑھیا یعنی چالاک پاس بحیلۂ لہو ولعب گیا اور اُس سے سب حقیقت بیان کرکے پھر سامنے
ساحرہ کے آکر کھیلنے لگا اور چالاک جملہ کیفیت سے آگاہ ہو کر سوچا کہ اس زنار کو مار ڈالون کہ یہی محافظ
سرداران ہی پھر خیال کیا کہ اُسکے مارنے سے سردار رہا نہونگے کیونکہ سُن چکے ہو کہ صبا نے رد سحر نہین کیا
پس مناسب ہی کہ اسکے ساتھ چلو جب یہ رد سحر کر چکے جب مار ڈالو یہ تجویز کرکے اپنے مقام پر سے اُٹھکر سامنے
صحن مین ٹہلنے لگا زنار جیسے ہی ساحرہ کے پاس سے چلی اسنے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ وہ اُسیطرف آئی
اسنے کہا تم اسوقت ملکہ کے کام کو جاتی ہو ٹھہرو نہین مین تمھارے ساتھ چلتی ہون راہ مین جو کہنا ہوگا
کہونگی یہ سنکر وہ اسکی خاطر سے غائب ہوکر نہ گئی باتین کرتی پیادہ پا چلی چنانچہ مکان قیدیون کے رہنا کا
بیان ہو چکا کہ دوسرا ہی یہ دونون اُس مکان سے باہر نکلین بڑھیا نے باہر آتے ہی کہا کہ بی بی پالے
کی محبت بھی بڑی ہوتی ہی تمتو چھچھڑ اتھین مجکو کیا پہچانو گی مین نے تمھاری مان کو پالا تھا تم اُسکی نشانی ہو
آؤ میرے گلے سے تو لگجاؤ وہ سر جھکا کر سینہ سے لگ گئی اسنے بلائین لین اور کہا ای بچی تو سہی مٹی کی
نشانی ہی مین اور تیری مان ایک ہی جگہ رہتی تھی کچھ ایسا تفرقہ ہوا کہ اب تیری صورت دیکھنا دشوار
ہو گیا ای بیٹی ایک امانت بھی تمھاری مان کی میرے پاس ہی مین تمکو دونگی اور وہ ایسی چیز ہی کہ تم
مالامال ہو جاؤگی تمھاری بیزار پھر کسیکی نوکری کرنیگی اور ای فرزند مجکو اب مال واسباب کیا کرنا ہی آج مری
کل دوسرا دن ہان تمھارے کھانے پہنے کے دن ہین ابھی تم میرے دیدون مین خاک ہونا ہے

ساحرہ یہ باتین سنکر سمجھی کہ یہ مقام صبا نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا ہی یہ ایسی ہی معتمد اور قدیمی ہی کی جب
تو اسکو یہان رکھا ہی پس جو کچھ یہ کہتی ہی بیشک سچ ہی پس یہ سمجھکر نانی جان کہکر باتین کرنے لگی اور بال
ملنے کے نام سے زیادہ تر خوشنود ہو کر بعجز تمام ترہمسخن رہی تا اینکہ دونون در زندان پر پہونچین یہان
دیکھا تو زمین دوز تہخانہ بنا ہی قفل اسکا ایک شیر زیان منھ مین دابے بیٹھا ہی زنار نے وہان پہونچتے ہی
سحر پڑھکر دستک دی ایک قفل اور تہخانہ سے نکلا اور ماہتاب کیطرح چمک کر جانب ہوا گیا اور وہان سے
جو برق بنکر گرا اس شیر کے منھ کو کاٹ کر زمین مین اتر گیا دروازہ کھل گیا یہ دونون اس تہخانہ مین
اترے دیکھا تو تہ زمین مین ایک اور دروازہ لگا تھا اسکے قریب دو دیو گرز پکڑے بیٹھے تھے اسنے چار دانے
ماش کے افسون پڑھکر جو مارے وہ دیو بھی جلگئے وہ دروازہ بھی کھلا اب مکان بنا ہوا ظاہر ہوا اور
سرداران اسلام زنجیر آتشین مین بندھے نظر آئے کہ ماران سحر انکے جسم پر لپٹے تھے ساحرہ نے انکے
جسم پر سے بھی وہ قید دور کر کے اپنے سحر سے انکو بیحس و حرکت کر دیا اس عرصہ مین صبا و بختیارک
بھی سامنے سے آتے نظر آئے اس وجہ سے کہ جب وہ شیر اور دیو دفع ہوئے تو تہخانہ بھی گھٹگیا تھا کہ
سحر سے ساحرہ کے بنا تھا اور اسینے رد سحر اسکو بتایا تھا فی الجملہ چالاک نے جوان دونون کو آتے
دیکھا سمجھا کہ اب شیطان تجکو آکر پوچھے گا کہ یہ کون ہی اور حال تیرا سنکر ضرور پہچان لیگا ساری محنت
تیری برباد ہوگی اب جلد اپنا کام کر یہ سوچکر کمر سے ایک لعل بدخشانی نکالکر پکارا کہ ای زنار اب
یہان صبا آتی ہین انکے سامنے مین دے نسکونگی لو یہ لعل بے بہا تمھاری مان کی امانت ہی
جلد لے لو کہ کوئی دیکھے نہین زنار لعل کو دیکھتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ چہرہ فرط خوشی سے لال ہوگیا
اور دوڑ کر قریب آئی عیار نے وہی لعل منھ پر مارا کہ ناک پر پڑا وہ حیران کہ یہ اسنے کیا کیا ابھی حیرت
مین تھی کہ وہ لعل حباب کیطرح ناک پر پڑتے ہی پھوٹ گیا تھا اور بیہوشی دماغ مین پہونچی تھی
بیہوش ہوگئی عیار نے فوراً سر اسکا جدا تن سے کر ڈالا پھر تو غلغلہ و آفت خیز برپا ہوا دنیا سیاہ ہوگئی
آواز آئی کہ مارا زنار کو وہ مکان کہ اسکی حفاظت مین تھا نابود ہو گیا سرداران اسلام رہا ہو چکے تھے وہ
زنجیر وغیرہ بھی دفع ہو گئی تھی چھوٹکر استادہ ہوگئے ادھر بختیارک پکارا کہ ای ملکہ یہ کیا ہوا جلد سحر پڑھو
ساحرہ بیتاب ہو کر دوڑی تھی کہ وہ عیار جو لڑکا بنا ہوا تھا اسکے آنے سے وہ بھی پیچھے اسکے آیا تھا چودہ
حلقہ کمند کے گانٹھ کر جو مارتا ہی صبا کی گردن و کمر مین پیچیدہ ہوئے اور الجھکر وہ گری اور میدان تو

ہوچکا تھا ہی چالاک نے دوڑ کر بختیارک کا گلا دابا یہ تو غین غین کرنے لگا اور گجبل نے خنجر نکالکر
صبا کو قتل کرنا چاہا مگر وہ بنجہ سحر محافظ رکھتی تھی جیسے ہی خنجر چاہا کہ مارین دو پنجہ مثل برق چمک کر
گرے اور اُسکو اُٹھا لیگئے عیار سمجھے کہ ایسا نہو یہان ٹھہرنے سے کوئی آفت آئے پس بختیارک
کو چھوڑ کر اُس لڑکی کو کہ جسے ساتھ لائے تھے ڈھونڈھنے چلے وہ لڑکی جب مکان سکونت صبا
خالی رہا تھا تو دروازہ سے باہر نکلکر درۂ کوہ کے ایک غار مین مارے ڈر کے چھپ ہی تھی چالاک
نے پکارا کہ بٹیا کہان ہو وہ آواز اسکی پہچانکر اس سے آکر لپٹ گئی یہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اُدھر
بختیارک بھی فرار ہوکر جانب قلعہ کوہ عقیق گیا اور جملہ سردار لشکر اسلام کے رہا ہوکر اپنے لشکر مین
آئے عیارون نے اُس دختر کو اُسکے باپ پاس پہونچا دیا اور کئی ہزار روپیہ دیکر کہا کہ اسکی شادی
کر دینا فی الجملہ جب سردار بارگاہ سلیمانی مین پہونچے بادشاہ اسلام کو تسلیم کرکے اپنی اپنی جگہ کو
رونق بخشی اور حال امیر خوش تدبیر پوچھا شاہ اور ایرج نے سب حقیقت بیان کی ہر ایک نے
کہا ہم وہان جا کر قدمبوس ہونگے اور سب سوار ہوکر روانہ ہوئے جب دامن کوہ مین پہونچے
شہزادۂ کرب نے مسطورات حرم سلطانی کو قلۂ کوہ سے اُتار کر خیام و سراپردہ مین بٹھایا تھا اور
امیر کو الگ خیمہ مین رکھا تھا امیر مرنے سے بلا کے ہوشیار ہوگئے تھے کیونکہ اُسکا سحر اثر سے
اُٹھ چکا تھا صرف اسم اعظم بھولے ہوئے تھے اسوجہ سے خاموش تھے کہ سرداران ذی تبار خدمت
اقدس مین حاضر ہوکر رسم نیاز مندی بجالائے ہر ایک تصدق اور بلا گردان ہوا اور کہا ای شہریار
بغیر آپکے ہمارا جی بارگاہ مین نہ لگیگا حضور تشریف لیچلین آپ نے فرمایا کہ چلتا ہون اور اُٹھکر خیمہ سے
باہر آئے چاہا کہ سوار ہون ہلکارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ مجاہد راہ خدا آتے ہین بادشاہ نے
خواجۂ دریا دل کو بُلا کر فرمایا کہ دیکھو تو قران صعب دفع ہوا یا نہین خواجۂ موصوف نے قرعہ پھینک کر
کہا کہ ابھی زمانہ نحوست کا باقی ہی بہتر یہ ہو کہ امیر یہان نہ آئین بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خود جا کر امیر کو
یہان آنے سے منع کیجیے خواجہ زادہ وہان سے سوار ہوکر دامن کوہ مین آئے اور قاسم و علمشاہ سے کہا
کہ ہم اور آپ خیر خواہان امیر مین سے ہین بہتر یہ ہو کہ چندے پھر امیر کو قلۂ کوہ پر لیجا کر رکھیے سردارون
نے کہا فرمانا آپکا بدل قبول ہی یہ کہکر امیر سے کہا کہ ہم اسیر رہے ہین اب یہ چاہتے ہین کہ صحرا مین
رہکر کیفیت سبزہ زار دیکھین امیر اُنکے کہنے سے رُکے اور اسی جگہ فروکش ہوئے محلات مین مذ رہن

نیازمین ہونے لگین یہان تو یہ حال ہو لیکن بختیارک جو بھاگ کر قلعہ مین آیا لقا تخت نکہت پر
بیٹھا تھا اُس سے آکر کہا کہ سب بندے تیرے بہشت مین چلے گئے اُس گبر نے کہا مین نے یہی تقدیر
کی تھی شیطان نے کہا بندگان مشہور چھوٹ گئے اور عیار کہہ گئے ہین کہ ہم لقا کو بانس پر چڑھائینگے
ایک ایک بوٹی کاٹ ڈالینگے پھر ایک بوٹی خداوند کی کٹ گئی تو دو میری کاٹی جائینگی خداوند تو خدا
ہین انکو تو کچھ ایذا نہو گی میری جان تکا بوٹی ہو جائیگی یہ کلمہ سنکر گو مہیون نے کہا ملکجی تم خداوند کو ہمارے
سامنے ایسا کچھ بے ادبانہ کہتے ہو لقا نے کہا جو یہ کہتا ہے اسکے معنے ہم خوب سمجھتے ہین ہماری قدرتون
کے راز سے یہ خوب آگاہ ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ صبا جادو روے ہوا سے یہان اُتری اور
خداوند کو سجدہ کر کے اپنی جگہ پر بیٹھی لقا نے کہا ای بندی قدرت یہ ہماری رحمت تھی کہ تو عیارون کے
ہاتھ سے بچ گئی ہمارے فرشتگان رحمت تیرے محافظ تھے ورنہ عیار مار ڈالتے ساحرہ نے یہ سنکر پھر
سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوئی کہ اب تو ایسی تقدیر کر کہ مین ان مسلمانون کو غارت کر دون یہ کہہ رہی تھی
کہ فلک پر بجلی چمکی اور صداے نفیر پیدا ہوئی لقا نے کہا دیکھ قدرت نے اپنی خاص فوج طلب کی تیری
دعا قبول فرمائی ساحرہ جانب فلک نگران ہوئی دیکھا تو آگیا بیتال اور بگولے آنے لگے تیلے جھنڈیان
ہلاتے ظاہر ہوئے شیطان نے اُٹھکر دار العمارہ سے باہر آکر اُس فوج کو ٹھہرایا اندر دار العمارہ کے ایک
ساحر ژولیدہ مو بدہیئت اور سیہ رو آیا آتے ہی تخت خداوند کے سامنے لوٹ گیا پھر اوندھا ہوا خداوند
پکارا کہ ای بندۂ رحمت اختصاص بس عبادت تیری قبول ہوئی وہ ساحر سیدھا ہو کر قلقاریان مارنے لگا
آخر الامر دنگل پر شیطان نے بٹھایا اور صبا سے کہا لو تمھاری دلگی آئی اُسنے کہا ملکجی یہ مواد یوانہ ہے شیطان
نے مجنون سے کہا کہ یہ عورت تمکو پسند کرتی ہے ذرا ہوش کی باتین کرو تو جوڑا لگا دیا جائے وہ یہ سنکر
کچھ سمجھکر ہنسا اور صبا سے اختلاط کی باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے اُٹھا اور ہنسکر گویا ہوا کہ او ملکجی
ہم تم گلے ملین شیطان یہ سنکر اُسکے گلے ملا اُسنے خوب اسکو دابا اور گال اسکا دانتون سے پکڑ لیا یہ چیخنے لگا
کہ او دیوانہ نامعقول کیا کرتا ہے میری جان جاتی ہے چھوڑ دے ارے تو نے منہ چومتے ہی گال کاٹا اسکے چیخنے
سے صبا نے اُٹھکر اُس سے کہا کہ ای مجنون یہ وزیر اعظم خداوند شیطان درگاہ قدرت ہے تم اسکے ساتھ ایسی
بے ادبی کرتے ہو ہا چھوڑ دو دیوانے نے اُسکے سمجھانے سے چھوڑا اور کہا کچھ عجب اس حرامزادہ کی قطع ہے
ساحرہ نے کہا ایسا نہ کہو شیطان نے کہا بھبے اور کسی سے گالی گلوچ کی ہنسی ہوتی ہے تو ہم دوست زیادہ تر اسکو جانتے ہین تم

اسکو منع نکرو مین سمجھ لونگا ساحرہ خاموش ہوئی اور دیوانہ نے کچھ سحر پڑھکر قلقاری ماری کہ کئی سو تیلا
روے ہوا سے اُترا کشتیاں زر و گوہر کی نذر لیے تھا وہ کشتیاں دیوانہ نے خداوند کی نذر کین خداوند نے
خلعت دیا وہ خلعت اُسنے چاہا کہ چاک کرکے پرزے پرزے اُڑا دون شیطان نے وہ اُسکے ہاتھ سے
لے لیا الحاصل اُسکو کرسی پہ بٹھایا اور شیطان نے اہل اسلام سے لڑوانا چاہا پس آئینہ بارگاہ مین قد
آدم لگے ہین ایک آئینہ اِس دیوانہ کو دکھایا اُسنے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی شیطان سے کہا ہم
بھائی میرا کہان رہتا ہی شیطان نے جواب دیا کہ دیکھتے نہین اِس کٹہرے مین یہ قید ہی خدا پرستون
نے مقید کیا ہی یہ سنتے ہی دیوانہ چیخ مار کر رویا اور اُسیوقت نفیر کو اسنے بجایا لشکر دیوانگان مین
خبر ہوئی وہان بھی نفیر بجی دیوانہ دار العمارہ سے باہر آیا لشکر اسکا تیار ہوکر اسکے ساتھ ہوا اُسوقت تو
صبا و جادو بھی اپنے ساحر لیکر چلی پھر تو کوہی وغیرہ خداوند کو اپنے لیکر باہر قلعہ کے آئے اور بمقابلہ اسلامیان
لشکر آراستہ کیا خیمہ و بارگاہ نصب ہوئے دن بھر اسی سامان مین اوقات بسر ہوئی آخر جوش صفرا
مزاج دہر سے کم ہوا اور حرارت مہر گم سر روز مین سوداے سواد شب کا خلل نظر آیا کہ **بیت**
کھلا پھر قلعہ افلاک کا در + نظر آنے لگا انجم کا لشکر + سر شام بحکم لقا نافرجام طبل رزمی پر چوب پڑی
ہرکارے لشکر کے باہر آنے سے خبر لینے فوج اسلام سے چلے آئے تھے جملہ حقیقت دریافت کرکے سامنے
بادشاہ ذوی الاحتشام اسلام کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے آنا دیوانہ کا اور نکلنا لشکر کا قلعہ سے
اور بجنا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے شاہ جمجاہ نے ہرچند کہ زخمی ہین لیکن جرأت کو کام فرماکر
حکم نواخت طبل جنگ دیا ادھر بھی نقارہ حربی گڑگڑایا لشکر اسلام تو خستہ و شکستہ تھا لیکن منچلا پن
کرکے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحر خوانی ہونے لگی صرف باد خزان شمشیر
گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف تیز تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلوا بھیرون نارسنگہ کی پکار شجاعون
کے سر مین سوداے شجاعت عروس مرگ کے دیوانہ الفت لیکن ان دیوانون کو نام و ننگ سے کار نامردی
سے عار آمادۂ کارزار نہ پرواے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلوارون کی جھنکار ان دیوانون
کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن
صحراے کارزار مین بھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اُڑاتے سر ہر تیر کو
نوک خار بید اسے جلادت سمجھکر پاے دل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاہد

تھوڑی سے عشق مین جان گنواتے عرض رات بھر یہی شورش رہی کہ نیزہ بسان دیوانگان صحرا ے نبرد سر کھولے تھے تلوارین پیرہن غلاف و نیام اُتار کر عریانی پسند تیر وحشت مین آکر بھاگنے پر آمادہ خلش اُنکی علاج دل دردمند سپر ہن برنگ خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر بیابان ضرب رکھنے کی چاہ لب سوفار چلا کر پُکارنا چاہتے گوشۂ کمان سے خدنگ نکلکر و لغرار لاتے کمندین دلکی اُلجھن کا پتا دیتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان نہین ہر سمت شورش برپا یہ ہنگامہ تھا نظم

مشہور ہی وحشت جوانی
پر کچھ نہین سوجھتا تھا زنہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار
دل ہوگیا مثل سبزہ پامال

آفت ہی طبیعت جوانی
مرنے کی ادا پسند خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار
بھایا زخمون کا مسکرانا

ہر چند حسر ابان نہین اظہار
جلنے سے قضا پسند خاطر
تیغون کی پسند آگئی چال
دم عشق مین حرب سے کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر دہر سے کم ہوا اور بیخبری نوم سے ہر غافل چونکا کہ ابیات

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود
اک نگار آتشین رخ سر کھلا
لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبح کو راز مہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب دو سحر
رکھدیا ہی ایک جام زر کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر
بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا

صبحدم جو سردار کہ امیر نامدار پاس چلے گئے تھے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر رات سے یہان آگئے اور در دولت شہنشاہ پُرصولت پر حاضر ہوئے ایک طرف سے ایرج فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آیا بادشاہ لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا کہ ابیات

تاج زرین مہر تابان سے سوا
اب فریب طغرل و سنجر کھلا
بینے دارا کا نکل آیا ہی نام

خسرو آفاق کے منہ پر کھلا
مہر کا بنا چرخ چکر کھا گیا
اُسکے سرہنگون کا جب دفتر کھلا

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا

آ ایسے شاہ گردون اساس کو ہر ایک جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جانب وادگاہ روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصۂ کارزار مین شجاعان روزگار پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوئے اُسطرف سے لقا فوج کوہیان وغیرہ لیکر فیلان

جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا ایک طرف اُسکے صبار جادو دوسری جانب مجنون جادو اژدہون پر سوار تھے دیوانہ کے ہمراہ سردار فوج دیوانگان مثل احمر جادو و استر جادو وغیرہ بیشمار تھی چنانچہ صفوف کارزار جب آراستہ ہو چکین نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون مین نارنج ترنج اُچھلنے لگے شور بوق وکوس بلند ہوا استر جادو قلقاری مار کر خداوند سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کچھ دیوانہ پن جتا کر طالب مرد مبارز ہوا اسطرف سے صندل گھوڑا اُڑا کر بادشاہ کے سامنے آیا اور مرکب سے کود کر عرض پیرا ہوا کہ ای شہنشاہ ساحر سے ساحر ہی اگر لڑے تو بہت موزون و زیبا ہی مجکو رخصت ملے تو بہت اچھا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی یہ بہادر اجازت یاب ہو کر سامنے حریف کے آیا استر نے اسپر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اس دلاور نے سحر سے اُسکو رد فرما کر ایک گولا مارا کہ اُس سحر یا نے ہر چند چاہا کہ رد کرے ممکن نہوا سینہ اُسکا گولا توڑ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا یہ ماجرا جو مجنون نے دیکھا خود ایک چیخ مار کر صندل پر جھپٹا اور ایک ناریل چرخ دیکر مارا صندل مرکب پر سے پرواز کر گیا ناریل گھوڑے پر پڑا کہ وہ اُڑ گیا دیوانہ نے پھر ایک چیخ ماری جتنے دیوانہ کے ساتھ تھے زمین پر گر کر غائب ہو گئے اور پرچھائیان بنکر صندل کے چار طرف سے لپٹنے لگے اسکے پاس تیغہ آب چشمہ سامری کا بجھا ہوا ہی وہ اسنے کھینچکر چرخ دینا شروع کیا کہ اُسکے عکس سے پرچھائیان دور ہٹ گئین اُسوقت مجنون اسکے مقابل آیا اور ایک تصویر اپنی کمر سے نکالکر اسکو دکھا کر پکارا کہ ای ساحر ژولیدہ مو تو کیسا انسان ہی کہ جو اس شبیہ کو دیکھکر مالک تصویر کے عشق مین دیوانہ نہین ہوتا عقل و خرد سے بیگانہ نہین ہوتا جلد دشت نورد بادیہ محبت ہو یہ سنتا تھا اور اس پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب کا دیکھنا تھا کہ صندل گھوڑے پر سے اُترا اور لباس اپنے جسم سے نوچکر پھینکا پھر شعر عاشقانہ پڑھتا دیوانہ وار بکتا جانب صحرا چلا اُسکے جانے کے بعد سرداران اسلام یکے بعد دیگرے مقابل اُس دیوانہ جاہل کے آنے لگے اور تصویر دیکھکر دیوانہ ہو کر جانب کوہ و دشت جانے لگے عجب طرح کا غلغلہ برپا ہوا صدہا آدمی دیوانہ وار یہ بکتا ہوا جنگل کیطرف چلا کہ بموجب نظم

ای طالع واژگون مبارک	ہی آمد غم جنون مبارک	ایام بہار سر پر آئے
پیغام جنون برابر آئے	پھر ہونے لگی جنون کی تاثیر	پھر موج ہوا ہی شکل زنجیر
کانٹون پہ ہی لوٹ پھر یہ دامان	پھر چاک ہوا مرا گریبان	پھرتا ہی جنون کہان بلالو
عقل آئے اگر اُسے نکالو	آمادہ زبان خروش پر ہی	وحشت کی بہار جوش پر ہی

جب لشکر اسلام مین تفرقہ پڑا صباء جادو نے سحر پڑھکر دستک دی چند پتلے صندوق بلور کاندھے پر رکھے حاضر ہوئے اسنے اس صندوق کو وا کیا ہزار ہا پتلا روئین تن پھر اسمین سے نکلا اور بڑھکر مثل النسان قد آور ہوا ساحرہ نے انکو حکم دیا کہ جاؤ اور کام دشمن کا تمام کرو وہ پتلے تیغ و خنجر پکڑکر لشکر اسلام پر چلے ادھر سے ایرج نے اپنے پتلون کو للکارا اب پتلے سے پتلا بھڑ گیا فوج لقا بھی حریف کو مغلوب دیکھکر یورش کرکے چلی مسلمان بھی نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آگرے پتلہ ہاے روئین تن کو سرپنجہ فولادی دراز کرکے پکڑتے اور بقوت تمامتر چیر کر پھینکدیتے تلوار گھمسان کی چلنے لگی مگر مجنون دوڑ دوڑکر تصویر دکھاتا اور لشکریان اسلام کو دیوانہ بناتا لشکر کم ہوجاتا اور یہ کیفیت دیکھکر پلٹنین اور رسالے جی ہارے دیتے پانوٴن اٹھے جاتے لشکر ساحران اور کوہیان غالب آنے لگا جو سردار کہ دیوانہ ہونے سے بچے وہ زخمی ہوگئے آخر یہ ہنگامہ ہوا کہ سرہاد چمنستان جنگ مین بفیض باد بہاری تیغ بر نگ نخل گلشن گلہاے زخم سے ارغوان پوش نظر آیا آب آہن کی آبیاری نے نو رسیدہ گان باغ جلادت کو مراد پر پہونچایا نام و ننگ کا ثمرہ حاصل ہوا ہرچند کہ شجر حیات کٹ گیا لیکن پھلنے پھولنے کے قابل ہوا سپاہی جان لڑانے لگے نامرد پیٹھ دکھانے لگے جوہر شجاعت کھلے دلاور ڈٹ گئے بھاگے بزدلے کھیت پڑے کی کسانی ہی میدان رزم عرصہ جوانی ہی تہور دستگاہ سینہ سپر کرکے داد شجاعت دینے لگے جان دیکر ناموری مول لینے لگے تلوار کا سکہ پڑا جوہر تیغ و خنجر کا مثل سکہ زر چلن ہوا گرم بازار آہن ہوا کاٹ چھانٹ کی وضع رعایاے فوج نے اختیار کی شمشیر کی چال ڈھال پسند آئی تراش خراش خنجر و زخم نے نئی نکالی نازک مزاجی ایسی بڑھی کہ بنجانی ہر ایک کے حصہ مین آئی قتل و قمع کا حکم شہنشاہ جلادت کی بارگاہ سے جاری فرط نازکی سے جان سبکو بھاری نیزہ کا جھنڈا گڑا ہوا سر فروشان بازار شجاعت کو جان دینے کا سودا زبان خنجر و سنان لبسان مشتری و خریدار گفتگوے جانستانی کرتی متاع جان نامردان کا سد جانکر نام دھرتی ہر سمت آفت برپا یہ حال تھا کہ

نظم

بکردار باران از ابر سیاہ
چہ ابرے کہ باران او تیر و تیغ
ز بس کشتگان اندران رزمگاہ
برآمد ہمی موج دریاے خون

ببارید تیر اندران رزمگاہ
زمین آہنین گرد اسپان شبعل
بریدہ سران شان فگندہ براہ

جہان چون شب بہمن از تیرہ میغ
بر و دست گردان بخون گشتہ لعل
زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون

بادشاہ اسلام کے ساتھ داراب و خورشید و علمشاہ و قاسم

وغیرہ سب سردار جان لڑا رہے تھے فوج بھاگی تھی مگر سردار بھاگنا کیا جانین لڑ رہے تھے اور زخمی ہوتے
جاتے تھے اور اِس خیال سے کہ ناموس امیر دامن کوہ مین اُترے ہوئے ہین لشکر دشمن یورش
کرکے اُدھر نہ جا پڑے پس پا ہوتے جاتے تھے اور جانب کوہستان ہٹتے آتے تھے مجنون نعرہ مارتا تھا
کہ اِن مسلمانون کو جانے نہ دینا گھیر کر قتل کرنا فوج لقا مثل بحر فنا طغیانی پر تھی بختیارک ہنسکر
کہتا تھا کہ اہی مجنون بس اب کل سمجھ لینا وہ جواب دیتا تھا کہ مین کل اور آج یکسان جانتا ہون
شیطان کہتا تھا کہ زیادہ حد سے نہ بڑھو ورنہ خداوند کو بھاگنے مین تکلیف ہوگی دیوانہ اپنی
دُھن مین کسیکی نہ سنتا تھا بڑھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ لشکر مسلمانان قریب دامن کوہ پہونچ گیا
اور قول حکیم زادون کا ظاہر ہوا کہ شہزادہ کرب کو پھر قلۂ کوہ پر ناموس شاہی کو لیجانا پڑا لیکن سرداران
اسلام نے پائے شجاعت گاڑے وہان پہونچکر پیچھے ہٹنا ننگ و عار سمجھے گھمسان کی مار ہونے لگی حرم
محترم امیر مین پھر وہی قیامت شور و شیون کی برپا ہوئی انکو اِس حال مین مبتلا رکھکر حال دوسرا
مذکور ہوتا ہی ـ یعنی شہزادہ تورج طلسم ہزار برج مین اندر قلعۂ یاقوت نگار کے مقیم ہی اور پریزاد طلسم نے
بہت اطاعت کی ہی ہر وقت دلجوئی اور خاطرداری مین مصروف رہتی ہی ناچ ہوتا ہی پیمانۂ شراب
سرخ گردش کرتا ہی اسی ہنگامۂ عشرت و نشاط مین ایکدن وہ ساحرہ جسکو پریزاد نے محافظ قلعہ
بادشاہ طلسم کی جانب سے بیان کیا تھا آئی اور جہان شہزادہ برج پر مقیم ہی وہان کرسی بچھا کر بیٹھی
اور شہزادہ کو سمجھانے لگی کہ ای طلسم کشا یہ پریزاد آپ خدمت مین اپنی رکھیے اور تین ہزار نازنین اِس
قلعہ مین ہین جسکو آپ پسند فرمائیے وہ حاضر خدمت ہو اور تمام عمر اسی مقام پر بعشرت تمام بسر کیجیے شہزادہ
نے ہنوز اِسکے کلام نا فرجام کا جواب نہ دیا تھا کہ بروے ہوا سناٹا ہوا اور ایک تخت زمین پر اُترا یہ
ساحرہ جو شہزادہ سے ہمکلام تھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُس تخت پر بھی ایک جادوگرنی سوار تھی اُسکی
تعظیم دی وہ بھی تخت سے اُترکر بغلگیر ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ اِس جادوگرنی کے گلے مین جھولی
بادلہ نگار پڑی ہی ماتھے پر بندلی لگی ہی قشقہ سفید و رکا کھنچا ہی ماتھا فیل کے مستک کی طرح رنگا ہی
صندلی اور چندن سے تمام جسم رنگین ہی ماران سیاہ سے گردن کو تزئین ہی رنگ رخ سیاہ نقشہ بھونڈا
گدی پر جوڑا ابرا سا بندھا گدنا ٹھڈی پر گدا منہ بھاڑ سا کھلا اِس ہیئت سے وہ بدسرشت دوسری
کرسی پر آکر بیٹھی نام اِسکا مہر جادو ہی اور وہ جو پہلے سے یہان آئی تھی گاؤسر جادو نام رکھتی ہی

خلاصہ یہ کہ گاوسر نے سبب آنے کا اُس سے استفسار کیا اور کہا آج کیا تھا جو اِدھر بھول پڑین اِبہن
سامری قسم تم بڑی بیمروت ہو میری آنکھین تمھین دیکھنے کو ترستی ہین اور تم کبھی ادھر جھانکتی بھی نہین مہر جادو
نے جوابدیا کہ تو اتمھارا گلہ میری سر آنکھون پر مگر تمنے یہ بھی جانا کہ مین کس حال مین تھی جو تم تک نہ آئی یہ کہکر
صبا رجادو کا لقا پاس جانا اور حال جنگ مسلمانان اور بند ہونا اسم اعظم کا بیان کرکے کہا اب مین وہ
شیشہ جسمین اسم اعظم قید ہے طلسم ہوش ربا مین لیے جاتی تھی تمھارے دیکھنے کو اسطرف چلی آئی گاوسر
نے کہا ای بوا ذرا مین تو دیکھون کہ وہ شیشہ کیسا ہے اسنے جھولی سے نکالکر وہ شیشہ دکھایا شہزادہ تورج
وہان بیٹھا ہی تھا یہ ماجرا اُسنے بھی سنا اور ساحرہ تو ساحرہ سے باتون مین مشغول تھی اسکا خیال
نرکھتی تھی اسنے تیر کمان مین جوڑ کر جیسے ہی شیشہ اُسنے دکھایا ساتھ ہی تیر شہزادہ نے لگایا کہ شیشہ
کو توڑکر تیر مہرۂ پشت ساحرہ سے پار گذرا وہ تڑپکر کرسی سے نیچے گری اور سرد ہوئی شور اُسکے مرنے کا
بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا مہر جادو کو یہ ماجرا جو گاوسر نے دیکھا پہلے تو آئینہ وار حیران رہی پھر برق
کی طرح تڑپی اور پنجہ بنکر شہزادہ پر گری اور اُٹھا کرلے اُڑی پکاری کہ ارے ظالم تو نے بڑا غضب کیا جو
میری بہن کو مار ڈالا ادھر تو یہ شہزادہ کو لیکر اُڑی اُدھر وہ پریزاد بیقرار ہوکر مثل سیماب کے اُڑی اور برد
ہوا ہوتے ہوتے ساحرہ سے لپٹی اُسنے ایک ہاتھ سے تو شہزادہ کو سنبھالا دوسرے ہاتھ سے اسکے بال پکڑے
اسنے اُسکے جھونٹے لیے اور جس ہاتھ سے وہ شہزادہ کو لیے تھی اسنے اُس ہاتھ کو کاٹا اور نوچنا شروع کیا اور
بالون کو اسکے خوب نوچا وہ ساحرہ سمجھی کہ یہ پری طلسم کی ہے قتل نہوسکیگی بس ہاتھ جو کاٹنے سے زخمی ہوا
شہزادہ کو چھوڑ دیا پری نے شہزادہ کو روکا اور اسکے بال چھوڑے اُسنے بھی اسکو چھوڑا اور پرواز کرکے
جانب بادشاہ طلسم روانہ ہوئی پری شہزادہ کو چھین کر قلعہ مین لائی اور مصروف راحت و آرام
ہوئی لیکن یہ قید سحر کی تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ بلا سے
جادو بھی مرچکا تھا اسوقت شیشہ جو ٹوٹا وہان اسم اعظم امیر کو یاد آگیا۔ لشکر لقا قتل و غارت کرتا
جسیا اور پریان ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب خیام ذوی الاحترام ہو پہنچگیا اور شور دار و گیر قیامت خیز
برپا تھا امیر کو اسم اعظم یاد آتے ہی ہوش برجا ہوئے اور معلوم کیا کہ ساحرون نے ہنگامہ جدال و
آتش قتال کو مشتعل کیا ہے بس یہ جانتے ہی لبان شیر غضبناک اسم اعظم برلب و عقرب سلیمانی در دست
خیمہ سے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا کہ بیت امیر عرب شیر دل پہلوان * فتد لرزہ از تیغ من در جہان *

نعرہ بلند کرتے ہی دشت وکوہ گونج گیا چوسٹھ کوس تک صدا گئی فوج بھاگی ہوئی نعرہ سنکر پھر پڑی چار سمت سے صداے اللہ اکبر بلند ہوئی مجنون اُس صدا کو امیر کی سنکر دوڑا اور تلقاریان مارتا سامنے آکر تصویر دکھانے لگا امیر نے اسم اعظم پڑھکر جو دم کیا وہ تصویر جلگئی دیوانہ دانت نکالکر دوڑا اور چاہا کہ لپٹ جائے امیر نے سر کو بتلاکر کمر پر جو عقرب کا ہاتھ مارا کھیرے کی طرح دو ٹکڑے کیا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا فوج دیوانہ امیر پر آپڑی آپ بھی اِس دریاے لشکر مین غوطہ مار گئے اُسوقت شمشیر برق کردار کا اُس مجاہد کی یہ حال تھا

نظم

چلنے مین وہ تھی زبان طرار
خون ریز برنگ تیغ الفت
اکدم ہو جو اُس سے صحبت قیس یا
قفل در فتح ہفت کشور

کھنچنے مین تھی صاف دامن یار
دیوانون کے دلمین تھا گھر اُسکا
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

جانسوز بسان نار فرقت
مژگان پری تھا جوہر اُسکا
وا روز کرے کلید ہبنگر

بختیارک ہاتھی پر کھڑا ناچ رہا تھا اور کہتا تھا قربان اِس نعرے کے اور صدقے اس ضرب دست کے یا خداوند بھاگیے سپہ سالار کا غصہ بُرا ہی ابھی سب تقدیرین خاک مین ملادیگا قدرت کو گور مین سلادیگا لقا فرار آرو بفرار لایا اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا پڑاو پر آکر لشکر لقا ٹھہرا اور طبل امان بجوایا امیر بھی پھرے بادشاہ زرنثار کراتے سر امیر پر سے داخل بارگاہ ہوئے سرداران نے کمر کھولی وہ فوج جو تصویر دیوانہ کی دیکھکر سودائی ہوکر صحرا کو گئی تھی مرگ دیوانہ سے ہوش مین آکر داخل لشکر ہوئی لشکر کی آرایش وزیبائش از سر نو ہوئی کرب دلاور حرم سلطانی کو سوار کراکے دامن کوہ سے لشکر مین لایا امیر پر سے ہزار بار روپیہ کا تصدق اُترنے لگا بارگاہ سلیمانی مین سردار اپنی اپنی جگہ پر جلوہ فرما ہوے کے جام بادۂ ناب گردش پذیر اہوا۔ یہان تو ہنگامۂ عشرت ہی مگر لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا نہایت رنجور و آزردہ خاطر تھا صبا رجادو وغیرہ امیر سےنگر سب سے بیشتر بھاگ گئی تھی اِسوقت بارگاہ مین آئی بختیارک نے باعزاز تمام بٹھایا اور کہا اے ملکہ یہ اسم اعظم تمنے اور تمھارے بھائی نے کیسا بند کیا تھا جو چھوٹ گیا ساحرہ نے کہا جب تقدیر بگڑتی ہی ایسا ہی ہوتا ہی لقا بولا کہ ہم یہ تماشا مدتسے دیکھتے چلے آتے ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی بھگاتے ہین قدرت کے کھیل بندون کو دکھلاتے ہین ساحرہ نے کہا سچ ہی تو چاہتا تو بیشک فتح ہوجاتی یہ کہکر دوسرا نامہ شاہ جادوان کو تحریر کیا جسمین حال قتل مجنون دیلا درج تھا چنانچہ نامہ لشکریان مجنون جو قتل ہونے سے بچ رہے اور بھاگ کر طلسم مین جانے لگے انکو

دیاکہ وہ لیکر روانہ ہوئے۔ افراسیاب بعد روانگی فوج دیوانگان جانب کوہ نیلم جانے والا تھاکہ یکایک
صحرا کی طرف سے ایک پریزاد پیدا ہوئی نہایت حسینہ وجمیلہ تھی اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے
فرمایاکہ ای بادہ خوار بادیہ پیماے جادو کدھر چلین اُسنے عرض کیاکہ اس کنیز نے خبر تشریف آوری
حضور سُنی حاضر ہوئی شہنشاہ براہ نوازش میرے مقام سکونت پر قدم رنجہ فرماکر مجکو بر تبہ اعلے
پہونچائین تو نہایت کنیز نوازی ہی بادشاہ حسب مستدعا اُسکے ہمراہ ہوا اور بعد کچھ دور کے ایک باغ رنگین
مین پہونچا درختون کو سر سبزی سے پُر تزئین پایا شہ گل کو تخت چمن پر بصد فرو تمکین پایا مختصر یہ کہ وسط
گلشن مین چبوترہ پر زیر تکیۂ زر تار مسند گوہر نگار بچھا تھا بادشاہ نامدار بیٹھا اُس ساحرہ نے اسباب
مہیا کیا مصروف بادہ پیمائی ہوا اور کئی روز تک اُسی مقام پر داد عیش دیتا رہا ہنوز وہان سے روانہ
نہوا تھاکہ ملازمان مخنول نام لقا لیکر پہونچے اور اُسی باغ مین آکر بادشاہ کو نامہ دیا شاہ مضمون سے
واقف ہوکر بہت متردد ہوا اور سوچاکہ ایکی مرتبہ دیوانے کے بیٹے یعنی جنون بن مجنون کو خداوند
پاس بھیجنا چاہیے کسلیے کہ اس صحرا مین نزدیکتر اور کوئی ساحر زبردست نہین ہی اور وہ بقصاص پدر خود
لڑیگا بھی خوب یہ تجویز کرکے کچھ اسما سحر کے پڑھکر جانب صحرا دم کیے روے ہوا پر جھنکار زنجیر کی پیدا
ہوئی اور ایک دیوانہ نامعقول عقل سے مجہول زمین پر اُترا بالکل برہنہ تھا موے زہار لٹکے ہوئے
دانت مُنھ مین سیاہ تھے جھولا گلے مین پڑا کان آنکھ ناک منھ سے شعلہ نکلتا دم بدم قلقاری مارتا اور
وحشت آمیز کلام کرتا کہ بموجب

ابیات

بھیجا ہی ملانے پیک غم کو آئے ہین پیام طوق و زنجیر	زنجیر بُلا رہی ہی ہمکو محنت سے یہان کسے خطر ہی	اب دشت کہان کہان دیگیر آتی ہی بلا تو اُسکا گھر ہی

غرضکہ اُس ننگ عقل و ناموس جنون نے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایاکہ ای جنون تم خداوند
لقا پاس جاؤ اور اُنکے شریک ہوکر کار خدا پرستان تمام کرو اور تمہارا باپ خداوند کی بہشت مین
سیر کر رہا ہی یہ سُنا تھاکہ دیوانے نے ایک چیخ ماری اور بہت رویا پھر آپ ہی آپ ہنسنے لگا شاہ نے
پوچھاکہ کیا ہنسے کہا جانتے ہی مسلمانون کو خداوند کے جہنم مین ڈال دونگا اور اسلیے اور بھی ہنسا کہ باپ میرا
بہشت مین حور قدرت کے ساتھ سیر کرتا ہوگا اگر میرا وہان جانا ہوا تو مین بھی اسی طرح سیر کرونگا
بادشاہ اس کلمہ سے بہت ہنسا اور اُسکو تسکین دیکر رخصت کیا دیوانہ اپنے مقام پر آیا اس جنگل مین

اسکا باپ رہتا تھا اور اُسکے متصل جو صحرا ہی اسمین یہ ساکن ہی اور اُس مقام پر غار کھود کر رہنے کی جگہ بنائی ہی کئی ہزار دیوانہ اسکے ساتھ کا وہان رہتا ہی چنانچہ اسنے آکر ایک چیخ ماری وہ سب دیوانہ غار و مغاک سے نکلکر سامنے آئے اسنے حکم روانگی ہر ایک کو دیا پھر تو صحرا مین آندھیان آئین بگولون نے سرکشی کی غولہاے بیابانی شعلے چھوڑنے لگے دیوانہ اژدر پر چڑھکر بافوج گران روانہ ہوا اور بعد چند روز کے قریب کوہ عقیق پہونچا یہان بارگاہ لقا مین صبا ہر روز آتی ہی اور فکر قتل مسلمانان کرتی ہی شب کو خوف عیاران سے غائب ہو جاتی ہی چنانچہ ایک روز دربار لقا گرم تھا کہ آسمان پر شعلے چمکے علامت سحر برپا ہوئی لقا نے کہا ہمارا بندۂ خاص آتا ہی یہ کہہ رہا تھا کہ دیوانہ فلک کی طرف سے اُترا اور خداوند کے گرد پھرنے لگا ان گبرنے شیطان کو اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر تسکین دیکر قریب صبا اُسکو بٹھایا اور بارگاہ سے جاکر لشکر دیوانگان اُتروایا دیوانہ نے تمام ماجرا جنگ پدر کا اپنے زبان شیطان سے سنکر گرما کر چاہا کہ نفیر سحر بجائے شیطان نے روکا اور شام ہونے کا انتظار کیا جب بزم عالم مین چراغان انجم ہوا اور نور مشعل مہر گم کہ نظم

سیاہ شب تیرہ بر دشت و راغ　　یکے فرش افگندہ چون پر زاغ
چو پولاد زنگار خوردہ سپہر　　تو گفتی بقیر اندر اندودہ چہر

سر شام طبل جنگ بحکم لقاے نافرجام بجا ہر کارے لشکر اسلام کے خدمت شاہ عالی مقام مین حاضر ہوکر بصد ادب دعا و ثنا زبان پر لائے کہ نظم

یہ تخت یہ تاج ہو مبارک　　کشور کا خراج ہو مبارک
لائے ہے نذر چرخ گردان　　خورشید کی اشرفی درخشان
جاری رہے حکم بادشاہی　　اجرا اے اوامر و نواہی

لشکر دشمن مین ایک دیوانہ ساحر اور آیا ہی اُسکے بھروسے پر لقا نے نقارہ حرب بجوایا ہی یہ عرض کرکے کنارے ہوئے شاہ جمجاہ نے بھی حکم نواخت کوس رزم دیا چالاک نے حکم کی تعمیل کی طبل اسکندری کی صدا سے دنیا دہلی تیاری طرفین مین شروع ہوئی دربار سے سردار اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر آئے سلح خانے کھلے ہتیار پسند ہونے لگے تلوارین دونون باگین کسنے لگین کمانین ٹیڑھی سیدھی چلا کر سنانے کو اوکسنے لگین خنجرون کے جھنکار سے آواز اُقتلوا آئی لب سوفار نے وار نیارے کی سنائی زبان سنان سیدھے مزاج کے آدمی کی صفت دو ٹکڑے بات زبان پر لائی دہان تیغ و تبر نے لگی لپٹی نرکھی بہادرون کو جان دینے کی خبر دی نظم

چنین گفت لشکر ببانگ بلند　　کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند
دہید ار بگرز و بتیر وین دہید

سران را ز خون تاج بر سر نہید
ز جوشن تو گفتی بہ بار اندر اند

ندیدند کس یال اسپ عنان
ز تاری بدریای قار اندر اند

ز تنگی بچشم اندر آمد سنان
اُسطرف ساحرون مین ہوم جلا کیا

سنترون کی جاپ رہی آگیاری کی لُٹی بیرون کا غل رہا رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ تھا جب تیغ
خطوط شعاع سے ترک مہر نے سینہ سر ہنگ شب غربال کیا اور آتشباری آہن آفتاب سے روے

ہوا لال ہوا کہ نظم
سپاہ دو لشکر بر آمد بجوش
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
سوی میسرہ مالک دیو بند
شدہ آسمان تار و ضبان زمین
سپہدار لشکر با قبال و جاہ
یکے گرزۂ گاو پیکر بدست

پدید آمد آن خنجر تابناک
بچرخ بلند اندر آمد خروش
ازان روی لندھور بر میمنہ
زرہ دار و در جنگ دمی بر بند
شہ صف شکن سعد با جاہ و مال
شہ نامور حمزۂ دین پناہ

بگرد اریا قوت شد روی خاک
ہمی لرزلرزان شدہ دشت و کوہ
پس پشت او ژندہ پیل و بنہ
بقلب اندرون جای بہرام چین
بر آمد روان گشت سوی قتال
ہمی بر خروشید چون پیل مست

اسی کر و فر سے بادشاہ لشکر اسلام کو حمزۂ ذوی الاحتشام مع
سرداران نیک انجام کے لیکر وارد میدان قتال ہوئے اُسطرف سے مجنون کا بیٹا ایک اژدر پر
پر سوار فوج ساحران ہمراہ اُسکے بیشمار دشت نبرد مین آیا لقا ہاتھیون پر تخت رکھوا کر جلا خواصی مین
بختیارک بیٹھا ہوا کئی لاکھ فوج کا پرا غرضکہ جب لشکر دشت کین مین آچکے دلاوران صفین جما چکے
نقیب بولنے لگے جوہر شجاعت میزان سخن مین تولنے لگے اُنکے ہٹنے کے بعد جنون اژدر اُڑا کر
میدان مین آکر قلقاریان مارنے لگا اسطرف بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر شہزادۂ ملک مغرب
پسر خواندۂ امیر فرامرز عاد مغربی اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے اژدر پر سے کود کر سحر پڑھا کہ اژدھا
قلابہ آتشین چھوڑنے لگا شہزادہ نے کمان کو دوش پر سے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدر نے دم کھینچا
یہ بہادر مع مرکب کھنچکر چلا اور جب قریب اژدر پہونچا چند ہاتھ تلوار کے بھی اژدر پر لگائے مگر کچھ اثر
نہوا اور اژدر نگلگیا غریو لشکر اسلام مین برپا ہوا مغربیون کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور
سرداران شہزادۂ نامور اجازت شاہ سے لیکر یکے بعد دیگرے جانے لگے اور طعمۂ اژدر ہونے لگے
آخر دست راست کے سردارون مین لگا لگا اُنمین سے بھی ساٹھ ستر سردارون کو اژدر نے نگلا
اب کئی سو سردار دہن اژدر مین گئے اور دیوانہ مجہول نے کئی سو اژدہے آردماش کے بنا کر میدان

مین چھوڑے اور پکارا کہ ای بندگان مغضوب خداوند مین سوائے حمزہ کے اور تم سب سے کہتا ہون
کہ تنلو تنلو دُو دو تنلو ملکر ایکبار آؤ اور حملہ کرو دیکھون تو کہ تم کیسے زبردست ہو یہ نہیب سنکر سب کے
سردار آکر اژدھون پر ٹوٹے مگر خدا کی مار اُن موذیون پر کہ مسلمانون کو نگلنے لگے ہر طرف زہر اُگلنے
لگے ہوا مسموم ہوئی فوج اسلام مغموم ہوئی کئی ہزار سردار اژدر کی خوراک ہوا اثر زہر سے زہرہ تر
روزگار آب تھا تریاک سلامتی نایاب تھا امیر نے یہ حال ملاحظہ فرما کر قصد کیا کہ مین اس بلا کے
مقابلہ مین جاؤن لیکن اژدر شب سرہنگ روز کو نگلنے کے لیے مُنھ کھولے نظر آیا وہ دن آخر ہوا کہ
بیت ستارہ دران دشت نظارہ بود + کہ این لشکر از جنگ بیچارہ بود + علاوہ شام ہونے کے
بختیارک آمد امیر جنگاہ مین دیکھکر پریشان ہوا کہ اسم اعظم پڑھکر امیر فتح کی شکست کر دینگے
پس اُسنے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ خاطر پھر کر بارگاہ مین آئے اسطرف
لقا دیوانہ پر سے زر نثار کراتا ہوا داخل خرگاہ ہوا لشکرون نے کمر کھولی - اور بختیارک نے
دیوانہ سے کہا آج کی رات تم عیارون سے اپنی حفاظت کرو اور اسم اعظم حمزہ بھولانے کی تدبیر ورنہ
زبردستی تمھاری خاک مین ملجائیگی دیوانے نے یہ سنکر ایک بارگاہ اپنے لیے لشکر سے علیحدہ بپا کرائی
اور اژدہے جو میدان جنگ مین بنائے تھے اُنکو بلاکر بزور سحر سردارون کو اُگلوایا اور سحر سے بجس و
حرکت کرکے اُس بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ کراکر قید کیا اور اُن اژدہون کو سحر پڑھکر گرد بارگاہ بٹھایا
کہ جو کوئی یہان آئے اُسکو نگلجانا یہ انتظام کرکے آپ اندر بارگاہ کے تنہا جاکر بیٹھا اور مصروف ہوا اُدھر
عیاران لشکر اسلام اس فکر مین داخل لشکر لقا ہوئے کہ موقع پائین تو ساحر مذکور کو قتل کرکے سردارون کو
چھڑائین چنانچہ بصورت مبدل ہر سمت پھر کر پتا لگایا کہ لشکر سے علیحدہ ایک بارگاہ مین دیوانہ ہی
اور اُسی جگہ خیمہ ہی کہ اُسمین سرداران اسلام مقید ہین یہ حال معلوم کرکے عیار اُسی طرف آئے اور
میدان فطرت مین بسنے ہیون شکاری دوڑائے لیکن جو قریب بارگاہ و خیمہ گیا اژدہا اُسکو نگلگیا عورت
مرد خدمتگار فراش جس صورت پر اُسنے حوصلہ جانیکا کیا حوصلۂ خاطر کیطرح قالب اژدر مین سما گئی سو
عیار رات بھر مین طعمۂ اژدر سحر ہوا یہانتک کہ کالبد ظلمت سے نور سحر ساطع ہوا کہ بیت کھلا اژدر شب کا
جب دم دہن + تو پیدا ہوا مہر تابان کا متن + صبح کو دیوانہ نے اژدرون سے عیارون کو اُگلوا کر قید
سحر پہنچائی اور پہلوے سرداران اسیر شدہ مین جگہ دی صاحب دفتر کا بیان ہی کہ کئی روز اسنے مقابلہ

اہل اسلام سے کیا اس طور سے کہ دن کو تو نفیر سحر بجا کر لشکر تیار کرا کر مسلمانون پر چڑھ جاتا ہے اُسطرف سے امیر بھی خبر سنکر مقابلہ مین مع لشکر آتے ہین یہ پکارتا ہے کہ مین امیر سے لڑنا نہین چاہتا ہون سوا اُنکے جسکا جی چاہے سامنے آئے چنانچہ قاعدۂ مسلمانان یہی ہے کہ حسب خواہش دشمن مقابلہ کرتے ہین اور جو شخص حریف کرتا ہے اُسکو پورا کرتے ہین پس سردار اُسکے کہنے کے بموجب ہر روز لڑنے لگے اور اژدہون کی خوراک ہوئے اور امیر بموجب اُسکے منع کرنے کے سامنے نہ آسکے تاکہ سحر اسکا باطل کرتے یہ ہر روز فتحیاب ہوا اور شبکو بارگاہ مین تنہا بیٹھا کہ منتر کا چلّہ پورا ہو جائے تو اسم اعظم خاطر شریف حمزہ سے بھلا کر اُنکو بھی اسیر کرلون اس منتر کے پورا کرنے مین ہر شب عیار اسکے قتل کرنے کو گئے اور اژدہون کے شکم مین سمائے چند روز مین کئی ہزار عیار و سردار اسیر سرپنجۂ تقدیر ہوئے ۔ مین نے بخیال اختصار و بخوف طوالت قصہ جنگ ہر روزہ نہین لکھی کہ ایک ہی طور کا بیان لڑائیکا اور عیاری کا تھا ۔ خلاصہ یہ کہ جب سرداران نامی و پہلوانان گرامی لشکر اسلام کے مقید ہوئے اور عیاران ذیشان بھی بہت سے گرفتار ہو چکے چالاک عیار سفاک بہت گھبرایا غم یاران و برادران سے کلیجہ منھ کو آیا بحر ناپیدا کنار فطرت مین غوطہ لگا کر گوہر مراد حاصل کیا ایک روز جب دیوانہ بکار خویش ہشیار لڑنے سے فارغ ہو کر بارگاہ مین گیا یعنی وہ وقت تھا کہ سپاہ شام نے ترک روز پر غلبہ پایا فرد فرو ماند گردون گردان بجاے ؛ شدہ سست خورشید را دست و پاے ؛ چالاک نے اُس شب کو ایک رقعہ اُس دیوانہ کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ ای فخر سامری کیشان وای شرف جمشید پرستان بیت ستایش ترے سحر کی کیا کرین ؛ یہ تعریف حد کی ہے جو چپ ہین بعد اس قول کے کہ ع خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست ؛ معلوم ہو کہ یہان بڑے بڑے ساحران نامور آئے سحر اپنے ہم پلۂ سامری جتلائے مگر ہمارے ہاتھ سے جانب ملک عدم گئے تم تو کیا ہو تمھارے باپ ابھی کل کا ذکر ہے کہ واصل برحمت لقا ہوئے سوائے تمھارے کسی کو اسطرح کی نصرت میسر نہین ہوئی ہم سمجھے کہ ہمارے لیے ادبار ہے زمانہ آجکل تمسے یار ہے پس اطاعت صاحب بخت کی سبکو لازم ہے مجکو تمسے باتین تخلیے مین پوچھنا ہین تنہائی مین طلب کیجیے تو مین آکر اطاعت کرون اور سمجھا کر امیر کو بھی مطیع کرادون ۔ یہ رقعہ ایک ملازمان لقا مین سے خدمتگار کو دیا کہ دیوانہ پاس لیجائے اور اُسکے جلدو مین بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا خدمتگار مذکور نامہ دیوانہ پاس لیگیا اُسنے پڑھکر خوش ہو کر اجازت لکھی کہ ای عیار طرار تم میرے پاس آؤ اور جو کچھ چاہو پوچھو تمسے کوئی اژدر نہ بولیگا یہ جواب خدمتگار نے لاکر عیار موصوف کو دیا اُسنے بانہ عیاری

کے جسم پر لگائے فلاخن سر سے لپٹی ہوئی کمندون کے لچھے بازوون پر پڑے ہوئے توبڑا پتھر کا شانہ مین لٹکا ہوا ترکش مثل دُم طاؤس کے چپر پہلو پر کیے کمان شانے پر لٹکی ہوئی قنطورے زرلفتی اور تیپا وے سقرلاتی سے آراستہ حقہائے نفتی گھائیون مین بے توڑے شیر کیے ہوسنے حباب بیہوشی ہاتھون مین حیلہ ہائے ناحق سے چُست ہوکر ایک لُٹیا برنجی اسطرح سے تیار کی کہ کنارون پر اُسکے کنڈے لگے اور اُنمین زنجیرین بندھین اور سب طرف سے زنجیرین ملکر ایک زنجیر اوپر گرفت کرنے کی جوتھی اُسمین اٹکی ہوئین مثل اسکے کہ جیسے انگیٹھی لوہے کی زنجیر دار ہوتی ہے اور اہل کشمیر گلے مین فرط سرما سے ڈال لیتے ہین بس اُس لُٹیا مین نیچے ایک مخزن ایسا بنایا کہ آگ اُسمین دہکتی تھی اور اوپر اُسکے سیماب اور روغن مثل تیزاب کے چرخ کھاتا تھا اُس لُٹیا کی زنجیر پکڑ کر گوپن کیطرح جب یہ گھماتا تھا تو سیماب اُسمین سے گرتا تھا ایک شعلہ چرخ کھاتا نظر آتا تھا فی الجملہ اس ہیئت سے درست ہوکر یہ عیار دلاور روانہ ہوا۔ اُدھر دیوانہ نے جب خبر اسکے آنے کی سنی سحر پڑھا کہ کسی اژدہے سے اُسکو ضرر نہ پہونچا اور یہ داخل بارگاہ ہوا دیوانہ نے دیکھا کہ عیار بانون سے آراستہ نہایت چاق وچست ایک شعلۂ آتش کو گردش دیتا آیا ہے اُس شعلہ کو چکر کھاتے دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بانہ عیاری کا ہے یہ سمجھکر خوب قلقاریان مار کر ہنسا عیار نے قریب پہونچکر نہ کچھ کہا نہ سنا وہی لُٹیا چرخ دیکر اس ترکیب سے اُسکے منھ پر ماری کہ روغن اور سیماب جلتا جلتا مُنھ پر پڑا اور کان آنکھ مُنھ ناک سب مخرجون مین پارہ سرایت کر گیا منھ بھی جھلس گیا اور براہ دہان وہینی سیماب گلو مین پہونچا بلکہ تا جگر نفوذ کر گیا فوراً وہ چیخ بھی نسکا تڑپکر مر گیا موت آنے کے لیے برنگ سیماب بیقرار تھی جہنم کو سحر اُسکا ناگوار تھا اور عیار مذکور نے بھی یہی تدبیر سوچی تھی کہ دفعتہً یہ ساحر ہلاک ہو تو بہتر ہے اسلیے کہ حباب مار کر بیہوش کرنا یہ احتمال رکھتا تھا کہ ساحر زبردست ہے نہ بیہوش ہوگا یا یہ کہ پنجہ اُسنے لگا رکھا ہوگا وہ اُٹھا لیجائیگا یا کوئی سحر کر رکھا ہوگا کہ وہ محکو قتل نکرنے دیگا کیونکہ جانتا ہے کہ عیار کی ملاقات مین دغا ہے لہذا ایک ہی وار ایسا کیا کہ نہ وہ سحر پڑھ سکا نہ مُنھ سے بول سکا اور چپکے جانب دوزخ روانہ ہوا شور اُسکے مرجانے کے بعد بیرون نے مچایا کہ افسوس مارا جنون جادو کو آندھی پانی وغیرہ سے دنیا مین شورش ہوئی اژدہے سحر کے پانی ہوکر بہ گئے ساحر جو قریب تر لشکر مین تھے یہ ہنگامہ دیکھکر جانب بارگاہ دوڑے یہان جتنے سردار اور عیار کہ قید تھے چھوٹ گئے اور تیغہ پکڑ کر نعرے بلند کرکے آگے بڑھے ساحر اُس آفت ناگہانی سے ایسے بدحواس ہوئے کہ نعرۂ دلاوران سنکر بھاگے یہ دلاور آگے جا کر لشکر لقا پر گرے بارگاہ لقا مین تعریف

دیوانہ کی ہو رہی تھی کہ یکایک نعرۂ شیر بیشگان اسلام کی صدا آئی بختیارک پکارا کہ وہ مارا ہت تیرے
دیوانے کی ایسی تیسی صلواۃ صلواۃ صلواۃ یا خداوند تمہاری اور تمہاری تقدیر پر لعنت جلد بھاگو نہین تو آفت آئی لقا نے کہا
تقدیر گریز قدرت نہین کر سکے صبا ہماری بندی جا کر مسلمانون کو روکے شیطان نے کہا اب قدرت
اس بندی کی بھی جان کے پیچھے پڑے ہین یہ بندی کیا کریگی حمزہ شور وغوغا سنکر آ پڑیگا بچنا اسکا
دشوار ہوگا صبا یہ بیان سنکر گھبرائی اور اُڑکر بروے ہوا چلی گئی لڑنے نہ آئی یہان شمشیر زنی کرکے
تہلکہ مسلمانون نے ڈالدیا اُس شب تار مین شمع حیات لقا پرستان گل کردی مشعل تیغ کی روشنی
تیز تھی جادۂ ملک فنا صاف نظر آئی کاروان ارواح کے لیے اسلحہ کی چقاچاق بانگ جرس تھی
بند راہ آمد و شد نفس بھی دلیل قافلہ مرگ کی دلیل جھنکار تیغ و خنجر کی صداے زنگ شہر فنا کی طرف
لیجانے کو کفیل سروتن مین جدائی غضب کی جسم و روح مین لڑائی لقا مع سردارون کے بارگاہ
سے نکل آیا تھا ان مہتابین پھنک رہی تھین مشعلین جلتی تھین عیار جو قید سے چھوٹے تھے انھون
نے حقۂ نفتی مار کر خیام و بارگاہ مین آگ لگائی دلاورون نے شعلۂ شمشیر سے خرمن ہستی دشمن جلائی دو
ایک عیار دوڑ کر خدمت امیر کشور گیر مین آئے اور خبر قتل دیوانہ بعرض بیان مین لائے امیر
ازبسکہ شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین اس باعث سے سوار نہوئے اور اسطرف لشکر لقا بھی
بے انتہا ہی سرداران اسلام ایک جانب سے قتل و غارت کرتے ہوئے دوسرے کونے پر لشکر کے
نکلگئے اور وہان سے اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے یہان اس ہنگامہ آرائی سے لشکر مین بیداری و
ہوشیاری تھی سردار ہر ایک سے ملے اور خیام و بارگاہ مین آسودہ ہوئے جب کوہ سیاہ شب سے
سفیدۂ سحری آشکار ہوا کہ بیت چو خورشید تابان برآرد درفش + درفشان شدہ روے چرخ بنفش +
سحرگاہ حمام کرکے سردار خدمت شہنشاہ ذی تبار مین آئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ پائے بزم عشرت
آراستہ ہوئی داد عیش و نشاط الصبد کامرانی دینے لگے۔ ادھر لقا نے لاشین مقتولان شبینہ کی اُٹھوائین
صبا بھی سحر کو آئی شیطان کی صلاح سے نامہ پھر افراسیاب کو تحریر کیا اور اس خیال سے کہ جلد تر
نامہ پہونچے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ اُٹھا لیگیا دیوانہ کی فوج بھی بھاگ کر جانب طلسم گئی۔ اُدھر شاہ
طلسم بادخوار کے باغ سے رخصت ہوکر پھر جانب کوہ نیلم روانہ ہوا تھا اور اثناے راہ مین مالکان دربند
طلسم کے مقام پر اسلیے ٹھہر تا جاتا تھا کہ شاید کہین کوئی طلسم کشا ملجائے تو اپنے دام مکر مین اُسکو اسیر کرکے

بہر شکست طلسم نور افشان روانہ کردن فی الجملہ قریب دربند سیمابیہ پہونچا تھا کہ نیچہ سے نامہ خداوند لقا لاکر دیا اُسمین حال قتل جنون لکھا تھا اور کمک کی طلب خداوند نے کی تھی یہ مضمون پڑھکر شاہ بہت پریشان ہوا اور سوچا کہ ایسے شخص کو خدمت خداوند مین بھیجون جو نہ مارے سے مرے نہ کاٹے سے کٹے عیار اُسکو بیہوش نکر سکین کوئی حربہ اُسکے جسم پر اثر نہ کرے بس یہ سوچکر دربند سیمابیہ کے اندر چلا اور قریب قلعہ پہونچا جو سیماب کا بنا تھا دیوارین قلعہ کی ہوا کے جھوکے سے لہراکر جھک جاتی تھین اور سیدھی ہوجاتی تھین بروج قلعہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے نیچے قلعہ کے ایک خندق گرداگرد تھی اسمین سیماب جوش مارتا تھا جب بادشاہ وہان پہونچا سحر پڑھا کہ پُل تختہ گرا پھاٹک قلعہ کا کھلا بادشاہ اندر نہفت فرما ہوا سحر پڑھا کیا دفعۃً تمام قلعہ مثل دریا کے لہرانے لگا اور جوش وخروش ہر طرف سے پیدا ہوا بعد شور وغل کے ایک بادشاہ پُرشوکت وجاہ تاج وقباے شاہی سے آراستہ ساحر بعدیل ونظیر عجیب الخلقت صورت مین ماہ منیر سیاہ قلب پُر از مکر وتزویر باہر قلعہ کے بہر استقبال شہنشاہ جادوان آیا۔ سارا جسم اُسکا پارہ کا تھا اور یہ طرفہ ہیئت تھی کہ کبھی پارے کی طرح سر الگ دھڑ الگ پاؤن الگ اعضا تمام جدا ہوجاتے اور کبھی لہراکر ملجاتے اور وہ مجسم ہوجاتا غرضکہ اُس بیقرار نے اٹھا ہوکر بادشاہ طلسم کو سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ فرد بر و بوم ما بر تو فرخندہ باد ٭ دل وچشم بدخواہ تو کندہ باد ٭ ای شہنشاہ ذیجاہ اندر قلعہ کے تشریف لیچلیے اور ہما کی طرح ظل عاطفت ہمپر ڈالیے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ مجکو ایک کار ضروری ہی اور جانب کوہ نیلم جانا ہی اور تمسے یہ کہنا ہی کہ جانب کوہ عقیق تم جاؤ وہان مسلمانون نے خداوند لقا کو ستایا ہی تم خداوند کی طرف سے مقابلہ کرکے اُنکے مخالفون کو تباہ وبرباد کردو لیکن عیارون کے شر سے بچتے رہنا اور لشکر مسلمانان مین فرزندان حمزہ بڑے طاقت دار ہین اُنسے اپنے تئین بچانا ساحر مذکور کہ نام اسکا سیماب تن جادو ہی اس تقریر کو سنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ عیار میرا کیا بنا لینگے اور اہل زور میرا کیا بگاڑ ینگے جسم میرا تیغ و تبر سے اگر پارہ پارہ کرینگے تو مین خود لوٹ جاتا ہون اور پھر بنتا ہون عیار مجکو بیہوش کرینگے تو قتل نکر سکینگے مین باقبال شہنشاہ

نظم

ز لشکر ہر آنکس کہ آید بدست
نگیرم ازان بوم و بر ہیچ باد
نہ آرام جویم برین بر نہ خواب

نہ حمزہ بماند دران دشت کین
سر ایشان ببرم بشمشیر پست
کسے را کہ ہستند از ایشان سران
فرستم نزدیک افراسیاب

نہ ایرج نہ لندھور و خاقان چین
بسوزیم ہم خاک ایشان بباد
کنم پاے وگردن بہ بند گران

آپ شہنشاہ باقبال وجاہ برآئے

ایک لحظہ قلعہ مین تشریف فرما ہوں بعد رخصت حضور معلے امین کوچ کرونگا شاہ طلسم اسکے منت و اصرار سے ناچار ہوکر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا دیکھا **نظم**

بران بارۂ ذرہ نہ پرد عقاب
ببالا و پہنائے پرتاب تیر
نہ بلند کسے آن بلندی بخواب
بیکے کنگ بودش بسان بہشت
بہر گوشۂ چشمۂ و آب گیر
گلش مشک سارا بدو زرش خشت

بادشاہ عمارات عمدہ و رونق شہر و آبادی رعایا ملاحظہ فرماتا داخل دار الامارۃ ہوا اور تخت طلائی پر بیٹھا ارکان دولت نے نذرین دین قدمبوسی حاصل کی سیماب نے سامان دعوت وغیرہ حاضر کیا ناچ گانے کا چرچا ہوا جام مے گلفام کا دور چلنے لگا یہ عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

ہمہ بزمگہ پر ز رنگ و نگار
بہ پیش اندرون دستۂ نسترن
می و گلشن و بانگ چنگ و رباب
کمر بستہ در پیش سالار بار
یکی جام یاقوت پر می بچنگ
گل و مجلس و رطل و افراسیاب
می اندر قدح چون عقیق یمن
دل و گوش دادہ بآوای چنگ

اس قلعہ مین ایک روز شاہ طلسم بہجت اندوز رہا آخر رخصت ہوکر بتلاش طلسم کشا بہر فتح طلسم نور افشان جانب کوہ نیلم روانہ ہوا بعد تشریف بری شاہ سیماب گمراہ نے بارہ ہزار ساحر براے حفاظت ملک و مال قلعہ مین چھوڑے اور بارہ ہزار جادوگر چیدہ و منتخب ہمراہ لیے ساحرون کو حکم روانگی دیا اور آپ زمین پر گر کر پارے کی طرح بہکر نہر کی صورت چلا جوے سیماب روان تھی فوج طائران سحر پر اڑکر چلی تھی ۔ رال و گوگل کے شعلے اڑتے جھانجھ اور نفیر و ناقوس بجتے تھے بیرقین رنگ برنگ کی جلوہ دکھاتی تھین بدلیان چھائی تھین جے جے سامری کی پکار تھی واقع مین کوا گھمار تھی ساحرون کی صورتین نرالی کالی کالی بعض زرد رو بعض کے رخ زشت پیکر پر سیندور کی لالی کہ بموجب **نظم**

ہمہ مردم و مویہا چون کمند
دو دست از پس پشت بد پاے پیش
یکے را سر خوک و تن چون برہ
ہمہ تن پر از پشم چون گوسفند
یکی تن چو ماہی سر چون پلنگ
ہمہ فوج از ینہا بدینی یکسرہ
گروہے سران چون سر گاو میش
یکے سر چو گور و تنش چون نہنگ

غرضکہ یہ فوج زبون شعار و ناہنجار بعد قطع راہ طلسم سے باہر نکلی اور لشکر لقاے گمراہ کے نزدیک پہونچی بارگاہ مین لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ آتشبازی ہونے لگی شعلہ لبان تیر شہاب روے ہوا سے گرنے لگے معلوم ہوا کہ کوئی شیطان آتا ہے خداوند باطل گویا ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص آتا ہے یہ کہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی اور چشمہ

پارہ کا پیدا ہوا اور مجسم بشکل انسان ہوکر خداوند کے سجدہ مین گرا اور اعضا اعضا اُسکے جدا ہوگئے پھر مجتمع ہوا اہل بارگاہ کو دیکھکر تعجب نے گھیرا اور پکارے کہ زہے قدرت خداوند باختر شیطان نے اُٹھکر ساحر مذکور کو زمین سے اُٹھایا اور باعزاز تمام قریب تخت خداوند نگل پر بٹھایا باہر جاکر لشکر کو اُتروایا پھر جلسہ عشرت آغاز ہوا دور شراب ناب چلنے لگا ساحر نے تمام ماجرا مسلمانوں کا زبانی شیطان سنا اور گرما کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا شیطان نے کہا جلدی نکرو ورنہ مار ڈالے جاوگے ساحر نے ہنسکر ویساہی وصف اپنا جیسا شاہ طلسم کے سامنے بیان کیا تھا بیان کیا شیطان نے کہا اچھا آج کا دن توقف کرو کل سمجھ لینا ساحر اِسکے کہنے سے رُکا اور مصروف عیش ونشاط ہوا یہ تدبیر جنگ جبتک کرے اسوقت تک حال سعادت اشتمال شہزادہ تورج خوش خصال بیان ہوتا ہے

داستان لوح پانا شہزادہ تورج کا اور شکست کرنا طلسم ہزار برج کا اور مطیع ہونا بادشاہ طلسم مذکور کا اور قصد کرنا شہزادے کا کہ طلسم ہوش رُبا مین براے رہائی پدر جاؤن اور بیان کرنا اِس عزم کا بادشاہ طلسم سے مانع آنا اُسکا اور حال آمد سیماب سنکر پھرنا شہزادہ کا جانب لشکر اسلام یہان سیماب کا لڑنا اور سرداران اسلام کو گرفتہ سحر کرنا حال لشکر اسلام ابتر ہونا عین حالت اضطرار مین پہونچنا تورج کا لشکر مین پھر جانا شہزادہ قاسم کا جانب طلسم گوہر گرہ مگر اول بطور تمہید گریہ مؤلف غم اولاد مین و تعریف جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ و خطاب بساقی و آغاز فسانہ للمؤلفہ

مین اک شب غم و رنج سے بیقرار | پڑا ایک گوشہ مین روتا تھا زار | ڈراتا تھا دیو شب غم مجھے
سیہ دیو تھا منہ کو کھولے ہوئے | ہراِک سمت تھا بحر ظلمت کا جوش | دد و مرغ و انسان و ماہی خموش
ہراِک سو سیاہی تھی اُمڈی ہوئی | بلا جمع ہوکر وہ بنجاتی تھی | جدھر دیکھتا تھا مین آنکھو نکو پھاڑ
نظر آتا تھا صاف کالا پہاڑ | نہ آواز انسان نہ شور جرس | فقط نوم مردم سے بانگ نفس
فلک میرا دشمن تھا ایسا ہوا | کہ تھا دیدۂ نجم سے گھورتا | جھکا تھا جو گردون بشکل کمان
تو برساتا تھا تیرِ غم بے گمان | غم مرگ اولاد سے بیقرار | مین گریان تھا مانند ابر بہار
شب تیرہ اور اشکباری مری | لگاگئی تھی کالی گھٹا نے جھڑی | شب تار و تاریکی رنج و غم

بلاؤن کا تھا سامنا دمبدم
اندھیرا انکھون آئے مجکو نظر
توانائی و تاب دل مین کہان
مرے قرۃ العین و لخت جگر
طپان دل تھا سیماب ماہی مثال
مری بعد فرزند دختر مری
وہ دل بے سکون جسمین ہی اضطراب
کہانتک لکھون آہ جور فلک
نہین نخل مین آہ کوئی ثمر
شب آرزو کے مرے دو چراغ
وہ طوطی و مینا کا پڑھنا غضب
تھے القصہ روشن مرے دلکے داغ
غم و رنج دونون کا بس تھا جلیس
جو دیکھا تو ہی شاہد خوش جمال
کہ سو جان سے صدقہ ہی مہر فلک
لب نازک اسکے ہین جون برگ گل
غرض وہ قریب آکے کہنے لگا
ہوائے طرب سے ہو دل باغ باغ
کہ پھر نام روشن ہو اندر جہان
بتا کون ہی نام کیا ہی ترا
جو ہر وقت مین تیرا مونس رہا
جوان و جوان بخت و فرخ نہاد
ہر اک ہی مہم اسکے ایما سے حل

زیادہ اندھیرے کا یہ تھا سبب
جو کھوئے گئے دو ہون نور نظر
مری چشم دل کی گئی روشنی
مرے دل کے آرام تو ہی کدھر
کبھی دلکو رویا جگر کو کبھی
اکیلا مجھے آہ وہ کر گئی
یہی نالہ کش بلبل زار ہی
کہ ہی درد سے دلمین اٹھتی چمک
جہان میری نظرون مین اندھیر ہی
بجھے ایسے دل ہو گیا داغ داغ
تڑپتا تھا ہجران سے انکے کمال
نہ اختر فلک پر نہ گھر مین چراغ
یکایک ہوئی اکطرف روشنی
بھوین جسکی دونون ہین شکل ہلال
شب تیرہ ہی اسکی زلف دراز
لیے دست رنگین مین اک جام مل
کہ ای جاہ جانے دو یہ رنج و غم
بجھا دو ذرا داغ دل کے چراغ
کہا مین نے ای یار دمساز من
تو گویا ہوا مجسے وہ مہ لقا
نہین جانتا اسکو ای خوش مقال
بجز نیکوی کچھ نہین جسکو یاد
ہی ظل ہما جسکا ظل کرم

کہ گھر بے چراغ ہو گیا ہی یہ اب
بجز غم خوشی آب و گل مین کہان
مری آرزو خاک مین ملگئی
یہ اس شب کو تھا درد کا دلکے حال
کبھی دخترک کو پسر کو کبھی
وہ شب تیرہ ہی جب نہو ماہتاب
جہان گل نہین باغ بیکار ہی
نہین میرے گلبن مین کوئی شجر
مرے اختر بد کا کچھ پھیر ہی
وہ تتلا کے باتون کا کرنا غضب
دکھاتے نہین خواب مین بھی جمال
نہ تھا کوئی اس شب کو میرا انیس
چمک مثل مہتاب پیدا ہوئی
یہ ہی اسکے چہرہ مین پیدا چمک
دہن اسکا پوشیدہ مانند راز
اسی کے یہ تھی حسن کی بس ضیا
مے جام عشرت پیو دمبدم
کرو شمع روشن اٹھو میری جان
شب تیرہ مین خلوت راز من
کہ مین فیض ہون تیرے ممدوح کا
وہ ہی مرتبہ دان اہل کمال
نکلتی ہینگے صاف قسمت کے کل
وہ نام نول اور کشور ہیم

پیو جام مے داد عشرت کو دو
بنام مبارک فسانہ لکھو
سنا جب یہ مژدہ تو خوش حال ہو
لیا بر مین اُس ماہ تمثال کو
لیا ہاتھ سے جام مے اور پیا
مزا فیض ممدوح کا ملگیا
ہوا مست پھر کھلگیا یون دہن
کیا اسطرح سے شروع سخن
کدھر ہے تو اے ساقی گلبدن
مرتب ہو پھر عیش کی انجمن
شب غم گئی دے مجھے پھر شراب
دکھا صبح عشرت کا پھر آفتاب
ادھر مہر نشئہ کرے پھر طلوع
اُدھر کو ہو تصنیف تازہ شروع
اُٹھاؤن شب غم مین کیتک ملال
مجھے یاد آتا ہے سعدی کا قول
بدہ ساقیا آب آتش لباس
کہ مستی کند اہل دل التماس

عشرت اندوزان شب خلوت فیض دلدار۔ وخلوت گزینان انجمن عشرت آثار وصال یار۔ فروغ افزایان شمع جمال شاہد کلام۔ وررونق دہندگان محفل بیان فصاحت التیام۔ کاشانۂ خاطر کو غم دیرینہ سے اسطرح خالی فرماتے ہین۔ اور منزل قرطاس مین اولاد مضامین کو آباد کرکے بیان داستان رنگین قلب سامعین پر یون حالی فرماتے ہین۔ کہ وہ فلک خاندان حمزہ کا سورج یعنی شہزادہ نورج برج یاقوت نگار قلعہ طلسمی مین ہمراہ پریزاد طلسم کے عیش گزین تھا اور تیر بار کر مہر جادو کو مارا تھا گاوسر جادو کے پنجہ سے چھٹکر اُسی برج مین پھر بعشرت صدرنشین تھا پریزاد ہرچند کہ ساحرہ سے چھین لائی تھی خوفناک ہوئی کہ یہ مقام طلسم ہی گاوسر شاہ طلسم پاس جاکر فریاد کریگی وہ ضرور یہان آکر آفت لائیگا یہ سوچکر شاہزادہ کو بیہوش کرکے کمر مین پنجہ دیکر اڑگئی اور ایک بیابان مین آکر اتری وہ صحرا نہایت سرسبز وشاداب تھا لائق سیر وگلگشت احباب تھا گلہاے رنگارنگ کھلے درخت ہرے ہرے نہرون مین بیلین کنول کی ٹہرین نیلوفر اور کوکابیلی داغ دل عشاق کا پتا دیتے گونا گون پھول رنگین رخسار معشوق کو چھپا دیتے۔ پریزاد نے ایک نہر کے کنارے فرش سبزہ پر شہزادہ سبزہ رنگ کو لٹا کر ہوشیار کیا اور آپ پانون دبانے لگی اُس نہال حدیقہ شجاعت کی نرگس نیم مست جب وا ہوئی اپنے تئین دشت مین دیکھکر پریزاد سے مستفسر حال ہوا اُسنے سر قدم پر رکھکر بمنت وعجز کہا کہ اے یار دلنواز واے سراپا ناز اے باعث زندگانی اے میرے دلدار جانی اس طلسم مین تیری جان نازنین کے ہزارہا دشمن ہین بڑے بڑے ساحران پُرفن ہین لپس ارادہ طلسم کشائی سے باز آ اور مجھ الیسی پریزاد کو ہمراہ لیکر اپنے دادا کے لشکر مین چل پانون پھیلا کر زیادہ نہ چل اپنی جوانی پر رحم فرما میرے حال زار پر ترس کھا ورنہ بیت درپیش ہے ذلت وخرابی ٭ مردون سے بھری ہے خانہ یاغی

شہزادہ نے بجواب اس نصیحت کے شمشیر زبان سے کام لیا جوہر شجاعت کا اظہار کیا کہ مین باہر
جانے کے لیے اندر طلسم کے نہین آیا ہون بغیر حصول گنج مقصود ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا پاؤن سمت راہ
کم ہمتی نہ بڑھاؤنگا اور بموجب فرد یہ مرگ ہی عمر جاودانی + حقا ہی یہ موت زندگانی ہپریزاد نے کہا
طلسم مین مال و دولت ملنے کا جو لالچ تجکو ہی مین باہر طلسم کے سونے اور جواہر کے گھر تجکو بنا دونگی بادشاہ
ہفت اقلیم کرونگی دولت لازوال دلا دونگی۔ اس گفتگو کا سبب بھی سنیے از بسکہ اثر طلسم کا یہ ہی
کہ جو کوئی مقام ہوا و ہوس کے راز سے آگاہ ہو کر پریزاد کا فریب نکھائے بلکہ پری خود عاشق ہو جائے
تو موت اُس پری کی آئے اور فاتح طلسم بہر فتح طلسم روانہ ہو چنانچہ نتیجہ تاثیر طلسم یہ ہوا کہ یہ کجبختی
شروع ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ مال و دولت ملے یا نہ ملے مین بغیر فتح طلسم کیے نجاؤنگا پریزاد کو یہ سنکر
غصہ آیا اور کہا اے شہزادہ مین تیرے ساتھ بدنام ہوئی یہی رسوائی میرے لیے کیا کم ہی نہ کہ اس طلسم
مین اور میری نہین رہتی ہین اُنکو تیرے ہاتھ سے قتل کراؤن چنانچہ ابتک تو مین تیری دوست
تھی مگر اب بیت قسم مجکو حضرت سلیمان کی + کہ دشمن ہوئی اب تری جان کی + یہ کہکر کچھ پڑھکر
پھونکا کہ دست و پا کا شہزادے کے دم نکلگیا شہزادہ بھی جبتک اندر قلعہ طلسم کے تھا اُس پری
پر شیفتہ و فریفتہ رہا۔ اب اُسکی صورت سے نفرت ہوئی اسیر ہوتے ہی سوچا کہ کچھ مکر کرنا چاہیے یہ
سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے غنچہ دہن ذراسی بات مین تم ہمکو ستانے لگین
بیوفائی دکھانے لگین ہم تمھارے بلبل نمط عاشق و شیدا تھے یہ کلام سُنکر وہ پری تو عاشق تھی ہی
جلد سحر دفع کر کے گویا ہوئی کہ اے جان من اگر میرا کہنا مان تو مین تیری کنیز ناچیز ہون شہزادہ اشک
آنکھون مین بھر لایا وہ آنچل سے دوپٹے کے اشک پاک کرنے لگی شہزادہ نے ہاتھ پھیلا دیے وہ
گلے سے لپٹ گئی اسنے ایک ہاتھ منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا اور ایسا زور کیا کہ مرغ
روح قفس تن سے اُسکے پرواز کر گیا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا لاش اُسکی اُڑکر جانب فلک گئی شہزادہ نے
اپنی راہ لی اُس صحرائے سبزہ زار کو طی فرما کر جب چند فرسخ آگے چلا ایک بیابان ریگ کا ملا جہانتک
نگاہ کام کرتی ہی ریگ بھری ہی دریا ریگ کے لہراتے ہین دنیا سُرابگاہ ہی واقع مین اس بیوفا کا یہی نقشہ
ہی جدھر دیکھا ریگ کے ٹیلے اور ٹیکرے بندھے تھے ایک طرف پہاڑون کے پتھر ریزر ریزہ تھے کوسون تک
چٹیل میدان تھا انسان تھا نہ وہان حیوان تھا فقط اک لقدق میدان تھا درندے بھوکے پیاسے پھرتے

اژدرون کے منھ غار کی طرح کھلے منزلون شجر کا نام نہین درخت امرت پھل طائر عنقا مہیب جنگل سایہ کو وہان کچھ کام نہین اور سایہ کیسا اپنا سایہ خود بھاگتا جن وپری کا سایہ بھی سر پر نہ ہوتا درختون کو مثل دیوانگان عریانی سے عار نہین تعلقات سے آزاد بار برگ وبار نہین کہ بمقتضاے ابیات

اُس دشت مین لگیا مقدر | اگر خضر جہان مین ہوے رہبر | صرصر بھی چلے تو پانون بھر جاے
کیا دخل جو وہم بھی گذر جاے | گرمی کی وہ فصل دوپہر ٹھیک | منزل ہوئی سخت راہ باریک
وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم | جھونکا تھا ہوا کا لطمۂ غم | دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
کپڑے ہوئے تر عرق مین سارے | رہ دور ودراز کوس کالے | کانٹے کف پا مین اور چھالے

ایک آدھ سوکھے درخت مین ڈُنڈ نکلا ہی اُسپر چیل جو بیٹھ جاتی ہی پانوئن جلنے لگتا ہی جلبلا کر منڈل مارتی ہی آخر تھک کر گرتی ہی اور ریگ گرم مین بُھن جاتی ہی شہزادہ کے حواس گم ہین پیاس سے زبان منھ کے باہر ہی آبلے پانوئن مین پڑ گئے ہین کانٹے گڑ گئے ہین تلوون کی کھال اُڑ گئی ہی ریت زخمون مین سمائی گرمی ایسی ہی کہ آگ تلوون سے جو لگی ہی سر کو آئی ہی بیتاب ہوکر بیٹھ جاتا ہی اور دلکو سمجھاتا ہی کہ ای تورج تو حمزہ کا پوتا ہوکر گھبراتا ہی ہمت ہارا جاتا ہی چل اس بیابان آفت خیز سے نکل یہ دل سے باتین کر کے پھر روانہ ہوتا آخر خدا خدا کر کے اُس وادی گرم کو طی کر کے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا اور آواز کیلی کے لالون کی کان مین آئی پپیہا ہی اندر درہ کے گیا کہ شاید پانی بھرا جاتا ہی جب درہ سے سر نکالا تو ایک سمت کنوان پختہ بنا پایا پر اُسمین چلتا تھا جوڑی نر گاؤ کی جُتی تھی کنوئین کے نیچے نالی پانی سے بہتی تھی اور پانی بہکر سامنے ایک باغ پرفزا لگا ہی اُسمین جاتا تھا دروازہ باغ کا کھلا تھا نالی کے کنارے کنارے سبزہ نوخاستہ لہلہا رہا ہی شہزادہ اُس سبزہ کو روندنے لگا تاکہ تشنگی کم ہو ہری ہری گھانس آنکھون مین تراوت اور قلب مین خنکی دینے لگی لیکن عجب تاثیر ظاہر ہوئی کہ پیاس بھی بجھ گئی اور گھانس مین پانی نالی سے چھلک کر آگیا تھا اُسمین پانوئن بھیگے بس سارے زخم اور چھالے وغیرہ سب اچھے ہوگئے کھال نئی پیدا ہوگئی طاقت بھی آئی بشاش اور فرحناک ہوکر جانب باغ قدمزن ہوا اور بصد بشاشت اندر اُس گلشن کے آیا یہ نقشہ اُسکا پایا کہ لعل یمن اُس گلزار کی سرخی گلہاے خوش رنگ دیکھکر رشک سے ہیرا کھاتا سنگ مرمر گلِ یاسمن کے عشق مین مر مر جاتا وہ اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کی قطار ہواے سرو کا

چلنا درختوں کا جھوم کر مثل معشوقان مچلنا فواروں کا برنگ دل بیقرار عاشق اُچھلنا نہروں کا بسان خاطر شاعر روان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا کلیوں کا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتیوں کا ہلنا عاشقوں کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا اُس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدہ دل غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا کہ ابیات

تھا داغ جگر نصیب لالہ	مملو مے عشق سے پیالہ	سوسن کا لباس تھا سیہ فام
سوداییوں مین لکھا ہوا نام	خندان تھے چمن چمن وہان گل	گلشن مین چہک رہا تھا بلبل
ہر غنچہ دہان شکر رب تھا	ہر برگ زبان شکر رب تھا	دلگیر بہت تھا غنچۂ گل
گل ہو کے ہنسا تھا بے تامل		

یہ گل باغ ارجمندی سیر کرتا بارہ دری کی طرف اُس گلستان پُرخوبی سے بڑھا تھا کہ یکایک گوشۂ چمن رنگین کی جانب سے ایک نازنین جسکی زلفین دام دل لگائے عاشق حزین تھین آشکار ہوئی رخسار پُربہار سے اُسکے اُس گلبن کی دونی بہار ہوئی آنکھین اُسکی نرگس مست کو کیا شرماتین بلکہ ہر پھول اُسکے تمنائے دید مین گل نرگس بنا تھا لالہ اُسکے رخسار سرخ پر داغ کھاتا سرو گلشن عشق قامت مین پابگل قربان اُسیر گلون کا دل اگر شمشاد اُس سرو قامت سے دعوی ہمسری کرتا تو الف قد کو باد صرصر نون نفی بناتی گل اُسکے منھ اگر چڑھتا اور خوبی جتاتا تو ہوا طمانچے لگاتی شاخ گل اُسکے دست رنگین کے عشق مین گل کھانے پر تیار ہوا سے محبت سے سنبل حلقہ بگوش خاطر تار تار زار نزار کہ نظم

لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا	دیا خون دل دلدادگان تھا	زبان اُسکی برنگ برگ گل تھی
سخن سے جان جاتی بلبلون کی	لباس اُس ماہ کا تھا سرخ یکسر	شفق پھولی تھی گرد ماہ انور
لبون سے مسکرانا اُسکا پیہم	یہ کہتا تھا کرونگا قتل عالم	

اُس گلعذار سراپا بہار نے لب رنگین سے گلفشانی فرمائی کہ صاحب کوئی بھی بغیر اجازت پرائے مکان مین چلا آتا ہے جو آپ درانہ چلے آئے شہزادہ نے فرمایا کہ بیت کوچۂ یار مین مشتاق رخ و قد آئے ٭ ہوگئے بلبل و قمری سے گلستان خالی اُس گلبدن نے کہا ہمارا احسان یاد کیجیے کہ آپکے پانوٗن کیسے اچھے کر دیے شہزادہ نے کہا آپکا نام نامی کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ بندی کو لعل جادو کہتے ہین اِس بارہ دری مین آپ نجائیے میرے ساتھ آئیے ورنہ گرفتار بلا ہو جیے گا یہ کہکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور دست نگارین سے ہاتھ شہزادہ کا تھام کر

ایکطرف روانہ ہوئی اور اُس باغ مین ایک بنگلہ بہت عمدہ بنا تھا نہایت آراستہ تھا فرش و کرسی شیشہ آلات سے سجا تھا اُس بنگلہ مین مسند پر تکلف پر شہزادہ کو بٹھایا جام مے ارغوانی سے بھر کر دیا شہزادہ نے جام تو لے لیا مگر پیا نہین باتون مین اُس ماہ پیکر کو لگایا پوچھا کہ اے ملکہ اِس طلسم کا کوئی اور بھی رستہ ہے اُسنے کہا اے شہزادہ اِس بارہ دری مین ایک چھتا ہے اُسمین ایوان بنا ہے اُس ایوان مین ایک تلوار لٹکتی ہے جو کوئی ساحر یا غیر ساحر جاتا ہے اُسکے دو ٹکڑے وہ تیغ آبدار کرتی ہے پس اے شہر یار مین تم پر فریفتہ ہون اسلیے بارہ دری مین تمکو نہین جانے دیا اب مجھسے دار و مدار کرو وصل کا اقرار کرو تمام جہان مین مجھ سا معشوق باوفا چراغ لیکر ڈھونڈھو گے تو نملیگا شہزادہ نے فرمایا کہ سوائے اُس بارہ دری کے اور بھی کوئی راستہ طلسمات کا ہے وہ قمر طلعت گویا ہوئی کہ ہان ایک راستہ اور بھی ہے لیکن کوئی جا نہین جا سکتا ہے بڑا پُر خطر رستہ ہے ہم تم ایک ہوئے ہین اگر وصل ہمارا منظور کرو گے ہمارے پاس ہمیشہ رہو گے تو سب راہین بتا دینگے شہزادہ نے کہا سب مطلب سازی کرتے ہین اپنے کام کے وقت محبت جتاتے ہین پھر ٹالا بالا بتاتے ہین تم مجکو کیا راستہ بتاؤ گی مین خود تم ایسی کو جالین سکھا دونگا اگر تمکو راہ بتانی ہے تو ابھی بتاؤ ورنہ جاؤ ہوا کھاؤ مین آپ چلا جاؤنگا کیا تمھارے بتلانے سے مین یہانتک آیا ہون ایسے فقرے مین بہت جانتا ہون جب وصل ہو جائیگا پھر کون کسی کو بتائیگا مطلب تو نکلجائیگا علاوہ اسکے راہ بتلانے کا لالچ دیتی ہو راہ خود تم نہین جانتی ہو یہ بھی ایک عاشقی کی راہ ہے سراسر فریب کھلا ہوا ہے اُس پری پیکر کو یہ طنز آمیز کلام سنکر تپہا آیا اور کہا چلیے میرا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے شہزادہ نے کہا اچھا چلیے غرض دونون اُٹھکر روانہ ہوئے اور وہ معشوقہ نیرنگ نما اِس اہل تمنا کو اُس بنگلہ سے ایک کوٹھری کے پاس لائی کہ وہ کوٹھری اُسی بارہ دری کے ایک گوشہ مین تھی شہزادہ نے دیکھا کہ بارہ دری نہایت آراستہ ہے چھت پردے چلمنون سے پیراستہ ہے اور اندر کے ایوان مین ایک تلوار برق کردار آویزان ہے اُس زن پُرفن نے کہا دیکھیے یہی شمشیر طلسمی ہے جو کوئی اُس ایوان مین قدم رکھتا ہے دو ٹکڑے کرتی ہے یہ کہکر اُس کوٹھری کا دروازہ وا کیا اور اندر آئی ایک غار عمیق تھا بالکل اندھیرا تھا گور جہود کا نقشہ تھا وہ غار ظلمت عالم کا مخزن تھا بلاؤن کا مسکن تھا چاہ بابل کا سراسر انداز مثل طول عمل دراز بحر ظلمت کا منبع تمام دنیا کی تاریکیون کا وہان مجمع بے نور وہان عقل کی شمع کہ

ابیات

آسیب جو اُسمین آئے ڈر جائے
دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے

تاریکی و تنگی اُسمین حاصل | چشم اعمیٰ بخیل کا دل
وہ پست زمین نہ تھی کنوان تھی | گرد اُسمین اگر اُڑی دھوان تھی

شہزادہ اُس غار کو دیکھکر تلاوت سورۂ کہف کرنے لگا دمین
ڈرنے لگا اور اُس زن ماہ سیما نے مشعل سحر جلا کر شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر اُس غار کے اُتری
شہزادہ نے دیکھا کہ پہلو مین اُس غار کے ایک کھڑکی ہی اور اِس کھڑکی کے پہلو مین دو طاق بنے ہین ایک طاق
مین شمع روشن ہی اور دوسرے مین بلور کا بیضہ رکھا ہی۔ اب حالت تاثیر طلسمی سنیے۔ یہ ساحرہ
ایک پتلی طلسم کی ہی اور بانیان طلسم نے یہ راہ مقرر کی ہی کہ طلسم کشا کو یہ پتلی اپنے حسن پر فریفتہ
کرے اور طلسم مین بجانے دے اور اگر طلسم کشائی اُسکے نصیب مین ہی تو فریفتۂ جمال عدیم المثال
اِس پتلی کا نہوگا اور اُسکو اُبھار کر اِس غار مین لائیگا چنانچہ اِس غار مین طاق پر جو بیضہ رکھا
ہی اُسپر کچھ لکھا ہی وہ اِس شمع کی روشنی مین پڑھے گا اور اپنا کام کریگا۔ فی الجملہ موافق تاثیر طلسم شہزادہ
یہان آیا اور بیضۂ مذکور کو طاق پر سے اُٹھایا اِس پتلی کو اُسپر کچھ لکھا نظر نہ آتا تھا جب آکر یہان
دیکھتی تھی بلور کا گول ٹھاد کھائی دیتا تھا شہزادہ نے جو اُسکو اُٹھایا اُسپر لکھا پایا کہ ای فتاح طلسم و ای
بینندۂ عجائبات غریبہ جو شخص کہ تجکو اِس مقام پر لایا ہی اُسکے سر پر یہ بیضہ کھینچ مارنا سر اُسکا پھٹ جائیگا
اور بال و پر تمام جسم مین نکل آئینگے تو اُس طائر عجیب الخلقت سے لپٹ جانا وہ تجکو یہ دریچہ وا کرکے
اندر لیجائیگا اور منزل طلسم پر پہونچائیگا یہ مضمون اُس بیضہ سے پیدا کرکے لعل تو پاس کھڑی ہی
تھی اُسکے سر پر مارا اُسی وقت سر اُسکا شق ہوا اور خون مین اپنے گر کر لوٹی فوراً تمام جسم مین پر نکل آئے
اور کھڑی ہوئی چاہتی تھی کہ اُڑ جائے شہزادہ اُس سے لپٹ گیا اُسنے پر اپنا کھڑکی پر مارا کہ وہ کھلی
اور طاق کی شمع روشن بُجھ گئی وہ طائر طلسمی کھڑکی سے جو باہر اُدھر کو نکلا شہزادہ نے یہان بھی اندھیرا
دیکھا اور پتلی ٹھہری نہین شہزادہ کو سنبھالکر لے اُڑی شہزادہ جب اوج گرای افلاک طلسم ہوا شدت
ہوا سے آنکھین بند ہوگئین بعد کچھ دیر کے وہ پتلی یعنی طائر طلسمی زمین پر اُترا شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک
بیابان سبز و خرم مین اپنے تئین پایا الثشت طائر پر سے کود کر زمین پر آیا وہ طائر زمین پر گر کر تڑپا تمام جسم
سے شعلۂ آتش نکلا اور جلا کر خاکستر کیا صدای دار و گیر برپا ہوئی وہ طلسم باغ اور غار اور صحرای
ریگستان سب ٹوٹ گیا صرف وہ بارہ دری اور تلوار باقی رہگئی حال اُس تلوار کا بیان کیا جائیگا غرضکہ
شہزادہ فتح طلسم پر آمادہ بعد جلنے اُس پتلی کے آگے بڑھا جب کچھ دور راہ طی کی ایک قلعہ کے قریب گذر ہوا

سر قلعہ تا بفلک رسیدہ تھا برج صد ہا بنا تھا دربان دروازہ پر ہزار ہا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر اندر قلعہ کے قدمزن ہوا شہر نہایت آباد دیکھا رعایا کو دلشاد دیکھا مگر نیا تماشا نظر آیا کہ کاغذ کے آدمی چلتے پھرتے تھے دکاندار اور خریدار سب کاغذ کے تھے مکانات عمدہ بنے تھے کاخ و ایوان شاہانہ آراستہ تھے دکانین رنگین تھین نہایت پُر تزئین تھین جملہ اسباب ہر قسم کا آئین آراستہ تھا تماشا ہر طرح کا سڑکون پر ہوتا تھا نقشہ تھا کہ

نظم

ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جسطرح کہ ذو ذنب فلک پر
کرتا تھا دل زمانہ تسخیر
پرواز مین صورت پری تھی

نظارہ نیشکر سے دلشاد
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا
بازار مین قصہ گو بھی آکر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر
وہ گرم کباب سیخ پر کے

معشوق کا جیسے قد آزاد
لہراتے سانپ یون سڑک پر
دل سے کوئی داستان بنا کر
ہر بھانمتی کبوتری تھی
یا ٹکڑے سر ثرہ جگر کے

شہزادہ نے ایک مردم شہر سے پوچھا کہ کہو مزاج اچھا ہی اُسنے جواب دیا کہ تمھارے پوچھنے سے ہمکو رنج ہوتا ہی اور بات کرنا ناگوار گذرتا ہی ہمسے کچھ بولو نہین اپنا کام کرو شہزادہ اُس کاغذی انسان کی گفتگو سنکر بہت ہنسا اور دل سے کہا کہ بیت نقش فریادی ہی کسکی شوخی تحریر کا + کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا + کیا حکمت بالغہ و قدرت کاملہ خلاق طلسم ارض و سماکی ہی کہ ایک ایک حکیم کو اُسنے یہ طاقت عنایت فرمائی ہی کہ کاغذی پتلے مثل انسان بنائے ہین غرضکہ حمد و ثنائے باری زبان پر جاری کرتا بیچ چوک مین شہر کے آیا اور اُس مقام پر ایک بنگلہ جواہر کا بنا پایا کوئی اُسمین ساکن نتھا بسان آغوش عاشق مہجور خالی عمارت کی خوبی نرالی چلمنین طلائی نقرئی پتلیون کی پڑی تھین دیوارون مین لینے نصب تصویرین جڑین تھین فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ تھا شہزادہ اندر اُسکے اُتر ٹھہرا اِس اثنا مین کاغذ و فرروز منشی قدرت نے تہ کیا اور شہزادہ ماہتاب کو قلعۂ افلاک مین پتلہائے انجم چلتے پھرتے نظر آئے کہ نظم

ہوئی کچھ روشنی پھر آشکارا
شب مہتاب کا چمکا ستارا
دل شہ کو تھی بس حیرت فراوان
کہ ای خالق طلسمی ہین یہ سامان

شام کو سب دُکاندار دُکانون پر سے گر پڑے اور بر جلیائے شہر سب مردہ ہو گئی کاغذی تصویرین پڑی تھین نہ حس و حرکت تن مین نہ مُنھ سے بولتی تھین شہزادہ بنگلہ سے بازار مین گیا اور مٹھائی ایک دکان سے اُٹھائی کسلیے کہ گرسنہ تھا غرض چاہا کہ وہ شیرینی

نوش کرے غور کرکے جو دیکھا تو کاغذکی وہ بھی ہی استغفر اللہ کہکر مٹھائی تو وہین رکھدی اور آپ بنگلہ مین آبیٹھا اور یاد خدا تعالی کرنے لگا کہ اہل دل کے لیے یاد اللہ کی غذاے روح ہی اور طعام ظاہری قوت نفس ہی اسلیے خاصان خدا کھانا بقدر قوت لایموت پسند کرتے تھے اور فاقہ کشی زیادہ فرماتے تھے فی الجملہ طاعت الٰہ مین وہ شب شہزادہ نے بسر فرمائی اور بمصداق یخرج الحی من المیت پتلہاے خاکی اس طلسم دنیاکے مرگ خواب سے پھر زندہ ہوئے اور انسان اپنے کو شمار کرنے لگے

نظم

ہوئی روشن فلک پر شعل روز ۔ بنی بے نور وہ شمع شب افروز
ہوا خورشید عالمتاب پیدا ۔ ہوا عالم مین نور اُسکا ہویدا

شہزادہ نماز سحر پڑھکر بنگلہ کے باہر نکلا دیکھا کہ سب پتلے کاروبار کرتے پھرتے ہین دُکاندار بیٹھے ہین شہزادہ نے دو آدمیون کو اشارے سے پاس بلایا وہ قریب آئے شہزادہ نے بنگلہ مین لاکر اُنکو بٹھایا اور کہا بھائیو تمھین رات کو کیا ہوا تھا جو اوندھے مُنھ گر پڑے تھے پتلے بولے ارے میان کفر بنو لو سامری کرو ہم تو جیسے دن کو ویسے ہی رات کو تمکو جمشید نے مٹی کا بنایا ہی ہمکو کاغذ کا بنایا ہی شہزادہ نے کہا اجی رات بھر تم کاغذکی تصویرین بنے رہے بالکل مردہ تھے اور ہمسے کہتے ہو کہ کفر بنو لو پتلون نے کہا کیون طوفان برپا کرتے ہو دروغ گویم بر روے تو ہم تو مردہ نہ تھے تم آپ مرے پڑے رہے شہزادہ بولا کہ اچھا یون ہی سہی لیکن کچھ کھانا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک پتلا وہان سے گیا اور دو روٹیان لیکر آیا شہزادے سے کہا لیجیے نوش کیجیے شہزادہ نے جو وہ روٹیان لین کاغذکی تھین پس اُنسے کہا ارے میان کاغذ کی روٹیان لائے ہو پتلے نے کہا لائیے لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہی یہ کہکر ہاتھ سے لیں اور توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ مُنھ در مُنھ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ بتاتے ہین شہزادہ نے حیران ہوکر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذکی تھی شہزادہ نے کہا دیکھ تو اوندھے یہ آٹا ہی یا کاغذ پتلے نے کہا چلو بھئی یہ بڑا دغاباز ہی یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادہ نے وہ روٹیان پھینک دین اور آپ بنگلہ مین جا بیٹھا جب طباخ دہر نے نان آفتاب تنور مغرب مین لگائی کہ بیت بچھا گردون پہ دسترخوان انجم ٭ ہوئی نان ضیاے مہر پھر گم ٭ شام کو وہ پتلے پھر تصویر کاغذی ہوگئے شہزادہ نے اُٹھکر چاہا کہ ان سبکو چلکر جلادون پس ایک پتلے کو بازار مین جاکر اُٹھانا چاہا جیسے ہی ہاتھ لگایا پتلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا ابے تو ابھی جیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ

سب مکار دم چرائے پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر نگذری تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قمر پیکر یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اندر کئی خوان میوون کے ہمراہ لائین شہزادہ کو آداب بجالا کر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالکہ ہین اور انکا نام صورت کش جادو ہی یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور از بسکہ ملکہ صاحبہ واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہان کا کھانا نہین کھاتے ہین بس میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہی آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا فرد خاصے کے خوان آتے ہین شاہ وزیر کو + بستر پہ بھیجدیتا ہی مگر افقیر کو + غرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا پانی اپنے ہاتھ سے اٹھکر بھرا اور پیا جب آسودہ ہوا اُن عورتون نے کہا یہ جو بنگلہ ہی اسکے پشت پر ایک دیوار ہی اُس دیوار کے پیچھے تمھاری قضا ہی لہذا ہماری بی بی نے کہا ہی کہ ای شہزادہ آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نکیجیے ورنہ قتل ہوجیےگا اور اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو میرے پاس دو امانتین طلسم کی ہین ایک گھوڑا اور دوسرا طائر طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہی تو طائر پر سوار ہوجیےگا اور اگر طلسم کے اندر جانا مرکوز خاطر ہی تو مرکب پر سوار ہوجیےگا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جوابدیا کہ جب وہ سواریان آئینگی اُسوقت عنان عزم جسطرف منعطف ہوگی سمجھ لیا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد کچھ عرصے کے ایک طائر خوش رنگ برابر سیمرغ کے اُڑکر سامنے آیا اور ایک جانب سے سمند خوش رفتار خوش فعلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا تھا کہ سبزۂ فلک نے کبھی ایسا اسپ تیز رو برق صبا رفتار ندیکھا ہوگا کہ ابیات

ہی دامن زین سے تند و سرکش
جاتے ہین یہ منزلون خبر ہی
کیا خوب رکاب کیا عنان ہی

دامن سے بھڑک اٹھی ہی آتش
اڑنے مین ہوا کی اسمین تاثیر
وہ ہی مہ نو یہ کہکشان ہی

سرعت مین یہ صورت نظر ہی
کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر

شہزادہ ذیجاہ نوش چکا تھا کہ مرکب پر سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا بس قریب مرکب جاکر دامن گردان بسم اللہ کہکر خانۂ زین مرکب طلسم کو منور فرمایا اور وہ بادپا لیکر روانہ ہوا شہزادہ کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا بیرون شہر مذکور آیا اسجگہ وہ گھوڑا پر پیدا کرکے اُڑا شہزادہ کی آنکھین بند ہوگئین بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی ایک اور قلعہ فلک فرسا کا دروازہ نظر آیا اور اُس دروازہ مین کئی سو آدمی دیوانہ مثال سر برہنہ گریبان چاک ننگے پانوُن استادہ تھا گھوڑا اس شہسوار کو لیے دروازہ مین داخل ہوا جب قریب اُن دیوانون کے

پہونچا وہ سب دوڑکر ہر طرف سے لپٹ گئے شہزادہ کیا جانتا تھا کہ یہ آمادۂ پرخاش ہین غفلت مین اُن
سبنے لپٹکر مرکب سے اُسکو جدا کیا شہزادہ نے بھی گھونسے اور لاتین مارین دو چار کو اُٹھاکر دے مارا دس
پانچ کا سر آپسمین ٹکرا دیا مگر وہ مردمان طلسمی باز نہ آئے اور بموجب قول ع دوا ایک کی دو ہین اور دو کی چار *
شہزادہ کا اسلحہ سب چھینکر اشارہ کیا کہ کئی سو دیوانہ قلعہ مین گیا بعد کچھ عرصہ کے ہزارہا آدمی ڈھول
گلے مین ڈالے پیدا ہوا اور بجانے لگا یا جمشید یا جمشید کی صدا بلند ہوئی پھر ایک قفس آہنی لاکر اس ہماے
اوج شجاعت کو بند کیا اور اندر قلعہ کے لیکر چلے کچھ دور نگئے تھے کہ ایک ساحر سیاہ فام اسباب ساحری
تخت سحر پر رکھے گلے مین ایک لوح بہت بڑی پہنے منقل آتشین پر ہوم جلاتا بڑے تزک سے قریب
دیوانگان آیا اُن سبنے اُسکو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے مالک ہمارے اس طلسم کے بربادی کو ہم اُنکی
خدمت مین لیچلے تھے آپ ابھی جگہ آگئے اب کیا اسکے لیے آپ حکم دیتے ہین یہ عرض انکی سُنکر
اُس ساحر نے لوح اپنے گلے سے اُتاری اور اُسکو منقل کا دھوان دیکر بصد ادب دعا سامری سے
مانگ کر کہ مجکو جو مناسب ہو وہ حال نسبت طلسم کشا کے معلوم ہو اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا
کہ اُسکو باہر قلعہ کے لیجاکر وہ جو پہاڑ بانی طلسم نے بنایا ہے اور کوہ حکمت کہلاتا ہے اُس پہاڑ کی چوٹی پر ایک
سِل بہت بڑی یاقوت کی پڑی ہے بس اُس سِل پر اسکو بٹھاکر ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے پُرزے اسکے
اُڑا دو اور وہان لیجانیکی شرط اسلیے ہے کہ اُس یاقوت کی سل پر کچھ لکھا ہے کہ وہ سواے طلسم کشا کے
اور کوئی پڑھ نہین سکتا ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو اُن حرفون کو پڑھیگا تمھین بھی حال معلوم ہوگا بس
اُسیجگہ لیجانا صلاح ہے یہ اُس تختی سے معلوم کرکے اُس ساحر نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور سب دیوانون
سے کہا اِس مسلمان کو میرے ساتھ لے آؤ غرض کہ آگے یہ اور پیچھے سب ساحر شہزادہ کو لیے قلعہ سے
باہر نکلے اور ایک کوہ پُر شکوہ پر لائے اُس پہاڑ پر چشمہ جاری میوہ اور گلون کے درخت بیشمار
فیض باد بہاری سے چمن کوہ کے قلہ پر ایک سنگ سرخ نصب زمرد کے حرف اُسمین بچے کیے ہوئے
طغراے بہار انگیز خط بہار تھا دیوانون نے اس ہوشیار کو اُس پتھر پر بٹھایا اور درپے آزار ہوئے
لیکن اُن ساحرون سے تو حرف اُس پتھر کے پڑھے نجاتے تھے اِس رازدان طلسم سے پڑھے گئے
لکھا تھا کہ یہ طلسم ہمنے مسلمانون کے لیے بنایا ہے ہم بھی حکیم اہل اسلام مین سے تھے اور جانتے تھے
کہ بعد ہمارے قبضہ ساحرون کا طلسم پر ہو جائیگا اور تمام طلسم کفر آباد ہوکر کفرستان کہلائیگا آخر کو طلسم کشا

مسلمان آئیگا پس شکنندہ طلسم اگر اِس مقام پر آئے اور سل پر بٹھایا جائے تو یہ اسم پڑھے قید سحر سے نجات پائیگا اور قید ظاہری بھی دور ہوجائیگی پھر دوسرا اسم جو قریب اسم اول لکھا ہے اُسکو پڑھکر دستک دے تو حملہ ساحران بیجا بیہوش ہوجائینگے پھر تیسرا اسم جو حاشیۂ سنگ پر لکھا ہے پڑھے زمین سے ایک عورت قبول صورت پیدا ہوگی اُسکے حسن بے نظیر پر فریفتہ نہو اور اُسکو پکڑ کر اِس سل پر بٹھائے یہ سل شق ہوکر اُڑ جائیگی اور بروے ہوا جاکر معلق ٹنگے گی اور وہ عورت منت بہت کریگی کہ مجھکو اُتارو چنانچہ جب وہ از حد منت کرے تو اسم چہارم پڑھکر دم کرے یہ سل اُترائیگی آگے پھر اِس پتھر مین جو کچھ لکھا پائے اُسپر عمل کرے شہزادہ نے یہ مضمون جو پڑھا نہایت خوش ہوا اور اول فاتحہ بروح حکماے ربانی طلسم پڑھی پھر اسم اول کو پڑھکر اپنے اوپر دم کیا مشکین کھلگئین دست و پا مین قوت آئی اُٹھکر ساحرون پر چلا وہ سب لپٹنے کو دوڑے اور غلغلہ برپا ہوا کہ لینا گھیرنا یہ بھی ساحر ہی جانے نہ پائے اپنے دوسرا اسم پڑھکر دستک دی یکایک ایسی ہوا غیب سے چلی کہ سب ساحران نابکار مثل مردۂ صد سالہ زمین پر گر کر بیہوش ہوگئے اِس بہادر نے سبکے سر کاٹ ڈالے شور آفت خیز اور ہنگامۂ قیامت انگیز برپا ہوا شہزادہ نے اسم سوم ورد زبان کیا دفعتہً زمین شق ہوئی اور گنجینۂ حسن ظاہر ہوا وہ زن خوبرو با حسن نکو پیدا ہوئی کہ مشاطۂ فلک اشرفی طلاے مہر اور گنجینۂ اختر اُسکے رخ و دندان پر سے نثار کرتی زلف اُسکی یون زمین سے نکلی کہ مار گنج پر سے باہر آیا گات نے اُسکی درج جواہر کو شرمایا کمر نے اُسکی تار طلائی شعاع مہر کا عالم دکھایا سرین کو سنبوچۂ نقرئی پایا از سرتاپا وہ زور رقم طرفہ تو وہ تھی حسن کی اُسکے دھوم تھی نظم

غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر
ہوا خواہ اُس سمنبر کی تھی بلبل
پریشانون کو سوداز لف کا تھا

حلب مین نافۂ آہو سراسر
غضب تھی عطر کی فتنہ کی خوشبو
جنون کے واسطے اِک سلسلہ تھا

لباس اُسکا معطر صورت گل
کہ فتنہ خیز تھی وہ ماہ پرسو

پس وہ گوہر گنجینۂ اسرار پہلوے شہزادۂ ذی تبار مین آکر آبرو بخش ہوئی اور لب سے یون دُرفشانی فرمائی کہ سامری قسم تم بڑے بیمروت ہو ہم تمکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین نادیدہ فریفتہ تمپر ہوئے ہین اور تم آنکھ بھی نہین ملاتے ہو ہمکو ہجر مین تڑپاتے ہو شہزادہ نے اُسکی صورت زیبا کو بدتر از آسیب سمجھکر مکر کی راہ سے محبت جتائی اور اغوش مین لینے کا ارادہ کیا وہ بھی لپٹ گئی اپنے اُسکو اُٹھاکر اُس سل پر بٹھا دیا وہ سل پھٹی اور تڑاقا ہوا یکایک سل جانب فلک بلند ہوئی اور بروے ہوا جاکر ٹھہری وہ زن سہ سیما پکاری کہ ای صاحب واسطہ

اپنے دین و مذہب کا مجکو اُتار لیجیے دیکھیے اتنی ہمیر جوتی نکیجیے کسیکو یون بیچ ادھر مین نہین چھوڑتے رشتۂ
الفت نہین توڑتے ہاے جمشید کیسی میری جان آفت مین پھنسی ہاے مین غضب مین گھر گئی یہ کہتی تھی
اور ہاتھ باندھتی تھی جب منت وزاری اُسکی حد سے زیادہ ہوئی شہزادہ نے اسم چہارم پڑھا کہ وہ سِل
اُتر ائی اُسوقت پہاڑ کے ایک گوشہ کی جانب سے ایک ساحر غدار پیدا ہوا کہ سر جھاڑ سا بندۂ مکار و تلبیس
تھا آتے ہی اُس زن پُرفن کو اُسنے ڈانٹا کہ اری او قحبہ تو اِس مسلمان سے ملگئی رہ تو جا تیری سزا تیرے
کنارے مین رکھتا ہون یہ کہکر نارنج جھولی سے نکالکر مارا اُس عورت نے سحر پڑھکر نارنج رد کیا اور وہی سِل کہ جسپر
اُڑ گئی تھی اُٹھا کر بزور سحر ساحر پر ماری کہ ہرچند وہ بچا لیکن بچ نسکا سِل پر جو پڑی سو ٹکڑے سر کے
ہوئے غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور آسمان کی طرف سے شعلہ چمک کر زمین پر گرا غلطک مار کر صورت
عورت کی بنا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عورت مثل بلاے ناگہانی سیہ رو سیہ دندان سیہ قلب بیحیا کی
ایسی ڈراونی کالی بھوانی شیطان کی سگی نانی ہے غارتگر راحت و آرام باعث صد ہزار پریشانی ہے پس
وہ عفریتہ جنگھاڑی کہ اری دھگڑے باز تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا اور میرے سئیے دولھا پُر ارمان
نوشاہ کو عروس مرگ سے ہم آغوش کیا میرے بیاہ کو ابھی چند روز گذرے تھے کہ تو نے مجھے رانڈ کر دیا مین
جا کر بادشاہ طلسم ہزار برج سے فریاد کرونگی اور جسطرح میرے دل مین آگ لگی ہے ویسے ہی تجکو بھی آتش
عذاب مین جلاؤنگی اُس نازنین نے یہ بیان اُسکا سنکر اُسکو للکارا کہ جا مالزادی ایک فریاد نہین اٹھارہ
نالشین میری کر وہ تیرا بادشاہ میرا کیا کر لیگا اور شہزادہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھ یہ میرا بادشاہ ہے یہ میرا کنور کنہیا
ہے یہ میرا سانولا سلونا ہے یہ میرا کھلونا ہے تجکو او فاحشہ کبھی ایسا مرد والا ملا تھا یا کبھی خواب مین بھی تو نے دیکھا تھا اب
جلد یہانسے گذر جا ورنہ اپنے دھگڑے کے پاس تنتی تو بھی جائیگی یہ سنکر طیش مین آکر وہ ساحرہ ایک طرف
شعلہ بنکر اُڑ گئی بعد اُسکے جانیکے اِس گلبدن نے ہاتھ اپنے گردن مین شمشاد باغ صاحبقرانی کے ہار کیے
اور کہا اے گل بوستان بیوفائی ہرچند کہ تجھ مین رنگ وفا نہین مگر ہم اپنی سی الفت جتلائے دیتے ہین لوح
طلسم بتائے دیتے ہین سنو اے پیارے نام میرا آرایش جادو ہے اور تمہیں مدت سے شیفتہ اور فریفتہ ہون مینے
کتاب آئین طلسم مین پڑھا تھا کہ طلسم کشا اِس پہاڑ پر آئیگا جو کوئی اُسکی رفاقت کریگا زندہ رہیگا رتبۂ علے
پر پہونچیگا اور جو کوئی اِس سے بغاوت کریگا مارا جائیگا بس یہ مضمون کتاب مذکور سے پڑھکر منتظر آپکی تھی اور
اِس پہاڑ کی حفاظت کرتی تھی آج طالع یاور ہوئے اور بخت رسا نے آپکی خدمت مین پہونچایا اب میرے

ساتھ آپ چلیے مین لوح طلسم جہان ہی اُس راہ پر لگا دون آپکو منزل مقصد پر پہونچا دون یہ کہکر بزور سحر تخت تیار کیا اور شہزادے کو لیکر سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد کچھ عرصے کے ایک بیابان مین آکر اُتری وہ جنگل تھا زمین پر طبقۂ بہشت اُتر آیا تھا بلکہ اُس صحرا کو دیکھکر کروبی کا بہشت مین جانے کو جی نچاہتا تھا ہر قسم کے درخت اُس جنگل مین لگے تھے یا مسافران عدم جو بہشت کو جاتے تھے یہان کی سیر دیکھنے ٹھہر گئے تھے زمین وہ صاف و شفاف بلور کی طرح چمکتی تھی سراسر نور کی معلوم دیتی تھی اُس سفیدی مین درختون کی سبزی اور گلون کی سرخی سے الماس پر زمرد و یاقوت جڑا نظر آتا تھا زیور مرصع کار شاہدان گلعذار کا رنگ دکھاتا تھا ہوائے سرد اور غالیہ بیز ہر سمت وزان تھی مشام اہل انجمن روزگار لبالب تھی نہرونکی لطافت و تراوت پاکیزگان بہر کی جان تھی دلمین ٹھنڈھک بڑھائی تھی یہ کیفیت نظر آتی تھی **نظم**

جنت سے بھا بڑھکے وہ بیابان
کیونکر نہ فدا ہو اُسپہ رضوان
پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا
گلشن مین بچھا ہی فرش دیبا
ہین منتظر بہار اشجار
باندھے ہوئے ہین قطار اشجار
ہر چشمہ ہی مثل چشمۂ خور
بہتے ہین ستارون کیطرح دُر

شہزادہ اُس بیابان مین تخت پر سے اُترا وہ معشوقۂ باوفا ہاتھ پکڑ کر خرامان خرامان چلی اور ایک نخل سر سبز کے نیچے آکر ٹھہری اُس نخل کی ایک شاخ جانب زمین جھکی تھی مثل عابد پاک طینت سر بسجدہ باغبان قدرت تھی ایک چھینکا اُسمین بندھا تھا وہ بھی کلابتون کا تھا چھینکے مین ایک پتھر یاقوت احمر کا رکھا تھا اُس غنچہ دہن نے مسکرا کر کہا کہ ای نہال باغ ارجمندی اِس سنگ مین کچھ لکھا ہی اور جو کچھ تحریر ہی مین اُسکو پڑھ نہین سکتی آپ طلسم کشا ہین پڑھکر اُسی طریقہ پر عمل کیجیے کیونکہ اُسپر لکھا ہوا پتھر کی لکیر ہی پھر طلسم کشائی یہ پتھر ہی شہزادہ نے اُس سنگ کو اُٹھایا ہشت پہل یاقوت کا تراشا ہوا نگینہ پایا نگاہ اُسپر ٹھہرنا محال تھی آفتاب کے جوت کی طرح سرخی اُسکی آنکھون مین اُتری جاتی تھی خوب شہزادہ نے غور کرکے جو پڑھا لکھا دیکھا کہ اِس درخت کا نگہبان ایک اژدہا ہی جب وہ آئے تو اُسپر یہی پتھر لگائے کہ وہ ہلاک ہوجائے اُسکے مرنے سے درخت گل حیات ملکہ ہوا دار جادو ظاہر ہوگا اور اُس پھول پر بھی کچھ لکھا ہوگا۔ یہ مضمون ہنوز پڑھ نہ چکا تھا کہ آواز سائین سائین کی آئی نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا ایک اژدر مہیب کو آتے پایا کہ کنکر پتھر ٹیلے ٹکرے جنگل کے اُسکے سینے کے نیچے سرمہ ہوتے تھے آنکھین مشعل کی طرح روشن تھین منہ بھاڑ کی طرح کھُلا تھا عقرب فلک کا سامنے اُسکے زہرہ آب ہوتا تھا بہوت

زمین کا ایک ہی نوالا کرنے والا تھا غرضکہ وہ بلاے ناگہانی بہت جلد قریب شہزادہ پہونچگیا اور شعلہ منھ سے چھوڑ کر قلّہ اُسنے کھینچا شہزادہ تو سرعت اور پھرتی رکھتا تھا جست کرکے اُس درخت کی آڑ مین جا رہا مگر وہ نازنین دمِ اژدر مین بندھ گئی اور قریب تو تھی ہی بہت جلد کھینچکر منھ مین اُسکے پہونچی شہزادہ نے اِس عرصہ مین لنگر قائم کرکے وہی پتھر اُس موذی پر کھینچ مارا پتھر جو سر پر پڑا اژدر پانی ہوکر بہا اندھی پانی ظاہر ہوا طوفان عظیم برپا ہوا تمام جنگل آتش بہار ہوا جدھر دیکھا شعلہ اُٹھتے نظر آئے بعد کچھ دیر کے اندھیرا ہوگیا اور آوازین مہیب آنے لگین کہ ارے غضب کیا اِس مسلمان نے جو اِس دشت مین آیا

نظم

صدا کے ساتھ اُٹھا اک ابر بدرنگ ۔ گرے آسمین سے سو سو من کے بس سنگ
اندھیرا سا اپنے آنکھون کے آیا ۔ وہ ابر تیرہ اُس جنگل مین چھایا ۔ گھٹا دم جسم مین رخصت ہوئے ہوش
بڑھی خود رفتگی مانند مے نوش ۔ سنبھالے سے نہ سنبھلا دل غش آیا ۔ زمین پر آپ کو بیہوش پایا

بعد کچھ دیر کے جو ہوش شہزادہ کو آیا دیکھا کہ نہ وہ بیابان ہے نہ وہ آشوب کا سامان ہے مگر ایک اور صحرا ہے کہ مثل مرد مفلس کے پریشان ہے نہ کوئی شجر ہے نہ دریا ہے نہ انسان ہے نہ حیوان ہے صرف کفدست میدان ہے اگر وسط صحرا مین ایک درخت بہت مختصر طول مین ہمرنگ قامت یار بہت پُر بہار لگا تھا ہر برگ اُسکا مثل زمرد اخضر جھلکتا تھا تنہ درخت کا یاقوت احمر کا تھا شاخین نیلم کی تھین اور مثل دست نگین معشوق نزاکت سے بھری تھین اور نشۂ بادۂ بہار سے جھومتی تھین درخت کی چوٹی پر ایک پھول جواہر کا لگا ہے جان گلہاے زمانہ ہے چمنستان دہر مین یگانہ ہے پنکھڑیان اُسکی لب نازک معشوقان عالم کو شرماتین خوشبوئین طرح طرح کی اُسمین آتین دماغ گل پیرہنان دنیا بساتین شہزادہ کا گل باغ خاطر اُس پھول کو دیکھکر شگفتہ ہوا اور چشم نرگسی سے ٹکٹکی اُسکی جانب باندھی اُسوقت اُس درخت کے پاس زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نکلی کہ بالکل خبیثہ تھی غول بیابانی اُس سے خوف کھاتا چڑیلون کو اُسکے سایۂ نحس کا آسیب ہوجاتا اُس زشت کردار نے اِس سعید کو گھورا اور کہا تو کیا تک رہا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ پھول مجکو بہت پسند ہے تو مجکو توڑ دے اُس عفریتہ خصائل نے گھرک کر کہا کہ مونڈی کاٹے تیری نظر کو چاہئین پھوٹین تو نگوڑے یہ حوصلہ رکھتا ہے کہ پھول توڑلے ارے تجکو خاک مین ملادون اِس پھول کے تاکنے والے کو صدقہ اُتارون جادو ربھی ہو بیانسے شہزادہ نے کہا تم جو کچھ چاہو کہو مین بغیر پھول لیے نجاؤنگا یہ کہکر قریب درخت آکر زمین پر لوٹ گیا اور پاؤن پھیلا کر بیٹھا وہ خبیثہ ہنستی

ہوئی اسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ ای واہ تمتو خوب راڑ لائے مچلکر پانوٗن پھیلائے کیون تیری قضا
آئی ہی موت نے گھیرا ہی ای اجل رسیدہ جلد اس شجر کے پاس سے ہوا ہو یہ کہکر شہزادہ کی طرف
ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ کر اُٹھادون ازبسکہ قریب تو استادہ ہی تھی اسنے دونون ہاتھ سے پانوٗن اسکے
پکڑ کر جھٹکا جو دیا منھ کے بل وہ گری اسنے تصور کیا کہ یہ ساحرہ ہی سحر پڑھکر چھوٹ جائیگی بس وہ تدبیر کرو کہ
سحر نہ پڑھنے پائے چنانچہ گراتے ہی اُسکو زمین سے اُٹھاکر پانوٗن تو پکڑے ہی تھا اُسکو گھمانا شروع
کیا چکر ایسے دیے کہ ساحرہ کی عقل چکر مین آئی تموج ہوا سے بیہوشی چھائی اسنے خوب گھما کر ایک
پتھر پر سر کے بل دے پٹکا سر اُسکا پھٹ گیا سانس بھی اُسنے نہ لی واصل جہنم ہوئی پھر غلغلۂ داروگیر
برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا بیابان جادو کو اُسکے مرتے ہی اُس درخت مین آگ لگی اور سب
درخت جلتے جلتے جب اُس پھول کے پاس آگ پہونچی وہ ٹوٹکر زمین پر گرا شہزادہ نے جلدی اُٹھا لیا
اور غور سے دیکھا تو جواہر کا پھول کنول کا ہی بلور کی ڈنڈی لگی ہی اُس ڈنڈی پر لکھا ہی کہ ای شکنندۂ طلسم جسکے پاس طلسم کی
لوح ہی وہ اس پھول کی عاشق ہی اور اُسکی جان یہی پھول ہی کسیکو یہ راہین طلسم کی کاہیکو ملتین جو
یہانتک آتا اور ان جادوگرون کو مارتا تو بہت صاحب نصیب ہی جو یہ پھول تیرے ہاتھ آیا اب
اس گل کو لیکر بہت ہوشیاری سے آگے روانہ ہو ایک ملک مین پہونچے گا اُس ملک مین جو کوئی کہ
تجھسے یہ پھول طلب کرے جاننا کہ لوح کا محافظ یہی ہی آگے عقل کا کام ہی للعاقل تکفیہ الاشارۃ یہ
مضمون اُس پھول پر تحریر دیکھکر شہزادہ نے پھول تو کمر سے باندھا اور دعاے ماثورہ اور آیہ وغیرہ
صحائف ابراہیمی کی اپنے اوپر دم کین اور وہان سے آگے بڑھا سیر طلسمات کرتا چند منزل طی کرکے
ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر پر مصقلہ سونے کا کیا ہی آفتاب کی جوت سے ہر سمت
آفتاب نکلا نظر آتا ہی دیوار و در جگمگاتا ہی دروازہ مین تمام جواہر نگاری کیا ہی آئندہ و روند کا رستہ ہی
مردم کم مین ہزارہا زن خوبرو حور شمائل کا پہرا ہی شہزادہ اندرون شہر قدم زن ہوا اندر آکر جو دیکھا ہر سمت
عورتون ہی کا انتظام پایا ہر بازار مینا بازار نظر آیا وصاف اُس شہر کی توصیف مین مقطوع اللسان
خامۂ تحریر کی قاصر زبان ہر طرف راز و نیاز کی گرم بازاری خوبرویون کی طرحداری زلف کا سودا ہر خاطر پریشان
ارزان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان ہر مکان رفعت مین فلک کیوان طاق ہر ایک رشک ابروے
پری رخان محراب در کے خم ہلال عید در ہر ایک دیدہ شنید ستون ہر ایک پُر نور غیرت ساعد حور بام پیدا کی

قدرت کا ظہور چبوترہ مکان کے آگے مصفا آئینہ سکندر کا نقشہ دکانون مین سرمایۂ عمدہ و بدیع دکاندار کی
شان رفیع کہین تمولن اپنی سرخروئی جتاتی کہین ساقن دل عشاق کے دہوئین اڑاتی تمولن کی دکان پر
ہر ایک کو دعوی جان سپاری دل خون ہوجانیکا بیڑا اٹھاتا عاشق کے خون تہوکنے کی تیاری اگال
اسکا یاقوت یا ہر جان عشاق قوت سامنے تمولن کے آئینہ لگا ادہر اودہر آئینہ کے سونے چاندی کے
مرتبان جنمین معنبر و معطر کتہا چونا پانون کے سامنے کہلی ہوئی ڈہولیان سرمایہ نقد و ہوش ڈہو لیتی تہی
حسن پر اپنے موہ لیتی تہی کہ بیت سرخی لب کے وصف مین جسنے + ایک مصرع کہا تو خون تہوکا +
وہ لب رنگین پر اسکے مسی کی دہڑی اور اسپر پان کا لکہوٹا شب دیجور مین شفق کا تماشا نظر آتا بلکہ
سے مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہر + تماشا ہی تہ آتش دہوان ہر + پیک جہان وہ تہوکتی زمین کان
یاقوت بنتی زبان اسکے وصف مین لال ہی ساقن کے حسن کا بہی یہی حال ہر کہ دم اسکا بہی غنیمت تہا
حقہ لعل اسکا دہن پر نزاکت تہا لعت پیچان پر اسکے دود آہ عاشق کا گمان تہا رخسار آتشین پر
اسکے خال سیاہ عیان تہا یا سویداے خاطر عاشقان تہا وہ میز دن پر قرینے سے پیچوان دہرے
پینے والون کے دماغ خوشبو سے تماکو کے بسے اور بہرے فرشی حقون کی تمنا مین لب فرش خریدار
لکوڑے ساقن کے رخ کا پسینہ عرق بہار سمجہکر ذی جان کو اس سے بساتے دار و مدار یہ انسے ہوتے جاتے
کہ دم بغیر ہم نہ محروم ہیرین تیرے عشق مین ای گل بیان جل جلکر مرین جب دم حقہ پر لگاتے برو
آنکہون مین آتا اسوقت جہوم کر یہ سناتے کہ بموجب نظم

بزم توحیدست تماکوسے ما
بوی وحدت میدہد ہر موی ما
اولش اللہ و آخر ہو کشند
ان جوانانے کہ تماکو کشند

اشعار پڑھتا کہ اشعار
کوئی نوجوان عشق مین ساقن کے دل جلاتا ای وہ دولت سلفا کیے یہ

میتوان آموختن آداب محبت از دو
حقہ ز مجلس نواز و دلفریب ای
تا نہ بندش نگوید حرف بیش و کمی
سر نمی پیچد اگر بر بندش انگار
کسی طرف بزازہ گلبدن دکان

لگائے بیٹہی اطلس فلک دل اپنے کپڑے کے سامنے داغہاے انجم سے مشجری بناتی جس خریدار نے
اسکے پاس جالی لوٹ اسپر دل ہوا لاہی الٰہی خیر دود دل ہوا شفق کی اطلس سرخ نظر مین تا پسند
ٹہہری قباے گل گلزار بالکل بری نکلی کف افسوس مل کر آخر جان دی نینو سکہ اسی بزازہ کو
دیکہکر باقی سودے مین عریانی تن زیب نظر آتی مہر طلعتون کا دل اسکے حسن کو دیکہکر کتان کیطرح

پارہ پارہ عاشقون کو کمخواب آتا دل اُسی کا یار گاڑھا آسی طرح ایک سمت شیرینی فروش یعنی حلوائی
تلخکامی خریداران طرح یا کرتی جب مٹھائی تھالون مین بھری دُکان اُسکی کیا کھلتی در بہشت کا وا ہوتا شیرۂ
جان عاشقان کا قوام بگڑتا لب شیرین پر اُسکے اگر مکھی بیٹھ جاتی تو یہ بات عاشقون کو یاد آتی کہ فرد
بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند ✢ بات مشکل تھی ولے تونے یہ حلکی مکھی ✢ تھال اُسکی دُکان
کے مہر و ماہ کے تھالون کو شرماتے جلیبیون اور امرتیون کے پیچ دل کو پیچ مین لاتے برفی برائی کا
شک کرنا سر اسر تلخکامی ہے شکرپارون کو اختر چرخ کہنا بدنامی ہے کہانتک وصف اُسکا بیان ہو بہتر یہی
کہ توصیف صرافہ مین خامہ روان ہو کہ وہ صرافہ نوجوان عاشق کوڑیون کے مول لیتی فلک کا سینہ
اختردن سے بھرا ہے یا وہ پیسہ کا داغ دیتی اشرفی کو اُس سیمتن نے بھیری سے دیکھا ہے جب تو زردروئی
نصیب ہے سیم سادہ نے جو اُسکے تن صاف سے دعوی ہم بدنی کیا تو سکہ کی ضرب کھائی گلی گلی
ماری ماری پھری آوارگی کا چلن ہوا اُسکا ہر ایک طرف اشرفیون کا ڈھیر دوسری جانب روپیون کا
انبار پیسے تھے یا داغ خاطر عاشق زار محک استحان مین ہر ایک کو بنظر سنجیدگی تول لیتی گانٹھ
گرہ کا اُسکی زلف رسا کھول لیتی دولت ہوش و حواس جان و دل مول لیتی عاشق تن سکۂ دل
وہان بھناتے یہ شعر زبان پر لاتے کہ بیت طالب نہین ہے دولت دنیا کا دل مرا ✢ اُس سیمتن کا
وصل ہے تحصیل زر مجھے ✢ ایک طرف گندھن رشک چمن گل پیرہن دماغ جان خریداران خوشبو سے
بساتی قرابۂ دل مین گلزر حساری اُسکی برنگ عطر گل بھری جاتی پسینہ اُسکا گلاب سے کہین بہتر
مجموعہ کا عطر پریشان خاطرون کے لیے بہت خوشتر دمبدم فتنہ سازی کرتی دل بلبل کو آگ پر
دھرتی جب گلاب کشید کرتی جو کوئی صندل مول لینے جاتا اُسکو دیکھکر زردادن و درد سر خریدن کا
نقشہ نظر آتا پھول ٹوکری مین بھرے دُکان مین دھرے تھے دیار گلشن چھوڑ کر اُسکے کوچہ مین آ بسے تھے
اگرکی بتیان سوز دروُنی کا پتا دیتین جلنے اور دل جلانے کی راہین بتا دیتین شمعین سر کے بل
کھڑی تھین مگر بزبان بیزبانی یہ کہ رہی تھین کہ فرد لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو ✢ جل بجھیے
اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو ✢ غرض کون ایسا تھا جسکو اُسکا سہاگ نتھا شہزادہ یہ سیر دیکھتا
جب آگے بڑھا سامنے جوہری بازار نظر پڑا ایک ایک جوہری بچی کان جواہر دکان کو بنائے بیٹھی
تھی جواہر کے دریا مین خود بھی ڈوبی ہوئی تھی اگر جھومر اُنکے کان کا عقد ثریا پر پرتو افگن ہوتا تو اُسکا

ستارۂ قسمت پھر جاتا بالا اُنکے کان کا بالا ہالۂ مہر و ماہ سے بالا عاشقون کو بتاتی وہ ٹالا بالا نور تن اُنکے
ستارۂ سحری سے زیادہ روشن گوہر دندان سے مملو اُنکا دہن لب اُنکے یاقوت رمانی کو شرماتے عاشق
اُنکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتے کہ شعر کیا یاقوت موتی کو جو کھایا پان اُس گل نے ٭ لعل
مسی تو نیلم کردیا لعل بدخشان کو ٭ وہ جواہر انکی دکانون مین تھا کہ ایسا کاہیکو کانون مین تھا اگر جوہری
فلک اپنے جواہر کواکب کو انکے سامنے لاتا تو داغی نگینہ مہر و ماہ ٹھہرایا جاتا چرخ فیروزہ اُنکے فیروزون کے سامنے فیروزی
ہنا رنگ بدل بدلکر مقابلہ کرنا چاہتا اُن جواہر پوش معشوقون کا کیا وصف بیان ہو نظارہ باز خیال
نیرنگی حسن کو انکی طلسم جانتا کیونکہ لب یاقوت رنگ کے عکس سے کبھی گوہر دندان پارۂ لعل و عقیق
مین بنجاتے اور لب لعلین گاہے عکس گوہر دندان سے ہمسلک گوہر نظر آتے عاشق بار بار یہ شعر زبان پر
لاتے ٭ اُس جواہر پوش کے دیکھے ہین وہ یاقوت لب ٭ جسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے ٭ بلکہ
بموجب بیت ٭ بآبداری لعل لبش نخواہد بود ٭ اگر ہزار عقیق از یمن شود پیدا ٭ شہزادہ تادیر اُس بازار مین
ٹھہر کر مصروف تماشا رہا اور دامن نظارہ کو جواہر حسن سے بھر لیا پھر آگے بڑھا تو قسم قسم کی دکانین نظر آئین
کہین میوہ فروش کہین ترہ فروش اپنی خوبی حسن کی سرسبزی دکھاتین سنگترین انگیا مین کوسے چھپاتین عاشق
تن دولت عشق سے نہال شجر محبت سے باغ دل ہرے ثمر الفت سے مالامال رنگترے رس بھرے عاشق جانشین
اُنکی چکھنے کو کٹے پیمانۂ سحر مین شفق سرخ فلک نے بھری تھی یا ٹوکری مین نارنگی دھری تھی شریفہ پسند خاطر
وضیع و شریف تھا میٹھا بہت لطیف تھا خریدار اکٹھا تھے آبلہ ہاے دل کو خوشۂ انگور سے عاشق لڑاتے
خوشی خوشی آتے اور شیرفروش کی شکرانی کی انکھاتے شیرین کا مال لیجاتے میوہ فروشنی خرمن حسن بادام چشم سے صاد کیے تھے میوہ جان
عاشقان برباد کیے تھے سرو قلبیہ دہن تھی معشوقۂ زیبا رشک صد بہار چمن تھی پستان اُسکے نار و بہی عاشق
گو اُسکے عشق مین جان دہی اناناس پسند خاطر عوام الناس لیکن پستان کا اناناس اور تو کیا کہون
لیکن پناہ من شر الوسواس الخناس سیب ذقن عاشقون کے لیے بلا ریب آسیب جان مضطر نا شکیب
شفتالو کو دیکھکر لب نازک کا بوسہ لینے کو جی چاہتا آیہ ولسانا و شفتین زبان پر لاتا فی الحال بیت دکان
پر اُسکے جو اکبار آئے ٭ نہال آرزو مین بار آئے ٭ شہزادہ تعریف سرسبزی شہر فرماتا جاتا تھا کہین
کنجڑن کہین جا حلوائن کسی مقام پر بھٹیاریون کی طرفہ آبداری پاتا تھا کہ حسن نمکین اُنکا دلمین شور محبت
ڈالتا تھا ماہ طلعتون کا دل شعلۂ حسن پر اُنکے کباب ہر گردۂ نان اُنکی دکانکا آفتاب سنبوسون مین

دہان معشوق کے بوسون کا مزا کلچہ وہ اچھا کہ جسکو گل جاہین کھانے والے قوت پائین خطائی کلیان کو ناپسند خاطر کرنا خطا تھا زردے کے عشق مین زرد دیگر گلریون کو سودا کیسا یرقان ہوا تھا کہ جدھر دیکھو زرد نظر آتا تھا طباخ فلک آفتاب وماہ کے دو پڑے لیے صبح وشام پھرتا ہے مگر آتا گیلا رہتا ہے اُسکے پیڑون سے

نظم

کب مقابل کرسکتا ہے حسن بھی اُنکا نمک پاش زخم جگر دل سوز غم مین کباب سے بدتر

ملاحت اُنکے رخ پر تھی نمودار	صباحت کا ہوا تھا گرم بازار	جو وہ شیرین دہن کرتین تبسم
تو خوش آتا تھا اُسکا شور مردم	کہین کلال کی دکان تھی کلوارن نشۂ حسن سے مخمور بیٹھی تھی	

پیمانۂ چشم سے شراب غمزہ وناز دیتی تھی بادہ کشونکا اُسکا جا دو ہر ایک کی زبان پر لاؤ لاؤ لگا بیان شراب ارغوانی وزعفرانی کی ہیرون پر چنی ہوئین میخوارون کی نگاہین اُسپر جمی ہوئین کوئی عالم مستی مین یہ شعر زبان پر لاتا کہ بیت زیبندہ چشم یار مین سرخی ہے نشہ کی + کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے + کوئی کہتا کہ شعر وہ صراحی تو ساقیا ڈھلکا + کاگ اڑتا ہے جس سے بوتل کا + شہزادہ اُس شہر مینو نژاد کو دیکھکر بہت محظوظ ومسرور ہوا اور قریب دار الامارۃ شاہی سیر کنان ہوچکا یہان طرفہ ماجرا دیکھا کہ قصر شاہی سے بہت دور تک ہزارہا مالن غنچہ دہن ٹوکریان پھولون سے بھرے بیٹھی ہین ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنا رہی ہین جھجھریون مین گہنا گوندہ کر لگا رہی ہین گل سرسبد کی شوخ رنگی دکھا رہی ہین ایک ایک اُنمین حور بہشت برین ہے لباس اُنکا نہایت پر تزئین ہے اگر وہ مالنین پھولون کو رشتہ مین نہ گوندھتین تو ہر پھول بیقرار ہو کر شب کو جگنو بنکر باغ عالم سے اُڑ جاتا فرط غم سے صورت داغ جگر عاشق بنجاتا غنچہ اپنی گرہ کا زر خرچ کر کے اُن مالنون پاس آیا تھا بہار نے در پردۂ گل اشرفی کا خزانہ اُنپر سے لٹا دیا تھا لالہ اُنکا داغی غلام تھا عندلیب شیدا کی طرح ہزار ہا دل اُن گلرخسارون کے عشق مین بدنام تھا سوسن اُنکی ادنی کنیز تھی سیدھے مُنہ بات کرنیکی بھی آرزو رکھتی ہمہ تن زبان ہو کر خاموش بصد تمیز تھی جو ہے جو ہے وہ اُن بلبلیون پر نثار تھی جنیا جنیا کی بنکر گلے کا ہار تھی غنچہ اُنکے دہان تنگ کے روبرو خاموش نرگس کو اُنکی چشم حیاپوش کے دیکھنے کا دعوی جوش گل اُنکے سامنے کیا دعوی نزاکت کرتا جنکا یہ حال تھا کہ بیت نازک اندامی مین کیا نسبت کسیکو یار سے + بدھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے + شہزادہ نے اُن گلرخسارون کا باغ لگا ہوا دیکھکر غنچہ خاطر شگفتہ فرمایا اور اُنسے پوچھا کہ ای گلعذاران سراپا بہار یہان تم کس گل کی ہوا سے محبت مین

جمع ہو اُنھون نے جوابدیا کہ ای شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو نووارد ہی یہانکا آئین نہین جانتا ہی اِس شہر کی
مالکہ ملکہ ہوادار جادو جسکو پھول بادشاہ زادی بھی کہتے ہین اُسکو ایک پھول کی خواہش ہی اُسکی
تلاش مین ہر روز یہان آتی ہی اور تمام بازار کے پھول خرید لے جاتی ہی اور ہمسے تاکید فرماتی ہی کہ دور دور
کے باغون اور صحراؤن سے ہر روز پھول لاؤ ہم اُسکی خاطر سے بڑی بڑی دور سے پھول لاتے ہین
اور اُسکے لیے گہنا بناتے ہین یہ سب اُسیکے دم کا مجمع ہی ابھی تک تو جس پھول کی اُسکو تمنا ہی وہ دستیاب
نہین ہوا ہی شہزادہ نے یہ ماجرا جو سنا دل سے کہا اُسی پھول کی یہ شہزادی عاشق ہی جو تجکو ملا ہی تو
بھی اپنا پھول ہاتھ مین لیکر اِس بازار مین کھڑا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی بس
یہ سوچکر گمر سے وہ پھول طلسمی نکالا اور ہتھیلی کی چنگیر پر رکھکر ایک سمت اُس بازار مین کھڑا ہوا جب
پچھلا پہر دن باقی رہا اور گل آفتاب زرد ہونے لگا کہ بموجب شعر بہار شام طرفہ رنگ لائی ہ گل
خورشید پر آئی تباہی + سہانا وقت ہوتے ہی اُس بازار مین سقنیان ہشتکپے کمر پر دھرے جنبر ہزارے
کے فوارے چڑھے گلاب اور کیوڑے سے بھرے لیکر آئین وہ سقنیان بھی نوجوان حسینہ وجمیلہ تھین
دست نگارین اُنکے حنا آلود جوڑے اُنکے ترچھے بندھے بادلہ نگار لنگیان کندھے پر ڈالے آڑے
تسمہ گلے مین پڑے سونے کے کانٹے لگے وہ اِنکا اترا کر چلنا قمقمون مین انگیلے کے واژگون گلاس کا
عالم لبون پر مسی کی دھڑی اُسپر لالی جمی کالی گھٹا مین بجلی چمک رہی کانون مین بجلیون کا تڑپنا دلپر بجلی
گرانا دست رنگین کا ہر چھپا عاشقون کو گل کھلوانا پاے نازک مین کڑے پڑے نرم دل عشاق کو کڑا پن
دکھاتے پامال ہونے کی ہوس بڑھاتے اُن رنگین اداؤن نے تمام بازار مین چھڑکاو کیا اور سڑک کو
ہمشکل آئینۂ سکندر بنا دیا کوچہ کوچہ گلاب کیوڑے سے بسا دیا بعد کچھ دیر کے اہتمام سواری کا ہوتا
نظر آیا آگے آگے صدہا نازنین کو منتظم پایا پھر ترکنین حبشنین قلماقنیان آردہ بیگنیان واغستانیان بندوقین
کاندھون پر رکھے گذرین اُنکے بعد کئی سو چوبدارنیان عصاہاے طلائی ونقرئی
لیے بلبل کی طرح چہکتین آوازین طرقوا کی دیتین ہٹو بچو کا شور بلند بڑھے عمر و دولت شہنشاہ ارجمند پکارتین
چاؤشون کیطرح للکارتین نکلین ایک ایک آئین پری رخسار تھی حسن کے جوش جوانی کی بہار تھی
وہ اُنکا اٹھلا کر پاؤن دھرنا وہ سر پر مقنعون کا چمکنا مچھلیون کا ہلنا عکس اُن مچھلیون کا
آئینۂ رخسار مین اُنکے جو پڑتا تو بحر حسن مین ماہیون کا تیرنا معلوم دیتا اُنکے گذر جانے کے بعد

ہزار ہا کنیزان مہر دیدار لباس ارغوانی و زعفرانی زیب جسم کیے زیور جواہر آگین پہنے مرکبہائے باد رفتار پر سوار پیدا ہوئین کلغیان مرکبون کی چوٹیون پر نگین زین جواہر دوز کسا یا کھرین پر تکلف ٹھپون پر پڑین دہانے رشک ہلال چڑھے کندہ کیے ہوئے

نظم

کیا کیجیے وصف راہوار ہوا
گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا

ہر ٹھیک بر نگ نغمہ و تار
سرعت مین ہوا سے تھے کہین فرد

زیور سے لدا ہر ایک گھوڑا
زیور سے تھے گنج باد آورد

وہ نازنین شمشاد قامتان چھیڑ چھاڑ آپسمین کرتی جاتین کوئی اپنے عاشق کو کڑا پن دکھاتی کوئی آنکھ سے آنکھ لڑاتی کوئی شرماجاتی تنگ جوبن کا عالم دکھاتی اسیطرح یہ مجمع بھی گذر گیا پھر سامان دبہار اور جلوس سواری پیدا ہوا دل تماشائیون کا جسپر شیدا ہوا اُس پھول بازار مین جو رہ گذارون کا مجمع ہوتا گلزار بہشت کا رنگ نظر آتا تھا عود و عنبر کے لخلخون پر رشک ختن صدقہ ہوا جاتا تھا مشام دہر معطر تھا فروغ حسن مہر طلعتان سے کاشانۂ عالم منور تھا نقیبون کی صدا نغمۂ بلبل گلرخون کی آواز صدائے خندۂ گل چشم نظارگیان سواری کے اشتیاق دید مین برابر لگی تھین نرگستان باغ فردوس کا رنگ کھاتی تھین آئینہ رویون کا برابر صف باندھکر چلنا چشمۂ صفا کا لہرانا تھا یا روح سکندر کو شرمانا تھا آئینہ خانۂ عالم مین حیرت کا عالم نظر آتا تھا لب محبوب کے مسی زیب تھے تختۂ سوسن کا پھولا تھا شوخی ہر انکی کبک چال بھولا تھا نواب ناظر اور خواجہ سرا غلمان پیکر سرگرم اہتمام ہٹو بچو کا غل نہایت دھوم دھام کہاریون کی صورتین پیاری مچھلیان سرون پر نگین لہنگے پائونمین بھاری ہر ایک اپنے جوبن مین اتراتی ہنستی کھلکھلاتی تھی کہ بموجب

نظم

سواری سے ہوئی پہلے نمودار
ہزار اک لخت تھے ہمراہ سردار
علم ہاتھون مین تلوارین برابر
تزک انکا زمانہ سے جدا تھا
مرصع تھا یراق و ساز زرکار
ہر اک خورشید رو مہتاب سیما
ہر اک پہنے مرصع کار زیور

بہت آراستہ افواج جرار
لباس انکے بدن پر زعفرانی
سر ترکان وہ ٹھہرے افسر آکر
قباؤن مین وہ انکے صرف کمخواب
یہ سب خواجہ سرا گھوڑونپہ اسوار
جوان ہر ایک کمسن و کش جور
مقابل انکے ذرہ مہر انور

پھر انکے اردلی کے خاص بردار
بھر ابلیون مین تھا سونیکا پانی
عقب خواجہ سراؤن کا تھا حلقا
خجل تھا اشرفی بوٹی سے مہتاب
گروہ انکے عقب پھر عورتون کا
سراپا پیرہن جسمون پہ پر نور
عیان ناز اور کرشمے تھے غضب کے

مزین برچھیان ہاتھومین سب کے
پیادہ یا خرامان تھین زمین پر
یہ نکلین آکے دوکان کے برابر

پری تھی ایک اس حلقہ کے اندر
خجل تھا جسکے رخ سے مہر انور
تھینے ایک سراپا ناز عربدہ ساز

ہوادار پر سوار گرد اسکے پریون کی قطار ظاہر ہوئی شہزادہ نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی تھی دراصل وہ زینت فزاے انجمن رونق کا شانۂ جان وتن روح روان عاشقان جان جہان سردار محبوبان زمان گل باغ شرم وحیا گلدستۂ بزم جفا غارتگر کشور دل کاروان اضطراب کی منزل ترک ستمگر لشکر غمزہ وناز کی افسر خوش رو خوش خو گل اندام باعث صبر وآرام سرو گلزار رعنائی شمشاد گلستان زیبائی دلدار ودلبر گلفام وسیمبر بلکہ اور دنیا بھر کی خوبیان اسمین تھین کرشمہ وناز وادا کی لوٹ دل اسیر لوٹ بہار گلشن وصل زمانہ حسن کی فصل نظم

وہ تھی ایسی حسین وخوبصورت
قمر کے دل مین ہے داغ کدورت
نہین ہے قاف مین اب اسکا ثانی

خجل ہے آفتاب آسمانی
بلا شک قوم مین آدم کے تھی فرد
کہ چہرہ شرم سے ہے حور کا زرد

ہوئی پیدا نہ ایسی اور نہ ہوگی
نظر آتی تھی اک قدرت خدا کی
اس حسن خداداد و پر نزاکت

اس رشک حور کی ایسی تھی کہ ہوا کے جھوکے سے مرجھاتی تھی کمر اس گل کی دوہری ہوئی جاتی تھی پس اس نازکبدن نے تمام بازار مین پھر کر جتنے گلفروش بیٹھے تھے سبکے پھول مول لیے اور پھرتی ہوئی قریب شہزادہ آئی طرفہ ماجرا دیکھا کہ ایک گل باغ نوجوانی شہزادہ حسن مین لاثانی روح قالب حور ملایک فریب چشم حسن کا نور بار خمار جسکے ساحر زلف کے افسون سے تہ دام جادو نگاہون مین اسکا افسر نام لب جان بخش کا اسکے مسیحا تشنہ خضر چاہ زنخدان پر آب صفا کا پیاسا دہن غنچۂ باغ لطافت آتش نمرود نخوتان کے لیے گلزار ابراہیمی اسکا رخسار پر نزاکت لیلی اسکی مجنون مشتری مشتری حسن ہزار جان سے مفتون قامت اسکا قیامت سرو بار دار آفت سر آمد خسروان زمین شیرین سخن عنقاے اوج رعنائی ہمایون طاؤس چمن زیبائی دافع حزن دل رنجور سراپا ابتہاج وسرور خوبی مین خوبی تقدیر جبین کی صورت راحت کی تصویر کہ نظم

لٹکتے پانون تک ہین موے مشکین
فدا ہین نافہاے آہوے چین
جب ان بالون کو دیتا ہے وہ گل تاب

ملے ہے خوشۂ انگور کو آب
عجب بالون مین پیشانی پُرنور
میان ابر تیرہ جلوہ ہو

بیاض صبح کی وہ لوح ہے صاف
وہ آئینہ جلا جسپر ہے شفاف
سیہ آنکھین ہین ایسی چشم بد دور

بھرا ہی آفتاب سحر کا نور ۔ پس وہ سہی بالا ایک پھول ہاتھ پر رکھے کھڑا ہی غور سے جو دیکھا
وہی پھول پایا کہ جو اپنی زندگی کے باغ کا ہی پھول تو باعث حیات ہی مگر پھول والا سبب حیات ہی
دیکھتے ہی ہوائے عشق نے گلہائے ہوس ریاض دل مین کھلائے باد صرصر نے گلستان صبر و قرار
تاراج فرمایا بیتاب ہوکے نقد ہوش و حواس کھوکے اپنی کنیزون سے کہا کہ جس پھول کی مین
تمنا مین تھی وہ آج نظر آیا گل مراد بوستان امید مین باغبان قدرت نے شگفتہ فرمایا تم جلد یہان سے
جاؤ اس جوان رعنا کو جو پھول لیے کھڑا ہی میرے پاس بلا لاؤ یہ حکم سنکر محکم جادو نام ایک انیس مع چند
کنیزان بآئین سلیس روانہ ہوئی اور بصد انداز شہزادہ کے پاس آکر گلفشانی کی کہ ای میان مسافر چلو
ہماری ملکہ نے تمھین بلایا ہی شہزادہ کا بھی اس آئینہ رو کو دیکھکر سکتے کا عالم تھا گریبان تا بدامن دریدہ تیغ الم سے سر عشرت بریدہ
درد درمان سے بہتر سینہ یاد روئے مصفا مین آئینہ تابان سے بڑھکر ۔ بیت ۔ جلوہ کا تیرے وہ عالم ہی کہ گر کھینچے
خیال ۔ دیدۂ دل کو زیارت گاہ حیرانی کرے ۔ ان کنیزون کے کلام کا اس حیران نے مطلق جواب نہ دیا پھر
تو وہ قہقہہ مار کر ہنسین اور گویا ہوئین کہ خدانخواستہ کیا حضور کے دشمن بہرے ہین ای صاحب ہم غریبون کی طرف
نظر مرحمت فرمائیے ملکہ صاحب نے بلایا ہی تشریف لیجائیے شہزادہ نے اب بھی لبون سے سخن کو آشنا نہ کیا ایک
کنیز نے اُنمین سے کہا ای بوا اس مردوے کو بڑا غرور ہی اپنے ٹھسّے مین کسی سے آنکھ نہین ملاتا ہی دوسری نے
کہا بہن نہین ایسا تو نہ کہو یہ تو ہنستی پیشانی نظر آتا ہی چہرہ اُسکا روتون کو ہنساتا ہی تیسری بولی کہ مجھے اپنے
دیدون کی قسم اتنا اغماز بھی پھوٹے دیدون نہین بھاتا چوتھی نے شہزادہ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا ای میرے اللہ
آپکو مارے غرور کے بات کرنا بھی دشوار ہی ذرا تو منہہ سے بولیے سر سے کھیلیے کیا ہم سبکو آپ نے کوڑا سمجھ لیا
ہی یا دیوانہ بنایا ہی شہزادہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ ہماری چشم نمناک ہی دل وحشت منزل صد چاک ہی
جامۂ ہستی اندام شوق پر تنگ جینے سے ہمکو ننگ دل پھوڑے کی طرح ٹپکتا ہی کچھ خون بدن کا خشک ہوتا
ہی کچھ آنکھون سے ٹپکتا ہی زبان ناطقہ لال ہی تمھین کیا بتائین کہ کیا حال ہی ۔ بیت ۔ وہ بدخو اور میری داستان
عشق طولانی ۔ عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جائے ہی مجھسے ۔ یہ جملہ سنکر وہ گل اندام پھر کھلکھلا کر ہنسین
اور آپسمین کہا ای بوا میرا مردہ دیکھے کچھ بھی تیری سمجھ مین اُس مردوے کا کہنا آیا اُسنے جواب دیا کہ بہن مین تو
خاک بھی نہین سمجھی یہ کہکر تیسری کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا ای بھینا سچ کہنا تو کچھ سمجھی کہ یہ بحر طویل کیا تھی
اُسنے جواب دیا کہ اپنی جان جوانی کی قسم جو ذرا بھی میرے خیال مین اُنکی بات آئی ہو اب ذرا دیکھو

مین پھر پوچھتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور شہزادہ سے گویا ہوئی کہ حضور کو ملکہ صاحبہ بلاتی ہین وہان قدم رنجہ فرمانے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین شہزادہ نے بجواب اسکے کلام کے یہ اشعار پڑھے کہ اشعار

ہوئے ہین پانون ہی پہلے نبرد عشق مین زخمی — نہ بھاگا جاے ہی مجھ سے نہ ٹھہرا جاے ہی مجھسے
سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہی — کہ دامان خیال یار چھوٹا جاے ہی مجھسے
ادھر وہ بدگمانی ہی ادھر یہ ناتوانی ہی — نہ پوچھا جاے ہی اُس سے نہ بولا جاے ہی مجھسے

اُن نازنینون نے کہا اے بہن واسطہ ساری کا جلد یہانسے چلو نہین تو دق کا عارضہ ہو جائیگا دم ٹھہر کر لب پر آگیا مین تو بٹرن ہو جاؤنگی اس اُلجھن کی کب تاب لاؤنگی اُنھین مین سے ایک بولی کہ نوج ہوی ایسا گون متھون مردا مین نے نہین دیکھا اور نہ یہ تین سپارون کا سبق آتو نے مجکو پڑھایا بناہ اے نہ صاحب بھلا ایسے کون مغز پھونکائیگا ہان ہان چلو ملکہ صاحب جانین اور اُنکا کام جانے یہ کہکر سٹ ہانسے پھرین اور آن وادا دکھاتین ملکہ پاس جاکر عرض پیرا ہوئین کہ واری وہ مردوا تو نہین معلوم کیا پڑھتا ہی جمشید قسم کچھ ہم نگوڑیون کو سمجھائی نہین دیا اور نہ کچھ اُسنے ہماری بات کا جواب دیا کچھ عشق عشق بکے گیا ملکہ یہ سنکر سمجھی کہ یہ شخص کسی پر فریفتہ ہی جب ہی اسطرح حیران کھڑا ہی تو خود چلکر اس مریض عشق کی عیادت کرے یہ سوچکر ہوادار کو بڑھا کر قریب تر شہزادہ شوریدہ سر کے آئی اور اُترکر زمین پر کھڑی ہوئی شہزادہ نے دیکھا کہ سایۂ مردمان بھی اُسپر بار ہی نازکی سے کھڑا ہونا دشوار ہی شہزادہ ہزار جان سے اُسپر فریفتہ ہوا اور اُس نازک نے پائنچے سنبھالکر کلائی پر ڈالے کنیزون کے کندھے پر ہاتھ رکھکر بہت آہستہ سے لبون کو جنبش دی اور ہواے کلام نے گلہاے بیان کی خوشبو مشام شہزادہ مین پہونچائی یعنی وہ پری یہ سخن زبان پر لائی کہ ابیات

کرے ہی قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا — تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے
دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر ہمکو — نہ دے جو بوسہ تو منھ سے کہین جواب تو دے

اے گلچین باغ محبت اپنا نام بتا یہان آنیکا کام بتا شہزادہ نے یہ گلفشانی اُس گلرو کی دیکھکر فرمایا کہ نظم

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی — تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی — چپک رہا ہی بدن پر لہو سے پیراہن
ہمارے جیب کو اب حاجت رفو کیا ہی — جلا ہی جسم جہان دل بھی جلگیا ہوگا — کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہی
رگون مین دوڑتے پھرنے کے ہم نہین قائل — جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہی — رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی

تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے	اُس سمن اندام نے یہ اشعار سنکر خیال کیا کہ اس صحرانورد

الفت کو اپنے گھر لیچلنا چاہیے وہان یہ پھول دستیاب ہو جائیگا اور اپنا حال یہ بتائیگا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے ہی گلرخسار کا بلبل ہے تجھی پر مائل بے تامل ہے پس یہ سوچکر ہنستی ہوئی آگے بڑھی اور شہزادہ کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی کہ آئیے آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غریب خانہ کو اپنے قدم سے کاشانۂ شاہی بنائیے دعوت نوش فرمائیے۔ شہزادہ اُس رشک صد بہار پر ہزار جان سے نثار ہو چکا تھا کچھ عذر چلنے مین نہ کیا اور اُس ماہ وش نے ایک شبدیز بادپیما پر سوار کرایا تمام بازار مین ایک غلغلہ برپا ہوا کہ آجتک اس مہر سیما نے کسیکو بنظر مہر نہ دیکھا تھا اس شخص کا نیر اقبال تابان ہوا جو اس آسمان حسن نے پسند فرمایا غرضکہ ہر ایک اہل حرفہ نے اپنی اپنی متاع عمدہ کو اُس مشتری خصائل پر سے نثار کیا ملکہ موصوفہ نے بھی زر و گوہر بہت کچھ لٹایا کہ ہر ایک نے دامن دامن گوہر و جواہر پایا اور سواری بڑے تزک احتشام سے جانب دولتخانۂ شاہی روانہ ہوئی اور بعد کچھ دور کے مشکوے مشکبوے خسروی نظر آیا شہزادے نے اُس کاخ کو طاق فیروزہ فام آسمان سے بہتر پایا کہ مثل انجم کے تمام دیوار رنگین جواہر تابندہ تھا کہ آہا

در تھے کہ کھلے تھے باب رحمت	دو پٹ ورق کتاب رحمت	ہے قصر فلک رواق اسکا
ہے عرش بھی پیش طاق اُسکا	وہ باب تھا باب فیض جاوید	کھولی تھی جہان نے چشم امید

ملکہ اُس قصر کے دروازہ پر اُتری سامان تزک اور ملازم سب اپنے مقام پر گئے کنیزین ہمراہ ہو لین شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر ملکہ نے اندر قدم رکھا یساول و حاجب و مجلدار نے مجرا کیا جب اندر داخل ہوئے باغ پر بہار لگا تھا بارہ دری کا جوبن عروس سے بہتر تھا اُس بہار کی گلریزی کی توصیف مین کہتا ہے شاعر

پھر اس انداز سے بہار آئی	کہ ہوے مہر و مہ تماشائی	دیکھو اے ساکنان خطۂ پاک
اسکو کہتے ہین عالم آرائی	کہ زمین ہو گئی ہے سر تا سر	روکش سطح چرخ مینائی
سبزہ کو جب کہین جگہ نہ ملی	بنگیا روے آب پر کائی	سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے
چشم نرگس کو دی ہے بینائی	شہزادہ اُس باغ کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہ ہر روش اُسکی برنگ	

خط گلزار یا لبسان کہکشان پر انوار تھی ہر تختے مین طرح طرح کے درخت لگے چشم دلکو ٹھنڈھک بخشتے سُہانا سہانا سایہ الیسا دلکش کہ پریان اُسکے سایہ مین دم لینے کی آرزو کرین فرشتے باغ جنان چھوڑ کر اُسکی جستجو کرین بلبل شوریدہ کا شور چمن چمن رقصان مور چاندنی رات مین زینت افزاے گلشن لالہ

دنافرمان وصد برگ پرجوبن وہ سروناز شہزادہ کو سیر دکھاتی بارہ دری مین آئی اُس جگہ کے وصف مین یہ کافی ہے

نظم

لائیگا کوئی کہان سے یہ ظرف
چونے کو کیا تب آسکے تیار
گر دیکھتے اُن چھتون کی پریان
وہ قطعہ ہے گلشن جنان کا

کیا نور فزا ہر ایک گھر ہے
اینٹین ہین طلا و نقرہ کی صرف
ایوان مین ہے فرش سنگ مرمر
بلقیس کو چھوڑتے سلیمان
جس گھر مین ہے سبز سارا سامان

جو درجہ ہے منزل قمر ہے
پھونکے گئی موتیون کے انبار
ہر چھت مین لگے ہین لعل و گوہر
گلرنگ ہے فرش جس مکان کا
گویا وہ زمردین ہے ایوان

ملکہ نے شہزادہ کو مسند زر کار پر بٹھایا کنیزان نازک اندام نے کشتیان شراب ناب کی حاضر کین قاصدون نے اور مطربون نے آکر ساز ملایا ملکہ نے جام مے سرخ سے بھر کر شہزادہ کو دیا ملت و مذہب کا جھگڑا شہزادہ درمیان مین لایا کہ اے بت ستمگر خدا کو تو پرستش کر تو مین تجھ سے رام ہون ملکہ نے کہا آپ نام نامی اپنا بتایئے یہان آنیکا سبب ارشاد فرمایئے شہزادہ نے کہا نام میرا تورج بن بدیع بن حمزہ ہے اور طلسم ہزار برج فتح کرنے کو آیا ہون ملکہ نے فرمایا کہ یہ پھول تم کہان سے لائے ہو شہزادہ نے کہا ایک جنگل مین تھا توڑ کر لایا ہون اور جانتا ہون کہ ملکہ ہوا دار جادو کی یہ پھول جان ہے ملکہ یہ کلام سنکر سُن ہوگئی اور دل سے کہا اے میرے نصیبو کی شامت کہ اُس شخص پر بھی تاثیر اِس پھول کی ظاہر ہے اس شہزادی کی ایک دایہ ہے کہ نام اُسکا محو جادو ہے اُسنے چپکے سے کان مین کہا کہ اے شہزادی علحدہ چلو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ الگ اُسکے ساتھ آئی اُسنے کہا کہ نام اِس شخص کا جو مین نے سُنا تو طلسم کشا کے نام سے ملتا ہے سُنتے آتے ہین کہ طلسم کشا کا نام تور ہوگا بس یہ بیشک فتاح طلسم ہے تم اُسکو مار ڈالو ملکہ نے یہ سنکر اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا اے انا آج تمھاری عقل کدھر ہے کیون میری جان کے پیچھے پڑی ہو بھلا سنو تو سہی مین اُسپر ذرا کچھ زیادتی کرون اور وہ پھول کو مل ڈالے تو پھر کہو کیسی بنے بس مین منت خوشامد کرکے پھول لے لون تو مار ڈالون دایہ یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ پھر شہزادہ پاس آئی اور وہ پچھلا دن تو تمام ہوچکا تھا ہی ناہید مہ ماہ بزم آرائے کاخ فلک تھے کہ بیت پری بنکے پھر آئی شام دلخواہ ÷ ہوا شائع جہان مین جلوۂ ماہ ÷ ملکہ نے آکر پہلے شہزادہ مین زینت بخشی تمام باغ اور ایوان مین فراشیون نے روشنی کی ملکہ نے سوال اسلام اختیار کرنے کے جواب مین شہزادہ سے کہا کہ اے شہزادہ معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہین اور بارادہ طلسم شکنی یہان تشریف لائے ہین اب میرا حال سنیئے کہ مین دختر بادشاہ طلسم ہون جب میرے

باپ نے قضا کی تو یہ بادشاہ جواب تاجدار ہی اسنے سلطنت بزور حاصل کی اور یہ پھول سحر کا میری قضا ہوا تھا
اور درخت سحر مین لگا کر بیابان حیرت مین درخت بھجوا دیا اُس روز سے مین خائف ہوئی اور بادشاہ مذکور کی مین نے
اطاعت اختیار کی اُسنے چند ساحر میرے نگہبان مقرر کیے اور میری دایہ کو مع ان کنیزون اور انیسون
کے اِس قلعہ مین رہنے دیا اور اژدر سوار جادو نام ایک ساحر کو یہانکا حاکم کر کے میرا محافظ کیا مین خراج اُس
قلعہ کا اژدر سوار پاس بھیجدیتی ہون اور مین نے اپنے بزرگون سے سنا تھا کہ گل حیات میرا منگوایا جائیگا اور
اُسکو کوئی شخص بیچنے لائیگا چنانچہ اُسکی تلاش مین ہر روز مین پھول لیتے بازار مین جاتی تھی اب یہ
حقیقت سنیے کہ بادشاہ طلسم نے اُس پھول کو منگوا کر مجکو قتل کیون نکیا باعث اسکا یہ تھا کہ میرے باپ کے
عہد مین حکیم خردمند زندہ تھے اور لوح طلسم اُنھون نے والد کو بتادی تھی اور والد نے وہ میرے حوالہ
فرمائی تھی چنانچہ وہ میرے قبضہ مین ابتک ہی لیکن اسی خوف سے بادشاہ طلسم میرا کچھ نکر سکا اور یہ بادشاہ
ملازمان افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مین سے ہی اور اُسکی اعانت سے اِس طلسم پر سلطنت
کرتا ہی یہ میرا حال ہی جو آپ سے بیان کیا اب کنیز کو آپ سرفراز فرما کر براہ عنایت یہ پھول مرحمت فرمائیے
اور جو کچھ قیمت اسکی کہیے وہ حاضر کیجائے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ ای ملکہ مجکو حقتعالی نے طلسم کشا
کیا ہی اور وہ زور دیا ہی کہ جسنے میرا مقابلہ کیا مارا گیا اب تمھین بھی لازم کہ ادیان باطلہ کو ترک کر کے خدای
لایزال کو سجدہ کرو اور اگر یہ پھول مجھ سے طلب کرتی ہو تو میری جان تک تم پر نثار اور قربان ہی وہی پھول
بہتر جو مہا سر چڑھے آپ یہ گل مجھسے لیجیے لیکن ای جان عالم میرا کہنا مانیے دین خدا پرستی اختیار کیجیے ملکہ
نے ہنسکر کہا کہ ای بانی صد جور و جفا اگر تو میرا عاشق ہوتا تو پہلے ہی یہ پھول مجکو دیتا خیر اب بھی کچھ نہین
گیا ہی میرا دل تخچیر آچکا ہی لا یہ پھول میرے حوالہ کر پھر جو تو کہیگا مین منظور کرونگی شہزادہ نے پھول
ہاتھ پر رکھکر سامنے نذر کیا اور کہا یہ مین جانتا ہون کہ یہ مقام طلسم ہی اور میری جان کے سب
دشمن ہین اور لوح تمھارے پاس ہی اور تم مجکو فریب دے رہی ہو مگر حضرت عشق نے مجکو ناچار کر دیا
ہی بحر محبت مین ڈوب چکا ہون طبیعت پر کچھ بس نہین چلتا ہی اب تمنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا ہی
یہ گل حاضر ہی لیجیے اور جو میرے حق مین بہتر ہو وہ کیجیے کیونکہ تیرے ہاتھ سے مارا جانا بھی عین زندگی
ہی یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ بھی اسیر فرلفتہ ہو چکی تھی اِن باتون سے اور زیادہ آتش
محبت شعلہ ور ہوئی پھول تو ہاتھ پر سے شہزادہ کے اُٹھا لیا اور کہا اُس بنگلہ مین جو نہر کے

کنارے بنا ہے تشریف لیچلیے مین بھی آتی ہون شہزادہ اسکے کہنے سے اُٹھکر بنگلہ کی جانب چلا کنیزین
چند ہمراہ ہوئین یہ حال اُسکی دایہ محو جادو نے جو دیکھا پکاری کہ ارے کنواری تو گور سے در گور ہو
تیرا ستیاناس ہجائے اب تو مسلمان ہوکر اس مردوے کے پہلو مین بیٹھیگی ملکہ نے کہا دایہ امان مین نے
محبت جتا کر پھول اپنا اس سے لے لیا دایہ نے کہا او چھوکری تیری تو وہ مثل ہوئی کہ جن جائے
انھین لیجائے کیون مجکو دم دیتی ہے مین ننھی بھولی نہین ساٹھ برس کی جڑوا تو میرے آگے کی چھوکری
کیا مین تیرے فقرے جانتی نہین ملکہ نے یہ کلام سنکر دایہ کو گھورا کہ جا دور ہو مردار جو میرے جی مین آئیگا
کرونگی یہ سنتے ہی دایہ سر پیٹنے لگی کہ ارے تیرا ستیاناس ہجائے تو نے مجکو مُردار کہا ارے مین نے تبیس
دھار کا تجکو دودھ پلایا گیلے مین آپ سوئی سوکھے مین تجکو سُلایا اور تو نے اچھی تیسی مجکو مردار بنایا تجھے
کیا کہکے نکو سون رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی یہ کہکر دو ہتڑ اُٹھا کر جانب ملکہ چلی ملکہ نے دونون
ہاتھ پکڑ کر ڈھکیل دیا پھر تو اور بھی قیامت ہوئی دائی تو پیٹنے لگی اور کنیزین جو دایہ سے جلتی تھین باتین
سنانے لگین ایک بولی اناجی قصور معاف جوان لڑکی کے مُنھ ہر وقت تم چڑھی جاتی ہو دوسری
بولی ہان بی سچ تو ہے ہر وقت کی نصیحت بھی نہین اچھی ہوتی ملکہ ہی کا مین سچ کہون جگرا ہے جو ہون
سے تون نہین کرتین بھلا اور کوئی کاہیکو یہ بولیان اُٹھاتا تیسری بولی ملکہ ایسی نیک کوکھ کی
لڑکی ہے سامری اُسکی مان کی کوکھ ٹھنڈھی رکھے مگر صاحب پھر کہانتک آدمی ہے بندہ بشر ہے مچھلی کے
بھی پتا ہوتا ہے کہانتک چپ رہے چوتھی نے کہا صاحب مثل چلی آتی ہے کہ رکھ پت رکھا پت اناجی
نے وہ زور باندھا ہے کہ شہزادی کا ناک مین دم کر دیا ہے اور نہین معلوم یہ دونتر کاہے پر ہے جمشید انکا
دونتر ڈھائین یہ محل سے نکلین تو روز کی دانتا کلکل جائے پانچوین گویا ہوئی کہ شہزادی کا
روز کی تانس مین خون خشک ہوگیا آدھی نہین رہی وہ ایسی بزبان ہے کہ دودھ پیتے بچہ کے بھی زبان
ہے اور اُسکے زبان نہین پھر لوگو یہ ہین کون جو ہر دم حلق کی دربان جان پر تیئین مالک مختار بنبیٹھین
دودھ کیا پلایا کہ مول لے لیا چھٹی بڑبڑانے لگی کہ وہ دئی نوج در گور جھائین بھوئین اس انا کے برابر
بھی کوئی جھاڑ کا کانٹا ہو یہ تو بلا ہے موئی بڑھیا ہے پوڈاین جسکے لپٹ پڑتی ہے پیچھا چھڑانا اُسکو مشکل
ہوتا ہے دایہ نے یہ باتین سنکر کہا ارے ستیاناس کیون موئی باندیون تم کیون میری جان کھانے لگین
لونڈیون نے کہا اناجی ہم کہے دیتے ہین تم ہمارے مُنھ نہ لگنا یہ ملکہ صاحب ہی ایسی کیگلی ہین جو تمھاری

اُٹھاتی ہین ہم ایسی چرخاؤن کو ٹھیک بنا دیتے ہین دایہ اِن باتون سے کانپتی ہوئی اُٹھی کہ لو موئی باندیان کو بھی دن لگے خدا کی شان رہ تو جاو مارے جوتیون کے چندیا گنجی کر دونگی کنیزین دایہ کے اُٹھتے ہی آ سپر جا پڑین کسینے بال نوچے کسینے مُنھ پکڑ کر ملدیا کوئی سر پر جوتی مارنے لگی کوئی کپڑے پھاڑنے لگی غرض خوب پٹ ہوئی دائی نے بھی مارا اور بس نچلا تو کاٹ کاٹ کھایا آخر روتی پیٹتی دائی تو باغ سے نکلگئی اور ملکہ ہنستی ہوئی بنگلہ مین آئی شہزادہ کے پہلو مین بیٹھی لیکن تکیہ بیچ مین رکھ لیا اور کہا ای میان جاؤ ہوا کھاؤ بھول مجکو چاہیے تھا وہ مین نے لے لیا اب تم کون ہین کون شہزادہ نے کہا مین تمکو غنچۂ دل دیچکا ہون ای پیاری اب اُس پھول کا کیا ذکر ہو اتبو بموجب بیت غنچۂ نا شگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یون + بوسہ کو پوچھتا ہون مین مُنھ سے مجھے بتا کہ یون + ملکہ کھلکھلا کر ہنسی اور شہزادہ نے دست آرزو بڑھا کر گود مین کھینچکر بٹھا لیا پھر تو عجیب سمان بندھا ملکہ نے اطاعت اسلام قبول کی دو جام مے رنگین چلنے لگا گائین خوش گلو زہرہ جبین تا نین لگانے لگین وہ چاندنی رات لب نہر مقام میخواران پانی کی لہرون پر دل بصد فرحت لہرانا گلونکا کھلنا ہوائے سرد چلنا یہ عالم تھا کہ گل گانا سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے جام لالہ رنگین سے جوانان چمن مینوش تھے غنچۂ گلشن بر ننگ نگوار پائے رقاص نرگس ٹکٹکی باندھے ہمہ تن بصورت یاس سوسن زبان درازی بھولکر عالم محویت مین خاموش سنبل پریشان از خود فراموش بلبل شوریدہ کا حال دگرگون قمریون کو نوبت بجنون وہ رقص معشوقان وہ اُنکا پاکیزہ الاپنا وہ مغنیون کا غزل عاشقانہ گانا کہ بمقتضائے

غزل

نپوچھو عشق کے صدمہ اُٹھائے ہین کیا کیا — شب فراق مین ہم تلملائے ہین کیا کیا
ذرا تو دیکھ کہ صناع دست قدرت نے — طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا
مین اُسکے حسن کے عالم کی کیا کرون تعریف — نپوچھ مجھسے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکلکے ای بے مہر — کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیا کیا
کوئی پٹکتا ہی سر کوئی جان کھوتا ہی — ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیا کیا
ذرا تو آنسوئے آب روان کی سیر تو دیکھ — ہماری چشم نے چشمے بہائے ہین کیا کیا
نگاہ غور سے ٹک مصحفی کی جانب دیکھ — جگر پہ اُسنے ترے زخم کھائے ہین کیا کیا

اِس ہنگامۂ عشرت مین بعد تناول طعام تخلیہ ہوا اب آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اختلاط

کا بازار گرم ہوا شہزادہ نے کبھی اُس راحت جان کو دل کی طرح پہلو مین بٹھایا کبھی لُو چوسی کبھی گُدگدایا کبھی زانو مسک کر دلشاد کیا خانۂ شرم وحیا برباد کیا ملکہ کبھی سہمی کبھی جھجکی کبھی ڈر جانے کے حیلے سے لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا کبھی تیوری چڑھا کر عاشق کو رولا دیا کبھی مسکرا کر مُنھ سے مُنھ ملا دیا مہربان ہو کر عاشق کو ہنسا دیا اسی اختلاط اور گرمجوشی مین شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کیا اور جلوۂ عروس سحر سے پہلوے روز گرم ہوا نظم

شب وصل اسطرح الفت مین گذری ... کہ جیسے غم کی شب عشرت مین گذری
چلی باہم شراب ارغوانی ... وصال یار و لطف زندگانی
ترقی پہ تھا ہر دم رنگ الفت ... دل شہ مین اگا تخم محبت
بنی رونق وہ آغوش محبوب ... اڑائے شہ نے جسمانی مزے خوب
عروس شب نے آخر رنگ بدلا ... سحر پیدا ہوئی وہ ڈھنگ بدلا

رات ہی سے دایہ نے جا کر عمل مچایا تھا ہنگام سحر اژدر سوار جادو نے دایہ کو سامنے بلایا اُسنے سارا حال کہہ سنایا کہ یون پھول لیکر ایک نوجوان آیا ملکہ اب اُس سے گرفتار باہم الفت ہے دار و مدار ہے وصل کا اقرار ہے اژدر بادشاہ طلسم کی طرف سے ملکہ کا محافظ ہے تمام ماجرا پھول لانے کا سنکر گھبرایا اور سوار ہو کر مع دایہ ملکہ کے مکان مین آیا یہان شہزادہ بعد فراغ نماز سحر ملکہ کے پہلو مین بیٹھا تھا صبوحی ڈھل رہی تھی کہ اژدر پہونچا شہزادہ نے اُسکو دیکھکر ملکہ کو گلے سے لگایا زانو پر اپنے بٹھایا ملکہ جھجک کر الگ ہوئی کہ صاحب تمسے نہ کچھ واسطہ نہ غرض کیون مجکو بدنام کرتے ہو شہزادہ نے ہر چند وہ تڑپی مگر نچھوڑا اژدر یہ کیفیت دیکھکر جلگیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکالکر سحر دم کر کے شہزادہ پر مارا ملکہ نے بہت جلد ہاتھ اونچے کیے گولا سرد ہو کر زمین پر گر پڑا محو جادو دایہ تالی بجا کر آگے بڑھی کہ اری اپنے ڈھگڑے کو بیچ کر کے بچاتی ہے کنیزان ملکہ نے کہا دور بھی ہو نالزادی موئی جھلسو تجکو کا ہیکی جلن پڑگئی نگوڑی شیطان کی خالہ کہان سے ملکہ کی سوت پیدا ہوگئی کنیزین تو یہ کہہ رہی تھین کہ اژدر نے اور ایک ناریل مارا ملکہ شہزادہ کو لیکر اڑ گئی اور کہا اے شہزادہ اب مجکو پھول بجانا غرض بالاے ہوا جا کر اپنے کان سے چکر اُتار کر مارا کہ وہ خنجر بنکر جو گرا انا جی جو ہاتھ مٹکا کر لڑ رہی تھین اُسی ہاتھ کو قلم کر گیا انا تو نگوڑ مار ابھار مین جا کے کستی ہوئی بھاگی اور ملکہ پھر زمین پر اُتر آئی اژدر نے اُترتے وقت دوڑ کر تیغہ مارا ملکہ نے ہاتھ پر ہاتھ برملا سات سپرین سر پر از خود آگئین مگر تیغہ اژدر کا سپرین کاٹ گیا اور ملکہ کے سر مین زخم دو انگل کا

آیا ملکہ نے جھلا کر زمین پر دوہتڑ مارا اور کہا جب مین قتل ہو جاؤنگی جب ای بلور تو آئیگی یہ کہنا تھا کہ زمین
سے آواز آئی بلور صدقے بلور قربان لونڈی اپنی شہزادی پر نثار مین حاضر ہون ہیوی جو مانگو سو
دون ملکہ نے کہا لوح طلسمی چاہتی ہون یہ کہتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک پتلی بلور کی نکلی گلے مین
اُسکے ہیکل پڑی تھی ملکہ نے جلد وہ ہیکل اُتار لی اُس ہیکل پر کئی غلاف چڑھے تھے انکو جو دور کیا ایک
تختی الماس کی بیچ مین اور گرد اُسکے انگوٹھیان تختیان وغیرہ جواہر کی تھین ملکہ نے وہ ہیکل گلے
مین شہزادہ کے پہنا کر کہا اسکے بیچ کی تختی لوح اس طلسم کی ہے آپ مار لیجیے اس ساحر نابکار کو اور
دایہ غدار کو شہزادہ ہیکل پاکر اُس دیو قوی ہیکل کے مقابل آیا اور نعرۂ شیرانہ بلند کیا اُس ساحر
نے ایک ترنج سحر پڑھکر لگایا شہزادہ کے جسم پر پڑا اثر پذیر نہوا اچٹا ہو کر گر پڑا ادہر بہادر نے لوح
ملاحظہ فرمایا اژدر سوار کو بیم جان نے گھیرنے ندیا روبفرار لایا لوح سے شہزادہ نے معلوم کیا کہ یہ اسم
پڑھکر دم کر اور مجھ سے خبردار غفلت نکرنا شہزادہ نے اسم لوح پڑھکر جو دم کیا اژدر سوار کے پاؤن
زمین نے پکڑ لیے اسنے تیغہ قریب پہونچکر جو لگایا سر پر پڑکر ٹانگون کی طرف سے نکلگیا شور و غل برپا
ہوا آندھی پانی آیا آواز آئی مارا اژدر سوار جادو کو اس ہنگامہ مین دایہ اُڑ کر مضطرب اور بدحواس
بھاگی اور جانب بادشاہ طلسم گئی قلعہ مین تمام ساحرون کے جی چھوٹ گئے جو ساحر کہ پہلوان شہزادی
سے تعلق رکھتے تھے وہ تو رہ گئے اور باقی بھاگ گئے تمام قلعہ مین عملداری شہزادے کے ذریعہ سے
ملکہ کی ہوئی اب پھر شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو ملکہ کہے اُسپر عمل کرنا اور ابھی طلسم فتح نہین
ہوا ملکہ پاس ٹھہر کر برائے فتح طلسم جانا شہزادہ یہ معلوم کرکے ملکہ کی طرف مخاطب ہوا ملکہ نے لاش تو اژدر
جادو کی پھنکوادی اور شہزادہ کو لیکر بارہ دری مین آئی مجلس عشرت منعقد فرمائی جام شراب چلنے لگا اُسی
عشرت مین ملکہ نے آہ سرد بھر کر شہزادہ سے کہا کہ ای دلبر بیوفا تم کہتے تھے کہ ہم عاشق ہین اب بتاؤ ہم
عاشق نکلے یا کہ تم ہمنے تمہاری محبت مین اپنا سر ہتیلی پر رکھ لیا خیر اب جس طرح مجھ پر عاشق ہوے تھے
اسی طرح اور پر عاشق ہو کر لوح طلسمی نہ دے دینا ورنہ تمام عمر قید الم سے نچھوٹو گے کل تم یہانسے جانا آگے
ایک دریا ملے گا کہ نام اُس دریا کا باندھو ہے دمبدم لوح دیکھتے جانا آگے دریا کے بیابان خارستان
ملیگا پھر ایک بیابان آتش مین گذر ہوگا غرض ہر مقام پر لوح سے غافل نرہنا شہزادہ تا دیر اُس ماہ سیما
سے صحبت آرا رہا پھر لوح طلسم لیکر ملکہ باوفا سے رخصت ہوا اور اُس باغ سے نکلکر درود معظم پڑھکر لوح

طلسم کو دیکھا حمد خدا و نعت رسول دوسرا کے بعد ظاہر ہوا کہ سمت مشرق یہ اسماء آتشی پڑھتا ہوا روانہ ہو
کیونکہ مشرق منسوب بہ شمس و آتش ہی پہلے اسی سمت کو فتح کر شہزادہ نے خیال جو کیا قدرت خالق
طلسم اربع عناصر سے یہ دن بھی یکشنبہ کا پایا جو آفتاب سے متعلق ہی لیس مجموعۂ حرف آتشی (اطمقشذ)
ورد زبان فرماتا سمت مشرق روانہ ہوا اور بعد جانے شہزادہ کے ملکہ ہوا دار بھی اپنی کنیزون او
ملازمون کو لیکر کسی مقام پر گئی اور چھپ رہی حال اسکا مذکور ہوگا مگر اول اس مسافر صحرا ے
نیرنگ طلسم کا حال سنیے کہ اسماء آتش پڑھتا روان تھا گرمی شوق دشت نوردی سے لب پر
دھوان تھا ہونٹھ خشک پا آبلہ دار جسم سے روان پسینا تھا بعد قطع منازل ایک بیابان خارستان
مین گذر ہوا وہ وادی ہولناک اور بیابان پر از خس و خاشاک تھا از راہ بیم سے دیو سفید کا جگر
اسجگہ چاک تھا صحراے لق و دق رستم و سام کا ہول سے دہان رنگ رو فق سہراب و برزو و اسفندیار
کو جانکا قلق درخت خاردار بڑے بڑے سر جہاڑ جھنکاڑ آپس مین گتھے ہوئے کھڑے جیسے رہزن راہ
روکے ہوئے مسافرون کی پگڑی اُتارتے دامن و گریبان کانٹے پھاڑتے ہر خار مثل سگ دربان
خانہ امیر کہ بموجب مصرع این گریبان گرفتہ وان دامن ؛ زبان خار مثل زبان جاہل اُلجھنے پر ہر وقت
مائل ہتون پر درختون کے کانٹے اُگے ہوئے فصاد ہتھیلی پر نشتر دھرے ہوئے سودائیون کا خون پیتے
تنے ہوئے ہوا جب چلتی معلوم ہوتا کہ بدن پر برچھی تیر برتی سانس دھوکنی کیطرح شدت گرما سے چلتی زمین پر
بجاے سبزہ خار اُگے ہوئے کاوش خار حسرت سے کلیجہ پڑ ہی ہوئی میدان مین گوکھر و بچھا ہوا پاے
آبلہ دار کا مزا زیادہ ہوتا کسی چشمہ یا جھیل مین پانی نظر بھی آیا تو چشم کور کو پر از اشک پایا جو کوئی گھونٹ اسمین سے
پی لیا تو اُسنے فوراً جی لیا زقوم کا پھل جہنم مین اہل عصیان کو ملا پانی حلق مین کیا پہونچا کہ سر مین بھیجا
پکنے لگا اور جو نیچے حلق کے اُترا کلیجہ کٹ گیا تیغ اجل مین یہ پانی کہان خنجر ظلم فلک مین ایسی روانی کہان بیات

شعلے بیدا اٹھتے پیرہن سے
اوپر یہ شعاق کا گمان تھا
سب خشک تھے ندی اور نالے
تل بنگئے چشم نقش پا کے

چنگاریان اُڑتی تھین بدن سے
خشکی تھی یہ تلازم روان ہین
سینے یہ حباب تھے کہ چھالے

جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا
کانٹے پڑے مچھلی کی زبان مین
ذرے سورج کی آنچ پا کے

وہ دشت پُرخار ایسا تھا کہ طائر بھی مثل مرغ خار رکھتے تھے پران
کانٹے نکلے ہوئے تھے جو مرغ نغمہ خوان تھا قفس کا ہمزبان تھا ہر جانور مرغ آتشزار کا ہمشان تھا شہزادہ

نے ایسے مقام آتشی پر بہت جلد لوح کو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ ان اسما کو جو مشتری سے متعلق ہین تیرہ ۱۳ مرتبہ پڑھکر دستک دے ایک پتلی زمین سے نکلیگی جسکا نیچے کا بدن گھوڑے کا اور اوپر کا آدمی کا ہوگا وہ پتلی تیر کمان مین جوڑے ہوگی اور از بسکہ مشتری قاضی فلک ہے تو وہ پتلی تمسے قسم لیگی تم قسم کھا کر اُس سے تیر و کمان لے لینا اور غور کرنا کہ ساعت اسوقت کس ستارے کی ہے چنانچہ اگر ساعت مشتری ہو تو حرف منسوب مشتری ورد زبان کرنا شہزادہ نے یہ معلوم کرکے غور کیا تو اُسوقت مشتری ہی کی ساعت تھی پس حرف متعلق مشتری جسکا مجموعہ (ھوزح) ہے مع اسمائ

اعوان و مواکیل اسطرح ورد زبان کیے (عزمت علیکم و اقسمت بکم یا صاحب لتاج ملک خارد شتا

و یا بجزاد یا ارواح العلویہ والسفلیہ و یا مواکیل ہذہ الحروف والعطارد الرفیعۃ و الحشمۃ و اعداف المناصب لعالیۃ العجل العجل العجل) چنانچہ تیرہ ۱۳ مرتبہ اس عزمیت کا پڑھنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اُسی طرح کی کہ جیسا اوپر بیان ہوا پتلی نکلی واضح ہو کہ عزمیت سیارگان بہت طول رکھتی ہین مین نے مثلاً ایک مقام پر مختصر کرکے یہ عزمیت لکھدی ہے کیونکہ ناظرین علم عملیات کے بیان مشرح سے لطف فسانہ خوانی نپاتے فی الجملہ جب وہ پتلی زمین سے نکلی پکاری کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو مجکو نہ مارے اور قسم اپنے دادا یعنی حمزہ کے سر کی کھالے تو مین یہ تیر و کمان تجکو دون شہزادہ لوح سے معلوم کر چکا تھا کہ قسم کھانا کچھ ضرر نہ بخشیگا پس سر امیر کی قسم کھائی پتلی نے تیر و کمان دیکر چاہا کہ غائب ہو جاؤن عزمیت نے تاثیر بخشی سر از خود شق ہو گیا خانۂ تن مین اُسکے آگ لگی جلکر راکھ ہو گئی آندھی سیاہ آئی بعد کچھ عرصہ کے جب روشنی ہوئی شہزادہ نے لوح ملاحظہ فرمائی معلوم ہوا کہ یہ خارستان زحل سے نسبت رکھتا ہے تم حرف منسوب زحل پڑھو اُسکی تاثیر سے ایک اژدہا پیدا ہوگا تمنے تو کیا مار فلک نے بھی ایسا اژدر نہ دیکھا ہوگا اُس سے سہم نکھانا یہی تیر جو پتلی سے ملا ہے اُسکے مُنھ پر لگانا یہ معلوم کرکے حرف زحل کہ جنکا مجموعہ (ابجد) ہے ابجد خوان دیوانکدۂ طلسم نے ورد زبان کیے ایک طرف اُس جنگل مین سناٹا ہوا اور ایک اژدر پیدا ہوا کہ تمام جسم پر اُسکے کانٹے تھے ساہی کیطرح خاردار بدن رکھتا تھا اور ہر ایک خار مثل سلاخ آہن تھا یا شاخ سر کا گردن تھا برچھی کی صورت نہایت تیز اور تمام خار مثل نشتر رگ شرانگیز مُنھ سے بھی شعلہ چھوڑتا قامت دراز اُسکا بسان کوہ البرز ہر ایک ہاتھ مانند گرز کفچۂ دہن کا چھن ہزار گز

سے زیادہ آسمان ظلم زہرہ پر سامنے پر آمادہ دُم اُسکی راس و ذنب کو جگر مین لاتی اُلٹی چال خوف سے
چلتے ایسا دہ بو کھلاتے جب سانس وہ لیتا کرہ باد کھلجاتا طوفان قوم عاد دوبارہ آتا زحل اُسکے خوف
سے چرخ ہفتم پر گیا مریخ کو دہول ہوا کہ برج عقرب مین رہنا اختیار کیا حاصل مرام اُس موذی نے
شہزادہ کو دیکھکر منہ پھیلایا اِرسنے تیر کمان مین جوڑ الب سوفار چلائے کہ پچنا تیر گوشۂ کمان سے
رہا ہوتے ہی اُسکے دہن پر پڑا جگر تک توڑ گیا نشانہ کا ہدف مراد پر پڑا تھا کہ جنگل سارا خاک تودہ
ہوا وہ موذی اُچھل کر کئی گز اونچا ہو کر زمین پر گرا دنیا تاریک ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک سانپ
اور پیدا ہوا اور کفچہ بر باد کر کے چلا شہزادہ نے سر اُسکا بھی کُچلا آواز گیر ودار پیدا ہوئی اور صدا آئی کہ ہا ہا
اژدر جادو کو غرض اِس ہنگامہ کے بعد جو نگاہ کی وہ خارستان نظر نہ آیا عوض اُسکے صحرا ایسے
سبزہ زار پایا نہرین اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری شہزادہ نے ایک چشمہ پر جا کر پانی پیا
وضو کیا صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ ای سیار این عجائبات آگے روانہ ہوا ایک دریا ملیگا
کہ نام اُسکا بانو جھنو ہے وہان پھر لوح کو دیکھنا شہزادہ وہانسے آگے چلا ایک درۂ کوہ سے سر بدر
کیا تھا کہ دریاے زخار ملا بحر اخضر فلک اُسکا حباب تھا گردش فلک اُسکا گرداب تھا سفینۂ زمین
و آسمان اُس سے کنارہ کش زورق عالم خوف سے ڈگمگاتی جان ہر ذیحیات کی نام سے اُسکے
غش شہزادہ نے وہان ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ اسمار قمر بساعت قمر اٹھائیس مرتبہ
پڑھکر پانی پر دم کر ایک سرطان اُبھر کر کنارے آئیگا جسکی پیٹھ مثل کشتی ہوگی تو جست کر کے اُسپر
سوار ہونا وہ اُس پار تجکو پہونچائیگا شہزادہ نے حرف منسوب قمر کہ مجموعہ اُنکا (ذ ضظغ) ہے تعداد
مذکورہ ساعت قمر مین پڑھے سرطان کنارے پر آیا اُسکو مثل کشتی سرطان چہرہ کے پایا نہنگ
بجرأت پشت پر اُسکی سوار ہوا اور وہ زورق طلسمی بہکر چلی شہزادہ کو آب نے اسقدر بلند
کیا کہ دنیا کا کنارہ نظر آنے لگا کشتی چڑھاو پر چڑھکر بہاو پر اُتری لجۂ و لطمہ و گرداب نے جان بخشی
کی یعنی ناو کنارے پر لگی بیڑا پار ہوا یہ آشناے قلزم خرد در کنار ہوا ساحل پر پہونچکر نام خالق
بحر ارض و سما لیا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو پانی مین غوطہ دیکر ہاتھون پر رکھکر بلند کر
ایک چاند روے ہوا سے ترکر دریا مین گر یگا اور ایسی آواز مہیب آئیگی کہ صور اسرافیل کو کچھ رتبہ
اُسکے سامنے نہین دل قوی رکھنا ڈرنا نا چاند کے گرنے سے دریا کا پانی روغن کی طرح اُترجائیگا

پھر چشمہ مہر مین تری پائیگا اور دریا مین تری نہ پائیگا یہ معلوم کرکے شہزادہ نے لوح کو غوطہ دیکر تاقچہ
رکھکر اونچا کیا ماہ طلسمی تڑپکر پانی پر گرا وہ صداے ہیبتناک آئی کہ یقین تھا کوہ باہم ٹکرا جائین فلک پھٹ
پڑے ساکن ارض تہ زمین مین سما جائین شہزادہ نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سکتہ سا ہو گیا سناٹے
مین کھڑا رہا وہ دریا ناپدید ہو گیا بعد کچھ دیر کے حسب ہوش فاتح طلسم برجا ہوئے بیشتر قدم بڑھایا اور اسماے
الٰہی پڑھتا منازل طے کرتا جاتا تھا کہ یکایک ہواے گرم آنے لگی لون جسم جلانے لگی کچھ ہی دور آگے
بڑھا تھا کہ بیابان آتش نظر پڑا الحفیظ والامان ہوا آگ کی لپٹ کوندتی تھی زمین سے آسمان تک
آگ بھری نظر آتی تھی جو ٹیلہ اور ٹیکرا تھا آگ کا انگارا معلوم ہوتا تھا جو درخت سوکھا تھا جہنم کا کندہ
مفہوم ہوتا تھا پہاڑ سرخ تھے پتھرون سے شرر نکلکر تابہ فلک جاتے تھے تالاب جھیلین جوش مارتی تھین
لہرون مین چنگاریان بہتی دکھائی دیتی تھین جلتے جلتے زمین کی چربی نکل آئی تھی حباب دریا نہ تھے آبلے
پڑے تھے دھوئین کی گھٹا چھائی تھی درخت جل رہے تھے گرمی سے تلملا کر ہاتھ مل رہے تھے آگ درخت سے
جھڑتی تھی گرمی دل جلانیکا دار و مدار کرتی تھی آگ کے درخت کا نام مدار تھا آگ کا اسپر قرار و مدار تھا تمام
زمین سرخ تھی عجب طرح کی حالت شہزادہ کی ہوئی از بسکہ صاحب لوح تھا نہین تو جلجاتا گھبرا کر لوح کو دیکھا
ظاہر ہوا کہ حرف آفتاب کے پڑھکر دم کرا ایک لکہ ابر پیدا ہوگا اور بڑھکر کالی گھٹا ہو کر تمام دشت پر برسیگا
تمام دشت نمونہ گلزار خلیل نظر آئیگا شہزادہ نے حرف آفتاب کہ مجموعہ اُنکا (فسح) ہی ورد زبان فرمائے
اور جانب فلک دم کیے ایک لکۂ ابر پیدا ہو کر تمام عالم پر محیط ہوا ہر طرف اندھیرا چھایا آنکھون مین گھپ
پہونچی یہ عالم نظر آیا کہ بموجب ابیات

وہ دھوان دھار گھٹا ہی کہ نظر آئے نہ شمع
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی

گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اُسے لیکر مشعل
برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل

اُس گھٹا سے پانی ایسا برسا کہ دم بھر مین جل تھل بھر دیے وہ حرارت وہ تابش سب دفع ہوئی سبزہ
لہلہایا بہار نے جوبن دکھایا ہوا مین قوت نامیہ ایسی تھی کہ دم کے دم مین نورسیدگان چمن کیطرح
شجر ہاے کہنہ سرسبز و نہال ہو گئے کہ بیت آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست ؛ بیمار سال
بھر کے نظر آئین تندرست ؛ ہواے سرد چلنے لگی پھول ہر سمت شگفتہ نظر آئے مرغان چمن چہچہائے
ہوا کے جھکورے سے پانی مین شرابور ہو کر نہال جھکے تھے جانور خوشرنگ اُپر پھر پریان لے رہے تھے

شاہزادہ نے اُس تمازت مہر سے جو نجات پائی یہ بہار دیکھکر ملکہ ہوادار کی یاد آئی مستانہ وار ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر کر یاد یار مین یہ اشعار زبانپر لایا کہ

اشعار

خار دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہی
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
رو کے آنکھو نسے نکالون مین بخار دلکو
مجکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

چاک کرنیکو کیا گل نے گریبان پیدا
باغ سنسان نظر آنکو پکڑ کر صیاد
کر چکے ابر ترہ بھی کہین باران پیدا

نسبت اُس دست نگارین کو نہین کچھ اُس سے
بعد مدت ہوئے ہین زاغ خوش الحان پیدا
اب قدم سے ہی مرے خانۂ زنجیر آباد

غرض بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا یہ نکلا کہ بیابان سے دست راست کی طرف چل اُسی سمت یہ رہرو بادیۂ طلسم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ ایک میدان مین پہونچا کہ وہان ایک دروازہ لگا تھا اِس شکنندۂ حصار طلسم نے اُس در مین قدم رکھا فوراً نعرۂ مہیب کسی نے لگایا پھر کر جو دیکھا تو دیو قوی ہیکل کو آمادہ بہ شر و فساد پایا کہ چقماق چادر گران سنگ کاندھے پر رکھے مُنہ تعزیۂ بلا کیطرح کھولے تھا وہی چقماق چادر چرخ دیگر بر سر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے رد کر کے تیغہ خارا شگاف لگایا جسم دیو پر ذرا بھی اثر نہوا اُسوقت اُسنے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ حرف جو متعلق بہ مریخ ہین پڑھکر دیو کی طرف پھونک اور تیغہ پر بھی دم کر پھر دیو نابکار کو قلم کر شہزادہ نے حروف منسوبہ مریخ کہ مجموعہ اُنکا (طیکل) ہی پڑھکر دم کیا اور تیغہ پر دم کر کے سر دیو کو تاک کر بر ہاتھ مارا کہ دیو زخم کاری کھا کر زمین پر گرا اور پکارا کہ ای تورج مین تو مارا گیا لیکن تیری بھی خیر نہین کیونکہ تیرے دادا کے لشکر پر سیماب سیماب تن جو اِس مرحلہ کا طلسم کے مالک تھا بادشاہ طلسم ہوشربا کے حکم سے گیا ہی اور وہ بغیر تیغۂ طلسمی کے مارا نجائیگا سب مسلمانون کو قتل کر کے آئیگا اور یہ طلسم تو بھی فتح نکر سکیگا جبتک اُسکو نماریگا پھر تو یہان وہ وہان بادشاہ طلسم تجکو مار ڈالیگا یہ کہکر ایڑیان رگڑ کر دیو نو واصل جہنم ہوا اور شہزادہ نے لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ جو دیو نے کہا ہی سچ ہی بغیر مارے جانے ساحر مذکور کے آئین طلسم مین فرق آئیگا فی الجملہ تمسے کچھ غفلت نہین ہوئی اس سبب سے خدا تعالے رحم فرمائیگا یہ اسماء مقدسہ الٰہی کئی سو مرتبہ مع درود معظم اُسجگہ بیٹھکر پڑھو اور منتظر لفضل خدا رہو یہ معلوم کر کے شہزادہ نے وضو کیا اور ایک مقام پاکیزہ پر بیٹھکر اسماء الٰہی پڑھنے لگا۔ یہ تو مصروف اسماء خوانی ہین لیکن دایہ اور ساحر وغیرہ بھاگ کر جو بادشاہ طلسم کے پاس گئے شاہ مذکور قلعۂ ہزار برج مین سر سریر جہانبانی پر جلوہ گستر تھا کہ اُن لوگونکا بدحواس آنا دیکھکر زیادہ منتشر مزاج ہوا کیونکہ

پہلے سے فکر کر رہا تھا کہ سارا طلسم فتح ہوتا جاتا ہی کوئی ساحر طلسم کشا پر فتح نہین پاتا ہی پس خود ملنا چاہیے اسی فکر مین دایہ سے لوح پانا فاتح طلسم کا سنکر تخت پر سے اُٹھا اور اُسکے اُستاد نے ایک رقعہ لکھکر اِسے دیا ہی وہ اِسکے سرہانے خوابگاہ مین رہتا ہی وقت مشکل اُسکے لکھنے کے بموجب عمل کرتا ہی اِسوقت بھی اُسکو جاکر ملاحظہ کیا ہر چند کہ وہ پرچۂ قرطاس مختصر سا ہی لیکن اُسکی نیت کے موافق حرف اُسمین ظاہر ہوتے تھے غرضکہ اب جو شاہ نے یہ نیت کر کے رقعۂ مذکور دیکھا کہ مین فتاح طلسم سے لڑنے جاؤن یا نہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے ملجانا چاہیے عمر طلسم بسر ہو چکی یہ طلسم کیا وہ طلسم کہ جسکے بادشاہ کا تو مطیع ہی یعنے طلسم ہوش ربا چند روز مین برباد ہو جائیگا اور جو شریک افراسیاب ہوگا وہ مارا جائیگا تجکو لازم ہی کہ شریک طلسم کشا ہو کر جان اپنی بچا اور اگر فرض کرو تم اس شہزادہ کو قتل بھی کیا تو حمزہ اور اُسکے فرزند ہر ایک طلسم کشا ہین جان بچنا اُنسے مشکل ہوگی خلاصہ سب طرح بہتر یہی ہی کہ اطاعت طلسم کشا اختیار کر یہ معلوم کر کے شاہ طلسم نے جملہ سردارون کو بلایا اور کہا میرا ارادہ طلسم کشا کی اطاعت کرنیکا ہی سبنے عرض کیا کہ ہم مطیع فرمان ہین سراسر بندۂ احسان ہین جسکے آپ مطیع ہون ہم اُسکے خاکپا ہو جائین اور جس سے آپ لڑین اُسکے لیے تیغ جفا ہو جائین بادشاہ نے یہ سنکر کئی لاکھ ساحران و سبارزان کو حکم تیاری دیا اور چند ساحرون کو مع اپنے نامہ کے ظلمات جادو پاس بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہمنے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم رفیقان شہزادۂ موصوف کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر اپنے کے یہان آؤ یہ نامہ جب ساحر کو پہونچا انجم عیار اور اخگر جادو اور یاقوت وغیرہ کل رفیقان شہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور بیان کیا گیا تھا کہ شاپور عیار بھی ہمراہ انجم برائے تلاش تورج روانہ ہوا چنانچہ انجم کو تو ساحرہ نے اٹھوا منگوایا اور اُس ساحرہ کو بولتا ہوا بت دکھا کر اس عیار نے مارا تھا پس یہ تو اندر طلسم کے آگیا اور شاپور نے ہر چند تردد کیا اندر طلسم کے نہ پہونچا ناچار ایک مقام پر بیٹھ رہا اور بعض داستان گو نے بیان کیا کہ خدمت ایرج مین پھر گیا غرض جس روایت سے کہ عیار مذکور طلسم مین ہی تو اخگر نے ساحرون کو بھیجکر اُسے بھی بلوایا اور تمام ساحر مع اپنی فوج کے بحشم و خدم روانہ ہوئے ادھر ملکہ ہوا دار جو مخفی ہو گئی تھی چنانچہ ایک درۂ کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی اور طایران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے تھے وہ طائر جو مرحلہ فتح ہوتا تھا ملکہ کو مبارکباد دیتے تھے اُسوقت بھی خبر فتح اُنھون نے پہونچائی ملکہ مذکور شادان و

فرحان اپنے قلعہ مین آئی اور لشکر اپنا تیار کرا کر بڑے تجمل و شان سے سمت شہزادہ روانہ ہوئی اسطرف سے
بادشاہ طلسم جہانداز گنبد نشین جادو بجمعیت کثیر ساحران نامی روانہ ہوا اور اُسی میدان مین جسکے
دروازے مین شہزادہ عمل خوانی کر رہا ہے آیا شہزادہ نے جو سامنے میدان مین لشکر کا جماؤ دیکھا لوح
طلسم کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمل اپنا بغیر تمام کیے یہان سے نہ اُٹھنا شہزادہ اسیطرح پڑھتا رہا ادھر
بادشاہ طلسم تخت پر سے اُتر کر مع چند اُمرا و اکابر طلسم کے نذر لیکر بڑھا اور قریب دروازہ پہونچکر
ٹھہرا شہزادہ جبتک پڑھے گیا یہ ٹھہرا رہا جب عمل تمام ہوا عامل نے اسکی جانب بنظر لطف دیکھا
بادشاہ نے تسلیم کی اور نذر دی اور عرض کیا کہ مین نے اطاعت حضور کی قبول کی اب بقیۂ طلسم
فتح کرنے سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی مین تشریف فرما ہو جیے مال طلسم لیجیے حکومت کیجیے شہزادہ نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پہلے اس سے مطیع اسلام ہونے کا اقرار لینا چاہیے پھر اسکے ہمراہ جانا مناسب ہے
شہزادہ نے یہ دیکھکر سوال اطاعت اسلام کیا بادشاہ طلسم بصدق ارادت مطیع الاسلام ہوا اور
شہزادہ کو تخت پر برابر اپنے سوار کر کے جانب قلعہ طلسم چلا پھر تو ڈنکا بجا طائران طلسم نے سر پر سایہ
کیا کئی لاکھ ساحر جلو مین صدائے طرقوا بلند تری شوکت سے سواری روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین عمارت
قلعہ طلسم دکھائی دی شہزادے نے ہزار برج کا ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا در و دیوار کی صفا پر آئینہ دل
شیدا پایا خندق گرد اُسکے کھدی تھی کلس جواہر کے چڑھے تھے ہر برج مین ہزار طرح کی خوبی بھری تھی
شہزادہ کے پہونچتے ہی علامت طلسم برپا ہوئی ہر برج کے در کھلگئے پریان رقص کرنے لگین فصیلہاے
قلعہ پر غول مُنہ سے قرنا لگائے ظاہر ہوئے اور قرنا کو دم دیا اسیوقت خندق کا پانی جوش کھانے لگا بجا
اُسکے زمین سے نکلکر دھوان بنا ہوا جانب فلک گیا اور ابر بنکر موتی برسانے لگا طائر طلسم پکارے کہ طلسم کشا
آیا ہزار ہا ساحر انکی آواز سے اُڑ کر بہر دیدار طلسم کشا آیا اسطرف سے تخت بادشاہ نے بڑھایا در قلعہ کھلگیا اور
ہزارون ستارے برجون مین سے نکلکر اُس تخت کے گرد پھرنے لگے اور خندق مین جاکر ڈوب گئے گویا
اہل طلسم نے اہل آسمان وقار کے سر پر سے تارے صدقے اُتارے خندق سے ماہیان و نہنگ
اُچھلنے لگے اسی دھوم سے سواری اندر قلعہ کے داخل ہوئی یہان جتنے ساکنان طلسم ہین سواری
دیکھنے کے اشتیاق مین در و بام پر استادہ تھے خلقت کا جماؤ دکانداروں کا بناؤ لائق دید تھا ہر سمت
سامان نشاط و عید تھا عمارات عالی کی صفائی بازارین تمام رنگین نہایت آرائش و تزئین جا دوگرنیان

حسین و مہ جمال دریچون سے سرگرم نظارہ کم سن اور مہ پارہ جیسے بروج فلک مین نجوم سیارہ یگان
خلاصہ یہ کہ بڑے تزک سے سواری روان آتے آتے دار الامارۃ مین پہونچی وہ مکان سراسر طلسم تھا
دروازہ پر امیر الامرا طلسم جمع تھے شہزادہ کو اُتار کر اندر کاخ شاہی کے لائے تخت کئی سوزنیہ کا گسترده
تھا چاہا کہ اُسپر جلوس شہزادہ کرے شہزادہ نے تخت نشینی سے انکار کرکے بادشاہ سے کہا کہ
ملکہ ہوادار جادو وارث اس سلطنت کی ہے مگر وہ عورت ہے بدین سبب تم اُسکے عوض کار و بار
سلطنت کرو مین نے طلسم ظاہر کی حکومت بنام ملکہ اخگر جادو معین کی اور طلسم باطن کی حکومت
ملکہ ہوادار کو دی اور اخگر کو بھی مطیع ہوادار کیا تم دونون شہزادیون کی طرف سے نائب مقرر
کیے گئے اسی گفتگو مین شہزادہ تھا کہ ظلمات مع سب رفیقان شہزادہ کے آئی اور ملکہ ہوادار
بھی تشریف فرما ہوئی بادشاہ طلسم نے مع چند سردارون کے استقبال کیا امیران طلسم نے اپنی
شہزادی کو دیکھکر خوشی کی اور نذر دی پھر عہد نامہ بشرائط مذکورۂ بالا تحریر ہوا شہزادہ نے مہر اپنی
پیشانی پر کی بعد طے ان مراتب کے شہزادہ کی دعوت کا جلسہ آغاز ہوا مغنیان خوش گلو و رقاصان
زہرہ جبین و خوبرو ناچنے گانے لگین اپنی آن و ادا دکھانے لگین ساقیون نے دماغ بادہ ناب سے
گرم کیا اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے طلسم ہوش ربا مین جاؤن اور
پدر بزرگوار قید مین ہین انکو چھڑاؤن بادشاہ طلسم نے بجواب اسکے عرض کیا کہ جس مقام پر آپ بیٹھے عمل
پڑھ رہے تھے وہی راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا ہے مگر راستہ مسدود ہے اسلیے کہ آگے اُس راستے
کے دربند سیمابیہ پڑا ہے بغیر اُس دربند کے طے کیے جانا طلسم مین ہو نہین سکتا اور اُس دربند کا
مالک افراسیاب کیطرف سے سیماب ہے اور وہ آپکے دادا سے لڑنے گیا ہے پس جبتک وہ مارا
نجائیگا راستہ دربند سے نملیگا لہذا مناسب حال یہ ہے کہ حضور اپنے دادا پاس جائین انکی اعانت
بھی فرض ہے کیونکہ وہ ساحر کسی سے مارا نجائیگا اور لشکر اسلام کو بہت بڑا ضرر اُس سے پہونچیگا آپ کے
جانے سے دو فائدے ہین ایک تو لشکر اسلام آفت سے بچیگا دوسرے راستہ طلسم کھلجائیگا
شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اُسکے قتل کرنے کا تیر و کمان ہے اور بیان کسقدر طلسم ہے کہ وہ شکست ہوتے
سے باقی رہا ہے بادشاہ گویا ہوا کہ یہ قلعہ ہزار برج باقی ہے اور یہی اصلی طلسم ہے اسکے دو چار برج
کے مرحلہ جو ہیانک آنے مین سنگ راہ تھے آپ نے فتح فرمائے باقی اسیطرح مین مگر ان مرحلون

کے ساحر سب مطیع الاسلام ہوئے جو حکم کیجیے وہ بجا لائین اور اس قلعہ کا اثر طلسم سے یہ حال ہی
کہ سرحد کوہستان سے دکھائی دیتا ہی اور جسقدر کوہ و دشت و قلعہ وغیرہ آپ نے طی فرمائے ہین
سب اسی قلعہ مین ہین مگر راستہ اُنکا بانیان طلسم نے اُسی طرح مقرر فرمایا ہی جیسا آپنے ملاحظہ
کیا اور ایک میدان اس قلعہ مین اُسیطرح کا اور ہی کہ جیسے آپ نے راہ طلسم ہوشربا کا
میدان ملاحظہ فرمایا وہان بھی دروازہ لگا ہی اور اُس طرف سے راستہ طلسم نور افشان کا ہی
شہزادہ نے فرمایا کہ میر الشکر یعنی جو کوہی وغیرہ مطیع ہوئے تھے نہین معلوم کدھر گئے بادشاہ نے
یہ سنکر طائر سحر بہر خبر لشکر روانہ کیے کچھ عرصہ مین وہ خبر لیکر آئے کہ سب لشکر آپکا ہمراہ شہزادہ ایرج
جانب لشکر اسلام گیا شہزادہ نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم حاضر کرو اور لشکر مسلح و مکمل ہو کہ مین بھی
جانب کوہ عقیق جاؤنگا اور میرے برادر اور پدر وغیرہ نے اکثر بادشاہان طلسم کو مطیع فرمایا ہی تو
طلسم اُنکا شکست نہین کیا اُسی حال پر رکھا ہی پس مین نے بھی اس قلعہ طلسمی کو برقرار رکھا
اب جلد طیاری کرو بادشاہ یہ حکم محکم شہزادۂ عالی ہمم سنکر اُٹھا اور شہزادہ کو ہمراہ لیکر پشت دار الامارہ
کیطرف آیا وہان ایک خانہ باغ تعمیر تھا اُس باغ مین دونون داخل ہوئے سرو و سنبل ریحان و ضمیران
و گل و بلبل سے وہ گلشن معمور فرحت و بہار کا سراسر دستور نظارت و طراوت کا ظہور شہزادہ
سیر کنان بارہ دری مین آیا بادشاہ طلسم نے وہان ایک حجرۂ مقفل کو وا کیا اندر اُسکے بالکل
اندھیرا تھا شہزادہ نے لوح کو بلند کیا روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو اُس حجرہ مین دہنۂ نقب ہی یہ دونون
مثل دفینۂ زر اُس نقب مین سمائے اور غلطان و پیچان دیر تک چلے گئے جب تہ سے پاؤن
آشنا ہوئے ایک قصر رفیع و عالی مین گذر ہوا اُس قصر مین صندوق پر از مال
طلسم تھے شہزادہ نے فرمایا کہ اِنکو نکلواؤ بادشاہ نے کچھ افسون پڑھا کہ ہزار ہا ساحر محافظ اُس مال کا
گوشہ ہائے قصر سے پیدا ہوا اور تمام مال طلسم اُٹھا اُٹھا کر باہر لیجانے لگا بیس ہزار عرادہ زر سرخ
و سفید کے اور پچیس ہزار صندوق جواہر کے اور پچاس ہزار صندوق ظروف ہائے طلا و نقرہ کے
اور چالیس ہزار خفتان مرصع کار اور دنگل ہائے زرنگار اور کرسیان مذہب و مطلا اور ساز و یراق اسپان
وغیرہ اُسمین سے نکلا وہ سب ساحرون نے تختہائے سحر پر لادکے دار الامارہ مین پہونچایا اور بادشاہ طلسم
شہزادہ کو لیکر باہر قصر کے آیا اور تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوا بسبب شکست ہو جانے مرحلہ جات طلسم کے

راہ نزدیک ہو گئی تھی شاہ اُسی باغ مین کہ جسکی بارہ دری مین تلوار برق کردار لٹکتی ہے اور پاس نیوا سے کے دو ٹکڑے کرتی ہے شہزادہ کو لایا اور کہا بادشاہ طلسم نور افشان کی ایک امانت اس طلسم مین لوح رکھی تھی اور شہنشاہ طلسمات افراسیاب جادو کی یہ تلوار امانت ہے اور اسیوجہ سے راہ میرے طلسم کی تہخانہ سے مقرر کی گئی تھی کہ جس راہ سے حضور گئے تھے فی الجملہ اسی تلوار سے قضا سیماب کی ہے آپ لوح مین ملاحظہ فرمائیے جسطرح یہ تلوار مل سکے حاصل کیجیے اور اُس نابکار کو مار لیے شہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ یہ اسماء الٰہی پڑھکر دم کر تلوار آ جائیگی شہزادہ نے اسماء مقدسہ پڑھکر پھونکے تلوار صاعقہ خصال سقف سے چھوٹکر گر پڑی شہزادہ نے یا علیؑ مدد کہکر اُسپر قبضہ کیا کبھی ایسا تیغ نگاہ سے نہ گذرا تھا نظر کا اسپر ٹھہرنا دشوار تھا اور اُسکا اجل کا وار تھا ہزارون معرکے مارے ہوگئے وارے نیارے کیے ہوئے

نظم

ہم پلۂ برق عالم افروز　وہ برق کہ خرمن عدو سوز　گردش مین جو روز آسمان ہے
اس تیغ کے واسطے فسان ہے　ڈورا ہے کہ تار دام صیاد　ہو جس سے نہ مرغ روح آزاد

شہزادہ اُس تلوار کو پاکر نہایت خوشنود ہوا اور ہمراہ بادشاہ طلسم پھر کر دار الامارہ مین آیا اور بال طلسم پار کرایا کئی لاکھ کا لشکر ہمراہ لیا مرکب تازی نژاد پر سوار ہوا تیغۂ طلسمی غلاف پر زر مین کرکے زیب کمر کیا بادشاہان طلسم اور شہزادیان ہمراہ رکاب ہوئین اور طلسم کی حد تک پہونچانے آئین یہ پُرشوکت و جاہ بڑی حشمت و رفعت و منزلت سے چلا کہ آگے آگے فیلان فلک شکوہ کی قطار اور اُشتران بغدادی کا انبوہ بلبلانے کا شور اسپان تازی و عراقی وغیرہ پر جوانان رستم شوکت سوار بعد اُنکے پیادون کی قطار ساحر تختہائے سحر پر اور طائر و فیل واژدر پر روان قرنا ہے جنگی کا شور ترسانندۂ جان یہ کیفیت نمایان کہ

ابیات

در و دشت و کوه و بیابان ستان　عنان تافته سر بسر در عنان　همیدون پیاده پس نیزه دار
ابا جوشن و تیر آهن گذار　پس پشت شان ژنده پیلان کوه　زمین از پے پیل گشته ستوه
درفش خجسته میان سپاه　ز گوهر درخشان بگردار ماه　دو دیگر که گوئی ستیغ و سیاه
گرانمایه اسپان و تخت و کلاه　تو گفتی شد از نعره گوش　تو فید شهر و برآمد خروش
جهان تیره گون شد ز گرد آفتاب　تو گفتی جهان غرق گشت اندر آب　روان گشت نوح با این فر و جاه

سوے فوج اسلام بگرفت راہ | آیہ شہزادۂ کیوان کلاہ تور و براہ ہی کرشمۂ حقیقت سیماب کفر نیاہ
بیان کیجاتی ہی کہ ایک روز لشکر لقا مین ٹھہر کر جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ سیماب روز تمازت آفتاب
سے اُڑ گیا اور مہوس دہر نے سیماب مہر کا کشتہ بنایا آئینہ ماہ پہ پارہ چڑھا نظم

ستارون کا جو پہنا شب نے زیور | دکھایا مہ نے آئینہ پھرا کر | ستارہ کہکشان کا خوب چمکا
لیا رستہ سیاہی نے عدم کا | شام کے ہوتے ہی سیماب نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر

اسلام کے بشکل مبدل اسجگہ حاضر تھے قاصد ہوئے کہ خبر طبل جنگ بجنے کی امیر سے جاکر عرض کرین
مگر بختیارک کی باتین سننے کو ٹھہر گئے کیلیے کہ وہ سیماب سے کہہ رہا تھا کہ آجتک مین نے روک کر
تمکو زندہ رکھا اب آج کی رات تمپر بھاری ہی عیاران لشکر اسلام مار ڈالینگے اور اگر رات کو بچ گئے تو
صبح کو حمزہ زیر تیغ کریگا یہ کلمات سنکر سیماب نے جواب دیا کہ بلکچی میری قضا ہی خدا نے باختر نے پیدا
نہین کی یہ کہکر اپنے منہ پر دوہتڑ مارا کہ منہ پاش پاش ہوکر پارہ کی طرح ڈھلک کر پھر لگیا آسنے کہا
چاہیے کوئی ہزار بار مجکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن کچھ ضرر مجکو نہ پہونچے شیطان یہ حقیقت اُس
بے ایمان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عیاران اسلام بہت ترسندہ اور غمگین ہوکر وہان سے
روانہ ہوگئے اور سامنے بادشاہ عالیجاہ کے استادہ ہوکر بہزار عجز و ادب یہ قطعہ دعا و ثنا مین پڑھا قطعہ

وارث ملک جانتے ہین تجھے | گیو و گو درز و بیژن و رہام | رعد کا کرہی ہی کیا دم بند
برق کو دے رہا ہی کیا الزام | تیرے فیل گران جسد کی صدا | تیرے رخش سبک عنان کا خرام
فن صورتگری مین تیرا گرز | گرنہ رکھتا ہو دستگاہ تمام | اُسکے مضروب کے سروتن سے
کیون نمایان ہو صورت ادغام

ایک ساحر اسطرح کا آیا ہی کہ جب اسکو قتل کرو تو پارے کی طرح ملجاتا
ہی آج اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی یہ کہکر کنارہ ہوئے اور بادشاہ نے جانب امیر دیکھا آپ نے مہترین
مہتر چالاک بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خدا نے بانبرگ ست ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی پر چوب
پڑے چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ ای آقاے نامی آپکو خداے عزوجل جب اس ساحر پر
مظفر و منصور فرمائے تو مجکو رخصت طلسم ہوشربا مین جانے کی دیجیے گا کہ میرا دل پدر بزرگوار کی
خدمت مین جانے کو بہت چاہتا ہی امیر نے فرمایا کہ میرا بھی دل لگا ہوا ہی محبت نامہ اپنے دوست کو لکھدونگا
اچھا تم بعد فتح اس جنگ کے خواجہ پاس جانا بعض داستان گو نے بیان کیا ہی کہ جب جنون جادوگر

چالاک نے بارا اسوقت امیر سے رخصت طلسم مذکور مین جانیکے لیے مانگی امیر نے خلعت رخصت دیکر محبت نامہ بنام خواجہ لکھا کہ عرصہ سے تمھاری خیریت نہین سنی دل کو تردد ہی خدا تعالی کفار طلسم پر جلد تمکو فیروزی عنایت فرمائے کہ زمانۂ مہاجرت بسر ہو تمھارا قدم ہیان آئے چالاک یہ نامہ تو دو شمامہ لیکر چلا مگر ہرچند طلسم مین جانیکا راستہ ڈھونڈھا نملا ناچار واپس آیا اور فکر کرنے لگا کہ کسی ساحر کے ہمراہ جاؤن حال اِسکے جانیکا بیان کیا جائیگا اِسنے اپنی عوض کرسی تہ ہدیر کہ جگہ عمر کے بیٹھنے کی بارگاہ سلیمانی مین ہی اور عمر اِسکو اپنا قائم مقام کرکے اُس کرسی پر بٹھا گیا اب اُسنے بھلانجے کو خواجہ کے یعنی **ابوالفتح اصفہانی** کو اسجگہ قائم مقام کیا ہی مگر ابھی تک آپ لشکر مین موجود ہی چنانچہ آج حسب الارشاد امیر نقارخانہ مین ابوالفتح کہ جانشین ہوچکا ہی آیا اور کوس حربی بجایا داروغہ نقارخانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ عمرو کے لیے جمع کرادی خلاصہ کلام جب صدائے طبل حرب بلند ہوئی دلاوران عرصۂ شجاعت و شہامت خبردار ہوگئے بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سردار اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے مسل درمسل نقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل دوچند ہوئی صدائے قرنائے جنگی مرأت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی کہ ہمت جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانہ آرزو مین عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کہین زنگ ظلمت شب آئینۂ سحر سے دور ہو ہویدا صبح کا نور ہو تو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس ظفر نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی کھلجائے جوہر آئینۂ آئین شجاعت کھلین چشم شاہد ہمت کے اشارے دیکھین کہ کون مرأت تیغ کے روبرو منھ بناتا ہی اور کون ہنس ہنسکر بگڑا ہوا نقشہ درست فرماتا ہی کسکے آئینۂ تیغ مین صفائی ہی روح اسکندر کسپر آفرین خوان آئی ہی کون فولاد دل ہی آئینۂ شمشیر سے بشاش ہوکر کون مقابل ہی کل مقدمہ نام و ننگ ہی کسکے رُخ پر صفا ہی کسکے چہرہ پر کدورت کا زنگ ہی غرض آئینہ تیغ و خنجر کو جلا ملنے لگی نامردون کو جو عارسی ہوئی تو غیرت نفرین منھ در شہ کرنے لگی نیزے مثل شاہد طناز و کرشمہ سنج آئینہ خانۂ عالم مین تننے لگے تیر زہر اُگلنے لگے چہرۂ عمود نے نامردون کا منھ چڑھایا بررو بغیرت دیجیا بنایا سپر نے آئینہ تیغ و خنجر سامنے رکھکر بالیان اپنی سنوارنے لگین بھول اپنے دیکھنے بھالنے لگین جو تلوار مصفا کہ سپر پر بہادر نے رکھدی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگ تھا اب

وہ طلب ہوا طرفہ ماجرا ہوا مقام تعجب ہوا پیادے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سواروں کو حیرت انگیز آئینۂ خیال پر سے صاف زنگ کہاں تک گذارش ہو چار پہر رات یہی نقشہ تا جب مرقعہ دہر سے رق شب اُلٹا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی کہ نظم

اس ہنگامہ مین مطلع صاف پایا
سحر کا آئینہ شفاف پایا
سفیدی چھاگئی روئے زمین پر
موذن نے کہا اللہ اکبر

امیر طاعت رب قدیر مین مصروف تھے کہ سپاہ اسلام دل کے دل بادل کے بادل انبوہ انبوہ حشم حشم بیرق بیرق خدم خدم سنجق سنجق طائفہ طائفہ جانب میدان جنگ روان ہوئی سردار افواج کو روانہ کر کے در دولت باشوکت سلطان باکرم پر آئے ابو الفتح نے نشیت اقدس امیر ذیشان پر پہونچکر ہنگام دعا آمین کہی امیر نے سجادہ لپیٹا اور صندوق اسلحہ طلب کر کے تبرکات انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہو کر پشت اشقر کو خانہ منور اور افق شاہ خاور بنایا جلوخانہ مین عیش محل سے تشریف لائے سردار آداب عرض کر کے الگ ٹھہرے یکایک پردہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھچا جلوس سواری کا نکلنے لگا کنولمائے بلورین کنول برداریوں سے کنول بردارن نے لیے طلائی نقرئی نیچتناخہ پھنکنے لگے عود و عنبر کے لوٹے کنیزان محل سے طفلان مہر دیدار لیکر آگے بڑھے نواب ناظر خواجہ سر اہتمام کنان نکلے کہاریان جوبن مین بھری اتراتیان ہوادار کاندھے پر لیے ظاہر ہوئین حضور عالم کہار جو تخت لیے استادہ تھے اس سریر بےنظیر پر ہوادار سے اُتر آئے اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی امیر اور تمام سردار مجرا گاہ پر جا کھڑے ہوئے مرد ہا پکارا نظم

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ
مظہر ذو الجلال والاکرام
شہسوار طریقۂ انصاف
نوبہار حدیقۂ اسلام

امیر دوران صاحبقران زمان نگاہ روبرو بادشاہ نے بنظر الطاف اُدھر دیکھا امیر نے مجرا کیا آنکھوں سے سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا فرمایا پھر تو جماعہ سرداروں کا مجرا ہوا اور تخت ظل اللہ کو قلب مین رکھکر آگے بڑھے ڈنکا ہو القیب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف سے ہاتھیوں کی قوم جلو مین آگے بڑھی آندھی سیاہ اُمڈی یا کوہسار ہمراہ رکاب چلے وہ فیل بلند روان تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا زنجیرین کھنکتین گھنٹیان ٹنکتین جھولین زرکار پڑین نظم

سیندور جبین پہ رنگ لایا
گردون پہ شفق کا رنگ اُڑایا
فیلون پہ تھے فیلبان نمایان
یا گنبد ہفتمین پہ کیوان
صندل کا شجر ہر ایک ندان
خرطوم تھی اُسپہ مار پیچان

کرتے تھے دلون مین راہ گھنٹے تھے غیرت مہر و ماہ گھنٹے ایک طرف ہزار ہا گھوڑے طرارے بھرتے سردارون کے زیر ران بگھدریان کرتے کہ بموجب نظم

آہو صفت و عقاب پرواز | نسرین فلک کو تھے وہ شہباز | ہر چشم رکاب گوش محبوب
تسمہ ہی کہ زلف دوش محبوب | زیور سے ہر اک لدا تھا ایسا | گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا
نرمی تھی خرام کی نمایان | تھے تار نظر پہ گرم جولان

نوجوان ہنجلاین دکھاتے چاؤش دور باش کی صدا لگاتے لشکر کی آمد پر شوکت گھوڑون کے ہہے باجون کی صدا ہتیارون کے رگڑ کی صدا تلوارون کی چمک صحرا مین پھولون کی مہک بہادرون کے دل مین اُمنگ نشۂ شجاعت کی ترنگ کرنا کی صدا سے گوش کر و بیان کہ خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر نظم

ابا صد ہزار از گزیدہ سران | ہمہ پہلوانان و کندآوران | ابا پیل و با کوس و با فرہی
ابا تاج و با تخت شاہنشہی | سپاہ و سپہبد برفتن گرفت | زمین سم اسپان نہفتن گرفت
تو گفتی کہ خورشید گردان براے | بماند از نہیب سواران بجاے

اسی جاہ و مکنت سے یہ شاہ مع سپاہ وارد جنگاہ ہوا اسطرف سے لقاے گمراہ تخت ہاتھیون پر رکھوائے گو ہیون کو ہمراہ لیے آیا ایک جانب سے برق و باران پیدا ہوا اور اژدرون پر تخت کھنچا سیماب اسپر لہراتا ہوا الیس پشت گئی ہزار ساحران غدار نہنگ چہرہ و سگ پیکر و مردم آزار اسباب ساحری ہمراہ لیے منقلین آتشین سلگائے تھالیان برنجی آگے رکھے ماتھے پر ٹیکے لگائے جو سامری کی پکارتے آئے ڈہرو کی صدا پر کھلنے لگے ڈفلے بجے اژدر پھنکارے جادوگرنیون نے ناش پڑھکر مارے دلاورون نے صف کشتی کی نقابت نقیب کرکے ہٹے پرے بندھ گئے قشون قشون خیل خیل الگ الگ غول باندھکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی میدان گرگا ہوا ساحرون نے جھنڈیان ہلائین ہزارون بلائین اتارین سیماب نے خداوند کو اپنے سجدہ کیا اور اجازت خواہ ہوا اُس گبر نے کہا کہ مین نے تجکو اپنا نظر کردہ کیا اور اپنے ید قدرت کو ترا دستگیر بنایا وہ سیہ رو یہ کلمات سنکر ہنستا ہوا چمک کر پایۂ وسط میدان مین آیا اور للکارا کہ ای فرقۂ مغضوب درگاہ خداوند من آؤ اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پیو اس نہیب کو سنکر بادشاہ کی نگاہ صف دست چپ کی جانب اُٹھ گئی اس صف سے شہزادہ رستم پیلتن و پیلگن کشندۂ قوپیل و دوپیل ہندی قاتل کپتیان فرنگی ابن حمزۂ

صاحبقران زیب و زینت بارگاہ سلیمان علمشاہ نوجوان نے فوراً استر بالا کبود کو پیسے نکالا اور سامنے بادشاہ کے مرکب سے اُتر کر اجازت جانبازی طلب کی بادشاہ نے جام کلاہ عقیدت مرحمت فرمایا خلعت دیا فی حفظ اللہ کہکر رخصت کیا شہزادۂ موصوف حبت کر کے پشت باد پا پر اپنے پہونچا اور گھوڑا اڑا کر چلا فرنگیون نے ارگن بجایا سرداران شہزادہ نے ہمراہ رکاب چلنا چاہا ہر ایک کو تشفی دیکر روکا اور آپ سامنے اُس تیرہ درون حریف کثیف کے آیا اور طالب ضرب ہوا اُس عدوے دین نے بغیر سحر کیے سبکے دکھانے کو ایک شہزادہ پر مارا اِس بہادر نے رد کر کے تیغۂ کپتان نیام سے لیکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لیکن بدستور قدیم جسم اُسکا پھر ملگیا اور مجسم ہو کر کچھ اُسنے پڑھکر ہاتھ اونچا کیا ایک بجلی تڑپکر گری دونون لشکر کے لوگون کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ شہزادۂ علمشاہ کے دو ٹکڑے پڑے ہین یہ دیکھکر امیر بیتاب ہوئے بادشاہ نے اشک حسرت بہائے سرداران سخنہاے بے اعتباری دنیا زبان پر لائے کہ افسوس

نظم

کوئی محفوظ ہوتا ہی جو کچھ دم
نہین رہتا کبھی قابو کسیکا
عزیز و اقربا سب سے جدائی
نہین دنیائے فانی ٹھہر سکیگا
تو برسون ہی برابر کاوش غم
وہی دو گز کفن اور گوشۂ خاک
فقط کنج لحد سے آشنائی
بدلتا ہی سدا یان رنگ جی کا
زمان مرگ ادنی ہو کہ اعلے
سوا اسکے نہ دولت اور نہ اورنگ

جب لشکر مین زیادہ کہرام ہوا امیر مانع ہوئے اور فرمایا ہنگام جہاد صبر لازم ہی جزع و فزع سے کفار زیادہ ترشاد ہونگے اسی گفتگو مین سیماب نے پھر مبارز طلبی کی ابکی شہزادہ قاسم نے گھوڑے کی باگ لی اور شاہ سے اجازت لیکر سامنے ساحر مذکور کے گئے ہنگام ضربت ساحر دو ٹکڑے ہو کر ملگیا اور بجلی گرا کر اِس شہزادہ کے بھی دو ٹکڑے کیے غریو لشکر اسلام مین برپا ہوا اور فرط غضب سے سرداران روم و فرنگ و خاور کہ ماتحت شہزادگان دلاور تھے یکے بعد دیگرے سامنے اُس بدباطن کے جانے لگے مگر ظفریاب نہوئے سبکے اُسیطرح دو ٹکڑے نظر آئے امیر نے خود قصد مقابلہ کا کیا لیکن خواجہ بزرجمہر کے لڑکے جنگاہ مین آکر منت پذیر ہوئے کہ یا امیر آپ بھی لڑنے جائیے گا تو یہی حال ہوگا اسلیئے کہ یہ ساحر طلسم بند ہی اگر سحر ہوتا تو اسم اعظم سے باطل ہو جاتا اسم اعظم پڑھکر کوئی طلسم درہم اور شکست نہین کر سکتا امیر اُنکی منت کرنے سے ٹھہر جاتے ہین عزیزون کا رنج و غم کھاتے ہین اُس مقام پر

بھی صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ سیماب شام تک لڑکر طبل بازگشت بجوا کر پھر جاتا ہے اور دوسرے روز پھر لڑتا ہے پانچ چار روز کی میدان داری مین بہت سے سردار بظاہر مارے جاتے ہین چنانچہ اس احقر نے جنگ ہر روز کی تصریح وار نہین لکھی کیونکہ ایک طور کا مضمون تھا داستان گویون کو اختیار ہے جسقدر لڑائیان چاہین بیان کرین آمدم برسر مطلب آج کی جنگ مین فرزندان حمزہ قتل ہو رہے ہین بختیارک نہایت خوش ہے کہہ رہا ہے کہ یا خداوند تقدیر کو ذرا سنبھالے رکھیے گا ایسا نہو کہ ہاتھ سے چھوٹکر الٹ پلٹ ہو جائے آج لشکر بندگان مغضوب کا خاتمہ ہے لقا بھی قہقہے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ بدولت کو آج ہی تو غصہ آیا ہے اب تقدیر ان بندون کے غارت کرنیکی بہت مستحکم کی ہے اور سنگ غضب کے نیچے دبی ہے یہ کسیطرح نہ پلٹے گی ادھر اہل اسلام بیچارے خستہ دل جب مقابلہ ساحر مین آتے ہین قتل ہو جاتے ہین مگر ہمت نہین ہارتے برابر لڑتے آتے ہین اور نقد جان دیتے ہین رات بھر کے جاگے دولہا عروس مرگ سے ہمکنار پڑے سوتے ہین جسم انکے خاک و خون مین بھرے پوشاک شہانہ زیب جسم کیے فلک کی گردش مہد جنبان یا بشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح اسنے پیسا زمین خاک بسر درخت نیلی پوش سراسر نخل غم برگ بشکل کف افسوس اہل ماتم لشکر اسلام مین تلاطم جھنڈے بسان زن سوگوار بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے شیہہ بھرتے پلٹنین رسالے بے افسرون کے بھاگنے پر آمادہ محلات مخدرات مین اس خبر کے پہونچنے سے عورتون کا پیٹنا کوئی فراق شوہر مین ہے ہے سیر اوارث کہکر بال نوچتی کوئی یادہ پسر مین ہاے میرا بچا کہکر منہ پیٹتی پچھاڑے لگاتی ہزارہا عورتون کا حلقہ باندھکر بال کھولنا اور نوحہ و زاری کرنا کہ

ابیات

کوئی بولی چھٹے تم ہمسے ای ماہ
جہان کسکو کہیگا روح سلطان
غضب کیسا ہوا کیا پیش آیا

کوئی بولی کہ آ پیارے کہان ہے
کہان ڈھونڈھون کدھر جاؤن مین اب آہ
حجاب خاک مین تم سوئے دلدار
جو ای رب انکو دنیا سے اٹھانا

مری آنکھون سے کیون اتنا نہان ہے
پکاریگی یہ مادر کسکو ای جان
لحد تیری کرین ہم آہ تیار

جب فرزندان حلیم نژاد جھپنے یہ تلاطم دیکھا تب سمجھے کہ ہم کبتک امیر یا تو قبر کو مائح ہونگے یقین ہے کہ امیر بھی اٹھنے جائین اور انکسی آفت مین گھرین اب یہ قافلہ گم کردہ راہ ہوا چاہتا ہے یہ باغ دست برد خزان سے تباہ ہوا چاہتا ہے لیکن مضطر ہوکر زائچہ کشی پر مائل ہوئے اور قرعہ پھینکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سردار جو قتل ہوتے ہین

گشتہ سحر ہین وہ جو بجلی چمکتی ہی اور آگ جھلکتی ہی اتنے ہی عرصہ مین سردار کو ساحر اُٹھا لیتے ہین اور کاغذ کا پتلا ڈال دیتے ہین جو سحر کی وجہ سے افسر کی شکل نظر آتا ہی اصلی سردار قید ہو جاتا ہی اب زمانہ فتح ہونے لشکر کا بہ جانب مسلمانان قریب ہی کفار کا لشکر شکست نصیب ہی زائچہ سے یہ معلوم کر کے خدمت امیر مین آئے اور حال کو الف معرض بیان مین لائے امیر نے شہزادہ کرب کو کہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہی محلات مین بھیجا کہ شہزادہ مذکور نے ہر ایک بی بی کو تسلی دیکر وہ نوحہ و شیون موقوف کرایا اور یہان بادشاہ اسلام نے تاج کو اُتار کر جانب قبلہ رخ کیا اور محتاج بدرگاہ کبریا ہو کر بصد تضرع و نیاز استغاثہ کیا کہ اے خلاق ارض و سما ہمکو اس بلا سے بچا کہ بموجب نظم

سپہدار گردن کشان آن زمان
نہ بر جاے و در جای بر جا بجای
ز افسون و از جادوی بر تری
توانا بر آتش و زمہریر

گرفتند زاری سوے آسمان
ہمہ بندۂ پر گناہ توایم
جہاندار و بر داوران داوری
ازین سختی باما تو فریاد رس

کہ اے برتر از دانش و ہوش و راے
بہ بیچارگی دادخواہ توایم
تو باشی بہ بیچارگی دستگیر
نداریم جز تو کسے را بکس

سہام استغاثہ نشانۂ مراد پر پہونچے یعنی دشت کی جانب گرد اُڑی ایسی گرد تیرہ تھی کہ کاخ افلاک تک نردبان لگی لگی تھی روے مہر چھپ گیا عیاران لشکر اسلام خبر لینے دوڑے اور بختیارک ہاتھی پر کھڑے ہو کر پکارا کہ ہاے دلمین درد ہونے لگا یا خداوند تقدیر پلٹا چاہتی ہی ذرا دیکھیے تو یہ گرد کیسی اُڑتی آتی ہی یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور کئی سو فیلان جنگی جنکی سونڈون مین بندھے ہوئے ظاہر ہوے لشکر نشان کئی لاکھ فوج کے اُنکی پشت پر کھلے ہوے پیچھے اُنکے ساحران نامی طاؤس و ہنس پر سوار جادوگرنیان و صعدار بیشمار پیدا ہوئین پھر سقے آبپاشی کرتے گرد و غبار بٹھاتے رسالے کے سوار گھوڑے اُڑاتے پیادے اپنا عظم و شان دکھاتے نکلے لشکر کا آنا اور اُسکا کر و فر کا کیا بیان کیا جائے دم تحریر کمیت قلم کا پا لنگ ہی کثرت مضامین سے عرصۂ قرطاس نہایت تنگ ہی یہ شوکت و شان تھی کہ عظمت اُسپر قربان تھی نظم

بہان شد بگرد اندرون ناپدید
بلرزید و از ایشان برید مہر
ہمان افسر پیلبانان بزر

کسے از یلان خویشتن را ندید
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
ہمہ طوق زرین و زرین کمر

ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر
کہ اندر جہان آن نہ دیدست کس
ہمان چتر کز دم طاؤس نر

بروبافتہ چند گونہ گہر
کستانی وشکنی وہری سپاه
کمانی وہری ورومی وسند
زلبس تخت فیروزه بر پشت پیل
بدست اندرون تیغ آہن گذار

سپہ بود چندان کہ دریای روم
دگر گونہ جوشن دگر گون کلاه
پر از خاک شد چشم کام وسپہر
درخشان بکردار دریای نیل

ازایشان نمودی چو یکبہره موم
چغانی وچینی وسقلاب ہند
تو گفتی بقیر اندر اندود چہر
نشستہ بران تورج نامدار

اُس سپاه نے قریب جنگاه آکر ایک طرف صف کھینچی اور شہزاده تورج مرکب پر سوار ہوکر بڑھا امیر اور بادشاہ کو مجرا کیا چاہا تھا کہ قریب تر جائے اُسوقت نہیب سیمابِ طلسمی گوش زد ہوئی ہر چند کہ آمد شہزادهٔ دلاور دیکھکر بختیارک نے لڑنے سے منع کیا کہ ضرور اسمین کچھ بھید ہے جب تو نبیرهٔ حمزه وقت پر پہونچا ہے مگر سیماب کا بحر غضب جوش مین تھا اُسنے کہنا شیطان کا نہ سنا اور مسلمانون کو طلب کیا شہزادهٔ دلاور مرکب اُٹھاکر روبرو اُسکے پہونچا اُسنے بظاہر ترسول شہزاده پر مارا اُس دلاور نے رد کرکے تیغۂ طلسمی نیام سے لیا اُس تلوار کو دیکھکر یہ گبر بھی گھبرایا مگر شہزاده تیغہ علم کرچکا تھا سر کو بتاکر کمر پر جو ہاتھ مارا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ عکس تیغہ پڑتے ہی وه جو پاره کیطرح سارا جسم اُسکا معلوم ہوتا تھا وه باقی نرہا آتش شمشیر طلسمی نے پاره کے خول کو جسم پر سے اُڑا دیا اصلی جسم بسان قیر سیاه ظاہر ہوا سب پکارے کہ مار سیاه کینچلی سے باہر نکلا تیغہ تو کمر شہزاده کا پڑچکا تھا مثل چار سالخورده کے جسد ناپاک سکے دو ٹکڑے ہوئے اور غلغلہ رقیامت خیز بلند ہوا اسیرون نے غل مچایا کہ مارا سیماب جادو کو آندھی سیاه آئی پھر کڑکے اُسکے تن نجس کے بہم ہوئے روح وتن مین جدائی ہوئی فوج ساحران یہ حال دیکھکر شہزاده پر ٹوٹ پڑی اسطرف سے فوج طلسم کشایان شہزاده جو ساحر آئے تھے حربہ ہائے سحر بگڑ کر جا پڑے بختیارک نے منہ پیٹ لیا اور ایک دوہتڑ لقا پر مارا کہ مسخرے مین کہتا تھا تقدیر کو سبنھالے رکھنا کیا بوجھ تھا جو تجھسے روکا نگیا تقدیر کو اُلٹا ہو جانے دیا حالانا پائے داری بگریز لقا نے غصہ مین آکر فوج کو اپنی للکارا سنجانی باختری کوہی وغیره تیغین کھینچکر سپے چلے پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے عقرب سلیمانی کھینچکر اشقر کو اُڑاکر چلے اُدھر ساحرون کے مرنے سے سرداران اسلام جو مقید ہوئے تھے اور لشکر ساحران مین اندر خیمہ کے قید تھے چھوٹ گئے اور قید آہن توڑکر باہر نکلے نگاہبان مرنے سے ساحر کے ایسے بدحواس تھے کہ روبفرار لائے اور افسران بہمن نعره رعد آسا بلند کرکے طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک طرف آکر گرے اتبو ساحر سے

ساحر بڑھکر بھڑ گیا اور دلاور سے دلاور نارنج ترنج ناریل کی ہر سمت بوچھار ہوئی کلوا بھیرون کی پکار ہوئی
بیرون کے غل نے رعد کا دم بند کیا تیغون کی برق صفت چمک نے دیدۂ دلکو بند کیا عاجز و ستمند
کیا دلاورون نے آب تیغ کی روانی دکھا دی زورق ہستی دشمن بہا دی ہارے ہوے دلیران و
ہنگ اسپان فلک چارم سے گذری بہرام کو دہشت طاری ہوئی کہین گرز لسجا تیر کہین نیزے
کہین خنجر کسی سمت شمشیر چلنے لگی صداے فشا فاش بر تیران و چقا چاق شمشیران بلند ہوئی تیغ کے
جوہر کھلے مرد و نامرد کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگی تہ ہوئی خامۂ اجل نے بعض کے چہرۂ پر
صاد کیا بعض کو نظری بنایا قرطاس حیات مین جز حرف فنا کچھ اور لکھا نپایا اجزاے پریشان
اعضاے تن نظر آئے مجموعۂ ہوش و خرد ابتر تھے اوراق حیات مثل ورق گل باد خزانی
تیغ سے برباد ترک بے ترک صفحۂ ہستی بترتیب سے آزاد کلک شمشیر نے مضمون زندگی باطل و مہمل سمجھکر مثل
حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند فنا نے رشتۂ جان توڑ کر دفتر ہستی کا جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی
پر حرف آیا نوشتۂ تقدیر مرنا تھا بدینوجہ اسطار کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گذارش کیا جائے
دم بھر مین خندق سکے دریا بہ گئے دشت لاشون سے پٹے تیغ و خنجر کی جھنکار گوش کیوان و مریخ کے پار
ہوئی تلوار مسلمانون کی بسان شہباز دشمن شکار ہوئی مبارزون نے جان لڑادی یہ نوبت پہنچی نظم

برآمد ز ہر سوے لشکر خروش — همی پیل را زان بدرید گوش — همی لرز لرزان شده دشت و کوه
زمین شد ز نعل ستوران ستوه — هوا همچو ابر بهاران شده — بهم این چنین تیرباران شده
ز گرد سواران و خرچم تبر — نباید که داند کس از پای سر — مبارز همه زیر خاک اندرون
کفن چوشن و ترک شسته بخون — همیرفت تو رج میان دو صف — یکے تیغ ہندی گرفته بکف
نه با خنگ او کوه را پای بود — نه با خشم او پیل را پاے بود — هر آنگه که خنجر بر انداختی
همه دشت بی تن سر انداختی — بیک زخم صد سر کردی قلم — خروشان و جوشان چو شیر دژم

امیر ولاور نے قلب لشکر مین پہونچکر علم ضلالت شیم لقا سے بے حشم کو قلم کیا فوج کفار مین بھگدر
پڑی ساحر بہت سے مارے گئے باقی جانب طلسم بھاگے صبا سے جادو تماشاے جنگ دیکھنے
آئی تھی وہ طریقہ رزم مسلمانان جانتی ہی سیماب کے مرتے ہی رو بفرار لائی لقا جانب کوہ عقیق
بھاگا مسلمانون نے زیر قلعہ تک تعقب نچھوڑا تیغ بید ریغ رکھ لیا خیام و بارگاہ کافران مین آگ

لگا دی مال و خزانہ و بازار لشکر سب لوٹ لیا ہزار ہا کافر بھاگتے وقت بھی مارا گیا آخر کوہی اور سجالی وغیرہ بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہو کر متواری ہوئے لقا افتان و خیزان اندر قلعہ عقیق کوہ مع بختیارک آیا کافرون نے در قلعہ بند کیا فیلبند دروازے سے توپ ماری امیر نامور زیر قلعہ ہو نجکر سب کے سب دلاور شکار کے نکلجانے سے بگڑے چاہا خندق فراکر در قلعہ توڑین مگر از مراجعت فرما ہوئے شہزادہ توریج کو بیچ مین لشکر کے رکھکر زرنثار فرماتے ہوئے بارگاہ مین آئے سپاہ نے گر مکولی توریج سے ہر ایک بہادر ملاقی ہوا محل مین سردارون کے زندہ آنے سے خوشی ہوئی شاہ لشکر اسلام نے شہزادۂ مذکور کے آنے کی خوشی مین اور فتح جنگ کی عشرت مین حکم جشن ہونیکا دیا اس عرصہ مین سپاہ ضیاے خورشید بھی رو بفرار لائی خسرو لیل شادان و فرحان الفتح و فیروزی داخل بارگاہ عالم ہوا کہ

نظم

بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام	ہوا خورشید پر احسان آرام	فروغ شمع نے چہرہ دکھایا
فدا ہونے کو ہر پروانہ آیا	دلون مین آرزوؤن نے کیا جوش	ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

یعنی سرداران ذیہوش حمام کر کے بارگاہ سلیمانی مین زیب دہ کرسی و دنگل ہوے کے رقاصان زہرہ پیکر و ساقیان ہمنبر ہوش و خرد سے بیگانہ بنانے لگے ناچ کی چھلبل دکھانے لگے شراب کی بوتل الٹ دھلنے لگے لشکر مین ہر سمت چراغان کی بہار مردان لشکر کا نکھار آلیس کی چہلین ہر خیمہ لبسان عروس آراستہ ہر مقام پر جلسۂ عشرت جما ہوا محلات مین خوشی کی دھوم دھام گانیوالون کا اژدہام بارگاہ سلیمانی مین سردارون کی مے پرستی باہم مذاق کرنا رقاصون کا حسن دلربا کوئی لب جام کے بوسے لیتا کوئی ساقی کو دعائین دیتا یہ جلسہ تھا کہ

نظم

بہار فصل گل ساقی پھر آئی	دل توبہ گزین نے منہ کی کھائی	لگایا بے تامل لب سے ساغر
کیا احسان نیا پیر مغان پر	اٹھا کر رکھدیا ایمان سر طاق	کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اُسے شاق
نہ تسبیح آب موج مے ناب	کردن شیشون کو جاے سجدہ آداب	جو نوکر طائفے تھے حور پیکر
ہوے حاضر وہ ساز رقص لیکر	سمان رقص نے باندھا وہان پر	کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر

یہان تو یہ جلسۂ عشرت بصد مسرت ہی ادھر لقا کو ہزار طرح کی کدورت ہی باغ مینا مین بھاگ کر آیا ہی نہ ناچ نہ شراب ہی نہ گانا ہی ہر ایک کو ہی چپ اور سُن بیٹھا ہی قلعہ مین مرگ عزیزان سے

ہر سمت نوحہ گری ہے بیکلی فوج کوہ ودشت سے آتی جاتی ہے ہر سمت سے آواز ہاے کی آتی ہے لقا تھا شرمندہ اور خفیف بیٹھا ہے کہ صباسے جادو کا داخلہ ہوا اور اُس قحبہ نے آتے ہی خداوند کی بلائین لین اور کہا مین صدقے مزاج خداوند کسلیے رنجیدہ ہے ایسے ہی بندہ تیرے ہزارون تیرے اوپر سے فدا ہو جائنگے مین پھر شاہ جادوان کو نامہ لکھتی ہون خداوند کی بلا رنج کرے ابکی ایسی فوج طلسم سے آئیگی کہ بندگان خوابی کو زندہ نچھوڑیگی وہ خرس اسکی باتون سے خوش ہوا اور پکارا کہ خداوند نے یہی تقدیر کی تھی کہ سیماب کو اپنے مرنے کا ڈر نہ تھا غرور کرتا تھا پس وہ مارا جائے اور طلسم سے اور کوئی ساحر زبردست آئے غرض بصلاح بختیارک نامہ لکھا گیا مضمون یہ تھا کہ یہان سیماب بھی اگر مشتاق سیر بہشت خداوندی ہوئے اب کسی ساحر زبردست کو ہماری مدد کے لیے اے شاہ طلسم روانہ فرمائیے یہ لکھکر رات ہی کو پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا کہ پنجہ نامہ لیگیا پنجہ تو نامہ کو لیکر گیا ساحرہ اور سلیمان وغیرہ نے بارگاہ وخیام بہر لشکر درست کرائے فوج کو ترتیب پذیر کیا خداوند کے لیے شراب و کباب سامان راحت مہیا کیا لشکر اسلام مین شب بھر جلسۂ عشرت رہا آخر وہ وقت آیا کہ شاہ دہر نے گنجینۂ گوہر اختر شب خوشنود ہو کر لٹایا اور خورشید جہانتاب ضیاے زر سے مالا مال نظر آیا روے سحر خندان دکھائی دیا

نظم

جلائی دہر نے پھر مشعل روز | ہوا روشن چراغ عالم افروز
اُڑے بادل سے تارے صورت خاک | جو نکلا شہسوار اسپ افلاک

ہنگام سحر بادشاہ عالم پناہ دربار مین جلوہ فرما ہوکے اور قصد کیا کہ انتظام لشکر کرکے آج کا دربار موقوف کیا جائے تاکہ سردار و سپاہ شب بھر کی جاگی ہوئی آرام کرے ہنوز کوئی حکم نہ دیا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق مجراگاہ پر حاضر ہو کر آداب بجا لائی اور عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ صبحکو غلامان جانباز بالا دوی کے لیے کوہ ودشت کیجانب گئے تو یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا مین گذر ہوا کبھی ایسا بیشہ فرحت آگین اور وادی نزہت آئین غلامون کی نظر سے نگذرا تھا ایک پہاڑ کے دامن مین طرح طرح کے گل شگفتہ ہین اور چشمہ جاری ہین پہاڑیان رنگین و منقش گلہاے بوقلمون سے نظر آتی ہین جانوران خوش الحان چشمون کے کنارے درختون پر نغمہ خوان ہین نہرون کے کنارے بگلے بنڈو بیان سرخاب بط قرقرے بیٹھے کلیلین کررہے ہین پہاڑ کی گھاٹیان سنگ سرخ و سبز کی سیڑھیون کی طرح بنی ہین جھرنا جھڑتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے

کہ وہ مقام کسی بادشاہ کی سیرگاہ ہی جتنے دہان سے ہشکر جو اُس بیشہ کا نام دریافت کیا تو لوگون نے بتایا کہ بیشۂ حیرت اِس مقام کو کہتے ہین غلامان جانباز کی نگاہ حیرت انتما سے ایسا صحراے پُر فضا کبھی نگذرا اتفاقاً ظاہرا یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اسجگہ کچھ اسرار ہی باقی حال غیب سے آگاہ پروردگار ہی یہ کیفیت عرض کرکے ہرکارے کنارے ہوئے اور امیر والاتدبیر نے بزبان ہدایت ترجمان ازراہ پند و نصائح گلشن کلام کو یون پُر از گلہاے سخن فرمایا کہ نوجوانان بیشۂ شجاعت اِس ضعیف کا کہنا بگوش ہوش سنین کہ حوالی مین اِس کوہستان کی نیرنج و طلسمات و ساحران پرفن کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا ہی جو کوئی جائیگا آفت مین گھر یگا دیکھیے شہزادہ بدیع شکار کو گئے تھے آجتک آفت مین مبتلا ہین فی الحال لقاے بدخصال بھاگ کر قلعہ مین گیا ہی لڑائی موقوف ہی کوئی صاحب قدم لشکر سے باہر نہ رکھین خیمون مین ناچ دیکھین آفت مین نہ گھرین یہ ہرایک سردار کلمات ہدایت آیات امیر والاتدبیر سنکر خاموش تھا بعضون نے بجا اور درست کہا لیکن شہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ دل و جان حمزہ عالیجاہ اپنے مقام پر سے اُٹھکر سامنے جد ہدایت پناہ کے آیا اور دست بستہ عرض سا ہوا کہ اے قبلۂ دو جہان نظم

اے شہنشاہ فلک منظر و بےمثل و نظیر
تیرا انداز سخن شانۂ زلفِ الہام
تا ترے وقت مین ہو عیش و طرب کی توقیر
ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر

اے جہاندار کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل
تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل
تا ترے عہد مین ہو رنج و الم کی تقلیل
زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

آپ دل صفا منزل مین اپنے کہینگے کہ ابھی مین جس امر کا مانع ہوا اِس گستاخ نے وہی تذکرہ مجھسے کیا اور قدم حد ادب سے باہر دھرا مین قسم خداے پاک کی کھاتا ہون کہ میرا عزم پیشتر سے شکار پر جانے کے لیے آپسے اجازت لینے کا تھا کسلیے کہ بغیر عم نامدار بدیع الزمان ذی تبار لشکر مین رہنا مجکو ناگوار ہی اب بعنایت بزرگانہ امیدوار ہون کہ براے چندروز اجازت یاب بہر صید افگنی ہون وگرنہ رُک رُک کر ایسا نہو کہ مین قدم جانب بادیۂ ممات بڑھاؤن غم اپنا خاطر اقدس پر دھر جاؤن امیر نے یہ عرض شہزادۂ ذی توقیر کی سنکر پھر بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نمانا اور اصرار از حد کیا اور کہا لوگ مجھپر خندہ زن ہونگے کہ قاسم کو ایسا بودا امیر سمجھے کہ صحرا مین جانے نہ دیا امیر نے ناچار ہوکر فرمایا کہ تم رستم وقت ہو تمپر کیا کوئی ہنسے گا ہرچند کہ دل میرا اجازت دینے کو نہین چاہتا مگر تمھاری ہٹ نے

مجبور کر دیا اچھا ای فرزند جو منظور خدا سپہر دپروردگار عالم تمکو کیا لیکن بہت دور نجانا اسی اطراف مین شکار کھیلکر جلد چلے آنا تمکو کیا سپرد خدائے جلیل کے بہرحال مین تمھارا وہی ہو کفیل ویارہ شہزادہ اس اجازت ملنے سے گل گل شگفتہ خاطر ہوا اور دربار سے اُٹھکر بارگاہ مین اپنی آیا سرداران صف شکن کو اپنے یاد فرمایا سلیم شیر شکار و سالم سیر شکار و مالک ترک سفید جامہ وترک توسن یلطاقی و معظم خان بن بہرام اخی سہمان وگنارہ بن اخی سہمان وخسرو وزدکئی سو سردار اور ہمران شہزادہ کے قیماس خان خاوری وحسن خان خاوری وفیروز خان خاوری وغیرہ سامنے آئے اور سامان روانگی کرنے لگے سیارۂ بن عمرو نے پیش خیمہ اشتر وقاطر پر بار کرایا بارگاہ طلسم افراسیابی بار ہوئی چالیس ہزار سوار چیدۂ روزگار سات لاکھ کے لشکر سے ہمراہی منتخب ہوئے قراول بیلیے میر شکار یوز باشی جانوران شکاری لیکر اُسیوقت کوچ کر گئے بازدار باز ہاتھ پر بٹھائے در دولت پر حاضر ہوئے بحری ترمتی باشہ جرہ لگھڑ جھگڑ لپسند ہونے لگے موسی نیولی کی جھنگلیان ہمراہ لیچلنے کا حکم ہوا جانوران چرند کے شکار کو چیتون کی کھٹولیان تانگون پر لد گئین سگان تازی کی جوڑیان ڈوریے لیکر صحرا کو چلے دام دار دام بردوش چرپار فرمان گوش بھبکی کیا درست کیے دھوکھے کی ٹٹیان کندھے پر لادے روانہ ہوئے ہاتھی جو شیر کو ٹھکرا کر مار ڈالین اُنپر چار خانہ کھینچ گئے ہودج زرین رکھے گئے لباس چرمی فیلبانون نے پہنے دن بھر یہی سامان رہا جب صیدگاہ عالم مین ہوکے کی ٹٹی ظلمت شب کی لیکر صیاد فلک چکر لگانے لگا اور مرغ زرین بال مہر خوف سے صحرائے فلک چھوڑکر بھاگا کہ

ابیات

کہ اس عرصہ مین سلطان کوکب | ضیاسے جسکی ہر شان کوکب | قدم فرسا ہوا بہر بسیرہ آرام
نظر آنے لگی کیفیت شام

رات کو بکاول ودر چھار ساز اور باغبان جو صحرا کو بہ از گلشن جنان کر دکھائین بہر آرایش خیام و مقام روانہ کیے گئے جنھون نے پانچ پانچ کوس پر خیمہ آراستہ کر کے نہر و چشمہ ہائے دشت کے کنارے گلشن نگار بنادیا فرش مکلف بچھادیا دیگین چڑھگئین طعام لذیذ تیار ہونے لگا یہان شہزادہ نے سلح خانہ کھلوایا تیر عمدہ چھانٹے گئے تیغین جو رنگ جے خوب کاٹتی تھین پسند خاطر ہوئین شمشیر دودسۂ ہندی زیب کمر کی وہ تلوار جو دم شکار گینڈے کی پشت مثل خیار تر کاٹے سنگ پشت کا بجربن لہو چاٹے پسند خاطر دلاوران ہوئین اسمین چلین ہین کوئی

کہتا کہ کچھار مین شیرون کا مسکن ہی اُسی طرح ہمارا کل روان تو سن ہی بندہ تو شیرون ہی کا شکار ہمیشہ کرتا ہی و اسد جو للکار کر بنام اسد اللہ الغالب شیر کو نمارا تو کچھ کام نکیا بعض کا مقولہ تھا کہ شیر سے تیند وا اجرا زادہ ہوتا ہی مین تو اُسیکو ڈھونڈھکر مارونگا غرضکہ وہ رات اسی حرف و حکایات مین بسر ہوئی جھاڑیون کا ذکر رہا کہ وہ بنی بن مین بہت قلب ہی کوئی کہتا کہ پہاڑ کی گھاٹی مین جانے سے روح دلاوران سلب ہی اسی چہچون قہقہون مین وہ زمانہ آیا کہ شہباز روز نے پنجہ کھولا اور خطوط شعاع سے دام بردوش صیاد مہر صحراے فلک مین آیا کہ نظم

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار | اڑا عنقا صفت رنگ شب تار
نسیم صبح کا جھونکا پھر آیا | یہ گلچین فلک پھر رنگ لایا

صبح ہوتے ہی مہر سپہر صاحبقرانی نکمن بارگاہ سے طالع ہوا اور خانہ زین کو مرکب شبرنگ زہرہ جبین سے منور و روشن فرمایا سردار مثل خطوط شعاع گرد اُس نیر تابان کے ہوکر روان چالیس ہزار سواران جلبتہ پوش ہمراہ جوڑیان نقارہاے نقرہ و طلائی بجتین بہ عظم و شان کہ ابیات

ہزار و صد و شصت خسرو پرست | پیادہ ہمہ رفت ژوبین بدست
ہزار و چہل مرد شمشیر داشت | کہ دیبا ز بالا زرہ زیر داشت | پس اندر دوان ہفتصد باز دار
چہ با باشہ و چرغ و شاہین کار | وزان پس برفتند سی صد سوار | پس بازداران ہمہ یوز دار
بزنجیر ہفتاد شیر و پلنگ | بدیبای چین اندرون بستہ تنگ | پلنگان و شیران آموختہ
بزنجیر زرین دہان دوختہ | قلادہ بزر ہشت صد بود سگ | کہ در دشت آہو گرفتی بہ تگ

سفے الجملہ جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے جانوران شکاری کو صید پر چھوڑا شکار کا لطف مرغزار کی کیفیت چشمون کی تراوت اور لہراسبزہ زار کی نزارت دیکھتے روانہ تھے کبھی چیتون کو ہرن پر چھوڑا کبھی شیر ببر کو گھیر لکمین پاڑھا نشانۂ تیر ہوا کبھی آہو بچا لالا کی کمند مین اسیر ہوا شہزادہ اسیطرح اُس بیشہ کیطرف کہ جسکا ہرکارون کی زبانی حال سنا تھا چلا اور بیشۂ حیرت پوچھتا ہوا آخر اُسی وادی مین پہونچا دیکھا تو واقع مین ہرکارون کے بیان سے اُسجگہ کو دو چند عمدہ پایا قدرت کردگار حقیقی کا جلوہ چشم تقدیر نے دکھایا دامن کوہ کے نیچے نہرین جارین اتراتی پھرتی باد بہاری جھرنا جھرٹا تا فرہاد کی روح کا حوصلہ نکلتا دامن کوہ پھولون سے بھرا پایا آغوش پُرتمناے عاشق مین معشوق رنگین ادا ہر نہر کے کنارے فوارے چھوٹتے جسکو دیکھکر روح محرور مزاجان در و دپڑھے فضاے

گلزار سراپا بہار سو جان سے اُس جنگل پر نثار طبقۂ ارض پُر بہار برنگ دامن قبائے دلدار ہر طرح کے پھول اور ہر قسم کا میوہ فصل وغیر فصل کا تیار نہال پُر ثمر و بار آور سبز رنگان وہر سے کہین بہتر شاخ سے شاخ بردوش مستانہ یا برنگ مشتاق جانانہ عشق پیچان کیطرح پیچان باہم دست و گریبان کہین جھاڑی مثل زلف شکن در شکن مہوشان پر پیچ جسکے سامنے چوٹی سنبلہ چرخ اخضری کی پیچ صبائے بہارین کا مستانہ بھر نا دم بط و قاز قرقرون کے خرام پر جان خوش رفتار نثار بیدم کوئل کوکتی پپیہے کے ادبے پر سوداز دگان محبت کی زبان لہو تھوکتی طاؤسون کا رقص عجیب طرح کا جھمکڑا برسات کی آمد گرمی کا جانا ہر جگہ چشمہ ہائے سرد کا لہرانا زمین پر فرش زمردین بچھا ہر شجر پر بلبلونکا غنچہ رضوان کا دل اسیر دام الفت وہان کا ہو کر مثل طائر پھڑکتا نغمہ سنجی مرغان خوش الحان نئی طرحکا زمزمہ خوشبو سے گلون کی دشت مہکتا بلبل چہکتا مسافر خیال کا قدم بہکتا کبھی بدلی گھر آتی کبھی بجلی چمک جاتی یہ بہار ہر سمت تھی نظم

تو گوئی کہ آمد مہ فروردین
ہمہ کوہ و ہامون پر از لالہ گشت
بزرگان ببازی بہ باغ آمدند
بشادی روان را بیار استند

بیار است گلبرگ روی زمین
ہمہ راغ ہا بد چو پشت پلنگ
ہمہ میش و آہو براغ آمدند

سر شاخ سر ابر چون ژالہ گشت
زمین ہمچو دیبای رومی برنگ
نشستند و بر سبزہ می خواستند

شہزادہ نے لب نہر بارگاہ آراستہ ہونیکا حکم دیا خیام وغیرہ تو پہلے ہی سے آراستہ تھے شہزادہ گھوڑا اُٹھا امرہون مین آکر ٹھہرا وہان جھولے پڑ گئے ستار چھڑ گئے بائین کی گمک نے ناہید فلک کو بیچارہ بنایا معشوقان گل اندام پہلو مین آکر بیٹھ گئے محبت کے پینگ بڑھے رنڈیان جو سرداروں کی ملازم تھین وہ ہر ایک کے ہمراہ جھولا جھولنے لگین عجب طرحکا سماں بندھا اُسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت آگیا تھا مگر وہ زمانہ بھی خالی از لطف نہ تھا بگولے بن مین بن بنکر اُٹھتے تھے قامت یار شوخ و طرار نظر آتے تھے جھونکے ہوائے گرم کے گرما گرمی معشوق کا رنگ کھاتے تھے جو ہرن جست کر گیا کسی خوش چشم کا رم کرنا یاد آگیا دشت مین دھوپ کا تھراتا تھا یا مشاطۂ فلک عروس غبرا کو آئینہ مصفا دکھاتا تھا سطح ارض چمک مین مرآت رخسار جانان بنا ذرون کی چمک سے ماہتاب شاہد زمین کا پر افشان تھا شہزادہ مصروف عیش و عشرت تھا کہ خاطر پر کدورت دہر کا غبار نکلا نیا ماجرا پیدا ہوا یعنی ورکہ کو کیجانب سے

گرد اُڑی جیب دامن گرد بیخۂ ظلم صبا سے چاک ہوا دیکھا کہ کئی ہزار زنگیان آدم خوار مسلح و مکمل گینڈون پر سوار آتے ہین اور آگے سبکے ایک حبشی سیاہ قلب و تیرہ رو بالکل اُلو جاہل و بدخو بے ایمان نطفۂ شیطان مردم آزار خدا ناترس کاہل و زبون شعار کہ ابیات

گنہگار یزدانی و ناسپاس
کہ چشم خرد داشت آن دیو کور
چراغ خرد پیش مغزش بمرد
کہ او در جہان دشمن ایزد است

تن اندر نکوہش دل اندر ہراس
ہمان کژ بینی و خوابیدہ چشم
زجان و دلش روشنائی ببرد

ستمگارہ دیو لیست با خشم و زور
دل آگندہ دارد تو گوئی بخشم
بدیدہ بہ بینی مرا و را بد است

وہ خبیث بھی گرگدن پر سوار ارہ پشت تفنگ گران وزن باندھے اور ہر ایک ہمراہی اسکا جلادی اور ستمگری پر کمر کسے ایک ایک دیو خصلت چہرہ سے قزاقی ظاہر ہویدائی اُنسے اور وہ بیغیرتی سے خوب ماہر قامت جسکے دراز بیج ہے کہ بغیرتی کی عمر دراز ہاتھ دامن ہمت کیطرف سے کوتاہ دل حرص و آز کیطرف گزون بڑھا ہوا پاؤن عرصۂ ہمت و پائمردی مین شل سرگرم رفتار ایک سمت کو سوار اور پیدل توے کیطرح ہنستے ہنگن پھٹے ہوئے جیسے اُنکے نظر آتے برچھے تسموں مین لگے سنانین اُنکی چمکتین ترکش کے پر داز تیرون سے بومون کے دُم لگی یا سنیچر اور ذنب کا قران غرضکہ اسی شوکت و شان سے روان تھے اور پیچھے ان بدشعارون کے کئی سو عورتین بے مقنع و چادر شتران برہنہ پر سوار بحالت سوگوار تھین چھوٹے چھوٹے بچے آگے اُنکے بیٹھے بال اُن بیکسون کے رخپر کھلے ہوئے پیشانیان اُنکی خاک مین بھرین پیٹھ تازیانون کی ضرب سے زخمی ہر ایک زن ماہ سیما و مہر طلعت آلودہ بغبار رنج و مصیبت ہجوم یاس و بیکسی ہمراہ سبکے لب پر نالۂ جانکاہ کسینے طمانچون سے منھ اپنا نیلا کیا تھا گل کو سوسن بنا دیا تھا کوئی بسان گل گریبان چاک کیسے سر پر خاک غم سے ہر ایک نوحہ گر

غرض یکساں نہیں یہ دور افلاک
نہیں رہتی کسیکی نوجوانی
جو بلبل ہے تو وہ بھی نعرہ زن ہے
یہاں کے عیش کا انجام ماتم

بشر کو ایکدن جانا ہے خاک
اگر گل ہے تو کھٹکا ہے خزان کا
کہ یہ گلشن نہیں جائے وطن ہے
جسے دیکھا ذرا بھی خرم و شاد

عبث ہے یہ بہار ملک فانی
بھروسا کیا یہاں کے میہمان کا
بشکل زلف یاں ہوتا ہے برہم
کیا اس آسمان نے خانہ برباد

وہ بیچاریان آفت کی ماریان تو شرم سے سر در گریبان تھین مگر بچے سہمے ہوئے ماؤن کے کلیجون سے لپٹے اور پانی مانگتے حرامیان لعین اُنکے رونے پر ہنستے اور پانی نہ دیتے اُن سب بیکسون کے آگے

ایک زن خوبرو اُشتر پر سوار تھی کہ بال اُسکے رخ پر جو کھلے تھے وہ صحرا سنبلستان نظر آتا تھا یا کعبے پر کافرون کا دھاوا تھا یا ملک حلب زنگیون کے قبضہ مین آیا تھا آنکھون سے جوے اشک اُسکے جاری تھی یا مشاطۂ حسن برنگ باغبان گلستان رخ کے لیے مصروف آبیاری گریبان اُسکا چاک تھا یا آفتاب ظلم نے قرص ماہ کو تحت شعاع کیا تھا ایک لڑکا پانچ برس کا سن بھولی صورت اُمیدون کے دن گلاب کی تپی اُسکے رنگ رخ کے روبرو شرمندہ چہرہ کُمھلایا ہوا سر برہنہ کرتا پھٹا سہما ہوا آگے اُس زن مہ سیما کے بیٹھا تھا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری برنگ ابر بہار گریہ وزاری کرتی اور یہ نوحہ پڑھتی

نظم

کہ قسمت کا بُرا ہو کیا دکھایا | فریب آسمان جگر مین لایا | نہ سمجھے تھے فلک یون داغ دیگا
غریبون سے عوض اسطرح لیگا | نہ قدرت ہی کہ مر جائین بعید غم | ملین اُس سے بشکل لفظ باہم
فلک کے شکر سے لب آشنا تھے | ندامت خیز سارے مدعا تھے | شہزادہ قاسم نے جو اُس لشکر

ظلم پیکر اور بندیان خستہ جگر کو ملاحظہ فرمایا تاب ضبط نرہی بزم عشرت سے اُٹھکر پشت تو سن پر آیا اور سردار بھی جلد جلد جھولون پر سے اُتر کر سوار ہوئے شہزادہ موصوف آگے بڑھکر اُس زنگی خیرہ سر کا سد راہ ہوا اور للکارا کہ باش او ظالم بیحیا اجل تیری قریب پہونچی لے اب سنبھل اُس زنگی نے جو روے زیباے شہزادہ پر نظر کی قہقہہ مارا اور کہا اے طفل شوخ چشم تو ابھی مُنھ چومنے کے لائق ہی میرے ہمراہ چل کہ تجکو ساقی محفل بناؤنگا شہزادہ نے فرمایا کہ او یاوہ گو ساقی مرگ تجکو ساغر بادۂ فنا پلائیگا زبان بند کر دست نامردی بڑھا دلیرون کے مُنھ پر آنا مُنھ کو مُنھ کا مزا دیکھے بیہودہ گوئی سے کیا حاصل ہی جب یہ کلمات اُس بانی جفا نے سُنے نیزہ پکڑ کر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بند صاحبقرانی باندھکر چند ہی طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا وہ کافر کئی نیزہ آب ندامت مین ڈوبا کہ

نظم

کہ آمد یکی دیو چون پیل مست | کمندی بفتراک و نیزہ بدست | چو زنگی بہ نیزہ در آمد زجای
جہانجوی برجای بفشرد پای | چو نیزہ نیامد برو کارگر | بروی اندر آورد زنگی سپر
بزد تیغ شہزادہ بر گردنش | کہ تا سینہ برید ہنگی تنش | جب اُس نابکار کا نیزہ ہوائی ہوا

شہزادہ نے تیغ لگائی کہ سر پر بیٹھکر جگر مین در آئی وہ آہ کرکے گنبد سے گرا فوج نے اُسکی یہ حا

دیکھکر شہزادہ پر حملہ کیا اسطرف سے جوانان رستم شعار تیغہاے شرربار کھینچکر جا پڑے آب نور و ظلمت یکجا ہوئے دو لشکر بہم بھڑ گئے شب تاریک بر روز روشن پر چھائی کفر و اسلام مین لڑائی تھی رخ زنگی پر تیغ تیز کا پڑنا سپر پر شمشیر کا رکھنا نظر آتا تھا خون سرخ رنگ سیاہون کے جسم پر بنا لطف دکھاتا تھا آبنوس کے کندے دھڑ دھڑ جلتے دکھائی دیتے تھے نشتر ظلم روزگار سے فصد سوداز دگان کھلگئی تھی جوے خون جاری تھی لخت خون کے تن سیاہ زنگیان پر جمے تھے یا سنگب حدید پر ٹکڑے عقیق جگری کے جڑے تھے سوداے بازار قتل و قمع ہوتا تھا یہ حال تھا نظم

نگہ کرد قاسم بران رزمگاہ
ہمان جنس شمشیر و گرز گران
یکے حملہ بردند از انسان کہ کوہ
سپہر روان خون خرو شد ہمی
ازان زنگیان کشتہ شد لشکری

جہاندیدہ یکسر بلشکر سیاہ
کہ گفتی زمین گشت گردان سپہر
بدرید از آواز قاسم گروہ
زبس کشتہ اندر میان سپاہ
ہر آنکس کہ بد زان دلیران سرے

چکاچاک برخاست و بانگ سران
کہ از تیغہا تیرہ شد روے مہر
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہمے
بماند بر جاے و بربست راہ
تا دیر ہنگامہ گیر و دار برپا رہا جسقدر

سرداران نامور اُس لشکر خود سر کے تھے طعمۂ شہباز اجل ہوئے راہی ملک عدم سوار و پیدل ہوئے بقیۃ السیف گریزان جانب جنگل ہوئے شہزادہ نے بعد قتل و غارت لشکر اعدا اُن عورتون کو اشترون سے اُتارا اور خیام و بارگاہ جو اپنے بیابان کے استادہ تھے وہان بھیجا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ طعام عمدہ اور میوہ ہاے لطیف خوانون مین لگاکر بارگاہ پر لیجایئن اور وہ عورت جو سب عورتون کی سردار اور افسر تھی اُسکے لیے کنیزین جو بہر خدمت اپنے ہمراہ لایا تھا بھیجین غرضکہ جب وہ بیکسین آب و طعام سے آسودہ و سیراب ہوچکین شہزادہ دربارگاہ پر گیا اور اپنے آنے کی خبر بھیجی وہ عورت جو سبکی ملکہ تھی اُسنے اندر بلا بھیجا جب شہزادہ بارگاہ مین آیا اُسنے جسم اپنا سر تا بپا چادر سے چھپا کر تسلیم کی اور فرزند پنجسالہ کو بھی بہر آداب خم کرایا شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہوا اور وہ لڑکے کو لیکر گاہ کی آڑ مین بیٹھی شہزادہ نے فرمایا تم اپنی کیفیت سے مجکو ماہر کرو مین تمھارے خانمان تک با آبروے تمام تمھین پہونچا دونگا اور جو کوئی تمھارا دشمن ہوگا اُسکو سزا دونگا وہ زن نیک سیرت یہ کلمات شفقت سنکر عرض رسا ہوئی کہ اے وارث غریبان خضر راہ گم کردگان تیری ذات ستودہ صفات ہم لوگون کی حیات کا باعث ہے مجھ شوریدہ بخت کی یہ حقیقت ہے کہ شوہر میرا ملک سلطان تاج بخش نام

کوہ ارم کا حاکم ہے قلعۂ کوہ مذکور مین ساٹھ ہزار فوج جرار اور سرداران نامدار تھے یہ لڑکا بھی اُسی بادشاہ
کا میرے بطن سے ہے میرے جہیز مین ایک لونڈی آئی تھی تو سگ زردرو نام کہ قوم کی زنگن
تھی اُسیکا یہ زنگی کہ جسکو آپنے قتل کیا ہے بیٹا تھا چنانچہ یہ حبشی خیرہ سر از بسکہ گھر کا خانہ زاد تھا اِس
سبب سے گھر مین آتا تھا اور اسکا نام مین نے شمشاد رکھا تھا اِس بیحیا نے میرے اوپر نگاہ بد
ڈالی اور بیہودہ ہنسی ہنسنے لگا ایک روز اکیلے مین میرے قدم پر گرا اور منت کر کے کہا کہ اے شہزادی
میری جان تجھپر جاتی ہے واسطے اپنے دین و مذہب کا کہ اپنے وصل سے مجکو شاد کر مین اُسوقت اکیلی
تھی اِس خوف سے کہ یہ مجکو ہلاک نکرے گویا ہوئی کہ اچھا مین آج نہین اور کسیدن تجکو اپنے ساتھ
سُلاؤن گی وہ بیحیا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجکو اُس فعل شنیع پر راضی سمجھکر پیار کرنیکا ارادہ کیا مین
اُس مقام تنہا سے ہنستی ہوئی بھاگ کر جہان اور لوگ تھے چلی آئی اور وہ سیہ رو سمجھا کہ ناز معشوقانہ
کرتی ہے خیر آج نہین پھر اور کسیدن سہی یہ سمجھکر باہر محل سے چلا گیا اور جہان باورچی فراش نائی درزی
وغیرہ ایسے پیشے کے لوگ جو رذیل کہلاتے ہین بیٹھے تھے اور اُنھین لوگون نے اُس سے یارانہ تھا
وہان بیٹھکر شیخی بگھارنے لگا یعنی درزی سے مخاطب ہوکر بولا کہ خلیفہ اب ہمنے بھی ایسی کتر بیونت
لگائی ہے کہ کچھ دنون مین قطع ہی اور ہو جائیگی نائی بولا کہ ارے میان وہ جو تم ہمسے ذکر کرتے تھے
وہ ہی معاملہ ہے نا اُسنے کہا ہان وہی نائی قہقہہ مار کر ہنسا کہ واہ یار لانا ہاتھ اب کیا پوچھنا ہے مگر یار کہین ایسا
نکرنا کہ جو سر مُنڈاتے ہی اولے پڑین بھئی اب اور کسی سے ذکر نکرنا واہ کیا معقول یار ہین اور کیسی
فصاحت آمیز اور مہذب گفتگو ہے اور پردہ داری راز کسقدر ہے کہ ایک جلسۂ عوام مین آپکا
ذکر بیباکانہ ہو رہا ہے۔ غرضکہ اسیطرح باورچی نے بھی اپنے اڑھائی چانول گلائے کہ میان تم
بھی صاحب قسمت ہو وہان اپنا ہانڈی مین سا جھا کیا ہے کہ جہان فرشتے کی بھی دال نہ گلتی تھی
اب کیا ہے بڑھ بڑھکے ہتے مارو پانچون گھی مین سر تمھارا کڑاہی مین فراش بولا کہ ارے میان چار دن کی
چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ ابھی تو وہ انکی ایسی مطیع ہوگی کہ سامنے بچھ جائیگی انھین یہ چاہیے
کہ فرش نہو جائین اُسپر چھائے رہین جب تو وہ انپر قناعت کریگی نہین تو اور کسیکو تاکیگی بھئی
پردہ مین زر دلگانا انھین بسواؤن کا کام ہے حبشی بولا کہ اتنوا اپنا خیمہ ڈیرہ پڑگیا پھر سمجھ لینگے جیسا ہوگا
غرضکہ یہ تو اپنا فخر میٹھا بیان کر رہا ہے اِدھر مین نے خواجہ سرا کو بھیجکر سلطان کو بلا بھیجا بادشاہ

محل مین آئے بینے تعظیم کر کے مسند پر بٹھایا اور صاف صاف تو اپنے حال کا اظہار نکیا بات سخن
اسطرح کھولا کہ سنو صاحب مین انمین تو ہون نہین کہ اپنی پارسائی جتاؤن اور کہون کہ لوگ
میرے دامن پر نماز پڑھین میرا منھ اس قابل کہان سو خرابون کی خراب ہان خاک چاٹ کے
کہتی ہون اور خداوند ابڑا بول نہین بولتی ہون جہان مجھ نگوڑی کو کوئی پارسا نہ کہیگا تو بدکار
بھی نہ کہے گا اور کچھ مین ایسی خوبصورت بھی نہین لیکن اگر اچھی نہین تو اب اتارنے جوگا بھی نہین
خیر جو سو سے بری ہون تو دس سے اچھی ای میرے خالق تیرے صدقہ جاؤن کہ تو نے ناک نقشہ درست
بنایا بولا لنگڑا کانا کھدرا نہین پیدا کیا ای بادشاہ اس گئے حال پر اتنا جانتی ہون کہ تمھارے کنبے مین جو
شہزادیان ہین انمین بیٹھون تو یہ کوئی نہ کہے گا کہ انمین یہ ملتی نہین بلکہ میرا ہی پیلا چھپڑا انکے حسن سے کہ جو
خوبصورتین کہلاتی ہین اچھا معلوم ہوگا بادشاہ نے یہ باتین سنکر فرمایا کہ ای ملکہ اسوقت پارسائی اور حسن کا
کیا ذکر ہی واللہ تم پری سے بہتر ہو اور اگر تم بدصورت بھی ہوتین تو میرے نزدیک حور تھین کیونکہ
عورت کو پارسا ہونا اور رضا جوئی شوہر کرنا ہزار حسن سے بہتر ہی آخر کچھ کہو کسینے تمکو برا کہا ہی یا عیب لگایا
ہی کیا ماجرا ہی مین نے کہا حال تو کچھ نہین ہی مگر جوان جہان ہون یہ موا حبشی شمشاد محل مین نہ آیا
کرے دیکھو صاحب کل کو تمھین مجکو بدراہ کہنے لگوگے مین سچ کہون یہ حبشی موا بدنظر اہی آج مجسے
دل لگی کرتا تھا بادشاہ نے یہ جو سنا آگ ہو گئے اور فرمایا کہ لوگ جاکر اسکو پکڑ لائین ملازم جبتک
جائین جائین ماں اسکی جو محل مین موجود تھی پیٹ پکڑے باہر گئی اور مقام اہل عملہ پر جاکر جہان بیٹا
اسکا ڈینگ ہانک رہا تھا پہونچی وہان اور اتفاق سنیے کہ حبشی اپنے یارون سے باتین کر رہا تھا
اور کپڑا قطع کرانے اور خط نائی سے بنوانے دو ایک شریف ملازم شاہی بھی آئے تھے انھون نے
بھی یہ حال سنا اور سمجھے کہ کسی کا ذکر ہوگا انھین باتو مین نائی کہ بیٹھا کہ بھائی اب تمسے ڈرنا چاہیے
کہ آدھی گدی کے تم بھی مالک ہوئے بادشاہ سے آدھم سا جھا کیا یہ سننا تھا کہ ان شریفون کے
ذہن مین آیا کہ یہ شہزادی کا ذکر ہی بس پھر تو جوتا پاؤن سے اتار کر بہت تیرے خلیفہ کی ایسی تیسی
آو دیکھا نہ تاؤ پڑاپڑ کی صدا آنے لگی ایک اور دو اور تین پھر گنتا کون ہی نائی کو آشنائی حبشی کی
خوش نہ آئی چندیا گنجی ہو گئی کہ باورچی کا قورمہ کردیا فراش کو مارے جوتیون کے فرش کر دیا
درزی کی قطع بگاڑ دی سر مین بخیہ کی حاجت ہوئی ایک غلغلہ ہوا کان پڑی آواز نہ سنائی

دیتی تھی سوا اِسکے کہ کیون بے بھر کہیگا ارے حرامزادے اور کچھ لیگا او تیرے نانی کی یون کی یون
تیرے باورچی کی مین یون کرون تڑ تڑ تڑاق پڑاق لوگ اور طرف سے آگئے ہین وہ سمجھاتے ہین
ارے بھئی جانے دو ارے میان کیا ہوا اُنسے ذرا بھی کچھ اشارہ اِس حال کا کسینے کردیا وہ لوگ
بھی مارنے لگے غرضکہ حبشی کے یار توخوب پٹے اور اسی ہنگامہ مین توسک زردرو بہونچی او
بیٹے کے ایک دہتر مارا کہ ارے بادشاہ نے تیرے قید کرنیکا حکم دیا ہی شہزادی نے تیرا ماجرا بادشاہ
سے کہا ہی یہ سنتے ہی زنگی کا منھ سفید ہوا وہ سرخی لبشاشت کی کافور ہوئی مع اپنی مادر زردرو کے
وہ سیاہ رو گریزان ہوا اور یہ دونون سبز قدم بھاگ کر قلعہ سے باہر نکلگئے اور روپوش ہوئے ادھر
بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ بھاگ گیا بادشاہ خاموش ہو رہے اور اہل عملہ جو اُسکے رفیق تھے گھر بار اُنکا
ضبط کرکے حکم جلاء وطن دیا اور میری پاکدامنی کا یقین زیادہ ہوا اُنھین دنون مین نخل آرزو
بارور ہوا اور خداتیعالی نے یہ فرزند مجکو عطا فرمایا شجر تمنا ثمر لایا بڑے دہوم سے اسکی چھٹی کی
اور سلطان جہان بخش بن سلطان تاج بخش اِس فرزند کا نام رکھا پرورش سے
اسکی شب و روز کام رکھا جب یہ فرزند تین سال کا ہوا بادشاہ ایکدن شکار کو گئے جانوران پرند کا
شکار کھیلکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اور لشکر سے جدا ہوکر بہت دور نکلگئے اب اُس زنگی کا حال سنیے
کہ وہ قلعہ سے ہمراہ مادر جب نکلا کئی منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہی کہ بارہ ہزار سوار سے ایک نگی فولاد
قوی بازو نام اُسکی حکومت کرتا ہی چنانچہ یہ اُسیکے قلعہ مین گیا اور حاکم قلعہ مذکور نے اُسکو اپنا ہم قوم
پاکر اپنے پاس رکھا بعد چندے اُسکی مان کا محل کرلیا اب وہ بادشاہ کا بیٹا کہلانے لگا اور سلطان
پر لشکر کشی کرنا چاہی لیکن باپ اُسکا جو بنا تھا وہ سلطان سے مغلوب ہوچکا تھا اور خراج دیتا تھا
اِس وجہ سے کچھ بس نچلا اور ہرکارے مقرر کیے کہ سلطان کے افعال کی خبر مجکو دیتے رہین چنانچہ
شکار پر جانے کی خبر سنکر وہ بھی سوار ہوکر چلا کہ اگر بن پڑے تو شاہ مذکور کو بن مین شکار کرون چنانچہ
جب ہرن کے پیچھے بادشاہ میرے چلے یہ بھی فوج کو اپنی چھوڑکر ساتھ چلا اور ایک درۂ کوہ کے قریب
جھاڑی مین چھپکر بیٹھا کہ دھوکے مین بادشاہ کو مارون اتفاقاً بادشاہ اُسی جھاڑی کے قریب پہونچے کہ جہان
وہ موذی چھپا بیٹھا تھا اور وہان پہونچکر ہرن کو بادشاہ نے مارا گھوڑے سے اُترکر ذبح کیا چاہتے تھے
کہ پھر سوار ہون بقدرت کردگار پہلو پر اُس جھاڑی کے اور ایک جھاڑی تھی اُسمین سے شیر نرانکے

جہان

خون کی بو پاکر نکلا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا شاہ نے اُسکے تیغہ مارا مگر اُسنے جست کرکے ایسا ہمہمہ کیا کہ
بادشاہ اُسکی ڈپٹ مین آکر گر پڑے یقین تھا کہ وہ شیر ہلاک کر ڈالے اُسوقت بمصداق اِس مثل کے
کہ جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے یہ حبشی جو درِ قتل جھاڑی مین پوشیدہ تھا بادشاہ کا یہ حال دیکھکر خوش
ہو رہا تھا کہ بغیر میرے مارے یہ آپ ہلاک ہو رہا ہے اِسی خوشی مین اُسکے دلکو مقلب القلوب نے پھیرا اور یہ
اُسکے دلمین خیال پیدا ہوا کہ اِس بادشاہ کو ایسی آفت سے بچانا چاہیے جب یہ اِس مصیبت سے بچیگا
تو تجکو اپنا جان بخش سمجھکر خطاے گذشتہ سے درگذریگا اور ملک و مال دیگا تیری رسائی اِسکے ملک
مین ہوگی کسیوقت موقع پاکر اِسکو مار ڈالنا اور اِسکے ملک پر قبضہ کرنا اِسکی بیگم بھی ملیگی اور سلطنت بھی
ہاتھ آئیگی بس یہ سوچکر جیسے ہی شیر بادشاہ کے طمانچہ مارنے کو پنجہ اُٹھاکر چلا یہ جھاڑی سے نکلا اور ڈپٹکر نعرہ زن
ہوا کہ باش او سگ صحرائی کیا کرتا ہے شیر اِسکی جانب نعرہ سنکر چلا تھا کہ اِسنے ارہ پشت نہنگ اِس زور سے
مارا کہ شیر زخمی ہوکر گرا بادشاہ بھی سنبھلکر اُٹھے اور تلوار ماری کہ کام شیر کا تمام ہوا اُسوقت زنگی قدم پر گرا
اور عرض کی کہ حضور لامع النور کا مین خانہ زاد ہون جو کچھ کہ میری جانب ملکۂ دوران کا گمان ہے ایسا
کبھی مجھسے ظہور مین نہ آئیگا امیدوار ہون کہ ظل اللہ میری خطا معاف فرمائین شاہ نے فرمایا کہ اے شخص
تو نے اِسوقت میری جان بچائی اچھا مین نے قصور تیرا معاف کیا یہ سنکر وہ ہمراہ ہوا اور بادشاہ کو مرکب
پر سوار کیا اور آپ رکاب پکڑ کر چلا بادشاہ بہت خوشنود ہوئے اور قسم دیکر اُسکو بھی سوار کرایا مختصر یہ کہ
داخل لشکر ہوئے اور بحشم و خدم قلعہ مین آکر اُسکو اپنے لشکر کی سپہ سالاری کا خلعت دیا اور خطاب
اسد جنگ عنایت کیا تمام قلعہ مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ آج بادشاہ کی جان شیر سے بچگئی محل مین
صدقہ سیلے اُترنے لگے سردار اکابر شہر تصدق لائے شہر مین روشنی ہوئی جلسۂ عشرت کئی دن رہا زنگی نے
سجدۂ شکر کیا کہ خالق نے میرا افسر و سر تاج دوبارہ دیا فی الجملہ زنگی خدمت بادشاہ مین رہنے لگا اور افسران
لشکر کو وعدہ و وعید عطیۂ دولت و جاگیر کرکے اپنا یار و معاون اُسنے بنایا جب بخوبی انتظام کر چکا تو ایک روز
بادشاہ سے کہا کہ یہان سے کچھ دور ایک جنگل ہے کہ نام اُسکا بیشہ حیرت ہے اُس بیشہ مین ایک پہاڑ ہے کہ
تعریف اُسکی زبان سے ہو نہین سکتی آپ دیکھیے گا تو معلوم ہوگا اُس کوہ پر جو کوئی جاتا ہے سیر طلسمات کرتا ہے
عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے بادشاہ یہ حال سنکر مشتاق ہوا اور اُسکے ہمراہ سوار ہوکر مع چند رفیق و غلام
کے اُس کوہ پر آیا اطراف قلۂ کوہ کی سیر کرتا ہوا ایک سمت گذرا وہان ایک دروازہ بلند نظر آیا اور

حصار سنگ رخام کا طلسمی دیکھا دروازہ کھلا تھا اندر اُسکے قدم بڑھایا حبشی ہمراہ نہ گیا بادشاہ سے کہا حضور سیر دیکھ آئین مین اسجگہ حاضر ہون شاہ مذکور بھی مشتاق تماشا تھے کچھ اندیشہ نفرمایا اور اندر گئے اُسوقت ایک صدائے مہیب آئی اور دروازہ بند ہوگیا پھر نہین معلوم کہ بادشاہ پر کیا حادثہ گذرا اور خدا جانے کہ حصار طلسم روح و جسد اُنکا باقی رہا یا شکست ہوگیا غرضکہ وہ زنگی جب یہ نرد دغا شاہ کے ساتھ کھیل چکا اور بازی لیگیا اس سے پہلے کہ بادشاہ کو طلسم مین بھیجے اُسنے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ اپنے پدر حبدید کے قلعہ سے بارہ ہزار زنگی کا لشکر بلوا کر دشت و جبل مین پنہان کر رکھا تھا پس اُس فوج کو اپنے ساتھ لیکر بادشاہ موصوف کے ملک پر آگرا یہان افسران لشکر تو اُس سے ساز کر چکے تھے لڑتا کون وہ لوگ جو خیر خواہ سلطنت اور نمک حلال تھے وہ جان دینے پر تیار ہوئے تا دیر اُنسے خوب تلوار چلی خون بیگناہان سے زمین رنگین ہوئی فلک بیرحم ظلم تازہ بروے کار لایا کہ دلاوران نیکخواہ کو خون و خاک مین ملایا ظالم کو فتحیاب فرمایا نظم

چو دریا شد از خون گردان زمین	تن بے سران بُد ہمہ دشت کین	خروشے بُد اندر میان سپاہ
کسے راند یدند بر سر کلاہ	ہمہ مہتران زار و گریان شدند	ز بخت بد خویش بریان شدند
زن و کودک شہر گشتہ اسیر	روان خستہ از اختر و تن بہ تیر	

جب وہ سپاہ بھی قتل ہوگئی قلعہ لٹ گیا رعایا فرار ہوئی زنگی روسیاہ نے قصر شاہی کا محاصرہ کر لیا اور مجھ شوریدہ بخت سے کہلا بھیجا کہ ای زن پُرفن اب مجکو منظور نہ کریگی تو اِس حال خراب سے تجکو قتل کرونگا کہ فلک غدار و روزگار پُرآزار کو تجھپر رحم آئیگا اور مین ترس نکھاؤنگا مین نے کہلا بھیجا کہ اُس اژدر زہر آلود سے کہدو کہ خزانہ حسن میرا تیرے لیے نہین اور میرے بوستان جمال مین زاغ و بوم شوم کا گذر نامحال ہے چند کہ میرے وارث رہے نہین مگر شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم * ور ہما از جہان شود معدوم * یہ کلام جو اُس بد انجام نے سنے کچھ فوج لیکر محل مین در آیا اُسوقت عجب طرح کا تلاطم مشکوے خسروی مین برپا ہوا بحر غم گویا جوش مین تھا نواب ناظر خواجہ سرا اور قلماقنیان ترکنین اُردہ بیگنیان کنیزان یاسمن پیکر لاٹھیان اور تلوارین وغیرہ جو کچھ حربہ کہ اُنکو دستیاب ہوا لیکر اُس خیرہ سر کے مقابل ہوے لیکن یہ پریزاد اُس دیو قوی ہیکل کا سامنا کیا کرتے قتل ہوتے تھے مگر جھپٹ کر اُسکو گھیرتے تھے اور چار سمت سے تیغ و سنگ و چوب لگاتے تھے مگر وہ جب اوجھڑ سپر کی مارتا دس دس گر کر تڑپنے لگتے جب وہ

قبضۂ شمشیر لگاتا سر پھٹ جاتے جب کہنیاں ہون کرکے گھماتا آدمی پر آدمی گرتا ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا جوان عورتین تو لڑکر زخمی ہوتین اور جان دیتین بڑھیان گود پھیلا کر کوستین کہ ای تیراز ور ڈھی جائے خدا تجھے غارت کرے موئے مرنے جوگے تجکو آج ہی ہیضہ آئے میرے قد برابر بجلی کڑکتی تجھپر گرے ایک طرف خواصون کا زیور لٹ رہا تھا ایک سمت زخمی عورتین کراہ رہی تھین محل مین لاشین نازنینان گل اندام کی پڑی تھین بعض عورتین خوف سے کنوئین مین گری تھین بعض کوٹھون پر سے پھاندی تھین بعض تہخانون مین چھپی تھین میرا یہ حال تھا کہ انگشتری الماس کی چکلہ پھانکنا چاہتی تھی مگر دایہ اور کھلائی وغیرہ میری انسیین ہاتھ پکڑ لیتی تھین کہ ای شہزادی دکھیو کیا ہوتا ہی دنیا مین کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی یکسان زمانہ نہین رہتا ہی ایک بارنے مین حال دگرگون ہی جان دینا زبون ہی غرض سب رفیقان نیکخواہ میرے بھی قتل و آوارہ و زخمی جب ہوچکے وہ زنگی میرے قریب آیا اور مجکو بیعت کرنا چاہا مین نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر تیری آرزو نہ پوری کرونگی وہ موذی سمجھا کہ اسکو اسیر کرکے تکلیف شاق پہونچاؤن آپ ہی یہ راضی ہوجائیگی یا یہ کہ اس مصیبت مین جان دیگی پس اُسنے مع ان عورتون کے جو آپ نے میرے ساتھ دیکھی ہین مجکو اسیر کیا اور اشتر پر سوار کرکے لیچلا قلعہ مین اُسوقت ماتم و شیون برپا تھا دوست بادشاہ کے میرے حال پر رونے غم سے جان کھوتے تھے کہ بموجب ابیات

ابیات

پس پردہ ہا کودک و مرد و زن ۔ بہر برزنے ماتم شاہ بود
بکوی و بہ بازار و بر انجمن ۔ سران سر نہادند یکسر بخاک
خروشیدن نالہ و آہ بود ۔ ہمہ جا مہا کردہ زین درد چاک

غرضکہ وہ زنگی زشت کردار ہم سبکو لیکر اپنے باپ کے ملک کی طرف جاتا تھا کہ آپنے اس دشت مین کام اُس شقی نافرجام کا تمام کیا اب باپ اُسکا مجکو زندہ رہنا سنکر میرے ملک پر یقین ہی کہ آئے اور وہی روز بد پھر دکھائے دوسرے یہ کہ ملک بھی میرا قبضہ مین میرے نہین اب مین کدھر جاؤن اور کیا کرون بہتر یہی ہی کہ مرجاؤن شہزادۂ قاسم نے جب یہ سرگذشت اُس نیکبخت کی سنی بے اختیار رو دیا اور زبان تسکین بیان سے ارشاد فرمایا کہ ای ہمشیرۂ عصمت مآب و عظمت قباب وہ سانحۂ عظیم کہ جو تمپر گذر گیا خواہش تقدیر و مرضی خدا تھی کیا اُس سے بشر کو چارہ ہی مجکو یہ حال سنکر بہت رنج ہوا اب یہ فرزند سلطان میرا فرزند دلبند ہی مین اُس طلسم سے جاکر تمہارے شوہر کو بھی لاؤنگا

اور انشاءاللہ تعالی اُس زنگی کے باپ کو بھی واصل جہنم کرکے اسکی مادر کو سزا دلواؤنگا یہ کہکر اُس لڑکے کو گود مین لیا اور پیار کیا اور تا دیر بطریق اہل اسلام دست مرحمت اُسکے سر پر پھیرا پھر وہان سے اُٹھکر باہر تشریف لایا اپنے افسران لشکر کو یاد فرمایا وہ سب جان نثار حاضر ہوئے تم مین سے اپنے ماموں قیماس خان خاوری کو حکم دیا کہ آپ بارہ ہزار سوار لیکر یہان سے جائیے چند منزل پر ایک قلعہ ہے اور اُسکا حاکم فولاد زنگی نام ہے خود سر و بد انجام ہے اُسکو اسیر کیجیے یا اُسکا سر لائیے اور رعایائے قلعہ کو مسلمان کرکے افسران لشکر کو مشرف بشرف اسلام فرمائیے اگر وہ لوگ کچھ تامل یزدان شناسی مین کرین تو قلعہ کو بادِ فنا مین اُڑا دینا اور ہر ایک کو قتل و غارت کرکے بخوبی سزا دینا اور حاکم قلعہ مذکور کے محل مین توسک زرد رو نام ایک حبشن سیہ فام ہے اُسکو اسیر کرکے حاضر لانا مین یہان سے کچھ دور پر ایک شہر ہے وہان کی شہزادی کو اِس ملک مین آباد کرانے کیلیے جاتا ہون تم بھی اُسیجگہ آنا اور جو خط پیام وغیرہ بھیجنا اسی مقام پر بھیجنا قیماس نیک اساس یہ کلمات سنکر اُسیوقت بارہ ہزار سواران جرار حلقہ پوش اپنے ہمراہ لیکر بصد جوش و خروش روانہ ہوئے کہ بمقتضاے نظم

بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت	زمین از پے پیل چون کوہ گشت	سر لشکر روم شد با سمان
برفتند گردان ہم اندر زمان	برفتند کار آزمودہ سوار	پس پشت اسلامیان دہ ہزار
ز رومی و مصری و از بربری	سواران شائستہ و لشکری	گزین کرد آن شہ دہ و دو ہزار
ہمہ رزم جوی و ہمہ نامدار	برفتند زان دشت چندان سپاہ	کہ از نیزہ بر باد بر بست راہ

یہ سپاہ فولاد پوشان تو فولاد پر روانہ ہے مگر شہزادۂ قاسم عالیشان نے اُس شہزادی کو زیور و لباس سے آراستہ کراکر مع اُسکی ہمراہی عورات کو محافون اور پالکیون مین سوار کرایا اور سپاہ باقیماندہ کو درست فرماکر بجاہ و حشم اُسکے ملک کی طرف کوچ کیا اور بعد قطع مسافت راہ قریب اُس ملک کے پہونچا وہان جو لوگ کہ ہوا خواہ زنگی رو سیاہ تھے وہی حکومت کرتے تھے اور جو لوگ کہ بادشاہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے چھپے ہوئے تھے ظلم کا بازار گرم تھا کبھی کوئی حاکم بنتا کبھی کوئی بنتا جولاہہ بنتا تو نائی مند ہوتا قسائی ذبح لوگونکو کرتا تو درزی قباے شاہی پہنتا از بسکہ تین ہی روز اُس زنگی کو گئے ہوئے گذرے تھے اسوجہ سے کوئی حاکم باستقلال نہ تھا افسران لشکر زنگی کا دوست ان چھوٹی اُمت والون کو جانتے تھے بدین سبب اُنکی حکومت اُٹھاتے تھے

سلمہ

خلاصہ کلام جب لشکر ظفر پیکر شہزادۂ قاسم نامور وہان پہونچا اور طبل جنگی کے گڑگڑانے کی صدا دوستان زنگی کے کان مین پہونچی درزری تو ایسا گھبرایا کہ سوراخ سوزن مین چھپنے لگا نانی کو سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی یہ سب رذیل تورو لفرار لائے اور افسران لشکر جو زنگی سے ساز رکھتے تھے اُنکو بھی اپنی جانکا خوف پیدا ہوا سمجھے کہ بادشاہ بیگم ہم سبکو جانتی ہی ایک کو بھی زندہ نچھوڑیگی پس یہ جانکر وہ سب بھی بھاگے باقی رعایا اور بے سردارون کی فوج کیا لڑتی بلکہ ہر ایک خوشنود ہوا کہ ہماری بادشاہ بیگم اور شہزادہ مالک تخت و تاج تشریف لایا یہ سب دست ادب باندھکر قلعہ سے باہر نکلے اور سامنے قاسم کے آئے قدم اقدس شہزادۂ موصوف آنکھون سے لگائے شہزادہ نے سبکو مشرف بہ اسلام کیا ہر ایک کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر بڑے عظم و شان سے تمام فوج اپنی بادشاہ بیگم اور قاسم اور شہزادہ کو لیکر اندر شہر کے داخل ہوئی قاسم نے سلطان کے فرزند کو تخت پر بٹھایا ہر ایک اکابر شہر نے نذر دی منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا مارا جائیگا تمام شہر مین دوست شاد دشمن پامال ہوئے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی دیرے تبکدہ کھد گئے مسجدین مدرسے بنگئے بانگ صلوٰۃ بلند ہوئی محل مین ملکہ جاکر اپنی جگہ پر مقیم ہوئی زنان رفیق و ہمراہی کے رتبے بلند ہوگئے بعد اس انتظام کے شہزادہ قاسم محل مین آئے ملکہ نے استقبال کرکے مسند پر لاکر بٹھایا شہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اُسوقت تم دردمند تھین مین نے سوال اسلام تمسے نہین کیا اور اب بھی یہ تصور نکرنا کہ مین نے تمھاری حمایت جو کی ہی اسوجہ سے تمکو مسلمان کرتا ہون نہین بلکہ ہدایت تمھین خدا تعالی میری وجہ سے نصیب کرے اور تم دین اسلام ملت بیضا قبول کرو اور اگر دین اسلام قبول کرو تو مین بہر رہائی سلطان طلسم مین جاؤن اور اگر تمھین انکار ہو تو حمایت کفار ہمارے مذہب مین حرام ہی پس خوف خدا کرکے پنجۂ ظالم سے تمکو چھڑا دیا یہی کافی ہی آگے کچھ امید مجھسے نرکھنا اتنا ہی احسان غیر کفت پروانی ہی شہزادی نے جب یہ کلمات ہدایت آیات سنے عرض کیا کہ ای محسن ہمارے جو آپکے دین مین آئے کیا کیے مین نے بخوشی خاطر اپنے آپکا کیش و آئین قبول کیا آپ چاہین طلسم مین جائین یا نجائین مین کنیز ناچیز آپکی ہون یہ آپکی عنایت ہی جو مجکو آپ فرماتے ہین شہزادہ نے یہ سنکر کلمۂ طیبہ اُسکو پڑھایا ملکہ مع تمام اپنے متعلقین کے بخوشی خاطر مسلمان ہوئی شہزادہ نے خوش ہوکر بہت کچھ جواہر زیور بنانے کو برشتہ برادر ملکہ کو دیا اور فرمایا کہ ماموں میرے قولاً

زنگی کی لڑائی فتح کرکے آلین تو مین طلسم مین جاؤن غرضکہ بعشرت تمام اسمقام پر ساکن ہوا اور انتظار اپنے ماموں کا فرمانے لگا۔ اِدھر قیماس خان خاوری قطع منازل و مراحل کرتا آخر قریب قلعۂ زنگی مذکور پہونچا اور دریا پشت پر رکھکر سامنے قلعہ کے لشکر نے ورود اقبال فرمایا صبح ترکی ونائے رومی وطبل خاوری بجی زمین وزمان دہلے فولاد کے پاس لاش شمشاد لیکر فوج زنگیان پہلے سے آئی تھی مان اُس زنگی مقتول کی روتی پیٹتی چلاّئی تھی فولاد براہ کبر ونخوت عازم تھا کہ بدلا لینے جاؤن چنانچہ ترتیب فوج مین مصروف تھا کہ ہرکارون نے اُسکے خبر نزول عسکر فیروزی اثر پہونچائی اُس خیرہ سر کو خبر سنکر تاب نہ آئی فوراً در قلعہ کھلوایا اور فوج سیاہان لیکر باہر آیا خیمے وبارگاہ سامنے لشکر اسلامیان نصب ہوئے پشت پر قلعہ رکھکر میدان بہر رزم چھوڑ کر اُترا دن بھر لشکر کے انتظام مین رہا جب شاہ زرین کلاہ خاوری عرصۂ فلک طے فرما کر روبروے قلعہ مغرب پر ظلمت وارد و نازل ہوا اور قلعۂ زنگبار شب کا دروازہ زنگی لیل نے کھولا کہ بموجب نظم

چو از باختر تیرہ شد روی مہر
کہ آواز او برگذشتی ز ابر
ز ساز و زنگر دان ہر دو گروہ
ز اسپ و ز آلات و برگستوان

ہو شید دیبای مشکین سپہر
برآمد دم بوق و آوای کوس
زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ
تو گفتی زمین کوہ جنگی شدہ ست

یکے کوس بودش ز چرم ہزبر
زمین آہنین شد ہوا آبنوس
ز خفتان و از خنجر ہندوان
ز گرد آسمان روی زنگی شدہ ست

رات ہوتے ہی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا اور دلاوران روز ہیجا نے تیغ تیز کو ستیز صیقل فرمایا چمک نے خنجر و سنان کی تاریکی روے زنگی شب کو روشن فرمایا اُس رات کو نقیبون کا بولنا اسلحہ کی جھنکار گھوڑون کے ہنہنانے کا شور طبل و بوق کا گڑگڑانا پناہ بذات خدا دل سنگ و کوہ دہشت سے آب تھا نجات پانا نایاب تھا کہ بیت غو پاسبان خاست چون ولولہ ٭ ہمی شد چو آواز شیر یلہ ٭ ایسی ہنگامہ و لشکر آرائی مین آخر وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے اِس تیرہ رو خاکدان عالم مین رخ روشن اپنا دکھایا کہ نظم

چو زرین سپر برگرفت آفتاب
بزد کوس و آورد لشکر براہ
خروش آمد و گرد رزم از دو روی

سر جنگجویان برآمد ز خواب
بیامد خروشان دران دشت جنگ
برفتند گردان پر خاش جوے

چو قیماس بشنید کامد سپاہ
بجنگ اندرون گرزۂ گاو رنگ
فولاد بر نہاد و سپاہ زنگیان پر

غناد کو لیکر سامنے صف آرا ہوا اور آپ گینڈے پر سوار گرانبار گرز کاندھے پر سنبھالے صفوف
لشکر سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ جب میدان رزم بیلدارون اور سقون نے بسان
آئینہ صاف کرکے دکھا دیا نقیب نقابت کرکے ہٹے بہزاد سپہ سالار لشکر فولاد نے مرکب اپنا
اڑایا اور وسط میدان مین آکر مبارزخواہ ہوا اسطرف سے قیماس نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا یہ وہ ترک زبردست
ہے کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب ملکہ
خورشید خاوری مادر قاسم سے اور شہزادہ علمشاہ سے عشق ہوا اُسی زمانہ مین امیر نے ترکستان مین
جاکر اُسکو زیر کیا اور یہ مسلمان ہوا شجاعت وشہامت مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا ہے نہایت تنومند
و درشت چنگال ہے اِسوقت سامنے بہزاد کے مرکب اُڑا کر جو آیا اُسنے اِسکو پہلوان یگانہ دیکھکر گرز گاؤ سر چرخ
دیکر لگایا اِس بہادر نے گرز کو شمشیر سے قلم کرکے جھک کر توڑہ مین کمربند کے ہاتھ ڈالا اور زور تہمتنی
سے اُسکو خانہ زین سے بدر کیا اور برروے ہوا اُچھال دیا جب وہ نیچے گرنے لگا کمر پر تیغہ اِس زور سے لگایا
کہ مثل ہیزم کرم خوردہ کے دو ٹکڑے کیا غریو جان زنگیان سے پیدا ہوا اور سپہ سالار کا جو رنگ ہوائی کٹنا
دیکھکر فولاد کی آنکھون مین خون اُتر آیا گینڈے کو کجک مار کر سامنے آکر نیزہ سینۂ قیماس پر مارا اُسنے سینہ کو
ذرا جو کن دیا نیزہ وہان سے ہٹکر جانب بغل آیا بغل کو اُسنے وا کر دیا نیزہ زیر بر پہونچا دلاور نے داب لیا
نیزہ کی سنان فولاد کے سینے پاس تھی رک جانے سے نیزہ کے سنان سینہ پر پڑی قیماس نے ہکا دیا
زنگی نے بہت جلد تیغہ کھینچکر ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی آپ ہی قلم کیا اُسپر بھی چار آئینہ ٹوٹ چکا تھا ذرا تامل ہوتا
تو سینہ ٹوٹتا بس تیغہ تو کھینچ ہی چکا تھا غصہ مین آکر وہی تلوار قیماس کو زیر بغل راست رکھکر سر پر لگائی
اُس شجاع نے گھوڑا ایڑن پر ڈالا اور دست راست کی طرف سے بائین جانب آگیا اب وہ خیرہ سر
اُسکے زیر بغل ہوا اور تلوار جو اُسکی خالی گئی تو جھونک مین اُسکے لنگر کے سنبھل نہ سکا تھا کہ اِس بہادر
نے تیغہ کھینچکر سر پر ہاتھ مارا کہ خود و ملبغہ زرہ ٹوپ عرق چین کا مگر تلوار کاسۂ سر مین در آئی اِسنے چاہا کہ
داستانہ مار کر تلوار سر سے نکالدون مگر شمشیر خاراشگاف اِس زور مین جاتی تھی کہ داستانہ جو مارے
وہ بھی قلم ہوئے اور کلائیان مجروح ہوئین اور حسام آبدار کاسۂ سر سے گذر کر کلہ جبڑہ کاٹکر صراحی گردن سے
برنگ قطرۂ آب روان ہوکر صندوق سینہ سے متاع جان لیتی ہوئی اوجھ جھوجھ کو پاک کرکے شرمگاہ
کے پھاٹک سے نکلی دو ٹکڑے ہوکر زنگی کے گرے یہ حال دیکھکر فوج زنگیان بسان رعد خروشان

ہوکر گھٹا کیطرح اِس آفتاب خاوری پر آجھکی پھر تو نیام انتقام لشکر اسلام سے تلوارین نکلین گویا مشرق
نیام سے ہزار ہا آفتاب برائے دفع ظلمت رخ لیل زنگیان ساطع الانوار ہوا روز و شب بہم دست و گریبان
غٹ پٹ زنگیان و اسلامیان وا و عطف مابین مین گرز و خنجر اِدھر خیز اور اِدھر تیر خشم دہر ظلم پسند
تھی سیاہ و سفید دونون گردش مین تھے مگر سفیدی سیاہی پر دوڑتی جاتی تھی زنگیون کو دنیا
اندھی نظر آتی تھی **نظم**

چو قیماس پیش آمد و حملہ برد	عنان را باسپ نگاور سپرد	بہ پیش صف زنگیان کس نماند
زگردان شمشیر زن بس نماند	بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ	پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ
وزان جایگہ شد سوے میمنہ	بیاورد جنگی سلیح و بنہ	ہمہ لشکر زنگ برہم درید
کسے از یلان خویشتن راندید	دلیران خاور بکردار شیر	ہمے تاختند از پس آن دلیر
بکشتند چندان ز زنگی سپاہ	کہ گل شد ز خون خاک آوردگاہ	آخر بقیۃ السیف رو بفرار لائے

دلاورون نے طبل فتح بجائے خیام و اسباب عدو لوٹ لیا اور قیماس نے سر سواری جانب قلعہ رخ کیا
رعایاے شہر بعض فرار ہوئی تھی اور جو باقی تھی وہ ہاتھ باندھکر باہر نکل آئی اور منت کر کے جان بچائی اُس
بہادر نے سبکو سر چشمۂ ہدایت پر پہونچا کر گوہر اسلام سے آبرو بخشی پھر قلعہ مین تشریف لایا توسک زرد
رو کو گرفتار کر کے تمام قلعہ کو اسلام آباد فرمایا اور ایک شخص اکابر شہر مین سے تجویز کر کے حاکم قلعہ
کیا ایک روز ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم رکھا جب دوسرے دن شہزادۂ خاور سیاہ قلعۂ افلاک مین
آیا کہ **بیت** دگر روز چون آسمان گشت زرد + برآہیخت خورشید تیغ نبرد + توسک کو ایک عرابہ پر
بٹھا کر اور مال غنیمت بار کر کے وہان سے کوچ کیا اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہزادہ قاسم کے
پاس مع لشکر پہونچا مال غنیمت نذر دیا اور توسک کو حوالہ کیا شہزادہ موصوف بہت خوش
ہوا اور اُس زنگی کو محل مین لیکر سامنے بادشاہ بیگم کے آیا اُسنے اُسکو دار پر چڑھایا اور تیرباران فرمایا
پھر کئی روز تک جلسۂ مسرت رہا آخر الامر شہزادۂ قاسم نے ملکہ سے رخصت طلسم مین جانے کی چاہی
ملکہ نے منع کیا جب شہزادہ نے نمانا ملکہ بھی سوار ہوئی اور تمام لشکر نے کوچ کیا یہانتک کہ بیشہ
حیرت مین آکر اُترے دن بھر وہان کی سیر کی جب دوسرے دن چادر سیاہ زمانہ نے سر سے اُتاری
اور رداے نور فروغ مہر سے چشم کو زینت دی کہ **بیت** سحرگہ چو از خواب برخاستند + بران

آرزو رفتن آراستند* شہزادہ قاسم ہر ایک سے رخصت ہوا اُسوقت ہر شخص دست دعا بلند کیے تھا
اور شہزادہ کے قدم پر گرنے آتا تھا شہزادہ گلے سے لگاتا تھا غرض تمام سردار تو اُسی دشت مین
ٹھہرے مگر سیارہ عیار نے ساتھ نچھوڑا شہزادہ کے ہمراہ ہوا شہزادہ مرکب اُٹھاکر روانہ ہوا اور کہتا گیا
کہ چالیس وزیر آراستہ دیکھنا پھر تم لشکر امیر مین چلے جانا حاصل کلام سرداران نیک انجام تو اُسی مقام پر
ساکن ہوئے اور ہمایون بن شداد بادشاہ بیگم کو ہمراہ لیکر اُسکے ملک مین گیا مگر شہزادہ قاسم
جو روانہ ہوئے سیارہ عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار بالائے کوہ جو دروازہ اور حصار ہے اُسطرف
سے جانا بیکار ہے کیونکہ طلسم مین خلاف راہون سے جانا بہت مناسب ہے آپ اطراف کوہ مین پھر کر
دیکھیے کہ کیا طریقہ اِس طلسم کا ہے بلکہ ایک مقام پر ٹھہر کر عبادت کیجیے اور درگاہ کبریا سے اجازت
داخلۂ طلسم لیجیے شہزادہ نے التماس اِسکا پذیرا کیا اور سیر کنان پشت کوہ پر آیا یہان طرفہ تماشا
دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بنا ہے کئی سو برج اُس قلعہ کا ہے اور ہر برج مین دروازہ سونیکا
لگا ہے اور کھلا ہوا ہے اندر برج کے کرسیان یاقوت سرخ کی بچھی ہین اور اُنپر عورتین گلبدن نازک
تن بہزاران ناز و انداز بیٹھی ہین جیسے وہ قلعہ سپہر حسن ہے اور وہ شاہدان زہرہ جبین سیارے ہین
کہ بروج فلک مین داخل ہین بلکہ ستارے بھی روبرو اُنکے حسن زیبا کے مثل صبح کاذب باطل ہین
بیچ مین قلعہ کے جو دروازہ عالیشان لگا ہے سراسر نیلم کا ہے بام و در برج بھی پر نقش و رنگین بنا ہے اور دروازہ
اُسکا زمرد سبز کا ہے اُسمین بھی کرسی بچھی زمرد کی تراشی ہوئی ہے یاقوت کی پچی کاری کی ہے سورج کی
کرن اُس یاقوت کی ضو پر نثار ہے تار نگاہ سیمتنان کا رنگ اظہار ہے اور اُس کرسی پر کہ جسکی حاجت
مدح سرائی نہین جسکا کہ ایسا کچھ نقش و نگار ہے اُسپر جلوہ فرما رونق صد بہار گلزار ہے یعنی ایک نازک بدن
جان بلبل و گلشن شہنشاہ خوبان عالم بانی جور و ستم بیٹھی تھی دل و جان عاشقان ایک ایک ادا پر
لیتی تھی گیسوے سیاہ کا ہر بال پر پیچ و خمدار عقدہ کشائے مشکل رنج و فراق پیشانی اُسکی طباشیر
دافع خفقان خاطر عشاق ابرو کے روبرو ہلال فلک سرنگون بہر قتل عاشق دو خنجر آبگون مژگان
جیسے خاطر عاشقان مین خلش ہجران چشم فتان فتنہ انگیز زمانہ منقلب فرمائے حال دنیا گردش اُنکی
گردش بخت مہجوران روئے تابان آفتاب سے جیتے ہوئے میدان آفتاب کا یہ منھ کہان کیا حسن
کا اُسکے بیان ہوا ایسا نہو کہ طول داستان ہو ورنہ وہ غیرت ماہ و مشتری گوہر بحر دلبری سرو دلربائے

پُرغم دافع رنج والم شیدا جسپر دل عالم سراپا تمکین حرکات اُسکے شیرین حسن نمکین طرحدار گرما گرم شوخ وطرار بامزہ
بیماردن کی مسیحا صورت اُسکی بر آرندہ ہزار تمنا جان عالم اُسپر فدا کہ نظم

که گر بیندش آفتاب بلند
همی آید از دو لبش بوی شیر
ز دیدار و چهرش خرد بگذرد
چو او در زمانه ندیدست کس

شود تیره از روی آن ارجمند
خم آرد ز بالای او سرو بن
همی داستان را خرد پرورد

کمند است گیسوش همرنگ قیر
در افشان کند چون سراید سخن
چو خامش بود جان شرم است و بس

شہزادہ اُس غارتگر صبر وشکیب کو دیکھکر دل از لفت دادہ ہوا بتیابیان
جانے پر آمادہ ہوا مگر مقدمۂ طلسم و نیرنگ سمجھکر خاموش رہا بادۂ الفت سے بیہوش رہا پھر جو سنبھلا
دیکھا کہ قلعہ کے برجون مین تو یہ تماشا ہی مگر برجون کے کوٹھون پر غول اور پریان قرنا منھ سے لگائے
استادہ ہین اور دروازہ پر قلعہ کے گھنٹہ ٹنگا ہی ایک پری موگری لیے پاس اُسکے استادہ ہی اور
سامنے اُس قلعہ کے جو میدان ہی وہ غیرت بخش صد گلستان ہی انواع واقسام کے درخت اور پھول
اُسمین لگے ہین پھولے پھلے ہین بادام اور الائچی اور ناگیسر وغیرہ کے شجر بہت سے ہین وہ دشت
نہ تھا شاہد بہار کے پان کھانے کا حسن وان تھا رنگین برنگ رنگین لبان تھا بادام درختون
مین لگے تھے یا دفتر بہار پر منشی قدرت نے جابجا صاد کیے تھے جو پھول تھا وہ سرتاج گلرخان تھا جو برگ تھا
وہ لب گلبرگ معشوقان تھا سوسن کی پھولدار شاخ جو قریب ورق گل آگئی تھی تو دہان معشوق کو مسی لگی
تھی یا لب لعلین پر لکھوٹا جمایا تھا جوہری بہار نے یاقوت کو نیلم کر دکھایا تھا دیدۂ نرگس شہلا مین عکس
گل سوسن پڑا تھا یا رنگ اُسکا آنکھون مین کھبا تھا عروس چمن نے گہرا گہرا سرمہ چشم فتان مین لگایا تھا
کہین لالہ اپنی بہار سے روبرو لالہ رخون کو شرماتا گل اندامون کو داغی بناتا پھولون کا عکس جو نہر مین
پڑا تھا گوش شاہد آب مین کرن پھول بنا تھا سرو جوئبار کا اکڑنا اور عکس اُسکا پانی مین پڑنا آئینہ خانہ مین
معشوق خوش قامت کا اکڑ تنا نظر آتا گویا قرطاس نہر پر الف کھینچا تھا گل زنبق کی طرفہ رونق تھی سیوتی
دافع خفقان بنفشہ زار کا سودا کھوتی سنبل جعد گیسوے یار بالکل ہوتیا مردسخندان کی طرح موتی سلک
نظم بہار مین پروتا جو اُسکو ایکبار دیکھ لیتا گوہر اشک و تا تمام عمر ہواے دید مین جان کھوتا کسی جگہ نافرمان
کا تختہ لگا تھا کہین کثرت گل سے فرش پھولدار شجر کا بچھا تھا گرد اُسکے بابونہ کا حاشیہ تھا ہر شاخ نہال پر
دھاو نر کو کلا دھیتر اپلبل ہزار داستان طوطی شارک جواہر کے جانور ہزار در ہزار بیٹھے تھے اور عجیب

عجیب

نیرنگ تھا کہ وہ جواہر مین طائر خوش نوائی اور نغمہ سنجی کرتے تھے طائران بہشت کو اپنے زمزمون کے سامنے ہنستے تھے کہ نظم

نغمہ جو طیور گا رہے تھے ۔ کچھ اپنی سی سب سنا رہے تھے
پہونچی تھی بہار آسمان تک ۔ تھا کوچہ باغ کہکشان تک ۔ غیرت دہ بزم بوستان تھا
گل مثل چراغ گلفشان تھا ۔ مستی تھی صبا مین پائی جاتی ۔ چلتی تھی روش پہ لڑکھڑاتی
سبزے سے چمن کا تھا یہ انداز ۔ معشوق ہو جیسے سبزہ آغاز ۔ نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر
تھی گرد چمن فضائے کشمیر

بیچ مین اُس مرغزار فرحت آگین کے ایک نہر آب بصد آب و تاب جوئبار عالم مین نایاب وان یہ نہر قلعہ کی پشت تک بہتی ہوئی نمایان تھی لطافت مین روح روان پاکیزہ نفسان سے بہتر صفائی مین آبداری گوہر دندان یار سے بڑھکر چشمۂ خضر کوئی پوچھے کہ کیون نہان ہوا اُسی نہر سے شرمندہ ہوکر پنہان ہو کنارے اُس رشک تسنیم نعیم کے بھی ہزارہا جانور کلنگ و قاز و بوتیمار و سرخاب و مرغابی وقرقرے جواہر کے بیٹھے تھے خوش فعلیان کرتے غوطے لگاتے اور اُڑتے تھے نہر مین لہرین آہستہ آہستہ اسطرح روان تھین کہ رفتار جانان کی خوش خرامی کا نشان تھین لہرون سے یہ ثابت تھا کہ بلور کو ہشت پہل تراشا ہو اور اُسمین فروغ آفتاب کا ملنا دھوپ کا پڑنا زرگر قدرت نے بلور پر کندن چڑھا ہی بروے ہوا اُس سلسبیل پر ایک ابر سوسنی رنگ کا چھایا بلور اور کندن مین عکس سے اُسکے یہ ظاہر کہ نیلم بھی ملایا تھا بجلی اُس ابر مین چمک جاتی تھی شاہد ہوا کی دُلائی سوسنی سنہری لچکے کی نظر آتی تھی۔ شہزادہ اس بہار نیرنج وطلسمات کو دیکھکر دنگ تھا مگر صاحب فرہنگ تھا سیارہ سے گویا ہوا کہ چلو اس نہر کے کنارے چلکر ٹھہرین اور وضو کر کے عبادت خدا کرین عیار نے عرض کیا کہ ابھی اسی دشت رشک بہشت کی سیر فرمائیے قریب شام عبادت کیجیے گا شہزادہ خاموش ہوکر گلگشت فرمانے لگا جب چشمۂ خورشید اُس نہر طلسمی کے روبرو بہے آب ٹھہرا تو فوراً غیرت سے بحر مغرب مین سماکر روپوش ہوا عالم مین ہلکی ہلکی سیاہی سوسنی رنگ کی پھیلی نظم

پھر آیا جوش پر جب قلزم شام ۔ بنی ابر چادر مہ غیرت دام ۔ الجھا تھا جال ہر سو کہکشان کا
ہر اک انجم پہ مچھلی کا گمان تھا

ہر شام خاور سپاہ اُس نہر کے کنارے آیا اُسکے آتے ہی وہ ابر سوسنی رنگ نیچے جھک آیا اور پانی نہر کا زور سے بڑے جوش وخروش کے ساتھ بہنے لگا شہزادہ نے کچھ خیال نفرمایا اور ہاتھ پانی مین ڈالا ہاتھ کا پڑنا تھا کہ ابر سے آواز رعد گرجنے کی آئی اور کسینے پکار کر

کہا کہ ارے بڑا غضب کیا اِس مسلمان نے سارے نہر کا پانی نجس کر دیا اتبو وہ پانی آگ کا شعلہ ہوگیا
اور ایسا گرم ہوا کہ شہزادہ نے ہاتھ نکال لیا اُسوقت قلعہ کے برجون مین کرسیون پر سے پریان اُٹھ
کھڑی ہوئین اور غولون نے قرنا بجائین اور اُس پری نے جو موگری لیے دروازے پر استادہ تھی گھنٹہ
بجایا اور اُس ابر سوسنی رنگ سے ایک شعلہ چمک کر نہ ابر آیا اور چاند بنگیا اُس مہتاب کی چاندنی تمام
جنگل مین چھٹکی اور نہر مین ہزارون مچھلیان سرخ سبز زرد رنگ برنگ کی شناوری اُبھر کر کرنے لگین
پھر غوطہ مار کر سر سینے نیچے کر لیے اور دُم مین اُٹھا دین اور دُم مین ہر ایک کی ایسی چوڑی تھین کہ ایک
ایک کنول اُنپر از خود روشن نظر آیا اور تمام جانوران دریا کنارے کنارے ناچنے لگے اور طائران صحرا
نغمہ سرائی کرتے تھے اور جنبش ہوا سے پتے جو ہلتے تھے لحن دلکش کی صدا آتی تھی روح مردہ دل بھی
تازگی پاتی تھی پھول درختون کی شاخون مین مثل گوہر شبچراغ فروزان و روشن تھے
آویزۂ گوش معشوقان پُرفن تھے دریا سپہر خوبی تھا اور کنول مچھلیون کی دُمون پر ستارے تھے بلکہ
ستارے برج حوت مین مالک بر و بحر نے اُتارے تھے ابر سوسنی اُس چاندنی مین عجب کیفیت دیتا
تھا سفیدی اور اُداہٹ سے سُہانا پن دل لبھائے لیتا تھا برج قلعہ پر پریان ناچتی تھین عجب سما
تھا شہزادہ قاسم کنارے نہر کے محو بیٹھا تھا دنیا و مافیہا سب فراموش سیر طلسم مین بیہوش تھا
کہ اور نیا ماجرا نظر آیا دیوانہ بننے کا زیادہ سامان پایا یعنی اُس نہر مین پشت قلعہ کیطرف سے ایک
مورپنکھی بہتی ہوئی نظر آئی کئی سو قندیل اُسپر روشن ہزاران جوبن تھی گلرخون کے مجمع سے وہ مورپنکھی
رشک گلشن تھی جلتر نگ اُسپر بجتی تھی مورپنکھی کے مور منہ مین موتیون کے ہار لیے تھے مسند زرنگار
اندر اُسکے بچھی تھی جب وہ کشتی طاؤس پیکر قریب آئی تقدیر نے اور ہی صورت دکھائی یہ معلوم ہوا
کہ خوبی تقدیر مجسم ہو کر سامنے آئی یعنی ایک نازنین کم سن مسند پر جلوہ گر پائی وہ زورق لبسان صدف تھی
اور نازنین اُسمین گوہر بحر شرف تھی کئی سو کنیز گرد اُسکے حلقہ فگن اور بیچ مین وہ گلبدن رشک چمن
جو برج قلعہ پر جلوہ فگن تھی اِس محبوبۂ پرفن کے مقابل بدصورت تھی عجب اُسکی زیبا طلعت تھی
کہ گیسوے مشکبار غیرت دہ صد ختن و تاتار زلف رسا اطال اللہ طولہ مثل عمر خضر دراز سنبلہ فلک
کی چوٹی پر اُسکو ناز ہر تار زلف آئینہ رخ حور کے جوہر پیشانی منور آئینہ مہر و نور طور سے بہتر عرق شرم
جو پیشانی پر آکر گیسو کو تر کرے زلف شب مین رات کے بھیگنے کو شبنم گرے چہرہ روشن جو کبھی بے نقاب ہو

تو آفتاب کی آنکھ جھپک جائے ایسا اُسکو حجاب ہو سر پہ تعویذ مرصع کار لگا تھا چاند سورج اُسمین بنے تھے طرفہ تماشا تھا کہ زلف شب مین شمس و قمر نے ثریا کے ساتھ قران کیا تھا جبین پر افشان سے کے قرین ابرو کا ہونا برج قوس مین ستارون کا مجمع تھا چشم فتان کی نگاہ گرم نے غمزہ کاران دہر کا دل تیر مژگان سے مشبک کیا تھا کان کی بجلیان اگر ماہ نو دیکھے ناخن بجگر رہے بلکہ خرمن ماہ پر بجلی گرا کرے لب لعلین برگ گل کو گھانس سمجھکر بے حقیقت سمجھے موتیون کی آبرو دُر دندان کچھ نہ جانئے دہن تنگ ایسا تنگ کہ گنجایش کلام نہین اسی سبب سے مشہور اُسکا نام نہین سواد گیسو سرمۂ دیدۂ بینش اولی الابصار بیاض گردن نور عینین خردپروران روزگار چاہ ذقن پر خال کا ہونا ماہ نخشبی کا طلوع کرنا تھا یا یہ نکتہ صفحۂ رخسار کے آخر مین نقشی قدرت نے دیا تھا اشارہ اُس سے یہ کیا تھا کہ خال خال ایسے چہرہ قلم قدرت سے ترقیم ہوتے ہین بر و دوش کے وصف مین سر در بغل ہون کہ کیا کہون زبان قاصر ہے چپ رہون گات اُسکی گول اُبھری ہر سخت نکیلی چھاتیان پردہ پردہ مین دل الجھاتیان آگے عضو کا بیان نظم مین عیان ہے

نظم

جلوہ گر پیٹ پہ وہ آب روان کی کرتی — جسطرح چاند پہ ہو ابر تنک سایہ فگن
جھلکے کرتی سے جو چمکا شکم صاف کا نور — چاند نے منھ پہ لیا ابر تنک کا دامن
وصف مین ناف و شکم کے وہ لکھون مطلع صاف — دیکھکر جسکو پھڑک جائے ہر اک اہل سخن
مثل آئینہ شکم صاف ہے شفاف بدن — ناف ہے جوہر آئینہ و یا عکس ذقن
چشم حیران کو ملا موے میان کا نہ سراغ — موشگافی پہ کمر باندھی بصر نے ہمہ تن
قوت واہمہ نے گرچہ بدقت سو بار — کیا انگشت مژہ سے یہ اشارہ این
آ گئے اب جوش حیا سے نہین یارائے کلام — صفت ناف ہوئی مہر خموشی بدہن
بند شلوار مین لچھون کا نہین ہے جلوہ — ذوذنب مین ہین یہ دو عقد ثریا روشن
بند شلوار نہین زیر کمر جلوہ نما — ہے سر گنج نہان مار دو سر کا مسکن
ساق یا شمع سر طور ہین یا مشعل نور — ید بیضا کی طرح دونون کف پا روشن
زیب پا ایسی ہے لعلون کی جڑاؤ پازیب — کہ نہو جسکی بہا حاصل بحر و معدن
حسن تمثیل ہے ہر عضو ہے نک سک سے درست — سر سے پا تک ہے ڈھلا نور کے سانچے مین بدن

شہزادہ اُس یم خوبی کو دیکھکر آئینہ نمط حیران ہوا اور دل مضطر پر قابو نرہا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوا تاراج گھر صبر و خرد کا ۔ نہ تھا کچھ پاس دل کو نیک و بد کا ۔ دکھایا جائزہ فوج الم نے
کیے حاضر پیادے آہ و غم نے ۔ رسالہ اشک گلگون نے جمایا ۔ علم بر آہ سنے آگے بڑھایا
وہ رن مہتاب تھی یا آہ سوزان ۔ جلایا جسنے سب راحت کا سامان ۔ پس بیتاب ہوکر پکارا کہ بیت

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو + کاشکے تم مرے لیے ہوتے + اُس قلزم حسن سنے جو صدا اپنے مضطر کی سُنی نظر الفت اُسکے چہرۂ پریشان پر کی دیکھا کہ ایک بازار مہر و الفت کا سودائی دشت محبت کا سودا زدہ رہرو کوے رسوائی کنارہ بحر کے جان سے ہاتھ دھوئے غرق دریا نام و ننگ کیے آبرو ڈبوئے بیٹھا ہی یہ اُسکا نقشہ ہی کہ گیسوون سے آشفتگی ہویدا ہی آنکھون سے ہوینی پیدا ہی پیشانی پر لیش آنی جان جانی لکھا ہی آنکھون سے صاد دفتر عشق پر کیے ہوئے آہوے رم خوردہ صحراے حسن کو دام مین لیے ہوئے روے زیبا سے ثابت تھا کہ چہرہ عاشقی کے دفتر مین لکھوائے ہی معرکۂ محبت مین قدم جمائے ہی سلطان خوش رو خسرو نیکخو مشتاقون کا آرام جان بادشاہ خوبان جہان خوبی مجسم شب خلوت مین انیس ہمدم بہتر سے بہتر آسمان حسن کا نیر فلک بارگاہ انجم سپاہ ماہ لقا مہر ضیا دافع صدمات و آلام حبس سے دلون کو آرام تسلی دینے والا دل سبکا لینے والا ہزار جان سے ہر ایککا پیارا محبوبون کی آنکھ کا تارا نظم

طبیعت اُسکی خوبینی سے پاک ۔ کہ ہی دیوار گلشن ہو تو ان ناک ۔ لب گلرنگ پر مرتے ہین مرجان
پسیے ہین شرم سے لعل بدخشان ۔ عجب دلکش ہی وہ آواز شیرین ۔ نظر مین تلخ ہی انداز شیرین
کلام اُسکا فصیح و پر کرامات ۔ نہ نکلے خضر سے بھی روبرو بات ۔ وہ گوہر محیط حسن اس صورت

زیبا کو دیکھکر غش کر گئی گویا زبان حال سے یہ کہتی تھی کہ بیت جی ڈھونڈھتا ہی پھر وہی فرصت کہ رات دن + بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوئے + ایک بڑھیا ابلیس کی نانی تلبیس مین آفت زمانہ ساحرہ مکارہ اُسی نازنین کی دایہ پاس بیٹھی تھی نیلا قصابہ سر پر باندھے تھی اُسنے گلاب مُنھ پر چھڑکا کہ وہ گلبدن ہوشیار ہوئی اُس ضعیفہ سنے ہور نیکی جلد کنارہ پر پہونچائی اور شہزادہ سے آنکھ ملاکر گویا ہوئی کہ ای شہزادہ اگر آپ مشتاق ملاقات ملکۂ خوش صفات ہین تو یہان تشریف لائیے سیر دریا فرمائیے باتین کیجیے اپنی کہیے اور کی سنیے پھر چلے جائیے گا شہزادہ یہ سنکر عازم روانگی ہوا سیارہ عیار سنے ہرچند منع کیا کہ ای آقا سے سن آپ کہان جاتے ہین یہ مقام طلسم و نیرنگ ہی یہان کا رنگ

بڈھنگ ہی واسطہ خدا کا ذرا تامل کیجیے خوب سمجھ لیجیے شہزادہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ سُنا اور جست کر کے اپنے تئین کشتی پر پہونچایا اور پاس اُس بحر خوبی کے آکر مسند پر پہلو مین بیٹھا دل مضطر کو قرار آیا وہ مورپنکھی اُس گوہر خوبی کو پاکر مثل باد صرصر کے سن سن روانہ ہوئی ستارہ بیچارہ قلزم چشم سے اشک بہاتا رہگیا یہانتک کہ بیچ دریا مین پہونچکر مورپنکھی نے چکر کھایا قاسم ایسا محو نظارۂ جمال یار تھا کہ کچھ دھیان نہ آیا وہ مورپنکھی چکر کھا کر دریا مین آخر بیٹھ گئی ستارہ دیکھا کیا اور جانتا تھا کہ یہ ناؤ پھر اُبھریگی لیکن ؎ سنتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین + ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین + الحاصل جب کچھ پتا اپنے گوہر نایاب کا اُسنے نپایا رات بھر جنگل مین پھرا کیا جسدم بحر نور سحر عالم مین موجزن ہوا اور دریاے ظلمت سے کنارہ کیا فروغ ماہ قلزم نور مہر مین ڈوبا نظم

کہ وہ شب صورت فرہاد عشاق	ہوئی یکبارگی رخصت کی مشتاق
رداے نور پھیلی آسمان سے	ہوئی ظلمات شب رخصت جہان سے

ستارہ نالان و گریان بسان سحر چاک گریبان پشت کوہ سے لشکر شہزادۂ ذیجاہ مین آیا اور سردارون سے حال شہزادہ سنایا اور کہا مین پہاڑ پر جاتا ہون وہان جو دروازہ لگا ہی جس راہ سے کہ سلطان گیا ہی مین بھی داخل طلسم ہوتا ہون کہین تو اپنے آقاے نامدار کو پاؤنگا یہ کہکر سب سے رخصت ہونے لگا چنانچہ یہ عیار تو طلسم مین جاتا ہی اور شہزادہ قاسم کو وہ نازنین لیگئی ان دونون کا حال آیندہ انشاءاللہ بیان ہوگا اب شمۂ حال افراسیاب بیان کیا جاتا ہی اور ضمناً حال کوکب وغیرہ

داستان دلستان پہونچنا افراسیاب کا کوہ نیلم پر اور دیکھنا دوبین سحر لگاکر لشکر لقا کو اور اطراف طلسم کو نظر کرنا اور دیکھنا دربند اژدریہ کے متصل جنگ فتح کرنے جہانگیر بن صاحبقران کو اور معلوم کرنا کہ یہ پہلوان فرزند حمزہ ہی مگر اپنی نسل سے بیخبر ہی اب فرزند خورشید جادو کہلاتا ہی غرض پھر آنا شاہ جادوان کا باغ سیب مین اور بھیجنا نامہ خورشید جادو کے پاس واسطے شراکت کرنے جہانگیر بن امیر کے لمؤلفہ

کہان ہی اے مرے ساقی کہان ہی	مے رنگین جو ہی باقی کہان ہی
نشہ اُترا بدن سب ٹوٹتا ہی	

متاع صبر کوئی لوٹتا ہی
یہی کہتی ہی لانا جام لانا
لحاظ توبہ ای توبہ کنان ہی
مزا دیتا ہی زاہد کا کھچانا
اٹھا مینا جھکا شیشے کی گردن
نگاہ مہر کو گردش ذرا دے
مزا دونا ہو تا لطف سخن کا
شراب ناب یہ دل ڈھونڈھتا ہی
چلن ہی دور جام مے کا جاری
کرم ساقی کا جبتک ای خدا ہی
وسیلہ ہی جو لطف داستان کا
کنون رنگین نویسم داستانم

مزون کے ولولے حسرت کی کاہش
بہانا کچھ نہ ای ساقی بتانا
ہوس شرما کے جام مے ہی تکتی
وہ اسکا مے پرست ہمکو بتانا
کہانتک صبر اب ہی بیقراری
چھلک ساغر کی پھر ہمکو دکھا دے
ابھی کچھ دل کا مطلب رہ گیا ہی
عرض ساغر کے لب پر دعا ہی
بہار جام رنگین جبتلک ہی
شراب سرخ مین جبتک مزا ہی
مرے ساقی نے پھر کی مہربانی
ز مشتاقان در تحسین ستانم

ترقی آرزو کی دل کی خواہش
وفور شوق پھر منت کنان ہی
نظر مین شکل مینا ہی جھلکتی
خدا را التجا ای ساقی پرفن
صراحی کی طرح ہی اشکباری
مے گلگون کے پیمانہ کو چھلکا
ابھی باقی بہت کچھ مدعا ہی
ہی جبتک دل کو مے کی بیقراری
مے گلگون کے ساغر کی چھلک ہی
بھلا ہو یا خدا پیر مغان کا
پھر آیا جاہ وقت قصہ خوانی

دور بینیان خرد مژدہ انجام کار و نظر بازان اطراف طلسم روزگار۔ گرم سازان معرکۂ ولا ۔ وسر بازان میدان وفا۔ مدہوشان بادۂ مینائے نصرت ویاوری۔ وخلعت پوشان ملبوس اعانت ووفاداری مجتمعان عرصۂ جنگ وجدال مستمعان اخبار نام وننگ معرکۂ قتال۔ کوہ مضامین کی بلندی پر سے برائے تلاش فتاح طلسم معانی دلکش اسطرح بیک نظر دوڑاتے ہین اور دوربین فکر دیدۂ خیال پر لگاکر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بادل بیتاب جویائے طلسم کشا رفتہ رفتہ آخر کوہ نیلم پر پہونچا یہ کوہ پرشکوہ تمام کوہستان طلسم سے بلند ہی نہایت ارجمند ہی اطراف مین اس پہاڑ کے بہت سے ملک آباد ہین ساحر ساکن بادل شاد ہین شاہ جادوان جب چاہتا ہی دم بھر مین یہان آتا ہی اسوقت متلاشی طلسم کشا جو آیا ہی اس سبب سے صحرا و کوہ وقلعہ جات طلسم مین پھرتا اور جابجا ٹھہرتا ہوا دیر مین اسجگہ پہونچا ہی بادشاہ اس کوہ کے قلعہ جات کا شہنشاہ نیلم جادو نام ہی مدبر وساحر خودکام دارالامارت اُسکا دریائے نیل مین ہی وہین اُسکا مقام ہی بادشاہ طلسم سے دعوی برابری کا رکھتا ہی اور شاہ جادو بھی اُسکو اپنا برابر والا جانکر خراج وباج نہین لیتا ہی اسوقت افراسیاب کو اُسکے پاس توجانا منظور تھا

پس کوہ مذکور پر جب پہونچا قلعہ دار کوہ نیلم جادو کو طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی پہونچائی وہ نذر لیکر
حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اس پہاڑ پر ایک قصر مین نے بنوایا ہی سیر و شکار کے وقت جائے
سکونت و آرام مقرر فرمایا ہی حضور وہان تشریف لیچلیں اور کچھ دیر آرام کرین بادشاہ نے فرمایا کہ مین
پھر آونگا تو آرام سے بیٹھونگا اسوقت اور ضرورت رکھتا ہون یہکہکر حکم فرمایا کہ اسیمقام پر فرش کیجائے
نیلم نے ایک میدان وسیع و پر فضا سبزہ زار دیکھکر فرش زرین اور مسندہاے جواہر نگار آراستہ و پیراستہ
کیے کرسیان طلاکار بچھ گئین ہمگیرے جواہر دوز سلک گوہر سے آراستہ استادہ ہوئے بادشاہ ایک
کرسی مقام بلند پر بچھوا کر بیٹھا ساقی خوش ادا جام شراب ہوش ربا دینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب
سے گرم ہوا اور کسل راہ مٹا فوراً اسنے سحر ورد زبان کیا یکایک ہوا تند چلی اور ایک پری زیور
زمردین پہنے لباس سبز سے آراستہ صندوقچہ ہاتھون پر لیے اڑتی ہوئی آئی اور زمین پر پہونچکر بادشاہ
کو آداب بجالائی بادشاہ نے وہ صندوقچہ لیکر کچھ اسم پڑھا کہ وہ صندوقچہ کھلا اسمین دوربین سحر کی
رکھی تھی واقع مین اصطرلاب جاماسپ تھی تمام عالم اسمین نظر آتا تھا آئینہ سا سارا ماجرا ہوجاتا تھا گاودم
مثل صراحی کے بنی تھی دو طرف اسپر شیشے سحر کے چڑھے تھے جواہر کی پچی کاری تھی خیال و دوراندیش
جہان نہ جاسکے وہان نگاہ اسکے لگانے سے جاتی فکر رسا کی جہان رسائی نہو وہان نظر کو پہونچاتی فرد
جسطرح فکر منجم ہو فلک کی سیار * اسطرح پیش نظر سارا جہان آئینہ دار * بادشاہ طلسم نے وہ دوربین
آنکھ پر لگا کر سیر اطراف طلسم کرنا آغاز کی یہ تجسس اسلیے اسنے کیا ہی کہ کتاب آئین طلسم مین لکھا دیکھا ہی
کہ فلان زمانہ مین طلسم نور افشان کا توڑنے والا پیدا ہوگا چنانچہ وہ زمانہ جو اسنے غور کیا ہی تو یہی
پایا ہی پس چاہتا ہی کہ اس طلسم کشا کو مین پیدا کرکے نام اپنا کرون اور کوکب کو زیر کرکے مطیع اپنا
بنادون اور کوکب جو شریک عمرو ہوا ہی جب اسکے گھر پر آفت آئیگی تو اسکے بچانے مین مصروف رہیگا
شراکت عمرو کی کیا کریگا غرض جب دوربین لگا کر دیکھا اور اطراف مین نظر کی دربند اژدر یہ جو آخر دربند
طلسم ہوش ربا کا ہی اسکے بعد اور طلسمات اور کوہستان وغیرہ ہین مثل اسکے کہ جیسے کوہ عقیق
اس دربند سے متصل ہی اور شہزادہ بدیع الزمان بھی اسی مقام پر قید ہین کیونکہ دریاے خیل کا
زندانخانہ یہی دربند اژدر یہ ہی حاصل کلام کوہستان کی جانب بقدرت سمیع و بصیر جو اسنے بغور دیکھا
ایک قلعہ نظر آیا کہ سامان حرب سے آراستہ ہی توپین لمبھر لمبھر برجی اور آہنی ڈھلی ہوئی جھانکون مین

لگی ہین گولہ انداز برق انداز النگ النگ مستعد بجنگ ٹہل رہے ہین گرب کے بوسلے ڈھیر ہین پرانے بیچانے چیر دیوار قلعہ سے لگے ہین تیرانداز فصیل قلعہ پر لیس بیٹھے ہین اور سامنے قلعہ کے ایک میدان عریض ہی اُس میدان مین دو دریاے لشکر موج زن ہین صفوف بستہ مبارزان تیغزن ہین علم سر بلند ہین عرادے گرزدن سے مملو سرداران صف شکن ارجمند ہین اور دو مبارز بیچ میدان مین مصروف کارزار ہین نیام سے باہر تیغ و خنجر آبدار ہین بادشاہ بغور اِس جنگ کو دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ جو قلعہ کو پشت پر لیے فوج صف کشیدہ تھی اُسکی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ رو خونخوار تند خو قامت دراز بسان کوہ البرز زبردست تیز جنگ قوی گرز نظم

ہمہ جسم او بود چون پر زاغ	سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ
برہنہ تن و سفت و بالا بلند	تناآور بقامت بسان دو ہیربند

جھولی سحر کی گلے مین ڈالے ایک اژدر پر سوار میدان مین ہی اور دوسری جانب جو لشکر کہ آراستہ ہی اُس لشکر سے اِس دیو کے مقابلہ مین ایک شہزادہ حور نژاد قمر پیکر شیر صولت گردون شہامت فلک بارگاہ کیوان کلاہ سلیمان حشم ظفر مجسم جہاندار کشورستان نصرت و شوکت اُسکی جبین با تمکین و مبین سے عیان آیا ہی اُسکی تنومندی اور زور بازو کی یہ کیفیت کہ عیان راچہ بیان نظم

بہ بالا ز سرو سہی برترست	ز مشک سیہ بر کشش افسرست	رخش را نوان کرد نسبت بماہ
اگر ماہ دارد دو زلف سیاہ	ہنرہا و دانش ز ویدا و بیش	خرد را پرستار دارد بہ پیش
فروہشتہ از ترک رومی زرہ	زدہ بر زرہ بر فراوان گرہ	یکے گرزہ گاو پیکر بچنگ
زدہ بر کمر چار تیر خدنگ	ببازو کمان و بزین بر کمند	میان را بزرین کمر کردہ بند

چنانچہ اُس شہریار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز و خنجر سب حربہ اُسکے رد کرکے بند دست اُسکا ہنگام تیغ افگنی پکڑا اُسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون زمین پر اُتر آئے مرکب چھوڑ دیے کشتی بصد درشتی آغاز ہوئی دو گھڑی کی کشتی مین اُس نوجوان نے اُکھیڑ کر دے مارا چارون شانے چت اُس خبیث کو کیا اور سوال اپنے دین مین آنیکا کرنے کے وقت انکار پاؤن پکڑ کر زیر پا دبا کر ہٹل کر پاس بوسیدہ چیر ڈالا فوج اُسطرف کی لیا لیا کہکر چلی اُس شہریار نے کود کر پشت مرکب پر اپنے تئین پہونچایا اور تیغ بکف نرغۂ فوج دشمن مین

گیا

درآیا اور یہ حال کیا کہ **نظم**

ہمی رفت ازان گونہ برسان شیر
ز فوج عدو ان چندان کشت
کہ گفتی جہان تیغ دارد بمشت

ہمی ساخت برسان شیر ژیان
نہنگے بجنگ اژدہائے نبر
چنین تا بلشکر گہ دشمنان

زمین شد ز دشمن چو دریائے خون
جہانجو ہمی راند تیغ وبہ رہنمون

وہ فوج بروز فرار لائی اور بھاگ کر اندر قلعہ کے گئی پل تختہ اٹھا لیا قلعہ بند دروازہ بند کر لیا قلعہ پر سے توپ پڑنے لگی فوج جو قتل کرتی آتی تھی وہ تل گئی لیکن شہزادہ مالک جاہ بسان شیر غضبناک توپوں سے بھی نہ رکا اور گرز سے گولے رد کرتا جانب قلعہ چلا اُسوقت تمام میدان آتشین تھا دشت سب خون مقتولان سے رنگین تھا دھوان ابر کی طرح چھایا تھا برق رنگ کی چمکتی تھی گولا اولہ کی طرح برس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ **ابیات**

یہ پیش نظر جو آسمان ہے
گویا کہ ہیں رات کو ستارے

بیشک انھین توپون کا دھوان ہے
آواز اگر سنے نہو فرق

پیدا جو دھوئین میں ہیں شرارے
بجلی بھی ہو ڈرکے بحر میں غرق

شہزادہ اُٹھتا بیٹھتا گولے سے بچتا قریب خندق پہونچا اسوقت لفظ سے کے حقہ قارورۂ آتش تیر و خشت وغیرہ پڑنے لگے اُسنے سپر فراخ دامن منھ پر رکھکر سب آفتین جھیلین اور گرز جھولا دیکر خندق کے اس پار پھینکا پھر آب مرکب سے اتر خندق فرا گیا قلعہ پر توپ بند ہو گئی مگر برا اسنے چھپرون میں آگ دی گئی تیل کے کڑھاو انڈیلے گئے اُس دلاور نے بڑھکر پھاٹک توڑا گرز پڑتے ہی پھاٹک گرا اتنے توپ بند ہو چکی تھی فوج اُس بہادر کی خندق پاٹ کر اُتر آئی قلعہ میں بھگدڑ پڑی ساحران قلعہ نے سحر بھی ہر طرح کے کیے لیکن کچھ اثر نہوا سرکشان قلعہ مارے گئے بعضے اسیر ہوے رعایا نے چادر امان ہلائی اندر قلعہ کے کچھ دیر کشت و خون رہا آخر اُس مرد جنگی نے سر سواری قلعہ تسخیر کر لیا یہ ماجرا افراسیاب نے دوربین سحر میں دیکھا حیران ہوکر نیلم جادو سے پوچھا کہ تمکو معلوم ہے یہ قریب طلسم قریب رہند آخر طلسم کونسا قلعہ ہے اور میں نے ابھی دوربین میں یہ ماجرا دیکھا ہے اس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے یا کوئی تمھارے ملک میں واقفیت رکھتا ہے اُسنے یہ سنکر خود دوربین بادشاہ سے لیکر اُس قلعہ کو دیکھا اور اس دلاور اور اُسکی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا کہ یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے اسکو قلعۂ زرد کوہ کہتے ہیں اور حاکم اُسکا زردمان اژدر سوار تھا جسکو کہ آپ نے دیکھا کہ اس بہادر نے چیر ڈالا یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش مالک قلعۂ کوہ خورشید یہ کا فرزند ہے اور نام اسکا جہانگیر بن خورشید ہے اور اسکا ایک بھائی اور ہے کہ اسکو پہلوانی نہین آتی ہے مگر عیار بے بدل

ہے اور نام اُسکا مہتر چابک تیز رفتار ہے ملک خورشید ساحر زبردست ہے اُسنے ایک تختی طلسم بند کرکے اس شہزادہ کے گلے مین ڈالی ہے جسکی وجہ سے سحر اُس لڑکے پر تاثیر نہین کرتا ہے اور اکثر قلعہ اُسنے تسخیر کیے ہین زور و طاقت مین رُستم و سام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہے واقع مین نظیر نہین رکھتا ہے سُنتے ہین کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہین پائے تھے ازبسکہ لاولد تھا اپنے لڑکے مشہور کرکے پالا ہے لیکن تحقیق نہین معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ دونون لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت و عار رکھتے ہین ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہے اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہے۔ یہ ماجرا جو افراسیاب نے اسکی زبانی سُنا بہت خوش ہوا اور دوربین مین صورت شہزادہ مذکور کی دیکھ چکا تھا خال سبز اور رگ ہاشمی چہرۂ انور پر نمایان تھے گیسوان خلیلی اور کلالۂ سلسلۂ اسمٰعیلی دوش پر چھوٹے ہوئے تھے پس سمجھا کہ بیشک یہ نسل حمزہ سے ہے اور ساحرون مین ملا ہوا ہے ضرور تیری اطاعت کریگا اب یہان سے چلکر ملک خورشید کو طلسم مین بُلا اور دوستی کا برتاو کرکے طلسم کوکب پر اُس شہزادہ کو روانہ کر غرضکہ یہ سوچکر دوربین سحر صندوقچہ مین رکھکر پریزاد کو حوالہ کی کہ وہ جسطرح لیکر آئی تھی اُسیطرح لیگئی اور آپ تا دیر اُس کوہ پر بصد سرور ٹھہرا رہا شراب پیا کیا پھر تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام باغ سیب مین آیا ارکان سلطنت و اعیان مملکت نے نذر دی تعظیم کی تخت پر یہ جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار ساحر باوقار تخت کے گرد بیٹھا دربار جمع ہوا جام مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے منشی کو یاد فرمایا اور حکم تحریر نامہ دیا کہ

ابیات

بفرمود تا پیش او شد دبیر
سوی شاہ خورشید یہ نامہ کرد
در گنج سے بے رنج بکشاد شاہ
ز چیزے کہ شایستہ تر برگزید
دہ اشتر ہمہ بار دینار بود
بہ پیلے کہ ترپایہ تر زین نہاد

قلم خواست رومی و چینی حریر
ہم آنگاہ صد مرد از ساحران
گزین کرد ازان یارہ و تاج وگاہ
ببردند سی صد شتر دار بار
صد اشتر ز گنج درم بار بود

نویسندہ از کلک چون خامہ کرد
گزین کرد گویا و شیرین زبان
ہم از گوہر و جامۂ نابرید
ہمان جامہ و گوہر شاہوار
برہ پیل یک تخت زرین نہاد

تب یہ تحفہ تیار ہوچکا منشی ندرت رقم نے نامۂ محبت مشحون ترقیم کرکے ملو شاہ کو سنایا مضمون یہ تھا

نامۂ شاہ افراسیاب بنا بر طلب جہانگیر بن حمزہ بنام خورشید

تاج بخش محتوی بہ انکسار و التجا المولفہ

پہلے تعریف ساحری کی لکھون
ہی عیان غلب ساحران پرصاف
ناصر دین ساحری کیشان
جرس کاروان صدق وصفا
شاہ خورشید تاج بخش شہان
دل سے کرکے ادا وہ باصد ذوق
باغ یکرنگی و محبت کے
اُسی گل کے بہار ہم بھی ہین
ہی کرم بیز ابر آذاری
تازگی بخش ہی وہ برگل وخار
بیسر ہین ہین جدا جو گوہر ہین
ہی ہماری تمھاری ایک ہی راہ
گرچہ شاہ شہان ہون ہین لیکن
دوستی کے ادا نہ رسم کیے
اور اگر کیے تو نے کی غفلت
فکر مین مبتلا بہت مین رہا
ہین خداوند باخبر مغلوب
رات دن ہی مجھے یہی وسواس
گو کہ اس عالمین ہم ہین مین معروف
بھیجتا ہون کہ ہوئے لطف انگیز
وہ جہانگیر وصف شکن جرار
سر پہ تاج شہی مین اُسکے رکھون

اور جمشید کا مین وصف کرون
اُنکی تعریف کیا لکھے خامہ
مرحم زخم سینہ ریشان
گل اقبال گلشن شاہی
رہین آباد تا قیام زمان
باغ الفت سے پھول چنتا ہون
گلشن دوستی و الفت کے
خار و گل دونون باغ مین اسی کے
فیض باد صبا کا ہی جاری
اک شجر مین جدا جدا ہین ثمر
رشتہ داری مین سب برابر ہین
ساحری کیش ہو جو تم ہم بھی
آپکا میرا ایک ہی ناسن
نہ کبھی آئے یان نہ کچھ لکھا
ہمسے پہلے جتائی کب الفت
لینے کچھ لوگ بدظن و باغی
اُنکی بھی یاری دلسے ہی مطلوب
اسی اندیشہ و تفکر مین
لیکن ہی ہمسے اپنا دل مالوف
اپنے فرزند کو مع لشکر
تیغ زن قاتل خط کردار
اپنے دشمن کی گوشمالی کو

ہونے دو سو خداؤن کے اوصاف
دوست کو اپنے لکھتا ہی نامہ
رہرو راہ دوستی و ولا
زیر حکم ہوئے ہہ سے تا ماہی
رسمہائے وداد و خلت و شوق
نقش پرداز مدعا ہون یون
آپ گل ہین تو خار ہم بھی ہین
پرورش پاتے ہین بفیض بہار
باغ مین چلتی ہی جو باد بہار
ہین برابر مزے مین سب کے سب
ہی مراد اس سے یہ شہ ذیجاہ
دوراندیش ہو جو تم ہم بھی
حیف ہی یہ کہ آجتک تمنے
واہ وا واہ یہ ہی چاہیے تھا
مشفق من سبب یہ ہی اُسکا
مجھ سے آمادہ جنگ ہین طاغی
بھیجا کرتا ہون فوج اُنکے پاس
آئنہ ساہون مین تحیر مین
اسلیے نامۂ محبت خیز
لیکے تشریف لائیے یان پر
آئے اسجا تو ملک و مال مین فعال
بھیجون اُنکو مین اے شہ خوشخو

ختم کرتا ہون اسجگہ نامہ — رک گیا چلتے چلتے بس خامہ
ہو ہمیشہ وزمان رہو تم شاد — گلشن دوستی مین بادمراد

اس نامہ پر مہر بادشاہ کی ثبت ہوئی اور اُن سو ساحرون کو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوگئے تھے ایک ساحر عقیل جادو نام کے ماتحت کر کے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا وہ خلعت سفارت سے مخلع ہو کر اپنے مقام پر آیا اور تیاری چلنے کی کرنے لگا اتفاقاً یہ ساحر دریاے خون رواں کے اس پار رہتا ہے جب یہ اپنے گھر آیا تو اُسکے جانے کی نامہ لیکر خورشید کی طرف خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہرخ نے سنا کہ شاہ طلسم ملک خورشید کو بلاتا ہے پس اپنے بلور سے کہا کہ اس حال کی خبر شاہ کوکب کو کرنا چاہیے اُسنے فوراً عرضی تحریر کر کے ایک طائر سحر کو روانہ کیا اور ایک داستان گو نے یون بیان کیا ہے کہ شاہ کوکب کو فکر لوح طلسم کی تھی اُسی فکر مین اُسنے اپنے استاد نور افشان جادو کو عرضی لکھی اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی استاد نے مضمون عرضیہ مفہوم کر کے اپنے سحر کے زور سے جملہ کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمھارے طلسم کی لوح تو اچھی جگہ ہے سمجھ فکر نکرو مگر افراسیاب نے کوہ تیلم پر جاکر جہانگیر بن خورشید کو لُٹے دیکھا ہے چنانچہ اُس شہزادہ مین نشانیاں نسل حمزہ کی ہین اس سبب سے اُسکے بلانے کو نامہ لکھا ہے اگر وہ آجائیگا تو تمھارے طلسم کے فتح کرنے کو شاہ جادوان اُسے بھجوائیگا تمکو اسکی فکر کرنا ضرور ہے۔ جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا اپنے مقام سے ایک نجم بھیجا کہ وہ عمرو جو قلعہ ہفت رنگ مین تیران پاس تھے اُٹھالایا عمرو نے جسطرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اسوقت بھی پایا غرضکہ آداب بجالایا بادشاہ نے تخلیہ کراکر مشورہ کیا کہ اس بارہ مین خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ آپ بھی سفیر اپنا ملک خورشید کے پاس نہ بھیجے اور اُسکو اپنے پاس بُلائیے وہ یقین ہے کہ دونون شاہ کو اپنا طالب دیکھکر کسیطرف نجائیگا دوسرے یہ کہ مجکو بھی شہر خورشیدیہ مین بھیجدیجیے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ مین سے پاؤن تو اسکو اُسکے حال پیدایش سے آگاہ کر کے راہ راست پر لاؤن تیسرے یہ کہ ایک خط مہرخ کو لکھ بھیجیے کہ وہ بھی ایک نامہ اپنے شریک ہونے کا ملک خورشید کو لکھکر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے شاید کہ وہ شراکت اُسکی قبول کرلے۔ شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہرخ کو لکھکر بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہے کہ تم نامہ مشتمل بر شرکت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہین یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا جب ملکہ موصوف کو پہونچا اُسنے

اپنے بیٹے شکیل کو کہ طلسم کی راہیں خوب جانتا ہی نامہ دیکر مع کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا اسکے ہمراہ مہتر برق عیار بھی چلا اسکے نامہ کا حال بروقت پہونچنے ملک خورشید یہ کے بیان کیا جائیگا لیکن حال کوکب سنیے کہ تحفہاے گرانبہا اور کشتیہاے جواہر پر از اسباب طلا اور چند اشیاے طلسم ایک ساحر ذوفنون جادو نام کو دیکر کئی سو ساحر ہوشیار اُسکے ہمراہ کیے اور منشی ندرت طراز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا اُسنے عروس قرطاس کو زیور دربارے مضمون سے یون آراستہ فرمایا

نامۂ کوکب روشن ضمیر بجانب ملک خورشید تاج بخش مشتمل بر مضمون تودد تحمید و ہدایت تنویر لموً لفہ

کرون پہلے حمد خداے قدیر
خداوند خلاق شمس و قمر
وہی سبکا خالق وہی بادشاہ
جسے چاہے پل بھر مین عزت دہ دے
غرض اُسکو ہی سبطرح اختیار
کہ مغرور سے رب ہی بیشک نفور
لکھا جاتا ہی بعد رسم سلام
خرد گسترہ حاکم جسم پوش
شہ نامور خسرو روزگار
جہاندار و گیخسرو کجکلاہ
ہی رسم مروت کے شایان یہی
اولوالعزم عاجز کے ہون دستگیر
مدد اُسکی کرنا ہی لازم سنے مجھے
ہمیشہ ہین وہ حامی مستمند
درخشان ہین گو نجم افلاک پر
کرے جب تو ہو سنگ لعل خوش آب

وہی سبکا ہی خالق بے نظیر
جہان اُسنے اک کُن مین پیدا کیا
اُسیکے ہین محتاج شاہ و سپاہ
ذلیلون کو کرتا ہی دم مین جلیل
وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار
اِسی وجہ سے شاہ خورشید کو
کہ اے شاہ فرخندہ پے نیکنام
خداوند لشکر خداوند تخت
سرافراز و گردن کش و تاجدار
سعادت قرین ملک زیر نگین
ہی دنیا مین کار نمایان یہی
یہی میرے دلکو بھی آیا خیال
کہ خالق جزا اُسکی محشر مین دے
فلک گرچہ سرکش ہی بیدادگر
مگر روشنی بخش ہین خاک پر
شجر جتنے ہین بار لائے ہوے

خداوند بخشندہ و دادگر
مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
جسے چاہے دم بھر مین رسوا کرے
جلیلون کو کرتا ہی دم مین ذلیل
نہین چاہیے ہی بشر کو غرور
شہ دادگر رشک جمشید کو
شہ خسروان صاحب عقل و ہوش
شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت
خداوند دیہیم و ملک و سپاہ
رہے کامیاب تجھ سے مہر مبین
ہمیشہ ہون سرکش سے نفرت پذیر
کہ مہر رخ ہی دنیا مین عاجز کمال
جہان مین ہین جس مرتبہ سربلند
مگر وہ زمین پر جھکائے ہی سر
فلک سے نظر مہر کی آفتاب
زمین پر ہین سر کو جھکائے ہوے

نباتات کا دیکھکر حال زار
وہین آب صاف اُس سے ظاہر ہوا
کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا
خدا کا ہمیشہ ہی اُسپر عتاب
تمھین بھی نہین چاہیے اے شفیق
مری سمت آنا گوارا کرو
عمرو ہمسخ و حمزۂ نامدار
نصیحت سے خالی نہین یہ پیام

گہر اشک کے ابر سے بیشمار
اسیطرح سے اے شہ تاج گیر
دکھاتا ہی منھ اُسکو رو جسنے ا
نہ تھی اُسکی شرکت گوارا مجھے
کہ ایسے کے جاکر ہنو تم رفیق
اگر آپ یان آئیے مہربان
یہ سب ہونگے خوش از زمین تا سما
رہے ملک آباد خلقت ہو شاد

زمین پر پسیجا جو دل کوہ کا
زمانہ مین عاجز کے ہین دستگیر
ہی مغرور و سرکش جو افراسیاب
خدا کے غضب کا ہی مارا کسی
غریبون سے لطف و مدارا کرو
تو احسان فرمایئے مہربان
کیا ختم اُسجا پہ مین نے کلام
ترقی پر اقبال و دولت زیاد

صحیفۂ گرامی مہر شاہی سے بعنوان شایستہ مزین ہوا اور ذوفنون تحفہ جات لیکر کئی سو ساحرون کے ہمراہ مع خواجہ دیجاہ چلا اور اُسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملک خورشیدیہ قریب تر تھا طلسم کے باہر نکلا اُس طرف سے قاصد فرستادۂ افراسیاب دریاے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اُس دربند پر کہ جدھر سے شہزادہ اسد آئے تھے پہونچا اور طلسم سے باہر نکلکر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑ کر جانب خورشیدیہ روانہ ہوا اِسکے پیچھے پیچھے شکیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر نکلا اور اِسکے جانے کی خبر افراسیاب کو بھی ہوئی مگر اُسنے اِس سبب سے اُسکو نہین روکا کہ نامہ لیکر خورشید کے بلانے کو یہ بھی جاتا ہی دیکھون تو کہ وہ اسکو کیا جواب دیتا ہی اور کسکے پاس آتا ہی پس اہل دربند کو حکم پہونچ گیا کہ طلسم کے باہر قاصدون کو جانے دینا فی الجملہ یہ سفیر تو اِس طرف سے اور ذوفنون اپنے طلسم کی طرف سے وارد ملک خورشیدیہ ہوئے زمین سرسبز اور جاے دلکش و آباد دیکھی صحرا مین درخت لہلہاتے زراعت سبز و خرم درخت میوہ دار گل اپنا جوبن دکھاتے دریا اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری قاصدون نے قریب شہر پناہ پہونچکر خیام برپا کرائے اور نزول کیا عمرو جو ہمراہ سفیر کوکب آیا ہی وہ سب اپنے ہمراہیون سے جدا ہو گیا اور صورت اپنی ساحرون کی ایسی بناکے علیحدہ ٹھہرا اُس طرف جہانگیر قلعہ فتح کر کے اپنے پدر نقلی پاس آیا تھا خورشید دار الامارہ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا فرزند کے فتحیاب ہوکر

آنے سے جلسۂ عشرت آغاز کرایا تھا جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہرکارون نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود ایلچیان مسعود عرض کی اُسنے سرداران ذیشان کو اپنے ایلچیون کے لانے کو بھیجا سردار باہر قلعہ کے آئے تینون ایلچیون سے ملاقات کرکے کہا کہ چلیے حضور مین آپکی طلب ہے اُنھون نے کہا بہت انسب ہے پس درباری لباس سے آراستہ و محلی ہوکر تمام تحفہ ہمراہ لیکر روانہ ہوئے دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلاکار پایا کئی ہزار سوار محافظ بصد وقار پایا اندر آکر شہر تمام گلزار پایا عمارتین استوار و محکم بنین دکانین محرابدار و منقش و رنگین ہر عمارت کے بالاخانون پر کنگرہ رکھے ہوئے کنگرہ چرخ سے برابری کرتے کرے بنے بروج فلک کو رشک دیتے کٹہرے رشک دہ خطوط کہکشان و شعاع آفتاب تھے نیچے مکانات کے صرافہ و بزازہ آراستہ تھا ہر قسم کا تاجر و ہر طرح کی اشیائے نفیسہ کا بازارون مین انبار تھا ہر ایک بدل و جان اُسکا خریدار تھا گنج مین جھنڈے گڑے تھے اناج کے ڈھیر لگے تھے ڈنڈیے کسانون کی خدمت کر رہے تھے بنیے چلمین پی رہے تھے تو سکے تولتے وقت آوازین دیتے تھے برکت ہے جی برکت ہے دو پایہ ہین دو پایہ تینا ہین تینا خریدار چنگی مین اناج لیکر بھر رکھتے تھے اسیطرح سے یہ سفیر والا تدبیر ہر مقام کی سیر سے سیر ہوتے دار الامارۃ مین پہونچے فرق زنجیر ہٹی اندر داخلہ ہوا عجب دربار نظر پڑا کہ گرد گرد کُشش کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہین ساحران ذی رتبہ اور دلاوران صف شکن ہین قریب تخت شاہی دنگل جواہر آگین بچھا ہے اُسپر شہزادہ جہانگیر تشریف فرما ہے اور کئی سوزنیہ کا سر پر یاقوت و زمرد سے آراستہ ہے اُسپر ملک خورشید جلوہ فرما ہے تاج جسکی بہا مین کم ہفت کشور کا خراج سر پر رکھے ہے اور کئی ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہے چتر بال ہما کا گردش کرتا ہے پریچہرگان سازسے لیے مجرے کو حاضر ہین جام رنگین دست شاہ مین خوشنما ہے **نظم**

ز دیبائے چینی و از پرنیان | درفشی بہ ہر پردہ اندر میان | تو گوئی بہشت ست یا بزمگاہ
سپہر برین ست یا چرخ ماہ | نہادند در پیش تختی زعاج | بآرایش تخت کرسی ساج
نشستہ بران تخت خورشید شاہ | بگرد اندرون پہلوان سپاہ

ایلچیون نے اس کر و فر کو دیکھکر مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور ستائش کنان حسب ایمائے شاہ قریب آکر اول تحفے و ہدایا پیشکش سے کیے اور نامہ دیے پھر بموجب حکم کرسیون پر بادب متمکن ہوئے منشی عطارد رقم طلب ہوا

بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سراپردہ دارالامارہ اُٹھوا کر جلو خانہ مین اسپ و فیل و شتر
جو پُر از گنج و درم بادشاہون نے تحفہ مین بھیجے تھے اُنپر نظر کی پھر نامہ وغیرہ پڑھے گئے جسطرح دونون بادشاہون
نے نامہ مین مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا ویسا ہی کچھ مہرخ نے بھی لکھا تھا یعنی یہ قلمبند کیا تھا کہ ای
شاہ شاہان سرتاج خسروان جہان ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ مین عاجزہ و مسکینہ بے یاور و نہایت
مضطر ہون اتنے بڑے شاہ ساحرون کے بادشاہ سے مقابلہ ہی اور کوئی سوائے خدا کے نہین وسیلہ ہی
امید ملازمان درگاہ فلک پایگاہ سے رکھتی ہون کہ میرے حال زار پر غور فرما کر میری مدد فرمایئے دشمن
کو میرے روز بد دکھایئے زیادہ دعاے دولت سگالی یہ کہ خزانہ افزون اور ملک آباد عیش و عشرت
مقرون ہو جیو یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے جب سنے شہزادہ جہانگیر کیطرف مسکرا کر دیکھا شہزادہ
موصوف نے فرمایا کہ شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہی ہر چند کہ در پردہ اُسنے ہمکو متکبر اور بے ایمان بنایا
ہی مگر مضمون بہت نایاب ہی قول اُسکا براہ صواب ہی عاجزون ہی کی شراکت کرنا کار مردان نبرد آزما ہی
ایسی بات سے خوش خدا ہی پس کوکب شریک مہرخ ہی ہمکو بھی اُسیکی شراکت زیبا ہی افراسیاب
تو خود شہنشاہ ساحران ہی اُسکی اعانت کرنا ننگ بہر مردان ہی ملک خورشید نے جب یہ تقریر شہزادہ
کی سُنی ازبسکہ اصل مین تو اسکی کچھ حقیقت نہین ہی بادشاہ مثل اور قلعہ داران یہ بھی ہی شہزادہ کے
سبب سے توقیر ملی ہی اسوقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا اُسکو
خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہی ایسا نہو جو شہزادہ مارا جائے ملک و مال ہمارا جائے چنانچہ شریک
اُسیکے ہونا چاہیے پھر یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہزادہ فرزند حمزہ ہی ضرور عاجزون کا طرفدار ہوگا پس ایسا حیلہ کرنا
چاہیے کہ یہ کسیطرف نجائے یہ سوچکر زبان حیلہ ساز کو مکاری سے آشنا کیا اور کہا ای فرزند دلبند کوکب
کے شریک عمرو عیار ہی جسکا مالک زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ نامدار ہی اور عمرو سردار لشکر مہرخ
ہی پھر مہرخ کو بھی کچھ احتیاج کسیکی استمداد و اعانت کی نہین حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب
کو اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہی کہ کسی جانب بنا بر اعانت عنان عزیمت منعطف
نکرو اور میرے نزدیک افراسیاب ہی کی مدد کرنا زیبا ہی کیونکہ وہ خداے باختر کی طرفداری کرتا ہی
اور ہمارا دین اور اُسکا ایک ہی اُسکو چار طرف سے گھیر کر بد دینون نے روز بد دکھانا چاہا ہی شہزادہ
نے جب یہ تقریر سُنی فرمایا کہ بہادران جلادت شعار سے یہ کب ہو سکتا ہی کہ کوئی اُسکو نبرد

آزمائی بلائے اور وہ بجائے اور کوئی اُس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے بیت عروس مملکت آن مرد در کنار گرفت ٭ کہ اول از گہر تیغ داد کابینش ٭ بلکہ مصرع مہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست ٭ اچھا اس مقدمہ مین خوب غور کرکے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائیگا اب بزم عشرت بہر دعوت ایلچیان شاہان عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو یہ حکم سنکر ساقیان مہر لقا و مطربان خوش نوا و شیرین ادا حاضر ہوئے اول گوشمالی طنبور کو دی گئی اور طبلون کو طمانچہ تھاپ کے پڑنے لگے قانون سرود بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا نظم

بھیرون کا تھا بزم مین جو چرچا
تھی غارت ملک دل کو کافی

تھی پرچ کی وان بندھی ہوئی دھن
بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
کسطرح کرین نہ دل کو تسخیر

سُن سُنکے سب اہل فہم تھے سُن
آتی تھی زبان پر جو کافی
وہ کھینچتے تھے ہوا یہ تصویر

اسی ہنگامۂ عشرت مین عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ ایک کلانوت پیر زمین گیر در پر حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی دربار ہی کیا حکم ہوتا ہی شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا کلانوت مذکور سامنے آیا دیکھا کہ پیر نہایت نحیف ہی پلکین تک سفید ہین ایسا ضعیف ہی داڑھی تا بہ سینہ ہی پاپان تک کی بیک بھی ہی کُرتا آب رواں کا گلے مین گلبدن کا پائجامہ پاؤن مین کمر سے لُنگی کھاوج ہاتھ مین لیے ہی پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہی پس اُس پیر نے سامنے آکر دعا دی کہ سامری بنائے رکھے سرکار کا بھلا ہو مین بھی نام سنکر دور سے آیا ہون دامن آرزو خالی لایا ہون آج مالامال ہو کر جاؤنگا شہزادہ نے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہی اُسنے کہا بلالون اُم الجبال مین رہتا ہون مگر میرا رہنا کیا کانور دیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلدیپ سب جگہ پھرا کرتا ہون کل اس بستی مین وارد ہوا تھا آج سرکار مین آیا ہون فلک کا ستایا ہون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اپنا کمال ظاہر کر پیر نے نی کو مُنہ سے لگا کر بجانا شروع کیا پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا اہل بزم کیا در و دیوار زمین و زمان کو حالت محویت ہوئی نظم

یہ کہہ اُسنے اور نی کو ہونٹھون پہ دھرا
نظر جو پڑے وان سو روئے ہچکے

یہان تک بجائی کہ دیوار و در
گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل

کھڑے رہگئے ہوش کھوئے ہوئے
تو جون شمع اشک آئے سبکے نکل

بعد کچھ بجانیکے توقف پذیر ہوا شہزادہ نے بیچین ہو کر کہا کہ ای مرد باکمال واسطہ اپنے دین و مذہب کا ہملوگون کو نیم بسمل نچھوڑ پیر نے عرض کیا کہ ای شہزادۂ فلک جاہ یہ بوڈھا شراب کا عادی بہت ہی اگر میخانہ میرے سپرد فرمائیے تو البتہ حظ کافی اور لطف وافی اُٹھائیے شہزادہ نے ساقیون کو حکم دیا

کہ میکدہ اسکے حوالہ کرو پھر تو ساقیون نے سبو و ساغر لاکر حاضر کیا یہ نقشہ ہوا کہ ہیبت بنکر فقیر بیٹھا
بھٹی پہ رند تیرا + سب مغبچون نے ملکر پیر مغان بنایا + کلانوت کہ اصل مین عمرو ہی اور بیان کیا تھا
کہ ایلچی کے ساتھ سے یہ جدا ہو گیا تھا اسوقت گویا بنکر آیا ہی اور قصد رکھتا ہی کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے
پاس بھیجون اور اُسکی پیدائش کا حال ظاہر کراؤن فی الجملہ اب میخانہ پر قبضہ پاتے ہی شراب کو کنٹر اور
گلابیون مین اُلٹ پھیر کرنے لگا اور کئی مقام پر اُسکا میخانہ سجنا بیان ہو چکا ہی اُسیطرح یہان بھی
درست کرنے لگا اور اُسی انتظام مین شراب کو آغشتہ بداروے بیہوشی کیا اور نی بجاتا جام پر از شراب
ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا شہزادہ نے جام اُس سے لیکر پینا چاہا مگر عیار شہزادہ موصوف کا
مہر چاپک کمین گیا ہوا تھا وہ آگیا اور اُسنے وقائع نگارون کی تحریر مین عمرو کی عیاریان پڑھی ہین
اور تعریف گانے کی اور نی بجانے کی لکھی دیکھی ہی پس اسوقت یہان ویسا ہی جلسہ جو اُسنے دیکھا
اور از سرتاپا عمرو پر نظر کی بنگاہ اول پہچانا کہ یہ کوئی عیار اور ایلچیونکے ہمراہ آیا ہی دستبرد کیا چاہتا
ہی چنانچہ اُسنے پہچان کر جام شہزادہ کے ہاتھ سے لیا اور خواجہ کو دیا کہ ای بیر یہ ساغر پہلے تو پی پھر
اور کو پلانا خواجہ نے اِسکے ہاتھ سے پیمانہ لیکر اُسکو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چھریرے بدن کا
انسان پایا کہ کمند بازوون سے باندھے فلاخن سر سے لپیٹے توبڑا پتھر کا لٹکائے بانہ ہائے عیاری
سے درست نہایت چالاک و چست ہی بعینہ میرا فرزند معلوم ہوتا ہی میرے لڑکون سے بہت مشابہ
مفہوم ہوتا ہی غرضکہ حبیب نے جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اُسکی نگاہ بچا کر ایک بتاسا کمر سے نکالا وہ بتاسا
دافع داروے بیہوشی تھا چاہا کہ اُسکو شراب مین ملا کر جام کو پیے مگر چاپک بہت ہوشیار تھا اُسنے
بتاسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا عمرو سمجھا کہ بھید تیرا کھلگیا اب اِس ناشدنی کو بھی گوشمالی دینا چاہیے
یہ سمجھکر ذرا جو ہاتھ کو کن دیا ہاتھ چربدست تھا اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا خواجہ نے ایک دھول
اُسکے لگائی اور کلاہ اُسکی لیکر حبیب کی دیوار پر دار الامارۃ کی پہونچا چاپک دھول کھاکر منفعل ہوا
تھا پکارا کہ ساحر کوئی اِس ناعیار پر سحر نکرے مین ابھی پکڑے لاتا ہون یہ کہکر آپ بھی دربار سے باہر
نکلکر چلا لینا لینا کا شور ہوا عمرو اِس عرصہ مین دیوار پھاند کر بھاگا ملازمان شاہی چوبدار اور سپاہی
پیچھے دوڑے چاپک نے سبکو روکا اور کہا وہ عیار اکیلا ہی مجکو بھی اکیلا ہی لڑنا زیبا ہی اگر سبنے ملکر
گرفتار کیا تو فن عیاری کے خلاف ہی ایک سے ایک ہی کا سیر مصاف ہی غرضکہ سب تو ٹھہر گئے یہ

تنہا عقب خواجہ چلا عمرو نے جو اُسکو آتے دیکھا ایک سپر بھاگتے ہی مین زنبیل سے نکالکر زیر بغل
چھپالی حال اِس سپر کا آگے بیان ہوگا چنانچہ اِسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی
مین شہر کی آیا کہ جدھر سے راستہ نکلتا تھا ساتھ ہی چابک بھی وہان پہونچا اور للکارا کہ او ناعیار
اب کہان جائیگا عمرو نے بھی نیمچہ زنبیل سے نکالکر کھینچا اور نعرہ کیا کہ آ تو سہی جوانا مرگ وہ
عیار طرار بسان برق جہندہ جا ہی پڑا اور نیمچہ مارنے لگا خواجہ نے دو ایکبار تو نیمچہ اُسکا خالی دیا
پھر جو اُسنے کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا خواجہ نے وہ سپر جو زنبیل سے نکالی تھی اُسکے سامنے کر دی اُس
سپر پر کاغذ حرف منڈھا تھا اندر اُسکے غبار بیہوشی بھرا تھا نیمچہ جو سپر پر پڑا وہ بھق سے شق ہوئی
اور غبار بیہوشی مین چہرہ چابک کا چھپ گیا تڑاتڑ کئی چھینکین اُسکو آئین اور بیہوش ہوکر گرا اُسنے
پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگا کر اُسکو مثل اپنی صورت کے بنایا اور آپ معجزہ
طلب کر کے اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو اُسی طرح بیہوش شکلین باندھکر دوش پر لادکر دار الامارۃ
مین سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا اِسکو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو
اُسنے کہا اِسکو ہوشیار نکرائیے ورنہ یہ بڑا فتور کریگا آپ جب بزم عیش سے اُٹھیے گا اسوقت اُسکو
ہوشیار کر کے قتل کیجیے گا شہزادہ نے کہا بہتر ہی اِسنے ستون سے اُسکو اُسیطرح بیہوش باندھدیا
اور شہزادہ سے کہا اِن ایلچیون کے ساتھ معلوم ہوتا ہی کہ عیار چلے آئے ہین آپ ساقیون اور
فراشون خدمتگارون وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے نکلوا دیجیے اور میخانہ میرے سپرد کیجیے تاکہ مین
شراب پلاؤن مبادا عیار زک دین تو بڑی ذلت کا سامنا ہی شہزادہ تو اِسکو اپنا بھائی جانتا ہی اُسنے
اِسکے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دیدیا وہ تو باہر نکلگئے اور اِسنے میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب
جو پہلے کی تھی اُسکو بظاہر علیحدہ کر دیا کہ یہ خراب ہی لیکن وہ سب بیہوشی آلودہ تھی کچھ ایسا پھیر بدل کیا
کہ اُسی شراب سے ساغر بھر کر شہزادہ کو دیا اُسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر تو سب انجمن کو وہی شراب
پلائی ہر ایک پر کچھ دیر مین بیہوشی چھائی گرمی جو معلوم ہوئی اُٹھکر ٹہلنے کا ارادہ کیا طمانچہ بیہوشی کا ایسا
لگا کہ اوندھے مُنھ گرے لمحہ بھر مین تمام محفل بیہوش ہوگئی عمرو نے پہلے ذوفنون کو جو ایلچی شاہ کوکب
کا ہی اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر چابک کو ہوشیار کر کے سلام کیا اُسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا پایا اور
رنگ محفل بنا پایا سمجھا کہ عمرو بلاے بد ہی وہ تجھپر غالب آیا غرض تاؤ پیچ کھا کر چپ ہو رہا اور عمرو نے

اِسکے جلانے کو پہلے لوٹنا شروع کیا جہانگیر کو زنبیل مین نہ رکھا تمام اہل دربار کے کپڑے اُتارے ملک
خورشید کا تاج لیا اِسیطرح یہ لوٹ پر پڑا اب اور ماجرا سنیے یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا
تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اُسکو ہوا کہ دیکھون جہانگیر آتا ہی یا نہین اِسی تردد مین
آخر اُسکو تاب نہ رہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا یہان عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار
بیہوش ہی اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہی ایک عیار ستون سے بندھا ہی بس یہ دیکھتے ہی اِسنے کہا کہ وائے
مردیم ارے بڑا غضب ہوا عمرو ملک خورشیدیہ مین پہونچگیا سبکو قتل کیا چاہتا ہی یہ کہکر چاہا کہ کسی ساحر کو
اُسطرف بھیجے پھر سوچا کہ جبتک کوئی جائیگا وہان خاتمہ ہوجائیگا تو آپ چل پس اُس اضطرار مین کچھ کر نشان
پر بھی دھیان نکیا گر کر اُٹھا اور اُڑا اور ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہی بہت جلد راہ طی کرتا ہی اُسوقت یہ دارالامان
خورشیدیہ پر آکر چمکا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹکر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اِسکے آنے سے برق شعلہ
چمکی رعد گرجا عمرو سمجھا کہ مقرر کوئی آفت آئی پس بہت جلد گلیم اوڑھکر الگ ہوا اِس عرصہ مین شاہ
جادوان دربار مین اُتر کر ہوا سے آیا اور ابر سحر برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر جا
خانہ مین جا کر لباس پہنا سردارون نے پوشاک منگوا کر زیب تن کی اِدھر شاہ جادوان نے چابک
کو ستون سے کھولا ملک خورشید افراسیاب کو پہچانتا تھا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا آپ بادب
تمام زیر تخت بیٹھا شہزادہ جہانگیر سے کہا بابا اُٹھو شہنشاہ کو تسلیم کرو نذر دو زہے نصیب ہمارے جو
حضور تشریف فرما ہوئے شہزادہ اُٹھکر رسم تعظیم بجالایا افراسیاب نے فرط شفقت سے پیشانی پر
بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور کہا ای شہزادہ تمنے اُس دزد مکار کو دیکھا اگر مین اِسوقت نہ آجاتا
تو وہ سبکو ہلاک کرتا اِسیطرح اُسنے میرے تمام طلسم مین تہلکہ ڈال رکھا ہی اب تمکو لازم ہی کہ میرے ساتھ
چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہی اُسکے طلسم کو توڑو تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور مین اور باغیون کا
خاتمہ کرون اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئیگا اگر تم اُسپر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان
تمہارا ہی خداے باختر کو تمام دنیا سجدہ کریگی تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ زمانہ پھر تسخیر ہوگا خداوند
باختر طرۂ پیغمبری کا دینگے سپہ سالار قدرت خطاب عنایت کرینگے لشکر ملائکہ خداوند تمہارا مطیع ہوگا
مین جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا آیندہ تمھین اختیار ہی جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا
اُسنے جوابدیا کہ ای شہنشاہ مین ملک کوکب مین گھسکر اتنی تلوارین مارونگا کہ ندیان خون کی بہادونگا

اور اُس ناعیار کو وہ سزا دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا یہ کہکر ایلچی کو کوکب کے تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیون لایا ہر چند کہ ایلچی کو قتل کرنا زیبا نہین لیکن اِس شرارت کی سزا دینا ضرور ہوا غرضکہ ہنگام تلاش مہرخ و کوکب کے سفیرون کو نپایا اُنکے ساتھیون کو حکم دیا کہ ابھی ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور تحائف بھی پھیر دیے اور کہا کہدینا اپنے مالکون سے کہ ہم آتے ہین ہوشیار ہو وہ سب بے نیل و مرام یہ پیام لیکر پھرے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے افراسیاب کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ عمرو اور برق اندر دار الامارۃ کے نہ آسکے سحر ایسا تھا کہ جب قصد اُسطرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہو جاتے ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوئے حال انکا بیان ہوگا یہان جام مے ارغوانی کا دور چلا کیا ناچ ہوا اغذیہ لطف سے نعمتخانہ آراستہ کیا گیا ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا بزم جمشید وکی کو اُس انجمن پر رشک آتا تھا راجہ اندر کا اکھاڑا جمع تھا کہ ابیات

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
پروانہ ہر چراغ رخسار
آغاز ہوا وہ نغمۂ تر
جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا

جسمین کہ یہ ساز تھا یہ سامان
العدر سے جوش نغمۂ تر
بیخود ہوئے سنکے سب برابر
شیشونکا تھا اشتیاق غائب

دیوانۂ ہر پری دل زار
تعریف سے جسکی بات باہر
نغمون مین شراب کا اثر تھا
قلقل کی صدا کے کان طالب

ایکدن اور شب بھر جلسۂ دعوت رہا جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برآمد ہوکر مہمان کاشانۂ سپہر ہوا اور بزم شبینۂ انجم برخاست ہوئی کہ بیت دنیا مین ہوئی جو صبح پیدا خورشید فلک ہوا ہویدا ÷ افراسیاب وہان سے رخصت ہوا جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کرکے مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہ جادوان یہ مژدہ سنکر شادان و خندان کنان اُڑکر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیتا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے غرض چند عرصہ مین یہ تو باغ سیب مین پہونچا اور آتے ہی نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ اے خاتون پسندیدہ ما بدولت لشکر ساحران ہمراہ لیکر بمقابلہ نمکحرامان تم آؤ اور بارگاہ زر لفتی طلسمی ساتھ لاؤ آرائش و زیبائش انجمن عشرت دہ چند ہو تاکہ ایک مہمان بہتر از دل و جان آتا ہے وہ محظوظ و خرسند ہو ہم بھی تمھارے پاس لشکر مین آئینگے اور حسن انتظام تمھارا ملاحظہ فرماکر خلعت سرفرازی تمھین پہنچائینگے یہ نامہ طائر سحر جب ملکہ مذکور پاس لایا اُسنے گنبد نور پر سے چلنے کا سامان کیا مع مصور و

صورت نگار وابلق وسرمایہ وشکوہ زرین تاج وغیرہ سرداران لشکر وارکان سلطنت کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے بحشم وخدم حصار طلسم سے باہر نکلی اور دریاے خونروان سے اُتر کر جس مقام پر کہ پہلے اتری ہوئی تھی آسیجگہ فروکش ہوئی لشکر شہزادۂ رنگین حصار حوالی مین میدان رزم کا فاصلہ دیکر اُترا ناقوس اسقدر بجے کہ چرخ کے مہ زرین صدا گونجنے لگی گھنٹے بجتے تھے یا فلک مختلج مزاج کا دل دھڑکتا تھا طائران سحر اسقدر اُڑ رہے تھے کہ روے ہوا کا لا تھا شعلہ ہاے آتش ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جلکر بشکل آبلہ تھا خیام وخرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا کثرت لشکر سے ارض وغبرا مین زلزلہ تھا ترسول اور بنسول اس زیادتی سے زمین پر نصب تھے کہ پشت ارض خار دار تھی فلک ستمگر نے یہ پھل زمین کو دیے کہ کشت عالم مین تیغ وخنجر کے پھل پیدا ہوئے تھے روح رستم وسام خوف سے زمین مین پنہان تھی ہلچل پڑی تھی آفت بے پایان نمایان گھوڑون کے ہہمون سے فیلون کے چنگھاڑنے اشترون کے بلبلانے سے دشت وکوہ گونجتا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ بموجب بیت ؎ چو حیرت بیامد دران رزمگاہ ٭ بچرخ اندرون مہر گم کردہ راہ ٭ مختصر یہ کہ عسکر شقاوت اثر جب اُس دشت مین خیمہ زن ہوا طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ خوش سیر کو بھی پہنچائی کہ حیرت فوج لیکر پھر مقابلہ مین آئی اس حال کو سنکر عیاران نامور کیفیت دریافت کرنے کو روانہ ہوئے اور مہرخ نے تمام لشکر کے افسرون کو حکم ہوشیاری کا دیا طلایہ لشکر کا بہت زبردست مقرر ہوا یارون مین ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا اُدھر عیار یعنی جانسوز وضرغام صورتین بدلکر خادم وفراش بنکر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جاہل نے بعد اُترنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت وزیر کو لکھا کہ اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوکر باغیون سے لڑتی تھین جب عدو پر ظفریاب نہوئین تو اپنا لشکر لیکر دالی طلسم مین چلی گئین لشکر تمہارا مور وملخ سے زیادہ ہے اُس لشکر کی نسبت میرا یہ ارادہ ہے کہ بہر استقبال مہمان عزیز شہنشاہ خوش اقبال بلاؤن پس بفور دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے پھر حکم لشکر کشی دیا ہے اور ساحران نامی کو طلب کیا ہے یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر گیا صنعت لشکر لیکر دالی گنبد نور کیطرف چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ تیار کر رہی تھی حال اس سحر کا انشاءاللہ مذکور ہوگا چنانچہ جب اس فجبہ کو نامہ ملکہ طلسم پہونچا سحر ہفت بیضہ درست ہوچکا تھا اس نامہ پڑھکر اپنا کوچ کرایا اور دات

بھی بصد جاہ و عزت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ ملحق لشکر حیرت ہوئی فوج کو اُس لشکر سے علیحدہ اُتروا کر آپ خدمت ملکہ مسطورہ مین آئی ملکہ نے بنا بر حکم شاہ جادوان بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ مین استادہ کرائی جسکے سامنے دریا بصد آب و تاب موج زن تھا کنارے کنارے اُس بحر کے دشت غیرت بخش گلشن بحالب دریا فرش پُر تکلف بچھوایا جھاڑ سر بلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان گلبدن شراب ارغوانی کے جام و سبو لیکر وہان ٹھہرے رامشگران قمر پیکر ساز عشرت انداز و طرب خیز ساتھ لائے بارگاہ کے سراپچہ اُٹھوا دیے بیچ بارگاہ مین ایک تخت زمرد کا بچھوایا برابر اُسکے دست راست کو ڈنگل یاقوت احمر کا تراشا ہوا گستردہ کرایا اور گرد تخت زمردین کے کرسیان طلائی جواہر کار بچھوائین اور ایک کرسی پُراز نقش نگار فیروزہ کی قریب مہتر چابک کے لیے آراستہ کرائی لخلخے ہوا کے رخ پر رکھے گئے عود سوز عنبر سوز سے تمام بارگاہ معطر کرادی روبرو اُس بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چرخ برین خسرو خورشید مبین کی پست تر اور بے رونق تھی انجمن کواکب کی زینت اُسکے مقابلہ کے کب لائق تھی زہے کر و فر وہ حسن انتظام کہ برجیس و کیوان کی زبان ثناخوان زیب محفل پر ناہیدۂ فلک بلا گردان

بیت اندر نے نہ دیکھی تھی یہ محفل + پریون کا بھی بیقرار تھا دل + اِس محفل کی آرایش بر وقت آنے جہانگیر کے بیان ہوگی اب ملکہ طلسم تو اِس آراستگی مین مصروف ہے مگر جہانگیر نے بعد چلے آنے افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے اُنکے حاکمون کو نامہ روانہ کیے کہ با دولت بادشاہ کوکب سے لڑنے جاتے ہین تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلو یہ نامہ جب شاہان باج گذار کو پہونچے ہر سمت سے فوجین روانہ ہوئین یہان شاہزادۂ ذیجاہ نے در خزانہ وا کیا اپنی ذاتی فوج کو آراستہ کیا کچھ عرصہ مین بارہ لاکھ کا لشکر سوار و پیدل کا درست ہوا ہر شخص بہر جنگ چاق و چست ہوا ارابہ زر سرخ و سفید کے ہمراہ ہوئے علمون کے پھریرے کھلگئے زنگار رنگ کے پرچم برے ہوا اُڑنے لگے روے ہوا بھی منقش و رنگین نظر آیا یا فلک شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا آمد سپاہ سے خاطر زمانہ پُر غبار گرد لشکر سے سپہر دوار تیرہ و تار جب کارسازی لشکر ہو چکی ملک خورشید تخت پر سوار ہوا شہزادۂ کیوان کلاہ پشت توسن تازی پر بعزم رزم سازی بیٹھا ہزارہا نقارہ بجے ساحران غدار جمشید منش سامری وش طائران و درندگان سحر پر چڑھکر چلے جھانجھ اور نفیر بجے نالہ نائے ترکی کا شور ہوا آمادہ سرکشی ہر اہل زور ہوا علم شیر پیکر کا پھریرا سر پر ضیغم بیشہ صاحبقرانی یعنے شہزادہ جہانگیر

لاثانی کے کھلا پس پشت شہزادہ بارہ لاکھ سواران جرار کا انبوہ چلا ایک سمت بہتر چابک صندوق عیاری پر سوار گرد اُسکے کئی ہزار شاگرد اور ملازم عیار اکتارہ بجاتے تلنگین لگاتے چلے آستین بانک کے پیچ ہوتے جاتے تھے حقہ ہائے نفطی چلتے تھے کہین میدان دُھوان دھار ہو جاتا ابر چھپا جاتا آستین بجلی خنجر کی چمکتی کہین مطلع صاف نظر آتا حقہ ہائے آتشین کی تیزی سے آنکھ جھپکتی ایک طرف ساحر اپنا کمال دکھاتے تھے گنبد چرخ مین آگ لگاتے تھے اسطرح شعلہ آتش چمکاتے تھے کبھی گھٹا کو ہسار سے اُٹھتی دنیا مین تاریکی چھاتی کیفیت دکھاتی بجلی کی چمک رعد کو مشعل دکھاتی ہیں بدلی مین سحر کے مور چنگھاڑتے پر طاؤس منقش پرند مشکین سحاب پر نقش ونگار بناتے خوش فعلی کر کے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہارین پیدا جادوگرنیون کے جوبن پر دل عالم شیدا ترکان ستمگر غارت گر جان وایمان طاؤس اُنکی سواریون کے شررافشان مختصر یہ کہ بنہایت جاہ وحشم انتہا کا کروفر فوج مبارزان ولشکر ساحران کا مجمع چاؤشان سپاہ کا آوازین لگاتا نظم

دران دشت بسیار شاہان بُدند
ہمہ گنج داران گیرندہ شہر
کمرہائے زرین دیباچہ تاج
زگوپال در خنجر ہندیمان
ززرین لگام وجناغ خدنگ
ہمان نیزہ وتیر وگرز گران
سپہ بود یکسر ہمہ کوہ ودشت
چنین تا جہانگیر ازو درگذشت

ہمہ نامداران وکیہان بدند
سپہبد بیامد ہمہ گرد کرد
زدیبای رومی واز تخت عاج
زدیبای زربفت رومی سہ تخت
رکاب دراز وجناق پلنگ
عنان پیچ گُرد افگن ونیزہ زن
خروشی زگردون دون برگذشت

زچین وزسقلاب از ہند دگر
برفتند گُردان بدشت نبرد
زتیر وکمان وزبرگستوان
زیاقوت وفیروزہ تابان سہ تخت
دو صد جوشن وتیغ وبرگستوان
ببازو قوی ہیکل وپیلتن
ہمی بود با گرز وپیلان بدشت

اِسی حشمت وتجمل سے بعد قطع منازل وطی مراحل ہمراہ ایلچی فرامین جاہل طلسم ہوش ربا مین داخل ہوگئے یہان کے ناظم وما لکان دربند نے حاضر خدمت ہو کر نذر دی رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم مین بھیجی افراسیاب خبر آمد اُس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ ای ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو اور کوئی دقیقہ تواضع مین اُسکی اُٹھا نرکھو ملکہ مذکور نے نامہ پڑھکر صنعت وابریق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ راہ مین ملک خورشید سے جاکر

ملاقی ہوئے اور مراسم تعظیم بجالائے پھر بڑے اعزاز سے لاکر داخل لشکر حیرت کیا ملکۂ مذکور نے طبل شادمانی بجوائے اور خود کنارے تک لشکر کے پیشوائی کو آئی ملک خورشید بھی تخت سے اُترا اور ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی پشت پر بصد شفقت ہاتھ پھیرا لشکر اُسکے ساتھ کا ملحق سپاہ ملکہ اُترنے لگا خیام و بارگاہ نصب ہوئے ملکہ اُسی بارگاہ مین کہ جو پہلے سے لب جو آراستہ کرائی تھی مہمانان ذیشان کو لائی تخت زمردین پر خورشید کو بٹھایا اور دنگل یاقوت نگار پر شہزادہ کامگار بٹھا کرسی جواہر آگین پر چابک تیز رفتار بٹھا گرد تمام گروہ گردن کش ساحران نامی کرسیون پر متمکن ہوئے ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جادوان کو لکھ بھیجی وہ بھی بصد بشاشت و فرخندگی ساحران جلیل القدر کو ہمراہ لیکر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہوکر یہان آیا اور بارگاہ مین اُسکے آتے ہی خورشید وغیرہ ہر ایک بنا بر تعظیم اُٹھے اُسنے تخت اپنا قریب تخت خورشید بچھایا اور اُسکو قسم دیکر بٹھایا باہم دست بوسی ہوئی پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا اس عرصہ مین جوہری قدرت نے یاقوت زرد روے عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا یہ نقشہ نظر آیا نظم

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ
در فرش سیمین بگسترد ماہ
برافروخت شب شمع گیتی فروز
نہان گشت قندیل زرین روز

تیر شام پردے اُس بارگاہ کے بند ہوا دیے گئے سامنے دریا مین کنول کنگا زرین رنگ برنگ چھوڑ وا دیے گئے ایک طرف اُسکے دریا کی بہار ایک جانب کو صحرا تمام لالہ زار شفق دشت و کوہ مین پھولی ہوئی بہار اپنی رنگینی پر پھولی ہوئی درختون کے ضرغہ مین گیند بلور کے روشن تھے برج سنبلہ مین ستارون کے ظاہر ہوتے تھے چشم نرگس حیران تھی کہ شاہ جادوان نے یہ کیسا سبز باغ مہمانون کو دکھایا ہے زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ مفت کا احسان سر پہ آیا ہے کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے لگے جال اُنپر موتیون کے پڑے شاہد بہار کو دام مکر مین پھانسا تھا بلبل دل کو کسی گل سے لبھا کر پابزنجیر کرنا چاہتا تھا کہین صحرا مین نرگس و ان جواہر کے دھرے تھے کسیجا بحر مین بجرے پڑے تھے درخت جنگل کے بادلے سے منڈھے تھے ادھر بارگاہ مین چلمن ہر ایک گلدام نظر تھی پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی صحرا کی بہار قابل عش عش تھی چاندنی کا کھیت کرنا اُسمین مقیش کا اُڑنا مشاطۂ ماہ کا آئینۂ عروس بہار کو دکھانا پھولون کی خوشبو کو ریالے کا کھلنا موتیون کا دور تک بچھونا دشت کی ٹرھی ہوئی آبرو بارگاہ

مین گلرخان قمر پیکر کا جماؤ ساقیان مہرجبین کا بناؤ رقاصون کی ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھی ساقیون کی نگاہ مستی زا کیفیت دیتی تھی

ابیات

شگفتہ گل تھے سب جلسہ سے باہر
مثال جام مستی مین بھرے تھے
زمین پر چاندنی کا بچھگیا فرش
سراپا نور کے وہ پھل تھے سارے
ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا
سمجھتی آپ کو تھین غیرت حور
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
کوئی بھر گزک لائی تھی بادام
کوئی لائی سلفچی آفتابہ
تھے اُنکے اِس ہنر مین ہاتھ تیار
ہوا محظوظ دل جلسہ سے وہ شاہ
زبانون پر کلام فرحت آنگیز

بچھا تھا فرش سبزے کا زمین پر
عروسان چمن کا تھا عجب حال
عروج مہ سے رفعت مین ہوئی عرش
بنا تھا درمیان دشت بنگلا
گل اندامون سے صحرا وہ چمن تھا
قیامت قہر تھا انداز اُنکا
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر
کسیکے دست رنگین مین گلابی
غزل گاتی تھی کوئی بیحجابہ
کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز
زبان پر صاف جاری واہ واہ

چمن مین بلبلون کے دل ہرے تھے
درختون پر پڑے موتی کے تھے جال
پھلے تھے نخل شب مین کیا ستارے
کھلا گرد اُسکے تھا پھولونکا جنگلا
متاع حسن سے تھین سخت مغرور
بلاے جان تھا عشوہ ناز اُنکا
کوئی دست نگارین مین لیے جام
بنی تھی مہ سے برج آفتابی
ملاتی تھین جو ساز و قصوح و چاپ
کیا اُسنے کسی نے رقص آغاز
ہوئی پرشار وہ بزم طرب خیز

اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ جہانگیر نے حال جنگ شاہ طلسم سے پوچھا اُسنے کہا کہ ای شہزادے عیارون نے میرے ملازمون کو بہکا کر اپنا شریک کر لیا ہی اُنھین سے فی الحال مقابلہ ہی عیاران مسلمان بڑے قہر کے ہین اور ہر جلسہ و ہر مقام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہونچتے ہین یقین ہی کہ اِس جگہ بھی موجود ہون یہ کلام سنکر شہزادہ تو خاموش ہو رہا مگر چالاک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا یہان ضرغام و جانسوز پہلے سے آئے ہوئے تھے مشورہ پذیر ہوئے کہ چالاک ہمکو تلاش کرتا ہی اسپر ہمکو اپنے تئین ظاہر کرنا چاہیے ہر چند کہ ہمارے لیے قباحت ہی پھر ہرچہ بادا باد یہ صلاح کرکے دونون نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمھاری سرکوبی کو موجود ہین اُسنے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہکر اُنکو گرفتار کراؤن پھر سوچا کہ اسوقت اُنکا ظاہر اپنے تئین کرنا اپنی دلاوری کا اظہار کرنا ہی مجکو بھی اپنی جرأت اور تحمل دکھانا زیبا ہی اشارۂ انفن

گفتگو کریں اسنے بھی اشارہ کیا کہ یہ خنجر بران سر تمھارے ہی گردن کے لیے ہی اُن دونون نے
بایان ہاتھ سے سر کو بتایا اور جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے گھر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیان
اٹھا کر تو آیا ہی اب یہان ہم پاپوش کاری کرینگے چالاک نے اشارہ سے کہا کہ ہوشیار رہو
مین تمھاری بارگاہ مین آتا ہون اور یہ اشارہ کرکے ضرغام جو خدمتگار بنا ہوا تھا اُسکو پکارا کہ
ارے آب خاصہ میرے لیے حاضر کر ضرغام یہ سنکر فوراً آبدار خانہ سے تھالی جوڑ مین گلاس پانی کا
لگا کر اور بیہوشی پانی مین ملاکر سامنے لایا چالاک نے وہ گلاس لیکر لبون سے لگایا منھ مین سفوف
بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا کمر سے
نکالکر کہا اے خدمتگار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہی کہ اسمین سے خوشبو آتی ہی ضرغام نے
اسکو بیضہ نکالتے دیکھکر ایک بیضہ نگاہ اسکی بچا کر چپکن کی آستین مین رکھ لیا جب اُسنے
بیضہ دیا اس ترکیب سے بچالاکی لیا کہ اُسکا بیضہ تو آستین مین چلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا
ہاتھ مین آگیا پس اُسکو ناک پر رکھکر کہا واقعی حضور اسمین خوشبو مثل مشک کے آتی ہی
بیضہ نہین مشک نافہ ہی اور وہ عجب جانور ہی کہ جسنے یہ انڈا دیا ہی لیجیے لیجیے آپ پھر سونگھیے یہ کہکر
جب اُسنے ہاتھ پھیلایا اس سبکی سے ہاتھ کو گن دیا کہ اپنا بیضہ آستین مین گیا اور جو اُسنے
دیا تھا وہی بیضہ پھر ہاتھ مین آگیا وہ اُسکے حوالہ کیا اُسنے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے
ہاتھ سے اپنی ناک کو کھجایا چٹکی مین عطر دافع بیہوشی تھا وہ ناک مین مل لیا پھر اُس بیضہ کو
سونگھا اسیطرح برمز و کنایہ اس سے اور دونون عیارون سے عیاری ہوئی آخر یہ شاہ طلسم
سے کہکر اُٹھا کہ اے بادشاہ مین جاتا ہون اور سر آپکے دشمنون کا کاٹکر لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ
سے نکلکر روانہ ہوا ضرغام و جانسوز بھی وہان سے اپنی بارگاہ مین آئے اور حال دعوت
جہانگیر بیان کیا اور کہا سب سردار بہت ہوشیار رہین کہ چالاک نے دعوی عیاری کا کیا
ہی یہ ماجرا سنکر مہرخ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ مین بھی جلسہ رقص و سرود آغاز ہو اسلیے کہ شاہ
طلسم ہمکو آمد خورشید سے خوفناک نہ جانے پس بنا بر ارشاد ملکہ خوش نہاد سامان عشرت و
نشاط مہیا ہوا ساقیون نے ارباب محفل کو مست ولایعقل بنایا مغنیون نے بزم جمشید کو
خجل کردیا عیار بھی دونون شریک صحبت رہے اسوجہ سے کہ محافظ انجمن رہین یہان تو یہ

کیفیت ہی مگر جاپاک جو بارگاہ سے نکلکر چلا اپنے لشکر مین جو خیمہ کہ براے استراحت آراستہ اپنے واسطے کرایا تھا اُسمین آکر چند شاگردون کو بلایا اور کہا اسطرح کا اسباب جنگل مین بطور مخفی لیجاؤ شاگرد اُسکے حسب حکم عمل مین لائے اور یہ آئینہ سامنے رکھکر صورت بدلنے لگا از بسکہ خرد سال ہی روے زیبا نرم و نازکتر رکھتا ہی زن حسینہ وجمیلہ کی شکل پر بنکر تیار ہوا کہ کاکل مشکین اسکی جو دیکھے جیتا وبال ہو سودا زدگی محبت بیش طبیب ٹھہرے پری کا سایہ بیش رمال ہو چشم فتنہ زا کو جو نظر کرے گردش لیل ونہار کا مارا کہلائے دیار راحت آباد شہر پُر آشوب اُسکو نظر آئے آتش شفق دیگ فلک کے نیچے سلگا کر سنبلہ کی بالی کا کیوڑا اگر کھینچے جب بھی عرق جبین کے برابر نہ ہوسکے مژگان وہ تیر جانستان کہ تیر آسمان برج قوس کو باینہمہ مہذبی سینہ سپر بناتا ہی خنجر ابرو کو یاد کرکے بہرام گردون تھراتا ہی روے خورشید ضیا کے روبرو آئینہ مہر آتے شرماتا ہی گوہر شبچراغ جو بہت کم ہوتا ہی یہی سبب ہی کہ اُسکے رخ انور سے منفعل ہوکر بطن صدف مین مُنھ چھپاتا ہی اپنی آبرو بچاتا ہی لالہ وگل جو گلشن عالم مین خونین کفن ہین اُسیکے رخسار کے کشتۂ جوبن ہین یاقوت رمانی وہ لب لعلین جو دیکھے رشک سے ہیرا کھائے غنچہ پہلے مُنھ بنوائے جب دہن تنگ کے مقابل آئے گلوے نازک صباحت مین بیاض سحر کو غلط کرکے خامہ غیرت سے کاٹ دے برودوش ساکنان جنان کا حورون سے دل اُچاٹ دے سینہ پردہ ابھری ابھری چھاتیان رسیلی نکیلی صفت عاشقون کی اُنھون نے جان لی جی کی مراد نکلی تھی دل کا حوصلہ نکلا تھا حسن کا گنجینہ تھا دل عشاق کے دو آبلے تھے دو حباب بحر حسن مین آسلے تھے شکم لوح بلور نہین نہین رخسار حور کمر بال عنقا ناف عقدۂ سربستہ زانو وساق دلبری وخوبی مین طاق پاے رنگین بہتر از شفق چرخ برین سر سے پانک حسن کا نقشہ چاہت کی صورت خوبی ومحبوبی کی مورت اس شکل سے اپنی وضع بصد ادا بنائی کہ دلربائی اسپر صدقہ ہونے آئی نظم

جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آئے	جان کالبد صورت دیوار مین آئے
سایہ کیطرح ساتھ پھرین سرو وصنوبر	تو اس قدر دلکش سے جو گلزار مین آئے
اُس چشم فسونگر کا اگر پاسے اشارہ	طوطی کی طرح آئینہ گفتار مین آئے

جب اس صورت خوب اور طرح محبوب سے درست ہوچکا زیور جواہر جسم پر مزین کیا کہ بموجب نظم

الماس کی بالیان منگائین	بالی نے وہ کانون سے لگائین
بالون مین گہر لگاکے پہنے	

بالون مین مگر لگا کے پہنے
زیور سے ہوئی وہ مہ نگارین
ہیرون کے سنگا چھڑے بھی پہنے

ٹیکے کو لگا چنی جو افشان
جھومر سے خجل تھا عقد پروین
خلخال بجا بجا کے چلتی

اک جا تھے نجوم و مہر تابان
تھی دل کی کڑی کڑے بھی پہنے
سینون مین دلونکو تھی وہ ملتی

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھکر پوشیدہ صحرا مین آیا یہان شاگرد اُسکے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندون کی ایسی بنائے تھے گاڑی کے جوے مین ٹاٹ خرجی کیطرح بندھا تھا اُسمین طبلے بستنی مین بندھے رکھے تھے سارنگیان غلاف چڑھی مُنھ اُنکے ٹاٹ سے نکلے ہوئے رکھی تھین سازندے دو ا گاڑی جوے پر بیٹھے مانگ سر پر نکالے سرمہ لگائے تین کمر بٹی کے انگرکھے پہنے کچھ بیدل کچھ پیچھے گاڑی کے بیٹھے ہوے یہ بھی آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا گویا گردون پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا ایک عیار گاڑیبان بنا تھا اُسنے بادھی بیل پر مار کر دُم اسکی دبائی ٹمک ٹمک کی صدا دی گاڑی چلی سازندے کان پر ہاتھ رکھکر تان لگائے جات نگریا مین بھولی ڈگریا گاتے روانہ ہوئے اور وہان سے چلکر لشکر مہرخ مین آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ناہید اُتری لشکریون نے جو اِسکے حسن خوب کو دیکھا آوازے کسنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کچھ نوجوان ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے کہ

بیت
دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا + موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی +
کوئی کہتا تھا کہ

بیت
بوسہ دیتے نہین اور دلپہ ہے ہر لحظہ نگاہ + جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے +

وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بناتی اُس خیمہ کو دریافت کر کے کہ جہان داروغۂ ارباب نشاط تھا آئی داروغہ نے جو اُسکا حسن صبیح دیکھا نقد ہوش رونمائی مین دیا خیمہ مین لیجا کر بٹھایا بڑے تپاک سے حال استفسار کیا اُس رنگین بیان نے اٹھلا اٹھلا کر توسن ناز کو عرصۂ تقریر مین جولان کیا کہ ہم لوگ مجرائی ہین آپ کے پاس آئے ہین کہ دو پیسے آپکی وجہ سے ملجائین یہ کہکر آنکھون کو گردش دی مسّی بھری اور کہا بستر پر جاتے ہین داروغہ شیفتۂ آن و ادا تھے گویا ہوئے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجیے کچھ دیر جلوہ گری فرمائیے اُسنے ہنسکر کہا چہ خوش آپ تو بہت جلد فقرے مین آگئے ای میان مین ایسی بیکار نہین نہ ایسی اُدمانی ہون جو تمھین دیکھتے ہی بھسل پڑون اور پہلو تمھارا پہرون گرم رکھون داروغہ نے کہا ہمارے تمھارے وعدۂ وصل ہو جائے تو ابھی تمھارا مطلب بھی بر آئے اُس شوخ نے ہنسکر انگوٹھا دکھایا اور کہا

اپنا منہ بنواؤ یہ منہ اور مصالحہ مین اور تمھارے قابل لے جاؤ جاؤ میرا کام کرلاؤ بہت باتین نہ بناؤ داروغہ ان باتون سے بیقرار ہوئے اور سمجھے کہ یہ راضی ہی بس اٹھکر دربار مین سامنے مہرخ ذی تبار کے آئے اور عرض کیا کہ ایک طوائف ایسی ناچنے اور گانے والی مین نے ہم پہونچائی ہی کہ حضور دیکھینگی تو فرمائینگی کہ زہرہ فلک سے اتر آئی ہی عیارون نے یہ سنکر کہا نئے آدمی کو دربار مین آجکل رسائی نہین داروغہ نے عرض کیا حضور مین اُسکو مدت سے جانتا ہون مجھسے اُس سے عرصۂ دراز سے رسم وراہ ہی مین خود آجتک یہان نہ لایا تھا اب اُسکا جی حضور مین حاضر ہونے کو بہت چاہا تو مین نے اُسکو لانا چاہا یہ تقریر سنکر ملکہ نے حکم دیا کہ اگر تم اُس سے واقف ہو تو کیا مضائقہ ہی لے آؤ داروغہ اجازت پاکر ہنستے ہوئے خیمہ مین آئے اور کہا لو ای جانمن ہم تمھارا کام کر آئے اپنے بستر پر جاکر سازندونکو لاؤ اور سرکار مین چلو وہ نازنین یہ سنکر وہانسے کنارے لشکر کے آئی اور اپنے سازندونکو ساتھ لیا گھڑی پیشواز کی اور سب سامان ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین ہمراہ داروغہ مذکور آئی اہل دربار نے جو اُسکی صورت پُر فریب کو دیکھا فریفتہ ہوئے اور ایسی شکل اُسنے بنائی تھی کہ ہرچند ضرغام نے بنظر عیاری دیکھا مگر نہ پہچان سکا اور اس زہرہ جبین و قمر پیکر نے اسطرح ہنر اپنا جتانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہی کہ ابیات

وہ ارباب عشرت کا آپسمین مل
ملے سُر طنبورون کے باہمدگر
کھڑے ہوکے دو گھونٹ حقہ کا لے
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
بنا کنگھی اور کرکے ابرو درست
ہِلا ایک مہ صف سے آنا نکل
ادھر اور اُدھر رکھکے کاندھے پہ ہاتھ
لجائی ہوئی چاندسی صورت ایک
اُٹھنا وہ ٹھوکر کو دے دیکھے تال
کہ شورا کے عاشق گرے شوق سے
جمانا کھڑے راگ کا دیکھے دل
اُدھر کی تو یہ گت اور اُنکا سبھاؤ
چبا پان اور رنگ ہونٹو نپہ دے
اُلٹ آستین اور مہر کا چاک
جھٹک دامن اور ہوکے چالاک و چست
پکڑ کان اور گھونگھرو کو اُٹھا
چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ
کبھی ناچنا اور گانا کبھی
وہ بوٹا سا قد اور کبک کی چال
خوش آوازیون سے وہ گانا خیال
وہ امین کی تانین اُدھر اور ادھر
ادھر اوٹ مین نائکہ کا بناؤ
انگوٹھی کے لے سامنے آرسی
نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
دوپٹے کو سر پر اُلٹ اور سنبھل
پہن پائون مین لپنے سر سے چھوا
فتح چند کے ہاتھ کی مورت ایک
رجھانا کبھی مسکرانا کبھی
کبھی گھٹ سری ناچنا ذوق سے
دکھانا ہر اک دم مین اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل بیخود ہو گئی اور ہوش بجا نرہے اور ضرغام تو ایک جان کیا ہزار

جان سے اُسپر شیدا ہو اَلعضون نے اسمقام پر بیان کیا ہی کہ چالاک طلسم مین آچکا ہی اور اُسی سے اس
عیار سے عیاریان ہوتی ہین اور وہی اِسوقت اِسکی صورت پر فریفتہ ہوتا ہی اِس حقیر نے چالاک
فرزند رشید عمرو کو کہ بجاے عمرو ہی اِس چھوکرے سے دھوکھا کھانا مناسب نجانا اور اُسکی شان کے
خلاف تھا کہ وہ اِسکو پہچان نہ سکتا پس ضرغام کے نام پر اِس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو
کہ صاحب دفتر نے حال جہانگیر نہین لکھا ہی بلکہ یہ میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستانگو
ہین اُنھون نے بیان کیا تھا اپنی طبیعت سے اُسکو داستان کہنے والون نے پسند کر کے محفلون مین
قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سنا پس مین نے بخیال اِسکے کہ ناظرین میرے کلام کے
بھی اِس داستان سے حظ اُٹھائین و نیز کوئی یہ نہ کہے کہ اتنا مضمون ہمنے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا اس
کتاب مین وہ نہین ہی کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہو چکی تھی - آمدم بر سر مطلب چابک ایسا گایا اور ناچا
کہ ارباب محفل کو محو کر دیا اور ضرغام اُسکے عشق مین بے آرام ہوا سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زر و
جواہر انعام مین دیا اُسنے عرض کیا کہ میخانہ اگر میرے حوالہ ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤن بادۂ عشرت و سرور
سے ہر ایک کو بیخود بناؤن اُس نشہ کی ترنگ مین انجام کار کا خیال کسی نے نفرمایا میکدہ کا مختار اُسے
بنایا اُسنے شراب کو پیمانہ و ساغر مین پھیر بدل کر کے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا ہوا ساغر شراب سبکے سامنے
لیگیا ہر ایک اُسکی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر مین رنگ بادہ خواران خراب نظر آیا
ازبسکہ اہل ظرف تھے اِس سبب سے جوتی لات لڑنے کی نوبت نہ آئی ہر چند ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکے بیہوش
ہو گئے عیار مذکور نے تکمہ دربارگاہ مین جا کر دیا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر مہرخ و بہار وغیرہ جملہ سردارون کا
جدا کرون لیکن خلاق عالم حافظ حقیقی ہی مہتر قران جو ہمیشہ صحرا مین رہتا ہی اور بارگاہ مین کبھی کبھی آتا ہی
اِسوقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب پہونچا سناٹا نظر آیا کسیکو اندر بارگاہ کے بولتے نہ سنا حیران
ہو کر سراچہ چاک کر کے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سردارون کو قتل کیا چاہتی ہی
اس حال کو دیکھکر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہی بس اِسنے سراچہ پھاڑ کر اندر قدم رکھا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ باش
اے طفل بے ادب چابک نعرہ سنکر کانپا اور اُسکی جانب اُسنے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری و جامۂ مکاری
سے آراستہ دیکھا کہ چالیس من کا بغدہ تانے ہوئے میری جانب آتا ہی یہ دیکھکر اُسنے چاہا کہ مین جست کر کے نکلجاؤن
لیکن قران کب جانے دیتا ہی بلسان برق چمک کے اُسکے قریب پہونچا اور چاہا کہ بغدہ مارے اُسوقت شاہ جادوان

نے بھی عرصہ ہونے سے عیار مذکور کے تئین بزور سحر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہی پس
اپنے مقام سے اتنا جلد اُٹھکر سحر سے یہان آیا کہ قران کے زیر لبدہ چالاک تھا اُسنے پنجہ بنکر اُسکی کمر مین ہاتھ
دیا اور اُٹھاکر بلند ہوا مہتر قران اُسکے آنے سے پہلے توجست کر کے سرائچہ فرا گیا پھر بارگاہ مین آکر پانی لگا کر
سبکو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہکر ضرغام اور جانسوز کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اسی مُنھ پر نام اپنا
عیار رکھا ہی چھپے مُنھ اے نالائقان اس بیغرتی سے تو تمھارا مرجانا اچھا ہی کہ ایک لونڈے نے تمھین فریب دیا
غرضکہ بہت کچھ بُرا بھلا اُستے دونون کو کہا اُنھون نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاران اسلام ہی کچھ جواب
اسکو نہ دیا گردن جھکائے چپ سُنا کیے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت و انتظام
بخوبی کر کے اپنا بدلا لینے چلا اس مقام پر داستان گو کو اختیار ہی جسقدر چاہے عیاران ضرغام و چالاک
کی بیان کرے مین نے بسبب طول ہونے داستان کے نہین بیان کین ماحصل مرام کبھی چالاک نے
ضرغام کو دھوکھا دیا تو جانسوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اُسکو گرفتار کیا تو افراسیاب
آکر چھڑا لیگیا ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض ہوا اسی دوادوش مین وہ شب جلسۂ عشرت و مسرت
بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گروی جسم پر سے اُتارا اور ساقی روز نے
شراب سرخ شفق پیمانہ سحر مین بھری

نظم

کہ جب چمکا جمال مہر ہر سو	نظر آنے لگے رخسار و پہلو	فروغ صبح سے تارے تھے پنہان
زمین پر آسمان سے تھے نور افشان		

صبحدم افراسیاب نے چالاک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب
تم چندے آسودہ ہو مین جو تجویز کر چکا ہون اُس فکر کو پورا ہو لینے دو پھر عیاری کرنے جانا عیار مذکور نے کہا
بہت اچھا اور مجلس نشاط مین بیٹھا شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ مین نہ
آنے پایا جب ارادہ یہان آنیکا کیا چادر سیاہ سامنے آنکھون کے پڑ گئی راہ نہ سمجھائی دی عیار ناچار اپنے
لشکر کی حفاظت مین مصروف ہوے کہ بموجب ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان + شاہ طلسم نے
بعد انسداد راہ عیاران رات سے بہتر جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا وہ صبح کی ہواے سرد وہ جنگل کی
کیفیت وہ طائرون کی زمزمہ سرائی آفتاب نے یاقوت زرد تمام عالم مین بچھایا تھا زمرد سبزۂ احمر نے
ظلمت کدۂ عالم کو فیروزہ گون بنایا تھا گلہاے خود رو صحرا مین کھلے تھے چرخ زبرجدی کے ستارے
اُنکے سامنے ماند ہوئے تھے تارے تو چھپے تھے یہ ستارے نکلے ہوئے تھے دریا مین طرح طرح کی

بہارین پیدا دل اہل انجمن جسپر شیدا قلب کو سرور آنکھون کو خنکی حاصل دامن کہسار مین پھول بھرے ہوئے دامن گلچین جسکے مقابل خجل بارگاہ مین مجمع حسینان صبوحی کا دور چلنا رقص بتان بھیروین کی تانین نرگس مست گلپیرہنان کا خمارین ہوکر ہنگام گردش جام مے رنگین کی گردش دکھانا مینہ کے سبب نیچی نیچی نظرونکا انکی دل لبھانا کہ نظم

گلابی رنگ پایا بام و در نے
ہزارون تھین بہارین دامن و دار
ٹپکتا تھا لب مینا سے قطرا
وہ رشک مہر روے نازنینان

شفق نے روشنی بخشی نظر مین
ہواے سرد و عطر آمیز آئی
کہ تھا گلگون لباس جام صہبا
صداے نغمہ خوش‌ریون کی آواز

نظر ہوتی جو سوے شاخ و اشجار
کلی پھولونکی تھی جو بن مے کھاتی
وہ بزم عیش و رقص مہ جبینان
دف و چنگ و سرود مطرب ساز

اسی حالت سرخوشی و عین مستی مین شاہ جادوان نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرماکر ایک نامہ بطور عرضی کے نہایت ادب کے ساتھ ملکہ تاریک صورت کشش کو لکھا یہ ساحرہ حجرۂ ہفت بلا کی ایک بلا ہی کہ دوسرا حجرہ اُسیکے نام پر ہی اسکا ذکر آنا بروقت کھلنے حجرہ ہاے مذکور کے بیان ہوگا خداوند کریم لشکر اسلام کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بلا حجرہ سے نکلکر جمشیدی الاو پر آکر رہتی ہی کہ جس الاو کو پانچ کوس کے گرد مین بنایا ہی پانچ کوس تک آگ بھری ہی زمین برنگ آتشخانہ دہکتی ہی صحراے محشر سے زیادہ ترگرم وہ مقام ہی اُسی آتشکدہ مین یہ بلا رہتی ہی اور شاہ طلسم کو اسنے دودھ پلایا ہی بادشاہ اُسکو اپنی مان سمجھتا ہی اور نہایت ادب کرتا ہی اور وہ بھی اپنا فرزند جانتی ہی اور شاہ مذکور کو اور کوکب کو بہت دنون سبق سحر کا پڑھایا ہی ان دونون کا رتبہ وہ کچھ نہین جانتی چھوکرا سمجھتی ہی خلاصہ یہ کہ افراسیاب نے نامہ مین یہ مضمون درج کیا کہ اے مامک مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے فرزند کو نمکحرامون نے بہت ستایا ہی ملک و مال چھین لینا چاہا ہی اور انھین کور نمکان کا شریک کوکب بھی ہوگیا ہی مجھ سے کئی بار آکر لڑچکا ہی چنانچہ مین نے اُسکا طلسم بھی باطل کرانا چاہا ہی اور طلسم کشا بجستجوے تمام ہاتھ آیا ہی لوح اُسکے طلسم کی میرے قبضہ سے نکلگئی مگر اگر طلسم کشا کے نصیب مین فتاحی اُسکے طلسم کی ہی تو لوح اُسکو دستیاب ہوجائے گی مین مادر گرامی کی شفقت بے پایان سے یہ چاہتا ہون کہ راستہ اُسکے طلسم کے مرحلون کا اور جس مقام پر کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اُس گل کے حاصل ہونیکا مفصل مجکو تعلیم فرمایئے

تاکہ یہ فرزند آپکا جور عدوان سے رہائی پاکر اپنی مراد کو پہونچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اِس عریضہ
کے قدمبوسی کو حاضر ہوگا یہ نامہ لکھکر بزور سحر ایک موسیقار بنایا اور اُسکے گلے مین خط باندھکر حکم دیا کہ اسیوقت
یہ نامہ جمشیدی الاُوپر پہونچا کر جواب لانا موسیقار پرواز کرکے روانہ ہوا اور بیابان ہستی کو طی کرکے الاُوپر
پہونچا حال بیابان ہستی اور الاؤ کا بروقت جانے افراسیاب اور عمرو کے بیان ہوگا غرضکہ نامہ سیاہ
مسطورہ کو موسیقار نے لاکر دیا اُسنے پڑھکر ایک خندۂ دندان نما کیا اور الاؤ سے کچھ راکھ اُٹھاکر پانی سے
تر کرکے ایک پتلی اُسکی بنائی اور افسون پڑھکر اُسکو جاندار کیا ایسا حسن اُس پتلی نے پیدا کیا کہ آیندہ
مذکور ہوگا اُس زن سحر سے حکم دیا کہ ہیرے پلائے پاس جا اور سارا ماجرا طلسم کوکب کے مرحلون کا
مع گل حیات کوکب سے بیان کردے اور طلسم کے فتح کرنیکا طریقہ جو کچھ کہ مجھکو معلوم ہی یہ ہی اِس طریقہ کو
بھی سمجھا دینا اور اگر فرزند میرا تیرے جمال پر شیفتہ ہو تو شربت وصل اپنا اُسکو پلانا اُسکی اطاعت مین رہنا
پتلی یہ سنکر روانہ ہوئی اور اُس نامہ کا جواب اِسنے لکھکر موسیقار کے گلے مین باندھ دیا مضمون یہ تھا
کہ ای برخوردار سعادت اطوار نامہ تمھارا پہونچا حال پر تمھارے تاسف ہوا سامری تمکو خوش رکھے
ہرچند کہ کوکب بھی میرا فرزند ہی مگر تمھارے برابر اُسکی محبت مجھکو نہین اسلیے کہ اپنا خون چوسا کر تمکو پالا ہی
وہ میرا شاگرد ہی گود کا پالا ہی ونیز بانیان طلسم نے تمھارے طلسم کے حجرۂ بلا کا مجھکو مالک کیا پھر جس کام مین کہ مین
مامور ہون اُسکا پاس ضرور کرونگی شاگرد کا خیال رکھونگی ہان ایک مرتبہ آکر فہمایش اُسکو کیجائیگی
اگر مانیگا تو بہتری اُسکی ہی ورنہ سزاے معقول دونگی تمھارے لکھنے کے موافق ایک ساحرہ حلبیلہ کو
روانہ کیا ہی کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلات طلسم نور افشان وغیرہ کی بیان کردیگی مگر تمکو یہ لازم
ہی کہ اُس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا ایسا نہو کہ عیار یا ساحر اُسکو قتل کر ڈالین اگر وہ قتل ہوگئی
تو پھر کوئی جاننے والا حال طلسم نور افشان کا نہین ہی اور مین بھی پھر نہ بتا سکونگی واضح ہو کہ اُس
پتلی کے قالب مین اِس ملعونہ نے وہ بیر بٹھایا ہی کہ جو واقف حال طلسم نور افشان ہی اگر کوئی اِس
بیر کو جلا دیگا تو واقع مین یہ ماجراے مذکور نہ بتا سکیگی اسلیے اِسنے تاکید اُسکی حفاظت کی نسبت لکھی
اور پھر یہ لکھا کہ ای فرزند تمھاری معشوقہ ملکہ ظلمات چہار چشم جسپر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو
میرے سمجھانے سے تمھارے وصل پر راضی ہوئی ہی مگر اِس شرط پر کہ وہ سلطنت طلسم کی چاہتی ہی اگر تم
حیرت کو معزول کرکے تخت طلسم ہوش ربا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر تمھارے

برج دل مین آکر منزل کرے اور شب تار ہجران کو نور ماہ وصال سے منور و روشن فرمائے اور اُس خورشید آسمان ساحری کو ایسا ویسا نجاننا میری شاگردہ ہی سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہی بس جو کچھ تمکو اس امر خاص مین منظور ہو مجکو اطلاع دو یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم ہوسیقار کو دیکر رخصت کیا کہ وہ شاہ مذکور کے پاس لایا وہ مضمون پر واقف ہو کر بہت خوشنود ہوا اور پھر نامہ لکھا کہ مجکو بہزار جان قبول ہی کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو اپنے قدم گلرنگ سے رشک چمن بنائے بیت یار آنجا و من اینجا وہ چہ باشد گر فلک ٭ یار را اینجا رساند یا برد آنجا مرا ٭ یہ پیام جب دایۂ ناکام پاس اُسنے ملکہ ظلمات کو کہ اُسی حوالی مین رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی اُسنے فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑے جاہ و حشم سے کوچ کیا ہنوز وہ تیلی فرستادۂ تاریک بھی شاہ جادوان پاس نہین پہونچی ہی اور یہ ساحرہ بھی رو براہ ہی مگر شمۂ حال کوکب سنیئے اُ قلعۂ طلسم مین بانتظار خواجہ عمر تشریف فرما ہی لیکن اُسکا ایک پیر بھائی ہی برہمن رو تین تن جادو نام ساحر ذی احتشام کہ سامری کو ابجد خوان اپنے دلبستان کا جانتا ہی اور شہپال و جیپال کو طفل مکتب کیطرح مانتا ہی ۷ کشور سحر اُس سے ہی آباد ٭ ساحران جہان کا ہی اُستاد ٭ وہ ملک طلسم نور افشان مین اُسکے زیر حکم ہی جو الاو سے جمشید کے قریب تر ہی ایک سمت طلسم ہوش ربا کے الاو ہی اور اُسکے آگے وہ ملک ہی جو برہمن کا دار الحکومت ہی چنانچہ بپاس خاطر کوکب ہر وقت تاریک کی خبر وہ رکھتا ہی کہ ایسا نہو یہ بلا کچھ ضرر پہونچائے غرضکہ طائران سحر بڑے بڑے زبردست برہنگر الاو کے گرد رہتے ہین اسوقت برون نے جملہ کیفیت تیلی کے بھیجنے کی اُسکی خدمت مین عرض کی اُسنے جملہ حال معلوم کر کے شاہ کوکب کو لکھا کہ ای طغرا نویس دیوانکدۂ محبت و ای املا طراز لوح الفت حقیقت حال اس نحو پر ہی آپ بفور ملاحظہ نامۂ تو دو شمامۂ سبق خوان کتاب یکجائی ہون کہ مجکو کچھ صلاح کرنا ہی یہ خط تیلا جادو کا لیکر کوکب پاس گیا اُسنے نامہ پڑھکر پرواز کی اور اُسکی پاس آیا اُسنے تعظیم کر کے تخت پر بٹھایا اور کہا آپ نے گل حیات کو اپنے خزانہ مین رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہان سے کوئی اُسکو لے نہ سکتا شاہ جواب دہ ہوا کہ ای برادر بیابان عجائب بادشاہان طلسم بنواتے ہین اُسمین عمدہ اور عجیب اشیا رکھواتے ہین مین نے بھی ایسا ہی کیا ہی اور بہت احتیاط سے وہ رکھا ہی کیون اُسکی نسبت تمھین کیا اندیشہ ہی اُسنے سارا ماجرا تاریک کے پتلی بھیجنے کا بیان کر کے کہا کہ جلد تدبیر کرو ورنہ وہ پتلی حال مرحلہ جات طلسم اور

مقام کل مذکور بتلادیگی جہانگیر اُس سیتے پر چڑھ آئیگا طلسم پر آفت آئیگی بادشاہ نے یہ تقریر سنکر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ ای بھائی اب اسکی تدبیر تمھین کچھ کرو مجسے تو کچھ نہین ہو سکتا ہی برہمن یہ سنکر بسبب تفکر ہوا اور بعد کچھ دیر کے آرد ماش نکالکر ایک پتلا اُسکا بنایا اور افسون دم کر کے جلایا اور شاہ کو دیا کہ اپنے مقام پر جاکر جلد تر اس پتلے کو روانہ کرنا کیونکہ تیلی بارگاہ افراسیاب مین پہونچگئی ہوگی ایسا نہو کہ وہ حال بیان کر چکے یہان سے اسلیے پتلا مین نے نہین بھیجا کہ شاید تاریک راہ مین پکڑے لیس تم اُس راہ سے اسکو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہین کوکب شادان و فرحان پتلے کو ساتھ لیکر قلعہ کو کبیہ مین آیا اور حکم دیا کہ ای سحر کے پتلے جلد جاکر تاریک کی تیلی کو ہلاک کر پتلا پرواز کر کے چلا یہ تو اُدھر سے آتا ہی مگر اتنے عرصہ مین وہ تیلی بارگاہ شاہ جادوان مین آکر پہونچی مجلس عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صدائے خلخال و پازیب کان مین آئی جھنکار گھنگرو ون کی سنکر سبنے آنکھ اوپر کو اُٹھائی دیکھا کہ ایک تخت یاقوت نگار پر زن حسینہ و جمیلہ سوار ہی حسن زیبا کی اُسکے عجب بہار ہی زلف عنبر بیز کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر روے منور کے مقابل شمس مندرجب بہت دل عاقل موشگافی کرے تو بالون کی صفت شاید کر سکے دیار ظلمت مین بغیر اعانت خضر رخسار اسکندر فطرت قدم نہ دھر سکے جبین روشن مطلع دیوان نور رنگ صبحان عالم غیرت سے مقابل اُسکے کافور صفحہ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب زیبائی مصداق طلوع صبح خوشنمائی وصف ابرو مین بنا شاخسانہ ہی برات عاشقان بر شاخ آہو اُسکے اشاریکا بہانہ ہی ہلال عید درد دل کی دوا مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا ئل کشتی قلزم حیات عاشقان بے تامل ترکان چشم شمشیر زنی مین طاق قبضہ مین اُنکے جان آفاق ساقی بزم بیخودی ہمشبیہ جام رنگین انجمن دلبری طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بر دوش مرغ جان کب اُس سے آزاد خنجر ایما و اشارہ تیز کیے خون عاشقان سرخی چشم گردن پر لیے بینی موج چشمہ نور یا طور ہی شعلہ طور کان حسن و خوبی کی کان رخ مصفا پر قربان عاشقون کی جان دہان تنگ مثل عنقا معدوم راز پنہان نقطہ موہوم لب ادا کرے تو میم دو نیم ہو گوہر دندان نقطہ سنے دہن جیم ہو بیاض گردن صفحہ سیم طفلاک خورشید کو لوح تعلیم کیا وصف اُسکا بیان ہو کہ نظم

گردن ہی صفا مین شاخ بلور
پروانہ ہی جسپہ شمع کافور
تابع ہی ہر اک حسین خوش رو

آتا ہے جھکا کے گردن آہو | الماس تراش ہین وہ بازو | ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو
کیا ساعد صاف نازنین ہے | یہ سیم تو کیسہ آستین ہے | ہالے سے عیان قمر کا جوبن
فانوس مین ہے یہ شمع روشن | کف حسن مین برگ گل نمط ہے | رشک رگ گل ہر ایک خط ہے
ہوتی ہے جو پشت دست تابان | انگشت برنگ شاخ مرجان | پنجہ کو ملا وہ نور حا وید
پھر جاے کرے جو پنجہ خورشید | القصہ وہ شاہد طرحدار | خوبان زمانہ کی تھی سردار
لکھتا مین ضروریان سراپا | پر خوف ہے طول داستان کا | وہ بانی صد جور و ستم نیرنگ محتشم تخت

سے اُتر کر خرامان خرامان سامنے شاہ جادوان کے آئی اور گردن بہر تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اسکو کرسی زرین پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حسن بے نظیر کو اُسکے ملاحظہ فرمایا تعریف مین لب سے واہ نکلی اور جگر سے آہ نکلی محو آئینہ رخسار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا بے اختیار زبان پر لایا درد دل اپنا اسطرح اس سخن ناشنو کو سنایا

غزل

فیصلہ کیا ہو جان بسمل کا | ہوت رخ دیکھتی ہے قاتل کا | اپنے سنے کی کچھ نہین پروا
آپ دیکھین تو حوصلہ دل کا | ملکے تلوون سے ہنسکے کہتے ہین | تھا زمانے مین شور اسی دل کا
آپ کو کھو کے تمکو ڈھونڈھ لیا | حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا | ذکر غنم بزم یار مین زیبا
رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا | شاہ جادوان نے جب یہ صورت شہزادۂ پرشوکت کی دیکھی

تسلی دی کہ ای حیرت زدہ آئینہ نیرنگ حسن سیماب وار بیقرار نہو آج شب کو اس محبوبہ سے ہمکنار ہونا وہ نازک بدن بھی بایماے بادشاہ شہزادۂ ذیجاہ کیطرف مخاطب ہوکر عشوہ گری فرمانے لگی اور ہر ایک ناز پر ہوش و خرد لیجانے لگی شاہ جادوان نے اشارہ کیا کہ ساقیون نے جام بادۂ ارغوانی سے شہزادہ اور اُس شراب حسن سے مخمور کو مست کر دیا حالت مستی مین کچھ کسیکا پاس و لحاظ نرہا دونون سرگرم اختلاط ہوے باہین گلے مین ڈالدین رخسار پر رخسار رکھدیے یہ بارگاہ ساحران ہے جتنے بھی انکے آب و گل مین ہے سب ساحر اس ناز و انداز کو دیکھکر ہنسنے لگے شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی عجیب صحبت تھی رنڈیان نوجوان رقص مین اپنی آن و ادا دکھاتین جوبنون کے اُبھار کمر کولے کی پھڑک پر دل اہل انجمن لبھاتین جب وہ پتلی خوب مستی مین بھری چاہا کہ حال طلسم کو کلبیان کرکے شہزادہ کو تخلیہ مین لیجاے حکم اپنی مالکہ کا

بجالائے پس لب شکر ریز کو اُس طوطی سروستان حسن نے اسطرح کھولا کہ ای شاہ جادوان جب سرحد
نور افشان پر کوئی شخص پہونچے تو جانب دست راست جائے لیکن وہ یا تو خود ساحر زبردست ہو
یا اُسکا کوئی ساحر معین و سرپرست ہو ورنہ ملازمان کوکب اُسکو جانے نہ دینگے اور بہت برا فتور
برپا کرینگے چنانچہ جب سمت دست راست وہ روانہ ہو تو ایک بیابان اسکو ملیگا کہ نام اُسکا بیابان تاریک ہے
وہ تاریکی وہان ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہین دیتا ہے زمین و آسمان کچھ نظر نہین آتا ہے گویا زمانہ
کسیکے غم مین سیہ پوش ہوا ہے یا ملک عدم کا وہ جنگل ناکہ ہے پس رہرو کو اُس بادیۂ ظلمت کے
اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے ایک گنبد دکھائی دیگا اُس گنبد مین تیغۂ جمشیدی اور چراغ
جمشیدی رکھا ہے اور مالک اُس گنبد اور اسباب کا ایک ساحر ہے چو ہوم جادو نام اُس ساحر کو
اسطرح تسخیر کرے کہ گنبد کے دروازہ پر چند اسم بلندی کی جانب لکھے ہین وہ اسم چند بار ورد زبان
کرے دروازہ گنبد کا کھل جائیگا اور اندر سے چو ہوم نکلیگا اُس سے کہے کہ بعظمت تاثیر اسمائے
جمشیدی تو مجکو اندر گنبد کے لیچل اور تیغہ اور چراغ مجکو دے وہ بعد عذر بسیار اندر گنبد کے لیجائیگا
اور چراغ و تیغہ حوالہ کریگا پس اُسی چراغ کی روشنی مین اول طلسم کشا صحرائے تاریک مین داخل ہو
بعد اُسکے لشکر اُسکا داخلہ کرے اُس بیابان کا مالک سرحد دار نیلی پوش جادو نام ساحر زبردست
و ذی احتشام ہے کہ لشکر ساحران لیے ایک مقام پر اُس صحرا مین اُترا ہوا ہے اور بسبب اندھیرے
کے نظر نہین آتا ہے چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اُسکا دکھائی دیگا پس طلسم کشا تیغۂ جمشیدی سے
مقابلہ وہان کرے اور سرحد دار کو قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے اُس پتلی
نے یہان تک اِس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا شاہ جادوان اور سب
اہل انجمن چپ بگوش دل کہانی سن رہے تھے کہ یکایک بروے ہوا نعرہ ہوا کہ زبان اپنی نگاہ
رکھ منم فرستادۂ تاریک صورت کش یہ نعرہ سنکر پتلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب
حضار ان مجلس کھڑے ہوگئے ناگاہ ایک جوان حسین با فر و تمکین روے ہوا سے نیچے اُترا جیسی
وہ پتلی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ یہ صاحب جمال تھا برس اٹھارہ ایک کا سن و سال
تھا ماہ طلعت مہر رفعت راحت دل مرہم روح بسمل سلطان حسینان زمان خسرو پری رخان
غواص دریائے دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ پر قادر فرمان فرمائی مین نادر شاہ ہون

مین جمشید ستارون مین خورشید کلاہ گوہر آگین سر پر قباے جواہر دوز و پر زر در بر از پا تا سر

محبوب و دلبر کہ غزل

گل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن
گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن

مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین
سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیم تن

نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر
غنچہ لب نگین ادا شکر دہان شیرین سخن

زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین یہ چارون غلام
مشک تبت مشک چین مشک خطا مشک ختن

مبتلا ایسون کے جو ہوتے ہین وہ ہین ای نظیر
بیقرار و دل فگار و خستہ جان و بیوطن

پس اُس شہریار کشور خوبی نے اُس پتلی سے قریب آکر کہا کہ ای جان جہان و آرام دل مشتاقان تم یون بیٹھا کا نہ پہلوے غیر مین بیٹھی ہوئی راز طلسم جلسہٴ عام مین بیان کر رہی ہو ہمارا ذرا بھی خیال نہین یہ کہکر قریب اُسکے بیٹھ گیا جہانگیر یہ سمجھا کہ اسکی زوجہ یہ نازنین ہی بس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم اسی دھوکے مین ہی کہ یہ فرستادہٴ تاریک ہی اور وہ پتلی سہمکر مُنہ افراسیاب کا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مار کر بھاگے مگر اُس جوان حسین نے گردن مین اُسکی ہاتھ اپنے حمائل کر کے لب سے لب ملا کر ایک بوسہ اُسکے لب رنگین کا لیا وہ سوز درون حسرت بوسہ مین رکھتا تھا کہ بموجب مطلع دلمین پوشیدہ تپ عشق بتان رکھتے ہین ✣ آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین ✣ بوسہ لیتے ہی اُس آتش خو نازنین شعلہ رو کے جسم مین گرمی نے سرایت کی اور مُنہ سے ناک کان آنکھ سر سے شعلہٴ آتش نکلا پھر تو یہ حال ہوا کہ بمقتضاے بیت قریب سر و چراغان ہی سرگذشت اپنی ✣ کہ سیر دیکھتے ہین شعلہ رو جلا کے ہمین ✣ سارا جسم اُس خورشید رو کا جلنے لگا دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہوگئی یہ حال دیکھکر افراسیاب گھبرایا کہ واے حسرت و ناکامی یہ کیا ہوگیا اُدھر جہانگیر نے آہ سینہ سوزان سے کی کہ افسوس میری معشوقہ بادشاہ طلسم حیرت مین کہ ہاے دایہ صاحبہ نے فرمایا تھا اس پتلی کے حافظ رہنا مجھسے بڑی غفلت ہوئی اسی تحیر مین تھا کہ اس جوان نے نعرہ مارا منم فرستادہٴ برہمن روئین تن اس قحبہ کو تو جلا چکا اب جہانگیر کو لیے جاتا ہون یہ کہکر جانب شہزادہٴ مذکور ہاتھ بڑھایا شہزادہ نے کھڑے ہوکر بقوت تمام ایک گرز دو دستی مارا مگر گرز اُچٹ گیا اور بعض نے بیان کیا ہی کہ وہ جوان ضرب گرز سے پیوند زمین ہوگیا اور پھر نکلکر جانب شہزادہ جھپٹا افراسیاب

تخت پر سے اُٹھکر بیچ مین آگیا اُسنے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا ہاتھ سے اُسکے بجلی تڑپ کر نکلی اور جانب
فلک گئی پھر بادشاہ پر کڑک کر گری بادشاہ نے دستک سحر کی دی کہ بجلی سر سے رگڑ کھاتی ہوئی زمین پر
گر کر سرد ہو کر غائب ہوئی مگر سر اور منھ بادشاہ کا زخمی ہوگیا اور تاج سر سے اُتر کر دور گرا یہ تاج حکومت طلسم
ہی اسکی حفاظت ہزار ہا بیر کرتے ہین تاج کے گرتے ہی ایک پتلی زمین سے نکلی اور بناز و انداز قریب
اُس جوان کے آئی ایسا حسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اُسپر مائل ہو کر لپٹنے کو چلا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا
کہ وہ جوان فوارہ کیطرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اُسکا اثر زہر مار زلف سے اُس زن سحر کے پانی ہو کر بہ گیا
گو عشق مین اُس بہر خوبی کے ہمہ تن چشم بنکر رویا غرضکہ جب وہ پتلا بہ گیا پتلی نے تاج بادشاہ کے سر پر
رکھا اور غائب ہوگئی جہانگیر کو بہت صدمہ پتلی کے جلجانیکا ہوا ناچ موقوف تھا دل بہلانے کا سامان کیا ناچ ہونے لگا
شاہ جادوان بھی رنجیدہ ہوا کہ اب کس سے حال طلسم نور افشان دریافت کرون آخر یہ تجویز کیا کہ جسقدر پتلی نے بیان کیا ہی
اُسیکی تدبیر کرنا چاہیے شہزادہ کو چراغ اور تیغہ دلا کر اُس طلسم پر لیچلنا لازم ہی اگر یہ طلسم کشا ہی تو از خود
کوئی راہبر پیدا ہو جائیگا اور پتا گل حیات کا بتائیگا پس اُسنے شہزادہ سے کہا کہ آپ اپنی معشوقہ
کے جلنے کا بدلا لیجیے وہ رنجیدہ تو تھا ہی آمادہ ہوا اور کہا ای بادشاہ تیاری کیجیے شاہ طلسم کارسازی
لشکر اور درستی اسباب سفر مین مصروف ہوا اسکو تو اِس حال مین رکھیے لیکن بقیہ حال خواجہ عمرو
نیک خصال سنیے کہ یہ قلعۂ خورشید پر سے جب نکلکر روانہ ہوئے تو برق فرنگی بھی کہ نامہ دار کے
ساتھ سے جدا ہو گیا تھا خواجہ کے ساتھ ہو لیا مختصر یہ کہ دونون صورتین بدلے ساحرون کو راہ مین
قتل کرتے داخل طلسم ہوش ربا ہوئے اور باہم صلاح کی کہ کوئی ساحر جو طلسم مین جاتا ہو اُسکے ہمراہ
ہو کر چلین تو راہ مین بھٹکنے نہ پھرینگے ورنہ ناظمان دربند جانے نہ دینگے غرضکہ متلاشی ساحر رہبر ہوئے خیانچہ
خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھکر دوربین لگا کر یک نظر چار سمت دوڑایا ایک سمت دریاے نیل اور
قلعہ جات طلسم نظر آئے ایک طرف کوہ بحر ہفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا ایک طرف بیابان
وغیرہ طلسمات کے عجائبات دیکھے اور ایک لشکر ساحرون کا اُترا ہوا صحرا مین دیکھا یہ دونون کوہ
سے اُتر کر اُسی لشکر کی جانب چلے جب قریب پہونچے دیکھا کہ خیام و سراپردہ زرین دور تک استادہ
ہین جھنڈے بازار لشکر مین گڑے ہین طلایہ دار طلایہ پھرتا ہی ہر سمت ساحرونکا مجمع ہی سوارونکی
لین پڑی ہی پیادون کے بستر لگے ہین جمعیت بڑی ہی خیمون مین ستار ڈھولک بجتا ہی گر جاؤ

پڑھے ہین جا بجا ہوم خانہ بنے ہین ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہین لشکر کے قریب جو چشمہ بھرے ہین
اُنکے کنارے مردمان لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہین کہین جادوگرنیان مصروف
سحر خوانی ہین نیا جوبن ہی اُٹھتی جوانی ہی کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک مین اُسکے خیمہ کی طرف
چکر لگا رہا ہی وہ بھی مسکراتی ہی اپنی ادائے دلبری دکھاتی ہی کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہی کسیکو
قربت حاصل ہی نزدیک سے باتین کرتا ہی حوصلہ دلکا نکلتا ہی کوئی نامراد کسیکو دیکھکر آہ سرد بھرتا ہی
ہر جانب گھما گھم ہی کٹورا کھنکتا ہی گرم بازاری ہی دیکھے سے جی لگتا ہی بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا
استادہ ہی قبہ اُسکا سقف گردون سے باتین کرتا ہی قناتین جواہر دوز ہین پردہ ہاے زنبوری
چمک دمک مین ماہ عالم افروز ہین سائبان زر لفتی سامنے اِس بارگاہ کے کھنچا ہی سلک گوہر کا
اُسکی جھالر مین جلوہ ہی نیچے اُسکے تخت عاج جواہر اندود گستردہ ہی گرد تخت کرسیان بچھی جو چہرہ طاؤسی
رکھتی ہین تخت کاؤس کو شرماتی ہین اُس تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاج لباس
پُر زر اور زیور گوہر و جواہر زیب تن فرمائے جلوہ گر ہی فے الحقیقت معشوقون کی افسر ہی اُس
نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو یہ غزل قطعہ بند نظیر کی نسبت اُسکے سراپا
کے لکھی جاتی ہی

غزل

نظر پڑا ایک بت پریشن نرالی سج دھج نئی دا کا
جو عمر دیکھو تو ون سکی یہ قہر و آفت غضب ادا کا

جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنیے تو میٹھی میٹھی
یہ دل وہ پتھر کہ سر اُڑا دے جو نام لیجے کبھی وفا کا

جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسیکو ٹھوکر کسیکو چھیڑ کی کسیکو گالی نپٹ لڑا کا

یہ راہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہی نظر کہین ہی
کہا نکا اونچا کہا نکا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا

لڑاوے آنکھین تو بیحجابی کہ پھر پلک سے پلک نمارے
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا

یہ جھنجلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تنکی سدھ بدھ
جو چیرا الجھا بلا سے الجھا نہ بند باندھا کبھو قبا کا

گلے لپٹنے مین یون شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی
کہین جو چمکا چمک چمک کر کہین جو لپکا تو پھر چھپا کا

نہ وہ سنبھالا کسیکے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسیکے
جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا پھر نہ آشنا کا

نظیر ہٹ جا پڑے سرک جا بدل لے صورت چھپا لے منھ کو
جو دیکھ لیویگا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھگڑا کا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اِس غارتگر کشور دل و جگر کو دیکھا اور اُسکے کر و فر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیان

ہزارہا زن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہی کہ ایک ایک حشمت مین شاہون سے بہتر ہی
پس یہ دیکھکر عمرو متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا کہ بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہین
اور تم لوگ مسافر ہو یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہی اور سفر کرنے سے اسکو کیا کام ہی اُسنے جواب
دیا کہ اس شہزادی کو ملکہ ظلمات چہار چشم کہتے ہین شاہ طلسم ہوشربا نے اسکو اپنے طلسم کے
تخت پر بٹھانے کو بلایا ہی اسلیے اسنے کوچ فرمایا ہی اور اپنے مقام سے شاہ جادوان پاس جاتی ہی
اور تاریک کے پاس سے آتی ہی خواجہ نے یہ ماجرا سنکر الگ جاکر برق سے کہا اسکو مار لینا چاہیے
ورنہ یہ آیندہ فتور برپا کریگی یہ کہکر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریوزہ گر کی شکل بنا یعنی تہمد باندھکر کشکول
شانے سے لٹکا کر چھڑی ہاتھ مین لیکر صدا لگاتا لشکر کے بازار مین کوڑیان مانگتا سامنے اُس بارگاہ کے آیا اور
ملکہ کو دعا دینے لگا کہ سامری کی دیا ہی جمشید کی کرپا رہے میری بھی کے سب کام سنپورن ہون من کی
اچھا پوری ہو میری دھرماتما جگ جگ جیوے آج توان اتنا ملنے کا حکم ہو جائے کہ جبتک جیو رہے بیٹ
بھرے ساحرہ نے اُسکا سوال کرنا سنکر بغور اُسپر نظر کی سحر نے اُسکے اُسکو خبر دی کہ یہ عمرو عیار ہی بارادہ قتل
تیرے آیا ہی بڑا مکار ہی یہ معلوم ہوتے ہی اُسنے صندوقچہ طلب کر کے کھولا اور ایک مٹھی اشرفیون سے بھر کر
کہا کہ ای فقیر لے خواجہ بھی اسکی نگاہ بد پہچان گئے او بجبتی و ہوشیاری دعا دیتے قریب جا کر ہاتھ پھیلائے
گویا ہوئے کہ تم جیتی رہو لاؤ اُسنے ہاتھ مین اشرفیان دیکر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈالدیا خواجہ کا ہاتھ چکنا
تھا کن دیکر انھون نے چھڑایا اور ڈھیکلی کھا کر ایک دولتی اُسکے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری لوگ
اُسکے اُٹھانے کو دوڑے خواجہ نے جست کر کے چند قدم پر جاکر گلیم اوڑھ لی اسلیے کہ لشکر ساحران دو تک
ہی مین بھاگ نسکونگا غرضکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوئے اور ساحرہ کو اسکے ملازمون نے اُٹھایا
مگر خواجہ نے صورت اپنی ساحرون کی ایسی بنائی اور بازار مین لشکر کے پھرنے لگے اُدھر ساحرہ جب
سنبھلکر بیٹھی سحر نے اُسکے خبر دی کہ عمرو ساحر بنا بازار مین پھر رہا ہی اُسنے ایک گھوڑا ساز دیراق طلا کا
سے آراستہ کرا کر ساحر معتبر کے ہمراہ روانہ کیا کہ جاکر عمرو کو باعزاز تمام میرے پاس لاؤ ساحر مرکب لیکر
بازار مین خواجہ پاس آیا اور تسلیم کر کے پیام دیا کہ چلیے ملکہ ظلمات نے آپکو یاد کیا ہی عمرو نے چاہا
کہ بھاگ جاؤن لیکن ساحر سامنے گھوڑا تھا ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا مرکب پر سوار ہو کر سامنے ساحرہ کے
آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اور باصد عظمت کرسی پر بٹھایا پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا اس

صندوقچہ مین ہزار در ہزار سحر ہین بس آپکو مناسب ہی کہ میرے اوپر عیاری کرنے نہ آئیے گا ورنہ بہت
پچھتایئے گا خواجہ نے بجواب اِن باتون کے فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے
کہنا میرا مانا پس زر و جواہر بہت کچھ منگا کر دیا خواجہ نے کہا ای ملکہ دیکھیے یہ آپکے پس پشت کون استادہ
ہی اُسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا اِنھون نے وہ صندوقچہ جو اُسنے دکھایا تھا اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور کہا
ہم جاتے ہین ساحرہ نے یہ سنکر اِدھر دیکھا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا ساحرہ نے اُسوقت خیال
کیا کہ یہ سمجھانے سے نہ مانیگا اور کیونکر فہمائش تیری قبول کریگا کہ دعوی مقابلۂ شہنشاہ ساحران رکھتا
ہی پس یہ سوچکر دو ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ جس مقام پر اس ناعیار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ ساحر حسب الحکم
تلاش کنان روانہ ہوئے اُسطرف عمرو ساحرہ پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا
بیان اور کہا کسیطرح اِس قحبہ ریختہ قابض نہین ہوتا ہی اور وہ جس صورت سے سامنے جاؤ پہچان
لیتی ہی بلکہ لشکر مین پھرنے سے اُسکو ہماری خبر ہوئی ہی یہان ٹھہرنا بھی مناسب نہین ہی یہکہکر
دونون لشکر سے صحرا مین چلے آئے اور کچھ دیر مین ایک طرف جو دیکھا تو دو ساحرون کو دیکھا کہ کسیکو
ڈھونڈھتے پھرتے ہین یہ دیکھکر انکو یقین ہوا کہ یہ ہماری ہی تجسس مین ہین پس دونون نے صلاح
کر کے صورت اپنی بدلی عمرو تو گرو بنا اور برق چیلا ایک جگہ زیر درخت دھونی لگائی اور ایک
لنگوٹا باندھکر کنارے اُسکے بیٹھکر گانجا ملنے لگے ہاتھون مین دونون کے کڑے لوہے کے پڑے تھے دیپک
سامنے رکھے تھے گرو کی ڈاڑھی تا بہ ناف تھی چیلے کے چارون ابرو صاف تھے ایک گھوڑی زنبیل
سے نکالکر چھوڑی تھی کہ وہ چرتی پھرتی تھی اسصورت سے بیٹھے تھے کہ وہ دونون ساحر ادھر آئے
اور انکو دیکھکر پکارے کہ باباجی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہین آیا ہی انھون نے جوابدیا کہ بچا ہمنے
تو نہین دیکھا آؤ چلم پیو پھر چلے جانا وہ دونون دھونی پاس آکر بیٹھے اِنھون نے چلم مین بیہوشی بھر کر دی
کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئے انھون نے دونون کے سر کاٹ ڈالے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا اور
بیرون نے یہ خبر ظلمات کو پہونچائی کہ اسطرح عمرو برق نے تیرے ساحرون کو مار ڈالا یہ
معلوم ہوتے ہی اسکو غصہ آیا اور برق بنکر چلی خواجہ اور برق دونون ساحرون کو قتل کر کے
وہ اسباب جو بہر عیاری زنبیل سے نکالا تھا زنبیل مین رکھکر جھولیان اُن مقتولون کی تلاش
کر رہے تھے کہ یکایک ایک بجلی کڑک کر گری اور دونون کے گردن و کمر مین زنجیر بنکر لپٹی اور لیکر

بلند ہو گئی یہ دونون بیہوش ہو گئے پھر جو آنکھ کھلی اُسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آئی تھی اور
ظلمات کو بیٹھے پایا اور اُس ساحرہ نے بہت کچھ اِنسے عتاب و خطاب کیا پھر ایک قفس آہنی منگا کر
دونون کو اُسمین بند کیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکالکر اُس قفس کی کھڑکی سے مس کر کے
ایک ساحر کو کہ متین جادو نام رکھتا تھا بلا کر وہ نقش حوالہ کیا اور کہا یہ نقش جمشید کا لکھا ہوا ہی
جبتک کہ اِس قفس سے مس ہو گا یہ نکھلے گا بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھ اور اِن
دونون قیدیون کو بھی لیجا کر اپنے پہرے مین کر خبردار بہت ہوشیار رہنا اور کسیکو قفس کے نزدیک
نہ آنے دینا ساحر مذکور بموجب حکم قفس مقیدان اور نقش لیکر اپنے خیمہ مین آیا اور جہان سوتا بیٹھتا ہی
اُسی جگہ سقف خیمہ مین لٹکا یا اِسطرح کہ سینہ کے مقابل قفس رہے غرض جب ساحرہ عیاران موصوف
کو مقید کر چکی نقارہ کوچ کا بجوا کر جانب شاہ جادوان چلی اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت
پہونچی طائران سحر نے خبر اُسکے آنیکی شاہ جادوان کو پہونچائی بادشاہ بسبب آنے جہانگیر کے باغ
سیب مین نگیا تھا اسی لشکر مین تھا اور شہزادۂ مذکور کو طلسم نور افشان پہنچنے کی تدبیر کر رہا تھا
جب خبر آمد طلسمات اُسنے سنی جملہ سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین اور یہ بھی کہا کہ سب
ساحران جلیل القدر اِس ملکہ کو میری بی بی سمجھکر تسلیم کرین یہ کلمہ جو ملکہ حیرت نے سنا تیوریان چڑھا کر
پوچھا کہ کیون صاحب یہ محل تمنے کب کیا تھا اے میان جسدن سے مین نگوڑی نصیبون جلی
تمھارے گھر پڑی جلتی ہی رہی مین کیا خوش ہوئی جو دوسری آکر خوش ہوگی وہ تو کہو میری تقدیر
سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہین تو وہی نوکری لاچین تاجدار کی تمکو نصیب تھی یہ میرے ہی
جوتیون کا صدقہ ہی جو بادشاہ تم بنے میری تقدیر مین ہی تو ہر جگہ چین کرونگی تم مجکو جلاؤگے کیا میری
پاپوش کی ناپوش کی نوک کی جھوک پر سلطنت ہی جہان جا بیٹھونگی لالون کی لال رہونگی مین کیون
کسی بالزادی کو سوت بنانے لگی یہ تو وہی مثل ہی کہ کرتا ارمان نکرتا پشیمان جو تمھارے پاس رہے
وہی جانے وہ جو کہتے ہین کہ موزے کا گھاؤ میان جانے یا پاؤن افراسیاب نے یہ تقریر سنکر
تیور بدلکر جوابدیا کہ اِے حمی یہ بدزبانی تمھاری مین بہت اُٹھا چکا ہون مین ہی ایسا سامری کی
قسم مرد ہون جو الف سے بے نہین کہتا ہون کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کہو عورت کو اِس مقدمہ
مین دخل دینے سے کیا مطلب مرد سو سو رنڈیان کرتے ہین بادشاہون کے سیکڑون محل

ہوتے ہین تو کیا اُنکی بیبیان نکل نکل جاتی ہین یہ کلام جو حیرت نے سنے اور ناک کاٹنے کا نام سنا
ایک دو ہتڑ اپنے منہ پر مارا اور کہا مین خاک مین ملاؤن اُس مرسیے کو جو میری ناک کا نام لے سامری
اُسکا ستیاناس کھوئین لو صاحب ابھی سے اُس سوت حرامزادی کا ایسا پیار ہوا کہ اُسکے بدلے
ناک ہماری کٹنے لگی مین اُسکو اپنی ایڑی چوٹی پر صدقہ اُتارون اُسکو وہان تصدق کرون جہان
میری دائی نے ہاتھ دھوئے ہون اُس مردوے کی تو وہ مثل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ
ابھی اُسکی صورت نہین دیکھی اور اُسکے عوض پھیپھڑا تلنے لگے ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوئے
جب وہ گلے لگ کر سوئیگی اُسوقت تو میان اپنے ہوتون سوتون بھر کی ناک کاٹینگے مین اُس مردار کے منہ کو نگل
اُتوار سات جھاڑو دین مارون نا صاحب مجھے تمسے نباہ نہو گا شاہ نے یہ سنکر گھرکا کہ بس چپ رہ نہین تو مارے
کوڑون کے کھال گرا دونگا تو نے مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہی بہت چل نکلی ہی جو بڑبڑ بکے جاتی ہی یہی شرط ہی
کہ حکم دون جلاد کو جو ابھی سر تیرا کاٹ ڈالے۔ ملکہ مذکور یہ سنکر تخت سے اُتر کر پیٹنے لگی کہ آگ لگاؤن اس
سلطنت کو اور بھاڑ مین جائے تیرا ساتھ اب کنیزین اور جادوگرنیان معزز بیچ مین آگئین بادشاہ مارنے
اُٹھا ہر ایک سمجھانے لگی کہ ای میان جانے دیجیے حق بجانب ملکہ ہی کہ آپکے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہا
کوئی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہی بعض عورتین ملکہ کو سمجھانے لگین کہ ای بی بہت مرد کے منہ نہین چڑھتے
سب جانتے ہین کہ جو تم ہوگی اور کوئی نہوگی ایسی اُدماتیان بیبیون اُٹھینگی اور چلی جائینگی اور بی بی اُسکا
بُرا ماننا کیا وہ مرد ذات ہین ایک جوتا چڑھاتے ہین ایک اُتارتے ہین اور اُنکو تو سامری نے چاہیے
دیے ہین والی ملک کیا ہی یہان تو غریب آدمی جنکو اس بات کی لت ہی لنگوٹی مین پھاگ کھیلتے ہین
پھر بیویان صاحبزادیان جلتی ہین اور بھرتی ہین لے آؤ اب جانے دو یہ کہکر بعض بادشاہ طلسم کے قدمون
پر گرین کہ ای مین واری میرے بھولے کنور کنہیا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا اسکا دل تھوڑا ہی بادشاہ
بحالت غضب تھراتا ہوا جاکر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتین سمجھا کر وہان سے لیچلین اُسوقت اس صاحب
حسن کا اور ہی نقشہ تھا اُس بگڑنے سے دونا بناؤ ہویدا تھا ہونٹھ غصہ سے تھراتے تھے برگ گل کو بادخزان
جنبش دے رہی تھی حرارت غیظ سے لب کا نیلا ہونا مجلس حیران ہو ہونٹھون پر گویا آراستہ برگ سوسن
کا نقشہ ہویدا یاقوت کا نیلم بننا پیدا مسی کی اُداہٹ اُسیر شیدا زلفین پریشان ہو کر تمام رخ پر بکھری
ہوئی اور اُسمین وہ چشم نرگسی مخمور رنج سے لال لال گویا میخانہ پر کالی گھٹا چھائی تھی چہرہ تمتمایا ہوا

تھا آفتاب تمازت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا سینہ کھلا ہوا پائینچے پائجامے کے چھوٹے ہوئے سلوٹین رانون اور پیڑو اور چڈھون کی نمایان صفحۂ کتاب حسن پر خطوط عبارت مستانہ عیان حاصل الامر ملکہ تو انہیں سمجھا کر ایک یاسمین کے قریب تر اُس مقام سے تھا لائین اور سامان آسائش مہیا کرکے وہان بٹھایا اسکا رونا رشک سے بلبلانا کنیزون کا سمجھانا بیان ہوگا مگر سرداران ذی رتبہ تختہاے سحر پر سوار ہوکر برائے استقبال **ظلمات** روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین جاکر اُس سے ملے ہر ایک نے گردن بہ تسلیم خم کی نذر دی آسنے خلعت سے مخلع کیا اور بجاہ وحشم سوار ہوکر چلی **افراسیاب** نے اور زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا ڈنکا نوبت نشان ماہی مراتب یساول و چوبدار تخت روان فوج بیکران بھیجی وہ ملکہ اُس تجمل و حشمت سے سوار ہوکر چلی کہ **ابیات**

آہستہ روانہ تھی سواری	ہر گام پہ نہر فیض جاری	رستے ہوئے بند لوگ بیکار
رہرو گئے بھول طرز رفتار	بازار ہجوم سے لبالب	فیلون کی قطار و خیل مرکب
ممکن نہین کلک سے ہو تحریر	سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر	چلتے تھے مصاحبان سلطان
چلتے تھے ملازمان خاقان	جو خواجہ سرا تھے بادفا خاص	تھے انکے دلون مین نقش اخلاص
تھے منتظم اور آگے آگے	کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے	خدام و مصاحب اراکین
پہنے ہوئے جامہاے زرین	ہمراہ تھین پلٹنین رسالے	سرداروں کے فوج سب حوالے

اُسی جاہ و تجمل سے سواری تا بہ لشکر بادشاہ طلسم پہونچی بادشاہ منتظر بیٹھا تھا آنے سے اُس معشوقہ کے خود قریب ہوادار گیا اور گود مین لیکر اُسکو اُتارا تمام فوج نے سلامی لی لشکر اُسکا اُترا بڑا ابر ہی کثرت فوج کی ہوئی ایک طرف لشکر جہانگیر کا ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی تیسری جانب فوج اُس ملکہ کی اُتری بادشاہ صورت زیبا اُس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھکر غش کر گیا اور خاص بارگاہ ملکہ **حیرت** کے رہنے کی اِسکے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت نشینی فراہم کرکے روز سعید اور آوان حمید براے جلوس مقرر فرمایا اُس روز یہ تجمل اور شان تھی اسباب خرمی مہیا عشرت فراوان تھی **نظم**

وہ تخت کہ سلطنت تھی پابوس	اِک تختہ ہر اُسکا تخت کاؤس	ایسے تھے جڑے ہوئے جواہر

گردون پہ نجوم جیسے ظاہر
کیا مہر بھی مُہر بادشاہی
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
خورشید فقط نہ زر بکف تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز
یہ تاج و نگین شہا مبارک
جھولی بھری زر سے ہر گدا نے
عشرت سے ہوا جہان گلستان

جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
نقش رقم جہان پناہی
دینے لگے نذر اہل دربار
بہرام فلک بھی سر بکف تھا
خدام تھے دست بستہ حاضر
پہونچی تا گوش زہرہ آواز
بخشش ہے یہ وقت شادمانی
محتاجون کو ملگئے خزانے

اُوپی مہ و مہر اُچھالتے تھے
لند رہے سرور قرب سلطان
لائی صدف اپنا در شہوار
جو گل تھا وہ زر بکف جدا تھا
دربار مین سب و دستہ حاضر
باجون کی یہی صدا سبارک
باران کی طرح گہر فشانی
القصہ ہوا جو عہد سلطان

اُسی جشن جلوس مین بادشاہ اُس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہوکر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے مٹا کر تخت حکومت ضیا بخشی عالم سے تغیر و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ جبین کا سریر چرخ پر جلوس ہوا نظم

اُٹھا ساقی ذرا پھر شیشہ و جام
ضیائے ماہ بھی صدقے تھی اُس پر
جو حاضر تھین پرستاران گلفام
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت
نکالی نخل خواہش نے وہین شاخ
نہایت ملگجی بستر کی چادر
پری نے بال کھولے بہر پرواز
نہ تھا بوئے چمن کو جسمین رستہ
ہوا جب غنچۂ بستہ شگفتہ

کہ پھر بن ٹھن کے آئی شاہد شام
اُٹھا وہ بادشہ آیا محل مین
کیے حاضر اُنھون نے شیشہ و جام
چُنے کشتی مین گلدستون کی صورت
فدا ہر جام پر تھا جام جمشید
فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ
کہ دوڑے سوے پستان دست گستاخ
کلی دار اُسکا تھا جو پاجامہ
بشکل برج حوت اُسکا تھا انداز
دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب
گری تب شبنم آب نہفتہ

پری سر پر ستارہ دار چادر
ہوئے شمس و قمر یکجا حمل مین
عجب شیشہ سے نکلا پھوٹکر رنگ
صفائی سے شیشے سب بے کدورت
جمایا نشہ نے جیب رنگ صحبت
نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ
پسینے سے ہوئی محرم ملک تر
صفت مین گلفشان ہے شاخ خامہ
دہن تھا مثل غنچہ اُسکا البتہ
بنی آغوش رشک برج مہتاب

یہ تو دونون سینہ بسینہ لب بلب مزے وصلت کے اڑا رہے ہین اُدھر باغ مین ملکہ حیرت کو غش پہ غش آرہے ہین عوض

دور ساغر پیالۂ چشم اشک سرخ سے مملو یار کے بدلے درد جگر ہم پہلو رشک وحسرت انیس ندامت و رنج فرقت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مہجور اور حرمان نصیب یہ زبان پر لاتی کہ بموجب نظم

ہان نالے اُدھر ہین شادیانے — دیکھو تو خدا کے کارخانے — وان گردش چتر سر پہ ہر بار
یان گردش بخت سر پہ دستار — وہ تخت نشین تاجداری — یان فرش زمین و خاکساری
وہ مالک فوج ہفت کشور — ہمراہ ہمارے غم کا لشکر — فرمان یہ اُدھر تو مہر جاری
یان سینہ مین داغ بیقراری — وان رقص و غنا سے گرم محفل — یان دلکی تڑپ سے رقص بسمل
اب کون ہی صورت ملاقات — جو چاہے خدا اگلے کی کیا بات — حاسد ہین ہزار دشمن جان
اب کون وصال کے ہین سامان — ہان یہ کہ وصال ہو ہمارا — یون رفع ملال ہو ہمارا
دام الم و عنا سے چھوٹین — موت آئے اگر بلا سے چھوٹین — انیسین دمبدم صدقہ قربان

جاتین اسطرح سمجھاتین کہ بی بی ان مردون کی چاہت کا کیا اعتبار ہی جب تم ایسی پریزاد کو دم بھر مین چھوڑ دیا تو اُس نگوڑی نئی نویلی کی کے دن محبت رکھو ابھی سے نئے ارمان ہین کچھ دنون یہ بھی کھیل سہی ایک انیس بولی کہ مین سچ کہون ابھی تو کچھ دن اُسکی چڑھی بارگاہ رہیگی پھر دیکھنا بات بھی نہ پوچھینگے دوسری نے کہا اى بوا تمھارے کہنے کی بات ہی ہماری ملکہ کی برابری وہ چڑیل کیا کریگی وہی مثل ہی نیا نو دن اور پرانا سو دن انکا سنجوگ تو سامری نے شہنشاہ کے ساتھ اُتارا ہی ہی اى دیکھ لینا جو چارون مین انکو نکالا نہ ملے اى تو سہی میرا نام جو منھ کالا کرکے دیس نکالا نہ ملے تیسری بولی کہ بہن میری بھی اسوقت کی بات لکھ رکھنا یہ بیسوا جو آج تخت چڑھی ہین کل کوئی دو کوڑی کے انکے ہاتھ سے بیر کھائیگا اسی گفتگو مین ایک مغلانی بولی کہ اى بی ایک میان جی میرے گھر کے پاس رہتے ہین ساہی کا کانٹا خوب پڑھتے ہین ملکہ عالم فرمائین تو پڑھوا لاؤن یہ سنکر آتو جی نے کہا سات جمعراتین اگر اُس سوت کا نام لیکر ملکہ نیم کی بتی اور نمک کنوئین مین چھوڑین یہ ایک پر ایک ہی فوراً وہ الزادی نکلجائیگی یہ تو سب اسطرح کی باتین بنا رہی تھین اور ملکہ چشم پرنم سے سیل اشک بہا رہی تھی آخر اُسی بیتابی مین عقل نے یہ راہ بتائی کہ اپنی بہن ملکہ بہار کو بلاؤن اور بطور مخفی اسکی شریک ہوکر اس ظلمات کو راہ ظلمت عدم دکھاؤن یہ تجویز کرکے کنیزون اور انیسون سے کہا تمنے کیون ملک بک کر میرا مغز کھایا ہی جاؤ اپنے اپنے مقام پر سو رہو مجکو اکیلا رہنے دو زیادہ ہجوم سے میرا دم

گھبراتا ہی دل اُلٹا جاتا ہی وہ سب عورتین یہ حکم سنکر اپنی اپنی جگہہ پر چلی آئین ملکہ نے باریداریونکو
بھی ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھکر بسان شمع اشکبار ہوکر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ میرے ساتھ ماں کی کوکھ مین پانون پھیلانے والی ای میری ماں جائی ای میرے ساتھ کی دُکھ
اُٹھائی ای میری جان جان و دل سے بہتر ای میری نور نظر لخت جگر تیری ماں جائی پر بڑی آفت
آئی ہی گھر برباد ہوا جان لینے کے رنج نے دھوم مچائی ہی ای میرے کلیجہ کے ٹکڑے ذرا مجکو اپنی صورت
دکھا جا ای بھینا ذرا مجھ تک آجا کہ ایک نظر تجکو دیکھ لون پھر خدا جانے کہ مین جیون یا مرون یہ لکھکے
جوڑے سے ایک تیلی نکالی وہ لوٹکر بصورت پری بنگئی اُسکو وہ خط دیکر کہا جہان میری بہن ملکہ
بہار ہی وہان لیجا تیلی اُڑکر چلی ملکہ بہار اُسوقت دربار سے اُٹھکر بہر آرام اپنی بارگاہ مین آئی تھی
کہ تیلی اُسی بارگاہ مین آکر اُتری اور ملکہ کو سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے پڑھکے تیلی سے سب
پتا اور نشان اُس باغ کا کہ جہان حیرت ساکن ہی دریافت کیا اور کہا تو جاکر کہدینا کہ مین آتی ہون
تیلی یہ جواب لیکر پھر گئی اور حیرت سے جاکر بیان کیا اُسنے تیلی کو اُٹھا کر پھر جوڑے مین رکھ لیا
اور منتظر بہار بیٹھی مگر بہار بارگاہ سے اُٹھکر ملکہ مہرخ کے پاس آئی نامہ حیرت دکھا کر اجازت
جانے کی مانگی ملکہ مہرخ نے ضرغام و جانسوز کو بلا کر مشورہ لیا اُنھون نے عرض کیا کہ بہتر ہی
ملکہ بہار جائین اور اپنی بہن کو سمجھائین کیا بعید ہی جو وہ ہماری شریک ہو جائے اور ہم مین سے
ایک عیار ملکۂ موصوفہ کے ہمراہ جائیگا اور اُنکا معین دہان رہیگا یہ کہکر وہان سے علیحدہ جاکر ایک
زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا نہایت شوق و تجمل جسکے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پر مسی
کی نمود برگ گل پر عکس سوسن کبود دست و پا حنا آلودہ خون کن خاطر گلرخان لباس پر زر پر فدا
عاشقون کی جان سادی بجلیان کانون مین لطافت جان پاکیزہ ان موتیون کے دانون مین
پایجامہ مشروع کا پانوءن مین کامدانی کا دوپٹہ سادہ سر پر اداؤن پر اُسکی تصدق ہر دلبر یاسمین بر
غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر کہ بموجب ابیات

گل رویت عرق کرد از می ناب
ز شبنم تازہ شد گلبرگ سیراب
بناز ان چشم را از خواب مگشای
همان بہتر کہ باشد فتنہ در خواب
تعالی اللہ چہ حسن ست اینکہ ہر روز
دہد ہر صبح خورشید را تاب
چو دیدم میل ابروے تو دارد
سر او کی فرود آید بہ محراب

اس صورت خوب و حسن عجب

پر درست ہوکر سامنے ملکہ بہار کے آیا اُسنے مطلق اُسکو نہ پہچانا یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی ملازم
یا خواص ہی غرضکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہوکر سحر پڑھکر ایک تخت تیار کیا اور
اُس تخت پر بیٹھکر مع عیار مذکور و چند کنیزان کے حکم فرما ہوئی کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت
ہی وہان پہونچے تخت سبکی نظر سے غائب ہوگیا اور بعد لمحہ کے سبنے اُسی باغ مین اپنے تئین
دیکھا کہ جسمین ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہان تنہا بیٹھی تھی اُسی بارہ دری مین یہ سب پہونچے
حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی صورت دیکھتے ہی کھڑی ہوگئی اور گود پھیلا کر آگے بڑھی
کہ میری آنکھون کی ٹھنڈھک آمیرا دل تجھ بغیر تڑپتا تھا بہار نے سر سینہ سے لگا دیا اُسنے بلائین
لین اور سر سے سر آتارا پھر رونے لگی ملکہ نے کہا باجی امان آخر کہو تو کیا ہوا اُسنے کہا ای بیٹی یہ بھی
میرا مقسوم تمھارے دولھا بھائی نے رنڈی کی ہی ہمکو دودھ کی ایسی مکھی جانکر نکالدیا ای جانی
میرا دل الٹا ہوا جان دینے کو جی چاہتا ہی وہ جو مثل کہتے ہین کہ لاٹھی مارے سے پانی جدا نہین
ہوتا مین نے چاہا کہ تجکو ایک نظر دیکھ لون یہ کہکر جملہ کیفیت رو رو کر آنے ظلمات کی اور
تخت نشینی اُسکی بیان کی بہار نے کہا ای باجی مین تمھاری چھوٹی ہون اور تم کہو گی کہ مجھپر یہ سانحہ
جو گذرا اِس سبب سے یہ بھی کہتی ہی قصور معاف مین تو سچ کہون میرا شوہر جو رنڈی کرتا تو
اُسکے منھ کو جھلسا دیدیتی سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا بھڑوے تیری یہ راہ ہی میری یہ راہ ہی اور
ای باجی مجکو جو تمنے بلایا ہی تو مین دولھا بھائی کا کیا کرونگی اگر لڑنے کو کہو تو مین مدت سے لڑتی ہون
ہان اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہو جاؤ تو وہ اِس قحبہ ظلمات کی ناک چوٹی کاٹین اور شہنشاہ کو
بھی ناک چنے چبوادین اور ای میری مان کے برابر یقین جانتا کہ مین جیسے شریک خواجہ سلامت کی
جاکر ہوئی ہون ہر وقت تمھارے بچھڑنے کا خیال رہتا ہی کسیوقت آنسو نہین تھمتا ہی باجی آپ
دیدون کی قسم تم بڑی سنگ دل ہو کہ ہمکو بُرے دل سے بھی کبھی یاد نہین کرتی ہو اچھا اب
اِن باتون کو تو جانے دو لو آؤ اُٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ مین چلو مین تمکو تخت حکومت پر بٹھادونگی
دولھا بھائی کو بھی قدر عافیت کھلجائیگی کہ ہان کسیکو جلانا ایسا ہوتا ہی اور رنڈی بازی کا یہ مزا ہی
اور دوسرے مین سچ کہون مجکو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہی ای بہن اُس دین مین
حرام نہین کرتے ہین اکیلے خدا کو پوجتے ہین جادو کرنیوالے کو نام دھرتے ہین غریبون کے

حال پر ترس کھاتے ہین ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے ہین عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہین اور باہم اُلفت محبت بہت ہوتی ہے ایک دوسرے کی مصیبت مین کام آتا ہے اور جو کچھ بڑائی اِس دین کی ہے مین بیان نہین کر سکتی حیرت نے کہا بیٹی یہ تو سچ کہتی ہے لیکن مین تو ماں باپ کی لاج کرتی ہون جب تو اِس موئے کا ساتھ کر کے مصیبت بھرتی ہون اور دوسرے یہ کہ خواجہ سلامت کو بھی یہ موئی ظلمات پکڑ لائی ہے اِسکیے ساتھ برق فرنگی ہے اگر خواجہ یہان آتے تو مین اُنسے کچھ شرطین کرتی یہ اُسکا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ بہار کے آیا ہے قریب ملکہ آیا اور کہا حضور بتا خواجہ کے قید رہنے کی جگہ کا بتلائیے تو مین چھڑا لاؤن حیرت نے پوچھا تو کون ہے اِسنے کہا مین ضرغام عیار ہون حیرت کو اِسکی صورت دیکھکر حیرت ہو گئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہے پس اِسنے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہے اسمین متین جادو رہتا ہے اُسنے قفس جسمین عیار قید ہین اپنے سینہ کے مقابل لٹکایا ہے کئی سو ساحرونکا درِ خیمہ پر پہرا ہے اندر خیمہ کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہے اگر کوئی اُسکے پاس جائے تو وہ مارا جائیگا اِس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑانیکا قصد کرے تو اول کسی تدبیر سے نقش جمشیدی اُس سے لے کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بلغیر اُس نقش کے لگائے نہ کھلیگا جب نقش عیار حاصل کر لیگا تو اُسکی تاثیر یہ بھی ہے کہ خواجہ وغیرہ کو کوئی باہر خیمہ کے آتے نہ دیکھے گا ضرغام یہ حقیقت سنکر گویا ہوا کہ ابھی بی بی مین ابھی جا کر خواجہ کو لاتا ہون حیرت نے کہا یہان سے بچاؤ اپنی جگہ پر سے جانا عیار مذکور تابل پذیر ہوا ملکہ بہار بھی کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی ضرغام باغ سے باہر نکلگیا تخت سحر پہ نہ بیٹھا ملکہ نے تو سحر پڑھکر لشکر مین اپنے تئین پہونچایا اور اُسنے لشکر ملکہ ظلمات کا راستہ لیا اور اُسی خیمہ متین کے پاس حسب نشاندہی حیرت آیا یہان دربانون نے روکا یہ زن حسینہ تو بنا ہوا تھا ہی اُنسے گویا ہوا کہ موؤ کچھ شامت تمھاری آئی ہے مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے لو دیکھو سوچھو یہ کہکر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکالکر دیا اُسمین لکھا تھا کہ اے متین ہم تمھارے حسن انتظام سے بہت خوش ہوئے از بسکہ تم بسبب حفاظت قیدیان شریک جلسۂ عشرت شادی نہو سکے اِسلیے رتبہ بھی تمھارا افزون کیا گیا کہ جسکا حال آئندہ تمھین ظاہر ہوگا اب یہ عطیہ دعوت کے لیے تمھاری بھیجا ہے یہ مضمون اُس کاغذ کا دیکھکر دربان تو خاموش ہوئے اور یہ اندر

خیمہ کے گیا دیکھا کہ بہت آراستگی ہی شمعہاے مومی وکافوری روشن ہین فرش پُر تکلف بچھا ہی پلنگڑی پر
جواہر کی ساحر لیٹا ہی قفس اُسکے سینہ پر ٹنگا ہی یہ دیکھکر اُسنے آگے جاکر ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھدیا متین
کچھ نیم خفتہ تھا گھبراکر اُٹھ بیٹھا آنکھ ملکر جو دیکھا تو بالین پر آفتاب محشر نظر آیا جسنے خواب عدم سے فتنہ
خفتہ کو جگایا کتنون کو خوابگہ گور مین سُلایا یعنے ایک نازنین شوخ و بیباک قاتل خلق پرفن اور سفاک
کہ بموجب بیت ہین دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے + ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا +
باین شکل و شمائل وہ قمر پیکر میرے سامنے کھڑی ہی شمع و چراغ کو بھی لو اُسکے دیدار کی لگی ہی فروغ
ضیاے رخسار شمع کی روشنی کو اندھا بناتی ہی چھوٹ اُسکے حسن کی پڑرہی ہی یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا
اُٹھا اور ہاتھ اُس گلبدن کا تھام کر گویا ہوا کہ بیت جان من باآنکہ خاص از بہر رفتن آمدی +
ساعتے بنشین کہ عمر جاودان گویم ترا + اُس نازک اندام نے ہاتھ چھڑا کر ہاتھا کوٹ لیا ای میرے ساحری
مین نگوڑی جہان گئی مردون نے ستانی ہی سمجھا لگے دھڑپکڑ کرنے اور موون کو غیرت نہین آتی
یہ ستی جاتے ہوئے وہ جو کہتے نہین کہ بیت ہونٹھ ہونٹھون سے منھ سے مرے منھ ملالیا چھیڑا
کچھ اسطرح کہ گلے سے لگالیا + ای میان کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہین ہوگئے کچھ جان کی خیر ہی
ذرا اپنے ہوش مین آؤ مین صدقے مین دون اِس نوکری کو جسکے کارن آبرو جائے مین نگوڑی کہتی
تھی کہ ای ملکہ اِس اَدھ ریتا کو مجھے غیر مرد پاس اکیلے مین نہ بھیجیے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آخر وہی
پیش آیا نہ کہ یہ مردوا مجکو اُدماتی سمجھا کہ بیت ہر کجا رفتی ہلالی عاقبت رسوا شدی + جاے آن
دارد کہ رسواے جہان گویم ترا + متین نے جو یہ باتین سنین اِسکی اداے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ
ہوا ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت یہ ناز معشوقانہ تیسرے گوشۂ تنہائی بیتابی
دل نے مسند ہوس پر پانؤن پھیلائے اور پکارا کہ ای جانی خفا ہو میرا دل اِسوقت قابو مین نہین ہی
کہ فرد قصد جان کردی کہ یعنی دست کوتہ کن زمن + جان زکف بگذارم و از دست نگذارم ترا +
اور میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہی کہ ایک مدت سے جان دینے پر آمادہ ہون اُس دلربا نے ہنسکر
کہا مردوے کیون باتین بناتا ہی آجکے سوا تو نے میری پرچھائین بھی نہ دیکھی ہوگی اپنے یہ سمجھا کہ
ملکہ ظلمات کے پاس سے یہ آئی ہی اُسکی یہ ملازم ہی لاؤ اپنا عشق قدیم جتا کر اِس بت کو رام
کرون یہ سمجھکر گویا ہوا کہ واہ وا ای صاحب آپ ملکہ عالم پاس اُسدن تھین مجھے نہین یقین جو مجکو ملکہ

نے ایک کام کو بلوایا تھا بس اُسیدن مین آپکو دیکھکر فریفتہ ہوا تھا اُس عیار نے یہ تقریر سنکر دل سے خیال کیا کہ اب یہ خوب عشق مین تیرے بنجر ہی کہ اپنے دل سے باتین بناکر تراشتا ہو اور فقرے کرتا ہے یہ معلوم کرکے شرماکر بناز و انداز گردن جُھکالی اُسنے یہ ادا دیکھکر دست ہوس زیادہ دراز کیا اور پکارا کہ

ابیات

پوچھا جو مین نے دل کوئی تمنے چُرا لیا
اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکا لیا

دل مین ہمارے میل ہے تم بھی پرکھ کے لو
کھوٹی کھری پڑی تو یہی ہو برا لیا

بعد فنا بھی دل ہے مرا آرزو کی پوٹ
ایسا دھرا نہین ہے کہ چپکے اُٹھا لیا

بوسے سے چوکتا تھا کہین دیکے دل رہا
لاکھون مین ایک شخص تھا یہ بھی لیا تو

اُس گلفام نے مسکرا کر کہا ہستیان پھر جتانا لو یہ عطیۂ بادشاہی تو لو مین جانتی ہون کہ تم مجھپر مدت سے مرتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو یہ کہکر پاس اُسکے پلنگ پر بیٹھ گئی اور ایک خاصدان طلائی کمر سے نکالکر اُسکے سامنے رکھا اُسنے اُسکو کھولکر دیکھا تو کچھ گلوریان اور جواہر رکھا تھا اُس پوش نے اُسوقت ایک رقعہ بھی نکالکر دیا اُسمین لکھا تھا کہ اے ہستین یہ جواہر تمھاری دعوت کے لیے بھیجا ہی اور چونکہ خالی کوئی چیز نہین بھیجتے ہین پس حسب دستور گلوریان بھیجی ہین غرضکہ یہ عنایت اپنی مالکہ کی دیکھکر وہ ساحر بہت خوش ہوا اور اُس نازکبدن سے کہا اے جانی ایک گلوری اسمین سے مجکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ میرے قتل پر بیڑا اُٹھاؤ اُس گلگون پیرہن نے مسکرا کر منھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا پھر ایک گلوری ہاتھ مین لیکر کہا مردوے تو نے بڑی آفت ڈھائی ہو وہی مثل ہے کہ ہان نہ ہان مین تیرا مہمان اور پھر نام خدا سے ارمان بھی دلمین بھرے ہین اور مین نگوڑی تو یہان آکر بلا مین پھنس گئی لو منھ کھولو گلوری زہر مار کرو خیر اب تو میری یہ مثل ہی بیت بوجھ وہ سر پہ گران ہی کہ اُٹھائے نہ اُٹھے + کام وہ آن پڑا ہی کہ بنائے نہ بنے + وہ یہ سنکر گلوری اُسکے دیتے ہی کھا گیا اور کہا کہ فرد اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان + شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے + یہ کہکر چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری مین بیہوشی ملی تھی اُسنے اثر کیا یہ بیہوش ہو گیا ضرغام نے چاہا کہ سر کاٹ لے پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑ آئینگے خواجہ کو تم رہا نکر سکوگے بلکہ خود پھنس جاؤگے یہ سوچکر اُس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا از بسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا

وہ نقش اسکے ہاتھ آیا تاثیر سے اُسکی یہ آگاہ تھا نقش لیکر قفس سے مس کیا تیلیاں اُسکی الگ الگ ہوگئین خواجہ اور برق چھوٹ گئے اور متین کو اُسیطرح بیہوش چھوڑ کر باہر بارگاہ کے نکلے اُس نقش کی تاثیر یہ تھی کہ دربانان بارگاہ نے مطلق اُنکو نرود کا جیسے بالکل دیکھا ہی نہین یہ وہان سے اپنے لشکر مین آئے خواجہ سے ہر ایک سردار ملا ملکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بہن ملکہ حیرت کی بیان کی خواجہ نے فرمایا کہ تمھاری ہمشیر اپنا وقت گا نٹھتی ہے مسلمان کبھی نہوگی اور اُس سے کہدینا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کرینگے یہ کہکر سب عیار اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے اس عرصہ مین قفس ظلمات شب سے فروغ مہر روز نے رہائی پائی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانۂ مشرق سے نکلکر عرصۂ فلک مین آیا نظم

کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا — نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا
سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر — صدا دی طائرون نے ہر شجر پر

رات بھر افراسیاب ہمراہ ظلمات داد عشرت ونشاط دیا کیا بادہ وصلت پیا کیا یہ حال تھا کہ نظم

ہنسی ادھر پاس لیٹی اُسکے وہ حور
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام
کہا منت سے پی اسکو مری جان
گلے سے لگگئی وہ حور پیکر
پسینا آکے چہرہ تمتمایا
رہے ذوق وہوس دست و گریبان
شعاع مہر نے جب مُنھ دکھایا
لگے معشوقہ و عاشق نہانے
بٹھائی لاکے عمدہ اُنکو پوشاک
ہوئی پھر جلوہ گر وہ غیرت ماہ
شہنشہ بھی بغل مین آکے بیٹھا
ہوئی وہ انجمن پھر مجمع جسم

ہوئی افسردہ خاطر شہ کی سرور
ملا لب سے قسم دی اپنے سر کی
کہ ہون کیفیت خاطر کے سامان
دیے بوسے لیے اُسکے دہن سے
اُسے شرمندۂ رغبت جو پایا
کہ اتنے مین بجی نوبت گجر کی
ہر اک اُٹھکر سوے حمام آیا
ملا خدمتگزارون نے بدن کو
چلی حمام سے وہ شوخ وبیباک
جُھکائی سینے گردن بہر تسلیم
دیا ساقی نے لاکر جام مے کا

کبھی لیٹے کبھی بس بھر آرام
پھر اُسکے بعد گیسو و کمر کی
ہجوم شوق اُمڈا بسکہ دل پر
سنگھائے پھول عارض کے چمن نے
نکالے دلمین تھے جو جو کہ ارمان
نظر آنے لگی صورت سحر کی
ہوگے کھیسے کھنچے بالون مین شانے
کیا پُرنور رخسار و دہن کو
سریر حکمرانی پر بصد جاہ
ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
ہوا سامان عشرت پھر فراہم

اُسی ہنگامۂ مستی زا و جلسۂ طرب افزا مین اُس معشوقۂ دلربا کا دل

گھبرایا بادشاہ نے اُسکا چہرہ اُداس پایا سیب ذقن کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ ای میوۂ نورس باغ دلربائی تیرے
گل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہے دلکو میرے ستاتی ہے جو آسیب پہونچا ہو اُسکا اظہار کر تا غم دور کرکے
میرا خانۂ دل گلزار کر اُس غنچہ دہن نے کہا کہ مجکو عیارون سے کھٹکا ہے ایسا نہو کہ نقش جمشیدی جاتا
رہے اور عمرو ایسا باغی چھوٹ جائے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا کہ **متین** کو بلا لائے ساحر اُڑکر بارگاہ
مین **متین** کی آیا وہ ہوائے سرد سحر سے ہوش مین آیا اُٹھکر آنکھین مل رہا تھا کہ اُسنے پیام ملکۂ مذکور دیا
وہ اُسیطرح اُٹھکر سامنے ملکہ کے آیا اُسنے حکم دیا کہ نقش جمشیدی حاضر کر یہ گھبراکر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا جب نقش
نہ پایا سمجھا کہ بستر پر گر گیا بس یہ کہتا ہوا کہ ای ملکہ مین ابھی لایا اُلٹا پھر کر بارگاہ مین آیا نقش کو ڈھونڈھا
نہ پایا گھبرا کر قفس کو دیکھا وہ بھی ٹوٹا دیکھا سر پیٹا سامنے **ظلمات** کے آیا اور قصۂ شبینہ سنا کر کنیز کا خاصدان لانا
بیان کیا ملکہ نے مُنہ پیٹ لیا اور کہا ای شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا
کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آکر اسکے زانو پر بیٹھا اُس سے پوچھا کہ ای مرغ زیرک سچ بتا کہ رات کو کس عیار نے
آکر عمرو کو چھُڑایا ہے اُس طائر خوش نوا نے زمزمہ سنجی اسطرح کی کہ ضرغام عیار کنیز بنکر گیا اور یہ ماجرا گذرا
اُسنے کہا اب وہ کس مقام پر ہے طائر نے کہا وہ عیار اسوقت صحرا مین پھر رہا ہے یہ سنکر اُسنے سحر پڑھا کہ طائر
زانو پر سے اُڑگیا اور یہ ساحرہ خود بھی اُڑکر تلاش عیار مین روانہ ہوئی ضرغام خواجہ سے الگ ہوکر
جانب باغ **حیرت** چلا تھا اور عقب اسکے ملکہ بہار بھی چلی تھی کہ خواجہ کے رہا ہونے سے اُسکو
مطلع کرکے مشورہ درباب قتل **ظلمات** کرون چنانچہ ضرغام جنگل مین پہونچا تھا اور بہار بر روے
ہوا اُڑتی اُسکے پیچھے کچھ دور پر تھی کہ **ظلمات** آکر پہونچی اور سحر کرکے ضرغام کو بیحس کر دیا اور زمین پر
اُترکر کمر سے خنجر کھینچکر قتل کرنا چاہا یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اُسنے دیکھا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ
باش او قحبہ اری تو وہ مستانی ہے کہ بنز لون سے میری بہن پر سوتا پا دینے آئی ہے یہ کہکر ایک گلدستہ
جھولی سے نکالکر مارا گلدستہ قریب پہونچکر چھٹکا اور ایک طاؤس پر کھولکر ضرغام پر گرا اور اُسکو پنجہ مین
دابکے اُڑا **ظلمات** کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکلگیا مثل شیر غضبناک بپھری اور ایک ناریل جھولی
سے نکالکر ملکہ بہار پر مارا ناریل قریب ملکۂ مذکور پہونچکر شق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب بہار
چلا بہار نے پھر ایک گلدستہ نکالکر جانب آسمان اُچھالا فوراً ابر گھرا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے
اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل ارغوان کے پیدا ہونے لگے دم بھر مین

وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن مین گلگون پوش تھا لالہ جام بکف
ہمشکل رند مینوش تھا سنبل کو عشق بہار مین پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتان مین حیرانی کلیان
چمنستان مین کھلتی جاتی تھین تبسم گلرخان عالم کا رنگ دکھاتی تھین کنظم

تھے سبزہ جو ہر طرف شقائق
طرار تھی وہ زبان تھی سوسن
شاخین تھین بہ نازکی سے توام
صیاد سے تھی فراغ بال
جانبخش ہوئی ہوا جو آئی
خوبان جہان کی انجمن تھا
جلوہ ہر صفہ کا عیان تھا
وہ چشمہ وچراغ بے مثالی
اُس باغ مین یون تھی زیب مجلس

گل پیرہنون پہ تھے جو فائق
وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
ایستادہ تھی اُس چمن مین گلفام
کیا حسن فروش کاروان تھا
شمشاد ریاض کا نگاری
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

آرائش بوستان تھی سوسن
ملتا ہی نہین دماغ تزئین
بلبل نہ تھی چہچہون سے خالی
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
اُس تازہ چمن مین اک چمن تھا
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
وہ لالہ رباغ بے مثالی
بنیاد مکان بختیاری

ملکہ ظلمات اِس بہار روح پرور اور حسن بہار فتنہ پرور ستمگر کو دیکھکر دیوانی ہوئی عقل وادراک سے بیگانی ہوئی شعر عاشقانہ پڑھتی مجنونانہ بڑھتی سمت چمنستان چلی گویا بہار جانب گلستان چلی مگر یہ شاگردہ تاریاب ہی بہت تحفے الاو جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہی بس جیسے ہی یہ چمنستان سحر بہار کیطرف چلی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اُسنے دنیا کی کھائی زن مہر طلعت بنگئی اور ظلمات کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ آپ کہان جاتی ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہی سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہی یہ کہکر اُسنے ایک ڈبیا کمر سے نکالکر سیندور اُسمین سے لیکر ملکہ کے منھ پر ملدیا اِس گلگونہ کے رخسارہ پر ملنے سے اُس سرخرو پر سے سیاہی بیخبری کی دفع ہوگئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکہ ابر سرخ گلستان بہار پر آکر چھایا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہاے گل ولالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ بر باغ آتش بہار ہوا تن شاہد بہار برنگ جسم بیمار زرد و نزار ہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی معشوقہ گل مثل خاطر عشاق جلی کہ مؤلف واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر + آگ نالون سے لگی سارا گلستان

جلگیا ؛ ظلمات نے بعد جلانے باغ سحر کے افسون پڑھا کہ ایک پتلی رسن لیے زمین سے نکلی بہار
اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہوگئی تھی اُس پتلی نے آکر مشکین باندھ سامنے ظلمات کے
حاضر کیا اُسنے حکم دیا کہ اس مجرمہ کو یہان چھوڑ کر میرے لشکر مین جا اور میری انیس نسیم خوش فتار
جادو کو بُلا لا پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر مین اُسکے وہ بارگاہ جو اُسکے رہنے کی ہی اُسمین
پہونچکر پکاری کہ بی بیو تم مین سے نسیم جادو جسکا نام ہی اُسکو ملکہ ظالم بُلاتی ہین فلان مقام پر
تشریف فرما ہین اور بہار کو قید کیا ہی یہ پیام دیکر پتلی تو غائب ہوگئی مگر بارگاہ مین سب اُسمین
کنیزین جمع تھین اور کہ رہی تھین کہ ملکہ دوران بہ غضب تمام جانب صحرا گئی ہین اُنکو ڈھونڈھنا چاہیے
سنو میری جان سوت کا مقدمہ ہی لاکھ دشمن ہین تو دو چار دوست ہین اکیلے ملکہ کو چھوڑنا اچھا نہین
اسی تقریر مین پتلی کا پیام جو سنا نسیم جسکا نام تھا وہ اُٹھکر چلی لیکن حال عمرو برق بیان ہوا تھا
کہ اپنے لشکر سے بفکر قتل ظلمات روانہ ہوئے تھے چنانچہ صورتین بدلے ہوئے اِس بارگاہ مین
موجود تھے اُنھون نے بھی بیان پتلی کا سنا اور جب نسیم یہان سے چلی یہ بھی اسکے ہمراہ ہوئے اور
بہت جلد اُس سے آگے جاکر صحرا مین ٹھہرے اور از بسکہ شکل اپنی ساحر کی ایسی بنائے ہوئے تھے
اور نام سے نسیم کے آگاہ ہوچکے تھے جب وہ اُڑتی ہوئی اُس مقام پر کہ جہان یہ ٹھہرے تھے پہونچی
اُنھون نے پکارا کہ اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جائیے اور جو کچھ ہم عرض کرین مسموع
فرمائیے ساحرہ اُنکی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم سے ہین شاید حیرت کا ذکر کچھ کرینگے
پس یہ سمجھکر اُتر آئی اُنھون نے سلام کیا اُسنے بخندہ پیشانی کہا بھیا مزاج اچھا ہی اُنھون نے کہا
جی دعا کرتے ہین ہمنے اسلیے آپکو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جادوان ہین شہنشاہ نے جب
ملکہ حیرت کا محل کیا تھا تو ملکہ مذکور کے لیے ایک روغن حکمائے طلسم سے تیار کرایا تھا جس سے تمام جسم مثل
روئی کے نرم اور بحد خوبرو نازک تر ہوگیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت ابتک ملکہ کے
تن نازک کی ہی چنانچہ وہ روغن ہمکو بھی ایک نہج سے ممکن ہوا اور ابتک موجود ہی پس وہ تمھاری
ملکہ کے بہت کام کا ہی آجکل ہم پریشان حال ہین آپ اُسکو بکوا دیجیے آپکا احسان ہم پر ہوگا اُسنے
یہ تقریر سنکر کہا وہ روغن تمھارے پاس ہی اُنھون نے کہا حاضر ہی اور ایک بوتل پُر از روغن بیہوشی
کمر سے نکالکر اُسکے سامنے پیش کی اُسنے بوتل لیکر سونگھی فوراً بیہوش ہوگئی عمرو نے پیرہن اُسکا لیکر

صورت اپنی اُسکی ایسی بنائی اور برق سے کہا تم سر اِسکا کاٹ کر صحرا مین ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا مین
جاکر ملکہ بہار کو چھڑاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان برق اُس ساحرہ کو جھاڑی مین چھپا کر ٹھہر رہا اسلیے
کہ قتل کرنے سے ایسا نہو کہ ظلمات آگاہ ہوجائے اور بیر سحر کے روتے ہوئے اُسکے سامنے جائین
تو خواجہ کی عیاری مین فرق آئیگا غرضکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اُسکو تسلیم کی اور کہا
واری یہ جنگل مین تنہا آنا اچھا نہین اُسنے کہا ای نسیم سے اِس مجرمہ کو لیجا کر قید کرین تلاش مین عیارون کے
آئی تھی یہ مجسے اگر لڑی خراب مین پھر عیارون کو ڈھونڈھنے جاتی ہون خواجہ نے اِسکے ہاتھ سے بہار کو لیا اور
عرض کیا کہ حضور سحر اپنا رد کردین کہ مین اپنا جادو کر کے اِسکو رکھون اُسنے سحر اپنا دفع کر دیا اور خواجہ نے
بہار کو پنجہ مین دابکر کچھ دور لٹکائے ہوئے لائے جب سامنے سے اُسکے دور نکل آئے ملکہ مذکور کو پشت
پر لاد کر برق جہان تھا وہان پہونچے اور ملکہ کو زمین پر لٹا کر پانی مُنہ پر چھڑکا کہ آنکھ ملکہ کی کھلی کیونکہ
سحر اپنا ظلمات دفع کر چکی تھی ملکہ اپنے ہی سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی خواجہ نے کچھ دعا مین
پڑھکر دم کین کہ ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے اُسوقت نسیم کو جھاڑی سے نکالکر ذبح کر ڈالا شور
اُسکے مرنیکا بلند ہوا بیر روتے ہوئے جانب ظلمات چلے یہان خواجہ نے بہار سے کہا کہ یہ ساحرہ
بہت زبردست ہی ای ملکہ تم لشکر مین جاؤ ہم انشاء اللہ قتل کر کے اِسکو آتے ہین تمھین اکیلے ٹھہرانا بیجا ہی
ایک تو اپنی حفاظت ہمکو کرنا ہوتی ہی دوسرے تمھارا خیال کرنا پڑتا ہی یہ اچھا نہین ہی تمھین چلے جانا
زیبا ہی بہار یہ سنکر وہان سے جانب لشکر پھری اُدھر ظلمات نے بعد چلے جانے نسیم نقلی کے سحر
پڑھا کہ اِسوقت عیار کہان ہین سحر نے خبر دی کہ اری احمق عمرو عیار صورت نسیم کی بنکر آیا اور
تجسے بہار کو لیگیا اب برق نے فلان مقام پر نسیم کو مارا اور دونون عیار اُسیجگہ ہین یہ خبر معلوم کر کے
حیران ہوئی تھی کہ بیر سحر کے روتے ہوئے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دیکر غائب ہوگئے اُسکو اور زیادہ
غصہ آیا اور اپنے ہاتھ سے کنگن اُتار کر اُسی سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا جلد عیارون کو لا
کنگن سورج کیطرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع ہزارہا پیدا ہو کر ہر سمت روانہ ہوئے عمرو و برق
ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار مشورہ بہر قتل ظلمات کر رہے تھے کہ یکایک چند سنہرے خط ایک
سمت سے آکر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ گئے اور کھینچے ہوئے لیچلے اور ضرغام کو جو طائر بہار کا
لیکر اُڑا تھا اُسنے اُسکو لاکر صحرا مین چھوڑا تھا وہ بھی فکر عیاری مین پھر رہا تھا چند کڑیان اُسکے بھی

جاکر پڑین اور کھینچتی ہوئی لائین ان تینون عیارون نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے کچھ اونچا
بسان خورشید محشر نکلا ہوا ہی اور قریب اُسکے ملکہ ظلمات استادہ ہی اُس آفتاب کی کرنین ہمکو
کھینچے لیے جاتی ہین حاصل کلام جب سامنے اُس ماہ سپہر ساحری کے پہونچے اُسنے آفتاب کی
جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بنکر ہاتھ مین آیا عیار کرن سے چھوٹکر بحس و حرکت کھڑے رہے اُسنے
کنگن پہن لیا اور ان تینون کو لغضب تمامتر گھورا انھون نے دیکھا کہ ساحرہ کو اسوقت بہت
غصہ ہی گال فرط غیظ سے لال ہین آنکھین جام بادۂ سرخ ہین گیسو پیچ کھاتے ہین ظاہر آثار ملال
ہین پس اُس لالہ رخسار نے اِنسے بعتاب خطاب کیا کہ ای ناعیارو دیکھو تو کس عذاب الیم سے تمکو
مارتی ہون بڑی تمنے آفت ڈھائی ہی مجکو بھی حیرت متفکر کیا ہی کہ عیاریان کرکے جسکو چاہا مار ڈالا
اور اُس سے کچھ نہو سکا یہ کیسی خاتون شہنشاہ ساحران تھی واہ واہ نام بڑا اور درشن تھوڑے
عیارون نے کچھ اسکے کلام نافرجام کا جواب ندیا اور اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ عیار اُسکے ساتھ چلے
یہ وہان سے جانب لشکر مہر رخ روانہ ہوئی اپنے لشکر مین نہ گئی اتفاق سے اِس لشکر مین جب ملکہ
بہار پھر کر آئی تو جانسوز عیار یہان موجود تھا اِسنے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سنا کہ صحرا مین
ہی اور خواجہ دبرق ارادۂ قتل اُسکا رکھتے ہین یہ حال سنکر اُسنے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ
اسیر پنجۂ ستم ساحرہ ہون مجھے بھی لازم ہی کہ چلکر آنکی خبر رکھون یہ سوچکر جانب صحرا چلا اُسطرف سے
ظلمات آتی تھی یہ اُسکو دیکھکر راہ کترا کر پہلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بنکر قریب اُسکے آیا اور آداب
بجا لاکر عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ شہنشاہ جادوان آپکی تلاش مین ہین انتظار فرما رہے ہین مجکو ڈھونڈھنے
بھیجا تھا لائیے ان مجرمون کو مجھے دیجیے اور آپ شہنشاہ پاس جائیے یہ تقریر سنکر اور اِس عیار کو ساحر
بنا ہوا دیکھکر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا یہ ہی مگر جب اُسنے قیدیون کو طلب کیا وہ ایکبار عمرو
سے درباب بہار دھوکا کھا چکی تھی اندیشہ ناک ہوئی اور دلمین سحر پڑھکر نیت اُسنے کی کہ مجکو ظاہر ہوجائے
کہ یہ کون ہی عیار ہی یا ساحر ملازم شاہ ذی تبار ہی سحر نے خبر دی کہ نہین یہ عیار ہی یہ معلوم کرتے ہی
پکاری کہ اب آسکے ہو تو جانا نہین ایسی تاثیر اس کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بحس و حرکت ہوا اُسکے
ہمراہ ہوا اور اُسنے کہا کہ ہو وہین اسی فکر مین اِسطرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کردون
اور طبل جنگ بجوا کر نمکحرامون کو بھی سزا دلواؤن چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو پانچوین کو بھی گرفتار کرلون تو اتنے

لشکر مین جاؤن یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر مشت خاک اُٹھاکر گویا ہوئی کہ اے خاک سرزمین طلسم سچ بتلا کہ
قران عیار لشکر شہنشاہ مین ہی یا بیابان مین ہی خاک ناپاک سے آواز آئی کہ اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی
کبھی لشکر مین آتا ہی ورنہ ہمیشہ بیابان مین رہتا ہی یہ سنکر ساحرہ وہان سے پھری سحر کے زور سے عیار
بھی ساتھ ہوئے اور یہ سمت صحرا ابتلاش قران روانہ ہوئی قران درہ کوہ مین بیٹھا تھا اتفاقاً چند
ساحر ملازم شاہ طلسم اُسطرف سے گذرے باہم کہتے جاتے تھے کہ یہ ملکہ بڑی زبردست آئی ہی کہ ابھی
کل تو بادشاہ کی بی بی بنی آج عیارون کو پکڑنے گئی ہی ایک اُنمین سے بولا کہ بھائی حیرت بھی
اگر چاہتی تو عیارون کو پکڑلاتی لیکن ایسی باتون مین حاکم قتل جلد تر ہوجاتا ہی حیرت خوفناک ہوئی
اور گرفتاری عیاران سے باز رہی اور یہی سبب ہوا جو آجتک زندہ ہی ورنہ مارڈالی جاتی تم دیکھنا
یہ ملکہ جلد قتل ہوگی کسلیے کہ ایک تو عیار خود ہی اسکی فکر مین ہین دوسرے اُنکو ستایا ہی اب بچنا اِس
شہزادی کا مشکل ہی دوسرے ساحر نے کہا تم سچ کہتے ہو ملکہ حیرت جو عیارون کی طرف سے چشم پوشی
کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے اور ابھی عیارون کا ستانا کچھ اچھا تھوڑی ہی یہ باتین سب
قران نے جو سنین غور کیا کہ ظلمات ہم عیارون کے قید کرنے کو شاید آتی ہی تجھکو بھی فکر اپنی لازم ہی
یہ سوچکر وہان سے اُٹھا اور اُس سمت کو خیال کیا کہ جہان مین استادہ ہون کون سی سمت ہی معلوم ہوا
کہ مشرق ہی پس اب جانب مغرب رو بفرار لایا یہ تو اُدھر گیا اور ساحرہ اُسکے مقام پر پہونچی دیکھا
کہ درۂ کوہ نہایت مصفا ہی بسان قلب پارسایان پُر از صفا ہی شیر کی کھال ایک مقام پر بچھی ہی
اور ایک سمت کو اُس درہ مین غار ہی یہ اُس غار مین اُتری یہان طاق بصد خوبی محراب دار کاٹے
تھے اور دریچہ اسطرح بنائے تھے کہ جب اُسمین کوئی جائے صحرا مین پہونچ جائے کہین در ایسا بنا تھا کہ پیچھے
اُسکے غار تھا وہ مقام کوٹھری کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچون سے راہین ہر سمت صحرا مین نکلگئی تھین
بھول بھلیان بنی تھین چبوترے صحرا مین دریچون کے سامنے بنے تھے اُن پر مرگ چھالے بچھے تھے
غار کی کوٹھریون مین غلہ اور اسباب میکشی وجملہ سامان راحت وآرام مہیا تھا سر غار ہر سمت سے
پوشیدہ تھا کہین اُجالا کہین اندھیرا تھا شیر کے رہنے کا مقام تھا یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی مگر
نازک مزاج ومہ پارہ تھی خوفناک ہوکر غار سے باہر نکل آئی کہ مبادا عیار کسی گوشہ مین بیٹھا ہوا ہو
قتل کرڈالے غرض باہر آکر اسنے ایک طائر ماش کے آٹے کا بنایا اور سحر کا بیر اُسمین ٹھاکر زندہ

کر کے حکم دیا کہ ہر سمت اُڑکر جا اور پتا لگا لا کہ قران عیار کہان ہی طائر اُڑ گیا اور مہتر کو ایک مقام پر
دیکھکر آیا ساحرہ سے بیان کیا یہ اُسی سمت اُٹھکر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ مین کوئی فتور
قیدیون کی وجہ سے نہ برپا ہوا اور یہ رہا نہون پس درہ کوہ مین ایک گنبد خاک کا بنا کر تینون عیارونکو
اُسمین بند کر گئی یہ تو جانب قران چلی اور اُسنے ایک خط مخروطی چار گوشہ کا بنا کر چار سمت کا نام ہر گوشہ پر
لکھا اور نیت کی کہ یا خبیر اخبرنی اسوقت ساحرہ کسطرف آتی ہی یہ نیت کر کے آنکھ بند کی اور انگلی خط پر
رکھی جس سمت پر انگلی پڑی اُسطرف کو چھوڑ کر دوسری جانب بھاگا جب ساحرہ وہان پہونچی کہ
جہان طائر نے بتایا تھا کسیکو نپایا پھر طائر کو اُسنے روانہ کیا کہ وہ جاکر خبر لایا کہ اب اُس طرف عیار ہی یہ اُس
جانب چلی وہان مہتر مذکور پانچ سات کوس پر جاکر ٹھہرا تھا اور دم راست کر کے پھر نقشہ کھینچکر مخبر بغال
غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اِس جانب آتی ہی پس یہ تیسری جانب چلا اسیطرح اُس مہر سپہر ساحری کو اُسنے
قطع منازل کرانا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر مین ڈالا دو پہر کامل اُس ماہ کو پھرایا عجب
حال اُسکا بنایا کہ پائنچے چھوٹے ہوئے پسینے سے پوشاک بدن کی الجھی جسم تمام عرق مین ڈوبا ہوا باغ
حسن پر اوس پڑی ہوئی مسی کی دھڑی پر پان ہونٹھون پر رنگ رخ فق فق صباحت مین صادق مگر بیدرونق
دل مین تھک جانے سے قلق کھسیانا پن چہرے سے ظاہر گیسوون کا رخسار پر پیچ کھاتا گویا افسون
خوان ساحر بالآخر جب زیادہ دوادوش اِسنے کی غضبناک ہوکر سوچی کہ عمرو سرکردہ عیاران عالم ہی اُسکو
مع دونون عیارون کے چلکر مار ڈال قران اُسکی رہائی کو خود آئیگا اُسے بھی قید کر لینا یہ تجویز
کر کے اُسیطرف روانہ ہوئی اُدھر قران تو اِسکی فکر ہی مین تھا جب خوب اِسکو دوڑا چکا ایک
مقام پر بیٹھکر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا کہ ساحرہ جانب جنوب تیرے مسکن کی
سمت جاتی ہی یہ معلوم کر کے بہت جلد روان ہوا اور اُس سے آگے نکلگیا اور ایک مقام پر دامن
کوہ مین بہت سے درخت لگے دیکھکر اور صحراے سبزہ زار ملاحظہ کر کے جلدی جلدی خنجر سے چار شجر
پر از گل وثمر بیخ سے کھود کر اُکھاڑے اور میدان مصفا تجویز کر کے چارکونون پر اُن درختون کو لگایا
اور سب پھل اُنکے توڑ لیے ہر نہال مین چند پھل باقی رکھکر اِسطرح سے اُنھین چاک کیا کہ تا چاک
ہونا ثابت نہو پس اُنمین بیہوشی داخل کی اسطرح کہ تمام جگر اُنکا روغن بیہوشی سے خوب تر ہوگیا
جب یہ باغبانی گلشن عیاری مین کر چکا بیچ مین اُن درختون کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی

اور اُسمین اُترکر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا صرف دو آنکھین اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحرہ غدار مین بیٹھا آپ دفن ہوکر اُسکو زندہ درگور کرنیکی فکر فرمائی نظر کردۂ بوتراب کو خاکساری کی عیاری پسند آئی جو فکر کہ یہ مہتر کرکے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ ساحرہ اسطرف کو آئی صحرائے سبز و خرم دیکھ کے کھلی بہت تھی آہستہ آہستہ چلکر اُن چار درختون کے پاس آئی درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے تھالے درختون کے سنگین بنے پائے ہر نہال برنگ تارک الدنیا زبان برگ سے مذمت دنیا کرتا ہر شاخ خمیدہ مراقبہ مین مثل درویشان ضمیر طائر اشجار پر ہمصفیر بلبل سدرہ ثمر ہائے بے نظیر ہمرنگ اثمار نہال طوبیٰ وہان شگوفہ پا ربنا آتنا فی الدنیا حسنا جاری زبان برگ پر طوبیٰ لہم و حسن مآب طاری بیچ مین اُن اشجار پُر بہار کے میدان بسان قلب اہل صفا پاک کہین نہ خس نہ خاشاک آئینۂ بہار الطاف روح باکمال ان سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم پر خضر کا بستر لگا ہوا پایا اُس زمین صاف پر یہ گمان کہ رومیون نے بحکم اسکندر دہر وہ آئینہ بنایا تھا جسنے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشان چین عکس اُتارا تھا ہمسر پر طوطی سطحہ غبرا تھا بلکہ اُس مقام صاف کا طوطی بولتا تھا کہ بیت

	زمین و ن کی لطافت مین روح سے بہتر		درخت چار دن تھے جسم زمین کے عنصر		

ہر درخت کے تھالون مین جو پتھر لگے تھے اُنپر کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے جوگی زمین مین گڑا ہوا تپشیا جمشید کی کر رہا ہے خبردار ای آیندہ و روندہ زیادہ تر اس مقام پر ہو تجکو نہ ٹھہرنا صرف جوگی کے درشن کرنا اور اپنا راستا لگنا ساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جویا اور مشتاق ہوکر بڑھی ایک مقام پر دو آنکھین چمکتی دیکھکر جوتیان اُتار دین اور ہاتھ باندھکر آگے آئی پہلے سجدۂ سامری مین گری پھر کچھ اشرفیان اور زیور اپنا اُتار کر سامنے اُن آنکھون کے رکھا دیدہ و دانستہ دھوکا کھایا مطلق خیال عیار نہ آیا ہاتھ جوڑ کر گڑگڑائی کہ ای سامری کے جوگی ای خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھا پوری کر خاوند میرا مجسے تمام عمر راضی رہے اپنے بیریون کو مین مارون لڑائی جیت جاؤن اس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھکر جوگی کا ذرا سا مُنھ بھی مٹی سے باہر نکلا اور بہت آہستہ سے کہا بچا جا ایک پھل کسی درخت کا توڑ کر ہمارے درختون مین سے کھالے تیرے سب کام سنپورن ہونگے پھلے پھولیگی اب زیادہ

یہان نہ ٹھہر سامری کی یاد مین جمشید کے دھیان مین فرق آتا ہی ابر ہوتی ہی یہ سنکر ساحرہ اُٹھی
اور گرد جوگی کے پھری پھر ایک درخت کے قریب جاکر پھل ایک توڑا اور سامری کو یاد کر کے
جمشید کے دھیان مین ڈوب کر پھل کھایا دو قدم پھل کھاکر چلی تھی کہ چکر آیا بیہوشی نے اثر دکھایا غش
کھاکر گری عیار جسنے یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا ساز مین سے نکلکر نعرہ کرکے کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران عبد
ذلیل ایزد منان مہتر قران۔ نعرہ قران حبشی مہتر نامدار۔ نظر کردہ صاحب ذوالفقار یہ نعرہ کرکے بغدہ تانے
جانب ساحرہ چلا ادھر سے تو یہ چلا اُسطرف پہلوے افراسیاب سے اُٹھکر آئے ہوئے ساحرہ کو عرصہ
بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہہ آئی تھی کہ مین عیارون کو قید کرنے جاتی ہون شاہ طلسم کو دیر ہونے سے
فکر ہوئی کہ ایسا نہو معشوقہ میری قتل ہوجائے اس خیال سے اسنے کتاب سامری منگاکر حال
اُسکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ قران عیار اُسکو قتل کیا چاہتا ہی یہ معلوم کرکے کتاب بند کرکے بزور
سحر اُڑا اور از بسکہ بادشاہ طلسم ہی مسافت راہ بہت جلد طی کرتا ہی اُس میدان مین کہ جہان معشوقہ
اسکی بیہوش ہی اُسوقت پہونچا کہ قران بغدہ سر پر ساحرہ کے لگایا چاہتا تھا اسنے نعرہ کیا کہ باش
یہ کلمہ ایسا پُر اثر تھا کہ عیار مذکور کے دست و پا مین قوت نرہی ہاتھ اُسیطرح اونچا رہگیا اور پانون سے
بھاگا نگیا ناچار کھڑا رہا شاہ جادوان نے زمین پر اُتر کر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے پایا ران حیرانی
سے آئینہ نمط چمکتی اور کھلی ہوئی تھی زلف بصد پریشانی رخ پر لہرا رہی تھی انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا چھاتی
باہر نکلی تھی بلورین گنبد سینہ پر دھرا تھا یا قمقمہ رنگ سے بھرا تھا پڑو کا ابھار سرکشی عیار کا پتا زبان
حال سے دے رہا تھا بھٹنی تھی یا تیرگی غم چھاتی کے منہ پر چھائی تھی جوبن سارا خاک مین ملنے کی نوبت
آئی تھی شاہ جادوان اُسکے سینہ سے آکر لپٹ گیا منہ پر منہ رکھدیا اور رونے لگا گلاب اشک کا رخسار پر
چھڑکا آنکھ اُس گلبدن کی کھُلی گھبراکر اُٹھ بیٹھی دوپٹا سنبھالکر اوڑھا انگیا کی کٹوری اُتاری بدن سب
شرماکر ڈھانکا شوہر کو دیکھکر نیچی نظرون سے کچھ شرمائی لجائی آنکھون کو پھراکر ادائے مستانہ دکھائی تیوری
چڑھاکر سنبھلو صاحب بان پر لائی پھر سسکی بھر کر رُوٹھی یہ کیا آفت ہی کہکر اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے
جانی تو اسطرح بیہوش تھی مین نے آکر ہوشیار کیا اور اس ناعیار کو گرفتار کیا غضب کیا تھا اس
ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا چاہا تھا اور خانۂ عیش میرا تاریک کرنا اسکے دلمین آیا تھا
یہ تقریر سنکر ساحرہ بغضب تمام تیغہ لیکر جانب قران چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینہ شمشیر مین

دیکھکر دعا کی کہ ای خالق کل مخلوقات واسطہ شیر کا اپنے میری مدد فرما اور بھیج میری رہائی کے لیے اس
اپنے بندے کو کہ جسکی یہ شان رفیع ہی ہیبت صورتے گردد مجسم فتح گوید آشکار + لا فتا الا علی لا سیف
الا ذو الفقار + یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی یعنی ملکہ بہار جو چھوٹکر اپنے لشکر مین گئی حال
عیاران ملکہ مہرخ و دیگر ساحران سے بیان کیا ملکہ مہرخ نے مرأت صلاح سامنے رکھکر یہ صورت نیک
دیکھی کہ یہ ساحرہ زبردست ہی ہم لوگ بھی بطور مخفی عیارون کے معین رہین تو بہتر ہی پس یہ مشورہ کر کے
از بسکہ آپ بادشاہ لشکر بھی جانا مناسب نہ سمجھی ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا ملکہ
مذکور فوج ساحران کو لیکر ایک صحرا مین ٹھہری اور طائران سحر براے ادراک حال عیاران خوشخصال روانہ
کیے ایکبار تو طائرون نے خبر گرفتاری عمرو و برق و ضرغام دی ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار
کر رہی تھی اسوجہ سے تامل پذیر ہوئی پھر طائرون نے خبر دی کہ مہتر قران اسطرح ساحرہ کو چکر دے
رہے ہین بہار بہت ہنسی پھر ساحرہ کے بیہوشی کی خبر پہونچی یہ بہت خوش ہوئی آخر آنا شاہ طلسم کا
اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا فوراً نفیر سحر کو بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا ساحر باز اور بط پر سوار ہوکر چلے
ملکہ مع فوج اسوقت آکر یہان پہونچی کہ ظلمات تلوار لیکر قران کے قریب پہونچی تھی بہار نے پہونچتے
ہی ایک گولا سحر کا فولادی اُسکا سینہ تاک کر مارا گولا لوہے کا آگ کا بنا ہوا اُسکے سینہ پر آکر پڑا اگر کوئی اور
ساحر ہوتا تو یقین تھا کہ گولا پشت توڑکر نکلجاتا مگر یہ ساحرہ زبردست ہی گولا پڑنے سے بیہوش ہوکر گری
اُسوقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ بہار چیدۂ روزگار آئے تھے وہ سب بجلیان بنے اور کڑکڑا کر
گرے کہ کام اس ساحرۂ نافرجام کا تمام کردین لیکن شاہ جادوان وہان موجود تھا بتیا بانہ دوڑا اور
ایسا افسون پڑھا کہ چالیس ہزار سپر مین ظلمات پر چھا گئین مگر بجلیان اُنکو کاٹکر ساحرہ پر چلین تھین کہ
بادشاہ نے پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقین زمین پر الگ گرین اور بجلیون سے سینے صورتین ساحرون
کی پیدا ہوگئین اور ترسول اور بنسول وغیرہ حربہ سحر کے وہ سب پکڑکر شاہ پر چلے بادشاہ سمجھا کہ یہ
فوج بہت ہی اور ملکہ بہار اس لشکر کی سردار ہی اور یہ معشوقۂ گلعذار ہی پس اگر تو
لڑیگا تو یہ محبوبہ قتل ہوجائیگی اور عجب کیا ہی جو اس ہنگامہ مین ظلمات بھی قتل ہوجائے لہذا
یہان سے ٹلجانا چاہیے یہ سوچکر پنجہ جوگر ظلمات کو اُٹھا کر بلند ہوگیا ساحرون نے ناریل نارنج
ترنج بہت سے مارے مگر وہ بادشاہ ہی کچھ اثر نہوا ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار نے ملکر اُسوقت سحر خوانی

ایسی کی کہ شاہ طلسم کا سحر قران پر سے دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور اُسنے سب حال خواجہ وغیرہ کے گرفتار ہونیکا ملکہ سے بیان کیا اور کہا ساحرہ میرے مقام سکونت پر اُنکو قید کر آئی ہو تو عجب نہین کیونکہ اُسیجگہ سے میرا تعقب اُسنے کیا تھا ملکہ مذکور یہ ماجرا سنکر اُسکے ہمراہ اُسکی جگہ پر آئی اور یہ سحر شاہ طلسم کا نہ تھا بلکہ ظلمات کے سحر مین خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے پس بہار نے اُس سحر کو اکیلے رد کیا عیار سب رہا ہوتے ہی رو بفرار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگرنی زبردست ہی اُسپر سمجھ بوجھکر عیاری کرنا چاہیے اور اُسکے نیجۂ ظلم سے بچنا زیبا ہی غرضکہ یہ تو سب صحرا و کوہ مین متفرق ہوکر اپنی تدبیر مین مصروف ہوئے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کیطرف مراجعت فرما ہوئی لیکن افراسیاب اپنی محبوبہ کو گلے سے لگائے ایک مقام پر صحرا مین آیا اور وہان ٹھہر کر رد سحر پڑھا کہ ملکۂ ظلمات کو ہوش آیا شاہ نے کیفیت سے مطلع کرکے فرمایا کہ ای ملکہ اب لشکر مین چلو عیارون کا تعقب نکرو ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہوجاؤ اُسنے جوابدیا کہ ای بادشاہ مین غافل تھی جو بہار نے گولا سحر کا مارا اب مین اُسکو زندہ نچھوڑونگی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہونگے کہ باامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہی ای بادشاہ قسم ہی آپکو سامری کی کہ لشکر مین جائیے اور اگر ایسا ہی میری تنہائی کا خیال ہی تو میری کچھ فوج اور چند انیسون کو میرے پاس بھیجدیجیے بادشاہ قسم دینے سے ناچار ہوا اور پھر کر لشکر مین آیا اُسکی انیسون کو سامنے بلاکر حکم سنایا کہ فوج ہمراہ لیکر اپنی ملکہ کی اعانت کو جاؤ انیسون نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا گھنٹے بجے ناقوس پھُنکے سوارون کے پرے فوجون کے دل پیادون کے نشان کھلے پلٹنین اور رسالے اسلحہ سے آراستہ اسباب سحر سے پیراستہ مرکبہاے پرند و طائران سحر پر چڑھکر چلے کسیطرف سے دریا جوش مارکر روان ہوا کہین سموم کا بلند دھوان ہوا کسی جگہ ابر سرخ سحر کا آتش فشان ہوا کہین سانپون کی مار ہوئی کسی سمت عقرب کی بوچھار ہوئی سیل فنا کیطرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جیسے ٹڈی دل اُمڈا کہ بمقتضاے

نظم

روانہ ہوا لشکر لاتعد نہ کچھ جسکی گنتی نہ پیدا تھی حد
کسی جا پہ جادوگرونکی قطار کسی سمت کو ساحرہ بیشمار وہ آواز قرنا وہ بیرون کا غل
زمانہ پُراز شور بوق و دہل یقین تھا کہ بہرام خنجر گزار فلک پر سے بجلی لائے رود فراد
وہ لہرا کے چلنا ہر اک فوج کا وہ اُٹھنا علم قہر کی موج کا یہ خبر ملکہ مہرخ کو جو اسنے سنے

بہونچائی اُسنے بھی نفیر سحر بجائی ادہر بھی جلد تر کمربندی ہوئی ملکہ موصوفہ نے چند سردارون کو لشکر کے جرارون کو براے حفاظت خیام و خرگاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران نامور کی جمعیت سے روانہ ہوئی صداے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی جادوگرنین کی آن بان طاؤس ہنس و بوتیمار زیر ران اُنکے ہر ایک کے جوبن جوانی کے دن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رخ رنگین غیرت گلشن مُنہ غصہ سے سبکے گلنار سیندور کے ٹیکے ماتھے پر لگے آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوئے گاتیان دوپٹے کی باندھے کمر مرنے پر کسے چھاتیان نکیلی سنانین آبدار آنکھین بے مارے جگر کے پار تھین ابروان خمدار وہ کمان جسمین تیر مژگان جُڑے ہوئے کہ بیت کم نہین ابرون سے یار آنکھین + دو کیا ہوگئین جو چار آنکھین + سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل نارنج ترنج اُچھالتین جو اُستاد کی بولتین جادوگر ہر ایک یادگار جیپال اُستاد شہپال قشقے ماتھون پر دیے ترسول اور غبول ہاتھ مین لیے آگے ہر پلٹن کے ڈہرو بجتا کہین پیادون کی قطار کہین سوارون کا پرا کسیطرف غازیان صف شکن کا مجمع نقشہ نظم

ہراک ساحرہ شیر و شمشیر زن
ہزارون جنھین یاد جادو کے فن
چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین
وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئین
کسیکی بھری مانگ صندل سے تھی
کسیکی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان
سرون پر سیہ ابر کے سائبان
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر

بآین جاہ و جلال یہ لشکر بہر جدال سمت بہار باقبال چلا اُسطرف سے اینسان ظلمات فوج لیکر چلین ہنوز یہ دو لشکر راہ مین ہین کہ ظلمات شاہ جادوان کو رخصت کر کے جو چلی راہ مین بہار تھی یہ پہونچتے ہی پکاری کہ اری او جھلو میری سوت کی بہن سوت پرائی خوب تو عیارون کے پیچھے پھیپھڑ اُلٹتی ہی یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالون کو کھولکر اپنے رخسار پر چھوڑ لیا اور جوڑے سے ایک ناریل بھی نکالا زلف کا خورشید عارض پر گھٹا کیطرح آنا تھا کہ اُسنے نعرہ کیا میری زلف کی صورت نظر دشمن مین دنیا سیاہ ہوجائے یہ کہتے ہی عالم مین تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اسنے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ اُسمین سے سیاہی نکلکر کاجل کی طرح جھڑنے لگی چادر سیاہی کی شکل چادر آب پڑنے لگی ہمراہیان بہار نے ہرچند رد اس افسون کا کیا ممکن نہوا کچھ دیر مین سبکی آنکھون سے روشنی گم ہوئی اور بینائی کم ہوئی نظم

گیا چشم گیتی سے نور نگاہ	فلک پر ہوا مہر تابان سیاہ
بجھا خانۂ چرخ کا تھا چراغ	ہوا تیرہ اس درجہ ہامون و راغ

ملکہ بہار نے چاہا کہ ہین پرواز کرکے اس سیاہی سے نکلجاؤن لیکن نہ میسر ہوا جہانتک نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی لشکریون نے جلد تر مشعل سحر جلائی مشعل بھی جلکر بجھ گئی اس عرصہ مین فوج ظلمات کی آپہونچی اور ایک طرف سے مہرخ لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی یہ عالم تھا کہ دونون جانب کوس ودمامے گرجتے اور بجتے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے گھڑیان ساحرون کی اور غول جادو زمین سے پیدا ہوئے نشان اور علم کے پھریرے کھلے تھے زمین وآسمان چارطرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا غریوا ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا مہر گردون تھراتا تھا ان لشکرون نے پہونچتے ہی صف آرائی کی گرد اسقدر چھائی تھی کہ خاک سو جھائی نہ دیتا تھا سحر کی ہوا چلی گرد وغبار اڑا لیگئی سقائی ابر سحر نے کی خس وخاشاک کا نام نرہا میدان پاک ہوا گھٹائین آئین بجلیان چمکین ہلکی ہلکی بوندیان پڑین صفین میمنہ ومیسرہ وغیرہ جمگئین نقیب گرکیت چاؤش میدان مین نکلکر پکارے کہ ہان رن چڑھے والو نام پر مرنے والو آج نام سامری وجمشید مٹادو دشمن کو روز بد دکھادو یہ میدان ہاتھ سے نجائے جان جائے مگر مردون کی بات نجائے یہ کہکر وہ ہٹے تھے کہ ظلمات جانب مہرخ بڑھی اور اسیطرح زلف رخ بکھرائے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے مہرخ بھی بڑھی آپسمین چوٹ چلنے لگی کبھی اسنے اس شعلہ خو پر آگ برسادی کبھی اسنے آب سحر برساکر بجھادی اسکے سر پر بجلی گرادی اسنے رد اس سحر کا کرکے سنگ باری کی اسنے وہ پتھر اسکے لشکر پر برسادیے اسنے سحر ایسا کیا کہ لشکریون نے سر اپنے آپ کاٹنا شروع کیے اسنے یہ کرشمہ بھی دفع کیا اور نیا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوگئے عقل وخرد سے بیگانے ہوئے ہنگامہ عظیم برپا ہوا اسی قیامت خیز معرکہ مین ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر مہرخ پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے دفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم مین پھیلگئی مہرخ ناچار پیچھے ہٹی ظلمات نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان ان نمک حرامون کو جانے نہ دینا لشکر کے سردار ساحران ذی وقار شمشیر ہاے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اسطرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے تیغ وخنجر پکڑ کر بڑھے لیکن اثر اس حال مین چھوڑ کر اور ماجرا سنیے کہ کوکب جو پتلا تاریک کی پتلی جلانے کے لیے بھیجکر قلعہ مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال پتلے کا معلوم ہو کہ اسپر کیا سانحہ

گذرا اور نہین معلوم کہ خواجہ ہمراہ ایلچی گئے تھے اُنکا کیا حال ہوا پس اسی فکر مین اسنے مرأت سحر
طلب کیا اور حسب دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکلا اُسنے سب حال خواجہ کے گرفتار ہونیکا اور ظلمات
کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور اسی فکر مین اپنی
جگہ سے اُٹھکر ملکہ حنار گلگون پوش کے مقام پر آیا ملکہ مرصوفہ نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر
بٹھایا حال اسکے گلشن پُربہار کا اول مین تحریر ہوچکا فی الجملہ اُس معشوقۂ باوفا نے چہرۂ زیبائے
بادشاہ متغیر دیکھکر سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے من وعن کیفیت بیان فرمائی اُسنے
عرض کیا کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہو کہ شاگردہ تاریک ہو لیکن اس اپنی کنیزک کو اگر اجازت
دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی اُسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ ای بہار باغ
خوش رنگی تو کیونکر اُس خار گلزار کج ادائی کو قتل کریگی اُس گل رعنا نے جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ
جب طلسم ہوش ربا مین غدر نتھا اور افراسیاب سے اور آپ سے دوستی تھی الاؤ پر تاریک
کے پاس گئی تھی اور وہ مجکو گنبد سامری پر لیگئی تھی وہان اُسکو بہت تحفہ ملے تھے مگر مجکو ایک
ناریل ملا تھا کہ اُسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سوائے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جائے کیسا ہی ساحر
ہو مگر جان سلامت نہ لیجائے پس وہ ناریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہو آجتک کام
اُس سے نہین لیا ہو بادشاہ نے جب یہ ماجرا سنا اُس لعبت دلفریب بت باز ینت و زیب کو بخندہ
پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران تجسے اگر ہمنبرد ہوگا تو یہ شیداتیر امداد کو تیری آئیگا
جا تجکو سپرد کار ساز حقیقی کیا اُس رشک چمن نے یہ سنکر اُسیوقت اپنی کنیز دن اور انیسون
وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ
دو لکہ ابر سرخ و زرد و سفید کے آگے لشکر کے ہین اور اُنپر نقارے نقرئی و طلائی لدے ہین اور
اُن ابرون سے تیار دمبدم نکلکر نقارون پر ڈال دیتے ہین بام سحاب پر نقار خانہ بار ہو یا فیل گردون
جلو داری کو دمامہ لادے تیار ہو بعد اس نقار خانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ
وخیام اُسپر بار تھے اور اُس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ گرد و غبار بجھاتی تھی یہ بھی جب نکلگئی
پھر ایک طبقۂ زمین اُڑتا ہوا نظر آیا کہ اُسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہائے رنگین و اثمار لطیف
وشیرین سے پھولا پھلا تھا بروے ہوا اُس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا شاہد بہار کا کوچ و مقام کرنا

بہار

ہواے بہارین کافیض عام ہونا فصل گل کے مع الخیر ہر شہر مین داخلے ہول اِس گلشن کے بہت تباہ ہوتا کہ آسمان بہار کے سیارے لبسان بوے گل بہار نے کلیون کی کھڑکیون سے نکلکر گلین گلیون پھرنا شروع کیا تھا اور برنگ نسیم گلشن اُس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا محبوبہ گل خرامان خرامان روان کبک ہزار جان سے اُسپر قربان اِس چمنستان کا جنگ پر چڑھنا نوجوانان گلشن کا تننا تھا گل عباس طرم بجاتا تھا گلگون لالہ داغ کھاتا تھا نرگس نظر باز تھی زبان سوسن سحر ساز تھی زلف سنبل کمند گلوگیر جنار کو یاد شعلہ باری کی تدبیر غنچہ غصہ سے منھ پھولائے گل چہرہ لال کیے بلبلبون کو عمدۂ نقابت خاطر خزان مین تجمل بہار کی مہابت بیچ مین اُس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا گیرہ اُسپر مخمل کا شانی کا کھنچا مسند مغرق زیر نگیرہ بچھی دوہری بارہ مردنگیون کی لگی اسباب عیش و نشاط چنگیرین چوگڑے رکھے کنیزان گلرو یاسمن بو ہزارون اُس گلستان مین جمع ہر ایک کی مستانی چال بانگی ادا گل اُنکے عارض رنگین سے شرماتا لالہ اُنکی شمائل پر داغ کھاتا سرو موزون قامت رعنا پر اُنکے قربان یاسمن کی وہ آرام دل جان ملکہ حنا اُس بوستان مین اُتر گئی اور چبوترہ پر جاکر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے ناندے چینی کے رکھے تھے اُنمین درخت منہدی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر پر گواہی دیتے تھے ملکہ کے باغ مین جانے سے باد صبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساوُنی بھولی بوندیان پڑنے لگین جھولے درختون مین پڑے تھے خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ سن سن بروے ہوا پرواز کر گیا اُسکے جانیکے بعد لشکر ساحران طائران خوش رنگ پر سوار جادو گرنیان نہایت طرحدار ہنستی کھلکھلاتی نیرنگیان سحر کی دکھاتی گذرین پھر سواران جرار مرکباے پرند پر سوار لباس زرین پہنے بصد فرو تمکین نکلے کہانتک اِس لشکر کا عظم و شان بیان ہو گرد اِس بیان کے سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا تجمل نہ دیکھا تھا اِسی سبب سے حیران تھا واقع مین یہ سامان تھا **نظم**

زمین شد بگرد ار کشتی برآب
زمین گشت جنبان چو دریای نیل
یکے بزمگاہ ست گفتی بجاے
ہیون تگاور برآوردہ پر

تو گفتی سوے جنگ دارد شتاب
ہان پیش پیلان تبیرہ زنان
زشیپور و نالیدن کرناے
سپاہے بکردار مور و ملخ

بزد مہرہ بر کوہہ زندہ پیل
خروشان و جوشان چو نیل دمان
خروش تبیرہ برآمد ز در
بند دشت بیدانہ کوہ و ستیخ

اِسی کر و فر سے معشوقہ کوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کر کے اُسوقت مقابلہ مین ظلمات

کے پہونچی کہ مہرخ اُس سے مغلوب ہوکر ہٹتی آتی تھی کہ یکایک بالاے ہوا نوبت و نقارہ بجنے سنائی دیے اور ابر اُترکر نقارہ خانہ ایک سمت قائم ہوا اور باغ پُر بہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر پرا جمایا اور ملکہ مذکور نے مہرخ کو میدان سے ہٹاکر آپ ظلمات کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونون طلسم کے بادشاہون کی مقابل تھین دو مہر تابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا دو ماہ درخشان فلک جمال نے سرتھری کا نقشہ جمایا تھا دو شاہ کشور خوبی باہم آمادہ نبرد دو گوہر قلزم محبوبی کی آبرو پر گرد غرضکہ ظلمات پائنچے ناز سے کلائی پر ڈالکر آگے بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی اُسمین سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اسطرح زلف لہرائی اور شمیم جان پرور ایسی آئی کہ مشام لشکریان حریف بس گئے بیخود ہوکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ **بیت** تو اور آرائش خم کاکل * مین اور اندیشہاے دور و دراز * ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہی اور بار زلف سبکو سونگھکر بیہوش کر رہا ہی ازبسکہ باغ پُر بہار سے باہر نکل آئی تھی بس کچھ افسون پڑھکر دستک زن ہوئی فوراً ایک تخت پیدا ہوا کہ آسپر درخت منھدی کے ناندون مین لگے تھے یہ قریب تخت گئی اور اُس گلرو نے منھدی توڑکر دست نگارین مین ملی ہواے سرد کے جھونکے آنے لگے ابر گھر آیا بوندیان پڑین موسم برسات کا ظاہر ہوا پھر تو یہ عالم تھا کہ **لمولفہ**

بہار آئی کہان تو ساقیا ہی
ہر اک سو باغمین سبزہ اُگا ہی
ملارون کی کہین آتی ہی آواز
پپیہے کی کہین پی پی صدا ہی
کہین پر فاختہ کہتی ہی کو کو
غرض ہر سو نیا اک گل کھلا ہی
حنا معشوقۂ رنگین کو کب
رچی ہاتھونمین پانونمین حنا ہی
گلابی پائجامہ سرخ کرتی
کہ سارا اشل عنبر بن بسا ہی

تصور ہر گھڑی مجھکو ترا ہی
وہ پانی نہرمین ہی صاف جاری
کسیجا شاخ مین جھولا پڑا ہی
کسیجا نعرہ زن پھرتی ہی کویل
کہین طاؤس رنگین کوکتا ہی
وہ جوبن ماہرویون پر ہی اسدم
اسی صورت سے سب آراستہ ہی
طلائی ہی پڑا موباف سر مین
دوپٹا گاچ کا دھانی رنگا ہی
وہ ساون کا مہینا اور یہ جوبن

زمرد ہو گئی ساری زمین ہی
کہ جسپر دل مرا لہرا رہا ہی
کہین حق ہو کہتی ہی قمری
کہین پر آم کا ٹیکا لگا ہی
ہزاردن بلبلین ہین چہچہاتی
پری اور حور بھی اُنپر فدا ہی
مسی ہونٹھونپر اور آنکھونمین سرمہ
جبینی ماتھے پہ افشان خوشنما ہی
ملا ہی عطر مجموعہ کا ایسا
کہون کیا مین کہ یہ کیسا مزا ہی

یہ موسم فرح افزا اور حسن دلربا جو لشکریان ظلمات نے دیکھا بیتابانہ گلستان حنا کیطرف چلے
اور گریبان ہر ایک زن و مرد نے چاک کیے اور اشعار تعریف موسم برشگال اور وصف جمال
حنائے مہر تمثال مین پڑھنے لگے کوئی پکارا کہ بیت یاد تھین ہمکو بھی رنگا رنگ بزم آرائیان
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہوگئین + کسینے کہا کہ فرد مجھے اب دیکھکر ابر شفق آلود
یاد آیا ہو کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر + ایک بولا کہ مطلع گلشن مین بند و بست
برنگ دگر ہے آج + قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج + کسیکی زبان پر تھا کہ شعر باغ مین مجکو نہ
بلوا ورنہ میرے حال پر + ہر گل ترا ایک چشم خونفشان ہوجائیگا یہ رنگ جو ظلمات نے دیکھا
ناریل اُس دشت بہارین پر سحر پڑھکر کھینچ مارا اُس ناریل سے ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض
و غبرا کالا ہوگیا اور وہ مقام دلکشا نزہت انتما نظر مردم سے پوشیدہ ہوا سبکے حواس بجا ہوئے ملکہ حنا نے
ایک سحر یہ حال دیکھکر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ کے کھلتے ہی ایک برق چمکی وہ
بجلی بلند ہوکر جب اِس تاریکی مین گئی فوراً روشنی ہوگئی اور وہ تاریکی گھٹا بنکر لشکر ظلمات کیطرف
چلی اُسنے یہ دیکھکر ایک قہقہہ مارا اِسکے مُنہ سے کہ مشرق آفتاب سخن تھا پُروا ہوا پیدا ہوکر وزان ہوئی اور
اُس گھٹا کو گھیر کر چمنستان حنا پر لیگئی اور اُس گھٹا سے پانی برسنے لگا جس تختۂ گلشن پر وہ پانی پڑا اُسکا
تختہ جلگیا پھر تو تیغۂ سحر بکف ہوکر ظلمات حنا پر جا پڑی اور چمنستان کے جلنے سے لشکری بھی ہوشیار
ہوگئے تھے اُنکو بھی حکم دیا کہ محاصرۂ لشکر حریف کرو بموجب حکم ساحران لشکر اور جادوگرنیان نارنج ترنج
لیکر حملہ آور ہوئین ملکہ حنا کی بھی فوج لینا لینا کہکر چلی ایکطرف سے اہرخ مع لشکر آپڑی گھمسان کی
مار ہونے لگی لیکن ظلمات نے قریب پہونچکر تیغۂ سحر بر سر حنا لگایا اِس کمان ابرو نے افسون
پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوکر تیغہ سے لپٹ گیا اُسنے سحر کرکے پنجہ کو جلایا اور پھر وار کیا حنا نے پھر دستک دی
کہ سپرین سحر کی سر پہ ہوگئین تلوار اُسکی سپرون پر آکر رُکی اُسوقت حنا نعرہ زن ہوئی کہ خبردار او نکاتہ
یہ نکہنا کہ آگاہ نکیا یہ نعرہ کرکے وہی ناریل گنبد سامری کا کمر سے نکالکر پیشانی پر اُسکی لگایا اُسنے ہزار ہا
سحر اُسکے روکنے کو پڑھے مگر وہ ناریل نرکا اور ماتھے پر جو بیٹھا کھوپری توڑکر نکلگیا بھیجا اُسکا سر سے نکلکر
دور گرا اور وہ بھی چرخ کھاکر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی اک شور قیامت خیز مرنے سے اُسکے
برپا ہوا اور صدا آئی کہ ہزار افسوس ملکہ ظلمات کی باغ زندگی پر خزان آگئی عین موسم شباب مین

وہ گل رعنا مرجھا گئی غرض بربہو کے روتے پیٹتے جانب شاہ جادوان چلے اور تاریکی اُسکے سحر کی لشکر بہار پر سے مرتفع ہوئی لشکر نے اُسکے جو مرنا اپنی مالکہ کا دیکھا مرنا گوارا کیا اور جی توڑ کر لڑنے لگے اُسوقت بہار و حنا و مہرخ نے تین طرف سے حملہ کیا برفباری اور آتشباری شروع ہوئی برق سحر خرمن ہستی جلانے لگی کشت حیات پر آفت آنے لگی صرصر فنا چلنے لگی نوجوانون کی حسرت مثل تخم پاشی خاک مین ملنے لگی تلوار کے سامنے دانائی کام نہ آئی لاکھ طرح سے تردد کیا جنگ پر خوب جُتے اور تُلے لیکن جانبر نہو سکے بختہ کار سنب کٹ گئے نحیف دھان پان کیسے کڑیل جوان پامال سم اسپان تھے روبرے صیف شتالنگ مرد میدان تھے فوج دشمن کی کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان نے اُسکے عامل قضا کو قبولیت لکھدی تھی کچھ ہی دیر مین ہلچل اُس لشکر مین پڑگئی برفباری سے کشت لشکر پر پالا پڑ گیا ایک سمت سے بہار نے لالہ زار پیدا کرکے ہزارہا کو دیوانہ بنایا ایک جانب سے حنا نے برسات کا موسم ظاہر کرکے خریف کو مثل ربیع قلم کیا اور ریسمان خریف زمین مین بویا ایک طرف سے مہرخ نے سحر و نیرنگ انواع واقسام کے کرکے ہزارہا کو مارا جب سحر سے دشمن عاجز ہوئے غازیون نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا

یہ ہنگامہ تھا کہ نظم

وہ سب گلعذاران زیبا صنم
یقین تھا کہ اُٹھ بیٹھیں اہل شور
پڑھنت ہوتی تھی اور منتر کی جاب
برستا وہ تیرون کا پھر اُسکے بعد
روان تھا ہر اک سمت سے بحر خون
نہ لشکر نہ ظلمات تیرہ روان

انیسان ظلمات اندوہگین
ہوئین صورت تختۂ گل قلم
کہین سحر کا بحر تھا موج زن
چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ
چمکتی کہین برق شمشیر تیز
دلاور پڑے تھے بہت سرنگون

جو تھیں نازنینان و زہرہ جبین
وہ بیرون کا غل اور وہ باجون کا شور
کوئی خرمن جان پہ آتش فگن
گرجنا کمانون کا مانند رعد
کہین خنجر جانستان شعلہ بیز
غرض دوپہر مین یہ تھا حال اُن

بہت سے ساحر اسیر ہوئے اور ہزارون تہ شمشیر ہوئے کچھ بھاگ کر جان بچا لے گئے جب مطلع صاف ہوا حنا سے مہرخ و بہار ملین اور شکریہ بادشاہ کوکب کا ادا کیا پھر اُس سے استدعا کی کہ لشکر مین چلکر کچھ دیر استراحت فرمائیے اُسنے کہا کہ افراسیاب خبر قتل معشوقہ سنکر آئیگا کھیڑا مچائیگا اُسوقت شاہ کوکب کو بھی آنا پڑیگا پھر یہان ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہے مناسب یہ کہ آپ اپنے لشکر مین جائیے اور مین اپنے گھر جاؤن بادشاہ کوکب میرے منتظر ہونگے یہ تقریر اُسکی ان لوگون کو پسند آئی اور اُسکو رخصت کرکے مع لشکر مراجعت فرمائی یہ

تو اسطرف پھرے مگر شاہ جادوان انتظار مین اپنی محبوبہ کے باغ سیب مین بھی نگیا تھا لشکر مین اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعتہً کچھ طائر سحر کے زمین پر آکر لوٹنے لگے اور ساحر بنکر بصد گریہ وبکا ماجرائے قتل ظلمات زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نعرۂ آہ مارا اور گریبان تا بدامن چاک کیا تاج زمین پر پٹکا ارکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا ہر سمت شور گریہ برپا ہوا نالہ وشیون سے گیتی خانۂ ماتم تھی ہر چشم پُر نم تھی دود آہ اسقدر بلند تھا کہ سقف آسمان نیلی کالی نظر آئی دنیا اندھیر ہوئی تھی اس عرصہ مین فوج لبقیۃ السیف بھاگی ہوئی روبروے شاہ آئی بادشاہ اپنے وزیرون اور اعیان مملکت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اُسی دشت میں جہان رن پڑا تھا ہر ایک بگور وکفن پڑا تھا پہونچا اور پکارا کہ ای آہو چشم تو کس جگہ نخچیر کی ہوئی پڑی ہے کہان تیری رعنائی وزیبائی خاک مین ملی ہے ای ماہ تو کس ابر غم مین پنہان ہے ای میری ہوا خواہ تو کہان ہے افسوس تو مجکو جواب نہین دیتی ای مالک جان ودل میری جان وتاب وتوان کا حساب نہین دیتی یہ کہتا ہوا لاش پر معشوقہ کی پہونچا دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہے زلف مشک بیز خاک مین آٹی ہے چشم حسرت آلود مین سرمۂ خاک گور لگا ہے مسی کے بدلے لب ہر ایک زہر مرگ سے نیلا ہے حنا خون کی دست وپا مین لگی ہے موت طوق بنکر گلوگیر ہوئی ہے چادر خاک اُوڑھے دامن خاک سے مُنھ چھپائے خونین لباس سے شہانی پوشاک زیب قامت فرمائے دلھن بنی ہوئی وہ سہاگن پڑی ہے اشک خونین کیطرح لہو کی بوندین رخسار پر ماتھے سے بہی ہین سوتی کے سہرے کی چہرے پر لڑی ہے مانگ کو کہ کیا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہے نہ دودھون نہائی ہے پوتون پھلی ہے صرف خون مین ڈوبی ہے بادشاہ اُسکے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار پر رخسار اپنا رکھکر پکارا کہ صاحب ایسا سوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہین اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہین ای شرم وحیا دکھانے والی لوگ آتے جاتے ہین تن اپنا ڈھانکو ای صاحب ہاتھا پائی کرنے مین ہانپو ای جانی پھر شرما کر نیچی نظرین کر لو پھر جھجک کر گلے سے لپٹو پھر ہمسے روٹھو پھر اپنا ماتھا کوٹو ہاے وہ دور ناز وغمزہ کدھر گیا اس چاند سی تصویر کو کون خون مین بھر گیا ای میرے پیاری اس جنگل کی فضا تمکو بھا گئی شب وصل مین جاگی تھین جو ایسی نیند آگئی ہاے کون سی نظر بد تمھین کھا گئی تخت سلطنت تمھارے بغیر سونا پڑا ہے ارکان دولت مین رونا پیٹنا پڑا ہوا ہے سب مجرائی واسطے تسلیم کے

حاضر ہین تمھارے بر آور ہونیکے منتظر ہین ای صاحب نذرین اُٹھکر تو خلعت سرفرازی دو ای دلدار مین تجھکو
اب کہان پاؤنگا اور کس اداکو تیری دل مضطر سے بھلاؤنگا کہ ابیات

لحاظ آمیز باتین بھولی بھولی
وہ بچیا ہر طرح کی آرزو سے
نہونے پائے لب لذت چشیدہ
کنار قبر سے ہی تو ہم آغوش
طبیعت کو سنبھالین آپ للہ
نہوا اتنا مزاج شاہ برہم
اُٹھائی لاش اُس گلرو کی جسدم
کیا مدفن جواہر کار تیار

خفا ہونا اگر ہمراز بولی
زبان ساکت رہی عرض ہوس سے
تمنا رہگئی دامن کشیدہ
یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شہ کا
نہین بنتا ہیون کا وقت ای شاہ
غرض جب گھر مین آیا وانسے سلطان
گریبان چاک تھے برپا تھا ماتم

وہ رونا کچھ مزون کی گفتگو سے
کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
ہوا اچھی طرح تجھسے نہ ہمدوش
کہا دستور نے ای شاہ والا
چلین حضرت سے آتے ہین انھین ہم
ہوئے سب جمع خویش و اقربا وان
حجاب خاک مین سوئی وہ دلدار

شاہ جادوان نے ایک نامہ اِس سانحہ جانگزا کا ملکہ تاریک کو
لکھا اور سیاہ طائر پر زور سحر بناکر اُسکے گلے مین باندھکر روانہ کیا طائر روتا ہوا جمشیدی الاو پر گیا ملکہ
نے نامہ اُس سے لیکر جیب پھاڑ رونے لگی اور جواب لکھا کہ ای بادشاہ مین وابستہ اجل مرگی ہون کہ
حجرۂ دوم منجملہ حجرہ ہاے ہفت بلا کی مالکہ ہون اور وہ حجرہ جب تک نذر بھینٹ دیکر کھولا نجائے بلا اسکی
اُٹھنے نجاسے اگر جاؤنگی تو آئین طلسم مین فرق آئیگا فی الجملہ اسی سبب سے میرا آنا ہو نہین سکتا ورنہ اُس
خون کا قصاص ایسا لیتی کہ ہر ایک دیکھ لیتا جو گذر جاتا اب تم صبر کرو مین تجویز کر کے کسی اپنے شاگرد کو
کچھ دنون مین بھیجونگی یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہونچایا وہ خاموش ہو رہا اور از بسکہ مدت سے
فریفتۂ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نکرتی تھی اب مراد برآئی تھی بس جدائی اسکی بہت
شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ دیکھو ہمپر یہ سانحہ عظیم تر گذرا لیکن ملکہ حیرت نے
جھوٹون بھی مجکو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو کیا بادشاہون کے محل نہین ہوتے ہین پھر اسکا رشک ایسا کرتے
ہین کہ اپنے وارث کے دشمن بنجاتے ہین وزیرون نے کہا واقع مین یہ اُنکی نادانی ہی اب حضور
اُنکی خطا معاف کرین یہ کلمات تو بادشاہ سے کہے اور مخفی ملکۂ مذکور کو لکھ بھیجا کہ ای ملکہ تمکو لازم ہی کہ نامہ
مشتمل بعذر لکھ بھیجو حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہونچی
اُسنے مناسب سمجھکر نامہ لکھا کہ ای بادشاہ مجکو نہایت صدمہ آپکی معشوقہ کے مرنے کا ہوا قسم ہی

طاری

سامری کی کہ مین اُنکے آنے سے ناراض نہوئی تھی بلکہ اتفاقیہ یہ امر ہوا کہ حضور سے اُسوقت کچھ بحثی ہوگئی
اب مین اس فعل پر نادم ہون اور دعا کرتی ہون کہ رنج خاطر شریف دور ہو دوست شاد دشمن پامال
رہین ملازم خوشحال آپ با اقبال رہین یہ نامہ زمرد جادو لیکر آئی بادشاہ کو نذر دی گڑبڑی اور نامہ
دیکر کہا ملکہ نے رو رو کر جل تھل بھر دیے ہین یہی کہتی ہین کہ میرے وارث کو سامری اس صدمہ جانکاہ
سے بچالے اور مجھسے چلتے چلتے کہدیا تھا کہ میری طرف سے بہت سمجھانا میری جان کی قسم دلانا ای بادشاہ
چلیے ملکہ پاس تا اور اُنھین منالائیے شاہ طلسم نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کی مالک ہو سوا اُسکے کون
میری دلداری کریگا یہ کہکر وہان سے اُسی باغمین کہ جہان حیرت فروکش تھی آیا کنیزون نے تسلیم کی
انیسان ملکہ نے بلائین لین ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھکر رونے لگی بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ
سے پاک کیے ملکہ نے ہاتھ ہٹادیا اور کہا چلو مین ایسے جھلاٹرون مین نہین آتی وہی مثل ہو کہ جب
آنکھین ہوئین چار دلمین آیا پیار آنکھین ہوئین اوٹ دلمین پڑی کھوٹ آج تک نہ پوچھا کہ تمپر کیا
گذری جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہان آگے مین ایسی الفت سے درگذری انیسون
نے یہ کلام سنکر کہا ای شہزادی یہ تمھاری بیکار کی لڑائی ہو ای بیوی رہتا پانی رہگیا اور بہتا پانی بہ گیا اب
اُن باتونکا ذکر کیا شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہین ہمارے سر کی قسم آنکی دلجوئی کرو شاہ جادوان نے
انیسون سے خطاب کیا کہ جمشید کی قسم ہین انکی انھین باتون سے گھبراتا ہون جب دیکھیے جب جلی
کٹی کرتی ہین انیسون نے کہا ای میان ناز کر ناز بردار سے اور سودا کر خریدار سے مثل چلی آتی ہو
دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہین کوئی ہاتھ پکڑی تو نہین پھر رنڈی منڈی سے جلینگی نہین کہ گھر برباد ہوتا ہو
آپ کو مناسب ہو کہ ملکہ کو گلے لگا لیجیے بادشاہ ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اُس انیس کیطرف تیوری چڑھا
کہا کہ خوب تو نے کیا مجکو خیلا بنایا ہو تو آپ بادشاہ پر مرتی ہو حسرت مین بھری ہو گلے سے کیون نہین
پلٹتی ہو انیس نے کہا چلو مین ہی ستانی سہی کیا کرون تمھین کو گلے ملتے دیکھ لون قصور معاف مین
ہی تو رو یا کرتی تھی ای بیوی بس باتین نہ بناؤ لو آو گلے سے ملجاؤ یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور بادشاہ
کے قریب کر دیا اُسنے آغوش محبت مین لیا ملکہ نے غصہ ہو کر کہا کہ اری میرا ہاتھ دکھا جاتا ہو کچھ تیری سمجھ مین
آئی واہ مجکو یہ ہنسی نہین بھاتی ہو لو اور چونچلے کی خوبی دیکھو ملکہ کا کہنا کسینے نہ سنا شاہ نے گلے لگا کر
ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا پھر تو ملکہ نے خوب اپنے دلکا حوصلہ نکالا اور گلے شکوونکا دفتر کھولا نظم

مبارک ہو جو بھایا خوب بھایا
بلا سے گو پھرون مین خوار و مضطر
کسیکے دل پہ مین حاکم نہین ہون
کہ جب چاہا گلے آ کر لگایا
مناسب ہے کہ مرجاؤن اسیدم
یقین تھا اُسکو ہو نجائے جگر پر
مین صدقے ہوش کیون کھوتی ہو والا
طبیعت کو نہین پہچانتی ہو
بہم زاری رہی تا دیر باقی

مزا اچھا کوئی دل مین سمایا
بپاس عشق چھوڑا مجکو تنہا
بلا سے ہو تمھاری میر اگر خون
کبھی تمسے تعلق اب نہوگا
کہ پھر باہم نہون تا حشر تم ہم
وہین سلطان نے روکا ہوکے بیتاب
ابھی دیکھو بہار نوجوانی
یہ کہکر بس گلے سے اُسکے لپٹا
پھر اِسکے بعد بدلا رنگ ساقی

مبارک آپکو ہو آپکا لطف
اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا
بنایا تمنے مجکو فاحشہ کیا
زیادہ اور اِس سے مین کہون کیا
یہ کہکر اک نکالا اُسنے خنجر
کہا اُس سے کہ سن اے رشک مہتاب
مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو
بہایا اشک کا آنکھونسے دریا

غرض دونون مین اتفاق ہوا دور دلون سے نفاق ہوا انجمن عشرت مترتب ہوئی دور ساغر چلنے لگا خلوت مین وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کر کے لشکر کی بارگاہ مین لایا اور سریر جہانبانی پر بٹھایا تاج حکمرانی سر پر رکھا اہل دربار نے نذرین دین مبارکباد کی صدا بلند ہوئی منادی نے ندا کی کہ ملکہ حیرت پھر حاکم طلسم ہوئین ہر سمت خوشی پھیلی ابیات

اللہ رے سرور قرب سلطان
کثرت سے تمام سنہری تھے
سب کہتے تھے تاج ہو مبارک
دریا تھا کہ موج مارتا تھا
اعجاز نمائیان تھین موجود
طاؤس نمط چمن مین رقصان

تھا چرخ خوشی سے سر بہ رقصان
پی کر مے خرمی کا کاسا
کشور کا خراج ہو مبارک
رقاصون سے کھنچکے ہاتھ اُٹھانا
آواز تھی اُنکی لحن داؤد

اُمڈا ہوا شہر خرمی سے
گلشن سے نسیم آئی اُسجا
جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا
قابو مین دلون کا کھینچکے آنا
ہر سمت وہ انجمن مین رقصان

جب اِس جلسۂ عشرت سے فرصت ہوئی بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب کیا کہ اے مہمان عزیز مین باغ سیب مین جاتا ہون آپکا کیا ارادہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ملک گیری کا ہے آپنے بیکار روک رکھا مین ابتک کئی ملک فتح کر چکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اب تیاری کیجیے مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا یہ سننا تھا کہ شہزادہ موصوف نے طبل سفر بجوایا لشکر ساحران و بہادران تیار ہونے لگا پلٹنین رسالے کوچ کر گئے پیش خیمہ لد گیا شہزادہ نے

ملک خورشید کو جانب خورشید یہ روانہ کیا کہ انتظام ملک قدیم کرین اور آپ سمت طلسم نور افشان
توسن عزم کو جولان کیا مگر شاہ جادوان وہانسے باغ شیب مین آیا اور کچھ افسون زبان پر لایا زمین
باغ ایک مقام پر شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار شیرین ببر سوار
نام وہانسے نکلکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لشکر تھوڑا سا لیکر فوج مین
ملکہ حیرت کی جاؤ اور نمکحرامونکا کام تمام کرو ساحر مذکور اپنے مقام پر یہ حکم سنکر گیا حال اسکا عرض
کیا جائیگا بعد جانے اُس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ صنعت وزیر کو بلالا
طائر روانہ ہوا حال اِس ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب مین لشکر لیے اُتری رہتی ہے اور کبھی
وہان سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ ملک بھی اُسکا اُسی سمت ہے اُسکا انتظام بھی رکھتی ہے اسوقت
طائر نے جاکر حکم بادشاہ اُسکو سنایا وہ اُسیوقت حاضر خدمت ہوئی بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے کہا
اے ملکہ میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ اِن باغیون کو ابھی قتل کردون یا اپنی جان دون ملکہ مذکور
بولی کہ تیری جوتی رنج کرے اگر تو کہے تو اے بادشاہ ابھی طبقہ اُلٹ دون مین تیرے قربان تو حکم تو
دے بادشاہ نے کہا اچھا تم طلسم مین جاکر ایسی جگہ پر بارگاہ آراستہ کرو کہ جہان سے کچھ سیر تماشا
نظر آئے مین دو گھڑی وہین ٹھہر کر دل اپنا بہلاؤن مجکو ملکہ ظلمات بہت یاد آتی ہین وزیر نے
کہا بہت خوب ابھی سب سامان ہوا جاتا ہے یہ کہکر وہان سے اُڑی اور اپنے لشکر مین آکر ایک بارگاہ
اور چند خیمہ اژدران سحر پر بار کراکر روانہ ہوئی ارباب نشاط اور ملازمون کو حکم دیتی گئی کہ کنارے
دریاے خون رواں کے دامن کوہ مین سامان عشرت لیکر حاضر ہو چنانچہ یہ ایک مقام سبزہ زار
مین پہونچکر ٹھہری بارگاہ ایستادہ کرائی اور جملہ اسباب عیش مہیا کر کے منتظر بادشاہ طلسم ٹھہری اِسطرف
بادشاہ باغ شیب سے پھر کر لشکر مین آیا اور شہزادہ جہانگیر باتوقیر سے فرمایا کہ آپ کوچ فرمایئے سامری
وجمشید کے سپرد کیا یہ کہکر دو پتلے سحر کے بلائے اور اُنکو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب اِس شہزادہ کے جاؤ اور
میرے طلسم کی راہ بتاکر سرحد طلسم نور افشان پر جو گنبد بنا ہے وہان پہونچاؤ اور شہزادہ سے کہا کہ اُس گنبد پر
پہونچکر جیسا کچھ پتلے کی زبانی سنا ہے اُسپر عمل کرنا اور وقت مشکل مجکو بھی اُسیمقام پر پہونچا جاننا
فتح کرنا طلسم نور افشان کا مبارک ہو لو سدھارو شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی بادشاہ نے خلعت دیا
یہ شہسوار عرصۂ شجاعت مرکب پر سوار ہوا چابک عیار رکاب تھام کر ساتھ چلا ہمراہ بارہ لاکھ سوار

اور ساحرون کا لشکر ہوا طول ہر جگہ دینا بُرا ہی یہ شہزادہ بڑے احتشام اور تمکنت سے جانب طلسم نور افشان جاتا ہی حال اسکا آئندہ انشاءاللہ ترقیم ہوگا اب شمۂ داستان اور مقام کی گزارش کیجاتی ہی

داستان آنا شیرزن بیر سوار کا اور گرفتار ہونا لشکر مہرخ نامدار کا پھر قتل کرنا اُس نابکار کو عمرو عیار کا اور قید کرنا عمرو کو باغبان قدرت وزیر بدکردار کا اور رہا کرنا اُسکو زوجۂ باغبان گلچین گلعذار کا اور ناراض ہونا افراسیاب غدار کا اُس وفادار سے اور اندھا کرنا وزیر بدکور کو پھر گرفتار کرنا عمرو کو اور آنا بہر رہائی خواجہ بران ماہ رخسار کا اور قید ہونا عمرو کا برج غضب مین اور آنا مجمر آتش زبان جادو کا مقابلۂ مہرخ مین اور قتل کرنا برق کا اُس زشت خصال کو پھر جانا جانب کوہ نیلم شاہ مکار کا مولفہ

مقفل کیون ہی یہ میخانہ ساقی
زبان تر ہو ذرا پھر جام لانا
بہار آئی ہی توبہ ٹوٹتی ہی
یہی رندون کے دلکی دل لگی ہی
رہے ہر دم لگا لب سے مرے جام
بہار آئی ہی کیا ٹھنڈی ہوا ہی
بنا ہی میکدہ سا گلستان
گل رنگین گلشن کی کلی ہی
صدا شیشون سے جو آتی ہی قلقل
بشکل نہر ہی موج مے ناب
بہار عمر کیفیت ذرا دے
سرور افزا پلا دے مے کا اک جام
ملے گر دختِ رز کا خون رنگین
شراب تند سے لبریز ہو جام
قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے

نہین کیا بادۂ خوشرنگ ساقی
بہار عمر ہین معشوق و ساغر
کہین اگلی بھی الفت چھوٹتی ہی
ہوا ہی دل کو عشق دخت قاضی
وہ بیخود ہون کہ دنیا سے ہو کام
دل پرخون ہی رنگین صورت باغ
رخ ساقی برنگ گل ہی تابان
خط ساغر ہی مثل سنبل تر
چہکتا باغ مین گویا ہی بلبل
نہال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
لبون سے جام رنگین کو ملا دے
جو ریحانی مجھے دے ساغر مل
لکھون مین ساقیا مضمون رنگین
کہ مثل دورۂ ساغر عدو کو
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے

نہ سوجھی ایسی رندون کو سُنانا
کرون مین ترک توبہ اسکو کیونکر
محبت دختر رز سے بڑھی ہی
طبیعت شیشہ و خم سے ہی راضی
ہوائے شوق کی چھائی گھٹا ہی
بشکل لالۂ احمر ہی ہر داغ
دل رندان مین جتنی بیکلی ہی
صراحی سرو کی صورت ہی بکیسر
بط مے ساقیا ہی مثل سرخاب
بڑھین یون ہمت شیشہ دست گستاخ
ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام
کرون مین نغمہ سنجی مثل بلبل
مگر اے ساقی دلدار و خود کام
رہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو
روان اے جاہ کر تیغ زبان کو

ذرا پھر معرکہ سنج بیان ہو
خبرداران الفاظ و معانی
چنین دانند راہ خوش بیانی

سرمہ کشان دیدۂ انجام بین۔ و نور افزایان چشم مروت آگین۔ زندانیان سر حلقۂ سلاسل ساحری و طوق پوشان زندانخانۂ حسرت و ناچاری۔ دردمندان دیدۂ بے بصارت و جگر فگاران خنجر ظلم و سعیبت۔ کحل الجواہر مضامین سے دیدۂ بے نور داستان کو یون نور افزا فرماتے ہین اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر مین اسطرح سرمہ لگاتے ہین۔ کہ بعد روانگی شہزادۂ جہانگیر ذی تدبیر افراسیاب خیمۂ صنعت پر تزویر مین حیران و دلگیر آیا یاد کرکے اپنی معشوقۂ بے پیر کو رویا پیٹا چلایا خیمے کے پردے اٹھوا دیے ایک طرف دریا دوسری جانب دامن کوہ صحراے سبز و مطرا دیکھکر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اسوقت

اُسکا یہ حال تھا نظم
تصویر خیال پیش دیدہ
اشک آنکھوں مین ایک رخ پریدہ
ہر وقت نئے نئے تصور
ہر وقت نئے نئے تفکر
بستر پہ پڑا تھا بیخود و زار
حسرت سے نگاہ سوے کہسار
کوئی کہے ملتفت نہو نا
منھ ڈھانپ کے چپکے چپکے رونا

ملکۂ صنعت نے جو یہ کیفیت دیکھی بادشاہ کی بلائین لین اور کہا مین تیرے واری ہزارون معشوقین طلسم مین ہین تو کہے تو ابھی حاضر خدمت ہون تیری بلا رنج کرے یہ کہکر قسمین دیکر بستر غم سے اُٹھایا سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا رقاصون کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اُسنے جام بادۂ رنگین بادشاہ کو پلایا غرض جلسۂ مسرت شروع ہوا یہ تو اِس مقام پر مصروف نشاط و مسرت ہے۔ مگر شیر مین بر سوار جو اپنے مقام پر آیا یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے اُسمین بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے اُس فوج کو اُسنے تیار کرایا ساحر اژدر سحر اور طائرون پر چڑھکر چلے دہر دبجے ناقوس پھنکے شیر نے بھی جھولا سحر کا گردن مین ڈالا اِسکے پاس ایک تو نیا تحفہ جات طلسم مین سے ہے اور ایک لوح اور انگیٹھی ہے تاثیر ان اشیا کی یہ ہے کہ اگر تو نے مین خاک بھر کر یہ اُڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور جو یہ کہے بجالائے اور انگیٹھی کا دھوان جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اِسکے پاس نہ آسکے اگر آئے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار جس صورت سے اِسکے سامنے آئے لوح پر نام آنے والیکا نقش ہو جائے چنانچہ اِن اشیاے عمدہ کو اُسنے خزانہ سے نکلوا کر اپنی جھولی مین رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا آندھیان اُٹھین بگولے پیچ کھانے لگے بارہ ہزار ساحر اژدر روانہ ہوئے ہر سحر کے غل مچاتے تھے شور روانگی لشکر سے زمین و زمانہ مین تہلکہ تھا کہ نظم

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو | ہوئی گوگل کی پیدا ہر طرف بو | زمین سے خاک اڑی اٹھے بگولے
بگولون سے ہزارون دیو نکلے | بجا ڈہرو کیا بیرون نے بھر غل | اندھیرا چھا گیا پھر بے تامل
چمک پیدا ہوئی پھر بجلیون کی | گھٹا جادو کی کالی کالی آئی | اسی صورت سے یہ بوم صحرائے

ساحری و جغد ویرانہ ستمگری دریائے خونبروان کے پار اُترکر قریب لشکر حیرت شگر پہونچا مہ بارگاہ مین تخت پر جلوہ گستر تھی کہ خبر آمد اِس خودسر کی سُنی استقبال کراکر بلوایا لشکر اُسکا اُتروایا وہ سامنے ملکہ کے جب آیا نذر دی خلعت پایا اُسوقت ملکہ پاس ایک تیلاع لفیہ صنعت لایا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ شہنشاہ متصل دریا دامن کوہ عجائب مین خیمہ استادہ کراکر آرام پذیر ہین مگر رنج فراق معشوقہ سے دلگیر ہین پس تم اپنے شمع رخسار سے تیرگی غم اگر دور کرو مزاج ہمایون شاہ مسرور کرو یہ عرضی دیکھکر بادشاہ پاس چلنے کا اُسنے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ ترملال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہے اِسکا رشک نکرنا چاہیے کیونکہ طبیعت پر کسیکا اجارہ نہین اب یہ غم رفتہ رفتہ برطرف ہوگا دلجوئی تجکو کرنا لازم ہی غرضکہ شیر سے بروقت چلنے کے کہا مین شہنشاہ پاس جاتی ہون تمکو جو حکم ہو وہ عمل مین لاؤ اسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائیے مین بھی بعنایت خداوند سامری سب نمکحرامون کو گرفتار کرکے لاتا ہون اور لشکر دشمن مین جاتا ہون ملکہ یہ سنکر علحدہ گئی اور حمام کرکے لباس وزیور سے اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا اور بناؤ سنگار کرکے چند کنیزون کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جادوان پاس آئی اور اپنے غمزہ و ناز و ادائے مستانہ و دلفریب سے پہلے شاہ مین بیٹھکر دل اُسکا لبھانے لگی ادھر بعد اُسکے جانے کے شیر اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور کچھ دیر آرام کرکے اسباب سحر کو درست کیا پھر اژدر آتش بار پر سوار ہوکر تنہا جانب لشکر ملکہ مہرخ چلا یہان ملکۂ مذکور مع بہار وغیرہ کے ملکۂ حنا سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آئی تھی اور لشکر نے بھی کمر کھولی تھی آسودہ ہوا تھا ملکہ دربار مین سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی عیار بھی صحرا سے بارگاہ مین آئے تھے لیکن عمرو نہ آیا تھا اسکو شاہ کوکب نے پنجہ بھیجکر صحرا سے اُٹھوا لیا تھا یعنی جب حنا بالفتح و فیروزی سامنے شاہ موصوف کے آئی بادشاہ نے پنجہ بھیجکر خواجہ کو بھی بلوایا اور پنجہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو بران پاس پہونچادے پنجہ خواجہ کو بران پاس لالایا یہ ابھی بعشرت تمام بیٹھے اور قران درۂ کوہ مین آکر مسکن گزین ہوا برق بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا اور ضرغام لشکر مین برائے حفاظت پھرنے لگا اور جانسوز برائے جاسوسی لشکر حریف مین گیا چنانچہ جب شیر لشکر اسلامیان کیطرف چلا تو اسنے اُس سے پہلے بارگاہ مین آکر مہرخ

کو اطلاع دی ملکہ خبر آمد ساحر سنگر گھبرائی اس اثنا مین خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا ملکہ مذکور نے ناچار ساحر پیشوائی کو بھیجے شمشیر ہر ایک سے چین بجبین رہا کسی سے کلام نہ کیا اور نہ کسیکا اُسنے سلام لیا لشکر کو بنظر تیز و نگاہ ستیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر دیکھکر گردن براہ استعجاب ہلاتا کہ ان باغیون نے بھی بڑی جمیعت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہی اور یہ شان و شوکت ہویدا کی ہی کہ لاکھون کا لشکر اُترا ہوا ہی ہزار ہا بارگاہ استادہ ہی وہ کون ایسا سامان ہی جو نہین مہیا ہی غرضکہ ایسی آتش عناد و حسرت مین جلتی بیزاری در بارگاہ دارالامارۃ پر پہونچا یہان کا سامان جو دیکھا اور بھی جلکر کباب ہو گیا کہ سواریان سرداروں کی اور لوازم وغیرہ حاضر ہین پالکیان کارگزارون کی اور سرگرم انتظام ساحر ہین لشکر کی کیفیت اور استقام کی زینت بیان کرنے سے طول ہوگا مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا اسکے لوائے شوکت مہرخ سر بلند پایا چہل ستون مین ہزار ہا رنگ جواہر کار گستردہ ہی سرداران نامی گرامی اُسپر جلوہ فرما ہین باہر چہل ستون کے بھی کرسیان یاقوت نگار بچھی ہین جادوگرنیان مطیع سرداران بیٹھی ہین خشت زرین آبریز رنگ جڑی ہین زمین بارگاہ طلائی ہی کسیطرف بہار کی کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین کسی جانب مخمور کے اہل عملہ ہین کسی سمت دفتر کھلا ہی عرضیان گذرتی ہین کسیجا تغنیو کا مجمع ہی بارگاہ کو شیشہ آلات و تصاویر سے اسطرح آراستہ کیا ہی کہ واقع مین دولھن بنا دیا ہی مرد سے یساول فراش و خدمتگار کنارے فرش کے حلقہ باندھے دست بستہ حاضر ہین قاعدۂ ادب سے باہر ہین مہرخ اور رنگ آرائے مملکت ہی تاج کئی سو کنگرہ کا گوہر و لعل سے مرصع سر پر قبائے شاہی جواہر دوز زیب قامت پُر عظمت ہی وہ رعب و داب ہی کہ روح کیقباد و منوچہر کا زہرہ یہان آنے سے آب ہی خسرو خاور ہر سحر تھرا آتا نکلتا ہی یہ نقشہ ہی

نظم

خورشید فلک ہی سایۂ اسکا
ہی پیر فلک کمر خمیدہ
رفعت مین جو دیکھے فریدون
ہی جسکا غلام بخت فیروز

ایسا ہی بلند پایہ اُسکا
قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال
حکمت مین جو دیکھے فلاطون

پابوس کو ہی جو سر خمیدہ
خاقان کو کہان یہ بخت و اقبال
خورشید جمال عالم افروز

یہ مرتبہ اسنے دیکھکر سررشتہ عقل ہاتھ سے کھویا اور ازخود رفتہ ہو مین آکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے بھی بہ عنایت تمام آنکھون سے سلام لیا پنجۂ مژگان کو جنبش دیکر فرمایا کہ آیئے یہ کہکر ذرا نگل خالی جو بچھا تھا اُدھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا ملکہ نے ساقی کی جانب دیکھا اُسنے جام

شراب اُسکو دیا اُسوقت اُسکو ہوش آیا کہ مین بارادۂ رزم آیا تھا بارادہ آشتی پس للکار کر مہرخ وبہار کیطرف خطاب کیا کہ ای فرقۂ گمراہان وخودسران مین فرستادۂ شاہ جادوان آیا ہون پیام مرگ تمھارے لیے لایا ہون بڑے حیف کی بات ہی کہ شہنشاہ جس طلسم مین سریر آرائے سلطنت ہون اُس طلسم مین تم سریر جہانبانی پر بیٹھو سچ ہی بیت غضب یہ ہی کہ زاغ تیرہ صورت ✤ کرے مسکن نشیمن پر ہما کا کیون نہو جی جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہی اب جلد ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر چلو کہ خطا تمھاری شہنشاہ سے مین معاف کرادون ان باتون کا مہرخ وغیرہ نے کچھ جواب ندیا لیکن برق جو کرسی پر متمکن تھا اپنی جگہ پر سے اُٹھا شیر تو جوش مین اپنے عتاب کر رہا تھا اُسنے پشت پر سے حلقہاے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ ذنگل سے گرا اُسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نکلکر غائب ہوا برق نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑدی اور جست کر کے باہر بارگاہ کے نکلگیا شیر کو قعر زمین مین جاکر شیر نے اگلا اُسنے خنجر سحر سے حلقۂ کمند کاٹے اور زمین کے اندر اندر چلکر اپنے لشکر کے کنارے پہونچا اور طبقۂ ارض توڑکر باہر نکلا اور اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیدیا کہ کمر بندی کیجائے لشکری مسلح ومکمل ہونے لگے کرنا کا شور ہوا نفیر سحر بجی ساحر اور جادوگرنیان جھنڈیان ہاتھون مین لیکر اژدر اور طائر سحر پر سوار ہوئین تھالیان پیتل کی لیے قشقے سیندور کے ماتھے پر دیے ڈھیر دہکتا منقل سلگتی بڑی تیاری تھی کہ بموجب

نظم

ہر اک بد حقیقت ہر اک تیرہ فام	کہ ڈر جائے شیطان جو لو انکا نام	چلے اژدہون کو اڑاتے ہوئے
فسون سازیان سب دکھاتے ہوئے	کسینے ہوا مین جلائی تھی آگ	کسینے دکھائی تھی منتر کی لاگ
وہ آتش سے منقل دہکتی ہوئی	وہ شعلونکی بجلی چمکتی ہوئی	کمانین کڑکتی ہوئین بیشمار
دہل زن دہل زن تھے آگے اگر	سوار اور پیادون کی جم غفیر	وہ آواز قرنا وہ شور نفیر

یہ خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ہوشیار ہوجائیے فوج دشمن قریب آئی ملکۂ مذکور نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی اُدھر بھی جلدی جلدی تیاری ہوئی لڑنے والون نے کمر جنگ پر کسی شجاعت شعارون کے منھ پر ہنسی آئی نامردون کے رخ پر اُداسی چھائی شمشیر تیز دم کے جوہر کھلے جلادت کے دفتر کھلے ہر غول کا ساتھ بندھا انشاء اللہ مارلیا ہی بہادرون نے کہا نصرت نے ندادی کہ انجام اچھا ہی یارون کی فتح ہی ایک طرف سے بہار تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دیکر خیمہ سے نکلی

گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اُسکا سبزہ رنگ سبزہ آغاز نوجوانون کو حسرت پامالی دلاتا گل بوستان خوبی روبروے رخسار مرجھاتا اُڑنے کو جو سینہ تان کر چلی تھی چھاتیون کی سرکشی جان لیے لیتی تھی دشمنون کے حوصلے دلون سے اُبھرنے نہ دیتی تھی بانکپے کلائی پر ڈالکر قریب تخت سحر آئی غل ہوا کہ لو گلشن لشکر مین بہار آئی ایکطرف سے مخمور غصہ مین بھری بارگاہ سے نکلی آنکھین سرخ ساغر بادۂ احمر تھین متوالون کی نگاہین اُسپر تھین چہرہ فرط غضب سے تمتمایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیان برہمی انجمن مزاج سے دو جام واژگون ستون کے دل جنبر خون گلوے نازک صراحی داریان کی سرخی اُسمین اظہار جیسے شیشہ کی گردن مین بادۂ گلنار یہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بڑھی ایک جانب سے مشکین موے کا کل کشا زلف عنبرین سے دشت معنبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی زلف کی ناگن رخسار پر لہراتی تھی غصہ سے روے رنگین پر پسینا تھا تو ناگن اُوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا برج قلعہ حسن پر ساحرون کا دھاوا تھا کہانتک گزارش ہو یہ سب جادوگرنیان طرحدار اپنی سواریون پر سوار ہوکر بڑھین مہرخ بھی تخت اپنا بڑھا کر چلی ڈنکے پر چوب پڑی نقیب للکارے مبارزون کے ہتیار چمکنے لگے ساحرون کے غول صف باندھکر کچھ زمین پر ٹھہرے کچھ بردے ہوا گئے ہوائین سر دائین طاؤس چنگھاڑے اژدہے پھنکارے اسلحہ کی جھنکار گنبد گردون گردان کے پار ہوئی فوج کی گھماگھم سے قیامت آشکار ہوئی ابر آتے چاند سورج سحر کے نکلکر روشنی دکھاتے آگ پتھر برس جاتے آفت عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان ۔ نشیب عدم کا زمین پر گمان
کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی ۔ اندھیرا کبھی تھا اُجالا کبھی
صدا اٹھتی تھی ہر طرف مار مار ۔ نکلتا تھا سورج برستے تھے مار
وہ فوجون کی آمد وہ قرنا کا غل ۔ وہ باجون کا بجنا وہ شور دہل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہوکر ٹھہرا تھا کہ اُسطرف سے شیرین ببر سوار اژدر خونخوار پر سوار مہیب صورت بنائے منقل طلسمی اِس خوف سے سلگائے کہ کوئی عیار پاس نہ آئے تو بنا ہاتھ مین لیے طوق گلے مین ڈالے سانپ کالے سر سے لپیٹے بھبوت ملے گردن مین ہڈیون کے مالے پہنے لشت پر بلٹین اور رسالے لیے آیا اور ایسا غصہ مین بھرا تھا کہ نہیب بھی اُسنے نہ دی اتنا تو کہا کہ جو پہلے مار سے چلے وہ میر ہو ہان خبردار ہو جاؤ یہ کہکر اُس تو نبے کا مُنھ جانب خاک کر دیا خاک جو اُسمین بھر کر لایا تھا وہ زمین پر خاک بسر ہوئی خاک گرتے ہی آندھی جنگل سے آئی اُسنے اور زیادہ ناؤ مین بحر عالم کے خاک اُڑائی تمام عالم مین باعانت بادتند

خاک پھیلی زمانہ نے دلکا غبار نکالا یہ مجنون صحرائے ساحری تھا خاک اُڑانے سے تسخیر ہوئی ہر ایک لیلی لشکریان مہرخ نے اُس تیرہ رو کو خاک اُڑاتے دیکھکر ابر سحر سے پانی برسایا کہ یہ خاک دب جائے آتش فساد سرد ہو دور یہ گرد ہو لیکن وہ خاک جادو کی تھی بلکہ طلسمی تھی جسنے مزاج سحاب بھی مکدر کر دیا ابر شق ہوگیا کچھ پانی برس کر رہگیا تھوڑی دیر مین عالم تمام گرد آباد تھا آئینہ مہر کالا ہوا چشمۂ آفتاب گندلا ہوا خاک برسنے لگی اہل اسلام بوتراب کو یاد کرنے لگے مگر ذرات قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست دشمن سب یکسان نظر آنے لگا دل صفا منزل خاکساری دکھانے لگا لڑنیکا خیال بالکل نرہا سب اپنے اپنے مرکبون اور تختون اور طائرون پر سے اُتر پڑے اور ہاتھ باندھکر صفت وثنا شاہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے شیر نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان سبکو گھیر لو فوج نے محاصرہ کرلیا اسنے افسران نامی مثل بہار و مہرخ وغیرہ کئی سو سرداران گرامی کو قید کرلیا ہتھکڑیان بیڑیان پنھاکر ارابہ کو حکم دیا کہ بس اب تم اس لشکر کو گھیرے ہوئے یہین ٹھہرو مین شہنشاہ کے پاس ان باغیون کو لیے جاتا ہون جب تمکو حکم بھیجون سر سبکے کاٹکر بھیجدینا فوج بموجب حکم رُکی اور لشکر مسحور نے اسکے ساتھ چلنے کا قصد کیا اسنے منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ آؤ اسیجگہ ٹھہرو وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ بہت خوب کہکر ٹھہر گئے لشکر نے اُسکے ان بیخودون کو گھیر کر مقام کیا کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھولی آرام کیا اور شیر ارابہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دریائے خون روان چلا اُسوقت برق جو بارگاہ سے نکلگیا تھا بروقت آمد لشکر پہ لشکر سے بھی دور تھا اسلیے دور از مسحور تھا پس پیچھے پیچھے چلا راہ مین ارابہ پر اپنے سردارون کو دیکھا کہ سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ بیہوش ہین آئینہ رویون کے رخسار تابناک پر گرد سحر پڑی ہے صورت ہی اور ہوگئی ہے جو کوئی کہ ہوشیار ہے ایسا بیکس و ناچار ہے کہ آپ اپنے تئین نہین پہچانتا ہے شراب افسون سے کاسۂ دماغ پر خمار ہے یہ حال دیکھکر اُسنے اشک حسرت سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر سے کچھ آگے بڑھگیا ایک مقام پر پہونچا کہ چند درخت گنجان وہان لگے تھے بہت سایہ دار تھے نیچے اُنکے ایک کنوان پختہ تھا چبوترہ اُسکا پتھر کا تھا گھڑے رکھنے کے تھالے کنارے کنارے بنے تھے چرخ کنوئین پر لگا تھا یہ ماجرا جو اُسنے دیکھا فوراً ایک دھوتی گھٹنون تک باندھکر جھولی کوڑیان رکھنے کی دھوتی مین بنائی انگوچھا سر سے باندھا بہ فن عیاری صورت اپنی برہمن کی ایسی بنائی زنار گلے مین ڈالا لُٹیا تیل کی اور ڈول پانی سے بھرا کر دو ڈول کا

بجانا شروع کیا اس عرصہ مین شیر بھی قیدیون کو لیے اُسمقام پر پہونچا از بسکہ راہ کا تھکا ماندہ تھا ٹھنڈھا مقام دیکھکر ٹھہرا ارابے کے گاڑیبان لُٹیا ڈور لیکر اُترے پانی بھرنے چلے برہمن پکارا سدا جر رہے جی سنکٹ کی ناس چھتر کی سے بھگوان بنائے رکھے مورے مہاتم دھرماتما ٹھنڈھا جل ہمکا حکم ہو تو ہم پیائی شیر نے گاڑیبانون سے کہا مہاراج سے پانی لیکر پیو تم نہ بھرو وہ سب گئے مہاراج نے لوٹا چٹکی خاک سے مانجکر ایکبار کنوئین مین ڈبویا پھر وہ پانی اونڈیلکر اور لوٹا بھر لاکر سبکو پانی دینا شروع کیا اس ساحر نے خوف عیاران سے زیادہ آدمی ساتھ نہ لیے تھے صرف دہی گاڑیبان تھے جو دم بھر مین سیراب ہو گئے پھر برہمن نقلی نے ڈول پانی سے بھرا اور سامنے شیر کے لایا کہا مورے گُسیان تم ڈول سے پیو اسنے چلو باندھا برہمن نے اُسوقت بیہوشی پانی مین ملائی اور دھار پانی کی اسکے ہاتھ پر ڈالے اُسوقت دو پنجے پیدا ہوئے اور اُسکے ہاتھون پر از خود آ گئے یہ معاملہ جو اُسنے دیکھا لوح جو گلے مین پڑی تھی اُسپر نظر کی اُسپر نام کندہ پایا کہ یہ برق عیار ہے یہ دیکھکر اُسنے ایک پاش کا دانہ سحر پڑھکر مارا کہ عیار مذکور بحیس وحرکت ہوا اسنے جو پنجے پیدا ہوئے تھے اُنکو حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ پنجے غائب ہو گئے اور پھر پیدا ہوئے ایک آفتابہ جو آب گرم سے بھرا ہوا اٹھا لیے تھے چنانچہ ایک پنجے نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا منھ پر برق کے پھرنے لگا رنگ روغن عیاری سب دھو گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی شیر نے اسکو بھی ارابہ پر بٹھایا اور اسیر سلسلہ سحر کر کے آگے کا راستہ لیا یہ تو اسطرح روانہ ہے لیکن عمرو جو بران کے پاس فرستادہ شاہ کوکب پہونچا تھا ملکہ نے آنے سے اسکی خاطر فرمائی انجمن عیش ترتیب دی اسنے عرض کی کہ اے ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی ہے اُسسے ضرور کوئی آفت برپا کی ہوگی فوج میری گرفتار بلا ہوگی آپ خبر میرے لشکر کی منگا دیجیے ملکہ نے بخاطر خواجہ دو پتلے سحر کے راہ نزدیک سے بھیجے کہ وہ آکر اسیر ہونا مہرخ کا مع تمام لشکر کے دیکھ گئے اور سامنے ملکہ کے پہونچکر معرض بیان مین لائے خواجہ تمام ماجرا سنکر گھبرائے بران خود اُٹھی کہ مین جا کر چھڑاتی ہون عمرو نے اُٹھکر کمر مین ہاتھ ڈالدیے کہ آپ نہ تشریف لیجائیے ایک ساحر پر چڑھکر جانا آپکی شان کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ شاہ جادوان اُس ساحر کی اعانت کو آجائیگا ایسا نہو کہ مہلکہ عظیم مین دشمن آپکے گرفتار ہون پھر مین آپکے باپ کو کیا منھ دکھاؤنگا پس مجکو آپ جلد تر روانہ فرمائیے کہ مین کام اُس ساحر نافرجام کا جاتے ہی تمام کرون بران سنے کہا اُسکے پاس

تحفہ طلسم کے ہین تم اُسپر غالب نہ آسکوگے خواجہ نے کہا مین بہرصورت سمجھ لونگا ایسا ہی آپکو خیال ہی تو جب
مجھپر کوئی آفت خدانخواستہ آئے اُسوقت آپ آیئے گا ملکہ نے بعد حجت بسیار دو تیلون کو بلاکر حکم دیا کہ خواجہ کو
اپنی گردن پر سوار کرکے جس مقام پر کہ شیر ہو پہونچادو یہ سنکر ایک تیلے نے خواجہ کو گردن پر اپنی بٹھایا
اور دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چلکر ایسے مقام پر لائے کہ شیر قیدیون کو لیکر اُدھر آئیگا غرضکہ
عمرو نے اُسجگہ اُتر کر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہی تیلون سے کہا تم بطور مخفی میرے حال کو دیکھتے
رہو اگر کچھ آفت مجھپر آئے تو ملکہ سے جاکر خبر کرنا تیلے تو چھپ گئے اور عمرو درۂ کوہ مین آیا اور کچھ درخت
گنجان ڈھونڈھکر چند تونبے زنبیل سے نکالکر پانی بھرکر اُن درختون مین لٹکا دیے مرگ چھالا بچھا کر
آپ بیٹھا صورت اپنی مہنتون کی ایسی بنائی جٹائین بالون کی سر پر پیچ در پیچ باندھین زنجیر کمر سے باندھکر
لنگوٹا کسا ہوئے زنار باہر نکلے ہوئے رکھے جسم مٹی سے بھر لیا کان مین کنڈل ڈالا ایک انگیٹھی آگ سے بھری
سامنے رکھی اور بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹ کر گرد اپنے انبار کرکے سُلگا دیے پھر مالا لیکر مرگ چھالے پر بیٹھا
اور جپنے لگا اُدھر سے شیر۔ برق کو اسیر کرکے جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختون کے نیچے
بیٹھا ہی ازبسکہ یہ دھوکا کھا چکا تھا سوچا کہ یہ مہنت بھی کوئی عیار نہو یہ سوچکر اسنے لوح کو دیکھا اُسمین
منقوش پایا کہ یہ مہنت نہین عمرو عیار ہی یہ معلوم کرکے اسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ان عیارون نے
مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہی انکی قضا خداوند سامری نے میرے ہی ہاتھ سے لکھی ہی یہ کہکر
برق سے کہا کہ او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہی یہ تیرا باپ ہی اُسنے جواب دیا کہ تمہارا دادا ہی اسنے
جھلاکر کہا ارے یہ عمرو عیار ہی یہ سنتا تھا کہ برق نے چاہا مین پکار کر کہون خواجہ سلامت آپ
ہوشیار ہوجایئے اس حرامزادے نے آپکو پہچان لیا ہی شیر اسکے ارادہ کو پہچان گیا کہ یہ چیخ مار کر عمرو کو
بھگانا چاہتا ہی پس اُسنے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ برق بول نہ سکا زبان بند ہوگئی یہ سب
ماجرا سامنے سے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر تمکو پہچانا ہی کیونکہ اسنے لوح کو دیکھا ہی اور
تم سُن چکے ہو کہ اسکے پاس توبنادر لوح اور مجمر ہی پس یہ تجویز کرکے کئی سیر خاک بیہوشی لکڑون پر اسنے
بھی چھڑک دی اور جب چھڑک چکا تو اُس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے ساحر نے دلمین کہا کہ کیا مکار ہی مجکو
پوجا کرنا دکھاتا ہی تاکہ مین فریب کھاؤن یہ خیال کرکے ارابہ وغیرہ رکوا کر آپ آگے بڑھا کہ مین پکڑ لاؤن
برق بیچارہ اشارہ سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جایئے اسنے اشارہ کرتے جو دیکھا سحر سے بالکل دست و پا

بیکار کردیے برق نے بیقراری کرنا شروع کی اُچھلنے اور تڑپنے لگا تاکہ خواجہ میرا حال دیکھکر گلیم اوڑھ لیکن
عمرو نے کچھ خیال نکیا اور شیر بنتا ہوا کہ جیسا تو یہ مکار منت بنا ہو ویسا ہی تو بھی اِسکے ساتھ مضحکہ کرکے
اِسکو گرفتار کریگا ایک قید کرنا اچھا نہین پھر سوچا کہ یہ وہ عیار ہو کہ جسنے ساحر ششمش اور دمامہ کو مارا ساحران
عالم کا سر اُتارا اِسکی اسیری مین دیر کرنا اپنے حق مین زہر ہو مگر اِسکا سامری کا قہر ہو پھر سوچا کہ ساحر
ششمش وغیرہ غافل تھے اب کیا تو ایسا نادان ہو جو پہچان بھی چکا ہو اور دھوکا کھائیگا فی الجملہ ایسے
ہی کچھ خیال کرتا ہوا اُن لکڑون کے قریب آیا خواجہ نے اِسکو گھورا کہا سائین جی میرا بھی سلام ہو
عمرو نے کہا ارے او دنیا دار خوار جا اپنے کام لگ راہ باٹ مین ہیچ بڑے بڑے ہین یہان عیار فقیر
بنکے مار ڈالتے ہین ابھی کسی سے پالا پڑا نہین مین تیرے بھلے کو کہتا ہون اِسنے جو یہ تقریر سنی شبہ ہوا کہ
یہ کیسی باتین کرتا ہو شاید عمرو نہین ہو کوئی فقیر ہو یہ سوچکر اِسنے پھر لوح کو دیکھا اُسمین وہی نقش تھا کہ
عمرو عیار بس یہ معلوم کرکے پکارا کہ باش اور دزد و سکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے ساتھ ہی عمرو
بھی للکارا کہ رہ تو جا او حرامی کب بچیگا قتل ہونے سے اِسکو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑ لاؤن دھوئین
مین لکڑیون کے تو ٹکڑا ہی تھا دوڑتے ہی طمانچہ ہوا کا مُنہ پر لگا بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے دوڑکر خنجر
بران کا ایک ہاتھ مارا خنجر اُسکے جسم پر پڑکر اُچٹ گیا اُسوقت خواجہ نے سیخچہ زنبیل سے نکالکر اُسی
آگ مین خوب لال کیا اور اُسکے مقام براز مین چلا دیا العیاذ باللہ آنتین دل جگر جلگیا چراٹا ہوا وہ
ناری تڑپکر سرد ہوگیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ابر غباری سنگباری ہوئی پھر آواز آئی مارا شیرین
ببر سوار جادو کو برق و مہرخ و بہار جملہ سرداران مسحور ہوش مین آکر قید سے چھوٹے اور
خواجہ سے کہا ہم سب جاکر لشکر اِس ساحر کا تباہ اور قتل کرتے ہین یہ کہکر پرواز کرگئے خواجہ نے وہ
لوح اور مجمر اور توبنا زنبیل مین ڈال لیا اور جو کچھ مال ساحر کی جھولی سے پایا لیا یہانتک کہ سحر کرنے
کے لیے جو اُسکے پاس بنولے اور ہلدی کی گرہ آرد ماش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام
آئیگا یہ تو جھولی کی تلاشی لے رہے تھے لیکن اول مین مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان
وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کوکب سے آئے تو اُسکو اسیر کر لانا وزیر مذکور نے بہر دریافت
حال خواجہ پتلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کیے تھے کہ جب کبھی عمرو کو طلسم مین یہان سے دیکھنا تو مجکو
خبر دینا چنانچہ جب سے اتبک اِسطرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا ظلمات لڑتی ہی

اور اُسکے مقدمہ مین دخل دینے کی ممانعت تھی فی الجملہ اسوقت وزیر مذکور اپنے باغ مین زوجہ پاس
اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر کہی کہ اسطرح عمرو عیار نے شیر کو آکر مارا اور فلان مقام پر بیٹھا ہے یہ
سنکر وزیر بیتاب نہ اُٹھا زوجہ نے اُسکی کہا بھی کہ صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو عمرو عیار کو نہ قید کرو
تمھاری جان رہیگی تو نوکری اور مل رہیگی یہ کام اچھا نہین ہے وزیر نے کہنا اُس وفادار کا نہ مانا اور
روانہ ہوا زوجہ بھی اُسکی فرطِ محبت سے اُسکے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اُسجگہ آیا کہ جہان عمرو تھا
اور اُسنے آتے ہی ایسا سحر کیا کہ عمرو بیحس ہوگیا بس اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر لاش پر شیر مین بر
سوارکی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت بنکر زندہ ہوگئی اور ایسی شکل اُسکی بنی کہ دھڑ انسان کا
چہرہ شیر کا بس زندہ ہوتے ہی اُس لاش نے کمر مین عمرو کے پنجہ دیا اور پر پیدا کرکے اُڑ گئی برق
عیار چھونگر ٹھہرا تھا کہ اُستاد سے ملونگا وزیر کے آنے سے چھپ گیا اور وزیر نے بھی کچھ اُسکا خیال
نکیا تھا کیونکہ جویاے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھکر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کیطرف
پھرا اُس سے پہلے مہرخ وبہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آئی تھین یہان لشکر جو مسحور بہ سحر تھا وہ بھی
ہوشمین آگیا تھا فوج جو گھیرے ہوئے تھی اُسپر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جاکر پہونچے پھر تو سحر کی مار
تیرون کی بوچھار تھی بیر غل مچاتے تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی برچھون کے ہار چلتے جسم دشمنان مین
چھاتے نکلتے ترنج ناریل نارنج سینون کو توڑتے بغیر جان لیے پیچھا نچھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ
تھا صفحۂ ہستی پر روان شمشیر کا خامہ تھا ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی کا اُلٹا ہوا شیرازہ اجزاے
عناصر کھلا ہوا کتاب چار باب عنصر و پنج فصول حواس سراسر غلط خانۂ تن کا کارد تیغ سے سر القط جوہر
شمشیر نقاط صحیفۂ شجاعت بلکہ نکات رسالۂ جلادت تار رگ جان مسطر جریدۂ فرمان قضا خون جسم کا
مداد بہر تحریر حکمنامۂ مرگ ہر ایک راضی برضا معروف جنگ ہر ایک خرد و سترگ شورش عظیم برپا
لشکر شیر حرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی
آخر وہ سپاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے بہت رو بفرار لائے ملکہ حیرت بھی
یہان نہ تھی اسلیے اُسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اُس لشکر بے سردار نے شکست فاش کھائی اور لشکر حیرت
کے قریب بھاگ کر گئے اُسوقت مہرخ نے بھی تعقب کرنا مناسب نجانا طبل فتح وظفر بجوایا لوٹ مار کر آئے
بستر پر آکر کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دورۂ جام شراب آغاز ہوا جلسہ

ہوا

چنگ ورباب ہوا اُسوقت برق عیار نے آکر گرفتار ہوجانا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے کہ خداوندا بچانا یہ سب تو اِس فکر مین ہین لیکن باغبان جو وہان چلا خیمۂ صنعت مین آیا یہان فرمایا کو بستر غم سے ملکہ حیرت نے آکر اٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر متمکن تھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن آرائی لیے حاضر پہلوے بادشاہ مین حیرت جلوہ گر اسی ہنگام مین باغبان نے پہونچکر بادشاہ کو تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاشہ شیر کا عمرو کو پنجہ مین دابے اُڑتا ہوا خیمہ مین اُتر آیا اور پکارا کہ ای بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہکر زمین پر گرا مثل مردۂ صد سالہ بیحس و حرکت تھا بادشاہ کو اُسکے قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج و غم غلط ہوگیا چند ساحرون کو حکم دیا کہ لاش شیر کی لیجاکر بڑے سامان سے اُٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل مین لائے بعد فراغ اِن امورات کے خواجہ کیطرف شاہ متوجہ ہوا عمرو سحر سے باغبان کے بیہوش تھا جب بادشاہ نے اُسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سحر دم کر کے ہوشیار کردیا عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہی آپ نے آنکھین اپنی بند کر کے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان مجکو نظر آیا کس بخیل و ظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ اِن باتون کو سنکر اُسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود گرفتار ہونے اِس آفت کے ایسی باتین کرتا ہی غرضکہ بطور طنز اِسنے کہا کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا ہی عمرو نے جواب دیا کہ خدا کا شکر ہی مین بہرحال اچھا ہون ای بادشاہ تم کہو کہ کس آفت مین گرفتار ہو بادشاہ یہ کلام سنکر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا سچ ہی مین بڑی مصیبت مین گرفتار ہون کہ پاؤن مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسیکا گھر لینے آتا ہی وہ زنجیر پہنتا ہی اِسکا کچھ غم نہین شاہ نے کہا اُس مرد صحرائی کو کب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ مین بھلا کیا آتا اب تم قید ہوئے ہو تو شاید وہ چھڑانے کری بر ان آئے لیکن کیا کرسکتی ہی ای عمرو بغیر مار ڈالے اب تجکو نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہی شاہ کو کب کی تیرے مقابلہ مین آنیکی کیا احتیاج ہی وہین سے بیٹھے بیٹھے وہ تیری سر کو بیٹھا کافی ہی تو ہمین کیا قتل کریگا اگر ہمکو مارنے اُٹھے تو بحکم خدا پاؤن تیرا ٹوٹ جائے اور اگر ہمپر ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سنکر غصہ آیا اور تلوار کھینک کر بغضب تمامتر اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین جو تخت کے نیچے پاؤن اُتار از پر جامہ کا کونا تخت مین اٹکا یہ منہ کے بھل گرا اور عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پاؤن ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے ہر شخص دوڑا

اور صنعت نے سنبھالکر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان ای بادشاہ اِس مجرم کی بات کا بُرا ماننا
کیا یہ تو اپنی جان پر کھیلگیا ہی اور اگر اُسکو قتل کرنا منظور ہی تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمائیے وہ سر اُسکا
جدا کر ڈالے شاہ نے کہا مین اِسکو دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان
جو عقب اپنے شوہر کے چلی تھی پتا دریافت کر کے اِسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام
تھے اِسنے معلوم کیا کہ بیشک خاوند تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہی بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ
نچھوڑینگے غرض بادشاہ کو سلام کر کے چپ ہو کر پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اِس اثنا مین شاہ جادوان
نے حکم دیا کہ جلاد حاضر ہو اور سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ ای بادشاہ یہ مقام سب
حضور کا دیا ہوا میرے زیر فرمان ہی اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہی یہان سے
بہت قریب ہی وہ جو سامنے درۂ کوہ ہی اُسکے متصل تعمیر ہی آپ اِس مغتری کو دو گھڑی کے لیے اُس
مکان مین بھیجدیجیے آپ ہی یہ ہلاک ہو جائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون
کہ یہ بعذاب الیم ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایماء شاہ پاکر ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو اُس مکان مین
لیجاؤ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمتخانہ آراستہ ہی کچھ تشریف لیجلکر تناول فرمائیے بادشاہ خاصہ
نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت سحر عمرو پر سے رفع کر دیا کہ اب یہ مرنے جاتا ہی پس دو پنجہ سحر کے پیدا
ہو کر خواجہ کو اُٹھا کر لیچلے اُسوقت عمرو نے باغبان کیطرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا
کہ ابکی عمرو چھوٹ رہا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالیگا اور اگر مارا بھی گیا تو اُسکے شاگرد برق و قران
وغیرہ مار ڈالینگے پس ابکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہی کیونکہ تیرے شوہر کا بیچ ہی جب کوئی اور عمرو کو
پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچکر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دسترخوان پر
گئے مگر یہ وہان سے ٹلکر باہر نکلی اور جبتک پنجہ خواجہ عمرو کو آتشکدہ مین لیجائین اُس سے بھی پہلے یہ اُس
مکان آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہی مکان ہی یا برج آتشی
ہی یا منازل مریخ و مہر مین نہایت درجہ کی گرمی ہی دیوارون سے شرارے نکلتے ہین ردے ہوا سے
صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہاویہ اُس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت
سے سر افگندہ

نظم

گلخن گرم تھی زمین تمام	چرخ بے سر و خانہ یک حمام	رات سوئے زمین پہ جو انسان

بھُن

کرڈین یون سے جون توے پر نان | بسکہ گرمی کی آن مانی ہی | شرم سے آگ پانی پانی ہی

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھکر از بسکہ زوجۂ وزیر ہی ساحرہ پُر تدبیر ہی ایک غلولہ یخ کا اپنی کمر سے نکالا اور افسونِ تازہ اُسپر دم کرکے زمین پر مارا کہ وہ خانۂ آتش لبسان گلزار خلیل بنا آتش نمرود وتسان کا بازار گرم سرد ہوا اور جسطرح کسیکا دل ٹھنڈا ہوتا ہی اُسطرح وہ مکان خنک ہوگیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ واکر کے اندر مکان کے ڈالکر دروازہ بند کرکے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین اُنکو خوف اپنے جلجانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجے چلے گئے خواجہ نے اُس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اس اثنا مین گلچین تہ زمین سے نکلی عمرو کو باادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ ای خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپ کی خدمتگزاری کو حاضر ہی میری تقصیر جو کچھ ہو اُسکو آپ معاف فرمائین مین ہر چند اُس مرلیے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانا مرگ نہین مانتا مُوا وزارت کے گھمنڈ مین ہی کہتا ہی کہ مین نمکحرامی نکرونگا پس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمائیے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیے گا مین آپکو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اُسکی سفارش کریگی مثل مشہور ہی کہ بکرے کی مان کبتک خیر منائے گی ایکدن فرزند کو چھری تلے پائیگی ساحرہ نے عرض کیا کہ ابکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمائیے پھر جو بے ادبی کرے تو سمجھ لیجیے گا خواجہ نے کہا اچھا ابکی خطا اُسکی معاف کی مجھکو قید سے رہا کر دے ساحرہ نے ایک ماش پڑھکر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پانوُن مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا کھُل گیا اُسنے کہا کہ آپ یہان سے نکلجائیے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اُس مکان کو صنعت نے از بسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا اسوجہ سے بیرون سحر کے بھی مقرر کیے تھے کہ وہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکلجائے اُسکو حتی الامکان روکین اور نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین پس عمرو جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچائی کہ لیناجاتا ہی خواجہ نے جلد گلیم اوڑھ لی بیر آتش کے شعلے بنکر ہزارون ہر سمت دوڑے لیکن کہین پتا نہ ملا غوغاے عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکلگیا شاہ جادوان خاصہ نوش کرکے تخت پر آکر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہی صنعت نے کہا بلا لون عمرو عیار مکان آتش مین قید ہی وہ جلکر مرگیا ہوگا اُسیکا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ بیر

سحر کے طائر بنے سامنے آئے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھولکر ایک مجرم نکلگیا ہمنے ہر چند تلاش کیا نہ ملا یہ سُنتا تھا کہ صنعت خود اُٹھکر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دلسے کہا تو نے ناحق اُس مفتری کو قتل نہونے دیا اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ کو مظنۂ بدتیری جانب گذریگا اور اب تجکو اُس عیار کو گرفتار کرنا پڑیگا لیکن بغیر کسیکے شریک ہوئے یہ عیار رہا نہین ہوا پس بغضب تمام اُسنے سحر پڑھکر زمین پر دوہتڑ مارا کہ ایک پتلی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ ای ملکہ آپ خفا کیون ہوتی ہین گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ملکہ گلچین جادو پہلے اس مکان مین آئین اور ایک بیضۂ یخ کا مارا کہ مکان سرد ہوگیا پھر خواجہ کو اسطرحسے نکالدیا یہ کہکر پتلی غائب ہوگئی اور ملکہ گلچین ایک گوشۂ مکان مذکور مین چھپی کھڑی تھی کہ غل برطرف ہو جائے تو مین نکلجاؤن اب پتلی کا بیان سُنکر سمجھی کہ تو پکڑ جاؤنگی پس پرواز کرکے وہانسے چلی برو غیرہ اسکے پیچھے چلے صنعت نے بھی کچھ ساحر اسکے پیچھے بھیجے لیکن عمرو جو اس مکان سے نکلا سوچا کہ ای عمرو اب اس قید کرنیکا بدلا افراسیاب سے لینا چاہیے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صورت اپنی خدمتگار رونگی ایسی بناکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا اُسوقت ہزارہا پتلا حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹ جانے سے خواجہ کے بہت متفکر تھا چار طرف نگاہ کر رہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہوگئی اور اسنے بزور سحر پہچانا کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ ملتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اسنے تجکو پہچانا پس فوراً جست کرکے چاہا کہ بارگاہ سے نکلجاؤن شاہ جادوان نے افسون پڑھا کہ پتلے جو حاضر دربار تھے اُنمین سے ایک نے دامن پکڑ لیا خواجہ نے دامن جلد چاک کر دیا اور بھاگا شاہ نے نعرہ مارا کہ بجانے پائے کئی پتلے پرچھائین بنکر لپٹ گئے دست و پا بحس و حرکت ہوئے گر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ مشکین باندھکر لے آؤ پتلے باندھکر سامنے حاضر لائے اس عرصہ مین صنعت مکان آتش سے پھر کر آئی اور عرض کیا کہ ای بادشاہ آپکے وزیر کی زوجہ ملکہ گلچین تو عمرو سے ملی ہوئی ہے اسطرح اُسکو رہا کر دیا شاہ نے فرمایا کچھ غم نہین پھر وہ پکڑ لیا گیا اب اُس باغیہ کو بھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے اُسوقت اور ماجرا سنیے یعنی بقدرت فراش لبساط ارض وخیمۂ آسمان یہ خیمہ صنعت نے اس پار دریاے خون روان کے استادہ کرایا تھا پس برق نے جب لشکر مین جاکر حال گرفتاری خواجہ بیان کیا اتفاق سے مہتر قران بھی حاضر دربار تھا اُسنے عیارون سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیے شاہ طلسم کہان ہے اور مقام

پیدا کر کے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہی غرضکہ لشکر حیرت مین جاکر کیفیت معلوم کی کہ اسطرح صنعت نے خیمہ کنارہ دریا کے استادہ کیا ہی اُسیجگہ بادشاہ ہی یہ دریافت کر کے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حیرت مین جو طوائفین رہتی ہین اُنمین سے ایک کو خرچی دیکر اپنے ساتھ لیچلا جب صحرا مین پہونچا اُس طوائف کو بیہوش کر کے ملکہ گلچین کی ایسی صورت اُسکی بنائی اور ایک چادر مین لپیٹ کر کندھے پر لادکر بارگاہ افراسیاب مین آیا بادشاہ اسوقت خواجہ کو گرفتار کر کے گلچین کے پکڑنے کو سحر کیا چاہتا تھا کہ اسنے تسلیم کی اُسنے اسکو پشتارہ بردوش دیکھکر پوچھا کہ کسکو لائے اسنے کہا گلچین کو اے بادشاہ اسکو آپ لیجیے اور عمرو پر سے سحر دفع کر دیجیے کہ مین ایک ہی ہاتھ مین سر اُسکا جدا کرون مجکو اس عیار نے بہت ستایا ہی ہزارون مرتبہ گھر میرا لوٹا ہی بادشاہ نے اُسکے کہنے سے سحر خواجہ پر سے رد کر دیا اور آپ چادر سے گلچین کو کھلوانے لگا سب ساحرون کی نگاہ اُسوقت جانب پشتارۂ گلچین تھی اس ساحر نقلی نے جلد خواجہ کو اُٹھا کر پشت پر لادا اور سراپچہ فرا کر باہر بارگاہ کے ہو نجکر نعرہ کیا منم قران عیار بادشاہ نے نعرہ سنکر کہا لینا ساحر دوڑے قران تو کسی مقام پر چھپ گیا اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی ساحر ڈھونڈھکر پھر گئے اور بادشاہ نے گلچین نقلی کو ہوشیار کرایا اُسکی جب آنکھ کھلی پکاری کہ دہائی ہی شہنشاہ کی مجکو ساحر طمع زر دیکر لایا اور اُسنے یہ میرا حال بنایا بادشاہ نے منھ اُسکا دھلوایا دیکھا تو ایک زن سیہ فام ہی اُسکو چھوڑ دیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت مین بھجوا دیا لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا کہ حضور رنجیدہ نہون مین ابھی اُس ناعیار کو لاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور مثل مشعل روشن ہو گئی پھر مشعل کی لو مین سے دھوان نکلا اور میل بنکر بلند ہوا اور ایکطرف چلا اس اثنا مین بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی پہرے مین کر لو ساحرون نے باغبان کو گھیر لیا وزیر چپ کرسی پر بیٹھا رہا بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرو باغ غمخواری دلبر مہ جبین یعنی زوجہ اسکی ملکہ گلچین جو روبفرار لائی نسیم آسا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی دیکھا کہ اس مقام فرحت التیام مین بہار کی حکومت ہی گل زیب دہ اورنگ سلطنت ہی ہوا ہوا خواہی کا مثل اراکین دولت دم بھرتی ہی بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہی زلف سنبل دام مکر بچھائے ہی کمند گرہ گیر عیاران کی صورت بنائے ہی نرگس زر گل کی نگاہبان ہی سرو ہر ایک پاسبان ہی گل اشرفی کو تحویلداری ہی سوسن کی زبان سے یہ حکم جاری ہی کہ لالے کی پلٹن تیار رہے گل عباس قرنا پھونکے ترک ہزار بار رسالہ دار رہے خرلن

قدم یہان نہ دھرے کہ فوج ہوشیار رہے **نظم**

پس اہلکار لالۂ خود رو سے یون کہین
سبح ہوا تلک ہو زرہ پوش اکی آ
لگا دین کہ چار نہر سے گلشن کے صحن باغ

رنگین شتاب بستک فیلان کوہسار
تقسیم کر دین فرقۂ غنچو نمین جلتہین
چار آئینہ کو سج کے رہے مستعد کال

دو گلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
دین دو بینی رسالۂ گل ہو امید وار
پس اس مقام نزہت انتما کو

دیکھکر یہ شمیم گلشن حیا زمین پر گری شبنم غلطان برنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت اپنی سحر سے
ایک گل خوشرنگ کی بنا کر ایک گھنے شجر کو دیکھکر کہ جسمین ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے پس اُسی درخت
مین اڑکر پھول نبی ہوئی لگ گئی ساحران باغی جو پیچھے اِسکے آتے تھے ہر سمت تلاش کرکے پھر گئے
اُسطرف سے گل بوستان عیاری جو بھاگے راہ مین مہتر قران نے کہا اُستاد درہ کوہ مین چلیے کھچڑی
مین پکاوٗن کھا لیجیے خواجہ نے کہا مین گرسنہ جان ساحران ہون جبتک کوئی عیاری معقول کرکے
کسی زبردست ساحر کو نہ قتل کرونگا اُسوقت تک بھوک پیاس مجکو نہین ہے قران یہ سنکر درہ کوہ
مین چلا گیا اور خواجہ فکر عیاری مین چلے مگر یہ گمان تو رفع ہوچکا تھا کہ کوئی میری گرفتاری کو
آتا ہوگا اور ہر وقت یہ گلیم اوڑھے بھی نہین رہتے ہین اب بھی گلیم اُتار کر چلے جیسے ہی کچھ دور گئے
کہ ایکطرف سے دھوان پیدا ہوکر چارطرف اِنکے ہوگیا اور الکین دھوئین کی زنجیر کی طرح گردن و کمر مین
لپٹ گئین سینہ بختی نے نیا رنگ دکھایا روز سیاہ گرفتاری پیش آیا وہ دھوان گھیرے ہوئے پھر اِنکو
بادشاہ جادوان کے لایا اور وہ دھوان پھر صنعت بنا اور خواجہ کو پیش اُسنے کرکے بادشاہ سے کہا
کہ ای شہنشاہ مین نے قسم کھائی ہے کہ اِسیوقت اِس ناعیار کو قتل کرونگی پس آپ حکم قتل دیجیے
بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا جلاد ایک ساحر تیرہ رو چوڑا تیغہ باندھے لنگ کھاروے کا
کسے بیرحم وسیہ دل سامنے آیا شاہ نے فرمایا کہ لیجا اِس مجرم کو اور سر کاٹ لا جلاد خواجہ کو کشان کشان
باہر خیمہ کے لایا بادشاہ بھی باہر برآمد ہوکر سامنے بیٹھا ہزارہا ساحر گرد و پیش ایستادہ ہوا جلاد نے چبوترہ
ریگ کا بنا کر بوریاے ہلاکت اُسپر بچھایا اور خواجہ کو اُسپر بٹھایا اور کوئلے کا خط گردن پر دیا اور حاضر
خدمت شاہ جادوان ہوکر عرض رسا ہوا کہ ای شہنشاہ حکم اول ہی ذرا سوچ سمجھکر دیجیے گا کہ مار ڈالنا
میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہزار حکم کا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جلد اِسکو قتل کر جلاد نے اگر
تیغہ اپنا تولا اور پکارا کہ ای گروہ تماشائیان ہٹ جاوٗ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے اُسوقت عجب طرح کا

غوغا تماش بینونکا بلند تھا کوئی نادان عشرت کر رہا تھا کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کہ افسوس اس چرخ کجرفتار و گردون غدار کا یہی طور ہی بسا صاحب جور رہی اولوالعزمان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہان رہتا ہی سربلندون کا دشمن جان رہتا ہی کہ ابیات

ہرگز کسی گرہ کے لیے جز خراش دل — مارا نہ آسمان نے کبھی ناخن ہلال
روشن طبیعتون سے بُرا ہی یہ تیرہ عقل — کرتا ہی نور مہر کے سایہ کو پایمال
رکھتا ہی پرغرور کو جون نیزہ سربلند — جون جادہ خاکسار کو دی ہی زمین پہ ڈال
ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی — محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال
پارے کو دے ہی رتبۂ اکسیر بعد مرگ — دولت کبھی کسیکو نہ دی اسنے بیزوال

خلفت کا تو یہ حال ہی اور جلاد حکم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا مگر خواجہ نے جو سامنا موت کا دیکھا برجوع قلب درگاہ کبریا مین استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا نظم

یا امیرالمومنین دریاب زود — ورنہ جلاد غمم بسمل نمود
در خلاص من اسیرے چیست دیر — تو کہ سلمان را رہانیدی ز شیر

یہ استغاثہ مقبول درگاہ دافع البلیات ہوا یعنی وہ تیلے جو اسکو لیکر بران کے حکم سے آئے تھے چنانچہ جب اسکو لاشہ تیر کا لیکر اُڑا تھا اُسیوقت سے تیلون نے جاکر بران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا ملکہ نے ہمای جادو وغیرہ سے کہا کہ اب کیا منھ دکھاؤنگی خواجہ کو کہ وہ اسطرح اسیر ہوئے اور ہم بیٹھے رہے ای ہما اس راز کو کسی سے نہ کہنا مین یکہ و تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہون یہ کہکر برنگ بوے گل غائب ہوگئی اسوقت نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام ملکہ ہمای جادو بس گیا اور ملکہ بران نظر نہ آئی یہ خاموش ہو رہی لیکن وہ چمن بہار حدیقۂ سلطنت ملکہ بران بصد شوکت سناٹا بھر کر اپنے طلسم کی سرحد پر آکر ظاہر ہوئی اور فرط غضب سے لب رنگین مثل برگ بید اُسکے کانپے مسی طائر رنگ حنا کیطرح لبون سے اُڑکر بلند ہوئی تھوڑی دیر مین اُودی گھٹا کوہسار کی طرف سے اُٹھی اُسوقت ملکہ موصوف ہنسی لالی پان کی لبون سے چھوٹکر اُس گھٹا مین بجلی جاکر بنی پھر ملکۂ لالہ فام بالحان دلکش کچھ گنگنائی صدای نغمہ نے صورت طاؤس و کبک کی بنائی اور اس گھٹا مین جاکر مور کوکنے اور تدرو قہقہے لگانے لگے پھر ملکۂ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر مین پیدا ہوا اس ماہتابان حسن نے اپنے تئین چاند بناکر اُس تخت پہ

پہونچایا اتبو عالم ہی اور نظر آیا کہ اودی گھٹا مین چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی ملکر چاند ٹیکی کو ماتھے پر لگایا تھا نہین نہین فروغ حکم ملکہ بران کو سر پر فلک نے چڑھایا تھا کہ نظم

برج حمل مین بیٹھ کے خاور کا تاجدار
اُنکو یہ امر ہی کہ اسیران نامدار
طاؤس نام وہ جو ہین اس فوج کے نقیب
ہان جلد باندھکر کمر کینہ استوار

کھینچے ہی اب خزان پہ صف لشکر بہار
مُنھ کھولدو خزائن گل اشرفی کا تم
کرتے ہین یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
میدان صاف کرتی ہی جاروب باد تند

ہین بخشی و وزیر جو مریخ و ماہتاب
لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار
باہم سے دستہ دستہ جدا ہو کھڑے رہو
تا وقت کار دامن گل سے نہ اُلجھے خار

سور شور کرتے بجلی چمکتی لواے فتح و ظفر کی پرچم ہلتی رعد نقیبون کی طرح گرجکر للکار تا ترک ہوا تیر انداز بنی ہوئی ملکہ نسرین بدن کی سواری جانب حریف روان تھی جدھر سے وہ گھٹا نکلتی کیفیت بہار ظاہر ہوتی صحرا صحرا گلہاے بوقلمون کھلجاتے بلبل کے ترانہ دل لبھاتے یہ تو اس سامان سے روانہ ہی لیکن بعد اسکے چلے آنے کے ملکہ مجلس جادو لڑکی اُسکے مقام پر آئی ملکہ ہما کو چُپ اور پریشان دیکھکر گلے سے لپٹی اور تُتلاکر گویا ہوئی میری امان جان سچ بتاؤ تم چپ کیون ہو میری جان کی قسم میری اچھی امان آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو ہمانے اُسکو گھور کا کہ تجکو ہر بات مین خیلاپن آتا ہی خواہ مخواہ بھی میرے پیچھے پڑ گئی ہین رنجیدہ کیون ہونے لگی اُسنے کہا اچھا بتاؤ امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہان ہین اور اگر نہ بتاؤگی تو مین اپنی جان دیدونگی یہ ضد اُسکی دیکھکر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا بیٹا کسی سے کہنا نہین عمرو گرفتار ہوا ہی اُسکے چھڑانے کو گئی ہین یہ سنکر مجلس خاموش ہو رہی اور کچھ دیر مین مچلا وادیکر بالاے بام گئی اور کہا مجکو نشئہ شراب اسوقت زیادہ ہی کوئی بک بک نکرے مین آرام کرونگی کنیزین جو بہر خدمت ہمراہ تھین اُنسے بھی حکم دیا کہ یہان سے چلی جاؤ وہ سب چلی گئین اور جو دیری سے ٹھہر گئین اُنپر اسنے الزام رکھکر نکالا ایک کو خوب مارا کہ بالزادی تو نے مجکو راہ چلنے مین دھکا دیا تھا دوسری کی جانب دیکھکر کہا گھورتی ہی تیسری سے کہا تو بڑبڑاکر مجکو برا کہتی ہی غرض اسطرح الزام دیکر سبکو وہان سے نکالدیا بالاخانے کا دروازہ بند کرکے آپ ایک سحر الیسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا رہے ہوا سے اِسکے پاس آیا یہ جست کرکے اُسپر سوار ہوئی اور بہر امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوش ربا چلی لیکن اول حال بران سینے کہ یہ ماہتاب بنی ہوئی ابر سحر مین چمکتی صحرا و کوہ کو سر سبز کرتی اُس مقام پر کہ جہان خواجہ زیر تیغ تھے پہونچی شاہ طلسم نے ساحرون سے کہا کہ دیکھو کیا خوشنما

گھٹا اُٹھی ہے ملکہ حیرت نے کہا موسم برشگال بھی قریب آیا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر محیط ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی عالم محویت ہر ایک پر طاری ہوا مگر صنعت جادوگری زبردست ہے یہ اُس گھٹا کو دیکھکر سمجھی کہ مقرر اسمین کوئی آفت ہے پس جلاد کو للکاری کہ جلد اِس گنہگار کا سر کاٹ جلاد نے تیغہ بلند کیا اور خواجہ نے نگاہ یاس جانب فلک دیکھا اُسوقت اُس ابر مین بجلی کوندی اور چمکی وہ بجلی چاند بنگئی اور اُس چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بنگئی سبکی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بنکر شمشیر کا کام کر گیا جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا اُسمین سے پنجہ پیدا ہوا کہ عمرو کو اُٹھا کر بلند ہوگیا اُسکے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جادوان نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہین اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے ہین عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہے پس اسنے گھبرا کر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گنبدی سامری کے گنبد کی نکالی اِس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشان ہے بغیر تحفہ طلسمی کے زیر نہو سکیگی چنانچہ اس گنبدی کو افسون پڑھکر اُس چاند پر کھینچ مارا پس وہ گنبدی روے ہوا پر جاکر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اُسکا نیچے چاند کے آگیا اور دوسرا سر پر چاند کے آکر مثل سر پوش ڈھنکا پھر تو زمانہ اندھیر ہوا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا گویا زمانہ نے گریبان چاک کیا مور چنگھاڑنے لگے جیسے اہل ماتم شور کرتے ہین کبک عوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے برق سحر کا دل بیقرار ہوا تڑپنے لگی کالی گھٹا نہ تھی دنیا سیہ پوش ہوئی تھی بہار کی نظر مین عالم تمام خار ابر لبہان غمناک اشکبار کہ بموجب نظم

نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہے
گل بھی سودازدہ چاک گریبانی ہے
زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہے
دہن غنچہ کو گفتار کی قوت کیسی
دل مین لالہ کے جو داغ غم پنہانی ہے
پائے گل سرو ہے رفتار کی طاقت کیسی

ملکہ ہیران عالیشان کا اُس برج مین مقید ہونا تھا کہ اُسنے انتہا کا زور کیا اور ازبسکہ نہایت زبردست ہے مگر کیا کرے کہ ملک پرایا اور مقابلہ شاہ جادوان کا اور سحر بھی وہ سحر کہ تحفہ گنبد سامری کا لیکن یہ شاہزادی باز نہ آئی اسطرح مثل برق اُس گنبد سے تڑپ کر اُڑی کہ چھت اُس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اِسکا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ پہونچا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹکر اُسی گنبد مین گرا اور یہ سناٹا بھر کر جو چلی ایسی رفتگی مزاج پر مستولی تھی کہ خواجہ کے گر جانے کا مطلق خیال نرہا آپ اُس برج سے نکلکر دور ایک بیابان مین جاکر گری اور اُسوقت کی سراسیمگی اس ماہ سپہر رعنائی کی اور پریشانی

گل بوستان زیبائی کی عجب عالم دکھاتی سرجوشش ہوکر خون بالونمین بھرا تھا شفق شام کا دھوکا
ہوتا یا مانگ مین سیندور بھرا تھا خون بہکر ماتھا تر ہوگیا تھا گویا خونریزی عشاق کا اُسکیلے سر ٹیکا تھا
رخسار پر خون کی بوندون کا ڈھلکر آنا اور جم جانا مصحف رخسار پر شنجرفی آیتون کی گنڈلیان
بنا تھا نینین دکان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہاے یاقوت رمانی کو چنا تھا
وہ دوپٹا سر سے سرکا ہوا ہر عضو بدن کھلا ہوا فرط نزاکت سے ہانپتی ہوئی ران ہر ایک کانپتی
ہوئی زلف رخ پر بکھری ہوئی کافر خونخوار کی طبیعت دل لینے پر بیچری ہوئی دل نازک دھڑدھڑ
کرتا تیوری چڑھی ہوئی کمان تین قلاب کھنچی ہوئی غرض یہ کمان ابرو کشیدہ خاطر ہوکر پھر قاصد
ہوئی کہ جاکر دوبارہ اِس گنبد پر گرون پھر خیال کیا کہ تو زخمی ہوچکی ہے اور یہ سحر زبردست
ہی رد نکر سکیگی تو بھی چلکر کوئی تحفہ طلسمی لا اور اِس سحر پر سبقت لیجا یہ سوچکر رنجیدہ خاطر مراجعت
فرما ہوئی راہ مین ملکہ مجلس اِسکو ملی کہ عقاب پر سوار آتی تھی اُسنے تسلیم کرکے حال مزاج ہمایون پوچھا
اِسنے سب کیفیت بیان کرکے کہا کہ ای فرزند اب پھر چلو تدبیر کامل کرکے آئیندہ آئینگے مجلس ناچار
اِسکے ساتھ ہوئی اور یہ اپنے مقام پر آکر تدبیر مین مصروف ہوئی اسطرف شاہ طلسم ہوشربا نے
بزور سحر معلوم کیا کہ بران تو اِس برج سے نکلگئی لیکن عمرو رہگیا ہے اور برج مین شگاف بھی پڑگیا ہے
ایسا نہو کہ وہ عیار رخنہ پرداز نکلجائے پس اسنے اُڑکر اپنے تئین سقف برج پر پہونچایا اور ہاتھ سے
افسون پڑھکر اُس شگاف کو بند کیا وہ شگاف برابر ہوگیا خواجہ اُسمین بیہوش پڑے ہین جب آنکھ
کھلتی ہے تو اندھیر انظر آتا ہے پھر بیہوش ہوجاتے ہین یہ بھی مصلحت خدا کی ہے کہ اِنکو بیہوشی طاری ہوتی ہے
ورنہ دم اندھیرے مین خفا ہوکر نکلجاتا اِنکا تو یہ نقشہ ہے لیکن بادشاہ ساحران برج سے اُترکر دربارگاہ پر آیا اور
ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے بادشاہ نے صنعت سے کہا کہ اِسطرح سے وہ
چھوکری کوکب کی آئی تھی مگر میری قید سے نکلگئی اور اُسنے چاہا تھا کہ عمرو کو مجسے لیجائے بھلا کیا میرا سامنا
کرسکتی مجکو رحم آگیا کہ اُسکو نکلجانے دیا ورنہ وہ بھی نہ جاسکتی اب اِس مفتری ناعیار دزد مکار کو یون ہی
بروے ہوا قید رکھنا چاہیے آپ ہی بے آب ودانہ مرجائیگا اور دیکھون تو کون اِسکو اِس برج غضب سے
میرے رہا کرتا ہے اب ایسے مین خوب موقع ہے کہ میدان خالی ہے کوکب کیطرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہون
۷۱ وہ اُسکی فکر مین ہوگا عمرو میری قید مین ہے پس ایک ساحر زبردست کو بھیجکر سب نمکحرامون کو قتل کرانا چاہیے

اور میں کوہ نیلم پر جاتا ہون وہان سے ایک ساحر ممالک مرحلۂ طلسم کو مع تحفۂ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجونگا
کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کر دے ملکہ صنعت نے عرض کی کہ ای شہنشاہ واقع مین یہ تدبیر اچھی ہی پس بادشاہ
نے ملکہ حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تم لشکر مین اپنے جاؤ مین ساحر نامی بہر جنگ باغبان بھیجتا ہون ملکہ مذکور
سوار ہوکر لشکر مین آئی اور سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار مین قید ہونا خواجہ کا برج غضب مین بیان
کیا طائران سحر نے یہ خبر جا کر ملکہ مہرخ سے عرض کی ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم مین
خواجہ کے بیقرار ہوئے اور ہر ایک نے قصد کیا کہ اُس گنبد پر جا کر گرین یا اپنی جان دین یا گنبد کو باطل
کر کے خواجہ کو رہا کرین لیکن بہار نے ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو بران زخمی ہوکر گئی ہی ضرور
اسکا کچھ نتیجہ ہوگا اور اگر کچھ نہو سکے تو آئندہ جان دینے کا اختیار ہی اسکی فہمایش سے ہر شخص دست بدعا
ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا اور ازبسکہ وہ برج غضب اس پار دریاے خون روان کے ہی تو ساحران
لشکر جا جا کر دیکھ دیکھ آتے ہین اور وہانکی خبر ہر وقت کی رکھتے ہین یہ تو سب اس کاروبار مین ہین لیکن
بادشاہ طلسم سے ملکہ صنعت دست بستہ عرض پیرا ہوئی کہ ای شہنشاہ مین امیدوار ہون کہ خطا
باغبان وزیر کی معاف فرمائی جائے اس بیچارہ نے سواے نمک حلالی کے کوئی امر خطا کا نہین
کیا بادشاہ نے کہنے سے اُسکے خطا اُسکی معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جائے وزیر وہان سے
روانہ ہوا اور تلاش مین اپنی زوجہ کے چلا حال اسکا بیان ہوگا اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بموجب
سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عجیب الخلقت نکلا کہ تمام جسم
اُسکا گول مثل منقل کے تھا اور مُنہ جسطرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہی اسطرح کا تھا اُس مُنہ مین زبان مثل انگارے
کے دہکتی تھی آنکھ برنگ شعلۂ آتش لپکتی تھی ہر بُن مو سے شعلۂ آگ کے نکلتے تھے خدا کی پناہ ایک بلاے
مبرم و آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا بادشاہ نے اُسکا سلام لیکر خطاب کیا کہ ای مجمر آتش زبان جادو
تم جا کر ملکہ حیرت کی خدمت مین حاضر ہو اور مقابلہ کر کے لشکر خ نمکحرامہ غارت و برباد کر دو اُس آفت
روزگار نے کہا بہت اچھا بادشاہ نے فرمایا کہ اور تو کوئی جادوگر تمھارا کچھ نہ کر سکیگا کسلیے کہ تم رہنے
والے ظلمات طلسم کے ہو عیارون سے بچتے رہنا اور عیار اب چار باقی ہین انکا سردار اور اُستاد عمرو
عیار تو میری قید مین ہی شاگرد اسکے باقی ہین انھین سے بچنا اور افسوس کہ بران میری قید سے
نکلگئی نہین تو اُسکا بھی خوف نرہتا خیر تم جاؤ مین سمجھونگا اُسنے عرض کیا کہ سامری کی عنایت سے

نہ تیران میرا کچھ بنا سکتی ہی اور نہ میرا کوکب کچھ کر سکتا ہی اقبال حضور کا شریک چاہیے یہ کہکر آداب بجالا کر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا پردۂ ظلمات مین ایک قلعہ ہی کہ نام اُسکا دُخانیہ ہی یہ اُس قلعہ کا حاکم ہی لاکھ ساحر اِسکا ملازم ہی اِسنے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا پچاس ہزار ساحر بہر نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا ڈہرڈہر دکی صدا پر بر مثل زاغ منڈلائے اژدہے پھنکارتے ہوئے آئے ساحر سوار ہوئے جی جی کا غل بلند ہوا دل دہر خوف سے دردمند ہوا آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتش بار پر سوار پیچھے اُس تیرہ سر کے طاؤس و بوتیمار و ہنس و باز و اُشتر بردار کی قطار انپر ساحران غدار و نابکار سوار سحر سے اُنکے تاریک تمام روزگار کہ بموجب ابیات

کبھی نظرون مین تھے وان کے روز و شب گم
کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم
کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل
کبھی اسطرح جون برسے ہی بادل
ہوا کا نام بھی ہوتا نہ زنہار
مگر تھی فوج مین اژدر کی پھنکار
ہزارون تھین بلائین وحشت انگیز
کہ وحشت جنگی تھی عالم کی خونریز
غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل
چلا جاتا تھا بس منزل بہ منزل

باین کر و فر وہ خود سر جب قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر آمد اِسکی ملکہ بے ہنر کو پہونچائی اُسنے گیسوے بن شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو برائے استقبال بھیجا فی الجملہ مجمر بدخصال داخل لشکر ملکۂ زشت خصال ہوا لشکر اُسکا اُترا اور اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی خلعت پایا اُس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کرا کے آرام کیا دوسرے دن جب مجمر فلک سے شعلۂ آفتاب سرد ہوا اور رونق گرم بازاری روزگار کم ہوئی نظم

عروج مہر پہونچا جب لب بام
ترقی پر تب آیا اختر شام
موافق تھا جو اقبال شب ماہ
تولی ظلمات نے دربار کی راہ

سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ حیرت بدانجام مین آیا اور بیٹھکر میخواری کرنے لگا جب دماغ نشہ سے گرمایا ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیے ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو چکر ہوا زمین تھرائی طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف یہ خبر سنکر نہایت اندیشہ ناک ہوئی اور رنگ اُسکے چہرہ کا متغیر ہوگیا چشم نمناک ہوئی اسلیے کہ یہ ارا نانی مہ جبین کی ہی اور عزیزدار بادشاہ طلسم ہی اور بسبب سن زیادہ ہونیکے انکے

ساحران

ساحران نامی اور اُنکے حالات کو جانتی ہی یہ حال ملکۂ نیک خصال دیکھکر مہتر برق فرنگی نے کہا
کہ ای ملکہ تمکو اس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا اِسکا کیا سبب ہی ہمنے بارہا عرض کیا کہ مالک
ہمارا رب ہی نظر بفضل کریم کارساز رکھو اور حکم نواخت طبل جنگ دو انشاءالله ہم فتح پائینگے اور
مشیت ایزدی مین ہماری فتح نہین ہی تو مارے جائینگے ملکہ مذکورہ نے فرمایا کہ ای مہتر خدا اس موذی
کے شر سے ہمکو بچائے اِس حرامزادے پر سحر اثر نہین کرتا ہی اور نہ اِسکی کسی حربہ سے قضا ہی ہان
اگر پانی سامری و جمشید کے غسل کا ممکن ہو اور اُسمین تلوار بجھائی جائے حب اِس خیرہ سر کی
قضا آئے برق نے کہا تم اِن خیالو نمین نہ پڑو نفیر سحر بجاؤ پانی غسل سامری کا کیسا مین آب تیغ عیاری
سے غسل اُسکو دونگا سیسہ گرم کرکے پلا دونگا پانی دانہ سب حرام رہیگا جہنم مین ٹھکانا ہوگا ملکہ نے کہا ای مہتر
اِسپر تم ہرگز عیاری کرنیکا ارادہ نکرنا اِسنے کہا یہ سب ہمنے سنا ہی ہمارا تو عیاری کرنیکا پیشہ ہی اسوقت
ملکہ بہار نے بھی کہا کہ ای ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہین لڑنے مین پس و پیش کیا اگر چہار چشم
دو زبان جادو جو زیر زمین کی اس طلسم مین مالک ہی آئے تو ہم اس سے بھی لڑین چاہے
جان جائے یا رہے ملکہ مہرخ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سنکر نظر بفضل رب اکبر فرمایا کہ نفیر سحر کو دم دیا بس
دمامے جادو کے بجنے لگے دلاور آگاہ و باخبر ہوئے دربار شام کا موقوف رکھا گیا ہر بہادر اپنے خیمہ مین بیٹھکر سامان جنگ
کرنے لگا ساحر سحر جگانے لگے پر بلانے لگے کج فہم خم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے دل کی اُلجھن کو کمند گرہ گیر
سمجھے ترقی حوصلہ کو باڑھ شمشیر کی جانکر مرنے کی تدبیر سمجھے غرض ہوم کے دھوئین سے وہ بن کجلی بن تھا مست
ہر بہادر پیلتن تھا نامرد بھاگتے پر تیار مثل ہرن تھا منتروں کی جاپ ہر سو تھی آتش سحر کی برنگ معشوق شعلہ خو
تھی ہوائے سحر کے سناٹے چراغ خرد گل کرتے تھے آندھیاں چلتی تھین کلو ابھیروں کا ساحر دم بھرتے تھے ڈمرو
کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا پیر ناچتا تھا ہندوے زحل کا سنیچر بنکر سر چڑھنے کا ارادہ تھا ساحر تو اس رنگ
مین تھے بہادر تیاری آلات جنگ مین تھے شاہد شجاعت کو سنوارا تھا بسان عاشق جان دینے
سے دل نہ ہارا تھا کمند ہر ایک مثل زلف پرپیچ جانان جسمین اُلجھا ہوا رشتۂ جان بہادران خنجر سبکی نظر مین
ابروے خوبان جس سے ذبح ہونے کا ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقان کمانون پر
ابرو سمجھکر قربان جان جانبازان کہ

نظم

دلمیں ہے یقین ہی کہ میدان میں جس گھڑی	للکارینگے یلونکے تیغیں کھینچکر گنوار	اگر برگ بسا اس آن مین رستم کا گماں

بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار
پتلا زیادہ پانی سے ہو انکے پس حضور
مر مٹنے کا جو بہمن و برزو وغا کے روز
ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو جباب وار
ہو جائیں انکے سامنے اسمین کر دار
لشکر مین تو یہ تیاری ہو رہی ہی

لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم وضع کی صورت بنکر داخل بارگاہ ملکۂ موصوفہ ہوا دیکھا کہ مخمر بڑی عزت سے دنگل پر بصد شوکت بیٹھا ہی ملکہ اور ارکان دولت سب خاطر اسکی کر رہی ہین جام شراب چل رہا ہی برق یہ ماجرا کھڑا دریافت کر رہا تھا کہ اسکو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم مین چلی گئی تھی تو عیار بچیان بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھین ملکہ کے آنے سے یہ بھی آئی ہین غرض جب صرصر نے اسکو دیکھا آہستہ سے کہا کہ ارے موے کیون اپنی جان دینے آیا ہی برق تو اور ہی مطلب سے یہان آیا تھا اسوجہ سے اسکو کچھ جواب دہ نہوا اور جست کرکے سراچہ فراکر نکلگیا یہان غلغلہ ہوا کہ عیار سراچہ فراکر گیا ہی صرصر نے کہا برق تھا جب مین نے پہچانکر اسکو قید کرنا چاہا تو وہ نکلگیا مخمر یہ حقیقت سنکر چپ ہو رہا کچھ بولا تو نہین مگر بطور مخفی اسنے سحر کیا کہ حال اسکا آگے کھلیگا فی الجملہ کچھ دیر تو مخمر ملکہ کی بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اٹھکر اپنے مقام پر بہر آرام آیا لشکر مین اسکے تیاری رزم کی ہو رہی تھی ساحر ہوم اگیار کر رہے تھے بہادر تیز خنجر و تلوار کر رہے تھے اسنے بھی آکر چند منتر اپنے جگائے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکلگیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دلمین اسکے آیا کہ اپنے لشکر مین چلو زیادہ رات گئے آکر سمجھ لینا یہ سوچکر اپنے لشکر مین آکر وہ خیمہ جو اسکے آرام کے لیے معین ہی اسمین آیا اور آرام پذیر ہوا بعد کچھ دیر کے اٹھا اور قصد کیا کہ اب چلکر کچھ فکر کرون لیکن ایسا نشہ اسوقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر چکر کرتا تھا یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی جب دیگدان عالم مین ہیزم شعلع آفتاب جلکر شعلہ ور ہوئی اور منقل شب مین انگارے ستارون کے بجھے کہ ابیات

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرر بار
ہوا تاریک عالم جلبہ پر نور
اڑا عنقا صفت رنگ شب تار
ہو پر کالہ ہوا پھر چہرہ حور

ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا دیکھا تو نفیر سحر بج رہی ہی ڈنگون پر چوب پڑتی ہی لشکر عازم جنگاہ ہی وقت صبح کا ہی دلمین اسنے کہا ای برق تو ایسا سویا کہ صبح ہو گئی اور رات کو از خود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیے ایسا نشہ ہوا کہ تجھسے اٹھا نگیا اور اسمین مقرر کچھ اسرار ہی بڑا زبردست یہ مخمر نابکار ہی حاصل کلام خیمہ سے باہر آیا تو لشکر کو روبراہ پایا ملکہ

مہرخ تخت پر سوار برابر اُسکے تخت کے تخت ملکہ بہار گلدستے تخت پر رکھے ابر کے لکّے سر پر سایہ کیے
ایک طرف ملکہ مخمور نشۂ حسن سے مغرور برابر اُسکے ملکہ سرخمو زیور جواہر مین سے آراستہ موبمو ایک سمت
ملکہ زلف آرا زلف اُسکی دام بلا غرض اسیطرح یہ سب شہزادیان لشکر بیکران ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیان
دکھاتی روانہ تھین لشکر مین باجے طرح طرح کے بجتے دلمین سوز و گداز پیدا کرتے ہوائین ٹھنڈھی آتین ابر
برستے جنگل مین پھول کھلتے اِس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر بشگفتہ خاطری جانب
میدان روان کہ

نظم

ترک صبا کہے ہی مرا تیر باز گشت
قمری ہر ایک کہتی ہی یون نعرہ مار کا
ترکش لگا کے دینے کو تصحیح بہار
ہو لشت پر حریف تو نکلے جگر کے پار
ایسا نہو کہ طعن کرین ہمکو بلبلین
گلگونہ پہ اپنے ترک ہزارون ہوے سوار
دامن کو باندھ باندھ ہوئے مستعد مرد
اڑ لو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر وارد معرکہ کارزار ہوا اُسطرف سے مجمر بچاس ہزار ساحر سامری
منش ہمراہ لیکر رزمگاہ مین آیا ساحرون کے تختون کے آگے ڈفلے اور بانسریان بجتی ہوئین اژدر پھنکارتے
تھالیان پیتل کی چمکتین نارنج آہنین رکھے سینے اگر میدان مین پر اجایا ملکہ حیرت بھی کئی لاکھ ساحرون کو
تیار کرا کے علٰحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی صفین آراستہ کی گئین میدان جنگی نشیب و فراز سے
برابر کیا ابر سحر ساحرون نے برسایا عرصۂ نبرد آئینہ سان صاف نظر آیا نقیب نقابت کر کے ہٹے
اُسوقت لشکر حریف مین علمہاے سیاہ کے پرچم کھلے ڈہل جنگ بجا کڑکا ہوا لشکر کے سردار رہوار
اپنے بڑھا کر حاضر رکاب افسر ہوئے مجمر نے اپنا اژدر میدان مین نکالا اور بہت کچھ نیرنج و شعبدہ سحر کے
دکھا کر نعرہ مارا کہ ای گروہ گمراہان و ای فرقۂ نمکحرامان آؤ مقابلہ مردان مین یہ نہیب اُس ستمگر کی سنکر ملکہ
مہرخ کیطرف سے ایک افسون خوان نامور سامنے اُس کینہ پرور کے آیا اور طالب ضرب ہوا
مجمر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرربار رو سے ہوا پر از خود پیدا ہو کر اُس نیک
کردار کے اوپر گری ہر چند اسنے رد سحر کیا لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا جسبد دو ٹکڑے ہوا
شور مرنے کا بیرون نے مچایا مجمر پھر للکارا کہ کسے دیگر را الغر لیسید تا ذائقہ مرگ بچشد۔ اسطرف سے ملکہ
سرخمو اجازت اپنے حاکم سے لیکر طاؤس اُڑا کر سامنے آگئی اُسنے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی جب
ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کر کے وہ تیغ رکوالی یعنی پنجہ اُس شمشیر مین لپٹ گئے اُسوقت دوبارہ اُس
بیحیا نے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور چرخ دیکر ملکہ موصوفہ پر لگائی حلقہاے زنجیر مثل کمند

گر بگیر گردن ولمرمین ملکۂ دلگیر کے اُلجھے اُس پری نے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گر کر زمین گیر ہوئی اور سر چند
چاہا کہ اُٹھون مگر سنبھل نہ سکی کھنچتی ہوئی چلی اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ باندھ لو ساحرون نے آکر
گرفتار کر لیا اور ایک زنگی تیز زمین سے پیدا ہو کر اُس بیچاری کو اندر زمین کے لیگیا یہ کیفیت دیکھکر
ملکہ زلف آرا نے کہ جسکا نام مشکین موے کاکل کشا بھی ہے اپنے ہنس کو اُڑایا اور سامنے آکے
آکر اپنے جوڑے سے ایک پیکان نکالکر سحر دم کر کے اُسپر مارا اُسنے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا گیا
ایک دانہ ماش کا نکالکر منتر پڑھکر جو مارا ملکہ زلف آرا پتھر کی ہوگئی فلک نے نئی سنگدلی دکھائی
کہ اس صنم زیبا صورت کی شکل تصویر آذری بنائی یہ حقیقت اُسکی زبردستی کی دیکھکر لشکر مہرخ
پر بیم و ہراس طاری ہوا مگر از بسکہ مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بدینوجہ ثابت قدم رہے
اور لرزان جادو نے باجازت مہرخ جا کر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اُس بد انجام
کے لگائی اس خیال سے کہ جو پہلے مار چلے وہی میری ہے لیکن اُسنے ہنسکر ایسا سحر پڑھا کہ چار پنجہ
پیدا ہوئے دو پنجہ تو تلوار مین لپٹ گئے کہ ضربت سے مجمر محفوظ رہا اور دو پنجون نے لپٹکر کلائی مین
تلوار چھین لی اور مشکین باندھکر لیگئے اسیطرح اُس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کیے
اور بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہرخ کے گرفتار ہوئے اگر شرح اُسکی کیجائے تو بہت طول کلام
ہوگا حاصل مرام جب ساحرۂ شب نے دانۂ انجم پڑھکر عرصۂ فلک مین پھینکے ساحر روز رو بفرار
لایا کہ بیت غرض مثل مرض گھٹنے لگا دن + چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو مجمر نافرجام
نے للکار کر کہا کہ اے فرقۂ گمراہان پردۂ شب تمہارے بچنے کے لیے عالم مین حائل ہوگیا اب بھی سرکشی
و نخوت سے باز آؤ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے جان کی تمھاری خریداری ہے یہ کہکر
طبل بازگشت بجوا دیا لشکر میدان سے پھرے حیرت سر پر سے اُس خیرہ سر کے زر نثار کراتی
ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پڑاؤ پر کمر کھولی اسطرف ملکہ مہرخ رنجیدہ
و پریشان مراجعت فرما کر علو شان سے داخل بارگاہ عالیشان ہوئی وہ سردار جو مقید ہوگئے ہین اُنکے
رنگون پر غاشیہ ڈلوا دیے اور اشک حسرت بہائے فوج بھی متردد و پراگندہ خاطر اُتری خصوصاً وہ لشکر
کہ جنکے افسر قید ہوئے ہین نہایت ہی مضطر تھا ہر سمت رنج و الم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر و کبیر
ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا گھر اگ پھیلا ہوا اُدھر جب وہ بیدین یعنی مجمر لعین اپنی بارگاہ مین آیا میخواری

کرکے گرمایا اور حکم دیا کہ نقارہ رزم کا بجے بمجرد حکم ساحرون نے طبل جنگی بجایا ساتھ ہی ہزار ہا گھنٹہ اور ناقوس بجا دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا اُسطرف کے ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم و گنج فخیم پائینگے یعنی مال عدو تاراج کرینگے اور جلدی سے فتح کرنے رزم مین بادشاہ سے انعام بہت کچھ پاکر راج کرینگے غرضکہ خبر نواخت طبل جنگ مہرخ دلتنگ کو طائران سحر نے پہونچائی ملکہ کے مُنھ پر اُداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اُس زن شیردل نے کام فرمایا بے اختیار نفیر سحر کو بجایا کوس حربی ادھر بھی گرگرایا صدائے نقارۂ جنگ سنکر لشکر مین بہادر بشاش ہوئے بزدل و نامرد بدحواس ہوئے لب پہ یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہان ای کاش ہوئے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کر گئے سوچے کہ ہم یہان گھٹ کے اور ہول کھا کر مر گئے شجاعت شعاران عالی تیار تیاری مین اسباب جنگ کی مصروف ہوئے ساحر سحرخوان تھے مبارزون کے تیز ہوتے خنجر بران تھے انکو نہ پروائے مرگ نہ فکر عیال جوش تہوری سے چہرہ لال نامردون کا خوف سے برا حال یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اُسکا کیا قلق ہے بزدل کہتے جان بچانیکا حکم حق ہے پھر اسی بات کا دل کو قلق ہے فی الجملہ یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق بانہائے عیاری سے درست ہوکر پھر روانہ ہوا اور آج مطلق شراب نہ پی اسلیے کہ کل کا ایسا حال نہو پس جب اپنے لشکر سے نکلکے چند قدم آگے بڑھا راستہ بھولکر کسیطرف اور چلا گیا کچھ دور چلکر خیال آیا کہ لشکر دشمن اسطرف کہان ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھکر اُدھر سے پھرا اور اپنی دانست مین لشکر مخمور کی جانب قدمزن ہوا مگر بہک کر اور سمت پہونچا اتبو اسنے دل سے کہا کہ ای برق آج راہ لشکر عدو سے گمراہ ایسی دشوار ہوگئی کہ اُس لشکر کا کہین پتا نہین یہ سحر ہے اُسی مخمور حرامزادہ کا پس رات بھر مین ہزار ہا تدبیرین کین مگر اُس فوج مین جانا ممکن نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مجمع ستارون کا عرصہ فلک مین پراگندہ ہوا اور پنجۂ مہر پنجۂ علم کیطرح دشت عالم مین تابندہ ہوا

نظم

گجر نے دی صدائے آمد صبح
وہ آئی مشعل خورشید لیکر
بندھی ہر سو صدائے آمد صبح
سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر

صبح کو مہتر برق اپنے لشکر مین آیا لشکر جانب وادگاہ روانہ تھا ملکہ مہرخ ذیشان سوار ہوئی تھی ساحرون کے دَل سوارون کے پرے پیادون کے غول بعظم و شان تمام جاتے تھے صحرا مین اِس فوج کے پہونچنے سے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا تڑکا اور جنگل سرسبز اور اُسمین گلرخ جادوگرنیون کا لباس نافرمانی و زعفرانی پہنکر آنا طرح طرح کے پھولونکا گویا صحرا مین کھلجانا شفق سحر پھولی تھی لال کرتی کی پلٹن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحری دل مین سوز و گداز بڑھاتی

کبھی ہلکے ہلکے ابر آتے وہ نور صبح مین اور زیادہ لطف بڑھاتے خلاصہ یہ کہ اسطرح وارد عرصۂ نبرد ہوئے اُدھر سے مجمر فوج بیکران لیے آیا حیرت نے بھی آکر لشکر کا ایک سمت پر اجمایا ساحرون مین ڈھرو بجا لشکریون نے قرنا کو دم دیا صفین کھنچین تیغین کھنچین علم کھولے ساحر جو پکارے بہادرون نے نعرۂ ہل مین مبارز مارے نقیب آگے بڑھکر للکارے کہ عالم مین سدا کون رہا ہے دلاورونکا نام بہادرونکا کیا ہے کام اُکر ہوجانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹے لڑنے والونکا حوصلہ بڑھا رن سر چڑھا مجمر اژدر آثار اکر اجازت حیرت سے لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی یعنی للکارا کہ ای گنہگاران مین نے چاہا تھا کہ تم بچ جاؤ مگر تمنے نمانا قضا ہی تمہاری آئی ہے خیر آؤ میرے مقابلہ مین اُسوقت زلزلہ جادو نے چاہا کہ مین غرق زمین ہوکر قلاب ارض کو جنبش دون لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا ناچار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر کمان سحر مین رکھکر حریف کے لگایا اُسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک پنجہ قرولی لیے پیدا ہوا اُسنے تیر کو کاٹ دیا اور پھر مجمر نے دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرہ درون پیدا ہوا اور زلزلہ کے آکر لپٹ گیا اُسنے ہرچند سحر سے اُسکو قتل کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا اور اُسنے مشکین باندھ لین اور زمین مین لیکر غائب ہوگیا یہ حال دیکھکر ملکہ بہار کو تاب نرہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا ملکہ مہرخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم نجاؤ مگر اُسنے نمانا اور سمت میدان آئی ہوئی بہار عالم اُسپر بلاگردان ہوئی وہ چہرہ پر غصہ آیا ہوا پسینا پیشانی پر نکلا ہوا جوڑا ارغوانی ملگجا ہوا تیوری چڑھی زلف رخ پر بکھری ہوئی کعبہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی

نظم

ناگنی پیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی
اُسکے ابرو سے مشابہ نہ بنائین چتنک

کھل جائے وہین کالا جو ڈسے اُچھلی لٹک
رنگ رخسار سے شرمندہ ہو گیندنکی ڈلک

قتل کرنیکا یہ جوہر نہو شمشیر کے بیچ
آگے غبغب کے خجالت زدہ سونیکی ڈلک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اُس خزان رسیدہ کے پہونچی اُسنے ایک نارنج اُسپر مارا ملکہ نے انگشت حنا آلود سے اشارہ کیا کہ نارنج اُلٹا پھر گیا مجمر نے نارنج اپنا آپ روکا یعنی زمین مین غرق کر دیا اب ملکہ بہار نے ایک گیندا اپنے گلدستہ سے توڑکر اُسکا سینہ تاک کر مارا اُسنے گیندا اسکو توڑتے دیکھکر غور کیا کہ اس گلعذار کے سحر کا توڑ تجھسے نہو سکیگا پس بہت جلد اپنے جوڑے سے ناریل نکالکر افسون دم کرکے اِسنے تو گیندا مارا اُسنے ناریل مارا گیندا تو جاکر اُسپر پڑا اور ناریل اِسپر پڑا نہ یہ اُسکے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ دفع کرسکا برابر سے جو سحر ہوا دونون بیہوش ہوگئے اِنکے بیہوش ہوتے ہی اکیطرف سے بلبل

اڑتا ہوا آیا اور ایک سمت سے ایک پتلا پیدا ہوا بلبل نے تو پر اپنے رو سے گلعذار ملکہ بہار پر ملے
اور نغمہ سنجی کی کہ ای بی بی بستان سبزۂ خفتہ پایمال ہونے کو تمہارے دشمن سوگمین نرگس کیطرح ہمیشہ
بیدار ہو اُٹھو عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ دو داغی غلام اپنا بناؤ ملکہ بہار ان باتون سے اس بلبل شیوا زبان
کی برنگ شمیم گل فرش خاک پر سے اُٹھی اور اُدھر اُس پتلے نے پانون دبا کر مجمر کو ہوشیار کیا جب یہ دونون
مبارزان کینہ خواہ سنبھلکر استادہ ہوئے مجمر کو اپنے بیہوش ہو جانیکا بڑا رنج ہوا اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر
ماش لیکر اور افسون اُسپر دم کرکے ملکہ بہار پر بجلدی تمام مارے. وہ جو ماشون کا ملکہ نے تیرون کی طرح
آتے دیکھکر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہوکر جسم کی پناہ ہوگئی مگر وہ ماش آکر لشکر ملکہ بہار و مہرخ مین گرے
ہزارہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مر کر گرے بیرون نے غل مچایا شور قیامت خیز
بلند ہوا تمام لشکر کی صفون مین تلاطم پڑ گیا ملکہ بہار نے بہت سپر مین سحر کے اپنے تئین چھپایا مگر بچاؤ نہوا ایک
دانہ ماش کا شانہ پر آکر پڑا اسنے بہت جلد افسون پڑھکر شانہ پر دم کیا کہ جسکے سبب شانہ مین زخم تو نہ پڑا مگر
چوٹ بہت لگی اور اسنے بھی جھلا کر ایک گلدستہ اُٹھا کر افسون تازہ پڑھکر کھینچ مارا مجمر فوراً غائب ہوگیا
گلدستہ کی پنکھڑیان الگ ہوکر اُسکے لشکر مین گرین اور پھول اُنکے بکھر گئے لشکریون نے دوڑ کر پھول
چنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار مین از خود رفتہ ہوکر اپنے سر اپنے ہاتھ سے
کاٹ ڈالے اب اُدھر بھی غوغاے عظیم برپا ہوا صفوف لشکر تہ و بالا ہوئین بیرون نے شور مچایا جب
ملکہ بہار لڑنے لگی تھی حیرت بیقرار ہوئی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر بہن میری مغلوب ہوگی
تو یہ ساحر مجھپر فخر و افتخار کریگا اب جو بہن نے اسکی یہ آفت برپا کی وہ نہایت دلمین خوش ہوئی اور
ملکہ بہار بھی تماشا دیکھنے مین اُن لوگون کے مصروف تھی کہ جو اپنا سر قلم کر رہے تھے بس اسی
ہنگامہ مین مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکۂ مسطورہ پشت پر آکر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملکہ
پر چھڑک دی ملکہ چرخ کھا کر گری مجمر نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُڑا لیگیا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے
دیکھا تخت پر سے اُتر کر بیساختہ اسکے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ ارے او دغاباز یہ دھوکے
کی لڑائی لڑتا ہے وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہین اُسکو تو کام مین لایا اور بہار کو روز بد دکھایا
اسکی سند کب ہے یہ کہکر بغصہ جھپٹ کر تلوار ماری مگر یہ خیال نرہا کہ خاک قبر جمشید اسکے ہاتھ مین ہے
چنانچہ جیسے ہی اسنے تلوار ماری اُسنے خاک اسپر بھی چھڑک دی کہ یہ بھی آپ مین نرہی اور بیہوش ہوگئی یہ

حال جو فوج نے اسکی دیکھا الینا الینا کہکر چلی مگر اُس ٹھاتیے نے سحر پڑھا کہ نیچہ آگر اسکو بھی لی اُٹھا لیا
اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا دونون لشکر باہم جنگ آور ہوئے سحر چلنے لگے کلو ابھرون
کی پکار ہوئی گھمسان کی کارزار ہوئی کہین پتھر برسنے لگے کسیجگہ انگارے گرے سانپ پیدا ہوکر
ڈسنے لگے لونگونکے چھرے ماش کے دانے پڑنے لگے بوچھار ہوئی العیاذ باللہ آفت عظیم برپا تھی لاش
پر لاش گر رہی تھی غیر ساحر شمشیر زنی کرتے تھے تلوارین زہر اُگلتی تھین کمانین چلا رہی تھین کہ
بہادر ہوکر گوشۂ نامردی مین مُنھ نہ چھپانا لب سوفار کی صدا تھی کہ لائق تحسین ورنہ کام کر جانا دہل
اور دمامے شور کرتے تھے علم سربلندی کا نشان بتاتے تھے گرز لاف زنی کرکے زبان بتاتے
تھے خون کا دریا بہتا تھا لوہا برستا تھا زمین تھراتی تھی گھوڑون کے سُمبھ بلند تھے عجب ہنگامہ تھا نظم

آیا عمل مین تیغ سے اُسدم وہ کارزار
خاک اُٹھی پر ہوئی تو نہ ثمر لائے شاخسار
تھین گرتیان تلنگونکی مانند لالہ زار
گھوڑا اِدھر جو تڑپے ہی اُدھر پڑا سوار

دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بروزگار
لیکن مین تجھسے کیا کہون ای یار اسکی
تھا دود سحر ابر سیاہ تگرگ بار

شمشیر ہوئے تھے اتنے ہی سرکش گرگ زبان
دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار
ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو

مجمر بدگہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو پاے ہمت استوار کرکے جان دینے پر
آمادہ ہی اور چڑھا چلا آتا ہی پس اسنے ایک حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکالکر سحر دم کرکے فوج دشمن پر
مارا اُسوقت ایسی صداے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بسان حباب چرخ دوار دراز
ہوکر لشکر مہرخ نکوکار پر محیط ہوا اُسدم سب فوج مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہوگئی اور سرپوش کیطرح وہ
حباب تمام لشکر مسلمانان پر ڈھک گیا اندر اِس حباب کے ہر ایک بیہوش ہوکر گرا وہ شیشہ کا
قیدخانہ مثل حصن حصین اُنکے لیے ہوگیا وہ تمام گروہ محلۂ خاموشان مین جاکر بسا مردون کی طرح اُس
حصار گور تمثال مین بے صدا و ندا ہوکر پڑا اُن سبکے گرفتار ہوتے ہی یہ ساحر طبل آسایش بجواکر
پھرا اسکے لشکریون نے مال و اسباب و خیام بارگاہ پر جاکر قبضہ کرلیا جو فوج کہ پڑاو کی حفاظت کو معین تھی
رو بفرار لائی بازارین لشکر کی لٹ گئین دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک
کی زبان پر جاری ناقدردانی چرخ کجمدار سے ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ ای فلک غدار یہ کیا تیری خو
ہی سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہی کوئی کہتا تھا کہ ای دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہی تو پھر پرورش کیون
کرتا ہی کوئی بھی اپنے پالے ہوئے کو مارتا ہی کسیکی زبان پر تھا کہ اگر تجکو دشمنی کرنا ہی تو براے چندروز یاری

کرنا کیا ضرور ہی اے دون ہمت جفاکاری ہی تیرا دستور ہی کہ نظم

اجزاے کار بند ہی عالم کا اُسکے ہاتھ
یعنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہی محال
سو پردے مین رکھے بوے گل کو یہ بے تمیز

جز چشم عاشقان کہ ہین جاری باتصال
یک تن نکو الہ خوار نہوا اس سے تا ابد
پھاڑے نقاب بے حیا کی یہ خصال

روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلا سکے
ہی سرنگون ازل سے یہ آب کا سفال
اُس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان

کیا جاے یہان تو سب اسیر سر پنجہ تقدیر ہین مگر مجمر بے پیر شادان و فرحان جنگاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ حیرت نے بھی داخلہ بارگاہ مین اپنی فرمایا لشکر لاکھ ساحرون کا گرد اُس حباب سحر کے براے نگہبانی لشکر مہرخ مقرر کیا باقی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ہر سمت گھما گھم ہی ہر شخص شاد و خرم ہی جابجا اسباب عشرت و کامرانی مہیا تھا بادہ خواری کا چرچا تھا ملکہ حیرت نے عرضی اس فتح کی بادشاہ طلسم کو لکھکر طائر سحر کو دیکر روانہ کی اور آپ بصد مسرت بیٹھی اُدھر مجمر نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر پڑھا کہ پنجہ جو مہرخ و بہار کو لیگئے تھے وہ انکو لیکر حاضر ہوگئے اسنے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استادکر انکو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحرون کا پہرا مقرر کیا غرض جب سب انتظام کرچکا بارگاہ ملکہ حیرت مین گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ مین حباب فلک کی قید سے چھوٹکر شاہ خاور جانب ملک مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرا چرخ پر مقرر ہوا کہ بمقتضاے ابیات

سرشب کیا شفق شعلہ فشان ہی
کہین سرخ آگ سے بجلی سمان ہی
لگا ہی آب گل خورشید کا زر
چمک دکھلا رہے ہین شب کے اختر

شام کو ساحر نافرجام اپنی بارگاہ مین پھر آرام آیا فی الجملہ یہ تو نہایت درجہ خوشنود ہی مگر قضا سر پر موجود ہی وہ یہ کہ برق جو دو روز سے اسکے قتل کرنیکی فکر مین سرگردان تھا آج اپنے لشکر کی بربادی دیکھکر مصروف نالہ و فغان رہا آخر وہ ساحر جو برق گرفتار لائے تھے اُنمین سے کئی جادوگرنیون کو روکا کہ کہان بھاگی جاتی ہو آؤ میرے ساتھ چلو کہ مین اس ساحر نابکار کو واصل دار البوار کرون وہ بموجب اسکے فرمانیکے ہمراہ ہوئین یہ اُن سبکو درۂ کوہ مین لایا اور کہا تم صورت اپنی بزور سحر تبدیل کرو اُنھون نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا اسنے ایک کو اُنمین سے حکم دیا کہ لشکر مجمر مین جاکر اُس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شاہ طلسم نورافشان تشریف لائی ہین اور تمسے ملنا چاہتی ہین ساحرہ بموجب حکم اسکے لشکر مجمر مین آئی وہ اپنی بارگاہ مین تھا کہ ساحرہ نے سامنے آکر سلام کیا اور پیام آنے بران کا دیا یہ بہت خوشنود ہوا اور خود پیشوائی چلا دامن کوہ مین جب آیا یہان

برق بعد پیام بھیجنے کے صورت اپنی بران کی ایسی بناکر زیور و لباس سے آراستہ ہوکر اور جادوگرنیون
کو مثل کنیزون کے تیار کرکے ٹھہرا ہوا تھا اِسنے وہان پہونچکر اصل مین دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشان
کی بہزار ناز و انداز استادہ ہی صحرا تمام اُس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہی مانگ اُسکی موتیون سے بھری
ہی تارون بھری رات نظر آتی ہی زلف شبگون قریب دہن تنگ آکر لہراتی ہی یا سکندر کنارہ چشمۂ
حیات کے آیا ہی یا ابر سیاہ گلستان پر چھایا ہی آنچل پلو کا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا ہی پانیچے کنیزین
سنبھالے ہین قامت زیبا سرو و شمشاد کو خجلت سے پا بگل بناتا ہی سینہ کا اُبھار سیب کو آسیب
پہونچاتا ہی کہ بیت ز گلگشت چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد + کشادہ بال قمری سرو را چاک
گریبان شد + یہ حال ملکہ ماہ تمثال کا دیکھکر ہزار جان سے یہ شیدا ہوا اور تسلیم کرکے قریب آیا ملکہ نے فرمایا
کہ بقدر یہ صحرا کا ہی یہان ٹھہرنا اچھا نہین کوئی میرے باپ سے خبر کر دیگا تو برا ہوگا آؤ ہم تم کسی مقام تنہا مین
چلکر بیٹھین یہ کلمہ سننا تھا کہ یقین اِسکو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہوا اور عجب تھا کہ شادی مرگ ہوجائے
پس دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ آفاق میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے اور آرام فرمائیے ملکہ نے کہا
اچھا پھر لیچلو راہ کسکی دیکھتی ہو اِسنے فوراً تخت سحر تیار کرکے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزون سے فرمایا
کہ تم اسیجگہ درۂ کوہ مین ٹھہرو مین دو باتین کرکے ابھی آتی ہون کنیزین سب ٹھہرین اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی
مجمر کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ مجھپر فریفتہ ہی جب تو اِسنے کنیزون سے بھی کنارہ کیا الغرض دونون تخت
پر سوار باتین کرتے بارگاہ مین آئے ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام ملازمون کو بارگاہ سے باہر کر دیا تخلیہ
کرا کے مسند جواہر کار پر ملکہ کو بٹھایا آپ پائین مسند بیٹھکر نظارۂ جمال عدیم المثال کرنے لگا اِس عیار نے
صورت ملکۂ بَران کی بناکر اِس ساحر کو پاس اپنے اسلیے بلایا کہ ساحر مذکور نے سحر کیا تھا کہ عیار
راہ بھول جاتا تھا پس اِسنے اُسکو طلب کرکے اُسکے ساتھ ہوکر اِسکی بارگاہ مین داخلہ کیا جو مانع تھا
وہی رہبر ہوا مثل مشہور ہی کہ خود کردہ را درمان چیست - اگر عیار اپنے پانؤن سے چلکر آتا تو راہ بھول جاتا
کیونکہ یہی سحر اُسکا تھا کہ جو عیار آپ سے آئے راہ بھول جائے یہ سحر نتھا کہ مین خود لیکر آؤن تو راہ فراموش
کرون - فی الجملہ اب جو بران نقلی مسند ناز پر بصد انداز جلوہ فرما ہوئی لب شکر بار اسطرح کھولے
ہنگام تکلم موتی رولے کہ ای مجمر مین اپنے باپ سے سخت عاجز ہون نہ تو وہ میری شادی کہین کرتا ہی
نہ وہ بڈھا مرچکتا ہی اکثر شاہان طلسمات نے پیام بھیجے لیکن اُسنے منظور نہ کیے اب یہ نیا گل پھولا ہی

کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہی افراسیاب جادو ایسے بادشاہ زبردست سے لڑنے کا دعوی کیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ اپنے بھائی جمشید بن کوکب کو شریک کر کے اُسکو گرفتار کرلون ای مجمر تم مجکو بادشاہ جادوان سے ملوادو وہ بادشاہ عالیجاہ جسکے ساتھ چاہے میری شادی کردے اور میری یہ شایان نہین ہی کہ مین بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کیے آپ کسیکو کرلون اور چھنال مشہور ہون میری شادی مین کرورون روپیہ خرچ ہونگے جب ہوگی مجمر نے یہ باتین سنکر قدم پر اُس سراپا ناز کے سر اپنا رکھدیا اور کہا ای گل بوستان رعنائی و زیبائی مین تیرے سب کام درست کردونگا لیکن مجھی کو اپنی غلامی مین قبول کرنا اور مین بھی قلعہ ظلمات کا حاکم ہون علم سحر مین بہت بڑا عالم ہون شاہان طلسمات سے مجکو بھی بادشاہ کہتے ہین جبسے مین نے آپکا دیدار دیکھا ہی دل مضطر سے صبر و قرار جاتا رہا ہی جینا دشوار ہوا ہی اگر تمجکو نپاؤنگا مر جاؤنگا نظم

یان چاک ہی سینہ بھی جگر بھی
کسدن کے لیے بھی آشنائی
پھر تم جو ہوئے ملول تو کیا
کیا ہمکو اگر بہائے آنسو

کچھ اسکی نہین تمھین خبر بھی
دو روز ہی سب یہ زیست کا لطف
تربت پہ چڑھائے پھول تو کیا

ہونٹون پہ ہی اب تو جان آئی
سمجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
کیا ہمکو کھلے جو غم مین گیسو

ملکہ نے یہ کلام سنکر مسکرا دیا اور سر اُسکا ٹھوکر سے سرکا دیا جب اُسنے سر اُٹھایا تو ملکہ نے انگوٹھا دکھایا اور کہا کیا خوب مردوے حواس مین آ اپنا عشق کسی اور سے جتا لو اور دیکھو چونچلے کی خوبی میرے یہان ایسے ایسے نفرے ہزارون پڑے ہین کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہین لو صاحب مین اِنکے پاس شاہ جادوان سے ملنے کیا آئی کہ یہ اور ہی کچھ سمجھے قربان اِس سمجھ کے ع برین عقل و دانش بباید گریست + کیا میرے دشمنون کی شامت ہی جو مین ایسون پر گرونگی شاہان جہان اُڑ گئے ہین جو مین ایک قلعہ دار کی جورو بنونگی کیا اپنے ملازمون سے بادشاہ تخلیہ مین مشورہ نہین فرماتے ہین پھر کیا وہ ملازم اُنکی عصمت کے خواہان ہو جاتے ہین مین آپ کیا شہنشاہ ساحران کے پاس نہین جا سکتی ہون جو تمکو خصم بنا کر جاؤن مجکو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ سے دو ایکبار مین لڑ چکی ہون بغیر وسیلہ سامنا کرون اسلیے تمکو ایلچی بنایا تمنے منھ چومتے ہی گال کاٹا کیا کہون اگر میرے طلسم کا کوئی ناظم ایسے کلام کرتا تو سخت سزا دیتی اور آپ بھی مین شاہ جادوان سے جاکر یہ سب ماجرا بیان کرونگی اور رہ تو جا ایسے تیسے دیکھ

تو تیرا کیا حال کراتی ہون یہ کہکر اُٹھی کہ لے مین اب جاتی ہون اس غصہ کو دیکھکر مجمر بدحواس ہو گیا
کہ بڑا غضب ہوا اگر اسنے شاہ طلسم سے جاکر یہ حال کہا تو وہ زندہ نچھوڑیگا اسلیے کہ کوکب اُسکا
چچیرا بھائی ہے اسکو وہ اپنی بھتیجی جانتا ہے دوسرے یہ کہ جب اس سے اور بادشاہ سے صفائی
ہو گئی ہے تو لڑائی کا بھی باد جاتا رہا اور لڑنے والونکی بھی قدر نرہیگی تیری بہت بری حالت ہوگی تونے بڑا ستم کیا کہ یکایک
سوال وصل کر بیٹھا بس یہ سوچکر اُٹھا اور ملکہ کے پانون پر گر کر گویا ہوا کہ ای شہزادی میرا قصور معاف فرما اور
ایک لمحہ یہان اور ٹھہر جا میری کیا مجال ہے جو نگاہ بد سے دیکھون آپ نے ذکر شادی کا کیا پھر شادی کا
پیام غریب امیر کے یہان دے تو کچھ گناہ نہین یہ کہکر رونے لگا ملکہ نے اسکے آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کیے
اور ہنسکر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موئے عورتون کیطرح ٹسوے نہ بہا لا جا میرے لیے شراب لا
ان اداؤن سے پھر اُسکو دلیری ہوئی اور دل سے کہا یہ ناز معشوقانہ ہین تو گھبرا گئین یہ بحث اگر رہا ہی
تو قریب میسر وصل جانانہ ہے بس خوشی خوشی کشتی شراب کی سامنے لایا اس عیار نے اُسکو ایسا کچھ بھلایا کہ
مطلق اُسکو خیال عیار کا نہ آیا اور وقت عجب طرح کا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی مین چاندنی کا بچھا تھا گل
مین پھول طرح طرح کے کھلے تھے کٹورے پھولون کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے ہوائے سرد کے جھونکے
آرہے تھے ہوائے محبت بڑھا رہے تھے معشوقۂ حور رخ گھر مین مہمان فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزے
کا دور طرز انجمن کچھ اور ایک نشۂ محبت سے چور دوسرا بادۂ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ نشیلی دوسرے کی
نظر حسرت بھری وہ یاس سے جانب روئے دلبر دیکھتا یہ حال تھا کہ نظم

کھلین آنکھیں تو دیکھا اک گلستان
پری پیکر تھی معشوقہ گل اندام
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کر
یہ گرمی کس سے سیکھے ہو بتاؤ

پری پہلو مین ہر صورت کے سامان
کبھی پہلو مین تھی گاہے بآغوش
کبھی مل بیٹھنا ہنسکر برابر
کہان تم اور کہان یہ نام میرا

چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام
نئی شوخی کی گھاتین تھین نئے جوش
کبھی کہنا اجی اپنی خبر لو
اگر شامت نے ہے کچھ تمکو گھیرا

اسی ہنگامۂ راز و نیاز مین ملکہ نے جام شراب ارغوانی سے لبریز کیا اور گھبرا کر کہا دیکھو اُدھر سے کوئی جھانکتا
ہے مجمر نے اسکے کہنے سے اُسطرف دیکھا اسنے شراب مین بیہوشی ملائی اور گردن مین اُسکے دست نازک
حمائل کرکے کہا ارے کمبخت میرا ابھی دل تجھپر آگیا ہے تیری منتون نے ناچار کیا ہے لے یہ بادۂ محبت ہے اسکو
پی یہ ادائے دلفریب اُس سفاک کی دیکھکر مجمر کو یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بے تامل وہ جام

لیکر پی گیا اب بشنیک جی گیا یہان تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہان سے ملکہ حیرت کی بارگاہ
مین گیا اور اُس سے کہا کہ ای ملکہ آج تو ہمارے افسر پاس ملکہ بران آئی ہین اور بڑی دیر سے بارگاہ
مین تخلیہ ہی نہین معلوم کیا مشورہ ہورہا ہی یہ خبر سنکر تھی کہ ملکہ مذکور پریشان ہوئی اور جلد صرصر عیارہ کو
طلب کرکے حکم دیا کہ جا دیکھ تو مجمر کے پاس بران کیسی آئی ہی اگر کوئی عیار ہو تو مجمر کو شر سے اُسکے بچا اور
اگر اصل مین بران ہو تو اُسکا خیال کرنا کہ ایسا نہو مجمر اُس سے سازکرکے شریک مسلمانان نہو جائے
صرصر یہ حکم سنکر بعجلت تمامتر روانہ ہوئی اور دربارگاہ مجمر پر پہونچی یہان برق عیار نے بعد پلانے
جام شراب کے ناز کرکے اُس سے کہا تھا کہ لو اب ہم جاتے ہین وہ اِسکو روکنے کے لیے اُٹھا تھا اُٹھتے ہی
بیہوش ہو گیا تھا عیار مسطور نے خنجر بُران نکالکر نیام سے گردن پر مارا تھا لیکن خنجر اُچٹ گیا اور خط
بھی نہ پڑا اُسوقت تو اُسنے کمند کی پھانسی گردن مین اُسکی ڈالکر چاہا کہ کسدون مگر گردن ایسی کر خت
تھی کہ پھانسی بھی نہ لگ سکی اس عرصہ مین صرصر اندر بارگاہ کے آئی برق اُسکے پانؤن کی آہٹ
سنکر سمجھا کہ کوئی آتا ہی بس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت برباد گئی بس اُسی گھبراہٹ مین
کہ نہ مہلت سیسہ گرم کرکے پلانے کی ملی نہ پشتارہ لیجانے کا قابو پایا اِس اثنا مین صرصر نے جلوخانہ
بارگاہ طی کرکے اندر قدم رکھا اسنے بجلدی تمام سفنی سے منھ مجمر کا کھولکر زبان اُسکی باہر نکالی اور
ازبسکہ سارا بدن اُسکا سحر بند تھا مگر زبان رویئن تنی سے خارج تھی کیونکہ وہ سخت ہوتی تو کلام کرنا اور
کھانا کھانا دشوار تھا بس زبان اُسکی اسنے کاٹ لی اسوقت صرصر بھی قریب آگرہ رہی تھی آرے
موئے کیا کرتا ہی دیکھ مین آپہونچی اور خنجر کھینچکر دوڑی لیکن اُسنے کچھ سماعت نہ کی زبان کاٹ کر بھاگا
یہ کہتا ہوا کہ اُستانی مستانی مین ایکدن اسیطرح تیرے پانؤن کاٹ ڈالونگا کہ تو ہر جگہ آکر خلل انداز
ہوتی ہی یہ کہکر سراچہ فرا کر بھاگا صرصر نے مجمر کو اُٹھایا اور ہوشیار کیا اب جو وہ ہوشیار ہوا منھ سے
لہو بہتا تمام گریبان تا بدامن خون سے بھرا منھ سے بولا نہین جاتا اُوں اُوں کرتا تھا صرصر ملعون نے بہت ہنسی کہ ہوئے یہ شاگرد
عمرو کے بڑے بلا کے ہین جب اُسکا کچھ بس نچلا تو زبان ہی کاٹ لیگیا غرضکہ یہ اُسکو چھوڑ کر باہر بارگاہ کے نکلی اور ملازمون کو
مجمر کے پکارا جب وہ آئے تو کہا مردو تم ایسے غافل ہوگئے کہ عیار تمھارے میان کی زبان کاٹ لیگیا ملازم اندر بارگاہ کے
آکر چارہ ساز ہوئے لیکن مجمر بہت خون پی گیا تھا زبان جڑ سے کٹ گئی تھی ہرُو ہرُو کچھ بک کر بعد تھوڑی دیر کے
مرگیا العیاذ باللہ شور مرنے سے اُسکے بلند ہوا آفت دنیا مین آئی بہیرون نے بڑی غل مچائی

زمانہ تاریک ہوگیا حیرت گھبرا کر اسکی بارگاہ کی طرف دوڑی اس عرصہ مین صرصر نے آکر سب حقیقت
سنائی ملکہ کو بڑا رنج ہوا لیکن سوائے صبر کے کیا چارہ تھا ناچار باخاطر ملول وچشم اشکبار اپنی بارگاہ
کیطرف پھری لیکن مرنے سے مجمر کے مہرخ وبہار جو خیمہ مین قریب بارگاہ مجمر قید تھین چھوٹ گئین اور وہ
حجاب شیشہ کا لشکر اسلامیان پر سے دفع ہوا پس ان شیرون کا زنجیر قید وصخرۂ اسیری سے چھوٹنا
تھا کہ یہ سب تشنۂ خون وگرسنہ جان حریف روباہ سیرت وبزدل ہین ببسان ضیغم وپلنگ غضبناک
حربہ سحر کے پکڑ کر لشکر مجمر پہ جا پڑے ہزار ہا بجلیان سحر کی چمک کر اکبار گرین خیام وبارگاہ مین آگ لگی اسوقت
بدحواسی اس لشکر کی کیا تحریر ہو یا تو بیفکری سے بستر خواب پر پاؤن دراز کیے ہوئے تھے مطلق سر جانیکا خیال
نتھا یا اب یہ آفت یکایک آئی پس گھبرا گھبرا کر جو اٹھے کوئی تو لشکر حیرت پر جا پڑا کوئی اہل اسلام کیجانب
آکر طعمۂ نہنگ شمشیر ہوا کوئی اپنی پرچھائین سے گریزان تھا مگر خوف سے کہ دشمن پیچھا ہی نہین چھوڑتا
کچھ دور بھاگکر گر پڑا تھا کوئی آپس مین لڑنے لگا تھا کوئی ناریل منتر پڑھکر اپنے ساتھیون پر لگاتا گلو ابکارتا
پھیرون بھاگا جاتا جو سحر نہین جانتے تھے وہ ترکش مین تلوار اور نیام مین تیر کو ڈھونڈھتے تھے زیر جامہ کو
گلے مین اور جامہ کو پاؤن مین پہنتے تھے لشکر جو گرد حجاب سحر برائے حفاظت لاکھ ساحر دنکا اترا ہوا
تھا وہ مسلح تھا اور ان بیخبرون سے ہوشیار وہ لڑنے لگا سحر کی مار ہونے لگی ماش کے دانہ آگ
دھتورے کے پھل مسان کی خاک کمہار کے چاک پر کی مٹی مرچون کے ہار چلنے لگے لڑنے والے
جلنے لگے اس عرصہ مین وہ ساحر جنکو زنگی زمین سے ظاہر ہوکر لیجاتا تھا وہ بھی آکر شریک رزم ہوئے
کیونکہ زنگی پتلے سحر کے تھے وہ مرگ مجمر سے غائب ہوگئے اور ان قیدیون نے دیکھا کہ ہم ایک میدان
مین کھڑے ہین غرضکہ یہ بھی جب آکر لڑنے لگے مشکین ہونے ستارہ زلف سے گر اکر ستارہ بخت عدو کو
حضیض نکبت مین پہونچایا لرزان وزلزلہ نے کوہ ودشت مین زلزلہ ڈالدیا عدو کو جگر دیکر شب
عدم دکھادیا ساحر تو اسطرح بھڑے ہوئے تھے لیکن مبارزان شمشیر زن نے خنجر وتیغ سے رن کی
صفین ببسان فرش بچھادی تھین نئی انجمن ترتیب ہوئی تھی کہ سر لوٹتے تھے رقص بسمل کا تماشا تھا
اسطرح شمشیر تیز دم نے مجمع سر وتن اعضائے بدن مین فرق ڈالا تھا کہ حواس خمسہ بھی منتشر بغیر لڑے ہوئے
جاتے تھے اربع عناصر مثل طائران وحشت قفس تن سے اڑنا چاہتے تھے اجزاء موالید ثلاثہ آتش شمشیر نے
منجمد نرکھے تھے جانین اسطرح مطیع تیغ تھین کہ برنگ خادمان اشارہ پر خانہ تن سے نکلکر دوڑتی تھین جود

انسان

انسان کا نام عدم تھا روح یون جاتی تھی جیسے کسی معشوق پر جان جاتی ہے قضا اسطرح آتی تھی جیسے کسی محبوب پر دل آتا ہے قوت بازوے دلیران پرہیبار زدہر تعریف کرتا تھا جدھر سُنیے لوہے کی جھنکار تھی تیر دلدوز کی مثل قطرات باران بوچھار تھی مہرخ اور بہار کی مدح مین ترک فلک یون ثناخوان تھا کہ

نظم

ترے کمال کے آگے حریف روز نبرد / کمان نہ لا سکے یہ طاقت جو ہو سکے سیدھا

کہ جسکی تیر کی ہیبت سے آسمان تھے کبھی / بغیر خم کیے پشت اپنی سر اٹھا نہ چلا / شہا عجب ہے وہ شمشیر جسکی صولت سے

ترے عدو کو ہزیمت سے شوق ہے اتنا / گر اسکے بعد مصور جو کھینچے اسکی شبیہ / تو روح اسکی پکارے کہ پہلے پاؤن بنا

اسیطرح یہ سب لڑتے ہوئے کنارہ لشکر کے جب پہونچے وہان بھی تہلکہ عظیم برپا تھا چونکہ مشعلین اوجر رہی تھین بہار ہی بھتین ملکہ حیرت تخت پر سوار فوج کو روکے استادہ تھی لشکریان اسلام ہزارون کو قتل کرکے اُس لشکر کے کنارہ سے پھرے اسلیے کہ حیرت سے تو مقابلہ ہی ہے پھر اور کسی دن سمجھ لیا جائیگا فوج محمد کی نالان وگریان جانب دریاے خون روان گئی اسی گیرودار مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا تھا کہ زال دنیا نے جلی کٹی کرنیکو زبان شعلہ ریز آفتاب دہان مشرق سے نکالی اور خنجر عیار سحر نے ظلمت شب مثل زبان محمد کاٹ ڈالی

نظم

کہ جب اُٹھا زمین سے دامن شب / ہوئے نظر دنیے پنہان چشم کوکب / سحر کا نور مثل ابر برسا

جھکے طاعت مین ہر سو گرد برسا

ہنگام سحر حیرت نے عرضی اس شکست کی بادشاہ کو لکھی اور طائر سحر کو دیکر روانہ کی بادشاہ خیمہ صنعت سے اپنے وعدہ کے بموجب کہ مین لشکر امیر کو غارت کرنیکے لیے کسی ساحر کو بھیجونگا جانب کوہ نیلم جا چکا تھا طائر اُسی سمت عرضی لیکر چلا اسلیے کہ راستہ طلسم کا قبضہ مین حریف کے نہین ہے جہان چاہین ساحر ملازم شاہ اپنا سحر بھیجین کوئی روکنے والا نہین فی الحال حیرت تو عرضی بھیجکر رنجیدہ ودل کبیدہ بارگاہ مین بیٹھی اور ملکہ مہرخ اپنا لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیے پڑاو پر اپنے آئی خیام وبارگاہ جو لٹ گئے تھے اُنکا سامان از سرنو کیا ڈھنڈھورا ان کا پٹ رہا یا اور سپاہ فراری آکر آباد ہوئی بازار مین لشکر کی کھلین رونق تازہ ہوئی خرمی بے اندازہ ہوئی سرداران عالی تبار دربار مین آئے برق بھی آیا ملکہ مہرخ نے بہت بھاری خلعت عطا کیا سب سردار اسکے زبان کاٹنے کا حال سُنکر بہت ہنسے اور تعریف عیاری کرنیکی فرمائی پھر شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا جشن اسوجہ سے نہین کیا کہ خواجہ برج غضب مین قید ہین اب انکو تو بعیش استمقام پر رکھیے مگر شمہ حال افراسیاب

بدخصال ورود داخل ہونا چالاک بن عمرو کا طلسم مین سنیے

داخل ہونا چالاک سفاک کا طلسم ہوشربا مین اور عیاریان نادرہ کار و عجائب روزگار افراسیاب پر کرنا پھر آنا لشکر مہرخ مین لمولفہ

اے ساقی ترے شیشے مین کیا ہے
بیان نیرنگیون کا تا مزا دے
اسی مینا پہ ساقی دل ہے مفتون
لکھون نیرنگ بازی کے مضامین
زبان اُس مے سے میری ساقیا دھو
مرے کیف بیان سے سب ہون بیہوش
کرون عیاریان مین محتسب سے
زبان وقت بیان ہو مثل خنجر
سرور افزا ہو کچھ ایسا فسانہ
تو رنگین ہو ابھی سادی عبارت
چنین شانہ کش گیسوے تحریر

یہ میری آرزو کا خون بھرا ہے
سحاب آرزو اُمڈا ہوا ہے
جو ہے ہمصورت مینائے گردون
صفا جس مے مین گوہر سی ہو وہ دے
حباب بہشتی ہر دائرہ ہو
دراز اہد کو دھوکا دون مین جا کر
بھلا دون جادۂ تقوی کے دھرے
مسلسل ایسی ہو تحریر مرغوب
کہ جسپر ہوش کھوئے اک زمانہ
بدل ہی جاوے پھر شکل مضامین
معطر ساختہ این زلف تقریر

خدارا جام رنگین اک پلا دے
بہت کچھ جوش پر طبع رسا ہے
اُسی شیشہ سے بھر اک جام رنگین
کہ تا میرا قلم موتی پرو دے
طبیعت کو مری مستی کا ہو جوش
ہنسون اُس میکدہ مین اُسکو لاکر
کٹین حاسد کے دل میرے بیان پر
کہ ہو جیسے کمند زلف محبوب
جو بدلون مثل عیارون کی صورت
نئی صورت سے کر قصہ کی تزئین

ہنگامہ پردازان معارک عیاری و عربدہ جویان ہنگامۂ زبان آوری و مکاری۔ قتالان سپاہ مضامین بیہودہ خیالی۔ و باطل کنندگان نقش طلسم غلط کاری۔ ساحران طلسمات ہرزہ گوئی کو شمشیر خامۂ صدق نویس سے اسطرح قتل کرتے ہین اور طلسم قرطاس مین بدستیاری لوح میدان قلم عیاران شوخ طبع یون قدم دھرتے ہین۔ کہ جب افراسیاب بدسیر مجمر کو بہر جنگ مہرخ نامور روانہ کرچکا تو آپ بزور سحر کر بتعجیل تمام کوہ نیلم پر آیا سابق مین مذکور ہوا ہے کہ یہ بادشاہ ہے طلسم مین ہر جگہ بہت جلد پہونچتا ہے پہلے یہ تلاش طلسم کشا مین قلعہ ہاے طلسم پر پھرتا ہوا آیا تھا اسوجہ سے عرصہ مین پہونچا الحاصل جب یہ کوہ مسطور پر آیا نیلم جادو وہانکا حاکم پھر حاضر ہوا شرائط خدمتگزاری بجالایا بادشاہ کے لیے فرش بچھوایا انجمن عشرت ترتیب دی بادشاہ نے بدستور اول دوربین سحر کی طلب کرکے جانب کوہ عقیق نظر کی لشکر امیر باتوقیر کو بڑے کروفر سے اُترے دیکھا چنانچہ بارہا اس لشکر کا اوج مراتب لکھا گیا ہے

فی الجملہ اُدھر سے نگاہ پھیر کر لشکر ضلالت اثر لقاء بدگہر کیطرف دیکھا تو اُس فوج شقاوت موج کو بہت
پریشان و مضطر پایا خیمے ہر بار شبخون مین جو کٹے اور جلے ہین تو مثل خاطر شکستہ شکستہ حال نظر آتے
ہین مردمان سپاہ وابستہ ملال پائے جاتے ہین بارگاہین مثل مردمان بیکس کے بے ستون ہین
بازاریون کے دل رنج سے خون ہین اصطبل بادشاہی طویلہ خر سے بدتر ہے فراخی کا نام نہین تنگی سے
ہے مطبخ سلطانی مین لخت جگر کی ہر روز نہاری ہے خلاصہ یہ کہ جان ہر ایک کو بھاری ہے یہ حال پُر ملال
لشکر کا اپنے خداوند کے دیکھکر اسکو بڑا صدمہ ہوا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر نیلم سے کہا تجکو
کچھ معلوم ہے کہ خداوند لقا کس فکر مین رہتے ہین اُسنے عرض کیا کہ اخبار میرے ملک مین بھی کو بتحقیق
سے آتا ہے اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند بہت پریشان و مضطر ہین جنون و مجنون ۔
بلار جادو وغیرہ سب رفیق مارے گئے اب فقط صبار جادو باقی ہے کہ خداوند عاجز ہوکر عرش اعلی پر
چلے جائین یہ کیفیت جب بادشاہ نے سُنی دوربین جو لیکر آئے تھے اُنکو تو مع دوربین رخصت کردیا
اور نیلم سے کہا مین سخت حیران ہون کہ کس شخص کو برائے اعانت خداوند بھیجون جو کوئی جاتا ہے
عیار اُسکو مار ڈالتے ہین نیلم نے عرض کیا کہ ابھی میرے کہنے سے حضور شیشہ دار جادو کو روانہ فرمائیے
بادشاہ نے کہا اُسکو مین نے اور کام کو رکھا ہے نیلم نے عرض کیا کہ حضور ایک حجرہ ہائے ہفت بلا ہین
اگر ایک تحفہ طلسمی بھوانہ سہی کچھ ملازمان عالی کا ہرج اُسکے نہونے سے نہوگا شاہ جادوان اسکی فہمائش
سے کچھ سوچا پھر اُٹھا کہ اچھا جاکر اُسکو بھیجتا ہون نیلم نے کہا یہ غلام بھی ساتھ چلتا ہے کسلیے کہ راہ مین تاریکی
ملیگی جناب عالی پریشان ہونگے یہ کہکر دستک سحر کی دی دو اژدہے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوئے
زمین سے نکلے کاٹھی سے اُنپر کھنچے تھے پس ایک اژدر پر بادشاہ دوسرے پر نیلم سوار ہوئے اور وہ اژدر
روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے ایک بیابان آتشناک مین آکر اُترے یہ دونون اژدرون کی پیٹھ سے زمین پر آئے
اور ایک سمت روانہ ہوئے جنگل وہ تھا دل عاشق تھا کہ جسمین سے آہ آتشین نکلتی ہے اور سوز عشق
رہتا ہے جب ہوا چلتی تھی سموم وزان تھی کسی دل جلے کے نفس گرم کا پتا دیتی تھی جو کوئی درخت اُس
صحرا مین تھا وہ تمازت مہر اور حرارت سے دھوپ کی زرد و لشکل بیمار تھا بعض نخل آتشبار تھا ہمسر چنار
تھا جو کوئی شاخ پھولی ہوئی تھی وہ آتشبازی کی پھلجھڑی تھی جہان کہین کوئی چشمہ تھا وہ بخارات
فاسدۂ زمین سے نزلہ جانکا پانی نظر آتا تھا لب جوئبار مین فرماگرا ہے حبابون کے چھالے تھے سینۂ ہائے

مین فلسون سے تبخالے تھے فلک اُسجگہ شیشۂ آتشی تھا زمین گرم پر گلخن کا گمان ہوتا قدم رکھنے سے ہا جن بھی بیجان ہوتا سایہ ہر شے کا دھوپ کھا کر کالا ہوتا خار دار درختون سے یہ ظاہر کہ پیاس کے مارے زمین کو کانٹا لگا تھا مہر فلک نے بھی پنجہ سے منھ چھپانے کا عزم کیا تھا بلکہ دنیا کی طرف سے منھ پھیر لیا تھا اور علاوہ اس گرمی کے صحرا ہول خیز تھا نہایت وحشت انگیز تھا جھاڑیان مثل مرد مفلس و پریشان سر جھاڑ منھ پہاڑ تھین میدان جنگل کا بزنگ کف دست تہیدستان بے نخل و بے برگ و بار درخت ہر ایک سوکھا ہوا چٹیل میدان کوسون تک کا کہ بموجب نظم

نظر آیا عجب صحرا لق و دق	کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق	عجب وہ موضع خوف و خطرناک
دیا انکو دکھائی زیر افلاک	کرے بوم اسطرف منھ کر نہ پرواز	نہ جائے جغد کی اس سمت آواز
کسی روئیدگی سے تھے نہ وان پات	ہزارون طرح کے اسجا بلیات	نہ دیکھا ہو کسی نے جو غرائب
نظر آئین وہ حالات عجائب	گہے وان سوز تھا اور گاہ وان ساز	کبھی ہنسنے کبھی رونے کی آواز

یہ دونون اُس دشت کو طے کر کے کنارہ پر اُسکے پہونچے وہان ایک غار تیرہ و تار نظر آیا اندر غار کے صدہا بانبیان ماران سیاہ کی بنی تھین اور گرد اُس غار کے بھی بہت سی بنی تھین اندر غار کے سانپ جو پھنکارتے تھے تو آتشین شعلہ چمک جاتے تھے فش فش کی صدا آتی تھی جب وہ پھن مارتے تھے تاریکی اندر اُسکے ایسی تھی جیسے دوات مین سیاہی بھری تھی اُس اندھیرے سے دم بدم بلائین منھ نکالتی تھین اگر جن بھی وہان آجائے تو اپنا سایہ اُسپر ڈالتی تھین شاہ جادوان نے سر غار پر کھڑے ہو کر نیلم سے فرمایا کہ روشنی کر اُسنے ویسے ہی ایک بڑھکر پھونکا یکایک وہ غار چاہ نخشبی بنگیا یعنی ایک چاند ساطلوع ہو کر بلند ہوا اور اسطرح لامع تھا کہ تمام غار اور جنگل روشنی سے معمور تھا تاثیر اُس ماہتاب سحر کے طالع ہونے سے یہ پیدا ہوئی کہ مار وغیرہ جملہ بلیات غائب ہو گئی بادشاہ نے اندر اُس غار کے اپنے تئین گرایا اور غلطان و پیچان چلا پیچھے بادشاہ کے نیلم بھی غار مین کود اغرض یہ دونون حد نشیب پر جب پہونچے زمین پر قرار لیا اب جو دیکھا صحرا سبزہ زار ہے گلہائے بوقلمون کی بہار ہے یہ دونون سیر کنان آگے بڑھے تو ایک باغ پر بہار سراپا لالہ زار نظر آیا بادشاہ اندر باغ کے قدم زن ہوا دیکھا کہ باد بہاری نشہ مین متوالی ہے جھومتی نشۂ عشرت سے ہر ایک ڈالی ہے گھٹا سر باغ پر چھائی ہے گویا پری دوش ہوا پر آئی ہے تاک انگور مستی مین بھری ہے مثل دانہ گوہر چمکتی ہے گل ہر ایک پروردہ مہد ناز دایۂ بہار ہے

نوجوانانِ گلشن پر غضب کا نکھار ہی جام چشم نرگس شراب تازگی سے سرشار ہی نظم

زبس باد بہاری مین نشا ہی
تو کف لائے ہین مستی سے دہن مین
قبا گل پھاڑتے ہین ہوکے سرشار
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

پڑا کیا بخیر تاک اینڈتا ہی
اُٹھا سکتی نہین سر ہی یہ پیچیں
رہی لپٹی ہوئی سوسن کی دستار
پڑا ہی حسن وش پر عکس گلزار

کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاتی ہی کچھ چشم نرگس
زبس تیتی ہی باد تند جاروب
بچھی ہی اسجگہ قالین خوش کا

بادشاہ طلسم جب اُس باغ مین آیا نیلم نے آگے بڑھکر مالک باغ کو بادشاہ کے آنے سے اطلاع کی وہ برسم استقبال جانب در گلشن چلی بادشاہ نے دیکھا کہ بارہ دری سے ایک آفتاب سپہر حسن طلوع ہوئی جسکی زلف دراز مثل نامۂ اعمال شامت زدگان سیاہ و طولانی تھی برنگ کاغذ تحریر علماے صالحان نورآگین پیشانی تھی ابرو ہر ایک مثل طبیعت محبوبان نسبت عاشق کھنچی ہوئی مژگان بسان خلش سینہ پر ارمان پھانس جگر کی بنی ہوئی آنکھ ہر ایک جادو بھری سرمہ کی تحریر اُسمین دی مست کے زنجیر بہائی نہین نہین متوالے کے ہاتھ مین تلوار آئی چہرۂ منور پر صدقہ ہونے کو آفتاب ہر روز چکر لگاتا ہی مگر سامنے آتے شرماتا ہی دہان تنگ زندہ کن دلہاے مردہ چاہ ذقن چشمۂ پر دن اُسمین غوطہ زن مسیحا گلو و بر و دوش کی ثنا مین زبان لال ہی ہر ایک بمثال ہی سینۂ صاف پر چھاتیان جو جاتی نگاہ دل لبھاتیان اُبھری اُبھری کچین لال لال اُنپر جھنی کی اودا ہٹ جیسے روے معشوق پر مسایا خال جوبن اُنسے ٹپکتا خیال کرنے سے دل بیچین ہو جاتا غرضکہ از فرق تا قدم وہ محبوب نہایت خوب ہی بموجب نظم

تعالی اللہ چہ فندق او چہ انگشت
تو جاتی چھوڑ مثل نیم بسمل

کہ جنکے ہین وہ خونہائے خلق کمشت
دل اُس کے غم مین لاکھون گلفت اللہ

کوئی دیوے جو اُس ظالم کو بس دل
ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

بادشاہ کا سامنا ہوتے ہی آسنے تسلیم کی اور عرض رسا ہوئی کہ ہر چند یہ کلبۂ احزان اس لائق کہان کہ حضور معلے اپنا کفش خانہ بنائین لیکن اب جو پرتو فگن رحمت جسم اقدس ہوا ہی تو بارہ دری مین قدم رنجہ فرمائین شاہ جادوان ہمراہ اُس کافر صنم دلربا کے بارہ دری مین آیا اُسمقام کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے نہایت آراستہ پایا شاہ مسند پر جلوہ گر ہوا اُس ماہ پیکر نے جام مے گلفام سے بھر کر دیا شاہ نے پیا دو ایک جام کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ مین تمکو خدمت خداوند لقا مین بھیجنا چاہتا ہون اُس نازنین نے عرض کیا کہ زہے افتخار میرا بادشاہ نے کہا تم شیشۂ طلسمی پُر از آب

چشمۂ سامری لیکر کوہ عقیق مین جاؤ وہان لشکر مسلمانون کا پڑا ہی اور مالک اُس لشکر کا حمزہ ہی
جسنے خداوند کو سخت عاجز کیا ہی پس اُسکو مع اُسکے لشکر کے غارت کر دینا اور عیارون سے بچتی رہنا
اُس گلبدن نے ہنسکر جواب دیا کہ ای بادشاہ آپ خوب واقف ہین کہ جب مین سفر مین ہوتی ہون تو کھانا پانی شراب
سب چیزین ترک کر دیتی ہون اگرچہ برسون عالم مسافری مین رہون کچھ نہ کھاؤن پیون میرا طریقہ یہ ہی
کہ جب گرسنہ ہوتی ہون کھانے کا خیال کر لیتی ہون پیٹ بھر جاتا ہی اور پانی کے خیال سے سیراب ہوتی
ہون شراب کا خیال مجکو مخمور کر دیتا ہی اور شب کو کسیکو نظر نہین آتی ہون اور یون بھی اگر مین بچا ہون
تو کوئی مجکو دیکھ نسکے پھر ان صورتون مین عیار میرا کیا کر لینگے اور مین بہت دن وہان رہنے کیون لگی آپ کے
صدقے سے اور سامری کی عنایت سے حربہ میرے پاس سحر کا تحفۂ طلسم ہی کہ وہ پانی اِدھر لشکر پر چھڑکا اُدھر
وہ پتھر کا ہوا اگر مین آپ سے لشکر دشمن پر اُس پانی کو چھڑکون تو وہ پتھر کا ہو جائے اور اگر وہ شیشہ اچانک کوئی
توڑ ڈالے جب بھی کچھ ضرر نہین پانی جو اُسمین سے گریگا وہ لشکر کو جلا دیگا پھر مین سر لشکر عدو پر جا کر برد
ہوا ٹھہرونگی اگر کوئی عیار یا ناوک انداز شیشہ توڑ دیگا جب بھی فوج عدو کا خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ نے کہا
حمزہ مالک باطل السحر ہی بہت احتیاط سے مقابلہ کرنا ورنہ جان جاتی رہیگی اُسنے کہا سمجھ لیا جائیگا
سحر کو حمزہ باطل کر سکتا ہی طلسم کو نہین توڑ سکتا ہی میرے پاس تحفہ طلسم کا ہی اسکا مٹانے والا طلسم کشا
ہی اور دوسرا نہین فی الجملہ نادر شاہ نے تمام نشیب و فراز اُس سرکش و مغرور کو سمجھایا اور شراب پیا کیا
جلسۂ رقص بتان رہا پھر وہان سے اُٹھا اور کہا ای ملکہ اب جو تم فتح جنگ فرما کر طلسم مین مع الخیر آنا
تو اپنے مکان پر نہ آنا کہ مجکو یہان آنے مین تکلیف ہوتی ہی یا تو کوہ نیلم پر نیلم جادو پاس آنا اور مجکو لکھ بھیجنا
کہ یہ ماجرا گذرا یا میرے پاس چلی آنا اِسنے کہا سامری نے چاہا تو ایسا ہی کرونگی بادشاہ یہ کہکر مع نیلم
کے جس راہ سے آیا تھا اُسیطرف سے چلکر کوہ نیلم پر آیا یہان جب آکر ٹھہرا طائر سحر نے عرضی ملکہ حیرت
کی لا کر دی اُسمین مرنا مجمر کا پڑھکر بہت رنجیدہ ہوا اور نیلم سے کہا مین کچھ دیر یہان ٹھہر کر آرام کرتا مگر اب
نہ رکونگا ملکہ نے اُنھون نے پریشان کیا ہی اُنکی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر وہان سے جانب لشکر حیرت روانہ
ہوا۔ اُدھر بموجب اُسکے حکم کے ملکہ شیشہ دار جادو لباس پُر زر اور زیور جواہر سے و گوہر سے آراستہ
ہو کر شیشۂ آب تحفۂ طلسم کا جھولی مین رکھکر اُس غار سے نکلی اور تخت سحر پر بیٹھکر اکیلی جانب کوہ عقیق
چلی ایک کنیز تک ہمراہ نہ لی اور از بسکہ کوہ عقیق یہان سے نزدیک ہی بہت جلد راستہ طی کر کے قریب لشکر

لقا پہونچی لقا بارگاہ مین اپنی بیٹھا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اُس ہیجیا نے نعرہ کیا کہ ای شیطان درگاہ من دیکھ تو مین نے کیا تقدیر کی شیطان اُٹھکر دروازۂ بارگاہ پر آیا اس اثنا مین ساحرہ بھی دروازہ پر اُتری شیطان کو سلام کیا اُسنے کہا ای ملکہ مزاج اچھا ہی اسنے کہا جی دعا کرتی ہون اور ہمراہ شیطان اندر بارگاہ کے آئی خداوند کو سجدہ کیا اُسنے کہا سر اپنا سجدہ سے اُٹھا کہ رحمت اپنی تجھپر نازل فرمائی یہ سجدہ سے اُٹھکر دنگل پر قرار پذیر ہوئی ایک خیمہ زربفت کا اِسکے لیے آراستہ ہوا یہ کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہر کر آرام کرنے وہان آئی جملہ اسباب راحت وہان مہیا ہوا خبر جو اسکے آنیکی مشہور ہوئی صبا بھی اِس سے ملنے آئی یہ ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوئی دوسرے روز جب طاق مشرق سے شیشۂ طلسم افلاک ساحر روزگار نے اُتارا اور ساحرۂ شب نے طلسم عالم سے کوچ فرمایا نظم

قمر نے چلکے طی کین منزلین چار
ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار
اُڑی مہتاب کے رخ پر ہوائی
گڑی راہ سفر کی تھی اٹھائی

ہنگام سحر یہ بارگاہ خداوند مین آئی اور عرض کیا کہ حضور مع چند رفقا کے کوہ عقیق پر چلین اور جس دامن کوہ کے نیچے لشکر حمزہ اُترا ہوا ہی اُسطرف چلکر ٹھہرین مین تمام لشکر مسلمانون کا غارت کردون لقا یہ سنکر مع چند ارکان دولت وغیرہ اور بختیارک کے سوار ہوکر روانہ ہوا اور ازبسکہ لشکر امیر جو بیس فرسخ تک اُترا ہی تو سر لشکر کا زیر کوہ عقیق ایک النگ کیطرف ہی لقا اُسی سمت آکر ٹھہرا اُسوقت گھٹا گھر آئی تھی کچھ ترشح ہوتا تھا مور جھنگھارٹتے تھے جانور صحرا مین خوش فعلیان کر رہے تھے طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے تھے سراچۂ بارگاہ سلیمانی کے اُٹھے تھے برسات کی بہار جنگل مین لالہ زار کا لطف دیکھکر سرداران اسلامیان کا دل مائل گلگشت صحرا ہوا اور خدمت امیر والاتدبیر مین سب نے عرض کیا کہ یہ وقت ایسا فرحت بخش و نزہت انتما ہی کہ دل بے اختیار سیر کرنے کو چاہتا ہی اور سنا ہی کہ ایک ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی ہی اُسنے لشکر کو ہمارے ضرر پہونچانیکا ارادہ کیا ہی اور بالاے کوہ عقیق لقاء گمراہ کو لائی ہی پس یہان سے کنارہ تک لشکر کے حضور بھی سیر کنان تشریف فرما ہون حفاظت لشکر بھی مدنظر رہیگی اور تفریح خاطر بھی متصور ہی امیر نے التماس انکا پذیر فرمایا اور چند سردارونکو خدمت بادشاہ اسلام مین چھوڑکر باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوکے اِسطرف سے یہ چلے اُدھر حال بیان ہوا تھا کہ پارۂ دل خواجہ عمرو منتقل بن منتقل چالاک ناموس اجازت طلسم مین جانیکی امیر منتقل پر ورسے لیچکا ہی چنانچہ اُسکی جگہ پر اب ابو الفتح کام کرتا ہی اور یہ

ہر روز احباب سے رخصت ہو کر جانب طلسم جاتا ہی لیکن راہ نہین پاتا ہی چنانچہ آج اپنے دل سے اُسنے
مشورہ کیا کہ بارگاہ لقا مین چلیے وہان ساحران طلسم آتے جاتے ہین اُنہین سے کسیکے ساتھ روانے
ہو جیے پس یہ سوچکر جانب لشکر لقا روانہ ہوا راستے مین لقا کو جانب کوہ اسنے جاتے دیکھا یہ بھی
ہمراہ ہوا جب لقا قلعۂ کوہ پر آکر ٹھہرا یہ بھی کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہو کر اپنی گھات سوچنے لگا اس
اثنا مین بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ ای ملکہ تم کیا سیر دکھانے کو اس کوہ پر خداوند کو لائی ہو
اُسنے جملہ کیفیت شیشۂ آب طلسمی کی بیان کی یہ سب حقیقت چالاک نے سُنی دل سے کہا خوب ہوا
جو تم طلسم مین نہ گئے تھے یہ غیبانی ساحرہ نہ کھاتی ہی نہ پیتی ہی پھر عیارون کو بہت پریشان کریگی اسپر
تم ہی عیاری کرتے چلو یہ سوچکر نہایت مستعد ہو کر تیر و کمان سنبھالے پتھر گوپھن مین دیے تھیلے
نفطی قارورہ ہاے آتشبازی سے درست تاک مین ساحرہ کی ٹھہرا اور وہان سلیمان عنبرین مو
نے بھی جانا لقا کا جانب کوہ بارادۂ رزم و فساد سُنا پس اُسنے کہا کہ خداوند کی مشیت مین نہین معلوم
کیا آیا جو کچھ فوج ہمراہ نہ لیگئے انسان ہو تو کچھ کہا جاے خدا ہو کر ایسی غفلت کرے احتیاط شرط ہی ای
افسران لشکر تم فوج تیار کرا کر جاؤ اور زیر کوہ ٹھہرو افسر بمجرد حکم فوج مسلح و مکمل کر کے روانہ ہوئے
اور زیر کوہ آکر ٹھہرے اُدھر سے امیر کشور گیر بھی تشریف لائے بختیارک نے شیشہ دار سے کہا اب
بڑا غضب ہوا حمزہ آتا ہی ایکو بھی ہم مین سے زندہ نچھوڑے گا اور مع اپنے تمام سردارون کے
آتا ہی ساحرہ نے کہا ملکمی تم تو مسلمانون سے ایسا خوف کھاتے ہو جیسے بز قصاب سے یا طائر صیاد سے
تم گھبراؤ نہین مین ابھی سبکو مثل حرف غلط مٹائے دیتی ہون یہ کہکر شیشۂ آب سحر جھولی سے نکالا اور
تھوڑا پانی اُسمین سے اور ظرف مین لیکر زیر کوہ متوجہ ہوئی اور چونکہ اُسکو تو یہی معلوم ہی کہ نیچے کوہ کے
لشکر حمزہ ہی خداوند لشکر ساتھ لیکر یہان نہین آئے پس اُسنے اُس لشکر کو جو براے حفاظت خداوند
زیر کوہ تھا خوب تجویز کر کے وہ پانی پھینکا پانی کا لشکر مین گرنا تھا کہ ہوا سرد چلی اور لشکری پتھر کے ہونے
لگے اُسوقت تو لشکر مین بھگدڑ پڑی ہر سمت سے صدا بلند ہوئی کہ دُہائی ہی خداوند لقا کی بختیارک اپنے
افسران لشکر کو پہچانتا تھا اور جب سے وہ لشکر آیا تھا جب ہی سے خبردار تھا مگر کیا جانتا تھا کہ یہ ساحرہ ہمارا ہی لشکر تباہ کریگی
پس یہ آفت اُسنے دیکھکر پکارا ای ملکہ واہ واہ کیا اچھا خداوند کو یہان لاکر تماشا دکھایا ارے یہ تو
لشکر خداوند ہی کا تھا ساحرہ نے کہا سچ کہو ارے لشکر تمسے کسنے بلانے کو کہا تھا اور پھر مجکو شناخت

بھی بگاڑ دیا اچھا اب جلد بتاؤ کہ حمزہ کا لشکر اور وہ کہاں ہے شیطان نے اشارہ کیا ہے کہ وہ ہے ساحرہ نے غصہ مین آکر شیشۂ آب سحر بلند کیا کہ چرخ دیگر جانب لشکر حمزہ مارون بس جیسے ہاتھ اسکا بلند ہوا چالاک سوچا کہ ابھی یہ دشمنان امیر پر آفت لائیگی پس بہت جلد پتھر اسنے تاکر اسکی کلائی کو مارا پتھر آکر ہاتھ کے سگے پر اس زور سے پڑا کہ شیشہ جھنجھنا کر ہاتھ سے چھوٹکر نیچے گرا اور جلنا چور ہوا لشکر لقا کچھ پتھر کا ہوگیا تھا کچھ جو بچا تھا شیشہ گرنے سے شعلہ ہر ایک کے بدن سے پیدا ہوئے اور جلنے لگا ہر ایک ناری مثل دیو آتشبازی چھوٹنے لگا زمین سے آگ کے شعلہ نکلکر جلانے لگے شور الغیاث و فریاد بلند ہوا توبہ ارے خداوند جلے جلے پکار پکار کر آخر سب جہنم واصل ہوئے امیر کنارے اپنے لشکر کے کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے سب سردار ہنستے تھے ادھر بختیارک کہہ رہا تھا کہ صلواۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر لقا واہ کیا اقبال مسلمانان ہے کہ جو بلا آتی ہے ہمارا ہی گھر تاکتی ہے جو تیر قضا آتا ہے وہ ہمارے ہی جگر پر لگتا ہے مسلمان مرنا نہین جانتے یہ تو ایسا کچھ بکتا تھا اور ساحرہ پتھر کھاکر پہلے تو نظر مردم سے غائب ہوگئی پھر جو ظاہر ہوئی فرط ندامت سے آنکھ نہ چار کر سکی کہ یہ کیا مین نے کیا بموجب **بیت** تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے + کسلیے آئے تھے کیا ہم کر چلے + پس اسی ندامت مین ہر سمت اسنے دیکھا چالاک بھی لوگون کے جلنے کا تماشا کھائی سے نکلکر دیکھ رہا تھا اسپر نگاہ پڑی بغضب تمام اڑی اور چالاک پر گری اور اٹھاکر بروے ہوا لیگئی بختیارک ہرچند پکارا کہ ای ملکہ سنو تو سنو تو ابھی یہ خبیث حرامزادہ لقا باقی ہے اسکو بھی ہلاک کرتی جاؤ لیکن اسنے نہ سنا یہ جا وہ جا جانب طلسم روانہ ہوئی اس خیال سے کہ اب مین لڑنے کاہے سے تحفۂ طلسم تو برباد ہوچکا اگر اپنے ذاتی سحر سے لڑی تو کیا برسون مقابلے مین گذرینگے فوج بھی ہمراہ نہین لائی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ اس عیار کو جلکر حوالہ شاہ جادوان کرکے کہ کہ آپ سچ فرماتے تھے اسنے شیشہ توڑ ڈالا عیار بد بلا ہین بادشاہ عیارون کی شرارت سے خوب آگاہ ہے وہ عذر تیرا پذیرا کرکے کوئی اور تحفہ تجکو دیگا غرضکہ یہ تو اسطرف گئی اور بختیارک نے لقا سے مضحکہ کرنا شروع کیا اور کہا اب خداوند اب جلدی بھاگ نہین تو حمزہ زیر کوہ پہونچ چکا ہے یہان آکر ناک کاٹ لیگا لقا گھبراکر اور سمت سے پہاڑ کے نیچے اترکر بھاگا اور امیر نے فرمایا کہ گھیرو اس مشرک و مردود خدا کو سردار گھوڑے ڈالکر چلے اسوقت چھپائی جادو اگر بزور سحر خداوند اور شیطان کو لیگئی امیر بھی ہنستے ہوئے مراجعت فرماکر بارگاہ مین آئے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا ادھر لقا بھی بارگاہ مین پہونچکر رنجیدہ خاطر متمکن ہوا یہ تو سب آرام پذیر ہین مگر شیشہ دار

چالاک کو لیے کوہ نیلم کے نیچے آئی وہان پہونچکر بالاے کوہ جانیکا ارادہ کیا لیکن ندامت زدہ تھی تو جسم تمام
پسینے مین تر تھا چہرے پر پڑا ہوا غبار سفر تھا پیرہن تنگ ڈھیلا ہو گیا تھا لب نازک غصہ سے جو چبایا تھا تو
نیلا ہو گیا تھا ہاتھ مین عیار کے اٹھانے سے درد پیدا ہوا تھا اتنی دور آنے سے چہرہ سونلا گیا تھا صباحت
مین نمک آگیا تھا اور علاوہ ان پریشانیون کے رفع احتیاج کی بھی ضرورت تھی پس زیر کوہ یہ دم لیکر
اپنے تئین آراستہ کرنے لگی بال اپنے آئینہ سحر سامنے رکھکر سنبھالے دوپٹا سنبھالکر اوڑھا اپنے قاعدہ سے پھر
چالاک کو زمین پر لاکر ڈالدیا اور آپ کچھ دور وہانسے ہٹکر برائے رفع احتیاج آئی لیکن سحر سے وہ جگہ حصار
بند کردی کہ عیار اٹھکر بھاگے تو کہین جا نسکے غرضکہ جب برائے رفع ضرورت بیٹھی سحر سے ایک پردہ
پیدا کرکے دور تک دشت مین اور جانب کوہ نیلم بزور افسون تان دیا تو بفراغ خاطر ضرورت سے
فارغ ہونے لگی مگر وہان چالاک تموج ہوا سے بیہوش تھا ہوشیار ہوا اور اُسنے ایک پردہ تنے دیکھا
قصد کیا کہ اُٹھکر بھاگون اُٹھا نگیا سمجھا کہ ساحرہ مجکو قید کرکے کسی کام کو گئی ہی اب آتی ہوگی تو کوئی
تدبیر کرے سوچکر ہاتھ اسکے قابو مین تھے اسنے کمند کے حلقہ چادر کے نیچے اسطرح لگائے کہ جو کوئی جھک کر
چادر کو کھولے اور مجکو اُٹھائے اُچھلکر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ جائے فی الجملہ اس تدبیر سے درست
ہو کر لیٹا اُدھر شیشہ دار ضرورت سے فارغ ہو کر اسکے قریب آئی اور پہلے حصار سحر کا دفع کیا پھر عیار جو زمین
سے نہ اُٹھ سکتا تھا وہ جادو بھی دور کرکے چادر کو ہٹانے لگی تا کہ اُٹھاکر روانہ ہو پس جیسے ہی چادر کو اُلٹا کمند
کے حلقہ گردن و کمر مین لپٹے اور از بسکہ چالاک سحر سے رہا ہو چکا تھا اُسنے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا
کہ چھینک مارکر یہ گری چالاک بصد بشاشت اُٹھا اور کپڑے اُسکے اُتار کر آئینہ سامنے رکھکر اُسکی ایسی
صورت بنکر بتی بیہوشی کی اُسکے دماغ و بینی پر باندھی اور ایک کنوئین مین لیجاکر ڈالدیا اور آپ وہانسے
جانب کوہ چلا اتفاقاً نیلم جادو کسی کام کو قلعہ کوہ پر آیا تھا اُسنے اسکو آتے دیکھا پرواز کرکے زیر کوہ قریب
اسکے آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کہ کسطرح تشریف لائین کام باغیون کا تمام کیا یا نہین اسنے جواب دیا کہ
مدت ہوئی مین لڑائی فتح کرچکی لشکر حریف مین کوئی بھی باقی نہین سب رہرو ملک عدم ہوئے
یہ کلام سنکر نیلم بہت مسرور ہوا اور کہا کہ اے ملکہ کارے کردی اب مناسب یہ ہی کہ یہان نہ ٹھہرین
شاہ جادوان کی خدمت مین چلکر مژدہ فتح دین اور وہین جشن کرین لو آؤ پرواز کرو تا کہ بہت جلد پہونچ
جائین عیار یہ کلام سنکر گھبرایا کہ مین پرواز کیونکر کرون پس مکر تازہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے دادا واہ مین

ابھی تو چلی آتی ہون تھکی ماندی ہون اور مجھ مین اتنی طاقت کہان ہی جو ابھی بادشاہ پاس جاؤن
نیلم سمجھا کہ واقع مین یہ نازک بدن ہی جو کہتی ہی بہت درست ہی چنانچہ عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ بالاے
کوہ چلکر کچھ دیر آرام فرمائیے ٹھہر کر چلیے گا اُسنے جواب دیا کہ تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر دیکھو کلیجہ ہلتا ہی
پہاڑ پر یکایک کس سے چڑھا جائیگا یہ سنکر نیلم اُسیجگہ ٹھہر گیا بعد کچھ دیر کے چالاک ہاے ہاے کرکے
لیٹ گیا نیلم نے پوچھا کہ کیون ای ملکہ خیر تو ہی اُسنے کہا مجکو ایک دورہ مرض شدید کا ہوتا ہی وہی
ابھی شروع ہوا ہی یہ کہتے کہتے یکایک دانت بیٹھ گئے آنکھ پھر گئی بیہوشی چھا گئی نیلم یہ حال دیکھکر گھبرایا
اور بہت جلد تخت سحر تیار کرکے اُسکو تخت پر بٹھا کرلے اُڑا اور پہاڑ پر لایا وہان اُسکے رہنے کا قصر عالی
تعمیر تھا نور آرائش سے طور تنویر تھا شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عشرت و راحت سے پیراستہ
فرش و کرسی و میز وغیرہ سے درست بیمار جہان قدم رکھنے سے تندرست۔ حاصل کلام نیلم نے اُس گلفام
کو لاکر چھپر کھٹ پر لٹا دیا اور کنیزون کو اپنی طلب کرکے حکم دیا کہ خدمتگزاری مین مصروف ہون وہ
سب پنکھا جھلنے اور پانوں دبانے مین مشغول ہوئین چالاک اپنے دل مین کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہی
جو اس مقام تک مین پہونچا اور دیکھتا تھا کہ اس کوہ پر عجیب و غریب شجر اور مکانات ہین ایک ایک
درخت اور مکان مثل طلسمات ہین مکانون کے دروازون پر پتھر کے پتلے انسانون کی طرح پہرا
دیتے درختون پر جواہر کے جانور زمزمہ سرائی کرتے چشمون سے مچھلیان سر باہر نکالکر باتین کرتین
ایسے چھینٹے دیتین کہ انسان پانی ہو جاتا کنارہ سے چشمون کے فوارون کیطرح ستارہ نکلکر بلند
ہوتے اور برروے ہوا چمکتے درختون سے پھل ٹوٹکر گرتے دانون کے عوض طائران خوشرنگ نکلکر
اُڑتے مکانون کی دیوارون پر جو طاؤس و ہنس وغیرہ بیٹھے تھے دمبدم پریون کی صورت
بنجاتے ناچتے گاتے پھر اصلی صورت پر نظر آتے طرفہ طلسم نظر آتا تھا کہ ابیات

یون منعکس صفاے عمارت مین ہر چمن
شفاف یان ملک ربین طبا کہ کے شست و شو
یون جلوہ گر ہو سرو کا سایہ کہ جسطرح

جو ایک و مکان ہو سو معلوم ہو دو دو
جلوہ اُنھون مین ہو جو رگ گل کے عکس کا
کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو

کنگر ہر ایک جمع مین جھکو رونے آب کے
آئے نظر وہ جون رگ یاقوت ہو بہو

غرضکہ یہ عیار تو یہان آرام مین ہی
مگر نیلم یہان سے اپنے قلعہ مین آیا اول بیان ہوا کہ اس کوہ کے دامن مین قلعہ آباد ہی کہ وہ زیر حکم
اس ساحر کے ہی پس یہ اُس قلعہ مین جب پہونچا اخبار نویس کو طلب کرکے پرچہ لکھوایا مضمون

اُسمین یہ تھا کہ اکابران طلسم اور بادشاہ جادوان کو مژدہ ہو اس امر کا کہ ملکہ شیشہ دار جادو نے کوہ
عقیق مین جاکر تمام مسلمانون کو ہلاک کیا ایک حمزہ تو بسبب اسم اعظم بھاگ کر بچگیا باقی سب قتل
و غارت ہو گئے بیت شکر معبود حقیقی کہ عدو گشت ہلاک + شدہ از شورش و طوفان ہمہ عالم پاک
یہ پرچہ اخبار خدمت بادشاہ مین علاوہ اور جگہ بھیجنے کے روانہ کیا شہنشاہ ساحران اس پہاڑ پر سے
جب گیا تھا باغ سیب مین آکر حال قتل مجمر سنگر فکر مین تھا کہ کسی ساحر کو برائے استیصال لشکر مہرخ
روانہ کرون اس اثنا مین پرچہ اخبار پیش ہوا اُسکو پڑھکر فرط بشاشت سے خندہ دندان نما کیا تمام
حاضران دربار مستفسر ہوئے کہ حضور کیا خوشخبری سنی اُنسے بھی سب کیفیت بیان کی اُسوقت دربار مین
سہیل حشیم جادو اور عقاب سیہ چشم اور وہ ساحر جنکے نام اکثر لکھے گئے ہین حاضر تھے وہ بھی نہگے
ملنے لگے مبارکباد کی صدا بلند ہوئی ہر سمت قہقہے کی آواز آتی تھی شاہ جادوان نے مبارکباد نامہ
مین لکھکر ملکہ حیرت کو وہ نامہ بھیجا اور چالیس کشتیان جواہر اور اشیاے عمدہ طلسم سے مملو کرکے ایک
عرضی مشتمل بر مضمون مبارکباد خداوند کو لکھی کیفیت یہ اُسمین درج تھی کہ یا خداوند تیری قدرت بہت
بڑی ہی کہ تو نے ایسے ایسے بندہا ے زبردست پیدا کیے جو کسیطرح ہلاک نہوتے تھے پھر تو نے ہی ہمکو وہ قدرت
و قوت عنایت فرمائی کہ ہمارے ایک ملازم یعنے شیشہ دار جادو نے ایک لمحہ بھر مین کام اُن بندگان
سرکش کا تمام کر دیا ہم تیری قدرتون کی ثنا کہانتک کر سکین اب بہزار دل تیری اور تیرے سب بندگان
مقرب کی خدمت مین مبارکباد اس فتح عظیم کی دیتے ہین کہ کام تمام دشمنون کا تمام ہوا اور ہم سب
بندون کو قدرت نے شاد کام فرمایا اس خوشی کا جشن مسرت شیم ہم بھی منعقد کرنے والے ہین خداوند
بھی مع جملہ مالکان مقرب کے مصروف طرب ہون اور یہ کشتیان نذر کی جو ہمراہ سہیل حشیم جادو
بھیجی گئی ہین قبول و منظور فرمائین باقی ہر کہ و مہ کو مبارکباد ہماری طرف سے پہونچے فقط یہ عرضی
جب تحریر ہو چکی سہیل کو دیکر حکم دیا کہ خدمت خداوند مین پہونچا وہ چالیس جادوگر نہایت معزز اپنے
ہمراہ لیکر کشتیون کو طاؤسہاے سحر کی پشت پر بار کرکے روانہ ہوا آدھر لشکر حیرت مین جو بادشاہ نے
نامہ بھیجا تھا چنانچہ وہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اُسنے پڑھتے ہی حکم دیا کہ طبل عشرت پر چوب پڑے
بموجب فرمان ملکہ ہزارہا نقارہ بجنے لگا صداے مبارکباد بلند ہوئی عیارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے
جاکر عرض کی کہ شیشہ دار جادو لشکر امیر حمزہ پر گئی تھی سب لشکر کو تباہ و غارت کرکے بہ فتح و فیروزی

آئی ہی ملکہ حیرت پاس اِسی مضمون کا نامہ بجانب شاہ طلسم آیا ہی اُسنے بدینوجہ یہ خوشی پھیلائی ہی یہ
خبر جب مہرخ خوش سیر نے سُنی اشک گہر رشک رخسار انور پر جاری ہوئے تمام لشکر مین کہرام
برپا ہوا ہر سردار نے حال اپنا تباہ کیا عیار جو برق وضرغام وغیرہ یہان موجود تھے اُنھون نے
ملکہ مہرخ سے کہا یہ خبر بالکل غلط اور سراپا دروغ ہی پیش انوار عقل دانشمندان بفروغ ہی تمام لشکر
امیر کا یکایک غارت ہونا سہل نہین یہ برسون کا کام ہی اور بالفرض اگر لشکر ہلاک ہوا تو ہوا
سردار تو زندہ ہی اگر ابھی وہ اپنی زوجہ ملکہ آسمان پری کو بلائے تو نہین معلوم کیا ہو جائے ای ملکہ
ایسے ایسے قران صعب لشکر صاحبقرانی پر بہت آچکے ہین اعداے دین بہت کچھ خاک اُڑا چکے ہین
قیطاس کوہ پر مع حمزہ تمام لشکر کا سوم اہل اسلام کر چکے تھے سنگ صبر دل پُر درد پر دھر چکے تھے
پھر خدا نے فضل کیا ذکر اسکا جلد چہارم دفاتر داستان حمزہ مسمی بہ ایرج نامہ مین ہی اب ای ملکہ آپ کو لازم
ہی کہ اس خبر مہمل کو محمول بہ افترا و کذب کر کے جزع و فزع کو موقوف فرمائیے اور اپنے لشکر مین یہ منادی
کر دیجیے کہ شیشہ دار جادو فرستادۂ شاہ طلسم لشکر حمزہ سے شکست کھا کر آئی ہی بھاگکر اُسنے اپنی جان
بچائی ہی شاہ طلسم نے ہلاکت لشکر اسلام کی خبر جھوٹ مشہور کرا کر خفت اور شرمندگی اپنی مٹائی ہی
پس جو کوئی نسبت لشکر اسلامیان ہمارے لشکر یا ہماری عملداری مین کلمۂ بد زبان سے نکالیگا
زبان اُسکی قفا سے کھینچ لیجائیگی سزاے سخت دیجائیگی ای ملکہ اس گریہ وزاری سے تمام ممالک مفتوحہ
مین بدعملی ہو جائیگی فوج بیدل ہوگی صوبہ دار اور عامل قتل ہونگے پس جیسا ہم عرض کرتے ہین اُسی پر
عمل کرنا عین مصلحت و حکمت ہی مفید مطالب اعیان سلطنت ہی ملکہ نے یہ صلاح پسند کر کے فوراً
حکم دیا کہ ڈھنڈھورا پٹے اور سامان جشن عشرت مہیا ہو ہرچند کہ خواجہ مقید ہین لیکن اس
فتح سے کہ جو شیشہ دار پر اہل اسلام نے پائی ہی ہم جشن کرینگے بمجرد حکم ملکہ منادی نے ڈہل زنی
کی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ اسلام کا حکم ملکہ مہرخ سحر چشم کا کہ ہر ایک شخص خوشی کرے مسلمان
شیشہ دار پر فتحیاب ہوئے وہ خبر جو مشہور ہوئی بالکل جھوٹ ہی اگر کوئی نسبت مسلمانان کلمۂ
بد کہیگا بہت بڑی سزا پائیگا یہ منادی ہوتے ہی تمام لشکر مین ہنگامۂ عیش و مسرت گرم ہوا ناچ
ہونے لگا شراب کا دورہ جام ہوا ہر ایک لباس سرخ پہنکر گلفام ہوا اسطرف حیرت کے لشکر مین
ہر جگہ انجمن عشرت ترتیب پذیر اور ہر سامان مسرت فراہم نہ کوئی رنجیدہ نہ دلگیر۔ انکو تو اس کیفیت مین

چھوڑیے۔ مگر اول حال سہیل حشتم کا سنیے کہ وہ کسوقت مبارکباد دینے لقا کو پہونچا۔ بیت

الدداے شوق دل جوش تمنا مرحبا ... آتے ہین وہ مرگ شادی کی مبارکباد ہین

آنا سامر کوہی اور قاہر کوہی کا برائے اعانت لقا اور مارنا سہیل حشتم کا

صحائف طرازان صحف بلاغت ... رقم کرتے ہین اسطرح یہ حکایت ... کہ تھا تخت نکبت پہ بیٹھا ہوا
لقا جسکو کہتے تھے مشرک خدا ... جو اسپیس لائے یہ اُسکی خبر ... کہ اے مالک تخت و دیہیم و زر
مدد کو تری لشکر بیکران ... لیے قاہر کوہی آیا یہان ... سنی بختیارک نے جب یہ خبر
چلا پیشوائی کو اُٹھکر وہ خر ... اثناے راہ مین کوہی مذکور سے یہ شیطان جاکر ملاقی ہوا دیکھا

کہ سامر و قاہر گنیدرون پر دونون بھائی سوار پشت پر فوج کوہیان ہشیار آلات حرب سے آراستہ قوی تن درشت چنگال زبردست ہر ایک جوان نوخاستہ وہ لشکر مثل دریاے آہن موج مارتا آتا ہی مع بہیر و بنگاہ کئی لاکھ کا مجمع ہی۔ نظم

افواج قاہرہ کا ترے کیا بیان کرون ... لرزے صدا پاشنہ سے جسکے رزم و رنگ ... شادی کی نقل سمجھے ہی انکی دلاوری
ہنگام کارزار سدا گولہ و تفنگ ... ایسے وہ جان نثار تھے اسکے کہ اُسکی سمت ... آسیہ کیا مجال کرے منھ جو روز جنگ
ہوجائے کوٹ گرد جو وہ ملکے بیٹھ جائین ... صف باندھکر کھڑے ہون تو ہین قلعہ کی انگ ... شیطان لقا انکو استقبال کرکے

لایا لشکر انکا ملحق اپنے لشکر کے اُتروایا یہ دونون بہادر سامنے خداوند خیرہ سر کے آئے سجدہ کرکے خلعت سے مخلع ہوئے عنصر بن منصور زاغ حشتم کوہی نے انکی بڑی تعریف کی کہ یہ ہمسے بدرجہا زور و طاقت مین بڑھے ہوئے ہین بلکہ ہمسے کیا تمام کوہیون سے اشجع اور پُرقوت ہین لقا نے یہ سنکر کہا کہ قدرت نے انکو تمام عالم سے زور آور پیدا کیا ہی اور اپنا اب نظر کردہ فرمایا یہ کلام سُنتے ہی دونون بھائی خداوند کے تصدق ہوئے اُٹھکر تخت کے گرد پھرے خداوند نے دوبارہ نظر کردہ کرنیکا خلعت دیا اور دنگلہاے طلاکار پر قریب تخت بٹھایا پیچھے انکے سردار انکے سولہ سو جوان مُلّاین ارجمند کرسیون پر متمکن ہوئے ساقیان زرین لباس و مہ جبین جام شراب رنگین دینے لگے رقاصان مہر طلعت سامنے آکر اپنی چھل بل دکھاتے تھے اہل انجمن کو اپنی اداے مستانہ پر لبھاتے تھے وہ رقص انشگران گلبدن وہ انکا ستھرا اپنا وہ انکے حسن کی بہار بلبل کردار ہر دلکو شیدا اپنا بناتی تھی زاہد صد سالہ کی طبیعت مین مثل جوانان مستی آتی تھی کہ سبیت کفر سے انکو مراد ہی نہایت بیزار۔ درمیان

کیا کرون ای شیخ کہ ہی پارے تبان + اسی ہنگامہ ناؤنوش مین سامر کوہی مخاطب بجانب بختیارک ہوا اور کہا ملکجی بیان کرو کہ مسلمانون سے لڑائی کسطرح ہوئی اور وہ لوگ کیونکر لڑتے ہین وہ شیطان یہ کلمات سنکر جواب دہ ہوا کہ مسلمان بڑے زبردست ہین دیوون کی گردن دھڑ سے کھینچ لیتے ہین شیران ژیان اور فیلان دمان اُنکے نزدیک بکریان ہین اکثر پہلوانون کو قاش زین سے اُٹھا کر اُچھالا اور گرتے وقت بضرب تیغ دو ٹکڑے کیا ہی کبھی خداوند کو کمر مین ہاتھ دیکر جو اُٹھایا ہی تو خداوند نے ٹانگین اوپر سر نیچے کرکے آسمان کو چوتڑ دکھایا ہی علاوہ اس زور وقوت کے حسن ایسا کچھ رکھتے ہین کہ خداوندزادیان اُنکے ساتھ بھاگ گئی ہین شہزادیان کیسی پریان اُنکے پاؤن دباتی ہین یہ باتین سنکر قاہر کوہی کو غصہ آیا اور کہا ملکجی خداوندزادیون کا ذکر بیکار ہی کیونکہ یہ فرقۂ نسوان ناقص العقل ہوتا ہی جو کچھ کر گذرے وہ تھوڑا ہی اور زور وطاقت کا جو تمنے ذکر کیا تو ہماری طاقت دیکھو یہ کہکر ایک اسپ دو رکابہ منگوایا اور صحن بارگاہ مین کھڑے ہو کر ایک ہاتھ سے اُس گھوڑے کو اُٹھا کر اُچھالا اور گرتے وقت بیک ضرب شمشیر اُسکو دو کیا اور کہا ملکجی اسیطرح مسلمان پہلوان کو جو رنگ ہوائی کاٹتے ہونگے شیطان کو از بسکہ اغوا کرکے لڑوانا منظور تھا اسوجہ سے انکا ثناخوان ہوا کہ حقیقت مین آپکا بھی مثل ونظیر نہین ہی یہ شوکت اور قوت مسلمانون مین بھی نہین دیکھی خلاصہ کلام وہ تمام دن اُنھی لہو ولعب مین بسر ہوا اور سپہر شب پر پھول ماہتاب کا جڑا ہوا نظر آیا انجم لبسان جوہر تیغ دکھائی دیئے ترک روز نے خنجر مہر کمر سے کھولا کہ تمو جب

نظم

اسی عرصہ مین مہر عالم افروز	کہ جو تھا اس جہان سے بہرہ اندوز
بڑھا سامان شب کا شامیانہ	ہوا وہ جانب مغرب روانہ

سر شام قاہر کوہی نے خداوند سے عرض کیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم نواخت کوس حربی دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا تامیان خیبری ولتو میان خیبری ہرکارے لشکر ظفر پیکر اسلام کے جملہ حال یہان کا دریافت کرکے خدمت باسعادت شہنشاہ مین حاضر ہوئے اور زبان عجز بیان کو بعد ادب ثنا وصفت مین بادشاہ جمجاہ کے کھولا کہ

ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ	بحق اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
سجود در سے ترے بہرہ ور ہون اہل زمین	رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتا
لبسان رشتہ کہ دانون مین سبحہ کے ہوئے	تری ولا کو ہے اسطرح دلون مین راہ

اگرے جب آئے گا تو عزم پشت توسن پر … رکاب داب کے اقبال بولے بسم اللہ
جدھر کو ہو تو جلو ریز بس ترے آگے … ظفر جو طرف آ تو بولے تو فتح پیش نگاہ

بعد ادائے دعا و ثنائے بادشاہ آنا قاہر و ساحر کوہیون کا بیان کیا اور طبل جنگ بجنا بھی معرض عرض مین لائے بادشاہ نے امیر کشور گیر کی جانب دیکھا امیر نے ارشاد فرمایا کہ ای ابو الفتح جاؤ اور ہمارے لشکر مین بھی بفضل رب اکبر نقارہ حربی بجواؤ عیار مذکور حسب ارشاد حضور پُر نور نقارخانہ مین آیا اور غاشیہ طبل سکندری اور حشامی پر سے اُٹھا کر چوب لگائی صدائے شر و فساد تمام عالم اور عالمیان مین پھیلی دربار برخاست ہوا دلاوران صف شکن و غازیان تہمتن نے اپنے مقام پر آ کے ہتھیار سلح خانو نسے منگوائے چار طرف شور تلواروں کی جھنکار کا بلند ہوا مائل جنگ و نبرد ہر ایک گرد ارجمند ہوا شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب تیغ کی موجین بڑھنے لگین زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ دمبدم رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری نہنگ بحر آہن تھا موذی کے لیے مار آستین دشمن تھا انکی شان عظیم و جلال کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ بمقتضائے ابیات

صولت و قہر کے آگے ترے یون ہو سیاہ … آنچ سے آگ کے جون تاب مین آجائے اُبال
روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے بس … کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
شرق سے غرب تلک رعب ترے نیزہ کا … دھاک ہے تیغ جنوبی کی تری تا بشمال
انکی خونریزی سے یون فوج عدو گھبرائے … جون مہ نو سے محرم کے پلٹتا ہے سال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد … ایک چپ رنگ ہے چار و نکا ہے استیصال
کیا بیان تجھسے کرون صف سپر کا تیرے … سایۂ مہر نبوت ہے تری ہیئم پہ ڈھال
شست اندازی سے تیرے ہو عدو کب جانبر … دائم انگشت تقضا تیر کی تیری ہے بحال

رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین رہی پچھلے سے غازیون نے غسل کر کے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر مین ہم سر جھکائین ای رب جان دینے مین جان نہ چرائین اسطرف تو عجز و انکساری تھی اُدھر فوج عدو مین نقارپرستی اور کفر شعاری تھی اِدھر آواز تکبیر بلند اُدھر ناقوس اور گھنٹون کا شور قصا دیر ان کے روبرو ہر ایک ستمند اس سمت غازیون مین اللہ اکبر کی پکار اُس جانب کو المدد یا

خدائے باختر کے نعرہ ہر بار اسطرف تضرع وزاری اُدھر لاف زنی ونخوت شعاری غرضکہ بمصداق ع فکر ہرکس بقدر ہمت اوست ❊ دونون طرف ہنگامۂ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر تیغ نور سحر سے مثل جبین اہل اسلام ہٹی اور رشتہ خط سفیدی سحر پر انجم نے مثل دانہ تسبیح گردش قبول کی کہ نظم

ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک ❊ ہوا اُس سے نمایان مہر افلاک
سجا خورشید نے عمامۂ نور ❊ ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور

صبحدم امیر کشور گیر تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر آراستہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہو کر جلوخانۂ شبستان بادشاہی مین آئے تمام سرداران ذی تبار یہان حاضر تھے آداب بجالائے انتظار آمد شہنشاہ تھا کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا شور بسم اللہ تا بہ گنبد سما پہونچا سامان جلوس شاہانہ ظاہر ہوا سب اُٹھ کھڑے ہوئے ناگاہ افق بارگاہ سے آفتاب عالمتاب سپہر شہنشاہی بصد عظمت وجلال تابندہ ودرخشندہ ہوا یعنی بادشاہ عالم وعالمیان چراغ لشکر اسلام ناسخ ادیان باطلہ ومنسوخ کن ملل کاذبہ رائج احکام شریعت ظل اللہ دین پناہ عالی نژاد شہزادۂ سعد بن قباد برآمد ہوئے سردارون نے مجرا کیا امیر نے بعد تسلیم پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا نوبت ونقارے بجے سواری جانب جنگاہ پڑی موج بحر کیطرح جوش مار کر فوج چلی ہتھیارون کی آواز گھوڑون کے شیہے تا بہ فلک سجاتے تھے دلاورون کے نعرہ دل دہر دہلاتے تھے سردار اپنی آن بان دکھاتے کسیطرف فیل کسیطرف مرکبان اصیل طرارے بھرتے نظر آتے لندھور ومالک وعلمشاہ وقاسم وایرج ونورالدہر وداراب ومندویل وکرتیت ونعمان بن منظر وقیماس خان وعامر شاہ وآلا گرد فرنگی ومالا گرد فرنگی وغیرہ پانچہزار پہلوان یگانہ بمثیل زمانہ اپنی اپنی فوج لیے روانہ تھے کہ نظم

فوج کا تیری کر سکے نہ شمار ❊ گو عطارد حساب دان ہووے
بسکہ پُر گرد آسمان ہووے ❊ آنکھین مل مل یہ مہر ہووے تو
کثرت اُسکی یہ ہے جو تو ہو سوار ❊ جیسے شیشہ بتا بدان ہووے

اس لشکر نصرت انتما کو ہمراہ لیے یہ بادشاہ پُر شوکت وجاہ وارد عرصہ کارزار ہوا اُدھر سے لقاے گمراہ ہاتھیون پر تخت کھچوا کر سوار ہو کر جنگاہ مین آیا کوہیون کا پرا اپنے ساتھ لایا سامر کوہی اور قاہر کوہی کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیے سبحانی باختری اوجی بنے خیل خیل میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے بیلدارون نے میدان ہموار کیا سقون نے گرد وغبار کو بٹھایا نقیبون نے فتنہ وفساد کو

اُٹھایا صفین رن مین دونون طرف جمگئین صداے ہل من مبارز بلند ہوئی قاہر نے چاہا کہ میدان
مین جاؤن سام نے کہا میرے ہوتے تم میدان مین نجاؤ یہ کہکر گینڈے کو گجبانک مارکر روان کیا
اور سامنے لقا کے آکر اجازت رزم لیکر میدان مین آیا پہلے سلحشوری سے سراپا میدان کا خوب
دکھایا پھر زبان پر لایا کہ اے فرقۂ ناموران پاس نام و ننگ ہے تو آؤ میرے مقابلے مین یہ نعرہ سنکر
صف دست چپ سے اہل اسلام کے شہزادۂ قاسم کے ماموں یعنے فیروز خان خاوری نے گھوڑے
کی باگ لی اور سامنے بادشاہ کے آکر اجازت چاہی شاہ گردون پناہ نے سپردم بخدا فرمایا یہ بہادر مرکب
ڈپٹا کر سامنے اُس کوہی کے آیا وہ نیزہ پکڑ کر گینڈے کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اس دلاور نے بھی گھوڑے کو
کاوے پر لگا کر نیزہ کو سیدھا لیا سنان پر سنان اور بنان بنان پڑنے لگی برابر سے نیزہ بازی ہوتی تھی جب دو دو
طعن رد و بدل ہوئین سنانین اور بنانین بیکار ہوئین اب ڈانڈ پر ڈانڈ پڑنے لگی آخر وہ بھی مثل خلال
فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اُڑ گئین اُسوقت سام نے تیغہ گرانبار کمر سے لیا اور خبردار خبردار
کہکر جتا کر سر پر ہاتھ مارا اس شجاع نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ تین سو من کا ایسا آبدار تھا کہ سپر پر
نہ رکا سپر کو کاٹکر خود و دلبغہ زرہ ٹوپ سے گذر کر کاسۂ سر کو تراش کے تا دوابرو تیغہ پہونچا تھا کہ فیروز خان
نے داستانے دم تیغ مین مارے داستانے قلم ہوئے کلائیان مجروح ہوئین مگر تیغہ بھی جھٹکا کر سر سے
نکلگیا چادر خون کی مُنھ پر آئی سر ہرے پر زین کے جا لگا کوہی نے چاہا کہ سر کاٹ لون لیکن قیماس خان
خاوری بھائی اس دلاور کا بہت جلد ہان ہان کرتا ہوا بیچ مین آگیا اُسوقت شہزادۂ ایرج مرکب
اُڑا کر سامنے امیر کے آئے اور کہا آپ دیکھتے ہین کہ باوا جان کے ماموں کیسا بدنام مجکو کر رہے ہین انکو
لشکر سے نکلوا دیجیے امیر نے فرمایا کہ بابا وہ بھی تو شجاع ہین تلوار کا کام کاٹنا ہی ہاتھ حریف کا پڑ گیا وہ ناچار
ہین لیکن بغیر سرخرو ہوئے میدان سے پھر تو نہین آئے دشمن کو پشت تو نہین دکھائی شہزادہ نے یہ سنکر
موچھون کو تاؤ دیا اور کہا بجا ارشاد ہوا اب انشاءاللہ اس اپنے غلام کی تلوار کا کاٹ ملاحظہ فرمائیے گا
امیر ہنسکر چپ ہو رہے اُدھر سام نے وہی تیغہ خونچکان سر قیماس پر بھی لگایا اس اشجع دوران نے
سپر کو سامنے کیا مگر وہ ایسا بازو پر قوت رکھتا تھا کہ سپر کٹکر تا دوابرو قیماس کے بھی تیغہ اُترا اسنے بھی
داستانے مار کر دفع کیا اگلی مرتبہ شہزادۂ داراب مرکب اُڑا کر سامنے گئے اُسنے نعرہ مارا کہ کیا تم لوگ
لاشی پاشی میرے سامنے آتے ہو کسی آہن تن کوہ پیکر سنگ بدن کو بھیجو کہ مزا مجکو شمشیر زنی کا حاصل ہو

یہ سنکر شہزادہ نے فرمایا کہ زبان بند کر او ر باز و کھول غرور کرنا مردان عالم کو زیبا نہین قوت بازوئے پیر غرا تا کجا لا غرب کیا رکھتا ہی اُسنے کہا مین نے سنا تھا کہ مسلمانون کو خداوند لقا نے سنگ و فولاد سے بنایا ہی اور اُنکو بنا کر بھول گئے تھے اسیلیے قضا اُنکی بنائی نہین لیکن یہ کلام مجکو جھوٹ نظر آتا ہی یہان تو فولاد کیسا ہر مسلمان بالو کا بنا معلوم دیتا ہی کہ آب شمشیر سے کاخ تن اُنکا بہا جاتا ہی یہ کہکر وہی تلوار بسوے شہزادۂ ذیوقار کے بھی لگائی ستارہ بخت مسلمانان اسوقت برج دو پیکر مین آیا تھا شہزادہ موصوف بھی تاب دوا برو زخمی ہوا عیار سنے اس جان وجگر حمزہ کو بھی میدان سے پھیرا تو شہزادۂ ایرج کو تاب نرہی مرکب اُڑا کر سامنے شاہ اسلام کے آیا گل لشکر دست حبیب کے علم جلوہ گری پر آ گئے نقارے شتری فیلی بجنے لگے سرداران شہزادۂ ذیجاہ پیادہ ہو کر رکاب مین دوڑے شہزادہ مسطور نے مرکب سے کود کر پایۂ تخت ظل اللہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اب اس جان نثار کو تاب ضبط باقی نہین ہی یا تو اس گبر لقا پرست کو راہ دار البوار دکھاؤنگا یا سر اپنا میدان مین کٹوا کر زندۂ جاوید کہلاؤنگا بادشاہ نے شہزادہ کو خلعت دیا جام کلۂ عفریت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا یہ بہادر پشت توسن پر سن سے آیا مرکب کو رانون مین مسلنا تھا کہ وہ باد پیما طرارہ بھر کر چلا یہ جادہ جا چھلاوہ تھا کہ نظر سے غائب ہو گیا یا شرارہ تھا کہ چمک کر نکلگیا طرفہ طلسم دکھائی دیا کہ **نظم**

جہان سکے باعمین نقاش تیرے گلگونکی	جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
کہا مصور باد بہار نے جسکو	اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچیے تصویر
نہ دونگا اُسکو مین تشبیہ برق و آتش سے	کرونگا کیا مین بھلا جست و خیز کی تقریر
نہین ہی مرکز خاکی پہ اُسکے جلدی کا	بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
رکھا کرے ہی سدا گرد اُسکی جولانگاہ	دماغ آہوے تاتار پر زبوے عبیر
اُسے رکاب کے بوسہ کی آرزو تھی ولے	نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھ کے حقیر

تین طرارون مین شہزادہ کو وہ باد پا لیکر مقابل حریف پہونچا وہ نامرد تہیۂ جنگ تھا گینڈا بڑھا لایا تھا آہنی لنگاور پڑی کہ چھ قدم گینڈا اُسکا پیچھے ہٹا اور تین قدم گھوڑا شہزادہ کا پس پا ہوا وہ کوہی شہر بندہ ہوکر لجک گینڈے کو مار کر آگے بڑھا اور پکارا کہ یہ جانور بد تمیز تھا اسکے ہٹ جانے کا آپ خیال نفرمایئے شہزادہ نے ہنسکر کہا اچھا اب تم نہ ہٹنا آؤ کار زار مردانہ دار آغاز کرو ادھر تو یہ گفتگو تھی لیکن اُدھر

خواصی مین لقا کی بختیارک جو بیٹھا تھا اُسنے کھڑے ہوکر شہزادہ کو ہمنبرد سامر دیکھا بس پکار اکہ
یا حضرت خداوند اپنے پہلوان کو بلوا لیجیے ورنہ وہ جہنم مسلمانان کی سیر کیا چاہتے ہین ایک شوم دشت
اُنکے مقابلے کو آیا ہی مین نے بہت کم دیکھا ہی کہ کوئی اِسکے مقابلہ سے بچکر پھرا ہی قاہر کوہی گینڈے پر
ہاتھی کی جھول پکڑے کھڑا تھا اُسنے بھی یہ تقریر سُنی اور کہا ملکجی تم کیا بدشگونی منایا کرتے ہو میرے
بھائی نے کئی مسلمانون کو چوٹیلا کیا ہی اب یہ بھی دو پرکالہ ہوا چاہتا ہی یہ ایسا کون سورما ہی جو
بچکر چلا جائیگا بختیارک نے کہا ارے بیوقوف یہ قدرت کا نواسا ہی نور چکیدۂ قدرت کے بطن سے
پیدا ہوا ہی اور خیر میرے بیان پر کیا منحصر ہی اب تم دیکھ لینا کہ بھائی صاحب پر کیا گذری یہ کہہ ہا تھا کہ
وہان سامر نے دہنے پر گینڈے کو چڑھا کر رکابون مین پانوٗن استوار کرکے خبردار خبردار کہکر بر سر
شہزادۂ نامور تیغہ اُتار اشہزادہ نے گھوڑا اُڑا کر زیر بغل اُسکے ہو نکلکر سپر کو آگے کیا کہ قبضہ تو سپر پر پڑا
اور تیغہ بالکل خالی گیا شہزادہ بہت جلد یا تو زیر بر ہتھیار مرکب اِسطرح چڑھالایا کہ حریف کو دست راست
کے نیچے سینے پایا اُسوقت شمشیر جانستان کھینچکر نعرہ کیا کہ باش اب ہماری باری ہی یہ کہکر وار کیا اُس
نار ی نے گھبرا کر سپر کو چہرہ پر پناہ کیا مگر تیغ صاعقہ خصال دہنی سوز عدو کب رکتی تھی سپر کو مثل قرص
پنیر کاٹ کر خود دوبلغہ عرق چین زرہ ٹوپ گدی جھلم کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین درآئی ہرچند سامر
نے داستانے مارے لیکن اِس زور مین وہ حسام آبدار جاتی تھی کہ کلائیان اور داستانے لگگئے مگر تلوار
سر سے نہ نکلی کلہ جبڑے کو تراش کر صندوق سینہ سے متاع جان برباد کرتی ہوئی شکم کو کاٹکر کفلگاہ
سے گذری پھر گینڈے کے زین وغیرہ کو کاٹکر پشت سے گذر کر زیر تنگ آکر زمین پر مثل برق چمکی
کوہی مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہل اسلام مین شور تحسین بلند ہوا غازیون نے نعرۂ اللہ اکبر کیا
عیارون نے دوڑ کر خدمت شہزادہ مین عرض کیا کہ ای شہریار سبحان اللہ نظم

کیون نہ کوس لمن الملک تو مارے ہر دم	جب تری تیغ مین ہے جوہر شق تا تن تک	کھینچکر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ
شکل نقارہ کی جوڑی کے دو حصے ہو فلک	تجکو للکار کے میدان مین صف مرد آئے	سامنے آکے ترے کون ہے ایسا مرد ک

عیار تو سرگرم ثناخوانی تھے لیکن بختیارک کوہی کے دو پرکالے ہوتے ہی اُچھل پڑا اور کہا وہ مارا میان
قاہر صاحب مین آداب عرض کرتا ہون دیکھی آپنے زبردستی اِن مسلمانون کی واہ واہ کیا پیارا
ہاتھ مارا ہی کہ تسمہ بھی لگا نرکھا قاہر کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور گینڈا بڑھا کر فوج کو میان کو للکارا کہ ۱۲۰

ہان میان لینا اس مسلمان تیرہ سر کو فوج ہر سمت سے لینا لینا کہکر چلی بدلی سیاہ کی گھری ہوا بدلی تیرونکی بوچھار پڑنے لگی یہ شہزادہ جری تیغ بکف اُس بادل مین برق کی طرح چمکنے لگا اور سر مثل قطرات باران برساتا تھا القا کی فوج بھی حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھوایا امیر کشورستان کا نعرہ بلند ہوا تمام اہل اسلام آگرے تلوار گھمسان کی چلنے لگی زبان شمشیر زہر اُگلنے لگی شعلہ تیغ نے صحراے جسد پھونک دیے دیار تن مین آگ لگی ناریون کی گرم بازاری بہادری سرد ہوئی شوکت و جلالت گرد ہوئی جو سامنے آیا فی النار ہوا موت کا گرم بازار ہوا برق شرربار شمشیر بنگئی خرمن ہستی کے جلانے پر آمادہ تھی دم بھر مین صفین صاف تھین روحین گریزان و روگردان از مصاف تھین شور دار و گیر برپا تھا ہاتھ کہین پانون کہین سر کہین تھا ایسی بیخبری تھی کہ اعضاے تن کا بھی ٹھکانا نہ ملتا تھا سواے اسلحہ کی جھنکار اور قرنا و طبل کی آواز کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا یہ عالم اُس میدان جنگ کا تھا کہ نظم

بگردند یک تیرباران نخست	بسان تگرگ بہاران درست	پوشیده شد چشمهٔ آفتاب
زپیکانہاے درفشان جو آب	تو گفتی ہوا ابر دارد ہمی	وزان ابر الماس بارد ہمی
وزان گرزداران و نیزه وران	که می تاختندے برین و بران	ہوا زین جہان بود شبگون شده
زمین سر بسر پاک پرخون شده	بدان شورش اندر میان سپاه	ازان خم شمشیر و گرد سیاه
در و دشتہا شد ہمہ لالہ گون	بدشت و بیابان ہمی رفت خون	عین گرمی جنگ مین کئی سردار و نامو

قاہر کوہی نے زخمی کیا اور بغضب تمام تلوارین مارتا لشکر اسلام پر چڑھتا چلا آتا تھا جان پر کھیلے تھا اسکا تو یہ نقشہ تھا مگر طلسم سے سہیل جو روانہ ہوا تھا کشتیان نذر کی لیے ہوے اسوقت یہان آکر پہونچا اور جب درۂ کوہ سے کہ جو سرحد طلسم ہی باہر آیا نہیب مبارزان و نعرۂ دلاوران کی صدا اُسنے سُنی مع اپنے ہمراہیون کے اُڑکر قلعۂ کوہ عقیق پر آکر ٹھہرا دیکھا تو بڑے زور شور سے تلوار چل رہی ہی اِس قلعہ کا سلیمان عنبر بن موکی جانب سے ملکان کوہی قلعہ دار ہی اُس سے اسنے پوچھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہی اُسنے کہا خداوند باختر نے آج خداپرستون کو غارت کرنا چاہا ہی تم دیکھو اب کچھ دیر مین وہ سب برباد ہوئے جاتے ہین اسنے کہا اسوقت تو مسلمان ہی زبردست معلوم دیتے ہین ملکان نے کہا سچ کہتے ہو پھر مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی مین نے بھی قلعہ آراستہ کر رکھا ہی اگر خداوند ہزیمت کھاکر اندر قلعہ کے آئے تو مین سب دشمنون کو اڑا دونگا سہیل نے کہا یہ تو سچ ہی

کیون آپنے بُلایا مین جاکر سبکو غارت کیے دیتا ہون مجھکو معلوم تھا کہ مسلمان غارت ہوگئے ہین مگر
اب ظاہر ہوا کہ نہین مسلمان زندہ ہین یہ کہکر آپ اُڑکر جہان لقا ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا آیا تسلیم کرکے سر سجدہ کو
جھکایا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ یہ بندہ میرا کون ہو اُسنے اُسکو ساحر وضع دیکھکر کہا کہ اِسکو شاہ طلسم
افراسیاب نے بھیجا ہو یہ کہکر شہیل سے مستفسر ہوا کہ تم کون ہو اور کیون آئے ہو اُسنے جواب دیا
کہ بادشاہ جادوان کا فرستادہ ہون شیطان نے کہا ایسے بہت سے شاہ جادوان بھیجا کرتا ہو ایک شیشہ دار
آئین تھین کہ انہون کو جلا کر چلی گئین اب تم آئے ہو دیکھیے کیا کرتے ہو اُسنے کہا ملکجی خوب یاد دلایا
مسلمان تو تباہ ہو چکے تھے اب یہ لڑائی کس سے ہوتی ہو ملکجی نے جواب دیا کہ یہ رزم امیر کشور گیر صاحب
توقیر زلزلہ آفاق صاحبقران دوران حمزہ عالیشان سے ہو جنکا ایک ادنی غلام فراری یہ تمہارا خداوند
لقا بیٹھا ہو شہیل نے یہ سنکر منھ پر اپنے طمانچے لگائے اور کہا ملکجی توبہ توبہ کرو یہ کیا کہتے ہو اُسنے کہا
ہم سچ کہتے ہین اُنکو بھاگتے تو راستہ نہین ملتا ایسے غلام کروڑون مرتبہ اچھا ہو ساحر نے کہا اجی توبہ کرو
یہ کلمات سنکر لقا نے کہا اے بندہ من تو اِسکی باتون پر نجا یہ شیطان میری درگاہ کا ہو اِسکا کام لوگونکو
اغوا کرنا ہو اچھا اب اپنا حال بیان کر کہ کسطرح آیا ہو اُسنے عرض کی کہ شاہ جادوان نے سنا کہ آپنے
سب بندگان مغضوب پر فتح پائی چنانچہ چالیس کشتیان نذر کی اور عرضی محتوی بہ مضمون مبارکباد
بھیجی ہو پس وہ کشتیان میرے ہمراہی قلعہ پر لیے ٹھہرے ہین اب آپ لڑائی موقوف فرمائین اپنے
لشکر کو لشکر مسلمانان سے الگ کرلین مین دم بھر مین سبکو گرفتار کردون بختیارک نے کہا آپ
معاف کیجیے خداوند کچھ آپکی کشتیون کے محتاج نہین ہین جو بنی ہوئی لڑائی بگاڑ دین بندگان خداوند
اِسوقت خوب جانبازی کر رہے ہین ساحر نے کہا دیکھیے کہا مانیے سہل کام کو مشکل نکیجیے آیندہ آپکو
اختیار ہو بختیارک کو تو یہ منظور ہی تھا ساحر کو صرف تیہا دلاتا تھا جب اُسنے بہت کہا تو اِسنے عرض
کیا کہ یا خداوند طبل امان بجوا دیجیے یون لشکر باہم سے جدا نہونگے خداوند نے کہا بہتر ہو پس شیطان
نے حکم دیا کہ لشکر مین طبل امان پر چوب پڑی قاہر کوہی اور عنصر وغیرہ بڑے جوش وخروش سے لڑتے
ہوئے جھوم جھوم کر تلوارین مارتے چلے جاتے تھے طبل بجنے سے رُکے لشکر آپسمین گتھا ہوا تھا جدا ہوا
قاہر کا بھائی مارا گیا ہو اُسکو بہت بُرا معلوم ہوا اور عنصر سے کہا خداوند نے یہ کیا کیا جو طبل بجوا دیا
اگر ایسا ہی ڈر آنکو ہو تو پھر لڑتے ہی ناحق ہین میرے دلکا حوصلہ دلمین رہگیا ابھی مین حمزہ کو لوٹ کر

مار لیتا پھر لڑائی کا خاتمہ تھا عنصر نے کہا کچھ سبب ہوگا جو خداوند نے طبل بجوایا وہ حال معلوم ہو جائیگا امر بیوجہ نہین ہوا غرض سب لشکر میدان سے پھرا قاصر بھی بکتا جھکتا پلٹا اُدھر بختیارک نے سہیل سے کہا لو اب لشکر ہمارا الگ ہو گیا اب دیکھین کہ تم کیا کرتے ہو سہیل یہ سنکر اکیلا اڑکر چلا اور امیر اس خیال سے کہ دشمنون نے مغلوب ہوکر طبل آسایش بجوایا ہے اب کوئی فساد اسوقت کرنے والا نہین ہے پس غافل پھرے ہوئے جانب قیامگاہ جاتے تھے اس دغاباز نے بلندی پر سے ایستادہ ہوکر سحر کیا کہ امیر پر غفلت طاری ہوئی عیار جو ساتھ تھے اُنسے فرمایا کہ ہوادار سے اٹھاؤ یہ کہکر مرکب پر سے اُترے اُترتے ہی بیہوش ہو گئے لوگ ہوادار پر جھٹ پٹ لٹا ئین لٹائین اسوقت تک ایک آواز مہیب آئی کہ تمام لشکر کے لوگ تھرا گئے عیاران لشکر گھبرا کر بہ تعجیل تمام روبفرار لائے بعض لشکریون کے گھوڑے اُس آواز کو سنکر الف ہوئے اور سوارون کو لیکر بھاگے بعض جو لپشت توسن پر سنبھل نہ سکے وہ گر گئے ارکان دولت تاجداران ذی مرتبہ گرد تخت شہنشاہ اسلامیان آگئے اور چاہا کہ بہت جلد روانہ ہوکر بارگاہ سلیمانی مین پہونچ جائین لیکن ممکن نہوا دم بھر مین دنیا اندھیری ہو گئی ایک چادر سیاہ ظلمت کی تمام لشکر پر پڑ گئی تمام فوج گھر گئی لشکر مین غل ہوا کہ اے رب ودود بچانا یہ کہتے ہی تھے کہ دوسری آواز ہولناک پھر آئی ایسی صدائے مہیب تھی کہ گاوزمین یقین تھا بارہستی وگیتی چھوڑ کر بھاگ جائے فلک فرط خوف سے کھسکر زمین مین سما جائے ہزارہا لشکریون کے کلیجے پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے وہ جو قوی دل تھے وہ بیہوش ہوئے چار سمت سے نور اسلام پر ظلمت سحر دکفر چھا گئی وہ سب چہل پہل مٹی تمام کاروان لشکر بےصدا ہو گیا گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازین آتی تھین حصار سیاہ گرد لشکر کئی کوس تک کھنچا تھا یہ خبر عیارون نے جب محلات مخدرات مین پہونچائی کہ گلستان صاحبقرانی پر بربادی آئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک زن مہ سیمانے گیسو پریشان کیے خاک غم سے پشیمانیان بھرین موے مشکین زلفین عنبرین کو کھولکر کوئی تو سجدے مین گری اور کوئی سمت کعبہ جبین سائی کرنے لگی کوئی ناک گھستی اور کوئی رو رو کر مذمت دنیاے دنی کرتی کہ ابیات

اے چرخ تجھے دلدہی کرنی نہین آتی
تو سبکے دل و جان کا خواہان ہے برابر
یونہین جو ہے خاطر مین ترے مین بھی ہون جانتا
یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
دریا مری آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا
مژگان سے مرے پنجۂ مژگان ہے برابر

کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہی اک آہ	نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر
آنکھون سے مروت تری اور دل سے ترے رحم	قسمت ہی یہ اپنی کہ گریزان ہی برابر
ہی سینۂ تفسیدہ ہر اک تختۂ گلزار	جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان ہی برابر
آنسو نہ بجھے تجسے کچھ جو میرے کہ تجھ پاس	لخت دل و گلبرگ بداماں ہی برابر

اسی ہنگامۂ شور و شیون مین عیارون نے سبکو اندر بارگاہ سلیمانی کے جمع کرکے گرد بارگاہ اپنا انتظام کیا اور کہا اس بارگاہ کی قناتون کے نیچے ٹھہرین کیونکہ سحر اسجگہ اثر نکریگا اور لشکر جو بقصد تاراجی خیام آئیگا تو سمجھ لینگے غرض تو برون مین پتھر بھر کر نیمچہ لیکر تیر دلدوز کمانون مین دیگر بانۂ عیاری سے آراستہ ہوکر ٹھہرے اور چند عیار اس فکر مین روانہ ہوئے کہ دیکھین یہ آفت کیونکر آئی ہی یہان تو ایسا کچھ انتظام ہی مگر کسی عیار کی مجال نہین ہی جو اُس حصار شاہ سے امیر یا کسی شخص کو نکال لائے فی الجملہ سہیل ہر شخص کو مقید کرکے پھر اس عرصہ مین لقا پھر کر بارگاہ مین آیا تھا تمام لشکر نے کمر کھولی تھی کچھ لشکر بحفاظت مسلمانان مقرر ہوا تھا کہ یہ ساحر خدمت لقا مین آیا اور وہ کشتیان جواہر کی شاہ جادوان کیطرف سے نذر گذرانین اور عرضی پیش کی لقا نے کہا جب تو نہین مگر اب بندگان معتوب غارت ہوئے ساحر نے کہا خیر انکے غارت ہو جانے سے مطلب ہی شاہ نذر فتح بھیجتے ہی پھر پہلے ہی سے بھیجدی یہ کلمات عرض کرکے دنگل زرین پر حسب اجازت خداوند بیٹھا اس اثنا مین نور روز کو مثل اہل اسلام ظلمت شب نے چار طرف سے گھیر لیا اور صاحبقران عالم افلاک و نجوم تھرا کر با تن زرد مغرب مین گیا نظم

ولے وہ شب تھی ایسی تیرہ و تار	کہ ہو روز سیہ کو جس سے زنہار
سیاہی مین ہو جیسے قطرۂ آب	چراغ و شمع کا یون نور نایاب

قاہر کو ہی اپنے بھائی کی لاش اُٹھانے مین تھا بعد فراغ امور اموات غصہ مین بھرا ہوا کہ خداوند سے چلکر جنگاہ سے پھر آنیکا سبب دریافت کرون بارگاہ مین آیا یہان آکر سب سے بالا دست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا اس اور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ کو ضبط کرکے قریب بختیارک بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملکی ہماری لڑائی تو برابر کی تھی پھر طبل بازگشت کیون بجوا دیا ہمارا بھائی مارا گیا تھا ہم بدلا لیا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے شیطان نے جواب دیا کہ خداوند نے تقدیر نوکر کے اس بندہ کو طلسم سے فوراً بلوایا کہ اسنے آتے ہی جنگ فتح کر دی آج مشیت خداوندی مین گذرا تھا کہ بغیر فتح کیے نہ پھرین پھر تمسے یہ لڑائی فتح ہونا ممکن نہ تھی قاہر نے کہا پھر سبکے سر کٹ آئے اب

کوئی حریف زندہ تو نہین تختیارک نے کہا یہ معاملہ مین نہین جانتا تم سہیل سے پوچھو اسمین سہیل نے
بھی یہ کلام سنا اور کہا کہ ملکجی کیا معاملہ ہی اُسنے کہا یہ پوچھتے ہین کہ تم جو لڑے تو کیا بڑا کام کیا ساحر نے
کہا جو کچھ ہمنے کیا وہ ظاہر ہی یہ پہلوان ہین دوپہر سے لڑ رہے تھے اور کچھ نہو سکتا تھا ہمنے ایک ہی منتر
مین کام تمام کر دیا قاہر تو آگ ہو رہا تھا یہ سخن کہ دوپہر لڑے اور کچھ نہوا اور زیادہ بھڑک اٹھا اور
غصہ سے گویا ہوا کہ ارے نالائقو کو ہیوزوف ہی تمھاری اوقات پر اور تف ہی تمھارے جینے پر کہ
تمسے دو دوپہر لڑنے مین کچھ نہو سکا اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے ہین یہ ساحر ہین سہیل نے ہنسکر کہا
پھر اسمین کچھ شک بھی ہی ہم نہوتے تو یہ دن نصیب نہوتا قاہر نے کہا ابے کیا واہی بکتا ہی یہ کام نامردونکا
ہی جو بہادرون کو سحر سے عاجز کرتے ہین دلاور سینہ سپر کرکے سرنگہ ہوکر لڑتے ہین واقع مین مسلمان بڑے
بہادر ہین اور اسیوجہ سے ہمیشہ فتحیاب ہوتے ہین کہ کوئی مکر نہین کرتے سہیل ازبسکہ طلسم کا رہنے والا
تھا کوہیون کی زبان کم سمجھتا تھا تختیارک سے مستفسر ہوا کہ یہ کوہی کیا کہتا ہی وہ شیطان لڑوانے
مین آندھی تھا ہنسکر گویا ہوا کہ تمھین گالیان دیتا ہی یہ سنتا تھا کہ وہ غصہ مین آکر اٹھکھڑا ہوا اور کہا
او نالائق تو کیا بکتا ہی قاہر بھی کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ تو نالائق تیرا باپ نالائق تیرا جمشید نالائق تیرا افراسیاب
اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق او کمبخت تو میرے منھ چڑھتا ہی ساحر نے چاہا کہ سحر کرے کوہی دل مین سوچا
کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے جسمین یہ سحر نہ کر سکے یہ سوچکر فوراً زمین پر آہ کر کے گرا سہیل گھبرا گیا تھا کہ یہ کیا ہوا
اور اہل دربار بھی کھڑے ہوکر دیکھنے لگے مگر قاہر جو زمین پر گرا تھا اُسنے دونون ہاتھ سے ٹانگین خوب
مضبوط سہیل کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گرا اور یہ کھڑا ہو گیا اور جبتک سنبھلے سنبھلے اُسوقت تک اسنے چلہ
دینا شروع کیا اب اُس کھینچنے سے اور گھٹنی پینے چرخ کھانیسے سحر جادو سب رفو چکر ہو گیا اہل دربار سب
ہان ہان کرتے ہین دور سے پکارتے ہین ارے کیا کرتا ہی اسے چھوڑ دے لیکن کون سنتا ہی ساحر جو
ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر بارگاہ کے ایک خیمہ مین اُترے ہوئے تھے غلغلہ سنکر
دوڑے اتنے عرصہ مین قاہر نے ستون بارگاہ پر چرخ دیکر اُس ساحرہ خیرہ سر کو جو مارا سر اُسکا تڑاق سے
چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا زمانہ تاریک ہو گیا آواز آئی کہ مارا سہیل حشیم جادو
کو آگ پتھر برسنے لگے اُدھر اہل اسلام کی عورتین بلبلا کر استغاثہ بجناب احدیت کر رہی تھین رو رو کر
دعا مانگتی تھین کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثون کو بچالے اور صحیح و سالم پہنچے

اُنکو ملا دے کہ بموجب نظم

تیری ہی ذات سے متعلق ہی جرم و عفو
مولا یہ سچ کہین کہ ہوئی ہمسے کیون خطا
تا زیر آسمان ہو زمانہ مین صبح و شام
روشن ہمارے دوست کی ہر شب ہو شمع عیش

آنکھون مین دل مین چشم مین ہر جا ہی تو ہی تو
مدت سے اپنے دل مین تھی بخشش کی آرزو
یا رب یہ تجھسے ہمسے ہی بیکس کی آرزو
بدخواہ کے نصیب نہو روز خوش کبھو

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا ساحر کے مرتے ہی وہ حصار ظلمت مسلمانون پر سے دفع ہوا امیر کو بھی ہوش آیا ہر شخص سحر کی آفت سے چھوٹا اور ازبسکہ امیر شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین پیچھو لشکر لقا کی فوج اسلام نے خبر نہ لی اور بخیریت تمام سب داخل لشکر ہوئے اور محلات شادان و فرحان اپنے مقام پر گئے تمام لشکر مین خوشی ہوئی سب بآرام تمام مسکن گزین ہوئے اُسطرف لشکر لقا مین تادیر مرگ ساحر سے غلغلہ رہا وہ ہنگامہ برطرف ہوا وہ چالیسون ساحر ہمراہیان سہیل اب لڑین توکس سے لڑین بارگاہ خداوندی مین بغیر حکم شاہ جادوان فساد کرنا مناسب نہ تھا ناچار نعش سہیل کی لیکر جانب طلسم روانہ ہوئے اور قاہر بکتا جھکتا باہر بارگاہ کے نکلا بختیارک نے کہا ای عنصر کوہی تم جا کر قاہر کو سمجھاؤ خداوند تمھارے ماموون کے مہمان ہین اسلیے کچھ تمھاری برادری کے نسبت تقدیر بدی کی نہین فرماتے ہین اُنھون نے بہت بُرا کیا کہ ساحر کو مار ڈالا خداوند پاس جو آیا کرتے ہین پھر اُنسے بگاڑنا اچھا نہین عنصر یہ سنکر اُٹھا اور قاہر کو اپنے مکان پر لایا اور کہا تمنے یہ کیا کیا کہ شاہ جادوان کے ساحر کو مار ڈالا اب مقرر کوئی آفت آئیگی قاہر نے کہا آفت کیا آئیگی جو کچھ ہوا وہ ہوا مین تو لوا کو خوب جانتا ہون اور اگر سحر و نیرنگ سے خداوند کو لڑتے ہین سنتا تو مین گھر سے بھی نہ آتا اور سچ تو یہ ہی کہ مجکو خداوند کی جانب سے اعتقاد جاتا رہا مین تو مسلمانون کے دین کو اچھا جانتا ہون عنصر نے کہا ارے میان توبہ کرو تمھارے ایمان مین فرق آگیا ہی لو آؤ اب غصہ جانے دو یہ کہکر اُسکو بزم عیش مین بٹھایا اُسطرف وہ چالیسون ساحر نالان و گریان طلسم مین پہونچے اور قریب باے خون مردان اگر اُسطرف جانیکا ارادہ رکھتے تھے مگر شاہ جادوان باغ سیب سے کنارے دریاے مذکور کے براے تفریح طبع آیا تھا اور ارادہ رکھتا تھا کہ کوہ نیلم پر جا کر شیشہ دار سے ملے اُسنے ان چالیسون ساحرون کو دیکھکر جانب دریا کچھ پڑھکر پھونکا یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور چالیس پنجہ اُسمین سے

نکلکر کمر مین اُن ساحرون کی پڑے اور اُٹھا کر سامنے شاہ جادوان کے لائے وہ سب بادشاہ کو تسلیم کرکے پکارے کہ ای بادشاہ سہیل حشیم مارے گئے شاہ نے کہا حریف تو کوئی باقی نہ تھا کسنے انکو مارا اُنھون نے کہا بارگاہ مین خداوند کی مارے گئے شاہ نے فرمایا کہ وہان کسنے مارا اُنھون نے عرض کیا کہ اول جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر طبل امان بجا سہیل نے پھرتے وقت کل لشکر حمزہ کو گرفتار کر لیا اور بارگاہ خداوندی مین گئے بعد کچھ عرصے کے صدائے نوحہ گیران ہمنے سنی جا کر جو دیکھا تو لاش اُنکی پڑی تھی ایک آدھ سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاہر کوہی نے انکو مارا پس ہم لاش لیکر یہان چلے آئے آگے اور کچھ ہمکو معلوم نہین بادشاہ کی کچھ سمجھ مین بیان انکا نہ آیا فرمایا کہ انکو معلوم ہوتا ہی کچھ نشہ زیادہ ہی یہ کہکر اپنے ہمراہیون سے حکم دیا کہ انکو باغ شب مین لیجا کر کسی مکان مین ٹھہراؤ صبح کو انسے حال دریافت کرونگا ملازم حسب الارشاد بجا لائے بادشاہ بھی آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ فرط عطش سے طفلک غنچہ کو چٹکا لگا شبنم سحر سے دایہ صبا نے پیالون کو گلگون کے بھرا کہ

ابیات

اُٹھائی صبح نے جب چادر شب	تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب
ضیا نے کر دیا عالم کو معمور	ہوا کچھ دیر مین رخ اُسکا پر نور

صبحدم بادشاہ طلسم سریر سلطنت پر آکر جلوہ فرما ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے بادشاہ نے اُن چالیسون ساحرون کو طلب کرکے حال دوبارہ دریافت کیا اُنھون نے پھر وہی کیفیت بیان کی بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شیشہ دار نے جا کر لشکر بندگان معتوب غارت کر دیا یہ کہتے ہین کہ لڑائی ہو رہی تھی پھر کوہی پرستاران خداوند مین سے تھا اُسنے میرے ملازم کو کسلیے قتل کیا اور خیر اگر اُسنے قتل کیا ہی تو مین بھی اُس کوہی کی ٹانگین چروا ڈالونگا اچھا دبیر خوش تدبیر کو بلاؤ بموجب حکم منشی سامنے حاضر ہوا اُس سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ بطور عرضی کے متضمن بہ شکایت خداوند لقا کو تحریر کرکے اور اُسمین یہ بھی مضمون ہو کہ جس شخص نے میرے ساحر کو مارا ہی اُسکو نامہ دار کے حوالہ فرمایئے تاکہ وہ اُسکو قتل کرے منشی زبیندہ رقم نے عریضہ حسب فرمان شاہ ترقیم کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند ہماری جان نثاری کا مطلق پاس و لحاظ نفرمایا حضور کی اسقدر خاطر منظور ہوئی کہ اُسنے ہمارے ملازم کو مار ڈالا اب عقاب سہ چشمی ایک ساحر زبردست کو بجمعیت کثیر ساحران خدمت عالی مین بھیجتا ہون اُس کوہی بدکردار کو ساحر مذکور کے حوالہ کیجیے گا اور درصورت تامل اپنے بندون کا رنج دلی بڑھاتا ہی جب منشی نے پیش کیا بادشاہ نے مہر اپنی

عریضہ ادب کے مقام پر ثبت کی اور عقاب کو وہ عرضی دیکر حکم دیا کہ پچاس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیجا کر پہلے تو
قاہر کو قتل کرنا پھر لشکر حمزہ جو شیشہ دار کے ہاتھ سے بچگیا ہے اُسکو تباہ و برباد کرنا اب مین بھی شیشہ دار ہی
جاتا ہون دیکھون کہ وہ کیا کر آئی ہے اخبار کے پرچہ مین لکھا دیکھا تھا کہ حمزہ بچگیا ہے بس اُسینے اور فوج بہم پہونچائی
ہوگی مسلمان تو تمام عالم مین بھرے ہین حمزہ نے بہت ملک فتح کیے ہین اور فوج بلائی ہوگی یہ حکم سنکر عقاب ہانسے
اپنے ملک مین آیا طلسم باطن کے ایک ملک کا یہ حاکم ہے الحاصل اُسنے پچاس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے اور قرنا ہے سحر
بجاکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر پچاس ہزار ساحر کا پرا لیں پشت طائران سحر پر چڑھکر چلا دُہر و بجا نفیر پھنکی آتش سحر ایسی شعلہ کش
ہوئی کہ سقف فلک مین آگ لگجانیکا گمان تھا ہوم کا دھوان ایسا بلند تھا کہ منزل خورشید مین کاجل پرجانیکا سامان
تھا گوگل رال کے شعلے اُڑتے ساحر جو سامری کی بولتے ترسول تسبول اُنکے مثل ستارہ سحری چمکتے ہنگامہ عظیم برپا تھا

سپاہی تھا ہر اک بانیِ بیداد
کبھی رستم سمجھتا گاہ میلاد
ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت

غرور و کبر مین ثانیِ شداد
رواں اسطرح تھے افواج دین سے
درازیِ قد کی طول روز میعاد

ہر اک اپنے تئین مردانگی مین
کہ اُنسے آگے چلتا اُنکا ہمزاد
اسیطرح دریاے سحر سے اُتر کر لشکر

قطع مراحل کرتا روانہ تھا اتفاق سے ایک روز دوپہر کو لشکر حوالی کوہ نیلم مین پہونچا اُسوقت دھوپ کی شدت
سے ساحر طائران سحر پر ٹھہر نہ سکتے تھے صحرائے سبز و خرم دیکھکر اُسجگہ اُتر پڑے کہ ٹھنڈھے وقت چلینگے جب
تمام فوج اُتری زیر درختان سایہ دار ٹھہر کر ضرورتون سے فراغت کرنے لگے کوئی بستر لگا کر لیٹا کوئی چبینا چبانے لگا
کوئی کھانا کھانے لگا کوئی نہانے کی فکر مین جانب تالاب و چاہ جانے لگا منجملہ اُنکے چند ساحر ایک چاہ
کے کنارے آئے اور لُٹیا کنوئین مین ڈالی وہ لُٹیا پانی پر نہ گئی ایسی آواز ہوئی جیسے چمڑے پر کوئی چیز
پڑے اور نرم آواز ہوا اُنھون نے جھک کر دیکھا تو ایک مردہ سا کنوئین مین نظر آیا اُسکے پیٹ پر لٹیا کو
رکھے پایا یہ دیکھکر یہ عقاب پاس گئے اور ماجرائے دیدہ معرض بیان مین لائے وہ خود بر سر چاہ آیا اور چند
آدمیون کو کنوئین مین اُتروا کر اُس نعش کو نکلوایا دیکھا تو یہ ملکہ شیشہ دار جادوگر ہے مگر عجب ہیئت سے ہے کہ
بالکل برہنہ ہے صرف ایک چادر پھٹی ہوئی کئی پیوند کی سینہ سے تا بزانو بندھی ہے ستر پوشی کسینے کر دی ہے واضح
ہو کہ عیاران اسلام عورت کی ہنگام بیہوشی ستر پوشی ہمیشہ کر دیتے ہین اور نگاہ اُسکے ستر پر نہین کرتے ہین اور اگر نگاہ بد
دیکھین تو جب امیر کو حال کھلے اُسے بغیر قتل کیے اُس عیار کے باز نہ ہین — فی الجملہ عقاب نے دیکھا کہ
ناک مین بتیان رکھی ہوئی ہین ایک پٹی بندھی ہے اُسنے وہ پٹی کھولی بتیان نتھنون سے نکالین پانی منھ پر

چھڑکا کہ بڑی دیر مین شعبدہ دار کو ہوش آیا اُسنے کشتی زنانہ پوشاک کی طلب کرکے اُسکو لباس سے محلی فرمایا پھر خیمہ مین اسپنے لایا شراب پلائی طعام لطیف کھلایا جب خوب یہ آسودہ ہوئی اُسوقت اُسنے حال پوچھا کہ تم کیونکر یہان آئے اور تجکو کسطرح پایا اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجکو خداوند پاس شہنشاہ نے بھیجا ہی حسب اتفاق اسطرف سے میرا گذر ہوا اور تمکو کنوین سے نکالا ساحرہ نے یہ سنکر کہا مقرر مجپر عیاری اُس عیار نے کی جسکو مین پنجہ مین داب کر اِس صحرا مین لائی تھی اب نہین معلوم کہ وہ کدھر گیا خیر جہان کہین ہوگا بغیر اُسکے زندہ درگور کیے مین دم نہ لونگی ای عقاب اب تم تو منزل بمنزل جاؤ مین اُس ناعیار تیرہ سر خیرہ روزگار کو لشکر حمزہ سے اِس مقام تک ڈھونڈھکر پیدا کرونگی اور جہان پاجاؤنگی کچا کھاجاؤنگی اور اب مین اپنے گھر جاتی ہون وہان سے اور کچھ تحفہ طلسمی لیکر لشکر حمزہ مین جاؤنگی اور حکم شہنشاہ بجالاؤنگی یعنی اُس لشکر گمراہ کو غارت اور برباد کرونگی عیار سردار ایک کو بھی جیتا نچھوڑونگی اگر اُسمین وہ عیار نابکار بھی کہ جسنے مجکو ذلیل کیا ہی ملگیا تو خیر ورنہ اُسکو ڈھونڈھونگی عقاب نے اُسکو بہت کچھ سمجھایا کہ ای ملکہ شکر سامری کا کرو جو جان تمھاری بچ گئی عیارون کے فراق مین پڑو اور اب بغیر حکم شہنشاہ مسلمانون سے لڑنے بجانا وہان اسطرحکا فساد پڑا ہی کہ ایک کوہی نے ہیل کو مارڈالا ہی اب سامری جانے کہ شہنشاہ مدد خداوندی کرین یا نکرین مین جانتا ہون کہ اُس کوہی کے دینے مین خداوند نے اگر مضائقہ کیا تو شہنشاہ سے بگڑجائیگی ساحرہ نے کہا اچھا مین نہ لڑونگی مگر اُس عیار کو بغیر قتل کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر تخت سحر سے تیار کرکے اول اپنے مسکن کیطرف روانہ ہوئی حال اِسکے مکان کا تو حصّہ اول مین بیان ہوچکا ہی غرض یہ تو اُسطرف روانہ ہوئی اور عقاب کوچ کرکے سمت عقیق کوہ راہی ہوا اگر افراسیاب خانہ خراب بعد بھیجنے عقاب کے جانب کوہ نیلم روانہ ہوا یہان ایک روز تو چالاک بیمار بنا رہا دوسرے روز جب نیلم جادو آیا یہ اُٹھ بیٹھا تیوری چڑھائی منھ اُس ناز سے بنایا کہ نیلم کی زندگی کا نقشہ بگڑنے لگا گویا ہوا کہ ای ملکہ اب مزاج کیسا ہی اُسنے کہا شکر ہی سامری کا اب وہ تو کیفیت نہین ہی لیکن کچھ ضعف و کسل مرض کے سبب باقی ہی ساحر مذکور مصروف خاطرداری ہوا اِس عرصہ مین شاہ جادوان کی سواری اِس مقام پر آپہونچی علامت اِسکے آنیکی ظاہر ہوئی یعنی طائران کوہ یا افراسیاب یا افراسیاب کے نعرہ مارنے لگے درخت جھومنے لگے ہوائے سرد وزان ہوئی نیلم اور سب ساحر اُٹھکر چلے کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین چالاک بھی اُٹھ کھڑا ہوا دیکھا کہ تخت جواہر آگین پر بادشاہ سوار ہی آٹھ نو سو پریزادان

طلسم و غلامان خوبرو ہمراہ ہین لکۂ ابر سرخ سر پہ سایہ فگن ہو چار سو کنیز ماہرو یاسمن بو سر پر مروحہ جنبانی کرتی ہین کچھ پریزادین یاقوت کی چلمچی بھراتی جاتی ہین بیضہ ہاے زمرد و یاقوت فوارون مین اُچھلتے ہین سونے کے لگن پریون کے سر پر ہین اُنہین سے فوارے چلتے ہین فوارون سے جو بیضہ اُچھلتا ہو شق ہو جاتا ہو کسی مین سے طائر خوش رنگ نکلکر شہنشاہ جادوان پکارتا ہو کسی بیضہ سے مقیش نکلکر بھرتا ہو کسی بیضہ سے ہزارہا پھول جواہر کا نکلتا ہو نیلم کوہ کے ہزاردن ساحر دوڑکر سجدے مین گرے کوئی ڈنڈوت کرتا تھا کوئی نذر لیے کھڑا تھا ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجتا تھا غرض باین تجمل و شوکت قصر کوہ کے قریب پہونچکر بادشاہ کا تخت زمین پر اُترا اور شاہ تخت سے جدا ہو کر جانب قصر چلا اُسوقت شیشہ دار و نیلم نے سامنے آکر تسلیم کی بادشاہ نے عجب حسن دلفریب شیشہ دار جادو کا اِسوقت دیکھا کہ مانگ شاک کہکشان سر پہ نکلی ہوئی زلف ہر ایک کمند گرہ گیر بنی ہوئی کاکل دوش پر چھوٹی ہوئی لہراتی ضحاک کی شبیہ خونخواری مین نظر آتی ورق مہر جہانتاب پیشانی پر نور بالمعہ شمع تجلی کدۂ طور رخ نور آگین مین اختر بخت صبیحان کی ضیا وہ آئینہ کہ آئینۂ مہر و ماہ کو اپنا حیرتی جسنے بنایا خوبان پریچہرہ اُسی رخ کے دیوانے ماہ و خورشید اُسی شمع کے پروانے لب نازک کا یہ قول تھا کہ مین مسیحاے زمان ہون دہن تنگ یہ ثابت کرتا تھا کہ مین چشمۂ حیوان ہون ہر عضو بدن کا یہ دعوی تھا کہ مین یکتا ہون جب و اسوقت

ثمر شیریں باغچۂ مہر و وفا
تو شگفتہ گل شاخ ثمر ناز و ادا

وضع سادی کہ نکھائی تھی زمانہ نکی ہوا
غیر کا نام نہ تھا خار سے تھے دامن جدا

پردۂ غنچۂ خلوت مین نہان بو کی طرح
ہاتھ چھو جائے تو کملائے لجالو کی طرح

نرگسی آنکھ سے ہو دیدۂ نرگس حیران
سامنے گیسوئے پیچان کے ہو سنبل پیچان

تو ہین غنچہ کبھی کھل نہ سکے پیش دہان
لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قد سرو چمن سوکھ کے کانٹا ہو جائے
پھول آگے رخ گلرنگ کے پتا ہو جائے

بادشاہ اُس حسن زیبا کو اُس گوہر گرانمایۂ خوبی کے دیکھکر نقد دل دے بیٹھا اُس گل گلشن محبوبی کا بلبل بنا اُس سرو قامت کا قمری بنکر طوق پوش زندان تعشق ہوا ہاتھ مین ہاتھ دیکر جانبازی بکر اندر مشکو سے

مشکبوے نیلم کوہ کے آیا مسند پر پہلو مین اُس گل رعنا کو جگہ دی پریزادین شراب ارغوانی پلانے لگین
شاہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کر اُس ساقی بیوفا پیمان شکن کو دیا اُسنے آنکھون کو گردش دیکر بناز وتبختر
عذر کیا کہ مین کل سے ماندی ہو گئی تھی آج مجکو ہوش آیا ہی مین شراب نہ پیونگی اور اگر پیونگی تو پھر
بیہوش ہو جاؤنگی لائیے آپکو مین اپنے ہاتھ سے پلاؤن بادشاہ نے منظور کیا یہ فتنۂ خانمان برباد
شراب سادہ بادشاہ کو پلانے لگا بادشاہ نے اسی شغل میخواری مین استفسار کیا کہ اے ملکہ لشکر
مسلمانان پر تم گئین تھین کیا کر آئین اُسنے جواب دیا کہ سبکا خاتمہ کر دیا شاہ نے کہا کون کون مارا گیا
اُسنے کہا مجکو نام ایک کا بھی نہین معلوم مگر ہان کام سبکا تمام کیا بادشاہ گویا ہوا کہ مین نے سہیل کو بھیجا تھا وہ مارا گیا آگے
آدمیونکا بیان ہی کہ جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر تم جو غارت کر آئی تھین تو یہ لڑائی کس سے ہوتی تھی ملکہ
مکارہ نے جواب دیا کہ حمزہ کے تمام لشکر سے مجکو آگاہی نہین ہی کہ کتنا ہی جو میرے سامنے لڑنے کو میدان مین آیا تھا اُسکو مین نے
غارت کر دیا پھر مجکو نہین معلوم کہ اور لشکر حمزہ نے منگایا یا نہین شاہ نے کہا تم سچ کہتی ہو اُسکے بیٹے پوتے
بحیلہ شکار نکل جاتے ہین ممالک تسخیر کر کے فوج بیشمار اپنے ساتھ لاتے ہین چنانچہ مجنون جادو
جب گیا تھا تو اُسکے مقابلہ مین بھی جنگل سے فوج آئی تھی اچھا اے ملکہ ایک مرتبہ تم اور تکلیف کرنا جو لشکر
تمھارے سامنے آئے اُسکو قتل کر کے ٹھہری رہنا تاوقتیکہ سب مسلمان نہ ہلاک ہون نہ آنا ملکہ نے کہا یہ
بہت بڑی مہم ہی کسلیے کہ حمزہ کے قبضہ مین تمام ملک باختر ہی جسکی کہ خدائی خداوند لقا کرتے تھے پھر اُسکے
لشکر کا کیا ٹھکانا ہی شاہ نے کہا جب تم حمزہ کو قتل کر ڈالوگی مین تمام عالم مین ساحر بھیجکر سب مسلمانون
کو گھیر لونگا کچھ دیر اُنکے قتل مین نہو گی ملکہ نے کہا بہتر ہی جب آپ فرمائینگے یہ کنیز جائیگی شاہ نے کہا عقاب
گیا ہوا ہی وہ آجائے تو پھر تم جانا یہ کہکر اُس غارتگر جان سے اختلاط کرنے لگا یہ عیار بھی اپنی اداؤن
اُسکو لبھانے لگا بھولی بھولی باتین بنانے لگا ابھی خلوت کا موقع نہین ہی نیلم اور ساحران دیگر
حاضر انجمن ہین بادشاہ اس ماہرو سے ہنس ہنسکر لگاوٹ کی باتین کر رہا ہی دور جام کا چل رہا ہی
اُسکو اس کیفیت مین چھوڑ کر اب پہلے حال عقاب کا سنیے کہ وہ بعد قطع منازل وطے مراحل
طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا لقا نے خبر سنکر استقبال کرا کر بلایا لشکر اُسکا الگ لشکر گہ مین
سے اُترا اور وہ جب بارگاہ مین آیا خداوند کو سجدہ کر کے دنگل پر بیٹھکر پکارا کہ منم نامہ دار لقا نے
نامہ مانگ کر پڑھا اور اُسمین قاہر کا طلب کرنا پڑھکر سر ہلایا کچھ جواب دیتے بن نہ آیا بختیارک نے

دیکھا کہ لقا سر ہلاتا ہی مگر کچھ کہتا نہین یہ دیکھکر اسنے کہا یا خداوند نامہ مجکو دیجیے مین یہ گتھی سلجھادون اُسنے
نامہ اسکو دیا اسنے پڑھکر کہا وہ کیا حرامزادہ ہی آپ یا خداوند اُس کوہی کو حوالہ کیجیے بندہ خاص عقیدتمند
بااخلاص شہنشاہ ساحران سے نہ بگاڑیے لقا نے کہا یہ کوہی بھی ہمارے بندہ خاص ہین مگر خیر
خاطر ہی بندہ قدرت یعنی شاہ طلسم کی یہ کلمہ سنکر بختیارک نے عنصر کوہی کو بلوایا اور کہا تم فوج لیکر جاؤ
جسطرح ہو سکے قاہر کو باندھکر اُسکے خیمہ سے یہان لے آؤ عنصر نے عرض کیا کہ وہ میرا عزیز ہی مجھسے
یہ نہو سکیگا دوسرے یہ کہ اُسکا برادر مارا گیا تھا ایک حرکت سہواً اُس سے ہو گئی اب قصور اُسکا خداوند
سے معاف کرادو شیطان نے کہا تمھارے حق مین یہی بہتر ہی کہ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ یہ ساحر
طلسم سے آئے ہین ایک کو بھی زندہ نچھوڑینگے عنصر نے جواب دیا کہ پھر آج قاہر کے لیے یہ سامان ہی
کل ہمارے لیے ہوگا یہ گفتگو عقاب نے بھی سنی اور کہا ملکجی تم اتنی التجا کیون کرتے ہو یہ کہکر
عنصر سے کہا معلوم ہوا کہ تم خداوند سے پھرے ہوئے ہو یہ اب ظاہر ہوا کہ باطن مین تم دشمن ہو یہ
کہکر ایک دانہ ناش کا سحر پڑھکر مارا کہ عنصر کے ہاتھ پانون کا دم نکلگیا اور کہا ایسے ایسے بندہ خداوند
کے افراسیاب پاس بہت ہین تم مین فخر کیا ہی دیکھو اب کس عذاب الیم سے قتل ہوتے ہو
عنصر یہ حال اپنا دیکھکر گھبرایا اور گویا ہوا کہ اچھا جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا عقاب نے قول
و قسم لیکر رہا کردیا یہ وہان سے خیمہ مین قاہر کے آیا اور فرط خوف سے اُس بہادر کے پکڑ دینے پر آمادہ
ہوا چنانچہ جب یہ اُسکے خیمہ مین آیا کہا بھائی صاحب ذرا میرے مکان پر تشریف لیچلیے وہ بیچارہ
غافل از مکر ابنائے زمانہ اسکے ساتھ اسکی جگہ پر آیا وہان دس بیس رفیق بھی اسکے موجود تھے
پس اسنے اُس دلاور کو بعزت تمام بٹھایا اور شراب پلائی باتون مین لگایا جب اُسکو نشہ ہوا
اُٹھکر لپٹ گئے اور حالت بیخودی مین باندھکر لقا کی بارگاہ مین لائے قاہر کا نشہ اُسوقت ہرن ہوا
اور صلاح وقت سمجھکر لقا سے عذر خواہ ہوا کہ یا خداوند مجھسے قصور ہوا مجکو اُسوقت اپنے بھائی کا
بڑا رنج تھا اس سبب سے تقصیر ہوگئی یہ خطاء اول ہی امیدوار ہون کہ اپنی رحمت سے معاف
فرمائیے لقا نے تضرع و زاری پر مطلق خیال نہ کیا اور کہا جو ہماری بغیر مرضی کام کرتا ہی ہم اسکو سزا
ضرور دیتے ہین یہ کہکر عقاب سے کہا کہ لو یہ گنہگار شاہ جادوان حاضر ہی جو چاہو وہ سزا دو اُسنے حکم دیا
کہ بیرون بارگاہ لیجاکر سر اسکا جدا کرو ملازم اُسکے اس بیچارے کو باہر بارگاہ کے لائے جلاد طلب ہوا

غلغلہ برپا ہوا کہ قاہر کو بھی قتل ہوتا ہی یہ ہنگامہ جو مچا لشکر قاہر کا جو اترا ہوا تھا اُسکو بھی خبر ہوئی کہ افسر و مالک تمھارا مارا جاتا ہی پس یہ سنتے ہی لشکر مین کمربندی ہونے لگی ہرکارون نے یہ خبر عقاب کو پہونچائی کہ فوج قاہر کی اپنے افسر کی حمایت کو آیا چاہتی ہی اس حال کو سنکر ساحر خود بھی پرواز کرکے چلا اور برابر ہوا فوج قاہر کے درمیان مین آکر ٹھہرا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ اُس لشکر کے گرد ایک دیوار آتشین کھنچ گئی لشکری سب گھر گئے راہ آگے بڑھنے کی بند پائی ناچار اُسیمقام پر ٹھہرے اور یہ ساحر وہان سے پھر کر دروازۂ بارگاہ لقا پر آیا میدان بارگاہ کے سامنے کا میدان خونی بنایا جلاد نے چبوترہ ریگ کا بنا کر بوریاے مرگ بچھایا اُسوقت تمام خلقت کا اُس میدان مین جماو تھا ہنگامۂ عبرت و عشرت گرم تھا خوف سے عاقلون کا دل سخت نرم تھا کوہی اور سنجانی عتاب خداوندی سے لرز رہے تھے مختصر یہ کہ قاہر بیگناہ کو بوریے پر لاکر جلاد نے بٹھایا اُسوقت اُس مظلوم نے پکار کر کہا کہ اے کوہیو تم میری برادری ہو اسوجہ سے تمکو لازم ہی کہ میری وصیت سنو چند کوہیون نے جواب دیا کہ اچھا کہو ہم سنتے ہین اور اگر اختیار ہوگا تو وصیت بجا لاینگے اسنے کہا وصیت میری یہ ہی کہ بعد میرے قتل ہو جانیکے نعش میری لے لینا اور سپرد مسلمانان کرنا کہ وہ دفن کرین اسلیے کہ مین نے اس لقاء گمراہ مردود درگاہ اللہ کو بصدق ارادت لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا اب تم سب میرے کلمہ پڑھنے کے شاہد رہنا اور پیش امیر دین پناہ شہادت دینا یہکر اُسنے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور کہا افسوس ہی کہ مین قدم اقدس حمزۂ عالیشان سے جدا رہا جب مجھسے اور ساحر سے فساد ہوا تھا اُسوقت مین نے قصد کیا تھا کہ حضور مین مجاہد راہ خدا کے جاؤن مگر پھر مجکو شرم دامنگیر ہوئی کہ لوگ کہینگے مارے خوف جان کے جب اُدھر بگڑی تو ادھر کو پھر ہوا پس مردان عالم کے لیے خوف جان سے کسی کی اطاعت قبول کرنا بہت نازیبا ہی اور ایسی صورت مین دین کا بدلنا بھی جائز نہین دین تو خالص واسطے خدا کی محبت کے بدلنا قرین عقل وکار ثواب ہی اور کسیطرح کا لالچ کرکے بھی مسلمان ہونا ٹھیک نہین مثل اسکے کہ عورت پر فریفتہ ہوکر یا طمع مال و زر سے یا اور کسی حرص و آز سے دین کا تبدیل کرنا بالکل خلاف ہی پس ان وجوہات سے مین قاصر خدمت رہا امیر کے پاس حاضر ہو سکا اب کہ [illegible] اس سبب سے اپنے عقائد کو ظاہر کیا ہی کہ اب کوئی مجکو طمع نہین [illegible]

پیدا کیا اور صاحب ایمان اُٹھایا وقت مرگ سر چشمۂ ہدایت پر پہونچایا جان دینے کا مجکو کچھ غم نہین
دولت ایمان پانے سے شاد ہون یہ کلمات جو کوہیون نے سنے گویا ہوئے کہ تو بے ایمان اور
بلجہ ہو گیا ہی تیری وصیت ہم نمانینگے اُسنے جواب دیا کہ مردہ بدست زندہ اگر میری لاش تم سپرد
مسلمانان نکروگے تو کیا ہوگا میت بہتر ہونا انسانکی چاہیے تم چاہے مزبلہ پر لاش میری پھینکدو خداے رحیم میری
مغفرت فرمائیگا اور میرا ایمان لانا قبول کرے یہ باتین جو اُسنے باواز بلند کین عیاران لشکر اسلام
تو بامر خبر گیری لشکر لقا مین رہا ہی کرتے ہین اسوقت بھی اس کوہی کے قتل کا غلغلہ سنکر دو تین
عیار تماشا دیکھنے آئے تھے اور کلہباد و گلباد وغیرہ صورت تبدیل کیے ہوئے میدان جنگ
مین کھڑے تھے یہ بیان پاکیزہ عنوان قاہر لطافت و سعادت بنیان کا سنکر رونے لگے اور
کہا ای برادران ہم مین سے ایک شخص جا کر امیر کو اس بیچارہ مظلوم کے حال سے اطلاع
دے اور ہم یہان حتی الامکان اسکو قتل ہونے سے تا آنے امیر کے بچاتے ہین یہ مشورہ کرکے
ایک عیار یہان سے بتعجیل عجیل روانہ ہوا اور دو عیار آگے بڑھکر اُن لوگون مین جو ملازمان لقا
صف بستہ استادہ تھے ملکر براے حفاظت قاہر کھڑے ہوئے اس اثنا مین عقاب نے جلاد
سے کہا کیا کھڑا ہوا اس خاطی کا بیان سن رہا ہی بڑا یہ مسلمانون کا بچہ بنا ہی مار ایک ہاتھ تلوار کا کہ
سر اسکا اُڑ جائے جلاد جبتک قاہر نے وصیت کی تینون حکم پوچھ چکا تھا کوئلے کا خط گردن پر مجرم کے
دیکر پیچھے ہٹکر دوڑتا ہوا تیغہ تولے ہاتھ لگانے چلا اُسوقت ایک عیار نے تیر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی
پر جلاد کی پڑا اور قفا کو توڑ کر گذر گیا جلاد قلابازی کھا کر گرا لوگون نے شور بلند کیا کہ ارے میان
دیکھنا یہ جلاد کو کیا ہوا جو تیغہ پھرا کر اپنے سر مین آپ مار لیا غلغلہ ہوا کہ مسلمانون کے خدا نے قاہر
کی مدد فرمائی بختیارک نے عقاب سے کہا مقرر عیار لشکر حمزہ کا یہان ہی اُسینے جلاد کو قتل
کیا ہی عقاب نے کہا اگر ایسا کچھ ہی تو مین سحر سے اُس عیار کو پکڑے لیتا ہون شیطان نے
کہا اُنکو آپ نہین پکڑ سکتے کسلیے کہ وہ ایک نہین بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُنکو ستایا تو یہ سمجھ لیجیے
کہ آپ کبھی نہین ایک کو گرفتار کیجیے گا دوسرا آکر آپکو ابھی قتل کر ڈالیگا سگ وگربہ کر قتل کرتے تو کچھ
عرصہ بھی ہوتا ہی آپ کے ہلاک ہونے مین ذرا بھی دیر نہوگی اُسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو طلسم مین
پانچ عیار گئے ہین پھر اُنھون نے ہزارہا ساحر مارے ہین شہر کے شہر خالی کردیے ہین اچھا ابھی مزہ

اور جلاد کو بلاؤ اگر وہ بھی مارا جائے تو مین خود اُسکو قتل کرونگا شیطان نے کہا تم بارادۂ قتل آگے بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ کراک سے آواز آئیگی اور کھوپڑی چھپکلی کی دُم کی طرح دور اوڑتی دکھائی دیگی یہ سنکر ساحر کو تردد ہوا اور کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا چارطرف غل ہوا اب کوئی جلاد مارے ڈر کے آتا نہین جب بہت پکار ہوئی ایک جلاد کہ نہایت ضعیف تھا بطمع انعام کثیر حاضر ہوا اُسکو ہزار روپیہ دینے کو کہا وہ تیغہ اُٹھا کر چلا جب تلوار تولکر یہ لپکا کراک سے آواز آئی ساحر مذکور نے جلد اپنے سر پر ہاتھ رکھا کہ دیکھون میری کھوپڑی ہے یا نہین بختیارک ہنس پڑا اور کہا ابھی تمھارا سر ہی گھبراؤ نہین دیکھو وہ جلاد کا سر گوہ کھا رہا ہے اسنے دیکھا تو واقع مین جلاد کی کھوپڑی اُڑ گئی ہے اب ساحر ناچار ہوا اور قصد کیا کہ مین برق بنکر اُڑون اور تلوار کیطرح سر مجرم پہ گرکر کام اُسکا تمام کرون مگر بختیارک نے منع کیا کہ تم ہمیشہ تو بجلی بنے نہ رہوگے جب بصورت اصل ہوگے مارے جاؤگے یہ سنکر ساحر بہت ناچار ہوا اور سحر پڑھا کہ کوئی حربہ مجھ تک نہ پہونچ سکے غرض اپنے تئین حصار بند سحر سے کرکے تلوار پکڑکر بہر قتل قاہر چلا اُسوقت قاہر نے بھی بلبلا کر درگاہ خدا مین فریاد کی کہ اے چارہ ساز درماندگان منتقم حقیقی فریاد رس مظلومان محکوم شر سے ان لعینان بدین کے نجات عنایت فرمائیے اے مونس

شکستہ دلان حال مابین ✦ ما را غریب و بیکس و بے آشنا ببین ✦

یہ تو اس فریاد و زاری مین تھا اُدھر بحر رحمت الٰہی جوش زن ہوا یعنی عیار نے بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بعد دعا و ثنا کے تمام حال قاہر کے قتل ہونے اور اُسکی وصیت کرنیکا خدمت امیر مین عرض کیا امیر یہ حال سُنتے ہی اُٹھے کہ اگر وہ شخص مسلمان ہوگیا ہے تو ہمکو اعانت اُسکی کرنا ضرور ہے یہ فرما کر عقرب سلیمانی کے قبضہ کو تھامے باہر بارگاہ کے آئے اور اشقر کو طلب فرما کر سوار ہوئے پھر تو کئی سو سرداروں نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ امیر اکیلے جاتے ہین ہمکو بھی اجازت ہو کہ جاکر جانبازی کرین بادشاہ نے اجازت دی لندھور و بہرام و نور الدہر و ایرج و تورج وغیرہ کئی سو سردار باہر آکر مرکبون پر سوار ہوئے انکو جاتے دیکھکر اپنے لشکرون مین جلد جلد کمربندی ہوئی کرنا کو دم ملا فوج تیار ہوکر چلی مگر امیر با توقیر چونکہ پیشتر روانہ ہوگئے تھے انھون نے تازیانہ جناب اسحٰق علیہ السلام کا بلند کیا اشقر اشارہ راکب سمجھا کہ آج آقا کو عجلت منظور ہے اگر تو تامل کریگا تو آقا یہ کوڑا مارینگے یہ سمجھکر اس تیزی سے وہ صرصر مجسم روان ہوا کہ تیزی باد صبا کا افسانہ سب گرد تھا گرم رفتاری برق کا بازار

بالکل سحر دیکھا کہ بموجب نظم

تیرے سمند کی مین ستائش نہ کرسکون
نادان جانتے ہین کہ نکلا ہی یہ ہلال
جبتک وہ مرد ملک سے نہ ہوپہنچے فرو کے پاس
ہوو سے جو تو سوا عدو کے یہ قتال

تعریف نقش سم کی ہی اسکے بہت محال
سرعت مین اُسکی راہ سے یہ کہکے ہمسری
پہونچے وہ اُسجگہ کہ نہ پہونچے جہان خیال
سب جن و انس و پری اور وحش و طیر

آئینہ سپہر مین پڑتا ہی اُسکا عکس
ساتھ اُسکے دوڑے گرد نگہ دیدۂ غزال
یکپایہ اُسکا تخت سلیمان سے کم کجا
حاضر ہون کا سعادت مین کیا مجال

امیر ایک آن واحد مین لشکر تھا مین پہونچے لشکری تو لوہا آپکا مانے ہوئے ہین کسینے روکنے کا ارادہ نکیا بلکہ اُسمین گویا ہوئے کہ اب ذرا سیر دیکھنے کے لائق ہی اس اثنا مین امیر نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا قاہر صرف مناجات تھا اور عقاب اُسکے قتل کو چلا تھا کہ نعرۂ صاحبقرانی نے زہرۂ کفار پانی کیے بختیارک دوڑکر سامنے امیر کے آیا اور کہا یہ غلام قدیم آداب عرض کرتا ہی دیکھیے مین اس ساحر نابکار کو ہرچند سمجھاتا ہون مانتا نہین ایک بیچارہ مسلمان کے خون ناحق پر آمادہ ہی دیکھیے وہ تیغہ لیے کھڑا ہی عقاب نعرۂ امیر سنکر حیران وار کھڑا تھا شیطان کی گفتگو سنکر سمجھا کہ حمزہ یہی ہی اسکو یہی کی حفاظت اور اعانت کو آیا ہی پس یہ سمجھکر تیغہ تولتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور سحر پڑھا کہ تلوار برق بنکر سر امیر پر چلی آپ نے اسم اعظم پڑھا کہ پھر وہ اصلی تلوار ہو گئی اور امیر عقرب سلیمانی کھینچکر بڑھے اُسوقت وہ ساحر ایک اژدر کی صورت بنکر قلاب آتشین چھوڑتا منہ مثل قعر جہنم کے کھولتے امیر پر آیا آپ نے پھر اسم اعظم دم کیا کہ وہ بھی جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اُسوقت اُسنے اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ دیکھتے ہو لیکن مدد نہین کرتے افسرون نے چار طرف سے گھیر لیا نارنج ترنج ناریل لگانے لگے غلغلہ برپا ہوا فوج ساحران تیار ہو کر آنے لگی لیکن امیر کے سایۂ شمشیر کے نیچے عقاب بے پر تھا اُسکو آپ تیغے بچا سنے دیا جب فوج کا یورش زیادہ ہوا اُسنے چاہا کہ مین نکلجاؤن پس جب وہ اُڑا آپ نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا کہ وہ گرا جب بہت عاجز ہوا ہزارون طرح کے سحر کیے برکت اسم اعظم اثر پذیر نہوئے اور امیر نے سر کو بچا کر کمر پر جو ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور اُسکے مرنے سے وہ حصار جو گرد لشکر قاہر نامدار تھا دفع ہو گیا اور لشکر مسلح تو تھا ہی سب آگرا امیر کے یہان سے جو سردار کہ روانہ ہو گئے تھے مع فوج آپہونچے نعرے چار طرف سے منم فلان منم فلان کے بلند ہوئے امیر نے قریب قاہر پہونچکر قبضہ اُسکی کاٹ دی پھر اُسکو بلا گردان ہوا پھر ہمراہ رکاب چابک

جو اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا یہ ہنگامہ دیکھکر پشت بارگاہ سے نکلکر بھاگا مگر بختیارک نے کہا تم ناحق بھاگتے ہو تم سے کوئی نہ بولیگا یہ سب آفت تو ساحرون کے سر ہی مگر خیر احتیاط شرط ہی یہ کہکر پشت پہ سب کا فرروانہ ہوئے ادہر ساحر جو لڑ رہے تھے افسر کے مارے جانے سے ایسا بد حواس ہوئے کہ سحر بھولے مسلمانون نے زیر تیغ تیز رکھلیا ہزارون مارے گئے گورکنارے گئے نیزہ دارون نے نیستان غیرت کا شیر بنکر اُن روباہ خصالون کو شکار کیا کمانداروں نے برج قوس کا مشتری بنکر اُن زحل جلوؤن کی نقد جان کو خریدا بوئے کبر و غرور کاسۂ دماغ سے نکلگئی ہستی اجل محلگئی جی لینے پر جی لوٹ ہوا کہ نظم

آگے تھے وہ چنانچہ اسیطرح روز جنگ
سایہ مین جھنڈیونکے صفین باندھ باندھ کر
جیسے ہی اُس گروہ نے پی تھی شراب کبر
پایا تھا جو دلونمین خیال اُنکے نے قرار
وہ جھنڈیان نظر پڑین اکدم مین اسطرح
کھینچا تھا اُسکے نشہ نے ویسا ہی کچھ خمار
گاتے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے
گاذر بچھاوین پارچہ جون نہر کے کنار
آخر جو بچے وہ روبفرار لائے اوس

جانب افراسیاب چلے امیر قاہر کو ہی کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی سمت چلے قاہر نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اس لقا گمراہ کو دیکھتا چلون امیر نے فرمایا کہ اب پھر کسی دن سمجھ لینا آج تو وہ دبک رہا ہی پھر اب تم بھی خبر نہو یہ نابکار جائیگا کہان اسکے زندہ رہنے مین یہ فائدہ ہی کہ اطراف دہر مین جتنے مشرکان بیحیا ہین وہ اُسکی حمایت کرتے ہین اور ہم اُنکو بسہل و آسانی پا جاتے ہین اور جہاد کرتے ہین نہین تو اُنکا ڈھونڈھنا کمال ہی دشوار ہوتا اور مین یہ بھی چاہتا ہون کہ یہ لقا مسلمان ہو جائے اُسکے مسلمان ہونے سے ہزارون ملک اسلام آباد ہونگے یہ فرماکر مع عسکر ظفر پیکر داخل اپنے لشکر مین ہوئے فوج نے کمر کھولی امیر بارگاہ مین قاہر کو لائے اُسنے بادشاہ کو زینت بخش سریر سلیمانی دیکھا تسلیم بجا لایا پھر بارگاہ کی رونق و آرائش دیکھکر دنگ رہگیا بادشاہ نے بیرون چہل ستون دست راست مین تخت لندھور دنگل عنایت فرمایا اور تمام اہل عملہ کنیزین غلام خیمہ بارگاہ وغیرہ جملہ سامان سرکار سے اسکو ملا یہ اور سرداران اسلام سے ملاقی ہوا پھر انجمن عیش ترتیب ہوئی دورۂ جام ارغوانی چلنے لگا کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا لندھور نے کہا ای قاہر تم بھی اپنی بارگاہ مین چلو یہ سمجھا کہ شاید میرے ملازم بارگاہ میری لے آئے ہین یا یہ کہ لندھور اپنی بارگاہ مین لیجائیگا یہ سوچکر پریشان حال اُٹھا کہ اچھا چلو جب باہر آیا دیکھا سواریان ہر طرحکی لگی ہین چار سو خاص بردار اور کئی سو چوبدار خدمتگار سب طرحکے خدمتی حاضر ہین یہ سوار ہوا آگے آگے نقیب

پکارتا ہوا چلا مگر یہی اسکو گمان ہی کہ یہ سب لندھور کے یہانکا سامان ہی جب بارگاہ مین پہونچے اُس بارگاہ
شاہانہ کو دیکھکر اسنے بہت تعریف کی لندھور نے کہا یہ لوگ عملہ کے اور بارگاہ مع جملہ سامان کے حضور
بادشاہ اسلام سے مرحمت ہوئی ہی دستور ہی جو کوئی مسلمان ہوتا ہی اُسکو سب اسباب بسمیت خلعت
ملتا ہی یہ سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی اور اندر بارگاہ کے آیا فرش شیشہ آلات سے اُسکو آراستہ پایا جواہرخانہ
توشک خانہ باورچی خانہ سب مقام آراستہ دیکھے پلنگ جواہر نگار ایک جگہ لگے تھے ایک سمت کو
نعمتخانہ مین دسترخوان بچھا تھا اسنے کھانا کھایا شراب پی لندھور رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کو گیا اس
عرصہ مین فوج بھی اسکی آکر ملحق لشکر اسلام اتری ہر ایک افسر نے دین اسلام قبول کیا اور بظل
حمایت و بذیل عاطفت امیر شادان و فرحان رہنا منظور فرمایا۔ اب حال افراسیاب سنیے کہ وقت
بھیجنے عقاب کے اسنے کہا تھا کہ مین کوہ نیلم پر جاؤنگا چنانچہ افسران لشکر عقاب جانتے تھے
کہ بادشاہ طلسم کوہ نیلم پر ہوگا اس وجہ سے یہ جو بھاگے تو کوہ نیلم ہی پر آئے یہان شاہ جادوان
شیشہ دار نقلی سے سرگرم اختلاط و صحبت تھا کہ یکایک شور فریاد و بکا سنائی دیا بادشاہ نے فرمایا
کہ دیکھو یہ کون لوگ ہین ملازم نیلم کے فریادیون کو سامنے لائے اُنھون نے سامنے آکر مجرا کیا اور عرض
پیرا ہوئے کہ عقاب کو حمزہ نے آکر مار ڈالا شاہ نے پوچھا کہ کیونکر مارا انھون نے عرض کیا کہ خداوند
لقانے قاہر کو بندھوا کر آپکے لکھنے بموجب اُنکے حوالہ کیا انھون نے اُسے قتل کرنے کو زیر تیغ بٹھایا اسنے
اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا عیار وہان موجود تھے انھون نے حمزہ کو جاکر خبر کی وہ آکر ایک ضرب عقاب
کے دو ٹکڑے کیے اور جنگ عظیم ہوئی آخر ہم سب شکست کھا کر آپ کے پاس آئے ہین شاہ نے
یہ خبر سنکر گردن جھکائی شیشہ دار نقلی نے کہا اے بادشاہ تیری جوتی رنج کرے ابکی یہ کنیز جاکر سب کو مثل
حرف غلط کے مٹادیگی آغوش دایہ گور مین سلادیگی بادشاہ اس سمجھانے سے پھر مصروف بادہ خواری
ہوا اسمین عقاب کے افسرون نے شیشہ دار کو پہچانا کہ یہ وہی ہی جسکو کنوئین سے لشکریون نے نکالا تھا
بس ایک ساحر نے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ شیشہ دار جادو سے پوچھیے تو کہ اسپر کیا گذری تھی
انکو تو جمشید نے بچایا نہین تو ہڈیان بھی گل گئی ہوتین افراسیاب نے کہا کہو تو اے شیشہ دار
کیا ہوا تھا یہ عیار سنکے تو کیا کہے کچھ معلوم تو تھا ہی نہین مگر فرزند رشید عمرو ہی فوراً بات اسنے بنائی یعنی
گویا ہوا کہ اے بادشاہ وہ کون ایسا عمدہ ذکر ہی جسکو مین بیان کرون دنیا مین جو آیا ہی اُسپر بُری

بھلی بہت کچھ گذر گئی ہی شاہ نے اُن ساحرون سے کہا تمھین بیان کرو کہ اوپر کیا گذرا تھا انھون نے کہا یہ کنوین مین پڑی تھین اتنی لفظ سنتے ہی اِس عیار کو معلوم ہوا کہ شیشہ دار کو جو تو کنوین مین ڈال آیا تھا یقین ہی کہ وہ چھوٹ گئی غرض بادشاہ سے کہا ای شہریار کوئی اپنی لت اپنے مُنھ سے بیان نہین کرتا ہی اب جو یہ ساحر کہنے ہی پر آمادہ ہین تو مجھی سے سُنیے میری ناک پر پٹی بندھی تھی دو بتیان نتھنون مین تھین کپڑے اُتر گئے تھے ننگی کنوین مین پڑی تھی لشکریان عقاب نے مجھے نکالا اور یہ معاملہ زیر نیلم کوہ مجھپر گذرا جب مین لشکر حمزہ سے پھری ہوئی آپکے پاس آئی تھی اور مجکو یہ منظور تھا کہ آپ سے حال جنگ بیان کرکے استفسار کرون کہ ایک غول مسلمانونکا ہلاک ہوا ہی اب اور بھی کچھ باقی ہین یا نہین اور جو باقی ہین انکو کیونکر قتل کرون چنانچہ اب مجکو آپ جملہ حالات اُس لشکر کے تعلیم کر دیجیے تاکہ مین جا کر ایک کو زندہ نچھوڑون بادشاہ نے کہا تری خیر سامری نے فرمائی جو وہ عیار تمکو زندہ چھوڑ گیا شاید کہ تمھاری صورت بنکر خداوند پر جا کر عیاری کی ہوگی یا طلسم مین آیا ہوگا بہرنہج تمکو جمشید نے بچا لیا شیشہ دار اسوقت رونے لگی گوہر اشک کی لڑی سہرہ رخسار انور کا ہوئی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اشک پاک کیے اور فریفتہ تو پہلے ہی سے تھا اسوقت اسکے آرایش زیور کو دیکھکر اور رونے سے وہ تمتمایا کھڑا پسند کرکے حاضران مجمع سے اشارہ کیا کہ تخلیہ کردو نیلم اور عقاب کے ساحر اور کنیزان طلسمی وغیرہ اس قصر سے نکلکر کوہ پر اور جو مکان بنے ہین وہان چلے گئے اور بعض اُس پہاڑ کی سیر کرنے لگے کوئی لب جو ٹھہرا کوئی اشجار پُر بہار کی دید مین گلگشت چمنستان کرنے لگا اُدھر بادشاہ نے کاجل مسی پر اُس محبوب جان دشمن کے پھر نظر فرمائی شراب کا تو نشہ خوب تھا طبیعت آندھی کی طرح آئی پکارا کہ ای جانی ذرا میرے پاس آیے کہکر ران پر ہاتھ رکھدیا عیار نے سسکی بھر کر ران ہٹائی اور ہاتھ اپنا ہاتھ کے نیچے رکھدیا شاہ نے کہا ای غارتگر جان واسطہ سامری کا اب نہ ترسا او بُت ترسا تیری ہر ایک ادا پہ دل دیوانہ ہوا ہی ذرا تو پہلو میں اگر یاس ومہری نہ دکھا کہ

بیت

لے مرے دلکو دیکھے اپنا دل +
سنگ کے مول بکتا ہی یہ لعل +

اُس مایہ ناز نے بصد انداز تیوری چڑھا کے کہا لو واہ واہ آپ تو ایسی باتین کرتے ہین گویا مجکو اپنی جورو بنایئے گا بادشاہ اس بھولے پن پر اور زیادہ مفتون ہوا اور کہا اگر جورو بنائینگے تو کیا نقصان ہی یہ کہکر اپنے گلے سے لگایا عیار نے تبھی وہ گدرایا ہوا بدن

خوب سینۂ شاہ سے اور جسم سے ملا پھر جھجک کر الگ ہوگیا کہ اوئی نوج میری جان ہلکان ہوگئی ایسکو
جور و بنا کہتے ہین یہ کہکر مثل برق چمک کر بیرون قصر چلا کہ لو مین جاتی ہون بادشاہ اُٹھکر بیتابانہ
لپٹا اور پکارا کہ شعر اتنا نہ ستم کر جو اُٹھون خواب عدم سے + سب محشریان بولین عجیب فتنہ یہ جاگا
یہ کہکر گود مین اُٹھا لایا اُس مہ پارہ نے ڈھیلے ہاتھون سے اُسکو مارا اور چپکے چپکے گالیان کوسنے
دینے لگی شاہ پردہ غلبۂ مستی تھا کہ کچھ اُسکا مطلق خیال نکیا بلکہ ہنسکر کہنے لگا ای ہمراپا ناز تیرا تو صاف
انداز یہ ہی کہ فرد باتین کرو عدو سے شودا کو گالیان دو + قربان ہون آپکے مین اِس ادا اور دہش کا
اب یہان تو یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہی بادشاہ کو شوق ہی اُس ترک ستمگر کو بناوٹ کی شرم ہی یعنی یہ
عیار بادشاہ کو خوب بیتاب کرکے بیہوش کرنا چاہتا ہی یہ تو اِس فکر مین ہی مگر شیشہ دار اصلی جو اپنے
مکان پر گئی تھی کچھ دیر ٹھہر کر سحر اپنا جگا کر جانب لشکر اسیر روانہ ہوئی اور بزور سحر سل در مسل ہر
مقام پر چالاک کو ڈھونڈھا لیکن کہین پتا نہ پایا ناچار وہان سے پھری اور ایک مقام پر ٹھہر کر
ماش کے آٹے کا ایک پتلا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہو کر بولا کہ ای ملکہ کیا پوچھتی ہو اُسنے کہا سچ بتلا
کہ چالاک عیار کہان ہی پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھاری صورت بنا ہوا شہنشاہ ساحران کی گود
مین بیٹھا ہی یہ کہکر پتلے نے جماہی لی مُنہ سے شعلہ آگ کا نکلا کہ پتلا جلکر خاک ہوگیا اور یہ ساحرہ غضبناک
بنی ہوئی جانب کوہ نیلم چلی جب پہاڑ پر آئی یہان ساحر سب سیر کر رہے تھے وہ حیران ہوئے
کہ ایک تو شیشہ دار بادشاہ طلسم کے پاس ہی ایک یہ آئی پس اس حیرانی مین کسینے اِسکو روکا نہین
اور یہ اندر قصر کے آئی دیکھا ایک اور میری صورت کی عورت پہلوے بادشاہ مین بیٹھی ہی اور افراسیاب
اُسکے بوسے لیتا ہی پس اِسکو یقین ہوا کہ یہی چالاک بن عمرو ہی چنانچہ اب اِسکے قریب آہستہ سے
بطور مخفی جا کر ایک دو ہتڑ بیٹھ پر مارا کہ یہ جلکر خاک ہو جائے یون یہ عیار زبردست ہی ایسا نہو کہ
تجکو دیکھکر بھاگ جائے غرض یہ آہستہ آہستہ چلی لیکن پانوُن کی آہٹ بادشاہ کو معلوم ہوئی
اُسنے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ساتھ ہی چالاک نے بھی پھر کر دیکھا تو شیشہ دار اصلی سے آنکھ چار
ہوگئی اُدھر شیشہ دار نے جبدم یکھا کہ اِسنے مجکو دیکھ لیا اب دوڑ کر اِسکا کام تمام کر بس یہ لپکی اور
عیار جلدی سے افراسیاب کی گود مین لپٹ گیا یہ کہتا ہوا کہ ای شہنشاہ وہی آگیا جسنے مجکو
کنوین مین ڈالا تھا شاہ جادوان سب حال تو سُن چکا تھا ہی اور اِسوقت حالت مستی مین ساحرہ

عیار کو سمجھکر کام دل حاصل کیا چاہتا تھا اُسکے آنے سے مزا اُسکا گیا عیش منغص ہوا پس بحالت غضب
جانب ساحرہ دیکھنے لگا اور جیسے ہی وہ قریب پہونچی عیار پر سحر بھی نکرنے پائی کہ شاہ نے منھ سے اُف
جو کی یہ قلابازی کھاکر دور جاکر گری اور بیہوش ہوگئی بادشاہ نے اُسوقت آواز دی کہ ای نیلم جلد حاضر ہو
لکھا ہی کہ اگرچہ پکارے اس قصد سے کہ میری آواز سب سنین تو تمام طلسم کے رہنے والے اسکی آواز
سنین اور اسیوجہ سے بیان ہوا ہی کہ باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے اسنے پکارا ہی اور ساحر دور کا
رہنے والا حاضر ہوا ہی اُسکو حریف سے لڑنے اسنے بھیجا ہی فی الجملہ سب ملازمون نے صدا اسکی سنی
اور دوڑے کہ شہنشاہ پکارتے ہین جب سامنے آئے اسنے نیلم سے حکم دیا کہ یہ عیار جو بشکل شیشہ دار
بیہوش پڑا ہی اسکو ہوشیار کرو کہ مین قتل کرونگا یہ حکم سنکر نیلم تو ہوشیار کرنے بڑھا مگر چالاک
گھبرایا کہ اب جو یہ ہوشیار ہوگی تو جان پر تیرے بنیگی راز تیرا فاش ہوگا اس سے لازم ہی کہ کوئی تدبیر کر
یہ سوچکر جلد گود سے بادشاہ کی اُٹھا اور کہا ای بادشاہ مارے خوف کے میرا پیشاب خطا ہوا جاتا ہی
مین ذرا چوکی پر جاؤنگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے دو کنیزون سے کہا آفتابہ لیکر ملکہ کے ساتھ جاؤ کنیزین ہمراہ
ہوئین اُس قصر سے علیحدہ چوکی ایک جگہ لگی تھی مخمل کاشانی سے منڈھی تھی طلائی طشت نیچے اُسکے
لگا تھا وہ مقام آئینہ وغیرہ سے آراستہ قرابے گلاب کیوڑے کے مُنھ کھلے ہوئے رکھے نہایت
زینت سے پیراستہ یہ عیار جو وہان گیا ایک لونڈی سے کہا تو باہر کھڑی رہ اور ایک کو اندر لیکر آیا اور
کہا آفتابہ یہان رکھکر میرے ناف کے مقام پر اور کمر کے نیچے آہستہ آہستہ مل کہ رفع احتیاج کرون
وہ کنیز آفتابہ رکھنے کو جب جھکی اسنے ناک اُسکی ملدی کہ وہ بیہوش ہوئی اسنے فوراً کپڑے اُسکے اُتار کر
آپ پہنے اور اپنی پوشاک اُسکو پہنائی پھر اپنی ایسی صورت اُسکو بنایا اور اُسکی ایسی شکل آپ بنا اور
اُسکو ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھین کھلین دیکھا از سرتاپا زیور جواہر جن مین پہنے ہون یہ دیکھکر
پھولون نہ سمائی پوشاک بھی جسم مین نفیس و عمدہ پائی جامہ سے باہر ہونے لگی عیار نے ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ ای بی بی آپ حیران کیون ہین جسطرح خداوند سامری نے صبح منور کو کالا کرکے شام
کر دینا فرمایا ہی نمونہ اپنی قدرت کا دکھایا ہی اُسیطرح تمکو بی بی بنایا مجکو لونڈی بنایا ابھی خداوند سامری
جاسے ضرور مین آئے تھے بہت اگھوریون کی روحین ساتھ تھین مین نے پہچانا نہین اور چوکی پر
کھڑی ہوگئی بس مجپر بہت خفا ہوئے اور کہا ہم تیرے دیکھنے کو بحالت برہنگی آئے تھے اور تو کھڑی

ہو گئی ہمنے تجکو لونڈی بنایا اور اس کنیز کو بی بی بنایا یہ کہکر میرے اور تمھارے مُنھ پر ہاتھ پھیرا مین
تمسی اور تم مجسی ہوگئین لونڈی یہ باتین سنکر دل مین بہت خوش ہوئی اور کہتی تھی اتنی ساحری پیارے
مین تیرے قربان یہ تجھی مین قدرت ہی کہ ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی عیار موصوف نے کہا لو اب
پیشاب کرو اُس کنیز نے کہا مجکو ضرورت نہین اسنے کہا کیا ہوا تم چوکی پر بیٹھ جاؤ اور خبردار خداوند
نے تمکو بی بی بنایا ہی کسی سے یہ نہ کہنا کہ مین لونڈی تھی کنیز یہ سنکر مسکرائی اور چپ ہو رہی ملکہ
چوکی پر جا بیٹھی اور یہان یہ عیار تو چوکی پر چلا آیا مگر اسکے بعد نیلم نے ملکہ شیشہ دار کو ہوشیار
کیا اول مین حال اس ساحرہ کی عظمت کا بیان ہوا تھا کہ بادشاہ صحراے آفت خیز طے کر کے اسکے
لینے کو گیا تھا اور یہ خیال کر لینے سے آسودہ ہو جاتی ہی بھوکی پیاسی نہین ہوتی حاصل کلام یہ کہ
اسوقت اچانک عیار کو گرفتار کرنے قریب شاہ آگئی تھی اُسنے پھونک سے بیہوش کر دیا ورنہ یہ
ساحرہ بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا دعوے رکھتی ہی اور بادشاہ اسکی بڑی خاطر کرتا ہی چنانچہ یہ جو ہوشیار
ہوئی گھبرا کر اُٹھی شاہ نے ڈانٹا کہ ارے خیرہ سر تو کون ہی بس یہ سننا تھا کہ ساحرہ دو ہتڑ مار کر چلی اور
پکاری کہ ارے تیرا ستیاناس جائے تو اور سلطنت کے لائق ہوے اندھے آگ لگجاتی وہ گھڑی جلجاتی
جسگھڑی تو تخت پر بیٹھا تھا انھین باتون سے تیری مہرخ الگ ہو گئی یہ کہکر وہ دو ہتڑ اپنے
منھ پر آپ مار لیا اور گلے سے ایک ڈورا اسیلی کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ مار سیاہ بنکر شاہ کی سمت
چلا افراسیاب کو یقین ہوا کہ شیشہ دار اصلی ہی بس عذر خواہ ہوا کہ اے ملکہ اپنے سحر کو روکو کہ مین نے پہچانا تم اصل مین
شیشہ دار ہو ساحرہ نے اُسوقت بازو سے اپنے ایک تعویذ کھولکر جانب شاہ پھینکا تو یہ تعویذ نہ تھا وہ رقعہ جمشید تھا جسکے
پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اے بادشاہ طلسم آگاہ ہو کہ ثانی عمرو یعنی مہتر بن مہتر فرزند رشید خواجہ چالاک سفاک اپنے پدر بزرگوار
کی مدد کو آیا ہی یہ معلوم کر کے بادشاہ گھبرایا کہ ایک عمرو نے کیا کم آفت برپا کی تھی جواب یہ آیا ہی
اور ہاے میری گود مین لوٹا گیا اور مین نے گرفتار نہ کر لیا اور ایسے فتنہ گر کو اپنا معشوق بنایا جیسا
غالب نے فرمایا ہی کہ بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی + ہوئے تم دوست جسکے دشمن
اُسکا آسمان کیون ہو + غرض بعد افسوس بسیار ملکہ شیشہ دار سے کہا کہ تم چپ رہو اب وہ
چوکی پر سے آئیگا اُسوقت ظاہر ہونا اُسنے کہا مین ابھی جا کے مارے ڈالتی ہون یہ کہکر خنجر بکف کر اُٹھی
اور پاخانہ کے در پر اُتری چالاک کنیز کو چوکی پر بٹھا کر باہر نکل آیا تھا اسنے تسلیم کی ملکہ نے اشارہ ۱

سے پوچھا کہ وہ کہان ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ اندر ہی ساحرہ بے تامل اندر در آئی وہ
لونڈی ازار کھڑی باندھ رہی تھی کہ یہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی باہر لائی اور دو ایک لاتین دو تین گھونسے
پہلے مارے وہ کنیز چلائی ارے مجکو کیون مارتی ہو خداوند سامری ابھی پاخانہ مین آئے تھے مجکو
شیشہ دار بنا گئے تمھین کچھ شک ہو تو دیکھ لو مین عورت ہون چالاک یہ کلام اُس لونڈی کا
سنکر گھبرایا اور براہ چالاکی آگے بڑھکر کہا بی بی اِنکے قول فعل پر نجائیے یہ عیار کبھی عورت بنجاتے
ہین کبھی مرد بنجاتے ہین بارہا ایسا ہوا ہی نہین معلوم اِن موون کو کونسی ترکیب معلوم ہی ساحرہ
نے کہا تو سچ کہتی ہی عیار نے کہا آپ دیر نہ لگائیے قتل کیجیے نہین تو یہ نکلجائیگا اور آپ رحمدل
ہین تو لائیے مجکو خنجر دیجیے کہ کام تمام کرون یہ کہکر خنجر اُسکے ہاتھ سے لیکر فوراً سر اُس کنیز کا کاٹ ڈالا وہ کنیز
کچھ ایسی ہی ویسی ساحرہ تھی نتر اور موہنی وغیرہ جانتی تھی پر اُسکے قبضہ مین نہ تھے جو اُسکے مرنے سے
شور مچاتے شیشہ دار اس عیار کو کنیز سمجھکر بہت خوش ہوئی اور سر اُسکا سینہ سے لگایا کہا تو میری بڑی
خیر خواہ ہی بعد اِسکے سر اُس کنیز کا لیکر بخیال سر عیار پاس افراسیاب بد شعار کے آئی اور کہا لیجیے مین لائی
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ مجھکو تم نہ چھوو جلدی سامنے مزبلہ پر پھینکدو یہ لوگ دشمن لقا و سامری ہین اِنکو ہاتھ
لگانا جائز نہین ساحرہ نے قصر کے صحن مین پھینکدیا کہ پڑا رہنے دو اِسکو دیکھ کے خوش ہونگے یہ کہکر
پاس بادشاہ کے آکر بیٹھی بادشاہ نے عذر کرنا شروع کیا کہ ای ملکہ مین بہت تمسے شرمندہ ہون کہ
مین نے تمکو پہچانا نہین اور بیہوش کردیا ملکہ نے ہاتھ باندھے اور کہا ای بادشاہ ہم سب ادنیٰ ترین کنیزان
حضور ہین اِسوقت مجکو غصہ اُس عیار پر بہت تھا اور آپ بھی شبہہ مین تھے پس میرے مُنہ سے کلمات
بیہودہ جناب مین شہنشاہ کے نکلگئے اِن باتون کو معاف فرمائیے گا اور حضور کو جمشید نے ایسا ہی صاحب
تحمل بنایا ہی اگر آپ ہم کنیزون کی خاطر نکرین اور ہماری باتون کی برداشت نفرمائین تو ہم طلسم مین کیونکر
رہین بادشاہ تو اِس ساحرہ کے دھوکے عیار سے اختلاط کر رہا تھا اس سے بھی اُسیطرح ہم کلام ہوا
کہ ای سیمبر نازک ادا زہے نصیب اُسکے کہ جو تیرے مُنہ کی گالیان کھائے کہ بیت بدلا ترے ستم کا کوئی
تجھسے کیا کرے + اپنا ہی تو فریفتہ ہوئے خدا کرے + یہ کہکر ساحرہ کو آغوش مین بصد محبت لیا رخسار پر
اُسکے بوسہ دیا اور کہا حافظ شربت قند و گلاب نہ علاج دل ماست + بوسۂ چند بیامیز بدشنامے
چند + یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہوا تھا کہ نیا معرکہ در پیش آیا یعنے وہ سر جو کنیز کا بصورت چالاک بنا ہوا تھا

اور ساحرہ نے صحن مکان مین لاکرڈالدیا تھا دھوپ جو اُسکو لگی رنگ روغن اُسکا پگھلا کیونکہ
چالاک نے جلدی مین کچا رنگ اُس کنیز کے لگاکر شیشہ دار اُسکو بنادیا تھا جیسا اوپر مذکور ہوا
اسوقت رنگ کے پگھلنے سے نقشہ اُس سر کا بدلنے لگا اِس سے تو کوئی آگاہ نتھا ایک کنیز نے اُس
سر کو دیکھکر اپنی ساتھ والی سے کہا اُوا جمشید ان موئے عیارون کے فن فریب سے بچائے دیکھو
تو مرے پر بھی یہ موا سر رنگ بدلتا ہی اُس دوسری نے یہ سنکر بغور اُس سر کو دیکھا اور سب کنیزون سے
کہا کہ یہان سے ہٹ چلو اب یہ سر رنگ بدلکر کوئی فتور کیا چاہتا ہی ای بہن یہ مرا نہین دیکھو نا ابھی کچھ تھا
ابھی کچھ اور ہوگیا لونڈیان یہ سنکر اُس سر کو دیکھ دیکھکر بھاگین غلغلہ جو ہوا بادشاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا کیا
ہی ایک کنیز نے عرض کیا مین قربان گئی وہ جو سر اُس موئے غارتی عیار کا ہی وہ بڑے بڑے رنگ بدلتا
ہی کوئی عیاری کیا چاہتا ہی بادشاہ نے کہا معقول این گل دیگر شگفت مرے پر رنگ بدلنا آج ہی
سنا ہی جاؤ اس سر کو اُٹھا لاؤ لونڈیون نے کہا آپ چاہیے مارڈالیے مگر ہم اُس سر کے پاس ہرگز ہرگز نہ
جائینگے وہ موا آپ تو جی اُٹھیگا ہمکو اپنی جگہ پر کردیگا یہ سنکر شیشہ دار خود اُٹھی اور جاکر اُس سر کو اٹھا لائی
کنیزون سے کہا اری مالزادیو گرم پانی لاؤ اتنا نہ گھبراؤ یہ سر تمھارے نہین لپٹیگا کنیزین پانی گرم لائین
اور ڈرتے ڈرتے اُس سر کو دھویا چربی تیل وغیرہ چھوٹ گیا اصلی صورت جو اُس کنیز کی تھی ظاہر
ہوئی افراسیاب بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا نیلم جادو نے اُس کنیز کو دیکھکر کہا یہ میری خواص
ہی جب وہ عیار بصورت شیشہ جادو بیمار یہان بنا تھا تو اُسکی خدمت کو مین نے اِسے مقرر کیا تھا یہان
تو یہ ہنگامہ تھا مگر چالاک جو کنیز بنا ہوا یہان موجود تھا جب اُس سر کا چرچا پھیلا وہ بھاگ کر کوہ نیلم کے
نیچے اُتر گیا اور ایک چشمہ مین صحرا کے اُترکر غوطہ مار گیا اِسلیے کہ اب راز اِس سر کا فاش ہوگا تو تیری تلاش
ضرور ہوگی لیکن اِس بھاگنے مین اتنی چالاکی اِسنے کی کہ جسطرف سے آیا تھا اُدھر نہ گیا بلکہ اُسطرف اُترا
کہ جدھر سے طلسم مین جانیکا راستہ تھا فی الجملہ اُدھر بادشاہ طلسم نے رقعۂ جمشید مین دیکھا تو معلوم
ہوا کہ چالاک مارا نہین گیا اُسنے بعیاری اِس کنیز کو قتل کرایا اور آپ پہاڑ کے نیچے جانب طلسم چورا
ہی اُتر گیا ہی اتنا حال اُس رقعہ مین معلوم ہوا آگے کچھ اور ثابت نہوا اسلیے کہ ساحر کا سحر دریا مین اثر
نہین کرتا ہی اور نہ آسمان پر جاسکتا ہی مگر ہان اگر سحر کا دریا بنا ہوا ہو تو سحر خبر دے ازبسکہ شاہ طلسم ایسا
ساحر ہی کہ دریا مین بھی سحر اُسکا اثر کرتا ہی مگر جب کہ یہ تا دیر ہوم وغیرہ کرکے سحر کرے حاصل مرام اُس کنیز

کے سر کو تو پھنکوا دیا اور شیشہ دار نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ ای شہنشاہ مین آپکی تابعدار
ہون اگر آپ میرے مشتاق ہین تو غریب خانہ پر تشریف لائیے گا یہان عیار فکر مین ہو شاید کہ مین بھی عیار
ہون اور آپکو کوئی دھوکا دون یا آپ عیار ہون مجکو ضرر پہونچائین اسلئے مجکو عیار ہی عیار یہان نظر آتے
ہین میرے مکان پر کسی طرحکا کھٹکا نہین جتنی دیر جی مین آئے تشریف رکھیے گا بادشاہ نے بھی کہنا
اسکا منظور کیا اور کہا ای ملکہ اب مین جاکر اس عیار کے باپ کو مارے ڈالتا ہون کہ وہ میری قید مین ہی
بعد اس مہم کے تمہارے گھر آونگا یہ کہکر ساحرہ کو گلے سے لگا کر بوسہ لیکر رخصت کیا وہ پرواز کر کے
اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی بعد اُسکے شاہ خود بھی جانب باغ سیب چلا لیکن چالاک کچھ دیر تو اُس
چشمہ مین غوطہ زن رہا بعد تھوڑی دیر کے چشمہ سے نکلکر صحرا مین ساحر کی ایسی شکل بنکر پھرنے لگا آسنے
دیکھا کہ شیشہ دار ایک طرف اُڑی ہوئی جاتی ہی یہ بھی جھاڑیون مین جھنڈیون مین اپنے تئین چھپاتا
نیچے نیچے اُس ساحرہ کے روانہ ہوا جب ساحرہ مذکو کئی کوس اُڑی ہوئی آئی ایک مقام پر صحرا
مین اُتری کہ اب تو بہت دور نکل آئی ہون ذرا دم راست کرلون یہان عیار کا نام بھی نہین غرض ایک
درخت کے نیچے ٹھہر کر دم لینے لگی پھر رفع احتیاج کو بیٹھی چالاک بھی اسکے پس پشت ایک درخت
کی آڑ مین آکر ٹھہرا تھا اُسکو غافل دیکھکر دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہی وقت ہی مار اسکو یا تو اسکا کام
تمام تو نے کیا اور یا یہ تجکو پکڑ لیجائیگی یہ تجویز کر کے کلۂ فلاخن مین پتھر گران وزن دیکر اور کاسۂ
سر اُسکا تاک کر چرخ دیکر جو مارا کڑاک سے آواز آئی اور کھوپڑی اُسکی تر شکر دور گری اور وہ زمین پر گر کر
تڑپی اور ہلاک ہوئی پھر تو شور دار وگیر برپا ہوا زمانہ سیاہ ہوا کوہ نیلم سے اسجگہ تک اندھیرا ہوگیا وہ صحرا جسکو
طی کر کے بادشاہ طلسم اسکے گھر گیا تھا تمام برباد ہوا باغ مین اس ساحرہ کے آگ لگی شاہ جادو ان اُڑا
ہوا جاتا تھا اُسنے بھی یہ غلغلہ سنا کہ بر غل مچا رہے ہین افسوس مارا شیشہ دار جادو کو بادشاہ یہ صدا
سنکر پھرا کہ چلکر دیکھون کیا ماجرا گذرا اگر ہا مین ہاتھ کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اسوقت چند گھڑیان نحس
سخت ہین کہین جانا نہین بادشاہ ناچار جانے سے باز رہا اور گریبان غم مین ساحرہ کے اُسنے چاک
کیا زار زار برنگ ابر بہار رویا اور یہ اشعار زبان پر لایا

غزل

جاتے ہین لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے
دنیا عجب سرا ہی جہان آکے بس چلے
کہنا صبا پیام ہمارا بہار سے
ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے

ای غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دو ٹوک	جمعیت دلی پہ تری پھول ہنس چلے سن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

غرض اسی طرح نالان وگریان شاہ جادوان روانہ ہوا ایمان نیلم کوہ کے قلعہ مین خوف سے گل بوستان عمرو کے دروازے مثل غنچہ کے بند ہین نیلم جادو کو نہایت بیکلی ہے دل سے کہتا ہے کہ ای نیلم چھ سو برس کا تیرا سن ہوا مگر کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین ہوا مقرر طلسم مین کوئی آفت آنے والی ہے بربادی کے سامان نظر آتے ہین غرض یہ بحالت پریشانی اپنے قلعہ کے بندوبست مین معروف ہے ادہر چالاک ساحرہ کو قتل کرکے ایک جانب بصورت مبدل روانہ ہوا قلعہ نیلم کوہ کو چھوڑ کر سیر طلسمات فرماتا دریا و کوہ و دشت مین نیرنگیان طلسم کی دیکھتا چلا جاتا تھا یہ تو اسطرح جاتا ہے ادہر افراسیاب بروے ہوا اڑتا ہوا روانہ تھا قضاے کار گذر اُسکا کوہ سلیمانی کی جانب ہوا یہ پہاڑ مثل چاندی کے سفید ہے اور سنہری لکیرین اسمین پڑی ہین یہ معلوم دیتا ہے کہ دور کرۂ ارض ایک حلقۂ خاتم ہے اور یہ کوہ اُسپر سلیمانی نگینہ ہے آرایش عروس دہر کا ظاہر قرینہ ہے پہاڑ پر چشمہ بصد لطافت و صفا جاری ہر سمت وزان باد بہاری درخت تمام سہ راشی کیے ہوئے بادلہ سے منڈھے ہوئے موتیون کے جال پڑے ہوئے کوسون تک سبزہ زار لہلہاتا بوقلمون کی بہار سبزہ پر کالی گھٹائین جھکی ہوئین یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوٹتی تھین ہر چشمہ کے گرد چمنستان جواہر کے لگے کسی تختہ مین لالہ کسی مین نافرمان کے پھول کھلے تھے سرکوہ پر ہزار ہا نرگسدان جواہر کے رکھے تھے مانند جلیبی کے اور سنگ سماق و لشیب کے دھرے تھے اُنمین درخت سب جواہر کے لگے تھے نگارخانہ ارژنگ چین کو شرماتے تھے جہان کہین ضرغہ درختون کا تھا عروس گلشن کا گھونگھٹ نکلا تھا نرگس چشم نیمباز جہان تھی دلہن کی شرمائی ہوئی آنکھ کا پتا دیتی تھی لجالو سے صاف شرم و حیا ایک رات کی بیاہی کی ظاہر چھوئی ہوئی سمٹنے سے جھجھک کر ماہر تختۂ سوسن لب مسی آلود کا پتا دیتا نہین نہین لب رنگین جانان کسی عاشق نے چوسا تھا اسوجہ سے نیلا ہو نا بتاتا گل ہمہ تن گوش اسلیے تھا کہ کسی شاہد گلعذار کا کرن پھول بننا چاہتا تھا سنبل تر کنگھی کے شجر سے شانہ لیکر زلفین عروس چمن کی سنوارنے پر آمادہ لالہ داغ دل کھاکر اس بہار پر دلدادہ طرفہ بہار یہ کیفیت آشکار نظم

لگی ہے کرنے آکر سوئے گلشن کہ آتی ہے پری وش ہوا پر	چراغ گل نسیم صبح روشن زلبس باد بہاری مین نشا ہے	یہ مستی کو گھٹا کی اب نظر کر پڑا کیا بخیہ تاک اینڈتا ہے

گل مخمل پہ بیداری ہی نایاب
جھکی ہی جاتی ہی کچھ چشم نرگس
جہان دیکھو تو ہی آلودۂ خواب
پڑا ہی جبس وش پر عکس گلزار
اٹھا سکتا نہیں سر ہی یہ تحسس
الجھی ہی اسجگہ قالین خوش کا

ملکہ سلیمان جادو اس پہاڑ کی مالک ہی یہ مقام اُسکی سیرگاہ ہی حوالی کوہ مین قلعہ سلیمانیہ آباد ہی وہان کی یہ ملکہ حکومت کرتی ہی اس پہاڑ کے نیچے ایک باغ جنت نظیر لگا ہی کبھی پہاڑ پر کبھی باغ مین وہ ملکہ رہتی ہی اسوقت بالاے کوہ براے تفریح خاطر آئی تھی تمام کوہ پر اُسکے آنے سے آرایش وزیبایش وجشن تھی تمامی کا فرش چبوترون پر بلور کے بچھا تھا کنارہ ہر چشمہ کے ہزار ہا جانور کلنگ ولوبتیار وغیرہ پھر رہے تھے جابجا تمگیرے موتی کے جال کے استادہ تھے ملکۂ مذکور سنہری دوپیا اوڑھے دھانی اطلس کا پائجامہ پہنے چھُری ہاتھ مین لیے ٹہل رہی تھی سن مین تیئس ۲۳ برس کی عورت مگر نہایت بناوٹ جتنا سن زیادہ اتنا ہی سلیقہ بڑھا ہوا زن سی سالہ مگر لام زلف اُسکا کشور دل عشاق پر لام باندھنا چڑھائی کا اُس کافر کا ارادہ سیپارۂ دل مین اُسکا مصحف رخسار عظمت رکھتا اور اُسکے لب مدبسم اللہ یعنی بسم اللہ غلط کراتا یعنی لام الف پڑھا کر ہستی کو نیستی بناتا دہن تنگ اسکا میم عدم کا سبق پڑھاتا اُسکے دہن کیصورت عاشق بھی گمنام ہونا چاہتا چاہ ذقن کی چاہ کنوین جھکاتی بر ودوش کی آفت جان گنواتی چھاتیان اُسکی نکیلی مثل حوصلۂ خاطر اُبھری اور نکلی ہوئین انگیا ایسی ٹھیک کسی کسائی کہ چھاتیون کو سمٹکر بانکپن کی کثرت یاد آئی زیادہ سرکشی پر آمادہ دل توڑ دینے کا اُن نوکون کا ارادہ شکم صباحت مین بے نظیر تختۂ بلور ولوح سیمین روبرو اُسکے بے توقیر کمر رہرو جادۂ عدم کو راہ بتائے اپنے عشق مین ملک عدم دکھائے زیر ناف تو عجب عقدۃ الانجیل برج قوس مین دو ہلال جمع صدف دوپارہ ساق پاکا یہ عالم کہ

بیت

ساق سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری
شرم سے شمع ہوئی جاتی ہی تھوڑی تھوڑی

غرض اُس زن مہ سیما کا باوجود تیس برس کے ہونیکے یہ حسن کا عالم تھا کہ بموجب **نظم**

قد تھا مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
شعر کا کل سے ہوا اُسکے مثلث خمسا
بیت ابرو کی ہی تضمین سے مسبع ایسا
نرہا سبع معلق کو بھی اب کچھ رتبا
ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کردن ہمہ کمر کا موزون
قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے

الف نور لکھا ہے یہ قدرت نے وہ ہے — قدر رعنائی پر ید کو قیامت کہیے
فاختہ سرو روان کی ہے پکارے کو کو — بولے حق سرو قمری پہ ہے گویا جادو
پاؤن پر فخر سے سر رکھتے ہین سرو خیل بتان — گلشن دہر مین کیا خوب ہے یہ سرو روان
نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان — مردم چشم سے سہلاتی ہین حورین تلیان
سجدہ گاہ دل عالم ہے مگر پا انداز — ٹھوکرون مین ہے مسیحا کا سراپا انداز

سات سو کنیزان دُر در گوش مرصع پوش سراپا دریائے جواہر مین غوطہ مارے ایک ایک حسن مین یگانہ آفت زمانہ گرد و پیش ایستادہ تھین کہ یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے ملکہ نے جو اوپر آنکھ اٹھا کر دیکھا شاہ جادوان کو جاتے پایا پس طاؤس سحر پر سوار ہو کر گئی سو اشرفی نذر کی لیکر اُتری اور قریب بادشاہ بروئے ہوا ہو جھکر پہلے تسلیم کی پھر نذر لیکر بڑھی اور ہنسکر بولی کہ اے شاہ ہم کنیزون سے اسقدر بے التفاتی تو لازم نہین یہ اوپر ہی اوپر جانا اور ہمسے آنکھ نہ ملانا اے شاہ شاہان بیت جدھر کو ہو تو جلو ریز جیب تر سے آگے + ظفر جو طرفدار ہے تو فتح پیش نگاہ + سایۂ عاطفت اپنا ہم غریبون پر بھی پرتو فگن فرمائیے غریب خانہ پر تشریف لیچلیے کہ شعر قطرہ تجھ ابر فیض سے ہو پہنچے جو سوئے بحر + جائے رگڑنے چرخ کو موج دُر خوش آب + بادشاہ نے اسکی صفت و ثنا کرنے سے ہر چند کہ تنگی خاطر تھا لیکن بخندہ پیشانی فراج اسکا پوچھا اور پہاڑ پر اُتر آیا کہا اے ملکہ مین نیلم کوہ پر گیا تھا مگر وہان بھی مطلب برآری نہوئی اب بڑی ضرورت سے جاتا ہون نہین بغیر تمھارے بلائے یہان آتا ملکہ نے عرض کی کہ آپ سے مجکو بڑی امید ہے سچ ارشاد فرمایا یہ کہکر ایک تخت جواہر نگار پر صحن گلشن مین اُسکو بٹھایا سو اسو اشرفی نذر دی کشتیان جواہر کی پیشکش کین جام مئے ارغوانی بھر کر دیا بادشاہ نے جام لیکر آہ سرد بھری ملکہ نے دست بستہ عرض کیا کہ قربان گئی اسوقت آئینہ خاطر مکدر نظر آتا ہے غبار الم دلپر چھایا ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے اسکا کیا باعث ہے شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ طلسم کا حال تو سب پر عیان ہے اُسکا بیان کیا مگر ایک شخص باب اور آیا ہے اُسنے ملکہ شیشہ دار کو مارا ہے اور تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہے سلیمان جادو نے کہا لونڈی کو سب حال معلوم ہے لیکن بغیر مرضی آپکے کچھ نہین کر سکتی جہان آپنے بٹھا دیا ہے بیٹھے ہین اور اے بادشاہ طلسم کشا جو اسد ہے وہ تو گنبد نور پر آپکی قید مین ہے پھر اُسکو آپ قتل کیون نہین کرتے شاہ نے فرمایا موقع کو محل ہے غرضکہ اسیطرح کی باتین کر کے حکم دیا کہ طلبیے

بلواؤ چنانچہ زیر کوہ جو مذکور ہوا کہ باغ لگا ہی اسی گلشن مین مکانات بنے ہین تمام خدمتی اس ملکہ کے اسمین
رہتے ہین اس ملکہ کی ایک بیٹی کہ ملکہ اختر چشم جادو نام رکھتی ہی وہی قلعہ سلیمانیہ کی سلطنت کرتی ہی
اور یہ ملکہ عیش دوست ہی ہمیشہ اس باغ مین اور اس پہاڑ پر سیر کرتی ہی ناچ دیکھتی ہی بڑے بڑے
ساز بجانے والے سرودی مین کار تنت کار اسکے ملازم ہین اور اسکو خود بھی گانے بجانے کا شوق
ہی تعلیم اُستادون سے لیتی ہی علم موسیقی مین بڑی مہارت اور دستگاہ رکھتی ہی فی الجملہ اسنے تو باد
کوہ پہاڑ پر ٹھہرا کر طائفون کو یاد کیا ہی مگر بنیا گھر اگ سینئے کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو جو شیشہ دار
کو قتل کر کے روانہ ہوا تھا تمام طلسمات کو طی کرتا آتے آتے یہ بھی اسی کوہ سلیمانی کے قریب
پہونچا اور ایک باغ اُسنے زیر کوہ بنا دیکھا کہ حصار باغ سنگ رخام کا تھا مگر ایسا مصفا کہ منھ نظر
آتا تھا اندر باغ کے جو درخت لگے تھے باہر سے دکھائی دیتے تھے کہ نوجوانون کی طرح جھوم رہے ہین
چشم دلکو تراوت دیتے ہین بیچ حصار مین دروازہ جواہر کار لگا ہی اور ہر سمت کمرے بنے ہین از بسکہ
قاعدہ مستمرہ ہی کہ جس فن کے جہان لوگ جمع ہوتے ہین اُسکا ہر وقت چرچا ہوتا ہی چونکہ یہان گوّیے
جمع تھے تو اُن کمرون سے آواز ساز بجنے کی آتی تھی کوئی سارنگی بجاتا تھا کوئی تانین لگا تھا کہین
سے مین کی صدا آتی تھی کسی جگہ سے گھنگرو بجنے کی آواز پیدا تھی کوئی کہتا تھا ایک دو تین کہین سے
آواز سرگم بھرنے کی بلند سارے گاما پادھانی کی صدا سے ہر ایک خرسند اس عیار شیرین
زبان نے یہ صدائین جو سنین خیال کیا کہ شاید یہ باغ برج سنبلہ ہی ناہیدۂ آسمان نے اسمین
داخلہ کیا ہی پھر اسکو یہ دھن ہوئی کہ اس ماجرے کو دریافت کرنا چاہیے پس آپ بھی رنگ و غن
عیاری کا لگا کر ایک گوّیے کی صورت بنا کمر باندھکر ایک سارنگی کمر مین ٹکا کر کاندھے سے لگائی
کمانچہ اُسکا ہاتھ مین لیا بالون مین تیل لگا کر گھونگھر بنایا مانگ نکالی کان مین ایک بالی ڈالی
نگے دار ٹوپی سر پر رکھی عطر کی روئی کان مین رکھکر تین کرتی کا انگرکھا پہنکر گلبدن کا پاجامہ زیب
تن کیا اور در باغ پر آکر ٹھہرا اتفاق سے کچھ عرصہ مین دو تین گوّیے کسی کام کو باہر باغ کے نکلے
اسنے اُنکو سلام کیا اُنھون نے اسکی صورت بغور دیکھکر آپسمین کہا کہ اس شخص کی صورت
فتح خان کے بیٹے سے بہت مشابہ ہی بھئی جب سے وہ چلا گیا میان حسنو اور بدھو خان کا گانا
آدھا رہگیا اور فتح خان تو اس غم مین مر ہی گئے ایک نے کہا بھئی پوچھو تو شاید وہی ہو یہ کیسے

اُسنے اِس عیار سے کہا ارے بھئی تم فتح خان کے بیٹے ہو چالاک ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ اُستاد جمشید
نے پھر اپکی صورت دکھائی وہ سب اِس سے بغلگیر ہوئے اور کہا ای یار ایسا تھنے گھر بار تجا کہ باپ
کو بھی چھوڑا آخر وہ انتقال کر گئے اِسنے کہا اُستاد جی کیا بیان کرون گانے کا ایسا مجکو سودا
ہوا کہ دلیس بدلیس مارا مارا پھرتا ہون اب تمھارے پاس آیا ہون کچھ مجھین تعلیم کرو باپ مر گئے تو
کیا ہوا تمھین سب مائی باپ ہو اُن گویون نے یہ تقریر سنکر ہاتھ اِسکا تھانبا اور اندر باغ کے
لیگئے اِسنے اُس گلستان کو نہایت سرسبز و خرم پایا جہان پہاڑ پر ایسی تیاری تھی وہان کے باغ
کا کیا کہنا جو درخت تھا وہ طوبیٰ سے شجرہ اپنا ملاتا تھا جو پھول تھا وہ گلہاے جنت کا رشتہ دار و ہمرنگ
اپنے تئین بتاتا تھا درختون کی سہانی اور گھنی عمدہ چھاؤن ظل عاطفت سلطان پر طعنہ زن
پھولون کی بہار بہار عیش دولت و نوجوانی پر چشمک فگن کہین بیلطری سر گل پر برنگ دست
شفقت مادر کانپتا کہ آسیب خزان سے نخلبند قدرت تجکو بچائے کہیں گچھہ مرجان و چنار درازی عمر
و بقاے رنگ و بوے گلستان کی دعا کرتا ہر سمت طرفہ بہار میوہ دار درخت پھلے گلدار شجر پھولے سامنے
ایک بارہ دری نہایت آراستہ کاخ گیتی کیطرح رنگارنگ کا سامان و اسباب اُسمین مہیا مختصر یہ کہ
چالاک کو گوئیے ایک کمرے مین اُس باغ کے لیکر آئے وہان اوروں سے ملاقات ہوئی سبنے
خاطر کر کے بٹھایا اور کہا میان صاحبزادے ذرا کچھ بجاؤ تو سنین کہ اتنے دنون پھر کر تمنے کیا پیدا کیا تمھارے
باپ تو بڑے نایک تھے چالاک نے کہا بہت خوب اور بغل سے سارنگی نکال اُسکی طربین درست
کر کے یا اُستاد کہہ کان اپنا پکڑ ذرا سی خاک چاٹ ایک لہرا بجانا شروع کیا اب تو جتنے وہان اُستاد
تھے سب تعریف کرنے لگے اور اِسنے تان پلٹا لینا شروع کیا سم پر آکر کیا مجال تھی جو رہجائے ایسا بجایا
کہ عالم وجد ہر ایک پر طاری ہوا اِسنے دو تین لہرے بجائے بڑی تعریف ہوئی سب اِس سے محبت ظاہر
کرنے لگے اِس عرصہ مین چوبدار آیا اور کہا جلد چلو ملکہ نے یاد کیا ہی شاہ جادوان تشریف لائے ہین
مجرا ہوگا یہ حکم سنکر سب تیار ہونے لگے اُدھر وہ رنڈیان جنکے ساتھ یہ ساز بجاتے تھے تیار ہوئین اِن
گویون نے اُن طوائفون سے بھی ذکر کیا کہ ایک گوئیے کا لڑکا آیا ہی کیا خوب بجاتا ہی ایک رنڈی نے
اُنمین سے کہا کہ ہمارا طبلیا بہت سست ہی اُس لڑکے کو ہمارے ساتھ کر دو اُستاد جی نے عیار کو
بلا کر کہا کہ میان آج اِن بیوی کے ساتھ تم بجاؤ اِسنے کہا بہت اچھا غرض طبلہ کی جوڑی انھون نے

ٹھیکری بائین کو گمکایا دہنے کو ہتھوڑی سے ٹھونکا پڑا اُسکا کھینچکر درست کیا بستنی مین جوڑی باندھکر تیار ہوئے وہ رنڈی بھی مسی کاجل سے درست ہوکر پشیواز پہنکر آراستگی کرکے سوار ہوئی او جانب کوہ چلی سازندے بھی ہمراہ ہوئے غرض جب پہاڑ پر پہونچے چالاک نے وہ آرایش و زیبایش یہانکی دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور شاہ جادوان کو تخت جواہر کار پر متمکن دیکھا ایک شہزادی کو قریب تخت بیٹھے پایا یہ اس سامان کو الگ کھڑے ہوکر دیکھنے لگا اُدھر اُس طوائف نے دیکھا کہ وہ گویلے کا لڑکا نہین پریشان ہوئی ایک نے پکارا میان فتح خان کے بیٹے چالاک ایسا محو دید تھا کہ جواب نہ دیا جب وہ رنڈی آگے بڑھی یہ بھی سامنے سے آیا ایک سازندے نے کہا آؤ میان کہان گئے تھے بجانا ہے یا نہین اسنے کہا بھلا مین ہوی کے ساتھ بجا سکتا ہون کوئی ایسی ویسی گانے والی ہوتی تو بجا دیتا اُستاد جی جو وہان تھے اُنھون نے کہا بھائی تم خوب بجاتے ہو یہ بھی فتح خان کے نصیب تھے کہ تم ایسا سگھڑ بیٹا پیدا ہوا غرض یہ آکر طبلہ باندھکر پشت پر کھڑا ہوا اور وہ رنڈی ناچنے لگی اس عرصہ مین کوہ فیروزہ رنگ سپہر سے شہنشاہ سیارگان رخصت ہوا اور ناہیدۂ فلک کا سامنے خسرو ماہ کے مجرا کرنا ٹھہرا کہ ابیات

گھٹا آخر وہ طول روز روشن ہوا آنکھوں سے حسن شام نزدیک	سمٹتا مہر کے پرتو نے دامن	اٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک

ایسا طبلہ چالاک نے بجایا کہ اُس رنڈی نے سماں ناچنے مین باندھ دیا اور وہ رات ہو جانے سے چاندنی کا کھیت کرنا بقعہ‌ٔ نقیش کا پہاڑ پر نازنینون کا اُڑانا وہ سبزہ زار وہ پھولون کی بہار چشمون کی کیفیت شبنم کا گرنا نازنینان گلبدن کا جماو سلیمانی پہاڑ کا چمکنا علامات کوہ کا مصقلہ چاندی کا تھا وہ چاندنی مین دلکتا تھا اور اسمین اسطرح کا طبلہ بجنا اُس طوائف پریپیکر کا ناچنا عجب عالم محویت ہر ایک پر طاری تھا یہ عالم سوقت ہوا تھا کہ قطعہ

ہوا اُس جشن کا سن شادیانہ کسی عشرت کو دعویٰ ہمسری کا جواہر کی دمک تھی یہ کہ وہ جا اُلٹش ہو تاجدار خاوری کا جھکا دی تھی زمرد کی صراحی	خوشی جانداز خشکی و تری کا لباس نقرئی پہنے تھی کوئی قرینہ تھا دوکان جوہری کا چلے تھا جام ساقی سے پیالی قدح مین لعل کے بچہ پری کا	نہین اُس عیش سے عالم مین ہرگز سراپا کوئی پہنے تھی زری کا صفِ مجلس کو گر دیکھو تو گویا بااین صورت شراب لبری کا کرون تعریف کیا اہل طرب کی

صداے سحر جنکی سامری کا
بنے تھے پھول آرائش کے ایسے
جہان مطلوب تھا گل جعفری کا

لٹادے پل مین رقاص فلک کو
کہ گویا کام تھا وہ زرگری کا
کرے تھا سنگ مین یون شیشہ قلقل

کرشمہ اُنکی چشم اُبہری کا
لگی وان شرفی تختونکے اوپر
کہ جیسے قہقہہ کبک دری کا

چالاک نے وہ طبلہ بجایا کہ باہُن کی گمک سے دلون کو دھمک پہونچی گویا ہر ایک کے دل پر تھاپ پڑتی تھی ملکہ سلیمان جادو کے دماغ مین مستی نے ٹھیکا لگایا وہ اِس فن کو خوب جانتی تھی شاہ جادوان سے گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ طبلیا کیا کام کر رہا ہی بادشاہ نے کہا اے ملکہ میرا اتنا سن ہوا اور اتنی بڑی سلطنت کرتا رہا مگر مین نے کبھی ایسا طبلہ نہین سُنا اس طبلیے کو تمھاری سرکار سے مین لیجاؤنگا ملکہ نے بے اختیار گلوری ہاتھ مین لیکر طبلیے کو اشارہ کیا رنڈی تھم رہی طبلیا تسلیم کرتا ہوا آگے بڑھا گلوری لیکر پیچھے دعائین دیتا ہٹ گیا منھ پھیر کر گلوری کھائی ملکہ نے سامنے بلایا اور کہا تم کہان رہتے ہو کون ہو ایک سازندے نے کہا بلا لون وہ جو حضور کے قدیم ملازم فتح خان نایک تھے جنھون نے انتقال کیا اُنکے یہ لڑکے ہین چھوٹے سے سن مین نکلگئے تھے کچھ مزاج مین وحشت ہی لیکن جمشید نے یہ دولت دیدی کہ صاحب کمال ہو آئے ملکہ نے تعریف کی چالاک نے دس بیس سلام شاہ جادوان کو اور پانچ سات سلام ملکہ کو کیے اور کہا ملبایون مجکو کیا آتا ہی جمشید نے مجھسے بہتر بہتر بجانیوالے گانیوالے صاحب کمال پیدا کیے ہین ملکہ نے کہا میان تم اکیلے اپنا کمال دکھاؤ چالاک نے بین اُسکے سامنے بجائی اور پکھاوج کی دو ایک گتین اِس توڑ جوڑ سے بجائین کہ ملکہ پھڑک گئی بادشاہ طلسم نے موتیون کی سمرن کلائی سے کھولکر دی اِسنے تسلیم کی ملکہ نے مالے مروارید کے عنایت کیے اِسنے عرض کیا کہ غلام نے بڑی دیر سے شراب نہین پی ہی اور بھوک بھی مجکو لگی ہی ملکہ نے کہا ہم تمسے کچھ سیکھینگے تم ہمارے اُستاد ہو ہمکو بتاؤ پھر شاہ ہمارے تمھین اپنے پاس رکھینگے اِسنے عرض کیا مجکو کچھ آتا نہین ہی یہ آپکی قدردانی ہی ملکہ نے حکم دیا کہ اِنکو وہ سامنے والے مکان مین لیجاؤ اور شراب کباب کھانا عمدہ اِنکو کھلاؤ ملازم یہ حکم سنکر اِسکو لیگئے یہان اُس رنڈی کو ملکہ نے انعام دیکر رخصت کیا اور طائفہ بدلا گیا پھر شاہ کے لیے نعمتخانہ آراستہ ہوا ملکہ بادشاہ کو بمنت لیگئی نعمتہاے لطیف سے آسودہ کیا بعد تناول طعام پھر انجمن آرائی ہوئی اُدھر چالاک کے لیے ملازمان ملکہ نے شراب کباب ہمہ نعمت مہیا کردی اِسنے خشک چیزین اور فواکہات وغیرہ کھایا شراب

دکھانے کی راہ سے پی اور جو گوییے تھے اور اُستاد کہلاتے تھے اُنھون نے آپسمین کہا کہ میان
یہان بیٹھے کیا کرتے ہو چلو سامنے کے مکان مین فتح خان کے بیٹے پاس چلین شہ اب ہمین حقہ
پانی کھانا سب وہان ملیگا یہ مشورہ کرکے دس بارہ آدمی وہان آئے چالاک اُٹھ کھڑا ہوا کہ
آیئے آیئے جمشید کی قسم آنکھین ڈھونڈھتی تھین یہ کہکر کھانا اُنکے سامنے رکھا شراب کی بوتل
حوالے کی یہ سب پینے لگے اُسطرف افراسیاب جب محفل مین بیٹھا اب بعد اِس عیار کے گانے بجانے
کسیکا گانا کب اُسکو پسند آتا ہو کسیکا رنگ نہ جما شاہ دل سے کہتا تھا کہ ایسا گانا بجانا نہین دیکھا اور
نہ سُنا معلوم ہوتا ہو کہ اُس گوییے مین کچھ فتور ہو بس اسطرحکا استعجاب کرکے سلیمان سے پوچھا
کہ اِس گوییے کا حال مین نے اچھی طرح نہین سنا یہ تمھارا کیا نوکر نہین ہو ملکہ نے کہا یہ آج ہی صحرا
سے آیا ہو میرا ایک ملازم تھا فتح خان اُسکا یہ بیٹا ہو اسکو سودا ہو گیا تھا تو نکلگیا تھا ابھی اُستاد
بیان کرتا تھا حضور نے نہین سنا شاہ کو یہ حال سنکر خیال آیا کہ آج ہی یہ آیا ہو کہین چالاک
نہو یہ سوچکر اِسنے بازو پر سے اپنے تعویذ کھولا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ چالاک بن عمرو
ہو ای بادشاہ طبلہ بجا کر تجھسے سمرن لیگیا اب ہوشیار رہنا شاہ نے یہ حال تعویذ مین دیکھکر سلیمان
جادو کو وہ تعویذ دکھایا اُس ساحرہ کی جان نکلگئی کہ شاہ کہیگا دشمن کو گھر مین بٹھا رکھا تھا یہ بھی ملی
ہوئی ہو اُدھر اِس عیار کی دلیری پر افراسیاب بھی کانپنے لگا ملکۂ مذکور نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
مجکو قسم ہو سامری کی کہ مین اُسکے حال سے آگاہ نہ تھی شاہ نے کہا یہ تو میرے ساتھ ساتھ آیا ہو
کوہ نیلم سے تم کیا جانو یہان تو آج ہی یہ پہونچا ہو ملکہ نے کہا پھر بھی موقع خوب ہو مار ڈالیے جلد کیونکہ
وہ غافل ہو ایسا نہو کہ ہوشیار ہو کر چلا جائے یہ کہکر ایک لونڈی سے کہا کہ تو چپکے سے جا کر دیکھ
تو وہ طبلیا اُس مکان مین کیا کرتا ہو وہ کنیز چلی یہان سب گوییے کھانا کھا رہے ہین خوش بیٹھے
ہین کہ وہ لونڈی دبے پانٔون آئی اور دیکھکر چپکے سے پھری چالاک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت
آئی اور جھانک کر چپکی پھر گئی یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ تاک جھانک کا کیا معنی معلوم ہوتا ہو کہ کچھ تمھارا بھید
کھلا یہ دیکھنے تمکو آئی تھی یا یہ کہ اِسکا کوئی یار یہان ہو اُسکو دیکھنے آئی تھی بہر صورت کچھ نہ کچھ فتور ہو
اور بالفرض نہ بھی فتور سہی تو غافل تم کیون رہو شاہ طلسم ایسا دشمن یہان موجود ہو کوئی فکر کرو
یہ سوچکر ایک گوییے سے کہا اُستاد ذرا میری ایک بات الگ چلکر سُننا وہ اِسکے ساتھ ہوا یہ اُسکو

اُس مکان کے دوسرے درجہ مین لایا وہان بھی پلنگ لگا ہوا تھا پردے پڑے تھے سامان راحت
مہیا تھا اسنے وہان پہونچتے ہی گوَیّے سے کہا اُستاد دیکھنا میرے ہاتھ مین کیا خوشبو آتی ہی اُسنے
ہاتھ اسکا سونگھا اور بیہوش ہوگیا اسنے اُسکو اپنی صورت کا ایسا بنایا اور اُسکی ایسی شکل اپنی بنائی
کپڑے اپنے اُسکو پہنائے اُسکے آپ پہنے اور وہان سے جہان اور سب تھے اُسجگہ آیا اور کہا بھئی یہ لڑکا
بیشک سودائی ہی مجکو خواہ مخواہ وہان لیگیا آپ تو شراب کے نشہ مین وہان پڑ رہا اور مین اکیلا
رہگیا یہ کہکر اُنکے ساتھ بیٹھکر گلوریان بانٹنے لگا وہان لونڈی نے جاکر سلیمان سے کہا کہ وہ طبلیا
بیٹھا ہی چلیے مگر راہ کترا کر اور سمت سے بھلاوا دیکر چلیے ایسا نہو بھاگ جائے یہ سنکر ساحرہ اُٹھی
اور پہاڑ پر سیر کرتی ہر سمت پھرتی اُس مکان مین آئی جہان کنیز دیکھ گئی تھی وہان اُس طبلیے کو نپایا
کنیز سے باشارہ پوچھا کہ کہان ہی اُسنے کہا ابھی یہان تھا ساحرہ اُسکی تلاش کرنے لگی اِدھر چالاک
نے یہ چالاکی کی کہ شاہ جادوان سے بڑھکر کہا بلا لون فتح خان کے بیٹے نے مفت کی شراب جو پائی
اسقدر پی ہی کہ اُس صحنچی مین پلنگ پر بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یہ سنکر سلیمان کو بلایا اور اُس سے
پوچھا کہ ملکہ یہ تمھارا کب کا ملازم ہی اُسنے کہا یہ قدیم نوکر ہی شاہ نے کہا تو اسکے ساتھ جاؤ اُس عیار
کو بتا دیگا ملکہ نے کہا اُستاد جی جسکو تم فتح خان کا لڑکا کہتے ہو وہ عمرو عیار کا بیٹا ہی چلو بتا دو کہان
سوتا ہی اسنے اُسکو ہمراہ لیا ملکہ نے سب کنیزون سے کہا کہ چار سمت سے پہاڑ کو گھیر لو خبردار کوئی جانے
نپائے کنیزین ہر سمت محاصرہ کرکے ایستادہ ہوئین اور ملکہ اُس مکان مین آئی وہان گوَیّے جمع تھے
اُنسے کہا تمکو یہان کسنے آنیکا حکم دیا ہی وہ سب عتاب سلطانیہ سے خائف ہوکر باہر مکان کے نکلگئے
مگر زیر کوہ نجا سکے اور چالاک اسکو اُس درجہ مین کہ جہان گوَیّے کو صورت بدلکر سلا آیا تھا لایا اُسنے
وہان پہونچکر کہا اُستاد جی اب تم بھی چلے جاؤ اسنے کہا ای ملکہ مقدمہ عیار کا ہی آپکو اکیلا مین نچھوڑونگا
یہ سنکر ساحرہ چپ ہو رہی اور صحنچی کے اندر گئی چالاک نے برابر سے بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بھی چرخ
کھاکر گری اسنے جلد اُسکا پیرہن اُتارا اور چہرہ چمڑے کا بنا ہوا اُسکے مُنھ پر چڑھاکر رنگ روغن لگاکر
ایک لمحہ مین فتح خان کے بیٹے کی ایسی شکل بنایا اور اُس گوَیّے کو پلنگ پر سے ہٹاکر اِسکو لٹایا
اور اسکا زیور و لباس خود پہنکر ایک لمحہ مین اُسکی ایسی صورت آپ بنا واضح ہو کہ یہ فرزند رشید
عمرو ہی اسمین اور چار مہتر چودہ سرہنگ جو عیاران اسلام مین منتخب ہین اُنمین یہی صفت ہی

کہ صورتین بہت جلد بدلتے ہین اور جو نسخہ رنگ روغن کے انکو معلوم ہین اور عیارون کو نہین معلوم
اور خواجہ پاس تبرکات ہین اور نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین اسوجہ سے یہ اُنکے برابر نہین ورنہ اُنسے بھی یہ
عیار دعویٰ برابری کا رکھتے ہین بڑے بڑے فقرے اور مکر انکو یاد ہین اسیوجہ سے سرگردہ عیاران عالم
ہین اور نامور ہین خواجہ ایک لمحہ مین بہتر صورتین بدلتے ہین یہ عیار بھی دو ایک صورتین دم بھر مین
بدل لیتے ہین خواجہ کو معجزہ سے یہ قدرت حاصل ہی انھون نے بغیر معجزہ یہ ملکہ بہم پہونچایا ہی حاصل الامر یہ
کہ اسوقت اِس عیار نے اپنی صورت سلیمان کی ایسی بنائی اور اُس گوئیے کو جسے پہلے بیہوش
کیا تھا چہرہ پر سے اُسکے عرق لگا کر روغن چھڑا ڈالا اور ہوشیار کر دیا جب وہ ہوشیار ہوا کہا اُستاد جی زندگا
نشیب و فراز ہی کہ یہ جو پڑا ہی عمرو کا بیٹا ہی تمکو اِسنے مار ڈالا ہوتا بھلے کو مجکو خبر ہو گئی جو تم بچ گئے اب
خبردار اپنا سانحہ کسی سے بیان نکرنا نہین قتل کر ڈالون گی لو آو میرے ساتھ چلو یہ کہکر باہر اُس مکان
کے آکر گوئیے کو تو الگ کر دیا اور آپ پاس افراسیاب کے ساحرہ بنا ہوا آیا اُسنے کہا اے ملکہ اتنی
دیر کہان لگائی کیون وہ عیار کیا ہاتھ نہین آیا اِسنے ہنسکر کہا آپ کے اقبال سے وہ موا کہان
جا سکتا ہی اے شہنشاہ مین جب اُسکا سر کاٹنے گئی تو میرے ذہن مین آیا کہ یہ بوڈی کاٹا اب بھاگ کر
کہان جائیگا لوگون نے دھاک باندھ رکھی ہی ورنہ یہ کچھ مال نہین بس مین نے چار گھڑی کامل ٹھہر کر
اُسکے ہر رویئن پر سحر پڑھا یا اور خوب سحر سے جکڑ دیا پھر چار طرف ساحر نگاہبانی کو مقرر کیے اب وہ بیہوش
پڑا ہی اتنی رات گذر جائے تو آپ خود اپنے ہاتھ سے سبکے سامنے اُسکو قتل کیجیے گا اگر بہت احتیاط منظور
ہی اور اُسکے بھاگ جانیکا خوف ہی تو ہوشیار اُسکو نہ فرمائیے گا عالم بیہوشی مین سر کاٹیے گا بادشاہ
نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ اِن عیارون کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کرون اچھا اے ملکہ تم پلنگ
وہ جسپر اُسکو رکھا ہی باہر نکلوا لو کہ مین بھی سحر اپنا بمزید احتیاط و حفاظت کر دون ملکۂ مصنوعی نے
ساحرون کو ساتھ لیجا کر پلنگ اُٹھوا کر سامنے بادشاہ کے پہونچایا شاہ نے بھی حصار سحر کا
کر دیا اب ہزارہا جادوگرنیان پہاڑ پر پہرا دے رہی ہین بادشاہ میخواری کرتا جاتا ہی اور پلنگ کو
دیکھتا جاتا ہی روشنی تمام پہاڑ پر حد سے زیادہ کر دی ہی بڑی نگہبانی ہی چنانچہ وہ رات تو اِس واقعہ
مین کم رہگئی تھی کچھ ہی دیر مین زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرۂ شب کی صورت روغن سفید ضیاے
مہر لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ ابیض سحر نے نئی صورت پیدا کی کہ بمقتضاے ابیات

کہ چمکا صبح کا جسدم ستارا | لباس ماتمی شب نے اُتارا | پکارے سب کہ جاگو رات کم ہے
اُٹھو داماں گل شبنم سے نم ہے

ہنگام سحر تمام کوہ پر غلغلہ ہوا کہ رات کو ایک بیٹا عمرو کا قید ہوا ہے اسوقت قتل کیا جائیگا ساحر جو قلعہ سلیمانیہ مین باغ سے گئے قلعۂ مذکور مین بھی غلغلہ برپا ہوا ملکہ اختر چشم بیٹی نے سلیمان جادو کے بھی سنا اُسنے لباس و زیور سے اپنے تئین آراستہ کیا کشتیان جواہر کی نذر بادشاہ کے لیے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوکر چلی حسن مین یہ گلبدن قمر پیکر تھی حسینان عالم کی افسر تھی پندرہ برس کا سن شباب کے دن اختر آسمان خوبی مہر سپہر محبوبی سینہ اُبھرا ہوا جوبن نکلی ہوئین گات سڈول ہر عضو بدن سانچے مین ڈھلا ہوا گول مختصر یہ کہ جان آفاق دلبری مین طاق بصد کرشمہ و ناز پہاڑ پر آکر اُتری شاہ جادوان کو تسلیم کی نذر دی ملکہ سلیمان نقلی نے غلغلہ سنا تھا کہ ہر ایک کہتا تھا صاحبزادی ہماری ملکہ کی آتی ہین پس اسکو دیکھکر سمجھا کہ یہ اُس ساحرہ کی جسکی تو صورت بنا ہے بیٹی ہے یہ سمجھکر اٹھا اور اِس ماہ تابان فلک حسن کو گلے سے لگایا بلائین لین دعائین دین اُسنے بھی بہت ادب کیا اور بادشاہ طلسم اِسکو بنگاہ محبت دیکھنے لگا اِسنے بھی اٹھلا اٹھلا کر باتین کرنا شروع کین اور کہا ای بادشاہ اِس کنیز نے سنا ہے کہ عمرو کا بیٹا مارا جاتا ہے اِس لحاظ سے مین بھی حاضر ہوئی کہ جاکر اُسکے قتل مین شریک ہون تاکہ مجکو بھی ثواب حاصل ہو چنانچہ ایک خنجر مین بھی مارونگی شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ سب ساحر ہوشیار ہوجائین اب مین اِس عیار کو قتل کرتا ہون ہر سمت سب مستعد اور ہوشیار ہوکر استادہ ہوئے اور شاہ تیغہ پکڑ کر پلنگ کے پاس گیا چادر ساحرۂ بیخبر کے اوپر سے ہٹا کر تلوار کو تولکر دو قدم پیچھے ہٹکر جھپٹ کے اِس زور سے ہاتھ مارا کہ گردن اُسکی کٹکر پلنگ کٹا اور تلوار نے زمین پر آکر بوسہ دیا اُسکے قتل ہوتے ہی ایک آواز مہیب آئی اور آندھی چلی بیچھو پکڑ لو گھیر لو کی صدا ہیرون نے دی پھر ندا ہوئی کہ افسوس مارا ملکہ سلیمان جادو کو شاہ جادوان کی یہ صدا سنکر عجیب حالت ہوئی رنگ رخ سفید ہوگیا پہلے اتنا تو کہا کہ ارے یہ کیا ہوا پھر تو تھر تھر کانپنے لگا ادھر چالاک جب اندھیرا ہوا تو نعرہ کرکے ایک سمت کو بھاگا شاہ جادوان کو وہ ندامت ہوئی تھی کہ بیخود ہوگیا تھا اسکا تعاقب کون کرتا یہ تو اِس پہاڑ کے کسی گوشہ مین چھپ رہا اور وہان اختر چشم کھڑی ہوکر پیٹنے لگی کہ ای بادشاہ یہ کیا کیا کہ میری ماں کو مار ڈالا بادشاہ کئے تو کیا کہے چپ بدن کاٹو تو لہو نہین اور تمام کنیزین

پچھاڑین کھانے لگین ہاے ملکہ واے ملکہ ارے یہ کیا غضب ہو گیا یہ بادشاہ موا کیا آیا تھا کہ
ملک الموت آیا تھا ارے اس جلاد جمشید کی مار یہ ایسا اندھا تھا کہ اپنے پرائے نہ پہچانے کنیزین
تو اسطرح برا بھلا کہتی تھین اور اختر چشم اپنی مان کے لاشہ سے لپٹکر بین کر رہی تھی کہ ہے ہے میری
نازون کی اٹھانے والی افسوس مجھسے محبت جتانے والی ای میری پالنے والی تو کدھر گئی ہاے
مجھکو سوکھے مین سلایا آپ گیلے مین سوئی کس ناز و نعمت سے مجھکو پالا اب مجھکو امان تنہا کر گئین
میری خبر کون لیگا کون میری ناز برداری کریگا ای امان مجھکو بھی اپنے پاس بلا لو مین اکیلی ہی آ سکے
سر پر ہاتھ رکھو شاہ طلسم نے جب یہ جزع فزع دیکھی تلوار بڑھکر ملکۂ مذکور کے ہاتھ مین دی اور کہا
ای ملکہ تم اپنی مان کے عوض مجھکو قتل کرو یہ کہکر گردن جھکا دی ملکہ سمجھی کہ یہ حاکم ہو کر عذر کرتا ہے اہل
خاطر ضرور ہے یہ سمجھکر گویا ہوئی کہ ای بادشاہ آپکی خطا اسمین کچھ نہین یہ بھی میری قسمت کا لکھا پورا
ہوا اور امان کی قضا آکر برابر ہوئی تھی شاہ نے فرمایا تو اب مین جاتا ہون یہان ٹھہرنا مجھکو
دم بھر دشوار ہے تمھارے لیے بڑا رتبہ و مرتبہ کرونگا تم رنج نکرو ملکہ نے کنیزون کو گھر کا کہ خبردار
جو کسی نے شاہ کو کوئی کلمۂ بد کہا کنیزین خاموش ہوئین لیکن ہزار ہا عورت یہان تھی کس کس کو
منع کرتی زبان خلق کسنے روکی ہے غرض بادشاہ ندامت زدہ اٹھکر یہان سے روانہ ہوا ادھر
چالاک جو کسی گوشہ مین مخفی تھا اس ہنگامہ مین پہاڑ سے اترکر جانب طلسم روانہ ہوا یہان مرنے
سے سلیمان جادو کے اس پہاڑ کی رونق اور بہار برباد اور خزان رسیدہ ہوئی ابر غم ہر ایک
کے دل پر چھا گیا نخل ہر ایک چوب تابوت نظر آتا تھا صداے طائران خوش الحان نوحہ و شیون تھی
سیہ پوش جعفری گلشن تھی سنبل برنگ سودائیان پریشان گل ہر ایک چاک گریبان دیدۂ نرگس
پتھرائے ہوئے چشمۂ جوشش غم سے جوش مین آئے ہوئے سبزہ پامال حسرت و غم بلبل کی جان
پر خزان کا ستم شاخون نے ٹوپیان شگوفون کی پھینکدی تھین جنبش صبا سے سینہ زنی کرتی
تھین وہ آرائش و زیبائش سب خاک مین ملی تھی ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بموجب ابیات

بسان گل کسو نے جیب کی چاک
نہ حرص اسکی رکھے ہی ساز نہ برد
لگا مت دلکو بلبل اس چمن سے

اگر ہے تھا جون صبا سر پر کوئی گرد
گئے یان سے وہ محبوبان رعنا
نظر جو آج سبز آوے سو کل زرد

عجب گلشن ہی یہ لیکن کسی سے
گل نو رستہ آگے جھکے تھا گرد
لب جو پر سے جسکی کھلتی ہے آنکھ

حباب اُٹھ جاے ہی بھر کر دم سرد | فی الجملہ بعد گریہ وزاری لاش اُسکی بیٹی نے اُٹھوائی اور انتظام
قلعہ داری مین مصروف ہوئی اُدھر چالاک جو روانہ ہوا قصد اسنے کیا کہ قلعہ مین جاکر ساحرون کو قتل
کرون مگر شاہ طلسم کا ساتھ خیال کیا کہ چھوٹ جائیگا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ طلسم بہت بڑا معلوم
دیتا ہی اگر ٹھہرتے چلو گے تو برسون مین لشکر مہرخ تک پہونچو گے بس مارتے لوٹتے یون ہی چلے چلو
یہ سوچتا ہوا صورت بدلے چھپتا ہوا چلا جاتا تھا اور افراسیاب رنجیدہ با دل بیتاب و پر اضطراب بڈ ناہوا
روانہ تھا دل سے کہتا کہ ای شاہ خود کردہ را درمان نیست تو نے افسوس اپنے ہاتھ سے سلیمان
کو قتل کیا اسی رنج وغم مین آتے آتے قریب ایک قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ رال وگوگل جل رہی ہی
طاعون سحر اُتر رہے ہین اژدہون پر کا مڑے رکھے ہین تین لاکھ ساحر اسباب ساحری لیے
آمادہ سفر ہین بادشاہ برائے دریافت حال قریب تر آیا یہان کی مالک ایک ساحرہ ملکہ شعلہ چشم
گوہر دندان جادو نام ہی نہایت ذی احترام ہی عین شباب وجوانی کے دن ہین نہایت
کم سن ہی رشک پری غیرت بخش ماہ ومشتری ہی مردمک چشم انسان جان خوبان جہان حشر
خرام وآفت جان ہی گلبدن غیرت دہ نسرین وسمن اور غنچہ دہان لب جان بخش پر سب اہل
عالم مرتے عیسی بھی اُسکی مسیحائی کا دم بھرتے مسدس

حلقۂ میم دہن کو دل اربان کہیے
یاے گیسو کو بلاے سر یاران کہیے
قد بالا کو بجا ہی الف جان کہیے
لام ظلمات ہی وہ زلف پریشان کہیے
کسطرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو
کیسے ملتا ہی وہ معشوق جو خود مائل ہو

گذر اُسکا جو کبھی جانب دریا ہو جاے
کبھی بتخانے مین آئے تو تماشا ہو جاے
جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جاے
کعبہ سان خلق کا مسجد وکلیسا ہو جاے
برہمن دیکھ کے گرد ونکو کہے واہ رے مین
بت بھی بتخانے مین چل اُٹھے کہ اللہ رے مین

وہ نازنین بھی جھولا سحر کا گلے مین ڈالے تخت پر سوار سب فوج کے ہمراہ جایا چاہتی ہی شاہ روکش
ہوا سے نیچا ہوا درخت جھومنے لگے غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ آئے ملکہ مذکور جلد نذر لیکر تخت سے
اُتری شاہ کو آداب بجالا کر نذر دکھائی بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا کہ نذر معاف کی ملکہ نے حکم دیا کہ
لشکر آج قیام کرے شہنشاہ تشریف لائے ہین اُنکی خدمت واجب ہی لشکر بموجب حکم بیرون قلعہ

اُترا خیمہ و بارگاہ نصب ہو گئے ملکہ بادشاہ کو سوار کر کے اندر قلعہ کے لائی شہر بہت آباد تھا و جیسے
بستی تھی عیت فرط عشرت سے ہنستی تھی عمارتین پتھر کی نہایت مصفا اور رفیع تعمیر پر مکان آئینہ
خوبی مین پری کی تصویر دوکانین منقش و رنگین کمرون کی شکل عروس تزئین کہ بیت ہر سنگ
اور عکس کواکب بوقت شب + در چشم روزگار زہر صبیح بہتر ست + شاہ طلسم سیر کنان عمارات
شاہی مین تشریف فرما ہوا ملکہ نے ایک خانہ باغ مین لا کر ایوان رفیع مین مسند پر تکلف پر بٹھایا
جنگیر چوگھڑے عطردان سامنے رکھے ساقیان مہر طلعت رقاصان ناہید صورت کو بلایا جام
مے گلفام شاہ کو دیا ناچ سامنے ہونے لگا بادشاہ کا کچھ غم بادہ خواری سے غلط ہوا اُسوقت باب تکلم وا کیا
کہ اے ملکہ یہ لشکر کس لیے مسلح کرایا تھا کہان جانیکا ارادہ تھا کیا کسی ناظم سرحد دار سے کچھ بگڑ گئی کیا ہوا
ملکہ نے عرض کیا کہ اے شہریار حضور کا حال سنتے سنتے کلیجہ پک گیا لونڈی نے ارادہ کیا تھا کہ چلکر مہرخ
کو غارت کر دون شاہ جادوان یہ سنکر رونے لگا اور کہا آہ تم سب رفیق ہماری اعانت و حمایت
کرنیکا ارادہ رکھتے ہو مگر افسوس کہ رہرو ملک عدم ہوتے ہو ابھی ابھی یہ سانحہ میرے ہاتھ سے
گذر گیا یہ کہکر تمام ماجرا سلیمانی پہاڑ کا کہا پھر مستفسر ہوا کہ اے ملکہ تجھنے ہمارا حال کس سے سنا ملکہ نے پرچے
اخبار کے سامنے منگا کر ڈالدیے کہ روز یہ اخبار آتے ہین اور انھین پرچونکو دیکھکر مجھکو تاب نہ رہی ج
چلی تھی کہ حق نمک سے ادا ہون اے بادشاہ ساحرونکا مارے جانا عیارون کی عیاری کرنا معصور
کا شکست کھانا ملکہ صنعت کا آنا اور لڑائی کا بگڑنا اور نمک حرامی ملازمون کی اخبار سے معلوم
کر کے مین نے خیال کیا کہ چلکر سزاے معقول نمک حرامون کو دون یہ باتین ملکہ کر رہی تھی کہ
اسکے لشکر کے افسر سپہ سالاران نامور حاضر ہوئے قانج جادو و قولس جادو اُنکے نام تھے
اُنھون نے آکر شاہ کو نذر دی تسلیم کی اور کہا اے بادشاہ ہم سب آپسمین قسم کھا چکے ہین کہ بغیر
قتل کیے نمک حرامون کے باز نہ آئینگے اب ہمکو رخصت ہی کرنا بہتر ہو شاہ نے کہا جمشید تمھارے ارادے
پورا کرین اگر یہی ارادہ ہے تو جاؤ سپرد پونے دوسو خدا اُن کے کیا لقا تمھارا حامی و مددگار رہے
جب ملکہ نے اجازت جانیکی پائی اُسدن اور تمام رات دعوت و مدارات مین بادشاہ کے
مصروف رہی جب دوسرے روز نقاش بہار نے رنگ طرازی ورق سپہر پر نور خورشید کی
فرمائی کہ بیت اُٹھی محفل سے شمع بزم افروز + ہوا پیدا دل پروانہ مین سوز + ہنگام سحر

نقارہ کوچ کا بجا ملکہ بادشاہ سے رخصت ہو کر لشکر مین آئی نفیر سحر بجائی ساحر طائران سحر پر سوار ہوئے بروے ہوا تین لاکھ کا لشکر چلا دل عالم مین تہلکہ پڑگیا بادل جادو کے دنیا مین چھاگئے بیرون کے غل سے کان جھنجھنا گئے ایک ایک ساحر مثل بلاے سیاہ اژدر پر سوار ماتھے پر تصویرین خوک کی بنائے کالی صورت دانت نکالے آفت کے سب پر کالے جھنڈیان ہاتھ مین لیے سحر طرح طرح کے کرتے روانہ تھے تخت پر شعلہ حشیم آگ نگاہ گرم سے صحرا مین لگاتی جاتی تھی یہ تو اُدھر گئی مگر بادشاہ اسکے قلعہ سے اور سمت روانہ ہوا اسکو یہ منظور ہے کہ ایسا کچھ بندوبست کرتا چلون کہ جاتے ہی عمرو کو قتل کردن چنانچہ حال اسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا شعلہ حشیم کا سنیے کہ بعد قطع منازل وطی مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی اُسنے جب اسکے آنے کی خبر سُنی ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو وغیرہ ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا یہ جا کر راہ مین اُس سے ملے اور باعزاز تمام لیکر آئے اسنے آکر دیکھا کہ دس بارہ لاکھ کا لشکر پڑا ہے ایک جانب مصور اُترا ہوا ہے ایک سمت ملکہ حیرت کی بارگاہ ہے اور سردارون کے لشکر پڑے ہین کچھ فوج صنعت کی اُتری ہوئی ہے گو وہ اس مقام پر نہین ہے دریاے خون روان موج مار رہا ہے ایک دیوار طلائی کھنچی نظر آتی ہے بارہ ہزار برج بنے ہین بارہ ہزار پریزادین شہنائیان منھ سے لگائے کھڑی ہین گھنٹے گھڑیال بجتے ہین ایک بارگاہ مثل برج کی استادہ ہے وہی دیوار سرحد طلسم ہے اُس طرف اندرون طلسم ہے یہ بارگاہ زیر دیوار طلسم استادہ ہے جو تمام جواہر دوز ہے اور جملہ اسباب اسکا جواہر نگار ہے قندیلین یاقوت اور زمرد کی لٹکتی ہین بارہ ہزار دنگل بچھا ہے باہر طلسم کے شاہ جس سے ملاقات کرتا ہے تو اسی بارگاہ طلسمی مین بیٹھتا ہے یہ سب سامان شعلہ حشیم نے دیکھا اور دل سے کہا باوجود اس عظمت و شان کے فتح شہنشاہ کی نہین ہوتی یہ کیا سبب ہے غرضکہ یہ بارگاہ حیرت مین آکر پہونچی ملکہ کو نذر دی اُسنے خلعت گران بہا دیا اور گلے سے اسکو لگایا اسکے سپہ سالار بھی آئے یہ دست راست تخت کے بیٹھی چار سو جادوگر پیچھے بیٹھے ملکہ حیرت نے پوچھا کہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اسنے وہی ماجرا جو بادشاہ سے بیان کیا تھا عرض کیا اور شاہ کا اپنے مقام پر جانا اور اجازت آنیکی دینا کہکر بزبانی بادشاہ مارے جانا شیشہ دار و سلیمان کا جو سنا تھا وہ بھی بیان کیا یہ حال جو اسنے مہرخ سے جا کر کہا کہ اسطرح ایک فرزند خواجہ کے داخل طلسم ہوئے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے

اُڑتے ہین یہ خبر سنکر تمام سردار خوش ہوئے لیکن شعلہ کے آنے سے مہرخ کو تردد ہوا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی پھر آپ ہی کہا کہ خدا مالک ہی وہ کیا کریگی برق عیار بیٹھا ہوا تھا اُٹھا کہ مین ذرا جاکے شعلہ کو دیکھ آؤن مہرخ نے کہا بھیا وہ تدبیر کرو جس سے خوشی حاصل ہو برق نے کہا مین کیا تدبیر کرون خواجہ ایسے مقام پر قید ہین کہ جہان پہنچ نہین اگر میرا وہان گذر ہوتا تو جان لڑا دیتا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین آیا یہان بڑا اعظم وشان شعلہ کا دیکھا یہ بھی ایک مقام پر کھڑا ہو رہا اس اثنا مین صرصر عیارہ آئی عیارون کا معمول ہی کہ آتے ہی چار طرف دیکھ لیتے ہین اسنے بھی چارسمت نگاہ کی برق عیار کو پہچانا اور ٹال کے اِدھر اُدھر پھرنے لگی کبھی بیٹھکر گلوری کھائی کبھی صبا رفتار سے باتین کرنے لگی برق دل سے کہتا ہی کہ عیارہ تجکو دھوکا دے رہی ہی غرضکہ کچھ دیر مین عیارہ نے ایسا غافل تو برق کو نپایا کہ جواب حملہ کرتی مگر ملکہ شعلہ چشم سے کہدیا کہ برق عیار بارگاہ حریف سے آیا ہی وہ کھڑا ہی ساحرنے یہ سنکر رقعہ جمشید جیب سے نکالا برق نے دیکھا کہ عیارہ نے کچھ کہا اُسپر اس ساحرہ نے کاغذ نکالکر دیکھا معلوم یہ ہوتا ہی کہ تمھارا حال عیارہ نے کہدیا بس یہ سوچکر سامنے شعلہ چشم کے آیا سلام کرکے کہا مین برق عیار فرستادہ ملکہ مہرخ نامدار ہون نامہ لیکر آیا ہون زبانی بھی پیام لایا ہون یہ کہکر نامہ کمر سے نکالکر پیش کیا حیرت نے اُسوقت کہا ارے موئے کیا تو ہی نامہ لیکر آنے والا تھا اور کوئی نتھا اسنے کہا مین لایا تو کیا برائی کی مثل مشہور ہی کہ ایلچی را زوالے نیست یہ سنکر صرصر نے آگے بڑھکر کہا یہی وقت ہی اسکو قید کر لیجیے اس موئے کے پاس نامہ نبے ہوئے رہتے ہین حیرت نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ یہ قید ہو گیا اور اسنے کہا اے شعلہ مین نے تمھاری بڑی تعریف سنی تھی مگر تم تو حد کی بودی نکلین کہ بیقصور مجکو قید کیا آجتک کسینے قاصد کو نہین ستایا حیرت یہ سنکر گویا ہوئی کہ موئے جوانا مرگ تجکو مین نے قید کیا ہی ارے آجتک جو کچھ کیا تم عیارون ہی نے کیا مہرخ نے کسکو مارا بلکہ سب ہمارے نوکرون کو تم ہی نے بھڑکا کر خراب کر رکھا ہی ورنہ وہ ابتک راہ راست پر آجاتے جو نامی ساحر ہماری حمایت کو آیا تم ہی غارتیون نے اُسکو قتل کیا برق نے کہا اے ملکہ پھر اگر یہی دستور قدیم سے چلا آتا ہی کہ جو ساحر نامی تمھاری طرف آیا ہمنے قتل کیا تو پھر ہمیشہ جو ہوتا آیا ہی وہ آج بھی ہوگا یہ تو عملدرآمد قدیم ہی اور ہم قید تھوڑی ہی رہینگے کوئی دم مین چھوٹے اور مارا اسوقت تمنے ہمسے دغا کی ملکہ

نے کہا ہم دغاباز نہین ہین یہ تمہارا اُستاد ہی دغاباز تھا جو مکر کرنے آیا تھا شہنشاہ نے قید کر لیا اُنکے
تو بڑے بڑے حمایتی تھے کوئی چھڑانے نہ آیا نہ ملکہ مہرخ آئین نہ بی بہار نہ مخمور اور اُنکے علاوہ بڑے
اُنکے طرفدار بران و کوکب تھے وہ بھی نہ خبرگیران ہوئے برق نے کہا سب امر وقت پر موقوف
ہین جب زمانہ اُنکی رہائی کا آئیگا آپ چھوٹ جائینگے ملکہ نے کہا وہ تو چھوٹین یا نہ چھوٹین تم اپنی فکر کرو
یہ کہکر حکم دیا کہ ایک پنجرہ فولادی خاردار لاؤ کہ اِسکو اُسمین بند کر کے دریاے خون رواں کے اُس پار
اندر والا جو دروازہ ہی اُسمین لٹکا دیا جائے یہ حکم سنکر صرصر نے اپنے دل مین سوچی کہ یہ عیار تیرے سبب
سے قید ہوا ہی اور عیار تجکو بہت پریشان کرینگے پس تجکو لازم ہی کہ یہان نہ ٹھہر اپنے خیمہ مین چلکر
چھپ رہ یہ سوچکر اپنے خیمہ مین چلی گئی اُدھر ملازمان حیرت قفس لینے جو بارگاہ سے نکلے راہ مین ہر ایک
سے بیان کیا کہ ایک عیار اور قید ہوا ضرغام عیار عقب برق فکر عیاری مین یہان آیا تھا اُسنے بھی
سنا اور سمجھا کہ برق پکڑا گیا پس بہت جلد الگ جاکر صورت اپنے صرصر شمشیر زن کی ایسی بنائی
کسلیے کہ اُسکو بارگاہ سے جاتے دیکھا تھا پس جب عیارہ کی ایسی شکل بن چکا ایک کنٹھا یاقوت
سرخ کا گلے مین پہنا کہ جسکی ضیا سے تمام سینہ سرخ معلوم دیتا تھا اور تمام آلاتِ عیاری کے جسم پر
لگاکر چوٹا ترچھا باندھکر گات کو تنکر اُبھار سینہ کا دکھاتا نیچہ تولتا ہوا ہمہ تن چشم بنا ہوا بارگاہ مین آیا
حیرت نے کہا عیار تو قید ہوا ہی اُسکو چھوڑکر کہان گئی تھی یہان موجود رہنا چاہیے اُسنے کہا
اے ملکہ مین باہر اسلیے گئی تھی کہ کوئی اور عیار نہ آنے پائے کچھ دور جو لشکر سے بڑھی شہنشاہ کو دیکھا
کہ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہین مین نے پاس جاکر تسلیم کی اور پوچھا کہ حضور یہان کیون
بیٹھے ہین فرمایا کہ مین طلسم کی گرداوری کر کے یہان دم لینے ٹھہر گیا ہون تو اے ملکہ مبارک ہو کہ
شہنشاہ اب ملک کی اپنے اسطرح خبرگیر ہین پھر شہنشاہ نے مجسے لشکر کا آپکے حال پوچھا مین نے
قید ہونا برق کا عرض کیا فرمایا کہ ملکہ ہرچند کہ بڑی منتظمہ ہین لیکن عیار بڑے مکار ہوتے ہین ایسا نہو
کہ پیچ پڑ جاے تو اُس عیار قید شدہ کو میرے پاس لے آ حیرت نے یہ کلمات سنکر کہا بادشاہ کو آج
فکر ہوئی اب تک غافل تھے گرداوری کرنے لگے ملکہ شعلہ چشم کہتی ہین کہ میرے مکان پر بھی گئے تھے
اچھا تو اس موئے عیار کو لیجا اور مین بھی جی مین آتا ہی کہ چلون صرصر نے کہا بلا لاؤن آپکو تو بلایا نہین
اگر آپ کو چلنا ہی تو پہلے مین پوچھ آؤن پھر آپ چلیے خیر اب اس عیار پر سے سحر اپنا اُتار لیجیے تو مین لیجاؤن

ملکہ نے سحر اپنا دفع کر دیا صرصر نقلی نے برق کو بضیۂ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ
کاندھے پر رکھکر بارگاہ سے نکل یہ جا وہ جا ایک درۂ کوہ میں لا کر پشتارہ سے نکالکر ہوشیار کیا برق
کی آنکھ کھلی دیکھا صرصر پاس بیٹھی ہے یہ حیران ہوا اُسنے کہا میں ضرغام شیر دل ہوں اسنے اُٹھکر
اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کار نمایاں تمنے کیا یہ کہکر دونوں صورتیں بدلکر پھر جانب بارگاہ حیرت
چلے اور یہاں آکر علحدہ ایک گوشہ میں ٹھہرے اس عرصہ میں صرصر اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ میں آئی
کہ دیکھوں عیار قید ہو گیا یا نہیں چنانچہ جب بارگاہ میں آئی حیرت نے کہا ارے تو پوچھ آئی عیارہ
نے کہا میں تو نہ کچھ پوچھ آئی نہ سُن آئی اور آپنے بھیجا مجکو کہاں تھا ملکہ نے کہا اس چڑیل کو اب
نشہ ہو گیا صرصر نے کہا مجکو تو نشہ نہیں ہے وہ جو تخت پر بیٹھی ہیں اُنکو البتہ نشہ ہے حیرت کو یہ کلمات
سنکر غصہ آیا تخت سے اُٹھکر مارنے دوڑی صرصر نے کہا بی بی آخر لونڈی نے کیا قصور کیا جو آپ
خفا ہوتی ہیں ملکہ نے کہا اری فحبہ بیسوا تو برق کو لیگئی کہ شاہ جادوان مانگتے ہیں میں نے کہا میں
بھی چلوں تو کہا تو نے میں پوچھ آؤں جبکی گئی ہوئی اب آئی ہے اور باتیں بناتی ہے صرصر نے کہا قسم
ہے جمشید کی میں نہ آئی تھی نہ عیار کو لیگئی نہ پوچھنے گئی یہ سنکر ملکہ نے کہا غضب ہوا کوئی عیار اس
قیدی کو رہا کر لیگیا شعلہ چشم نے کہا اب بہتر یہ ہے کہ لشکر حریف غارت کر دیجیے یہ کہکر حکم دیا کہ طشت
ذرا صاف کرا دو میں چوکی پر جاؤنگی یہ سننا تھا کہ برق جلد بارگاہ کے باہر نکلگیا اور لباس اپنا
اُتار کر صورت اپنی خاکروبوں کی ایسی بنائی ایک مرزئی گاڑھے کی پہنکر اکلاس کا کمر سے
لپیٹا ٹوکرا کمر پر رکھا جھاڑو پنجہ ٹوکرے میں رکھکر منہ میں کپڑا باندھکر در بارگاہ پر آیا کنیزان حیرت
نے اسکو دیکھکر کہا ارے مہتر جلد طشت صاف کر بیوی چوکی پر آتی ہیں مہتر بیت الخلا میں گیا
بارگاہ کے پہلو میں قناتیں گھری تھیں ملکہ حیرت کے لیے چوکی لگی تھی بڑی آراستگی تھی جیسا کہ
بیان ہوا ہے غرضکہ اس مہتر نقلی نے اندر جا کر گرد چوکی کے کمند کے حلقہ جال کی طرح لگائے اور یہ
ترکیب رکھی کہ جو کوئی پانوں چوکی پر رکھے کمند کے حلقہ گردن و کمر میں پیچیدہ ہوں بعد اس
تدبیر کے طشت بدلکر باہر نکلا اور پشت پر جائے ضرور کے جا کر ٹوکرا رکھکر بیٹھا اُدھر کنیزوں نے
اندر جا کر آفتابہ رکھا اور شعلہ چشم سے جا کر عرض کیا کہ حضور چوکی پر جائیں وہاں اور کنیزوں نے
مہتر سے کہا ارے ابھی جانا نہیں اُسنے کہا ہم ایک ہی دفعہ فراغت کر کے جائینگے یوں تھوڑی

جائینگی حاصل مرام شعلہ چشم بارگاہ سے نکلکر دامن باندھکر پائجامہ چڑھاکر چوکی پر آئی جیسے ہی بیٹھی کمند جو
اُڑی ساتون بند اُسکے گردن و کمر و دست و پا مین بچی ہو گئے اور یہ اُلجھکر چوکی کے نیچے گری اور گلا
ایسا گھٹا کہ آمد و شد دم کی بند ہوئی خرخر کرنے لگی آواز اُسکے خراٹے کی باہر لونڈیون نے سنی سمجھین
کہ ہوئی پادتی ہین اس خیال سے کوئی اندر نہ آئی اِدھر برق نے بھی یہ صدا سُنی سمجھا کہ ساحرہ
پھنسی پشت پردے سے قنات کو چاک کرکے اندر آیا اور حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کرکے پشتارہ
مین باندھکر پشت ہی کیطرف سے نکلکر چلا راہ مین ساحران لشکر جو پہرے پر تھے اُنھون نے ٹوکا
کہ ارے کیا لیے جاتا ہی اسنے کہا جو دیا ہی وہ لیے جاتے ہین پہرے والے نے کہا اس گٹھری مین
تو آدمی معلوم ہوتا ہی اسنے جواب دیا ارے میان چپ رہو اپنے کام سے کام رکھو ناحق نوکری
جاتی رہیگی پہرے والا یہ سنکر قریب آیا اور کہا ارے کچھ حال تو کہہ کیا ماجرا گذرا ہی مہتر نے کہا میان
ملکہ شعلہ چشم نے ایک لونڈی کے غصہ مین مکا جو تانکر مارا اُسکے کلیجہ پر پڑگیا تڑپکر مرگئی مجھسے کہا اسکو
کسی نالے مین لیجاکر دبا دے اور خبردار کسی سے کہنا نہین اب تم چھیڑ چھیڑ کے پوچھتے ہو کہو تو لاش یہان
رکھکے مین چلا جاؤن پہرے والے نے کہا بھیا خفا نہو جلد یہ لاشہ لیجاؤ یہ سنکر برق آگے بڑھا اور
اُس چوکیدار کے پیٹ مین ہول اُٹھا دوڑکر جمعدار سے کہا کہ ملکہ نے ایک لونڈی کے گھونسا مارا اُسکے کلیجہ
مین لگا مرگئی مہتر کو لاش اُسکی دی وہ پھینکنے ابھی لیگیا ہی جمعدار نے کہا ان خیالون مین نہ پڑو جو
ہوا وہ ہوا اُدھر کنیزون نے آپسمین کہا کہ پیخانہ مین بڑی دیر ہوئی ملکہ آخر کیا کر رہی ہین ایک نے
جھانک کے جو دیکھا تو ملکہ ندارد ہین پھر تو سب اندر آئین ملکہ کو نپایا غل مچایا کہ ملکہ کو کوئی اُٹھا لیگیا
خبر ملکہ حیرت کو ہوئی اُسنے صرصر کو بھیجا کہ جا دیکھ کیا سانحہ ہی عیارہ نے آکر پتہ نپایا اور حیرت سے
جاکر کہا برق فرنگی پکڑ لیگیا ہی حیرت یہ سنکر گھبرائی اور قاز جادو و توسن جادو نے کہا ہم جاکر
لشکر مہرخ پر گرتے ہین یہ کہکر باہر نکلے اور نفیر سحر کو دم دیا جلد جلد کمر بندی ہوئی ملکہ حیرت نے
صرصر کو بھیجا کہ جلد لشکر مخالف مین جاکر حفاظت شعلہ کی کر کہ وہ ہلاک نہونے پائے عیارہ صورت بدلکر
روانہ ہوئی اُدھر برق جب ساحرہ کو لیکر لشکر حریف سے باہر نکلا صحرا مین آکر پشتارہ سے نکالکر
۸۲ چاہا کہ سر کاٹ لون بس خنجر کھینچکر جو مارا نوک خنجر کی گرگئی اور ساحرہ پر اثر نہوا اور زمین تھرائی برق
سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس پھر اسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور لیکر بھاگا یہانتک کہ اپنی بارگاہ مین

سامنے مہرخ کے لایا اور کہا ای ملکہ مین اس قحبہ شعلہ حشیم کو لایا ہون مین نے قتل کرنا چاہا تھا یہ
قتل نہو سکی تم مار ڈالو ملکہ نے کہا اچھا مین کام اسکا تمام کرتی ہون لپشتارہ کھولو اسنے لپشتارہ کھولا
مگر ساحرہ کے پکڑ لانے سے ایسا خوش تھا کہ سوزن اسکی زبان مین دینا یاد نرہا بس جیسے ہی
لپشتارہ کھولا ہوا سرد کا جھونکا از خود آیا اور زمین سرد ہوگئی شعلہ حشیم ہوشیار ہوگئی اور
اُٹھ بیٹھی دیکھا تو بارگاہ مہرخ کی ہے تمام سالار سردار جمع ہین ملکہ موصوف سریر آرای سلطنت
ہے یہ دیکھکر اسنے نعرہ کیا کہ ارے نمکحرامان تمنے مجکو عیار بھیجکر پکڑ بلوایا ہے یہ کہکر کچھ سحر جو پڑھا کمند جلگئی
اور یہ سنبھلکر اُٹھی مہرخ نے ایک نارنج سحر کا اسپر مارا یہ فوراً پانون زمین مین مار کر غرق زمین ہوئی
اور تہ زمین پر پہونچکر علاب زمین کو ہلایا زلزلہ زمین کو آیا جا بجا سے زمین پھٹ گئی صدائین مہیب
آنے لگین اُسوقت زلزلہ جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ زلزلہ موقوف ہوا اور زمین سخت
ہونے لگی شعلہ حشیم زمین سے نکلی مگر اس عرصہ مین صرصریان جو آچکی تھی اسنے جھینگر قاز جادو اور
توسن جادو کو خبر دی کہ جلد چلو ملکہ وہان تنہا گھر گیئن وہ تین لاکھ کا لشکر لیکر بر سم ملغر یہان آپہونچے
طائران سحر نے مہرخ کو خبر دی کہ فوج حریف کی آپہونچی اسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا لشکر بعجلت تمام
ادھر بھی مسلح و مکمل ہونے لگا قاز و توسن تین لاکھ ساحرون سے آگرے تھے سنبھلنے کی بھی
مہلت نملی اہل اسلام قتل ہونے لگے ساحران مطیع الاسلام نے جو پایا وہ اٹھا لیا کسینے جھولا
سحر کا گلے مین ڈال لیا کسینے دو تین نارنج ہی پائے کوئی تلوار سحر کی لیکر دوڑا کوئی ترسول ہاتھ مین
لیکر چلا اسیطرح ہر ایک آکر بھڑ گیا اُدھر بارگاہ مین جب شعلہ حشیم کو معلوم ہوا کہ فوج میری یہان آگئی
پس یہ بھی باہر نکل آئی اسوجہ سے کہ اندر یہ گھری ہوئی تھی اسکے پیچھے تمام سردار بھی باہر آئے
اُنکے آنے سے فوج اسلامیان کو تقویت ہوئی اور بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی ملکہ مہرخ
بھی باہر نکلکر سوار ہوئی نقارہ پر سحر کی چوب پڑی طائران سحر سر پر بال و پر اپنے وا کر کے
سایہ گستر ہوئے بیرون کے غل سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی دنیا تہ و بالا تھی رن
بولتا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا آتی تھی کہ مارا طائر جادو و اژدہر جادو وغیرہ کو ان آوازون سے
تمام جنگل ہلتا تھا آندھیان اس زور سے آئی تھین کہ خاکدان عالم برباد ہوا جاتا تھا کسینے کسیکو
جلایا پھر دریا جاری کر کے اُسکے تن سوختہ کو ڈبایا آگ لگا کر پانیکو دوڑا تلوار کی بجلی چمکی ابر گھر آیا

اندھیرا عالم مین چھایا سحر نے چشم خورشید فلک مین خاک ایسی جھونکی کہ دیدۂ روزگار مین غبار گیا
ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا کو یقین تھا کہ یہ پُرانا چھپر آسمان کا اُڑ جائیگا آواز ین
ہولناک ایسی آتی تھین کہ اسرافیل بھی گھبراتے تھے یہ دوسرا صور کسنے پھونکا گیتی تہ و بالا تھی
خاک اُڑکر روے ہوا پر ایسی جمی تھی کہ ایک دنیا اور پیدا ہوئی تھی یا یہ کہ زمین ان ہنگامہ پردازون
نے سر پر اُٹھائی تھی روے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگام تھا نظم

لگا کوئی جادو کی کرنے پڑھنت
کہ ہون جیسے در پیش عقدے ہزار
لگائی کسینے کسی تن مین آگ
کہین کا نور دلیس کے آئے پر
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا

کوئی پڑھکے سیلہ نہین کرتا گرہنت
سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی
کہین شور برپا رے سحر جاگ
کہین سحر کا بحر تھا موج زن
یہی وقت جانبازی و جنگ تھا

ہوا پیچ کھائی تھی یون بار بار
بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
کہین ابر گھر کر برستے تھے تیر
کوئی کیلتا تھا عدو کا دہن

اُس لڑائی کی سیر دیکھنے کو ملکہ حیرت بھی گئی لاکھ ساحرون کا لشکر ہمراہ لیکر بلندی پر آکر الگ استادہ ہوئی عین ہنگامہ جدال و قتال مین ملکہ مہرخ خوش خصال نے تخت اپنا آگے بڑھا کر ایک نارنج ملکہ شعلہ چشم پر مارا دہ نارنج آتے دیکھکر اُڑ گئی اور نارنج جاکر اُسکی فوج پر گرا الیاس ذور اُسمین ملکہ موصوف نے دیا تھا کہ چالیس ساحرون کا سینہ اُسنے توڑا شعلہ چشم نے روے ہوا پر گھر کر باران تیر مہرخ پر برسایا اسنے رو سحر پڑھا کہ ہزار ہا پتلا قرولیان لیے پیدا ہوا اور تیرون کو قلم کرنے لگا اور سات سپر بن سحر کی سر مہرخ پر آکر سایہ فگن ہوئین اُسپر بھی ایک تیر سپرون کو توڑ کر شانہ پر لگا کہ ملکہ موصوف نے زخم کاری کھایا جلن اُس زخم مین پیدا ہوئی اسنے افسون پڑھکر شانہ پر دم کیے کہ وہ جلن مٹی اور لہو بند ہوا لیکن زخم باقی رہا اُدھر ملکہ زلزلہ اور توسن جادو سے مقابلہ ہوا اور اس ملکہ نے ایک ناریل مارا توسن نے اُس ناریل کو زبردست دیکھکر پرواز کی لیکن ناریل اُڑنے مین اُسکے پانون پر پڑا کہ انگلیان پانچون اُڑ گئین اُسوقت شعلہ چشم کو غصہ آیا اور زمین پر اُتر کر اُسنے دو ہتڑ مارا کہ وائے افسوس اب ہماری یہ لیاقت طلسم مین باقی رہگئی ہی کہ ادنیٰ آدمی ہمارے مقابلہ مین آتے ہین سحر مدد نہین کرتا سامری کیا پوچھنا بیکار ہی کیا خبرداران طلسم مر گئے یہ کہنا تھا کہ زمین سے غبار اُٹھا اور بونڈرے کیطرح چکر کھاتا ہوا زمین سے چرخ برین تک گیا بعد لمحہ کے سبنے دیکھا کہ بہت ۱۵

بڑا ایک میل فولادی بنا ہی اور اُسمین دریچے بنے ہوئے نظر آتے ہین اُن کھڑکیون مین ایک ایک پتلی مثل زن مہر طلعت کے استادہ تھی حقیقت مین فلک حسن کے ستارہ تھی مگر ہر ایک پتلی کی آنکھین مثل مشعل روشن تھین اور شعاعین اور شعلہ اُنسے نکلکر گرتے تھے اور چار سمت پھیلتے شعلہ حشیم گوہر دندان اسی سبب اس ساحرہ کا نام ہی کہ سحر آنکھون سے شعلہ نکلنے کا کرتی ہی چنانچہ اُن پتلیون نے ایسا ڈرانا لشکر مہرخ کو کہ سبکے دل تھرا گئے ہر ایک پتلی نعرہ زن ہوئی کہ باشید ای خیرہ سران و تیرہ روزگاران تمنے بہت قدم حد ادب سے آگے بڑھایا ہی خبردار ہو جاؤ یہ نعرہ کرکے ہاتھ اپنے اُن سبنے آنکھون پر اپنی رکھ لیے یکایک ایک آواز مہیب آئی اور وہ میل اسقدر دراز ہوا کہ تمام لشکر شعلہ حشیم کا اُسکے پیچھے ہو گیا اب اُن پتلیون کی آنکھون سے شعلۂ آتش اسقدر نکلکر بلند ہوئے کہ رفتے ہوا کرۂ نار بنگیا سائبان چرخ نیلی کا رنگ سرخ تھا باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی لشکر مہرخ دلاور جو آگے بڑھا آتا تھا وہ پیچھے ہٹنے لگا ساحران نامی بنگلے سحر کے بناکر مخفی ہونے لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئین لیکن وہ آتش بڑھنے لگی روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک نامہربان نے عجب طرحکی سرد مہری دکھائی کہ خانۂ تن مین آگ ہر ایک کے لگائی اہل اسلام باہم دلسوزی کرتے لیکن سب گرمجوشی بھول گئے ہر ایک کے دل سے لگی تھی مگر کہان بجھ سکتی تھی شعلہ حشیم مع لشکر کے الگ جا کھڑی ہوئی اسکی وہی مثل ٹھیک ہی کہ بھُس مین چنگی ڈال جمالو الگ کھڑی ہوئین آفت عظیم برپا تھی دریاے آتش جوش مارنے لگا آسمان سے شعلہ گر کر پھیلتے تھے یہ بُرا نا جھونپڑا زال دنیا کا پھنک جاتا تو کیا بعید تھا اُس آتش کی گرمی تمام عالم مین پھیلی دنیا سازی دھوان کر لیلی بنی کہ نظم

تھا ہوا سے تنور چرخ یہ گرم
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک
بوند کو دل صدف کا ترسے ہی
آگ دیتا جہان کو تھا کیسر

تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم
گیا تالاب مین ہر یک کنول
ابر نیسان سے آگ برسے ہی

ساغر مہر گرم تھا یا تنک
کنول کاغذی کی طرح جل
شفق آفتاب شام و سحر

مسلمانون نے دست مناجات درگاہ خالق نار و آب مین بلند کیے کہ ای حاکم مخلوقات ببرکت آیۂ وافی ہدایہ قلنا یا نار کونی بردا و سلام علی ابراہیم اس آگ کو ہمپر گلزار کر دے یہ دعا انکی مستجاب ہوئی شعلہ حشیم سے ملکہ حیرت نے بڑھکر کہا کہ شہنشاہ

مارڈالنا نمکحراموں کا منظور نہین فرماتے تھے کہ جب اسد اور عمرو مارڈالا جائیگا اُسوقت یہ سب پھر میرے مطیع ہو جائینگے اور حق بجانب شہنشاہ ہی کیونکر دل اُنکا چاہے کہ انکو دم بھر مین بلسان حرف غلط شاد ورن جنکو لاکھون روپیہ کھلا کر سایۂ عاطفت مین پرورش کیا ہو کہ ع ذرون کو فروغ مہر سے ہی + پس لازم یہ ہی کہ ان سبکو قید کر لو اور شہنشاہ کو لکھ بھیجو جیسا وہ حکم دین عمل مین لائے شعلہ حشیم نے کہنا اُسکا منظور کیا اور سحر کچھ پڑھا کہ دریاے آتش گرد لشکریان اسلام ہو گیا اور آگ بھی الگ الگ برسنے لگی بیچ مین لشکر مہرخ کا آگیا اور جلنے مرنے سے محفوظ رہا خلاق خشک وتر نے رحم فرمایا فی الجملہ دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا جب دود آہ اہل اسلام سے زمانہ تاریک ہوا اور شعلۂ مہر لرزتا ہوا اس گرمی کو دیکھکر آتش کدۂ سپہر سے نکلکر مغرب کی بھٹی مین گرا کہ ہو جب بیات

کہ یعنی وہ لباس نورافشان | زمین جیسے طشت تھی آتشین نہان | ہوا میلا کبودی رنگ لایا
بشکل عکس گیسو اسکو پایا

شعلہ حشیم میدان سے پھری لشکر نے اسکے پڑاو پر آکر کمر کھولی یہ پہلے اپنی بارگاہ مین نہ گئی ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آئی سب نے اسکی بڑی تعریف کی کہ اے ملکہ کیا کہنا سحر کرے تو ایسا کرے اور یہ نمکحرام کسیطرح رحم کے لائق نہین آپ کل انکو قتل کر ڈالیے آپ نے یہان آکر نہ شراب پی نہ کچھ راحت کرنا چاہا قلمدان منگا کر عریضہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ شاہان اس کنیز نے یہان آکر یہ حال نمکحرامون کا کیا اب امیدوار ہون کہ اُنکے مارڈالنے کی اجازت آپ لکھ بھیجیے تاکہ مین سبکا خاتمہ کر دون اور آپ تشریف لاکر اسد و عمرو کو جو قید مین ہین ہلاک کر ڈالیے تاکہ یہ بکھیڑا جائے اور طلسم پاک ہو جائے اس عرضی کو ایک ساحرہ نور پری جادو کے حوالے کر کے حکم دیا کہ شہنشاہ میرے ملک سے جانب کوہ فرونہ یا قلعہ سلطانیہ کیطرف تشریف لیگئے ہونگے کیونکہ یہی دو راہین وہان سے باغ سیب کی ہین بادشاہ سیر کرتے آتے ہین تو ان مقامات مذکور پر جاکر تلاش کر کے شہنشاہ عالی جاہ کو عرضی دینا اور جواب لیکر بہت جلد آنا دیر نہ لگانا ساحرہ مذکورہ وہ عرضی لیکر طاؤس سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی لیکن جب یہ چلی تو برق و ضرغام عیار بھی اسکے ہمراہ ہوئے کیونکہ لشکر مہرخ پر جب آگ برسنے لگی تھی تو یہ لشکر سے بھاگ گئے تھے کسلیے کہ عیار ہنگام آفت اُسمقام پر نہین ٹھہرتے ہین غرضکہ بارگاہ حیرت مین یہ دونون عیار بصورت مبدل آکر ٹھہرے تھے اور فکر براے قتل شعلہ حشیم کر رہے تھے جب نور عرضی لیکر چلی

یہ بھی ساتھ ہو گئے اِسطرح سے کہ وہ تو اُڑکر طاوس پر سوار جاتی ہی اور یہ بطور مخفی نیچے نیچے اُس
طاوس کے جاتے ہین اور ایسا تیز چلتے ہین کہ طاوس کا اُڑنا اور اُنکی چال برابر ہی جب بہت
دور لشکر سے ساحرہ نکل آئی ایسا کہ بیس کوس پر پہونچی برق نے ضرغام سے کہا کہ جب ہم بارگاہ
حیرت مین تھے تو شعلہ چشم کی زبانی سنا تھا کہ شاہ طلسم قلعہ سلطانیہ یا فیروزہ کوہ پر ملینگے پس یہ ساحرہ
نامہ لیکر وہین جائیگی پھر ایسا نہو کہ کسی مرحلہ طلسم کی طرف یہ جائے کہ وہان ہم جا نسکین اُس سے
بہتر یہ ہی کہ اب اِسکو زمین پر اُتار و اور جو کچھ کرنا ہو وہ کر و لشکر سے بہت دور آچکے ہین اب اسکو
ہمپر عیار کا گمان بھی نہو گا ضرغام نے یہ تقریر سنکر کہا بہتر جو آپ فرمائیے وہ کرین اُنہنے کہا اب اتنا
جلد چلو کہ اس سے کئی کوس پیشتر جا پہونچین یہ کہکر دونون مثل برق و باد روانہ ہوئے اور اُس
ساحرہ کے آگے پہونچکر صحرا مین ٹھہر کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی دونون نے بنائی مگر خوبصورت
جادوگرنیان بنے مانگ مین سیندور بھرا بندلی ماتھے پر لگائی سرخ چنریان اوڑھین لہنگے قیمت
کے مہنگے پہنے سر سے پانون تک چاندی کا زیور پہنا پات بالیان کانون مین گلے مین جگنو توڑا
طوق ہاتھون مین کڑے بازو پر جوشن پانون مین کڑے چھانجھ وغیرہ پہنکر ایک سانولے رنگ
کی عورت بنا اور ایک گورے رنگ کی ایک کا سن زیادہ ایک کا کم مگر دونون کا حسن نمکیا عش جان
مجروح فدا جنپر عاشقون کی روح ہاتھون مین دونون کے مہندی لگی ہوئی کہ بموجب بیت
کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہی حنا + ان دونون ہاتھون پہ تیرے ناز کرتی ہی حنا + کاجل
دونون کی آنکھون مین لگا ہوا جسکی نسبت یہ کہنا روا کہ شعر کرے ہی دہر زینت ظالمون پر
تیرہ روئی کو + کہ زیب ترک چشم یار سرمہ ہی صفاہانی + زلف چلیپا رخسار پر پریشان ہو کر لہراتی
تو یہ معلوم ہوتا کہ فوج حبش ملک عرب پر چڑھی آتی بلکہ یہ ثنا اُس زلف کی کرنا زیبا ہی کہ بیت
ناگن کا اُس زلف کی مجسے رنگ نہ پوچھو کیا حاصل + خواہ تھی کالی خواہ تھی پیلی بس جسنے
اپنا کام کیا + اسیطرح اُنکے ہر اعضا پر تیر مژگان کا اُنکے دل پر خنجر کہ بموجب بیت جا ہی بھرا اُس
صف مژگان سے یار + دل تو ٹوٹا سا ہی جگر گر گیا + اس صورت زیبا پر دونون آراستہ ہو کر
باہم کچھ مصلحت کرکے ٹھہرے تھے کہ ساحرہ اُڑتی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئی اُسکو آتے دیکھکر دونون
نے ایک دوسرے کو گالیان دینا شروع کین وہ جو کم سن تھی اُسکو سن داسنے دوڑ کر پکڑا اور

اُسنے بھی اِسکے بال پکڑے دونون مالزادی بیسوا چھنال کہکر غل کرتین ایک کہتی اری قحبہ رہ تو جا مین تیرا کوسے استرے سے سر مونڈون گی تونے اچھے گھر بنا دیا موئی ٹھگاری میرے آدمی کے پیچھے بلا ہوکر لپٹی اری تجھکو کوئی اور نہ جڑتا تھا وہ دوسری کہتی ہوئی بازاران تو جب دیکھے کرتی ہی تو نہین کہتی اور میری پاپوش تیرے خصم سے بات کرتی ہی میرے لاکھون خریدار ہین ایسا ہی مجکو کرنا ہو تو ایک صبح کرون ایک شام کرون اور میری کیا شامت ہی جو تیرے خاوند پر گرونگی یہ تو ہی کیسی ہی کہ میرے دیور کے نیچے پھیل گئی کچھ تیرے میان مین لعل لگے ہین جو مین اپنی آبرو دونگی اُسنے کہا اری چھتیسی کرتی ہی اور مکرتی ہی مین نے تجھکو اور اُسکو ابھی ایک جگہ پکڑا ہی یہ تو کہو وہ چچا بھاگ گئے نہین تو اسوقت کیفیت دکھا دیتی موئے کو داماد تیرا بنا دیتی اُسنے پھر جواب دیا کہ اری رنڈا بیٹھی تو کیا مجکو ایک جگہ پکڑ لیگی نہین بھی اُس سے کچھ واسطہ تھا تو اب سہی لے دیکھون تو میرا کیا کرتی ہی یہ کہکر جھونٹے باہم پکڑ کر گھونسے اور طمانچون سے لڑنا شروع کیا اور غل ایسا مچایا کہ نور پیرہن بھی پہونچ چکی تھی ٹھہر کر انکی لڑائی دیکھنے لگی انھون نے اُسکو دیکھکر پکار کر کہا کہ حضور ذرا ہمارا انصاف کر دیجیے وہ انکی لڑائی دیکھکر ہنس ہی تھی زمین پر اُتر آئی اور کہنے لگی ارے تم دونون کیون لڑتی ہو ایسمین کیون بھڑتی ہو ایک نے کہا سنیے حضور مین انکے میان کو بلانے نہین جاتی انکے گھر مین قدم نہین رکھتی پھر یہ مجکو دُکھ کیون دیتی ہین وہی مثل ہی کہ اپنے دام کھوٹے تو پرکھیا کو کیا دوس دوسری نے کہا یہ اِسنے سچ کہا لیکن مین آپ سے کہتی ہون کہ جب مجھے اِس سے بہناپا ہوا اور اِسکو مین نے اپنے گھر بلایا جب تو میرے آدمی نے اِسے دیکھا اِسکو یہ لازم تھا کہ میان ہی گھر کھالے یہ کتون پاس جاتی مگر اُس سے نہ بات کرتی اُسنے کہا کتون پاس تو آپ جاتی تیرے ہوتے سوتے جاتے لو موئی بات کرتی ہی کہ گالیان دیتی ہی اب پھر لڑائی شروع ہوئی نور نے کہا سنو بات سیدھی طرح کرو لڑو نہین اور مجکو تم دونون کی کیفیت معلوم ہو گئی کچھ کہنے کی ضرور نہین یہ کہکر اُس گوری عورت سے کہا کہ تم اپنے میان کو ایسے لگائی ہو کہ آشنائی ہی سنو میری بہنو اِس تھُڑی سے کیا فائدہ پھر مرتکان جو میان تمھارے گھر سمجھینگے تو جو تم ہوگی وہ کوئی نہوگا یہ بھی چار دن کا ہی جب ہو دیکھو تو اونٹ کس کل بیٹھتا ہی اُسنے کہا صاحب مین کبھی سوتیا آم نہین لیتی ساجھے کا کام نہین کرتی میرے بُدھ مین دو جورو کا خاوند اگر آکر رہے تو مین وہ گھر چھوڑ دون بھلا مجکو

اتنی تاب کہان کہ یہ ناجو میرے ہوتے اُس سے اِلسین پلسین مین آگ لگا دونگی اسکے منہ کو اُس مسخری
نے کہا آگ لگے تیرے منہ کو جھلسا پڑے تیرے گھر مین موئی کے تن تن مین کیڑے پڑین جمشید
کرے کوڑھ ٹپکے جیسا مجکو اسنے بدنام کیا ہی سب خلق مین رسوا کیا ہی جھنڈے پر چڑھایا ہی سب
برادری بھر مین میری ناک کٹ گئی وہی جو کہ کہتے ہنین تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو ہوئی سب
خلق کہتی ہوگی کہ اب مدآری چودھری کی بہو ایسی ہو گئی ایک یار صبح بلاتی ہی ایک شام کو اِسنے
جواب دیا کہ اخاہ بڑی تو نیکبخت تیرا آنچل کسینے نہین دیکھا یہ سلاری کے بیٹے سے خصم کے
جیتے جی مین پکڑی گئی تھی بدھو میرے ہی لیے تو دونے مٹھائیون کے لاتا تھا ایک دن میرے ہی
خاوند نے تو آمون کی بغیا مین جنیا سے مجکو پکڑا تھا آج مین برادری مین بدنام ہو گئی وہ جو مثل
کہتے ہین کہ کوری پیٹھ نجھنے لگے اُسنے کہا اری بیٹھ تو کیا میرے یار ثابت کریگی مین پچاس دھگڑے
تو خود تیرے ثابت کر دونگی یہ بھشتی کے لونڈے سے کون پھنسا تھا اور وہ چکوے والا میرے یہان
(یعنی یہان) آتا تھا اِسنے جواب دیا کہ مین تو ہون ہی خراب لیکن تو میرے آدمی سے بات نہ کیا کر اُسنے
کہا اتنو مین بدنام ہوئی وہ میان جاتے کہان ہین میرا من منائینگے یہ کہکر ملکہ نور کا دامن پکڑا کہ میرا فیصلہ
اُس مردے سے کرا دیجیے اِدھر اُس دوسری نے کہا اچھا یا تو یہی رہین یا مین ہی رہون مجکو اُس مردئے
سے فارغخطی دلوا دیجیے نور نے کہا بی بی یہ کئی دن کا جھگڑا ہی مجھے نہ فیصلہ ہو سکیگا مین اپنے
مالک کے کام کو جاتی ہون اور کام بھی وہ کام ہی کہ ذرا دیر ہو جائیگی تو نہین معلوم کیا آفت آئیگی
موئے عیار ایک ہی آفت کے ہین وہ میری مالکہ کو کچھ ستائین اعد ضرور ہی ستائینگے کہ اُن کمبختون
کے دل سے لگی ہوگی سارا لشکر اُنکا قید ہی یہ جو اُن مصنوعی عورتون نے سنا کہا آپکو جلد ہی جانا
ہی کہ گھر بھی اپنے نہین لیجا سکتین ایک عورت نے کہا بھاڑ مین جائے لڑائی چولھے مین جائے قصہ
یہ تو آپ بتائیے کہ حضور آتی کہان سے ہین آپ نے لشکر کا نام لیا جب مجکو خیال آیا لشکر ملکہ حیرت
مین فیروز جادو میرے باپ نوکر ہین جنکے بھروسے پر مین میان سے فارغخطی مانگتی ہوتی کچھ
مرے باپ کا بھی حال معلوم ہی اُسنے کہا مین تمھارے باپ سے تو واقف نہین مگر جب سے
ہماری ملکہ آئی ہین لشکر حیرت بہت خوش و خرم ہی اِسنے کہا آپکی ملکہ کون ساحرہ نے سارا حال
ملکہ شعلہ حشیم کے آنے اور لشکر مہرخ کو مقید کرنے اور اپنے نامہ لیجانے کا شہنشاہ طلسم پاس

بیان کیا اس عورت نے ہنسکر کہا کہ ای جمشید شکر ہی تیرا کہ یہ عیارون کے شریک نمکحرام سب
قید ہوئے اُس دوسری عورت نے کہا اس بات کی خوشی کیا وہ لوگ ہزار مرتبہ پکڑے گئے
اور ہزار دفعہ رہا ہوئے انکا حاجب پتیا ئے جب دوا نکھین پائے یہ سب جسدن ماریجائین
اُسدن سمجھو کہ فتح ہوئی اور یون تو عیار اپنا کام کرجاتے ہین ساحرہ نے کہا میری ملکہ پر ہوئے
عیار ہاتھ نہ ڈال سکینگے اُنکی قضا ہی نہین ہی یہ عورت اس بیان کو سنکر ساحرہ کے پائون پر گری
اور کہا جہان مسلمانون کے قید ہونے کی خوشی سنائی ہی وہان یہ بھی بتا دو کہ ملکہ کی تمھارے
قضا کیون نہین ہی تاکہ دلکو اطمینان ہو اور خوشی زیادہ کرین ساحرہ نے کہا اس ماجرے کو مین
نہین بیان کرسکتی مجکو حکم نہین ہی اس زن نقلی نے دعائین دینا اور منت کرنا شروع کیا کہ
سامری تمھارا بھلا کرین تمنے ایسی خبر سنائی کہ دل ہمارا باغ باغ ہو گیا اب اتنا اور بتادو ہم خوش ہونگے
اور کیا کرینگے تم جانتی ہو کہ گانون کے رہنے والے عورت ذات نہ کہین جانے نہ آنے کے کسی سے
کہینگے نہین پھر ہمسے چھپانا کیا اُس ساحرہ نے بھی خیال کیا کہ لشکر یہان سے بہت دور ہی اور
یہ اگر کسی سے کہیگی بھی تو چار پہر رات کا فاصلہ ہی مین حکم لیکر پھری اور سب باغی قتل ہوئے
پھر اسکے کہنے سے کوئی کیا کرلیگا یہ سمجھکر اسنے کہا سن نیک بخت تیری خاطر ہی جو مین بیان کرتی ہون
ہماری ملکہ کو اُنکے اُستاد نے ایک تختی بنادی وہ تختی ایک مچھلی کے پیٹ مین ہی اور مچھلی چشمہ سحر
مین اور چشمہ سحر بیابان نرگس زار مین جو یہان سے تیس کوس پر جانب شمال ہی بس جو کوئی
ملکہ پر فتحیاب ہونا چاہے تو وہ تختی لائے اور اُسکا عکس اُس میل پر کہ جسپر تیلیان کھڑی ہین
ڈالے وہ میل برباد ہو جائیگا اور سحر دفع ہو گا پھر اُس تختی کو تلوار سے مس کرکے ملکہ کو مارے یہ
کہکر فرمایا کہ لو اب مین جاتی ہون تمھارے جھگڑے مین دیر بہت ہوئی اس زن نقلی نے
اپنا دوپٹا اُتارکر بچھا دیا اور کہا بی بی تمھارے کھڑے کھڑے پائون تھک گئے ہونگے ذرا ٹھہر جاؤ
دم لیکر چلی جائیے گا تو اسکے کہنے سے بیٹھ گئی اور اُسنے کمر سے بٹوا نکالا اُسمین سے گلوری نکالکر
اور ایک الائچی اُسکو دی کہ نوش فرمائیے اُسنے وہ لیکر کھائی حلق سے پیک اترتے ہی بیہوش
ہوگئی اُسوقت برق نے ضرغام سے کہا کہ اب جلد سواری کی تدبیر کرو بیابان نرگس زار
یہان سے تیس کوس ہی ہمسے رات بھر مین بھی جایا نجائیگا ضرغام بنا بر حکم اسکے روانہ ہوا اور

الغرض

اطراف مین اُس صحرا کے دیہات وغیرہ جو آباد ہین وہان پہونچکر پکارا کہ ارے میان کوئی نوکری کریگا طلسم کی بستیون مین تو جتنے آدمی ہین سب سحر ضرور جانتے ہین چند آدمی اپنے گھرونسے نکل آئے اور اُس سے ملاقات کر کے مستفسر ہوئے کہ بھائی کسکی نوکری ہی کیا تنخواہ ہی اسنے کہا نور پیرہن جادو مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم جادو بیابان نرگس زار مین جاتی ہین اُنکی کچھ طبیعت یہان کے صحرا مین پہونچکر سست ہوگئی ہی وہ نوکر رکھتی ہین تخت سحر اپنے لیتے چلو تنخواہ بیش قرار ملیگی تمام عمر کو سرکار ہو جائیگی چین کرو گے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو دو ساحر اُنمین سے کہ غریب آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے تخت پر اپنے گھر سے بیٹھکر اور اس عیار کو بھی اپنے پاس بٹھا کر روانہ ہوئے یہان اِس عرصہ مین کہ جبتک ضرغام پھر کر آئے برق نے نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اُتار کر اپنے زیب تن فرمایا اور رنگ و روغن لگا کر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر کنوئین مین یا کسی گڑھے مین ڈال دیا اور ایک فرمان ملکہ شعلہ چشم کی جانب سے لکھا مہر اُسپر ملکۂ مذکور کی کر کے اپنے پاس رکھا مضمون اُسکا آگے بیان ہوگا یہ اُس صورت سے درست ہو کر بیٹھا تھا کہ ضرغام ساحرون کو لیکر آیا اُن جادوگرون نے ملکۂ نقلی کو بیٹھے پایا تسلیم کے لیے سر جھکایا ملکہ نے فرمایا کہ ہمنے تمھارا پچاس پچاس روپیہ مہینا کیا ہمکو بآرام تمام بیابان نرگس مین پہونچا دو اور جو کچھ ہمارا کام ہو براہ خیر خواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہونگے تو اور تمھاری ترقی کرینگے ساحرون نے کہا ہم ہمیشہ سر فروشی اور جانبازی کرینگے اور جو کچھ ہمسے ظہور مین آئیگا حضور ملاحظہ فرمائینگی فی الجملہ نور نقلی تخت پر آکر لیٹی اور ضرغام بھی ساحر بنا ہوا گوشۂ تخت پر آکر بیٹھا ساحرون نے تخت کو بزور سحر اُڑایا اور جانب منزل مقصد راہ لی سحر کے زور سے طرفۃ العین مین وہ تین کوس زمین طے ہوئی برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اُترا اور ساحران ملازم شدہ سے حکم دیا کہ تم کنارے اِس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو جبتک مین نہ آؤن قدم آگے نہ بڑھانا نہ یہان سے کسی اور طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہی سراسر پُر آفات ہی مین بحکم شاہ یہان آئی ہون ورنہ جو کوئی یہان آئے گرفتار آفت ہو جائے وہ ساحر دالبستۂ حکم تھے ایک درخت کے نیچے تخت لیکر ٹھہرے اور ضرغام و برق آگے بڑھے دیکھا کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہی نئی طرح کی بہار ہی

چاندنی رات مین نرگس کے پھول کھلے ہین نرگستان کواکب کو شرماتے ہین دیدۂ ثوابت سے کم چشم نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجتمع ہین ہر درخت نہال ہوکر آنکھین ایک دوسرے سے لڑاتا تھا مصروف نظربازی تھا ہوا سرد چلتی تھی جو کلی تھی وہ یہ بتا دیتی تھی کہ کوئی معشوق آنکھین بند کیے سوتا ہی جو پھول زمین پر ٹوٹکر گرے تھے وہ یہ بتاتے تھے کہ خفتگان خاک آنکھین کھولے تماشاے عالم دیکھ رہے ہین اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا اشارہ کرتے ہین صفحہ کتاب عالم پر نقشی بہار نے جا بجا صاد کیے تھے مضمون رنگین صفت چشم معشوقان مین نئے ایجاد کیے تھے وہ ہوا سے پھولون کا ہلنا معشوقان جوش چشم کا نگاہ کسی عاشق سے پھیر لینا نظر آتا غنچۂ خاطر اُس جاے فرحناک کو دیکھکر کھلجاتا یہ عالم وہان کا تھا کہ نظم

ہوا کے وصف مین آسکے گر لکھون غزل — مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار
زبس ہوا کو تراوت نے وان کیا ہی نثار — شرار سنگ مین ہی رشک دانہاے انار
گذر صبا کا جو ہوجاے اس چمن کیطرف — نہو سواے زمرد عقیق وان زنہار
جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش — ہر ایک شاخ وہین سبز ہوکے لائے بہار
غرض مین کیا کہون ہر چمن مین قدرت کے — عجب ہی لطف کی اُس قطعۂ زمین بہار
یقین ہی دل کو اگر ساکنان جنت سے — جو کوئی سیر کرے اُس دیار کا گلزار
زبس تماشے سے آنکھون کو وان نہو سیری — فلک کو موندنا نرگس کی طرح ہو دشوار

بیچ مین اُس صحراے سبز و خرم کے ایک چشمۂ آب لبعد آب و تاب موجزن تھا فرط صفا و لطافت سے چشمۂ آفتاب پر چشمک فگن کہ بیت زہے وہ بحر کہ خجلت سے جسکی چشمۂ خضر ہمیشہ پردۂ ظلمات مین رہے ہی چھپا برق وضرغام یہ کیفیت دیکھتے جب بیچ صحرا مین پہونچے کچھ طائر اپنے آشیانون سے نکلکر اُڑے اور پکارے کہ ای آنیوالو جلد تر اپنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تاکہ ہم خبر تمھاری اپنے مالک سے جاکر کرین برق نے اپنے دل مین کہا کہ یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک بھی ہی اب اُسنے تو ہمسے مفصل راز نہین بتایا مگر ہمکو عقل سے کام لینا چاہیے یہ سوچکر اُسنے جواب دیا کہ ای طائران سحر اپنے مالک کو جاکر اطلاع دو کہ نور بیرہن مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم آئی ہین یہ سنکر وہ طائر اُڑکر ایک سمت گئے ایک ساحر ملازم ملکہ شعلہ چشم شمشاد جادو اس جنگل کا ملکہ پر

مذکور کیطرف سے محافظ ہو اُسنے ایک بنگلہ اُس نرگس زار مین صندل کا بنواکر سکونت اختیار کی ہے
وہ چبوترے پر بنگلہ کے آکے بیٹھا سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائران
سحر نے جاکر خبر آمد نور بیان کی وہ خبر سنکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور قریب نور جب آیا تو اُسکو
پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ ملکہ شعلہ چشم اُسکو دیکھا تھا بس پہچانکر سلام کیا اور کہا ای نور جادو تم اسوقت
کہان اُسنے کہا اپنے مقام پر چلو ذرا دم لیلون تو بتاؤن کہ کس آفت مین مبتلا ہون یہ ہاں
سے اپنی جگہ پر اُسکو لیچلا برق نے اسطرح ادائین دلفریب اور مستی افزا دکھائین کہ دل اُسکا
اُسیر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائینچے کلائی پر اسطرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھولدی کبھی دوپٹا
ڈھلکا دیا کہ شکم و سینہ کھلگیا وہ سینہ کا اُبھار گات کی بہار دیکھکر دل اُسکا سینے مین ہلنے لگا پیٹ
کھلجاتا اُسمین ناف کا مثل عقدۂ سربستہ در پیش آتا تھا وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی

حسینہ و جمیلہ عورت ساتھ کہ بمقتضاے مسدس

ہوئے اُس قامت دلکش پہ قیامت صدقے
سرو جنت بھی اُسے دیکھکے غش کھاکے گرے
پائینچے تھام کے چٹکی مین وہ جسوقت چلے
ہوکے بیہوش گرین پریونکے گروہین پرے
یہ ہوا اُس زہرہ جبین ماہ لقا پر جوبن
صدقے جوتیکے ستارونپہ ہو سورج کی کرن
جانفزا ہو دم رفتار صداے خلخال
وضع مستانہ ہو اور اُسپہ ہو اک نازکی چال
پائون وہ ناز سے جسجا پہ رکھے بدر کمال
خاک اُسجاے کی لیجاے پری آنکھ مین ڈال
اتفاقاً کہین وہ نقش قدم دیکھو تم
آئینہ پھر نہ کبھی تابعدم دیکھو تم

غرض اُس نقش مراد کو شمشاد بنگلہ کے چبوترے پر لایا مسند پر تکلف پر بٹھایا گلابی شراب
سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ بیت مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف ✤
مائل کیا دل اُس ستم ایجاد کی طرف ✤ اُس شعبدہ پرداز نیرنگ حسن نے ہنسکر جواب دیا کہ
شعر زندگی کیون نہووے تجھپر شاق یار بے اعتنا و دل مشتاق ✤ اسیطور جب بمصداق
بیت یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوئے ✤ اسی لطف سے یہ تو بیدم ہوئے ✤ اُسی گرمجوشی
مین نور نے کہا ہمتو جاتے ہین جمشید ملائیگا تو پھر ملینگے ملکہ شعلہ چشم مقابلہ مین مہرخ کے گئی ہین
وہان عیار زبردست ہین پس ملکہ کو یہ خیال وہان پہونچکر آیا ایسا نہو کوئی جاکر لوح چشمہ سحر

لے آئے میری قضا بلائے مجھے سادہ لوح بنا گئے اس امر کو سوچکر مجکو بھیجا کہ جاکر تو لوح چشمۂ
مذکور سے لے آ چنانچہ مین چشمہ پر جاتی ہون اُسنے کہا ای ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالوگی اُسنے
کہا مروڑے تو باتین بہت نہ بنا چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ مین کیونکر لوح لیتی ہون اُسنے
کہا تم جاتی ہو تو ہمکو کیا کہے جاتی ہو ہم یون ہی رہے ایکبار تو وصل سے شاد کرتی جاؤ اُسوقت
اس کافر کیش نے ہنسکر کہا فرد اب رہو گے اِسی تمنا مین + مُنہ رکھو اپنا دھوگڑھیا مین +
یہ کہکر اُٹھی تھی کہ شمشاد نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای ترک ستمگر تجکو ملکہ نے لوح کا کیا پتا بتایا ہے
اسنے جواب دیا کہ خوب کیا مجکو تو نے ادپری آدمی بنایا ہے لوح شکم مین ماہی کے ہے کیا مین جانتی
نہین ہون اُسنے کہا تو کسطرح تم ماہی کو پاؤگی کچھ نشانی ملکہ کی تمھارے پاس ہے اسنے کہا ای
شخص تو نے ڈیڑھ پہر بات تو نہین لگا کر اور زیادہ دیر کی میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی فرمان ہے اُسنے
کہا وہ فرمان مجکو دو مین لوح تمکو منگا دون اسنے وہ فرمان جو بنایا تھا کمر سے نکالکر اُسکو دیا اُسنے
پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ساکنان بیابان نرگس زار نور پیرہن میری مصاحبہ وہان آتی ہے
اُسکو تختی دیکر جلد روانہ کرنا مہر اُسپر شعلہ چشم کی دیکھکر اور یہ مضمون پڑھکر شمشاد اُٹھا اور نور
بھی اسکے ساتھ ہوئی دونون کنارہ چشمہ کے آئے شمشاد نے کچھ سحر پڑھا کہ پانی نے اُس چشمہ کے
جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر بدر کیا ہر فلس اُسکا مثل انجم آسمان چمکتا تھا اور برنگ تیر تابان سارا
جسم دمکتا تھا قامت اُسکا بسان ماہی بہموت دراز تھا برج حوت پر اُسکو ناز تھا بس اُس مچھلی سے
اس ساحر نے کہا کہ ای ماہیان جادو ملکہ شعلہ چشم نے لوح مانگی ہے اب یا تو اُنکی قضا آگر برابر
ہوئی ہے یا وہ فتحیاب ہونگی لوح یہانسے جائیگی وہ دشمن کے ہاتھ آئیگی لوح کا جانا یہان سے اچھا نہین
لیکن ہمتو اُنکے وابستۂ حکم ہین تم لوح دیدو اُس مچھلی نے کہا تمکو کماہی آگاہی ہے کہ ملکہ نے لوح مانگی ہے
اسنے جوابدیا کہ فرمان اُنکا لیکر نور پیرہن جادو انیس اُنکی آئی ہین یہ سامنے موجود ہین اس کلام کو
سنکر اُس مچھلی نے اُبکائی لی اور لوح اُگل دی نور نقلی نے دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی ایک
طلسم بخط سبز اُسپر کندہ ہے پڑھا نہین جاتا ہے اسنے اُس لوح کو لیکر گلے مین پہنا اور ہمراہ شمشاد جیوگر کے
آیا یہان ضرغام نے انکے بعد جانے کے تمام شراب مین بیہوشی ملا رکھی تھی اور چپکا بیٹھا تھا جب یہ
دونون آئے اُسنے اشارہ برق سے کیا کہ مین اپنا کام کرچکا ہون برق اِسکا اشارہ سمجھا اور ہنسکر

ساحر سے کہا کہ ارے موئے اتنو مجکو جانے کیون نہین دیتا آخر تیرا مطلب کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ابے اطلہ
جمشید کا نہ ترسا او بت ترسا ذرا سینہ سے لپٹ جا اسنے کہا مردوے ذرا حواس مین آ تو میرا صاحب مین
لوح لینے کیا آئی کہ انگوستی سوجھی جبین ملکہ لاکھ برس اب جہان وہ مجکو بھیجا کرینگی وہان کے لوگونکی
مین جورو نبونگی ہم تو خوب نرے مین آگئے کیا ہنسے کہنے لگے ساحر یہ باتین سنکر منتین کرنے لگا پانون پر
سر دھرنے لگا اور گویا ہوا کہ بیت دل کو ٹکڑے ٹکڑے اے آئینہ رو ہاتھون ہاتھ ❊ جنس یہ وہ نہین جو ہووے
رفو ہاتھون ہاتھ ❊ اسکی منت کرنے سے یہ عیار مسکرایا اور جام شراب سے لبریز کرکے اُسکے منھ سے
لگایا وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوئی وہ ساغر بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہ ارے یہ کیا تونے
پلا دیا اُٹھنا تھا کہ مار طمانچہ بیہوشی نے سر نیچے پانون اوپر برق نے قتل کرنا اُسکا اسقام پر مناسب
نجانا کہ صحرا تمام سحر سے بھرا ہی چشمۂ سحر موج مارتا ہی مبادا تم اسیر بلا ہو جاؤ اور لشکر تمھارا کام آجاے لوح
لیکر تم نہ پہونچ سکو پس بدین مصلحت اِسکو بھی اور زیادہ تر بیہوش کرکے اندر بنگلے کے لیجا کر لٹا دیا اور باہر
سے آکر دروازہ بند کرکے اپنا راستہ لیا کنارہ اُس نرگس زار کے پہونچکر تخت اپنا ساحرون سے طلب کیا
وہ تخت لیکر حاضر ہوئے یہ دونون تخت پر بیٹھکر حکم فرما ہوئے کہ جلد ہمکو لشکر حیرت مین لیچلو کہ وہین
ملکہ شعلہ چشم ہین ہم اُنکا کام پورا کر چکے ساحر تخت اُڑا کر حسب الحکم روانہ ہوئے اس اثنا مین وہ
ہنگام آگیا کہ لوح زرین آفتاب کو ماہی شرق نے اُگلا اور شراب سرخ شفق سحر نے ساحر شب کو بیہوش کیا نظم

گئی ظلمات شب مطلع ہوا صاف ❊ نکل آیا ورق گردون کا شفاف
ہوا نخل سحر جب دم ہویدا ❊ ہوا اُس سے گل خورشید پیدا

تخت ان عیارون کا کہ ملازم ثانی سلیمان ہین بروے ہوا اُن
سُن اُڑتا ہوا نسیم سحری سے باتین کرتا جاتا تھا کچھ ہی عرصہ مین قریب لشکر مہرخ نامور پہونچا اسوقت
اسنے تخت زمین پر اُتروا کر ساحران نوملازم سے کہا کہ اب تمسے صاف صاف حال کہا جاتا ہی وہ یہ کہ
ہم عیار طرفدار ملکہ مہرخ ذی وقار ہین نور جادو نہین ہین لشکر ہمارا آتش سحر مین محصور تھا اسوجہ
سے ہم بیابان نرگس مین ایک کام کو گئے تھے اب تمکو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار
کرو ورنہ اپنا راستہ لو تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا اس سبب سے ہمنے تمکو قتل نہین کیا ورنہ
ہم ساحر کو مار ڈالتے ہین یہ مضمون سنکر اُن ساحرون کے حواس منتشر ہوئے کہ کیا زبردست یہ لوگ
ہین آخر کچھ سوچکر عرض پیرا ہوئے کہ ہم آپکے مطیع فرمان ہین جو آپ نے فرمایا ہمکو بدل قبول و منظور ہی

اسنے انکو امیدوار مراحم و بہبودی فرماکر حکم دیا کہ اب تخت کو میرے لشکر حیرت مین لیچلو وہ سحرخوان ہوئے
کہ تخت روانہ ہوا اضرغام تو یہانسے علیحدہ ہوگیا اور اُسکا تخت چلا وہان ہنگام سحر ملکہ حیرت سریر
حکومت پر آکر بیٹھی تھی شعلہ چشم بھی اسکی بارگاہ مین آئی تھی سردار جمع ہوتے جاتے تھے ذکر ہو رہا
تھا کہ نور پیرہن ابھی تک نہین پھری دیکھیے شہنشاہ کیا حکم دیتے ہین اسی تذکرہ مین یکایک غلغلہ
ہوا کہ نور جادو آئین لوگ دوڑے نور بھی دربارگاہ پہ تخت سے آکر اتری اسکی کنیزین جو یہان تھین
باہر نکل آئین اور خوشی کرنے لگین کہ بی بی آئین ہاتھون ہاتھ اُسکو اُتارا یہ اُترکر اندر بارگاہ کے
آئی اور شعلہ چشم و حیرت کو تسلیم کی پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کا کمر سے نکالکر ملکہ
شعلہ چشم کو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ ہم تمسے بہت خوش ہوئے کہ تمنے نمک حرامون کو
سزا دی ہرچند کہ سب باغی لائق رحم ہین کہ میرا دل اُنکے قتل کو نہین چاہتا ہی لیکن اب کلیجہ پک گیا
تاب ضبط نہین ہی اسلیے تمکو اجازت دیجاتی ہی کہ کام اُن سبکا تمام کردو اور نام و نشان ہر ایک کا
صفحۂ ہستی سے مٹا دو یہ مضمون پڑھکر شعلہ چشم بہت خرسند ہوئی اور حیرت کو وہ نامہ دیا اُسنے بھی
پڑھا پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے کمربندی ہوئی یہ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی حیرت کو
بھی اپنے ساتھ لیا اب پھر وہی ہنگامہ افروزی کا زمانہ آیا لشکر ونکا چلنا نفیر و کرنا کا بجنا باجون کا غل
ہائے ہو کی صدا بلند سحر کی نیرنگیان ظاہر طائران سحر کا اُڑنا عجب غلغلہ برپا تھا اسیطرح میدان جنگ
مین پہونچکر پشت بیل پر تمام لشکر اپنا شعلہ نے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا کہ اب مین سبکو غارت کرتی
ہون اُسنے کہا مین تو ہمیشہ سے یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچار تھی اچھا تم اپنا کام کرو اُسنے
یہ سنکر چاہا کہ سحر کرے اُسوقت نور پیرہن جو اپنی کنیزون سے طاؤس بنواکر سوار ہوئی تھی اور برابر
ملکہ مذکور کے استادہ تھی ملکہ سے گویا ہوئی کہ آپ کیون تکلیف فرمائین مین سبکو ایکآن مین
قتل کیے ڈالتی ہون یہ کہکر طاؤس اپنا کنیز سے کہکر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا کہ آپ میرے
ساتھ آئیے وہ اسکے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اُس بیل کے آئی اور عرض پرداز ہوئی کہ میرے تماشے
ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا آفت آتی ہی ایک تو زندہ نبچیگا نہین اب حضور ایک کام کرین کہ
گھڑی بھر گردن جھکا کر اور آنکھین بند کرکے استادہ ہون پھر جو آنکھین کھولیگا تو نیا تماشا دیکھیگا
ملکہ اسکے کہنے سے آنکھین بند کرکے گردن جھکا کر کھڑی ہوئی اسنے تختی کمر سے نکالکر خنجر بیس کی

اور اُس میل کے قریب جاکر عکس تختی کا اُسپر ڈالا یکایک صداے مہیب آئی کہ تمام لشکریون کے دل
دہلگئے اور وہ میل جسطرح پہلے غبار کا بنا تھا ویسے ہی بگولے کیطرح چکر کھاتا جانب زمین چلا اور زمین
پر پہونچکر غائب ہوا وہ جو شعلے ہر سمت پھیلتے تھے وہ سمٹکر ایک سمت کو جاکر بجھ گئے اور وہ دریاے
آتش بھی غائب ہوا مگر صداے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈرکر آنکھین کھولدین اور گردن
اُٹھائی تھی یہ سامان نظر آیا تھا کہ میل سحر کا برباد ہو رہا ہے یہ دیکھکر حیران تھی کہ نور میرا سحر برباد
کرتی ہے یا دشمنون کو مارتی ہے یہ تو حیران تھی اُدھر برق اپنے ان دونون ساحرون سے کہ جنکو ملازم
کر کے لایا تھا کہ چکا تھا کہ میری خبر رکھنا وہ بھی اِس لشکر کے ساتھ طائران سحر پر سوار ہوکر آئے
تھے میل کو غائب ہوتے دیکھکر آگے بڑھ آئے اور شعلہ چشم آگے بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ اے نور
یہ تو نے کیا کیا اُدھر سے برق آگے بڑھا یہ کہتا ہوا کہ باش اے قحبہ کہان جاتی ہے میرے ہاتھ سے
یہ کہکر لوح نکالکر اسکو دکھائی لوح کے دیکھتے ہی ایک چیخ اِسنے ماری اور میل کے غائب ہونے
سے لشکر کا بھی اِسکے سامنا تھا سارا لشکر بھی حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہے اب جو اِسنے چیخ
ماری لشکری اور کنیزین دوڑین کہ اے ملکہ عالم کو کیا ہوا کوئی بولا کہ سحر بہت زبردست کیا تھا
کچھ اُسمین فرق پڑگیا کوئی گویا ہوا کہ سحر اُلٹ گیا غرضکہ لشکر تو اِس دھوکے مین تھا اور تختی دیکھکر
شعلہ چشم چاہتی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا پاس تو پہونچ چکا تھا خنجر
مس شدہ لوح جو مارتا ہے گردن پر اُسکی پڑا کہ سر لڑھککر دور گرا صداے شور نشور برپا ہوئی آندھی پانی
آیا ہنگامہ پیدا ہوا ایرون نے غل مچایا کہ مارا شعلہ چشم کو سر دندان جادو کو اُسی ہنگامہ
مین برق نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی ساحر سب اُسپر لپکے اُسوقت وہ دونون ساحر ملازم
شدہ پنجہ بنکر جو گرے عیار مذکور کو لیکر بلند ہوگئے اور ایک جنگل مین لاکر اُتار دیا اِسنے اُن ساحرونکی
بہت تعریف فرمائی اور کہا اب ملکہ مہرخ رہا ہوئی ہین اُنکی ملازمت کراکر تمکو خطاب اور عہدہ
دلواؤنگا یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی کہ ضرغام عیار بھی آیا اُن دونون ساحرون کو ہمراہ لیکر یہ
عیار اپنے لشکر کیطرف چلے کہ آؤ چلکر مال دشمن کی فوج کا لوٹین اِدھر تو یہ ماجرا گذرا اُدھر لشکر ملکہ
مہرخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور اُسنے جو سامنے لشکر حریف مسلح پایا فوراً حربہ سحر کے لیکر حملہ
کیا اِدھر سے توسن وقار سپہ سالاران شعلہ چشم بڑھے لیکن تمام فوج بیدل ہو رہی تھی ا

ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا کہ اب جو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ شعلہ ستیم الیسی مار ڈالی گئی تو ہمارا بچنا مشکل ہی ہر چند کہ سب کو خوف تھا مگر سپہ سالاروں کے بھڑ جانے سے لشکری بھی حملہ آور ہوئے پھر تو جادو کی جو میں چلنے لگیں نشترن کی کھونٹین پڑین ناچخ سحر نے ترش رویوں کے دانت کھٹے کر دیے تھے شربت اجل سے پیٹ بھر دیے تھے ترنج سے تو بیخ پیدا ہی تھا چاشنی مرگ چکھا کر جان شیرین لیتا تھا ناریل ہر ایک پل کو نار میں بھیجتا ہر سحر کا بھینٹ بنا آتا تو کلیجے کو لوگر آتا گولا سر پر کھیل جاتا ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے بہادر ہنر شجاعت کے ظاہر کرتے داد تہوری پاتے تھے زبان شمشیر کے وہ فقرے گرما گرم تھے کہ سنگدل موم کیطرح نرم تھے ہر ایک ناری فی النار تھا موت کا گرم بازار تھا گھاٹ نے تیغ کے نام آور ونکا نام ڈبویا تھا تبرزن نے گجبازون کو سیدھا جہنم میں بھیجا تھا ضرب سے گرز کی سر تھانہ بھیجا تھا سحاب باران تیر نے حریف کو ٹھنڈا کیا تھا اس جنگ کا یہ ہنگامہ تھا کہ

نظم

برآمیختند این دو لشکر بہم
بران بوم کس جاے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوے
بکشتند چندی بباران تیر

جہان شد ز بر خاکش چو پایان رزم
ز باران شد بین و باران سیر
تلے گشتہ دید ندبر ہر سوے

زمین آن سپہ را ہمی برنتافت
زمین شد ز خون چون یکے آبگیر
ز انج کودکان شان بر دند اسیر

اسی شورش جنگ میں کوس فتح قاز سپہ سالاران لشکر شعلہ واصل جہنم ہوئے بقیۃ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی جب لشکر میں بھگدر پڑی ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا کیونکہ اسکو حکم شاہ طلسم کا بر رزم نہ تھا غرض مہرخ بھی شادان و فرحان ہزاروں کو قتل کرکے مراجعت فرما ہوئی لشکر تمام آرام پذیر ہوا سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا عیار بھی بارگاہ میں آئے مہرخ نے برق و ضرغام کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام میں بیشمار مال و زر دیا ان عیاروں نے ساحران لوملازم کی سفارش کی ملکہ نے انکو خطاب و خلعت سے سرفراز فرما کر ملازم کیا اور بعیش و عشرت قیام پذیر ہوئی ادھر حیرت رنجیدہ و غمگین متر صد آمد شاہ طلسم ٹھہری انکو اس جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنیے

بیت

کنم گرم از بادہ من مغز را ۞ نویسم یکے قصۂ نغز را

چہرہ پردازان عرائس خیال شاہد بیان کو اسطرح جلوہ پذیر حجلۂ تحریر فرماتے ہیں کہ جب شہنشاہ اقلیم عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نہال بر ومند

حدیقۂ فیلسوفی و گل شاداب گلشن عمرو بن اُمیہ ضمری افسر افسران و بہتر بہتران اعنی چالاک عالیشان سلیمانی کوہ سے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی رفتہ رفتہ قلعہ شعلہ دار پر پہونچا اور اسجگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا یہ بھی صورت بدلکر شب بھر فکر عیاری مین پھرا کیا لیکن نتیجہ اسکا قابض نہوا ہنگام سحر جب شعبدہ پرداز روزگار نے شعلۂ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور مہر پارے کواکب کو نابود فرمایا کہ بیت فروغ صبح کے سامان دیکھے + کواکب چند دم مہمان دیکھے + صبح کو شعلہ دار تو لشکر لیکر بعزم ملکہ مہرخ روانہ ہوئی جیسا اوپر بیان ہو چکا بعد اُسکے جانیکے شاہ جادوان بھی یہان سے روانہ ہوا اِسکے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کرکے اُس سے کچھ دور آگے جا کر ایک مقام پر ٹھہرا اور بمشاطگی عیاری صورت اپنی مثل زن مہر سیما و مہ جمال بنائی سر سے پا تک آفت کا پرکالہ حسن حسینان روزگار سے نرالا قیامت خیز جسکا قد بالا مختصر یہ کہ اُسکے حسن کی نسبت یہ زیبا کہ مسدس

وہ حسین ہے کہ نہین اُسکا زمانے مین جواب
داغ کھاتا ہے اُسے دیکھکے ہر شب مہتاب
رخ نازک کو نہین ہے نگہ گرم کی تاب
چشم خورشید سے بھی اُسکو ہے منظور حجاب
شمع قامت سے نہین گرم شبستان ابتک
روے روشن ہے چراغ تہ داماں ابتک

جلوہ اُس حسن خداداد کا جو آئے نظر
ٹکٹکی باندھے نرگس نرہے تن کی خبر
کرے اُس چشم فسون ساز کا افسون یہ اثر
اختیار اپنا رہے دلپہ نہ قابو مین جگر
رونق بزم جو وہ آئینہ تمثال ہو جائے
دل بیتاب کا حیرت سے عجب حال ہو جائے

اِس صورت سے آراستہ ہوکر لباس پُر زر زیب قامت فرمایا مگر نہایت درجہ شکستہ اور بیلہ جا بجا سے چاک سر پر غم سے خاک گریبان پھٹا ہوا سینہ کھلا ہوا لب پر آہ جانکاہ ایک طرف بیٹھکر زار زار برنگ ابر بہار رونے لگا برق کیطرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا انکھون سے جنگل سینچنے لگا سیل گریہ سے بیابان سیراب فرماتا تھا اِس اثنا مین شاہ جادوان پیران پیران اُس مقام پر پہونچا اِس مہر طلعت کو کسوف رنج مین مبتلا دیکھکر مستفسر حال ہوا کہ اے غنچہ دہن و نازک بدن کس صرصر ظلم سے بسان بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہے کونسا تجکو رنج و محن ہے اُس گلعذار نے آنسو پونچھکر بادشاہ کیطرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پُر درد سے

بھر کر کہا شعر ہوتا جو کچھ ہی وہ آخر شدنی ہوتا ہی + اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر اک روتا ہی + ازبسکہ مین
طلسم کی رہنے والی ہون اس سبب سے پہچانتی ہون کہ آپ بادشاہ ہین بدینوجہ ماجرائے غم اندود
وسانحۂ ستم آلود اپنا عرض کرتی ہون اور کسی سے ہرگز مین کلام نکرتی ای بادشاہ عالی جاہ شہنشاہ
کیوان کلاہ خزان آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہی گھر بار عزیز اقارب ہر ایک مجسے چھوٹا ہی
دامن کوہ سلیمانی مین میرا مسکن تھا میرا باپ بھی ملازم ملکہ سلیمان ابر محن تھا اب مین ننگ خاندان
آوارہ وسرگردان اس بیابان مین بحالت پریشان پھرتی ہون ہر قدم پر ضعف سے گرتی ہون
نہ وہ شوکت ہی نہ شان ہی سراسر مصیبت کا سامان ہی سچ ہی کسی نے کیا خوب کہا ہی کہ بیت
سبار کیباد ماتم ہی ہر آوازہ + زمانہ جائے آسایش کہان ہی + چالاک نامے ایک عیار سفاک
میرے گھر پر آیا او سکر سے شوہر و پدر کو میرے خوابگاہ عدم مین اُسنے سُلایا سب گھر لوٹ لیا ہر ایک
کو قتل کیا مین سخت جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت مین پھنسی کہ نہ کوئی دوست ہی نہ غمخوار
ہی صرف بیکسی وتنہائی یار ہی بادشاہ طلسم اسکی صورت زیبا دیکھکر قتیل خنجر ابرو و ذبیح تیغ ادا ہو چکا
تھا حال پر ملال اسکا سنکر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کر کے اسکے گھر گیا ہوگا بیشک بیان
اسکا صحیح ہی گز ند اسکو پہونچا ہوگا یہ سوچکر دست شفقت اُسکے زنخدان تلے رکھا اور کہا ای عمر
عاشق نیمجان تیرا عوض اُس عیار سے مین لونگا تو غم نکھا وہ ستمگر بادشاہ کو مائل دیکھکر ناز و کرشمہ
دکھانے لگی غنج و دلال سے بادشاہ کے دلکو لبھانے لگی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ نظم

یکایک شوق نے کی مہربانی	ہوا برہم مزاج نوجوانی	نگہ پہونچی جو سوئے سینۂ صاف
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف	قریب پختگی پستان کو پایا	ہوس نے اور ہی مطلب سجھایا
لگی لو اُٹھنے شمع ساق پا سے	گھر آیا ابر مستی جا بجا سے	اُس زن مصنوعی نے بھی غمزہ

کرنا آغاز کیا یہ نقشہ اسکا بھی تھا کہ بیت مزاج ایماء دل سے گر بھکتا + سخن تا لب حیا سے
آنسکتا + اُسی گرمجوشی اور اختلاط مین بادشاہ کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسا نہو یہ مہروش بھی
عیار ہو کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بس یہ خیال آتے ہی نگاہ گرم وسحر آلود اُسنے
جانب چالاک دیکھا فوراً ابیرون نے سحر کی خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہی بادشاہ یہ معلوم کر کے
نعرہ زن ہوا کہ او ناعیار پہچانا مین نے تجکو عیار موصوف نے چاہا کہ خنجر کھینچکر اسکے مارون مگر

بادشاہ نے سحر پڑھا کہ بے حس وحرکت ہوگیا شاہ نے چاہا کہ مارڈالون لیکن بموجب مثل جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے + بال نہ بیکا کرسکے کہ دو جگ بیری ہوئے + بادشاہ کو خیال آیا کہ باپ بھی اِسکا قید ہی اِسکو اُسکے سامنے اور اُسکو اِسکے سامنے قتل کرنے مین زیادہ تر لطف ہی کہ داغ بالاے داغ جگر دشمن پر پڑے بس ایسا کچھ تجویز کرکے اسنے افسون پڑھا کہ زمین سے غبار اُڑکر بلند ہوا اور لمحہ بھر مین پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا چھت بھی اُسکی خام تھی اور بارہ در بھی کچے بنے تھے اور باہر سے وہ بالکل گول مثل گنبد کے دکھائی دیتا تھا بس اُس بارہ دری مین اِس عیار کو اٹھاکر اُسنے ڈالدیا اور پھر دستک دی کہ باہر سے سب در اُسکے بند ہوگئے اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اُٹھتا ہوا نظر آتا تھا جب یہ تدبیر کرچکا تو کچھ سنگریزے اُٹھاکر سحر انپر دم کرکے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائران خوشرنگ بنکر اُڑ گئے گھڑی بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی ظلمت خراب آباد عالم مین چھائی جب وہ آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روے ہوا سے نیچے اُترا اس تخت پر ایک عورت پری نژاد کو سوار دیکھا کہ جمال مہرمثال اُسکا آئینہ رویون کے رخ شفاف کو رشک سے مکدر فرماتا تھا بال اُسکا ہر ایک آئینہ رخسار حوران کا جوہر نظر آتا تھا پیشانی کی صباحت دیکھکر نور سحر ایسا خیرہ تھا کہ شفق صبح نہ کہنا چاہیے جگر خون سحر کا ہوگیا تھا یا چشم روزگار مین خون اُتر آیا تھا رخسار تابان اُسکا غیرت آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم فتنہ خیز کے گوشہ مین قیامت نہان اسیطرح ہر اعضا اُسکا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بیمثال بنایا تھا چھاتیون کو اُسکے قبہ دین یا تیشہ عاشقان کا تنجانہ کیا تھا غلط علاٰیہ تشبیہ کچھ نہین وہ چھاتیان دمدمۂ میدان جنگ تھین اور دم آرچھانکی تھی دل عشاق کا صبر مٹانا چاہا تھا شکست تاب توان تاکی تھی کہ ابیات

طول ہوگا جو سراپا کا بیان ہو منظور — مختصر یہ کہ سراپا تھی وہ اللہ کا نور
دعوی حسن کرے اُس سے کوئی کیا مقدور — کرم شب تاب نہ چمکے مہ تابان کے حضور
شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب سے کیا — نسبت ذرہ ہو خورشید جہانتاب سے کیا

اُس مہ پارہ نے ہلال آسا خم ہوکر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے سلطان جادو تمہارا مزاج اچھا ہی اور سلیمان تاجدار جادو وسر شار ساغر پیمانے جادو اچھی ہین

اُس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا کہ مین بھی اور وہ دونون کنیزین بھی جناب عالی کے جان
و مال کو دعا کرتی ہین آج نہین معلوم کیا تھا جو حضور اسطرف تشریف لائے اور آئے بھی تو
کنیز کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا اس جنگل مین ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار بادشاہ
نے کہا تمھاری جان کی قسم مین تمھارے ہی یہان آتا تھا دو سبب سے اسجگہ ٹھہر گیا ایک تو یہ
کہ یہان سے کچھ دور پر ایک چشمہ ہی کہ اُس چشمہ پر ایک روز سامری آئے تھے اور اُسکے کنارے
اُنھون نے پیشاب کرکے اُسمین اپنے پاؤن دھوئے تھے پس مین اُس چشمہ مین نہانے جاتا تھا
اور دوسرا سبب یہ کہ راہ مین ایک آفت روزگار سے اور مجھسے سامنا ہوا اُسنے مجکو روک رکھا
چنانچہ اُس قضاء مبرم کو اِس گنبد بے در مین مین نے قید کیا ہی اور تمکو اُسکی حفاظت کے لیے
بلایا ہی اُس نازنین نے آگے بڑھکر دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا جمشید قسم اب مین آپکو
کہین بجانے دونگی میرے گھر پہلے چلیے پھر جہان جی چاہے جائیے گا بادشاہ نے کہا مین قسم کھاتا ہون
کہ اُس چشمہ مین غسل کرکے مین تمھارے قلعہ مین ضرور آؤنگا تم اِس گنبد بے در کی حفاظت
کرو اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اِسکی نگہبانی مین کرنا کیونکہ اِسمین وہ افعی پر زہر بند
ہی کہ جسکے کاٹے کا منتر نہین اور وہ آتش اِسمین مخفی ہی کہ جسنے خانمان ساحران پھونک دیے ہین
ملکہ نے کہا آخر بتلائیے تو کہ اِسمین کون مقید ہی شاہ نے کہا چالاک عیار بیٹا عمرو کا ملکہ نے کہا
خیر معلوم ہوا اچھا آپ جائیے اپنا قیدی مجھسے لیجیے گا اور اے شہنشا اگر آفت کوئی اِس گنبد پر آئے
یہ قیدی اِسکے اندر کوئی فتور اُٹھائے تو یہ کنیز اِس گنبد کے اندر کیونکر جائے پس اپنا رد سحر کرنا مجکو تعلیم
فرماتے جائیے اور کچھ اندیشہ دل مین نہ لائیے اور مین یہانسے اپنے قلعہ مین جاتی ہون آپ وہین
تشریف لائیے گا مین نگہبانی اِس قیدی کی بخوبی کرونگی بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارا ٹھہرنا یہان
بہت انسب ہی اُسنے کہا آپ مطمئن رہین خواہ مین رہون یا نرہون بادشاہ یہ سنکر وہان سے روانہ
ہوا اور اِس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار پتلا سحر کا پیدا ہوا اور ازبسکہ بادشاہ چلتے وقت
رد سحر کرنا اپنا اِسکو بتا گیا تھا پس اِسنے سحر کا رد جو پڑھا تو اُس بارہ دری مین پھر دروازہ پیدا
ہوئے اور اِسنے عیار کو بھی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت حقیر بھیس و حرکت پڑا ہی اِسنے
دل مین کہا کہ بادشاہ اِس ضعیف الجثہ لاغر اندام کی بہت تعریف کرتے تھے اِس مشت استخوان

سے کیا ہو سکتا ہوگا یہ سوچکر پہر دروازہ پر تپلہاے سحر بٹھائے اور چاہا کہ پہر اُس بارہ دری کو غائب کردے چالاک نے بھی اس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو بتایا بحر عیاری سے گوہر مکاری نکالا اور دام تزویر مین نہنگ فطرت کو گرفتار کیا وہ یہ کہ زبان سے کام لیا آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شکایت چرخ کجمدار مین اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور

چونکہ اشعار مؤلف کے ہین اسلیے دردآلود ہین اشعار

جور گردون سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال
جنبش برگ یہ ہی دل کے تڑپنے کا خیال

داغ کی شکل نظر آتے ہین گلشن مین گل
نالہ کش دیکھیے ہی باغ مین جان بلبل

صرصر قہر سے ہر نخل ہی نخل ماتم
ابر اندوہ گھر آتا ہی غافل ہر دم

کف افسوس ہوئے چرخ کے ہاتھون تیجے
داغدار ہوگئے تن دیکھیے طاؤسون کے

ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد
داغدار ہوگیا لالہ بھی اُٹھا دل مین درد

چشم نرگس کو یہان ہر گھڑی حیرانی ہی
زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہی

ازبسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہی جنکو لحن داؤدی خدا نے عنایت فرمایا ہی یہ بھی ایسا ہمثیل گاتا ہی کہ زہرہ کا ترانہ بیہودہ خیال اسکے سامنے سمجھا جاتا ہی بس ان اشعار مین ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل آئے کیونکہ اسنے کبھی ایسی صداے خوش نہ سُنی تھی بس بیتابانہ قریب چالاک بن عمرو آئی اور کہنے لگی کہ اے گرفتار اندوہ و مصیبت اگر مین تیری خطا شہنشاہ سے معاف کرادون تو مجھکو کچھ گانا تو بتلائیگا اور تعلیم بطور معقول دیگا مجھے دغا تو نکریگا عیار ندکور نے کہا اے ملکہ یہ آپکا خیال سراسر بیجا ہی کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ بُرائی کرتا ہی مگر بادشاہ مجھکو کسی طرح نچھوڑیگا ایسا مجھکو دشمن سخت وہ جانتا ہی کہ کسیکی سفارش نمانیگا مگر آپ نے جو میرے حال پر رحم کیا ہی اور میرا حال پوچھا ہی تو اب مجھکو بھی لازم ہی کہ ایسی چیز آپکی نذر کرون جسکے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بے حقیقت ہو اے ملکہ اگر تم خوف نکھاؤ اور میرا اتنا اعتبار کرو کہ یہ بُرائی نکریگا تو ہاتھ میرے دونون قالب مین میرے کردو تو مین ایک طاؤس اپنی کسوت سے نکالکر تمکو دون کہ وہ زمرد کا ترشا ہوا ہی اور داغ اُسکے جسم پر یاقوت کے بجی کیے ہین بوٹے سے اس مور کے رنگ شہاب کا جسمین سونا حل کیا ہی گل بانیسے نکلتا ہی اور آنکھون سے اُسکی گلاب کیوڑا بید مشک کا فوارہ چلتا ہی اور مُنہ سے اُسکے شراب

ارغوانی و زعفرانی نکلتی ہی اور زمین پر ایکبار اُسکو زور سے اگر رکھدو تو کمرکے پاس پرون مین چھپی
ہوئی ایسی کل لگی ہی کہ وہ ناچنے لگتا ہی شاہان روے زمین کو ہمیشہ ایسی نادر شی کی تمنا رہتی ہی کہ ملے
مگر ممکن نہین ہوتی یہ بادشاہ لشکر مسلمانان کو خدا نے شرف دیا ہی کہ اُنکے ادنی ترین ملازمون کو
یہ چیزین میسر ہین مین یہ تحفہ شاہ کوکب کے لیے لایا تھا لیکن جانتا ہون کہ شاہ جادوان مجکو زندہ
نچھوڑیگا پھر وہ تحفہ نایاب آپ ہی کے کام آئے تو بہتر ہی سلطان ایسی نایاب چیز کا بیان سنکر
بہت مشتاق ہوئی اور سحر کار دبڑھکر ہاتھ اِسکے قابو مین کردیے اِسنے کمر مین ہاتھ ڈالکر پہلے ایک
تختی الماس کی نکالی اور کہا اجی لاحول ولاقوۃ نہین معلوم کیا ہی کہ جس چیز کو ڈھونڈھو نہین
ملتی ہی اُس تختی مین تڑپ ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور پکاری کہ دیکھون یہ کیا ہی
اِسنے کہا یہ تمھارے کام کی نہین ہی تم طاؤس مجھے دو اُسنے کہا تم جبتک وہ نکالو مین اسے دیکھون
یہ کہکر وہ تختی اسکے ہاتھ سے زبردستی لی اُسمین دیکھا تو دو مین سوراخ بھی ہین پوچھا یہ چھید کیسے ہین
اِسنے کہا ای ملکہ یہ تختی بھی عجب صفت رکھتی ہی یہ جو اِسمین سوراخ ہین اُنمین عطر سلیمانی بھرا ہی
جو کوئی اُسکو سونگھے تو پریان ناچتی دکھائی دین حمزہ پردۂ قاف سے اِسکو لایا تھا کسی حکیم نے
اِسکو بنایا ہی یہ ماجرا سنکر ساحرہ نے بصد اشتیاق اُس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنون سے لگایا
اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مارکر بیہوش ہوگئی عیار بدکور نے اُسکو کمند سے باندھا کیونکہ
ہاتھ اسکے قابو مین تھے اور وہ قریب اسکے بیٹھی تھی غرض اُسکو باندھکر زبان مین اُسکی سوئی
دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی ہاتھ پانوٗن اپنے بندھے دیکھے زبان مین سوا چھید
پایا اشارہ کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی عیار نے کہا کہ ای ملکہ اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور دین اسلام قبول
کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے صاف چلا جاؤنگا دیکھا تمنے قدرت خدا کا تماشا کہ مجھ عاجز و بیدست
و پا کو تمپر اُسنے غالب کردیا اور ای ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو بربوبیت ماننا کار جاہلان
و گمراہان ہی اُس خدا کو پوجو کہ جسنے عالم عالم ہست کیا اُسکے قبضۂ قدرت مین کون و مکان ہی ہم
سبکی جان ہی خالق روزی رسان معین دیا ور بیکسان ہی **نظم**

مرا دل نام پر اُسکے ہی شیدا
گلون کو دانۂ شبنم ہی تسبیح

کیا ہی جسنے حسن و عشق پیدا
یہ جلوہ حسن کا ہی گل مین اُس سے

چمن مین ذکر سے اُسکے ہی تفریح
اثر ہی نالۂ بلبل مین اُس سے

دلدار

دلون کا عاشقونکے محرم رازا | داؤ ناز کا خوبان کے دمساز | اِسنے اسطرح وحدانیت

پروردگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینۂ دلپر سے زنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل مین بھی اپنے اُسنے
غور کیا کہ بیشک دین اِسکا سچا ہی کیونکہ بادشاہ طلسم نے اِسکو قید کیا پھر ایسا کچھ اِسکے خدا نے
اُسکے دلمین ڈالا کہ اُسنے اسکو قتل نہ کیا قید کیا اور مجھپر یہ باتون باتونمین غالب آیا بس یہ سوچکر
اُسنے اشارہ کیا کہ مجکو چھوڑ دے مین مطیع ہونگی اِسنے زبان سے اُسکی سوزن نکالکر کھولدیا
اُسنے کہا کہ ای عیار طرار تونے میری جان بخشی فرمائی مین ممنون عنایت ہوئی اب مین تجکو اس
گنبد بے در سے نکالے دیتی ہون اور یہان سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہی کہ کوہ سلطانی
اُسکو کہتے ہین اُسکے دامن مین ایک قلعہ ہی قلعہ سلطانیہ کہتے ہین اُس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنین
حاکم ہین میرا نام سلطان جادو اور اُن دونون کا نام سلیمان و سرشار جادو ہین مین یہان
سے جاکر اُن دونون کو بھی سمجھاؤن گی بادشاہ طلسم بھی وہان آئیگا بعد اُسکی دعوت و ضیافت
کے جیسا مشورہ ہوگا وہ کرونگی چالاک یہ باتین سنکر غور فرما ہوا کہ بہلنسے رہائی تمکو ملتی
ہی اِسکو غنیمت سمجھو اور اِسکے ساتھ اُسکے قلعہ مین تم بھی چھپکر چلو اگر نیچہ قابض ہو جائے تو مع شاہ
طلسم ساحرون کو مارو اِسکو پھر وہان سمجھانا اگر مانے بہتر نہین ابکی مرتبہ قتل کر ڈالنا یہ سوچکر اِسنے کہا
ای ملکہ مین تمکو فہمائش کر چکا ہون اب ماننا نماننا تمہارا کام ہی اچھا مجکو رہا کر دو ساحرہ نے سحر پڑھکر
اِسکے دست و پا مین قوت کر دی اور کہا یہان سے نکلو عیار نے چلتے وقت کہا کہ ای ملکہ مین پھر
تمہارے ساتھ احسان کرتا ہون وہ یہ کہ مجکو جو تم نکالے دیتی ہو اگر شاہ طلسم پوچھیگا کہ قیدی کو کیا کیا تو
جواب کیا دوگی اُسنے کہا ہان یہ بات تم سچ کہتے ہو پھر کیا تدبیر کرون اسوقت اِسنے اپنی کسوت
سے ایک سر مقوے کا بنا ہوا نکالا اور اُسپر رنگ روغن لگا کر اپنی صورت کا ایسا اُسکو بنایا اور
ساحرہ کے حوالے کیا گلے کی رگون سے خون ٹپکتا تھا آنکھین حسرت آلود اُسکی کھلی تھین وہ
سر ساحرہ دیکھکر خوش ہوئی اِسنے سمجھا دیا کہ شاہ جو پوچھے کہدینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا مین نے
سر کاٹ لیا یہ سر اُسکو دکھا دینا غرضکہ ساحرہ اپنے پر وغیرہ یعنی پتلے سحر کے لیکر اور وہ گنبد نابود کرکے اپنے قلعہ مین گئی
چالاک بھی بہلنسے عقب اُسکے چلا اور صورت ساحرون کی ایسی بناکر قریب قلعہ سلطانیہ پہونچا ایکطرف
پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہی یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا دیکھا کہ درخت انواع واقسام

کے اُسپر سے لگے گلہاے خوشرنگ پائین سے تا بہ قلعہ کوہ کھلے ہین اوپر پہاڑ کے جھاڑیان سر تراشی کی ہوئی بادلے سے منڈھی ہین چشمہ ہر سمت جاری ہین چمنستان بنے ہین مکانات تعمیر ہین سامنے مکانونکے نگیرے باسلک مروارید کھنچے ہین پہاڑ پر تو یہ کیفیت ہی سامنے ایک جانب کوہ دروازہ شہر پناہ کا ہی برج آسمین بنے ہین کنگرے فصیلین تعمیر ہین ہر برج مین ساحرون کا مجمع ہی دروازہ پر کئی ہزار محافظ کا پڑاو پڑا ہی یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہی عمارتین پتھر کی بنی ہین در و دیوار کی صفائی پر غش خاطر ہر زہرہ جبین ہی بازار مثل بازار محبت گرم ہی ہر چیز لطیف و نرم ہی دکانین مثل خانۂ چشم فتان معشوقان اشیاء عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہین چشمان تماشائیان حسرت سے اشک تر کا چھڑکاؤ وہان لگاتی ہین چوک بہت چوڑا چکلہ آراستہ ہی گلبدنان نازک اندام کا ہر سمت مجمع ہی کہانتک وصف شہر بیان ہو یہ اشعار اُسکی ثنا مین کافی ہین نظم

خوانچے والے کہین پر کہین گانے والے
تھے مگر دل کی لگی کے وہ بجھانے والے

حقے والے کہین پر لگے جلانے والے
گلفروشونکی دکانونپہ یہی تھی گلگی بہار

تھے بہشتی جو وہان پانی پلانے والے
بلبل دل تھا ہر اک شخص کا اسپہ نثار

بلکہ ہر سمت یہ حال تھا کہ ہیبت ہر طرف شہر مین برپا تھا حسینونکا ہجوم + خوشی اسطرح سے تھی جیسے کہ شادی مین دھوم + چالاک ہر سمت تماشا کنان قریب دار الامارہ شاہی آیا یہان بھی بڑا انتظام اور سامان پایا عمارت شاہانہ بنی تھی ایک ایک کوٹھی طاق کسرے و قصر فریدون پر طعنہ زنی کرتی تھی عیار نے بسبب ہجوم دربانان اندر دار الامارہ کے جانا مناسب نجانا اسلیے کہ شاہ جادوان یہان آنیوالا ہی وہ آئے تو پھر جانا چاہیے فی الجملہ یہ تو باہر دار الامارہ کے اپنی تدبیر مین ٹھہرا اور اُدھر سلطان جادو جو داخل دار الامارہ ہوئی تو اُسنے اپنی بہنون سے کہا کہ بادشاہ نے مجکو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی میرے سپرد کیا تھا اُسکا تو مین نے سر کاٹ لیا لیکن شہنشاہ نے آنے کا یہان وعدہ فرمایا ہی پس سامان دعوت اور جشن مہیا کیا جائے اُسکی بہنون نے یہ سنکر حکم دیا کہ شہر مین منادی کیجائے یعنی ہر شخص سرخوش ہو اور اپنے مکان کو آراستہ کرے شب کو روشنی دروازون پر ہو گلی کوچون مین خس و خاشاک کا نام نرہے تمام شہر آئین بند ہو یہ حکم سنکر کوتوال شہر سرگرم اہتمام ہوا ہر مکان پر صیقلہ ہونے لگا استرکاری سے عالم عالم کو چمکا دیا ہر مکان چاندی سونیکا ڈلا نظر آتا تھا برج خورشید و قمر اُنکے سامنے شرماتا تھا دکانین اور کمرے منقش و رنگین ہوئے مکانون کی دیوارون پر طرح طرح کی

گلکاری کی گئی ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر فرمایا دکاندارون نے اشیاے عمدہ کا ڈھیر لگایا ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہے سواری دیکھنے کو تمام خلقت شہر کی در و بام پر جمع ہونے لگی یہان تو یہ کیفیت اور دھوم ہے وفور عشرت ہے تماشائیون کا ہجوم ہے اُدھر سلطان وغیرہ نے ایک قصر عالیشان جو باغ پُر بہار کے اندر تعمیر تھا نقش و نگار مین بے نظیر تھا جلسہ دعوت کے لیے مقرر فرمایا اور اُس باغ کو بموجب حکم شاہان کار پردازون نے آراستہ فرمایا یہ نقشہ اُسکا بنایا کہ جوش طراوت سے ہر تختہ چمن رشک گلزار جنان تھا فلک اخضر وہ بوستان تھا ہر روش کا اُسکے نقشہ برنگ کہکشان تھا فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا ہر خوشہ ڈالی مین مثل عقد ثریا تھا نہرین بصد لطافت ہر طرف روان آب مصفا آب چشمہ مہر تابان پھول ہر ایک غیرت بخش مہتاب رخ حور کے چہرہ سے بہتر اُنمین آب و تاب لالہ حمرا کے تختے مثل چراغان روشن بہار پر نسرین و سمن چشم نرگس گل خورشید چشمک زن گیسوے غلمان پر زلف مسلسل سنبل طعنہ فگن اب اُس باغ پُر بہار کی دیوار و در پر گلکاری کی گئی طرفہ بہار پیدا ہوئی خاطر رضوان بھی اُسپر شیدا ہوئی بارہ دری مین اسباب کی آراستگی کی گئی پردہ ہاے زنبوری و زربفتی درون مین چھوڑے گئے مسندین آراستہ ہوئین اور جملہ سامان عشرت مہیا کیا جسکا بیان نظم مین کیا جاتا ہے کہ

نظم

گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کا سمان — قمریان جیسی ہوئی سرو پہ سر گرم فغان
ابر کو دیکھکے طاؤس گلستان رقصان — سرو پر قمریان اور گل پہ عنادل قربان
چہچہے اُنکے ہر اک زمزمہ پرداز کے ساتھ — جسطرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ

واسطے شہ کے مہیا ہوئے سامان کیا کیا — فرش و اسباب سے آراستہ ایوان کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستان کیا کیا — چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحان کیا کیا
خوش نوا ڈومنیان سامنے گانیکے لیے — ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے

وہ خواصین کہ جو آراستہ زیور سے تمام — وہ جلیبین کہ مے حسن سے سرمست مدام
جنکے دیوانے ہین غلمان و پریچہرہ غلام — وہ کنیزین کہ ہین جنمین حورون کے مقام
لائین جنت سے شرابین جو طلب جام کرو — پانون چپی کو وہ جھکین اگر آرام کرو

اسیطرح اس مکان مینوفشان مین ایکطرف میخانہ آراستہ کیا ایک سمت نغمہ خانہ سجا گیا اسجگہ

یہ حال تھا کہ بیت پر ہمارے کیے وا اپنے گلشن رانی کو + روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی
کو + اِس سامان کے مہیا کرنے مین وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم روز چشمہ ظلمت مین
ڈوب جھکڑ ڈوبا ساحرہ شب نے بہر دعوت شاہ انجم سپاہ باغ فلک آراستہ کیا کہ بمقتضاے ابیات

غرض مانند شوق عاشق زار	ہوا خورشید تابان گرم رفتار	بشکل عارض الفاظ تحریر
ٹرھی اک سمت سے دھندلیسی بکھر		

سر شام تینون شہزادیان بالاے اُس بارہ دری کے آکر جلوہ گر
ہوئین نیچے اُس بام کے تمام شہر آباد نظر آتا تھا اُس کوٹھے کا وہ شہر جیسے پائین باغ تھا شہر مین
روشنی خوب ہو رہی تھی خلقت کا ایسا جماؤ تھا کہ میلا لگا تھا سوانگ طرح طرح کے بنکر آتے تھے اور
اُس کوٹھے کے نیچے سے گذرتے وہ قلعہ قلعۂ افلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغان قنادیل انجم
کیطرح تابان شعبدہ بازی بازیگران برنگ عربدہ سازی گردش دوران و آسمان اُسکی آرائش
و زیبائش مین چالاک نے صورت اپنی بشکل صورت آتشبازان بنائی یعنی لباس سے بو گندھک
کی اور بارود کی آتی جابجا پیرہن جلا ہوا دو تین انار کر مین ایک دو چرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ مین
لیے اسیطرح چند وزن دکھانے کے واسطے لیکر سامنے اُس کوٹھے کے آیا شہزادیون کو تسلیم
کرکے دعا دیکر عرض کیا کہ حضور مین آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ کسی بشر نے تو کیا چرخ پیر نے
با این ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہوگی آج میری چرخی کے سامنے چرخی چرخ کی رنگ نہین بدل سکتی کیا
مجال ہے جو مہتابی کو مہتاب کی میری مہتابی سے ہموزن کر سکے اور پھلجھڑی عقد ثریا کی مقابل
میری پھلجھڑی کے ہو گو فلک لاکھ پھلجھڑی چھوڑے اور شرر باری آتش فشنگی کرے لیکن میری برق اندازی سے
برنگ طاؤس آتشبازی آتش حسرت مین جلے حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے یہ کہکر دو ایک
کھنچک ایسے چھوڑے کہ عقل سکی چکر مین آئی مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منھ پر چھٹنے لگی
ہوائی ملکہ سلیمان وغیرہ نے کمال درجہ پسند کیا اور فرمایا کہ اسوقت بادشاہ طلسم آنیوالے
ہین کچھ عرصہ نہین ہے سر دست آتشبازی تیار کر سکتے ہو اُسنے کہا دو پہر رات تک حضور اور
جلسہ شاہ کو دکھلاؤن دو پہر شب کے بعد آتشبازی مجھسے تیار لین لیکن سب مصالح جو مجھکو
چاہیے ہو عنایت کرین شہزادیون نے اُسیوقت بارود شورہ گندھک لوہچون وغیرہ منگوانے
۱۵۰ کا حکم دیا منتظمان دعوت نے اُسیوقت سب سامان مہیا کر دیا جو اِس قلعہ مین کہ آتشباز رہتے

تھے اُنکو طلب کراکر چالاک سے اپنا شریک حال کیا اور انعام کثیر کا اُنکو امیدوار فرمایا وہ
قلعۂ آتشبازی و دیگر سامان اپنے یہان سے تیار اُٹھوا لائے عیار مذکور الگ سب کاریگرون کو
لیکر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا اُسمین شریک کرانے لگا کہ جسکے دھوئین سے
انسان بیہوش ہو جائے یہ تو اس تدبیر مین ہے اُدھر شاہ طلسم نے جاکر چشمۂ یاشوے سامری
مین غسل کیا جب وہان سے جانب قلعہ سلطانیہ روانہ ہوا دل مین اُسکے خیال آیا کہ ملکہ
سلطان جادو نے جاکر میرے آنیکی خبر دی ہوگی سب اہل قلعہ منتظر میرے ہونگے بڑی
تیاری کی ہوگی پس لازم ہے کہ مین بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعۂ مذکور مین جاؤن یہ
غور کرکے ایک مقام پر ٹھہر کر اسنے سحر پڑھا کہ بر بزاد طلسم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لیکر حاضر
ہوئین بادشاہ سوار ہوکر قلعۂ مذکور مین آیا اہل شہر منتظر تھے کہ یکایک غلغلہ ہوا شہنشاہ تشریف لائے
ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا دیکھا کہ اول چار سو تخت جنپر جواہر کے درختون کی چمن بندی کی
ہوئی مثل قطعۂ گلزار کے ظاہر ہوئے پھر بارہ سو جادوگر سرخ پوشاک پہنے مُنہ سے آتش فشانی کرتے
تلوارین کھینچے مریخ صولت بنے ہوئے نکلے اِنکے بعد کئی ہزار سوار مرکب پرند پر سوار نکلے کہ گھوڑے
اُنکے جواہر کے ساز و یراق سے آراستہ تھے اِنکے گذرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل ہیبتناک
اژدہون پر سوار پیدا ہوئے کہ زحل بھی اُنکی صورتین دیکھکر خوف کھاتا تھا ہندوے فلک چکراتا تھا
جھنڈیان ہاتھون مین لیے جھولے گلون مین نارنج ترنج اچھالتے گذر گئے اِنکے بعد کئی ہزار رنڈی کا
غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا غرق دریاے جواہر تھی فن عشق و حسن سے ماہر تھی لباس
ہر ایک گلابی زیب قامت کیے مہندی ہاتھ پاؤن مین لگائے کہ بقول مؤلف ہاتھ مین دل لو
اگر تم پھر مزا کیونکر نہو ٭ یہ کباب آتش رنگ حنا کیونکر نہو ٭ ہر ایک گلبدن مہ جبین حور تمکین جوانی کا
عالم کمسن آپسمین قہقہے لگاتین پیر گردون کو اپنی ستمگری کے سامنے چٹکیون مین اُڑاتین گذر گئین
پھر کئی سو رنڈیان ساز ہاتھون مین لیے تختون پر سوار نکلین زہرہ نا ساز کی ڈھنچا تھا ب طبلے پر
پڑتی ناچ بروسے ہوا ہوتا ہوا پر بھی ہوا بندھی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہوا پر اُتر آئی ہے ساکنان
ہواے کی انجمن آرائی ہے اِنکے گذر جانے کے بعد چار ہزار نازنینان زرین پوش زیور یاقوت
پہنے نکلین ہر ایک اُنمین کرشمہ سنجی ایسی کرتی کہ سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان اُنکی

جو بدہ پروازی فتنۂ دہر کو سکھاتی گاتیان دوپٹے کی باندھے سینہ پر کچین اُبھری ہوئین عاشقون کے دلکا ارمان بڑھاتین کہ اُبھر اُبھر کر دفور شوق زیادہ فرماتین کیا وصف اُن چھاتیون کا کیا جائے مسدس

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
لیتے ہین شمس و قمر مقنعۂ نور ہین یہ
ثمر باغ بہشت رس نخل سر طور ہین یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچین کہ بہت دور ہین یہ
اشتیاق اُٹھ سے جسے وزدہ انگیا ہو جائے
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

اور وصف اُنکے حسن کا کیا بیان ہو خوف یہ ہو کہ بہت طولانی نہ داستان ہو وہ یگانۂ حسن و جمال یاقوت احمر کی ترشی ہوئی چکیان پہراتی تھین دل دہر کو لٹو بناتی تھین آفتاب سے گویا بزبان ایما و اشارت فرماتی تھین کہ بھلا حسن مین سامنے ہمارے آ تو سہی یہ گو ہی اور یہ میدان ہی کیا تیرے پاس سامان ہی وہ چکیان یاقوت سرخ کی جب پہرتی تھین تو انگارے آگ کے برسے ہوا اڑ رہے تھے یہ گلرخسارین ملائک فریب تھین شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھین یا انجم فلک کو چٹکیون اُڑاتی تھین انکے نکلجانے کے بعد چار ہزار جادوگر طاؤس سوا جہرے اُنکے پریزادون کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ مین چکر لیے ایک سمت کو نکلگئے پھر آٹھ نو سو چوبدار عصابردار عصاے جواہر نگار ہاتھون مین لیے آواز طرقوا لگاتے بڑھے عمر و دولت پکارتے روے ہوا پر اُڑتے گذر گئے اُنکے بعد ستّرہ سو عورت کم سن پچکاریان اور گگریان لیے رنگ کھیلتی رنگ مین شرابور مُنھ پر عبیر و گلال ملا ہوا حسن کی دونی بہار اُنکا عقب کا نکھار وہ رنگ کھیلنے مین اُنکا بیساختہ پن عجب رنگ دکھاتا گورا گورا نازک نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا رخسار اُنکا رنگ مین بھرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد مین دھرے ہین یا دو بگّہ نور روشن ہوئے ہین یا جوش پر رنگ شباب آیا ہی بحر حسن نے پُرجوش ہو کر حبابون کو بہایا ہی غرضکہ جب یہ بھی گذر گئین ایک ابر پیدا ہوا بجلی اُسمین چمکنے لگی اور ترشح ہونے لگا موتی برسنے لگے باجون کی آواز ارغنون دار صورت ہزار آنے لگی اب شہر کی تمام خلقت مین غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جاؤ شاہ شاہان کی سواری قریب آ گئی کہ بمقتضے مسدس

لو وہ آتا ہی جو ہی موجد نیرنگ فسون
جو مسلمانون کا رہتا ہی سدا تشنہ خون
جسکے آگے سر تسلیم زمانہ ہی نگون
سر جھکائے ہی قدمبوس کو جسکے گردون

جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہے

یہ غلغلہ سنکر سلطان وسلیمان و سرشار مع تمام اپنے امراے دولت کے اٹھکر بہر استقبال چلین کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لین تخت سحر پر سوار ہوکر بلند ہوئین اس اثنا مین ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا بنگلہ اُسپر موتیون کا پڑا تھا شاہ طلسم اُس تخت پر جلوہ فرما تھا گرد تخت چلمنین سونے چاندی کے تیلیون کی پڑی تھین اور ہزارہا نازنین چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی تھین چلمنین آدھی بندھی اور آدھی کھلی تھین ساحران خوک پیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے بادشاہ بھی صورت اپنی مثل جوانون کے بنائے موتیون کا تاج سر پر رکھے سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمرد کی شمشیر ہاتھون مین باندھے تھا ان تینون شہزادیون نے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر سواری کے ہمراہ مثل کنیزون کے چلین شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسہ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک اور احتشام کو رخصت کردیا فرمایا کہ مین یہان سے جانب کوہ فیروزہ جاونگا پھرتا ہوا باغ سیب مین آونگا پس اس ساز و سامان سے گردآوری طلسم کی کرنسکونگا حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفۃ العین مین سامنے سے غائب ہوگیا اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا بادشاہ بھی بالاے بام جو کمرے وغیرہ اور برج تعمیر ہین وہان بیٹھا نیچے اِس بام کے شہر کی سیر دیکھتا تھا اسطرف باغ پربہار مین تفنیش اُڑ رہا تھا نازنینان ماہ پیکر کا مجمع تھا غرض ناچ دیکھنے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا ملکہ سرشار وغیرہ تینون بہنین جوان اور حسین طرحدار ہین وہ پہلو مین بیٹھین پھر تو اُس جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جشن جمشیدی مقابل اُسکے ایک گدا کی صحبت تھی کہ بمقتضاے مسدس

ناچنے والون نے وہ دھوم مچائی آکر
کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
تیوریان ایسی چڑھین اُترے رخ شمس و قمر
نیچی آنکھین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر
اُٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اُٹھی
پانو کی ٹھوکرون سے گرد قیامت اُٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک
تالیون کی در افلاک پہ پہونچی دستک
گہ کمر مین تھی لچک گاہ تھی اعضا مین پھڑک
گہ جوان گاہ بنے پیر کسے دم کودک

کبھی ناہد کبھی میخوار نے تیزی سے ۔۔۔ زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے
دو پہر رات گئے تک تو یہ جلسے وان پر ۔۔۔ بعد ازان مشغلۂ بادہ و دور ساغر
ہمنشین پہنے ہوئے گرد مرصع زیور ۔۔۔ جو ر سب نشہ مین جامے سے سراپا باہر
شان جام مے گلگون مین گل خندا کی ۔۔۔ قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی
بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان ۔۔۔ چن دیے لا کے وہ خاصے جو تھے نایاب جہان
میز پر ظرف تھے انجم کیطرح نور فشان ۔۔۔ لا مین حورون سے کھو مائدۂ باغ جنان
چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آگے ۔۔۔ نان خورشید و نہ شیر مہ تابان آگے

دو پہر رات گئے آتشباز لقلی نے آکر عرض کیا کہ آتش بازی تیار ہے کہان گاڑی جائے شہزادیان سوچین کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہے اُدھر ایوان شاہی مین راستہ نہین چلتا ہے اُسیطرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہے اس کوٹھے کے نیچے کہ جسپر بیٹھے ہین شہر آباد ہے تمام خلق دیکھنے کو جمع ہوگی ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہوگا پس یہ تجویز کر کے حکم دیا کہ باغ کے دروازہ پر جو میدان ہے وہان گڑے چنانچہ اُسیجگہ آتشبازی نصب ہوئی اور در باغ پر ایک کمرے مین فرش بکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے مین مسند بادشاہ کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیون کے لیے بھی اُسیجگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی اور امیران سلطنت اور درون مین ٹھہرنے کو معین ہوئے بادشاہ کو لاکر اُنھون نے اس مسند پر بٹھایا آپ سر پر رومال جھلنے کھڑی ہوئین شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اُسی در مین بٹھا لیا باقی کچھ لوگ میدان مین کچھ در باغ پر کچھ اور مکانات کے کمرون مین تماشا دیکھنے ٹھہرے لیکن وہی لوگ یہان ہین جو رسوخیت رکھتے ہین اور مقرب و معزز ہین بہت بھیڑ اور ہجوم نہین ہے اس اثنا مین شاہ کو خیال قیدی کا آیا سلطان سے پوچھا کہ ہمارے قیدی کو کسکے حوالے کیا جو تم یہان بیٹھی ہو اُسنے عرض کیا کہ بعد آپکے تشریف لیجانیکے مین چند کنیزین بہر حفاظت چھوڑ کر قلعہ مین اپنے آئی وہان اُس عیار نے نہین معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اُس گنبد بے در کے کنیزون کو بلا کر بیہوش کر دیا وہ تو مین نے پیر سحر کے معین کر رکھے تھے کہ مجکو خبر دیتے رہین اُنھون نے مجکو اطلاع دی کہ جلد خبر لو کنیزین قتل ہوتی ہین مین بہت جلد یہان سے گئی وہ ایک کنیزین قتل ہو گئی تھین مین نے جاکر غصہ مین اُسکا سر کاٹ لیا اور آپ کے دکھانے کو سر لیتی آئی یہ کہکر ایک کنیز سے

فرمایا کہ میری خوابگاہ مین صندوق رکھا ہی اُسمین سر لاکر مین نے رکھدیا ہی لے آوہ کنیز سر مصنوعی چالاک کا لے آئی شاہ نے اُسکو دیکھکر فرمایا کہ شکر ہی سامری کا جو دشمن صعب قتل ہوا یہ کہکر سر لعبہ مزبلہ پر پھنکوا دیا اور مصروف تماشائے آتشبازی ہوا چالاک نے حکم جمہور سنتے آتشبازی کا جو پایا کرۂ ارض مین آگ لگادی پہلے تو غبارے ہزارون اُڑائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج آسمان سے اُتر آئے ہین اُنمین ستارے چمکتے ہین وہ اُن غبارونکا ہوا کے رخ پر جانا اور ڈگمگانا یہ ظاہر تھا کہ سبعہ سیارہ راہ مین بھٹکتے ہین بروے ہوا برج اور بنگلے سنیے تھے شاہدان شعلہ رخسار اُنمین بیٹھے تھے نہین نہین گنبد غبارے کے دل جلون کے دل مردہ تھے اور غبارے اُنکے مقبرے تھے یا کرشمہ رنگ سر کمال فروغ سے ہوا مین بھرے تھے اسیطرح ایک سمت تو یہ مین آتشبازی کی دغنے لگین جیسے آگ لگی ارض وغبرا مین کیا قلعۂ افلاک مین تزلزل ڈالدیا ہوائیان ایسی چھوٹین کہ کرۂ ہوا کرۂ نار بنگیا وہ فلک پر سے ستارونکا گرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا کبھی کوئی ستارہ مریخ تھا دم بھر مین وہ زہرہ وعطارد نظر آتا تھا چار سمت سے آتشبازون نے چنگ اُڑائے اور اُنکی کھنیون مین چرخیان باندھین اور پھلجھڑی دُم کی جگہ باندھکر آگ لگادی جب وے چنگ بلند ہوئین پھلجھڑی کی آگ چرخی تک پہونچی روے ہوا پر جو سب چرخیان چھوٹین چرخ شعبدہ گر چکر مین آیا لوگون کو گمان ہوا کہ صدہا آفتاب آسمان سے اُتر آیا ہزارہا گینڈ درختون مین لٹکتے تھے اُنمین جو آگ دی اناروں کیطرح وہ چھوٹے ایک گلزار زرین کوسون تک نظر آنے لگا زمین وآسمان شرر ریز وشعلہ خیز تھا اب آباد عالم کا پڑا وار شک کوہ طور بنا خاکدان ظلمت عالم نور بنا مسدس

بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی
لگ اُٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی
تھا تماشا کہین فیلون کی وغا پردازی
چلکے طاؤسون کی تھی چار طرف طنازی
چرخیان چھٹکے بلین گنبد دولابی سے
ہوگئی رات بھی دن زردی مہتابی سے

قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوے آتشباز
آگ نے کرۂ خاکی کیا دم بھر مین حصار
صفت سرو چراغان تھے شرربار انار
جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کے شرار
ہوئین مہتابیان روشن مہ نو کیطرح
چادرین چھٹنے لگین بانکی چادر کیطرح

اس آتشبازی کے دیکھنے مین بادشاہ اور اہل قلعہ محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند
کرتے تھے اُدھر ہت پھول جائی جوہی انار پھلجھڑی دیوپری ٹیارے تارے چھوٹ رہے تھے
اور چالاک نے اُس رخ سے آتشبازی کو گاڑا تھا کہ دھوان اُسکا باغ کے کمرون کیطرف
جاتا تھا ہوا کے رخ پر اُن کمرون کو رکھا تھا تھوڑی ہی عرصہ مین دھوان گھمڈا اور تمام مکانون مین
بھر کر ایسا گھٹا کہ ہر ایک شخص کی آنکھون ناک مین سرایت کر گیا اور چھینکین مار کر تمام اہل تماشا
بیہوش ہوئے اور آتشبازون کے ساتھ اقسم جادو وقائم جادو نام سپہ سالار انتظام
کرتے پھرتے تھے اُنھون نے آپس مین اثر نشہ بیہوشی سے دھول دھپا شروع کیا اقسم نے
قائم کے دھول ماری اُسنے کہا ابے یہ کیا اسنے کہا بھیا کو تمھارے سر کا خود لیے جاتا ہی
قائم نے گھبرا کر پکارا ابے مشعلچی تیل لا مشعلچی ایسا گھبرایا کہ اسکے سامنے حلوا بندھکر آیا کہ اُد اُولا قائم نے کہا ابے
اور حلوے مین پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی مین بھر کر مشعل پر ڈال میرے پیشاب مین
چراغ جلتا ہی ایک سپاہی نے آکر ایک لات ماری کہ ابے ہمارے سامنے یہ شیخی لات کھا کر یہ
گرا اور بیہوش دوسرا سپہ سالار سپاہی کو پکڑنے چلا وہ بھاگا یہ دونون بھی بیہوش آتشباز بھی
آپس مین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے پیرہن مین آگ لگا دی کہ آتشبازی کا دیو بھاگا
جاتا ہی کسی کسیکا ازار بند اکر تھانبا کہ اس تیلے کا یہ فلیتہ ہی اُدھر کمرون پر سے آواز تڑاق پڑاق
چھینکون کی آرہی تھی آخر اُس میدان دالانات کے سب آدمی بیہوش ہو گئے چالاک
خنجر کھینچکر اُس کمرے پر آیا کہ جسمین شاہ طلسم بیٹھا تھا وہان آتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا فوراً
ایک پنجہ پیدا ہوا خنجر اُسنے روک لیا یہ عیار سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہی جب تو غفلت
مین بھی سحر اسکا چلتا ہی خیر حال اسکے قتل کا بھی طلسم مین رہنے سے معلوم ہو جائیگا غرض
بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اُٹھا کر جلد جلد اور ساحرون کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور بہت
کے کاٹے غل اور ہنگامہ بیرون نے مچایا آندھیان آئین ساحر جو یہان سے علیحدہ تھے
وہ دوڑے اتنے عرصے مین اسنے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے
اُسوقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین ہوا سرد چلی شاہ جادوان ہوشیار
ہو کر اُٹھا عیار موصوف نعرہ کر کے کہ منم چالاک بن عمرو ایک سمت کو جست کر کے بھاگا

ساحر آئے بادشاہ یکایک اُٹھا تھا حیران وار چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا عیار تو کہین جا کر چھپ رہا
اور بادشاہ نے پانی زیادہ برسا کر سبکو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ نے دعوت کے عوض
ایسی عداوت کی ہی کہ تشنۂ خون ساحران بنگئی ہین حسرتین ساری کشتہ ہین سمندر بنکر جہاز ڈبویا
ہی غرضکہ اسکو غضب طاری ہوا اور دل سے سوچا کہ سلطان نے مجھسے بیان کیا کہ مین عیار کا
سر کاٹ لائی ہون اور یہان وہ عیار زندہ نکلا اور اُسنے آتشبازی بنائی پس معلوم ہوا کہ
یہ شہزادیان قلعہ کی عیار سے ملگئی ہین یہ خیال کر کے اپنے شہزادیون سے کہا کہ اری قحباؤ بڑا
غضب کیا تمنے کہ نمکحرامی پر کمر باندھی اور مجھسے دغا کی اُنھون نے ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا
عذر کیا کہ ای شہنشاہ کنیزین بالکل بیخطا ہین اور اگر کوئی شبہہ ہماری جانب سے حضور کو ہو
تو معاف فرمایئے بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری کہ سر اُنکے قدم پر سے اُٹھگئے اور مُنہ سے بادشاہ
نے اُف کیا ایک شعلۂ آتش مُنہ سے نکلا یہ تینون شہزادیان بیہوش ہوگئین اُسوقت سب کنیزون
اور انیسون کو انکی بادشاہ نے طلب کر کے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ماجرا ہی اُنھون نے قسمین کھائین
کہ ہم نہین واقف ہین شاہ نے کہا اچھا اگر تم شریک حال میری ہو تو ان حرامزادیون کو گرفتار
کیے ہوئے کوہ شگوفہ پر لاؤ مین وہان اِنکو قتل کرونگا اور افسران لشکر کو اِس قلعہ کے بلایا اور
ایسا سحر اُنپر دم کیا اور حکم دیا کہ اپنے سر کاٹ ڈالو سبنے اپنے ہاتھ سے سر کاٹنا شروع کیے قلعہ
مین غوغاے عظیم برپا ہوا اُن افسرون کی بی بیان لڑکے بہنین شاہ کے قدم پر آ کر گرین شور
فریاد و نوحہ بلند کیا اور عرض کیا کہ وہ عیار دل مین خوش ہوگا یعنی جو میرے قتل کرنے سے
بچ گئے اُنکو شاہ نے قتل کیا اِس کلمہ سے بادشاہ کو رحم آیا اور اُنکے قتل و ہلاک سے ہاتھ اُٹھایا
اور ایک معزز ساحر کو حکومت وہان کی سپرد کر کے چند پتلیان بزور سحر مٹی کی بنا کر بر اُنکے قالب
مین بٹھا کر سب کنیزون اور انیسون کو شہزادیون کے مقید کر کے تختہاے سحر پر بٹھلایا اور
کہا مجکو تمسے بھی شک ہی پہلے مین نے قید اِن حرامزادیون کی تمھارے سپرد کرنا چاہی تھی مگر
نہین جنکی مالکین باغی ہین اُنکی کنیزین کیونکر نہ باغی ہونگی یہ کہکر اُن تینون شہزادیون کو بھی ایک
سحر کے تخت پر زنجیرون مین باندھکر بٹھایا اور ہوشیار کر دیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھین پس
اُن مٹی کی پتلیون کے یہ سب تخت سپرد کر کے فرمایا کہ کوہ شگوفہ پر انھین لاؤ اور آپ یہانسے

پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن اس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ کے جلسے مین وہ رات گذر چکی تھی خلعت پرزر و ستارہ دار جسم فلک سے حاکم طلسم کو مین نے اُتار لیا لباس عریانی تن عنایت فرما کر اطلس گرد و غبار کا جامہ روز گار غدار کو دیا نظم

کہ جیسے زلف شب گھٹنے پر آئی | سحر کی پھر گئی ہر سو دُہائی
حرارت مہر نے بخشی گر کم | درختون سے ہوئے خشک اشک شبنم

بادشاہ تو جا چکا تھا صبح کو تیلیان تخت مقیدون کے اُڑا کر روانہ ہوئین قلعہ مین عجب طرح کا تلاطم تھا نوحہ و شیون کی صدا ہر گھر سے بلند تھی بخت سیاہ زلف بنکر چھا گلیون مین دسے رہا تھا اشک تر کا جھڑ کا ؤ ہر راہ تھا غم و اندوہ کی سپاہ دورویہ استادہ تھی چشم حسرت آلود کیطرح ہر دکان کھلی تھی شہر تمام وحشت آباد تھا خانہ خرابی خانہ بخانہ تھی ہر دیوار و در فرط غم سے ششدر ہر ایک دل مثل آئینہ مکدر رعرفے اور دریچے مثل آغوش پُر تمنا کھلے ہوئے دروازے بسان باب مقصد گم نصیبان بند تھے کہانتک یہ رنج بیان ہو کسیکو جوش الم سے ہوش تھا چالاک بھی شہر سے اسی ہنگامہ مین صبحکو نکل گیا اور اُن تختون کے ہمراہ یہ بھی چلا دل سے کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب سے قتل کر ڈالی جائیگی اسنے تجکو قید بادشاہ سے رہا کرایا تھا تجکو بھی چاہیے کہ اسکو چھڑا دے اور اب بادشاہ اس سے بگڑ گیا ہی یہ جائیگی کہان مع اپنی بہنون کے یقین ہی کہ تیری شریک ہو جائے یہ تجویز کرکے اسنے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی بارہ چودہ برس کے سن کی عورت کی ایسی بنائی لیکن چہرۂ پرنور پر زردی غم کی چھائی ہوئی زلف سیاہ پر پریشانی آئی ہوئی حسن صبیح مین شوریت رنج کا نمک جو ملا تھا تو اور زیادہ مزا پیدا ہو گیا تھا مگر شیر برنج مین نمک کس کام کا ہر اسر بے لذت و بدذائقہ تھا یعنی گرد غم منھ پر پڑی آنکھون سے بندھی اشکون کی لڑی دوپٹے کا ایک آنچل سر پر ایک زمین پر گھسٹتا ہوا پائینچے چھوٹے ننگے پانوٴن کانٹے تلوون مین چبھے انگیا مسکی ہوئی چھاتی نکلی ہوئی منھ پر دوہتڑ مارتی ہی ہی امی جان کہتی زار زار روتی اُس تخت کے نیچے نیچے کہ جسپر شہزادیان قید تھین یہ بھی دوڑتی چلی اسکے حال زار کو تیلیون نے کہ اصل مین وہ تیلیان ارواح خبیثات ہین دیکھکر رحم کھایا اور تختون کو زمین پر اُتار کر کہا ای شوریدہ بخت یہ کیا تیرا حال ہی کیون تو اسیر سلسلۂ ملال ہی مجرمون کے سایہ سے بھاگنا زیبا ہی نہ کہ تو انکے ہمراہ آتی ہی اشک غم اُنکے رنج پر بہاتی ہی ابن و ابستۂ زنجیر قید ۴۰

سنے جواب دیا کہ ای بہنو ان شہزادیون نے مجکو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا انکی بدولت دنیا بھر کے چین
عیش کیے کس ناز و نعمت سے پلکر ہم اتنے بڑے ہوئے اب ہماری پالنے والیان اس
عذاب مین گرفتار ہون اور ہم گھر مین بیٹھے رہین یہ ہمسے نہو سکا گھر سے نکلے ہین نہ دانا کھائینگے
نہ پانی پینگے یونہین تڑپکر جان دینگے اگر تم ہمپر اتنا احسان کرو تو بہت اچھا ہے کہ مشکین ہماری
باندھکر انھین کے پاس بٹھلا لو تو ہم انکو دیکھتے جلین شاہ سے کہدینا کہ یہ ان گنہگارون کی
بیٹی ہے قید ہونے سے رہگئی تھی ہمنے گرفتار کر لیا شاہ ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا یہ کلمات حسرت آیات
سنکر وہ پتلیان بولین کہ ای ہے نگوڑی غیر ہے لیکن پالی جو ہے تو کیا محبت اسکو ہے اچھا اسکو بٹھا لینا
چاہیے ایک نے کہا جو بادشاہ خفا ہو تو کیا ہو دوسری بولی کہ جب مقام قربت شہنشاہ
آئیگا تو اسکو اتار دینگے یہ کہکر اس سے کہا اچھا ای بدبخت تخت پر بیٹھ جا مگر غل نہ مچانا نہین ہم
اتار دینگے یہ نازنین اسی تخت پر کہ جسپر شہزادیان قید تھین جا بیٹھی اور گردن مین انکی بانہین ڈالکر
کہا امی جان تمنے کچھ کھایا بھی وہ تینون حیران ہین کہ یہ کون ہماری تو کوئی لے پالک نہین مگر
یہ سوچتی ہین کہ تمتو قید ہوا اسکے حال کی تفتیش نکرو کوئی ہوگی تمسے تو بہ لطف و مدارا پیش آتی ہے
غمخواری جتاتی ہے غرضکہ جب اسنے پوچھا کہ تمنے کچھ کھایا انھون نے کہا کہ ای بیٹی قید مین کھانا
پانی کہان اس گلرو نے کہا ہم لڈو موتی چور کے تمھارے لیے لائے ہین تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائین
انھون نے کہا اس غضب مین کھانے پینے کا کسے ہوش ہے اچھا ان پتلیون سے کہو اگر یہ
تخت ٹھہرائے رکھین تو ہم کھائین اس گلبدن نے لڈو بہت سے نکال کر ان پتلیون کے آگے
رکھے کہ یہ آپ بھی کھائیے اور تخت ٹھہرائے رکھیے کہ ہماری امین بھی کھالین انھون نے وہ
لڈو لیکر کھانا شروع کیے اور کہا جلد تم بھی کھالو کھلا لو اسنے کچھ لڈو خالی از بیہوشی نکالے
اور شہزادیون کو دیے وہ بھی کھانے لگین لیکن پتلیون کو لڈو بیہوشی ملے ہوئے دیے تھے
وہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئین اسوقت شہزادیون نے پوچھا کہ ای بیٹی تو کون ہے اسنے کہا
مین وہ ہون جسکو سلطان نے گنبد بے در سے نکالدیا تھا اب تم سحر پڑھو اور سب ملکر
یہ زنجیر اپنے پاؤن سے دفع کرو اور میرے ساتھ چلو یہ سننا تھا کہ ان تینون نے سحر پڑھا اور
ازبسکہ ناظمہ ممالک طلسم مین سحر کو بادشاہ کے تینون نے ملکر رد کر دیا اور انپر سے کیا سحر اترا

سب کنیزون انیسون پر سے بھی اُتر گیا اُنھون نے جلد ایک تخت اپنے سحر سے بنایا اور چالاک کو اُسپر بٹھا کر آپ بھی سوار ہوئین اور کنیزون انیسون وغیرہ سے کہا کہ زمین آسمان مین غائب ہوکر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہرخ مین جائینگے وہ سب پرواز کرکے چھپکر روانہ ہوئین اور یہ شہزادیان بھی چلین اُن تیلیون کو اِسیطرح بیہوش چھوڑا اسلیے کہ یہ قتل نہوسکینگی راہ مین شہزادیون نے عیار سے کہا کہ ہم بدل مطیع الاسلام ہوئے اطاعت خواجہ عمرو کی مثل مہرخ ہمنے قبول کی تم ہمکو اِس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مہرخ مین پہونچا دو اور ای عیار طرار یہانسے لشکر مہرخ بہت دور ہے تم تمام عمر بیابانون مین سرگردان پھرتے مگر لشکر مذکور تک نہ پہونچتے ہم بھی جانبازی اور سرفروشی کرکے آپکو پہونچا دینگے ہرچند کہ اِس موذی بادشاہ سے بچکر جانا مشکل ہے لیکن یہان سے کسی گانون مین چلکر دیکھین جو کوئی آنے جانے والا اُدھر کا ہوگا اُسکے ہمراہ چلینگے چالاک نے کہا تم گھبراؤ نہین ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہونچ رہینگے یہ باتین کرتے ہوئے ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے اُدھر شاہ جادوان جو روانہ ہوا تھا تو کوہ شگوفہ بار پر آکر پہونچا اِس پہاڑ پر درخت پھولون کے لگے تھے مشاطۂ بہار نے شاہد گل کو بکمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا قلۂ کوہ سے پائین کوہ تک درخت سرسبز و شاداب لگے تھے غنچے چٹکتے تھے تو صداے گلبانگ عنادل آتی تھی غنچۂ پرخاطر کھلاتی تھی غنچۂ سربستہ برعکس جو برگ ہاے سبز کا پڑا تھا تو سرخ گلابی مین بادۂ سبز کا ہونا ظاہر تھا پہاڑ پر آئینہ نہر بصد صفا رخ حور کو شرماتا جوش تراوت سے سبزہ لہراتا درخت میوہ دار بھی پھلے پھولے تھے مثل توانگران گل و غنچہ و ثمر سے ہر ایک ڈالی نہال تھی فرط عشرت سے جھومتی مالا مال تھی نظم

رشک گلزار جنان جوش طراوت سے چمن ‌‌ — جابجا نسترن و سوسن و نسرین کی سمن
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن ‌‌ — چشم نرگس گل خورشید پہ بھی چشمک زن
رنگ مین جوہر کے چہرہ سے رخ گل بڑھکر ‌‌ — زلف غلمان سے کہین گیسوے سنبل بڑھکر

بادشاہ طلسم نے اُس کوہ پر پہونچکر سحر کی دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو پیلے چینی کے تہ ارض سے نکلے اور ایک طرف اُڑ کر گئے پھر جو آئے تو کرسیان جواہرکار لیکر اور جملہ سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ و ساغر نازنینان قمر پیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیان بچھا کر

فرش تکلف آراستہ کیا جام مے ارغوانی بھر کر شاہ کو دیا چنگیر و گھڑے مسند کے قریب رکھدیے بادشاہ گل اندامون کو پہلو مین لیکر بیٹھا اور شراب پینے لگا کچھ پریان ساز لیکر ایک سمت سے آئین اور سامنے گانے بجانے ناچنے لگین بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھکر آواز دی کہ ای محافظان سلطان جادو وغیرہ تم قیدیون کو لیکر کہان بیٹھ رہین جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو یہ آواز دیتے ہی وہ پتلیان جنکو چالاک نے بیہوش کردیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھین ہوشیار تو نہوئین مگر تخت انکا آپ سے آپ اڑکر چلا اور کچھ دیر مین کوہ شگوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آیا وہ بھی خالی آیا پتلیان اُسپر بیہوش پڑی ہین قیدی کا نام نہین ہی افراسیاب نے کچھ پانی لیکر سحر دم کر کے اُنپر چھڑکا کہ وہ پتلیان ہوشیار ہو کر اُٹھین اِسنے پوچھا کہ قیدیون کو کیا کیا اُن پتلیون نے کہا ہم آپکی قدرت سے پیدا ہوئے آپ نے سُلا دیا ہم سوگئے آپ نے جگا دیا ہم جاگے ہمین نہین معلوم کہ وہ اسیر کہان گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تمکو مین نے کسطرح اسوقت سُلایا تھا اُنھون نے کہا ایک عورت کم سن آئی تھی لڈو اُسنے کھانیکو دیے تھے پھر ہمکو نہین خبر کہ کیا گذری شاہ یہ کلام سنکر غضبناک ہوا اور کہا تم سب جلجاؤ کہ تمنے حفاظت اچھی طرح نہ کی یہ کہنا تھا کہ پتلیون کے منھ سے شعلۂ آتش نکلا اور سر سے جو آگ لگی سب جلکر خاکستر ہوگئین بعد انکے جلانیکے اُٹھکر اُس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دلسے کہتا تھا کہ چلکر عمرو کو مار ڈال غرضکہ اُس کوہ کی دہنی جانب بہت دور آکر ٹھہرا وہان عجیب و غریب درخت لگے تھے پھولون سے چہرے پریون کے نکلے تھے پھل سبوے کلان کے برابر لگے تھے اُنمین سے ماران سیاہ پردار نکلتے تھے پتے آپسمین لڑکر جھانجھ کی طرح بجتے تھے پریون کے چہرے جو ظاہر تھے اُنکے کان آنکھ ناک منھ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی اور اسیطرح ہزارہا عجائبات ظاہر تھے

نظم

نظر آیا اُسے اک طائر خوب
سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
زبان پر کچھ سخن مانند انسان
کبھی خندان کبھی گریان حیران
بڑھا وہ کچھ قدم اُس دشت مین جب
پکارا ریچھ اک یون کھولکر لب
کہ جاتا ہی کدھر آ اسطرف آ
مین اک مدت سے ہون مشتاق تیرا
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ بد اسلوب
پکارا چند ساعت کوہ پر خوب
ہوئے فوراً ہزارون زاغ پیدا
کہا اُس سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
شجر دیکھے ہوئے دریاے زخار
بنے دریا سے پھر وہ شکل اشجار

بادشاہ نے وہان ٹھہر کر افسون

پڑھا سب درخت جسطرح آندھی آنے سے ہلتے ہین اسطرح ہلے اور سر ہر نخل پر ایک ایک پریزاد غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حسن مین گل حدیقہ خوبی و غنچہ گلستان محبوبی تھین دھانی لباس ہر ایک زیب قامت کیے کھیتی کو حسن کی سرسبز کیے تراوت کشت جمال کو دیے بلبل دلکو شیدائی بنائین کہ بموجب مسدس

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق
صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب ٹھسکا پریرو فاق
حسن کشمیر تھا مشہور میان آفاق
چشم پنجاب کمر دہلی کی شملہ کی گات
جسم لاہور کا اور قامت و قد گجرات

اُن پریون نے بادشاہ کو دیکھکر قہقہہ لگایا بادشاہ نے فرمایا کہ ای نہال پری چل جلدی کہنا تھا کہ ایک درخت کی جڑ سے نازنین گلفام سمن اندام پیدا ہوئی یہ سب پریون سے زیادہ حسین تھی ہر جگہ تعریف جمال مہر تمثال ان کرنے مین طول ہوگا مختصر یہ کہ اُس پری سے بادشاہ نے خطاب کیا کہ ملکہ مقراض دوزبان جادو کو بُلا لا وہ پریزاد یہ سنکر زمین مین سما گئی بعد لمحہ کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پر لونگ صورت اُسنے اک بلاے سیاہ کی پیدا کی مُنہ سے ہنگام تکلم شعلہ نکلکر دوزبانین بنجاتے اور مثل مقراض نظر آتے اور سراپا اُس غیبانی کا یہ تھا

نظم

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
لب بالا فراز دوش آیا
گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر
لب زیرین نے سینے کو چھپایا
زمین کیسی پہاڑون کے گلوگیر

اُس بلاے سیاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور جھولے سے چھری نکالکر سر اپنا کاٹکر ہتھیلی پر رکھا اور بادشاہ کو نذر دیا شاہ نے سر اُٹھاکر اُسکی گردن سے ملحق کر دیا اور کہا ای ملکہ نذر تمھاری ہمنے قبول کی یہ سر میدان کارزار مین جاکر ہمارے کام پر نثار کرو جاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سب نمکحرامون کا سر کاٹکر لاؤ اور ہمکو نذر دو یہ کہکر پھر کچھ جادو پڑھکر دم کیا کہ سامنے سے ایک دریاے زخار موج مارتا ہوا پیدا ہوا ہر موج اس بحر پر جوش کی مثل مردم خونخوار غصے سے چڑھائے آستین تھی اور یہان انسان غضبناک چین بر جبین تھی ایسا جوش و خروش اُس سے پیدا تھا کہ منہ حبابانسون اُچھل رہا تھا گویا دریا جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا کہ بموجب نظم

پیمانۂ بحر بھر کے چھلکا | ہر چشمہ کی آنکھ مین تھا ڈھلکا | اُمڈا تھا بڑھا ہوا تھا دریا
زوروں پہ چڑھا ہوا تھا دریا | سر تنکے حباب اُٹھا رہے تھے | چشمے آنکھین دکھا رہے تھے
دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھار | تھی باڑھ پہ تیغ بحر خونخوار | اُس بحر مین ایک سو نکلے کشتی پر

ایک جادوگر سوار جسکی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے روان پانی کی دھار کشتی کو کھینچتا ہوا کنارے پر آیا شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سمندر خزر جادو و ملکہ مقراض لشکر لیکر حریفون پر میرے جاتی ہین تم بھی انکے ساتھ جاؤ اور دشمنون کو میرے غرق قلزم عدم کرو وہ ساحر یہ سنکر پھرا کچھ دیر مین وہ بحر خشک ہو گیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے مرخص ہو کر غائب ہو گئی یہ دونون ساحر و ساحرہ اسی کوہ کی حوالی مین رہتے ہین اور تین لاکھ ساحر انکے مطیع ہین پس ان دونون نے اپنے مقام پر پہونچکر لشکر تیار کرایا اور حکم روانگی فوج کو دیا پھر تو جھانجھ نفیر کا شور طبل فلک تک پہونچا ترسول نیسول کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی ناقوس کی صدا گوش ہندوے چرخ کے پار تھی طائران سحر نے اُڑکر روے گیتی چھپایا تھا ابر جادو کا چھایا تھا ہتھیارون کی جھنکار بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوئی تھی حرارت جسم خورشید مین آئی تھی ساحر تختہاے سحر و اژدر و طاؤس پر سوار تھے زمین پر روان فوج کے جرار تھے زیر ران ہر ایک کے اصیل رہوار تھے آفت تازہ بیکسون پر چلی تھی کہ

نظم

کبھی ہوتی تھی وہ آنکھون سے نہان | کبھی ظاہر کہ دیکھے اُسکو انسان | بدن پر سر بشکل کوہ پیدا
زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا | زبان دو سنان کیطرح سے تیز | بشکل نیش عقرب زہر آمیز
یہی سامان تھا لشکر مین ظاہر | بگولے بنکے اُڑتے بعض ساحر | بشکل ابر ہر جانب سے چھاتے
اندھیرا ایسے کہ نظر دنین سماتے | بنے طاؤس زرین بال تھے چند | نہایت تیز پر مخطوظ خرسند

ملکہ مقراض اژدہے چالیس زنجیر سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اُسپر کھچوا کر سوار ہوئی اور سمندر جادو نے اُسیطرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر سو نہنگی سوار ہو کر رہروی اختیار کی وہ دریا پیچھے سے خشک ہوتا جاتا تھا اور آگے جدھر ناؤ جاتی تھی بڑھتا جاتا تھا سانپ کی طرح لہراتا تھا یہ لشکر تو بیچاری مہرخ پر جاتا ہی اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہی کہ اب عمرو کو مین جاتے ہی قتل کر ڈالون

پہلے مطیع وہواخواہ اُسکے قتل ہو جائین اسلیے انکی سرحدداران طلسم ساحرون کو لڑنے بھیجا
ہو کہ اُنکو نہ عیار قتل کر سکینگے نہ ساحر مارینگے اگر طلسم کشا ہو تو اُنکو مارے یا مثل بادشاہ طلسم
کوئی ساحر ہو تو مارے فی الجملہ یہ بلائین تو راہ مین ہین لیکن افراسیاب بعد اُنکے بھیجنے کے کوہ
شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سناٹا مار کر ایک جنگل مین پہونچکر اُترا اور سحر پڑھکر پکارا کہ ای مریخ
سیاہ زبان جادو آؤ آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور ہمشکر صورت اپنی ساحر
کی ایسی پیدا کی لباس جسم مین سرخ پہنے تھا رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا زبان مُنھ مین سیاہ
تھی کل جیسا لقب اُسکا تھا بدن بدقوارہ اور کاواک سب تھا اُس بیہودہ نے بادشاہ کو سلام کیا
شاہ نے اُس سے یہ کلام کیا کہ ای مریخ تم یہان سے جلد جاؤ سلطان وسلیمان و سرشار
حاکمان قلعہ سلطانیہ مجھسے منحرف ہو گئی ہین اُنکو پکڑ لاؤ اُس ساحر نے عرض کیا کہ کسطرف وہ
ہین مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ پتا اُنکا پاؤن بادشاہ نے یہ سنکر پھر سحر پڑھا اور آواز
دی کہ ای جاسوس وخبردار طلسم جلد حاضر ہو کر خبر دے کہ شہزادیان قلعہ سلطانیہ کی کہان ہین صدا
دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ شہنشاہ کا بول بالا رہے مرتبہ اعلی
رہے حاکمان قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ مین قریب آہو کوہ کے بیٹھے ہین اور ایک عیار اُنکے
ساتھ ہو یہ کہکر وہ پتلا پھر زمین مین سما گیا شاہ نے اُس ساحر سے فرمایا کہ تو نے نشان اُنکا پایا اُسنے
عرض کیا کہ بخوبی سمجھ گیا اب جاتا ہون یہ ارشاد فرمایئے کہ اُنکو گرفتار کر کے کہان لاؤن حضور
یہان سے کس مقام پر رونق افروز ہونگے شاہ نے کہا کوہ فیروزہ پر اور اگر وہان مین نہ ملون تو
بیابان گلزار مین آنا کہ وہان ضرور ہونگا وہ ساحر یہ حکم سنکر پرواز کر کے چلا اور بادشاہ بھی ایکطرف
روانہ ہوا لیکن ساحر مذکور کچھ ہی دیر مین اُس پہاڑ کے قریب آکر زمین پر اُترا کہ جہان شہزادیان
اور چالاک تھے یہ ساحر درہ کوہستان شہزادیون کو ڈھونڈھنے لگا اور وہان سلیمان نے
چالاک سے کہا کہ مسافر پاس لوٹا ضرور چاہیے تمھاری عنایت سے کھانا تو ممکن ہوا مگر پانی
نہین پیا اب یہان سے چلو کسی چشمہ پر پانی پیین چالاک نے کہا تم ٹھہرو مین پانی لاتا ہون
جب اسجگہ کھا پیکر اپنی ضرورتون سے فارغ ہو تو ایک ہی مرتبہ چلینگے کہ راہ مین ٹھہرنا نہ پڑے
اُنھون نے کہا اچھا عیار موصوف درہ سے نکلکر ایک کنوان تلاش کر کے کنارہ پر آیا اور کسوت

عیاری سے ڈولچی نکالکر زنجیر مین کانٹے دیکر پانی بھرنے لگا یہ تو پانی بھرتا تھا مگر وہان مہرخ تلاش
کنان اُس درہ مین بھی آیا کہ جسمین وہ شہزادیان بیٹھی تھین اسنے آتے ہی للکارا کہ ارے فراریان
کہان بچکر شہنشاہ سے جاؤگی شہزادیون نے اسکو دیکھکر سحر پڑھا کہ ہزارہا سانپ زمین سے پیدا
ہوکر اُسپر لپکا اُسنے کچھ ایسا افسون دم کیا کہ وہ سانپ جلکر خاک ہوگئے اور یہ ساحر اور آگے بڑھا
اُن بیچاریون نے دوبارہ جادو کیا کہ چارسمت سے سوسو پتلے برہنہ شمشیرین ہاتھ مین لیے پیدا
ہوئے اور اُسپر حملہ کیا اسنے پھر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ پتلے آپسمین لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے
پتلے کی پڑتی تھی وہ جلجاتا تھا اسیطرح جو سحر انھون نے کیا اسنے رد کرکے زمین پر دو پتھر مارکر آواز
دی کہ بنجاؤ تم بھیڑیان یہ تینون زمین پر گر کر لوٹین مگر سلطان نے اتنی چالاکی کی کہ جب اُسنے
دو پتھر مارا اُسوقت پیل کا قلم انگیا سے نکالکر اپنے دوپٹے پر لکھا کہ ہمکو مہرخ جادو بھیڑ بناکر پکڑ لیگیا
وہ کونا لکھا ہوا پھاڑ کر درہ مین پھینکدیا اور یہ بھی لوٹنے لگی آخر یہ تینون بھیڑ بنگئین اُسنے ایک زنجیر اپنی کمر
سے کھولکر انکی گردنون مین باندھی اور کھینچتا ہوا لیکر چلا اور اُسی جانب آیا کہ جدھر چالاک کنوئین پر
پانی بھر رہا تھا اور دیر اُسکو اسوجہ سے ہوئی تھی کہ ایک ڈولچی بھر کر پہلے اُسنے پانی پیا ہاتھ منھ
دھویا فراغت کا ہوا کھائی پھر دوسری ڈولچی بھری کہ لیچلون اس اثنا مین ساحر کو دیکھا کہ تین
بھیڑین زنجیر مین باندھے لیے جاتا ہے اسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیان گرفتار ہوئین ہین سمجھا کوئی
ساحر ہوگا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت بنکر پانی بھر رہا تھا تو مہرخ بھی اسکو دیکھتا چلا گیا کچھ متوجہ
نہوا اور یہ پانی لیکر درہ کوہ مین آیا وہان شہزادیون کو نپایا کچھ سحر کا اسباب ناریل وغیرہ پڑے
دیکھے آخر وہ ٹکڑا دوپٹے کا پایا اور اُسپر لکھا دیکھا کہ ہم اسطرح اسیر ہوگئے یہ دیکھکر سوچا کہ غضب ہوا
وہ ساحر انھین کو بھیڑ بنائے لیے جاتا تھا مجکو روکنا چاہیے تھا الحاصل بعد افسوس بسیار ایک لہنگا
اطلس زراندود کا نکالکر پہنا پانون مہاور سے رنگین کیے کڑے چھڑے توڑے چھاجھن پہنی کمر مین
زنجیر سونے کی باندھی گلے مین ہاتھون مین بہت سا زیور پہنا اور سرخ دوپٹا اوڑھکر صورت
ایک زن ماہ طلعت کی ایسی بنائی اُسکی زلف جس لیلی عذار کو نظر آئی گرفتار الفت مین جیتا وبال
ہوا مجنون کردار بنا سودائی پیشانی اُسکی عید کا چاند ضیاے خورشید جسکے آگے ماند ابروے
خمدار اُسکی طاق محراب کعبہ چلہ کش اُسکے لیے زاہدان بیریا مژگان نیشتر رگ جان عاشقان

چشم جادو خیز توسن ناز ابلق لیل و نہار نے نہ دیکھے ہون وہ انداز دنبالہ سرمہ کا اس توسن کی شوخی کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اسیر زمانہ اسیطرح از سرتاپا وہ آفت جان زمانہ یگانہ دہر سنگین کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار ملائم از بس
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
مفت ہے جان کے عوض بھی جو میسر ہو مس
بل بے مدھ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علےٰ
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے جاتا اقلا

گال ہین انکے قیامت وہ گلوری کا ابھار
شان اللہ کی معراج ہین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ ہین چبانا ہر بار
قہر او گال انکا نہ دیا وہ دم بوس و کنار
رنگ پان او دل عالم کا ہوا خون بہا
اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

اس صورت سے تیار ہو کر گھونگھٹ نکالا ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر پوجا کرنے کا سامان جسمین رکھا ہوا چوکٹ وشن کنول کا پھول دھرا ہوا چھم چھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر بھیڑیان لیجاتے ساحر کو دیکھا تھا اسیطرف آیا دیکھا کہ وہ سامنے ایک درۂ کوہ مین بھیڑون کو لیکر چلا گیا یہ بھی اُسی سمت کو آیا ساحر کو تو نپایا مگر دوسرے درہ مین پہاڑ کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا یہ سمجھا کہ آہوے صحرائی ہی اور وہ ساحرہ بھی نام اُسکا آہوے جادو تھا غرض جب یہ درہ کے قریب پہونچا اُس ہرن نے پکار کر کہا ارے ادھر راستہ نہین ہی بحکم شاہ طلسم اس درہ کی محافظ ہون یہ مقام آہو کوہ کہلاتا ہی پیالاک یہ کلام اُسکے سنکر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہی تو اس ساحرہ کا نام بھی غزال یا آہوے جادو ہوگا بس یہ سوچکر بمکر اسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے ملکہ آہوے جادو مین تمھارے ہی پاس آئی ہون وہ ہرن اُٹھکر اسکے قریب آیا اور کہا بتاؤ تم کون ہو اور مجھسے کیا کام ہی اسنے کہا میرے گھر مین سامری کی پوجا ہوتی ہی ہم لوگ پجاری ہین دوسرے دن پوجا کرینکے پھول جو سامری کی مورت پر چڑھتے ہین وہ بانٹنے نکلتے ہین مرد ہمارے مردون کے پاس جاتے ہین اور ہم عورتین عورتون پاس اور ایک جگہ ہمیشہ قیام نہین کرتے ہین یونہین گانون گانون شہر شہر پھرتے ہین آج کل اسطرف آنکلے اور سنا کہ آہوے جادو رہتی ہین بس آپکو یہ پھول دینے مین آئی ہون ڈنڈوت کیجیے اور یہ پرساد لیجیے ہین اسیس دون اور اپنے گھر جاؤن یہ سنکر وہ ہرن غلطک مار کر ساحرہ بنا اسنے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہی مگر آنکھین

غزالان صحرائے خوبی کو چوکڑی بھلاتی ہین ابلق لیل و نہار کو آنکھیں دکھاتی ہین لباس و زیور سے آراستہ ہی نہایت پیراستہ ہی یہ دیکھا اسنے ایک پھول کنول کا کمر سے نکالکر تھالی مین رکھا اور تھالی کا پھول ہاتھ پر رکھا اُسکو دیا اُسنے ڈنڈوت کرکے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نکالکر تھالی مین ڈالے اور پھول لیکر سونگھا آنکھوں سے لگایا ہنوز یہ پُجارن اسیس بھی دینے نپائی تھی کہ بیہوشی اُسپر طاری ہوئی پرخ کھاکر گری اسنے فوراً اُسکا کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا افسوس مارا آہوے جادو کو چالاک اُسوقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت تُمنے کی جو اسکو مارا اگر غل سنکر اور ساحر یا مرنج دوڑ آئے تو کیا کروگے اسی سوچ مین ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلدی سے چھپاکر دوپٹا اُتار کر آگ پھینکا اور دو ہتڑ زانو اور منھ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا سرکے لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ہی میری بی بی ہائی میری چاہنے والی افسوس میری پالنے والی کیسے تجکو خاک و خون مین لٹایا ہاے یہ چاند ایسی صورت خاک مین ملائی ای میری بی بی مین آنے بھی نپائی کہ کسی جلاد نے کام تمہارا تمام کیا صداے غوغا و شور گریہ اور غل بیرون کا سنکر مرنج جو درہ کوہ مین گیا تھا اور آہوے جادو کا وہ بھی متلاشی تھا جلد تر درہ سے نکلکر دوڑا یہان آکر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہی اور ایک نازنین عنبرین گیسو اُس سے لپٹی رو رہی ہی جو آنسو اُسکی آنکھ سے نکلتا ہی یہ نقشہ ہی کہ **بیت** دُرِ ابلق کسے کم دید موجود ٭ بغیر از اشک چشم سرمہ آلود ٭ اور اُس حالت رنج مین تن بدن کی اُسکو خبر نہین ہی دوپٹہ جو اُتر گیا ہی پردۂ حسن کا پردہ فاش ہوا ہی گیسوان مشکین جو رخ پر پریشان ہین تو ہزار ہا نافے تتار مین پڑے ہین رخسار پر طمانچون کے نیل پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ کدیور حقیقی نے طرفہ نیرنگ دکھایا ہی گل سرخ مین گل سوسن اُگایا ہی وہ اُسکا سینہ کھلا ہوا انگیا مین دو تمغے زنگین فی دھرے ہوئے وہ رس مین کوزے بھرے ہوئے وہ گورا گورا نرم مخمل سا پیٹ کھلا ہوا پیڑو اُبھرا ہوا انگوٹھی ساق تا بلورین زانو پٹخنے سے کھلجاتے تمنا سے زانو ہوتے نظر آتی آرزو دیدہ پاؤن پھیلاتے کہ کسطرح جلدی رانون سے لپٹین ساق شمع سے شب وصل ہمسری کرین از سر تا پا اُس آئینہ رو کے جمال کی یہ عالم **نظم**

خوش قدے لالہ رخے گلبدنی غنچہ لبے طرۂ خم بخمش سلسلۂ دام گرفت	قاتل رخنہ گری شوخ نگاری عجبی ای جمال تو بتاراج نظرہا گستاخ	چشم جادو روش گردش ایام گرفت دی خرام تو بہ پامالی سرہا گستاخ

اس شکل و شمائل کو اس ماہ کامل	شبنم خلد نظر باز گل روی تو بود	تا حسابش بہ کیش نرگس جادوی تو بود

کی دیکھکر مرنج کا دل قابو مین نرہا اور قریب آکر کہا کہ ای گل باغ وفا یہ کسکی لاش ہے جسکے غم مین تمکو یہ خراش ہے اُسنے رو کر کہا میری پالنے والی کی یہ میت ہے مجکو اسنے بچپنا سے پال لیا تھا اور فرزندون کی طرح پالا بیٹی کہتے ہر وقت منھ سوکھتا تھا ہائے مین اب کسکی ہو کر رہون مجکو تو یہ اکیلا کر گئین ای ملکہ آہو مین تمکو کس بن مین ڈھونڈھون مرنج نے جب نام سنا کہا افسوس یہ لاش آہوے جادو کی ہے ای نیکبخت یہ اکیلی اس صحرا مین رہتی تھین یا اور بھی کوئی ساتھ تھا اسنے کہا سبھی کوئی تھے مگر یہان سے کئی کوس پر ملازم انکے ہین یہ فقط مجکو لیکر اس پہاڑ کی حفاظت کرنے کو یہان رہتی تھین اسوقت مین ایک کام کو گئی تھی کسینے ملکہ کو مار ڈالا اسنے یہ ماجرا سنکر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان پر جاتا ہے تو قیدی تیرے ساتھ ہین مبادا کوئی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام مین بھی عرصہ ہوگا اسکو یہان راضی کر کے اپنے ساتھ لیجانا چاہیے یہ سوچکر اسنے اُس ماہ دو ہفتہ سے کہا کہ بی بی تو تیری خدمت مین جمشید کے گئین اب اگر مجکو تو اپنا غلام تصور کرے اور میرے ہمراہ چلے تو مین شہنشاہ ساحران کے پاس قیدیون کو لیے جاتا ہون یہ بھیڑیان ساحرہ مجران شاہ ہین بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک ہے اور تیرا بھی اُس سے کہکر مین تیرا بڑا مرتبہ کراؤنگا اور اپنے ساتھ تیرا بیاہ کرونگا اُسنے یہ باتین سنکر کہا خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہے مین اُسکو چھوڑ کر تمھارے ساتھ مزے اُڑانے چلون مینا مجکو کیا تھو کیگی اسنے کہا مین جنازہ انکا انکے گھر پہونچائے دیتا ہون تم جب ہو لوگ کہینگے جسنے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ لیگیا ہوگا عیار نے بعد انکار بسیار کہا اچھا مین بھی سوچتی ہون کہ میرے اب کون ہین جسکے پاس ہونگی خیر تمھارا ہی ساتھ ہوا اسی بی بی کا جنازہ بھجواؤ ساحر نگو رنے سحر کے چند پتلے بناکر حکم دیا کہ اس لاش کو قلعہ آہوان مین لیجاؤ وہان پہونچاکر چلے آنا پتلے لاش اُٹھاکر روانہ ہوئے اور اسنے ایک تخت سحر سے بناکر بھیڑیون کو اسپر ڈالکر آپ بھی مع اُس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا لیکن ایسا محبوب پری پیکر و گل اندام پہلو مین بیٹھا تھا کہ جسپر شباب چھایا تھا اعضاے مستی ٹپکتی تھی جسم گدرایا تھا اور وہ صحرا مین ہواے سرد کا چلنا سنائے کا عالم پہاڑون کی دانک پر جانورون کی کلیل

صحرا مین وحش وطیر کا پھرنا دریاؤن کا بہنا چشمون کا لہرانا اُنپر درختونکا جھکنا نمونۂ نشان رحمت باری تھا فیض خالق خزان وبہار عام پر جاری تھا ایسے مقام پر پلہ دلنواز کا پہلو مین ہونا
ع یار جوان ومن جوان دیدہ شود چہ شود اگر زاہد ہفتاد سالہ بھی ہوتا توبہ توڑ ڈالتا اس ساحر کو تاب نرہی بے اختیار اُس گلعذار کو آغوش مین لیا دست ہوس دراز کیا اُسنے ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے مارا اور ہنسکر کہا مردوے تجھے خبر ہی دنیا کی شرم وحیا بھی نگوڑی اُڑگئی یہ بھیڑیان بھی تو انسان ہی ہین انکے سامنے بیحیائی کرنا یہ تیرا ہی کام ہی اور تونے تو اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہکر مین تیرے ساتھ بیاہ کرونگا بس جب بیاہ ہوگا اُسوقت کچھ امر ہو رہیگا ابھی مین تیرے ہتے نہ چڑھونگی تو اپنا مطلب نکالکر جو مجھے چھوڑ دیے تو میری موتی کی ایسی آب اُتر جائیگی آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہی اور تیرا کیا وہی مثل ہی کہ چیر دو چار کبھار وپانچ پھر ویسے ہی کے ویسے ساحر نے یہ عذر سنکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا ای جان من میری جان نکلی جاتی ہی واسطہ سامری کا شربت وصل ایک مرتبہ پلادے مین تمام عمر غلامی کرونگا جو کہا ہی اُس سے زیادہ اطاعت کا دم بھرونگا اُسنے شرماکر بعد عذر بسیار کہا ای شخص مین تیرے بس مین ہون جو تیرا جی چاہے کر مگر مین اسطرح تو راضی نہونگی کہ تخت اُڑتا جائے اور قیدی سامنے بیٹھے ہون اگر تجکو منظور ہو تو تخت زمین پر اُتار دو گھڑی تنہائی مین ہنسین بولین پھر آگے چلینگے یہ سننا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک مرغزہ درختونکا کنارہ ندی کے دیکھکر تخت اُتارا بھیڑیون کو درخت کی آڑ مین باندھ دیا اور چادر ندی کے کنارے بچھاکر بیٹھا معشوقہ کو گود مین لیا اور کہا بیت عبث تو گھر بناتا ہی مری آنکھون مین ای پیارے تم کسینے آجتک دیکھا نہین پانی پہ گھر ٹھہرا ✽ اُس نازنین نے جواب دیا کہ مردوے کیون باتین بناتا ہی بھلا مین تجسے پوچھتی ہون کہ اسجگہ جو تو ٹھہرا ہی تو کیا لطف ہی نہ شراب نہ کباب بغیر نشہ مجکو تو کوئی بات اچھی نہین معلوم ہوتی اُسنے کہا تم ٹھہرو مین کسی دِہ سے جاکر شراب لاؤن اِسنے کہا اب عرصہ ہوگا میرے پاس ایک گلابی شراب کی ہی وہی ہم اور تم کام مین لائین اِسنے کہا بہتر ہی معلوم ہوا کہ تم شراب بہت پیتی ہو عورت بولی کہ اِس جنگل مین آہو کو سوائے شرابخواری کے اور شغل ہی کیا تھا اور مین آنکھ پاس رہتی تھی یہی باعث ہی کہ شراب میرے پاس ہی یہ کہکر دوپٹے مین ہاتھ ڈالکر ایک بوتل شراب سرخ کی نکالی اور اُس ساحر کی گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا جانی یہان ساغر نہین ہی گلابی منھ سے

لگا ہوا اسنے یہ پیار دیکھکر منھ کھول دیا اسنے آدھی بوتل حلق مین انڈیل دی وہ پی گیا یہ عیار اُسکی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکارا کہ جانی پہلو مین بیٹھ جا گود سے میرے کہین او بچا اسنے کہا ابے اُلّو تو مجھکو کیا سمجھا ہے مین تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہون یہ سننا تھا کہ وہ بغضب تمام سحر پڑھنے لگا اِس عیار نے دامن سے پنکھا منھ پر جھلدیا کہ وہ بیہوش ہوا اِسنے بے تامل خنجر سے سر تجبس اُسکا جدا کر ڈالا غل وشور برپا ہوا وہ شہزادیان پھر حالت اصلی پر آگئین اور قدم پر عیار مذکور کے گرین کہ آپ نے بڑی آفت سے ہمکو چھڑایا اُدھر وہ پتلے جو لاش آہو کی لیکر چلے تھے مہرخ کے مرنے سے وہ بھی غائب ہو گئے لاش ساحرہ کی جنگل مین گر پڑی اور طعمۂ دد و دام ہوئی ملکہ سلطان وغیرہ نے تخت سحر پہلے بنایا اور چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصد کا رستہ پکڑا یہ تو اسطرح آتے ہین مگر اب حال مقراض وسمندر کا سنیے بیت رجز خوانان میدان فصاحت ◆ بیان کرتے ہین یون رزمی حکایت کہ بعد قطع مسافت راہ مقراض وسمندر قریب لشکر حیرت خود سر پہونچے اُسنے خبر انکے آنیکی سنکر استقبال کرایا لشکر انکا مقام عمدہ پر اُتروایا بارگاہ اِنکے لیے آراستہ کرائی یہ دونون ایک روز کسل سفر سے آسودہ ہوئے دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکور مین آکر دنگل پر متمکن ہوئے اور حال رزم وغیرہ دریافت کر کے بہت کچھ لاف وگزاف کیا اِنکے آنیکی خبر ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف قدیم سے عزیزدار شاہ طلسم ہے اسکی نواسی مہ جبین بروز نوروز جب تخت پر جلوس کرتی تھی تو تمام ناظمان طلسم آکر نذر دیتے تھے بدینوجہ یہ سب سرحدداران طلسم کو پہچانتی ہے پس اِن ساحرون کا آنا جو سنا لرزہ اندام پر طاری ہوا دل سے کہا اب بیشک موت آئی کیونکہ خواجہ مقید ہین عیاران ساحرون کو قتل نکر سکینگے ہم لوگ ایک ادنی سحر بھی اُنکا رد نکر پائینگے دیکھیے کہ خالق کو کیا منظور ہے الحاصل یہان تو تہلکہ پڑا ہے اور اُدھر جب زورق طلائی مہر دریاے مغرب مین جا کر ڈوبی اور سمندر فلک مین کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ بمقتضاے ابیات

سیہ پوش آج ہے کیون شاہ شام
کہین پیدا نہین تارونکا ہے نام
پڑ گئی کچھ شب تیرہ پہ آفت
قمر کی بھی سفید اب دم ہے رنگت

سر شام بحکم مقراض خود کام طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی طائران سحر خبر دریافت کر کے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور بعد دعا وثناے شاہی خبر نواخت نقارۂ رزم عرض کی ملکہ نے نظر برحمت کارساز عالم کر کے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا پھر تو کوس بوق

بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار اپنے مقام پر آئے جابجا بوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈہڑو بجانے لگے بھینیٹ چڑھانے لگے منترون کی صدا بلند ہوئی بردنگے آنے سے سناٹے آتے جاپ کرنے والے جھوم جاتے اسیطرح اُسطرف بھی خوک و بزجھٹکا ہوتے تھے مسان کی مٹی چوراہے کی اور ویرانے کی اور جہان گدھا لوٹے وہان کی خاک جمع ہوتی تھی دف دائرہ اور خنجری بجتی تھی دھولا جھومتا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ساحرون میں تو یہ نقشہ تھا بہادرون نے سلح خانے کھلوائے تھے ہتیار چھانٹ کر سامنے منگوائے تھے اُنکے سامنے دعوی مردی کسیکو کیا خاک ہوتا کہ اُس شب کو قمر بھی ہالے کی چوڑی ہاتھ مین پہنے تھا تیغ تیز کے خوف سے گردون کی سپر پنجہ مہر چھوڑ کر جانب مغرب بھاگا تھا خنجر بران طوق بنکر گلوگیر عدو ہونا چاہتا تھا دلاور ہمہ تن مصروف جدال ہو گئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مردم چشم یہ ہین اور تیغ نظر ہاتھ مین ہے حریف کی رگ رگ سے شمشیر انکی واقف اسطرح تھی کہ جیسے نبض مین جملہ اعضاے تن کی خبر ملتی ہے نیزہ سرکشی کا دعوی کر رہے تھے گرز دشمن کا سر مثل بار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی شورش و ہنگامے مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ مقراض سحر نے پیراہن مشکین شب قطع کیا اور موج ضیاے بحر آفتاب نے عالم کو ڈبولیا کہ ابیات

برآمد پھر ہوا خورشید پرنور
ہوا عالم ضیائے اُسکی معمور
جہان کو نور کا عالم بنایا
وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا

ہنگام سحر ملکہ مہرخ شبستان سے برآمد ہوئی اور ہر سمت سے جادوگرنیان اور ساحر نام آور حاضر ہو کر تسلیم بجالائے اور ملکۂ موصوف کو لیکر جانب رزمگاہ چلے اُسوقت ہزار ہا نقارے بجے ابر سحر کے مسر پر سایہ فگن ہوئے تخت اور طاؤس ساحرونکے اُڑکر چلے ملکہ بہار وغیرہ سردارون کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت اُنپر ہزار ہا جان سے قربان تھی کہ بموجب نظم

سارے عالم مین کسطرح ہون یہ فتح نصیب
کیون نہ میدان شجاعت کے یہ ہون شاہ سوار
جنگجو ایسے ہو مریخ کی طاقت یہ نہین
جگر دشمن دین پست عدو فرق رقیب

اہل جوہر ہین لڑائی کا ہنر ہاتھ مین ہے
کہ عنان فرس فتح و ظفر ہاتھ مین ہے
کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ مین ہے
پاش پاش انکے ہر اک وار مین ہر ہاتھ مین ہے

جب یہ چمکاے ہین تیغ اہل نظر کہتے ہین
برق ہی پنجۂ روشن مین شرر ہاتھ مین ہی

یہ دلاور بڑے کروفر سے وارد میدان قتال ہوئے اُسوقت صحرا مین ہوا سرد چل رہی تھی پہاڑ پر طائر یاد خالق اکبر مین مصروف تھے کہ یکایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصۂ قتال مین پھولنے پھلنے آئے میدان مین سینے پر سے جمائے ہوا بدل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان تیر وسنان زہر اُگلنے لگی یعنی آمد آمد لشکر حریف ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار برق اُڑتی نظر آئی آگے سبکے مقراض اژدہون پر تخت کھچوائے سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار شعلہ چمکاتے صورتین ہیبتناک بنائے آئے تھالیان برنجی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم ہوتا کہ آسمان ہنتیل کا تہ فلک پیدا ہوا ہی ہر طرف نارنج و ناریل اُچھلتا تھا جو جو کا سامری کے غل پڑا تھا ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر تھا کشتی پر سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے بجلیان سحر کی کڑک کڑک کے گرین اور جھاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئین پھر ہوائے سحر کے جھونکے آئے گرد و غبار خس و خاشاک اُڑا لیگئے ابر سحر برسا غبار بیٹھا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھکر للکارے دلاورون کو پکارے کہ ہان ای مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہی خبردار سر کٹے جان جائے مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دلکا بڑھا رہے چاہے مر مٹے جب نقیب غیب جنگ دلاکر پیچھے ہٹے مقراض نے پکار کر سمندر سے کہا کہ بھیا ان نمکحرامون سے لڑائیکا طول دینا بیکار ہی تم چار سمت سے انکو گھیر لو مین ایک ہی سحر مین ان سبکو صفحۂ ہستی سے مٹا دون جیسا توصیف باندھکر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی ہین ویسا یہ مرقع تم دم بھر مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر مہرخ سے نکلگئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے وہ بھی کنارہ کر گئے سبکو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہی اور اُدھر سمندر نے کہنا ساحرۂ مسطور کا جو سنا کہا ای ملکہ آپ سچ کہتی ہین جلد ان باغیون کا استیصال ہوجائے تو اچھا ہی آپ ملکہ حیرت کو بلا لیجیے کہ وہ آکر اپنے دشمنونکا حال خراب ملاحظہ فرمائین اسنے جواب دیا کہ ملکہ حیرت سے مین نے کہا تھا کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگین کہ مین خاتون معظمۂ شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصۂ جنگ مین مرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل بجوا کر گیا جب وہ مارا گیا تو مجکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی لوگ کہتے ہونگے کہ بی بی شاہ جادو ان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے

اور درستی فوج وغیرہ کے لیے یہان بحکم بادشاہ اُتری ہون جب تم فتح کرلینا تو مجکو بلانا اور سچ بھی یہ ہی کہ انسان اپنے ہمسر سے لڑتا ہی نہ کہ ادنی سے ملازمان ملکہ کیا کم ہین لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے یہ باتین سنکر کہا کہ بہتر ہی مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر مہرخ مُنھ کرکے پکارا کہ ای نمکحرامان ہوشیار ہوجاؤ قضا تمھاری آگئی ادھر سے جادوگرون نے جواب دیا کہ ارے او خیرہ سر سمجھا گیا کہ کھاتا ہی قضا تیرے اُس افراسیاب کی آئی ہی جو ہمیشہ سے نمکحرام ہی اور محسن کش ہی بادشاہ طلسم جو اصل مین لاچین تاجدار جادو تھا جسکی پشتینون سے حکومت اِس طلسم پر چلی آتی تھی اور اُسکا یہ افراسیاب ملازم تھا اُس بادشاہ کو اِس حرامزادے نے قید کیا ہی اور آپ بادشاہ بنا ہی نمکحرام وہ ہی یا ہم ہین ارے کافر جمکا کیا ہی جو تجسے ہوسکے اُٹھا نرکھ خدا ہمارا حامی و مددگار ہی یہ سننا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اُسکی ناک اور مُنھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین دریاے زخار و قہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلۂ عاشقان ایسا بڑھا کہ چارطرف لشکر ملکہ مہرخ کے ہوگیا بیچ مین یہ سب دریادل آگئے اور سحر پڑھکر دریا پر پھونکتے تھے لیکن وہ آب گرداب عدم کیطرح نابود نہوتا تھا گویا اجرام ارض اور موالید ثلاثہ سب پانی ہوگئے تھے زمین کو عارضہ استسقاے آبی ہوا تھا کشتی آسمان بھی ڈوبا چاہتی تھی چشمۂ مہر تک پانی پہونچا چاہتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف سے پانی ہوئے جاتے تھے حباب آنکھین دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا اسطرح جوش و خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش مین آتا ہی پانی پہاڑون کی بلندی سے بھی بلند ہوا یقین تھا کہ بحر اخضر فلک سے جاکر دھارا اُسکا ملے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بدبختان کے یہ چکر نہونگے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا نظم

بدلی ہوئی بے طرح نظر تھی
جسطرح سے جنگ کو دل اُمڈے
گھنگھور گھٹائین آرہی تھین
کوندھے کی لپک وہ رعد کا شور

آشوب پہ چشم ابر تر تھی
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے
بام گردون پہ چھا رہی تھین

مانند سرشک بادل اُمڈے
موج بادِ صبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور

اِس پانی کے بڑھنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت

جاتی رہی اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آ گیا دریا نہ تھا طوفان نوح تھا بندر استہ فتوح تھا ہر ایک کو یقین واثق ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے اِن ساحرون نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری فرمایا اپنے عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے اُدھر جب تمام لشکر کو محصور بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو روک کر تنہا اژدر اپنا بڑھایا یہان ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اِس نارنج کو جو یہ قطامہ لیے ہی پہچانتی ہو ہزار در ہزار بلائین اسمین مخفی ہین اِسنے کھینچکر اِسکو مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہو گیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا مرگ سے چارہ ہی کیا یہ کہکر لشکر کے دست راست و چپ نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی و قلزم حسن و محبوبی گھٹنون تک پانی مین ڈوب گئی ہین سحر کی چھتری اور بنگلہ سب بیکار ہین کوئی کام نہین دیتے ہین حنائی ہاتھ نگاران گلبدن کے کیوسے گئے ہین دل سینون مین پانی ہی بدن سب پھیکا ہی اوس گلستان حسن و ناز پر پڑگئی ہی غمزہ و ادا پھیکا کیسا بالکل کنارہ کر گئے ہین رخ اُنکے دریا مین کنول کے پھول بنگئے ہین یاس و حرمان سے رنگ رخ سفید تھا تو تختۂ یاسمن کھِلا نظر آتا تھا بتخانۂ آذری کنارے دریا کے کلمۂ ابراہیم خلیل اللہ پڑھتا تھا وہ دریا آتشکدۂ نمرودی اُنکے حق مین تھا ایک جگہ لڑنے والے بہادر جیسے کھڑے تھے دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھتے تھے موت کے گھاٹ پر پہونچ چکے تھے خدا ہی اُنکا بیڑا پار لگانے والا ہی ورنہ ہر موجہ سیف کی روانی دکھاتا ہی یہ حال کثیر الاختلال اپنے لشکر کا ملکہ نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ مین جہاز ڈوبتا دیکھکر دست مناجات بدرگاہ خالق بحر و بر بلند کیے بہار نے پشت پر بال کھولکر آمین کہنا شروع کی اور ملکۂ موصوف بلبلاکر پکاری کہ بمقتضائے

نظم

یارب ترے انس و جن ہین بسمین	ہین انس کی جنس ساری ہمین	ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہی
ہر بو مین جو لطف ہی وہ تو ہی	تو چشمۂ چشم انس و جان ہی	چشمہ ترے فیض کا روان ہی
غائب قدرت سے تیری موجود	نابود ہو بود بود نابود	چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست
ہو ہستی سے نیستی سے ہست	گویا ہین لب ملاء اعلے	سبحانک شانہ تعالے
مولا مرے مجھپہ تو کرم کر	دشمن کو تو مرگ سے ہم کر	یہ دعا اِسکی درگاہ خدا مین قبول

ہوئی وہ اسطرح کہ جب عمرو کو چھڑانے بران آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر جو گئی تو قلعۂ ہفت رنگ مین نہ گئی اس فکر مین ایکطرف اپنے طلسم کے مجالس کے سمجھانے سے روانہ ہوئی کہ کسیطرح برج غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لون چنانچہ جب اسکو عرصہ ہوا کہ قلعہ مین اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب مین گیا اور بصد ادب عرض پیرا ہوا کہ خشیم و چراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکۂ دوران دختر نیک اختر حضور ذیشان دام اقبالہا چندروز سے قلعہ مین تشریف فرما نہین ہین جانب طلسم ہوشربا گئی تھین مراجعت فرما نہین ہوئین ارکان دولت و اعیان مملکت نے لشکر مہرخ مین بھی ڈھونڈھا وہان بھی پتا نہ ملا وہ طلسم تمام پُر آشوب ہے لڑائی شاہ سے اُس طلسم کے پڑی ہے غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہے کہ کنیز ان ملکۂ گردون احتشام کو اُس بادشاہ ناکام نے کسی آفت مین نہ پھنسایا ہو اور دشمنون کو زندان مصیبت مین نہ ڈالا ہو خاک در دہان بدخواہان ملکۂ عالم کا بول بالا رہے میرا اندیشہ سراسر بیجا ہو کوکب نے یہ خبر سنکر خیال کیا کہ اگر کسیکو خبر لینے بھیجتا ہون تو وہ غیر طلسم کے مقامات طلسمی پر جا نسکے گا مثل دریائے نور و ظلمات وغیرہ پس مین خود چلون اور اگر مرأت واقعہ سے خبر دریافت کرون اور مبادا اُسمین ملکہ کو مبتلائے آفت پاؤن تو لامحالہ جانا پڑیگا اور عرصہ کا عرصہ ہوگا اس سے مناسب ہے کہ ابھی جاؤن یہ سوچکر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور طلسم ہوشربا مین آیا پہلے لشکر حیرت مین اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اسطرف آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ مہرخ مصیبت مین کھڑی ہے دو ساحر تین لاکھ کے لشکر سے آمادہ قتل اسلامیان ہین وہ بیچارے مصروف دعا بصد گریہ و بکا ہین یہ دیکھکر اسنے اپنے تئین زمین پر اُتارا اوہ وقت تھا کہ مقراض نارنج ہاتھ مین لیکر لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی کہ اسنے قریب بحر سحر پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او قحبہ مقراض اسکی جانب متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان وجیہ و شکیل جسکا چہرہ مثل مہر تابان منور و روشن ہے مجکو للکارتا ہے یہ ہنستی ہوئی قریب آئی کہ او اجل گرفتہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے جا اپنے کام مین مصروف ہو نہین جانتا کہ ہمسے لڑکر کوئی زندہ نہین بچا شاہ موصوف نے سحر پڑھکر کہا کہ بجا ارشاد ہے میری یہ لیاقت نہین جو آپ سے مقابلہ کرون مین تو تماشا دیکھنے آیا ہون سنا ہے کہ آپ اور یہ ساحر جو دریا مین ناؤ پر سوار ہے خوب باہم مقابلہ کرتے ہین یہ کلمات سحر آگین ایسے تھے کہ

مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا شاہ نے کہا ضرور اُسنے کہا اچھا بُلا اُسکو ناو پر سے
شاہ نے پکارا کہ ابے او سمندر خیر نطفہ ناتحقیق ادہر آ وہ ساحر بھی ناو کنارے پر لے آیا اور زمین پر
اُترا شاہ نے کہا تم دونون آپسمین لڑو ہم تماشا دیکھینگے وہ مستعد بہ رزم و پیکار ہوا اُسوقت بادشاہ
ستارہ بنکر فلک پر گیا اور وہان سے مثل شہاب ثاقب اِن شیاطین پر ٹوٹا اور زمین پر آکر پھر
ظاہر ہوا اب اِن دونون نے دیکھا کہ بادشاہ پرشوکت وجاہ ہے زیور الماس مین سراپا غرق ہے
تاج شہریاری برسر چارقب شہنشاہی دربر انھون نے جُھک کر تسلیم کی شاہ نے فرمایا کہ لڑو آپسمین
دیر نکرو مقراض نے وہی نارنج جرخ دیکر نعرہ کیا کہ او سمندر خبردار اُسنے وہ نارنج جو دیکھا سمجھا کہ
اس سے جانبر نہونگا پہلے مین اپنا وار کرون لیکن اب یہ نارنج لگا یا ہی چاہتی ہے بہتر یہ ہے کہ اِس سے لپٹ
جاؤن یہ سوچکر نارنج وہ لگانے نپائی تھی کہ یہ دوڑ کر لپٹگیا اُسنے ہاتھون سے اِسے روکا اور کہا او
کمبخت مجھ ایسی حسینہ وجمیلہ سے تو لپٹ گیا میرے بدن کو تونے اپنے جسم سے مس کیا میرا حسن گندا
ہوگیا آبرو مین بٹا لگا بادشاہان طلسمات میرے عشق مین سر ٹکراتے پھرتے ہین زہر کھاتے ہین اب
مین کسیکو کیا منہ دکھاؤن لے اپنی جان دیے دیتی ہون یہ کہکر کارد سحر کمر سے کھینچکر اپنے پیٹ
مین آپ ماری لیکن اس سے پہلے جب سمندر آمادہ حرب ہوا تھا تو لشکر تین لاکھ کا حربہ سحر
لیکر لینا لینا کہکر چلا تھا اُسوقت شاہ ہاتھ اونچا کرکے اشارہ فرماہوا کہ ای لشکریان مقراض
آدھے ایکطرف ہوجاؤ اور آدھے ایک سمت اور آپسمین لڑو کہ ہم تماشا دیکھین ازبسکہ یہ بادشاہ
بھی ہے اور ہم مکتب شاہ جادوان بھی ہے سوائے افراسیاب کوئی اِسکا ہمنبرد نہین وہ رد اِسکے
سحر کو کرسکتا ہے اور دوسرا اِس سے نہین لڑسکتا ہان وہ لوگ بزرگ افراسیاب مثل ماہی مرد
زنگ و آفات چہار دست و تاریک صورت کش وغیرہ جو شاہ طلسم ہوش ربا پر
غالب آتے ہین وہی اِسپر بھی غالب آسکتے ہین حاصل مرام لشکر نصف نصف ہوکر باہم سرگرم
پیکار ہوا اور اُدہر مقراض نے کارد مار کر کام اپنا تمام کیا غل و شور برپا ہوا تاریکی چھا گئی
صدا آئی مارا مقراض دو زبان جادو کو یہ سانحہ جو سمندر نے دیکھا نعرہ آہ بلند کرکے پکارا
کہ افسوس ایسی صاحب حسن وجمال ماہ پیکر مہر تمثال مرجائے اور مین زندہ رہون شاہ کوکب
نے کہا شرط وفاداری یہی ہے کہ تم بھی اِسکا ساتھ تابہ جہنم دو وہان دیکھین تو کہ تم کیونکر مرتے ہو یہ سنکر

اسنے بھی خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراض اپنا سر کاٹ ڈالتی تھی اور زندہ رہتی تھی پس اسنے وہی تاریخ یاقوت نگار جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی وہ ایک تحفہ طلسمی تھا جو اُسکے مرنے سے غائب نہوا تھا اُٹھا کر اُسکے پیٹ پر مارا ایک صدائے مہیب آئی اور ہزارون شیر و گرگ صحرا سے پیدا ہو کر نعش اُسکی نوچ نوچکر کھانے لگے اور ہزارون تیلے اور مار و اژدر و عقرب وغیرہ پیدا ہو کر لشکر جو باہم لڑ رہے تھے اُسپر گرے ادھر سمندر کے مرنے کا غوغائے عظیم بلند ہوا اور وہ بحر زخار سحر دفعۃً روغن کیطرح اُڑ گیا مہرخ نے مع اپنے لشکر کے نجات پائی اہل اسلام کی بن آئی تیغ بران کے جوہر کھلے شجاعت کے دفتر کھلے از بسکہ وہ فوج تو آپ ہی باہم لڑ رہی تھی دم بھر مین مثل باغ خزان دیدہ کے قلم ہو گئی بہار اُس لشکر کی صیادان و گلچینان گلزار جرات نے لوٹ لی فصل مہرگان مین جسطرح گلستان برباد ہوتا ہے ویسا ہی نقشہ اُس لشکر کا تھا یعنی کوئی مثل شجر سالخوردہ بیشہ شمشیر سے کٹا تھا کوئی برنگ قبائے گل گریبان چاک نظر آتا کسیکا سبزہ روش جسم پامال تھا کہین نقد جان کو لیسان سوسن کہ ہمرنگ مسی آلود لب جانان تھی دھڑی دھڑی کر کے اُنکے لوٹا تھا صرصر قہر و آفت تلوارون کے چلنے سے چلتی تھی خنجر جب گلا کاٹتے تھے طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے نیزون نے سینون مین گھر کیا تھا گویا عشق شاہدان کیطرح دل مین گھر کیا تھا خون کا دریا روان تھا جنگل لاشون سے پٹا تھا ایک بھی اُن لشکریون سے جان سلامت نہ لیگیا ایسا کھیت پڑا کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت رہا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

فرو ریخت از دیدہ خون بر برش
نباید کہ خوانند بر ما فسون
ز ہر سو بہ ایشان بگیرید راہ
سواران مہرخ چو شیر ژیان

چو بشنید مہرخ خروش سپاہ
یکی بانگ زد تند بر لشکرش
کنون نیزہ و گرز باید زدن
کنون گرد بر گشد تیغ ماہ
یکے رزم کردہ کہ خورشید و ماہ

نشست از بر تازی اسپ سیاہ
نباید کہ گیرند ما را زبون
ہمہ چشم دشمن لشاید زدن
گرفتند شان یکسر اندر میان
ندیدست ہر کس چنین رزمگاہ

جب وہ لشکر نابکار واصل ار البوار ہو چکا شاہ کوکب کے نعرہ کی صدا آئی کہ منم شہنشاہ طلسم نور افشان شاہ کوکب عالیشان مہرخ تخت پر سے اُتر کر دوڑی اور پکاری کہ ای بادشاہ تشریف لائیے میرے حال پر کرم فرمائیے آواز آئی کہ یہ کونسا بڑا کام تھا جو مین تفاخر کرون اور

مین ہمیشہ شاہ کوکب ہون اصل مین کوکب نہین ہون یہ آواز دیکر وہ غائب ہوگیا یہ بادشاہ تو اپنی دختر نیک اختر کی تلاش مین روانہ ہوا اور ملکہ حیرت نے جب حال بربادی لشکر مقراض سنا تھا تو مقابلہ کوکب مین جانا بہتر نجانا اب ماجرائے قتل لشکر سنکر غمگین ہوئی اور جملہ کیفیت لکھکر نامہ سحر کے پتلے کو دیکر شاہ افراسیاب کے پاس روانہ کیا اسطرف ملکہ مہرخ طبل فتح وظفر بجاتی خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی لشکر نے پڑاو پر پہونچکر کمر کھولی ہر طرف قہقہے اور چہچہے اڑنے لگے سرداران داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتبت ہوا ہر جگہ عشرت ونشاط کا ہنگامہ تھا مگر بوجہ قید ہونے خواجہ عمرو کے چندان انبساط کا جلسہ نتھا اور ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس فتح ہونے سے مفر ہمکو نہین ہی ابھی جنگ ہونا باقی ہی یعنی بادشاہ جادوان اب مرحلون کے ساحر بھیجتا ہی اگر شاہ کوکب ہا شبیہ اسکا نہ آتا تو اسیوقت ہمارا خاتمہ تھا پس مین تو یہان سے اپنے ملک کو جاتی ہون اور حیلہ کھینچکر سحر تیار کر کے آؤنگی کیونکہ بے بسی سے جان ندونگی ہاتھ پانون ہلا کر مرونگی یہ کہکر تخت سحر تیار کر کے مع اپنی خواصون کے روانہ ہوئی اور ہر سردار کو خیال ہوا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو قتل کرنے آئیگا تو بہت بڑی لڑائی پڑیگی چنانچہ اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ان سبکو

تو اس کیفیت مین رکھیے کرشمۂ حال خجستہ مآل رہائی خواجہ عمرو کا سنیے

داستان دلستان لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو کے قتل کرنے کو اور بلانا ناظمان طلسم کا اور آنا مقابلہ مین ملکہ تیران شمشیر زن کا مع لشکر کثیر کے برائے رہائی عمرو اور آمادہ ہونا مہرخ کا جان دینے پر اور جمع ہونا ہر سمت لشکرہائے عظیم کا اور توڑنا تیران کا برج غضب افراسیاب کو اور چھڑا لیجانا عمرو کو اور لٹنا مجلس کا ملکہ کج ابروے خنجر زن سے اور چھڑانا رعد وبرق کو پھر مقابلہ افراسیاب کا تیران شمشیر زن سے اور گرفتار ہونا تیران کا بہ عیاری صبا رفتار عیارہ اور قید کرنا تیران کو افراسیاب کا زندان ظلمات مین اور ضمناً حالات دیگر مناسب اس داستان کے لمؤلفہ

کدھر ہی غمگسار بادہ خواران
دل مردہ کو تو کرتا ہی زندہ

کہاں ہی ساقی غمخوار یاران
ہوا ہون اندنون بیمار ساقی

تو ہی ہی بادہ خوارون کا مسیحا
تپ ہجران سے ہون ناچار ساقی

طلسم جسم کا دل ہی شہنشاہ
مقید اُسمین جان زار اب ہی
بڑھا ہی ضعف جسم ناتوان مین
تڑپتا یون ہی دل بیتاب ہر آن
گھٹی طاقت بڑھا ہی ضعف ایسا
ترے دم کا ہی رندونکو سہارا
مجھے یہ میکدہ دار الشفا ہی
کہ جان آئے تن بیجان مین میرے
جو فرصت کچھ ملے آہ و فغان سے
کہان پھر ہم کہان یہ نوجوانی
دل محزون بہلتا ہی نہین ہی
تو ساقی اپنا دل ٹوٹا ہوا ہی
اُٹھا لا جام اور مُنہ سے لگا دے
ہی در پردہ جو لذت جھانکتی ہی
پلا دہ مے کہ دنیا ہو فراموش
بیان چاہ ای جانانہ لشنو

وہ ہی ناراض مجھسے اندنون آہ
دماغ ایسا ہوا ہی گرم میرا
جدائی ہو عجب کیا جسم و جان مین
دل بیمار یون رہتا ہی بیتاب
بڑھا ہو حوصلہ عاشق کا جیسا
وہ دار واپ پلا دے ہمکو ساقی
یہ دارو درد کی میرے دوا ہی
تو ہی ہی چارہ ساز بیقراران
قدم یون آئے پھر پیر مغان کے
یہ قصہ عمر کا جب ہو گیا طی
خدارا ساقیا مے بھی کہین ہی
سحاب رحمت افضال باری
مزاج شوق تا تجکو دعا دے
زبان سے جوش دل یہ کہ رہا ہی
فسانہ بنکے ٹپکے دل کا یہ جوش
سخن سنجان این رنگین حکایت

حصار تن مرا برج غضب ہی
کہ جلتا ہی سدا قندیل آسا
تڑپتا جسطرح ہی عاشق زار
تڑپتی جیسے ہی ماہی بے آب
نکر پرہیز ساقی ہمسے اتنا
کہ درد دل نہ کچھ رہجائے باقی
نکر تاخیر اب ے ربان مین میرے
مداوائے دل امیدواران
غنیمت ہی بہار زندگانی
نہ پھر ساقی نہ جلسہ یارونکا ہی
جو شیشہ ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہی
وہ چھایا لو گئی وہ بیقراری
ہوس پھر روئے ساغر تاکتی ہی
کہان اظہار وقت مدعا ہی
بیا ای ہمنشین افسانہ لشنو
گہر سفتند در سلک روایت

بیماران بستر ناکامی و مقیدان زندان بے آرامی چارہ سازان امراض درد و الم و مداوا پردازان بیماری ظلم و ستم راحت افزایان دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر ناصبور محصوران حصار جور و جفا و اسیر حلقہ گان سلسلۂ عہد و وفا عارضۂ ضعف دل سے بعنایت شافی مطلق و حکیم علی الاطلاق اسطرح قوت و شفا پاتے ہین اور حصار درد و الم سے محصوریان زندان غم کو یون چھڑاتے ہین کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مقراض وغیرہ کو بھیجکر جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا رفتہ رفتہ اُس کوہ پُرشکوہ پر پہونچا یہ پہاڑ صانع بحر و بر نے فیروزہ کا بنایا تھا نقشہ اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا عکس کوہ سے دور تک زمین سبز ہمرنگ فلک اخضر تھی گویا دیوانہ

بہار کی دفر تھی درخت پہاڑ پر سرسبز و شاداب تھے آب سحاب قدرت سے سیراب تھے
طلسمی حالت سے ابر زنگاری سر کوہ پر چھایا تھا زمین فیروزہ رنگ پر گلہائے سرخ کا کھلنا
طرفہ تماشا تھا نیرنگ طرازی کلک قدرت منشی بہار نظر آتی تھی لوح فیروزہ پر نقاط سرخ کا
ہونا نئی کیفیت تھی کہ دل سیاحان روضۂ رضوان کو بھاتی تھی درخت یک لخت بسان
حلہ پوشان جنان سبز پوش نہرون کے دبون مین جوش پھول اپنا رنگ جماتے زرد گل لٹاتے
ہوا کا دماغ بسا ہوا عرش پر بیو بجا ہوا

نظم

معطر ہے زبس خاک گلستان
صبا سیار پر ہے عنبر افشان
مگر زلفون کی سنبل مین مہک ہے
سراپا سرو مین قد کی لچک ہے
غرض اہل چمن مین اسقدر مست
کہ بہکے بولتے ہین مرغ بدمست
جہان دیکھو توان گلہائے خودرو
نظر جسجا پڑے سبزہ ہے اور جو

بادشاہ اُس کوہ فرحت آگین پر پہونچکر افسون خوان ہوا طائران خوش نوا جو اشجار پر بہار پر زمزمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوئے اُڑے اور قلعۂ فیروزہ نگار جو دامن کوہ مین آباد ہے وہان پہونچے حاکم اس قلعہ کا **فیروز شاہ** تاجدار جادو سریر حکومت پر بصد عزت متمکن تھا کہ طائرون نے سامنے آکر دعا دی اور آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی شاہ قلعہ خبر سنکر بتعجیل تمام مع ارکان دولت کے اُٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت شاہ جادوان مین آیا سر عجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پہ جو عمارت اسکے نشست کی بطور سیرگاہ تعمیر تھی اُسکو فرش و مسند و شیشہ آلات سے کارپردازون نے بہت جلد آراستہ کیا سامان عیش و مسرت مہیا کیا بادشاہ لب نہر ایک بنگلہ مین آکر بیٹھا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان نے اُسوقت فرمایا کہ تمھارے ذمے اے فیروز شاہ ہمیشہ سے نقابت طلسم کی ہے مین عمرو کو قتل کرنا چاہتا ہون تمھین لازم ہے کہ تمام طلسم مین منادی کردو کہ دوست ہمارے آکر تماشا اُسکے قتل ہونے کا دیکھین اور خوشی کرین اور دشمن اس خبر کو سنکر آتش غم مین جل جل مرین اور جارچی یہ بھی پکار دے کہ فلان روز بادشاہ طلسم اُس ناعیار کو قتل کریگا جسکو دعوی ہو وہ آکر چھڑا لے قتل و غارت سے اپنے کشور جان و جسد کو بچالے یہ حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سنکر فیروز شاہ نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان ہم غلامون کی یہ مجال نہین جو میدان عدول حکمی مین قدم رکھین اور حکم معلے سے

سر جھکتے ہین بموجب بیت خادمان را بر سر خود حکم نیست ÷ انچہ فرمان تو باشد آن کنند ÷ قتل عمرو بنا بر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیے آئندہ جو رائے اقدس و اعلی بادشاہ نے یہ عذر سنکر حساب کیا تو عمرو کو قید ہوئے تیس روز گذرے تھے دس روز باقی تھے بعد اس حساب کے کتاب سامری طلب کی اور حسب دستور نذر وغیرہ دیکر کھولی حال عمرو کے قتل کرنیکا دیکھا کہ اُسکو کب ہلاک کرنا چاہیے کتاب مین بھی یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے مناسب ہے درمیان مین قتل نہو سکیگا اور اے بادشاہ لشکر ماہرخ تجکو غارت کرنا چاہیے عمرو کسی زمانہ اور کسیوقت مین قتل نہوگا کیونکہ وہ قاتل ساحران ہے مقتول ساحران نہین ہے یہ ماجرا کتاب سے دیکھکر بغضہ کتاب کو بند کیا اور سر اُٹھاکر کہا اے فیروز جب دن بُرے آتے ہین تو آدمی کیا خدا اُنکے برگشتہ بخت سے بگڑجاتے ہین خداوند سامری کو دیکھو کہ مسلمانون کے طرفدار ہوے ہین مجھسے برخلاف ہین جب اُنکی کتاب دیکھتا ہون مسلمانون کا سراسر جنبہ پاتا ہون اسوقت بھی یہی حکم کتاب مین نکلا ہے کہ عمرو قتل نہوگا بھلا مین تجسے پوچھتا ہون کہ مین کیسا بادشاہ ہون کیا ایک آن مین ساری دنیا درہم و برہم نہین کرسکتا کیا مین آسمان کے خدا سے نہین لڑسکتا کیا مین کوہ بلند کو چٹکی سے ملکر خاک نہین کرسکتا کیا مین جامۂ ہستی عالم چاک نہین کرسکتا مین چاہون تو ایک دنیا اور بنادون اور ازسر نو عالم خلق کردون مین آپ طرح آجتک دیتا رہا ورنہ ان مسلمانون کو رائی سے کائی کرڈالتا اب مین اپنا رتبہ آج ایسا دیکھتا ہون کہ نظم

بھلا سامری کی ہے یہ کیا مجال — کرے سامنے میرے کچھ قیل و قال — جو اژدر پہ ڈالون غضب کی نگاہ
تو وہ پانی پانی ہو بے اشتباہ — اگر دیکھ لے میرے تیور بُرے — گرے تیغ بہرام کے ہاتھ سے
کرون سمت گردون جو ترچھی نظر — تو دو ٹکڑے ہو صاف شکل قمر — غضب میرا شاید ہی یاد آگیا
جو خورشید گردون ہی ٹھہرا رہا — اگر عمرو کو مین نے قتل کرڈالا تو سامری کی پرستش کرنا چھوڑ دونگا

اسکی وجہ کیا کہ وہ حکم میری مرضی کے خلاف دیتے ہین اور اگر عمرو کو مین نہ قتل کرسکا تو بیشک اُنکو سچا جانونگا تو یہ ممکن نہین کہ جس بات کا مین ارادہ کرون اور وہ نہو فیروز شاہ یہ لاف و گزاف براہ تکبر اس شیطان مجسم کا سنکر دل مین غور فرما ہوا کہ اب بیشک اس بادشاہ کا ادبار آیا آدمیون سے لڑتے لڑتے خداوندون سے لڑنے لگا سامری اسکے ایسے تابعدار تھے کہ اسکے

مزاج کے موافق کتاب لکھتے دلمین تو ایسا کچھ سوچا لیکن بظاہر صفت و ثنا بادشاہ کی کرنے لگا کہ ای شہنشاہ سچ ہی کہ آپکا ارادہ کون رد کر سکتا ہی اور کون آپکا ہمسر ہی کون ملازمان عالی سے لڑ سکتا ہی آپکا ارادہ ارادۂ جمشیدی ہی جو حکم ہو غلام اُسکو بجا لائے آپ غصہ نفرمائیں شاہ نے فرمایا کہ دس روز چالیس دن مین باقی ہین عمرو کو قید ہوئے۔ اِس دس روز مین تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹجائے اور تمام ناظمان طلسم کو فرمان پہونچ جائین کہ فلان روز لشکر حیرت کے متصل کنارے دریاے خون رواں کے کل لشکر سب جمع ہو جائین مین عمرو کو ضرور قتل کرونگا یہ کلام سنکر فیروز شاہ نے سحر پڑھا دفعۃً ایک آندھی آئی بعد اُس آفت کے ایک دیو قوی ہیکل پیدا ہوا کہ منھ اُسکا بھاڑ کیطرح کھلا تھا دانت مثل دندان فیل باہر منھ کے نکلے تھے سر برج قلعہ نظر آتا تھا قامت دراز تاڑ ایسا تھا سیہ رو قوی تن عقعص گردن بدن پر روئیں نکلے کیطرح دراز سر مین نخوت دلمین بھری حرص و آز ایک ڈھول مثل خم فلک زنجیرون سے بندھا گلے مین ڈالے اور دو چوبین مثل ستون ہاتھون مین لیے سامنے آیا اُس سے حکم دیا کہ ای دہل کوب جادو سارے طلسم مین جاکر ڈھنڈھورا پیٹ دو کہ فلان روز عمرو قتل ہوگا ساکنان طلسم آکر تماشا دیکھین اور ابتدا ڈھنڈھورا پیٹنے کی لشکر حیرت و مہرخ سے کرنا اور بغیر دہل زنی کیے آرام نکرنا اُسنے کہا یہ دہل بھی طلسمی ہی اور مین بھی اسلیے ہون کہ منادی کیا کرون میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہین اور ساٹھ ستر کوس تک چار سمت مین اسکی صدا جاتی ہی یہ کہکے ڈھول کو سنبھالتا پرواز کرکے روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر حیرت مین آیا اور بارگاہ مین پہونچکر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور گویا ہوئی کہ جا جلد ڈھنڈھورا پیٹ وہ کنارے لشکر کے آیا اور دہل پر اُسنے چوب لگائی سب ساحر لشکر حیرت و مہرخ کے گوش بر آواز ہوئے کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہی اس اثنا مین اُس دہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز لگائی کہ خلق خداوند لقا و سامری وغیرہ پوسنے دوسو خداؤن کی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کا کہ تاریخ اٹھارہوین ماہ بہمن زردشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل کے دن عمرو عیار برج غضب سے نکال کر قتل کیا جائیگا جو اُسکا عدو ہو وہ آکر تماشا دیکھے اور جو اُسکا محب ہو وہ آمادہ جنگ ہو رہے یہ منادی

کرکے دو چوبین اور ڈھول پر مار کر آگے بڑھا تماشا بینون اور لونڈون کا غول اسکے ساتھ ہوا اُدھر طرفداران شاہ طلسم نے جو یہ ڈھنڈھورا سنا باہم گویا ہوئے کہ بھئی عمرو کا قتل ہونا تو یقین نہین آتا مدت سے یہ خبر سنتے آتے ہین کہ اب شہنشاہ کو غصہ آتا ہے اب سب باغی قتل ہوتے ہین خیر دور سے ڈھول سہاونے ہین ڈھنڈھورا سنکر خوش تو ہو لو اُدھر لشکریان مہرخ نے جو یہ سنی ہر ایک آبدیدہ ہوکر دعا کرنے لگے کہ خدا تعالی خواجہ کو شر سے ظالم کے بچائے سردارون نے باہم کہا کہ ڈھول کے اندر خول یہ فقط سنانے کے غرے ڈبے ہین شاہ طلسم خواجہ کو کیا قتل کریگا جادوگرنیان دامن پھیلا کر کوسنے لگین کہ موئے ڈھنڈھوریے کے منھ مین خاک خداوندا دشمن کا جیتا نہو موا افراسیاب آپ مارا جائے اُسی ہوئے کی رتھی نکلے خدا کرے مونڈی کاٹے کی لاش چیل کوے کھائین حیرت رانڈ ہوکے بیٹھے ہے ہے وارث کے مہرخ کو صدا اسنکر بڑا تردد ہوا ہے حال اسکے لشکر جمع کرنیکا بیان کیا جائیگا مگر عمرو کا حال سنیے کہ ڈھنڈھورا جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر اپنا کم کردیا اسلیے کہ عمرو بھی صدا ڈھنڈھورے کی سنے چنانچہ خواجہ جس روز سے کہ قید ہوئے بیہوش تھے اب جو ہوش آیا دیکھا کہ اندھیری کوٹھری مین قید ہون جسم پر آبلے پڑ گئے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ زمین مین ہون یا زمین پر یا آسمان پر ہون بشر کی آواز کان مین نہین آتی ہے یہ دیکھکر ازبسکہ بھوکا پیاسا تھا کسوت عیاری سے کچھ میوہ نکالکر کھایا پانی پیا شکر خدا کیا کہ اے پروردگار تو سچا ہے مجھسے وعدہ ہے کہ جبتک موت منھ سے اپنے نہ مانگون اُسوقت تک نہ مرون اسوقت اپنے تئین زندہ گور مین پاتا ہون تو ہی اس ظلمت سے نکال لینے والا ہے اور قید غم سے رہائی دینے والا اسی سوچ مین تھا کہ یکایک ڈھنڈھورے کی آواز سنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ معلوم ہوئی دل سے کہا کوئی تدبیر کرنا چاہیے ابھی فکر مین یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی کیونکہ شاہ نے کچھ دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اسکو بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہیگا تو رہا ہو جائیگا چنانچہ بدستور اول یہ تو مقید ہین اُدھر حسب فرمان شاہ طلسم فیروز شاہ نے فرمان اور نامہ ناظمان و شاہان طلسم کو تحریر کیے اور تیلہ ہاے سحر کو اور طائرون کو دیکر روانہ کیے آمد ان بادشاہون کا بیان ہوگا لیکن جب ملکہ حیرت اور اسکے سردارون نے ڈھنڈھورا سنا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے

آئین اتنے عرصے مین ہم ایک لڑائی ایسی ساکھے کی لڑین کہ جملہ باغیون کا کام تمام کر دین
یہ صلاح ہوتی ہی تھی کہ صنعت سحر ساز ڈھنڈھورا سنکر بارگاہ ملکہ مین اپنے مقام پر سے
آئی ایک سمت سے مصور جو چلہ مین تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے آیا پھر تو اور
بھی ساحران نامی مثل شکوہ زرین قبا وغیرہ کے ملکہ مذکور پاس آکر جمع ہوئے اور کہا
ای ملکہ مقراض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہمشبیہ کوکب نے آکر قتل کیا ہم جانتے
ہین کہ یون ہی قتل عمرو مین بھی رخنہ پڑیگا حیرت نے کہا تم سچ کہتی ہو انھین باتون
سے جی مین آتا ہی کہ خنجر مار کر مر جایئے اور خواہ افراسیاب اجازت دے یا نہ دے قسمیہ
ہو کر نمکحرامون سے لڑنا چاہیے یا تو انکو ہمنے مار لیا یا ہمکو انھون نے مار کر طلسم پر قبضہ کیا ملکہ
شکوہ نے کہا مناسب یہی ہی جو آپ فرماتی ہین ملکہ صنعت نے بال سر کے پکڑ کر سبکی طرف
مخاطب ہو کر خطاب کیا کہ ای لوگو بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی
کے کیا کرنا ہی ساحران عالم کو کیا منھ دکھاؤنگی اگر اس بیغیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور
نکما جیا برے احوال لازم یہی ہی کہ لڑ کر جان دیدون مصور و صورت نگار جو ذلتین کبھی نا
اٹھا چکے تھے اس وجہ سے ہان ہان تو کرتے ہین مگر ٹال رہے ہین انکا یہ قصد ہی کہ عمرو قتل
ہو جائے تو پھر مقابلہ کرین غرضکہ جو جسکے مزاج مین آیا صلاح پذیر ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران
سے اجازت لڑنے کی منگوائین پھر صنعت کی رائے پلٹی اور اسنے حیرت سے کہا کہ ای ملکہ افسوس
ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائین اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہین یہ کبھی نہوگا مین تو اسیوقت
طبل جنگ بجواتی ہون حیرت نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہی اور اجازت نہین ہی
تو پھر کسلیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہی کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہین ہی مگر اتنی بات کا مجھکو
خیال ہمیشہ سے ہی کہ میری بہن ملکہ بہار شریک نمکحرامان ہی اور وہ کسیطرح قتل نہوگی کیونکہ شاہ
جادوان نے بہت کچھ اسکو بتایا ہی اور دوسرے یہ کہ رعد و برق یہ دونون مان بیٹے مرحلہ
طلسم کے ساحر ہین برقہاے طلسم مین سے برق جادو ہی پس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہی
یہ کلام سنکر ایک ساحر نے کہا ای ملکہ آپکی بہن آجکل لشکر مین نہین ہین جانب کوہ آرام گئی
ہین ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا اب رعد و برق رہے انکو پکڑ لینا چاہیے یہ کہکر عیار بچیون کو

طلب کیا اور دربار برخاست کر کے ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب تخلیہ ہوا صنعت نے کہا مین بزور سحر روے ہوا پر اُڑ اکر ونگی ای صرصر تو کسی بہانہ سے رعد و برق کو اکیلے مین لانا مین سحر کر کے غافل کر دونگی اور پکڑ لاؤنگی ملکہ حیرت نے کہا یہان نہ لانا باغ عشرت مین ملکہ جنین جادو رہتی ہین وہان پہونچا دینا راوی کہتا ہے کہ یہ دونون مان بیٹے پہلے ہی سے قید ہو کر جنین کی سپردگی مین رہتے ہین اسلیے کہ ساحر زبردست ہین اگر لشکر مین رہتے تو شاہ طلسم کی فوج ہمیشہ مغلوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر انکو بھی قید سخت مین رکھا ہے اول مین چند بار جو یہ قید ہوئے تو وہ مقام بیان ہو چکے مثل اسکے کہ دختر مصور ۔ الماس پریچہرہ پر رعد عاشق ہو کر قید ہوتا ہے یا یہ کہ مہتر قران دیوانہ بنکر ایک بار چھڑاتے ہین اور کسی مقام پر قید ہونا انکا دفتر مین دیکھا نہین اور نہ انکی کوئی لڑائی دیکھی بہرصورت انکا قید ہونا اول اگر بیان ہو گیا ہے جب بھی یہ قید ہین اور اگر نہین بیان ہو چکا تو اب بیان کیا جاتا ہے کہ صنعت تو بطور مخفی صرصر کے ساتھ ہوئی اور صرصر صورت ایک ساحر کی ایسی بنا کر بارگاہ مین برق کے آئی تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی کھڑے ہین مجھسے انھون نے فرمایا کہ جلد جا کر رعد جادو کو مع اُنکی مان کے میرے پاس بھیجدے چنانچہ مین نے اُنکے حسب ارشاد آپ سے اطلاع کر دی یہ عرض کر کے آپ بارگاہ سے چلی گئی رعد و برق کو خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کام ہے جو مہتر صاحب نے بلایا ہے چلنا چاہیے اور ایسی بے لگاو بات سننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا کیونکہ صرصر پیام دیکر وہان ٹھہری بھی نہین پھر کیونکر اُنکو دھیان عیاری کرنے کا آتا فی الجملہ یہ دونون بارگاہ سے نکلکر کنارے لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکلکر صحرا مین تلاش کرنے لگے صنعت نے روے ہوا سے خاک قرجمشید انپر چھڑکی کہ یہ دونون بیہوش ہوئے صنعت نے بزور سحر ایک تخت بنایا اور دونون کو اُسپر ڈالکر روانہ ہوئی اور باغ عشرت مین لیکر آئی یہ باغ افراسیاب کا بنوایا ہے کئی مقام پر تعریف اسکی تحریر ہوئی ہے ملکہ جنین کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر آئی ہے تو بادشاہ نے اُسکا رتبہ ایسا کیا ہے کہ اس باغ مین رکھا ہے اور اول بیان ہو چکا ہے کہ مجلس نے تپلا اسکی گرفتاری کو بھیجا تھا وہ تپلا شاہ جادوان کے ہاتھ سے مارا گیا اُس روز سے

اِسکو باغ عشرت مین بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لیجائے حاصل امروہ ایک نہر کے کنارے بیٹھی مشغول میخواری تھی کہ صنعت پہونچی اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اِسنے اُن قیدیون کو اُسکے سپرد کیا اُسنے اُٹھکر اپنا سحر قیدیون پر کرکے کہا آپ ٹھہریے مین آتی ہون اور تخت جسپر قیدی تھے اُسکو اُڑا کر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب آکر دونون کو تخت پر سے اُتارا اور خوب سحر سے بےبس اُنکو کرکے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلین اُڑکر قریب قیدیون کے آئین اُن سلون سے حکم دیا کہ اِن مجرمون کو کمر تک نگل لو سلین فوراً شق ہوگئین اور پائون سے کمر تک یہ دونون اُن پتھرون مین سما گئے ساحرہ اپنے سحر کا حصار گرد اُس درۂ کوہ کے قائم کرکے باغ مین آئی اور صنعت کی خاطر و تواضع مین مشغول ہوئی مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ مین لڑنے باغیون سے جاتی ہون طلسم مین یہ ماجرا گذرا ہے اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہے غرضکہ وہان سے روانہ ہوکر بارگاہ ملکہ حیرت مین آئی تمام کیفیت معرض بیان مین لائی اور کہا اب دیر نکیجیے اِن نمک حرامون کو مار لیجیے ملکہ نے کہا تم مختار ہو جو چاہو کرو یہ سنکر اِسنے ایک نارنج مارا وہ زمین پر گرکر شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلا نکلا اُس پتلے سے اِسنے حکم دیا کہ گنبد نور سے تا پشتۂ فنا اور کنارے تک دریاے خون روان کے میرا لشکر پڑا ہے وہان جاکے پانچ لاکھ کا لشکر تیار کرا کر یہان لے آ پتلا یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور اِسکے لشکر مین پہونچکر پکارا کہ اے افسران فوج ملکہ صنعت نے پانچ لاکھ کا لشکر طلب فرمایا ہے ایسی آواز اِس پتلے کی دراز تھی کہ تمامی لشکر نے اُسکی صدا سنی اور جلد جلد کمربندی فوج مین ہوئی ساحر اژدر و گاو و خنزیر پر سوار ہوئے بعض ہوا مین اُڑنے لگین ترسول نیسول چمکنے لگے سامری کی جے کا غل تا بفلک پہونچا ہزارہا نارنج و ترنج جو ایکبار اُچھالکر ساحرون نے روکا تو یہ معلوم دیا کہ گولہ انداز فلک نے باڑھ گولون کی ماری ہجوم کا دھوان بلند سحر کی بجلی چمکتی توپخانہ مین دہر کے رنجک اُڑتی ابر سرخ روے ہوا پر چھایا ہوا ازدکا میدان سامنے جو تھا آتش بہار نظر آتا چار سمت سے جو ابر سیاہ اُٹھا قلعۂ آہن بنگیا تھا اِسیطرح عجائبات سحر کے نمایان کہین بدلی کہین غبار آفتاب تابان گوگل مرچین لونگین کافور صندل جلتا اژدر پھنکارتے سانپ ہر ایک زہر اُگلتا ساحرونکا تو یہ حال نبرد آزمایان عرصۂ قتال کی ایک سمت مورچال وہ خنجر و شمشیر کی چمک دیدۂ ترک فلک کو

جاتا

خیرہ کرتی چراغ خانۂ تن کو تیرہ کرتی اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردون کے پار غرضکہ بڑے جوش و خروش سے مثل بحر غضب و سیل فنا یہ لشکر روان تھا اور کچھ ہی عرصے مین یہان سے وہان تھا یعنی قریب بارگاہ حیرت بے نشان تھا ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر میرا آگیا خود بھی تخت اژدہون پر اپنا کھنچوا کر سوار ہوئی اور شام ہونیکا بھی انتظار نکیا کہ طبل جنگ بجواتی آہستہ آہستہ سمت لشکر مہرخ چلی اور جب قریب اُس فوج کے پہونچی نفیر سحر و قرنا ے جنگی اور دہل و طبل کا شور گوش ہمایون مہرخ مین پہونچا اِس عرصہ مین طائران سحر نے خبر دی کہ اے ملکہ فوج دشمن سر پر آگئی ملکہ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا غازیان صف شکن بعجلت تمامتر تیار ہوئے سرداران لشکر بارگاہ سے نکل آئے خیام و خرگاہ مین ہلچل پڑ گئی بازارین بند ہو گئین بعض مقام پر تو بھگدڑ پڑی مہرخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئی اِس عرصے مین صنعت کے حکم سے اُسکے لشکر نے اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور اِسکے آنیکے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا یہ بھی کئی لاکھ سے چلا تھا حیرت بھی سوار ہوئی تھی یہ دونون بھی بجمعیت کثیر آ پہونچے اور دو طرف دو راہون کو روک کر کھڑے ہوئے چار طرف سے بزنید و بکشید کی صدا بلند ہوئی صنعت تیغۂ سحر پکڑ کر پانچ لاکھ سے لشکر مہرخ پر جا گری اُسطرف سے مہرخ بھی مع فوج بڑھکر غٹ پٹ ہو گئی اتنو لگے ابر کے آنے لگے پیکان تیر و مار و عقرب برسانے لگے ناریل ترنج سینون کے پار جانے لگے مہرخ پر صنعت نے ایک بیضہ سحر کا مارا وہ نارنج پھٹا ہزارہا شعلہ اُسمین سے نکلا اور لشکر مہرخ پر گرا اُسنے سحر پڑھکر کہا کہ دشمنون کو یہ آگ جلائے اور ہمارے دوستون پر پانی ہو جائے یہ کلمہ الیاس پر تاثیر تھا کہ وہ آگ ہٹکر فوج صنعت پر جا پڑی ایک لاکھ ساحر جلنے لگا صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر گھر آیا اور برسنے لگا وہ آگ بجھی اُسوقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا مارا صنعت نے خالی دیکر ترنج مارا مہرخ کا شانہ زخمی ہوا اتنو ساحر سے ساحر بھڑ گیا مہرخ نے پھر سحر پڑھا کہ تیر برسنے لگے صنعت نے سپر سحر کی پیدا کین ہر سمت گولے ناریل ماش کا چھرا سوئیون کے گچھے چلنے لگے مہرخ نے گچھا سوئیون کا مارا کہ سترہ سو پیکان آبدار کا گچھا پیدا ہو کر فوج پر گرنے لگا جسکے وہ پیکان لگتا سینے سے پار نکلجاتا فوج دس بیس قدم اِدھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی اُدھر کی پسپا ہوتی ہے لاش پر لاش مردہ پر مردہ گر رہا ہے دریا خون کا بہتا ہے ساحر مچھلیون کیطرح

تڑپتے ہین مہرخ ویاقوت وسرخمو ومخمور وغیرہ کے خون کنپٹیون سے بہ رہا ہی قبضۂ شمشیر ہاتھ
مین جم گئے ہین سرخمو اور نافرمان وغیرہ نے غول مین گھسکر ایسے تاریخ ترنج مارے ہین کہ سو سو دو دو سو
کا ایک ہی ایک وار مین کام تمام کیا ہی اُدھر سے صنعت وغیرہ بڑھتی چلی آتی ہین نقارون پر
چوب پڑتی ہین نقیب للکار رہے ہین کہ ع رزم کا دن ہی نام کر جاؤ * زندگی ہی کہ لڑ کے مر جاؤ
دلیرو جوانو بہادرو آج کا دن ہی نمک حلالی کر جاؤ مار لیا ہی شیرو یہ معرکہ تمھارے ہی ہاتھ ہی نہ گھبرانا
تیغ وظفر کا ساتھ ہی تلوار کٹار چل رہی چیلین منڈلا رہی ہین کسیکا سر اُڑ گیا کسیکا بازو کٹ گیا
پانوں کٹا دریاے خون مین سرخ سرخ مچھلیان تڑپتی نظر آتی تھین اعضاے تن کی یہی حالت
تھی سر کچھوون کیطرح تیرتے تھے مرکبون کے سم خون مین غرق دم بھر مین جدا گردن وفرق اس
لڑائی مین صنعت نے ایک ناریل سبز رنگ چوٹی دار اپنے جوڑے سے نکالا اُس ناریل کو دیکھکر
ملکہ طاؤس نے مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ اس ناریل سے کنارا کرو یہ باغ جمشید کا ناریل ہی ملکہ
نے کہا ہرچہ بادا باد جمشید کے باغ کا ہوگا تو کیا کر لیگا اس عرصہ مین وہ ناریل اُسنے چرخ دیکر مارا وہ
شق ہوا کئی ہزار پتلا اُسمین سے نکلا اور بڑھکر مثل انسان ہو گیا تلوارین ہاتھون مین لیکر ہر ایک
آگے بڑھا صنعت نے حکم دیا کہ ای پتلہاے سحر جاؤ دشمنون کو قتل کرو یہ سنکر ایک ایک نعرہ زن
ہوا کہ منم غلام جمشید اور تلوارین مارتا ہر ایک چلا جسکے تلوار ماری دو ٹکڑے کیا تاریخ ترنج تلوار اُنپر
پڑنے لگی مگر کچھ اثر نہین کوئی پتلا نہ مارے مرتا ہی نہ کاٹے کٹتا ہی مہرخ نے جو یہ ماجرا دیکھا فوج کو للکارا
کہ ہان لینا جانے نہ دینا اور آپ ایسا سحر کیا کہ کتل آسمان پر سے برسنے لگے مخمور نے سحر کرکے
گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے اب تو مشکلین ہو زلف کھولکر آگے بڑھی طاؤس
ولرزان وزلزلہ ونافرمان وہلال سحر افگن تیغہاے سحر لیکر غول مین در آئین اور نعرہ
مہرخ سے ساحر مرکبون پر سے کود پڑے کہین خنجر چلنے لگا کہین کٹار چلنے لگی قرولیون کے گھونسے چلتے
تھے کہین کشتی ہوتی تھی ناریل ناریج اُچھلتے تھے سحر کی لاگین اور چوٹین چلتی تھین نیزہ باز عدو کو کباب
بالاے سیخ بناتے تھے ایکطرف سحر کے جانور باہم گتھ گئے تھے شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی اژدر سے
اژدر لڑ رہا تھا شور دار و گیر برپا تھا فوج اندی ہوئی تھی ہزارہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی فوج مہرخ
ازبسکہ قلیل تھی اور پتلے سحر کے قتل نہو سکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے بدینوجہ اسکی فوج نے

گھونگھٹ کھایا۔ بگدر پڑی بارگاہ چھوٹ گئی بازارین لٹنے لگین غول کے غول بھاگے جدھر جسکا منھ اٹھا چل نکلا مصور نے نعرہ مارا کہ خبردار جانے نپائین فوج نے تعاقب کیا یہان تو یہ ماجرا ہی لیکن عیار ہمیشہ آفت مین لشکر سے نکلجاتے ہین اور قران تو جنگل مین رہا ہی کرتا ہی اُسنے جو نعرۂ مبارزان سنا اور شور و غوغا جو زیادہ ہوا تو اُسنے قلہ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر ہماری جانب کا قتل و غارت ہو رہا ہی کوئی بچتا نہین نظر آتا ہی یہ دیکھکر زار زار رویا اور برہنہ سر کرکے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگا آخر پہاڑ پر سے اُتر کر ایک سمت کو صحرا مین بھاگا تلاش گل مراد کرتا جاتا تھا رحم خالق جزو کل خضر راہ بنا کہ اِسکا گذر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درہ مین پہونچا کبھی ایسا کوہ بلند اِسکی نظر سے نگذرا تھا وہان دیکھا تو رعد و برق کو کمر کمر پتھر مین غرق پایا اُنسے پوچھا کہ یہ کیا تمھارا حال ہوا انھون نے بھی اِس عیار کو پہچانا اور کہا ای مہتر عالی گہر ہمارے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہی اور ہم قید مین جنین کے ہین ایک ایک روٹی جو کی اور کوزۂ آب ہمکو ملتا ہی قران نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا انھون نے کہا اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے قران نے کہا پھر وہ جنین قحبہ کہان ہی انھون نے کہا اِس باغ مین جو سامنے ہی عیار مذکور اِنسے پتا معلوم کر کے ساحر کی ایسی صورت بنکر چلا اتفاقاً باغ عشرت مین جنین نہ تھی اُسنے متصل اِسی باغ کے ایک باغ اور نیا بنوایا ہی کسلیے کہ باغ عشرت مین یار کو اپنے بغیر حکم شاہ طلسم نہین رکھ سکتی ہی شاہ نے صرف اسیکے رہنے کی اجازت دی ہی اور کوئی رہ نہین سکتا ہی اِسوقت اسی نئے باغ مین وہ گئی تھی اور تخلیہ تھا یار کو اپنے بلا بھیجا تھا کہ قران بھی اُسی باغ کے دروازے پر آکر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب باتمکین کا ہی اُسنے کہا ملکہ جنین کا اِسنے کہا اگر تم کہو تو ہم جائین نوکری کی تلاش مین آئے ہین شاید تقدیر لڑ جائے اور ملکہ رکھ لین تو تمھاری بدولت روزگار ہو جائیگا بال بچے ہمارے دعا دینگے دربان نے کہا دوسرے دروازے پر جاؤ ہمین حکم نہین کہ ہم جانے دین قران سنکر وہان سے چلا اور ایک سمت اُس باغ کے بنگلہ بنا تھا اُسکی دیوار چھوٹی تھی یہ سمجھا کہ دوسرے دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دیگا اور اِس جانے آنے مین عرصہ بھی ہوگا اِدھر سے چلکر اپنا کام کرو یہ سوچکر اُس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھکر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا پھر چبوترہ

سنگ سرخ کا بنا تھا فرش بکلف اُسپر بچھا تھا ملکہ جنین اُسپر بیٹھی تھی اِسنے جھک کر اُسکو سلام
کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو اِسنے کہا ملکہ ہم بھی جادوگر ہین سامری کے نام لینے والے مان باپکے
بدولت خوب عیش و آرام کیا سب دولت لٹادی بڑے جین کیے اب محتاج ہوگئے مجبور ہوکر
نوکری کو نکلے آپکا نام سنکر آئے ہین اگر آدھ سیر آٹے سے لگجائینگے سرکار کا بول بالا منائینگے
جنین نے یہ کلام سنکر کہا اچھا ہمنے تجکو نوکر رکھا یہ کلمہ جیسے ہی اُسکی زبان سے نکلا ویسے ہی زمین
شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ ای ملکہ یہان نوکر رکھنا کیا باغ عشرت مین نوکر رکھ
لیجیے گا آپ تو نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین نوکر رکھ لیتی ہین جنین یہ سنکر کچھ سوچنے لگی اسیمین
قران نے کہا یہ بھی قسمت کی خوبی کہ تیسرے فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے
نیش زنی کی جنین نے کہا اچھا باغ سحر مین آنا یہان سے کچھ دور نہین ہے نوکری ہو جائیگی
قران چند قدم وہان سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا کہ اری پتلی تو نے مجکو جھوٹا دغاباز سمجھا میرے
باپ نے ایسی ایسی ہزار ہا پتلیان بنا کر توڑ ڈالین تیری کیا حقیقت ہے یہ سنکر جنین نے کہا ای پتلی
اگر تجکو اِس ساحر پر عیار کا شبہہ ہے تو بلا کر ہاتھ سونگھ اگر عیار ہے تو پکڑ لینگے اور جو نہین ہے تو نوکر رکھینگے پتلی
نے کہا اچھا جنین نے کہا میان ساحر اِدھر آؤ پتلی کو ہاتھ دکھاؤ قران جھپٹکر جنین کے قریب
آیا اور کہا ای ملکہ پتلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہے اور مین بڑا عالی خاندان
ہون یہ کہکر ایک کاغذ نکالا کہ مکتوب کیطرح لپٹا تھا وہ اُسکے ہاتھ مین دیدیا اُسنے کھولنا اُس
مکتوب کا شروع کیا اور کہا عنوان لکھنے والے نے بہت چھوڑا ہے غرض جب بہت سی تہین
کھولین ایک مقام پر کچھ لکھا دیکھا وہ بغور اُسکے پڑھنے مین مشغول ہوئی اُسمین نعرہ قران کا
لکھا تھا وہ پڑھنے لگی ع منم مہتر قران شیر زمانم + اِدھر پہلو پر عیار مذکور کھڑا تھا اُسنے بغدہ
کھینچکر کھوپڑی پر لگایا پتلی جو پاس کھڑی تھی کہتی تھی ارے کیا کرتا ہے ہاتھ دکھا اِسنے کہا ہاتھ
کیا دیکھیگی ہاتھ کی صفائی دیکھ غرض بغدہ جو سر پر پڑا مغز اُسکا پراگندہ ہوکر دور گرا اور وہ
اُچھلکر زمین پر گری اور سرد ہوئی آوازین آنے لگین کہ مارا مجکو نام میرا جنین جادو تھا کوہ
و بیابان مین آگ لگی مکانات پھٹ گئے تڑاق پڑاق چھتین اُڑنے لگین سحر کی نمود بے بود باطل
ہوگئی دربان ساحران ملازم دوڑے قران جست کرکے بھاگ گیا پتلی وغیرہ جلگئی درہ کوہ مین

رعد و برق چھوٹ گئے اور لمحہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق و توانا ہوکر اُٹھے تھے کہ مہتر قران
بھی آکر پہونچا اور ہمراہ انکے روانہ ہوا یہ دونون طرفۃ العین مین قریب جنگاہ پہونچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھکر
رعد زمین مین پانون مارکر سمایا اور فوج مخالف جو عقب مین قتل کرتی آتی تھی اُسکے بیچ مین
نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہوکر گرا اوپر سے گڑگڑ گڑگڑ کی آواز آئی اور برق
جادو بجلی بنکر جو گری خرمن ہستی کو جلا کر پھر بلند ہو گئی اور آڑی ترچھی ہوکر ہر سمت گرنے لگی رعد
نے چیخنا شروع کیا حیرت نے شکوہ زرین قبا سے کہا کہ بڑا غضب ہوا رعد و برق چھوٹ
آئے یہ وہ بلاے بے درمان ہین کہ جہان فتح نہوتی تھی افراسیاب اُس مہم پر انکو بھیجتا تھا اُس
گفتگو مین جتنا عرصہ ہوا اتنی دیر مین ہزارہا ساحر جلکر ڈھیر ہو گیا ہر چند صنعت نے ان دونونکا
رد سحر چاہا ممکن نہوا اُدھر بھاگی ہوئی فوج مہرخ کی پھر پڑی لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا اس اثنا مین
رعد جادو کو یاد آیا کہ جب مین شہر داؤدیہ مین خداوند داؤد کے سجدہ کو گیا تھا تو انھون نے
تھوڑی خاک اپنی اگیاری کی عنایت فرمائی تھی خاصیت اُسکی یہ بتائی تھی کہ کیسا ہی ساحر
زبردست یا رویئن تن بزور سحر ہو یا مالک مرحلہ یا صاحب تحفہ طلسم یا پتلا سحر کا ہوگا اس خاک کو
اُسپر پراگندہ کرنا وہ جلجائیگا پس اُسنے زمین مین سماکر اپنے تئین غول مین اُن پتلون کے جو صنعت
کے ناریل سے نکلے تھے پہونچایا اور اُدھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ تیرے پتلے کسی سے مارے
نجائینگے تو اُنکو حکم دے کہ سب ایکبار مجتمع ہوکر جب رعد زمین سے نکلے تو اُسپر جا پڑین اور
اُسکو اسیر کرلین دوبارہ مان کو بھی اُنکی اُسیطرح پکڑین چنانچہ ایسا ہی کچھ پتلون کو حکم دیا وہ سب
ایک جگہ اکٹھا ہوکر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائین اسی اثنا مین رعد زمین سے
نکلا اور اُن سبکو ایک مقام پر جمع دیکھکر قدرت نمائی کارساز حقیقی سمجھا اور جوڑے سے پڑیا نکالکر
خاک اُنپر چھڑکی وہ پتلے اِسکے پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جو اُنپر پڑی جسم طلسمی مین اُنکے آگ لگی
تلوون مین تجھی تلوون کی لگی سر مین بجھی دھڑ دھڑ جلنے لگے بڑی تقویت لشکر حریف کو اُن پتلونکی
تھی اُنکے جلنے سے فوج کے پانون اُٹھے فتح کی شکست ہوئی ہر چند صنعت و مصور وغیرہ
نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رُکتی ہے دل ہار چکے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا اِس عرصہ مین رعد
قریب تخت صنعت جا کر نکلا اور چیخ ماری گرد و پیش تخت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش ہوکر

گرے اور صنعت ازبسکہ ساحر زبردست ہی بیہوش تو نہوئی مگر جھوم گئی اوپر سے برق
گڑگڑا کر گری ساٹھ ستر پنجہ سیر بن لیکر سر پر سایہ فگن ہوا مگر برق نے سیر دن اور پنجون سبکو
جلایا صنعت جلدی مین سمٹکر تخت کے ایک گوشے پر ہوگئی بجلی جو تخت پر گری تخت کٹا اور
وہ اژدر جنپر تخت کھنچا تھا سب جلگئے تخت جو الٹا صنعت بھی اوندھے منھ گری بہت چوٹ
لگی لوگون نے اٹھا کر ہوادار پر لٹایا اور لیکر بھاگے دوبارہ رعد لشکر مصور مین جاکر چیخا
ہزارہا کے کان کے پردے پھٹ گئے اوپر سے بجلی نے گر کر ہزارون کو جلایا آٹھ نو سو جادوگر
جھلس گیا حیرت نے شکوہ سے کہا اب یہان سے چلو اسوقت کچھ تدبیر نہوسکیگی یہ وہ بلا ہی
کہ شاہ جادوان بمشکل انکو روکتا ہی یہ باتین ہی تھین کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی ہزار بارہ سو
ساحر ہلاک ہوا حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی تمام مصاحبین اسکی کمر سے لپٹ گئین اور کہا
ای خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زبردست ہوتے اُنسے آپ لڑتین یہ جنگ مغلوبہ ہی
سامری جانے کیا آفت آئے آپ بچائیے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا
تو فوج بھاگ چکی پھر فتح یہ لڑائی نہوگی اس فہمایش سے ملکہ مذکور رکی اور آخر کار لوگ اسکو
سمجھا کر بھگا لیچلے اُدھر مصور کو صورت نگار زوجہ اُسکی پھیر کر لیچلی ان سردارون کا چہرہ
قتال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی اُدھر گلستان خزان دیدہ مہرخ مین پھر
بہار آئی نسیم فتح نے نہال رایت نصرت کو جنبش دی دشمنون کو لبان سبزہ پامال کیا
برنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا ہر طرف لاشین سبزہ نمط بچھی تھین آنکھین نرگس آسا
کھلی تھین چشم حسرت سے دیکھ رہی تھین کہ پلک مارتے کیا سے کیا ہوگیا سنبل کیطرح ہر
لشکری پریشان و زار کسیکو اُلجھنے کی بھی طاقت نہین نظرون مین ذلیل و خوار دل ہی
دلمین خار کھاتے برگ شجر کیطرح کف افسوس ملکر پچھتاتے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے نپاتے
جدھر نگاہ جاتی زخم تن پر گلون کیطرح کھلے تھے لالہ وار داغدار نظر آتے سرو کی صورت باغ
زندگی سے آزاد تھے حاصل مرام لشکر مہرخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری
گلشن شجاعت مین فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے نہ دیا باغبانان نہال قامت نوجوانان
کاٹ چھانٹ کرکے برابر کردیا سر تراشی کرنا شروع کی دلون پر بجلی ڈالدی بوستان جوہر

تیغ کی بہار دکھائی نظم
لکھے کیا جو اُس فوج کا حال تھا
تو تھی نخل قامت پہ آری لگی
برادر کا لاشہ اُٹھاتا کوئی
کہ ہی ہے جوان مرگ میرے پسر

صریرِ قلم ہے منشی کی صدا
تبہ جان واسباب اور مال تھا
کسیکے روان جسم سے جوئے خون
پدر کی لیے نعش جاتا کوئی
ہوا سر مین نخوت کی تھی جو بھری

قلم فوج دشمن پہ ہے حشر بپا
کسیکے جو تھی تیغ کاری لگی
کوئی خاک مین ہوکے بسمل تڑپ
کوئی پیٹتا نعش فرزند پر
تو یون فوج بھاگی کہ آندھی چلی

آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل وخوار ہوکر روبفرار لایا ان شجاعت شعارون نے بڑی دور تک انکے اسکا تعقب بچھوڑا اب وہ بھاگ کر پڑاؤ پر پہونچے اُسوقت مارنے سے ہدگایا بہتر سمجھکر مہرخ نے طبل بازگشت بجوایا اور بفتح وفیروزی مراجعت فرماہوئی برق ورعد پہ سے بہت زرنثار کیا فقیرون کو مالدار کیا لاشین اپنے لشکریون کی اُٹھائین اور دفن کرائین بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر مین بازارین کھلین مبارزون نے بستر پر آکر کھولی سردار ہر ایک داخل بارگاہ ہوئے اُدھر ملکہ حیرت بخاطر رنجور بارگاہ مین آئی بھگیلے سب جمع ہوئے صنعت بھی آئی ملکہ مذکور کی حالت تباہ پائی آنکھون مین آنسو بھرے دیدۂ نرگسی شبنم اشک سے مملو گریبان چاک لب پر آہ سوزناک صنعت ہرچند کہ زخمی اور اپنے درد مین مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی کہ واری اس شکست کا رنج نہ کیجیے آخر یہ نمک حرام کہان بچکر جائینگے اور کبتک آفت ڈھائینگے جب شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر مین فنا ہونگے شہنشاہ نے طرح دے دیکر انکو یہ قوت دیدی اچھا دیر آید درست آید کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتون کا جوابدیا کہ تم سچ کہتی ہو لیکن مجکو اب تاب نہین ہے کل مین شہنشاہ سے جاکر رضاے حرب لونگی اگر اجازت دی بہتر ورنہ اپنی جان دونگی میرے اوپر دانہ پانی حرام ہے جبتک تمھی اُون کو مار نہ لون صنعت نے کہا یہ بھی قدرت کا کھیل ہے تقدیری امور ہین کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی کیا وقت پر رعدو برق آئے نہین معلوم یہ چھوٹے کیونکر حیرت نے یہ سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا اسمین لکھا تھا کہ بیک ضرب مہتر قران کار جنین تمام شد شکوہ کو اس عبارت کے سننے سے پسینا آگیا

یہان تو یہ چرچا ہی وہان رعد نے مہرخ سے کہا کہ ہماری جان بحکم خدا قران نے بچائی مہرخ نے کہا اللہ ہم ایسے گنہگار ہین کہ ہماری بارگاہ مین بھی مہتر صاحب نہین آتے

قران بھی اسوقت موجود تھا اسنے کہا ایسی کون عیاری عمدہ کی اس ساحر زبردست کو مارا
جو بارگاہ مین تمھاری بیٹھون ملکہ نے کہا کوئی دم تو ٹھہر جایئے اسنے کہا مین حاضر ہون ملکہ نے
ایک فنگل یاقوت کا قریب کرسی خواجہ عمرو بچھوا دیا اور کہا تشریف رکھیے مہتر بدگور کی عادت نہین
جو بیٹھے بارگاہ سلیمانی مین بھی جو آتا تھا تو خشت زرین پر کھڑا رہتا تھا اسوقت بھی برابر اس فنگل
یاقوت کے ٹہلنے لگا مہرخ نے کہا بیٹھ جایئے برق عیار نے کہا اے ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہین چلے
جاوینگے اس اثنا مین شراب کا جام ساقی نے ملکہ کو دیا ملکہ نے قران کو وہی جام عنایت کیا اسنے
کسوت عیاری سے گلابی نکالکر شراب پی اور وہ جام نہ پیا دفتر اول نوشیروان نامہ مین مذکور ہے
کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہے لڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہوئے
اور وہ دختر انسے منسوب بھی ہوئی جب پدر انکا انتقال کر گیا تو چچا نے انکی طرف سے سلطنت کرنا
شروع کی مگر دلمین فتور آیا بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر بدگور کو قتل کرنا چاہا انھون نے
صحرا مین جا کر پھانسی لگائی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی روح مقدسہ نے آکر نظر کردہ کیا اور
فرمایا جاکر عمرو کا شاگرد ہو خدا تعالی تجھے مجاہد فرمائیگا کبھی تو قید شب بھر کسیجگہ نرہیگا اور جب شب بھر
قید رہیگا تو قضا تیری آئیگی اب جا چچا تیرا سلطنت تیرے باپ کی دیگا دختر کی اپنے شادی کر دیگا
قران وہان سے سامنے اپنے چچا کے آئے اسنے سلطنت انکو تفویض کر کے اپنی دختر کا ان سے عقد
کیا انھون نے شوق مین عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھون روپیہ خرچ کر کے بانہ عیاری کے
بنوائے اور خدمت خواجہ عمرو مین آکر شاگردی اختیار کی منجملہ ان بانہ ہاے عیاری کے جو بنوائے
تھے ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر شراب مین بیہوشی یا کسیطرح کی آمیزش
ہو اور اس گلابی مین وہ شراب رکھی جائے تو رنگ اس شراب کا بدلجائیگا اسنے اسمین بنا بر احتیاط
شراب پینا اختیار کی ہے فی الجملہ اسوقت بھی اسی گلابی سے شراب پی جب نشہ ہوا ایک مرتبہ
افسوس کر کے رو دیا مہرخ نے کہا کیون اے مہتر دلا گھر کیا ہے برق عیار نے کہا خواجہ کو یاد کیا
ہے یہ سنتے ہی جتنی جادوگرنیان تھین سبکو سناٹا آگیا اور گلعذاران یاسمن پیکر ساحرہ جو تھین انکے
کاسہ چشم پرنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہوگئے گلستان حسن مین اشکون سے آبیاری ہوئی
قران نے نسیم اسا آہ سرد بھری اور کہا لعنت ہے ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہو جانیکا ہمکو غم

بھی ٹھگیا اور ہم سے کچھ نہو سکا اچھا ای ملکہ خدا حافظ یہ کہکر جست کرکے سراچہ بارگاہ پر آیا اور دشت صحرا چلا گیا بعد اسکے جانیکے کچھ دیر تو سب اہل بارگاہ رویا کیے پھر ساقیان گلعذار جام صبوح لیکر آئے اور شراب پلانے لگے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن مہتو برق بھی قران کے پیچھے بارگاہ سے روتا ہوا چلا گیا جب عیارون سے وہ مقام خالی ہوا صرصر عیارہ ساحرہ کی اپنی صورت بنکر دربارگاہ پر ٹھہری ہوئی تھی بخوف عیاران اندر نہ آئی تھی اب داخل بارگاہ ہوئی اور حسب دستور عیاران خبر یہان کی دریافت کرنے لگی اسی اثنا مین اسکو خیال آیا کہ اسوقت عیارون سے یہ مقام خالی ہی بن پڑے تو رعد و برق کو پکڑ لیجاؤن کیونکہ انھون نے لڑائی بھی فتح کی ہی ملکہ حیرت انکے گرفتار کر لیجانے سے بہت خوش ہوگی اور تیرا رتبہ زیادہ کریگی اور اگر یہان بیٹے دونون نہ ہاتھ آئین تو ایک ہی کو لیچل کیسلیے کہ دو مین ایک نہوگا تو دوسرا بھی بیکار ہو جائیگا ظاہر ہی کہ رعد چیختا ہی اور بیہوش کرتا ہی یہان اسکی بجلی بنکر گرتی ہی پھر اگر ان نہولی تو خالی بیہوش کرنے سے کیا فائدہ ہی اور یہ بھی سوچی کہ جہانتک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لیچل کہ یہ بجلی بنکر اکیلی بھی کام دیسکتی ہی یہ تو اس سوچ مین تھی وہان حسب اتفاق برق جادو نے جو شراب پی تھی اسکو خوب نشہ ہوا اسلیے کہ یہ قید سے چھوٹکر آئی ہی بہت دنون کے بعد جو شراب خواری کی نہایت بدمست ہوگئی دل سے سوچی کہ بارگاہ مین بادشاہ لشکر کے سامنے ترا تا یا بری حالت ہونا خلاف ادب ہی تو یہان سے اٹھ جا اور کچھ ترشائی وغیرہ کھاکر اپنی بارگاہ مین ٹھہر کر جب نشہ کم ہو اسوقت دربار مین آنا ورنہ سب لوگ تجکو کم ظرف کہینگے یہ سوچکر اپنی جگہ پر سے اٹھی کنیزین جو ساتھ چلین انکو بھی منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ مین ابھی آتی ہون یہ اسلیے کہ کوئی یہ نجانے کہ دربار سے بسبب زیادتی نشہ رخصت ہوگئی حاصل مرام جب یہ اپنے مقام پر سے اٹھی صرصر پہلے سے باہر بارگاہ کے نکلگئی اور ایک مقام پر راہ مین ٹھہری تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہونچی عیارہ نے کہا بلاؤن نشہ آپکو بہت معلوم دیتا ہی برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسیکی کنیز یا ملازم ہوگی سمجھکر اسنے کہا ای نیکبخت تیرے پاس ادرک ہو تو دے اور نہین تو دوڑ کر بازار سے لا مین تجکو انعام دونگی اسنے کہا قربان گئی مین ابھی لائی یہ کہکر چند قدم جاکر ادرک بیہوشی آمیز کسوت سے نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور پاس آئی کہا لیجیے یہ حاضر ہی اسنے وہ لیتے ہی کھالی اور پکاری کہ اٹھو

روکنا مجکو جلد آتا ہی عیارہ نے ہاتھون پر روک کر گود مین لیا اور از بس کہ بیچ لشکر مین یہ عالم
گذرا تھا وہان سے لیجانا باندھکر مناسب نہ سمجھی اور اُسکو بارگاہ مین اُسکے لاکر پلنگ پر لٹا دیا
چونکہ کنیزین تو اُسکی بارگاہ شاہی مین تھین یہان تنہائی تھی عیارہ نے اور ملازمون کو اندر
آنے سے منع کرکے بارگاہ کے سراپچہ گرا دیے پردے مین تکمہ لگا کر شتارہ مین اسکو باندھا
اور پشت کی جانب سے سراپچہ چاک کرکے نکلی راہ کاٹکر چھپتی اُٹھتی بیٹھتی لشکر سے نکلکر سیدھی
بارگاہ حیرت مین آئی یہان تو پہلے ہی مشورہ ہو رہا تھا کہ شاہ طلسم سے جاکر اجازت حرب
لین چنانچہ حسب مشورہ حیرت وصنعت وشکوہ وغیرہ طاؤس ہلالے سحر پر بیٹھکر چلین صرصر جو
بارگاہ مین آئی سنا کہ ملکہ شہنشاہ پاس گئی ہین یہ سنکر وہان سے پھر کر اپنے خیمہ مین آئی اور
صبا رفتار و تیز نگاہ خنجر زن سے کہا مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون افسوس ہی کہ ملکہ حیرت
نہین ہین اُنھون نے کہا ہمنے سنا ہی کہ صنعت نے قسم کھائی ہی کہ جب رعد و برق قید ہونگے
مین فوراً سر انکا کاٹ ڈالونگی پس اُنھین کی بارگاہ مین اسکو لیجایے اگر وہ ملکہ کے ساتھ نہ گئی ہونگی تو
سر کاٹ لینگی صرصر نے کہا مجکو خوب معلوم ہی کہ وہ بھی نہین ہین یہ کہکر برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ
مصروف حفاظت ہوئی اُدھر حیرت وغیرہ جو روانہ ہوئی تھین ایک پہاڑ پر پہونچین اور اسم سحر پڑھکر
دستک دی پنجہ پیدا ہوکر انکو اُٹھا لیگیے شاہ جادوان کوہ فیروزہ پر بیٹھا ہوا انتظام قتل کرنے عمرو کا
کر رہا تھا کہ پنجون نے انکو لاکر پہونچایا انھون نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے پریشان حیرت کو
دیکھکر پوچھا کہ ای ملکہ کیون مزاج تمھارا کیسا ہی ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا کہ دعا کرتی ہین
شاہ نے کہا نہین کچھ تم سست بولتی ہو یہ سنکر شکوہ نے کہا ای شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو
دشمنون کے ہاتھ سے ناک مین دم ہی آپ نے مقراض وسمندر کو بھیجا تھا اُنھون نے کام
دشمنون کا تمام کر دیا تھا شاہ کوکب یا اُسکا ہمصورت آگیا اُسنے سحر کیا کہ آپکے ساحر آپسمین لڑکر
مر گیے ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا یہ چڑھ دوڑین سبکا کام تمام کر چکی تھین کہ رعد و
برق آگیے آفت آسمانی کی خبر نہ تھی بنی لڑائی بگڑ گئی شکست فاش ہوئی تین لاکھ ساحر
ہماری طرف کے مارے گیے پانچ ہزار ساحر مصور کا جلگیا اب ہمسے ان ذلتون کی برداشت
نہین ہو سکتی آپ نے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہی کہ تم ہرکس وناکس کا مقابلہ نکرنا اِن ناچیزون سے

کہ تمھارے قابل نہین ہین نہ لڑنا بہواب یا تو اجازت حرب دیجیے یا ہمکو حکم دیجیے کہ اپنی جان بدین شاہ نے
کہا مین منادی کرا چکا ہون عمرو کو قتل کر کے ہلاک کرڈالونگا تم گھبراؤ نہین اور اگر تمکو بہت
ہی غصہ ہے تو مین تمھاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہون تم جاؤ مین ملکہ کج ابرو
خنجر زن کو بھیجونگا وہ رعد و برق کا علاج کریگی اور ای حیرت تم لڑنیکا ارادہ نکرنا جبتک
ملازم ہین تمھاری بلا لڑے یہ کہکر اُنکی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دشت غضب سے
جا کر کج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہوا اور ساحرہ کو جاکر حکم شاہ سے اطلاع دی وہ ساحرہ
تخت پر بیٹھکر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی تھی اور حسن جمال
مین بیمثال تھی ابرو اُسکے اسطرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا اُدھر کرتی تھی آنکھین
زیر ابرو ایسی تھین گویا بدمست محراب مین زاہدون کو بہکانے آئے ہین مردم چشم سے یہ ظاہر کہ
عابدان گوشہ گیر محراب سے نکلکر میخانہ مین تشریف لائے ہین روے زیبا آئینہ سے صاف صاف
کہتا کہ کچھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے
منھ چڑھتا ہے بیاض گردن کے سامنے بیاض سحر اپنی بیاض تر کرتا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھتے
ہوئے بھولجاتا گیسوے مشکین اُسکا سورۂ واللیل زاہدون کو حفظ کراتا سینہ پر چھاتیون کا
تن تنکر نارنج سے یہ کہنا کہ اتنا نرخ اُٹھا تو میرے برابر نہو سکیگا خاطر عشاق کے حوصلے کو ہر دم
شرارتین کہ دیکھ نکلنے والے یون نکلتے ہین اور اسطرح اُبھرتے ہین ابیات

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین تھے یاقوت

تکلم پر تصدق بلبل باغ
بشکل صبح پیشانی تھی خنداں
نہونگے ایسے آہو نرگسی چشم
الف بنی ورق عارض ہین ہم
ستارے تھے میان خانہ حوت

سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک
چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
کمان یا قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم

اُس آفت جان نے بادشاہ کو
مجرا کیا شاہ نے فرمایا کہ تم جاؤ رعد و برق قید کر کے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اگر مہرخ کچھ
مزاحم ہو تو اُس سے بھی سمجھ لینا اُسنے یہ حکم سنکر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آکر تیاری سفر مین مصروف
ہوئی اُدھر بادشاہ نے نامہ لکھا کہ ای رعد و برق تم ملکہ کج ابروے خنجر زن کو پہچانتے ہو

اُس سے لڑو گے اور اے مہرخ تو کبتک حیلہ حوالہ کرے بجلی دیکھ تو کہ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ نامہ حیرت کو دیکر رخصت کیا اور کہا مہرخ کو جا کر بھیجدینا ملکہ مذکور مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوئی نیچے پہاڑ پر اُٹھا لائی وہان سے یہ لشکر مین آئی اور نامہ مہرخ کو بھجوایا یہان برق کے گم ہونیکا غل مچا ہوا تھا رعد نے مضمون نامہ سنکر کہا مجھسے اکیلے کیا ہو سکیگا جب امان جان نہین ہین برق عیار بھی آیا تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور تمھاری مان کو خدا چاہتا ہے تو لاتا ہون یہ کہکر صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حریف مین آکر دروازہ بارگاہ حیرت کے آیا اور ملازمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا اِس عرصہ مین صرصر نے خبر سُنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہین یہ خبر سنکر وہ بارگاہ مین آئی اور ملکہ مذکور سے عرض کیا کہ مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا جلد لا مین نے قسم کھائی ہے کہ اُسکا سر کاٹونگی صرصر یہ حکم پاکر چلی برق عیار نے سب حال سنا اور صرصر سے پہلے بارگاہ سے نکلکر ایک درخت پر جو راستہ مین آنے جانے والونکے واقع ہوا تھا چڑھ گیا اور کمند کے حلقے بیچ سے لٹکا کر چھپا بیٹھ رہا صرصر کے خیمے کا راستہ اُدھر ہی تھا یہ بھی زیر درخت آکر پہونچی اور غافل تھی اپنی رو مین جاتی تھی حلقہائے کمند کا مطلق خیال نتھا جیسے ہی نیچ درخت کی جگہ پر آئی سر سے اُتر حلقہ کمند گردن مین پہونچا وہ صیاد جسنے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلا تھا جھٹکا دیا کہ ہمارے اوج حسن اُس پھندے مین پھنسی اور گردن پھنسنے سے ارے کہکر اسنے اوپر منھ اُٹھاکر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوئی عیار مذکور درخت پر سے اُترا اور چادر مین اُسکو باندھکر اُسی درخت پر چڑھکر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہان سے تنہائی مین جا کر صورت صرصر کی ایسی بناکر اُسیکا پیرہن جو بیہوش کرکے اُتار لیا تھا پہنا اور خیمے مین اُسکے آیا اور صبا رفتار سے کہا کہ حیرت تشریف لائی ہین مین برق کو لیے جاتی ہون لیکن اِس عیار کے پیچھے نگوڑا سارا دن فاقہ سے گذرا منھ پر کھیل اُڑ کر نہین گئی خیر کھانا کھانے کی تو مہلت نہین کچھ مٹھائی کھالون سامری جانے اب کب فرصت ملے یہ کہکر مٹھائی کمر سے نکالکر کھانے لگا صبا رفتار سے کہا تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی وغیرہ اُسکو بھی دیدیے وہ تو اُسکو صرصر جانتی ہی تھی بے تامل وہ مٹھائی کھانے لگی دو ایک ڈلیان کھائی تھین کہ بیہوش

ہوگئی اور عیار پہچان کہین گئی تھین ورنہ انکو بھی یہ بیہوش کرتا غرضکہ صبا رفتار کو اسنے جب
بیہوش کیا ملکہ برق جادو کو ہوشیار کرکے حال سب بیان کیا اور کہا اپنا لباس مجکو دیکر
تم چلی جاؤ برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور بزور سحر اُڑ کر چلی گئی عیار نے صبا رفتار
کو اسکی ایسی صورت بنا کر لباس اُسکا پہنا کر پشتارہ مین باندھا اور اُسیطرح پلنگ پر
لٹا کر آپ صبا رفتار کی ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھکر صرصر کو اُتارا اور ہوشیار کرکے
کہا واری آنکو عیار لیے جاتا تھا بھلے کو مین ادھر آگئی جو اُس سے آنکھ چھپا چلی ملکہ حیرت بلاتی ہین صرصر نے
کہا تو نے بڑا کام کیا مین برق کو جو لائی ہون تو عیار موئے میری فکر مین ہین یہ کہکر اپنے خیمے مین لی
ملکہ برق کو اُسیطرح پلنگ پر لیٹا دیکھکر پشتارہ اُٹھا کر خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے حیرت
کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشتارا کھولا سب نے دیکھا کہ برق جادو ہی حیرت نے بہت بھاری
خلعت منگا کر دیا اور کہا ای صرصر بڑا کام کیا اسنے کہا حضور مین بارگاہ حریف مین جا کر بڑی جانبازی
کرکے دن کو بیچ لشکر سے لائی ہون صنعت نے کہا پھر اب اسکو مارنا چاہیے حیرت و شکوہ
نے کہا چورنگ کاٹیے اسنے کہا سچ کہتی ہو یہی بہتر ہی پس سب جادوگرنیون نے تلوارین سلیح خانہ
سے منگوائین کسینے دم طمانچہ پسند کیا اور کسینے سوسن پتا لیا کوئی آلمانی لیکر مستعد ہوئی غرض
سب قبضہ مین ہاتھ ڈالکر اور تلوارون کے بڑے کھولکر کھینچکر ہاتھون مین تولنے لگین اور چارسمت
دس دس ابیس بیس قدم پیچھے ہٹکر جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئین برق فرنگی بھی صبا رفتار
بنا ہوا صرصر کے پاس کھڑا تھا اسنے جھجکے سے کہا استانی کیا خلیفہ کی ہماری لونڈی کو قتل
کرڈالیے گا صرصر نے کہا اری کیا کہتی ہی اسنے کہا میری طرف پھر مخاطب ہوجیے گا وہان ہاتھ
بڑا چاہیے ہین ذرا خبر لیجیے صرصر نے سب سے کہا ذرا حضور ٹھہریے گا اور آپ جبتک کہ نمک عمل کر
برق پر سے چھڑانے لگی کہ دیکھون اصلی صورت ہی یا بنائی ہوئی چنانچہ منہ پر جو رنگ لگا تھا
وہ اسکے ہاتھ مین بھر گیا اسنے اور جو دوا ڈالکر چھڑایا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی اُسوقت یہ
تو رنگ چھڑانے کو جھکی ہوئی تھی برق فرنگی نے ہاتھ پھونک کر ایک دھول جمائی کہ آسمانی
خوب چھڑواتی ہو ناک کاٹ کا اسوقت کام کیا تھا صرصر دھپ کھا کر لوٹی تھی کہ برق عیار
جست کرکے سراچہ فرا گیا اور نعرہ کرکے بھاگا جملہ ساحر حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا اس

حیرت مین آئینہ وار سب زنگ سے ہے کسینے عیار کا تعقب بھی نکیا اور صرصر بھی اِس خیال سے نہ دوڑی
کہ مین جاؤن اور صبا رفتار پر ہاتھ پڑ جائین وہین سر پکڑ کر یہ کہتی ہوئی کہ خدا کرے موئے کے
ہاتھ ٹوٹین میرا سرخرچ کھا گیا بیٹھ گئی حیرت نے کہا ارے یہ کیا ماجرا ہی اِسنے کہا بی بی موا برق
عیاری کر گیا یہ برق جادو نہین ہی صبا رفتار عیارہ ہی یہ سنکر سب جادوگرنیون نے تلوارین
ہاتھ سے پھینک دین اور نہایت خفیف ہوئین اور صرصر نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر عیارہ
کو ہوشیار کیا صبا رفتار اُٹھ بیٹھی اور حیران وار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہی اِسکی تو یہ کیفیت
تھی اُدھر برق جادو کے قید ہونے کا لشکر مین جو غل ہوا تھا تو جانسوز بھی عیاری کو چلا تھا
راہ مین اِسکو قران ملا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا الحاصل یہ دونون بھی بارگاہ حیرت مین بشکل
مبدل موجود تھے جب برق فرنگی نکلگیا اور صبا رفتار کو ہوش آیا قران نے آگے بڑھکر کہا
کہ اَستانی میری معشوقہ کو تمنے آج مروایا تھا ایک بغدہ مارونگا کہ فرش ہو جاؤگی جواب کبھی ایسی
حرکت کی صرصر تو یہ سُنکر دم بخود فرط خوف سے ہو گئی لیکن حیرت تخت پر آکر بیٹھ چکی تھی اُسنے
بھی یہ کلمات سُنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اُس غصہ مین کر نا یاد نرہا تھرا کر تخت پر سے یہ کہتی ہوئی
اُٹھی کہ ارے ہاروان موون نے گھر گھیرا ہی ہمکو دبیل بنایا ہی یہ جیسے ہی تخت پر سے اُٹھکر بڑھنے
لگی پشت پر جادوگرنی بنا ہوا جانسوز کھڑا تھا اُسنے ایک ایسا اَڑنگا مارا کہ اُڑ اُڑ اُدھڑم منھ کے
بل تخت کے نیچے گری سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہکر اُٹھانے کو دوڑے قران و جانسوز
نعرہ کر کے سراپچہ پھاند کر بھاگے اور صاف نکلگئے کسلیے کہ فوج کے ساحر ایسا عیارون سے
ڈرتے ہین کہ وہ پیچھے نہین دوڑتے نہ اُنکے پکڑنے کا قصد کرتے ہین الحاصل عیار تو نکلگئے اور
حیرت کو لوگون نے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اُسکے منھ مین اور کولے وغیرہ مین بہت چوٹ لگی نہایت
ذلیل اور زبون ہو کر پھر تخت پر بیٹھی صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہی اب یہ تخت
تختہ تابوت سے زیادہ بدتر ہی طلسم کا رنگ بے رنگ نظر آتا ہی دیکھیے کہ کیا ہونے والا ہی لوگون
نے براہ خوشامد عرض کیا نہین حضور پھر آپ آپ ہی ہین یہ موئے عیار کہان حضور کے مقابل
ہو سکتے ہین یہ بھی وقت کی بات ہی حیرت یہ سنکر خاموش ہو رہی اُسطرف عیار اور ملکہ برق
جادو بارگاہ مہرخ مین آئے اِنکے آنے کی خوشی ہوئی عیارون کو ملکہ مہرخ نے خلعت دیا شراب

ارغوانی کا جام چلنے لگا بعیش ونشاط ہر ایک انجمن آرا ہوا انکو تو بعشرت تمامتر رہنے دیجیے لیکن
ماجرا سُنیے کہ ملکہ کج ابروے خنجر زن جو اپنے مقام پر آئی فوج ساحران اسنے تیار کرائی ظلمات
طلسم کے قریب ایک بیابان ہی کہ اسکو دشت غضب کہتے ہین کئی لاکھ ساحر وہان رہتے ہین اُن سبکی
یہ حاکم ہی بہت بڑی ناظم ہی اُس دشت کو مثل شہر کے شاہ طلسم نے آباد کرایا ہی اور اسکو مالک
اُسکا بنایا ہی اسیطرح اِس طلسم مین ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ قلعہاے طلسم ہین یہ بھی حکمت اور
مشیت صانع طلسمات کون ومکان کی ہی کہ جبتک شہزادہ اسد جیو نگر طلسم کشائی کرین اُسوقت
تک بہت سے ناظم قتل ہو رہین ورنہ وہ شہزادۂ عالی جاہ کہانتک لڑتے اور اِن بلاؤن کو دفع
کرتے بعد رہائی شہزادہ باوجود اِن سبکے مارے جانے کے ہزارون مرحلہاے طلسم باقی رہتے
ہین اور بڑی فوج ساتھ لیکر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہی چنانچہ حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤن کا
وہان کی نکلنا اور دریاے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریاے نیل کے ساحرون کا آنا انشاء اللہ
سب بیان ہوگا حاصل کلام یہ ساحرہ نافرجام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے چنکر اژدر
خونخوار پر سوار ہوئی نفیر سحر پھنکی نقارون پر چوب پڑی ساحران غدار قشون قشون انبوہ انبوہ
طائران سحر پڑھکر ہمراہ ہوئے رال وتیل کے شعلے اُڑنے لگے دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے
چلنے کی علامت ظاہر ہوئی یہ حالت تھی کہ نظم

بڑے جوش سے فوج لشکر شکن	روان تھی کہ تھا بحر اک موجزن	وہ بیرون کے نعرے وہ جھجھکا غل
وہ آواز قرنا وہ شور دہل	غبار اسطرح تھا زمین سے اٹھا	کہ گویا تہ و بالا عالم ہوا
برچھی چمکتی تھین یون تھا گمان	کہ سونیکا دریا ہو جیسے روان	اُچھلتے تھے نارنج یون باربار
فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار	جو ترسول و نیزہ چمکنے لگے	ستارے فلک سے اُترنے لگے
بڑے جاہ سے اور بڑی شان سے	روان ساحرہ تھی بڑی آن سے	

اسیطرح بعد قطع مسافت راہ یہ
لشکر گمراہ قریب لشکر مہرخ عالی جاہ پہونچا اتنا فاصلہ اُس مقام سے لشکر اسلامیان کا رہگیا
کہ تیس کوس وہان سے تھا اِس ساحرہ نے ایک بیابان سرسبز دیکھکر فرمایا کہ اسیجگہ قیام ہمارے
لشکر کو کرنا بہتر ہی کیونکہ یہان سے لشکر باغیان چندان دور نہین اور جاے خرم و دلکشا بھی ہی چمن
لبریز ہین درختان صحرا پر بہار و فرحت بیز ہین کوہ سربلند درے اِنکے مثل درون صافی دلان خجستہ

جملہ بیابان کوسون تک سبزہ زار پھولون کا انبار ہے عجائب غرائب بزنگ کی بہار ہے ملازمون نے حسب حکم مالکہ اُسیجگہ بارگاہ اسکی استادہ کی لشکر تمام اُتر پڑا اور پڑ گیا خیمے نصب ہوگئے بازار لشکر مین کھلگئی بارگاہ کے آگے زیر سائبان زربفتی کج ابرو تخت پر بیٹھکر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی طرفہ بہار نظر آئی وہنی طرف کو دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیتے امریون مین جھولے پڑے کوئلین بولتین پپیہے شور کرتے مور کوک رہے سامنے جنگل مین جھیلین پُرآب تالاب لبالب جُھپر گرداب مارتے ہوئے کنول کھلے ہوئے سنگھاڑون کی بیلین ٹرین کو کا بیلی کو کنار پھولا ہوا طائر ہر طرف کو غول کے غول اُڑتے کھیتون مین گرتے ایک سمت کو کھیت دھانون کے سر سبز لہلہے برابر برابر بانسوا ای اور پھولون اور پھوہڑ کا پشتہ دیا ہوا ڈھیکلی چلتی کسان سچائی کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دامان کوہ گلہائے خود رو سے بھرا ہوا گٹھڑیاں لا عشق پیچان پھولا ہوا لالہ کھلا ہوا زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اِسکو یہ سیر بہت پسند آئی دیر تک ٹھہر کر وہان آسودہ ہوئی پھر گئی سو خواصونکو اپنے ساتھ لیکر بزد سحر چلی اور بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے تعظیم کرا کے بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا آپکی بارگاہ و لشکر کہان ہے اسنے کہا مین یہان سے تین کوس پر اُتری ہون اسلیے لشکر یہان نہین لائی کہ دن بھر کے لیے تو آئی ہون کار حریف تمام کر کے چلی جاؤنگی پھر آپکو تکلیف زیادہ کیون دون آپ ملکہ تھین ملاقات آپکی واجب تھی وہ ہوگئی اب جا کر مہرخ کو سمجھاتی ہون اگر اُسنے مانا تو خیر نہین کل ملاحظہ فرمالیجیے گا کہ کیا اُسپر گذر گئی حیرت نے کہا مین تمکو منع نہین کرتی جاؤ لیکن وہ کسیطرح نہ مانیگی اگر ماننے والی ہوتی تو یہ نوبت کاہیکو پہونچتی اسنے کہا ای ملکہ آپ صحیح فرماتی ہین اچھا آج طبل جنگ آپ بجوادیجیے مین صبح حاضر ہونگی شب بھر کسل سفر سے آرام کرونگی حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر ساقیون کو اشارہ کیا جام شراب گردش مین آیا شام تک ہنگامہ عشرت گرم رہا جب خنجر بیضاوی آفتاب بنیام غرب مین رکھا گیا اور ہلال فلک بسان ابروے معشوق کج نظر آیا کہ نظم

کہ دن مثل دہان تنگ جانان
گھٹا ایسا ہوا آنکھون سے پنہان
فلک پر تھے مگر افسوس خوردہ
کواکب صورت امید مردہ

سر شام حیرت نافرجام نے طبل جنگ بجوایا کج ابرو دیا سے رخصت ہو کر اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور اِسنے بھی نفیر سحر بجوائی لشکر مین اسکے تیاری حرب ہونے لگی ادھر جاسوسان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہرخ کو خبر نواخت کوس رزمی پہونچائی اسنے بھی نظر

نقیب

بفضل خدا تعالیٰ رکھکر نفیر سحر کو دم دیا دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر سردار نامدار اپنے مقام پر آکر تیاری کرنے لگا بھنیٹین چڑھنے لگی مرچین جلنے لگین اگیاری روشن ہوئی بر آنے لگے دھونے جھونے لگے ڈہرو بجا بجا کے کا نور و دلیس کے ساحر سحر جگانے لگے ایک طرف کو شجاعان عرصہ نبرد نامی و نامور جوانمرد ہتھیارون کو صیقل فرماتے تھے جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے تھے خامہ شمشیر ایسا تصویر کشی مین مشتاق تھا نقاشون کا ایسا ہاتھ صاف تھا کہ ایک صورت کی دو صورتین دم بھر مین کرنے کو تیار تھا نقش ہستی کا نقش غلط کار تھا اجل کی صورت آنکھون مین پھرتی تھی خاک مین ملجانیکا خاکہ خیال مین ہر رنگ تصویر خیالی جما تھا جوہر تیغ ہتو قلم کا نقشہ دکھاتا تھا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ سرمو شبیہ شجاعت مین عیب نرہے جان دینے مین فرق نہ آئے جاہے سر کٹجائے نظم

کہین کہتے تھے یہ کر کیسٹ کڑکا
نرکھنا ای جوانو دل مین دھڑکا
قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جائے
کہین ایسا نہو توقیر گھٹ جائے
صدائے کرنا جاتی فلک پر
یقین تھا گوش کروبی بھی ہون کر
کہین گرزون کو حاصل سربلندی
کہین صیقل ہوئی تھی تیغ ہندی
کہین نیزے کھڑے تھے ایک پائے
سپاہی تھے جمے میدان مین آکے

رات بھر یہی ڈھنگ رہا لڑانے کے ٹھاٹھ کا نقشہ جما کیا جب مزاج شب کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک دہر نے شمشیر خورشید عرصۂ افلاک مین چمکائی نظم

ہوا آغاز صبح نو نمودار
رہی ہر چشم وا مصروف دیدار
ضیائے مہر پھیلی مثل چادر
سوئے مغرب بڑھا خورشید خاور

صبحدم مہرخ فرخ بصد جاہ و جلال سوار ہوئی ایک سمت سے حیرت بہزاران کمنت و شوکت عازم عرصۂ کارزار ہوئی اُدھر صحرا سے کج ابرو مثل اپنے گیسو کے بل کھاتی ہوئی فرط غضب سے نیرنگی سحر کی دکھاتی ہوئی فوج اژدر سواران و ساحران نکبت نشان ہمراہ لیکر روان ہوئی ہزارہا ساحر غول کے غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزارون سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے نشانہائے کفر و ضلالت ایکطرف رایت نصرت آیت دوسری جانب کھلے ہوئے لگے ابر کے سیاہ و سفید و زرد و سبز و سرخ اُڑتے آتے جادوگر دھوتیان تہمری باندھے ہوئے ماتھے پر قشقے سیندور کے کھنچے ہوئے کھنور چندن کا کیا ہوا پیوریا سے پیشانی رنگی انگ مین بھبھوت رما ہوا ترسول

چھاتی پر بنا ہوا کانون مین کنڈل پڑے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے آگ دھتورے کے پھل اُچھلنے لگے گوگل کی چرائیند آنے لگی ماش سرسون رائی بنولے دونے مروے کے تھے جھولیون مین بھرے ہوئے اژدرون اور طاؤسون اور مرکبون پر ہر ایک سوار تھے ناریل نارنج ترنج گولے دمبدم اُچھالتے بول اُستاد تیری سدا جے پکارتے نوک دار ڈلیان ساری اُڑاتی لونگ کا ہار ہاتھون مین پہنے مرچون کے ہار گلے مین پڑے کہانتک انکی کیفیت بیان کیجائے دونون جانب جنگاہ مین صف آرائی جب ہوچکی کچھ جادوگر زمین مین بزور سحر سما گئے کچھ جانب آسمان اُڑ سے نقیب نقابت کر کے کنارے ہوگئے کج ابرو اُڑ کر اپنے اژدر پر سے بلند ہوئی اور ایک نارنج لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ نارنج پھٹا اور کئی ہزار سوئیان اُسمین سے نکلکر لشکریون کے سر پر گرین سر کو چھید کر سینون مین اُتر آئین ہزارون ساحر مہرخ کے ہلاک ہوئے زبردست جادوگر سحر گر کے نیچے کج ابرو نے نعرہ مارا کہ ہان لینا ان نمکحرامون کو تیس ہزار اژدر سوار ساحر حربہ ہائے سحر لیکر آگرے برق شمشیر سحر چمکنے لگی ایک دوسرا اُبھر گیا ہنگامۂ دار وگیر برپا ہوا گرم بازاری رزم ہوئی متاع جان کا سودا ارزان تھا اقلیم جسد لٹنے لگی زخم دکانون کیطرح کھلگئے سپاہ کشور شجاعت جان بیچکر نام و ننگ کے خریدار بنے عین گرمی جنگ مین کج ابرو ملکہ مہرخ کے تخت پر آکر اُتری اُسنے ایک گولا جو بڑا زبردست سحر تھا اُسپر مارا وہ دھوان بنکر غائب ہوگئی گولا خالی گیا پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہرخ پر لگائی مہرخ اسطرح لرزی کہ تلوار بھی خالی گئی اسوقت کج ابرو نے خنجر جمشید گھر سے نکالا اور کہا ای مہرخ میرا نام خنجر زن اسیواسطے رکھا گیا ہی کہ یہ خنجر اپنے پاس رکھتی ہون تو اسکو پہچانتی ہی یہ کلام اُسکے سنکر رعد و برق قریب تخت مہرخ کھڑے تھے چنانچہ رعد نے کہا امان جان ملکہ مہرخ مفت ماری گئین مین تو جاکر ایک چیخ مارتا ہون کہ پردے کان کے پھٹ جائین برق نے کہا بیٹا تامل کرو اس اثنا مین کج ابرو وہ خنجر لیکر آگے بڑھی ساتھ ستر ساحرون نے مرنا گوارا کیا اور بیچ مین آگئے مہرخ کو بچایا وہ خنجر جو اُسنے بلند کیا اور ان ساحرون پر مارا دس کے سر ایک مرتبہ مین قلم ہوئے وہ اسیطرح قتل کرتی ہوئی آگے بڑھی اور گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر انبوہ لشکر پر مارا اُس مالے کا موتی جسکے ماتھے اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گذرا لشکر مین بدحواسی پھیلی یقین تھا کہ بھگدڑ پڑے اُسوقت رعد زمین مین سما کر پاس کج ابرو کے نکلا اور ایک

چیخ ماری لیکن خنجر جمشید اُسکے ہاتھ مین تھا وہ بیہوش نہوئی اوپر سے برق جادو چمک کر گری مگر کج ابرو کے گلے مین ایک زنجیر پڑی تھی وہ زنجیر گلے سے کھولکر اُسنے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی برق بنکر اُس بجلی سے لپٹ گئی اور دیر تک دو بجلیان باہم گُتھی رہین آخر زنجیر نے کھینچکر زمین پر برق کو پہونچایا کج ابرو نے زنجیر کو پکڑ کر کھینچا ملکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہوگئی تھی اور وہ زنجیر دست و پا و گردن و کمر مین لپٹی تھی اور ملکہ مذکور بیہوش تھی کج ابرو نے ساحرون کے حوالے اُسکو کیا کہ قید کرو اور حکم دیا کہ آج طبل آسایش بجے کہ جنکو گرفتار کرنیکا حکم بادشاہی تھا اُنکو پکڑ لیا اب کل اس مہرخ سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مہرخ سے کہا اگر آجکی شب تونے فرمان برداری شہنشاہ افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر کو تیرے اور تجھکو غارت کردونگی یہ کہکر ہوا پر آپ چلی اور طبل امان بجاکر لشکر پھرا اپنے لشکر کو لیے اُسی صحرا کیطرف کہ جہان اُتری ہی روانہ ہوئی ملکہ حیرت سے بھی ملاقات نہ کی سبکو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب پاس لیگئی غرضکہ حیرت لشکر لیکر پھری اور مہرخ بھی خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آکر آسودہ ہوئے ملکہ مہرخ دربار مین تخت پر بیٹھی رعد جادو اپنے مان کے لیے غمگین تھا رونے لگا برق عیار نے کہا مین تلاش کرنے جاتا ہون مہرخ نے کہا وہ افراسیاب پاس لیگئی ہی تمکو ملنا اُس ساحرہ کا دشوار ہی برق نے کہا اچھا حال تو کھلجائیگا جہان لیگئی ہوگی یہ کہکر روانہ ہوا اُدھر کج ابرو اپنے لشکر مین داخل ہوئی ہر ایک اِسکے مصاحب نے تعریف کی کہ اے ملکہ آپ نے بڑا کام کیا شہنشاہ جادوان کی بات رکھ لی اِسنے ایک صندوق فولاد کا منگاکر برق جادو کو اُسمین بند کیا برق کا یہ عالم تھا کہ سحر مین بند بند جکڑا ہوا تمام بدن زنجیر آتشین کے لپٹنے سے جُھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اُسنے بند کرکے صندوق اپنی بارگاہ مین بنا بر احتیاط رکھا اُدھر شاہ طلسم نے پتلے خبر کے لیے بھیجے وہ آکر گرفتار ہونا ملکہ برق کا معلوم کرکے خدمت شاہ مین گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معرض عرض مین لائے لکھا ہی کہ جبسے بادشاہ باغبان وزیر سے بدظن ہوا ہی اُسوقت سے وزیر مذکور خدمت شاہ مین بہت حاضر رہتا ہی اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہی چنانچہ شاہ کو فیروزہ کوہ پر آئے ہوئے سنکر وزیر مسطور بھی گیا اور حاضر خدمت شاہ تھا کہ پتلون سے خبر فتح بادشاہ نے سنکر وزیر کیجانب اسلیے دیکھا کہ یہی تعریف کرے وزیر نے لب عجز بہر ثنائے شہنشاہ کھولے اور دامن دامن موتی رولے کہ اے شہنشاہ خورشید جلال تیری

نظرِ غضب کی کسکو تاب ہی تو دم بھر مین جسکو چاہے مار ڈالے اور جسکی چاہے جان بخشی کرے شاہ نے فرمایا کہ اب برق بھی چمک چکین اور کوکب کا فروغ بھی مین دیکھ لونگا وہ جنگلی ہیرا کیا کر لیگا وزیر نے کہا کہ کوکب ایسے تیرے یہان بہت نوکر پڑے ہین یہ تو زبان سے کہا مگر دل سے کہا کہ کوکب ایسا ہی جو ہر گھڑی اسیکا خیال ہی اور اسیکا نام زبان پر جاری ہی بادشاہ نے بعد اپنی شناخوانی کرانے کے ایک نامہ ملکہ گنج ابرو کو لکھا حال یہ تر قیم تھا کہ ہمین تمھارے لڑنیکی حقیقت معلوم ہوئی جیسا خیر خواہان جانباز کرتے ہین ویسا ہی تمنے کیا ہم تمسے خوش ہوئے شاباش مرحبا نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ پہونچتا ہی آیندہ بھی عنایات خسروانی کی امیدوار رہو اور برق نمکحرام کے حفاظت کی تکلیف نہ اُٹھاؤ سر اُسکا کاٹکر بھیجدو یہ نامہ تیلے کو دیکر روانہ کیا یہان گنج ابرو تخت پر سائبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی تھی سامنے تخت کے صندوق رکھوا لیا شراب پی رہی تھی رقاص ناچ رہے تھے خواصین انیسین حاضر خدمت تھین کہ تیلے نے لاکر نامہ شاہ دیا اسنے نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا زر نثار کرایا پھر نامہ کو تسلیم کرکے وا کیا اور مضمون سے آگاہ ہوکر بفخر خلعت زیب تن کرکے صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ کے بھیجدون برق کا تمام جسم آتش سحر مین پھنک رہا تھا اُسپر سے اتنا سحر رد کیا کہ ہوشیار ہوئی ہوشیار ہوتے ہی بیقرار ہوئی آنکھون مین دم آگیا گنج ابرو نے کہا تیرا سر شہنشاہ نے مانگا ہی اب پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہی کوئی دم مین قضا آیا چاہتی ہی برق نے یہ سُنکر بحسرت و یاس سمت فلک دیکھا کہ کیون ای عمرو کے خدا مجکو تو نہ بچائیگا اسوقت مین بجز تیری ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنیوالا ہی نہ کوئی یار ہی نہ یاور نہ مددگار ہی نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق نہ آشنا نہ خویش نہ اقربا مجکو تیری ہی ذات کا سہارا ہی تو ہی بچانے والا ہی کہ بموجب

نظم

خداوندا بحق آلِ پیمبر
ہی تیرے فضل کا دریا ہی کیا کم
کہ جس جا کہ ترا فضل و عطا ہی
مجھے ہو قیدِ دشمن سے رہائی

بحق مرتضیٰ و زوج اطہر
شفیعون پر مرے یارب نظر کر
مین کیا اور کسقدر میری خطا ہی

مین ہون گر قابل نار جہنم
اُس آتش کو تو اب پانی سے تر کر
عطا کر مجکو یارب تندرستی

یہ دعا اُسکی درگاہ جناب احدیت مین قبول ہوئی یعنے اول مین مذکور ہوا کہ ملکہ مجلس جادو ملکہ بہار کو سمجھا کر پھیر لیگئی تھی چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ ہفت رنگ مین

زلفی فکر مین رہائی عمر و کے ایک مقام پر اپنے طلسم مین تھی اُسنے مجلس سے فرمایا کہ بیٹا تم جا کر
ذرا خبر تو لاؤ کہ طلسم ہوشربا مین کیا ہو رہا ہی مجلس یہ حکم سنکر پرواز کر کے چلی اور اس دشت
مین کہ جہان برق قتل ہوا چاہتی تھی آئی اور روے ہوا سے اُسنے دیکھا کہ ایک عورت
شعلہاے سحر مین گرفتار پڑی ہی اور ایک عورت خنجر کھینچے اُسکے سر پر کھڑی ہی سر اُسکا جدا کیا چاہتی
ہی یہ دیکھکر زمین پر اُتری اور قریب کج ابرو آکر پوچھنے لگی کہ بی بی تم کون ہو اور یہ مجرمہ کون ہی
اِسنے کیا تمھارا باپ مارا ہی کونسا گناہ اِس سے سرزد ہوا جسکے عوض یہ قتل ہوتی ہی کج ابرو
نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک اُسکی بہتی ہوئی زیر پائی پاؤن مین کرتے مین رومال ناک
پوچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی مجھسے حال پوچھتی ہی یہ دیکھکر اُسنے کہا بیٹی تم شاید یہان کسی گانو مین
رہتی ہو اکیلی نکل آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ تمھارے مان باپ بھی شہنشاہ افراسیاب کے
فرمانبردار ہین اور مین بھی پس والدین تمھارے شکایت کرینگے کہ لڑکی کو منع نہ کیا مجلس پہلے
جانتی تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہرخ کا ہی اب اِسنے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہی یہ سمجھکر سنبھلی
اِسکے ساتھ بطور مخفی چار پتلے آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اِسکے پاس ہی
کہ اُسکے دونون سرون پر الماس جڑا ہی خاصیت اُسکی یہ ہی کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید
و سامری کا ہو تو اُسکو باطل کر کے کام اُس ساحر کا تمام کرتا ہی اور علاوہ اِسکے یہ ساحرہ صحبت یافتہ
بران دکوکب ہی سردارزادی طلسم نور افشان ہی پس کج ابرو سے اِسنے تیوری بدلکر کہا کہ یہ کیا
تو نے جھک مارا کہ والدین تمھارے ملازم افراسیاب کے ہین مین اُس مسخرے افراسیاب
خانہ خراب کو کیا جانون کج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ بلّی اور چبلی سی ہی اِسکی بات کا بُرا نہ ماننا چاہیے
یہ سمجھکر اِسنے ہنس دیا اور کہا لڑکی کچھ گھر سے لڑ کے تو نہین آئی جا چلی جا نہین روتی جائیگی مین دو
طمانچون مین سیدھا کر دونگی مجلس نے جواب دیا کہ ما نزادی تو ہی کس گھمنڈ پر اپنے ڈھگڑے افراسیاب
پر پھولی ہی تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہی اپنے دلمین یہ کلام سنکر کنیزین کج ابرو کی بولین اے بی بی صاحبزادی
تم شاید کچھ خفا ہو جو ایسی باتین کرتی ہو یہ ملکہ کج ابرو ہے خنجر زن ہین برق جادو کو لشکر اسلام
سے پکڑ لائی ہین تم اِنکو گالیان دیتی ہو ہا بڑی بات مجلس جادو نے جو قید ہونا برق کا سُنا
وہی گولا جسکا بیان ہو چکا نکالا اور اپنے تئین درست کر کے نیچے کرتے کی آستینین اُلٹ کے دامن

چڑھا کے تنتی ہوئی پہیترے بدلتی چلی اُسوقت دس بارہ لونڈیان یہ کہتی ہوئین کہ بوبیوی اس چھوکری
سے نہ کوئی بولے نہ چالے آپ سے آپ بگڑی جاتی ہے اے لڑکی کچھ تو دیوانی ہے بیچ مین آگئین لڑکی نے
کہا مالزادیو اپنی بی بی قحبہ سے کہو کہ سنبھل جائے یہ کہکر وہی گولا مارا لونڈیان جو بیچ مین آگئین تھین
اُنکے سینہ کو اُس گولے نے توڑکر کج ابرو تک اپنے تئین پہونچایا اُسنے ہرچند اپنے تئین بچایا لیکن
مثل قضائے مبرم کے وہ گولا نہ ٹلا اُسکے سینہ پر آکر پڑا اور پار گذرا اور زمین مین سما گیا کج ابرو تڑپکر
ہلاک ہوئی شور قیامت زا اُسکے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا کج ابروے خنجر زن کو کنیزین اور جو آسین اُسکی
بھاگین لشکر جو اُترا ہوا تھا وہ جلد حربہ سحر کے لیکر تیار ہوا لیکن ساحرہ مذکور کے مرنے سے ملکہ برق
رہا ہو گئی اور آتش سحر اُسکے جسم پر سے دور ہوئی بجلی بنکر جانب آسمان گئی اور آڑی ترچھی ہوکر
لشکر پر گرنے لگی اِدھر وہ بارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ تھے آتشی آبی فولادی وہ آگئے آتشی پتلون کے
منھ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے جو ساحر سامنے آتا خانہ تن اپنا جلاتا خیام و بارگاہ مین آگ بھڑکنے لگی
آفت برپا ہوئی ہر طرف شور و غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بدحواسی سے لوگونکی عجیب
کیفیت تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا آبی پتلون کے منھ سے پانی اسقدر بہا کہ دریا پیدا ہوکر
موج مارنے لگا مجلس نے خوب بیندھے لڑائے آگ لگا کر پانی کو دوڑی فولادی پتلے تیغہ پکڑ کر قتل کرنے لگے
اوپر سے بجلی گر رہی تھی عجب آفت اُس فوج پر آئی تھی لشکری ہزارون طرح کے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ پتلے
مرتے تھے نہ بجلی گرنا موقوف ہوتی تھی مجلس ایکطرف کھڑی ہنس رہی تھی اور کہتی تھی امی جان کے سر کی
قسم کیا اچھا کھیل مین کھیلی ہون واہ کیا تماشا ہو رہا ہے آخر ہزارہا ساحر آتش فنا مین جلکر خاکستر
ہوئے اُس مہوس نے طلائے جان دشمن کو آنچ دیکر کشتہ کیا خوب تاؤ دیا ہزارون جادوگر غرق
بحر فنا ہوئے اُس شناور قلزم سحر نے بہت کو گور کے کنارے پہونچایا دم بھر مین نگاہ ایسی پھری کہ کسیکی
آشنا نہ تھی سیکڑون افسون خوان فولادی پتلون کے ہاتھ سے سختی موت کی اُٹھا کر فنا ہوئے اور بہت
سے خرمن جان بجلی گرنے سے جلے لشکر تمام برباد و پریشان ہوکر رو بفرار لایا جو بھاگ کر بچے وہ سمت
کوہ فیروزہ گئے جب وہ فوج بحر نحوست کی موج بھاگ گئی ملکہ برق روے ہوا سے اُترکر مجلس کے
پاس آئی لشکر پہین اُسکے ترزبان ہوئی اور کہا آپ کون ہین اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ملکہ بہار ان
کی بھیجی ہوئی مین آئی تھی برق نے کہا اچھا اب لشکر مہرخ مین تشریف لے چلیے اُسنے کہا مجکو تو وہانکی

خبر لینے جانا منظور ہی ہو چلیے یہ باتین کر کے دونون وہان سے روانہ ہوئین راہ مین برق فرنگی
جو تلاش مین برق کی چلا تھا ملا اور انکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوا جب بارگاہ مین پہونچا یہان غلغلہ
عظیم برپا تھا رعد نے اپنی ماں کے لیے حال اپنا تباہ کیا ہر ایک رو رہا تھا کہ یہ آکر پہونچین سب
اُٹھکر بغلگیر ہوئے رعد ماں کے گلے لپٹکر رونے لگا آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہرخ سے کہا ان شاہزادی
کی جرسے بری ہائی ہوئی مہرخ تو ملکہ بہاران کے یہان ہو آئی تھی مجلس کو پہچانتی تھی تخت پر سے
اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا
مجلس کی خاطر ہر ایک نے بہت کی پھر خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور کہا ڈھونڈھو ابھی انکے
قتل ہونیکا نیگیا مجلس نے کہا گھبراؤ نہین امی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہین غرضکہ یہان تو عیش
ونشاط مین ہر شخص مصروف ہی اُدھر فوج ہزیمت خوردہ کج ابرو فیروزہ کوہ پر پہونچی اور افسران
فوج سامنے شاہ طلسم کے آکر پکارے کہ ملکہ کج ابرو ماری گئین شاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ
ہین کسنے مارا انھون نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت جدال و قتال بیان کی یہ سنتے
ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا اس چھوکری مجلس نے بہت سر اُٹھایا ہی دیکھو تو مین کیا حال
اسکا کرتا ہون یہ کہکر فیروز شاہ سے کہا تمھارے قلعہ مین اسرار جادو رہتی ہی بلاؤ تو اسکو
شاہ قلعۂ مذکور نے آدمی روانہ کیا اور اسرار کو بلایا یہ ساحرہ کنیز شاہ جادوان تھی بادشاہ نے
اسکو آزاد کر دیا ہی یہ اس قلعہ مین رہتی ہی اور سامری کی تپش کہلاتی ہی اسوقت اُسنے آکر شاہ کو
مجرا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تہمد گیروا باندھے ہی مالے مردون کی ہڈیون کے گلے مین پہنے ہی
بھبھوت جسم پر ملا ہی ایک چادر گیروی سر پر پڑی ہی ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہی گدنا گدا ہی چند
کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہی گو سن چالیس برس کا ہی چہرے پر جھریان پڑتی جاتی ہین کتاب سامری
مین سطرین سطر کی نظر آتی ہین کان مین کنڈل پڑے ہین حلقہ بگوش کرنیکا معشوقان
عالم کے دعوی وہ رکھتے ہین سر مین دو چار بال جو سفید ہوگئے شب زلف مین وہ دار
ستارے نکلے ہین بھبھوت جسم مین ملا ہی یا حسن نے پردہ کیا ہی نہین نہین کبر سنی کے سبب
آئینۂ تن جو مکدر ہی تو اسپر صیقل کرنا چاہا ہی حاصل مرام جب اُس ساحرہ نافرجام نے شاہ کو سلام کیا
بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی اور کہا یہان سے مہرخ کی بارگاہ مین

تم جاؤ مجلس جادو وہان ہوگی یہ کنگھی اُسکے گلے مین پنھانا اور اپنے گلے مین بھی پہنے رہنا
تم دونون میرے پاس چلی آؤ گی یہ حکم سنکر ساحرہ نے وہ کنگھی تسلیم کرکے لی اور پرواز کرکے
اپنے مقام پر آئی دلسے سوچی کہ اس ہیئت سے تو اگر جاؤنگی تو کنگھی پنھانہ سکیگی لازم ہے کہ تبدیل
لباس کرکے لصورت اسلامیان روانہ ہو غرض اُسنے بڑے پائنچونکا پاجامہ پہنا محرم کرتی
پہنکر ایک دوپٹا پر زر اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ کرکے چلی وہان کا ماجرا سنیے مجلس
کچھ دیر تو شریک جلسہ مسرت رہی اسکو عمرو سے بہت محبت ہے اُنکی گود مین لوٹا کرتی تھی اور
نہ بجواکر سنتی تھی مطربون کے گانے سے خواجہ یاد آئے یہ رونے لگی سب اسکے رونے پر رونے
لگے یہ اُٹھکر چلی مہرخ نے کہا ای بیٹی کہان جاتی ہو اُسنے کہا امی جان کے پاس مہرخ نے
کہا تم ٹھہر جاؤ اور بتاؤ مین لوگ بھیجکر ان کو بلا بھیجون اسنے کہا مجکو اب وحشت ہے نہ بیٹھونگی
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی اُدھر اسرار جادو بارگاہ مین آئی
ایک عورت تنہا تھی حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہے یہ سمجھکر منع نہ کیا اسنے اندر
بارگاہ کے آکر ہر سمت یک نظر دوڑایا اور مجلس کو تلاش کیا حسب نشاندہی شاہ طلسم
کسی ساحرہ کو لڑکی بنے ہوئے نپایا دل سے خیال کیا کہ کہین ہو گی آئیگی اچھا یہان ٹھہر واور
لوگون سے اسکا ذکر سنو معلوم ہو جائیگا جو یہان ہوگی یہ سوچکر اس خیال سے کہ مجھے کوئی پہچان
نہ لے ایک مقام پر نہ ٹھہری ادھر اُدھر ٹہلنے لگی اسپر برق عیار کی نگاہ پڑی دلمین اُسنے
کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہین معلوم دیتی ہے اور اسطرح پھرتی ہے کہ جیسے کسیکو ڈھونڈھتی
ہے ای برق اسکو گرفتار کر اگر ہمارے یہان کی ہے تو چھوڑ دیجائیگی اور نہین تو شر سے اسکے
محفوظ رہینگے یہ تجویز کرکے یہ بھی اُٹھکر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کیطرف اسرار کے آیا وہ ادہرمت
متخاطب تھی اسنے گانٹھ کر کمند جو ماری ساتون حلقے گردن و کمر مین پچ ہو گئے وہ اُلجھکر گری
اسنے حباب مار کر بیہوش کر دیا اور مشکین اُسکی باندھکر زبان مین سوزن دیا اور ستون بارگاہ
سے باندھکر ہوشیار کیا سب اہل بارگاہ حیرت مین تھے کہ مہتر صاحب نے یہ کیا کیا مہرخ نے گھبراکر پوچھا
کہ بھیا یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا ای ملکہ یہ عورت ہمارے یہان کی نہین معلوم ہوتی ہے مہرخ نے اور
سب نے بغور دیکھا اور کہا تم سچ کہتے ہو یہ کسی تدبیر کو یہان آئی ہے اسنے کہا تم سب اسکی

حفاظت کرنا کہ یہ سحر کرکے نکل نہ جائے اور مجکو کوئی آزار نہ پہونچائے مین اسکی زبان سے سوزن
نکالتا ہون یہ سنکر جملہ ساحر نارنج وترنج پکڑ کر مستعد ہوئے برق نے اسکی زبان سے سوزن نکالا
سوزن نکلتے ہی وہ پکاری کہ ہم اسرار جادو کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو پکڑنے آئی تھی
ارے موئے تونے مجکو باندھا ہے رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی شہنشاہ سے کہکر تیری بوٹیان
اڑوا دونگی یہ کہکر سحر پڑھنے لگی ازبسکہ یہ کنٹھی شہنشاہ کی لیے تھی اسیر سحر کسی ساحر کا اثر پذیر نہوا اور
ایک پتلا روبے ہوا سے چمک کر گرا انچہ مین اسکو دابکر مع کمند نے اڑا ساحرون نے نارنج ناریل گولے
مارے لیکن پتلا بلند ہوکر یہ جادہ جا روانہ ہوگیا برق عیار نے کہا لیجیے اور نقصان ہوا کہ کمند بھی
گئی اور بنانا پڑیگی سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے ادھر پتلا لیے ہوئے اسرار کو فرزہ
کوہ پر پہونچا ساحرون نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہے یہ دیکھکر سمجھے کہ اسرار
مجلس کو لائی بس دوڑکر خدمت بادشاہ مین انہون نے عرض کیا کہ خداوند اسرار اسکو لائین
شاہ نے یہ سنکر تاج کو کج کیا باغبان نے کہا کیونکر نہ لائین آپ نے کنٹھی دی تھی مجلس کی
طاقت تھی جو نہ آتی یہ باتین تھین کہ پتلا پہونچا شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند مین لپٹی ہے پتلے سے حال پوچھا
اسنے کہا اسطرح عیار نے انکو باندھا تھا مین اٹھا لایا شاہ نے اسکی گردن وکمر سے حلقہائے کمند
کٹوائے اور کہا تم کنٹھی دیدو تمسے یہ کام انصرام نہوگا چنانچہ کنٹھی لیکر اسکو رخصت کردیا اور نامہ
ملکہ حیرت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ کج ابرو کو مجلس نے [illegible] مین نے اسرار کو کنٹھی دیکر بہر گرفتاری
مجلس بھیجا تھا اسکو برق نے پکڑ کر باندھا تھا پتلا اٹھا لایا پس اے ملکہ تم عیارہ کو بھیجکر مجلس کو گرفتار
کراؤ اور قتل کرڈالو یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر ملکہ مذکور پاس آیا اسنے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیارنیون کو
بلوائے اسوقت شہاب جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ مجلس آئی تھی مگر چلی گئی حیرت نے
کہا چلی جاتی تو شہنشاہ مجکو نہ لکھتے یہ باتین تھین کہ صرصر عیارہ آئی ملکہ نے حکم بادشاہ سے اسے
آگاہی دی وہ روانہ ہوئی اور ایک ساحرہ حسینہ وجمیلہ بنکر لشکر مہرخ مین آئی یہان مجلس سیر
کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اس دکان پر ٹھہر جاتی تھی اسیوجہ سے اسکو جانے مین دیر
بھی ہوئی کہ عیارہ آکر پہونچی اور اسکے ساتھ چلی وہ سمجھی کہ مہرخ کی کوئی نوکر یہ بھی ہے غرض ایک
ایسے مقام پر جب یہ پہونچی کہ وہان تنہائی تھی صرصر نے موقع پاکر عرض کیا کہ واری آپنے

وہ جو سامنے کبابی کی دُکان ہے اُسکے کباب نہین کھائے عجب لذیذ کباب اُسکے ہوتے ہین کہ
کھانے سے آپکو معلوم ہوگا اور یہ مزا بھی یاد رہیگا جو لوگ اُسکے مزے سے لذت یاب ہو چکے
ہین سیخ آہ پر کباب دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہین مطبخ دہر مین جسکو یہ کباب پسند خاطر ہوئے ہین وہ آتش
عشق مین کباب آسا بھنتے ہین یہ تعریف اُسکی زبان سے سُنکر مجلس نے کہا چلو ہم ول لین آ سنے
عرض کیا کہ آپ جوہری وغیرہ کی دکان پر ٹھہرین تو مضائقہ نہین لیکن کبابی کی دکان پر جانا
حضور کی شان کے خلاف ہے آپ یہان گوشہ مین ٹھہر جائیے مین ابھی لائی یہ کہکر اُسکو ٹھہرا کر روانہ
ہوئی اور کچھ دور جاکر کباب آغشتہ بیہوشی کسوت سے نکالکر طشتری مین لگاکر سامنے لائی مجلس نے
بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہو گئی اسنے کمند سے گردن وکمر باندھکر پشتارہ باندھا اور تنہائی
مین تو تھی ہی بے منت واذیت لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا لیجیے مین حکم شہنشاہ
بجالائی حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا مُنہ دُھلوایا جب کچھ شک باقی نرہا کہا صاحبو
کوکب کے ہاتھ سے میرے کلیجے مین داغ پڑ گئے ہین مین اسکو تمام بارگاہ مین کھنچوا کر قتل
کرونگی کج ابرو کا بدلا لونگی سب نے کہا حق بجانب ہے آپکے اے ملکہ ضبط کرنے کی بھی کچھ انتہا ہے مناسب
ہے کہ تامل نفرمایئے یہان تو یہ گفتگو ہے اور اُدھر مہرخ کو اس امر کی مطلق خبر نہین ہے چنانچہ جب حیرت
آمادہ قتل کرنے پر ہوئی صرصر ڈری کہ عیار مجکو جیتا نچھوڑینگے پس عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ اسکو قید
کرنا بہتر ہے حیرت نے یہ سنکر کہا اری تو میری اتالیق ہے ہر بات مین دخل در معقولات بس چپ رہ
اُسنے عرض کیا کہ آپ مالک ومختار ہین میری مجال ہے جو آپکو نصیحت کرون حیرت نے بعد
خفا ہونیکے موتیون کا مالا اُسکو انعام مین دیا اور ساحرون سے حکم کیا کہ اس مجرمہ کے پاؤن مین
رسی باندھکر کھینچو ساحر اُٹھے لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مجلس جادو
اسطرح قتل ہوتی ہے مہرخ یہ حال سُنکر بیقرار ہوئی اور کہا اے لوگو مین تمہاران اور کوکب کو
کیا مُنہ دکھاؤنگی یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور کہا مین اپنی جان دونگی جسکو چلنا ہو وہ میرے ساتھ
آئے چھ لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار ہوا ملکہ مذکور مع سب سرداروں کے نکلکر سوار ہوئی لشکر کے
مسلح ہونیکا غلغلۂ عظیم برپا ہوا شعلۂ تیغ شمع مجلس عالم تھا بزم دہر مین ہلچل پڑی تھی کمال برہمی
تھی ہتھیارون کی جھنکار زنگولۂ پائے رقاص تھی نفیرون کی آواز مزاج روزگار کو ناساز کرتی

کہین کاٹھڑے اژدرون پر کسے جاتے کسی جگہ پر سحر کے عمل مچاتے جادو کے سبب سے تاریکی ہر سمت چھائی تھی کالی گھٹا آئی تھی زیر فلک شعبدہ باز اور ایک آسمان تیرہ رو پیدا ہوا تھا یا مجلس عالم کی آرایش کے لیے شامیانہ تنا تھا اُس اندھیرے مین بیکان و سنان کا چمکنا شب انجمن آرائی مین شمعون کا روشن ہونا نظر آتا یا تارون بھری رات کا دھوکا ہوتا لشکر کے گرد روشنی اور بیچ مین تاریکی تھی سویدائے خاطر عابد دہر معلوم دیتی فوج مین تو یہ سامان تھا اور مہرخ کے ہمراہ جادوگرنیان نوجوان تھین بہار عالم کی جان تھین گلشن دہر کی گلہائے تر اِرمان تھین غرضکہ یہ سب طاؤسان سحر پر سوار ہوئین انکا سج دھج اور بناؤ زینت پسندان عالم کو لبھاتا تھا یہ عالم تھا کہ

مسدس

کھنچ گئی ابروے پرخم کی سر دست کمان | سینہ اُبھرا سر پستان کی ہوئی تیز سنان
ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان | ہان مرے شیر یہی گو ہے یہی ہے چوگان
کچھ فرنگی بھی ہوئے جنگ کو تیار بزن | لیس چارون صفت مژگان سے ہوئے چار بزن
عجب انداز سے ہر عربدہ پرداز چلا | کبک کے صید کو گویا کوئی شہباز چلا
ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا | مثل طاؤس چمن غمزۂ طناز چلا
آنکھین کہتی تھین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست | پلکین کہتی تھین بہت سہل ہے پلٹن کی شکست

یہ لشکر تو اِس انداز سے روانہ ہوا اُدھر بحکم حیرت خیرہ سر رسن ہائے مجلس مین باندھکر حبت لسان حرا متکبر نے کھینچا اِسکے ساتھ بطور مخفی تیلہائے سحر ہین چنانچہ سحر نے اُسکے اِسے ہوشیار کر دیا آنکھ جو اُسکی کھلی گویا فتنہ خوابیدہ جاگا ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال والبتہ ملال کو اُسنے دیکھا دود غضب آتش عناد سے اُٹھکر کاخ دماغ سے نکلکیا از بسکہ حیرت نے اُسکے قید ہونیکی خوشی مین سحر بھی اُسیر نہ کیا تھا کہ یکایک وہ رہا نہو سکتی اب اُسنے افسون پڑھا کہ وہ رسن ہائے بستہ جلگئی اور وہ سنبھلکر اُٹھی اسوقت حیرت نے گھبرا کر ایک نارنج اپنی انگیا سے نکالا اور سحر دم کر کے مارا مجلس کے ساتھ جو تیلے تھے اُنمین سے ایک تیلے نے ظاہر ہوکر نارنج کو لیا مجلس نے وہی نارنج تیلے سے لیکر کہا او میرے کھیلنے کے گیند کچھ تماشا دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھوٹکر بلند ہوا اور پھٹگیا اُسمین سے چادر آگ کی نکلکر ساحران حیرت پر گری سب

واصل جہنم ہوئے حیرت یہ ماجرا دیکھکر مثل بید کانپنی اور دھوان بنکر بلند ہو گئی کہ جلنے سے بچی اور ساحر ہزارون مجلس پر حربہ سحر کے لیکر حملہ آور ہوئے اس اثنا مین مجلس بھی بزور سحر اڑی اور ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار و سوراخدار ہوا حیرت پھر ظاہر ہو کر للکاری کہ او چھوکری تو کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی مین نے ایسی ایسی چھوکریان بہت تعلیم کر دی ہین یہ کہکر اپنا جوڑا کھولا دو پتلیان اُسمین سے نکلین کہ ایک پتلی آئینہ اور دوسری شانہ ہاتھ مین لیے تھی آئینہ دار پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اُسنے بھی جلد اپنا جوڑا کھولا اور دو گڑیان اُسمین سے نکالین ایک گڑیا سے کہا نگوڑی مین تیری ٹانگین چیر ڈالونگی حیرت نے بھی اپنی پتلیون سے یہی کہا کہ مالزادیو مین تمھاری ٹانگین چیر ڈالونگی تم بڑی حرامزادی ہو گئی ہو کہنا میرا نہین مانتی ہو یہ سب باتین گڑیونسے کہتی تھی کہ اس اثنا مین مجلس نے گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالین حیرت نے بھی پتلیون کو پکڑ کے ٹانگین چیر ڈالین مجلس قہقہہ مارکر ہنسی حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے اُسوقت مہرخ مع فوج کثیر آ پہونچی حیرت کی فوج بھی تیار ہو چکی تھی بارگاہ مین ہزارہا ساحر سحر خوان تھے مجلس پر ناریل نارنج کی بوچھار تھی مجلس کے بچانے وہ حربہ سحر کے رد کر رہے تھے اور سب لڑتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے مجلس نے جب مہرخ کو دیکھا اڑکر قریب آئی اور کہا آپنے کیون تکلیف کی خیر آئی ہین تو میرا ہی تماشا دیکھیے مہرخ نے کہا یہ کب ہو سکتا ہے کہ تمکو تنہا چھوڑین غرضکہ فوج مہرخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی جھانجھ اور قرنا اور نفیر و بوق کا شور برپا ہوا سحر کی چوٹین چلنے لگین آگ اور پتھر برسنے لگے قیامت کبری برپا تھی شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑ گیا یہ عالم تھا کہ

نظم

ہوئی چرخ پر عقل مریخ دنگ
کہ دیکھی نہین اجتک ایسی جنگ
دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کہ ارمان نکالینگے دل کھول کے
ہوا گرم بازار مرگ و ستیز
کیا عافیت نے وہانسے گریز
پیام اجل تیر لانے لگے
بگر ٹیڑھی سیدھی سنانے لگے
چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیر
پئے جان شیرین تھی وہ کھوے شیر
روان ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار
کہ موجین ہون دریا مین جس آشکار
ادھر تو بپا تیغ و خنجر سے جنگ
ادھر ساحرونمین یہ پیدا تھا رنگ
اندھیرا کہین تھا کہین روشنی
ہر اک جا پہ نیرنگی سحر تھی
کہین تیرگی اور کہین نور وا
زمانے کا ظاہر سفید و سیاہ

کہیں سانپ کالے اگلتے تھے زہر | کہیں برق گرتی تھی نازل تھا قہر | کہیں بو سے مدرال و گوگل کی تھی
شرر بزی جادو کے بادل کی تھی

مجلس کا اس عرصۂ نبرد میں یہ حال تھا کہ کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک سمیٹکر گھروندا بناتی لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑکر گھروندا بناتے اور کبھی گھروندے میں بچھونا بچھاتی اور گڑیاں نکالکر رکھتی اور کہتی کہ میری گڑیا کے یہاں لڑکا ہوا ہے سمدھنیں آئی ہیں انکو گالیاں دینا چاہیے یہ کہکر ڈھول بجاتی اور گالیاں گاتی حیرت کی فوج میں بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادوگرنیاں آپس میں سمدھنیں بنکر ڈھول بجاتیں اور گالیاں گاتیں بھکڑ لڑتیں باہم ڈھول چھلتے ہوتا ہر ایک اپنی خودی سے گم دل لگی کا عالم کہ

نظم

گالی

دکھلاتی تھی جبتی کوئی آئینہ بناکے
آنکھوں کو کوئی پھیرکے چمکاتی تھی ابرو
بیخود کوئی ایسی تھی کہ لشبواز الٹ کر
دکھلاکے انگوٹھے کو بجاتی کوئی تالی
بھاتا نہیں سمدھن ترا غمزہ مجھے پھیکا
کیاری ہے تری کیا پیاری ہے سبزہ بھی اگا ہے
سب چاک دولائی ہے تری نیچے سے سمدھن

مٹکاتی تھی پیڑو کوئی تالی کو بجاکے
کہتی تھی کہ یوں دیکھو الٹ جاتا ہے جادو
ہو جاتی تھی غصے میں کوئی جامے سے باہر
ہنس ہنس کے کوئی دیتی تھی سمدھن کو یہ گالی
ہانڈی کا مزا تیری جو چکھیے تو ہے میٹھا
لہلوٹ اسی سبزہ پہ سمدھی کا ہے گھرا
ثابت نہیں استر ہے نہ مضبوط ہے ابرا

انجام کو مجلس نے گڑیوں کی ٹانگیں چیر ڈالیں جادوگرنیاں لشکر حریف کی باہم لڑکر ہلاک ہوئیں ایک سمت پتلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کرکے آفت برپا کر رہے تھے فولادی پتلے بھی لڑ رہے تھے یہ حال دیکھکر حیرت ازبسکہ زوجۂ شاہ طلسم ہے اُسکو بہت غصہ آیا اور ایک دوہتڑ زمین پر مارا مجلس جہاں کھڑی تھی وہاں سے اُسکے پاس کھنچ آئی اُسنے ہاتھ پھیلا کے پکڑ لیا اور اُسوقت حیرت کی شکل مثل عفریتۂ خونخوار بنگئی تھی وہ پریزاد دیونی ہوئی تھی ہیبت پنجہ جِنّی کی طرح کج تھا کری تھی ایڑی + انگلیاں پاؤں کی بدقطع تھیں ٹیڑھی ٹیڑھی بس اسنے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالوں علانے دور سے اس حال کو دیکھکر اپنی ماں سے کہا کہ بڑا غضب ہوا مجلس جادو ہلاک ہوتی ہے یہ کہکر زمین میں سمایا اور قریب حیرت آکر نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت جھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ چھوڑا اسوقت کڑکڑا کر برق جادو ایک

سے گری پھر تو بناچاری یہ مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین مین ہوئی اگر نچھوڑ دیتی تو دونون ہاتھ
قلم ہوجاتے اور جب یہ زمین مین سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین مین آئیگی اس خیال
سے یہ تہ زمین پر پانی کے قریب جاکر ٹھہری اور برق جو گری زمین مین غار ڈالکر پھر بلند ہوگئی
اور آڑی ترچھی ہوکر لشکر پر گرنے لگی چالیس چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ جلے
زمین مین غار جابجا پڑ گئے جتنے ساحر زبردست تھے مثل مصور و صورت نگار و شکوہ وغیرہ
سب غرق زمین ہوگئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہرخ و مخمور و سرخمو وغیرہ سب زخمی
ہوگئین اس اثنا مین حیرت پھر زمین سے نکلی اور روے ہوا پر جاکر نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ
حیرت جادو اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھکر ایک سحر ایسا کیا کہ جسکا رد ہونا سامری سے بھی دشوار
تھا فوراً آسمان سے ستارے زمردین رنگ کے ٹوٹکر گرنے لگے تمام لشکر مہرخ کا سیر دیکھنے
مین مشغول ہوا لڑنا بھڑنا فراموش کیا اہاہاہا کا شور ہر سمت بلند تھا مہرخ چونکہ ساحرہ زبردست ہی
اور نہایت عقیلہ ہی سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہو گا اور ہر ایک نشانہ تیر شہاب نبیگا مجلس جادو
کہ مہمان عزیز ہی ایسا نہو کہ اس لڑائی مین کام آئے یہ سمجھکر اپنے مقام پر سے اڑی اور قریب
مجلس پہونچکر اُسکو نیچے مین دابکر زمین مین سماگئی ادھر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ سر پر لشکر ہونیکے
ٹوٹنے لگے اور جسکے اوپر تارہ ٹوٹا وہ از سر تا پا جھلس کر رہگیا ہزار ہا ساحر رہرو ملک عدم ہونے لگا
کشت زار لشکر پر پالا گر رہا تھا یا نزلہ حار جسد افواج پر گرا تھا ستارے گولیون کیطرح سر پر
گرتے اور ٹانگون سے نکلتے تھے ستارہ قسمت اسلامیان گردش مین آیا سب فروغ خاک
مین ملگیا شیاطین انگارے اُچھالتے تھے ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکرون اور مہر طلعتون پر صدقے
اُتارے تھے یہ ثابت قدمان عرصۂ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے مگر اب سیارے تھے بالکل
جی ہارے تھے لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا یا اب بھاگنے لگا چرخ اظلم نے نیا چکر دیا جسکا جدھر مُنھ اُٹھ گیا
بھاگ نکلا دم بھر مین سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزارون آدمی کام آیا صاحب دفتر نے لکھا
ہی کہ شاہ افراسیاب جو بنگلے مین کوہ فیروزہ پر بیٹھا تھا تو اُس بنگلے کے سامنے ایک درخت
بیلے کا لگا تھا مگر بندر سحر یہ اُسکا خواص مقرر کیا تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئے اُس شجر مین آگ
لگجائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر اسیوجہ سے آکر ٹھہرا ہی کہ لشکر حیرت کا اس مقام پر سے

حال ظاہر ہوتا ہے بس یہاں لشکر مین جو لڑائی پڑی اُس درخت سحر مین آگ لگی اُسکے جلنے سے بادشاہ نے کہا غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑگئی بی بی میری آج بگڑ گئی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر پکارا کہ جلد تخت لیکر اے پریزادان طلسم آ مین جاتا ہون اُسکو یہ خیال آیا کہ مجلس ساحرہ زبردست ہے ایسا نہو کہ زوجہ میری روز بد دیکھے یا عمرو کی قید مین کوئی پیچ پڑے غرضکہ تخت کو حکم لانیکا دیکر غائب ہوگیا اور آن واحد مین لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہے اس اثنا مین مہرخ جو مجلس کو لیکر غرق زمین ہوئی تھی باہر آئی اور اُسنے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہان موجود ہے اب ٹھہرنا اچھا نہین بس یہ اُڑکر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی اور اسیطرح اور جادوگرنیان جو زمین مین سما گئی تھین نکلکر روبفرار لائین اور شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو جو بہت غصہ مین پایا کہا ہان ہان اے ملکہ آج کیا ہے ملکہ نے کہا تم ہمیشہ ان نمکحرامون کی تیج کرتے ہو آج بھی خفا ہونے مجھپر آئے ہو لو اپنا طلسم رکھو چھوڑو مجکو کچھ کام نہین افراسیاب نے کہا تمھارا ابھی غصہ بڑے غضب کا ہے دو لاکھ ساحر اپنا قتل کروا دیا ملکہ نے کہا اتنو مہرخ کے لشکر کو غارت کیے دیتی ہون اُنکو بھاگنے بھی مدد لگی بہت انھون نے سر اُٹھایا ہے یہ کہکر ایک گولا مقیش کا اپنے جوڑے سے نکالا شاہ جادوان دوڑ کر جھپٹ گیا کہا اے ملکہ یہ گیند مقیش کا نہ غارت کرو اے جان غصہ جانے دو یہ سحر کوکب کے لیے ہے ایسے ویسون پر نہین کرتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ اٹھارہ اُنیس سو پریزادین تخت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوا اور ملکہ مذکور کو بھی ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھالیا اور میدان جنگ سے پھرا طبل امان بجوا دیا صدائے طبل امان لشکریان مہرخ نے جو سُنی اُنکو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوئی ہے بادشاہ طلسم ہمارے پڑاؤ پر بھی آئیگا اب جو طبل امان بجا یہ سب بھاگنے کو موقوف کرکے اپنے بستر پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے ساحر وغیرہ سردار جو تھے وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام پر آکر بہ آرام تمام ٹھہرے لیکن مہرخ پھر کر نہ آئی معلوم نہین کہ کسطرف گئی اور مجلس کا بھی حال نہ کھلا ہر ایک پریشان و متردد تھا طائران سحر خبر کو روانہ کیے اُسطرف شاہ جادوان بارگاہ مین آیا بی بی کو اپنی بہت کچھ سمجھایا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین اب عمرو کا سر کاٹے ڈالتا ہون اور دربار گاہ مہرخ مین جاکر سب نمکحرامون کو پکڑ لاؤنگا ملکہ یہ باتین سنکر شاد ہوگئی اور کہا اے شہنشاہ

یہ تدبیر بہت خوب ہی شاہ نے گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا ای جانی تم رنجیدہ نہو ناہمارے سر کی قسم
ناچ دیکھنا عیش کرنا ہم جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اور کوہ فیروزہ پر آکر بیٹھا اُدھر مہرخ جو مجلس کو
لیکر بھاگی تھی تو سناٹا بھرے ہوئے دور نکلگئی کئی منزل پر آکر ایک جنگل مین اُتری مجلس بیہوش
تھی سحر حیرت سے ازخود فراموش تھی اِسنے دامن کی ہوا دیکر اُسکو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار
ہوئی مستفسر حال ہوئی اِسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند یہ ستارہ زمردین جسکے اوپر گرتا
وہ جانبر نہوتا مین تمکو لیکر زمین مین سماگئی تھی پھر جو باہر نکلی تو افراسیاب کو وہان دیکھا مین جنگل
مین تمھین لے آئی گو تم میری فرزند اور جان وجگر ہو مین میدان سے نہ بھاگتی مگر تمھارے باعث سے
یہ بھی گوارا کیا یہ حال جو مجلس نے سنا کہا ای ملکہ بھاگنے مین عزت ہی یا مرجانے مین مہرخ نے جواب دیا
کہ یہ فن سپاہگری ہی جیسا موقع دیکھتے ہین ویسا کرتے ہین اِسوقت جو تمھارے دشمن مارے جاتے
تو مدعی کی مراد پوری ہوتی ہمکو کیا حصول ہوتا اُسنے کہا یہ تم بجا کہتی ہو لیکن مین بغیر مارے اُسکے
قحبہ حیرت کے نرہونگی مہرخ نے کہا غصہ تمھارا بجا سر ہی لیکن وہ ایسی نہین ہی جو یکایک قتل
ہوجائیگی تم میری بارگاہ مین چلو تدبیر کرکے لڑینگے اُسنے کہا تو خراب مین امان جان کے پاس
جاتی ہون اور اُنکو لیکر آتی ہون یہ کہکر ایک سمت کو پرواز کرکے روانہ ہوئی اور مہرخ بھی وہان سے
اپنے لشکر کیطرف چلی راہ مین ایک درۂ کوہ کے آگے صحراے سبز وخرم نظر آیا کہ دامن کوہ
زرگل سے مالامال تھا مثل جوان بختان سبز سیری سے مرفہ الحال تھا چشمہ لبسان جوش طبع
نوجوانان پُرارمان جوش مین طائران نغمہ خوان بیفکری سے خروش مین کنارے چشمون کے
فرش زنگاری سبزہ کا بچھا تھا اُسپر ایک غول طاؤسونکا مثل معشوقان طناز ہزاران ناز و
تبختر سے سرگرم خرام ناز تھا مگر نیا ماجرا نظر آتا تھا کہ طاؤسونکا جسم پایئن فولادی تھا ملکہ مذکور اُس جاے
نزہت آگین پر روے ہوا سے اُتری اور سیر کنان ہر سمت پھرنے لگی یہان تک کہ درۂ کوہ مین
بھی قدم رکھا دیکھا درہ کے اندرون کو کاٹکر عمارت نہایت عمدہ کسینے بنائی ہی روح فرہاد اُس
صناعی کو دیکھکر شرماتی ہی پتھر مین جالیان اور گلکاریان کی ہین بڑی طرحداریان کی ہین جسکو
دیکھکر سختی رنج کی نرمی دور ہوتی ہی جو گلبدن یہان آتی ہی لب شیرین سے دعا دیتی ہی اندر قصر کے
جب قدم رکھا ایوان مین فرش دیبا و قاقم بچھا پایا اور صحن خانے مین ایک تخت پر ساحر کو

بیٹھا پایا دھوتی تہمری باندھے مالے موتیون کے گلے مین ڈالے جواہر کے بُت کنپٹیون مین باندھے تھا یہ ساحر شاہ طلسم کیطرف سے اس پہاڑ کے درہ کا مالک ہی یہین رہتا ہی اور نام اسکا طاؤس فولاد جسم مشہور ہی وہ طاؤس جو صحرا مین ملکہ نے دیکھے تھے اسیکے سحر کے تھے الحاصل جب اُس ساحر نے ملکہ کو دیکھا ازبسکہ یہ بادشاہ لشکر عمرو ہی اور قدیم سے عزیزدار شاہ طلسم کہلاتی ہی جملہ ساکنان طلسم اسکو خوب پہچانتے ہین اُسنے بھی بیک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا اور بخاطر تعظیم و مراسم تکریم بجالایا اور سر منت گذاری آگے جھکایا عرض کیا کہ حضور نے آج کیونکر اس کلبۂ احزان مین قدم رنجہ فرمایا سر احقر اوج عزت و افتخار پر پہونچا کہ بیت ہمارے گھر مین وہ آئین خدا کی قدرت ہی ✦ کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین ✦ اے ملکہ آیئے کرم فرمایئے ملکہ اسکی خوشامد دیکھکر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا کہ تم مطیعان شاہ طلسم سے ہو مجھسے بمدارات پیش آنا تمہارا مقام تعجب ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ حال بھی آپکو دم بھر مین کھلا جاتا ہی یہ کہکر اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے جا کر کشتیان شراب کی لایا ملازم بھی اُسکے دو چار اُسمقام پر تھے اُنسے حکم دیا کہ طائفے ناچ کے لاؤ اسیطرح انتظام کرتا ان دھوکا دیکر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید چٹکی مین دلیے تھا ملکہ پر چھڑک دی کہ وہ بیہوش ہو گئی اسنے ملازمون سے کہا کہ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا مین اس باغیہ کو لیکر ملکہ حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہکر ایک چادر مین ملکہ موصوفہ کو باندھکر پشت پر لادا اور پرواز کر کے روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا زمین پر اُترا اسلیے کہ لشکر کے اکثر سردارون سے ملاقات تھی اُنسے صاحب سلامت کرنا منظور ہوئی چنانچہ جب دو چار قدم چلا دو ایک دوست آشنا ملگئے بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم پشتارہ کیا لائے ہو اسنے کہا مہرخ نمکحرامہ کو لایا ہون ایسا ہی کچھ ہر ایک سے بتاتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہونچا بارگاہ بادشاہان کی سات ڈیوڑھیان ہوتی ہین چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر کہ معین تھے اُنمین سے چند تو پہرے چوکی پر تھے اور چند آرام و آسائش مین اور ایک چوبدار بیٹھے چاول پکا رہا تھا اور قران عیار جو بامر جاسوسی یہان آیا تھا تو اُسنے اُس ساحر کو پکاتے دیکھکر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو مین ہانڈی اُچک لیجاؤن اسی فکر مین صورت بدلے پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا ملکہ حیرت سے ساحر خبر کرنے دوڑے کہ مبارک ہو مہرخ کو طاؤس

بلند ہوا ہی یہ غلغلہ قران نے بھی سنا اور اُدھر حیرت خوش ہو کر جانب بارگاہ چلی پہلی
ڈیوڑھی پر آکر اِس خیال سے رُک رہی کہ ادنے ساحرہ کے استقبال کرینگا ہر ایک کو گمان
ہوگا غرضکہ پردے ڈیوڑھیون کے اُٹھوا دیے اور منتظر آمد ساحرہ مذکور کھڑی رہی اُسکے برابر اور
اُسکی انیسین بھی آکھڑی ہوئین اور صرصر بھی ایک طرف استادہ تھی کہ طاؤس اول ڈیوڑھی
پر آکر پہونچا قران نے دیکھا کہ غضب ہوا اب یہ لیجائیگا بس دوڑکر قریب آیا اور پکارا کہ واہ
واہ ای بھائی کیا کام کیا ہی سچ تو یہ ہی کہ کسی سے نہو سکا جو تمسے ہوا طاؤس نے یہ تعریف سنکر
سلام کیا اور کہا مین کس لائق ہون یہ بھی آپ لوگون کی دعا اور مالک کا اقبال ہی جو یہ پنجہ
اِسپر قابض ہوگیا یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا قران نے پہلو پر آکر چپکے سے کہا تمتو بڑی
محنت سے اِسکو لائے ہو اگر کوئی چھڑا لیجائے تو کیا کرو اُسنے کہا مار ڈالون اور کیا کرون مہتر نے
کہا چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے ہین یہ سنکے اُسنے دوسرے پہلو کیطرف دیکھا قران نے بغدہ
کمر سے نکالکر برابر توکھڑا ہی تھا اُسکے سر پر مارا کہ کھوپڑی کے سو ٹکڑے ہوئے اور لہو اُسکے سر سے
مثل دریا کے جاری ہوا پشتارہ ایکطرف اُسی لہو مین گرا اور وہ ایک جانب گرا اور تڑپکر
ہلاک ہوا گیرودار کی صدا برپا ہوئی تاریکی ہوگئی مہرخ کو پشتارہ مین ہوش آگیا یہ تاثیر ہی کہ جو خاک
قبر جمشید ڈالکر بیہوش کسیکو کرے پس اُسکا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو وہ ہوشیار ہو جائے
اِسوقت مہرخ بھی ہوشیار ہوگئی اور پشتارہ پھاڑکر باہر نکلی اور قران نعرہ کرکے بھاگا حیرت
جو سامنے اول ڈیوڑھی مین کھڑی تھی قران پر اُسنے سحر کرنا چاہا کہ بھاگنے ندون لیکن صرصر
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ واری اِس موئے کالیے کو نہ چھیڑیے یہ بلا کا ہٹ چھٹ ہی ایسا نہو کہ
حضور کے دشمنون کو کچھ گزند پہونچے ملکہ مذکور اِسکے کہنے سے خاموش ہوئی حاجت دربان تو
طاؤس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے ملکہ مہرخ بھی پرواز کرکے روانہ ہوئی لشکریان حیرت
ابھی تو مجلس سے اُٹھ چکے تھے خستہ وشکستہ تھے خبر بھی نہوئے کہ یہ کون جاتا ہی مہرخ وہان سے
اُڑتی ہوئی اپنے لشکر مین آئی حیرت دانت پیسکر رہگئی یہان سرداران اسلام منتظر اپنی ملکہ
کے تھے کہ وہ جا پہونچی سبکو نہایت خوشی ہوئی ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو رونق بخشی ہنگامہ
عشرت گرم ہوا اُدھر حیرت پھرکر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی مصور

وشکوہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمنے زبردستی عیارونکی دیکھی ہم سبکا ادبار ہی اُن لوگونکا اقبال
ہی دیکھا چاہیے کہ سامری نے کیا چاہا ہی مگر اتنا مین سب سے کہے دیتی ہون کہ جسکو جانبازی کرنا
لڑنا مرنا منظور ہو اور یہ قبول کرے کہ ہم مارے جائینگے کوکب کے ہاتھ کے گوسے سینے پر کھائینگے
عیارون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھائینگے پس وہ تو میری بارگاہ مین رہے اور جسکو یہ امر منظور
نہو اُسکو گھر بیٹھے تنخواہ جو اُسکو ملتی ہی ملیگی ایہا الناس مین نے ثواب مرنے پر کمر باندھ لی
یہ کلمات جو اہل دربار نے سُنے سب متفق اللفظ ایک زبان ہوکر بولے کہ ای ملکہ ہم جان نثاری کو
حاضر ہین تمام عمر بدولت شہنشاہ کے گھر بیٹھے چین کیا کیے شرافت سے بعید ہی جو ایسے وقت پر
کام نہ آئین اور لڑنے مرنے سے جان چُرائین ملکہ نے کہا مین نے اسیواسطے پہلے سے کہدیا کہ
وقت پر کوئی طرح ندے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین اور اُدھر افراسیاب خانہ خراب کو سحر اُسکا
خبر دے رہا ہی کہ ملکۂ طلسم بیٹھی غصے مین پیچ و تاب کھا رہی ہین آخر اُسنے انتظام قتل کرنیکا عمرو
کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی برف گری آگ برسی بعد ان آفتون کے ایک
ساحر سیاہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار روے ہوا سے زمین پر اُتر کر سامنے آیا کہ قد اُسکا
درخت تناور کیطرح بلند تھا سر مثل گنبد کاخ بلکہ اُس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون
قصر ساحری روے زشت و نامیمون طاق ایوان نیرنگی و مکاری کاسۂ دماغ مملو از شراب کبر و غرور
نکوئی اُس سے منزلون دور رحم دلی انتہا کی نفور طینت پُر فتور مردم آزاری کا پتلا بیحیائی کا نقشہ

کہ بمقتضاے ابیات

نام پر اُسکے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول
جھک گئے ابلیس کیا کرتا تھا اُسکی تعظیم
اُسکی مردیکا اگر وصف کرون مین تحریر

بیحیا بانی شر نطفۂ شیطان بدذات
دیو کو صورت بد دیکھکے آتا تھا ہول
صورت نحس کو جو اُسکی سنیچر دیکھے
بھاگ جائین صفِ ہر سطر سے حرف تحریر

تندخو عربدہ جو بیہدہ درشت صفات
ظالم ایسا کہ وہ دے پیر فلک کو تعلیم
چرخ پر چرخ مین پڑجائے یہ چکر ہو اُسے

جب اُسنے بادشاہ کو سلام کیا
شاہ نے یہ کلام کیا کہ ای پشتیبان جادو تم چالیس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیکر جانب
لشکر حیرت جاؤ مگر خاص لشکر مین نجانا صحراے پشتۂ رنگین حصار مین لشکر سے کچھ فاصلہ پر اُتر کر
دریاے ہفت رنگ کے جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام کرنا کہ کوکب یا اُسکا کوئی ملازم
افسر فوج یا اُسکی بیٹی تنہا یا با فوج کثیر لشکر ملکۂ مذکور تک نہ آسنے پائے اور مہرخ کے لشکر کا بھی خیال

رکھنا کہ یہ بھی یورش نکرنے پائے ہم آتے ہین عمرو کو دار پر کھینچین گے ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا قلعہ فیروزہ کوہ کے برابر ایک قلعہ ہے کہ وہان سے ظلمات طلسم کی سرحد ہے اور نام اُس قلعہ کا قیصریہ ہے ساحر اُس قلعہ کا حاکم ہے اور ساحران ظلمات طلسم سے ہے کہ وہان کے ساحر طلسم ظاہر و باطن کے ساحرون سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہین انشاء اللہ حال اُن نابکارونکا بمقابلہ طلسم کشایان ہوگا غرضکہ اُس مردود ازلی و ابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور سامان سفر درست کیا حسب حکم کالے اژدہون پر کھینچ گئے ہوم خانے لد گئے خیام و بارگاہ طائران سحر پر بار ہوئین جادوگرنیان ہنس و طاؤس پر سوار ہوئین ڈہرو بجا نفیر سحر کا شور تا بہ چرخ پہونچا آسکے اُس فوج شقاوت موج کے وہ ساحر غدار فیل آتشین پر سوار ہوکر چلا نظم

لموٴلفہ

اژدہے شعلہ فشان دسے ہوا آتش نور	خوف سے زرد ہوا تھا رخ خورشید کا نور
ظلمت سحر سے عالم مین بپا تھا اندھیر	نور خورشید زمان نے چھپا لیا منھ کو پھیر
شور برپا تھا کہین اور کہین باجونکا غل	شور سے بھر گیا تھا خانہ دنیا بالکل
آندھیونکا کہین طوفان کہین بارش ابر	بیقراری سے اُٹھا تھا دل عالم سے صبر

اسی کر و فر سے یہ ساحر خیرہ سر روانہ ہوا ادہر شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم رنج نکرو مین عمرو کو ضرور آکر قتل کرونگا منادی بھی کرادی ہے اور پشتیبان جادوگر بافوج کثیر روانہ کیا ہے وہ آکر راہ روکیگا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائین ہرچند کہ ان سے بیگانگی خیر مدت سے ہے کوئی چھیڑ اسنے نہ کیا اب کیا میرے مقابلے مین کوئی آئیگا مگر احتیاطاً انتظام کردیا گیا یہ نامہ سحر کا پتلہ لیکر ملکۂ مذکور پاس آیا اُسنے پڑھکر نہایت خوشی کی اور ملکہ شکوہ وغیرہ سے کہا کہ تو مبارک ہو یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہے یہ کہکر نامہ کو بآواز بلند پڑھا جاسوسان لشکر مہرخ یہان موجود تھے مضمون نامے سے واقف ہوکر خدمت مہرخ مین حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا و ثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی مہرخ نے خبر سنکر ایک ٹھنڈھی سانس بھری اور کہا مجلس بھی آئی تھین نہین معلوم کہان جاکر بیٹھ رہین افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست ہو رہا ہے اور پشتیبان راہ روکنے آتا ہے لیکن ہمارے یہان کچھ انتظام نہین کاش عوض خواجہ کے شاہ جادوان مجکو قتل کرتا خراب کل ہر سون ہم بھی جان دیدینگے یادگار یہ لڑائی بھی رہیگی

یا تو شاہ نے خواجہ کو ضرر پہونچایا یا ہمنے جان بچکر ٹھہرا لیا یہ کلمات حسرت و افسوس سُنکر تمام حاضرین دربار تبسم گویا ہوئے کہ ای ملکہ ایسے ساکھے کی لڑائی نہ روز قتل خواجہ ہم لڑینگے کہ شاہ جادوان کے دانت کھٹے کر دینگے اور ہم سب سر بکف منتظر وقت بیٹھے ہین برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا یہ کلام سُن رہا تھا یکایک اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا جبتک خواجہ کے دشمن کو شاہ روز بد دکھائے اُسوقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم کم تو کردین اور بن پڑے تو حیرت ہی کو جہنم کی سیر کے لیے بھیجدین یہ کہکر روانہ ہوا و صحرا مین پہونچکر ایک نٹنی نوجوان کی ایسی صورت بنا لہنگا نہایت پُر زر قیمتی پہنا جسمین گوٹ کی جگہ بٹھا لگا تھا اور اُسکے بوجھ سے کر فرط نازکی سے لچکا کھاتی چھم چھنکی کی ٹلی ہوئین شاخ پر گل گلزار کو جھٹکیون مین اُڑاتی تھین کرتی ناف تک کی آستینون والا گلے مین دوپٹا ایسا رنگا ہوا کہ جسمین تصویرین سُتور خچر اونٹ کی بنی تھین سبز گوٹ لگی تھی لچکا ٹکا تھا اٹرا کے گات چھپائے ایک آنچل کاندھے پر دوسرا لٹکتا ہوا سر پر مانگ نکلی اُسمین سیندور بھرا ماتھے پر بندی بینڈی لگی کانون مین اُدراج اُلٹے ہوئے چاندی کے جھمکے لو مین پڑے ہوئے ہاتھون مین کڑے چاندی کے پڑے پانون مین گھنگرو بندھے بوٹا سا قد رفتار مین ظاہر قیامت بالونکا جوڑا بندھا ہزارہا دل عشاق کو کالے جیلخانے مین قید کیا کہ بیت ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے + اُسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے + پیشانی اُسکی سراسر زیبائی کی نشانی لوح دیوان کلیم و طور جبین جبین مطلع دیوان نور ابرو کلید قفل در حسن و جمال فلک خوبی کے ہلال مژگان اُستاد شاہد کجباز یا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہین نہین صد ہوشیان حلقہ چشم مردم دیدہ کھتے اور بہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے پرکالے کو سمیع و بصیر نظر بد سے بچائے ٹیڑھی نظر سے کوئی اسیر آنکھ اُٹھائے تو جلاد دہر اُسکے دیدے نکالے آنکھ ہر ایک چشم ہو جائے آنکھین گردش دہر کو آنکھین دکھاتین فلک شعبدہ باز کو نیرنگی سکھاتین رخسار نازک باغ جنان کے دو پھول بلبل دل جنکے عشق مین ملول دہن تنگ قفل در راز سربستہ یا حقہ گوہر ہائے ناسفتہ بیاض گردن بیاض سحر سے بہتر سیب ذقن سیب جنان سے خوشتر سینہ

گول گول اُبھرا اکڑا اونچا نکیلا سینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ

گنج خوبی کا ہے وہ مہر لب گنجینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

حسن خوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور ۔ چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور
گر کلک مین آئیگا نہین گر لچکا ۔ بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
ہو شگافی سے پریشان ہو طبع شعرا ۔ پھر نزاکت کا بیان نام نہ لیوے جیتا
گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض ۔ خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صاف بیاض
حسرت تکیۂ زانون مین مجھے ہی گھٹنا ۔ سر بزانو اُسی حسرت مین مجھے ہو رہنا
طور کی شمع نہین ساق کو لازم کہنا ۔ پر فرشتون کے جلین ہوئے پری پروانا
ہو کے بے پر نہ پڑین پیرون کہین آ آکر ۔ اور مین جلکے رقابت سے نہون خاکستر

اِس شکل وشمائل سے آراستہ ہوکر ناک مین بلاق ڈالکر بعد حسن واد الشکر حیرت مین آیا اور اِس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار مین ہو اور کوئی سردار اپنے پاس بُلائے تو کام میرا بن آئے یہ تصور کرکے قریب بارگاہ حیرت جو خاص بازار تھا اُسمین ہر دکان پر کھڑے ہوکر گاتا اور کہروا ناچتا دو دو آنہ چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھرتا بعض دکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اُسکو پہناتے اور کہروا نچاتے یہ کمر پر ہاتھ رکھکر لنگا چٹکی مین پکڑکر توڑا لیتا اور چکر باندھکر ناچتا اور یہ گاتا کہ سے کو سنے رسیاتے ہمارے مین بان سارے ہین بان مورا نکسے پران ؎ یہ تو اِسطرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے ملکہ شکوہ زرین قبا اُٹھکر اپنی بارگاہ کو جو روانہ ہوئی تو سواری اُسکی بازار مین سے ہوکر نکلی سامان جلوس ہمراہ تھا ہٹو بچو کا غوغا تھا نٹنی نے اُسکو جاتے دیکھکر اپنے تئین قریب ہوادار کے پہونچایا پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی اُسنے بھی ہوادار کو روک لیا کنیزین جو ساتھ تھین ملکہ سے عرض رسا ہوئین کہ حضور اِس چھوکری کی کیا پیاری صورت ہی اور نگوڑی ہی تو بھولی بھولی ملکہ نے نٹنی سے پوچھا کہ اری تیرے ساتھ بجانے والے نہین ہین نٹنی نے کہا بلبلا لون سب کوئی ہین لیکن اِسوقت کوئی تھا نہین مین اکیلی چلی آئی ملکہ نے دو روپیہ دلوائے اور ملازمون سے کہا اِسکو ساتھ لیتے آؤ کنیزین لیکر روانہ ہوئین اور ملکہ بارگاہ مین آئی نٹنی نے دیکھا کہ بارگاہ مین سبطرح کا سامان عیش ونشاط مہیا ہی پلنگڑی عمدہ بچھی ہی نیچے اُسکے مسند آراستہ ہی ایکطرف مسہری جواہر نگار لگی ہی چنگیر چوگھڑے عطردان دھرے ہین ملکہ آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے یہان سے سازندون کو بلاکر حکم دیا کہ اِس نٹنی کے ساتھ سنگت کرو

سازندون نے ساز ملا کر بجانا شروع کیا اور نغمی نے غزلہاے عاشقانہ گانا آغاز کیا اسوقت سمان بندھ گیا اگر قاضی یہان آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال دستار نہ رہتا یہ عالم تھا نظم

آج ہر چشم پری کی بھی نظر جاے جھپک — شور زنگولہ سے شورش زسما تا بہ سمک
وقت نظارہ اُدھر دیدۂ انجم سے فلک — نقش دیوار یہان محو تماشاے کتھک
عجب بلا قہر ادا غارت ایمان چیتون — دل اُڑائے لیے جاتی تھی ہوا دامن

ہر طرف سے صداے احسنت بلند ہوئی اور سبکی ٹکٹکی نرگس آسا جمال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی تھی اُسوقت نغمی زار زار برنگ ابر بہار روئی آنسوؤن کا تار رخسار پر بندھ گیا دل سینہ مین طپان ہو کر مثل رقاصہ تھا شاید کمانچہ ابروے یار یاد آیا تھا آہ برنگ نَے لبون سے و ساز تھی بڑی دردناک آواز تھی ہم ایسکے لیے سم ہوا دل پر طاری غم ہوا ایسی اندوہ وملال مین اُسنے رو رو کر دلکا مزا چکھایا اس غزل کو گایا اہل محفل کو بھی رولایا غزل

یہی حیرت رہی گر جلوۂ قاتل سے خلقت کو — تو اُٹھیگا جنازہ اُسکے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز — کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہی شام فرقت کو
ادا سے دونون زلفین کھول دینا دوش پر ہاے — یہی تعزیر کافی ہی ترے مجنون کی وحشت کو
نئے سر سے جو روز آفرینش آ گئے دنیا مین — تو بدلون بخت دشمن سے الٰہی اپنی قسمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہی مرے آگے اگر کوئی — تو کس کس پاس سے مین دیکھتا ہون اُسکی صورت کو
نگہ کرتے ہی نواب اُس پری پر ہو گئے حیران — بڑے دعوے سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سنکے شگوفہ بھی روئی اور نغمی سے کہا مین نے تجکو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اُسنے ایک آہ سرد اپنے دل پُر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی ملکہ نے کہا اری تیرا رنگ رخ کیون زرد ہی عرض کیا میرے دل مین درد ہی ای ملکہ سامری نکرے جو اس برہ کا تیر کسی کلیجے کے پار ہو اور کسیکا جفا کار یار ہو ملکہ نے کہا معلوم ہوا تو کسی پر عاشق ہی اُسنے جواب دیا کہ حضور اگر میری ہمنشین تو یہان اکیلا کرا دین ملکہ نے حکم دیا کہ سب حاضرین بارگاہ اُٹھ جائین بموجب حکم تخلیہ ہو گیا نغمی نے اُسوقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا کہ مین جوہری کے لڑکے پر عاشق ہون اور وہ بھی میرے عشق مین ہیرا کھانے پر تیار ہی اُسکے ساتھ مجکو سونا نہین ملتا ہی میرے بھائی بند ز بھی

اُس سے لیتے ہین پھر بھی آتش فساد سُلگا کر اُس سیم بدن کو جلاتے ہین اگر حضور مجھ گشتۂ رنج والم
رحم فرمائین اور میرے عزیزونکو ملکہ حیرت سے کہکر کشتہ کرائین تو مین پارس ہو جاؤن تمام عمر کی لونڈی
آپکی ہنون اور علاوہ اُسکے لاکھ روپیہ بھی نذر کرون ملکہ نے کہا اری تو کوڑی کوڑی دُکان مانگنے والی
لاکھ روپیہ کہانسے لائیگی مین تو ابھی تیری برادری کو بُلوا کر قتل کر سکتی ہون مگر روپیہ ملنے کا
یقین نہین اسنے کہا روپیہ ابھی لیجیے یہ کہکر ایک بطِ شراب زمرد کی ایک ڈال ترشی ہوئی نکالی
اور کہا یہ مجھکو جوہری بچے نے دی تھی اور کہا تھا کہ لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہے آپ اسکو اپنے پاس رکھیے
محفل کی آرایش ہے ملکہ نے جو اُسکو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل و گوہر کی اُسکی دُم اور منقار
واقع مین کئی لاکھ کو بھی ارزان ہے سمجھی کہ یہ مُنشی تو نادان ہے تو اسکو بے بس مُنشی کے ہاتھ
سے وہ ہنسکر لینے لگی اُسنے مُنھ کے سامنے اُسکو رکھکر دیتے وقت دبا دیا وہ بط حباب کی طرح تڑاکا
پھٹ سے ٹوٹ گئی اور بیہوشی کا رنگ اُسمین بھرا تھا وہ سب مُنھ پر شکوہ کے پڑا اُسنے اتنا
تو کہا اری یہ کیا اتنا ہی کہکے بیہوش ہو گئی اس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اُسکی
صورت بنکر اُسکو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازمون کو آواز دی کہ یہان آؤ وہ سب حاضر ہوئے
اُنسے کہا یہ مُنشی اپنے عزیزون سے چھپکر نکل آئی تھی سراچہ بارگاہ اُٹھا کر اپنے گھر گئی ہے تم بھی نہ
اُسکا حال کسی سے کہنا کنیزون وغیرہ نے عرض کیا واری کیا مجال جو زبان سے نکلے یہ عرض
کر کے سب کام خدمت مین مصروف ہوئین اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا لیکن حیرت
بھی ملکہ شکوہ کے آنیکے بعد داخل آرامگاہ ہوئی تھی اور ازبسکہ اب بہت انتظام کرنے پر متوجہ
ہے تو چند تختیان سحر کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سراچہ بارگاہ مین مثل آئینہ کے لگا لی تھین
اُن تختیون مین جس حال کے دیکھنے کی نیت کرو وہ ظاہر ہوتا تھا اتفاق سے اسنے یہی نیت کی
کہ اسوقت ملکہ شکوہ کیا کرتی ہے تختی معائنہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا اور وہ بیہوش پلنگ
کے نیچے مثل مردہ کے پڑی ہوئی ہے یہ کیفیت ملاحظہ کرتے ہی اپنے دونون ہاتھ اُسنے آگے
کیے ردے ہوا سے اُس شبستان مین پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکور وہان سے
غائب ہو گئی اور یکایک بارگاہ مین شکوہ کے آگے ظاہر ہوئی برق نے دیکھا کہ حیرت آئی
مگر غضبناک تیوری چڑھائے ہے بہت بُری نگاہ سے دیکھتی ہے دیکھیے کیا کرتی ہے دل سے کہا خدا خیر

کرے پس جلد پلنگ پر سے اُٹھا ملکہ کو تعظیم دی اور کہا آئیے تشریف لائیے ملکہ نے ہنسکر کہا
جی لونڈی حاضر ہی آپ تکلیف نفرمائین یہ کلمہ سنکے اسکو یقین واثق ہو گیا کہ ضرور یہ تجھے پہچان گئی
ہی اور رقعہ جمشیدی مین تیرا حال دیکھکر آئی ہی لازم ہی کہ بھاگ جاؤن پھر سوچا کہ یہ سر پر پہونچ
چکی ہی بھاگنا دشوار ہی یہ تصور کرکے پلنگ پر سے اُترا اور ملکہ کے قدمون پر گر پڑا عرض کیا مین برق
عیار ہون ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جاکر عمداً گرا اور وہان سے سنبھلکر جو جست کرتا ہی اُچھکر
بارگاہ تک آگیا ملکہ نے پکار کر کہا جہان پہونچا ہی وہین رہجا آگے نہ بڑھنا یہ کلمہ سحر کا تھا عیار کے پانون
زمین نے پکڑ لیے ملکہ نے جاکر وہان سے گرفتار کیا اور بارگاہ مین لائی اور کہا او موئے غضب
کیا تھا تو نے کہ میری انیس کو قتل ہی کیا تھا یہ کہکر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا کپڑے پہنائے
تمام ملازم اُسکے یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھے اور تعریف حیرت کی کر رہے تھے کہ حقیقت مین ہماری
شہزادی کی جان آپنے بچائی واہ واہ سحر اسکو کہتے ہین کہ یون عیار کو پہچان لیا الغرض
شکوہ کو ہوشیار کیا اُسنے سارا حال سنکے ملکہ کا شکریہ ادا کیا اب ملکہ عیار کیطرف متوجہ ہوئی اور
کہا ارے موذی بتا کہ کیا حال تیرا کرون اُسنے جوابدیا اگر میرے ہی بتانے پر منحصر ہی تو ایک خلعت
بہت عمدہ مجکو دیکر چھوڑ دیجیے ملکہ یہ کلام سنکے ہنس پڑی اور شکوہ نے کہا او بدذات
نگوڑے مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جسکا عوض تو نے یہ کیا عیار نے کہا مین نے تو آپکے ساتھ
کوئی برائی نہین کی اگر مین آپکا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا یہ احسان تو آپنے بھلا دیا اور اُلٹی شکایت
کرتی ہین اور مین جب بھوکا ہوتا تھا تیری صورت بنکر آتا تھا اور کھانا تیرا کھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہوا
تھا ایک دو کھانے آیا تھا حیرت نے کہا کھا موئے تو اپنے ہوتون سوتونکو آج تو شکوہ
کی صورت بنکر میرے ہلاک کرنے کو آیا تھا اُسنے کہا ہان سچ ہی اگر مارے تو تجکو مارے کہ تو مالک
طلسم ہوش ربا ہی اور بادشاہون ہی کو خلقت برا کہتی ہی اور وہی مار بھی ڈالے جاتے
ہین اگر مین مار ڈالتا تو کچھ گناہ نکرتا ملکہ پھر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا اب ہم تجکو قتل کرینگے تو کچھ
گناہ نہین عیار نے کہا آپ جو مجکو قتل کرینگی تو آپکو کون ماریگا آپکو لازم ہی کہ ہمین چھوڑ دیجیے
ملکہ نے کہا ارے کمبخت تو مجکو باتون مین لگا کر نکلجانا چاہتا ہی یہ کہکر باہر بارگاہ کے لائی اور
آمادہ قتل پر ہوئی اِدھر افراسیاب کو بھی تیلون نے یہ خبر پہونچائی کہ برق عیار اسطرح گرفتار ہوا

اور ملکہ سے بحث رہا ہی شاہ نے یہ خبر سنکے نامہ لکھا کہ ای ملکہ اِس عیار سے تم کچھ گفتگو نکرو فوراً
سر کاٹکر بھیجدو نامہ تیلے نے ملکہ کو پہونچایا اور پکار کے بھی کہا کہ شاہ فرماتے ہین جلد اسکو قتل
کرو اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا اُسنے بھی سُنا اور الگ جاکر اپنے سارے جسم پر
ٹیکے زرد و سرخ و سبز و سیاہ دیئے اور چار چوڑے سر پر باندھے اُن جوڑون مین مقیش کے پھندنے
لگائے صورت ساحر کی ایسی بنے ہی تھا اتنی ہیبت اور زیادہ کر کے سامنے حیرت کے
آیا اور چاہتا تھا کہ قریب جاکر کوئی عیاری کرے حیرت کے سحر نے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو
سامنے آتا ہی قران عیار ہی ملکہ نے یہ معلوم کر کے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہی اِس
عیار کا قتل ہونا اسجگہ مشکل ہی یہ سمجھکر نیچے مین برق کو داب کر لے اُڑی اور ایک درۂ
کوہ کے متصل کسی منزل پر جاکر اُتری اور چاہا کہ کار برق تمام کرون اُسوقت روے ہوا
پر نفیر سحر اور ناقوس کی صدا پیدا ہوئی اور ابر کے ٹکڑے اُڑتے نظر آئے ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھون
یہ کون آتا ہی اِس اثنا مین ساحر روے ہوا سے اُترنے لگے اور پشتیبان جادو جو بحشم و خدم
راہ روکنے روانہ ہوا تھا یہان آکر پہونچا اور اژدر پر سے اُتر کر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھکر
قریب آیا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ ملکۂ عالم اِس بیابان مین کیون تنہا استادہ ہین
اور یہ مجرم کون ہی ملکہ جملہ کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی کہ تم کہان چلے اُسنے اپنا راہ روکنے
آنا عرض کیا ملکہ نے کہا مجکو اِس حال کی خبر ہی اچھا تم اِسی بیابان مین ٹھہرو اُسنے کہا آپ
یا تو میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے یا اپنے لشکر مین جائیے اِس گنہگار کو میرے حوالے کیجیے
کہ مین سر اِسکا کاٹکر شاہ پاس بھیجدونگا اور گوشت جسم کا مین کھاؤنگا کہ بہت دنون سے
گوشت آدم مین نے نہین کھایا ہی ملکہ نے التماس اِسکا سنکر خیال کیا کہ شاید تو کسی آفت
مین گرفتار ہو جائے قران عیار سے بچاکر تو یہان اِسکو لائی شاید یہان بھی
کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اِسکے عیار تیرے دشمن جان ہو جائینگے اِسکو دیدینا اِسکا
مناسب ہی یہ سوچکر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کے کیا اور آپ اُڑکر اپنی بارگاہ مین
آئی یہان اِس ساحر نے لشکر اپنا دامن کوہ مین اُتروایا اور دریاے ہفت رنگ کی طرف
رو کر خیمہ و بارگاہ نصب کرائے سردار اِسکے اُترے بارگاہ اِسکی بھی استادہ ہوئی سامنے

بارگاہون کے ہوم خانے بنگئے لشکر مین بازار کھلی گھما گھم ہونے لگی لشکری اُترکر اشغال کیان
دھیان کرنے لگے کڑھاو چڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا لشتیبان بھی اپنی بارگاہ کے
سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسحور کر کے روبرو بٹھالیا قصد ذبح کرنے کا کیا برق نے جو
دایۂ اجل کی آغوش کھلی دیکھی بے اختیار درگاہ رہانندہ عاجزان مین لب استغاثہ وا کیے
اور پکارا کہ ای کریم کارساز عاجز نواز تو وہ خالق اکبر ہی کہ جناب ایوب کو عوارض جسمانی سے تونے
شفا بخشی اور جناب جرجیس کو ظلم بادشاہ جابر سے رہائی دی مجکو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا دے
کہ بیت مین عاصی ہون خداوندا کرم کر ✤ رہا کر مجکو از دست ستمگر ✤ باب اجابت بہر دعا وا
ہوا آسمان پر سے ایک تخت بسان رحمت خدا نازل ہوا اُس تخت پر سلطان و سر شار و
سلیمان جو چالاک کو لیکر چلی تھین سوار تھین کسلیے کہ یہ سب جو اس دشت مین پہونچین
لشکر اُترے ہوئے دیکھکر چالاک نے کہا یہان اُترو اور دیکھو کہ یہ لشکر کسکا ہی یہ سنکر جادوگرنیون
نے تخت اُتارا اور لشکر ساحرہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آئے ہو اُسنے سب ماجرا راہ رو گئے
آنیکا اور برق کے گرفتار ہونیکا اور قتل کے لیے بٹھائے جانیکا بیان کیا چالاک نے اپنے ساتھ
والون سے کہا اگر یہان نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا غرض بہت جلد سامنے لشتیبان کے
یہ سب آئے چالاک بھی صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا جب یہ قریب تر پہونچے لشتیبان
اپنی جگہ سے بنا بر تعظیم اُٹھا انھون نے بھی سلام کیا اور برابر تخت پر جا بیٹھے اور کہا آپ
نے ہمین پہچانا ہم سلطان و سر شار وغیرہ ہین اُسکو تو انکی بغاوت معلوم نہ تھی یہ معلوم
کر کے کہ یہ شہزادیان مالک قلعہاے طلسم ہین بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب و کباب
کی منگائین انھون نے پوچھا کہ یہ مجرم کون ہی جو سامنے کھڑا ہی اُسنے کہا کہ یہ بڑا زبردست عیار
ہی اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی یہ حال سنکر چالاک نے اپنے دلمین کہا اللہ میان
برق نے اس طلسم مین آکر بڑا نام پیدا کیا ہی الحاصل لشتیبان کے تمام مصاحب بھی
سلطان وغیرہ سے آکر ملے اور اپنے اپنے مقام پر سب بیٹھے اسوقت لشتیبان نے ان
سے پوچھا کہ بتاؤ گوشت کس جانور کا اچھا ہوتا ہی کسینے کہا مرغ کا کسینے کہا کہ ہرن کا کوئی
بولا تیتر کا اچھا ہوتا ہی چالاک نے کہا مجکو تو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہی لشتیبان

نے کہا ای بھائی تمنے میرے دل کی بات کہی تو اب اس خدا پرست کے کباب کھلاؤ یہ کہکر برق پر سے سحر برطرف کر کے زنجیرون سے باندھا اسمین چالاک نے کہا ای سلطان کہین گوشت کے لالچ مین آکر وہ حال نکہنا اُسنے کہا نہین کہتیا مجکو تمنے دیوانہ بنایا ہی گونگو کا حال مین کیون کہنے لگی پشتیبان نے کہا کونسا حال چالاک نے کہا جی کچھ نہین قاعدہ ہی کہ جسکے سامنے اسطرح کی باتین کرو وہ بیچین ہوجاتا ہی اور اُس حال کے سننے کا مشتاق ہوتا ہی اور چالاک نے اسیواسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان تو جانتی ہی ہی کہ یہ عیار بے معنی بات نہین کہتا ہی اسمین بھی کچھ مطلب ہی پس اسنے بھی اقرار کیا تھا کہ مین نہ کہونگی پشتیبان بیقرار ہوگیا اور کہا بتاؤ وہ کیا بات ہی برق یہ جملہ سنکر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا ہی اس جادوگر نے کیا سمجھکر کہا پس بغور جو دیکھا تو چالاک کو پہچانا دل مین خوش ہوا کہ مرشد زادے اچھے وقت پر آئے اور ادھر جب بہت کچھ پشتیبان نے اصرار کیا کہ وہ بتاؤ کیا بات ہی چالاک نے کہا خاطر ہی آپکی اکیلے بارگاہ مین چلیے تو بتادین یہ اُٹھکر بارگاہ مین آیا چالاک اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا مجرم کو بھی اندر بلا لیجیے ایسا نہو کہ آپ یہان باتو مین رہین اور وہ عیار ہی چھوٹ جائے اُسنے برق کو بھی اندر بلالیا اور پردے بارگاہ کے چھُڑوا دیے جملہ ملازمون کو آنے سے منع کردیا اور کہا ای ملکہ ہان اب کہو وہ کیا حال ہی سلطان نے چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہون اسنے کہا کہ کیون نہین دیتی ہو اچھا تم شرماتی ہو تو مین کہے دیتا ہون یہ کہکر کہا حضور مجھسے سنیے پشتیبان منھ اُٹھاکر اُسکی طرف مخاطب ہوا کہ کہو اسنے ایک حباب بیہوشی کا مارا کہ وہ منھ پر پڑا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسنے خنجر کھینچکر مارا خنجر کی نوک چبھ گئی اور برق نے کہا بھائی صاحب مزاج اچھا ہی یہ جادوگرنیان آپکے ساتھ کون ہین چالاک نے کہا یہ میری شریک حال ہین اسنے کہا تو اِنسے کہیے کہ اس ملعون کا روئین تن ہونا سحر سے دفع کرین یہ سنکر سلیمان وغیرہ نے سحر پڑھکر دم کیا کہ جسم پشتیبان کا نرم ہوا اُسوقت ایک گولا سحر کا سرشار نے مارا کہ سینے کو توڑ گیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا افسوس پشتیبان جادو کو آندھی پانی ہزارون طرح کی آفتین پیدا ہوئین سردار جو باہر بارگاہ کے ٹھہرے ہوئے تھے اندر دوڑ کر آئے کہ کیا آفت آئی سلطان دہر شار و سلیمان

چالاک و برق کو پنجے مین داب کر اڑ گئین اور ایک سناٹے مین دور نکلکر ایک مقام پر چھپ رہین یہان سرداران لیشتیبان نے لاش اسکی اٹھائی اور لشکر کو اسیجگہ چھوڑ کر آپ شاہ افراسیاب کے پاس فیروزہ کوہ پر آئے اور کہا اے شہنشاہ لیشتیبان جادو مارے گئے اس سے پہلے دو تیلون نے بھی خبر عرض کی تھی شاہ نے تیر سحر کمان مین رکھکر جو مارا تیلے جلگئے شاہ نے فرمایا کہ طلسم مین غدر جو ہو رہا ہے تو تیلے بھی جھوٹ بولتے ہین قسم ہے جمشید کی مین نے ایسے زبردست رکن طلسم کو نہین بھیجا ہے جو کسیکے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہے جو راہ کوکب کی روکے گا اور مجال نہین مہرخ کی جو اسکا مقابلہ کر سکے اسی گفتگو مین تھا کہ سردار لاش اسکی لیکر آئے اب یقین اسکو آیا اور رقعہ جمشید دیکھا تمام حال چالاک وغیرہ کے آنیکا معلوم ہوا شاہ کے آنسو نکل آئے اور کہا اے باغبان قدرت نکخراموں کا کیا زور ہے اسطرح لیشتیبان جادو مارے گئے وزیر نے کہا اے بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا تو بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجیے کہ جسنے کا شغر عنطلی آباد کے ایسے ساحرون کو مارا ہے سبکا بدلا ہو جائیگا شاہ نے یہ سنکر اسیوقت تمام ناظمان طلسم کو نامہ بھجوائے کہ جلد لشکر اپنے اپنے لیکر حیرت کے پاس حاضر ہو ادھر سلطان نے جب غوغاے ساحران اپنے قریب ندیکھا قصد چلنے کا کیا برق نے کہا آپ تم لوگ لشکر مین ہمارے چلو خواجہ قید ہو گئے ہین انکے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے ہم سب جان دینے پر آمادہ ہین چالاک نے کہا اے بھائی ہم قریب لشکر تو آچکے ہین ابھی لشکر مین کیا منھ لیکے جائین بروقت ہم بھی آجائینگے تمھارا جی چاہے چلے جاؤ برق یہ سنکر اُنسے رخصت ہوا اور یہ سب بھی ایکطرف کو سوار ہو کر تخت سحر پر چلے برق اپنے لشکر مین آیا اور حال چالاک کا آئندہ بیان ہوگا لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ دارون کو شاہ طلسم نے لکھے تھے وہ سب تیاری کرکے روانہ ہوئے مثل ان لوگون کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد۔ ملکہ دریا بار ماہی گیر۔ ملکہ پریچہرہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دیو کش۔ ملکہ اژدر سوار سنہری پوش۔ ملکہ برق شمشیر زن۔ ملکہ روشن نگاہ سر بلند۔ ملکہ مسمار تن سیاہ چشم۔ ملکہ سفاکہ روئین تن۔ ملکہ طوفان دریا نشین۔ ملکہ ماہ زنگ روئین تن۔ ملکہ خورشید مثال آتش زبان۔ ملکہ مار سر موے دراز

ملکہ ریحان گلزار چشم ـ ملکہ ترسان کوہ افگن ـ ملکہ بلور دندان ـ ملکہ مشعل نگاہ ـ ملکہ زنار بلاخیز ـ ملکہ روشن زبان دراز ـ ملکہ اظلم زبردست ـ ملکہ ناقوس بلاافگن ـ ملکہ ستارہ چشم آہن دست ـ ملکہ ذلیم زبردست ملک شیاطین بت پرست ـ ملک قائم دوسر ـ ملک سقیم دوسر ـ ملک فولاد خوار اب کہانتک نام انکے لکھے جائین یہ سب در بند ونگے مالک ساٹھ ساٹھ ہزار اور ستر ستر ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لیکے جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے کہا جا تیری زوجہ کی خطا معاف کی تو اپنی بی بی کو لیکر ملکہ حیرت کے لشکر مین جا اور دریاے خون روان کے کنارے سے تا پشتہ فنا اور گنبد نور میدان صاف کرا دینا بیابان اور کوہستان سب ہموار اور برابر ہون جو درخت میدان مین ہون کٹوا ڈالنا اور جھنڈیان اکھڑوا دینا صحرا برنگ آئینہ پاک و صاف ہو کنکر پتھر خار وغیرہ کا نام نہ ہے زمین ہمسطح ہو کہ تمام ناظمان طلسم وہان آکر اُتر ینگے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمر و ضرور قتل ہوگا جسکو دعوی اُسکے چھڑا لینے کا ہو وہ ہوشیار ہو رہے وزیر حسب ارشاد بادشاہ پر تقصیر شاد شاد وہان سے روانہ ہوا اور پہلے اُس دشت دلکشا کیطرف کہ جہان زوجہ نے اسکی چمنستان بناکر اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا چلا اول مین لکھا گیا ہی کہ گلچین جادو بخوف عتاب شاہ طلسم ایک گلزار صحرا مین بناکر پھول بنکر شاخ شجر مین لٹکی تھی چنانچہ وزیر مذکور تو اسکا شوہر ہی اور اسکے جملہ سحر سے ماہر ہی بوے گل کے پتلے اسکی خبر کو اُسنے روانہ کیے کچھ دیر مین مشام جان اسکا خوشبوے خبر سے معطر ہوا کہ اُس دشت مین تیری زوجہ گلبدن ہی یہ اُسی جنگل مین آیا ہمثیل ایک گلشن پھولون سے رنگین پر بہار پایا جیسا پہلے تحریر ہو چکا لیس اُس مقام فرحت بخش پر ٹھہر کر بلسان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ ای گل باغ عشرت تو کس نہال مین پھولی ہی کہ بہار گلشن عالم تیرے ہجر مین بھولی ہی ای بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہی کہ تیرے فراق مین فوج خزان الم نے ساری بہار لوٹی ہی

نظم

کدھر ہی ای گل گلزار خوبی
سراپا صورت آرام و راحت
کہان ہی رونق بازار خوبی
جو پہلو ہو گیا ہو دل سے خالی
نشاط افزاے بزم عیش و عشرت
تو پھر صورت کہان ہی زندگی کی

یہ تو اسطرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور گلچین نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی
تو وہ شاخ شجر سے چھوٹکر زمین پر آتی تھی انسان بنکر کچھ کھاتی پیتی احتیاج سے فارغ ہوکر قریب
سحر پھر درخت کا پھول بنجاتی تھی اسوقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے
کہ شاید شاہ جادوان نے دھوکا دیکر میرے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بناکر کسی
ساحر کو بھیجا ہو اسی اندیشہ مین سامنے شوہر کے نہ آئی جب باغبان اس گلستان مین کچھ
دیر ٹھہرا اور اُسی شجر کے نیچے کہ جسمین یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگاؤ سے آکر بیٹھا اُسنے خوب پہچانکر
برنگ بوے گل اپنے تئین ظاہر کیا یعنی پھول تو یہی تھی ہی شاخ سے ٹوٹکر شوہر کی گود مین گر پڑی اور
غنچہ سان وہ گل کھلکھلا کر ہنسی او زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ ؎ گودی مین سیان
کی گیندا ہو جاؤنگی باغبان نے اُس پھول کو اُٹھانا چاہا تھا کہ اُسنے صورت اصلی بنائی اور
شوہر کے گلے کا ہار ہوئی باہین گردن مین ڈالدین اور اشک شبنم سے چمنستان حسن کو اپنے
سینچنے لگی شوہر بھی اسکا رو دیا پھر تمام ماجرا بادشاہ سے خطا معاف کرنیکا اور قتل عمرو کے انتظام
کرنیکا حکم ملنا اُس سے بیان کیا زوجہ نے جوابدیا کہ تمنے پھر میرے جلانیکی باتین کرنا شروع کین
عمرو کے قتل کا انتظام مین نکرنے دونگی عیارون کے ہاتھ سے خدا تمکو بچائے یہ تمنے اقرار ہی
کیون کیا کہ مین بندوبست کرونگا وزیر نے کہا جو کچھ ہوا وہ ہوا چلو شاہ کی ملازمت کرو ہماری
مجال ہے کہ جو بادشاہ حکم دے اور ہم نمانین بی بی نے کہا تم جانو تمہارا کام جانے اپنی جان کے
پیچھے پڑے ہو یہ کہکر اپنی گود پھیلا کر پکاری کہ اے میرے سامری میرے خاوند کی جندڑی بچاؤ اے
اے میرے جمشید میری مدد کو آؤ یہ نگوڑا بادشاہ کیسا میرے وارث کا دشمن ہوگیا ہاے مجکو کچھ بن
نہین پڑتا کیا کرون کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگا کر نکلجاؤن وزیر نے کہا اے بی بی بادشاہ
کی شان مین کچھ نکہو ابھی تو خطا معاف ہوئی ہے ایسا نہو کوئی آفت اور آئے لو آؤ گھر چلو مین انتظام
کرنے نجاؤنگا یہ کہکر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت مین لایا اُسنے آتی ہی گھر مین آرام وراحت کا
سامان مہیا فرمایا باغ مین گویا فصل گل آئی بہار صحبت مینا و مُل آئی کنیزون نے حمام گرم
کیا وزیر وزوجہ وزیر نے حمام کرکے لباس پُرتکلف زیب بدن فرمایا رقاصون کو بلایا تا دیر ناچ
گانے کی کیفیت دیکھی پھر تخلیہ ہوگیا زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے نظم

اشارون سے تمنائین ہویدا | نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا | لپٹکر عارض دلدار چومے
جبین و ابرو و رخسار چومے | مزے دینے لگی آواز قلقل | ہوا لائی شمیم زلف سنبل
نگاہون سے ملین باہم نگاہین | محبت کی کھلین آپسمین راہین | لیا آغوش مین بانو کو اُسنے
کیا فرش بدن زانو کو اُسنے | نگاہون نے چھپایا چہرہ یار | ہوئین رخ پر نقاب حسن دلدار
مزے بوسونکے مستی پر جو آئے | ارادے اور ہی متعلق لائے | لپٹ کر ملگیا سینہ سے سینا
تھی مے سے ہوئی آغوش مینا | فراغت پائی ناز شوق اُٹھاکر | اُداسی آئی رو سے بدعا پر

یہ دونون پھر اُٹھکر حمام مین گئے اور بعد فراغ غسل در زیر مندیل وزارت سر پر رکھکر براے ابلاغ حکم بادشاہ روانہ ہوا زوجہ بھی اسکی کنیزین ہمراہ لیکر خدمت حیرت مین چلی غرض یہ دونون بارگاہ بانوے شاہ طلسم مین آئے اور حکم سے اطلاع دی اور کہا بادشاہ نے جمشید و سامری اور لاکا کے بچھڑے کی جو سال بھر کے بعد باتین کرتا ہے قسم کھائی ہے کہ عمرو کو ضرور قتل کرونگا ساٹھ ہزار ناظمان قلعہا ے طلسم جو قتل ہونے سے بچگئے ہین اُنکو نامے پہلے بھیج چکے ہین وہ سب آتے ہین آپ تیاری فرمائیے ملکہ یہ سنکر گھبرا گئی اور بولی کہ تم سچ کہتے ہو ملک پشتیبان بھی آچکا ہے شاہ ضرور اُس ناعیار کو ہلاک فرمائینگے وزیر نے کہا ای ملکہ پشتیبان بھی اسطرح چالاک کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ نے کہا تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہے اب بیشک بازار موت کا گرم ہوگا اس گفتگو مین شکوہ نے پوچھا کہ چالاک کون ہے ملکہ نے کہا بیٹا عمرو کا اُسنے کہا چالاکی بہت کرتا ہے یا نام ہی اُسکا چالاک ہے وزیر نے کہا نہین نام ہی یہ ہے شکوہ نے کہا تو ای ملکہ جلد تیاری کیجیے کہ عمرو قتل ہوجائے ملکہ نے اُسیوقت افسر کو بلداروں کے بلاکر حکم دیا کہ جاکر کنارے دریاے سحر سے تا گنبد نور اور لشتہ تاریک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو ساحرون کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیان گراکر درخت جلادین ہوا چلاکر گرد وغبار اُڑادین لیکن تم غار و مغاک وغیرہ برابر کرو نشیب و فراز ہموار ہو سکے جاکر آبپاشی کرین درختون مین گیند لٹکا دیے جائین پہاڑون کے درے آئینہ کیطرح مصفا ہون بلدار یہ حکم سنکر روانہ ہوئے جمعدار بیلدارون کا سر پر سرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمغہ لگائے ساتھ ہوا پیمایش جاننے والے جریب تختہ سطح لیکر چلے اور ہزارہا ساحر منتظم بھی روانہ ہوئے ملکہ خود اُٹھکر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ استادہ کراکے در خیمہ پر کرسی

بیٹھی

بچھا کر بیٹھی وزیر اور اُسکی زوجہ بھی معروف انتظام ہوئے جنگل صاف ہونے لگا شجر جو مانع راہ تھے اُکھاڑ ڈالے گئے باقی جو رہے اُنکی سرتراشی کی گئی بادلے سے مندھے گئے تھے اور گنبد بلور کے رنگین لٹکا دیے پہاڑون کے درے اسطرح کھلے کہ جیسے فیاضون کے دل کھلتے ہین ہر جگہ چمنستان بنائے گئے داغ بیلین پڑگئین جواہر کان سے رکھدیے گئے چمن درخت پھولون کے لگے تھے پہاڑون سے جھرنا جو جھڑتا تھا اور گھاٹیون سے پانی گرتا تھا اُن گھاٹیون کے نیچے سے نہرین سیکڑون کھدنے لگین نہرون کی لب گرداں ہر ایک پختہ کر کے استر کاری رنگ برنگ کی کر دی گئی کنارے کنارے جانوران آبی بگلے بط قاز و مرغابی سحر کے زور سے موم کے بنا کر چھوڑ دیے جو جواہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے درختون پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے میدان مین جو ٹیکرے تھے اُنکو چھانٹ کر مثل ہیل کے بنا دیا درختون کی بیلون کو اُنپر چڑھا دیا چھوٹی چھوٹی پہاڑیونکو پھولدار درخت لگا کر گلدستہ کر دیا درہ ہاے کوہ مین رستہ کر دیا اب وہ جنگل بہتر چرخ اخضر سے ہوا نہرین کہکشان فلک پر طعنہ زن ٹیکرے برج سنبلہ پر چشمک فگن صفائی پر میدان کی آئینۂ آفتاب غیرت سے مکدر نظر آتا قمقمون کو دیکھکر بدر کامل داغ کھاتا درخت جو بادلے سے منڈھے گئے تھے شاہد بہار نے کپڑے بدلے تھے تھیلیان جو اثمار پر چڑھی تھین معشوقون کی انگیا کو شرماتی تھین طائر جواہر کے جو نغمہ سنج تھے دافع خفقان و رنج تھے داغ بیلین معشوقان دہر کی مانگ سے بہتر ہو جانیکا سودا سر مین رکھتی تھین چمنستان مین کلیان مثل دہان جانان ہنستی تھین پہاڑون سے جھرنا جھڑتا تھا یا دامن صحرا کو پہاڑ موتیون سے بھرتا تھا ابر سحر کے روے ہوا پر چھاے پہاڑ کی دانگ پر طاؤسان مست ناچے ہر سمت

آرایش و زیبایش جان غمگین کی آسایش نظم

جو کوئی پہونچا وہان نور کا سامان دیکھا
گل نظر آئے تماشاے گلستان دیکھا
جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا
آنکھ حورونپہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا

فرش تا دور خز و اطلس و کمخواب کا تھا
ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا
چلمنین نور کی چھوٹی تھین سرو سیمین تاب
آئینے تھے ایسے حسین جنپہ تصدق تھا شباب

صاف چلمن سے عیان نور ولیلو سکی تاب	بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ چھڑے تھے گلاب
نکہت زلف رسا مشک فشان ہوتی تھی	مشک کی بو کوئی پردون مین نہان ہوتی تھی

بارگاہین اور سراپردے دور تک نصب ہو گئے ملکہ حیرت مع ہزارہا کنیز وانیس کے ایسا کچھ انتظام کرکے انتظار آمد مہمانان ہوئی کہ یکایک روے خورشید پنہان ہوا نوبت و نقارے روے ہوا پر بجنے سنائی دیے دنیا ساری درہم وبرہم نظر آئی ہر سمت باجون اور نفیر وبوقونکا شور ایسا تھا گویا ہزارہا صور پھونکا طائران صحرا اور اژدرون سے دنیا بھر گئی جدھر نگاہ کام کرتی تھی ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا کسی سمت سرخپوشونکا غول ہویدا تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ لگی ہے کہین زردپوشونکا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا کہ خوف سے دنیا زرد رو ہوئی ہے کہیں جا سبزپوشین جمع تھے تو صاف پیدا تھا کہ زہر جسم عالم مین اثر کر گیا ہے دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے کسی جانب سیاہ پوش جادوگرنیان جنسے اندھیر جہان مین پیدا شیران ژیان سے بیشۂ عالم بھر گیا فیلان سحر سے سارا زمانہ کجلی بن ہوا اژدہون نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا اب آفت انکا نام کر دیا حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ آمد ملکان دربندکی شروع ہوئی نفیر و بگل للکارنے کی صدا آئی نقارون کی آواز سے گوش فلک کر ہوا ہزارہا نشان جنکے پرچم رنگ برنگ کے ہوا مین اڑتے نظر آئے تعریف انپر سامری وجمشید اور گوساکی لکھی تھی ساحران اژدر سوار ہاتھون مین لیے جلوہ دیتے تھے انکے بعد اٹھارہ انیس ہزار مرکب پر مذکوتل دکھائی دیے پھر ہزارون فیل چتر ہودہ جھلے زرنگار وعماریاں طرحدار رکھی تھین ظاہر ہوئے جھالرانکی جھولون مین موتیون کی ٹکی پیشانی ہر فیل کی رنگی ہوئی انکے ظاہر ہوتے ہی پالکیان نالکیان مغرق زرکار ظاہر ہوئین پھر ہزارون سانڈنیان سجی ہوئی چھم چھم کرتی نکلین اور کڑکا رہے ہوا پر ہونے لگا عصا بردار اور خاص بردار غول باندھے روے ہوا پر اڑتے نکل گئے پھر سقاے ابر چھڑکاو کرتے نکلے اور ہزارہا ساحر اور جادوگرنیان منقلون مین عود وعنبر سلگائے ظاہر ہوئین فتیلے کے لوٹون نے مشام دہر بسا دیا اس تجمل اور جلوس کے بعد اژدہون پر تخت کھنچے جواہر کے بنگلے پڑے شاہان قلعہ تختون پر بیٹھے بعض طاؤسان زرین بال پر سوار بعض ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب اور اژدہے اسباب

سحر و ساحری ہمراہ تختون کے کونون پر برجیان بنین اُنمین تھالیان سونے کی رکھین تھا لیتون
انڈے چھا لیا سپاری نوکدار نوکین ماش آگ دھتورے کے پھل ماش کا آٹا سپند ورگی
بڑیان گوگل مشک زعفران الائچیان کاکی مرچین ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب
بدن کیے تاج گوہر نگار سر پر رکھے زیور جواہر زیب جسم کیے کسیکے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کسیکے ساتھ
ستر ہزار کوئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ساحران لشکر باز و بط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھینچے
ترسول لیے بکھور چندن کے لگائے کلچریان کھینچے بھینٹ دینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہائے
خوک گود مین مجموعے صورتین سحر سے ہیبتناک بنائے آئے کوئی اژدہے کا چہرہ رکھتا تھا کسیکا منھ شیر کا
ایسا تھا کوئی فیلتن کوئی کرگدن بدن کوئی بصورت انسان مگر دمین تھی دیگر شہزادیان بعض جوان
بعض مُسن جو مسن تھین وہ ہیبت صورتین بنائے تھین کسیکے چار سر دس ہاتھ کسیکے دس سر اور چار ہاتھ
ہر سر مین کئی منھ جنسے شعلہ نکلتے ہوے سر مثل شمع روشن رو ہین تہی کیطرح جلتے نوجوان شہزادیان
آسمان حسن کی مہر تابان جسم منور اُنکا برنگ ماہ درخشان اگر سنبل انکی زلف رسا کو دیکھے
ہمیشہ باغ عالم مین پریشان رہے نرگس چشم فتان کو دیکھکر حیران رہے گل اُنکے رخسارون پر
نظر کرکے چاک گریبان رہے غنچہ دہن تنگ کو دیکھکر سدا دل بستہ دو ٹکڑے ہونے پر آمادہ پستہ
اُسی دہن کی گالیون سے دل ہر عشاق کا پستا گردن پر اُنکی جو نظر پڑجاے کیسا ہی بہادر ہو
مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جاے چھاتیون کی نوکین برچھی کی نوکون پر طعن کرتین بہادران معرکہ
عشق کے سینون مین گڑتین سرو قدان گلشن عالم اُنکے قد دلربا کو ملاحظہ کرکے دنیا سے آزاد ہو
وشمشاد باغ عالم مین ہمیشہ برباد یہ سب جوان و پیر بصد حسن و زیبایش ایک کے بعد
ایک آنے لگے اور اسقدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ و شہزادی کی سواری آنہ چکتی تھی یا
دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا تار نہ ٹوٹتا تھا ہر سمت طلسم مین یہی آرایش
سواریون کی جو بیان ہوئی نظر آتی تھی دنیا مین کھلبل پڑی تھی تین چارون تک
برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا فوج کا اُتارا رہا **نظم**

کہ تھا تیرہ و تار روشن جہان
بہت چرخ مکار حیران تھا

زمین کو تزلزل تھا یون آشکار
کیے کا وہ اپنے پشیمان تھا

ہوا پر تھی یہ کثرت ساحران
کہ ہو جیسے عاشق کا دل بیقرار
ہوا تھا زمانے مین محشر عیان

یہ غل تھا کہ دنیا نے کی تھی فغان
زمانہ ہوا تھا جو یک سر سیاہ
انگشتی تھی زہرا و رقتی شعلہ ماہ
اُڑے طائر سحر تھے اسقدر
فلک تا ہ سے پنبہ در گوش تھا

اندھیرے سے تھا دہر ملک عدم
سیہ روز پیش آیا تھا ہر شاد
ہوئی تیز یون آتش سحر تھی
نکالے تھے دنیا نے اُڑنے کو پر

نہ یہ جانتا کوئی کس جا ہین ہم
کسی سمت کو اژدرون کی قطار
کہ دیسے کیسے ہون جیسے لگی
زمانے مین غل ایسا کچھ مچ گیا

ہر ایک لشکر کے ساتھ ہیرو بنگاہ خیمہ و بارگاہ اژدرون پر بار

ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ اُنکا کدرون مین شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے جو کوئی آتا جا کر مقام پاکیزہ پر اُتروا تے باغبان اور اصلی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزین پہونچاتین ملکہ حیرت کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی ملکہ مذکور بھی ٹھہر ٹھہر ہین چند گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام مین مصروف رہتی آخر تمام ناظمون کی بارگاہین استادہ ہوئین اور لشکر اُترے پڑاو پڑ گئے بازارین ہر ایک لشکر مین کھلگئین منزلون تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی ہر جگہ میلا لگا تھا دُکانین کھلی تھین تاجر بھی ہر دیار و امصار سے ہمراہ ناظمون کے آئے تھے کبھی کا ہیکو ایسا جماؤ ہوا تھا یہ مجمع طلسم مین کسیکی نگاہ سے کم گذرا تھا ہر جگہ میلا جما تھا اور نقارے دمبدم بجتے تھے اور دُکاندار پھیری پھرتے تھے کہین حلوائی مٹھائی نفیس نفیس بناکے تھالون مین لگا کے نکلے تھے گلابی حلوا سوہن کی صدا آتی تھی بزازہ صرافہ کھلا تھا ایک طرف کھلونے بک رہے تھے کہین شیشہ موتی والے بیٹھے تھے کہین ہنڈولا گڑا تھا کسیجا نٹ بازی کر رہا تھا ٹینیان ناچتی تھین سوانگ ہو رہا تھا غول کے غول ساحرون کے پھر رہے ہین ہر ایک خیمے مین ناچ ہو رہا ہے بڑے بڑے جادوگر سیر دیکھنے نکلے ہین کلوارون کی دُکانون پر جماو تھا شراب پی کر بدمست لڑکھڑاتے ہین بعضے نبکارتے ہین کوئی کہتا ہے اسے ایک گھونٹ اور دے کوئی اپنے کنبہ بھر کا حال کہتا ہے کہین چوسر ہوتی ہے کہین نوترہی کا دانون لگ رہا ہے کہین بھنے کا ڈھیر ہے کہین مٹر کے دانون کے ہار ہین کسیجا بنکھیان اور میانے بک رہے ہین چار طرف پیادے کوتوالی کے پھرتے ہین کوتوال گشت کو اُٹھا ہے جہان قضیہ سنا ہے دوڑ گئی ہے کسی شرابی کو باندھ لیا ہے کسی سے دھمکا کے کچھ لے لیا ہے کسی کو دھمکا یا دو روپے وصول کر لیے ہین نرسنگا بجتا ہے کہین تلوار چلی ہے ایک دو

بھی

زخمی پڑے ہین دو ایک مر گئے ہین باقی کو پیادے گرفتار کر کے لیے جاتے ہین ایک ادھر
رنڈی پکڑی گئی ہے نائکہ اُسکی پا پیچے پھڑکاتی پیچھے پیچھے چلی جاتی ہے یار آشنا کا غول کہین ساتھ
ساتھ ہے کسیکا لڑکا کھو گیا ہے ڈھونڈھ رہا ہے فقیر بازار و ثمین جمشید ساحری لقا کا واسطہ دلا رہے
ہین کچھ اندھے لنگڑے بیٹھے ہین چادرین بچھا بچھا کے کوڑی پیسا پھنکتا جاتا ہے دس بیس
اندھے ٹھرا بجا کر گا رہے ہین دس بیس ساحر بھجن کر رہے ہین ہر مقام پر سحر ہو رہا ہے گوگل
تیل رال سیندور کی چراہند آ رہی ہے آگ دھتورے کے پھل اُچھل رہے ہین جو کنون
پر بیٹھے ہین آگ دہک رہی ہے گھنٹ گھڑیال بجتے ہین ناقوس پھنکتا ہے ایک طرف سواروں
کی لین مین غل مچا ہے کوئی گھوڑا چھوٹ کر گھوڑی پر جا پڑا ہے کہین پیادے بستروں پر سپر تلوار
کھڑکھڑا رہے ہین قرابینیوں کے پائے چڑھا رہے ہین اُپسمین بانکے گھورم گھار کر رہے ہین
کسیطرف مجھولیان رنڈیون کی کھڑی ہین تماش بین جمع ہین کوئی دور سے رنڈی پر آوازے
کستا ہے کوئی اشارے کر رہا ہے کہین بھنگ گھٹتی ہے سو پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہین کہین جلّے
دھمدھمی بجتی ہے کہین شعر خوانی ہو رہی ہے طرے گا رہے ہین سیکڑون جادوگرنیان بیچ
قوم بنیا رانگ کا گھٹا انوٹ بچھوے اُڑیان خرید رہی ہین ہر سمت غل و شور برپا ہے ہوندڑ چڑھے
فقیر دکانون پر کھڑے گلو نمین تسمے بندھے ہوئے ہاتھون مین اُسترے سر پر الہو بہتا ہے کانون
مین سونٹے لیے لنگوٹا باندھے ہوئے پشمین باہر نکلی ہوئین چھوتے ہین تالابون مین جادوگر
جادوگرنیان نہاتے دان پُن جمشید کے نام پر کرتے کٹورا ہر سمت کھنکتا گنج آباد جھنڈے
استادہ اُدھر شاہان طلسم بارگاہون مین تخت پر جلوہ فرما ناچ سامنے ہوتا دور شراب
ناب جلسہ چنگ و رباب آغاز حیرت کے یہان سے خوان دعوت کے ہر ایک کے لیے
جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکارین ایکجا ساٹھ ہزار دربار جمع روئے
زمین بارگاہ و خیام سے بھر گیا تھا کہ نظم

جو چیز وہان نہین وہ مفقود
جو شے تھی وہان وہ تھی خوش اسلوب
پیدا عجب ازدحام مردم

سامان جہان بھر کا موجود
جو خیمہ تھا منزل قمر تھا
ہر سمت ہجوم عام مردم

آراستہ ہر جگہ بہت خوب
خیمہ نہین نور کا وہ گھر تھا
آراستہ ہر طرف دکانین

دلالون کی اور ہی بانین	تھے جمع ہر ایک طرف فسون ساز		موجود فسون کا ہر طرف ساز

یہ سب تو بعشرت تمامتر اسمقام پر اُترے اُدھر جب یہ ہنگامۂ آمد شاہان طلسم مہرخ کو ظاہر ہوا مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ سے نکلکر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہوکر تماشا دیکھنے لگی پھر اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھی اور نفیر سحر کو دم دیا سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا اُنکے افسرون کو حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے یہ کہکر باہر نکلکر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی جاکر جنگ آغاز کرون کیونکہ ابھی شاہ طلسم نہین آیا ہے پھر آگے بڑا ہنگامہ ہوگا اسی خیال مین چند قدم چلی تھی کہ یکایک صدائے مہیب آئی اور چار سو پنجہ پیدا ہوا ہزارہا پھول گلاب کے برسنے لگے طائرون نے صدا دی کہ بہار آئی بہار آئی سب ساحر اوپر دیکھنے لگے ایک تخت طاؤسی پر اُس بہار عالم کی جان سردار معشوقان یعنی ملکہ بہار ذی شان کو سوار دیکھا کہ پھولونکا گہنا پہنے ہے ہاتھ مین گل طرہ کی چھڑی ہے چار ہزار جادوگرنیان ہمراہ ہین اُس گلبدن کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کوہ آرام مین گئی تھی کہ وہ مقام اسکی سکونت کا ہے اور حال اُسمقام کا بھی تصریح وار تحریر ہوچکا چنانچہ یہ رشک چمن جہان جب گئی سحر اپنا تیار کرکے اب مراجعت فرما ہوئی مہرخ تخت سے اُترکر اس سے ملی اور کہا اچھے وقت آگئین کہ آخر وقت مین تمنے ہمین اور ہمنے تمھین دیکھ لیا ہمتو مرنے کو چلے تھے یہ کہکر تمام ماجرا ناظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا ہماری فوج اس لشکر کثیر کے مقابلے مین ایسی ہے کہ جیسے دال مین نمک کہان کرورون اور کہان پانچ لاکھ لیکن لڑکر ہم مرجائینگے دنیا مین نام کرجائینگے بہار نے جواب دیا کہ مین ہر حال مین شریک ہون جو تمھارا حال ہوگا وہ میرا بھی ہوگا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ یکایک خبر سنی ملکہ ماہ رنگ روئین تن و خونخوار دیوکش شاہ طلسم کے پاس گئے اُنکے قلعے میرے ملک سے قریب ہین مین نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب ناظمان طلسم جاتے ہین یہ کیفیت معلوم کرکے مین بھی بتعجیل عجیل روانہ ہوئی یہان پہونچکر آپکو آمادۂ مرگ پایا ای ملکہ میری رائے یہ ہے کہ اپنی جانب سے جنگ مین پیش قدمی نکرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو دیکھو تو کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے مہرخ نے کہا یہ جی چاہتا ہے کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مرجایئے

اِسنے کہا اپنا بھی ارادہ یہی ہی اور اِس مرنے مین گویا تمام عمر جیتے رہینگے لیکن ذرا سمجھ بوجھ
کے جان دینے کا بھی موقع اور محل ہی کیا بعید ہی کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ راہ ہو جائین

کسلیے کہ بمقتضاے ابیات	دلگیر رہا جو غنچہ گل	گل ہو کے ہنسا وہ بے تامل
تن کو جو ہلال نے گھٹایا	آخر کو وہ بدر بنکے آیا	غمسے جو کمان ہوئی زلیخا
آخر کو جوان ہوئی زلیخا	برباد نہین کسیکی محنت	آخر کو ہی بعد رنج راحت
اللہ کریگا رحم ہمپر	فریاد مین ہی اثر مقرر	اِسکے سمجھانے سے مہرخ بھی

اور لشکر کو حکم دیا کہ نصف کمر کھولے اور نصف ہر وقت مسلح و مکمل رہے اسلیے کہ غفلت
مین حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ پہونچے حسب ارشاد لشکری اُسیطرح کاربند ہوئے
اور ملکہ داخل بادگاہ ہوئی اسوقت ہزارون طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے
کہا کہ لشکر حیرت مین آج بڑی خوشی ہی کل ہم سب بھی جان دینگے پھر آخر مرنا ہی آج کی
شب ہمارا بھی جی چاہتا ہی کہ خوب داد عیش و کامرانی دین اور تمام رات جشن کرین
جسمین دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو ایسی ہی قوت انکو ہی جو اتنی بڑی فوج کا کچھ اندیشہ
نہین کرتے ہین اور نہایت محظوظ و خرم ہین مہرخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اُسیوقت
ساحرون کو حکم دیا کہ صحرا مین چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش و عشرت
مہیا ہو حسب ارشاد مختار کارخانہ سلطنت انتظام مین مصروف ہوئے عیار بھی یہان اسلیے
موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہو کہ لشکر بیدل ہو کر بھاگ جائے اور علاوہ برین
عیاری کرنے کسپر جائین ایک دو ساحر ہون تو انپر دست اندازی کرین لاکھون کرورون کو
کیونکر ہلاک کرین چنانچہ عیاری ایسے وقت مین کرنا بے سود سمجھکر اپنے ہی لشکر کے نگران
حال رہے اور تیاری مین سامان مسرت کے مصروف ہوئے قران بھی صحرا سے یہان
آگیا غرضکہ اپنی جانب جو بیشہ و کوہستان کہ واقع ہوا تھا اُسکو جھاڑ کر صاف کرایا چاندی
سونے کی ٹٹیان استادہ کردین آتشبازی گڑ گئی درخت تمامی سے منڈھ دیے ہزار ہا گیند
مقیش کے لٹکا دیے فرش قاقم و سنجاب کنارے نہرون کے بچھا دیا نمگیرے باسلاک
مروارید استادہ ہوئے مسندین مغرق زرتار بچھ گئین ہزار ہا کشتیان شراب کی لگادی

گلگین صدہا طائفے تولیان مہر طلعت کے حاضر ہوئے اس سامان کے ہونے سے آخر وہ زمانہ آیا کہ نگاہ چشم شائقان سے نور ماہ تابان بسان نور حسن جانان دست و گریبان ہوا اور آفتاب درخشان مقید ہوکر مثل عمر و برج ظلمت شب مین پنہان ہوا ناظمان قلعہ طلسم افلاک کی آمد کا سامان ہوا

نظم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا
فروغ مہر دامن مین چھپایا
سیاہی مثل زلف یار پھیلی
تماشا دیکھنے آئی تھی لیلی

شام ہوتے ہی دشت مین ہزارہا قندیل روشن ہوگئی جھاڑ فرشی فروغ پذیر ہوئے دشت مین شاہد بہار کے نصیب چمکے واقعی طرفہ کیفیت تھی کہ کبھی پیر گردون کو خواب مین بھی دیکھنا نصیب نہوئی ہوگی جنگل مین گل پھولے تھے طائر آشیانہ بھولے تھے فصل بہاری کا جوش تھا بلبل کا خروش تھا ہر شاخ بلبل دل کے لیے شاہ منزل تھی اوج پر نقد پر نقش باطل تھی جو شجر وہان تھا رشک طوبی تھا طوطیون کا بھی طوطی بولتا تھا ہوا اُس بیشۂ فرحت افزا کی جان بخش گلہائے خاطر پژمردہ پھول کیطرح سے غنچۂ دل کھلجاتا جان تازہ پاتا ہر چشمہ مثل مہر روشن نہرین لطافت دہر پر طعنہ زن مچھلیان رنگ رنگ کی آسین تیرتین سو جان سے جوت فلک پر نثار ہوتا تھا دل تصدق ایسی چادر آبشار کنارے آنکے روشن سو سو بتی کا جھاڑ جنگل مین جھاڑ جو روشن تھے فروغ افزائے تقدیر دشت پرمحن تھے ٹیکرون پر اور قلہ ہائے کوہ پر جو روشنی تھی شمع طور کا جلوہ دیتی تھی ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور بروئے فرش تھا قمقمون اور گنبد ہائے بلورین پر نثار گوہر عقد پروین زمین پر شبری فرش کی تزئین دور تک کھلا ہوا نگار خانۂ چین کرسی کی کیا احتیاج ہے مسی ہر ایک عرش پایہ اُس نور آگین انجمن پر اللہ کا شاملنگ ترنگار ہر سمت آراستہ تخت کاؤس جنکے پایہ مین چوب ناتراشیدہ و ناکاستہ ہر خیمہ خیمۂ آسمان سے رتبہ مین بلند پردے اُنمین لغاہر گرے پڑے باطن مین سر بلند ہانڈیان بلور کی قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش آنکی بتیان مسندین کمخواب کی بوٹے دار اشرفیان دتین زمین کو بہار سامنے آنکے جنگیرین رکھین باغ و بہار دکھاتیان تھین چوگھڑے ایسے جنکے مقابل نفاست و زینت پانی بھرے سنگ غزا سے زرین جام جمشید کو کم ظرف کہتے بو قلمون کے سامنے

جام مہر و ماہ گردن جھکائے رہتے گلابیان بادۂ گلگون سے لبریز جنکے سامنے ثریا کی بوتل ریزہ ریزہ بہمت ناہید طلعتان اور مہر پیکرون کا مجمع غنچہ دہنونکا جلسہ جمع چاندنی جنگل مین چھٹکی ہوئی روح خضر بھٹکی ہوئی ایک ایک نازنین بعد تزئین سرگرم اہتمام حسن مین رشک ماہ تمام شاخ ابرو جنکی تلوار کا پھل مژگان کا نام تیر اجل زلف سنبل کیطرح بہار گیسو جو نوبہاران باغ عالم دیکھین پیچ مین پڑین سوکھ کے کانٹا ہو جائین رخ پر اُنکے شمس و قمر بلاگردان کیا وصف اُنکا کیا جائے نور کے سانچے مین سب بدن ڈھلا ہوا یہ آرایش و زیبایش جشن کی کاؤس و جم اگر دیکھتے یقین تھا کہ اسی دشت مین برنگ نخل جمجاتے خبر اس جشن کی سن پاتے تو ملک عدم جانے سے تھم جاتے فلک پر ثابت

ہر ایک سیارہ تھا اسی جانب سرگرم نظارہ تھا نظم

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
ایسا کوئی دوسرا نہین ہی
تھی بوے شراب روح پرور
اُس دشت مین خلد کی ہوا تھی

جسمین کہ یہ ساز تھے یہ سامان
آراستہ وہ جگہ تھی نایاب
آنکھون کو نصیب در ساغر
دیکھے نہین فرش دامن آسمان سے

اوصاف کی انتہا نہین ہی
پُرنور لبان برج مہتاب
سرسبز وہ جاے دلکشا تھی
گل شگفتے تھے مہر و ماہ جنکے

ملکہ مہرخ و بہار و مخمور و سرخمو بعد درستی مقام جشن مع تمام سردارون کے آکر مسند و پر رونق افروز ہوئین اور ساغر بادۂ گلنار ساقیان گلعذار نے دینا شروع کیے رقاصون ناچنا اور مطربان خوش گلو نے گانا آغاز کیا فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا یہ جلسۂ عیش و عشرت تھا نظم

ہان چار و طرف شادیکی تھی دھوم
گلی بزم عروسانہ نئی ہی
سجے تھے چار سو نقارخانے
بدن پر تھے مزین سرخ خلعت
کنول اور جھاڑ روشن اس مکان مین
پئے خدمت مہیا سلطان پر
دھرین قابین مرصع کار آپس

نشان رنج و غم دنیا سے معدوم
مہیا ہر طرف اسباب شادی
ہر اک جانب خوشی کے کارخانے
ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن
ستارے جیسے سقف آسمان مین
بچھا تھا ایک دسترخوان عالی
طلائی اور چاندی کی برابر

دُکانون پر ہجوم روشنی ہی
کھلا روے جہان پر باب شادی
عجب نکھرے ہوئے ارکان دولت
کھلا تھا روشنی کا ایک گلشن
خواصین ماہرو خورشید پیکر
چنی ہر ایک شے اشیر زالی
ہوئی کھانے سے جسدم فارغ البال

پھر آئے ساز و سامان لیکے لقابل
نہوگی لولی چرخ اُنسے بہتر
نہ ایسے ساز تھے آنکھون نے دیکھے

جمایا رنگ گانے والیون نے
نہ تھا روے زمین پر انکا ہمسر

بیان ہون کیا قلم سے وصف اُنکے
نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے

یہ سب تو اسطرح بعشرت تمامتر بیٹھی ہین اُدھر حیرت کے یہان بڑی تیاری تھی مترون تک روشنی اُدھر بھی تھی اِدھر بھی تھی سارے طلسم مین رات کا دن ہوگیا تھا حیرت خلعت ہزار ہا دے رہی تھی سردار مالا مال ہوگئے تھے جا بجا ارہ کش تسمہ کش جلاد برائے قتل خواجہ پھر رہے تھے چبوترے ریگ کے نیے تھے میدان خونی تیار تھا اور ایک چبوترہ بہت اُونچا بنایا تھا اُسکے گرد سحر کے ماش بوئے تھے اور ایک سولی کھڑی کی تھی کہ اسیر خواجہ کو بٹھا کر تیر لگائینگے اِدھر طائران سحر یہ خبرین پہونچاتے تھے ملکہ مہرخ آہ سرد بھرتی تھی عیار بھی حاضر تھے وہ کہتے تھے کہ ای ملکہ کہو کیا ارادہ ہی یہ جواب دیتی کہ آجکی شب غنیمت ہی صبح جانب ملک عدم کوچ ہی ہم جسوقت سنینگے کہ عمرو کو برج غضب سے نکالا ہی اُسیوقت جا پڑینگے ہاتھ چھوڑا لائے یا مارے گئے قران نے کہا پہلے ہی سے کیون نہ چلکر اُس برج پر گرو ملکہ نے کہا اُس برج تک کسکا مقدور ہی جو جاسکے قران نے کہا کوئی نہ جاسکیگا تو وہ ضرور جائینگے بہار نے کہا وہ کون اِسنے کہا مولا مشکلکشا علی عمران علیہ السلام اور کون یہ سنتے ہی سب شہزادیون نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالون پر انگلیان چر چڑ چٹکائین کہ یا مولا تمھارے نام کے قربان ہماری مشکل بحکم خدا تم آسان کرو یہ کہکر سبکی آنکھون مین آنسو بھر آئے روئین کھڑے ہوگئے کہا بیشک ہمارے مولا مدد کرینگے اسی ہنگامے مین عیار بچیون کا حال سنیے کہ لشکر سے اپنے نکلکر علیحدہ آئین اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا کہ ای بہن بی خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہی شاہ جادوان نے بڑا انتظام کیا یقین ہی کہ خواجہ قتل ہو جائین مین سچ کہون مجکو بڑا رنج ہی صبا رفتار یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا واری آپکو رنج ہوگا تو کسکو ہوگا سچ ہی مقام ہی رنج کا ہی صرصر نے غصے مین آکر کہا مین نے تو دنیا کی ایک بات کہی تو یہ سمجھی کہ مین عمرو کی عاشق ہون تو لگی طعن کرنے اُسنے کہا نہین صدقے گئی طعن مین نہین کرتی ہون سچ ہی کہ اُس عیار اور اُسکے شاگردون نے بارہا ہمکو زیر کیا لیکن قتل نہین کیا اور حق تو یہ ہی کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے مین نہین ہی اب عیار یکا چراغ

گل ہوجائیگا صرصر نے یہ باتین جب سنین غصہ جاتا رہا اور کہا ای بوا ذرا چلکر دیکھنا چاہیے
کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ مین ہین اور کیا تدبیر کر رہے ہین کیونکہ عمرو ہی
کی زندگی سے سبکی زندگی ہی بعد خواجہ کے سب ہلاک ہوجائینگے صبا رفتار نے کہا بہتر چلیے یہ وہان سے
دونون کنارے لشکر مہرخ کے آئین یہان جشن کا سامان دیکھا متحیر ہوکر باہم مشورہ
کیا کہ ان لوگون کو تو کوئی ملال نہین معلوم ہوتا ہی یقین ہی کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر
مستحکم انھون نے کی ہی اچھا اب انکے دلون کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش مین ہین یا
یہ جلسہ دکھانے کو کیا ہی یہ کہکر دونون نے جادوگرنیون کی ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہرخ
کے سامنے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو انھون نے کہا ہم اسی
اطراف مین رہتے ہین مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے بارے آج طالع یاور ہوئے
جو حضور مین حاضر ہوئے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا گھر ہی تمھارا بیٹھو یہ دونون ایک مقام بیٹھین
اور ناچ دیکھنے لگین قران عیار ملکہ سے باتین کر کے کسیطرف چلا گیا تھا بعد لمحہ کے پھر جو آیا
ان دونون کو بیٹھے دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ دونون عیاربچیان ہین چنانچہ پہچانکر پھر باہر
چلا گیا اور بارگاہ کا سرابچہ پھاڑ کر چپکے سے ان دونون کے سر پر آکر استادہ ہوا اتفاقاً مہرخ
نے اُسکی جانب دیکھا اور کہا بھیا آؤ کھڑے کیون ہو بیٹھو یہ کلام عیاربچیون نے جو سنا
گردن اُٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہی غرضکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا
جان نکلگئی چاہا کہ بھاگ جائین قران نے دونون ہاتھ پھیلا کر دونون کو کولی مین داب لیا اور فراز ور
جو کیا صرصر چلائی کہ ارے موئے میری پسلیان ٹوٹین قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے
صرصر تڑپکر نکلی اور صبا رفتار کو قران نے خود چھوڑ دیا یہ دونون بھاگ کر چلین قران
نے پکار کر کہا کہ ای صرصر اگر آجکی شب تو نے ارادہ عیاری کا کیا تو خواجہ خواہ ناراض ہون
یا خوش ہون مین تجکو مار ڈالونگا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نچھوڑونگا صرصر یہ سنتی
ہوئی دور نکلگئی اور صبا رفتار سے گویا ہوئی کہ ان موؤن کو ذرا رنج نہین ہی مقرر یہ خواجہ
کو چھڑا لینگے اُسنے کہا واری اُس موئے کالیے نے قسم کھائی ہی اب یہان نہ آئیے گا نہین تو
وہ گزند پہونچائیگا یہ باتین کرتی ہوئی دونون چلین مگر ضرغام و جانسوز انکے تعقب مین

سے چلے کہ بن پڑے تو ان دونون کو اسیر کر لین کہ یہ بر وقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہونگی
چنانچہ انکے ساتھ ان عیارون کو جانے دیجیے لیکن اب حال سعادت اشتمال بران شمشیر زن
بیان کیا جاتا ہی کہ ملکہ مجلس جو ہمراہی مہرخ سے روانہ ہوئی بران کی خدمت مین پہونچی
اور تمام احوال یہانکا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈھورا پٹگیا ہی اب کچھ اُنکے قتل مین دیر
نہین ہی ملکہ مذکور نے سب حقیقت سنکر دلسے غور کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہوگیا تو بڑا غضب ہوا
جلد لشکر کشی کرنا چاہیے پس جس دامن کوہ مین کہ ٹھہری ہوئی تھی وہین سے کچھ مٹی لیکر گوندھی اور
اسکے پتلے بنائے اور سحر کے پر اُنکے پیٹ مین بٹھائے اور اُنھین حکم دیا کہ جاؤ ناظمان طلسم کو ہمارے
اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لیکر طلسم ہوشربا مین آؤ پتلے ہائے گل ہزار در ہزار اُڑ کر روانہ
ہوئے اور مالکان دربند کو طلسم نور افشان کے حکم ملکہ سے اطلاع دی ہر ایک ناظم اور ناظمہ
تیاری کرکے روانہ ہوئے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھون ساحر تھے چنانچہ نام اُن شاہان دربند کے
یہ ہین ملکہ طولان بن قاہر ماہی خوار جادو ملکہ طوفان آسمان نشین جادو ملکہ مشیر بن معمار کوہ افگن جادو
ملکہ توسن بن خرسان سنگ انداز جادو ملکہ قرناس بن خونخوار رویین تن جادو ملکہ طول بن مرزانار دو
خوار جادو ملکہ کلان بن قہر خرس دندان جادو ملکہ زہرہ بن کوہ پیکر فیل سوار جادو ملکہ لرزان بن زلزلہ
تیر افگن جادو ملکہ توسن بن ناقوس فیل افگن جادو ملکہ نسیم بن صبا ستارہ چشم جادو ملکہ کمیت بن کوہ
فیل پیشانی جادو ملکہ نسرین بن گلگون بدن جادو ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو ملکہ نازک بدن
کاکل کشا جادو ملکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو ملکہ سلیمان زرین ہیکل
جادو ملکہ شور افگن اژدر نگاہ جادو ملکہ الماس تن شوخ چشم جادو ملکہ خوب رنگ
ماہ طلعت جادو ملکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو ملکہ خونخوار قہر نگاہ جادو ملکہ گوہر
بدن زمرد پوش جادو ملکہ خورشید بلا افگن جادو ملکہ تاجدار ماہ لقا جادو ملکہ محبوب
نارنجی پوش جادو ملکہ سلطان شعلہ افگن جادو ملکہ مبہوت گیسو دراز جادو ملکہ
زہرہ تاجدار جادو ملکہ یاسمن تاجدار جادو ملکہ ہمائے تاجدار جادو ملک کامل
کوتاہ چشم جادو ملک قلاب دریا بار سرکش جادو ملک سہراب تاجدار جادو ملک
ببر سوار تاجدار جادو ملک مخبر تاجدار جادو ملک مجمر شاہ تاجدار جادو ملک فیروز رخ

جادو - ملکہ شہر ور آسمان شگاف جادو ملکہ ہزار چشم جمیل دست جادو ملکہ ناوک
پران روئین تن جادو ملکہ قمر سپہر انجم سیاہ جادو ملکہ نوطرز زمرد پوش جادو ملک مہیب
دیو سوار جادو ملک بہرام مریخ افتخار جادو ملک شورہ نار شمک پاش جادو ملک
فیلان بن خرس خرسان جادو ملک صحرانورد گرد باد آفرین جادو ملک عفریت خوا
زانو سیاہ جادو ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو ملک سحاب قطرہ زن جادو ملک
رعد آواز بلند چنگل جادو اور علاوہ ان بادشاہون کے صحرا و کوہستان کے جو ساحر کہ
مالک ہین وہ بھی روانہ ہوئے مثل انکے قرار جادو فرجام جادو القاس جادو عمران جادو
صدف جادو ہدف جادو گوہر جادو اقدس جادو محکم جادو حاکم جادو حکام جادو محکوم جادو آذر جادو
اعزاز جادو کاہن جادو کہیل جادو قائم جادو مقیم جادو مقام جادو سبزجن جادو اشتال جادو
طغیان جادو یہ سب ساحران نامی لاکھون جادوگران گرامی سے چلے روے گیتی سیاہ
ہوگیا عالم مین طوفان برپا ہوگیا مرزان وزیر کے پاس اول یہ سب طلسم نور افشان
مین جمع ہوئے وزیر مذکور ان سبکو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ موصوف مین چلا ملکہ منتظر آمد لشکر
تھی کہ یکایک ابر زرد و سرخ و سبز ظاہر ہوئے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی روے
ہوا پر ایک اور دنیا بسی ہوئی دکھائی دی اول مرزان وزیر نے آکر مجرا کیا پھر تمام
شاہ اور شہزادی آآکر باریاب خدمت اور فیضیاب تسلیم و کورنش ہوئے ملکہ نے حکم
دیا کہ لشکر اپنا اپنا تیار رکھو مین سوار ہوتی ہون بر سمت ملغر چلونگی یہ حکم سنکر سلطان شعلہ
بدن نے عرض کیا کہ آجکی شب جی چاہتا ہے کہ اس بیابان مین روشنی دیکھتے بران
نے کہا ہان روشنی دیکھوگی یہ کہکر منھ پھیرا اور اختر مروارید بالون سے نکالا تمام جنگل مین روشنی
ہوگئی سبنے کہا اے ملکہ یہ عجب چیز دیکھنے مین آئی ملکہ نے کہا یہ روشنی اب چلکر لشکر افراسیاب
مین دیکھنا یہ کہکر تمام حال شاہ جادوان کے لشکر جمع کرنیکا بہر قتل عمرو بیان کیا سبنے کہا
جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ فوجین کہین جاتی ہین اچھا پھر ہم سب
فرمایئے تو کوچ کرجائین ملکہ نے کہا مین خود چلتی ہون دیر نہین ہے یہ کہکر وزیر خوش تدبیر
کیطرف دیکھا وہ تو سب سامان سے آیا ہی تھا اسنے اشارہ ملکہ دوران کا جب پایا خیمہ

دلبادل نام اژدر پر بار کرایا بارگاہ زربفتی چالیس ہزار ساحر کی حفاظت مین آگے بڑھی ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہوگیا ملکہ اُس خیمہ مین گئی کشتی لباس فاخرہ کی سامنے آئی تاج پُراز لعل و گوہر سر پر رکھا جسکا یہ مرتبہ تھا کہ **ابیات**

نخل گل باغ سلطنت ہی	فانوس چراغ سلطنت ہی	ہی اُسکے سبب بہار جاوید
ہی فصل ربیع کا وہ خورشید	ہی نقطۂ گل یہ تاج زرتار	دور فلکی ہی خط پرکار

قبائے فرمان روائی کو زیب جسم نازک فرما کر خاتم نگین دولت طرازی انگشت مین پہنی **نظم**

کیا مُہر ہی مُہر بادشاہی	نقش رقم جہان پناہی	ظاہر ہو ثنائے مہر کیونکر
ہی مُہر سکوت اپنے لب پر	کچھ خاتم جم سے یہ نہین کم	ہی زیر نگین تمام عالم

الغرض مروارید جوڑے مین گوندھا نیچۂ سحر ہاتھ مین لیکر برآمد ہوئی ایک فیل سفید پر تخت کھنچا تھا بنگلہ زمردنگار اُسپر پڑا تھا تخت کے چارونکونون پر گلدستے جواہر آگین رکھے تھے کہ **ابیات**

تسلیم کو آسمان بھی خم ہی	گردون سے بلند پایہ اُسکا	وہ تخت کہ مثل تخت جم ہی
زیبندہ اگرچہ فرش پر ہی	رفعت یہ ملی کہ عرش پر ہی	ہی قطب فلک یہ سایہ اُسکا
رفعت مین بلند جیسے ہو تخت	وہ فیل کہ جس سے تھا جہان پست	وہ فیل سفید جسپہ تھا تخت
اُس فیل پہ ہو کوئی جو اسوار	عیسیٰ سے ہی سہل اُسکو گفتار	مانند زمین تھا آسمان پست
تھا فوج مین اسلحہ سر انجام	جادو کا سجا تھا توپخانہ	بیٹھی سر تخت جب وہ گلفام
یہ پیش نظر جو آسمان ہی	بیشک اُسی سحر کا دھوان ہی	تھرائے نہ کس طرح زمانہ
گویا کہ ہین رات کو ستارے	گولے کرتے تھے کار دوزخ	پیدا جو دھوئین مین تھے شرارے
رہتا ہی کمان عدو کا ابرو	آواز سے شق ہو جب دل کوہ	دشمن کے لیے شرار دوزخ
مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا		فوج ایسی ہو شہریار ایسا

ملکہ ذلیتان جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے بادلے کے کھلے تعریف اُسیر کوکب روشن ضمیر کی اور بزرگان طلسم نور افشان کی لکھی تھی ہزار ہا نقارے سیمین و طلائی اژدرون پر جو بار تھے بجنے لگے ساحران نامی سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے اب منزلون تک زمین سحر مین مبتلا ہوگئی دریاے زخار سحر سے بہنے لگے کیسی دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا اُسپر آگ کی ناوین اور پل نظر آتے تھے جانور آتشی بہہ جاتے تھے

دشت و دمن منزل تک شعلہ جوالہ سرکشیدہ ہوتا آگ کا پرکالہ اڑکر جاتا دیو آتش نژاد جسکو
دیکھکر خوف کھاتا ہزار ہا اگیا بیتال آگ برساتے جنگل مین نظر آتے غولہائے بیابانی غل مچاتے
ایک ایک ساحر اژدر صورت جب پھنکارتے مار فلک کو دُم دبا کر بھاگنا یاد دلاتے کسیطرف
روے ہوا سے موتی برستے ہزار ہا چاند بدلیون سے نکلتے اور پھر غائب ہوجاتے آفتاب بنکر پھر
نظر آتے کبھی اندھیرا ہوجاتا آسمین ہزارون ستارہ ٹوٹتا صحرا مین شرارے جگنو کیطرح اُڑتے فتنہ
وشرارت سکے خوف سے بھاگنے کو منھ موڑتے کبھی ہزارون ابر پیدا ہوکر نیچے جھکتے اُنمین لاکھون
پتلے چینی اور بلور کے نظر آتے بتخانہ آذری کو شرماتے کبھی ہزار ہا بجلیان چمک جاتین آنکھین
جھپک جاتین رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشین ظاہر ہوتا جسمین کا ہر نہال شرباری کرتا آگ
کے پھول پھولتے طائران ہمنفس ققنس شاخون پر جھولتے کرورون اژدر خونخوار مہیب صورت
طویل قامت منھ اپنے نیچے کرکے مار مار پکارتے شعلہ بیزی سے جی نہ ہارتے بالاے جہان ایک
جہان اور پیدا ہوا تھا ہزار ہا کیا لاکھو لکھا برج وگنبد نقرئی وطلائی وجواہر مین روے ہوا پر بنے تھے
اُنمین سے ستارے جھڑتے تھے ساحران فیل پیکر وشیر صورت واژدر چشم سر نکالتے تھے جے جے
سامری کے نعرے مارتے تھے ملکہ بران کا فیل سفید کبھی آفتاب بنجاتا کبھی مثل کوہ بلند
کے نظر آتا گرد اُسکے شہزادیان قلعون کی حلقہ کیے سترہ اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب
سحر وساحری ہاتھون مین لیے گھنٹے اور ناقوس بجاتین سر پر ملکہ کے چتر گردش مین تصویرین
وہم کی سامنے وسبدم آتین گاتی بجاتین جیسے ملکہ کو علم سیمیا خوب معلوم تھا کہ شبیہ اوہام
کو حکم رقاصی دیا تھا ناچ ہوتا تھا آفتاب کا دف فلک نے شرمندہ ہوکر چھپا لیا تھا زہرہ
کو فلک سوم پر غش تھا زبان ناہید چرخ پر غش غش تھا گرد ملکہ کے جو شہزادیان تھین سب
آفت جہان تھین طاؤس اور ہنس پر سوار تھین نہایت حسین وطرحدار تھین اگر بلبل گلزار
اُنکے بدن پر نگاہ کرے آتش گل کو اشکون سے بجھائے تمام عمر آہ کرے تن ہر ایک کا وہ آئینہ
صفا تھا کہ ہر عضو بدن مین عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا یہ لطافت کا نقشہ
تھا وہ آنکا رخ شفاف آئینہ اسکندری کیا آئینہ مہر وماہ صاف نگاہ بسان شہبازہ مژگان
مثل چنگل شہبازہ دراز ابرو ومژگان ہمراہ شمشیر بران وخدنگ جانستان یہ سب بنظم وستان

تاج سرون پر رکھے گاتیان دوپٹون کی باندھے پان کھائے ہوئے بڑا قتل دشمن پر اُٹھائے ہوئے افسون خوانی کرتین شعبدہ باز فلک کو نام دھرتین روانہ تھین گھٹائین سر پر چھائی ہوئین بہارین باغ سحر مین آئی ہوئین طائران سحر اُس بدلی مین زمزمہ سرائی کرتے گل طرح طرح کے کھلتے اِس سامان کے علاوہ بہادران رستم وقت وسہراب توانان بھی مرکبہاے پرندپر سوار تھے ہزار ہا مرکب کوتل بازین مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جنبر ہودج کسے ہوئے زرنگار تھے اور ہزارون طرح کے عمدہ رہوار تھے بہادرون کے جسم پر ہتھیار سجے تلوارون کی چمک سے خنجر بہرام کے ہاتھ سے گرتا نیزہ کو دیکھکر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا خلاصہ یہ کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس لشکر مین نہوتا خیمہ وخرگاہ اسپکین راوٹیان قلندریان بیچوبے وغیرہ فیلان پرند پر بار خیمہ گردون جنبر سوجان سے تتار اِس کروفر اور جاہ وجلال سے یہ لشکر ظفر پیکر روانہ تھا کہ

نظم

عجائب اور غرائب سب جہان کے
کہین نیرنگی گردون سے بہتر
کرشمہ سنج یون ہوتے تھے ساحر
دھری اُس آتش سوزاں مین گری
ہوا پیدا وہین اک بحر زخار
اُٹھا اک جوش تب دریا کے اندر
ہوئین پریان بہت اُس سے نمودار
لگے آتش کے پھر شعلے نکلنے
عروسان گلستان تھے ہوا پر
خوشی سے اُڑتے تھے محمل شمشاد
ہوئی پھر روشنی کچھ آشکارا
زہے دولت زہے حشمت زہے جاہ
گلو مین ساحرونکے سرخ جوڑے

کھلایا حسن جادو نے یہ گلشن
ہزارون رنگ کے پیدا تماشے
ہزارون برج اور گنبد تھے زرکار
وہ جادوگر نیان افسون سے ابر
ہوا ناگہ دھوان آتش سے پیدا
بلند ایسا ہوا پانی پر اک بار
ہوا کچھ دیر مین شق آب دریا
نہایت خوبصورت نیک اطوار
ہوا دم بھر مین پھر غائب وہ دریا
نکالے طائر رنگ حنا پر
ہوا پر اژدہے تھے جوش فرما
شب بے ماہ کا چمکا ستارا
جلو مین سب رواں ارکان دولت
سجے ساز طلائی سے تھے گھوڑے

ہزارون تھے گل مہتاب و تمن
تماشا سے پری رویان ہوا پر
ستارے اُنسے ہوتے تھے ہویدا
انگیٹھی سحر کی جو شعلہ زن تھی
بڑھا ایسا کہ عالم سب تھا کالا
ہوا فوق سما سے جب برابر
یہ لایا رنگ وہ سیلاب دریا
یکایک منہ سے اژدہوں کے آنکے
ہوا پر پھر ہوا اک باغ پیدا
سُنے پھر قمریون کی کون فریاد
نکلتے تھے دہن سے مار ہر بار
کہانتک یہ بیان سامان ہووا
برستی ہر طرف تھی شان و شوکت
مرصع ساز تھا انکا سراپا

نہ تھا دنیا مین ہرگز مثل اُنکا
لباس اُنکے جواہر کار و پُر زر
تماشائی ہوا رنگ جہان سب
کہ شب وہ جلسۂ عشرت مین گذری
کیا تیغ سحر نے اُسکو چو رنگ

سوا اُنکے کنیزین سب طرحدار
فدا ہون حور و غلمان صورت تو پر
اسیصورت سے یہ تو راہ مین تھے
سحر پیدا ہوئی اُس شام غم کی
ستارون نے چُرائی آنکھ اکبار

سراپا نور اور خورشید رخسار
سواری شان و عظمت سے بڑھی جب
اُدھر مہرخ کا اب حوال سُنیے
شب آخر کا بالکل فق ہوا رنگ
سجی خورشید کی گردون نے دستار

جسدم سچشاخہ پنجہ آفتاب لشکر انجم مین روشن ہوا اور سواری خسرو خاور کی طلسم افلاک مین روان ہوئی عالم مین نور افشان ہوئی لشکر حیرت مین طبل گڑگڑائے منادی سنے ندا کی کہ آج قتل عمرو ہی جسکو دعوی لڑنے کا ہو وہ ہوشیار ہوجائے یہ صدا کان مین مہرخ و بہار کے بھی پہونچی بس اُسیوقت لشکر ظفر پیکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی کہ ع چو آواز طبل آمد برون * بہ پیچید بر خود فلک نیلگون * بعجلت تمام تیغہاے جانستان جو دشمن کے سر کھانے پر زہر کھائے ہوئے تھین بہادرون نے زیب کمر فرمائین جانین تیار ہونے کو آئین زرہ و بکتر خود و عمود چار آئینے روے فتح و ظفر کو جسمین معائنہ فرماتے آراستہ تن کیے بسیلا مخالف دشمن کے نیزون کی سنان سینۂ عدو کی مدعی وار پار ہونے کی شرط بدی ہوئی تھی نہ تھین ستارۂ طالع حریفان کو بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھین تنکر سرکشون سے نوک کی لیتی تھین خنجر طلبگار خنجر دشمن تھے عمود کلہ شکن تھے ہر سمت بڑی ہی اُل ڈھ اتھا ملک شجاعت کا یہ میدان ڈانڈا تھا ساحرون نے رات بھر سحر اپنے جگائے تھے بر جو قابو مین آئے تھے انھین اسوقت بلا یا تھا بھینٹ مین جان کھانے حریف کی ہر ایک آیا تھا۔ کلوا بھیرون نارسنگہ کی جو کیو نکو گوگل دیکر سمجھایا تھا ہر سمت سے بگیر و بہ بند و بہ کش کی آوازین آتی تھین بغیر قتل و قمع خوف سے جانین جاتی تھین لشکر مین کسیطرف پکار تھی کہ مار لیا ہی کہین سے صدائین آتی تھین کہ نام کیا ہی اور سر دیا ہی کوئی جوان تنکر کہتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہمنبرد کی ٹانگین نہ چیرین تو کچھ کام ہی نکیا کوئی پکارتا کہ چور رنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو نام ہی برباد دیا کہین یہ غلغلہ تھا کہ یہ کوہ ہی یہ میدان ہی بڑا مجکو آج ہی کے دن کا ارمان تھا اب وہی سامان ہی غرضکہ کسی جانب سے سوار آمادۂ کارزار چلے کسی طرف سے پیادے جان دینے پر آمادہ ہوکر منچلے پن سے بڑھے

ساحرون کے غول بروے ہوا اُڑتے نظر آئے فتنہ و آشوب مثل بلا فلک سے اُتر آئے ہنس و طاؤس واژدر و فیل کے غول تھے شعلہ فشان شیاطین و خبیثات و غول تھے مہرخ و شکیل و نافرمان و مخمور و طاؤس و لرزان و زلزلہ و سرخمو و مشکین مو و رعد و برق و ہلال سحر افگن و بہار و آفت وغیرہ تختہاے سحر پر سوار ہوے گرد اُسکے لشکر کے سردار ہوئے ناقوس نوازون نے جوف ارض و فلک کو ناقوس بنا دیا طائران سحر کی رنگین بدنی نے روے ہوا کو طاؤس بنا دیا اُدھر باد سحری سے خندۂ گل کا دشت مین کڑکا اِدھر نقیبون کا کڑکا دہ نور کا تڑکا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا شور ہوا ٹھنڈھی ٹھنڈھی آتی ہواے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملاتا نور دیدۂ بصارت ہمت شجاعان بڑھاتا صحرا مین تراوت شبنم کی پائی جاتی اِس گلزار لشکر اسلام پر پڑی تھی گل ہمہ تن گوش ہوکر برنگ وحشیان خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہوا کیا ہوا پوچھتے ستارہاے فلک خوف سے چھپگئے تھے سنانہاے نیزہ لبسان ستارۂ چرخ چمکتے تھے نسیم سحری جو دشت مین سن سن چلتی تھی دلاوران بہار کی تیر افگنی تھی کہ نظم

اللہ رے احتشام لشکر　　سردار ہر ایک جسکا صفدر　　بخشا وہ خدا نے زور وہ دل
رستم بھی نہو سکے مقابل　　دیکھی ہے جو اُنکی تیغ خوش آب　　چکر مین ہے بحر مثل گرداب
آئینۂ تیغ برق تمثال　　دعواے اجل کا صورت حال　　قربان درشکوہ تعظیم
کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم　　عالم یہ ہوا تھا خوف طاری　　تھا نعرۂ دور باش جاری
شمشیر سے اُسکے خون تازہ　　رخسارۂ فتح پر تھا غازہ　　یہ لشکر تو اِس آن و بان سے

اور اِس شوکت و شان سے مرنے چلا تھا اُدھر حیرت نے اپنے تئین لباس و زیور سے مثل عروس شب اول کے آج اسلیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیان قلعہاے طلسم کی بصد حسن و آرایش یہان موجود ہین جمال مہر تمثال مین مقابل اُنکے پریان ہیچ و نابود ہین شاہ طلسم اگر اُنھین کو دیکھے گا بازار ناز و ادا میرا سرد ہو جائیگا پس ایسا بناؤ کرو کہ میرا بناؤ شاہ سے ہے کسی پر نگاہ اُسکی نہ پڑے اور سے بناؤ نہ بنے چنانچہ ایسی آراستگی اُس زہرہ فلک حسن و ناز نے کی تھی کہ نظم

نرم گردن ملِ مریخ وہ پُر زیب کرے … جو لگائین ملِ زہرہ کو بھی چھڑا دین وہ جھڑے
اُسکے وہ ماہ دو ہفتہ سے جو رتبہ مین بڑے … دیکھے بازیچے خورشید فلک پانون پڑے

ڈھنگ بالون سے عیان ہالۂ نور کے تھے
تیغے وہ برق کہ تیغے شجر طور کے تھے

اور حسن بھی اس شاہد رعنا کا بہتر از مہر و ماہ تھا بار ہا اُسکا بیان کیا گیا ہی چنانچہ یہ لشکر اس طرح تیار ہوئی ایک طرف لشکر شاہان در بند طلسم کا لنگر بندھ رہا تھا ہزارہا نشان کھلا تھا دنیا تمام لرزتی تھی آسمان سے آفت برستی تھی اس ہنگامے مین یکایک ہزارون نفیرون کو دم ملا اور شور بوق و دہل تا بہ گنبد سما پہونچا ملکہ حیرت سوار ہوئی فیل پرند پر زرین بنگلہ پڑا تھا اُسمین تخت جواہر آگین بچھا تھا اُسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک روانہ کاؤس ہوا میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا کثرت مردم سے پر دشت و کہسار تھا پڑاو ہی پر کمر بندی ہو کر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنیکی بھی نتھی صرف یہ منظور تھا کہ خواجہ عمرو کو قتل کرین اور اُنکے حمایت کرنے والون کو روکین الحاصل جب لشکر تیار ہوا ابر سحر چار سمت سے اُٹھکر برسا گرد و غبار بیٹھا فتنہ و فساد اُٹھا روحون کا لشکر جمع ہونے کا سامان ہوا ملک الموت تخت حکومت پر بیٹھا دریاے آہن جوش پر تھا جدھر نگاہ جاتی تھی اور جہانتک نظر کام کرتی تھی علمہاے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقباے بلند آواز شور کرتے تھے چوب نقارون پر پڑتی تھی کہ

ابیات

وہ شور کہ ہوش گرم پرواز … تھی بوق نفیر لب سے دمساز
لشکر کا ہجوم و شور ناقوس … فیلون کی قطار و خیل طاؤس
تھا رنگ جہان مگر دگرگون … اُس روز نیا تھا دور گردون
تارے نہین اسقدر فلک پر … جتنا کہ تھا وان پہ جمیع لشکر
تھی کون سی جو بلا نہین تھی … آفت کی کچھ انتہا نہین تھی

اسطرف لشکر ہمراہ لیکر مہرخ نامور جو روانہ ہوئی تھی راہ مین قران سے کہتی تھی کہ افسوس ای برادر دلکی حسرت دل ہی مین رہی اور اجل آگئی شہزادہ اسد کو بھی ہم چھڑا نہ سکے

تخت سلطنت طلسم کے بٹھا نسکے کہ رہرو ملک عدم ہوئے قران کہتا تھا کہ ای ملکہ بمصداق
آیہ وافی ہدایہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کے نظر بافضال پروردگار رکھو اور خیر اگر
ہمسے اور کچھ نہو گا تو یہ ضرور کرینگے کہ ایک دفعہ سر پر افراسیاب کے لگائینگے ہوسکا تو راہ ملک عدم
اُس نابکار کو بھی دکھائینگے اسیطرح اور سردار بھی کفن سر سے بلندھے جان دینے پر آمادہ باتین بانکین
کی کرتے روان تھے آخر لشکر دریا مثال دشمن کے قریب پہونچ گئے اور صلاح کی کہ ایکطرف جاہی گرد
یا اِس انبوہ کو خاک مین ملادو یا اپنی ہستی مٹادو ملک نیستی کی بستی بسادو نام توکر جاؤ تہلکہ
ڈال دو شجاعت دکھاکر مرجاؤ یہ مشورہ کرکے حربہ ہاے سحر تھا کر سب یکدل و یکرو ہوکے نعرہ ہاے
کوہ شگاف کھینچکر جاہی پڑے سرے پر اُس لشکر بحر ناپیدا کنار کے ملکہ اختر بن طول و دراز قد
کی فوج صف کشیدہ تھی اُسی پرمثل آفت کے یہ سب ٹوٹ پڑے شور قیامت خیز برپا ہوا سحر کی
تلوار چلنے لگی گولون کی بھرمار ہوئی مہرخ نے ماش کا چھرا مارا ملکہ اختر شیر پر سوار استادہ تھی
اُسکے شیر پر وہ چھرا پڑا کہ اُسکو چکر آیا اِس اثنا مین ایک تیر بھی شیر کے آکر لگا کہ وہ گرا اختر اُسکے
گرنے سے زمین پر کود دی فوج نے اُسکی جانا کہ ملکہ ہماری کام آئی یہ معلوم کرکے بیدل تمام لشکر
ہوا اور فوج نے جھرمٹ کھایا پیچھے قدم ہٹایا لشکر اسلامیان آگے بڑھا اور ملکہ مشکین مو نے ایک
سل کئی ہزار من کی سحر سے اُڑائی سترہ سو گز اُس سل کا پھٹا اور لشکر دشمن پر گرا اسقدر ساحر
ہلاک ہوا ابیرون نے اُنکے شور مچایا اندھیر اچھایا اس لشکر کے بعد ملکہ دریا بار ماہی گیر جو بڑی بدمست
ساحرہ ہی مع اپنی فوج کے صف آرا تھی اُسنے کہا ارے لوگو یہ بیسبب کیون غلغلہ کرتے ہین کیا
ہوا ہی اسقدر کثرت سپاہ ہی کہ کسیکو مہرخ کے آنیکی خبر نہین ہی اِسوجہ سے یہ حال اِسنے پوچھا تہو
کوئی کچھ بتانے نپایا تھا کہ مطیعان اسلام نعرہ زنان آپہونچے دریا بار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی
بہار نے اِسکو آتے دیکھکر ایک گیندا اپنے گلدستے سے لیکر زمین پر مارا جہان وہ گیندا گرا وہان سے
پانی جوش مارکے نکلا اور بڑھکر مثل دریاے زخار موج زن ہوا مچھلی اُس بحر سے تڑپکر کنارے
پر آئی بہار پکاری کہ ای ملکہ دریا بار یہ مچھلی قابل شکار ہی یہ کلمہ سحر کا تھا دریا بار نہنگ پر سے
اپنے دریا مین فوراً کود گئی اور مچھلی کی تلاش مین آگے بڑھی اُسوقت ایک نہنگ دریا سے
پیدا ہوا اور اُسکو نگلگیا ملکہ بہار کی سبنے تعریف کی کہ ای ملکہ یہ صنعت آپ ہی کے واسطے ہی کہ

جیسا اُسکا نام دریا بار تھا ویسا ہی آپ نے سحر اسیر کیا ملکہ نے کہا یہ وقت مدح وثنا کا نہین ہے یون ہی لڑتے بھڑتے کسیطرح حیرت تک پہونچ جاؤ یہ سننا تھا کہ برق جادو چمک کر چلی اور رعد غرق زمین ہوا دریا بار کی فوج مین آکر نکلا اور چیخا ساحر بیہوش ہوکر گرے اوپر سے برق آکر گری صفہائے لشکر صاف ہونے لگین تیرون کی بوچھار ہونے لگی لشکر مین آگ برسنے لگی فوج دریا بار تو اپنے مالک کے غائب ہوتے ہی شکستہ دل تھی ہی بھاگ کھڑی ہوئی پشت پر سے سحر کی مار تیرون کی بوچھار نیزون کی انی پشت کے پار تیر و شمشیر و خنجر کی دھار مسلمانون نے کی اور تیسری صف پر اہل اسلام آگئے پھر تو تیغ بران جو لبان مصیبت زدگان بار غم سے پشت خم رکھتی تھی اسد علم ہوئی شجاعون کی بن پڑی خنجر گلوگیر خنجر ہوئے جوہر شمشیر و خنجر اسی حسرت مین دانت نکالے تھے کہ دشمن کو بیدم کرین سنان نیزہ کی زبان پر کہ سینون سے ملین تیر آہ مظلومان بنکر جگر کے پار ہون کمانین کشیدہ خاطرون کیطرح کشیدہ ٹیڑھی سیدھی لب سوفار کی گفتار ہر بات پر تکرار چلے سے پر آگ کر جلاتے نیزے دار بر دشمن کو چڑھاتے برنگ سر سنگ غدار ہاتھون ہاتھ قدم بڑھاتے تھے آب و تاب آہن چشمۂ خورشید پر چشمک فگن تلوار کی دھار کا دریا باڑھ پر جیسے ندی بڑھنے کے دن اساڑھ پر سفینۂ جان بہادران تلاطم مین حوصلہ کا بادبان کھلا ہوا غرق قلزم رزم ایسے کہ ہوش مجھ مین نہ تم مین شجاعون مین تو یہ ہنگامہ برپا تھا ساحرون مین یہ معرکہ تھا کہ آندھیان سیاہ آئی تھین بدلیان چھائی تھین بلاؤن کا دنیا مین نزول تھا آتش فشان ہر ایک غول تھا روئے زال دنیا کو ہکارہ سمجھکر کالا کیا تھا چہرۂ فلک پر ابر نے برقع ڈالا تھا نہین نہین دہر غدار پر کملی ڈالکر لوٹنے کا ارادہ تھا غبار نے اڑکر چشم آفتاب مین خاک جھونکی تھی پر آشوب زمانہ تھا ترنج نارنج ناریل نخلستان جان و تن کے پھل تھے بگرے اور سور کے جا بجا چڑھے بل تھے لہو برستا تھا لوہا بادل تھا اسلحہ کی چقا چاق صدائے رعد تھی جادو کی بجلی چمکتی تھی کہ ابیات

ہر سمت تھی سحر آزمائی
سپرون کی گھٹا تھی بارش تیر
ذرون کو بناتے مہر تابان
گرتے تھے وہان سے بنکے تارے

اُس سحر سے کفر کی صفائی
جادوگران و سحر کاران
برساتے تھے سنگ جائے باران
اسجائے بجھی وہان لگی آگ

اُڑتے تھے بگولے بنتے تھے بیر
کیا کیا نہ اُٹھا رہے تھے طوفان
جاتے تھے جو چرخ تک شرارے
بڑھتی ہوئی فوج مین چلی آگ

حلقوم کٹے ہوئین جفائین ‖ ہر جا تھین ہزار کربلائین

ہرچند منچلون نے یہ آفت برپا کی تھی لیکن وہ جمعیت ایسی نہ تھی کہ پریشان ہوجاتی اور وہ فوج اتنی نہ تھی کہ شکست کھاتی لشکر ساحران تھا خاطر پریشان نہ تھی فوج شاہان تھی دل شکستہ عاشقان نہ تھی کہ درہم وبرہم ہوجاتی ہزارون ساحر لشکر مہرخ کے کٹ گئے مرنے والا ایک بہت ہوتا ہی بیان تو اتنے تھے انھون نے بھی جانبازی کرکے لاکھون کو مارا اگر ایک کنارہ بھی اُس بحر ناپیدا کنار لشکر کا کم ہوا کسیکو کسیکے مرنے کا غم نہوا خیال بھی کسیکو نہ تھا کہ کون لڑنے آیا ہی اور یہ ہنگامہ کیسے مچا یا ہی جب زیادہ شورش فوج اسلامیان کی بڑھی ناظمان طلسم نے افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ ایک ایک ساحر لشکر دشمن پردس دس ساحر ملکر سحر کرین اور ہوسکے تو لپٹکر انکو اسیر کرلین افسر حکم پاکر ایک ایک پر بیس بیس ٹوٹنے چلے تھے کہ یکایک اسّی ہزار نقارے پر چوٹ پڑی کا دریا سے جون روان جوش مین آیا زمین و آسمان کو تزلزل ہوا آمد شاہ ساحران یعنی افراسیاب بے ایمان کی ہوئی تمام فوج تھمکر تماشا دیکھنے لگی سامان جاہ وحشم نظر آیا ہزارہا نشان سحر کے پتلے لیے طلا ہوا ہر ایک کا پرچم نظر آیا پھر گیارہ سو نازنینان زہرہ جبین ہاتھون مین عہدے لیے گذرین پھر کئی سو پریزادین چلتیان یاقوت کی پھراتی دکھائی دین اور کئی سو رنگ کھیلتی ہوئی نکلین انکے بعد ایک تخت بیچ مین فیروزہ کا اور گرد اُسکے کئی سو تخت چاندی سونے کے تخت فیروزہ پر کٹہرہ یاقوت کا لگا مسند زرنگار بچھا اُسپر شاہ جادوان بیٹھا ہوا اور گرد جو تخت تھے اُنپر لولیان قمر طلعت و رامشگران مہر صورت سوار تھاپ طبلے پر پڑتی سارنگیان بجتین ناچ ہوتا اُس رقص کو دیکھکر سر پیر فلک پر خورشید بھی ناچتا یا دل پیر فلک کا پھڑک گیا تھا سر پر بادشاہ کے ابر سرخ رنگ چھایا اُس ابر کے کنارے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا لباس زردے ہوا سرخ تھا اُسمین روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی رنگ زمانے کا بدلا ہوا صورت خلافت تھی اس بادشاہ کی سواری کا تجمل بارہا بیان ہوا ہی اُسی شوکت وشان سے یہ ناہنجار آیا اور شور لشکریان جو اُسنے راہ مین سنا تھا تو باغبان و فیروز شاہ وغیرہ سے پوچھتا آتا تھا کہ یہ غوغا کیسا ہی وہ عرض کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہو رہی ہی بیرغل کرتے ہین ساحر مر رہے ہین غرض یہان جب آکر پہونچا دیکھا کہ لشکر مہرخ آکر میری فوج پر گرا ہی برق جادو تڑپ

[illegible]

رہی ہی رعد گرج رہا ہی قران عیار نعرہ مارتا پھرتا ہی یہ دیکھکر اسنے سحر پڑھا ایک گھوڑا
نہایت بلند کوہ پیکر پرندسا زانرق سے درست چالاک وچست اُترتا ہوا آیا یہ جست کرکے اُس کب پر
سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہوکر نعرہ زن ہوا کہ ہنم افراسیاب یہ نعرہ اسکا
تمام لشکر مہرخ نے سنا برق جادو تو سرد ہوگئی رعد کا دم بند ہوا عیار بجالاکی بھاگ کے
لشکر سے دور نکلگئے اور تمام لشکری لڑنے سے رُک کر جانب بادشاہ دیکھ رہے تھے کہ یکایک شاہ
نے ایک نارنج اپنی کمر سے نکالا اور لشکر مخالف پر مارا اُس نارنج کے شق ہونے سے پانی
برسنے لگا اور ایک ایک بوند اُسکی ہر ساحرہ اور ساحر کے سر پر پڑی اُسوقت بادشاہ نے
گھوڑا اپنا نیچے آتارا اور سر لشکر پر پہونچا دوسرا نعرہ مارا کہ ای ملکہ مہرخ وبہار وفلان وفلان
تم سب مع اپنے لشکر کے پھر جاؤ اور غم مین عمرو کے جتنا تمسے رویا جائے روؤ اور جسقدر
پیٹا جائے پیٹو سرون پر اپنے خاک اُڑاؤ پچھاڑین کھاؤ کیونکہ اب عمرو کو مین قتل کرونگا
پھر تمھارا ایسا شفیق قتل ہوا اور تم ماتم نکرو حیف ہی کہ اُسکا کچھ غم نکرو بس جلد ہتھیار پھینکدو
اسباب ساحری دور کرو دل رنجور اپنے ناصبور کرو یہ کلمات ایسے پر اثر تھے کہ بمجرد سننے
اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان اپنے پھاڑے اور سواریون پر سے سحر کی
اُترکر جانب صحرا ہاے عمرو واے عمرو کرتے چلے علمہاے لشکر سرنگون ہوئے طبل وبوق
نعرۂ ماتم وشیون لگاتے تھے نقیبون کے دل خون ہوئے طاؤسان سحر کے آتش رنج سے
جسم داغدار ہنس سوز دل سے آتش بار اژدر زہر غم سے ہلاک پرچمہاے علم کا گریبان چاک
جادوگرنیان شمشاد قامت برنگ طوطیان فریاد کنان نونہالان ارجمندی پژمردہ پستان
گلہاے بوستان گھوڑے غم سے شیہے بھرتے ہاتھی خرطوم اُٹھا کر سر پیٹتے فریاد کرتے چاہ وحشم
لشکر کا خاک مین ملا ہوا سینہ داغون سے ہر ایک کا گلستان بنا ہوا گرد وغبار مین ہر شخص
اَٹا ہوا سر برہنہ گریبان پھٹا ہوا سر وزانو پیٹتا مُنھ پر طمانچے ہر ایک لگاتا پھرا یہ سب سردار
مع فوج جرار کے پڑاؤ پر بھی نہ آئے اسی ہیئت سے جنگل مین آگر ٹھہرے اور بدرد کر
آب اشک سے جل تھل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے جب یہ لشکر مسحور بہ سحر ہوکر پھرا
مہتر قران نے دور سے اس ماجرے کو دیکھا دل سے کہا واے مردیم یہ کیا غضب ہوا پس

صورت ساحر کی ایسی بنائے تو پہلے ہی سے تھا اور ہمراہ مہرخ لڑتا تھا چنانچہ یا تو بھاگ گا
تھا یا پھر لشکر دشمن مین آیا یہان شاہ جادوان مرکب سے اُترا تھا ناظمان طلسم بہر تسلیم دوڑے
تھے نذرین گذر رہی تھین بڑا ہنگامہ تھا یہ اُسی ہنگامہ مین قریب افراسیاب خانہ
خراب بادل بیتاب آیا اور تانکر ایک بغدہ اُسکے سر بخس پر لگایا ازبسکہ وہ بادشاہ طلسم ہو گئی سع
سپر از خود سپر آڑ ہو گئین عیار مذکور ناچار رو بفرار لایا کہ بیکار ہی جان دینا یہ مارا نجائیگا شاہ
جادوان مخاطب بجانب شاہان دربند طلسم تھا عیار مذکور کا خیال نہ رکھتا تھا اسوقت اُسکی
طرف بنظر تیز دیکھا اور پکارا کہ ای زمین طلسم بگیر قران کے پانوٴن زمین نے پکڑ لیے اپنے
دلمین کہا کہ انا للہ اب قضا آگئی لیکن پروردگار کو خیریت کرنا تھی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا ای
قران مین جب تمھین جا ہون لبسان حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹادون لیکن اب جاؤ
اور اپنے اُستاد کا قتل ہونا دیکھو اس کلام سے قران کے پانوٴن زمین سے چھوٹے اور
یہ بھی بھاگ کر جنگل مین آیا اور زنبیل بجائی برق وضرغام وجانسوز دوڑ آئے اُسنے کہا
دیکھا تمنے کہ دفتر لشکر اُلٹ گیا اب کہو کیا صلاح ہے انھون نے کہا خنجر کھینچکر بروقت
قتل اُستاد لشکر پر جا پڑینگے اور جان دیدینگے مہتر مذکور نے کہا خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر ایک
مقام بلند پر چلکر رجوع بدرگاہ عاجز نواز کرین اور خدا تعالی کو بتضرع وزاری پکارین
کہ وہ ارحم الراحمین ہم سب پر رحم کرے یہ کہکر تینون عیارونکو ہمراہ لیکے ایک کرلوہ پہاڑی
پر آیا وہان سے لشکر شاہ طلسم بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیون کا بھی دکھائی دیتا
تھا چنانچہ ایک جانب تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی مجرائی برای تسلیم گردنین جھکائے
تھے نعرے خوشی کے بلند تھے ادھر جنگل مین لشکریان مہرخ دردمند تھے العیاذ باللہ سات لاکھ
آدمی کا لشکر ہاے عمرو ہاے کہکے روتا تھا زمانہ تمام ماتمکدہ تھا شور ماتم سے دنیا بھر گئی تھی
ہاے ہاے کی آواز در و دشت وکوہ وبحر وبر سے پیدا تھی ان لوگونکی صدا جہان تک چوٹ کھاتی
تھی خالی مکان مین بولنے کی طرح آواز آتی تھی وہ سخت ماتم تھا کہ آہ بھی در ودشت سے سر ٹکراتی
تھی کوہ وبیابان کے دلپر چوٹ لگی تھی آہ بھی مد الف پر ہونے سے سر پیٹتی تھی درد آہ
ایسا بلند تھا کہ عالم سیاہ ہوا تھا سوز دروں سے دنیا جلتی تھی گھوڑے روتے ہاتھی چنگھاڑتے

مور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پر ڈالتے خاک تیر بشکل آہ لب سے فاریر جاری نالہ جانکاہ کمانین پشت خم کیے نیزے فرہاد وحشت سے زمین مین گڑے عمود دلگلے زمین پر رکھکر خاکسار بنے تلوارین حسرت سے دانت نکالے دیدۂ جوہر سے عجب کیا جو ہین خون کے پرنالے نازنینان ماہ پیکر خاک پر پانؤن پھیلائے بیٹھین زمین پر پچھاڑین کھاتین زمین برنگ گلزمین گلستان تھی یہ گل ٹوٹے پڑے تھے ہوائے رنج سے لوٹتے پھرتے تھے لاکھون آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان مین نسیم چلتی تھی چشمہ ہائے چشم سے اشک جاری تھے تو نہرون کی کیفیت نظر آتی تھی کانٹون پر ہر ایک کا دامان چاک چاک گریبان موج ہوائے رنج پانؤن کی زنجیر دلونمین جنون کی تاثیر آبلہ دل کانٹون کے مشتاق آرام سے بیٹھنا شاق پہلو مین دل جلتا منھ سے دھوان نکلتا رگ رگ مین جوش خون سودا تصویر جنون تن سراپا جوش اشکباری نہایت بیقراری بہار حسن صرف خزان ہر ماہ وش خراش غم سے بشکل کتان خرمن صبر مین آگ لگی متاع ہوش و حواس لٹی ہوئی ہر شخص اُس حالت جنون مین رہتا در زبان ترجمان باین سطرح نوحہ خوان تھا کہ بوجب نظم

نالون نے ہمین جہان سے کھویا	رو رو کے ان آنکھون نے ڈبویا	اُکھڑے ہوئے آستین و دامان
سینے کیطرح پھٹا گریبان	ہر دم ہی زبان پہ آہ آتشگر	کمبخت کہان گئی ہی تاثیر
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہی	ای آنسوو تمکو کیا ہوا ہی	تاثیر ہی کس طرف بتادو
بہ کر ہمین اُسطرف بہادو	نازل نئی ہمپہ یہ بلا ہی	معلوم نہین کہ کیا ہوا ہی
قابو مین نہین ہی اب دل زار	آنکھین مین پر آب زرد رخسار	ہی ہی کرین اب دل و جگر کو
بیٹھین رو رو کے اب عمرو کو		

یہان نالے تھے لشکر افراسیاب مین شادیانے تھے شاہ مذکور نے بعد مزاج پرسی شاہان دربند اُس برج کیطرف کہ جسمین عمرو قیدتھا اسحر برحد اشارہ کیا کہ وہ جاکر کھاتا ہوا اُترا عیار یہ حال دیکھکر بلبلائے اور کارساز عالم رب اکرم کی درگاہ مین جبین سائی کرنے لگے کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ہدایت معمور جناب ختم المرسلین وآلہ الطیبین ہمپر رحم کر اور ہمارے اُستاد کو قید غم سے چھڑا نظم

ہر چند فقیر و بینوا ہون	سو جان سے غلام مرتضےٰ ہون	ہمنام خدا سے پاک عادل

ہین عقدہ کشائے کار مشکل شاہنشہ درونق ارائک کی عقدہ کشائی ملائک
ہے تجھسے دعا یہ رب اکبر امداد کو اپنی آئین حیدر ہو فتح کرینگے جنگ خیبر
دو انگلیون پر اُٹھائینگے در کیا حرز ہے نام شاہ مردان اپنی مشکل بھی ہوگی آسان

یہ تو مصروف دعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے مقتدی قبول آمین کہتا تھا اُدھر شاہ جادوان نے برج کی طرف افسون دم کیا کہ وہ دھوان بنکر اُڑ گیا عمرو اسمین سے نکلا سینے دیکھا کہ رنگ رخ سفید ہے جسم زار و نزار ہے آبلون سے تن داغدار ہے شاہ نے اُسوقت ہنسکر خطاب کیا کہ کیون خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو ہمپر کرو خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ مین جادوگر پر لعنت کرتا ہون شاہ نے کہا اب لعنت ملامت کا حال کھُلا جاتا ہے کچھ ہی دیر مین دھڑ سر پر نہوگا یہ کہکر رقعہ جمشید دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ جلد عمرو کو قتل کر اُس سے کچھ گفتگو نکر ورنہ وہ رہا ہو جائیگا اور اسکو برج سے نکالنا اچھا نہوا قید رکھنا بہتر تھا اِس حال کو معلوم کرکے اسنے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اُٹھکر ایک بنگلہ بنکر عمرو کے گرد ہو گیا پھر اپنے ساحرون سے کہا کہ مین اِس بنگلے کو جب غائب کرون تم عمرو پر تیغہائے سحر لیکر ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے اُسکے کر ڈالنا ساحر حسب ارشاد تلوارین اور حربہائے سحر لیکر گرد بنگلے کے استادہ ہوگئے اور اسنے چاہا تھا کہ بنگلے کو غارت کرون ناگاہ بروے ہوا نوبت و نقارے بجے شاہ بہر نظارہ اُسی سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار لاکھ اژدر آتشی آتے ہین اُنپر دود و جادوگر علمہائے رنگ برنگ لیے بیٹھے ہین ہر پرچم پر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ عمرو و امیر تحریر ہے یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حمایتی آئے معلوم ہوتا ہے کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہے ملکہ نے عرض کیا کہ پھر عمرو کو جلد مارو ایسے شاہ نے کہا اب انکو بھی آلینے دو حوصلہ دلکا اُنکے بھی باقی نرہجائے دیکھو تو کہ مین کیونکر سب کو غارت کرتا ہون یہ کہکر ایک نارنج جانب فلک اُچھالا وہ نارنج بروے ہوا پہونچکے پھٹا اور دھوان اُسمین سے نکلکر بادل بنا اور سر پر اُن چار لاکھ ساحرون کے جاکر چھایا کچھ ترشح ہونے لگا بوندیان جو اُن جادوگرون پر پڑین سب کاغذ کے پتلے جیسے تھے کہ پگھلکر مع اژدرون کے زمین پر گرے چار لاکھ علم سرنگون ہوئے بادشاہ نے ایک قہقہہ مارا تمام شاہان قلعہ نے تعریف کی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا واہ سامری کو بھی یہ سحر نہ آتا ہوگا اِسی تعریف کرنے مین صدائے نفیر سحر

سامنے

سنائی دی اور چار لاکھ سوار مرکب ہائے پرند پر بیٹھے لباس زرین پہنے ظاہر ہوئے شاہ
جادوان نے اُن سوارون کو دیکھکر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دو سوار پیدا ہوئے
اور بادشاہ سے قریب آکر عرض پیرا ہوئے کہ کیا آپ حکم دیتے ہین اِسنے کہا یہ جو فوج سوارون
کی آتی ہی دیکھین تو کہ کیونکر آپسمین لڑتی ہی یہ حکم سنکر وہ دونون سوار غائب ہوگئے وہ فوج
آتی تھی یکایک دولاکھ سوار داہنی جانب ہوگئے اور دولاکھ بائین جانب بیچ مین میدان
کھُل گیا اور آپسمین ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے لگی روے ہوا خون سے گلنار ہوا
گلہاے زخم سے تختہ گلزار ہوا تلوار جب علم ہوئی گردون نے سر اونچا کرنا چاہا بہرام الامان بالکل
لایا کھچاکھچ کی آواز منزلون گئی ہتھیارون کی چقاچاق سے دنیا بھر گئی روے ہوا سے خون
برسا عالم برزخ عرصۂ جنگاہ ہوا طائر اور خلقت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا یہ جنگ جو باہم
آغاز ہوئی پیچھے اس لشکر کے ملکہ مہ مثال نرگسی چشم آتی تھی اُسپر حقیقت کھُلی اپنا تخت
اُڑا کر قریب تخت ملکہ بران آئی اور پکاری کہ اے ملکہ دوران آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا
کام آیا بر سر جنگ افراسیاب ناکام آیا ملکۂ موصوف کے کانون تک جب یہ پیام آیا فوراً
اختر مروارید کو ہاتھ پر رکھکر فرمایا کہ جہان کہین سحر افراسیاب کا اُڑتا ہو چلجائے ہمارا لشکر اُس
لڑنے سے سنبھل جائے ایک کو اُس اختر سے جدا ہوکر غائب ہوئی اور زیر زمین پہونچی وہان
دونون سوار جو افراسیاب پاس آئے تھے باہم لڑ رہے تھے اور اُنھین کے لڑنے سے
سب فوج بر روے ہوا جنگ آزما تھی پس اُن سوارون کے جسم مین یکایک آگ لگی جلکر
خاک ہوئے اِدھر سواران بران ہوش مین آکر لڑنے سے باز رہے شاہ جادوان نے انکو
ہوش مین آتے دیکھکر شاہان دربند سے کہا ہوشیار ہو جاؤ حریف آپہونچا لشکر سناظم نکلا
مسلح تو تھا ہی حربہ ہاے سحر و شمشیر ہاے آلودہ زہرناک لیکر جانب ہوا متوجہ ہوا اُدھر
ملکۂ بران نے اپنے ناظمون کو حکم دیا کہ ہان اے شیران دشت ساحری و نبرد آزمائی اب یہ
کیا ہی صید زبون تمھارا سامنے کھڑا ہی لو اور شکار کر دیہ حکم دینا تھا کہ ہزار ہا بوق ونفیر
پھنکی فوج تو سجی ہوئی آتی ہی تھی لینا لینا کہکر حملہ آور ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ شور محشر
اُسکا ایک نمونہ تھا اُدھر سے فوج افراسیاب چلی اور اسطرف سے یہ ندی موج مار کر بڑھی

ملکہ بران فوج کو حکم حملہ کرنیکا دیکر آپ غائب ہوگئی یہان فوجین جو باہم حملہ ور ہوئین تو
ظاہر ہوا کہ دو جہان ٹکرا گئے کون ومکان کے ساکنون کو غش آگئے ہوا ے تیغ کے سناٹو نکے
سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا ہر سمت بگیر وبکش کا غوغا تھا شمع جان عالم بجھ رہی تھی صرصر شمشیر
چلتی تھی تلوار علم ہنگام جنگ تھی آسمان وزمین چورنگ تھے آب سیماب برنگ آب و
تاب صمصام وخنجر رواں تھا شکست لنگر زمین وآسمان تھا خشکی مین ڈوبتا جہاز جسم و
جان تھا موجین قہرناک اٹھتی تھین موت کی بہیا آئی تھی ماہی جان گرداب تن مین قیمہ
ہوئی تھی زندگی جہان کی حباب آسا ہوئی تھی پہلے ہی حملہ مین لاکھون سینے نیزون نے
فگار کیے تھے سیف وخنجر نے چہرہ گلنار کیے تھے جوف زمین وفلک بصورت ترکش
تیرون سے مملو نظر آتا پر عقاب سے جہان پر کھول کر اڑا چاہتا تھا شاہان دربند طلسمات ایک
دوسرے پر جو حملہ آور ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے یا دو دریا سے زخار
موج مار کر قرین یک دیگر آگئے فوجون کی موج چال سے بحر اعظم کا لہرانا ظاہر موج
آب سنان وخنجر قاہر کہین تیرون کا سناٹا کمانون کا بزور وشور کڑکنا کہین
خنجر وتیغ کا کھچا کا دل عالم دہلاتا اسلحہ سے تو اسطرح کام لیا جاتا تھا جادوگر ونکا یہ حال ہوا
تھا کہ نخل عالم نارنج وترنج ہی سے پھلا تھا ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا پھلا تھا ایک ایک ناریل ہزارہا
کے سینے توڑتا بیر بغیر جان لیے منہ نہ موڑتا تھا کہین سیندور کا چوکا دیا تھا گنڈا لاکھی تھا ماش
کے آٹے کا سانپ لہراتا تھا لاکھون جوت کا دیا جلتا تھا دن کو ستارون کے نکلنے کا گمان تھا
لاکھون سورج سحر کا زیر آسمان تابان تھا ہزارون چاند نکلا ہوا تھا اور ہزارون ستارے
لڑ لڑ گر رہا تھا بجلیون کے گرنے کا تار بندھا تھا شیر سے بنڈیلا مار سے عقرب فیل سے
گینڈا بھڑ گیا تھا اژدر سے اژدر لپٹا ہوا تھا لاکھ ہا پنجہ چمک چمکر گر رہا تھا بیرون کا تانتا بندھا تھا
کلوا بھیرون سے اٹکا ہوا تھا ڈھیر و بجتا تھا نارسنگہ سے جوگی جیپال کا مقابلہ تھا ساحر وںکے
چھومنتر نے ساحر دہر کو چھچھو بنایا تھا عجوزہ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگایا تھا نیرنگی عالم وہان کے
سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اس سحر سازی کے مقابل ادنی شعبہ کوئی ساحر خون
تھوکتا کسیکا کلیجہ کٹکر گر رہا سلین برستین برف گرتی ابر چھائے ہوئے طبق زمین کے تھراتے

غبار ایسا اڑا تھا کہ زمین کا طبق بروے ہوا تھا پتھر پہاڑون سے اڑ اڑ کر گرتے غار زمین مین پڑے ہوئے پہاڑون کو زلزلہ باہم ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روے زمین کے خشک تھے ناریل برستے تھے یا شکم آہوے دہر سے گرتے نافۂ مشک تھے شاہ جادوان بھی سحر پڑھکر بلند ہوا تھا اور سحر کرنا چاہتا تھا نعرہ کر رہا تھا کہ ای یادگاران سامری و جمشید گھبرانا کثرت لشکر دشمن سے خوف کھانا مین سبکو غارت کیے دیتا ہون اسی ہنگام مین بران جو اپنے لشکر سے غائب ہوگئی تھی پہلو پر اسکے ظاہر ہوئی اور پکار رہی کہ ای افراسیاب اگر اختر مروارید سامنے تیرے آجائے تو کیا کرے شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر دیکھا ملکہ مذکورہ نے اختر کو دکھا دیا اسکا جسم کانپا اور چکر آیا اسکے ساتھ عشاق دودست جادو و شیاطین بت پرست وغیرہ کہ راست وچپ پر استادہ تھے انھون نے سحر پڑھا کہ گھٹا ٹوپ از خود پیدا ہوکر بادشاہ پر چھا گیا اور شاہ اسکے اندر آگیا گرنے سے بچا اور ہوشیار ہوا اس اثنا مین بران نے ایک نارنج سحر پڑھکر لشکر پر مارا کہ اس نارنج کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا بران نے ان مقتولون کے غل مچایا فوجین تو لیٹی ہی تھین لاش پر لاش گر رہی تھی شور و غوغاے مبارزان سے علاوہ صداے ہیہاے سحر نے زمانہ سر پر اٹھا لیا بران پنجہ سحر کا پکڑ کر اور اختر ہاتھ پر رکھکر صف لشکر عدو مین در آئی اور ایک ایک وار مین چالیس چالیس کا کام تمام کرتی تھی ادھر مہ شال نے ایک ہلال جو مارا سترہ سو ہلال بنکر جو گرے ایک ایک ہلال سے ساحرون کے دو دو ٹکڑے کیے یہ حال دیکھکر حیرت آگے بڑھی اور پکاری ای شہنشاہ آپ کسطرف ہین وہ سحر کے گھٹا ٹوپ مین تھا جواب کون دے اسکو یقین ہوا کہ بادشاہ چلے گئے اسوقت ایک نارنج ملکہ بران پر اسنے مارا وہ نارنج ملکہ مذکورہ کے سینے لگا کہ اسکے صدمے سے بیہوش ہوگئی شہزادیون نے در بند کے اسکو سنبھالا اس اثنا مین عباس بازن وزیر پھول برساتا ہوا آگے بڑھا ملکہ قمر سپہر انجم حشم نے مشت گوہر جھولی سے نکالکر مارے کہ وزیر مذکورہ کے جسم پر پیسان تیر وہ آکر پڑے یہ بھی زخمی ہوا اتنے عرصہ مین بران کو ہوش آیا مجلس اسکے پاس کھڑی تھی اور اسکے بیہوش ہونے سے متردد تھی اب اسکو ہوش مین پاکر شمشیر سحر لیکر لشکر عدو پر گری اور اسیطرح مثل آندھی طفلان سحر کر کے لشکریون کو ہلاک و غارت

کرنے لگی ادھر بران نے شاہان دربند طلسم سے اپنے پوچھا کہ مجکو ناریخ کسنے مارا تھا اُنھون نے
کہا حیرت نے یہ سنکر اسنے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کے مارا وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی
پیشانی پر آکر لگا کہ وہ چکر کھا کر گرا حیرت بھی جانب زمین چلی ایک پنجہ از خود پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا
لیچلا اُسوقت اُسنے پکار کر نہیب دی کہ ای بران پنجہ سحر کا مجکو لیجائے اور تجکو زمین کھا جائے
بران یہ کلمہ سنکر زمین پر اُتر آئی اور غرق زمین ہونے لگی اور پکاری کہ ای حیرت مین تجکو
چھُڑاتی ہون تو مجکو چھڑا دے اِس کلام سے پنجہ نے حیرت کو زمین پر اُتار دیا اور زمین نے
بران کو چھوڑا پھر یہ دونون اُڑ کر بدرے ہوا ہمبرد ہوئین اور بران قتل و قمع کرتی ہوئی
ایکطرف چلی حیرت اِسکی فوج مین در آئی اِس اثنا مین شاہ افراسیاب گھٹاٹوپ سے
باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے لیے ہے تو اب اُسکو قتل کر ڈال یہ سوچکر تیغۂ سحر پکڑ کے
بنگلہ کی جانب چلا لیکن اور ماجرا سنیے یعنی چالاک و سرشار و سلطان وغیرہ جو برق
عیار سے جدا ہوگئے تھے غوغاے اجتماع لشکر سنکر اسطرف آگئے اور پہلے اُسطرف انکا گذر ہوا
کہ صحرا مین مہرخ و بہار وغیرہ مع اپنے لشکر کے غم عمرو مین رو پیٹ رہی تھین اور مسحور سحر
افراسیاب تھین یہ حال اِن لوگون کا دیکھکر حیران ہوئے اور ایک بلندی پر عیارون کو
مصروف دعا پا کر پاس اُنکے جا کر حال دریافت کیا اُنھون نے سب ماجرا کہا اسوقت چالاک
نے خوب مضبوط کر کے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کچھ تدبیر ہوسکتی ہو تو کرو اُنھون نے جواب دیا
کہ شاہ طلسم کا ہم سحر نہین رد کر سکتے اسمین سلیمان نے سلطان سے کہا مجکو یاد پڑتا ہے
کہ شاہ جادوان نے بروز نوروز ایک تعویذ تانبے پر کھُدا ہوا تمکو دیا تھا اور ایک برات کو
اپنے سحر سے اسیطرح دیوانہ بنا کر تمسے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھو کے پانی براتیون پر چھڑکو
چنانچہ ایسا ہی تمنے کیا تھا وہ ساری برات ہوشیار ہوگئی تھی پھر اگر وہ تعویذ تمھارے
پاس ہو تو اِن لوگون پر بھی پانی اُسے دھو کے چھڑکو سلطان نے کہا تمنے خوب یاد دلایا ہان
وہ نقش میرے پاس موجود ہے یہ سنکر چالاک تخت پر سے کودا اور چشمہ سے جاکر مشکیزہ پانی سے بھر لایا اُس نقش کو
دھو کر پانی مین ملایا اور ایک ساحر رد سے ہوا پر جاکر قائم ہوا اور لشکر جہانسے جہانتک سحر مین مبتلا
تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرایا یکایک اُس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور جسم مسحوران

ہوئی

مین لگی وہ سب ول تو بیہوش ہوگئے پھر جو ہوشیار ہوئے آپ مین آگئے اور حربہ ہاے
سحر لیکر پھر لشکر افراسیاب پر چلے اُسوقت قران اور سب عیار چالاک سے بے اور
کہا ای برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے ہوش مین نہ تھے اور تمکو ہمنے پہچانا نہ تھا اچھا اب چلکر
فوج دشمن پر گرو اور خواجہ کو بھول وقوت الٰہی رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین
یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ جاکر شریک مہرخ ہوکر مقابلہ
کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کرکے ایکطرف روانہ ہوا اور قران و برق وغیرہ
ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچکر لڑنے لگے اور
لشکر بہار و مہرخ وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب نہ تھا جو آسمان پھٹ پڑے
شاہ جادوان ان ساحرون کے آنے سے حیران ہوکر انھین کیطرف دیکھنے لگا کہ انکو کسنے
رہا کیا از بسکہ تیغ لیکر قریب بنگلہ کے آچکا تھا ان لوگونکی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو
خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق بنکر بنگلے کیطرف چلی بادشاہ اسکی
جانب متوجہ ہوا تھا کہ ایکطرف سے قران کا بغدہ سر پر پڑا سپر سحر کی سر پر آڑے ہوئی
اور یہ قران کیطرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے کمند ماری کمند تو جلگئی مگر
بادشاہ ادھر پھرا قران اس عرصہ مین اور طرف ہوگیا اسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار
کرون کہ ایک سمت سے ضرغام نے خنجر مارا اسنے خنجر روکا اور یہ اسکی جانب پھرا تھا کہ جانسوز
نے حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ یہ چکر کھا کر گرا پتلے سحر کے پیدا ہوکر ہوشیار کرنے لگے اور عیار
سب اُس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جبتک بادشاہ ہوشیار ہوئے اُسوقت تک یہ ان
بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اُڑا عمرو ظاہر ہوا اور اُسنے
جو بران کو دیکھا پکارا کہ ای ملکہ جلد مجھکو لیچلو ایسا نہو کہ لڑنے مین مجھکو بھول جاؤ
اس غوغاے لشکر مین ہر چند عمرو چیخا مگر کچھ سنائی نہ دیا لیکن ملکہ اسکے چھڑانے کو تو گری
ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈالکر لے اُڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور
ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کرکے چلے کہ لینا لینا لیے جاتی ہے ملکہ نے
اختر کی ضیا اُن ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہوکر گرے اور ملکہ بلند ہوکر سناٹا کرکے چلی

ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا لگیئی لگیئی کا غوغا سنکر اُڑا لاکھون ساحر جو اُڑکر عقب ملکہ چلے تھے اُنکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سد راہ تھی اور بادشاہ جو اُڑا اُسکو اُدراُن بران نے روکنا شروع کیا اِسنے ایسا افسون دم کیا کہ سبنے اُسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا مار کر چلا لیکن بران اس عرصہ مین بہت جلد دور نکلگئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ ہونگا یہ دونون تو آگے پیچھے جاتے ہین لیکن بران کے خواجہ کدلیجا نے سے تمام ناظمان دربند طلسم ہوشربا کو ایسی خجالت ہوئی کہ جان دینے پر آمادہ ہوگئے اور بڑے جوش وخروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ گیر ہوئی کہ خورشید کو اُسکی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دنیا سیاہ خانہ بنی گھمسان کی مار ہوئی بگیر و بہ بند کی پکار ہوئی منزلون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریاے خون روان کے برابر اور ایک دریاے خون روان تھا وقت فراق جسم وجان تھا ایک طرف سے مہرخ ایکجانب سے فوج بران گری ہوئی تھی کہ ابیات

گویا کہ زمانہ پھر گیا تھا
کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا
قسمت نے تھی وہ زمین دکھائی
کوسون تھی بوے آشنائی
سینون مین تھی آتش حسد تیز
آپس کے کلام طعنہ آمیز
ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے
شل دم اژدر اُنکے دم تھے
ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم
نیش اُنکا روان تھا شکل کژدم
پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز
آب دم تیغ و خنجر تیز
تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
تلوار غضب کی چل رہی تھی
تھی سانپ کہ زہر اُگل رہی تھی
آتا تھا جو دشمن اُسکے منہ پر
کھاتی تھی اُسے بہ رنگ اژدر

ملکہ حیرت نے ہرچند جد وجہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہوئی آخر تھک کر طبل بازگشت بجوایا لشکر لڑنے سے رُکے اور آپس سے جدا ہوئے لشکریان بران شاہان دربند طلسم نور افشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالیشان مراجعت فرما ہوئے اور متصل لشکر ملکہ مذکور یہ بادشاہ بھی اُترے اُدھر حیرت نے داخل لشکر ہوکر ہر ایک کو اُترنے کا حکم دیا منزلون تک دونون جانب لشکر اُترے حیرت کے یہان تو پہلے ہی سے مجمع عظیم تھا مہرخ کے یہان بھی ایسا ہی ہجوم ہوا کہ جہانتک نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا حیرت

کی طرف بیان ہوچکا یہان بھی تھا یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اس فکر مین جانب دشت
چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران سے کیا گذرتی ہی یہان ملکہ مہرخ سے سرشار و سلیمان
و سلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکور نے انکو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ و بارگاہ رہنے کو دیا
کفاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہنسی خوشی مقیم ہوئے انکو اس حال مین چھوڑ کر شاہ طلسم
کی کیفیت بیان کیجاتی ہی کہ یہ جو عقب بران چلا وہ دور جا چکی تھی اور راہ مین سوچتی
تھی کہ تو پرائے طلسم مین فتحیاب نہوگی خاص کر شاہ طلسم سے سر بر ہونا مشکل ہی اور وہ
پیچھے تیرے آتا ہی کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کر کے صحرا مین ایک مقام پر اُتری
اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کر کے ڈالدیا اور آپ بھی ایک درۂ کوہ مین چھپ رہی
اسلیے کہ جو گردیے مرے اُسکو زہر کیون دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کر ہی
نہ سکیگی طلسم کچھ فتح تو آج ہوا ہین جاتا پھر بیکار ہی لڑنا خواجہ کو چھڑانا تھا وہ ہو گیا غرض جب
یہ پوشیدہ ہوگئی شاہ طلسم کچھ دیر مین وہان آیا ہر سمت اُسنے تفحص کیا کہین اُسکا پتا نہ پایا
اپنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران کہان ہی سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس مہر
مروارید ہی اُسکو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ مذکور اپنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ
خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا باغ سیب مین آکر کچھ دیر ٹھہرا پھر
سمجھا کہ یہان بھی ساحر تیری ملاقات کو آئینگے اُنسے شرمندگی ہوگی یہ سمجھکر ظلمات مین
چلا گیا اور ایک مکان مین وہان کے آکر منھ اپنا لپیٹ کر پڑ رہا دل سے کہتا تھا کہ
اتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجکو ہوئی یہ نشانی تیرے ادبار کی ہی اب
طلسم بھی تو حوالہ باغیان کردے اسد کو اور بدیع کو چھوڑ دے پھر آپ ہی دلسے کہتا
کہ اہی افراسیاب تو چاہے بران کو اُسکے گھر سے جاکر پکڑ لائے اور اسد گنبد جہان نما
پر قید ہی اُسکو کون چھڑا سکتا ہی لوح طلسم کا حال کسیکو معلوم نہین ایسا کہ لوح داران طلسم اور رکن رکین طلسم
بھی نہین جانتے پھر تو گھبراتا کیون ہی ایسی ہی باتین دلسے بناتا رنج و اسید کی حالتین
پڑا تھا اُدھر بعد اسکے چلے آئیکے کچھ دیر تو بران مخفی رہی از بسکہ یہ جنگ عظیم چار روز
رہی تھی آج چوتھا دن تھا کہ اسنے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگنے اور چھپنے مین

گذرا تھا ملکہ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ تھی درۂ کوہ سے باہر نکلی اور بنا بر احتیاط کے خواجہ کو غار سے نہ نکالا شہنشاہ سیارگان میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات مین گیا اور ملکہ ناہید نے پردۂ تیرگی شب سے نکلکر فروغ دکھایا نظم

ستارون نے کھلا پھر تختہ تمام | ہوئے مہتاب سے روشن در و بام
سر شب پر دھرا تھا ماہ کا تاج | ستارے بھی شگفتہ دل تھے کچھ آج

بران نے عمرو کو غار سے نکالکر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا اور کہا اختر مروارید کے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا خواجہ نے بھی گلہاے کلام اُس لالہ فام پر نثار کیے اور گلستان شکر مین عندلیب وار ترنم سرا ہوا کہ ای ملکہ تمھارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی تمنے بڑا احسان مجھپر کیا ہین اُسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا واقعی تیرا یہ رتبہ ہی نظم

کیا شکر ادا کرون مین تیرا | شہرہ ترے فیض کا ہی ہر جا | شرمندۂ فیض اہل امکان
قبضہ مین ہر ایک دل کا ایوان | دیکھے جو تو فیض کی نظر سے | زر مہر سے مہ سے سیم برسے
یہ حسن یہ زور یہ حکومت | یارب رہے تا ابد سلامت

بران نے سحاب بیان سے گہرباری کی کہ خواجہ مین آپکی دختر کے برابر ہون اور دعوی کنیزی رکھتی ہون آپ بزرگی فرماتے ہین جو ایسا کچھ زبان پر لاتے ہین یہ جنگ مین نے اپنی راے سے کی پدر عالی قدر کو اسکی خبر نہین خواجہ نے کہا شاہ کوکب اس حال کو سنکر ناراض نہونگے بلکہ خوش ہونگے ملکہ نے فرمایا کہ خیر ہرچہ بادا باد لیکن افراسیاب جسطرح مجسے لڑا اسطرح میرے باپ سے نہ لڑسکتا مرد و عورت مین بڑا فرق ہوتا ہی اور بہت سے سحر ایسے ہین کہ عورت سے نہین ہوسکتے ہین اگر تم قید نہوتے تو مین بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر مین تشریف فرما تھے تو مین نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لیکر آپکی مدد کو چلونگی اب لشکر کشی ہو چکی میرا جی نہین چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤن دلمین آتا ہی کہ دریاے خون رواں خشک کردون اور پل پریزادان توڑ ڈالون خواجہ نے کہا اب براے چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہی آیندہ جیسی صلاح تمھارے باپ کی ہوگی وہ کرینگے ملکہ نے کہا اچھا سمجھا جائیگا اب تو ذرا دم لیلین یہ کہکر دامان کوہستان مین گئی اور

کوس بھر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھکر سحر پڑھا کہ چند نازنینان مہر طلعت زمین سے نکلکر سامنے
آئین اُنسے حکم دیا کہ سامان آرام و راحت مہیا کرو یہ حکم سنکر وہ غائب ہوگئین بعد لمحہ کے
پھر آئین لب چشمہ مسند مغرق بچھا دیا ملکہ و خواجہ آکر بیٹھے خنگ تر مین آن گلعذارون نے سامنے
رکھدین پھر دھو تین اور آئین دسترخوان اُنھون نے بچھا دیا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ حُن دیا
سیلابچی آفتابہ سامنے لائین خواجہ اور ملکہ نے ہاتھ دھوکر کھانا نوش فرمایا بعد فراغ اکل و شراب
نازنینان زرین پوش آئین اور کشتیان شراب ارغوانی ساتھ لائین ملکہ منیوشی کرنے مین مصروف
ہوئی اس اثنا مین چاندنی نے کھیت کیا دشت و در چاندی کا تیر بنا ہوا سرد چلنے لگی پانی
چشمون کا لہرین لیتا تھا جنگل مین پھول رنگ برنگ کے کھلے تھے ملکہ کیفیت لالہ زار اور
چاندنی کی بہار دیکھتی تھی اور عمرو اسکی خاطر سے آہستہ آہستہ کچھ گاتا تھا یہ تو اس کیفیت مین
ہین لیکن عیار جو براے دریافت حال خواجہ نیک کردار و ملکہ خوش اطوار صحرا مین آئے تھے
انھون نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا سمجھے کہ بران اسکو نہین ملی
پس یہ بھی شاد شاد اپنے لشکر کیطرف پھرے راہ مین اُنسے اور چالاک سے ملاقات
ہوئی اور اُسکو قسمین دین کہ مرشدزادے لشکر مین تشریف لیچلو اُسنے کہا وہان خواجہ سے حجاب
ہوگا ابھی کوئی کار نمایان مین نے نہین کیا ہی عیارون نے کہا ابھی خواجہ لشکر مین نہین
ہین اور بڑا کام تو تمنے یہ کیا کہ تمام لشکر کو سحر سے شاہ جادوان کے چھڑایا اچھا بروقت
آنے خواجہ صاحب کے چلے جانا عیار مذکور انکے بجد ہونے سے ہمراہ اِنکے چلا اور یہ سب اول
جانب لشکر حیرت آئے یہان حیرت کے حکم سے لاشین مقتولون کی اُٹھ رہی تھین ملکہ
مسطور اندر بارگاہ کے چپ غم مین مبتلا بیٹھی تھی ناچ گانا موقوف سناٹا تھا لشکر وان مین بھی وہ
گھما گھم اور رونق نہ تھی جا بجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب یہ طلسم بچنے کا نہین مناسب ہی کہ یہان سے
نکل چلین ورنہ دین ایمان سب برباد ہوگا بعض خیام سے غم پدر و برادر و پسر سے صداے نوحہ
و شیون برپا تھی عیار یہ تمام کیفیت دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے یہان مقتول دفن ہو رہے
تھے نقارہ شادمانی پر چوب پڑ رہی تھی ہر خیمہ مین ناچ ہوتا تھا بازار عیش و عشرت گرم تھا عیار
سب طرف پھر کر بارگاہ مین آئے ضرغام نے سب سے کہا کہ یہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہین بکرا

سردار بڑی گرمجوشی سے ملا چالاک نے بھی صفت وثنا ہر ایک کی ادا فرمائی مہرخ نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی خلعت سے مخلع کیا اس کیفیت مین مہتر قران نے خبر دی کہ ملکہ ہما جادو آتی ہین مہرخ نے استقبال کراکر بلوایا اسکے ہمراہ مجلس جادو بھی تھی غرض انکو بتعظیم تمام بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہے ہما نے کہا مین اسیواسطے آئی ہون کہ تمسے صلاح کرون میری راے یہ ہے کہ سب شاہان دربند طلسم کو چلکر اپنی بارگاہ مین لے آؤ مہرخ نے کہا بہتر ہے چلو یہ کہکر مع ہما کے سوار ہوئی قران بھی ساتھ چلا آخر اُس لشکر مین پہونچکر ہر ایک سے ملاقات کی اور اپنے لشکر مین چلنے کے لیے اصرار فرمایا ہر سردار عرض پیرا ہوا کہ ہم تابع فرمان ملکہ بران ہین وہ ہمسے کچھ فرما نہین گئین نہ یہ ارشاد کیا کہ اپنے اپنے ملکون کو چلے جانا نہ یہ فرمایا کہ یہین رہنا ہمکو آپ ابھی اسیجگہ رہنے دین صرف اتنا بندوبست کردین کہ ایک صحراے فراخ ووسیع مین ہمکو اُتروا دین کہ یہان تکلیف بہت ہے یہ سنکر مہرخ نے مہتر قران سے کہا کہ یہانسے پانچ کوس پر ایک کوہ سیاہ ہے وہان ان سبکو لیجا کر اُتروا دو اور سب بادشاہون نے کوچ کیا قران انکو لیکر ہمراہ چلا اور دامن کوہ مذکور مین جب پہونچے دیکھا کہ ایک میدان تیس کوس کا ہے جسمین نہ کوئی درخت ہے نہ جھیل ایک تختہ صندل کا ایسا ہموار ومصفا زمین کا تھا غرض وہان لشکر اُترا لیکن بازار سے ملکہ مہرخ کے ہر اُس لشکر کا آکر ملگیا اب سب ساحرون کو بفراغت جاے سکونت ملی مہرخ وقران پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے اور مصروف عشرت ہوئے اسوقت صرصر عیارہ بھی بقصد عیاری اُس لشکر مین آئی اور یہان ہزار ہا ساحرون کو لشکر بران کے آتے جاتے دیکھا اسنے انجمن کو دیکھکر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اندر کرسی جواہر نگار پر ایک عیار کو اسنے بیٹھے دیکھا یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اِسکو پہچانتا تھا لیکن اسنے قیافہ سے پہچانا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر اُمر سے آیا ہے مگر خواجہ کی صورت سے شکل اسکی بہت مشابہ ہے غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھکر آگے بڑھی اور مہرخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا ملکہ نے پڑھا لکھا تھا کہ منم ملکہ بران ای مہرخ مین عمرو کو لیکر فلان پہاڑ کے دامن مین آئی ہون اور اپنے طلسم کو جایا چاہتی ہون

اگر تمھارا جی چاہے تو میری ملاقات کو آؤ اور عمرو بھی میرے ہمراہ جائینگے اُنسے بھی ملجاؤ
اور ایک چیز مین سحر سے تیار کرکے اس ساحرہ کے ہاتھ تمکو بھیجی ہی اُس چیز کو اِس سے
لیکر سونگھنا تمام ماجرا تمکو واضح ہوجائیگا کہ مین کسوجہ سے تمھارے پاس نہین آئی اور اُس چیز
کو تنہائی مین جاکر سونگھنا تاکہ میرا راز اوروں پر نہ ظاہر ہو ملکہ مہرخ مضمون نامے سے آگاہ ہوکر
اُٹھی اور بارگاہ کے دونون سمت راوٹیان بنی ہین عیارہ کے ہمراہ ایک راوٹی مین آئی
یہان چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی اسی لشکر کی ہی کوئی بات پوشیدہ ہوگی اُسکو بیان کرنے
علیحدہ لیگئی ہی یہ سمجھکر چپکا بیٹھا رہا اِس اثنا مین بہار اپنی بارگاہ سے یہان آئی چالاک کو
یہ پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام مین ہو آئی ہی اسوقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھکر
باتین کرنے لگی ہنگام تکلم اسکو خیال جو آیا تو پوچھا کہ ملکہ مہرخ کہان ہین چالاک نے کہا ایک
ساحرہ نامہ لیکر آئی تھی اُسکو لیکر الگ گئی ہین کچھ مشورہ کرنے کو بہار نے کہا اکثر شاہ جادوان
کے یہان کی عیار بچیان جادوگرنیان بنکر آتی ہین اور پکڑ لیجاتی ہین انکو کیا ضرور تھا کہ اکیلے
ہین گئین چالاک نے پوچھا کہ عیار بچیون کا کیا نام ہی ملکہ نے کہا عیار بنیان پانچ ہین صرصر
شمشیر زن۔ صبا رفتار۔ شرارہ نقب زن شمیمہ سنگ انداز تیز نگاہ خنجر زن
انھون نے تمھارے باپ اور بھائیون سے سامنا کیا ہی اور دعوی برابری کا رکھتی
ہین عیار مذکور نے کہا تو پھر چلکر ملکہ کی خبر لینا چاہیے یہ کہکر وہانسے اُٹھا اور راوٹی مین آیا یہان صرصر
مہرخ کو جب لائی ملکہ مذکور نے کہا لاؤ وہ کیا چیز ہی جو بران نے بھیجی ہی عیارہ نے کمر سے
ایک حباب بیہوشی نکالکر اسکے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی اُسنے پشتارہ باندھکر قنات چاک
کرکے راستہ پکڑا چالاک نے جو آکر دیکھا جہان مہرخ کا پانون پڑا تھا وہانکا فرش تو دب گیا
تھا اور عیارہ کے پانون کا بالکل نشان بھی نہ تھا عیار یہ دیکھکر جھپٹا اور تلاش کنان صحرا
مین پہونچا صرصر ہنوز جنگل مین پہونچی تھی کہ اسنے پہونچکر ہوہ کیا باش کہ باہم رسیدیم صرصر سمجھی
کہ مین پشتارہ بدوش بھاگ نسکونگی پس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی عیار
کے عقب مین بہار بھی آئی تھی چالاک نے اُس سے کہا تم مہرخ کو ہوشیار کرکے لیجاؤ مین
اس عیارہ سے سمجھ لون یہ کہکر جانب کوہ چلا صرصر وہان سے بھی چلی اور پکاری کہ ارے مین

جانتی ہون تو عمرو کا بیٹا ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ چلا جا اسنے جواب دیا کہ اری چُڈو تو نے
بڑا غضب کیا تھا کہ مین ہتھیار ہا اور تو عیاری کر گئی تیرا نام کیا ہی عیارہ نے کہا منم صرصر یہ
کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اُتر کر چلی چالاک سمجھا کہ یہ یون نہ قید ہوگی بس دھوکا
دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھکر منہ ہاتھ دھونے لگا صرصر نے پھر کر دیکھا کہ دیکھون میرے
تعقب مین آتا ہی یا نہین اُسکا منہ جو پھر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا از بسکہ شب ماہ
تھی اسنے ایک گولی بیہوشی کی بھری کاغذ کی کمان مین رکھکر جو ماری صرصر کی ناک پر آکر
پڑی وجہ اسکے ناک پر پڑنیکی یہ ہوئی کہ جب اُسنے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا یہ بھی تو بے نظیر
عیارہ ہی سمجھی کہ یہ عیار مجکو دھوکا دیتا ہی آئیگا ضرور مجکو پکڑنے بس یہ سمجھکر سامنے بیٹھ گئی اور
حلقہ ہاے کمند اپنے سامنے کیطرف اسطرح بچھانے لگی کہ جو کوئی ادھر سے گذرے وہ اسمین
پھنسے یہ کمند بچھانے مین مشغول تھی کہ گولی آکر ناک پر پڑی اور حباب کی طرح پھوٹ گئی بیہوشی
تیر کیطرح اسکے دماغ مین سرایت کر گئی ترمراکر کئی بار چھینکی اور بیہوش ہوگئی چالاک خوشی
خوشی دوڑا جب قریب اُسکے پہونچا کمند کے حلقون پر پانوں پڑا ساتون بند کمند کے اُچھلکر
گردن و کمر مین آگئے اور یہ بندھکر گرا اُسکے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ کچے ہوگئے چونکہ جنگل
مین ہوا سرد چلتی تھی عیارہ بھی جلد ہوشیار ہوگئی اور اُسنے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہی
یہ دیکھکر بہت خوش ہوئی لیکن کمند مین چالیس گرہ ہوتی ہین اور بڑے زبردست جو عیار
ہین وہ یہ طریقہ جانتے ہین کہ ایک طرف سے سرا کمند کا پکڑکر جھٹکا مارتے ہین سب گرہین
کھلجاتی ہین چالاک بھی خیال کر رہا تھا کہ کدھر سے جھٹکا مارون جو گرہین کھلجائین اسی
خیال مین تھا کہ صرصر کود کے اسپر آہی تو پڑی اسنے بعجلت تمام جھٹکا سرا کمند کا تھا کر لگایا کہ
سب حلقہ اُسکے کھلگئے اسوقت اسنے صرصر کے اس زور سے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک
کر ایک غار مین گری یہ جست کرکے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا صرصر کو کچھ بن نہ آیا اسنے آئین نشتر اسکے
پکڑے اتفاق سے صبا رفتار بھی اسطرف آئی اور پکاری کہ گھبرانا نہین ہم بھی آپہونچے صرصر سمجھی کہ شاید
قران آگیا یہ سمجھکر اسنے چالاک کو چھوڑا اور جست کرکے چلی چالاک بھی کود کر اسکے برابر ہی پہونچا ناچار اسنے
نیمچہ کھینچا چالاک بھی نیمچہ کھینچکر مقابل ہوا دونون عیارنیان اسیر جو تھین وہ اُٹھین اور یہ بھی

روک روک کر وار کرتا تھا چالیس چوٹین اسے مارین صرصر نے سب وکین فقط اتنا فرق ہی کہ وہ
دو ہین یہ اکیلا ہی اب اسکو بھی غصہ آیا اور قصد کیا اسنے کہ مار ڈالون لیکن جب اسکو آئے ہوئے
صحرا مین دیر ہوئی تو قران لشکر سے اسکو ڈھونڈھنے چلا اور یہان آکر پہونچا دیکھا تو برق شمشیر
چمک رہی ہی دل سے کہتا تھا کہ عجب خون ریز زمین ہی کہ جہان دیکھو تلوار چلتی ہی آگے
بڑھکر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار و چالاک سے تلوار چل رہی ہی یہ دیکھکر پکارا کہ واہ وا
ای مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا لیکن اتنا خیال رہے کہ انھین ایک کنیز بے تمیز میری بھی
ہی یہ آواز سنکر صبا رفتار کی تو جان نکلگئی صرصر سے کہا ہوئی کہ ای بی وہ موا کالیا حبشی
جلاد فلک آگیا یہ سنکر صرصر ایک سمت کو بھاگی یہ بھی اسکے ساتھ روان ہوئی چالاک
بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا اسنے کہا بھیا اس مالزادی قحبہ نے بڑا غضب کیا تھا
مہرخ کو مار ہی ڈالا تھا وہ تو مین دوڑ پڑا انہین کام تمام تھا قران نے کہا ہان ہان گالی
ندو اسکو خواجہ سلامت لونڈی بنایا چاہتے ہین اور وہ دوسری میری لونڈی ہی عیار بچیون
نے جو یہ بھاگتے مین سنا پھر کر گالیان دینے لگین کہ خدا غارت کرے موؤن نے ہمکو لونڈیان
مقرر کیا ہی انکو اور انکے استاد کو گھری گو رہین تو ہین جمشید کی سوگند ان مرلیون نے سارے
طلسم مین ہمکو چھنال مشہور کر رکھا ہی یہ کہتی ہوئی بھاگین قران نے پکار کر کہا استانی جی
جو مین نہ آجاتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ وہ جانتے نہ تھے اب جو تمنے
ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالونگا یا اندھے کنوئین مین اٹھا کر ڈال دونگا عیار بچیان گالیان
دیتی ہوئین ایکطرف چلی گئین اور یہ دونون بھی پھر کر بارگاہ مہرخ مین آئے بہار ملکہ مذکورہ کو
لا چکی تھی اسنے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا پھر مصروف عیش و نشاط ہوئی قران سے کہا تم
بھی بیٹھو اسنے کہا میرا جی چاہتا ہی کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤن ملکہ نے کہا یقین ہی کہ
بران اپنے طلسم مین لیے چلی گئین چالاک نے کہا انکا طلسم کہان ہی قران نے اسوقت
سب حال از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تا کہ یہ جملہ کوائف سے آگاہ ہوکر دوست دشمن کو
پہچان جائے غرضکہ اسی گفتگو مین مہتر برق باہر سے آیا اور اسنے بیان کیا کہ مین لشکر بران
مین ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکورہ کے کہتے تھے کہ ہماری جانین خواجہ عمرو و بران پر نثار

ہین اور ای ملکہ اُس لشکر مین بڑے بڑے ساحر ہین مہرخ نے کہا اب انشاء اللہ اسیطرح حملہ کرکے شہزادہ اسد کو بھی چھڑا لینگے اب مین انتظار مین ہون کہ خواجہ لشکر مین میرے آئین تو جشن کرون قران نے کہا مین جاکے لاتا ہون برق نے کہا مین بھی چلتا ہون ملکہ نے فرمایا کہ تم سب چلے جاؤگے تو چالاک کا دم گھبرائیگا یہ سنکر قران تنہا روانہ ہوا اُدھر بارگاہ حیرت مین صرصر آکے پہونچی اور جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا حیرت نے کہا عمرو اگر رہا ہوگیا تو کچھ پروا نہین شہنشاہ سے کہان بچکر جائیگا اُسوقت اور جادوگرنیون نے کہا ہمکو یہی تعجب ہے کہ بران شہنشاہ کے ہاتھ سے بچکر نکل کیونکر گئی یہ سنکر سفاک رویئین تن نے کہا مین دیکھتی تھی جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے انکو رسی مین باندھ لیا رسی سحر سے جلگئی تھی لیکن اتنے عرصہ مین بران بھی نکلگئی تھی صرصر نے کہا بی بی بڑا ستم ہوا کہ عیارون نے شہنشاہ کو روک رکھا حاصل اُنکا رنج والم کہانتک بیان کرون اسی حرف و حکایات مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جوشندہ ہوکر پردہ شب مین چھپ گیا تھا اُسنے گریبان سحر سے بسان متفکران سر اُٹھایا کہ

نظم

یہ باتین تھین کہ آئی شب کی شامت | ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت | کیا خورشید نے روشن سحر کو
بٹھایا نور کا جوشن سحر کو

صبحکو افراسیاب برنگ دود جگر بستر خواب سے اُٹھا اور ظلمات طلسم سے نکلکر قلعہ ہاے طلسمی کی سیر کرنے لگا اسلیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہلجائے چنانچہ ہرسمت پھرکر باغ مینا مین آیا یہان اسکے آنے کی خبر سنکر چند ساحر حاضر ہوئے یہ تخت پر بخاطر حزین و بجان غمگین بیٹھا اور شراب پینے لگا ادھر صحرا مین بران و عمرو شب بھر عشرت پذیر رہے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیاہ دل دوسر جادو نام کہ بہ منظر و بد انجام انکے اسمقام پر رہنے سے آگاہ ہوا یہ ساحر اس پہاڑ اور صحرا کا افراسیاب کیطرف سے محافظ تھا چنانچہ جہان بران بیٹھی ہے اُسکے چارسمت پہاڑ ہے بیچ مین میدان ہے یہ ساحر سوچا کہ مین بران کا سامنا کرسکونگا کیونکہ وہ مالک خنجر مرواریدی ہے لیکن یہ اُس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک سحر جو خوب عمدہ اُسکو یاد تھا پڑھا کہ سلین بڑی بڑی اُڑکر درہ کوہ مین اٹکگئین راہ آمد و رفت بند ہوگئی اور اُس سیدانین کہ جہان خواجہ و بران بیٹھے تھے اندھیرا ہوگیا خواجہ نے کہا خداوندا خیر کرنا بران نے کہا خواجہ گھبرانا نچاہیے ہم جو یہان غافل

بیٹھے تھے اس سبب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ آمد و رفت ہماری بندگی ورنہ میرے پاس اختر مردار یدہ ہی کسیکا پنجہ مجہر قابض ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہونگی نکلجاؤنگی تم بیٹھے رہو کچھ فکر نکرو یہ تو اسطرح کی فکر مین ہی لیکن سیاہ دل دو سر جادو انکو اپنی دانست مین مقید کرکے افراسیاب کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کرکے دریاے نور کے کنارے آیا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران مین آپکی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون اسکے پکارتے ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکو اٹھا لیگیا شاہ طلسم باغ مینا مین بیٹھا تھا اور اسکے پاس اسوقت نامہ لقا کا آیا تھا اسکو پڑھ رہا تھا اسمین وہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھولگیا ہی مدت سے ہماری مدد کے لیے تو نے کسیکو نہ بھیجا یہان خداپرستون نے مجکو پریشان کر رکھا ہی سب ساحر مارے گئے صرف ایک صیاد جادو باقی ہی وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی بھاگی پھرتی ہی اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہان بھیج کہ وہ آکر کام خداپرستون کا تمام کرے اور اگر تو نے تامل درباب اعانت کیا تو مین جانب ہفت کوہ چلا جاؤنگا اور وہان سے سلیمان کوہ کی جانب روانہ ہونگا غرض یہ نامہ پڑھکر بادشاہ ساحرون سے کہ رہا تھا کہ کیا خداپرستون نے سر اٹھایا ہی اب کسی ساحر کو میرا قصد ہی کہ خداوند کے پاس بھیجون وہ یقین ہی کہ مسلمانونکا خاتمہ کردے کیونکہ پہلے جو ساحر وہان جاتا تھا چالاک مارڈالتا تھا تو وہ عیار یہان آگیا ہی کوئی اور عیار ان عیارون کے برابر کا ہیکو ہی اب کھٹکا وہان کچھ نہین ہی انھین باتونمین پہنچتے لیجاکر سیاہ دل کو سامنے پہونچایا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے پوچھا کہ آج کدھر آنیکا اتفاق ہوا اسنے عرض کیا کہ اول تو قدمبوسی کو دل چاہتا تھا دوسرے یہ کہ مین جس غار مین رہتا ہون وہان سے گردآوری کے لیے جو اٹھا کوہ کے میدان مین بران شمشیرزن کو دیکھا کہ ایک مرد سے سرگرم سخن ہی مین سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو یہ بھاگی تھی اسجگہ آکر مخفی ہوئی ہی پس مین نے مقابلہ کرنا مناسب نجانا لیکن درۂ کوہ چار سمت سے بند کردیے اور خدمت بندگان بادشاہ مین خبر کرنے حاضر ہوا بادشاہ نے جو یہ ماجرا سنا فرط عشرت سے چہرہ گلنار ہوگیا اور اس سے پوچھا کہ یہ امر سچ ہی اسنے قسم کھاکر بیان کیا بادشاہ نے اسپر بھی بنابر احتیاط رقعۂ جمشیدی دیکھا اسمین بھی معلوم ہوا کہ بیان سیاہ دل سچ ہی پس یہ معلوم کرتے ہی اٹھا اور

سیاہ دل گویا ہوا کہ آگے چل مین بھی آتا ہون وہ یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اسکے پیچھے چلا
مگر سیاہ دل کنارے دریا کے پہونچا پنجے سے اُٹھاکر دریا کے پار پہونچادیا یہ اپنے غار کی جانب
روان ہوا لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار عمرو کو ڈھونڈھنے نکلا تھا اور دریاے خون روان
کے کنارہ تلاش کنان پھر رہا تھا اُسنے اِسکو دیکھا کہ ایک ساحر دریا سے اس پار اُتر کر ایکطرف
جاتا ہی عیار مذکور ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دوڑ کر اِسکے قریب گیا اور صاحب سلامت
کر کے کہا بھائی صاحب جس کام کو گئے تھے وہ کرآئے اور کیون نہ کرتے ہمیشہ جس کام پر تمنے ہاتھ
ڈالا اُسکا انجام خوب ہوا ہی سیاہ دل اِس گفتگو کو سنکے سمجھا کہ شاید یہ ساحر بھی میرا حال جانتا
ہی پس جملہ ماجرا بیان کیا قران نے کہا اگر تم کچھ برائی نہ سمجھو تو جہان وہ باغی قید ہین ہم بھی تمھارے
ساتھ چلین اُسنے کہا ہم تم ملازم شاہ طلسم ہین دونون ایک ہین برائی کیا ہی ایک سے دو بہتر آؤ
چلو یہ عیار اُسکے ساتھ ہوا اور دونون اُس پہاڑ کے قریب آئے قران نے وہان پہونچکر کہا وہ
قیدی کہان ہین اُسنے کہا اِس پہاڑ کے اندر اِسنے کہا پھر اُنکو نکالو یا اندر چلکر گرفتار کرو اُسنے کہا
بران بڑی زبردست ساحرہ ہی ہم تم مقابلہ کرسکینگے افراسیاب کو بلا آیا ہون وہ آیا ہی چاہتے
ہین تامل کرو یہان تو یہ گفتگو ہی وہان بران سے خواجہ نے کہا اے ملکہ تم یہان کبتک رہوگی اب
اپنے گھر چلو یا میرے لشکر مین یہان بیٹھنے سے فائدہ کیا دوسرے گھٹنے کی جگہ دل نہین لگتا ہی ملکہ
نے یہ سنکر اختر مرواریدا اپنے جوڑے سے نکالا تمام درے مین روشنی ہوگئی اِس اختر کا یہ ماجرا ہی کہ چار سو
برس پیشتر باغ جمشید و سامری مین ایک میلا ہوا تھا اُس روز بران کے پرداداا نے قبر سامری
پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے یہ اختر لٹکا کرتا تھا اب اِس ملکہ کو وہان جانے
سے پجاریون نے وہان کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا بڑے بڑے سحر اِس اختر سے
ظاہر ہوتے ہین چنانچہ ملکۂ مذکور نے اِس اختر سے یون کام لینا چاہا کہ درۂ کوہ مین راستہ پیدا کردے
اِسنے تو یہ چاہا اُدھر بیرون درہ قران نے سیاہ دل سے کہا کہ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے وہ تو
ابھی تک نہ آئے لیکن اور کوئی اُدھر سے آتا ہی اُسنے کہا کہان اِسنے کہا ارے بھائی جھک کے
دیکھو وہ درختون سے نظر آتا ہی اُسنے اِسکے کہنے سے جھک کر اُسی طرف دیکھا کھوپری خوب سامنے
ہوگئی قران نے پشت پر سے اچھی طرح تانکر بغدہ مارا کہ سر اُسکا دس ٹکڑے ہوگیا بھیجا نکلکر دور

گرا اور صداہاے مہیب پیدا ہوئین تراق پڑاق وہ سلین جو درۂ کوہ مین آرکھین گر پڑین آندھی آئی
اور آواز پیدا ہوئی کہ مارا سیاہ دل دوسرا جادو کوبران آمادہ سحر تھی یہ ہنگامہ دیکھکر پکاری
کہ دہ مار کسی نے اُسکو جسنے ہمین قید کیا تھا اِس اثنا مین قران دوڑ کر اندر درے کے آیا اور
اپنا نام لیکر نعرہ کیا عمرو نے نعرہ سنکر کہا آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ قران دوڑکر قدم پر
گرنے چلا عمرو نے چھاتی سے لگالیا اور تنگاتنگ بغلگیر کیا قران نے پھر حال سیاہ دل کا
سب بیان کرکے کہا افراسیاب آتا ہوگا مناسب ہی کہ یہان سے لشکر مین تشریف لیچلیے سب
مشتاق دیدار ہین اور چشم براہ تمام سردار ہین عمرو اور ملکہ یہ سنکر اُٹھے کہ اچھا چلو یہ تو چلنے پر آمادہ ہوئے
اُدھر شاہ جادوان بھی چل چکا تھا اور ایسا قریب پہونچ چکا تھا کہ سیاہ دل کے مرنے کا شور
اُسنے بھی سنا اور وہین سے نعرہ مارا کہ منم شہنشاہ ساحران اِس نعرے کو سنکر قران تو ایک غار
مین کود پڑا اور سرِ غار پر بنابر احتیاط حلقے کمند کے لگادیے اور اندر غار کے نقب کھودتا چلا کہ شاید
کوئی یہان آئے تو مجکو نپائے اُدھر عمرو بھی اُٹھکر بھاگا لیکن لالچ جو دامنگیر ہوئی فرش اٹھانے لگا
بران نے کہا فرش کو چولھے بھاڑ مین ڈالو خواجہ تم نکلجاؤ یہ سنکے چاندنی کھینچتا ہوا بھاگا اُس
اثنا مین زمین کو زلزلہ آیا برق شرربار چمکی پہاڑ پر طائر پکارے کہ یا افراسیاب جادو یا افراسیاب
جادو خواجہ نے ناچار گلیم اوڑھ لی ملکہ تنہا اُس صحرا مین رہگئی یکایک ایک شعلہ چمک کر فلک
کیطرف سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھا کہ اُس شعلے مین پتلا یاقوت کا بصورت افراسیاب استادہ
ہی یہ دیکھتے ہی اسنے ایک نارنج زمین پر مارا جہان وہ نارنج گرا وہانکی زمین شق ہوئی اور پانی اُسمین سے
جاری ہوا اور بڑھکر آن واحد مین دریا ہوا اور لبسان قلزم زخار موج مارنے لگا دفعۃً ایک
کشتی مثل ہلال فلک چمکتی سراپا جواہر جڑی پیدا ہوئی اور کنارے آلگی یہ یم خوبی و قلزم محبوبی
جست کرکے اُس زورق پر جا بیٹھی اُسوقت حسن و جمال اِس بحر حسن کا ایسا تھا کہ خوبان
عالم اگر دیکھتے تو بحر ندامت مین ڈوب مرتے عرق تشویر پیشانی پر آتا حسینان جہان کنیز بنکر
پانی بھرتے زلف مشکفام پر چشمۂ ظلمات قربان اسکندر دل اُسکے عشق مین پریشان جبین سیمین
بحر نور جبین جبین موج قلزم حیات ضرور ابرو کشتی ماہ نو پر طعنہ زن مژہ خط شعاع چشمۂ مہر چشمک فگن
چشم سحر آفرین کے تعشق مین مثل مردم آبی حسین گرداب بحر الم مین ڈوبے ہوئے دو چشمے نانا

وغمزہ وکرشمہ سے بھرے ہوئے چشمۂ خورشید مین وہ آب وتاب کہان جو اُسکے روے انور مین
تھی وہ آب کہان آب گوہر مین تھی غنچۂ دہن محیط عالم مین صورت حباب چاہ ذقن مین
لطافت وصفا کا آب اسیطرح سب تن اُس گلبدن کا دریاے عالم مین بزنگ گوہر پایاب
کہ بمقتضاے

ابیات

کی جبہہ نظر جہان سے کھویا
مٹی مین بہت قسم ملائے

عارض سے چمن نے فیض پایا
اک جام دیا جسے ڈبویا

گیسو سے ختن نے فیض پایا
سینے کیے چاک دل ہلائے

اُس نادر پر جا بیٹھنے سے یہ ظاہر ہوا کہ آفتاب حسن برج آبی مین
آیا برج حوت نے اُس کشتی پر رشک کھایا اِسکے نادر پر جانے سے۔ وہ شعلہ جسمین پُتلا یاقوت کا
تھا کنارے دریا کے آیا اور وہ شعلہ لہرایا پتلا اسمین سے نکلا اُسوقت اُس عربدہ ساز نے نیا
تماشا دکھایا آگ پانی ساتھ بُلایا پانی دریا کا بلند ہوکر چادر پڑنے لگی مگر لب ساحل پر آکر آتش سحر
بنتی اور پتلے پر شرر بنکر گرتی اُسوقت پتلے سے شاہ جادوان نے جسم اصلی پیدا کیا اور نعرہ مارا
کہ منم افراسیاب نعرہ کرنے سے دریا تھم گیا شاہ نے پکار کر کہا کہ او چھوکری یہ سحر تونے ایسا
کیا ہی کہ میری جگہ پر اگر دوسرا ساحر ہوتا تو تیری صورت پر مبتلا ہوکر دیوانہ ہوتا لیکن میرا کیا کرسکتی
ہی تو وہی ہی کہ میری گود مین ننگی آتی تھی اور پیشاب کردیتی تھی اچھا اب یہ بتا کہ اُنکو کیا کیا جنکے
واسطے یہ مصیبت اُٹھائی تیرے باپ کو لازم تھا کہ میرے مقابلے مین تجکو بھیجتا اُس وند عمرو
کو تونے کیا کیا بران نے جواب دیا کہ عمرو عیار تین دن پہلے اِس لڑائی سے تیرے برج عقب
سے نکلگیا تھا تو جانتا ہی کہ مین لے آئی ہون بھلا وہ میرے چھڑانے کا محتاج رہتا وہ شہنشاہ
عیاران ہی شاہ نے فرمایا کہ خیر وہ تو نکلگیا مگر تو کہان جائیگی اے لڑکی اگر تو میرے پانوَن پر گرے
اور کہے کہ جیسے کوکب میرے باپ ویسے آپ تو مین تیری جان بخشی کرون بران نے کہا تیرے
باپ نے کچھ تجکو مجھے حوالے نہین کردیا کچھ تیرا ہم دیا نہین کھاتے محتاج تیرے نہین رعیت نہین پھر ہم
منت کیون کرین شاہ جادوان نے کہا پھر کیا تو لڑیگی ملکہ نے کہا ہزار مرتبہ لڑونگی لڑنا نہوتا تو گھر سے کیون
آتی شاہ طلسم نے یہ سنکر کچھ ایسا سحر پڑھکر زمین پر دوہتڑ مارا کہ سب پانی دریا کا جم گیا بران کشتی
سے کود کر سامنے آئی کشتی بھی دھوان بنکر اُڑگئی شاہ نے ایک گولا فولاد کا نکالا اور کہا او
مچھلکر یا جان سے تجکو کیا مارون لیکن کچھ تنبیہ کردینا لازم ہی تا کہ ادب آجائے ملکہ نے ہنسکر کہا

کہ اسی موم کے گولے سے ادب سکھاؤگے جو تمھارے ہاتھ مین چمٹا ہوا ہی یہ کلام سحر آگین
تھے گولا موم ہوکر ہاتھ مین چمٹ گیا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ گولا ہاتھ سے چھوٹا اور اسنے اکی
منھ سے افسون پڑھکر پھونکا کہ بران کو غش آنے لگا اُسنے جلد سحر دم کیا کہ ایک تیلی زمین سے
نکلی گلاب کا شیشہ لیے تھی گلاب اُسنے ملکہ پر چھڑکا کہ ہوش آیا تیلی تو غائب ہوگئی اور ملکہ
نے اختر مروارید نکالکر شاہ کو دکھایا کہ بادشاہ کو غش آیا دو تیلیان اسکی طرف سے پیدا ہوئین
اور گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ نے پھر اختر کو زمین پر پھینکا شاہ جادوان کمر تک زمین مین
غرق ہوگیا اور پکارا کہ اری چھکریا خوب تجکو اُس یار بیوفا نے تعلیم کیا ہی لیکن میرے ہاتھ سے
کہان جائیگی یہ کہکر سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے ایک پنجے نے تو شاہ کی کمر تھامکر زمین سے
نکالا اور ایک نے بران کی گردن پکڑ لی اس مقام پر صاحب دفتر نے تو یہ لکھا ہی کہ ملکہ مذکور کو
شاہ جادوان نے گرفتار کرلیا لیکن انبہ پرشاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنؤ مین
تھے اُنکا بیان ہی کہ ملکۂ مذکور کو عیار بچی نے آکر قید کیا چنانچہ دونون صاحبون کی تقریر یہ احقر
دجاہ تر زلق بیان بتصریح تمام بیان کرتا ہی اول بیان صاحب دفتر۔ یہ کہ جب پنجے نے
بران کو پکڑ لیا اور بادشاہ طلسم زمین سے نکلا تو اُسنے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی
بادشاہ نے ہاتھ ڈالکر ایک زنجیر اور طوق الماس رنگ نکالا اور بران کی گردن مین طوق پنھاکر
زنجیر سے باندھا اور اختر مروارید چھین لیا یہ ماجرا سب عمرو جو گلیم اوڑھے علیحدہ کھڑا تھا اُسنے
بھی دیکھا اور فکر مین رہائی ملکہ کے ہوا اور جس صورت پر کہ تیار ہوا بیان کیا جائیگا لیکن
افراسیاب قید کرکے ملکۂ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ اسکو مار ڈالون پھر اُسنے یہی
سوچا کہ اِس لڑکی کو کوکب کے پاس بھیجدون تاکہ وہ شرمندہ احسان ہو اور پھر مجسے لڑنیکا
ارادہ نکرے غرض یہ اسی فکر مین دل سے مصلحت کر رہا تھا کہ دفعۃً ایک آواز تڑاقے کی
آئی اِسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس مین غرق
تھا اسکے بازو پر ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے مین پڑے نُت جواہر کے کہنی سے
شانے تک بندھے تاج ہیرے کا سر پر رکھے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے سامنے آیا ملکہ
بران نے پہچانا کہ میرے والد ماجد شاہ کوکب ہین بس اُسنے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوف سے

لرزنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہین مین اپنی خوشی سے ناحق لڑنے آئی نہین معلوم کیا انھون نے سُنا جو خود چلے آئے اور اسطرح اِس جلاد بادشاہ کے مقابلے مین جو یہ آئے ہین اگر کوئی خدانخواستہ انکو ذلت درپیش ہوئی تو تمام شہرون مین طلسمات کے میرے باعث سے انکو ندامت ہوگی اب یہ مجکو ولیعہد سلطنت نہ کہینگے اگر انکو کوئی ذلت ہو تو زہر کھا کر تو مر جانا الحاصل یہ تو خوف کھا رہی ہی اُدھر شاہ کوکب کو افراسیاب نے بھی پہچانا اور دونون باہم دست بسر ہوئے اور شاہ افراسیاب نے کہا ای ار بمروت کوئی حق محبت تمنے یاد نہ رکھا سب رسم آشنائی بھلادی آج بیٹی کی حمایت منظور تھی جو تنہائی مین آکر ملاقات کی وہ بھی معلوم نہین کہ لڑنے آئے یا ملنے افسوس نظم

نگاہین کیون پھرین یہ کیا ہوا ہی
یہی ہی حق الفت یار پُرفن
اگر کچھ رسم ہو دلمین پیارے
کہ کیونکر ساتھ تھے جبتک لڑکپن

اگر تیری خوشی یون ہی بھلا ہی
کمی ہمت مین کیون ہی آج ایسے
سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے
مراد بے نیازی سے ہی رو کار

بتا تو مجسے او پوشیدہ دشمن
نہ رنجش ہوگی اب برگرم سے
وہ باتین یاد کر ای یار پُرفن
تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتین اُسکی سنکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور پکارا کہ ای یار وفادار مجسے کوئی بات بیوفائی کی نہین ہوئی پہلے تمھین سے چھیڑ نکلی ہم تخت پر سوار جاتے تھے تمنے اس تخت کی اُٹھانے والی تیلیون سے ایک تیلی کو مار ڈالا پھر جب نامہ ہمین لکھا تو اُسکا جواب اگر تمھارے خلاف تھا تو خود میرے یہان چلے آتے تمھارا گھر تھا کوئی منع نکرتا مجسے آکر لپٹ جاتے اسپر طرہ یہ کیا کہ مجلس سے کے بیٹے کو مار ڈالا اُسکی لونڈی کو پھسار رکھا آج اپنی دُختر کو مین اسیر دیکھ رہا ہون مجکو قسم ہی جمشید معلی جناب و سامری والاخطاب کی کہ مین نے اسکو تمسے لڑنے نہین بھیجا یہ آپ سے چلی آئی تھی پھر از خردان خطا و از بزرگان عطا اسپر تم رحم فرماتے واہ واہ اور اُلٹے آپ مجسے شکایت کرتے ہین افراسیاب کو یہ بیان سنکر حجاب ہوا اور جلد ملکہ بران پر سے سحر اُتار لیا اور کہا ای برادر تمکو اُس دزد مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا وہی حال سُن سنکے مجکو بھی غصہ آیا تھا بارے سامری نے عنایت فرمائی جو تمھاری طبیعت راستی پر آئی کوکب نے جواب دیا کہ اِس آپس کی شکر رنجی کو

عنایت

عاقل کوکب مانتے ہین اور ذرا سی بات مین دوستون سے نہین بگاڑتے ہین اچھا اب بمصداق مضی ما مضی۔ گذرے ہوئے رنجونکا ذکر کیا آؤ گلے لمجاؤ کہ بموجب نظم

وہ جو گذرا سو گذرا او جفا کار
خفا ہوتے نہین ہم ایسے ظالم
وفا تجھ مین کہان نا آشنا ہی
یہ دھوکا ہی برائے حسن انجام

نہین لازم کہ اب سے ہمکو آزار
خفا ہو ہو کے آلئے کر نہ شکوے
کسیکا آشنا بھی ہی تو کیا ہی
بسر کر زندگی الفت سے ای یار

حذر کر آہ مظلومان سے ظالم
بگاڑا ہمنے کیا تیرا ابتدا سے
نہین دنیا ہے فانی جائے آرام
نہ اب ہم ہین نہ ہی کچھ تو گنہگار

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا اُدھر سے کوکب اپنی خوردی جتانے کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر رکھنے چلا شاہ جادوان نے ہان ہان کر کے شانہ پکڑ کر اٹھایا جبھی منھ کوکب کا مقابلے مین آسکے آیا کوکب نے پُف جو کیا بیہوشی کا سفوف ناک مین شاہ جادوان کے تیر کیطرح پہونچا اور وہ چکر کھاکر زمین پر گرا کوکب نے نعرہ کیا کہ انا شاہ عیاران عمرو بن اُمیہ عیار اور نعرہ کر کے اختر مرواریدشاہ جادوان سے لیکر بران کو دیا وہ تو خوف سے لرز رہی تھی یا ہنس پڑی اور گویا ہوئی کہ واہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا آپ نے اسوقت وہ کام کیا ہی کہ اگر شاہ کوکب ہوتے تو داد تمھاری عیاری کی دیتے یہ کہکر ایک نارنج سینہ افراسیاب پر لگایا وہ نارنج ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن شاہ طلسم پر اثر پذیر ہوا اور نارنج پڑتے ہی بادشاہ مذکور زمین مین سما گیا بران سمجھی کہ یہ ابھی نجائیگا اور اب جو ہوشیار کا ہوگا آفت اور قیامت ڈھائیگا پس یہ سمجھکر خواجہ کو لیکر اُڑ گئی اور ایک پہاڑ پر آکر اُتری اور وہان خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا میری عقل ای خواجہ حیران تھی کہ میرے باپ نے کبھی ایسی گفتگو تو اپنے ادنی غلام سے بھی نہین کی آج یہ کیا ماجرا ہی جو افراسیاب سے ایسی باتین منت آمیز کرتا ہی خواجہ نے کہا یہ تمنے نہ دیکھا کہ دونون بادشاہونکا حفظ مراتب مین نے کیسا کیا ای ملکہ یہی ہم لوگون کی عیاری ہی کہ جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی ہی عیاری کر کے کام حریف کا تمام کرتے ہین کچھ خوف ایسی باتونکا تم اپنے دلمین نکیا کرو اب چاہیے کہ یہان دم بھر بھی نہ ٹھہرو اور میرے لشکر مین چلو وہ مقام یہان سے نزدیک ہی ایسا نہو کہ شاہ طلسم پھر آکر فساد کرے ملکہ نے کہا بہتر ہی چلو خواجہ نے بنا بر احتیاط کے اپنی بھی

صورت بدلی اور ملکہ کی شکل بھی تبدیل کردی دونون صورت بدلکر روانہ ہوئے اُدھر شاہ
جادوان بھی بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوا اور حیران تھا کہ یہ کوکب نے میرے ساتھ کیا کیا
غرض زمین سے نکلا اور رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار بصورت کوکب آکر
بران کو چھڑا لیگیا اور جمشید نے تجکو بچا لیا ورنہ بران صاحب اخر سحر تھی بیہوش ہوئے
پر تجکو مار ڈالتی وہ تو تیرے ساتھ سحر کے زبردست بیر رہتے ہین اور تو بندہ مقبول سامری ہی
اسوجہ سے بچگیا انسان کو چاہیے کہ ایک بات کے پیچھے ہاتھ دھوکے نہ پڑ جائے تدبیر جنگ
کیا اور طرحسے نہین ہوسکتی جو تو قتل عمرو کے پیچھے پڑا اب لازم ہی کہ چندے صبر کر اور آرام بذریعہ
یون دوڑتے پھرنا اچھا نہین ایسا نہو کہ ایک روز تو کسی عیار کے ہتھے چڑھ جائے اور وہ
تجکو مار ڈالے یہ مضمون رقعہ سے معلوم کرکے یہ بھی باغ کیطرف روانہ ہوا۔ دوم
بیان انبہ پرشاد صاحب وہ یہ کہ جب بران کو پنجہ سحر افراسیاب نے پکڑا بران
نے اُف کرکے کہا یہ پنجہ سحر کا جلجائے اُف کرتے ہی اُن دونون پنجون مین آگ لگی اور
مثل شعلہ بھڑک کر جلگئے بادشاہ زمین سے تڑپکر آپ باہر نکلا اور ہاتھ بڑھا کر پکارا کہ لا اور اسکے
ہاتھ مین کمند سحر آگئی وہ کمند ملکہ پر لگائی ملکہ نے کہا خاک مین ملے افراسیاب اپنے سحر
مین آپ ہی بیسان کمند پیچتاب کھائے اتنا کہتے ہی زمین کو زلزلہ ہوا اور شاہ طلسم کے
پانوئن اُکھڑ گئے اور تھرا کے چارون شانے چت زمین پر گرا وہ کمند جھٹکا کھا کر اسکے جسم
مین لپٹ گئی گلا بھی پھنسا اور دم گھٹنے لگا اُسوقت بقدرت کردگار صبا رفتار اسطرف
آنکلی اور دور سے تمام کیفیت اُسنے یہ دیکھی اور از بسکہ عمرو و قران بھاگ گئے تھے میدان
خالی پاکر اُسنے صورت اپنی مثل صورت عمرو بنائی اور سامنے ملکہ کے آکر پکاری کہ اے ملکہ
کیون نہو واہ آخر تم کس شخص کی بیٹی ہو اسیطرح تعریف کنان برابر آکے پہونچی اور بیضہ
بیہوشی ناک پر مارا کہ ملکہ بیہوش ہوگئی اس اثنا مین ایک بیلا بلور کا آیا کہ شیشہ پانیکا لیے
تھا بس اُسنے تین چھینٹے اُس پانی کے افراسیاب پر مارے کہ وہ کمند سحر کھلگئی شاہ مذکور نے
اُٹھکر اختر مروارید بیران سے لیا اور عیارہ سے کہا کہ زبان مین اسکی سوزن دیکر اسکو باندھے
اُسنے ایسا ہی کیا شاہ نے پھر حکم دیا کہ تو اب جا کر حیرت کی بارگاہ مین ٹھہر مین اس گیسو بریدہ کو

زندان ظلمات مین قید کرکے آتا ہون تجکو اس عیاری کے صلے مین مالامال کردونگا کہ تو نے واقعی کار نمایان کیا ہی عیارہ نے یہ سنکر اپنی راہ لی اور بادشاہ **بران** کو لیکر جانب ظلمات گیا اور وہان پہونچکر زندانخانہ مین آیا ملکہ اُسیطرح بیہوش ہی شاہ نے زندان مین آکر سحر پڑھا کہ افعی سحر و اژدر ظلمات جادو دونون محافظ و داروغۂ زندانخانہ کو خبر ہوئی وہ حاضر خدمت ہوئے اُنسے بتاکید تمام حکم دیا کہ تم اپنا زبردست سحر اس مجرمہ پر کرلو ایسا کہ یہ محض بیحس و حرکت ہو جائے پھر طوق و سلاسل مین جکڑ کر اسکو ہوشیار کرنا اور ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اسے آٹھ پہر مین دینا اور صبح و شام ہر وقت حفاظت کرنا اِسکی جانب سے کبھی غفلت نکرنا کیونکہ یہ بلائے مبرم اور آفت زمانہ دختر شاہ کوکب ہی اور بند ہوون کیطرح ایسا ویسا ساحر اسکو نجاننا اگر یہ چھوٹ جائیگی تو ہزارون کو قتل کریگی قیامت ڈھائیگی پھر ہاتھ نہ آئیگی صاف یہان سے نکلجائیگی یہ قدغن شاہ کی زبانی سنکے اُن دونون ساحرون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ یہ تو کیا ہی اگر ہم اسکے باپ کو اسطرح غافل پائین اور اپنا سحر اُسپر کرلین تو ساری عزت اُسکی خاک مین ملجائے کبھی ہمارے پنجہ سے وہ رہائی نپائے آپ اطمینان رکھیے یہ زندان ظلمات ہی سات کوس تک سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا پھر یہان سے کوئی بھاگے گا تو کدھر جائیگا اور راستہ کیونکر ملیگا اندھیرے مین ٹکراتا پھریگا اور ہم خانہ زاد موروثی اسی حفاظت اور پاسبانی ہی کے لیے ہین رات دن یہان سے ہلتے بھی نہین اس مجرمہ سے کبھی غافل نہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ ہان بس یہی چاہیے یہ کہکر وہانسے پھر کر جانب بارگاہ ملکہ **حیرت** روانہ ہوا یہان محافظان زندان نے **بران** کو خوب اسیر سحر کرکے ہوشیار کیا اس پروردۂ مہد ناز و نعم نے کاہیکو ایسا مقام تنگ و تاریک دیکھا تھا اور ایسی صعوبت مین مبتلا ہوکر رنج و غم کاہیکو اُٹھایا تھا آنکھ کھلتے ہی عجب سامان نظر آیا فلک تیرہ رو نے غضب کا روز سیاہ دکھلایا زندان سیاہ مین پھنسایا کہ ابیات

دیکھا تو عجب خرابۂ زندان — کچھ دیو نژاد تھے نگہبان — زندان وہ سیہ خراب و ابتر
جیسے کہ مہیب غار اژدر — آسیب جو اسمین آئے ڈر جائے — دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے
کیا کہیے کہ کیسی چھت پرانی — اک سر پہ بلائے آسمانی — تھے دیدۂ دیو روزن در

کڑیون کی کڑک کہ شور محشر
کیا کہیے ہوئی جو کچھ تھی ہونی
ماندے ہین بہت کھڑے کھڑے ہم
اول تو نہ تھا نشان روزن
مکڑی نے لگا دیا تھا جالا
اندوہ کا گھر کے آیا بادل
معلوم نہ تھا کہ ہین کہان ہم
گھبرا کے وہ بار بار اٹھنا
تاریکی بخت ایک ہمدم
اس گھر سے کشادہ ہوگی ہر گو

کڑیون کا یہ گھن سے ماجرا تھا
دیوارونسے جھڑ رہی تھی نونی
رخصت جو نگاہبانسے پائین
ہو جس سے سیاہ خانہ روشن
گردون نے عجب زمین دکھائی
نہ شمع نہ روشنی نہ مشعل
الجھن وہ غضب کی نزع کا حال
ہر مرتبہ بیقرار اٹھنا
کہنا یہ خدا سے کر کے نالے
تا چند رہون مین غندہ در گو

باران بلا برس رہا تھا
دیوار کا تھا یہ قول ہر دم
کل کو کہین آج بیٹھ جائین
تھا بھی تو یہ رنگ تھا نرالا
تھی بیٹھنے کو فقط چٹائی
اک تیرگی لحد کا عالم
دل ہلنے لگا تو آیا یہ خیال
وہ یاس وہ بیکسی کا عالم
دنیا سے مجھے بس اب اٹھا لے
یہ ماہتابان فلک حسن تو

اسطرح خسوف الم مین مبتلا ہی اسکے قید ہونے کو صاحب دفتر نے بھی لکھا ہی چنانچہ قول آنیہ پرشاد تمام ہوا۔ اب یہان سے مقولہ صاحب دفتر اسطرح ہی کہ جب عمرو اور بران صورت بدلکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوئے افراسیاب بھی زمین سے نکلکر شق ہوا ہوا اور رقعہ جمشید اُسنے دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو صورت ببری ملکہ کو لیے ہوئے جانب لشکر مہرخ جاتا ہی یہ معلوم کر کے اسنے ایک پتلہ سحر سے بصورت کوکب بنایا اور اُسکو کچھ تعلیم کر کے اڑا دیا اور آپ بھی اُسکے پیچھے چلا ہنوز عمرو و بران راہ مین تھے کہ یکایک کوکب کو اڑتے ہوئے آتے دیکھا دونون ٹھہر گئے شاہ مذکور قریب آکر اُترا انھون نے سلام کیا اُسنے یہ کلام کیا کہ ای بران مین تیری تلاش مین اور ایکبار یہان آیا تھا اور مقراض و سمندر کو قتل کر گیا تھا ملکہ کو یہ پتا سنکر الیقین ہوا کہ یہ ہمشبیہ شاہ کوکب ہی غرض ہمشبیہ مذکور نے کہا کہ اختر مروارید لیکر یا تو میرے ہمراہ چل کہ کوہ بلور پر تصویر سامری کی زیارت آج معین ہی اختر کو اُس شبیہ سے مس کرنا ہوگا اور جو تجکو چلنا منظور نہو تو اختر مجھے دیدے کہ مین لیجاؤن ملکہ نے کہا لیجیے مین ابھی ٹھہر کر آؤنگی یہ کہکر اختر حوالہ کیا اُسکے دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی عمرو تو فوراً غائب ہوگیا کہ پھر کوئی آفت آئی اور بران حیران کھڑی تھی کہ زمین شق ہوئی اور ر

شاہ جادوان نے نکلکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ نیچے سحر کے بہت سے پیدا ہوکر ملکۂ مذکور سے لپٹ گئے ملکہ بیہوش ہو گئی شاہ جادوان نے اُس پتلے سے اختر مروارید لیا اور ملکہ کو زنجیر سحر مین باندھکر پرواز کی اور پنجہ مین دابے ہوئے ظلمات مین آیا اور محافظان زندانخانۂ ظلمات کو بلا کر اُنکے حوالے کر کے براے حفاظت تاکید فرما کر آپ جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اور ملکۂ مذکور کو محافظان زندان نے قید کیا اور وہی صعوبت جو بیان ہو چکی ملکہ پر گذرنے لگی چنانچہ اسی رنج وگزند مین اِس شہریار اقلیم محبوبی کو چھوڑ کر بقیۂ حال شہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور کی جو داخل طلسم گوہر گرہ ہین سنیے

داستان رنگین بیان داخل ہونا شہزادہ قاسم کا طلسم گوہر گرہ مین اور قید کرنا اُنکو نافرمان جادو دایۂ بنفشہ جادو کا اور چھڑا لیجانا بنفشہ کا شہزادہ کو عاشق ہوکر اور لانا مزار عشاق پر اور کیفیت دیکھنا مزار عاشقان کی قاسم کا پھر واسطے فتح طلسم کے سعی کرنا انجام کار توڑنا طلسم مذکور کو اور تحائف طلسمی لیکر پھرنا جانب لشکر امیر بیان ساحران فرستادۂ افراسیاب کا آنا اور وقت پر شہزادہ قاسم کا آکر اُن ساحرون سے لڑنا و دیگر حالات متضمن اِس داستان کے اور ختم ہونا اِس جلد نادر بیان کا لمؤلفہ

سوکھی نہ ہمین سنا تو ساقی
ایک ہی پیمانہ ہمکو دے اور
ہون کشتی مے پہ ہو کے اسوار
گرداب الم مین دل پھنسا ہی
ہی موج ہواے توبہ زنجیر
وابستہ سلاسل ستم ہون
پابندی شرع سے ہی کیا کام
زنجیر ہی موج بادۂ خام
دیکھون بھی تو دیکھون سوے ساغر

لا وہ بھی دے مے جو کچھ ہو باقی
ہی دل کو جو دخت رز سے الفت
دریاے طلسم نشۂ کے پار
ڈوبا ہون مین بحر بیخودی مین
پابندی زہد کی ہی تدبیر
کچھ ہو گی نہ چھوٹنے مین دیری
ہون قیدی میکدہ مین ناکام
ہان ساقی مہربان خدارا
ہمکون بھی اگر تو سوے ساغر

آخر ہوا چاہتا ہی یہ دور
نازل ہوا چاہتی ہی آفت
ہی دل مین جو موج نشۂ مے
آونگا نہ آپ مین کبھی مین
کیا غم ہی جو قیدی الم ہون
ہی پیر مغان مدد پہ میری
ہی طوق گلو جو دورۂ جام
نیرنگ طلسم جام دکھلا
میخانہ بنے جو میرا زندان

دیکھون مین بہار بزم رندان
جب بنت عنب ہو ساتھ میرے
لالہ مرے دل کے داغ کا ہو
غنچہ ہو ہر اک گلابی شکل
زلف سنبل اسکو سمجھین
گھر آئے جو می کے شوق کا ابر
جس سے نظر آئے شکل انجام
گلدستۂ بزم ہون معانی
نادر ہے کلام جاہ دلگیر
اقلیم سخن کا شاہ ہے یہ
تارے تجھے توڑے ہین آسمان سے
جان آگئی جب پڑھا فسانہ
اچھی نہین آپ اپنی تعریف
افسانے کے ناظرین ذیشان
اِس ذرہ کو آفتاب کرتے
برخاستہ دل ہوا ہے میرا
شاید کہ قلم نہ تو اُٹھائے
یہ رنج جو تجھکو ہے بجا ہے
سب قدر کرینگے تیری آگے
زندہ کن مردۂ معانی

پھر دیکھون مین دخت رز کا جوبن
گردن مینا کی ہاتھ میرے
ہو جام ہر ایک صورت گل
سورج مکھی آفتابی شکل
جو دل سے ہواے شوق نکلے
لیجاے وہ دل سے رند کے صبر
مین فتح کرون طلسم تحریر
رونق محفل کی خوش بیانی
دکھیانہ سنا کلام ایسا
گردون ہنر کا ماہ ہے یہ
زندہ اِسی دم سے شاعری ہے
واللہ ہے عیسی زمانہ
اے ہیچمدان یہ یاوہ گوئی
ذی فہم و ہنرور و سخندان
اُسوقت تھا فخر تجھکو زیبا
ہے قول سے تیرے رنج پیدا
پیدا نہین جبکہ قدردان ہے
لیکن اتنا نہین روا ہے
معلوم نہین کہ آگے کیا ہو
جان داد بجسم خوش بیانی

ہاتھ اپنا صراحیون کی گردن
نظارہ بہار باغ کا ہو
قلقل مینا کی صوت بلبل
انجمن ہو جو ہجر مے سے دلمین
گلشن مین نسیم کے ہون جھونکے
چشم نرگس ہو صورت جام
اور کشور دل ہر اک کا تسخیر
ہر اک کی زبان پہ ہو یہ تقریر
فردوسی کا لقب ہے نام ایسا
پیدا ہے فروغ وہ بیان اسکے
مردہ مضمون مین جان دی ہے
بس جاہ کہان تلک یہ توصیف
عزت ہے سخن کی تو نے طوطی
گر دیکھتے مہر کی نظر سے
لیکن مطلب مین تیرا سمجھا
یہ تیسری جلد ختم کرکے
محنت بے سود رایگان ہے
امید قوی ہے یہ خدا سے
اچھا لکھ اب اور داستان کو

رونق افزایان انجمن علم و فن وقدر دانان جواہر بے بہاے سخن - خریداران متاع دلستان ہنرپروری - و مشتاقان نقاب شاہد سخن گستری - زورق نشینان بحر زخار معانی - وکشتی شکستگان دریاے نادانی - گوہر آبدار کلام فصاحت نظام کو زیب گوش شاہد سخن سنجی اسطرح فرماتے ہین

اور سفینۂ ہنر پروری پر چڑھکر دریاے بیمروتی سے یون اُتر جاتے ہین - کہ جب شہریار اقلیم شجاعت - دُر دریاے شہامت و فتوت - علم شجاعت کا عالم یعنی شہزادۂ ملک قاسم ہمراہ ایک معشوق زیبا اور ساحرہ کے کشتی پر بیٹھکر دریا مین روانہ ہوا اور اُس نازنین زہرہ تمکین نے شراب پینے کو اشارہ سے منع فرمایا ساحرہ کو غصہ آیا آخر وہ کشتی بیچ دریا مین ہونچکے ڈوبی سیارہ عیار نے سب کیفیت کنارہ پر سے دیکھی اور ناچار وہان سے مراجعت کی لشکریان شہزادہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہی اور سرداروں سے رخصت ہوکر آپ بھی جانب طلسم روانہ ہوا سرداران لشکر نے اسی مقام پر انتظار شہزادہ نامدار مین خیمہ کیا حال اِس عیار کا آئندہ بیان ہوگا لیکن ماجراے شہزادہ بیان کیا جاتا ہی کہ کشتی جب غرق دریا ہوئی آنکھ شہزادے کی بند ہوگئی بعد کچھ عرصہ کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین قید آہن مین جکڑا ہوا ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین بند پایا سر زانوے تفکر پر جھکایا اور نظر بہ فضل داور کرکے جیب

ہور ہا رجوع قلب سے دعا اپنی مخلصی کی کرتا تھا کہ بموجب نظم

نہ تھا انسان جو کوئی پوچھتا حال — فقط وہ یا اُسی جادو کا جنجال
زبان پر تھا یہی ہر دم کہ یارب — رہونگا کب تک اسمین مین معذب
امید مخلصی ہے دل سے مسدود — کرم کر مجھپر اپنا میرے معبود
کوئی صورت تو ایسی بھی دکھا دے — کہ ہووے مخلصی کچھ یہ دعا دے

شہزادۂ مذکور تو زندان الم مین مصروف دعا ہی لیکن وہ شہزادی جو کشتی پر ہمراہ بادشاہ طلسم کے آسمان کی ماہ تھی اور نام اُسکا ملکہ بنفشہ جادو ہی اور وہ ضعیفہ جو اِس نازنین کے ساتھ تھی اِسکی دایہ ہی تجارت مکر و زور کی سرمایہ ہی بادشاہ طلسم کیطرف سے اس کام پر پیدا ہوئی ہی اِسکا یہ دستور ہی کہ شہزادی کو ناؤ پر سوار کرکے لیجائے اور جو کوئی دریا پر آئے اُسکو حسن و جمال پر ملکہ کے لبھائے اور گرفتار کرکے لے آئے زندان رنج و مصیبت مین پھنسائے اور ملکہ کو جاے سکونت پر پہونچا دے اور آپ شاہ طلسم سے جاکر اطلاع کردے کہ مین آتے ہوئے کو دریا کے گرفتار کرآئی چنانچہ جو کوئی کہ شراب اُس نازنین کے ہاتھ سے کشتی پر پی لیتا ہی فوراً غرق دریا مین آپ کو دکرہوتا ہی اور محافظ زندان طلسم اِسکو لیجا کر قید کرتے ہین از بسکہ قاسم

نے شراب کشتی پر نہ پی تھی اسوجہ سے اُس دایہ نے سحر پڑھکر ناؤ کو ڈبو یا اور اپنے مکان مین شہزادہ کو لاکر حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کیا اور آپ خبر کرنے بادشاہ پاس گئی اور شہزادی کو اُسکے باغ مین پہونچاتی گئی چونکہ یہ غنچۂ گلستان خوبی و سرو بوستان محبوبی نازک اندام و سیمین بو ملکہ بنفشہ جامۂ عندلیب آسا گلرخسار شہزادۂ قاسم پر فریفتہ ہو چکی تھی جب اپنے باغ مین آئی فراق شہزادہ کا بہت شاق ہوا کسی حیلہ سے روئی پیٹی چلائی یہ ملکہ ہمیشہ ماں باپ سے علیحدہ اس باغ مین رہتی ہے اسیمین ہمجلیسین کنیزین بہر خدمت معین ہین اور اسی باغ مین جو لوگ کہ اسپر عاشق ہو کر قتل ہوئے ہین اُنکے مدفن ہین غرضکہ اس گلزار مین تخلیہ تو تھا ہی یہ ملکہ چبوترے پر سنگ مرمر کے جو وسط باغ مین بنا تھا مسند بچھوا کر جلوہ گر ہوئی اور سیر باغ کرنے لگی تا غنچۂ خاطر بستہ شگفتہ ہو لیکن ہجر دلدار دلمین کانٹا سا کھٹکتا تھا گریبان صبر و ضبط برنگ گریبان گل پھٹا تھا بیتابی سیر گلشن سے اور زیادہ بڑھی یہ چبوترے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئی کنیزون اور انیسون کو پاس سے سرکا دیا جب تنہائی ہوئی دفتر عشق کھولا مضطربانہ خیال جانانہ کیا اور تصویر تصور سے کہنا آغاز فرمایا کہ لو سنو اب ہم اپنے حال کا آغاز کرتے ہین مضامین بیتابی معشوق بنکر آغوش تمنا مین ناز کرتے ہین شکر ہے زمانہ فراق کا کہ ہر لحظہ طبیعت کو مثل ماہی بے آب اضطراب حاصل ہے اور بڑا احسان ہے صدمات جدائی کا کہ دامن چشم تر کو خشک ہونا مشکل ہے دہن کو ہجوم نالہ و آہ سے بند ہونے مین کلام ہے کبھی معشوق تھے اب عاشقون مین ہمارا نام ہے راحت کسی پہلو نصیب نہین وہ کونسا وقت ہے جو دو چار بلائین ہمسے قریب نہین بہر حال ای جانی تمہارے شکر گذار ہین اپنے دل کیطرح بے اختیار ہین خدا جلد اس حجاب ظاہری کو درمیان سے اُٹھائے تمہارا جمال رشک آفتاب ہمکو دکھائے وہ قید خانہ کہ جو دل دل مشتاق سے بھی زیادہ تنگ ہے مانند عمر محسن دراز ہو کر تمکو آزاد کرے فیض قدم گلرنگ سے تمہارے اس باغ ویران کو اللہ آباد کرے ہم بھی رنج فرقت سے فرصت پائین خوشیان منائین اب جی ہمارا نہایت تنگ ہے طبیعت کا یہ رنگ ہے کہ بات کرنا مشکل ہے آرزون کی سوتی محفل ہے گیسو کے تصور مین آشفتہ سری ہے کیا کہین کہ کیا بیخبری ہے غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے
آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے

ہیہات

اللہ رے طول مردم دیدہ ہوئے ہین پر — آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے
کسوقت زلف یار کا ہمکو نہین خیال — فرصت کہان ہی سلسلۂ انتشار سے
فیض ہوا سے رخ ہی سو قصر آسمان — پیدا ہی شوق اوج مزاج غبار سے
بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین — کس کسکو ہی غبار ترے خاکسار سے
بر آئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو — اتنا گلا رہا ہمین آغوش یار سے
ای جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون — پھر غم نہین ہی کشمکش روزگار سے

یہ بیان فرقت یار کرتے کرتے شوق وصال نے اور ہی کچھ سمجھایا دلمین یہ خیال آیا کہ ای دانان جو کوئی عشق کرکے بدنامی سے ڈرا کبھی منزل مقصد تک نہین پہونچا اور جس کسی نے بحر ناپیدا کنار محبت کے کنارے پہونچکر زورق سلامتی پر بیٹھنا چاہا اور زیادہ دریاے غم اور گرداب الم مین ڈوبکر مرگیا بیڑا پار نہوا با سے تیرے والدین تیرے عاشق ہونے سے ماہر ہونگے ہزارون دشمن ظاہر ہونگے بدنامی حد سے آگے بڑھیگی رسوائی بلا بنکر سر چڑھیگی آفت بہ استقبال پیش قدمی کریگی مگر ایک رات تو ہنس بول لینگے عقدۂ سربستہ غم دل کھول کھول لینگے دایہ تو کشتی پر دیکھ ہی چکی ہی کہ تو شہزادہ پر مایل ہوئی تھی پھر اب دیر نکر و بسم اللہ روانہ جانب جانانہ ہوا ور خانۂ دایہ سے اسکو یہان لے آ رات بھر مزے اڑا آیندہ جو کچھ ہوگا سمجھ لینا یہ مشورہ جو بیتابی دل نے سمجھایا اسیوقت اٹھ کھڑی ہوئی خود تو سحر جانتی نہ تھی کنیزین جو ساحرہ تھین اُنسے سحر پڑھوا کے تخت بنوایا اور مع چند انیسون کے سوار ہوکر خانۂ دایۂ مکار مین اپنے تیئن پہونچایا یہان چند ملازم دایہ کے حاضر تھے اور وہ براے اطلاع دربار شاہ طلسم مین گئی تھی اسنے اُن نوکرون سے پوچھا کہ دایہ اماں کہان ہین انھون نے بیان کیا کہ بادشاہ کے یہان ہین اسنے کہا وہ قیدی کہان ہی مین اُسکو لیجاؤنگی اور اپنے مکان مین قید کرونگی ملازم یہ سنکر آمادہ بہ فساد ہوئے ملکہ نے اپنی کنیزون سے کہا کہ سزا دو انکو کنیزون نے ایک ایک کو پکڑ کر جوتیان مارنا شروع کین جب تو وہ داد و بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ بھاگے اور ملکہ نے اُس حجرہ کا کہ جسمین قاسم مقید تھا قفل توڑوایا اور اندر آ کر کنیزون سے فرمایا کہ قید سے اسکو سحر پڑھکر رہا کرو کنیزون نے افسون خوانی کرکے ہتکڑیان بیڑیان جادو کی

جسم شہزادہ پر سے دور کین ملکہ نے آگے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای شہریار مین نے آپ پر بجان و مال سب نثار کیا آیئے تشریف لیچلیے دیکھ لینگے جو کچھ آئندہ خدا دکھائیگا ہم بھی اپنے عشق مین جان دینگے شہزادہ اُٹھکر اسکے ہمراہ ہوا اور باہر حجرۂ زندان سے نکلکر دونون تخت سحر پہ سوار ہوکے روانہ ہوئے راہ مین شہزادہ شکریہ احسان اُس ماہتابان سپہر حسن کا ادا کرتا تھا اور کہتا کہ

ابیات

خالق کا ہے رحم دور غم ہے
تائید ہے فضل ہے کرم ہے
اللہ نے قید سے چھڑایا
زنجیر کے گھر سے گھر مین آیا
اللہ نے لی خبر ہوئی خیر
آئی تھی بلا مگر ہوئی خیر
تکلیف ہوئی تمھین سراسر
احسان یہ آپکا ہے مجھپر
شہزادی جو تھی فدائے دلبر
فرماتی تھی ہنس کے یہ مکرر
مین تیری ہون اک کنیز باچیز
ہے آتش عشق شعلہ انگیز
کیا مین نے کیا ہے تمپہ احسان
قربان ہے تمپر اب دل و جان
کیا جانیے کب بن آئے تدبیر
جسکی نہین اب تلک تو تقدیر
ہوتے ہین ابھی ملال کیا کیا
یہ چرخ کریگا حال کیا کیا
القصہ اسیطرح کی تقریر
کرتے ہوئے گھر مین پہونچے دلگیر
شہزادہ نے دیکھا ایسا اک باغ
رضوان کو تھا جسکے ہجر کا داغ
آنے سے جو انکے باخبر تھا
استادہ چمن مین ہر شجر تھا
رکھتے تھے جو انتظار اشجار
باندھے ہوئے تھے قطار اشجار
لکھتے تھے یہ پیش حقتعالے
مالک کا ہمارے بول بالا
وہ پھولے پھلے ہے جسکا یہ باغ
حاسد کا ہمیشہ سینہ پر داغ
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
ایسی روشین تھین صاف و ہموار
خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد
لکھتے ہین یہ گل کھلائے خامہ
ہو تختۂ لالہ زار نامہ
دکھلائے فضا قلم کی رفتار
ہو خط غبار خط گلزار
گلچین کو نظارہ تھی خزان پر
تھا اُسکا دماغ آسمان پر
سامان تھا جسقدر مہیا
باہر ہے بیان سے ذکر اُنکا
پتھر کے مکان وہ چشم بددور
فرہاد تھا جنکا ایک مزدور
تھے نقش و نگار سے وہ گلزار
مانی بھی جہان ہو نقش دیوار
گلرنگ تھا فرش جس مکانکا
وہ قطعہ تھا گلشن جنان کا
جس گھر مین تھا سبز سارا سامان
گویا وہ زمردین تھا ایوان
جس گھر مین تھا فرش زرد تیار
گویا وہ مکان تھا زعفران زار

اسباب نشاط و عیش ہر جا | کثرت سے وہان پہ تھا مہیا | تزئین مکان شیشہ آلات
ہو جاتی تھی جیسے دن ہر اک رات | آراستہ مسندین بہت خوب | چنگیرین دھری ہوئین خوش اسلوب
اور شیشۂ مے کی کشتیان تھین | در اصل وہ جان میکشان تھین | ہر ساغر بادہ ہمسر گل
تھی ہر بط مے جواب بلبل | ہر ایک حور اصل نازک اندام | مہ پارہ و دلفریب گلفام
اندر کے اکھاڑے کی تھین پریان | رفتار پہ اُنکے دل تھا قربان

ملکہ نے شہزادے کو ایک مکان مین لاکر مسند پرزر پر بٹھایا اور آپ پہلو مین جلوہ گر ہوئی جام کو گلفام سے لبریز کرکے پیشکش فرمایا شہزادے نے سوال اسلام کیا اُس بت نے خدا کا کلمہ پڑھا پھر تو دور ساغر چلنے لگا جلسۂ عشرت جما مطربان خوش نوا نے بادۂ نغمہ سرائی سے مست کیا نظم

تھوڑی سی شراب کا اثر تھا | جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا | تھی رقص و غنا سے گرم محفل
ہر دل کی تڑپ تھی رقص بسمل | تھا پیر مغان کا حکم جاری | تھی دختر رز سے ہمکناری
تھا بزم مین اجتماع یاران | آراستہ جشن میگساران | پہلو مین پری وہ جلوہ گر تھی
صورت مین جو غیرت قمر تھی | یاقوتی لب کی بس گزک تھی | نہ غم تھا کوئی نہ کوئی زک تھی
تھا جوش بہار شادمانی | زورون پہ تھا عالم جوانی

اسی جوش طرب مین بسان حوصلۂ کم ظرفان دن کم ہوا اور جوش خاطر مہر آسمان گھٹا کہ نظم

اسی ہنگام مین مہر جہانتاب | جھکا جسطرح چشم مائل خواب | بشکل شوق آخر منہ چھپایا
نیا نیرنگ گردون نے دکھایا

یعنی کنیزان ملکۂ موصوف نے عرض کیا کہ ای شہزادی آج پنجشنبہ کا روز ہے یہ شب غم اندوز ہے حسب دستور تشریف لیچلیے اور روح عاشقان کو شاد کیجیے شہزادے نے یہ سنکر فرمایا کہ ای ملکہ کیا تمھارے اور بھی عاشق ہین ملکہ نے ہنسکر کہا اوئی در گور کیا میرے دشمن ہرجائی ہین یہ کہکر پہلوے شہزادے سے اٹھی شہزادہ فرط رشک سے ساتھ ہوا کہ دیکھون یہ کہان جاتی ہے غرضکہ ملکہ اس مکان سے نکلکر باغ مین روان ہوئی اور ایک طرف کو بہت دور پر جاکر ٹھہری شہزادے نے دیکھا کہ کٹہرہ گرد چمنستان کے کھنچا ہے رقبہ بہت معقول نظر آتا ہے رنگ کٹہرے کا آسمانی ہے اور اسپر نقش و نگار ایسا ہے جسپر رنگ بہزاد اور حیرت زدہ مانی ہے شگاف اُس کٹہرے مین منفذ ہین اور

گوہر آبدار شگوفون مین لٹکتے ہین جیسے ستارے آسمان مین نکلے ہین اندر اسکے جو رقبہ ہی خیابان جنانکا تختہ ہی گلہاے زنگار رنگ کھلے ہین درخت برگ و بار سے لدے ہین پھولے پھلے ہین زیر درختان قبرین پختہ بنی ہین مسافران عدم کی منزلگاہین خوب سجی ہین قبرون پر شامیانے استادہ ہین طنابین انکی سیاہ ہین کشتۂ زلف ہونے پر مدفونون کے گواہ ہین عود سوز و عنبر سوز گرد ہر قبر کے رکھے ہین دل جلونکا جل جلکر خاک مین ملنا بتاتے ہین سپند آتش زلال آتشین رخسار کا پتا بتاتا ہی سویداے خاطر سوختہ جان نظر آتا ہی گھنی چھاؤن درختونکی قبرون پر ہی بے پھلے پھولے ناشاد و نامراد مرنا اہل قبور کا ظاہر ہی بخورات کا دھوان جو پیچ و تاب کھاکر بلند ہوتا ہی یہ کہتا ہی کہ عاشق سنبل گیسو اسطرح خوابگاہ لحد مین سوتا ہی جا تو عبرت دورباش سناتا ہی یہ نقشہ نظر آتا ہی کہ دل خوف سے تھراتا ہی نظم

دیکھا عجب اک مکان ہو کا	خاموش چراغ آرزو کا	پیدا غم و یاس کی نشانی
کچھ قبرین نئی تو کچھ پرانی	ممتاز نہین گدا سے سلطان	جو مور وہان وہی سلیمان
کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر	خاموش برنگ بزم تصویر	سب قیدی محبس تاسف
ہر چاہ مین بند چند یوسف	سوکھے منھ ایک بھی نہ کھولے	دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
دکھانے سے غرض نہ فکر پوشاک	تن خاک ہر ایک آرزو خاک	دنیا کی طمع نہ حرص دولت
اک عالم بیکسی و غربت	نہ خانون کے بند در برآئے	سب خواب مین بیخبر برابر
افسردہ ہر ایک برگ کا دل	سائے مین بھی اُسکے دھوپ شامل	یون بلبل و فاختہ کی فریاد
وہ گل ہین کہان کہ عیش تھا جن		

ملکہ بنفشہ مع شہزادہ قاسم کے اندر اُس رقبہ کے آئی اور شہزادے کو ٹھہرا کر شمع و گل و چادر اپنے ہمراہ لیکر ایک قبر کی جانب بڑھی اور جب اُس مزار پر پہونچی صاحب قبر نے زبان حال سے یہ صدا دی کہ بہیت لحد پر یار آیا ہی مرے شرمندہ کرنے کو + نہ منھ دکھلانے کی جا ہی نہ موقع عذر خواہی کا + ملکہ نے موے مشکین زلفین عنبرین کھولدیے اور شمع روشن کی پھر تار نفس سے رد دین گوہر اشک گوندھکر اُس نوشاہ عروس مرگ کی قبر پر سہرا چڑھایا اور اسطرح نالہ کیا کہ نظم

کہان ہی اے مرے دلدار ہی ہی	مری جان میرے عاشق زار ہی ہی	ثمر الفت کا کچھ تو نے نہ پایا

فلک نے خاک مین تجکو ملایا
لحد پر تیری ہی مسکن بنایا
مجھے ہی غم مین تیرے اشکباری
نشان خانۂ راحت مٹایا
یہ چشمے رات دن بہتے ہین جاری
یہ نالہ کر کے دوسری قبر پہ آئی

لب گور سے مردے نے یہ آواز سنائی کہ **بیت** اسطرح قدم گور غریبان پہ نہ رکھو + مردون کو زمین تہ وبالا نکرو تم + ملکہ نے قبر پر شمع روشن کی اور گلہائے بیان آرزو چڑھائے اشک مسلسل رخسار پر بہائے موتیون کی لڑیان رو کر بنائین آب اشک کی چادرین چڑھائین پھر اسطرح درد دل زبان پر لائی کہ **ابیات**

تصور دلمین ہی تیرا ہی دن رات
فقط رونے سے ہی مجکو سروکار
چھپے ہین دلمین لاکھون تیر غم کے
عیان ہی دیدۂ گریان سے برسات
پڑے بھالے ہین سینے پہ الم کے
روان چشمون سے ہر دم اشک گلنار

اسیطرح وہ نازنین بادل غمگین اور ایک قبر کیطرف با ہوے پریشان زار و نالان آئی اپنے عکس زلف کی سیاہ چادر اُسپر چڑھائی گلبن تمنا سے پھول بھی بر سر تربت لائی صاحب قبر نے دہان گور سے یہ آواز سنائی کہ **بیت** کیسا رونا کسکی شمع کیسی چادر کسکے پھول + خشک رہتے ہین مزار عاشق مفلس کے پھول + اس مایۂ ناز نے اُس لحد پر بھی ماتم کیا اور نوحہ آغاز فرمایا **نظم**

نہ تیری یاد ہی دلسے فراموش
نہین مٹتا کسی صورت سے یہ غم
رہا کرتی ہون بت کیطرح خاموش
پڑی ہی خانۂ دل مین تباہی
کیا کرتی ہون دل مین ترا ماتم
مٹی ہی میری ساری بادشاہی

شہزادۂ قاسم فرط رشک سے اِس معشوقہ کو قبور عشاق پر ہرگز رونے نہ دیتا لیکن وہ خود محو آئینۂ عبرت ہو کر سکتے کا عالم تھا گویا بیدم تھا نخل باغ ہر ایک منظر مین نخل ماتم تھا نرگس کو بیمار جانتا غنچے کے پھولنے سے جسم گل پر ورم تھا سنبل زلف کھولے ماتمدار بہار تھی لب ریحان سوگوار تھی خاطر گلشن کو خزان کا کھٹکا لگا تھا گل کا گریبان پھٹا تھا اسوقت یہ سامان پیش نظر تھا کہ تمام باغ عبرت کا گھر تھا زبان حال سے یہ ندا آتی تھی کہ جب فصل مہرگان برنگ اجل شاہد بہار کی گریبان گیر ہوگی کچھ کسی سے تدبیر نہ آئیگی یہ ہماری جان لیکر جائیگی ہر چند گل اشرفی اپنا خزانہ لٹائے زر گل دامن اُٹھائے ممکن نہین کہ خزان ٹلجائے بلبل شیون کنان قمری نعرہ زنان لالہ داغ بر دل سرو پا بگل نہر بسان چشمۂ چشم اشکباران سوسن بزبان بے زبانی آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار گویان شمشاد اسی خوف سے آزاد سقام فنا شہر

گلشن آباد برگ ہر ایک کف افسوس داغ بالائے داغ جسم طاؤس سبزہ برنگ صف ماتم بچھا ہوا ہوا مین دم واپسین کا پتا بوئے گل بیرون چمن نکلتی یا باغ کی جان تن سے نکلتی کلیونکا چٹکنا وقت نزع یلیین کا پڑھنا تھا سحاب گلشن شامیانہ تربت نظر آتا غنچہ مقبرہ وگنبد کی صورت دکھاتا زمزمۂ طائران سے صدائے کل من علیہا فان پیدا کہ **بیت** بر سر شاخ گل باغ جہان + غلغل کل من علیہا فان + شہزادہ ازبسکہ فرزندان حمزہ مین سے تھا فرط رحم دلی سے ہمراہ ملکہ خود بھی رونے لگا اور انجام کار شاہ وگدا کا خیال کرکے محو حیرت تھا اس عرصے مین ملکہ نے عاشقون کی قبرون پر روشنی کی رولی بیٹھی بیان حسرت آلود کرتی رہی ناگاہ نگاہ اُس مہربان عاشقان کی شہزادہ پر پڑی اور اُسکو روتا ہوا دیکھکر اپنا رونا بھول سمجھی کہ یہ شہزادہ بھی اپنا قتل ہوکر اسجگہ دفن ہونیکا خیال رکھتا ہی اسی سبب سے روتا ہی پس یہ معلوم کرکے قریب شہزادہ آئی اور اپنے دوپٹے سے آنسو پونچھکر پکاری کہ ای جانی وای سرمایۂ زندگانی خدا تجکو نہ رولائے اگر تیرے اوپر کسیطرح کی آفت آئیگی پہلے نشانہ تیر آفت یہ کنیز بنجائیگی ابکی مرتبہ دو قبرین اکیجا بنینگی **نظم**

ملا یا منہ سے منہ بولی کہ قربان
یہ کیون بھیگی صف مژگان کی چلمن
بھگو یا پیرہن کو چشم تر نے
کہا کر رنج دل تو اپنا اظہار

کہو کیسی طبیعت ہی مری جان
یہ کہکر خوب روئی وہ گل اندام
لگا دی آگ سی سوز جگر نے

یہ کیون آئے ہین آنسو تا بدامن
گہر ریزی سے آنکھونکو رہا کام
پھر اُسنے اُسکو قسمین دین کئی بار

شہزادے کو اسکے پوچھنے سے وہ جوش عبرت کم ہوا اور کہا ای ملکہ مین انجام کار ہر انسانکا یاد کرکے رویا تھا اب یہان سے چلکر بارہ دری مین بیٹھو اور ان قبرون پر رونے کا حال مجسے بیان کرو کیا یہ سب تمھارے عزیزون کی قبرین ہین جو تم اُنکے غم مین ماتم کرتی ہو چشم نرگسی پُر نم کرتی ہو تمتو عاشق عاشق کہکر روتی تھین یہ کلمہ مجکو بہت ناگوار معلوم ہوا اسکا ماجرا مفصل بتاؤ ملکہ یہ سنکر شہزادہ کو بارہ دری مین لائی اور مسند پر بٹھا کر گویا ہوئی کہ ای یار عزیز مین دختر اس طلسم کے بادشاہ کی ہون جسکا نام گوہر شاہ ہی پس میرے باپ نے یہ عہد کیا ہی کہ مین دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ کرونگا فی الجملہ مجکو ہمراہ دایہ دریائے طلسم پر بھیجا ہی اور آنے والے کو دریا کے میرے حسن پر فریفتہ کرکے

قید کرتا ہی اور وہ شخص چالیس روز تک قید رہتا ہی اسلیے کہ اگر یہ طلسم کا فتاح ہی تو اس مدت
مین چھوٹکر طلسم کو فتح کریگا اور ملکہ کو عقد مین لائیگا چنانچہ بعد چلے کے جب وہ نہین رہا
ہوتا ہی تو اسکو قتل کرتا ہی مین اُس مقتول کی لاش منگاکر اِس رقبہ مین کہ جو آپنے دیکھا
ہی گڑوا دیتی ہون ابتک بہت سے عاشقان نامراد یہان آئے اور قتل ہوکر دفن ہوئے
مین ہر پنجشنبہ کو اُنکی قبرون پر جاتی ہون روح کو اُنکی شاد کرتی ہون شمع جلاتی ہون گل
چڑھاتی ہون آج بھی حسب دستور گئی تھی وہان تمکو روتے دیکھکر سمجھی کہ شاید تم اس امر
سے واقف ہوا اپنا قتل ہونا یاد کرکے روتے ہو شہزادے نے یہ حال جب سنا ہنسکر فرمایا
کہ ای ملکہ اجتک حالت کفر مین جو چاہا تمنے وہ کیا لیکن اب تمنے اسلام اختیار کیا ہی ہمسے
واسطہ تمکو ہوا ہی خبردار اب کبھی اُن نامحرمون کی قبرون پر جانا تمکو شرم نہین آتی کہ معشوق
ہوکر عاشقی جتاتی ہو کلمات بیہودہ زبان پر لاتی ہو اور مین اپنی مرگ یاد کرکے نہین رویا تھا
وہ عبرت کا ماجرا تھا میرا تو یہ قول ہی کہ بیت کسیکی مرگ پر ہرگز نہ کیجے چشم تر ای دل + بہت
روئیے اُنپر جو اِس جینے پہ مرتے ہین + مین پوتا حمزہ کا ہون انشاء اللہ اِس طلسم کو فتح
کرونگا اور تمکو اپنے عقد مین لاؤنگا نظر بافضال کارساز عالم رکھو اور اِس حرکت
لاطائل سے باز آؤ میرے سامنے اِسکے ترک کی قسم کھاؤ یہ کہکر بعتاب جانب ملکہ نگاہ
کی وہ مطلوب کی خفگی دیکھکر ڈری اور سیکڑون قسمین کھانے لگی پھر ہاتھ باندھکر زار زار
روئی شہزادہ نے گلے سے لگایا بوسہ لب و رخسار لیکر خوشنود فرمایا پھر جلسۂ عشرت جما مغنیان
خوش آواز نے ترانۂ عیش و نشاط گایا جام شراب گردش مین آیا شب وصل تو ہمیشہ سے
کوتاہ ہوتی ہی کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ شب مثل مزاج آشفتہ برہم ہوئی دلبسان لیلی
جانان پریشان ہوکر روے شاہد سحر پر سے ہٹی رخ آفتاب نظر آیا کہ نظم

شباب شب زمانہ نے کیا کم
رہی محروم مطلب کثرت ذوق
ہوئی پھر انجمن انجم کی برہم
بڑھے سامان محفل گھٹ گئے شوق

وہان ملازمان دایۂ گمراہ جو داد بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ
روانہ ہوئے تھے دار الامارۃ کے در پر پہونچے دایہ بادشاہ سے عرض کر چکی تھی کہ آج اُنکی صاحبزادی
نے طلسم کے آنے والے کو شراب پینے سے منع کر دیا تھا مین نے سحر سے کشتی کو ڈبویا اور اُسکو اپنے

گھر مین لاکر قید کیا بادشاہ نے بجواب اس بیان کے فرمایا تھا کہ شب بھر اُس مجرم کو اپنے یہان رہنے دو صبحکو مین زندان طلسم مین بھجوا دونگا غرض دایہ مذکور وہان سے رخصت ہوکر باہر آئی تھی کہ ملازم اِسکے سلے اور تمام کیفیت معرض بیان مین لائے دایہ کو غصہ آیا اور پھر کر دربار مین آئی بادشاہ کے کان مین سب حقیقت اِسنے ملکہ کی کہ سنائی شاہ نے فرمایا کہ تو جاکر اِس حال کو تحقیق کر کہ ملکہ نے اُس مجرم کو لیجا کر اپنے مکان مین قید کیا یا اپنے پہلو مین بٹھایا جیسا کچھ ثابت ہو وہ مجسے بیان کر دایہ حکم پاکر اپنے گھر مین آئی اور کچھ دیر ٹھہر کر آسودہ ہوئی کھانا کھایا شراب پی پھر بزور سحر طائر بنکر ملکہ کے باغ مین آئی اور ایک شاخ درخت پر بیٹھا شب جو باقی تھی اُسمین حال ملکہ اور شہزادہ دریافت کرتی رہی ہزار ہا عاشقان کی کیفیت جبتک دیکھی ملکہ کو بے لوث سمجھتی رہی جب شہزادے سے دار و مدار کرتے دیکھا جلگئی آخر صبح کو اُڑکر بادشاہ پاس گئی اور ماجرائے شبینہ حرف بحرف زبان پر لائی بادشاہ کو غصہ آیا اور خود اُٹھکر روانہ ہوا یہان شہزادہ نے صبحکو وضو کیا نماز پڑھی پھر ہمراہ ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگا مگر ملکہ کا رنگ رخسار خوف سے زرد ہوا جاتی تھی کہ اب کوئی بلا آیا چاہتی ہی شہزادے نے یہ حال دیکھکر اُسکی تسکین کی کہ ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا رحم کریگا بعد تشفی استفسار فرمایا کہ قاعدۂ طلسم یہ ہی کہ بغیر لوح طلسمی ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین تمکو کچھ حال لوح کا اِس طلسم کی معلوم ہی ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ سرد دل پُردرد سے بھری اور گویا ہوئی کہ

ابیات

کہ آہ اب تم کہان ہم وائے افسوس
کہ جوش خاطر مشتاق ٹھہرے
جدائی ہم مین تم مین چاہتا ہی
عوض راحت کے دلکا بڑھ گیا غم
کہ جسکے بدلے ہین غم مین گرفتار

رہا تا حشر یہ غم ہائے افسوس
نہین معلوم تجکو ای پریزاد
فراق ظاہری اب مدعا ہی
فراق دائمی کا وقت آیا
ہوئے قہر محبت کے گنہگار

گلے مل بوسۂ عارض ہمین دے
کہ یہ چرخ ستم زا محو بیداد
خدا حافظ کہان تم اور کہان ہم
مزا اتنا نہ تھا ہمنے اُٹھایا

ای شہزادۂ عالی مرتبت لوح طلسم کی کیا کیفیت مین بیان کرون اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی خود بادشاہ طلسم اُسکا طلبگار ہی صورت حال یہ ہی کہ اس طلسم کا اصلی دروازہ اور ہی اور اُس دروازے کے متصل ایک شہر آباد ہی کہ نام اُس شہر کا شہر جام ہی اور عقاب بن جام جادو اُسکا حاکم ہی پہلے باپ اُسکا

جام جادو مالک تھا اور اُسکے پاس لوح تھی اب جبسے کہ وہ مرگیا نہین معلوم کہ لوح کیا کرگیا کہان دھر گیا بیٹا اُسکا ہرچند کہ مالک ملک ومال ہے لیکن لوح کے حال سے ناواقف کمال ہے اور بادشاہ طلسم سے باغی ہے نہ خراج دیتا نہ اطاعت کرتا ہے اور اُسکے پاس ایک گلدستہ ہے کہ اُس گلدستہ کے سبب سحر اُسپر کسیکا اثر نہین کرتا ہے اور نہ کوئی اُسپر غالب آتا ہے جسجگہ وہ گلدستہ رکھا ہوتا ہے اُس مکان مین جو ساحر کہ جاتا ہے سحر بھول جاتا ہے پس جب اُسنے بادشاہ سے سرکشی کی اور شاہ مذکور اُسکا کچھ نکر سکا تو اُسنے طلسم کے آنے جانے والون کے لیے راہ دوسری بنائی کہ ساکنان طلسم اُدھر ہی سے آمدورفت رکھتے ہین اور مقیدان طلسم کے لیے یہ راہ دریا کی مقرر ہے جدھر سے کہ آپ آئے ہین اور سُنا ہے کہ شہر جام مین جو دروازہ ہے وہ اُس پہاڑ پر ہے کہ جسکے دامن مین بیشۂ حیرت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ پہلے مین بیشۂ حیرت ہی مین آیا تھا وہان ایک زنگی شہزادی کو گرفتار کیے لیے جاتا تھا کہ وہ زوجہ ملک سلطان تاج بخش کی تھی اُس زنگی کو مین نے قتل کر کے اُس شہزادی کو چھڑایا اور اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر اُسکا اِس طلسم مین آکر قید ہو گیا ہے یہ معلوم کر کے مین اُس پہاڑ پر گیا اور وہان ایک حصار بنا تھا دروازہ بھی لگا تھا بس وہ وہی دروازہ ہے کہ جسکا تم پتا دیتی ہو اور سلطان اُسی دروازہ سے داخل ہو کر شاید شہر جام مین قید ہے اے ملکہ مین اُسی بادشاہ کے چھڑانے کو اس طلسم مین آیا ہون یہ شیدائے یکدیگر یعنی ملکہ وشہزادہ اِسیطرح سرگرم سخن تھے کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی اور ہر سمت تاریکی چھائی ملکہ گھبرا کر پکاری کہ خداوندا خیر کرنا شہزادہ قاسم گھبرا کر دست بقبضہ ہوا اور اُٹھا تھا کہ زمین تھرائی زلزلہ آیا پھسلکر گرا اور بیہوش ہو گیا اور یہی کیفیت بنفشہ جادو اور تمام کنیزون کی ہوئی جب یہ سب بیہوش ہو گئے ملک گوہر شاہ اور دایہ روے ہوا سے نیچے اُترے اور شاہ نے دایہ سے کہا کہ ان دونون مجرمون کو تخت سحر پر بٹھا کر بارگاہ مین لا کہ سر انکے جدا کر کے وصال روحانی سے دونکو شاد کرو یہ حکم دیکر آپ جانب دربار روانہ ہوا دایہ نے زنجیرہاے سحر سے ان گرفتاران سلسلۂ عشق کو باندھا اور سحر پڑھکر کنیزون کو تو ہوشیار کر دیا ان دونون کو تخت سحر پر ڈالکر چلی کنیزون نے جو یہ ماجرا دیکھا سر اور سینہ پیٹنے لگین اور دائی کو بُرا بھلا کہتی تھین اور عازم

ہوئین کہ سحر سے اڑکر دایہ کو قتل کرین اور ملکہ کو چھین لین لیکن خوف شاہ طلسم ایسا غالب تھا
کہ جسارت نکر سکین اور بکتی جھکتی ملکہ کی مان پاس چلین راہ مین باہم کہتی جاتی تھین کہ لوگو یہ
نگوڑی دائی کیسا ہاتھ دھو کر ہماری ملکہ کے پیچھے پڑ گئی خدا کی مار اسکی صورت کو سات اتوار اُٹھو این
منگل کی جھاڑو اسکو اڑھائی گھڑی کی موت اے بی اس دائی کو دودھ پلانے کی بھی کچھ محبت نہین
دائی کا ہیکو ہے قصائن ہے ہے بوا میرا پلایا تھا پھر مین اپنی جان اُسپر نثار کرتی تھی ایک اُنمین سے
بولی کہ تمھارا تو پلایا تھا مین نے تو فقط مرزا کے لڑکے کو منہ سے بیٹا ہی کہا ہے خدا گواہ ہے کہ بغیر دیکھے
اُسکے قرار نہین آتا ہے۔ اسیطرح کی باتین یہ کنیزین باہم بناتی بہت جلد محل مین آئین یہان ہزار ہا
کنیزین اور ماما اصیل مغلانی بیٹھی خدمت حاضر تھین ایوان ملکہ بادشاہ نہایت وسیع و عمدہ تھا
ہر فرقہ اور عملہ کے لوگ اپنے اپنے کام مین مشغول حسب معمول تھے ان عورتون کو روتے ہوئے
دیکھکر سب عورات پوچھنے لگین کہ ارے کیا ہوا خیر تو ہے انھون نے کہا اے بی بی دائی نافرمان
کی جان کو روتے ہین جلد ملکہ کی امی جان کو بتاؤ ارے لوگو بڑی حضور کہان ہین اُنسے
کہو کہ چھوٹی حضور کو یہ موئی اناّ پکڑے لیے جاتی ہے یہ سننا تھا کہ سب اُسیین مصاحبین دوڑین
بارہ دری مین ملکہ ماہ پیکر پری مثال جادو بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی تھی کان سنتے کہا حضور
صاحبزادی کے نوکر آسئے ہین کہتے ہین اُنکے دشمن کتے والی ہندی قید ہو گئی یہ سنتے ہی
بڑی حضور کے بھی چھکے چھوٹے چوسر اُلٹ کر باہر بارہ دری کے آئی بنفشہ کی نوکرین سب دوڑ
دوڑ کے قدمون پر گرین اور چیخ مارکر روئین اور سب حال بیان کر کے کہا اے بیوی ملکہ فقط اتنی
گنہگار ہین کہ اُس مردوے کو دائی کے گھر سے جاکر لے آئین سو وہ بھی اسواسطے کہ اُسکو قبرین اور
قتل ہونون کی دکھائین تاکہ وہ عبرت پذیر ہو اس جرم پر اس قطامہ دائی نے نہین معلوم کیا
کیا اُنکے باپ سے جاکر لگایا کہ بادشاہ خود تشریف لائے اور ملکہ کو اب دائی پکڑے لیے جاتی
ہے ان باتون کو جو ماہ پیکر نے سنا فورا اپنے یہان کے خدمتگار چوبدار خواجہ سرا اور عملہ کے ساتھ
حکم دیا کہ جاؤ اور دائی سے جوتیان مار کر میری بچی کو چھین لاؤ اگر وہ قحبہ دائی دربار شاہی مین
پہونچ گئی ہو تو اندر دارالامارہ کے گھسکر چھین لانا کچھ بادشاہ کا خوف و لحاظ نکرنا اُس جھوٹے کو
تو سودا ہو گیا ہے پہلے تو اپنی امان نافرمان سے کہا کہ لڑکی کو مردون کے رجھانے کے لیے

لیجایا کرے اب بڑی غیرت ہوئے کو آئی ای گوری بیٹھے تجھنے لگے مین سچ کہون میری بچی یار
مرد کو دیکھتی ہی اور ترس کر رہجاتی ہی آخر تو گو وہ بھی جوان جہان ہی اُسکے بھی جی ہی کہ نہین یہ
باتین سنکر کنیزون اور محل کی عورتون نے تائید کلام کی کہ ای ملکہ آپ سچ فرماتی ہین جس بات
کا خیال نکرو تو برسون نکرو اور جو ہر بار اُسکا سامنا ہو تو حضور خطا معاف بڑی بڑی پارساؤن
سے نہین رہا جاتا ہی ایک اُنہین سے بولی کہ ای بیوی ہماری صاحبزادیکو تو سیدھی بات نکلنا
آتی تھی ابتک رو کے نام خدا سے روٹی مانگتی ہین اِسی دائی مالزادی نے دریا یہ لیجا لیجا کے دیدہ
دلیر انکو بنایا وہ تو ملکہ ہی سی نیک کوکھ کی بیٹی تھین جو دبی دبائی رہین بھی دوسری ہوتی تو
آسمان مین تھگلی لگاتی غرضکہ یہان تو عورتین غوغا کر رہی ہین اُدھر گئی سو ملازم بڑی ملکہ کے جو ڈھونڈے
دائی راستہ ہی مین تھی کہ یہ جا پہونچے اور پکارے رہ تو جا او غیبانی مارے جوتیو نکے تجھکو فرش کیا
تو کچھ کام ہی نکیا دائی یہ کلام سنکر گھبرائی اور اُسنے پہچانا کہ یہ سب ملازم ملکہ کی مانکے ہین ملکہ کو لینے
آئے ہین اگر تو نے ذرا بھی انکار دینے مین کیا تو یہ بہت بُری گت بنا دینگے خیر پھر تجھے کیا مطلب
ہی جو اپنی آبرو گنوائے اور نوکرون کی مار کھائے یہ معلوم کر کے گویا ہوئی کہ صاحبو مین تو آپ ہی
ملکہ کو انکی مان پاس لائی تھی میرا کیا قصور ہی تم صاحبزادی کو لیجاؤ بھلا مین اِنکے دشمنون کو
رنج پہونچاؤنگی مجھے کب ہوگا کہ کوئی انکو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے جب اُن نوکرون نے
یہ باتین عذر آمیز سنین ملکہ کو اُس سے لیکر تخت سحر پر بٹھا کر محل کیطرف لیگئے اور دائی شہزادہ
قاسم کو لیکر جانب دربار بادشاہ گئی ملازمان مادر ملکہ نے ملکہ کو محل مین لا کر پہونچایا اور سحر
اُسپر سے برطرف کیا کہ اُسکو ہوش آیا اپنے تئین محل مین اپنی مانکے پایا اور مادر کو سامنے
دیکھا فراق یار سے دم گھٹنے لگا لیکن ضبط کر کے مان کو سلام کیا اور دل تو بھرا تھا ہی
بدنام ہونیکا حیلہ کر کے رونے لگی مان نے اُٹھکر براہ چشم نمائی اور تنبیہ دو طمانچے مارے اور کہا
او مردار بڑا غضب کیا تو نے کہ حرمت مٹادی غیر مرد کو پہلو مین لیکر بیٹھی ملکہ یہ باتین سنکر ایسا
روئی کہ ہچکی بندھ گئی اُسوقت مان نے اُٹھکر گلے سے لگایا پیار کیا ملکہ نے کہا آپنے بھی بے تحقیق
کیے امی جان مجھکو الزام دیا آپ دریافت کر لیجیے جو کوئی بحرمتی ہوئی ہو مین نے تو ترس
کھاکر اُس قیدی کو اپنے باغ مین بلایا تھا دایہ اماّن نے مجھپر یہ غضب ڈھایا کہ چھنال بنایا

اُسوقت سب محل والیان صدقے قربان ملکہ پر سے ہوتی تھین اور کہتی تھین ہی ہی ہماری
صاحبزادی کا لہو پانی اِس مردار دائی نے ایک کر دیا ای لوگو ابھی یہ سن یاری آشنائی کرنیکے
قابل ہی ابھی چھوٹی حضور ہین کیا مین اپنی ایڑی دیکھکے کہتی ہون اِس سال سے تو ذرا
اتنا بھی ہوئی ہین کہ جوان معلوم دیتی ہین کیون ٹری کھلائی ابھی اُنکو میٹھا برس کہان
لگا ہی بڑی کھلائی نے کچھ پورون پر اُنگلیون کے حساب کر کے کہا اس مہینے کی پندرھوین
کو میرے مُنھ مین خاک ہو ستی نہین ہون تیرھوان برس بھر کے چودھوان شروع ہوا ہی
یہ سنکر ایک مغلانی نے ماتھا کوٹ لیا حیرت زدہ ہو کر کہا وِدی بیوی یہ اتنی سی چھوکری
کو دائی نے چھنالا لگایا وہ جو کہتے ہین کہ کڑا لو گو میرے تو سُنکے حواس جاتے رہے حاصل کلام
مان نے ملکہ کی بیٹی کا مُنھ ہاتھ دھلوایا کچھ کھانا کھلایا اِسکو یاد شہزادہ نامدار تھی کھانے
سے طبیعت کو نفرت دلمین محبت یار تھی روتی رہی کچھ کھا لیا اور مُنھ لپیٹ کے چھپر کھٹ پر
پڑ رہی مان نے کہا دیکھو صاحبو میری بچّی کو بخار چڑھ آیا ہی اگر اِسکا ایک بال بھی بیکا ہوگا تو
مین آگ لگا کر اِس گھر کو نکلجاؤنگی کیسی سلطنت مین خاک مین ملاؤن ایسی حکومت کو جہان
میری بچی کڑھے اِس دائی کو وہان صدقہ اُتارون جہان ملکہ کی دائی نے ہاتھ دھوئے
ہون سب انیسین یہ سنکر بسورنے لگین اور پلنگ کے پاس جا کر ملکہ کے پنڈے کو دیکھتی
تھین اور سرد آہین بھرتی تھین انکو تو اِس حال مین رکھیے آب حال دایہ سینے کہ وہ
شہزادہ کو لیکر دربار بادشاہ مین پہونچی اور دارالامارۃ کے دروازہ پر تخت کو اُتار کر شہزادہ کو
ہوشیار کیا اور زنجیر کا سر اکڑ کر اندر دربار مین لائی شہزادہ نے ایک بارگاہ کفر مدار کو دیکھا کہ
کہ ایک بادشاہ کئی زینے کے تخت پر جلوہ فرما ہی تاج کئی سو کنگرہ کا سر پر جسمین لعل و گوہر
صدہا جڑا ہی قبائے قلم کار و زر اندود گلے مین ہی کنٹھا زمرد کا گردن مین پڑا ہی لباس شاہی سے تمام
جسم پیراستہ ہی اور تمام اہل دربار ساحران غدار ہین جنکے مُنھ آنکھ کان سے شعلے آگ کے نکلتے
ہین کرسیان دنگل بیشمار بچھے ہین فرق زنجیر قریب دروازہ کھنچی ہی کچہریان لگی ہین باادب دربار مین
سب حاضر ہین بہت سے پہلوان خود سر ہین اور ایک عیار تیز و طرار بانہ ہائے عیاری سے آراستہ جھولا اسباب
ساحری کا گلے مین ڈالے کرسی پر بیٹھا ہی اس شمع بزم صاحبقرانی نے بیچ بارگاہ مین

ہوکر بطور خدا پرستون کے سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق اور واحد جانتا ہو اور اُسکے پیغمبرؐ کو مانتا ہو سب ساحرون نے یہ آواز جو سنی نہایت برہم ہوئے اور بادشاہ نے دایہ سے فرمایا کہ اُس گیسو بریدہ وشوخدیدہ کو گرفتار کرکے کیون نہ لائی اُسنے کہا مین لاتی تھی آپکی بیوی کے ملازم آکر مجسے چھین لیگئے یہ سُنتے ہی بادشاہ اُٹھا اور اندر محل کے چلا نواب ناظر اور خواجہ سراؤن نے دوڑ کر خبر تشریف آوری بادشاہ بانوے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے سب اپنی کنیزون انیسون وغیرہ کو بُلا کر اپنے پاس استادہ کیا اور فرمایا کہ تم سب آگاہ ہو کہ اسوقت بادشاہ اُس دائی قحبہ کی لگائی بجھائی سے یہان آتے ہین اور میری لڑکی کو پکڑ لیجانے کا ارادہ رکھتے ہین اور وہ نگوڑی ابھی روتے روتے ذرا سوئی ہے تم سبکو میری جان کی قسم بادشاہ اگر ہون سے تون کرین تو سب اُنکے لپٹ جانا اور خوب مارنا اگر تمنے کچھ اس کام مین قصور کیا تو ابھی سر پیٹتی سر پھرا نکلجاؤنگی کنیزون نے عرض کیا ہم سب آپکے تابع ہین اگر آپ خداوند سامری وجمشید سے لڑنے کو کہین تو ہم اُنسے بھی لڑین یہ عرض کر کے وہ سب آمادۂ جنگ ہوئین اور لاٹھی پتھر وغیرہ بعض نے لیے اور بعض نے دست پناہ پھکنی پرانی ہانڈی جلتی ہوئی لکٹی سوختے وغیرہ سنبھالے اور زوجۂ بادشاہ بیچ صحن مین مکان کے فرش خاک پر پاؤن پھیلا کر پائینچے چڑھا کر بال سر کے پریشان کرکے بیٹھی اور سب عورتین گاتیان باندھکر پائینچون مین گرہ دیکر گرد ملکہ کے کھڑی ہوئین اس عرصہ مین بادشاہ داخل شبستان ہوا کنیزون نے تسلیم بھی نہ کی بادشاہ یہ حال محل کا دیکھکر پریشان ہوا بی بی کو اپنی زمین پر بیٹھے دیکھکر دلسے کہتا تھا کہ یہ کونسی آفت گھر مین آئی غرض زوجہ کے قریب آکر بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ صاحب کچھ تمنے اپنی بیٹی کا بھی کرتوت سنا اور یہ اپنا حال کیون تمنے ابتر کیا ہے شاید اس خیال سے کہ مین بیٹی کے عوض تمکو کچھ کہون تو ایسا نہین ہے تم اُس گیسو بریدہ کو میرے حوالے کردو تمسے کچھ واسطہ نہین یہ کلام سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ بیٹھ اُدھر موئے بوڑھے تجکو صدقے اُتارون اپنی بچی پر سے کہ تو نے اُس دائی قحبہ کے کہنے سے میری لڑکی کو مار اُتارا اور ابھی تک بھڑ دے تجکو چین نہین بادشاہ نے یہ جواب نامعقول جو سنا فرط غضب سے آگ ہوگیا اور پکارا کہ بالزادی کچھ تیری قضا تو نہین آئی ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک دوہتڑ زمین پر مارا

کہ ارے تجھ مالزادی کہنے والے کو خاک مین ملاؤن گہری گور مین تو پون تجکو ہی ہے کہ رون تیرا حلوا پکاؤن تو ہو ڈی کاٹے نے مجکو بے وارثی سمجھا ہی اپنی حکومت پر دھمکاتا ہی ابھی طلسم ہوشربا آباد ہی میرے مان باپ بھی جیتے ہین شاہ افراسیاب کو سامری سلامت رکھین وہ شاہ تو میرا حال سنکر ان جھلی ٹھوک دیگا یہ بجا نتا کہ مین ایسی ویسی ہون مین بھی ملک احمر سرخپوش کی بیٹی ہون جو بھائی ہی ملک اخضر سبز پوش کا اور ملک اخضر باپ ہی ملکہ لعل سخندان کا جو شہنشاہ افراسیاب کی منگیتر ہی میرے چچا نے حیرت کو گھر مین ڈالنے سے آجتک بادشاہ کے ساتھ شادی نہین کی ملک گوہر شاہ نے یہ باتین جو بی بی سے سنین غصے مین تو بھرا تھا ہی ایک طمانچہ اُسکے رخسار پر لگایا کہ غیبانی ٹراتی جاتی ہی کیا کریگا وہ افراسیاب میرا بس طمانچے کا مارنا تھا کہ آفت آگئی بی بی نے اور زیادہ پیٹنا شروع کیا ہی وہ بندی رانڈ ہوگئی گوہر مرگیا اُسکی لاش نکلی ادھر تو بی بی پیٹنے لگی اُدھر کنیزین محلکی سب عورتین دوڑین اور کہتی تھین واہ واہ میان تمنے تو مان باپ کی بیٹی نہ بنایا کوئی لونڈی بنائی کہ جب پایا دھن کُٹی کرلیا ایک بولی کہ موئے کے ہاتھ ٹوٹینگے جیتا پٹ سے ہماری بی بی کو مار بیٹھا دوسری نے کہا کہ اسیطرح سامری کرے اسکی بھی ہنڈیان کیسی جائین تیسری نے کہا نا صاحب ہماری بی بی کا ایسے جلاد موے قصائی کے یہان گذر کہان آگ لگا کے نکل بھی جاتین پھر ایک اور اُنہین سے بولی کہ ہان بی سچ تو ہی جب شہزادی کے کبھی مان باپ نے پھول کی چھڑی نہ چھوائی ہو اُسپر یہ مار پڑے تو کہو ملکہ ہی ایسی نیک ساعت کی پیدا اور نیک کوکھ کی جنی تھین جو اتنے دن ایسے ظلمی سے نباہ بھی کر گئین دوسری نے جواب دیا کہ پھر آخر کہا تک کلیجے پر پتھر رکھ لین اور چپ بیٹھی رہین وہ بھی آدمی ہی ہین نچ ہا گیا بول اُٹھین پھر بولین تو آفت آئی بادشاہ نے چار طرف سے جو یہ کاؤن کاؤن سنی ہر ایک کو گھر کا کہ چپ رہو مالزادیو یہ کیا غوغا مچا رکھا ہی عورتون نے کہا تو لیک تو چوری دوسرے سرزوری عذر کرنے سے گئے اور اُلٹے آنکھین نکالنے لگے تو یہان کوئی دبنے والا نہین جیسے ہماری ملکہ کو مارا ہی ہماری آنکھون مین خون اُتر آیا ہی جی مین آتا ہی کہ چھاتی پر چڑھکر دُھائی چلو لہو پی جائین بادشاہ یہ سنکر اُن سبکو مارنے کو پلا وہان تو صلاح ہو کر جنگ پر

سب آمادہ ہی ہورہی تھین بادشاہ کے بڑھتے ہی چارسمت سے عورتین ٹوٹ پڑین
اور لاٹھی پتھر جھکنیان دسپنے پڑنے لگے اور چونکہ یہ سب عورتین ملکہ مذکور کے میکے کی ہین
اور شاہ افراسیاب سے تعلق رکھتی ہین انکو بڑا غرور ہی کچھ خوف اس بادشاہ کی حکومت
کا انکو نہین سمجا یا بادشاہ پر حملہ آور ہوئین اتبو ہائین ہائین لگے لگے مار ہو ئے کو لینا گھیرنا
کی صدا بلند ہوئی اور تڑاتڑ چٹاق پٹاق دھون ہون کیون اور – کی آواز آسنے لگی
بادشاہ ازبسکہ مرد میدان نبرد تھا انکے حملہ کو رد کر کے قریب تر پہونچا اور دو تین کو لات
سے تین چار کو ہاتھ سے دھکا دیکر گرا دیتا اور کہنیان مارتا اسوقت ایک لونڈی کہ ٹھنگنے
قد کی گول بدن سیاہ رنگ سیاہی کی گانٹھ بنی ہوئی کڑوا تیل سر مین ڈالے دوپٹے کی
گاتی باندھے تھی اسنے چمک کر ٹانگون مین بادشاہ کے اپنے تیئن پہونچایا اور اُنثیین دونون
ہاتھ سے مضبوط تھا نیے بادشاہ پکارا اری مالزادی کیا کرتی ہے اری چھوڑ او قحبہ میری جان گئی
ادھر تو وہ کنیز پکڑ کر لوٹ گئی اُدھر بادشاہ گر کر تڑپنے لگا اور اوپر سے عورتون نے بری گت
بنادی تاج کہین گرا قبا ے فرمانروائی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی کسی عورت نے مُنھ مین توے کی
سیاہی بھر دی کسی نے جوتیو نکا ہار بنا کر گلے مین پنھا دیا کسی نے ہانڈی کا گھیرا گردن مین ڈالا
کسینے ڈاڑھی نوچ لی اور خوب مارا جب دیکھا کہ بادشاہ کی جان پر بنگئی ہے اُسوقت اُس کنیز سے
کہا کہ انثیین چھوڑ دے اُسنے چھوڑ دیے سب عورتین سامنے سے بھاگ گئین بادشاہ بھی
جان چھڑا کر اُٹھکے بھاگا اور اُسی حال سے باہر دارالامارۃ کے جو آیا سب اہل دربار ہنسنے لگے
اور بعض مقرب نے دست بستہ استفسار حال کیا اِسنے جھلا کے کہا کیا بیان کرون مین نے
بارہا کہا ہے کہ بیگم کا مزاج بہت برا ہے اُنکا غصہ سامری پناہ نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین یہ
کلام سنکر ایک درباری لطیفہ گو نے چپکے سے دوسرے سے کہا آج ساری حکومت اسمین
ملگئی یہ تو بہ راہ ادب چپکے چپکے باتین کرنے لگے اور بادشاہ نے ہاتھ مُنھ دھو کر لباس تبدیل
کیا اور بموجب مثل نزلہ بر ضعیف ریزد فوراً حکم دیا کہ یہ مسلمان جو قید بیٹھا ہے اِسکو قتل کرو
اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ جلاد قوی تن سامنے آکر حاضر ہوا اور شہزادہ قاسم کو اُسنے برابر
آبر یز کے لیجا کر ریگ کے چبوترے پر بٹھایا اور آمادہ قتل ہو کر کوئلے کا خط گردن پر دیا پھر حکم

پوچھنے سامنے شاہ کے آیا اُسوقت شہزادہ قاسم کو اپنے مرنے کا یقین کامل ہوا جس طرف نگاہ اُٹھاکر دیکھتا تھا سوائے بیکسی و تنہائی کے کوئی یار و مددگار نظر نہ آتا تھا شہزادے نے اپنے عقائد کی تجدید دل مین کی اور کلمۂ شہادت پڑھا اور ازبسکہ خدا کی رحمت سے نا امید نہ تھا

بہ دل سے دعا بدرگاہ کبریا کرنے لگا بصد عجز پکارا کہ نظم

اے خالق بے عدیل میرے
ہے تو ہی بلاؤن سے بچاتا
تو چاہے تو اِس بلا سے چھوٹون

غمخوار مرے کفیل میرے
زندان بلا مین ہون مین محبوس
زندان غم و عنا سے چھوٹون

ہر دُکھ مین ہے تو ہی کام آتا
جینے سے بھی اب ہوا ہون مایوس

یہ دعا اِسکی مستجاب بدرگاہ مسبب الاسباب ہوئی یکایک دارالامارۃ کے دروازے پر غلغلہ برپا ہوا کہ خداوند تشریف لائے بادشاہ سروپا برہنہ مع ارکان سلطنت کے اُٹھکر جانب در دوڑا جلاد کو قتل شہزادے سے منع کرتا گیا وہ کنارے جاکر ٹھہرا آخر شہزادے نے دیکھا کہ ایک مرد پیر کوہر ایک ساحر پُر تزویر

تبعظیم تمام لیے ہوئے آیا کہ اُسکی ڈاڑھی تابہ سینہ ہے یہ اُسکا نقشہ ہے نظم

بیٹھا تھا وہ اُسجگہ جو مایوس
ظاہر مین کمال نیک سیرت
جو راہ نما وہی ہے رہزن
باطن مین تمام دیو سیرت
دنیا کے لیے بنا تھا دیندار
تھا فرق زمین و آسمان کا
نیکی کے حجاب مین بدی سہل

ملتا تھا الم سے دست افسوس
آہستہ خرام نرم رفتار
ہے پردۂ دوستی مین دشمن
گھٹا تھا سجود کا جبین مین
تسبیح کے بطن مین تھا زنار
رہرو کو وہ غول تھا سر راہ
ظاہر مین بلال دل مین بوجہل

پیدا ہوئی در سے ایک صورت
جبہ سر دوش سر پہ دستار
ظاہر مین تو تھا فرشتہ خصلت
پوشیدہ بُت اُسکی آستین مین
کچھ دل مین تھا قول کچھ زبان کا
یوسف کے لیے بناتا تھا چاہ
اُس غول صحرائے گمراہی کو اسکندر

ین ساحری لوگ کہتے تھے اور خدا اپنا اِسکو سب جانتے تھے بادشاہ پاس یہ کبھی کبھی آتا ہے اور ایک ایوان عظیم الشان اسکا بنا ہے وہان رہتا ہے خلقت اِس طلسم کی ہر ماہ مین جمع ہوکر اِسکی پرستش کرتی ہے حال اِسکا آیندہ بیان ہوگا اسوقت بادشاہ نے اُسکو لاکر تخت پر بٹھایا ہر شخص نے خاک پا کو اُسکی آنکھون سے لگایا جب وہ بیٹھا اور سجدہ وغیرہ سے سبنے فرصت پائی ساقی نے جام شراب لاکر دیا وہ پی کر سرخوش ہوا اور شہزادہ پر اُسنے نگاہ کرکے

پوچھا کہ کون شخص ہے اور کس جرم پر قتل ہوتا ہے قدرت کو سب خبر ہے مگر تمسے اسکا حال سننا چاہتے
ہین بادشاہ نے سبب حقیقت شہزادے کی بیان کی خداوند نے حال سنتے ہی کہا کہ تمنے فرمان
بڑے خداوند یعنی سامری کا اپنے دل سے فراموش کیا کہ وہ فرما گئے ہین جہان خون مسلمان کا
گریگا وہ جگہ برباد ہوگی اور باران رحمت ہمارا وہان نہ برسیگا بادشاہ نے فریاد کی کہ یا خداوند پھر
اس گنہگار کو ہم کیونکر قتل کرین اسنے تو ہمارے نام و ننگ کو مٹانا چاہا ہے اُس ثانی ابلیس نے
فرمایا کہ اسکو اپنے طلسم کے بیابان حیرت مین پھنکوا دو وہان یہ آپ ہی بے دانہ و آب تڑپ
تڑپکر ہلاک ہو جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا بادشاہ یہ سنکر اُٹھا اور خداوند کے گرد پھرا قدمونکو
اُسکے بوسہ دیا کہ یا خداوند کار مشکل کا حل کرنا آپ ہی کی ذات پر ختم ہے یہ کہکر تا قربان اور ایک
ساحر اور شمشاد جادو نام کو حکم دیا کہ اس خطاوار کو لیجاؤ بیابان مذکور مین چھوڑ کر چلے آنا
بمجرد استماع حکم بادشاہ ساحران خیرہ سر شہزادۂ نامور کو بزور سحر بیہوش کر تخت سحر پر ڈال کر
روانہ ہوئے یہ تو اُسطرف گئے یہان محل سے خواجہ سرا نے آکر عرض کیا کہ سب اہل دربار اُٹھ جائین
ملکہ طلسم زیارت خداوند کو آتی ہین یہ خبر جو سُنی خداوند نے فرمایا کہ ہم خود اُس بندی کے پاس جائینگے
خواجہ سرا اس کلام کو سنکر پھر گیا محل مین ملکہ نے جب آنا خداوند کا سُنا آراستگی مکان آرایش
اسباب عشرت کرنے لگی سب عورتین نذر بھینٹ تیار کر کے منتظر ہوئین اس اثنا مین شور
مچا کہ خداوند آتے ہین ملکہ مع خادمان محل بہر استقبال گئی زنانی ڈیوڑھی کے قریب ہو کر
سجدہ کیا اور خاک پاے خداوند کو لیکر آنکھون سے لگایا پھر ہمراہ لیکر روان ہوئی سب عورتین
بھی گرد پھرتین تصدق ہوتین ایوان مین لائین مسند پر بٹھایا شراب پلائی ڈاڑھی مین عطر
لگایا نذر مین جواہر بہت کچھ دیا عورات نے محل کی ہار پھول دونے مٹھائیون کے زر نقد
سامنے لا کر رکھا ہاتھ باندھکر اپنی اپنی مرادین مانگنے لگین اُس شیطان نے جو کچھ اُنھون
نے سوال کیا قیافہ سے دریافت کر کے جیسا موقع دیکھا ویسا جواب دیا اس اثنا مین
اسکو خیال ملکہ بنفشہ کا آیا اُسکی مان سے پوچھا کہ ہماری بندی بنفشہ کیا کرتی ہے ملکہ نے
یہ سُنکر رو رو کے تمام حال دایہ کا اور بادشاہ کا بیان کر کے عرض کیا کہ بادشاہ کو حضور
سمجھاتے جائین کہ وہ دختر سے اور مجھسے بدی نکرے یہ کہکر کچھ عورتون سے حکم دیا کہ صاحبزادی

بلالاؤ وہ گئیں اور ملکہ کو بمنت تمام لیکر آئین ملکہ ازبسکہ مسلمان ہو چکی تھی سوچی کہ مجکو سجدہ
کرنا پڑیگا لازم ہی کہ کچھ مکر کرون یہ سوچکر سامنے جب آئی چیخین مار کر رونے لگی مان نے اُٹھکر
گلے سے لگایا اور سامنے خداوند کے بٹھایا یہ گردن جھکائے چپ بیٹھی رہی خداوند نے
اِسکا حال دیکھکر فرمایا کہ سچ ہی لڑکی تمھاری سہم گئی ہی اِسکے ہوش درست نہین ہین یہ کہکر
حکم دیا کہ گوہر شاہ کو یہان حاضر کرو خواجہ سرا وغیرہ دوڑے اور شاہ سے جاکر عرض کیا کہ جلد
چلیے خداوند آپکو بُلاتے ہین بادشاہ محل مین جانے سے ننگ و عار رکھتا تھا مگر حکم خدا سے
ناچار ہو کر داخل محل ہوا سب کنیزین توہٹ گئین کہ ہمنے شاہ کو مارا ہی کیا سامنا کرین اور
زوجہ اُسکی اُسجگہ مُنھ پھیر کر بیٹھی رہی الغرض جب بادشاہ سامنے خداوند کے آیا وہ بہت خفا
ہوا اور بغصہ اُسنے کہا کہ کیون او گوہر شاہ تونے اب بدینی پر کمر باندھی ہی تو نہین جانتا ہی کہ
بڑے خداوند اِستری کا کیا آدر کرتے تھے پشیاب اُسکا پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ باعث زندگی
او رسبب لذت انسانی بھی ہی ای بادشاہ اِسکی پرستش ہر صبح کرنا لازم ہی بخلاف اسکے تونے
اپنی عورت کو ناراض کیا کہ اُسنے ہمسے تیری فریاد کی بس خیریت اسیمین ہی کہ اُسکے پانون پر
گر اور تقصیر معاف کرا بادشاہ کی کیا مجال تھی کہ حکم خداوند کے خلاف کرتا فوراً ہاتھ باندھکر
قدمون پر اپنی بی بی کے گرا اور معذرت خواہ ہوا خداوند نے اُسوقت ملکہ سے فرمایا کہ تم بھی گلے
سے لگاؤ اور خبردار کبھی خلاف حکم اپنے شوہر کے نکرنا ملکہ نے شوہر کو گلے لگایا اور دونون نے باہم
بوسے لیے اور مل گئے پھر تو سب محل کی عورتون کو خداوند نے بُلوایا وہ ہر ایک قدم پر بادشاہ کے
آکر گری بادشاہ نے خطا معاف کی پھر بیٹی کو اپنی گلے سے لگایا اور بہت کچھ نشیب و فراز عالم سمجھایا
بنفشہ نے رو کر کہا کہ اگر اجازت اپنے باغ مین رہنے کی نپاؤنگی اسیطرح رو رو کر جان دونگی نہ پانی
پیونگی نہ کھانا کھاؤنگی خداوند نے یہ سنکر فرمایا کہ ای بادشاہ باغ مین اسکو اب جانے کیون نہین
دیتا وہ مسلمان بیابان حیرت سے کیا نکل آئیگا شاہ نے جواب دیا کہ ممکن نہین جو وہ زندہ رہے
یہ کہکر بیٹی سے کہا اچھا ای فرزند تم اپنے باغ مین جانا ملکہ یہ سنکر ہنسی اور باپ کے گلے سے
لپٹ گئی آخر سب شاد و خرم ہوئے اور خداوند اُٹھکر محل سے اپنے گھر گئے بادشاہ داخل
دولت الامارہ ہوا ملکہ بنفشہ نے اپنی مان کی بلائین لین اور کہا میری اچھی امی جان مجکو باغ مین

جانے دیجیے ماں نے کہا اچھا جاؤ گل و غنچہ سے اپنا دل بہلاؤ لیکن اب کوئی ایسا امر نکرنا جسمین مجکو بولنا پڑے اور تم بھی بدنام ہو اسنے کہا جی نہین اب ایسا نہوگا یہ کہکر سواری طلب کی کنیزون نے سواری بخت سحر تیار کرکے لائین ملکہ سوار ہو کر روانہ ہوئی اور راہ مین تصور شہزادۂ قاسم کرکے گوہر اشک تار نفس مین پرونے لگی اور بیقرار ہو کر یہ زبان پر لائی کہ نظم

الفت کا برا ہو جسنے مارا
ہین دشمن جان حبیب میرے

ہی عشق کا یہ فساد سارا
اس دام بلا مین ہون گرفتار

برگشتہ ہوئے نصیب میرے
اللہ سے ہی امید دیدار

اسیطرح زاری کنان باغ مین جب آئی وحشت نے اُس گلشن کو صحرا بنا دیا جوش گریہ نے اُس گھر کو دریا بنا دیا تیرگی بخت شب دیجور کا رنگ دکھانے لگی اُس ایوان کو سیہ خانہ بنانے لگی یہ سوختہ جان شمع محبت جلانے لگی شمع کا شعلہ بھی اس سے بھڑکا ہوا تھا گز آتش تولتا تھا ہر روزن مکان دیدۂ غول تھا زمان ہجر کے اندیشہ کو بہت طول تھا طالع سے اپنے لڑتی تھی اپنے دلسے رہ رہکے بگڑتی تھی کبھی یاد زلف مین پیش نظر اندھیرا تھا کبھی داغ دل چراغ کی صورت جلتا تھا جیتا ہون سے گھبراتھا کبھی آنسوؤن کا تار باندھکر سمرن ہوتی تھی بناتی اور بہر مرگ استخارہ فرماتی گھر کی شکل نظر مین گور تھی سفیدی رخسار کا نور تھی بستر کو کفن سمجھتی شکن بستر کو اژدر جان شکن سمجھتی جب بیتابی کا زور ہوتا دل بہت مجبور ہوتا تو یہ کہتی نظم

اشکون کا وہ متصل ٹپکنا
گردون سے کیا خطاب و کر
کس کس کو کیا نہ تونے برباد
اتنا تو ہنسی نہ تھی مین زنہار
نکلی تھی کہان وصال کی راہ
بچھڑے ہوئے یار سے ملادے

آنکھین رہین اپنی تر ہمیشہ
دیوار پہ سر کو دے پٹکنا
ای خانہ خراب ای جفا کار
کس کس کو کیا نہ تونے ناشاد
عشرت کا پیا تھا کب پیالہ
ایسا غم ہجر ہی جو جانکاہ
پھر آنکھون کو ہو نصیب دیدار

دو چار گرائے گھر ہمیشہ
بیٹھی جو کبھی ملول ہو کر
گردش ہی تری عجب دل آزار
آنکھون کو بنا نہ بحر زخار
ہی داغ جو دلمین مثل لالہ
جام مئے خسروی پلادے
پھر کان اٹھائین لطف گفتار

اسی بیتابی مین یہ خیال آیا کہ میرے باپ نے خداوند سے کہا تھا کہ مین نے اُس مجرم کو بیابان حیرت مین بھجوا دیا اور وہ ایسی جگہ ہی کہ رہا ہونا وہان سے

ممکن نہین پس وہ ایسی ہی جاے سخت وصعب ہی کہ جہان زندہ رہنا دشوار ہی تجکو لازم ہی کہ اُس سرگشتۂ صحراے الفت کی خبر منگا ایسا نہو کہ وہ شمع حریم صاحبقرانی صرصر صعوبت بیشۂ طلسم سے بجھ جائے اور شیر نیستان حمزہ شکار صیاد اجل ہو یہ سوچکر اُس رسوائی کو طاق نسیان پر دھر دو کنیزون کو اپنے پاس بلاکر چپکے چپکے راز دل سے آگاہ کیا اور بمنت کہا کہ تم مجکو خبر میرے یوسف گم گشتہ کی لادو تو مین تمھاری کنیز ہو جاؤنگی اُنھون نے جب یہ حال اُس زلیخاے مصر عاشقی کا دیکھا پند و نصیحت کو بیفائدہ سمجھکر بدنامی کو گوارا کیا اور تخت سحر سے بناکر سوار ہوئین نام اِن دونون کے شعلہ جادو و شرارہ جادو ہین چلتے وقت ملکہ کو سمجھاتی گئین کہ اپنا حال تباہ نکرو اسقدر نالہ و آہ نکرو ہم جاتے ہین خدا کو منظور ہی تو اُس شیدا کو آپکے پاس لاتے ہین ورنہ اے ملکہ بیت دی جان اگر بگڑ گئی بات + جیتی ہو تو ہوگی پھر ملاقات + ملکہ نے کہا اے مونسان ہمدم و اے رفیقان محرم مین تمھارے ہی آسرے زندہ ہون جلد آنا اگر دیر لگاؤ گی تو مجکو زندہ نپاؤ گی تو جاؤ خداے کریم کو تمھین سونپا یہ سنکر وہ دونون تخت اُڑاکر روانہ ہوئین یہ تو اِدھر سے چلین لیکن اُدھر شمشاد و نافرمان شہزادہ کو اُسی بیابان مین لائے اور تخت سے زمین پر اُتار کر دونون بزور سحر بلند ہوگئے شہزادہ کو سحر سے بیہوش رکھا جب بلندی پر پہونچے رو سحر پڑھکر ہوشیار کر دیا اور آپ روانہ ہوئے یہانتک کہ دربار بادشاہ مین پہونچے اور پہونچا دینے شہزادے کی عرض کرکے اپنے اپنے گھر گئے یہان جب آنکھ شہزادۂ سیاح وشت محبت و قیس نجد اُلفت کی کھلی ایسا جنگل ہولنیز اور وحشت انگیز دیکھا کہ دل خوف سے تھرا گیا تن ناتوان مین لرزہ آگیا دل کو قوی کرکے اُٹھا اور ایک سمت روانہ ہوا دھوپ کی شدت سے بیتاب تھا ایک تو سوز مفارقت سے دل جلتا دوسرے یہ طپش عیاذاً باللہ مُنہ سے سانس لینے مین شرارہ نکلتا گرد اُس صحراے پُرخار کے پہاڑ تھے قلہ کوہ تا بفلک دوار تھے اُنکے پتھرون سے شرر نکلتے ذرہ ہاے کوہ انا اسفل السافلین کا دم بھرتے دامن صحرا دامن محشر کو شرم سے چاک کرتا آفتاب بیابان آفتاب قیامت کو شرمناک کرتا ہر خار پاے دل و رگ جان کے لیے نشتر کانٹون ہی کا کو سوزنک بستر اژدر غارون مین مُنھ کھولے بیٹھے شعلۂ آتشین چھوڑتے ہوا گرم زہر آلود

چلتی کانٹے جلے پھپھولے پھوڑتے بگولے سیاہ بسان دود آہ پیچ و تاب کھاتے دیو بنکر ڈرانے درخت کا کوسون کیا منزلون نام نہین دھوپ بھی ٹھہراتی اُسے بھی آرام نہین اِس شہریار اقلیم جنون کی اُس دشت مین عجیب شوکت تھی فوج یاس والم و حرمان کی بھرتی لشکر تاب و توان و جاہ و حشم کی رخصت تھی شامیانہ غبار صحرا کھنچا تھا آفتاب کا کنول اُسمین جلتا تھا گردش قسمت بسان چتر بلا گردان تخت وہی تختۂ بیابان بیکسی و تنہائی حاضرین دربار مصاحب اور رفیق قدیم خیال یار صحرا کی سائین سائین آواز اِس سرکار کی شہنا نواز وحشت کا ڈنکا بجتا خاک صحرائی کی قبا تن پر آراستہ محتاجی کا تاج سر پر دھرا غولون کے نعرے نقیب کی صدا اِس تجمل و شان سے زار و نالان بگولے کیطرح اُس بیابان مین ہر سمت روان تھا خیال جانان مین سیل اشک بہاتا جب دل جلتا تو یہ زبان پر لاتا فرد لطفت ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون ٭ رحم ای آہ شرربار کہ جلجاؤنگا ٭ یہ پروردۂ مہد ناز و نعمت وہ دشت پر آفت پاؤن مین چھالے حلق مین کانٹے پڑے عجب عالم تھا کہ

نظم

گرمی کی وہ فصل وہ دوپہر ٹھیک
جھونکا تھا ہوا کا شعلۂ غم
رہ دور و دراز کوس کالے
منزل ہوئی سخت راہ باریک
دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
کانٹے کف پا مین اور چھالے
وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم
کپڑے ہوئے تر عرق مین سارے
اس تشنۂ دیدار یار کا پیاس

سے جب حال خراب ہوا بہت بیتاب ہوا اُس دشت مین آب کجا اِسکو دور سے ایک تکلا دریا نظر پڑا اُس سراب کو یہ بحر آب سمجھکر لپکا اور اُسکے پاس جب پہونچا وہ اور آگے لہراتا نظر آیا یہ ایسا بیخود تھا کہ بغیر نشیب و فراز سمجھے قدم آگے بڑھایا جیسے ہی چند قدم چلا اُس بالو مین گھٹنون تک دھنس گیا ازبسکہ صاحب قوت و طاقت تھا زور کر کے جو نکلا ابکی کمر تک سما گیا پھر جو زور کیا سینہ تک داخل ریگ ہوا اُس کشمکش مین تیغہ کمین گرا خود کھسکا اُتر کر رہگیا اس دشت مین جو کسیکو چھوڑتے تھے تو لباس اور اسلحہ بھی اُسکے ساتھ کر دیتے تھے شہزادہ کو بھی اِسی وجہ سے مسلح یہان لائے تھے وہ سب ہتھیار جابجا گر پڑے اور یہ ماہی قلزم شناہی سینے تک جو بالو مین گیا مثل ماہی بے آب تڑپا ابکی بالکل غرق اُس محیط خاک مین ہوا یہ گوہر خزینۂ صاحبقرانی درج زمین مین رکھا گیا یا گنجینۂ بہادری تھا کہ دفن زمین ہوا قارون خزانہ

لبلرزمین مین سمایا تھا یہ تہیدست نقد محبت سینے مین لیے ہمسر قارون ہوا مگر اتنا فرق البتہ رہا کہ وہ
بخیل تھا اِسنے جان تک دی ایسی سخاوت کی الغرض جب بالکل لقمۂ نہنگ بحر ریگ ہوا دل سے
کہا واے ناکامی کشتی حیات گرداب ہلاکت مین پھنسی ساحل نجات اب ہنرلون دور ہی تقدیر سے
لبشر مجبور ہی موج آہ کا بھی روان ہونا دشوار ہی اِی مرگ ناکامی تیرا بُرا ہو نفس و قفس ہا ہو کا ہین
سانس لینا دشوار دوش سے گرتا ہستی کا بار اُس آفت مین نظر با فغان کر دکا نظم

سمجھا کہ ہماری آگئی موت
پہونچے تہِ خاک ہوگئے فوت
ہوتا ہی فشار اب کہان مین
آئے ہین سوال کو نکیرین
خالق سے یہ بار بار خواہش
راضی ہی جو تو تو کیا ہی کاہش
ہی تو ہی تو بے نیاز یارب
ہی تو ہی تو کارساز یارب
تو چاہے تو پار ہی یہ بیڑا
طی ورنہ ہی زیست کا بکھیڑا
تو چاہے تو ہو یہ مشکل آسان
بچ جائیگی مجھ غریب کی جان

اسی کشمکش ریگ و جسم خاکی مین یقین تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے کہ
مالک بر و بحر کو اِسکے حال سقیم پر رحم آیا کنیزان ملکہ جو اسکی خبر کو چلی تھین اِس جنگل مین آکر پہونچین
اور ہر سمت ڈھونڈھنے لگین جب کہین پتا نملا سحر سے بلند ہو کر یک نگاہ کو چار سو دوڑایا
مقام پر ستارہ سا بالو مین چمکتا نظر آیا جب وہان یہ آئین خود شہزادہ کا پڑا دیکھا اور سرا سکے
پڑھین تیغ چمکتا دیکھا سمجھین کہ وہ نہنگ دریاے محبت و عاشقی اِس سراپگاہ مین برنگ حباب
بحر فنا ہو گیا یہ سمجھ کر وہ بیتاب ہوئین اور رونے لگین اور ایسا روئین کہ دامن صحراے
آتش فشان بھگو نے لگین اور بعد زاری نوحہ آغاز کیا کہ ای جوان مرگ و ناشاد
تونے اپنے ساتھ اور ایک نوجوان و نامراد کو غرق بحر مرگ کیا ہاے جب ہم اُس کشتۂ حسرت
و ارمان سے جا کر یہ تیرا حال کہینگے کیا اُسپر گذریگی افسوس کہ وہ زندہ نرہیگی کہ وجب نظم

ہر اکدم تازہ اُسکو اک خلش ہی
سقیم سینہ جاے دل تپش ہی
برنگ لف گہ آشفتہ اطوار
گھے جون نرگس بیمار بیمار
ہی اُسکے حال مین ہر دم تباہی
تپان ہو جیسے خشکی مین ماہی
سُنیگی ہمسے جب تیرا وہ یہ حال
تو جینا اُسکو ہو جائیگا جنجال
نسیم آسا اُڑائیگی بہت خاک
کریگی گل کی صورت پیرہن چاک
اسی اندوہ مین ملتی تھین وہ ہاتھ
غم و رنج و الم بس اُنکے تھا ساتھ

کہ ناگاہ وہ یونس ماہی ریگ طپان ہوا ریگ کو جنبش ہوئی گویا وہ سراب بھی اُسکے غم مین بیقرار تھا

تھی ان کنیزون نے معلوم کیا کہ ابھی تیغ جان زندہ ہے برنگ گوہر غلطان ہے بس بیتابانہ اُڑکر اسجگہ گئین کہ جہان گنجینۂ مراد دفن تھا اور تخت سحر کو پانون کے نیچے رکھکر کھڑی ہوئین اور ہاتھ کیہ مین ڈالکر شہزادہ کا بازو دسرا تھا اور زور کیا کہ وہ ابھرا اور جب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ زمانہ رہائی قریب آیا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے اُسنے بھی اُبھر کر زور کیا کہ تخت سحر پر آگیا کنیزین ابن گنجینۂ آرزو کو پاکر بہت خوش ہوئین اور پنجۂ سحر سے خود و تیغہ وغیرہ اُٹھوا کر تخت کو بلند کیا شہزادہ اس صعوبت سے چور ہاہوا تھا باہر آتے ہی بیہوش ہوگیا کنیزون نے بال و جسم انور سے چھڑائی خود نہایا لباس درست کیا پھر سحر کا ابر پیدا کر کے سر پر سایہ کیا دامن کی ہوا دی اور اپنے لبسر اوقات کے لیے جو پانی کھانا ساتھ لائی تھین آستین سے پانی حلق مین ٹپکایا کہ اُس بیہوش نا وہ ناکامی کو ہوش آیا تخت پر اُٹھکر بیٹھا سجدہ شکر خدا کیا پھر ان دونون سے مزاج ملکہ کا پوچھا انھون نے ماجرا خداوند سکندر بن سامری کا محل مین آنا اور ملکہ کے باپ کو بلوانا بیان کیا شہزادہ ملکہ کی الفت اپنی نسبت معلوم کرکے بیتابیان کرنے لگا اُدھر انتظار کنیزان مین ملکہ مغموم کا بھی یہ حال تھا رباعی

دم یار بر کا ب ہے ہمارا پیارے
ہم درد فراق سے جو گھبراتے ہین
آنا ہے تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہین
گہ روتے ہین گاہ سر کو ٹکراتے ہین

اسی گریہ وزاری مین دیکھو شب غم نے منھ دکھایا دن کا رخ زرد ہوا کسیکے شباب کیطرح ڈھل گیا آخر دود آہ سے عالم سیہ خانہ بنا کہ بموجب نظم

ہر سانس مین سو مقام لینا
دل ہاتھون سے اپنا تھام لینا
اُسپر یہ غضب کہ شام آئی
اندھیرا اداسی چھائی
وہ خوف وہ غم وہ ہجر دلدار
وہ شام وہ آمد شب تار
بستر پہ پڑی تھی یون فسردہ
جیسے کہ پڑا ہو کوئی مردہ
در پردہ شکایتین زبان پر
کہنا اُسے رکھکے آسمان پر
کیون اے ستم و جفا کے بانی
ہو یون ہی یہ مشت خاک بربادی
فرقت مین جو مر گئے تو پھر کیا
ہم جیسے گذر گئے تو پھر کیا
یہ کہکے وفور اشکباری
پھر بستر غم پہ بیقراری

یہ بستر ناکامی پر تڑپ رہی تھی کہ کنیزین شہزادہ کو باغ مین لیکر پہونچین اور ایک خرگہ مین درختون کے اُسکو بطور مخفی استادہ کر کے آپ خدمت ملکہ مین حاضر ہوئین یہ اُنکو دیکھکر اُٹھ بیٹھی اور پکاری کہ بیت اے پیک آستان خبر یار ما بگو

احوال گل بہ بلبل بستان سرا گوید کنیزون نے پہلے کچھ مال کے ادھر اُدھر دیکھ بھال کے شادی گ
ہو جانیکے خیال سے اور ہی ذکر چھیڑا انجام کو چپکے سے کہا کہ ہم اُس عنقائے اوج حسن کو
ڈھونڈھ لائے درختون مین چھپا کر سامنے آئے ہین یہ سنتے ہی ملکہ غش کر گئی کچھ دیر مین
جب افاقہ ہوا اُٹھکر جانب یار چلی کنیزون نے عرض کیا کہ آپ اس باغ مین اُنکو لیکر رہیے گا
کوئی دراندازی پھر آپکے باپ سے جا کر لگا دیگا ایک مرتبہ اُس آفت کا سامنا ہوگا جس سے مشکل
دم بھر کا جینا ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ چند رفیقون کو اپنے ساتھ لیجیے ہم تخت سحر تیار کرین
آپ مع شہزادہ سوار ہو کر ایک سمت کی راہ لین اور بیرون طلسم نکل چلین ملکہ نے کہا کیا
مضائقہ ہی لیکن آنکا بقدم راضی ہونا ہی کنیزون نے کہا وہ فرزند صاحبقران ہین کبھی بھاگنے
پر راضی نہونگے ای بیوی جو اُنکو بھاگنا ہی ہوتا تو وہ آپ سے اس طلسم مین کیون آتے اپنی
جان آفت مین کسلیے پھنساتے اُنسے کہنا اس تدبیر کا بیکار ہی ہم اُنکو سحر سے بیہوش کر دینگے
اور تخت پر ڈالکر منزل مقصد کی راہ لینگے اسنے کہا تم سچ کہتی ہو پھر اچھا تو ہی یہ کہکر صندوقچہ ہائے
جواہر اور اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لیا اور چند رفیقون ہمنشینون وغیرہ کو طلب کر کے
اس راز سے آگاہ کیا وہ بھی سب جلد جلد برائے سفر تیار ہوئین اس عرصے مین ملکہ شہزادہ
کے پاس آئی شہزادے نے اسکو گلے سے لگایا بوسۂ لب و رخسار سے ذائقہ پایا ماجرائے
فراق یاد کر کے دونون روئے پھر وصل ہونے سے شادکام ہوئے ملکہ انھین درختون مین
فرش بچھوا کر بیٹھی اتنی دیر تیاری سفر مین بسر ہوئی کنیزین دونون ملکہ کے پاس آئین اور افسون خوان
ہوئین کہ شہزادہ زانوے ملکہ پر سر رکھکر سو گیا ملکہ نے تخت سحر سے بنوا کر شہزادے کو لٹایا اور آپ بھی
سوار ہوئی کنیزین بھی سحر سے اُڑتی ہوئی ہمراہ ہوئین تخت کو اُڑایا اور صحرا کا راستہ لیا اور تمام
رات رہروی کی صدہا کوس راہ طلسم طی کر گئی لیکن طلسم کا ایسا مقام نہین ہی کہ جسکا جی چاہے
چلا آئے اور مبتلائے بلا نہو صحیح و سالم نکلجائے اس شہزادی رہگرائے طریق الفت و بادیہ نورد
منزل محبت نے ہر چند چاہا کہ باہر طلسم کے جاؤن ممکن نہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ ہر نجم سیارہ طلسم
افلاک سے منھ چھپا کر روبفرار لایا اور شہنشاہ کواکب برائے تجسس فراریان عرصۂ سپہر مین قدم زن
ہوا کہ بموجب نظم

کہ جب بیدار شب سے بھر گیا جی — نظر نے صبح کی صحبت طلب کی
لگے ہونے نظارے سوئے خورشید — اُٹھین آنکھین بشوق روئے خورشید

وقت سحر ایک کوہ بلند پر کنیزون نے تخت سحر کو اُتارا اور آپ بھی اُترین ملکہ نے کنیزون سے فرمایا کہ اسجگہ ٹھہر کر کچھ دیر آسایش کرین اور شہزادہ بھی بہت دیر سے بیہوش ہی ایسا نہو کہ کوئی رنج اسکی جان حزین پر پہونچ جائے اسکو بھی ہوشیار کر دین اب تو بڑی دور نگر سے نکل آئے ہین شہزادہ پھر کر جا ہیے کہ پھر وہین جائے ممکن نہین کنیزون نے حسب الارشاد ملکہ شہزادۂ دیجاہ کو ہوشیار کر دیا اس مسافر صحرائے غفلت کی جب آنکھ کھلی دیکھا کہ پہاڑ پر ملکہ مع چند کنیزون کے جلوہ فرما ہی یہ دیکھکر متحیر ہو کر مستفسر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی ملکہ نے کہا گھبراتے کیون ہو جو کچھ ماجرا ہو گا معلوم ہو جائیگا یہ کہکر کنیزون سے کہا کچھ فرش امکان مین ہو تو بچھاؤ اُنھون نے چادرین سر سے اُتار کر ایک چشمہ کے کنارے بچھائین یہ دونون سالک دشت غربت و محبت وہان بیٹھے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ اے مایۂ نازنین تجکو اُس مقام آفت زا سے کہ دراصل مصیبت خانہ اور غمکدہ تھا لیکر بھاگی ہون اور چاہتی ہون کہ باہر اس طلسم سے لیجاؤن شہزادے نے جملہ کیفیت سے ماہر ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تمنے میری جان اُس گیستان سے بچائی ہی اس سبب سے مین شرمندۂ احسان اور بندۂ کرم ہون ورنہ اس حرکت بیجا کی سزا دیتا خبردار مجسے ربط کر کے کبھی ایسی بات نکرنا اے ملکہ تم دیکھنا کہ میری قضا اگر نہین ہی تو ضرور اس طلسم کو مین فتح کرونگا اور ہرگز مین باہر اس طلسم کے نجاؤنگا اور تم کیا یہان لاکر آفت و مصیبت سے بچ جاؤگی رنج و غم مین مبتلا نہوگی دیکھو تو کہ ابھی فلک شعبدہ باز کیا نیرنگی دکھاتا ہی اور کس کس رنج و غم و آفت مین مبتلا کرتا ہی اور پردۂ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہی اور صانع طلسم کونین نے کیا چاہا ہی یہ فرما کر بعجلت تمام اُس معشوقہ نازک بدن نازنین سیمتن سراپا ناز کے گلے مین ہاتھ ڈالکر پیار کیا ملکہ جو چند گلابیان شراب کی اپنے ہمراہ لیکر چلی تھی وہ کنیزون سے طلب کر کے مصروف بادہ کشی ہوئی کنیزین اُس پہاڑ پر سیر کرنے لگین وہ عجب وقت تھا کہ نور کا تڑکا یونہین سی خنکی چشمہ کا لہرین لینا آفتاب کا نکلتے آنا پہاڑ پر سبزہ کا لہلہانا گلونکا کھلنا ستارونکا میدان فلک سے گم ہونا مطلع صاف صبح کی سفیدی چہ نورانی آبی کا کنارہ نہرون کے کلیلین کرنا پانی منقارون مین لیکر پرون پر چھڑکنا بھریان لینا تھوڑا

پانی مین مارنا اور سیدھے ہونا چوگلا اور کوڑیالا کھلا ہوا جانوران چوپایہ کا جست وخیز کرنا ہرن پاڑھے چیتل نیل گاے وغیرہ کا چرتے پھرنا طائران خوش نوا کا چہچہانا مورون کا چنگھاڑنا چھانا فرش مخملی سبزہ پر فرشی جھاڑ تھین گلون کے کنول روشن تھے بلبلین مغنی سرکار بہار تھین کہ نظم

صحرا مین تھی جوش گل ہی ہر سو
تھی صبح بہار صبح نوروز
چشمے کے کنارے پر برابر
طاؤس کا رقص تھا خدا ساز
چلاتی تھی بلبل آؤ آؤ

پھولون کی چھڑی ہی شاخ اوپر
آتے تھے نظر تمام تھالے
مستونکے لگے ہوئے تھے بستر
تھے طائر خوش نوا نوا سنج
نالہ کوئی با اثر سناؤ

خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز
لبریز شراب سے پیالے
تھی کبک کے قہقہے کی آواز
کھوتی تھی بہار دلکا سب رنج
ایسی بہار مین یہ نئی کیفیت

آشکار کہ معشوقہ گلبدن و یاسمن پیکر زیب آغوش و زینت بر خوف بادشاہ طلسم سے کبھی رخ رنگ رخ زرد دلمین محبت کا درد چاہنے والے کا پہلو نصیب ہم آغوشی حبیب کبھی زلف سونگھنا کبھی لب و رخسار چومنا کبھی گلے ملنا گاہ سنبھلکر گڑون کو درست کرنا گاہ ہنسنا گاہ رونا ایک لحظہ مین تیوریان چڑھ جاتین کمانین کھنچکر طائر دل کے صید کرنے پر لیس ہوتین کبھی باتین برنگ لیلی و قیس ہوتین یہ ہنگامہ راز و نیاز برپا دونون دیار عاشقی کے سر در فرمان روا کہ نظم

پھر آخر بڑھ گئی بیتابی شوق
ہوس بولی کہ مہلت دیتے ہین کب
دکھائے بلا زادہ اپنا جوہر
کھلے کچھ رخنۂ آئینۂ صاف
کہا پاس شرع نے ہان یہی کہا
رہے راحت فراموش وہ عالم

نہ ٹھہری ایک لحظہ کثرت ذوق
اُٹھاؤ شمع ساق نورافزا
صدف کا خونسے مُنہ ہوجائے پھر تر
جمے بطن صدف مین اشک نیسان
ابھی لازم نہین ایسا ارادہ
ہوئین شرمندہ مستی خیز آنکھین

بڑے سینے پہ ہاتھ اور ملگئے لب
مین حاضر پھر توقف کا سبب کیا
سبنے یاقوت یہ بلور شفاف
مبارک یاد دینے آئے ارمان
غرض معشوق و عاشق ہوگئے باہم
جھکین دامن پہ طلب بیز آنکھین

یہ شیرین و فرہاد اس پہاڑ پر سرگرم اختلاط تھے مہیا سامان انبساط تھے کہ فلک کو رشک آیا یعنی پھران بیچارون کو فراق کی مصیبت مین پھنسایا وہ یہ کہ شاہ طلسم کا عیار آہو تک جادو نام کہ عیار بھی ہی اور ساحر غدار بھی ہی اور صبح کو بزور سحر اڑکر تمام طلسم مین پھرتا ہی گرداوری

کرتا ہی جو نئی بات دیکھتا ہی بادشاہ کو اُس سے آگاہ کرتا ہی آج بھی حسب دستور وہ بے شعور
طلسم مین پھرتا ہوا اسطرف آیا اور دور سے پہاڑ پر مجمع عورتون کا دیکھکر بزور سحر ہرن کی صورت
بنکر کوہ پر آیا اور جو کچھ ملکہ و شہزادہ مین ہنگامۂ محبت گرم تھا وہ سب اسنے دیکھا اور غضبناک
ہوا چاہا کہ دونون کو گرفتار کرون مگر شہزادے نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک ہرن ہمکو دیکھ رہا
ہی اسنے تیر کمان مین جوڑ کر سر کیا ہرن چوکڑی بھر کر روانہ ہوا تیر آکر ٹانگ مین ترازو ہوا
اُسوقت تو ہرن نے پر نکالے اور اُڑکر چلا مگر کہتا گیا کہ باش او مجرم ناشاد بڑا غضب کیا
تونے کہ بیت ابھی تو موت سے ناآشنا ہی + مزا ان لذتون کا دیکھ کیا ہی + یہ کہتا ہوا
ایکطرف روانہ ہوگیا ملکہ نے جو یہ ماجرا دیکھا شہزادے سے کہا ای شہریار یہ کوئی ساحر تیرے
باپکا ملازم تھا اب جاکر پدر سے جو کچھ دیکھ گیا ہی بیان کریگا وہ بہر گرفتاری آئیگا ہمکو روز بد
دکھائیگا شہزادے نے فرمایا خداوند عالم مدد ہماری فرمائیگا ملکہ نے کہا ہم اب یہان سے
اور سمت بھاگ چلین اور چھپ رہین شہزادے نے فرمایا کہ ہم اب کہین نجائینگے اور جو تم
ہمکو سحر سے بیہوش کرکے لیجاؤگی تو اپنی جان گنوائینگے ملکہ مضطر ناچار ہوکر چپ ہو رہی
اور ترسناک بیٹھی نہ وہ چہرہ پر بشاشت رہی نہ وہ انجمن آرائی نہ ہنسی نہ دل لگی کنیزین بھی
ہر سمت پھرنا موقوف کرکے ملکہ کے گرد جمع ہوگئین ملکہ یاس سے منھ ہر ایک کا تکنے لگی یہان تو
حالت خوف و رجا مین ٹھہرے ہین اُدھر وہ عیار شاہ طلسم کی خدمت مین اُسی حال زار سے
آیا بادشاہ دربار مین سحر کو شبستان سے آکر بیٹھا تھا امراے دولت حاضر تھے کہ عیار نے تیر
اپنے پانوٗن پر لگا ہوا دکھایا اور ماجراے شہزادہ و ملکہ قسم کھا کر کہ سنایا شاہ کو غصہ آیا اُسیوقت
چند جادوگرون سے فرمایا کہ جاؤ اور اُن مجرمون کو گرفتار کرو دو ساحر آتش بیان و اخگر
زبان جادو اپنے مطیع اور ساحر لیکر روانہ ہوئے اور بزور سحر اُڑکر بہت جلد اُس پہاڑ پر
کہ جہان شہزادہ و ملکہ تھے آئے اور زمین پر اُتر کر نعرہ زن ہوئے کہ باش اے تیرہ
روزگاران تم کہان اب بھاگ کر جاؤگے شہزادہ اُنکو دیکھکر بلارک آفراسیابی کھینچکر اُنکی
جانب لپکا ایک ساحر نے کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ یہ کمر تک زمین مین سما گیا شہزادے کا
یہ حال دیکھکر ملکہ کو تاب نہ رہی گو دپھیلا کر کبھی ساحرون کو کوستی کبھی دعا کرتی اور روتی تھی

شعلہ و شرارہ کنیزین ملکہ کا رونا دیکھکر آگے بڑھین اور پکارین کہ مرلیون ہماری صاحبزادی
تڑپی جاتی ہی خدا انکو غارت کرے اسکی بھولی صورت پر تمھین رحم نہین آتا ہی یہ کہکر شعلہ نے
ایک ناریل اُس ساحر پر سحر پڑھکر مارا کہ جسنے شہزادہ کو غرق زمین کیا تھا وہ ناریل اُس ساحر کے
سینے کو توڑ گیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیرا ہو گیا شہزادہ زمین سے نکلا اور تلوار لیکر اُس
گروہ بدکردار پر ٹوٹ پڑا پہلے ہی حملہ مین دو چار ساحرون کو مار گرایا پھر اور چند ساحرون نے افسون
پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہو کے زمین پر گرا ملکہ کی کنیزین بھی نارنج ترنج مار رہین تھین اور سحر کی
نیرنگیان دکھاتی تھین ہنگامۂ عظیم برپا تھا کبھی روشنی تھی کبھی اُجالا تھا اُسی آفت بیجال
مین آتش بیان نے ایک ترنج شعلہ پر مارا وہ ترنج کو آتے دیکھکر فوراً زمین مین سما گئی
اور پشت پر آتش کے آ نکلی اور ایک تیر آتش کا اُسپر ایسا مارا کہ اُسکی پیٹھ کو توڑ کر سینے سے
نکلگیا اور وہ مر کر گرا اُدھر اخگر اور شرارہ سے سامنا ہوا اخگر نے چکر سحر کا اُسپر مارا کہ اُسکا زخمی ہوا
اُسنے بھی پیکان سحر کا مارا کہ اخگر کا شانہ زخم رسیدہ ہوا اِس اثنا مین اور ساحر فرستادۂ
شاہ طلسم یہان آ گئے فوج بیشمار ساتھ لائے نفیر سحر پھنکی جھانجھ بجنے لگے پر شور مچانے لگے ڈہرو
کچھ اپنی سی گانے لگے ہزارہا ساحران چند عورتون پر ٹوٹ پڑا رائی ماش ہنولون کا چھرا
چلنے لگا ابر سحر بر سایہ پا شکستہ کنیزان ملکہ بھی خوب لڑین لیکن کیا کر سکتی تھین آخر زخمون
سے چور ہو کر گرین ساحرون نے انکو قید سحر مین مبتلا کر کے ملکہ پر بھی سحر کیا کہ وہ بھی بیہوش
ہوئی اِن سبکو اسیر کر کے تخت پر ڈال لیا اور روانہ ہوئے بادشاہ طلسم منتظر بیٹھا تھا کہ جا کر
پہونچے اور تخت پر سے اُتار کر ملکہ و شہزادے کو مع کنیزان سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے
انکو ہوشیار کرایا جب یہ اسیران سلسلۂ محبت ہوشیار ہوے دربار شاہی مین اپنے تئین پایا شہزادۂ
ذیجاہ نے پھر حمد و ثنا خدا تعالی کی زبان پر جاری فرمائی بادشاہ نے سب اسیرون کو حکم
قتل کرنیکا دیا اُسوقت ملکۂ مظلومہ کا عجب حال تھا کہ بال سر کے نقاب رخسار تھے عارض
زرد گلنار تھے پنجۂ مژگان مردم دیدہ کا ماتم کرتے تھے اشک خونی روتی تھی گریبان صبر
چاک دست ستم کرتے تھے دمبدم شہزادہ کو بنظر یاس و حسرت دیکھتی اور فرماتی کہ ہزار جانین
میری تیرے ناخن پا پر نثار ہین ای شہریار مجکو تجھپر تصدق کرین اور قتل کر ڈالین تو خون اپنا

کرتی ہون لشرطیکہ تجکو رہا کردین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے سرمایہ زندگی عاشق کب مجسے ہوگا کہ تجھ ایسے یار وفادار کا مرنا دیکھون جبتک زندہ ہون کبھی تجکو قتل نہونے دونگا اسکے جواب مین خدا ملکہ بلبلا کر یہ فرماتی تھی کہ ہاے تو نے کچھ مزا اپنے شباب کا نپایا میرے سبب تجکو ان ظالمون نے ستایا اب شعر نظم

چھٹا تو ہمسے ہم تجسے چھٹے آہ
مقدر نے وہ سامان ہی دکھایا
کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
کہان مہلت کہ اب منھ سے کہین واہ
کہان ہم اور کہان تو ہائے تقدیر
مزا کچھ بھی نپایا ہائے تقدیر
خدا حافظ ہے اب تیرا چلے ہم
لیے جاتے ہین دلمین ہجر کا غم
جو زندہ رہنا دنیا مین مری جان
لحد پر میری آکر کرنا احسان
چڑھانا پھول مرجھان چھوڑنا
شگفتہ غنچہء دل ہمیشہ کرنا

یہ کلمات حسرت و محبت عاشق و معشوق کے سنکر بادشاہ کمال برہم ہوا اور جلاد سے بتاکید تمام فرمایا کہ جلد تر ان بچاؤن کے جدا کر جلاد بتعجیل مستعد قتل ہوا لیکن اہل دربار بھی ملکہ کے بیان پر زار زار روتے تھے دست بستہ خدمت شاہ مین عرض رسا ہوئے کہ اے بادشاہ بیت مقبول ہو عرض یہ ہماری + سکہ ترا مہر و مہ پہ جاری + اس مجرم کو خداوند بیابان حیرت مین پھنکوا گئے تھے اب نہین معلوم کیا انکی مشیت مین گذرا جو یہ وہان سے رہا ہو گیا ازبسکہ یہ مقدمہ خداوند سن چکے ہین بغیر انکی اطلاع قتل اس گنہگار کو کرنا اچھا نہین و نیز ملکہ کی مادر گر اسیقدر ایک مرتبہ تو ناراض درباب تنبیہ ملکہ ہو چکی ہین ابکی مرتبہ تو یقین ہے کہ اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگی ہم جان نثارون کے نزدیک مناسب ہے کہ خداوند سے اس امر مین اجازت لینا ضرور چاہیے اُنکے حکم سے مادر ملکہ بھی سرتابی نفرمائیگی اور حضور کے لیے بھی باعث بہبودی ہے۔ یہ عرض مقربان بارگاہ سنکر بادشاہ نے اپنے وزیر صدف جادو سے حکم دیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور سب حال عرض کرو اور جو کچھ وہ ارشاد فرمائین سن آؤ وزیر حسب فرمان شاہ بالتوقیر خدمت خداوند مین حاضر ہوکر ہملہ کو اُفت زبان پر لایا خداوند حال سنکے خود سوار ہوکر بادشاہ پاس آگئے بادشاہ نے بدستور قدیم شرائط تعظیم و تکریم ادا کر کے برابر اپنے بٹھایا اس عرصے مین خبر گرفتاری ملکہ محل مین بھی پہونچی ملکہ کی انا دائیان کھلائیان چھوچھو وغیرہ سر و سینہ پیٹنے لگین کوئی کہتی تھی افسوس میری گود کی پالی کسینے کہا ہے بچی تیری جوانی کوئی پکاری یا سامری میری فریاد کو پہونچو میری

صاحبزادی پر سے یہ بلا دور کرو کسی نے کہا ارے لوگو مین کدھر جاؤن ایک بولی ہین اپنی
بلائی کی آلا بلا سے لیکے مر جاؤن یہ حالت مادر ملکہ نے جو اُن سبکی دیکھی چادر سر سے پھینک
بال پریشان کر یہ کہتی ہوئی شبستان سے باہر چلی کہ مین بھی اِس گھر کو پھونکا دیکے سر
بصحرا جاتی ہون اپنی بچی کا مرنا آنکھ سے نہ دیکھونگی جب بادشاہ بیگم اِس ہیئت سے باہر چلی
سب عورتین محل کی روتی پیٹتی ساتھ ہوئین کہرام پڑ گیا ہاے یہ کیسا غضب ہو ای صانع
یہ کیون چھری بیگناہ پر پھیرتے ہو اسیطرح کے کلمات کہتی ہوئین جلوخانۂ ایوان شاہی مین
یہ آئین خواجہ سراؤن نے دوڑ دوڑ کر خبر بادشاہ کو دی کہ بیگم صاحب روتی ہوئی در با مین
آتی ہین یہ سننا تھا کہ بادشاہ نے خداوند کی جانب دیکھا اُس مردود بارگاہ ایزدی نے
حکم دیا کہ ملکہ کو مع اُسکی کنیزون کے قید سے رہا کر کے اُسکی مان پاس پہونچا دو ہم اُسکا
علاج کر دینگے کہ وہ نام بھی اِس مسلمان کا اب نہ لیگی اور اِس گنہگار کو بھی فی الحال قتل
کرنا مناسب نہین اسلیے کہ شہزادی اِسکی عاشق ہے وہ فرط غم سے ہلاک ہو جائیگی جب
مین اُسکا علاج کر دون اُسوقت اُسکو قتل کرنا یہ حکم سنتے ہی ملازمان بادشاہ نے بہت
جلد تعمیل حکم کی ملکہ پر سے قید سحر اُتاری اِس کشتۂ خنجر عشق نے شہزادے سے کہا کہ مجکو
بغیر تیرے رہا ہونا منظور نہین سرکار عشق مین رہائی کا دستور نہین شہزادہ قتیل ابروے یار نے
فرمایا کہ ای ملکہ جو قید غم سے چھوٹا وہی سہی تم رہا ہو کر محل مین جاؤ خدا نے چاہا تو مین بھی چھوٹ
جاؤنگا میری اسیری کا تم کچھ خیال نکرو نظر بفضل خدا رکھو ملکۂ مضطر یہ نصیحت سنکر مصلحت
رہا ہونے مین سمجھکر داخل مخلسرا ہوئی مادر ملکہ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ حضور باہر جاتی ہین
ہم ملکہ کو لاتے ہین وہ انتظار مین قریب در استادہ تھی کہ ملکہ آ کر لپٹ گئی اور رونے لگی
مان نے کہا اری چھوکری تیرے غم نے مجکو جیتے جی مارا ہے تو نے خوب پیٹ سے پاؤن نکالے
ہین شاباش بچی کیا کہنا خوب باوا کا نام روشن کیا اور اماں نگوری کا سر مونڈا ارے
میرے یہان کی لونڈیان بھی نہین بھاگین اور چھنالین مشہور نہین ہوئین نہ کہ بیٹیان
خیر شکر ہے سامری کا یہ بھی نصیبونکا ہمارے لکھا یہ کہتی ہوئی بیٹی کو لیکر اپنی جگہ پر آئی اور
باآسائش رہنے کو جگہ دی اُدھر شہزادے کو ساحرون نے لیجا کر ایک زندان تنگ و تاریک مین

قید کیا گئی ہزار ساحرونکا اُس مکان مین پہرا مقرر ہوا شہزادہ یاد مین ملکہ کی بیقراریان کرتا کبھی درگاہ خدا مین اپنے چھوٹنے کے لیے گریہ وزاریان کرتا اُدھر ملکہ دل ہی دل مین اس گرفتار زنجیر ستم کا غم کرتی ارمانون کا اپنے دل مین ماتم کرتی حال ان دونون وابستگان سررشتۂ زلف وگیسو کا آئندہ بیان ہوگا- اب ذکر سیارہ بن عمرو عیار مذکور ہوتا ہی - کہ یہ عیار نیک کردار جب سرداران شہزادۂ نامدار سے رخصت ہوکر جانب کوہ چلا گھاٹیان پہاڑ کی طی کر کے قلۂ کوہ پر پہونچا وہان ایک حصار بلند نظر آیا ہزار ہا دروازہ اُسمین بنا تھا بیچ مین دروازہ بہت بڑا تھا اور کھلا تھا یہ بسم اللہ کہکر اُس دروازہ مین داخل ہوا اندر قدم رکھتے ہی ایک آواز مہیب آئی دروازہ بند ہوگیا اور سنائی دیا کہ ای اجل گرفتہ ماندی ماندی تا دور قیامت اینجا ماندی عیار نے اس آواز کی طرف کچھ توجہ نفرمائی اور آگے کی راہ لی چند گام چلا تھا کہ ایک صحرا ئے پرخار دشت پُر آزار مین گذر ہوا جہان کی زمین بھی تا لشِ آفتاب سے سیاہ تھی تیرہ بختی مسافران صحرا کی گواہ تھی غار ہر ایک تنور گرم تھا پتھر حرارت سے موم کیطرح نرم تھا ہوائے گرم کے جھونکے ہوائے خاطر مفلسان سے کہین بڑھے چڑھے دل وجگر جلاتے قزاقِ تپ سے رہرو وہان طپش دکھاتے پانی نام کو نہین چشمۂ چشم بھی اشکون سے خالی زبان مژگان سے سوکھی سناتے چٹیل میدان انسان نہ حیوان کف دست کیطرح منزلون کا بیابان بگولے اُڑتے درندے بھوکے پیاسے پھرتے طائر ہوش سرگرم پرواز ہر سمت سائین سائین کی آواز تپش آفتاب سے تمام بیابان تپتا ریت کا ہر ذرہ آفتاب سے ہمسری کرتا کہین کہین جانور جو نظر آتا لخلخا تا پانی کی تلاش مین پھر پھرا تا زبان باہر نکالے تڑپتا کسیجگہ جو ایک دو درخت تھے جلے ہوئے سوکھے ڈنڈ کھڑے تھے اُنپر دو تین چیلین پوٹے ٹیکے آنکھین بند کیے بیٹھی تھین اور ہانپ رہی تھین سوز جگر کی سرد مہری سے کانپ رہی تھین دل ہر فگار جلتا تھا زمین کے قلب سے شعلہ نکلتا تھا ٹھیک دوپہر کو تو وہ جنگل آگ کی ٹھیک بنجا تا دانہ گرتا تو بھن جاتا کہ

ابیات

ٹھیک ہوتی ہی جسگھڑی دوپہر
پر فرشتون کے جلنے لگے ہین

جلنے لگتا ہی دھڑ دھڑا کے یہ دہر
مہر تھے پہ اپنے سجدہ دھر

چیلین کیا انڈے چھوڑ بھاگے ہین
کرے ذرات پر جہان کے نظر

غرض ایسی ہی دھوپ تھی سخت | جن و انسان و وحش و طیر و درخت | ہاتھ اُٹھا کر کہے ہین شل خدایا
وقنا ربنا عذاب النار

یہ عیار طرار پہنیا دے پاؤن مین نرم و نازک باندھکر قدم اُٹھاتے اُس زمین آتش بار کو طی کرتا تھا جب بہت پیاسا ہوتا پانی مشکیزہ سے نکالکر حلق تر کر لیتا اور طلسم کا معاملہ سمجھکر کچھ دعائین اپنے اوپر دم کر لیتا تشنگی اُسوقت کم پاتا دوڑ کر بہت دور نکلجاتا اسیطرح جب دن ڈھلا اور آفتاب کی عرصہ فلک مین دوڑ دھوپ کم ہونے کا وقت آیا اُس میدان گرم سے یہ بھی نکلکر ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ جہان کچھ درخت سبز لگے تھے گھاس بھی ہری تھی چشمہ آب بھی جاری تھا ہوا ٹھنڈی جو اسکے بدن مین لگی جان تازہ جسم مین آئی یہ ایک چشمہ کے کنارے گیا ہاتھ مُنھ دھویا پانی پیا دن جو کم رہگیا تھا سوچا کہ شب بھر اسیمقام پر رہنا اچھا ہی بس وہان ٹھہر کر تماشائے سبزہ زار سے دل پرسوز کو تراوت بخش کرنے لگا دیکھا کہ دور تک درختان سرسبز کے جھرمٹ مین اُنکے نیچے ہزار در ہزار جانور چرتے پھرتے ہین نیل گاے ہرن پاڑھے وغیرہ بیشمار ہرسمت دوڑتے ہین لیکن طرفہ ماجرا ہی کہ وہ جانور کبھی تو کلیلین کرتے ہین اور کبھی ایک مقام پر سب اکٹھا ہوکر شاخین ایک دوسرے سے ملاکر اسیطرح روتے ہین کہ دل سنگ بھی اُنکے رونے پر آب ہوتا ہی اشک کے دریا مین ہر ایک تن اپنا ڈبوتا ہی سیارہ کو اس تماشے کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوا پھر دلمین سوچا کہ یہ مقدمہ طلسم ہی ان جانورون مین کچھ اسرار ہی آگاہ اُس سے پروردگار ہی تم بھی یہان بہیئت انسانی نہ ٹھہرو جانور بنو دیکھو تو کیا خداوند عالم دکھاتا ہی اور فلک کیا بازی تازہ بروے کار لاتا ہی یہ سوچکر کسوت عیاری سے ہرن کی کھال نکالی اور اپنے جسم پر آراستہ کی گھنڈیان قریب سینہ کے لگاکر زمین پر گرا اور ہرن کیطرح جست و خیز کرتا دوڑ نکلگیا پھر وہان سے دوڑکر انھین جانورون مین آکر ملا اور انھین کیطرح گریہ و زاری کرنے لگا وہ دن تو کم باقی ہی رہگیا تھا کچھ ہی دیر مین وہ زمانہ آیا کہ ساکن پیچ اسد نے غار مغرب مین مُنھ چھپایا اور آہوے شب جست و خیز کرکے عرصہ عالم مین آیا

نظم

جو چھم چھم کرکے آیا آہوے شام | بچھایا چاندنی کا ماہ نے دام | بھرے تھے کہکشان نے جست آہ
جتنے انکھین چمکارہے سنگ تارے

سرشام وہ جانور سبکے سب ایک سمت کو جستین کرکے چلے یہ

عیار بھی اُنکے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب کچھ دور جاکر ایک میدان مین جمع ہوئے ناگاہ سامنے سے ایک ساحر سیہ فام پیدا ہوا کہ ہر بُن مو اُسکا مثل شمع کے روشن تھا اور کئی ہاتھ رکھتا تھا ہر ایک ہاتھ مین جھولیان میوے اور شیرینی اور روٹی سے بھری تھین بس اُس ساحر نے اُس میدان مین آکر تھالے بنائے اور اُسمین کھانا میوہ وغیرہ بھر کر آواز دی کہ اے مقیدان طلسم آؤ اور اپنا اپنا حصہ لیکر کھاؤ سب جانور اِس صدا کو سنکر دوڑے اور اُن تھالون مین مُنھ ڈالکر کھانے لگے عیار مذکور بھی ایک تھالے مین مُنھ ڈالکر کھڑا رہا اِس اثنا مین وہ ساحر جب ایک تھالے مین کھانا رکھ چکا جس سمت سے کہ آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا عیار مذکور بھی کھانا چھوڑکر اُسیطرف چلا لیکن اِسطرح سے کہ وہ ساحر تیر بھر فاصلے سے آگے اور یہ جھاڑیون مین چھپتا ہوا اُسکے پیچھے روان تھا صحرا مین چاندنی کی کیفیت تھی کوسون تک چادر نور بچھی تھی کوڑیالا کھلا تھا سبز گھانس پر شبنم پڑی تھی معلوم ہوتا تھا کہ دانہ ہاے مروارید ریشم سبز مین پروئے ہین جانور آواز دیکے چپ ہو رہتے ہین تالاب اور جھیلین برنگ آئینہ مصفا ہین بگلے ایک پاؤن سے بغلون مین چونچ دابے کھڑے ہین مرغابیون کے غول کنارے اور ٹاپوؤن پر بیٹھے ہین قرقرے ایک جگہ پرون مین سر ڈالے کھڑے ہین جنگل سے ایک آدھ ہرن بھی نکل آتا ہے مینڈک جھیل چشمہ مین اُتراتا ہے جھینگر کی جھین جھین سی ٹڈی ٹراتی ہے یہ عیار ہرن بنا اِس کیفیت کو دیکھتا اُس ساحر کے پیچھے دور تک گیا آخر وہ جادوگر پر پیدا کرکے اُڑا یہ عیار ٹھہر گیا اور اِسنے دیکھا کہ اِسمقام پر دو راہین ہین ایک راہ تو وہ ہے جدھر وہ ساحر گیا ہے اور دوسری راہ اُسکے خلاف ہے عیار وہ اُس ساحر کا ساتھ چھوڑ دوسری جانب چلا اور ہرن کی کھال جسم سے اُتار کر ساحر کی صورت بنا پھر کچھ دور چلکر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا کیونکہ کئی پہر کا تھکا ماندہ تھا آرام پذیر ہوا کچھ کھا پی کر لیٹ رہا اور باقی رات اُسی مقام پر بسر کی جب تارے ڈوب گئے بڑے بڑے تارے نظر آنے لگے ہوا سرد چلنے لگی درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے ہرن کی ڈارین دامان کوہ اور پہیڑ سے نکلین جابجا سو سو پچاس پچاس کے غول پھرنے لگے کسیطرف سے پاڑھے کسی جانب سے نیل گائین ظاہر ہوئین کچھار مین شیر ڈکارا ہاتھی چنگھاڑا درختون پر مرغ جھنڈ کے جھنڈ بولنے لگے ڈھیر چہکارے جھیلون پر بگلون نے پھُریری لی مچھلیان دُم مارنے لگین

مرغابیون نے گردنین بلند کین قرقرون نے پرجھاڑے چڑیان غول باندھکر اڑین آفتاب بلند ہوا درختون کے پتے چمکنے لگے ملمع ساز قدرت نے زیور زمردین دشت پر کار طلاء زردی آفتاب فرمایا کہ بمقتضاے ابیات

کہ یعنی جب وہ شب مثل رخ یار
ہوئی پوشیدہ مشتاقونسے اکبار
صدا دینے لگے مرغان گلشن
فروغ صبح پھیلا جیسے دامن

سیارہ نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ ادھر جاؤن یا اُسطرف روانہ ہون اسی خیال مین تھا کہ ایک ساحر کو دہنی جانب سے اِسنے آتے دیکھا دوڑکر اُسکے پاس گیا اور بطور ساحران سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر کہا ای بھائی کہان سے آتا ہوا اسنے کہا یہ بھی آپکو معلوم ہو جائیگا مگر اتنا مجکو تبلایئے کہ جدھر آپ جاتے ہین یہ رستہ کہان گیا ہی اُسنے جوابدیا کہ ای عزیز معلوم ہوا کہ تو اس طلسم کا رہنے والا نہین ہی عیار نے کہا آپنے خوب پہچانا مین حوالی مین اِس طلسم کی رہتا ہون اور پہلے وطن میرا طلسم ہوش ربا تھا بعض امور سے ترک وطن کرکے حوالی مین اِس طلسم کی آرہا از بسکہ مجکو سیاحی کا مزا ہبت ہی اس طلسم مین بھی آگیا اُس ساحر نے کہا تو اِدھر الٹا تم آگئے طلسم کی چار راہین چار سمت کیطرف ہین ایک راہ دریا پر سے دوسری بشتہ حیرت کے پہاڑ پر سے اور دو راہین جو اور ہین وہ ساکنان طلسم ہوش ربا اور دیگر طلسمات کے لیے ہین اور اُن راہون سے جو آتا ہی وہ گویا پشت پر سے اِس طلسم کے آتا ہی تم اُدھر سے جو آئے تو اسطرف کیونکر آگئے شاید راہ بھولکر چلے آئے اور تم ساحر تھے اسوجہ سے بچگئے ورنہ اسیر ہو جاتے عیار نے یہ سنکر کہا ہان مدت سے آوارۂ دشت و کوہ پھر رہا ہون آپ دستگیری فرماکر راہ پر لگا دیجیے اُس ساحر نے کہا ای عزیز جدھر مین جاتا ہون یہ راستہ قلعۂ طلسم کا ہی اور جدھر سے تو آتا ہی یہ راہ شہر جام کی ہی اور حاکم اُس شہر کا عقاب بن جام ہی اور صحراے طلسم مین وہ لوگ جو داخل حصار سے طلسم مین ہوئے ہین اُنکو نیل گاؤ ہرن اُسنے بنا دیا ہی اور ہر شام و سحر کو ایک ساحر کھانا لیکر اُن جانورون کے لیے جاتا ہی جو کوئی نیا وارد نظر آتا ہی اسکو بھی وہ جانور بنا دیتا ہی آپ بھانیے کچھ ہی دور آگے بڑھتے تو جانور بنجاتے خوب ہوا جو مجسے آکر ملے لو آؤ میرے ساتھ قلعہ مین چلو اور میرے گھر پر ٹھہرو ورنہ بادشاہ طلسم کو خبر تمھارے آنیکی ہوگی تو جب بھی قید ہو جاوگے یہان کسی غیر کے آنیکا حکم نہین ہی مالک طلسم

گوہر شاہ ہے اور سکندر بن سامری ہم سبکا خدا ہے مین ایک کام کو شہر جام مین گیا تھا
لیکن زمانہ پرستش خداوند قریب تھا اسلیے جلدی واپس آیا سیارہ یہ گفتگو اُس ساحر کی سنکر
دلمین کہتا تھا کہ خوب ہوا جو تو ہران بنکر اُس صحرا مین ٹھہرا رہا ورنہ وہ ساحر جو کھانا لیکے آیا تھا
انسان دیکھکر تجکو بھی جانور بنا دیتا غرض اُس ساحر کے ہمراہ یہ بھی باتین کرتا روان تھا کچھ ہی
عرصے مین قریب قلعۂ طلسم پہونچا ایک حصن حصین بصد فر و تمکین بنا دیکھا ساحران شیر صورت
و فیل پیکر کا پہرا دیکھا سامنے قلعہ کے جو میدان تھا وہان ہوم خانے بنے تھے اور بہت کچھ
راحت کا سامان تھا سیارہ مع اُس ساحر کے اندر دروازہ کے داخل ہوا از بسکہ روک ٹوک
اول درجہ پر طلسم کے ہے یہان کچھ ممانعت نتھی یہ عیار سیر کنان آگے بڑھا عجب شہر عظیم الشان
آباد دیکھا کہ معمار عقل صناعان وہان کی عمارت دیکھکر حیران ذہن رسا فطرت کا انکی بلندی
دیکھکر سر گردان شہر مین بختہ و ہموار زمین مصفا بسان آئینہ تھیں کہکشان فلک ہر راہ پر دل
و جان سے قربان دکانون کی شانون پر تصدق بروج آسمان رعایا وہان کی جوان حسین
ہر ایک شہریار ملک تزئین دکانین اشیاے عمدہ سے مملو دکاندار ہر ایک خوبرو ہر سمت
مہ جبینون کی طرحداری ناز و غمزہ کی گرم بازاری زلف کا سودا ارزان نظارہ اپنے اوپر آپ
نازان کہین صرافہ کھلا اُسکے جواب مین دوسری جانب بزازہ حسین ہر قسم کا کپڑا نہایت خاصہ
تھا شفق کی اطلس سرخ وہان کی اطلس کے سامنے شرم سے برنگ کتان گلبدن زیب تن
گلبدنان جہان اسیطرح صرافے مین بھی وہ وہ جواہر نایاب کہ جسکے سامنے نگینۂ آفتاب داغی بنا
مہتاب اشرفیون کے سامنے گنج ستارگان فلک کی کیا حقیقت نقرہ کا سفیدی قمر روپیون کے
روبرو کم قیمت یہ عیار سیر کرتا جب چوک مین آیا یہان ہر قسم کا اسباب عمدہ پایا کہین حلوائی کہین
نانبائی کسی جانب کبڑانی سنگنی سرمایۂ حسن و ناز جمع کیے سب بیٹھے ہوئے حلوائیون کی مٹھائی پر
شیرین کامان جہان کی رال ٹپکتی نانبائیون کے کھانون کو دیکھکر نان ہوس سینون کے تنور
مین پکتی کبڑنون کی ترکاریون پر سبز رنگان عالم کا دل برنگ سبزہ پامال ہوتا برابر اساگ
سبزۂ خلد سے مقابلہ کرنے پر تیار تھا کہان تک بیان شہر کیا جائے الحق وہ مقام گلشن
رضوان سے بہتر تھا نظم

غرض سیمین تنون کا گرم بازار
ہوا تھا بہر مشتاقان دیدار
کوئی نقد دل و جان جنون دیتا
کوئی دوکان پہ جاتا لینے سودا
کوئی زرین لباسون پر تھا شیدا
برنگ زر تھی زردی منھ پہ پیدا
کوئی زر دیکے سودا مول لیتا
پریشانی برنگ زلف لاتا

سیارہ کو وہ شہر بہت پسند آیا اُس ساحر ہمراہی سے تعریف کرتا ہوا آخر اُسکے گھر پر آیا اُسنے اپنے مکان کے ایک گھر مین مقیم کیا ہاتھ منھ دھلوایا بوتل شراب کی نکالی سیارہ نے کہا مین اپنے شہر سے شراب لیکر چلا تھا وہ بہت نایاب ہی اُسکو پیو یہ کہکر اپنے پاس سے گلابی شراب کی نکالی اُسکو بھی پلائی آپ بھی نوش فرمائی اپنے ہی پاس سے میوہ مٹھائی نکالکر کھائی آسودہ ہوا پھر سر رشتۂ سخن آغاز کیا کہ ای برادر آپکا نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو مقسوم جادو کہتے ہین اسنے کہا آپ قدیم سے یہین رہتے ہین اُسنے کہا ہان اِسنے پوچھا کہ آپکو تو عجائبات طلسم خوب دیکھنے مین آئے ہونگے اُسنے کہا سب عجیب و اقعون سے یہ طرفہ ماجرا آجکل دیکھنے مین آیا ہی کہ ایک شہزادہ نبیرۂ حمزہ اسطرحسے داخل طلسم ہوا اور ایسی یہ سانحہ گذرا جملہ ماجرا ابتدا سے انتہا تک اِسنے شہزادہ قاسم اور ملکہ کا بیان کر کے کہا کہ اب وہ شہزادہ قید ہی کل روز جشن خداوند ہی شہزادے کو بادشاہ براے علاج سامنے خداوند کے لائیگا کیونکہ خداوند نے وعدہ فرمایا ہی کہ ہم شہزادی کے دل سے عشق اُس مسلمان کا دور کر دینگے یہ ماجرا اس عیار نے سنکر دل سے کہا شکر ہی خدا کا کہ پتا شہزادہ کا معلوم ہوا الحاصل تمام دن اور ایک رات یہ اُس مقام پر مقیم رہا جب دوسرے دن مینائے دہر سے شراب نور ساغر مہر مین لبریز ہوئی اور شب تیرہ مثل عمر دشمن گلشگر گرم توسن درہ بگریز ہوئی کہ بموجب ابیات

جمال صبح سنے کی بارش نور
جبین خاک چمکی مثل بلور
غم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع
جدا پروانون سے ہونے لگی شمع

وقت سحر سیارہ نامور گھر پر بیٹھکر تماشاے بازار کر رہا تھا کہ یکایک صداے نقارہ و دہل کان مین آئی اور خلقت گروہ گروہ ایک سمت جاتے ہوئے دکھائی دی یہ حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی اس اثنا مین اُس ساحر نے آکر کہا کہ ای برادر تیاری کرو آج خداوند کے دیدار کا میلہ ہی تمام خلقت اِس شہر کی اور ہر سمت کی اِس طلسم سے آکر جمع ہوتی ہی مین بھی جاونگا آپکو بھی چاہیے کہ تشریف لیچلیے سیارہ نے کہا میری سعادت ہی بہرسے ایسے مقام پر چلونگا یہ سنکر وہ ساحر اندر مکان کے گیا اور لباس تبدیل کر کے ایک جوڑا

گر و نکا اس عیار کو بھی لا کر دیا کہ تم بھی کپڑے بدل لو اسنے بھی پیرہن بدل لیا اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوئے شہر کی سیر کرتے جب بہت دور نکلگئے ایک میدان کوسون تک کا نظر آیا کہ اُسمین ہزارہا درخت سایہ دار نہایت بلند لگا تھا سایہ زمین پر چھایا تھا اُس سے آگے بڑھکر ایک جھیل پانی سے بھری تھی اُس میدان مین خلقت کا جماو ہوتا جاتا تھا دوکاندار حلوائی بزاز صراف خوانچہ والے کھلونے والے آتے جاتے تھے خیمے استادہ ہو رہے تھے بازارین آراستہ تھین سنگیردن بارگاہین مخملی اور باناتی نصب تھین چوبین انکی الماس نگار سب تھین کلس اُنپر رنگ برنگ کے چڑھے تھے سونے چاندی کے تھے ساحران نامی سرداران گرامی فوج فوج تُمنشون قشون آتے جاتے تھے بلیدار لگے تھے چبوترے بنتے تھے دُکاندار دکان جماتے جاتے تھے بیچو سے پالین راوٹیان کندلے بنگلے کھڑے ہوتے تھے نشان بازارون مین سربلندی دکھاتے تر سول اُنپر چڑھے پرچم اُڑتے ہر پرچم پر تعریف سکندر بن سامری کی تحریر پونے دو سو خداوندان باطل کا وصف تسطیر جھیل کے کنارے چبوترہ زمردین بنا اور اس میدان سے آگے بڑھکر ایک گنبد بہت بڑا سنگ سبز کا بنا تھا آگے اُس گنبد کے باغ لگا تھا گرد باغ کے کٹہرہ کھنچا تھا وہ بھی طلاے احمر کا تھا اندر باغ کے طرفہ بہار تھی صنعت صانع گلشن عالم آشکار تھی خوانان بوستان مثل صالح پاک روش و نیک و پنجہ مرجان رنگ بر دست دعا سے عابد خوشنخو صد برگ مین سبحہ صد دانہ کا شمار جعفری مطیع جعفر نیار نسیم سحر مین متبرک نفس زاہدان کا اثر دفتر قدرت خدا کا ورق ہر برگ شجر سوسن زبان شکر کنندگان داور سہدی برنگ روشنضمیران صاف باطن بوے گل مشام اہل راز کی ساکن غنچہ مثل دلہاے حقیقت آگاہان خاموش قمریون کی زبان پر ضرب حق سرہ کا جوش کلیان صومعہ زاہدان خوشبو سنبل یادکد یور قدرت مین آشفتہ مو سرو آزادبسان تارک الدنیا نہین نہین قمریون کے لیے عشق حقیقی کا زینہ لالہ ہر چند کہ بسان زرلوزہ گر پیالہ بدست لیکن قانع مست پیمانہ الست بلبل وظیفہ خوان عبادت خانہ ٔبہار دیدہ ٔنرگس سے حقیقت بینی آشکار یاسمن و نسترن و نسترن معتقد ہواے فصل آذار کہ

ابیات

خندان ہین اُسی کو دیکھکر گل
اُس گل کو پکارتی ہے بلبل
غنچون مین ہے صورت تفکر

گیا آنکھوں اُسیکا تھا تصور | جاری ہے مئے معرفت جہان مست | گل مست چمن مین ہے جہان مست

وہ گنبد جو سرتاج باغ تھا واقعی سرتاج بہار تھا چرخ مقرنس اُسپر سو جان سے نثار تھا قبہ چرخ اخضر کہنا تو غلط ہے برج فلک چہارم فقط ہے دروازہ اُس گنبد کا بند تھا دروازہ پر رہبان و مغ و کشیشان بیٹھے تھے یاد خداوند سامری و سکندر کرتے تھے جھانجھ و نفیر و ناقوس رکھے تھے گھنٹے ٹنگے تھے عیارہ سے اُس ساحر نے کہا اِس باغ مین چلکر گنبد کے سامنے سجدہ کرو اِسنے کہا جب خداوند کے سامنے جائینگے اسوقت سجدہ کرینگے ابھی ایک مقام پر بیٹھکر میلے کی سیر چلو کرین وہ ساحر یہ سُنکے پھرا اور ایک ٹیکرے پر آکر دونون بیٹھے میلہ جمتا جاتا تھا یہ سیر دیکھنے لگے حسن چمن کا بیش نظر ہوا یہ رنگ دیکھا کہ جادوگرنیان کمسن ساریان ٹسر زرد و بیش قیمت باندھے کہ جس سے جسم نازک نظر آتا ساق کی شمع فانوس پیرہن مین روشن تیڑو اُبھرے چھپائے تن تنین اُنپر ہزارون جوبن ہاتھون پر تھالیان برنجی رکھے جو کئین اُنمین جلائے سوہن بھوگ دھرے لے رکھے سر سے پاتک آب چڑاؤ گہنا پہنے چھم چھم کرتی جھیل کے کنارے آئین اور مثیہ پیرہن نہائین جب غوطہ مار کر اُبھرتین مہر تابان برج آبی سے باہر آتا پیرہن جو بدن مین لپٹ جاتا زیر ناف برج حوت نظر آتا واقعی وہ ماہی بحر حسن و جمال تھین گوہر تابندہ قلزم ہمتا بال تھین ایکطرف توان قمر پیکرونکا مجمع تھا ایک سمت میلہ جمع تھا دکانداروں کی پالین تنی تھین دکانین ہر رنگ کے اسباب و اجناس کی آراستہ اور سجی تھین حلوائی تھالونمین مٹھائی لگائے بیٹھے تھال آفتاب و ماہ کی تھالیون کو شرماتے تھے مٹھائی وہ ذائقہ رکھتی کہ سکندر جیسے آبحیات کے لیے ترستا رہگیا ویسے ہی اِس مٹھائی کو یاد کرکے ہر ایک ترسیگا اور موہنھ چاٹتا رہیگا۔ ایکطرف ترکاری ہر قسم کی ڈھیر لگی کنجڑن اپنا جوبن دکھاتی سیب ذقن اُسکا دیکھکر آسیب دور ہوتا انار پستان کا جو دیکھتا سینے مین جوش محبت ضرور ہوتا شفتالو بوسہ شگفتین کی رغبت دلاتے جامن کو دیکھکر لب مسی آلود اُسکے ہمیشہ یاد آتے۔ ایک جگہ بھنگیڑین اپنا جلسہ جمائے تھین دکانین لگائے تھین بال کے اندر میزون پر حقے رکھے تھے نیچے لگن مین بھیگے تھے بیتائیون مین چلمین کھڑی تھین چرس پر دم پڑتے تھے سالجھا اُنکا سارا جہان شیدا کشمیر پر جو ہو انکا دم فدا یار قند کے گھونٹ تو بار بار پیتے گھونٹ ہی سمجھتے ساقیون کے شربت وصل پیتے پر دم لگتے دف اور دائرہ بجتا مقابلہ سامنے کھلا آئینہ لگا ۱۰

شعر خوانی ہوتی ڈھولک بجتی عاشق تن سامنے اُنکے ٹہلتے عشق کی آگ مین جلتے کہین
تمولنین اپنا رنگ جما رہی تھین سرخروئی جتا رہی تھین عاشقان بے ساز و برگ کو
جانسپاری کا خیال اُن سبزہ رنگون کے وصف مین زبان لال اُگال اُنکے مُنھ کا یاقوت
رنگ بھر عاشقان قوت سرخی لب اُنکی ایسی خوشنما کہ بموجب شعر سرخی لب کے وصف مین
جسنے ؎ ایک مصرع کہا تو خون تھوکا ؎ دکانداروں کا کیا وصف کیا جائے ہر سمت عجب آب اتش
تھی عمدہ زیبائش تھی دکانون کے آگے ٹھنیان اکڑ رہی تھین ہیجڑے ڈھولک بجا کر گاتے
دکان پر اُڑ جاتے راستے کے کنارے فقیر چادرین بچھائے بیٹھے کوڑیان پیسے پھنکتے شعبدہ باز
تخت پر مونڈھے بچھائے بیٹھے تخت کہار ہر سمت اُٹھائے پھرتے ڈھلے بانسری بجتی ترسول
نیسول وہ نکلتے لاگین دکھاتے چاندی سونے کا گہنا پہنے اُستاد کی جے بولتے۔ ایکطرف گلفروش
ہار بیلے کے پکارتے ساقی حقہ پلانے والے کہلاتے ہر ایک کے سامنے حقہ لیجاتے ہر سمت
دھوم دھام خلقت کا اژدحام نگیرے جا بجا تنے نیچے رئیس بنے ہوئے بیٹھے تریل اُڑاتے چلمون
پر دم لگاتے اندر سبھا جھگت سپیر اگر و چلیے وغیرہ کا ناچ ہوتا آپس کی دل لگی شہر ونکا کھانا تکی کیفیت
عیش کا زمانا۔ بہت ساحر لڑکیان کرتے جاتے گنبد کی طرف زمین ناپکر قدم اُٹھاتے امراے عظام
پالکیون پر آتے آگے لڑکون کو بٹھائے کھلونے سامنے خرید کرکے رکھے بہت ہاتھیون پر سوار
پھرتے ہر مقام بلند پر فرش بچھا مجمع ہونکا وہان مجمع بعض مقام پر افیونی بیٹھے گھولا چلتا واہ تانا
ہوتی گئے چھلتے بازارین کو نوالی پیادے گشت کرتے چور بدمعاش گھرتے اسیطرح جب
دن کم رہا یکایک نفیر و بوق کی صدا سنائی دی لکے ابر کے سرخ و زرد روے ہوا پر ظاہر
ہوئے اُنکے نیچے کئی سو تخت چمن بندی کیا ہوا گلزار ظاہر ہوا آگے اُن تختون کے باجے بجتے
بارہ سو ساحر تلوارین کھینچے مرکب پرند سوار گرد تھے اور ایک تخت پر ملکہ گوہر شاہ جلوہ
فرما اور تختون پر ناظمان طلسم مالکان قلعہ طلسم سوار تھے اور انکے ہمراہ کئی سو مشیران سلطنت
وزیران اُبہت اور بہت سی کنیزین جادوگرنیان پوشاکین نفیس و پُرزر پہنے غرق دریاے
جواہر یہ سب آکر ایک میدان وسیع مین اُترے انبوا کابرین شہر ساحران نامی ہر سمت سے
آنے لگے بارگاہ بادشاہ کی استادہ ہوئی خیام عالیشان رؤسا کے نصب کیے گئے بادشاہ

تخت سے اُتر کر کئی سو کشتیان زر و گوہر و جواہر کی ہمراہ لیکر برائے دیدار خداوند چلا اسکے ہمراہ
تمام امیر و وزیر روانہ ہوئے اور اُسی باغ مین آکر جب قریب گنبد پہونچے پجاریون نے گنبد کا
دروازہ کھولا اندر گنبد کے تخت بہت بلند بچھا تھا جواہر دوز مخملی چادر سے منڈھا تھا اُس تخت پر
وہی بچہ شیطان سکندر بن سامری بیٹھا تھا گرد تخت کے چوکیان صندل کی اور سنگ موسیٰ
وغیرہ کی بچھی تھین اُنپر بت پونے دو سو خداوند رکھے ہوئے تھے بعض کے نام اُنمین سے لکھے
جاتے ہین۔ بیتا بیتا دم غبیثا۔ نوری گائے کا بچھڑا۔ گوسالہ سخنور۔ ثمرات سخنگو
بقیا زرین تن۔ تابوت معلق۔ صندوق معلق۔ سلات۔ منات۔ لقا
فرعون شاہ۔ نمرود شاہ۔ شداد شاہ۔ لوٹم لوٹک۔ جھوٹم جھوٹک سامری
جمشید۔ وغیرہ اور ان سبکے گرد عود سوز و اگر سوز رکھے تھے بخور رہوتا تھا بادشاہ اور سب
اُمرا نے ان سبکو سجدہ کیا پھر سکندر کو سجدہ کرکے نذر چڑھائی اور ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑے رہے بعد کچھ دیر کے اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی عرض کرنے لگے خداوند نے
حسب موقع ہر ایک کو جواب دیا بادشاہ نے عرض کیا کہ یا خداوند میری دختر کا علاج فرما دیجیے
کہ اُس مسلمان کا عشق اُسکے دل سے جاتا رہے اُس ابلیس زادے نے کہا آج کل مخلوق
کو ہم اپنا دیدار دکھائینگے اور اُنکے مطالب بموجب اپنی مشیت کے بر لائینگے کل تو اپنی لڑکی
کو لانا اُسکے لیے تدبیر معقول کیجائیگی ایسی کہ وہ بالکل اچھی ہو جائیگی بادشاہ نے یہ سنکر سجدہ کیا
پجاریون نے سنکھ اور نفیر اور گھنٹے بجائے جے جے کا شور ہر سمت سے بلند ہوا بادشاہ گنبد سے باہر آیا
اب ہر شخص میلے کا آنیوالا اندر گنبد کے جانے لگا پوجا کرنا شروع ہوا نذرین چڑھنے لگین ہزارہا
روپیہ اور دونے مٹھائیون کے چڑھ گئے ہار پھول کی وہ کثرت ہوئی کہ تمام باغ کے درختون مین
صدہا ہار لٹکتے تھے اور گنبد کے آگے پھولونکا انبار لگا تھا کرے بھیڑ وغیرہ ہزارون چڑھائے تھے
ہر پجاری کے آگے دونون کے ڈھیر لگے روپیہ اشرفی بیشمار پڑے تھے گنبد کے ایک طرف
سے پرساد یعنی تبرک تقسیم ہو رہا تھا عورتین ہاتھ باندھے گنبد کے در سے دور تک استادہ
تھین بعض گھنڈوت کرتین بعض آنکھین بند کیے خداوند کے دھیان مین تھین اسی پوجا پاٹ مین
وہ دن آخر ہوا اور آفتاب مثل گوہر شاہ گنبد فلک اخضر سے باہر آکر بارگاہ مغرب مین گیا

اور مجمع کواکب و سیارگان برنگ سیاحان میلہ گنبد افلاک مین بہر پرستش خداے یگانہ آیا نظم

پڑا جب خیمہ دن کے پردۂ شب
بڑھا صحن فلک مین غل کوکب
پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
چراغ شام کا روشن ہوا تمام

شام کو بادشاہ مذکور تو اپنی بارگاہ مین بیٹھکر میلے کی سیر کرنے لگا
اور تمام میدان مین چراغون کی روشنی ہوئی طبلون کی آواز دور تک ٹھیکا کھانے لگی غوغاے مردمان
سے سارا طلسم پر ہوگیا کچھ لوگ پھر کر گھر جانے لگے کچھ اسطرف سے آنے لگے کوئی ہمراہی کو
اپنے پکارتا تھا ارمیان کسطرف ہو کوئی اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ رہا تھا رنڈیون کے ڈیرون مین
تماش بینونکا جماو تھا داد عیش دیتے تھے جھیل مین کنول جلا کر چھوڑ دیے تھے تیرتے تھے
بھنگیڑونکی دکان کے سامنے مہتابین چھوٹتی تھین کسیکا کچھ گر گیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا کہین
جھگڑا قضیہ ہوا تھا لوگ دوڑتے جاتے تھے سرکاری ملازم پھر رہے تھے طول تقریر کیا ہے
عیار نے بھی اندر گنبد کے جا کر اُس ساحر کے ساتھ جملہ کیفیت ملاحظہ کی اور اُس سے کہا کہ اے
برادر تمھارے سبب سے آرام بھی پایا اور سیر بھی خوب کی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہانسے ہمارے
شہر کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا ہم بھی اُسکے ساتھ چلے جائینگے اُس ساحر نے کہا واہ صاحب
ایسی ہمرہی تو بیجا ہے اور دو چار دن تشریف رکھیے اِس میلے کے آنیوالے کئی دن رہتے ہین
جلدی کیا ہے چلے جائیگا عیار نے اُسکا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اُسکے ہمراہ مکان پر اُسکے آیا
اور بعد فراغ اکل و شرب جب وہ گھر مین جا کر سو رہا یہ وہان سے اُٹھکر باہر آیا اور میلے کیطرف چلا
جب آبادی شہر سے نکلکر قریب اُسی میدان کے کہ جہان میلہ تھا ہو پہنچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر
موم بتی روشن کیا اور آئینہ سامنے رکھکر ایک عورت نہایت شکیلہ کی ایسی صورت بنا طرۂ
زلف مشکفام نے یہ طرہ کیا کہ فرمان خوشبو جاری فرما کر چین و ختن سے خراج لیا روے منور نے
وہ نور پیدا کیا کہ سکۂ مہر و ماہ کو کھوٹا کر دیا آئینہ کو حیران بنایا حلب سے باج لینا چاہا پیشانی نے
یہ فوق پیدا کیا کہ شمع طور کو بجھا دیا شعلۂ حسن مہ جبینان کی سرکشی کو مٹا دیا ابروے خمدار نے
وہ بانکپن ظاہر فرمایا کہ زاہدون نے محراب اطاعت مین اُنکی جبہ کایا تیر نے گوشۂ کمان مین گوشتی
کار کے لیے چلہ بیٹھنا چاہا آنکھین عین حقیقت خود بینی سے آگاہ تھین الف مابین لفظ ماہ کا ن
جوہری حسن کی معدکان لب سرخ غیرت بخش لعل بدخشان دانتون کی چمک تک پر گوہر غلطان

لوٹ ہیرے کے دل پر چوٹ سیب ذقن کا رنگ دیکھکر سیب قمر داغی گردن کی خوبی دیکھکر صراحی کا قلب خالی بر و دوش لطافت سے ہم آغوش سینہ پر چھاتیان دل عشاق کو بیتاب بناتیان حباب بحر نور بھٹنیان کنول کے پھول پر زنبور غرض ہمہ تن بصورت حور حسین کی کان جوہری دل عاشق کی جان

غزل

شراب خوردہ و خوی کردہ میشدی بچمن
فریب چشم تو صد فتنہ در جہان انداخت
ببزمگاہ چمن دوش مست بگذشتم
صبا حکایت زلف تو در میان انداخت

خمی کہ ابروی شوخ تو در کمان انداخت
کہ آب روی تو آتش در ارغوان انداخت
ز شرم آنکہ بروی تو نسبتش کردم
کہ از دہان توام غنچہ در گمان انداخت

بقصد جان من زار ناتوان انداخت
بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد
سمن بدست صبا خاک در دہان انداخت
بنفشہ طرہ مفتول خود گرہ میزد

جب اس شکل و شمائل سے بسان ماہ کامل درست ہوچکا ساری زردوزی باندھکر دوپٹہ شبنم کا اوڑھا آنکھون مین سرمہ دیا لبون کو مسی آلودہ کیا مانگ مین سیندور بھرا دست و پا کو مہندی سے رنگین کیا مرصع کار زیور کانون مین اور باقی موقع و مناسب سے طلائی و نقرئی پہنا بڑی تھالی مین چومک آٹیگا جلاکر رکھا مٹھائی اور کچھ روپے رکھکر تھالی اٹھا کر چھم چھم کرتا چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ **بیت** راہ چلتے ہو تو مردے ہین تکلم کرتے + زندہ اعجاز مسیحا کو ہو اب تم کرتے + اسیطرح میلے مین پہونچکر جہان مجمع نوجوانون کا دیکھتا انھین مین سے ہوکر نکلتا اکیلی عورت رات کا وقت ایسی حسینہ یارون نے جو اسکو دیکھا لگا ڈٹین کرتے ہوئے ساتھ ہوئے کوئی کہتا واہ اتنا غرور بیجا ہے کسی نے کہا یہ مرادون کی گٹھری کہان دیکھیے کھلتی ہے ایک نے آوازہ کسا کہ دیکھا چاہیے یہ نقد الفقد مال یہ دولت کسکو ملتی ہے دوسرا پکارا ذرا ایک نگاہ ادھر بھی تیسرا بولا یہ دل حاضر ہے اور جگر بھی کسینے کہا منہ پھیر کر ہنس دینا پھر ایک قریب آکر گویا ہوا ارے او ظالم نگاہ محبت سے ہان دیکھ لینا بعض جو معزز شریف کے لڑکے نئے بگڑے ہوئے تھے وہ معقول گفتگو سے پیش آکے کسینے کہا اے دولت بیدار کیا گنجینۂ شرم وحیا تو نہ لٹائیگی اور نقد دل ہمارا ہی لیجائیگی ایک مجھی تیری بہت اچھی ہوگی ذرا ٹھہر جا میری پیاری مجھ رسیا کو اپنا مزا چکھا کوئی دوہا پڑھنے لگا کوئی شعر عاشقانہ زبان پر لایا کہ **بیت** نہ جیا تیری چشم کا مارا + نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا + ایک نے بحسرت و یاس کہا کہ **فرد** نہ تھی توفیق اگر بوسے کی تو اتنا ہی کہدیتے + جو آیا ہے تو خالی تو نہ پھر دشنام لیتا جا + پھر دیکھے

نے یہ شعر پڑھا کہ شعر صد شکر کہ مرنے کا خلش اُٹھ گیا دل سے ٭ جب سے ہوئے پیدا ہم
اُسیدن سے مرے ہین ٭ اُس نازنین نے جب یہ کلمات عاشقانہ سُنے ناز و غمزہ کے لشکر کو
اُن جوانون پر حملہ کرنیکا حکم دیا یعنی کبھی تیوریان چڑھا کر آستین برہن ہستی کو چین بجبین کر دیا
گاہے نگاہ قہر زا سے خرمن دل پر برق بلا کو گرا دیا شہید خنجر نظر کیا کبھی ہنس کر نمک خندہ سے
زخم جگر کو آلہ کیا لیکن سخنان شیرین سے لبہائے شکرین کو نہ آشنا کیا دہن بے نشان کا پتا
ندیا اسیطرح اُن جوانون کو جلو مین لیے یہ شہریار ملک حسن و جمال قریب گنبد خداوند پہونچی
وہ مجمع عشاق وہان اِس امید پر ٹھہر گیا کہ جب یہ بت رعنا پرستش خداوند کی کرکے باہر آئیگی
اُسوقت اِسکو رام کرینگے غرض یہ تو ٹھہر گئے اور وہ قریب در گنبد پہونچی رات چونکہ زیادہ
آچکی تھی پجاریون نے گنبد بند کر دیا تھا پوجا ہو چکا تھا جو لوگ باقی رہگئے تھے وہ دوسرے
دن پوجا کرنے کو ٹھہرے ہوئے تھے جب یہ عیار دروازہ کے پاس آیا پجاریون نے کہا
پھر جا کہ یہ وقت خداوند کے آرام کرنیکا اور عرش اعلی پر جانیکا ہے اِسنے کہا مین شکوہان
ٹھہر نہین سکتی اِسیوقت گھر جاؤنگی تم دروازہ کھولدو خداوند میری آواز سنکر عرش پر سے
فرش پر اُتر آئینگے مجکو بلا کر آپ کیا فلک اعظم پر چلے جائینگے پجاریون نے کہا تمکو کیا خداوند
نے بلایا ہے اِسنے جواب دیا مین لیٹی ہوئی تھی کہ یکایک آپ ہنستے ہوئے گئے اور کہا جلد
ہمارے پاس آ کہ تجھ بغیر ہم بچین ہین یہ سنکر مین حاضر ہوئی ہون تم نجانے دوگے تو مین شکایت
تمھاری خداوند سے کرونگی پجاری یہ کلام سنکر ڈرے اور ایک اُنمین سے اندر گنبد کے گیا
سکندر گنبد کے ایک مقام عمدہ مین جواہر نگار پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور جاگتا تھا سونے
اور آرام کرنیکا اِسکے یہ مقام تھا کہ پشت پر اُس بتخانے کے جہان تخت بچھا تھا واقع ہوا
تھا دروازہ بتخانے مین یہان آنے کے لیے لگا تھا اُس پجاری نے اُسی در کے قریب آ کر آہستہ سے عرض کیا
کہ یا خداوند آپ جاگتے ہین خداوند نے اُسکو پاس بُلایا اُسنے حملہ جال زن یا حسن و جمال کے آنیکا عرض کیا خداوند نے
اپنی کرامت ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بندی قدرت سچ فرماتی ہے ہان ہمین نے اُسکو یاد کیا
ہے جا جلد اُسکو بھیجدے پجاری اُسیوقت باہر آیا در گنبد وا کیا اور اُس نازنین سے کہا آؤ تو
بندی مقبولۂ خداوند ہے یہ عیار تھالی سنبھالتا اندر گنبد کے پہونچا ہر ایک چھوٹے بڑے

بتون کو دیکھتا ڈنڈوت کرتا یہانتک کہ پشت تبخانے کے در پر آیا پجاری اسکو اندر اُسی گنبد
کے پہونچا کر آپ پھر گیا اور یہ جو دروازہ سے نکلا ایک دالان مین فرش بچھا تھا شمعہاے
مومی وکافوری روشن تھین خداوند پلنگ پر لیٹے تھے سامان عیش و راحت مہیا تھا یہ صورت
دیکھکر اِس عیار نے گرد پلنگ کے آکر پھرنا شروع کیا اور دوپٹہ رخ سے ہٹا کر روے منور اپنا
خداوند کو دکھایا ایسی صورت یہ بنا تھا کہ اُس گبر نے ہرچند کہ ہزارون پری پیکرون کو دیکھا
لیکن ایسا حسن دلفریب اُسکی نظر سے نہ گذرا تھا شکل دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو گیا اور پلنگ
سے اُٹھکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کھینچکر پاس بٹھایا اُسنے ایسی نشیلی نگاہ سے چہرہ خداوند کا دیکھا اور اِس
ادا سے شرما کر سر جھکایا کہ خدائی کو خداوند کی خاک مین ملایا میخانۂ چشم سے وہ ساغر بیخودی
پلایا کہ اُس پیر فرتوت کو نوجوانی کا مزا دل مین سمایا پاس بٹھاتے ہی لپٹنے لگا خرمستی کرنے لگا
اُس صنم نے اپنے خم ابرو کی محراب کا ساجد بنا لیا اُسکے لپٹنے سے اپنے سسکی بھر کر کہا یا خداوند
مجکو اور بات یاد کرکے ڈر معلوم ہوتا ہے میرا ابھی سن کیا ہے خداوند نے کہا اے مایۂ ناز بیت
مجھے بن یاد تیرے دم گذرتا ہو تو کافر ہون + سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون +
اُس شعلہ رو نے ہنسکے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ منھ پر خداوند کے مارا اور کہا بیت عبث
تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا + قسم خدا کی ترے دل مین اب وہ پیار نہین + خداوند نے
اِس بات کو سنکر منھ بڑھایا اور بوسۂ لب شیرین لینا چاہا اُس غنچہ دہن نے منھ ہاتھ سے ہٹا دیا
اور آہ سرد بھر کر کہا ہرچند کہ اسوقت خداوند کی منظور نظر ہون مگر میری قسمت ایسی ہے کہ آپ بھی کچھ دیر
مین خوار و بے اعتبار کرکے نکالدینگے خداوند کو اِسکا رنج کب گوارا تھا گویا ہوا کہ اے باعث
خدائی و زندگی من گو مین تمام عالم کا خدا ہون لیکن تجھ ایسے بت کا بندہ ہون کہ شعر فداے
پیرہن چاک ماہرویان باد + ہزار جامۂ تقوی و خرقۂ پرہیز + یہ کہکر اُس ماہرو سے لپٹ گیا وہ
لبسان حوصلۂ خاطر آغوش سے تڑپکر نکلی اب ہنگامۂ اختلاط جانبین سے گرم ہوا کبھی معشوقہ
عاشق ہم بغل خیال ہجر سے دل مین مخل گاہ وہ نازک بدن بانہین گردن مین حمائل کرتی کبھی
خنجر ابرو سے غصہ جتا کر گھائل کرتی کبھی عاشق منت کرتا پاؤن پر سر دھرتا معشوقہ کبھی نیچی
آنکھین کرکے شرماتی نیرنگی چشم فتان گردش دوران کا رنگ دکھاتی کبھی عاشق زانو سک کرتی

پستان پر ہاتھ بڑھاتا یہ سسکی بھر کر رہجاتی اسی اختلاط مین جملہ کیفیت خدائی کر نیکی اس
معشوقہ پُر فریب نے اُس دغاباز سے دریافت کی اور انگیا سے عطر بیہوشی کی شیشی نکالی
اور اپنے جسم مین عطر ملنے لگی خداوند نے کہا ہمین نہین اسنے انگوٹھا دکھا دیا وہ بیتابانہ لپٹ گیا
اسنے بھی گلے مین باہین ڈالدین اُسنے خوب سینہ و رخ و شکم پر مُنھ اپنا رگڑا خوشبوے
عطر نے دماغ مین اثر کیا سر و پا کی کچھ خبر نرہی بیہوش ہوگیا عیار طرار نے بجالاکی اُٹھکر اُس
مکان مین تلاش کرکے ایک صندوق بہم پہونچایا اور اُسکے کپڑے اُتار کر پہنے رنگ و روغن
لگا کر اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو صندوق مین لٹا کر ٹپی بیہوشی کی ناک پر باندھ کے
صندوق کو مقفل کر دیا اور ایک کوٹھری مین اُٹھا کر رکھا کوٹھری مین بھی قفل لگا دیا جب
اس امر عظیم سے فرصت پائی پلنگ پر خداوند کے لیٹ رہا اور بآرام تمام سو یا گیا جب
عیار دہر نے صندوق مغرب وا کرکے خداوند سیارگان کو نکالا اور حجرہ عدم مین کواکب
ظلمت شب کو بند کیا نظم

سپہر نیلگون نے ڈھنگ بدلا
روش عیار کی پھر رنگ لایا
اُٹھا پھر روے شب سے پردہ شب
در آیا مہ میان برج عقرب

وقت سحر خداوند نقلی بیدار ہوئے پجاریون نے اگر ڈنڈوت
کی اور گنبد مین لاکر تخت پر بٹھایا خداوند نے ارشاد فرمایا کہ شب کو ماہ دولت نے ایک حور
اپنے پاس سُلانے کو بلائی تھی اب اُسکو جنت مین بھیجدیا ہے پس اپنا بھی دل اُسکے پاس
جانیکو چاہتا ہے پجاریون نے عرض کیا انکو پھر اُسکو بلوا لیجیے گا آپکے جانے سے سب بندے
محروم رہجائینگے دیدار آپکا نپائینگے خداوند نے کہا اچھا بادشاہ طلسم کو حاضر کرو آج ہم اُسکے
مقاصد پہلے پورے کرینگے یہ حکم سنکر ملازمان دیرہ دوڑے گوہر شاہ کو خبر دی کہ جلد چلیے نصیبے
نصیب آپکے کہ خداوند نے آپ کو طلب کیا بادشاہ مع ارکان دولت کے کشتیان نذر
و گوہر کی ہمراہ لیکر جانب گنبد چلا اُدھر پجاریون نے گھنٹے ناقوس ڈنکے بجائے ہر ایک خبردار
ہوا کہ خداوند تخت خدائی پر آئے جوق جوق زن و مرد سامنے گنبد کے آنے لگے دروازہ
گنبد کا کھلا درشن سبکو نصیب ہوا اُدھر وہ ساحر جسکے گھر مین سیارہ مہمان رہا تھا صبح کو
مقام عیار ندکور پر آیا اُسکو نپایا سمجھا کہ وہ کل ہی سے جانے کو کہتے تھے شاید رات کو چلے گئے

الحاصل لباس تبدیل کرکے خداوند کا دیدار دیکھنے تنہا روانہ ہوا اور جب نقارۂ دیر بجا وہ بھی سامنے آکر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا سیارہ نے اُسکو پہچانا اور اُن ساحرونکے کیش و مذہب خندۂ دندان نما کیا اِس اثنا مین بادشاہ طلسم سامنے حاضر ہوا اُسکو اندر گنبد کے طلب فرمایا اُسنے آکر تخت خداوندیکا طواف کیا پایۂ سریر کو بوسہ دیا نذر چڑھائی پھر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ اپنا مطلب لی بیانکر دریاے رحمت میرا اسوقت جوش زن ہے سب تمنائین تیری پوری کرونگا بادشاہ نے یہ سنکر براے صحت دختر دعا کی خداوند نے فرمایا کہ ہمنے اُسکو شفاے کامل عطا فرمائی شاہ نے اِس عنایت کو دیکھکر سجدہ کیا اور بار دیگر شہزادۂ قاسم کے قتل کرنے کو یاد دلایا خداوند نے فرمایا کہ اُس گنہگار کو یہان حاضر کر ہم اپنے سامنے اُسکو ذبح کرائینگے بمجرد حکم کاربردازان سلطنت دوڑے شہزادۂ مذکور کو قید خانہ سے نکلوایا تخت سحر پر ڈالکر ہزارہا ساحر حصار کیے افسون پڑھتے ہوئے سامنے خداوند کے لائے خداوند کی جب نگاہ شہزادہ ذیجاہ پر پڑی حال زار اُسکا دیکھکر آنسو بھر آئے دل مضطر نے بیتابی کی یہ عالم نظر آیا کہ بال سر کے بڑھ گئے ہین آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین صورت سے پریشانی کا اظہار دل مین یاد گیسوے یار ہے پیرہن بھی میلا کچیلا ہے ماہتابان سپہر صاحبقرانی سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہے یہ پروردہ مہد ناز و نعمت یہان قید کی آفت دلمین معشوق کا رنج فرقت مہر خموشی بر دہان فرحت و عشرت گریزان دل بستگی عیان یہ صورت نمایان

ابیات

جمی خاک تن پر برنگ زمین
کہ جیون خشک ہو نرگس بوستان
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
سو وہ ہو گئے بڑھکے بدر کمال

گڑا جیسے نکلے ہے پتلا کہین
وہ تن سرخ جو تھا سو پیلا ہوا
خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل

نہ آنکھو نمین رونق نہ تن مین توان
وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ ناخن جو تھے اُسکے رشک ہلال

خداوند نے دل مین تو ملال کیا بظاہر غصہ سے منہ لال کیا اور بادشاہ سے اِس مجرم کو پجاریون کے ہمراہ جاکر پشت پر اِس گنبد کے جو مکان کہ ماہ دولت کی آرامگاہ ہے وہان اسیر کرو آج رات کو مین اپنا غضب اسپر نازل کرونگا تاکہ ہنگام قتل خداے نادیدہ جو اِسکا خدا ہے مدد اِسکی نکریگا اور یہ باسانی قتل ہو جائیگا آج اگر قتل کیا جاے تو ہلاک نہو گا اور کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائیگا کہ یہ چھوٹکر آفت ڈھائیگا بادشاہ نے یہ فرمان

خداوند سنکر کہا سچ ہی بیشک یہ مسلمان ایسے ہی سخت جان ہوتے ہین کہ مرنا نہین جانتے ہین یہ کہکر ساحرون سے شہزادہ کو تخت پر سے اُتروایا اور بیہوش بزور سحر کرکے کاندھے پر ایک ساحر کے لدواکر بخاری کے ہمراہ مقام خوابگاہ خداوند بر بادشاہ خود آیا اور ایک ایوان مین شہزادہ کو ہوشیار کرکے بٹھا دیا زنجیر مین جکڑ رکھا سحر کی قید کو دور کر دیا پھر خدمت خداوند مین آکر دست بستہ استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ آجکی شب اور اتنا دن تیاری قتل مین اِس مسلمان کی بسر کر سب سامان مہیا کردہ یہ کہ کئی ہزار نقارے اور قرنائین شہنائیان دہل اور بوق و نفیر لیکر گرد گنبد کے ہزارون ساحر ٹھہرین اور ہزارون منقلین آتشکی سلگائی جائین اُنمین عود و رال و گوگل وغیرہ جلے اور جب صبحکو مین اُس مجرم کو ہزدیح لٹاؤن ساحر ہزارون بجلیان سحر کی چمکائین اور آندھیان چلائین یہ اسلیے کہ جب ہنگام ذبح وہ چیخیگا جو کوئی اُسکی آواز حزین سُن لیگا فوراً ہلاک ہوگا اس ہنگامے مین اُسکی صدا کسیکے کان مین نجائیگی اور اسپر بھی بنابر احتیاط ہر ایک شخص حاضر وقت کو لازم ہی کہ کان مین روئی دے لے یہ سامان توکل کے میلے کیا جائے اور آج منادی ہو جائے کہ کوئی شخص میلے سے جائے نہین اُس مسلمان کا غارت ہونا کر دیکھے اور جو شخص کہ میلے مین نہین آئے ہین اُنکے لیے تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹجائے کہ وہ بھی آکر تماشا دیکھین اور تو اسباب سامری کے پوجے کا مہیا کر کے سوا اِسکے بولا کہ اُنھون نے یہ عنایت تیرے حال پر فرمائی یعنی الیسا مرتبہ تجکو دیا کہ تو نے اتنے بڑے مُفسد کو قتل کرایا ایسا ثواب کمایا بعد شکر ادا کرنے سامری کے جشن کرنا اور شب بھر جلسہ عشرت جما کر داد عیش و کامرانی دینا صبحکو ہم اُس مسلمان کے خون سے ایک ایک ٹیکا سبکے ماتھے پر دینگے کیونکہ اُسکا خون جہان گرتا ہی وہ جگہ برباد ہو جاتی ہی بس دفع نحوست خون ریزی ٹیکا دینے سے ہو جائیگی تیری اُمید بر آئیگی اور سبکے کاریج سنپورن ہونگے عمر و دولت بڑھ جائیگی سامری کا نام لے تجھے ہماری دیا ہی جا اپنے کام لگ تیرا بھلا ہی بادشاہ یہ نصیحت سنکر با دل شاد گنبد سے باہر آیا کارگذارون کو حکم محکم خداوند سنایا اُسیوقت نقار خانے گرد اگرد درست ہوگئے منقلہاے آتشین ہر سمت بیشمار رکھدی گئین منون رال و گوگل ڈھیر ہو گیا ساحران نامی افسون خوان نامی گرامی ہزار ہا آمادہ سحر خوانی ہوگئے ہوم خانے کھنگئے یہ عالم ہوا کہ ابیات

ہزارون ہی سجے نقار خانے
جو گنبد تھا خدائی کا بہ تزئین
خداوند جہان نے جو کہا تھا
وہان ہو جمع آکر ساری خلقت
کوئی میلے سے ہرگز گھر نجائے

بجے ہر سو طرب کے شادیانے
ہزارون من منگایا عود و عنبر
اُسی صورت پہ پٹوایا دُھندھورا
تماشا جو کبھی دیکھا نہوگا
نہ آیا گھر سے جو ہو وہ بھی آئے

انگیٹھی سیکڑون گرد اُسکے رکھین
رکھین سب خوشبوئین ہر سمت لاکر
کہ اک میدان بڑی خوبی سے وسعت
نظر آئیگا وہ ہر اک کو اُسجا

صدائے دہل زن سنکر میلے

مین اور تمام طلسم مین غوغا مچگیا نادان قتل شہزادہ سنکر خندان ہوئے دانشمند بے مہری فلک یاد کرکے پریشان ہوئے کسیطرف قہقہے بلند تھے کسی جگہ اہل دل دردمند تھے زبان پر یہ مذکور تھا کہ اِس دور زمانہ کا یہ ہمیشہ سے دستور رہا ہی کہ اولوالعزمون کو خاک مین ملایا کیا ناموروں کو مٹایا خمسہ

	اکیدن ہونا ہی سب ادنی اور اعلیٰ کو فنا سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا	یہ مسافر خانہ ہی ای غافلو عبرت کی جا روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا	

شادی و غم ہی سپے شاہ و گدا دو چار دن

غرض جوق جوق ساحر ہر سمت سے میدان وسیع مین جمع ہونے لگے اور فرط عشرت سے قہقہہ لگاتے تھے یہ بجاتے تھے کہ ہمارے ہی دل پُرداغ کی یہ بہار ہی فلک کجرفتار برسر آزار ہی یہ نقارۂ کوس رحیل ہمارے ہی ہین یہ سب دوست ذلیل ہمارے ہی ہین یہ گھر ہمارا ہی برباد ہوتا ہی دل ہماری ہی جان کو روتا ہی **مؤلف** گرگئی جسپہ یہ بجلی وہ خرمن تو ہمارا ہی یہ جسے ہم دوست سمجھے ہین وہ دشمن تو ہمارا ہی + حاصل مرام یہ سب بدانجام تو مجتمع ہوکر مشتاق تماشائے قتل شہزادۂ نیکنام ہوئے لیکن یہ خبر وحشت اثر اُس کشتہ خنجر ابروے دلبر ملکہ بنفشہ نیک سیر کو بھی پہونچی کہ شہزادہ والا گہر کل تہ خنجر ہوگا اِس خبر کو اُسکی مادر خستہ جگر نے بہت چھپایا کہ ایسا نہو میری دختر فرط محبت و حق الفت سے اُس سراپا مصیبت کے ماہر ہوکر اپنے تئین جوہر کرے لیکن اس خبر کا چھپنا بہت دشوار تھا قاعدۂ مستمرہ ہی کہ جدھر مالک کی طبیعت کا میلان دیکھتے ہین ملازم اُس سبب کو بڑے تپاک سے لیتے ہین کنیزون مین جدا انیسون مین علیحدہ چرچا ہو رہا تھا ملکہ مضطر نے چپکے سے ایک کو بلاکر پوچھا کہ ۱۱

یہ کیا تم باہم باتین کرتی ہو اور روتی ہو اُسنے باتین لیکر کہا بی بی کیا کہون ڈیوڑھی پر کا ہر کارہ کہتا تھا کہ کل شہزادے کے دشمن کہنے والی بندی کو وہ مُوا خداوند لویک قتل کرائیگا یہ سنتا تھا کہ ملکہ پہلے تو بیہوش ہو گئی پھر جو غش سے فرصت ملی گریبان صبر چاک کیا بیتابی دل سے چلا چلا کر رونے لگی مان نے بھی اُسکی چشم پوشی کی اُس ایوان سے دوسرے قصر مین چلی گئی اور مخفی ملازمون کو مقرر کر گئی کہ یہ کہین جانے نہ پائے یہان تنہائی جو ہوئی ملکہ شوریدہ سر نے حال اپنا تباہ کیا فرش خاک پر جا بیٹھی اور خاک اُڑانے لگی اپنی بربادی دکھلانے لگی وہ آہ جانکاہ کی کہ فلک کو اپنی چھاتی چھپانی پڑی وہ رخ پر نور جو خاک مین بھرا تھا چاند پر خاک ڈالنے کا غم نے ارادہ کیا تھا بلبلاتی تھی یہ زبان پر لاتی تھی خمسہ

کیونکہ خونناب سے چشم اُسکی نہ پر نم ہووے — نوحہ گر کیون نہ وہ ماتم زدہ ہر دم ہووے
محفل عیش مین کیا خاک وہ خرم ہووے — جسکو اے جان جدائی کا تری غم ہووے
خانہ عیش اُسے خانہ ماتم ہووے

سب طبیبون نے جواب اُسکو دیا ہے اتبو — بستر غم پہ وہ مردہ سا پڑا ہے اتبو
حال کیا پوچھتے ہو حال بُرا ہے اتبو — ترے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اتبو
دست و پا دیکھتے ہین لوگ کہین دم ہووے

اُسکے بن دیکھے ہوئی ہے مری حالت جیسی — کسی دشمن کے بھی دشمن کی نہ ہووے ایسی
جیکے بیٹھے ہو یہ ہے دوستی مجھسے کیسی — ہمدمو کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی
دیکھنا اُسکا میسر جو کوئی دم ہووے

بیش اِس دل کی مری دیکھے تو بجلی بھی مرے — اور اِس دیدۂ گریان مین ہین آنسو وہ بھرے
سنکے فریاد جگر رعد بھی بھاگے ہے پرے — اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
دو بدو اُس سے جو یہ دیدۂ پرنم ہووے

بستر غم سے بھلا اُٹھ کے مین کیونکر جاؤن — محنت و رنج و الم تیرے سوا کس سے کہون
اِس مرض سے تو مرا حال ہوا ہے یہ زبون — جرأت اب سانس بھی ہان مین تو نہ لے سکتا ہون
ایسی کر فکر کہ یہ درد تو کچھ کم ہووے

اِسی گریہ وزاری مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب بھی غار مغرب مین جا کر حجلہ نشین ماتم ہوا اور دیدۂ ثوابت اشک شبنم سے نم ہوا کہ بموجب نظم

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے یکبار	ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
بشکل آہ مظلومان پُر درد	حرارت دھوپ کی ہونے لگی سرد

سایہ دیو شب ہجر جو اُس پری پیکر پر ہوا بیہوش ہو گئی لونڈیان گود مین اُٹھا کر دالان مین لائین پلنگ پر مردہ کیطرح ڈالدیا تلوے سہلانے لگین بعض رونے لگین اور کلمات افسوس زبان پر لائین ایک نے کہا ہاے اِس ناشاد کی تقدیر جو اسیر گل ہوا تیغ اجل سے گھائل ہوا نامراد تہ خاک گیا دوسری نے کہا بھلا اور تو اتنا ہی داغ دیتے تھے کہ مر کر معشوقہ کو فراغ دیتے تھے اِس شہزادے کے ساتھ تو ملکہ بیکس نے کیا کیا پاپڑ نہین بیلے تیسری نے کہا سچ تو ہے چھنال اتنے سے سن مین یہ مشہور ہوئین تھو تھو اب سے دو رتھکاریان اِس ننھی سی جان نے بہنین خون خرابے ہوتے ہزارون کی جان جاتے انھون نے دیکھی واے مقدر کہ وہ پھر ہاتھ نہ آیا فلک نے یون دونون کو ترسایا ایک شب چین سے نہ گذری کوئی حسرت بھی نہ نکلی ایک اور بولی کہ اب اِس پُر ارمان کا بچنا مشکل ہے درپیش صبح ہی شام عدم کی منزل ہے دوسری گویا ہوئی ہاے یہ چاند خاک مین ملجائیگا ارے لوگو سکندر پھر وا کیا پائیگا جو ان دونون کی جان لیگا ایک اور گویا ہوئی کہ ای بی ایسے تماشے میری آنکھون نے بہت دیکھے ہین گھر سیکڑون بگڑ جاتے دیکھے ہین اِس محبت پر خدا کی مار اسنے ہزارون باغ پھلے پھولے برباد کردیے کیا کیا نہ داغ دیے کون کون سے خانمان نہ اُجڑ گئے کس کسکے گھر نہ بے چراغ کیے کوئی دشت مصیبت مین آوارہ ہوا کوئی شہر بشہر مارا مارا پھرا فلک بھی اخترون سے سینہ پر داغ رکھتا ہے غنچو نسے داغ ہر باغ رکھتا ہے نظم

لیلی کی کبھی یہ زلف شبگون	گہ سلسلۂ پاے مجنون	زخمون کے لیے کبھی نمکدان
سینے مین کبھی یہ نوک پیکان	چھالا ہے کبھی تو یہ کبھی خار	منصور کبھی ہے یہ کبھی دار
گہ بارش اشک شکباران	گہ سوزش جان بیقراران	یہ تو اِس اندوہ غم مین مصروف

نالہ وشیون ہین ملکہ کی جان پر ہزارون طرح کے رنج ومحن حبیب آنکھ عشق سے کھل جاتی ہے کیا بیان ہو جو گذر جاتی ہے ردبیٹ کر پھر بیہوش ہوتی عالم رویا مین بھی ادھر تو یہ حال ہے اِشطرف

خداوند لقلی یعنی سیارہ بعد پند و وعظ قریب شام تخت خدائی سے اُتر کر اپنے مقام آرام مین
آیا یہان سر پر مسند نشین ارض پر شہزادہ با توقیر جلوہ فرما تھا شور زنجیر چاؤش بارگاہ تھا صدائے
دورباش دے رہا تھا عیار نے جاتے ہی دروازہ اُس مکان کے بند کر دیے اور قدم
اقدس پر اُس شہریار اقلیم شجاعت کے گرا شہزادہ حیران تھا کہ یہ مسجود خلقت طلسم میرے
پانؤن پر سر جھکائے ہے اِس اثنا مین عیار مذکور نے عرض کیا کہ آپ متحیر نہون مین آپکا خادم
دیرینہ سیارہ ہون شہزادے نے یہ سنکر قید توڑنا چاہا عیار نے منع کیا کہ اِس زنجیر کو برباد
و خراب نفرمائیے یہ کہکر سوہن سے ہتکڑی بیڑی دور کردین اور جھوداک کے صندوق سے گنڈے
کو نکالا پھر رنگ و روغن عیاری لگا کر شہزادۂ قاسم کی ایسی صورت اُسکو بنایا اور شہزادۂ
مذکور کو اُسکی صورت پر درست کر کے لباس شہزادہ کا اُسکو اور اُسکا لباس جو آپ پہنے
تھا وہ شہزادہ کو پہنایا اور جملہ راز خدائی کا شہزادہ سے عرض کر کے یہ بتا دیا کہ صبح کو اسطرح اِس
گبر کے قتل کرینگا مین نے سامان کیا ہے آپ وقت سحر سامنے گنبد کے اِسکو لٹا کر ذبح کیجیے گا
جب اِسکے سر غل مچائینگے لوگ نقارے بجائینگے ساحر بجلیان چمکائینگے علامت اِسکے مرنے کی
کسی پر ظاہر نہو گی آپ چند مدت خدائی کیجیے اور راز طلسم سے آگاہ ہو کر طلسم کشائی کیجیے شہزادے نے
فرمایا یہ جو کچھ تمنے کہا مین نے قبول کیا لیکن سجدہ مین اپنے تئین نکراؤنگا مسجود خالق نہ بناؤنگا
عیار نے عرض کیا کہ اِس مصلحت سے آپ تو یہ سجدہ کرائینگے تا کہ ابد تک رسم بت پرستی کو مٹائینگے
خدائے یگانہ کا آئندہ کو ساجد ہر ایک کو بنائینگے حق تعالی آپکی نیت دل سے آگاہ ہے معاف فرمائیگا
مواخذہ نکریگا یہ کلمات سنکر شہزادے نے فرمایا اچھا یہ بھی ہمنے مانا مگر میرے قتل کا ڈھنڈورا
جو تمنے پٹوا دیا ہے اگر ملکہ بنفشہ نے اس حال کو سنا ہوگا تو اپنا کام تمام کیا ہوگا اُسکی کیا تدبیر ہے
عیار نے عرض کیا آپ یہان کھانا نوش فرما کر آرام کرین مین ملکہ کی خبر کو جاتا ہون اور اُنکو بھی
اِس حال سے مطلع کیے دیتا ہون صبحکو بادشاہ سے حکم دیجیے گا کہ اپنی دختر کو بلا بھیجے علاج اُسکا
کردین جب وہ بلائے گی کہیے گا چندے اِسی گنبد مین ملکہ رہے تو اچھی ہو جائیگی شہزادہ یہ باتین
سنکر خوشنود ہوا اور عیار نے کلیچہ و کباب کسوت سے نکالکر شہزادہ کو کھانا کھلایا گلابیان شراب
کی نکالین اور جام سامنے رکھکر کہا مین جاتا ہون آپ کسی پجاری کو بلا کر پانؤن دبوا لیجیے اور

آرام فرمائیے یہ کہکر سکندر کو وہی طوق و زنجیر شہزادہ کا اُترا ہوا پنہاکر ہوشیار کر دیا اُسکی
جو آنکھ کھلی خدائی کا پلٹ ہو گئی تھی ہرچند تڑپا پھڑکا مگر مُنھ سوزن زبان سے بند دست و
پابستہ زنجیر کیا کر سکتا تھا ناچار چپ ہو رہا لیکن دل سے کہتا تھا کہ واے ناکامی ساری خدائی
غائب غلہ یہ ماجرا ہی کیا ہے غرض بعد درستی جملہ امور عیار مذکور کمند مار کر دیوار اُس مکان کی
پھاند کر جانب ایوان بادشاہی روانہ ہوا اور دروازہ پر شبستان کے آکر ایک سپاہی کی
ایسی صورت بنکر کھڑا ہوا کچھ عرصہ مین ایک کہاری کسی کام کو اندر سے نکلی اِسنے اُسکو سلام
کیا اور کہا مین بڑی دیر سے منتظر آپکا استادہ تھا اُسنے کہا تو کون ہے کہا مین بادشاہ کے پاس آیا
ہون اُنھون نے میلے سے یہ کنٹر عطر کا خرید کر کے بیگم صاحب کو بھیجا ہے کہاری نے کہا لاؤ
وہ کہان ہے اِسنے ایک کنٹر عطر بیہوشی آمیز کا کمر سے نکالکر چاندی کی کشتی مین رکھکر تورہ پوش
ڈالکر اُسکو دیا جب وہ لیجانے لگی اِسنے کہا بی مہری لو یہ شیشی تم بھی لو اسمین سے نہ لینا مجھپر
بدنامی آئیگی اُسنے کہا دوئی مین کیا چور ہون اِسنے کہا نہین کیا ہوا تو شیشی لو یہ کہکر ایک
شیشی اُسکو بھی دی اُسنے لیکر سونگھی کہ دیکھون یہ عطر کیسا ہے سونگھنا تھا کہ بیہوش ہوئی اِسنے
وہ کنٹر اور کشتی وغیرہ لیکر پھر کسوت مین رکھی اور پرانی چادر سے ستر پوشی اُسکی کر کے کپڑے اُسکے لیے
اور اُسکی ایسی صورت بنکر داخل شبستان ہوا ہر سمت محل والیونکا ہجوم دیکھا قصر و ایوان کی زینت
وشان نے آئینہ وار حیران بنایا ششدر ہو کر بے اختیار زبان پر لایا کہ **بیت** باغ رضوان مین کہان
ایسی ہے دلچسپ بہار ؛ یان کے معشوقون پہ سو جان سے حورین ہین نثار ؛ ہر سمت شاہدان
طناز پائنچے کلائیون پر ڈالے دوپٹے کاندھون پر ڈھلکائے ہوئے ہزارون انداز و ناز سے
پھرتے دم خرام محشر بپا کرتے رات کا وقت شمع و چراغان روشن صحن مین چوکا لگا پلنگون پر جوبن
کوئی نیند مین غافل کوئی اکل و شرب مین کوئی لہو و لعب کا شاغل کہین چوسر کہین گنجفہ کہین
ستار بجتا بائین کا ٹھیکا کہین کہانی ہو رہی کہین شعر خوانی ہو رہی کہین پردے پڑے ہوئے
چاہنے والے در پردہ مزے اُڑاتے شام ہی سے بہو بچے ہوئے کہین دوئی آہ کی صدا کہیں
قہقہے اُڑتے پھبتیان کہنے کی آواز برپا قلماقنیان داغستانیان کاندھے پر رکھے ہوے
ٹہلتین باربردارنیان اوٹون کے قریب جاگ رہین مسہریان پھولون سے آراستہ پلنگون پر

ادھر تو یہ تھا چاندنی مین ترٹپٹا لڑکیان محل کے نوکرون کی گڑیا کا بیاہ رچائے ہوئے صحن مین کڑاہی
چڑھائے ہوئے کچھ عورتون کا وہان مجمع بعض کمسنین چھوٹی چھلیا کھیلتین وہان غنچہ دہنان نازنینان
زیبا کسیجا لونڈیان لڑ رہین عیب ثواب آپسمین گھٹتین یا ر دھگڑے سے نیچے جاتے کسیطرف سے
آواز آتی اری بر فری وہ جواب دیتی جی باجی جان آئی حاضر ہوئی کوئی اپنی کنیز کو پکارتی اری
نرگس تو کدھر مر گئی کہین آواز آتی کہ جلد آ حضور چوکی پر گئی ہین کہین سے یہ صدا پیدا کہ ذرا
ڈیوڑھی پر دیکھو آ مغلانی کے گھر سے مرزا آئے۔ غرض یہ عیار بھی اٹھلاتا آپ ہی آپ
کچھ بکتا کسیکو دھکا دیتا چلتا تھا وہ کہتی تھی کہ بی مہری آج کیا تمنے بھنگ پی ہے جو دھکے
دیتی چلتی ہو یہ کہتا یہ تحسین ہو کہ ہر وقت بولین چڑھاتی ہو اور ایک ایک کو گالیان سناتی
ہو لو صاحب مین نے ہزار دفعہ کہا ہے تم میرے منہ نہ لگا کرو بھلا مین دھکے دیتی ہون یا تم اترا کے
گرتی پھرتی ہو یہ کہکر چمکتی ہوئی لنگا پھڑکاتی آگے بڑھ گئی اور کہا صاحبو آج چھوٹی حضور کی
کوئی خبر نہین لیتا یہ جو اسنے کہا ایک مسن عورت نے اسکو بلایا کہ مہری ذرا ادھر آؤ اسنے دیکھا
کہ چوب کا تخت کا بچھا ہے اسپر ایک عورت بکمال زیب و زینت تکیہ لگائے بیٹھی ہے یہ سمجھا کہ اس
عورت کو عہدہ کوئی ہے یہ سمجھکر اسنے قریب جا کر تسلیم کی اسنے کہا بی مہری بیٹھو یہ سلام کر کے تخت
کے کونے پر بیٹھا اس عورت نے اسکے نزدیک آکر کہا بی مہری چھوٹی حضور نے جبسے اس
شہزادیکا قتل ہونا سنا ہے اپنا حال تباہ کیا ہے بھاڑ مین جائے ایسی عاشقی جس سے اپنی جان ہی جاتی
جائے آیا کہے چھنال گیا کہے چھنال مین تو آگ لگاتی ایسی محبت کو اب چھوٹی حویلی مین مردہ سی
پڑی ہین نہ کھاتی ہین نہ کچھ بات کرتی ہین تم دیکھ لینا یہ لڑکی اپنی جان دیگی مہری نے کہا
آپ سچ کہتی ہین لیکن قصور معاف کبھی حضور نے بھی یہ کھیل کھیلا تھا اسنے کہا دور ہی نوج
چھائین پھوئین مجکو یہ مرض کبھی نہین ہوا کہاری شک کر اٹھی کہ بی بیٹھو ایسا کوئی چھپتا چھپتی
نہین وہ کون ایسی کشمش ہے جسمین لکڑی نہین اچھا جب آپ اس مزے سے آگاہ ہی
نہین تو مین آپ سے کیا بیان کرون یہ کہکر وہان سے ہنستی ہوئی چلتا تو معلوم ہو چکا تھا چھوٹی
حویلی مین آئی یہان ملکہ پلنگ پر مردہ کیطرح پڑی تھی کنیزین رو رہی تھین کہ اسنے آتے ہی
کہا مین اپنی شہزادی کے صدقے قربان نثار کیسا جی ہے میری حضور کا یہ کہکر پلنگ پاس

آگر پائون دابنے لگا ملکہ نے آنکھ کھولدی اور آہ کی اِسنے بلائین لینے کے بہانے سے
جھک کر چپکے سے کہا مین شہزادے کی خبر لیکر آئی ہون تنہائی پائون تو کچھ عرض کرون
ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد اُٹھ بیٹھی اور گویا ہوئی کہ ارے لوگو یہ ہجوم کیسا کر رکھا ہی کاؤن کاؤن سے درد بھی
دل اُڑا جاتا ہی جاؤ سب اپنے اپنے مقام پر مجکو کیون گھیرا ہی کنیزین یہ سنکر چرچ گئین کہ یہ کہاری
کچھ پیام لائی ہی پس تخلیہ اُسمقام پر کر دیا اُسوقت کہاری نے کہا اے ملکہ شہزادۂ عالم کا مین عیار
ہون نام میرا سیارہ ہی تمھین اطلاع دینے آیا ہون کہ شہزادہ کو مین نے چھڑا لیا ہی اور خداوند
سکندر کو پکڑ لیا ہی کل خداوند ہی ذبح کیا جائیگا اور شہزادہ بشکل سکندر ہی وہ تمکو بادشاہ
سے کہکر بلائیگا پھر آگے جیسا ہوگا تمھارے ظہور مین آئیگا اطمینان کامل رکھو اور چین
سے آرام کرو غم والم جانے دو ملکہ یہ سنکر فرط عشرت سے دلشاد و بند غم سے آزاد ہوئی چہرہ پر
سرخی آگئی گل گل شگفتہ خاطر ہوئی پھر دل سے کہتی تھی کہ ایسے نصیب میرے کہان ہین
جو کوئی دم خوشی سے گذرے اس کہاری نے میری جان بچ جانیکے لیے یہ فقرہ بنایا ہی
عیار نے اُسکو دوبارہ مکدر دیکھکر رنگ روغن رخسار سے اپنے دور کیا اور اپنی اصلی شکل
ملکہ کو دکھادی اُسوقت تو ملکہ کو کچھ یقین آیا اور تسکین ہوئی اپنی محرم راز کنیزون اور
انیسون کو بلاکر اس راز سے آگاہ کیا اور زر و جواہر منگا کر بہت کچھ سیارہ کو دیا اِسنے عرض کیا
کہ باقبال حضور و بافضال رب غفور سب کچھ میرے پاس موجود ہی یہ میری جانب سے کنیزونکو
دیدیجیے یہ کہکر شہزادیکی انگشتری نشانی لیتا آیا تھا وہ ملکہ کو دی اور اپنے سامنے کھانا
کھلایا پانی پلایا پھر رخصت ہوا اور اُسی قصر کے دروازے سے ملکہ نے اپنی کنیز کے ہمراہ
باہر پہونچوا دیا اُدھر بعد کچھ عرصہ کے وہ کہاری جسکو عیار بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئی اور
ننگا اپنے تئین دیکھکر سمجھی کہ وہ ٹھگ تھا جو عطر دینے آیا تھا خیریت گذری کہ تیری جان بچگئی
مگر اب اِسی ہیئت سے بادشاہ بیگم کے سامنے چل ورنہ سونے کی مچھلی اور تمغہ جو تیرے
سر پر لگا تھا اُسکے جانے کا کسیکو یقین نہ آئیگا سب کہینگے اسینے بیچ لیا ہوگا غرض وہان سے
در دولت پر آکر رونے پیٹنے لگی کہ فریاد ہی مین لوٹی گئی سپاہیون نے قریب آکر پہچانا اور
حال پوچھا اِسنے کیفیت بیان کی وہ سب خائف ہوئے کہ اِسکے لوٹنے کا ہمین لوگون پر

الزام عائد ہوگا کہاری سے کہا جا محل مین حضور سے اپنا ماجرا بیان کرو اندر محل کے آئی بادشاہ بیگم سے آکر سب کیفیت عرض کی اِس اثنا مین وہ عورت جسکے پاس سیارہ تخت پر بیٹھا تھا آئی اور اُسنے بیگم سے کہا ابھی کچھ دیر ہوئی جو یہ کہاری چھوٹی حضور کا حال مجھسے پوچھتی تھی کہاری نے کہا مین واقف بھی نہین کہ آپ کیا کہتی ہین بادشاہ بیگم عاقلہ ہے سمجھ گئی کہ یہ کچھ میری لڑکی ہی کا بھید ہے بس اُس کہاری کو زر نقد لباس و تمغہ کے عوض عنایت فرماکے حکم دیا کہ اب کچھ مُنھ سے نہ نکالنا ہم تحقیق کرکے ٹھگ کو سزا دینگے کہاری اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئی اُدھر عیار مذکور جو محل سے روانہ ہوا میلے مین آکر ساحر کی صورت بنکر سیر کرتا رہا یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی یعنی ظلمت شب سنو لیا کہاری کیطرح بیہوش ہوئی اور آفتاب مثل عیار محل سے مشرق کے نکلکر میدان فلک مین آیا میلہ کو اکبار آراستہ ہوا نظم

نیا لایا ہے چرخ نیلگون رنگ
شفق کا صاف چمکا مثل خون رنگ

یکایک شور کا اُٹھا جو طوفان
نکل شب کی گئی اکبارگی جان

آج میلے مین دھندھورا پٹنے سے بڑا مجمع ہوا تھا جو لوگ نہ آسکے تھے اِس میلے مین وہ بھی آئے تھے پہلے روز سے بھی آج دونا جماؤ تھا صبح ہوتے ہی گنبد کے سامنے بہر زیارت خداوند سب جمع ہوئے خداوند نقلی یعنی شہزادۂ قاسم بھی خلوتخانہ سے باہر آکر تخت خدائی پر جلوہ گر ہوئے ہر ایک نے سجدہ کیا سیارہ بھی سامنے خداوند کے گیا اور اِسنے وضع اپنی ساحرون کی ایسی بنائی ہے صورت اپنی اصلی رکھی ہے اسلیے کہ یہان مجکو کوئی جانتا نہین ہے پھر صورت بدلنا کیا ضرور ہے غرض جب یہ سامنے آیا خداوند نے اِسکو قریب بُلایا اور کہا ہمنے تجکو ملازم کیا تو ہمارا بندۂ خاص ہے یہین حاضر رہا کر اِسنے ڈنڈوت کی اور پشت پر خداوند کے آکر مروحہ جنبانی کرنے لگا اِس اثنا مین بادشاہ بھی حاضر خدمت خداوند ہوا خداوند نے فرمایا کہ ساحران نامی اندر گنبد کے جائین اور اُس مسلمان کو باہر لائین لیکن آنکھین اپنی نیچی کیے رہین اُسکے رخ پر نگاہ نکرین کیونکہ وہ الحاح وزاری اشارہ سے بہت کچھ کریگا جس کسیکے دلمین ذرا بھی رحم اُسکی جانب آئیگا مین اُسکو جہنم مین بھیجدونگا توبہ اُسکی قبول نہوگی ہمارے دشمنون مین نام اُسکا لکھا جائیگا یہ حکم سنکر ساحر آنکھون مین پٹیان باندھکر اور گردنین جھکاکر داخل خوابگاہ خداوند ہوئے اور اُس بچۂ ابلیس کو شہزادہ سمجھکر گردن و

کمر پکڑ کر کھینچتے ہوئے اور جوتیان لات گھونسے مارتے ہوئے باہر گنبد کے لائے وہ بہت
کچھ تڑپا اور بچھڑ کا اشارہ کیا کیا لیکن کسینے اُسپر نظر ہی نہ کی عیار مذکور نے جب وہ باہر آیا سامنے
چمن مین گڑھا کھودکر بشکل گوسفند قربانی لٹایا اور ساحرین سے کہا اب دور جاکر کانونمین
روئی دیکر کھڑے ہو تمام ساحر باہر جاکر پنبہ در گوش استادہ ہوئے اور نقارے ہزارون بجنے
لگے ناقوس پھنکنے قرناؤن شترناؤنکو دم ملا میلے والون نے جو ہو سامری کی کہکر غل مچایا اس
دہرشر آشوب مین وہ غوغا بلند تھا کہ سقف گردون کے پھٹ پڑنے کا اندیشہ تھا ہر سمت
سے ساحر سحر خوان تھے مشغول تماشائے ذبح ہر پیر و جوان تھے منقلہائے آتشین پر عود
رال گوگل جلتا تھا فلک دودی کے نیچے ایک اور آسمان دود کا بنگیا قدرت ودود
آشکار تھی کہ ایسے نمرود پر شہزادہ فرزند خلیل اللہ کو نصرت دی تھی سب میلہ سمٹکر ایک ہی
جا ہوگیا تھا آدمی پر آدمی نظر آتا تھا بہت درختون پر انسان چڑھگئے تھے ٹیلے اور ٹیکرے
مملو تھے درختون کے ڈالے بوجھ سے پھٹے جاتے تھے چرخ پیر ہر چند کہ بڑا مکار ہو لیکن عیار
کی اس عیاری کو دیکھکر عقل اُسکی بھی چرخ مین تھی آفتاب بچشم عبرت یہ حال دیکھکر تھراتا
تھا دل مین جلتا اور تاؤ کھاتا تھا اُف رے مکار زبان پر لاتا تھا زال دنیا بھی اس نوجوان کی
مان گئی اُستاد جان گئی تھی الغرض شہزادہ قاسم نے سینہ پر اُس نابکار کے سوار ہوکر ایک
ہاتھ گردن پر رکھا اور سوزن زبان سے کھینچا اور فرمایا کہ خدائے یکتا و بے ہمتا کے سجدہ
کرنیکو قبول کر تو مین تجکو رہا کردون وہ زادۂ ابلیس سوزن دور ہوتے ہی بادشاہ طلسم کو
پکارا کہ ارے گوہر شاہ اپنے خداوند کی آبرو بچا یہ کیا معرکہ ہو جو تو مجکو قتل کراتا ہو اُسکی آواز
اُس شور و غوغائے مردمان و صدائے دہل و نقارہ مین کون سنتا ادہر شہزادہ نے تین بار
اُسکو جانب اسلام بُلایا اُسنے سحر پڑھکر رہا ہونا چاہا شہزادہ سمجھا کہ اس بیدین کو مزہ خدائی کرنیکا
پڑا ہی راہ راست پر نہ آئیگا پس حجت ختم کرکے گلا اُسکا ایسا دبایا کہ وہ سحر نہ پڑھ سکا
اور خنجر بران حلق پر پھیرا بسمت اسفل السافلین وہ کافر روانہ ہوا پھر تو قیامت کبری کا
ایسا ہنگامہ برپا ہوا آندھیان آئین آگ برسی بجلیان گرین اُسوقت جلد جلد نقارے اور
قرنائین گھنٹے وغیرہ بجنے لگے اور ساحر آندھیان چلانے اور بجلیان گرانے لگے اُسکے مرنے کا حال

١

کسیکو مطلق ثابت نہوا سب سنے یہی جانا کہ یہ غوغا سحر کر نیکا ہی بعد کچھ عرصہ کے صدا آئی کہ بار
سکندر بن سامری کو یہ آواز بھی بہ سبب پنبہ در گوش ہونے کے کسی نے نہ سنی جب
وہ ہنگامہ تھوڑی دیر مین موقوف ہوا سارہ نے بادشاہ سے دوڑ کر کہا کہ خداوند بانتے
ہین اب نقارہ نوازی موقوف کیجائے اور ہر شخص اِس گنہگار کے خونکا ٹیکا ماتھے پر لگائے
حکم سنکر بادشاہ نے نقارون کا بجنا موقوف کرایا اور پہلے آپ خدمت خداوند نقلی مین آیا
خداوند نے پانؤنکا انگوٹھا اُس نجس کے خون سے تر کر کے شاہ کے ماتھے پر ٹیکا دیا پھر اور
ارکان دولت حاضر ہوئے اُنکے ماتھون پر ٹیکا دیکر حکم دیا کہ اب اپنے اپنے ہاتھ سے ٹیکے سب دین
اُسوقت ساحر پر ساحر ٹوٹنے لگا کہ ایسا نہو خون ہو جائے اور ہم اس ثواب سے محروم رہجائین
غرض کچھ دیر مین سب خون اُس کافر کا اِن سگون کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا بنکر چڑھا انھین
سبکے ماتھے گئی شہزادہ کا کیا بگڑا اسار امظلمہ انھین کے سر رہا خداوند انھین کے سر ہو رہے
سب ماتھے اپنے رنگین کر کے شاد شاد وہان سے پھرے اِس بھید کے خاک بھی سر نہوے
کہ یہ کیا پیش آئی تھی ہماری ہی کمبختی کی نشانی تھی حاصل مرام شہزادے نے لاش اُس
بدمعاش کی اُٹھوا کر جھیل مین پھنکوا دی اور میلے والون کو رخصت کیا حکم پھر جانیکا دیا اُسیوقت
خیمے ڈیرے لد گئے دکانین اُٹھنے لگین ساحر سوار پہاے سحر پر سوار ہو کر اپنے اپنے گھر
کیطرف راہی ہوئے بادشاہ کو حکم خداوند ہوا کہ اب اپنی دختر نیک اختر کو یہان لائے
تاکہ اُسکی بھی دوا ہو جائے بمجرد حکم بادشاہ خود سوار ہو کر روانہ ہوا اور شبستان مین داخل ہو کر
اپنی بی بی سے کہا صاحب دختر کو اپنی نہلا دُھلا کر پوشاک عمدہ پہنا کر جلد لیچلو کہ خداوند کو
میرے حال پر رحم آیا ہی صاحبزادیکو اچھا کرنیکے لیے بُلایا ہی اور اُس مسلمان کو قتل فرمایا ہی
بی بی نے اُسکی کہا بہت انسب و مناسب ہی آپ کچھ دیر توقف فرمائین مین تیاری کرتی
ہون یہ کہکر دوسرے قصر مین جہان شہزادی ہی آئی یہان جب سے سیارہ ملکہ کو مژدۂ
وصل دلدار سنا آیا تھا ملکہ کا فرط عشرت سے یہ حال تھا کہ وہ رات انتظار مین پہاڑ ہو گئی تھی
نیند نہ آئی تھی ہاتھ پانؤن دھنتی تھی کروٹین بدلتی دل سے منصوبے گانٹھتی تھی کہ کل گردن یار
مین باہین حمائل ہونگی وہ ہمکو چھیڑینگے ہم خفا ہو کر روٹھینگے اُنھین رُلائینگے پھر منھ سے منھ ملائینگے

گدگدا کر ہنسا ئینگے گاہ دلکو یہ خیال آتا کہ بادشاہ نے شہزادے کے دشمنون کو روز بد دکھایا ہو میری تسکین کے لیے کسیکو عیار بنا کر جو کچھ تو سن چکی ہی وہ کہلا بھیجا ہو جب یہ دھیان آتا تو وہ گلبدن مرجھا جاتی ساری خوشی بھول جاتی پھر دل مضطر کو اس بات پر قرار آتا کہ ایسا سانحہ ہوتا تو اس دلکی تڑپ یادہ ہوتی آج تو فرط غم سے خانۂ گور مین سوتی کبھی کہتی خداوندا کہین جلد سحر آشکار ہو نصیب وصل یار ہو

نظم

دلکو یہ خوشی کہ کل تو ہی عید
سن لی ہی مری خدا نے فریاد
حجرے سے نکل کے باہر آنا
ہو صبح کسیطرح ملاقات
ناگاہ گجر بجا سحر کا
سے باب امید ہو گیا باز

اللہ کی ہی فقط یہ تائید
ہر وقت یہ دلکو بیقراری
گردون کیطرف نظر اُٹھانا
تارے چھپین آفتاب نکلے
مژدہ تھا کہ شور تھا سحر کا

وہ بزم کہان کہان ہین تاشام
کسطرح کٹیگی رات ساری
یہ فکر کہ کتنی رہگئی رات
خاطر کی ہوس شتاب نکلے
مرغ سحری نے دی یہ آواز

سحر کو اس مضطر نے بھی ہزار ہا مخبر خبر کو بھیجے یہانتک کہ اب اسکی مادر نے آکر بلائین لین اور کہا ای راحت جان حمام کر اور بہر دیدار خداوند چلو شاید تمھارا دل سنبھلجائے میری قسمت کا یہ بل جائے یہ ناکام مادر کے دکھانیکو ہزار ہزار بنگئی کنیزین سمجھا کر حمام مین لائین یہ نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے خوب آرایش و تزئین کی وصل یار کی خوشی مین بنی سنوری کہ فرد وہ تماشا ہی ترا حسن پر آشوب ای ترک نہ آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا ✽ جب یہ آراستہ و پیراستہ ہو چکی مادر نے اسکی صورت دیکھکر اپنی آنکھیں دیکھی سر سے پاتک چٹ چٹ بلائین لین ایک انیس بولی میرے آنکھون مین خاک آج چھوٹی حضور کی طبیعت بحال ہی مادر ملکہ نے کہا یہ خداوند کے یہان جانیکا اثر ہی اُنکے نام کے صدقے اُنکے قربان میرے دلکو یقین ہی کہ بچی میری اچھی ہو جائیگی یہ کہکر سکھپال طلب کیا اور ملکہ کو لیکر سوار ہوئی ملکہ کی کنیزین انیسین بھی ہمراہ چلین نقیبون اور چاؤشون کی صدا بلند چتر زری کا سکھپال پر سایہ ہزار ہا سوار و پیدل اردلی مین دوان پیچھے کنیزون اور انیسون وغیرہ کی سواریان اسی عظم و شان سے گنبد خداوند کے سامنے آکر پہونچی بادشاہ بھی آکر حاضر ہوا اور خداوند سے عرض کیا کہ دختر علیلہ حاضر ہی خداوند نے فرمایا کہ مادر ملکہ اُسکو لیکر

میری خوابگاہ مین اُترین بادشاہ نے حسب الحکم وہان اُتار دیا پُجاریون کو وہان سے ہٹا دیا
بادشاہ باہر گنبد کے رہا اور خداوند اندر تشریف فرما ہوئے مادر ملکہ سے کہا کہ آپ سامنے کے
ایوان مین جا بیٹھیے مین اپنی رحمت نازل کر کے ملکہ کو اچھا کیے دیتا ہون مادر ملکہ وہان سے
ایوان مذکور مین چلی گئی جب تخلیہ ہوا خداوند نے ملکہ سے کہا اے جانی واے مایۂ زندگانی خاطر حزین
شاد رکھ بند غم سے آزاد رکھ کہ مین ہون شیدا تیرا شہزادۂ قاسم ملکہ ابتک دل مین اپنے
خائف و ترسان تھی کہ شاید شہزادہ یہ خداوند ہو لیکن اب شہزادہ کی آواز پہچانی آنکھ سے آنکھ
لڑی دلکا شک گیا خاطر مضطر تسکین پذیر ہوئی شہزادہ نے خوب اپنے تئین شناخت کرا کے
بادشاہ بیگم کو بلایا اُسنے آکر جو دیکھا تو ملکہ ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کہ یا خداوند مین اب کبھی اُس مسلما نکا
نام بھی نہ لونگی آپ نے خوب کیا جو اُسکو ذبح کر ڈالا یہ کلمات سنکر بادشاہ بیگم بہت خوشنود ہوئی
بیٹی کو گلے لگایا خداوند کو سجدہ کیا اور شکریہ ادا کرنے لگی پھر بادشاہ کو بلایا وہ بھی بیٹی کو صحت
مین دیکھکر خوش ہوا خداوند نے کہا اب مناسب یہ ہے کہ چند روز یہ بیمار ہماری سرکار مین رہے
تا کہ بالکل صحیح و سالم ہو جائے گھر جائیگی تو پھر علیل ہو جائیگی مادر ملکہ نے کہا ازین چہ بہتر یہان
رہنا سعادت دو جہان ہے یہ کہکر بیٹی سے پوچھا کہ کیون اے فرزند خداوند کے گھر مین رہوگی اُسنے
جواب دیا جیسی آپ کی مرضی جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ چند روز زیارت خداوند کی کرون مادر نے
اِسکی اُسیوقت اِسکی کنیزون اور انیسون کو بہر خدمت مقرر کیا اور چھپر کھٹ طلب فرمایا مینخانۂ
آبدار خانہ جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا کرا دیا پھر مع بادشاہ کے خداوند سے رخصت
ہوکر اپنے محل مین آئی خداوند نے بعد اُسکے جانیکے یہ انتظام کیا کہ یہان جتنے پُجاری ہین اُنکو حکم
دیا کہ باہر اِس باغ کے جھیل کے کنارے تم لوگ منڈھیان ڈالکر استقامت پذیر ہو یہان
مین چلہ مین بیٹھونگا ملاقات کسی سے نکرونگا یہ کہکر جو کچھ زر و جواہر کہ میلے مین چڑھا تھا اُسکا
حصہ اُن پُجاریون کو دیا وہ سب جھیل پر جا کر ساکن ہوئے وہ مکان اور باغ بالکل جب خالی
ہوگیا خلوت آرائی اور انجمن پیرائی کا شہزادہ نے سامان کیا ملکہ کو اصلی صورت اپنی بنا کر
دکھائی وہ نہایت خوشنود ہوئی **سیارہ** عیار نے فرش عمدہ لب نہر بچھوا کر کشتیان شرابکی
ڈالیان میوون کی وہان چنین کنیزان محرم راز ساز لیکر گانے بجانے پر آمادہ ہوئین ملکہ کا

یہ عالم ہے کہ بموجب مثل رسیّان بھنے کتوال اب ڈر کا ہے کا۔ فرط عشرت سے پھولون نہ سماتی تھی کہ یہ خواب ہے یا بیداری ہے الحاصل جب وہ دن تمام ہوا اور ابن اللیل صحیح و سالم ہوکر گنبد آسمان مین آیا اور ماہ شب چہاردہم بنکر ضیا بار مثل عذار شاہد نور پیکر ہوا کہ ابیات

سحاب شام نے عالم کو گھیرا	نگاہوں سے ملا ہر سو اندھیرا	جمال شمع نے پیدا کیا نور
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور	بڑھی امید مشتاقان شب دست	چلے ہر سمت یاران طرب دست
کنول روشن ہوئے دی شمع نے لو	زیادہ دن سے پائی کثرت ضو	ہوئے حاضر مے و مینا و ساغر
ملے لب سے لب جام مکرر	ترقی پر طلوع کیف آیا	مزا جوش جوانی نے دکھایا
لیے بوسے گلے ملکر جو دو چار	ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار	کہا ملکہ نے کیا حال درون ہے
کہا اُسنے کہ درد دل فزون ہے	ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا	اُٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
نہ مونس تھا نہ کوئی مہربان تھا	فقط ہمراہ لطف آسمان تھا	کہا ملکہ نے پھر گذرا جو حال
کہ فرقت مین تری جینا تھا جنجال	کہا سب حال اور لپٹے صنم سے	مزے اُٹھنے لگے عیش بہم سے

سینہ بسینہ لب بلب بوسون کے چٹخنے ساق پاے ملکہ عریان انگیا مسکی ہوئی رخسار تابان تمتمائے ہوئے جسم مین پسینے آئے ہوئے شرم وحیا دور بیباکیان ظاہر دل ناصبور نشۂ عشرت کا وفور ادھر ملکہ کی وزیرزادی ماہ پیکر خوش چشم سے سیارہ کی چھیڑ چھاڑ جب وہ شرم سے جھکی بیٹھتی یہ کہتا کہ لیجیے اسپر تو کوئی صاحب چڑھ بیٹھے وہ کہتی کہ چڑھے موڈی کاٹے تیرے ہوتون سوتون پر عیار یہ سنکر ہاتھ اُسکے زانو پر مارتا وہ غصہ مین آکر تیوری چڑھا کر ہاتھ تانکر جو اسپر مارتی یہ ہٹجاتا ہاتھ اُسکا زمین پر پڑتا چوٹ لگنے سے وہ بیتاب ہوجاتی اور ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑ کر منھ اسطرح بناتی کہ باغ حسن مین کلی کھلتی ہوئی نظر آتی اور تیوریان چڑھا کر عیار کو وہ کوسنے دیتی یہ کہتا اے جانی لاؤ مین چوٹ لگی ہو تو دبا دون وہ کہتی مر لیجے تو دبا جا کے اپنی گھر والیون کو صاحب میرا تو ہاتھ ٹوٹ گیا یہ مرنے جوگا جگت بولتا ہے آخر شہزادی کے لحاظ سے وہ قمر پیکر وہانسے اُٹھکر چلی عیار بھی اُسکے پیچھے روان ہوا اور ایک مقام تنہا مین اُسکے آگے ہاتھ باندھے اُسنے بھی کھلکھلا کر ہنس دیا اِسنے گود مین اُٹھا لیا وہ نہین نہین کرتی رہی اور کہتی تھی ارے مردوے تونے مجکو بھی کیا ملکہ بنایا یہ وہی ایسی کچیلی تھین جو ذرا مین ٹسوے گھلانے لگین

ارسے میری آبرو مین فرق آجائیگا مین اُدماتی نہین ہون وہ جو تیرے جی مین ہے وہ بارہ
اور بارہ چوبیس برس بھی نہوگا یہ ہرچند چلائی عیار بدگو رنے ایک بھی نہ سنی اُسکو لاکر لب
نہر ضرغہ مین درختون کے بٹھایا اور فرش بچھا کر جام و صراحی لاکر بعشرت تمام تر بیٹھا اب
کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا وہ بھی کسی حیلے سے اُسکے گلے مین باہین ڈالتی پھر شرما کر ہٹجاتی یہ
کبھی لب نازک کو چوس لیتا سینے پر ہاتھ رکھ کر خانہ حسن موس لیتا وہ کہتی اللہ قسم تو نے
مجھکو ہلکان کر ڈالا یہ کہکر اُسکا ہاتھ سینے اور سب اعضا پر رکھکر دکھاتی کہ دیکھو میرا اپنڈا پھنکا
پھیکا ہے یہ عیار اُسکے لپٹ جاتا خوب مزے اُڑاتا دو چار جام شراب ارغوانی کے جو اُس
نازنین نے پیے جوش جوانی مین کچھ شرم و لحاظ نرہا پھر تو یہ حال ہوا کہ ساق سیمین طوق کمر
دلدار ہنین آنکھون مین سرخ سرخ ڈورے پڑگئے کُرتی چڑھ گئی چھاتیون نے نقاب رخ
اُٹھا کر بیحجابی کی سسکیون کی صدا بلند ہوئی کہ بموجب نظم

لبون سے آشنا باہم تھے ساغر
ہوئی شرم و حیا بھی پاس سے دور
لیا جھک کر کبھی بوسہ لبون کا
کبھی دیتی تھی بوسہ لطف کے ساتھ

تسلسل دور ساغر کا برابر
بڑھے پھر بے تکلف ہاتھ اُس دم
بنے موے کمر کے ہاتھ حلقا
چُراتی تھی کبھی وہ گل بدن کو

دکھایا نشہ نے جب عالم نور
ہوئے وہ راز سے انگیا کے محرم
جھٹکتی تھی کبھی وہ ناز سے ہاتھ
ملاتی تھی کبھی مُنہ سے دہن کو

چاندنی کھلی ہوئی شبنم سے رات بھیگی ہوئی گلونکی بہار فوار ونکا آبشار اُدھر ملکہ و شہزادہ اِدھر
وزیرزادی اور عیار سرمست بادہ رات بھر معروف عشرت و مسرت رہے جب آغوش دہر
مین شاہد صبح نے جلوہ گری کی اور شب مثل رنج گذشتہ خاطر روندگاں سے دور ہوئی نظم

نشان شب ہوا عالم سے نابود
اُڑا ارنگ اخترونکا صورت دود
سحر پھر دھر کے تاج مہر سر پر
ہوئی رونق فزا با حشمت و فر

صبحکو شہزادے نے بعد فراغ طاعت آکے پھر انجمن آرائی کی
صبح کی ٹھنڈی ہوا دلونمین محبت کی ہوا درخت اوس سے بھیگے ہوئے پھول کھلے ہوئے
جانورون کی زمزمہ سرائی ہر ایک معروف یاد الٰہی لغل مین گل بوستان رعنائی رات کے
جاگنے کا آنکھونمین خمار ہونٹون پر مسی اُڑی ہوئی چوٹی کھلی زلف بکھری ہر ایک سرمست و
بیہوش دین و دنیا فراموش ساکن عیش خانہ ایک دوسرے کا دیوانہ یہ تو اب بیخوف و خطر یہان

بعد آرام و راحت رہتے ہین لیکن سیارہ عیار نسے رخصت ہوا اور بہ تجسس بمقصد چلا آیئے
کہ یہان کبتک بیٹھینگے ایک روز یہ حال ضرور کھلیگا پھر سوائے پشیمانی کے اور کچھ بن نہ پڑیگا
غرضکہ صورت ساحر کی ایسی بناکر اس طلسم مین چار سمت دس دس اینٹ مین کوس جاتا تھا
اور ازبسکہ مقسوم جادو سے پتا شہر جام کا خوب معلوم کر لیا تھا ایک روز اُسی جانب روانہ
ہوا اور بعد قطع منازل اُس شہر کے قریب پہونچا حصار شہر پناہ منزلہا منزل تک کھنچا تھا
دروازہ جواہر آگین بعد فروتمکین لگا تھا کئی ہزار ساحرونکا وہان پہرا تھا بستر اُنکے لگے دریچہ ہائے
آرام و سکونت بنے تھے لوگ آتے جاتے تھے یہ بھی اُنھین آنے جانیوالون مین ملکر داخل شہر
ہوا نہایت پاکیزہ و عمدہ بستی دیکھی خلق سب بہشتی دیکھی دکانین سرمایۂ حسن و خوبی سے معمور
ہر کوچے مین خرمی کا وفور مکانات رنگین و پختہ تعمیر سراپا پری کی تصویر دیوارون کی صفا پر آئینہ
حیران سکندر کی روح اُسپر قربان جس دکان مین کہ آئینہ لگا تھا وہان سکندر کا دل لگا تھا
کیخسرو کو وہان کی سیر کا سودا تھا سڑکون پر گلاب اور کیوڑے بعد مشک کا چھڑکاؤ آیندو
روند کا دماغ معطر حسینونکا جماؤ ہر سمت قہقہے اور چہچہے ساز خوشی کے بجتے کٹورا کھنکتا گرم
بازاری طرحدار دکاندار حسین بیوپاری کہ بموجب

ابیات

نہایت ملک وہ آراستہ تھا	سب آرائش سے وہ پیراستہ تھا	مکان تھے گنبد کی صورت پیدا ور
بنے انمین ستون سنگ مرمر	سڑک ہر ایک رشک کہکشان تھی	بروج چرخ سے بہتر دکان تھی
روان ہر سو گروہ ماہرویان	فدا ہو دیکھکر جنکو دل و جان	دکانون مین بھرا سرمایۂ ناز
خریدارونکا معشوقانہ انداز		

سیارہ سیر کرتا ہوا دارالامارۂ شاہی کو دریافت کرکے اسیجگہ
آیا یہان ایک قصر اسطرح کا دیکھا کہ چار سمت سے کھلا ہوا تھا قصر کے سامنے بہت بڑا میدان
تھا پُر از گل برنگ بوستان تھا طائران خوش الحان نغمہ سنج تھے ہزارہا اشجار سیب و
بہی و نارنج تھے درختونکا سایہ دل آسیب زدہ کو صحت بخشتا شاخ گل کا سایہ بلبل کے لیے سایۂ
رحمت خدا تھا جوش بہار سے ہر ایک گلزار

نظم

بہم تھی بلبلونکی گل سے تقریر	شفا کی صحن گلشن مین ہے تاثیر	جو کوئی مردہ دل اسجا پہ آئے
تو فوراً جان تازہ دم مین پائے	وہ جوبن تھا عروسان چمن پر	زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر

وہ مرغان خوش الحان تھے غزلخوان	کہ آجاتی تھی جسم زار مین جان	اُس کاخ عالیشان مین جو لان

بنا تھا اُسمین تخت بچھا تھا گرد تخت کے کرسیان لگی تھین تخت مثل تخت آفتاب طلاے احمر کا بنا
یا قوت رمانی اُسمین جڑا تھا کرسیان سب زمرد نگار تھین نہایت طرحدار تھین سریر بازیب اگر خورشید
سپہر کنت تھا تو کرسیان اختر آسمان اُبہت تھین ماہ فلک حکومت و ثروت تھین تخت پر
ایک بادشاہ بصد شوکت و جاہ تاج شہریاری سر پر چار قب شہنشاہی در بر جلوہ گستر تھا کرسیون
پر وزیر امیر ارکین سلطنت بیٹھے تھے چتر شاہ کے سر پر پھرتا تھا اور ایک میز خوبی آمیز سامنے
تخت کے بچھی تھی اُسپر کئی سو گلدستے گلزار ارم کو فرط رنگینی سے ہنستا رکھتے تھے بیچ مین اُن
گلدستون کے ایک ایسا گلدستہ تھا کہ عروسان بہار اُسپر سو جان سے صدقے شاہدان فرخار
ہزار دل سے قربان گویا تار نگاہ حوران جنان و گلہاے خندہ حسینان جہان کو یکجا کر کے یہ گلدستہ
باندھا تھا اُس گلدستہ پر بارش نور کا قدرت خدا سے از خود ظہور تھا اور جہان وہ رکھا تھا
اُسجگہ سے سقف دالان کو شگافتہ کر دیا تھا لکہ ابر سپید سایہ کیے تھا اور موتی برساتا تھا اور جو ساحر
قریب اُسکے جاتا تھا سحر بھول جاتا بدن مین سوزش پاتا تھا سیارہ نے باغ مین ٹھہر کر یہ سب
کیفیت دیکھی اور دل سے اپنے کہا کہ مقرر اسی گلدستہ مین جسپر موتی برستے ہین لوح ہے اسکو
کسیطرح سے لینا چاہیے پھر سوچا کہ مجکو اسکا ملنا دشوار ہے شہزادیکو یہان لا کر تدبیر کرنا چاہیے اسی
سوچ مین یہان یہ ٹھہرا تھا کہ وہ ساحر جو صحرا مین مقیدان طلسم کو جانور بناتا ہے اور کھانا دینے
روز جاتا ہے سامنے بادشاہ کے آیا دست ادب باندھکر یہ زبان پر لایا کہ اب قیدی بہت سے
ہو گئے ہین اگر ارشاد ہو تو قدیم مقید قتل کر ڈالے جائین جدید بدستور جانور بنے رہین بادشاہ
نے کہا مین نے سنا ہے کہ اسکندر نے آجکل اپنی خدائی خوب چمکائی ہے پس میرا ارادہ یہ
ہوا ہے کہ جملہ مقیدان طلسم کو چھوڑ دون بلکہ اُنکو ایسی کچھ مدد دون کہ وہ جا کر اُس خداوند باطل
کو نابود و معدوم کرین اچھا ای محافظ قیدیان تو سب اُن بیچارے جانورون کو یہان لے آ
وہ ساحر حسب الحکم بزور سحر اُڑ کر صحراے طلسم مین گیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ جملہ قیدی بصورت
بہایم دوڑتے ہوئے اُسکے نیچے نیچے چلے اور یہ اُڑ کر پھر سامنے بادشاہ کے آیا وہ جانور اُسی میدان
سبزہ زار مین آکر ٹھہرے اُنکو دیکھکر بادشاہ تخت پر سے اُٹھا اور اُس گلدستہ طلسمی کو بنظر

اُٹھاکر بہت بڑے لگن مین رکھکر آب طاہر وصاف سے دھویا گلدستہ کو پھر میز پر رکھدیا اور پانیکو اور پانی مین ملاکر بہت سا کیا اور سامنے جو ساحر کھڑے تھے اُنکو دیا کہ ان جانورون پر لیجاکر چھڑک دو ساحرون نے آکر وہ پانی سب جانورون پر چھڑکا وہ سب زمین پر گر کر تڑپنے لگے بعد کچھ دیر کے انسان بنگئے اور سامنے بادشاہ جو استادہ تھا اُسکے قدمون پر آکر گرے اور گویا ہوئے کہ خالق عالم تجکو سلامت بصد اقبال رکھے کہ تو نے ہمکو پھر جامۂ انسانی پہنایا ان آدمیون کی بسبب اسکے کہ مدت سے قید تھے یہ صورت تھی کہ تن لاغر ناتوان بال سر پر بال جان بر سینہ تن خاک صحرا کا جسم پر پیرہن کوئی اُنمین وزیر کوئی سوداگر کوئی بادشاہ کوئی فقیر اُنمین ایک شخص وجیہ و شکیل تاج شاہی سے آراستہ لباس فرمانروائی سے پیراستہ تھا لیکن خاطر زار و حزین بجان غمگین تیشۂ غم سے نخل عیش اُسکا کاستہ تھا جب عقاب بن جام کے سب قدم پر وہ قیدی گرے اُس جوان نے منت اور خوشامد کرنا مکروہ جانکر بادشاہ کو سلام بھی نکیا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ **بیت** عدو سے دل نے جھکایا تھا جان من مجکو + اگر سنبھالے نہ میرا بانکپن مجکو + **عقاب** نے سب قیدیون کا حال دریافت کیا ہر ایک نے اپنی اپنی کیفیت بیان کی اُس نوجوان نے بھی بکراہت کچھ ماجرا اپنا کہا کہ نام میرا ملک **سلطان تاج بخش** ہے فریب دینے سے دشمن کے مین وارد طلسم ہوکر گرفتار عذاب الیم ہوا **عقاب** نے اسکی وضع اور بانکپن کو کمال پسند کیا اور خلعت منگوا کر دیا اپنے مصاحبون مین مقرر کیا اور سب قیدیون کو ایک مکان مین بھجوا دیا اور حکم کیا کہ براحت و آرام یہ لوگ قیام کرین ہم باہر طلسم کے انکو پہونچا دینگے غرض بعد اس انتظام کے ساحر مذکور تخت پر آکر بیٹھا **سلطان** بھی کرسی پر متمکن ہوا اس اثنا مین **سیارہ** بھی جو لوگ کہ دربار مین آتے جاتے تھے اُنمین سے ایک کو بیہوش کرکے اُسکی ایسی صورت بنکر دربار مین آکر ٹھہرا پیمان دورہ جام مے ارغوانی تھا جلسۂ عیش و شادمانی تھا جب دماغ بادۂ ناب سے **عقاب** کا گرم ہوا **سلطان** سے مخاطب ہوکر گرم سخن ہوا کہ اے برادر تم بھی بادشاہ ہو کشور پناہ ہو اسلیے تمسے کہتا ہون کہ میرا ایک دشمن ہے ملک گوہر شاہ اور اُسکا ایک خداوند ہے سکندر لیس مین چاہتا ہون کہ اُس عدو پر لشکر کشی کرون اور اُس خداوند کو بھی مارون اس مقدمہ مین کیا تمھاری

صلاح ہی مین نے سپہ سالار اپنے لشکر کا تحسین کو کیا سلطان نے جب یہ مہربانی اُسکی دیکھی تیغ زبان کے جوہر اسطرح دکھائے کہ ای بادشاہ عالیجاہ **بیت** دیکھے جو تو قہر کی نظر سے خورشید فلک بھی تھرتھرائے ✦ میری عقل ناقص مین تدبیر اس مہم کی اسطرح ہی کہ فوج ظفر موج اگر بہر قتل خداوند بدخواہ جائیگی بادشاہ طلسم مقابلہ کریگا اور بادشاہ طلسم کا قتل ہونا بغیر طلسم کشا کے دشوار ہی بس خداوند کے پاس جانا ہوگا قتل کرنا کیا اس سے مناسب یہ ہی کہ مع چند ارکان سلطنت اِس حیلہ سے کہ ہم خداوند کی زیارت کرینگے حضور یہان سے چلین اور جب گنبد مین پاس اُس دغاباز کے پہونچین مین اُسکو پچھاڑ کر خنجر سے فوراً دل و جگر چاک کرونگا دم بھر مین ہلاک کرونگا بادشاہ کو خبر جب اُسکے مرنے کی ہوگی آئیگا قریب گنبد فوج دریا موج تیار رہے اُس سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ رائے عقاب کو بہت پسند آئی ہمت مردانہ پر سلطان کی تحسین و آفرین کی اور اُسیوقت اپنے یہانکے افسران لشکر کو بلاکر حکم تیاری بطور مخفی دیا لشکر اسکا آراستہ سلاح حرب و اسباب سحر سے ہوا اور پلٹنین رسالے یکے بعد دیگرے گنبد سکندر کیطرف روانہ ہوگئے ظاہری تزک اور احتشام کا ہنگامہ نکیا بعد روانگی لشکر بادشاہ براہ مکر کشتیان زر و جواہر کی نذر خداوند کے لیے تیار کراکر سوار ہوا سلطان کو بھی مرکب پری پیکر پر سوار کراکر ساتھ لیا سیارہ جملہ کیفیت معلوم کرکے اِسکے روانہ ہونے سے پہلے وہانسے چلا اور خدمت شہزادہ قاسم مین آکر جملہ ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا آپ بہت ہوشیار رہیے سلطان اس ارادہ سے آتا ہی یہ کہکر شہزادے سے پیام بادشاہ کو بھجوایا کہ جلد یہان آکر حاضر ہو گوہر شاہ فوراً حاضر ہوا خداوند نے اندر گنبد کے بلایا بادشاہ نے اپنی دختر کو بشاش و فرحناک پایا بہت خوش ہوا شکریہ خداوند کا ادا کیا خداوند نے فرمایا کہ مجھکو فرشتگان قدرت نے خبر دی ہی کہ عقاب بن جام اس ارادہ سے آتا ہی اور فوج بھی پوشیدہ طور سے ساتھ لاتا ہی پس تو بھی اپنی فوج کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دے لیکن شور و ہنگامہ نہو کہ وہ غلغلہ سنکر اور ہم سبکو ہوشیار سمجھکر یہان نہ آئے بادشاہ یہ حکم سنکر اپنے مقام پر اور سرداران لشکر کو بلاکر حکم خداوند سے خبردار کیا یہان بھی سب آلات حرب سے درست ہوکر اپنے مقام پر ٹھہرے اور ہرکارے بادشاہ نے گرد گنبد خداوند مقرر کردیے کہ جب کوئی ہنگامہ دیکھین فوراً خبر دین کہ مین فوج لیکر پہونچ جاؤن

اسی انتظام مین ایک روز عقاب بحشم و خدم داخل قلعہ ہوا فوج اُسکی گرد قلعہ کے پہلے ہی آکر
اطراف مین چھپی ہوئی ٹھہری تھی وہ اُسی میدان مین سامنے گنبد کے ہوپہنچکر خیمہ زن ہوا اور
اپنے سردارون کو ساتھ لیکر براے زیارت خداوند سامنے گنبد کے آیا خداوند بھی آرامگاہ مین
ملکہ کو چھوڑکر تخت خدائی پر گنبد مین آکر بیٹھے عقاب بے تامل اندر گنبد کے آیا اور اُسکے ساتھ
سلطان بھی داخل ہوا اُسنے نہ خداوند کو سجدہ کیا نہ سلام اور ایک طرف تخت کی کرسی پر
عقاب اور دوسری جانب سلطان اپنی دانست مین خداوند کو گھیر کر بیٹھے خداوند نے
انکو ڈانٹا کہ ای بندگان بے ادب تمنے کچھ تعظیم میری نہ کی ہو تیرطہ کہ تم سبکو مین زندہ جہنم مین بھیجدون اتنا
کہنا تھا کہ خنجر کھینچکر سلطان خداوند پر آہی پڑا شہزادہ تو اس کیفیت سے آگاہ تھا ہی ہمہ تن چشم
بنا ہوا تھا خنجر مارتے ہی پھکی دی کہ خنجر نیٹ پڑا اِسنے بند دست پکڑکر جھٹکا مارا کہ خنجر اُسکے ہاتھ سے
چھوٹا اُسوقت تلوار کھینچکر عقاب نے بھی وار کیا شہزادہ نے بارِ تلوار کی بچاکر اسکے بند دست کو
بھی تھا مکر جھٹکا مارا کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے بھی چھوٹا اور اُن دونون نے لپٹ جانیکا قصد کیا شہزادے
نے اُنکے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ ڈالکر پھول کیطرحسے دونون کو اُٹھا لیا اسکے ساتھ کے
سردارون نے تیغین کھینچکر حملہ کیا شہزادے نے ایک کو تو زمین پر پٹکا کہ سیارہ نے حباب بند کر
بیہوش کیا اور دوسرے کو بجاے سپر ہاتھ پر چڑھا کر اور تیغہ لیکر لڑنا شروع کیا سردار جب تلوار
مارتے تھے شہزادے کو اُسکو سامنے کرتا تھا سردار اب شمشیر زنی کسپر کرتے ناچار گنبد سے رو بفرار
لائے شہزادے نے اُن دونون کو کمندون سے باندھا سردار جو عقاب کے سحر پڑھنے پر تیار
ہوئے تو خداوند کے پجاری بڑے زبردست ساحر ہین اُنکے سامنے یہ سحر نکر سکے کیونکہ بادشاہ
کی آمد سنکر شہزادہ نے اُنکو بھی بُلا لیا تھا حاصل کلام جب اِن دونون کو باندھا در گنبد بند
کر لیا پجاریون کو بھی باہر نکالدیا راوی بیان کرتا ہی کہ عقاب بسبب گلدستہ لوح طلسمی کے
رکھنے کے سحر نہین جانتا ہی اور سلطان تو ظاہر ہی کہ ساحر نہین ہی اب جو یہ دونون گرفتار
ہوئے سخت ناچار ہوئے اور شہزادے نے تنہائی مین اُنسے فرمایا کہ ای سلطان آگاہ ہو کہ
مین سکندر نہین ہون نبیرۂ حمزہ بن قاسم نوجوان ہون تیری زوجہ کو پنجہ ظلم زنگی سے
چھڑا کر تیری رہائی کے لیے اِس طلسم مین آیا یہ کہکر سب حال گذشتہ ابتدا سے انتہا تک

کہ سُنایا جب سب حال **سلطان** نے سُنا سمجھا کہ یہ تو میر الحسن ہی کہ اِسنے میرے ناموس کو بچایا
اور میرے ہی لیے اتنی آفت جھیلی مصیبت مین آکر اپنے تئین پھنسایا یہ سمجھکر اِسنے عرض کیا کہ ای
شہریار مین تو بندۂ بے دام آپکا ہون غلام کا غلام آپکا ہون شہزادے نے اُسکو کھولدیا وہ
قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے سر اُسکا سینہ سے لگایا پھر **عقاب** سے سوال اسلام لانے کا
کیا وہ دشمن **سکندر** تھا جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ اِس شہزادے نے دشمن کو ہلاک کیا اور
اب قصد قتل **ملک گوہر شاہ** رکھتا ہی فتح طلسم بھی کریگا یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور
بخندہ پیشانی شہزادہ سے عرض کیا کہ مین بھی آپکا تابع فرمان ہون شہزادہ نے اِسکو بھی
کھولدیا یہ بھی قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے دونون کو کلمہ بتایا بصدق دل وہ مسلمان
ہوئے اِس اثنا مین سردار وغیرہ جو بھاگ کر گئے تھے اُنھون نے فوج **عقاب** کو فساد کی خبر دی
اُدھر ہرکارون نے بادشاہ طلسم کو اِس ہنگامہ سے باخبر کیا کہ خداوند سے فساد ہوگیا دونون
مقامون پر لشکر جلد جلد تیار ہوکر روانہ ہوا یہان خداوند ان دونون کو مسلمان کرکے باہر
گنبد کے آئے اور سوار ہوکر بڑھے تھے کہ بادشاہ طلسم فوج لیے آیا اور غوغا سنائی دیا کہ ایک
لشکر بیرون شہر سے قتل وغارت کرتا آتا ہی خداوند نے **عقاب** سے فرمایا کہ شاید یہ تیرا لشکر
ہی جا اُسکو لڑنے سے منع کر وہ ادھر روانہ ہوا اور اپنی فوج مین پہونچکر لشکریون کو لڑنے سے
منع کرکے افسران کو خدمت خداوند مین لایا یہان خداوند نے بادشاہ طلسم کو لڑنے سے
باز رکھکر فرمایا کہ مین نے **عقاب** کو مطیع اپنا کر لیا اور وہ بالکل بیوقوف تھا مجھ سے لڑنے
آیا تھا کیونکہ بندون سے سب لڑتے ہین خدا سے کوئی لڑکر بہتر نہین ہوتا ہی شاہ طلسم کا
اعتقاد اور زیادہ خداوند کی طرف ہوا اور فرزند لوحدار کے مطیع ہونے سے مسرور وشاد
ہوکر شکریہ خداوند ادا کرتا تھا خداوند حملہ انتظام فرماکر پھر داخل گنبد ہوئے دونون سمت کے
لشکرون نے بھی کمر کھولی خداوند نے **عقاب** کی عزت کی جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا رقاصان مہر طلعت
وساقیان قمر صورت حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش مین آیا رقاصون اور مطربون نے
خاطر اہل انجمن کو اپنا شیفتہ بنایا ایک رات اور دن بھر جلسہ رہا جب دوسرے روز صبح
زرین آفتاب گلدستۂ مغرب سے ظاہر ہوئی اور چرخ جو ستارون سے ہمشکل پلنگ تھا صوا

اصلی پر آیا نظم

کہ وہ شب جب گھٹی مثل شب وصل
ہوا ہر چیز کو ہر چیز سے فصل

لب مینا سے ساغر خم سے پیالے
چھٹے باہم پڑے ساقی کے پالے

سیارہ نے عقاب کو سمجھا دیا تھا کہ خداوند کو منت کرکے اپنے شہر مین لیچلنا چنانچہ اُسنے حسب فہمائش عیار خداوند سے عرض کیا کہ حضور میرے ملک مین چلکر سبکو سجدہ کرائیے اور راہ راست پر لائیے خداوند نے اِسکے کہنے کو قبول کیا اور شاہ طلسم سے فرمایا کہ تو اپنے قلعہ مین بہ آرام و اطمینان مقیم رہ مین شہر جام مین جاتا ہون گوہر شاہ نے عرض کیا کہ شاید خداوند کو تنہا پاکر یہ لوگ کچھ ضرر نہ پہونچائین بس مین حضور کے ہمراہ مع لشکر چلنا مناسب جانتا ہون خداوند یہ سنکر خوب ہنسے اور کہا مجکو تو تنہا سمجھتا ہی میرے ہمراہ لاکھون فرشتے ہین اور مین جب چاہون ساری دنیا کو تقدیر کرکے غارت کردون شاہ نے کہا بیشک اسمین کچھ فرق نہین آجاگتی جوت کے خداوند ہین اچھا میری دختر کے لیے کیا حکم ہوتا ہی خداوند نے فرمایا کہ بیٹی تیری اگر چند روز میرے ساتھ اور رہتی صحت کامل اور شفاے عاجل پاتی اب تجکو اختیار ہی خواہ اپنے گھر مین اُسکو لیجا یا میرے ساتھ کردے بادشاہ نے جوابدیا کہ مجکو جبتک آپ اجازت نہ دیجیے بخوشی اپنے گھر لیجانیکی نہ لیجاؤنگا بے تامل خداوند اُسکو ساتھ لیجائین یہ کہکر اپنی بیٹی پاس آیا اور کہا اے فرزند خداوند یہانسے ملک جام کیطرف جاتے ہین تم گھر مین چلکر رہوگی یا خداوند کے ساتھ جاؤگی یہ کلام باپ کا سنکر ملکہ نے آہ کی اور رونے لگی کچھ جواب نہ دیا پدر تے اسکو بیمار جانا اور سمجھا کہ گھر مین لیجانے سے یہ پھر ویسی ہی ماندی ہوجائیگی پس اِسنے سامان سفر بہر دختر بھی درست کرایا سکھپال ملکہ کے لیے آیا کنیزان محرم راز و انیسان دلسوز فنس و چوپہلے وغیرہ پر سوار ہوئین خداوند کے جلو مین عقاب و سلطان و سیارہ روان ہوئے لشکر مین طبل و بوق بجے سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ ہوئے تخت خداوندی کے آگے نقارے بجے طائران سحر سر پر سایہ کیے نقیبون کی صدا بلند دورباش پکارتے چاؤشان ارجمند خلاصہ یہ کہ بڑے عظم و شان سے سواری روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہر جام مین پہونچے عقاب نے ملکہ کو ایک باغ پُر بہار مین اُتارا اور شہزادہ یعنی خداوند نقلی کو دار الامارۃ مین

لایا فوج چھاؤنی مین جا کر مقیم ہوئی شہزادہ نے دار الامارۃ مین آ کر اُس گلدستہ کو جسکا ذکر اول
بیان ہوا دیکھا اور اُسکو ہاتھ مین لیکر اُسکی ٹھیپک کو کچل کر توڑ ڈالا غل اور شور برپا ہوا آوازین
مہیب از خود آئین پھر ایک دیو روے ہوا سے اُترا جسکا سر آسمان سے گویا لگا تھا اور ہاتھ
ہر ایک برگد کا ٹھنا تھا منھ مثل قعر عدم کے کھلا تھا دار شمشاد کاندھے پر رکھے ڈانٹتا ہوا سامنے
آیا کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ گلدستہ لوح طلسمی کو توڑا شہزادے نے جلد اُس
گلدستہ سے لوح کو نکالا دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی جسپر زمردین حرف سے طلسم لکھے ہین اور
سلک گوہر مین گندھی ہے پس اُس لوح کو گلے مین پہنا تیرہ بدلکر اُس دیو کا سامنا کیا اُسنے
دار شمشاد چرخ دیکر شہزادہ پر لگائی اُس بہادر نے جست کر کے خالی دی او تیغہ کھینچ کر اُسپر
کھلا دیکر اِس زور سے ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا بہ یک شمشیر شاد دردہ ملعون کٹ کر
گرا شور دار و گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا محافظ لوح طلسم کو سر گرہ نہنکال جادو دیو کو بسبب
اسمائے الٰہی جو لوح طلسم مین تحریر تھے بعد قتل ہونے کے وہ دیو جلنے لگا گندہ دوزخ کا ہوا
عقاب نے قوت بازوے شہزادہ پر آفرین کی دست زبردست کو بوسہ دیا پھر انجمن
عشرت آراستہ کی شہزادے نے اب صورت اپنی اصلی بنائی اور اکابرین شہر کو طلب فرمایا
منادی کرادی کہ ہر شخص یہان حاضر ہو کر دین اسلام قبول کرے مردمان شہر گروہ گروہ حاضر ہو کر اطاعت
اسلام قبول کرنے لگے شہر مین بتکدے منہدم ہوئے مسجدین بنگئین دربار مین نذرین شہزادہ کو
گذرنے لگین بعد اس انتظام کے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی ہر مطرب و ساقی
نے ہنگامۂ عشرت و مسرت برپا کیا عقاب نے بڑے دھوم سے دعوت کی آرایش و زینت
بزم اگر بیان ہو طول داستان ہو بر سبیل اختصار یہ حال اظہار ہے اُس گلزار عیش کی
یہ بہار ہے کہ

نظم	صداے نغمہ خوش‌رو یونکی آواز	دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز
حضور انجمن ہونے لگا رقص	عجب راحت فزا اُسجا کا تھا رقص	ہر اک سو عیش کا سامان مہیا
کہ نکلے جس سے سب ارمان دلکا	دہن تر تھے مے عشرت فزا سے	ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے
ہر اک معشوق واں شکر پری تھی	اُمنگوں مین جوانی کے بھری تھی	دن بھر یہ شہریار کشور شجاعت

دربار مین جلوہ فرما رہا شب کو باغ بہار آگین مین جا کر ہمراہ ملکہ کے داد عیش دینے لگا آگے

گردن مین باہین حمائل رہین دل سے دل تو ملاتھا ہی ظاہر مین بھی کلیجہ سے کلیجہ ملا رہا حرف و حکایات محبت کی ملاقات مین رات بسر کی کبھی ساق سے ساق اڑ گئی مسی لب کی اڑ گئی افشان ماتھے کی بگڑ گئی سواے اسی لڑائی اور بگاڑ کے اور کسی لڑائیکا ذکر بھی نہ تھا گاہے ہاتھا پائی کبھی دھینگا مشتی ملکہ کا کھلکھل ہنسنا پلنگ پر لوٹنا شہزادہ کا گدگدانا کبھی منھ بنا کر بسورنا شہزادہ کا بلائین لینا ملکہ کا ہنس دینا چوڑیون کا ٹوٹنا ملکہ کا منھ بنانا سرہانے سے ہاتھ کھینچ لینا فرط نزاکت سے بانہہ کا نیلا ہوجانا لعاب شوق سے لب بہم جل شیدا اے یکدگر

نظم

نگاہون سے کبھی پیدا غضب تھے
کبھی مسی بگڑتی تھی لبون پر
یہ باتین تھین کہ تھی نوبت سحر کی
ہجوم شوق کے ٹھنڈھے ہیں بوس

کبھی وہ آشنا بوسون سے لب تھے
کبھی دونون تھے محو حسن خسار
کبھی تقویت سامان سفر کی

کبھی تھی ساق پا جاے سے باہر
مریض آرزو سے چشم بیمار
سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش

جب پردہ شب رلیمان شعاع آفتاب سے بندھا اور معشوقہ لیل نے آغوش دہر سے کنارہ کیا قاسم نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اس قلعہ مین بہ آرام تمام ہو مین سیارہ عیار کو تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کر کے تمھین سپرد خداے کریم کرتا ہون اور بہر فتاحی طلسم جاتا ہون انشاء اللہ چندروز مین پھر آکر ملونگا تمھارا باپ میرا حال سنکر اگر اس شہر کے برباد کرنے کو آئیگا تو عقاب اُس سے لڑیگا پروردگار شر سے دشمن کے بچائیگا یہ فرماکر عقاب و سلطان کو طلب فرمایا ملکہ ہٹ گئی شہزادے نے اُنسے بھی درباب حفاظت ملکہ تاکید فرمائی اور سب نشیب و فراز سمجھا کر ارشاد کیا کہ ہر وقت لشکر اپنا تیار رکھنا دشمن سے غفلت نکرنا مین طلسم توڑ کر جب آونگا مالک طلسم تمکو بحکم خدا بناونگا یہ کہکر اُنکو رخصت کر کے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا اسمین ظاہر ہوا کہ اے فتاح طلسم و سیاح عجائبات زمین پر نیرنگ اگر عازم جنگ ساحران ہو تو اُسمقام پر تو جا کہ جہان عقاب سر یر حکومت پر بیٹھتا ہو اُس تخت کو اُٹھوانا ایک سنگ سبز زمین مین نصب ہو قلاب اُس پتھر مین لگا ہو قلاب مین ہاتھ ڈالکر بقوت نسل صاحبقرانی پتھر کو اُٹھانا دہنہ نقب ظاہر ہوگا اسمین اتر جانا پھر جہان کہین پہونچنا بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نکرنا جو کوئی دوست ملے اُسکو دشمن جاننا خانہ راحت کو مدفن جاننا یہان جو تریاق ہو وہ زہر ہو محبت یہان کی قہر ہو

انگبین حنظل ہی گلزار ہر ایک جنگل ہی نوش یہان نیش ہی ہر قدم پر آفت در پیش ہی یہ حال نوح سے دریافت کر کے ہتھیار جسم پر آراستہ کیے اور ملکہ سے کہا ع ترا الصمد حافظ ہی ترا اللہ والی ہی + وہ ناکام تاب ہجر کہان رکھتی تھی زار زار رونے لگی انھین کنیزین گرد شہزادہ کے جمع ہوکر رونے لگین سبکو شہزادے نے تسکین و تشفی دی ملکہ نے نذر امام ضامن ثامن علیہ السلام کی اشرفیان باندھین ہر ایک عورت دعا کرنے لگی کہ خدا تعالی ہمارے وارث و مالک کو کامیاب کرے اور جلد صحیح و سالم ہمسے لا ملاوے پھر ہر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمھارا منھ جلد دکھائے بلائین لیکر غرض رخصت کیا ملکہ نے اسوقت گھبرا کر بیتابانہ یہ کہا کہ کوئی خط تو ہمکو لکھنا اگر ہو فاد شت غربت مین بھول بجانا

نظم

کبت آئیگا کوئی مجھ تک جواب بیتا جا
تسلیان تو کچھ اے اضطراب بیتا جا
لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز زیر نگو
بغل مین بیٹھ کے انکا حساب بیتا جا

الغرض شہزادہ ذیجاہ ان سب سے رخصت ہوکر دار الامارۃ مین آیا اور تخت عقاب کے نیچے کا اٹھوا کر تختہ سنگ کو دیکھا دامن گردان کے قلاب مین ہاتھ دیکر نعرۂ المدد یا یزدان پاک کیا اور کئی ہزار من کے پتھر کو پہلے ہی زور مین کھٹ سے کنگ کی اکھیڑا اور علیحدہ رکھدیا ہر ایک کو اس زور بازو پر حیرت ہوئی مگر اس فرزند بیلکین نے نقب دیکھکر بسم اللہ کہکر اپنے تئین گرا دیا غلطان و پیچان تحت الثری کیطرف چلا بعد کچھ عرصہ کے پانون زمین سے آشنا ہوئے ایک صحراے لق ودق مین اپنے تئین پایا جرأت رستمانہ سے قدم بقصد ہمت آگے بڑھایا۔ اب اس مرحلہ طلسم کی حقیقت سنیے کہ یہ اول مرحلۂ طلسم ہوا اوسکی مالک وہی دایہ ملکہ کی نافرمان جادو ہی مکان تو اس ابلیسہ کا وہان ہی کہ جہان اُسنے شہزادہ کو لاکر قید کیا تھا لیکن قلعۂ حکومت اسکا اس مقام پر ہی یہ صحرا جہان شہزادہ کا گذر ہوا ہی اُسیکی عملداری مین ہی جب شہزادہ اس جنگل مین وارد ہوا غبار زمین سے اڑکر بگولہ بنا اور اُس قحبہ کو خبر کرنے چلا وہ لکاتہ بادشاہ طلسم سے بعد مقید کرا دینے شہزادے کے رخصت ہوکر اپنی جاے حکومت پر آئی تھی اور دار الامارۃ مین اورنگ حکومت پر بعشرت تمامتر جلوہ گستر تھی کہ بگولے اڑتے ہوے سامنے آئے اور انمین سے بر نکلا اور مجسم بشکل انسانی ہوکر گویا ہوے کہ اے مالکہ ہماری آپ غافل کیا بیٹھی ہین دشمن سر پر آپہونچا یعنی وہی شہزادہ

جسکو آپنے پیشتر قید کیا تھا لوح طلسم پاکر آپ کے علاقہ مین آیا ہی خبر شرط تھی وہ کی گئی آیندہ آپکو اختیار ہی یہ کہکر پھر وہ سر بگوسے بنکر اُڑ گئے اور اُس مفسدہ نے خبر سنکر دست تاسف ملے اندوہ غم مین پر ملال ہوکر سر بگریبان ہوئی اور کہا افسوس بادشاہ طلسم کا گھر برباد ہوا وائے غضب اسنے خداوند کو بھی مارا اور دختر شاہ کو بھی خراب کیا اب مناسب ہی کہ شاہ طلسم سے جاکر اسکا حال کہون پھر آپ ہی کہا کہ اب تو یہ مفسد میرے گھر آگیا ہی اسکو قید کر کے لیتی چلون یہ کہکر اپنی بیٹی شرارہ جادو کو طلب کیا اور اُسکو جو کچھ فہمائش کی آیندہ بیان اُسکا ہوگا اور یہ سب انتظام کر کے بہر گرفتاری شہزادہ روانہ ہوئی اِسکا حال بھی مذکور ہوگا۔ مگر کیفیت شہزادہ والا گہر لکھی جاتی ہی کہ وہ دلاور جب بیابان پر خطر مین قدم زن ہوا اُسکو لو نکو دشمن کیطرح جگہ مین دیکھا جھاڑیون سے یہ ظاہر تھا کہ برنگ زلف خاطر دشت مین بھی اُلجھن ہی دھوپ کی تپش سے دل حاسد کی طرح جلن ہی پہاڑون کے پتھر جو شرر ریز ہین شمع مجلس مصیبت انگیز ہین درہ ہائے کوہ نقشۂ دہان حریص دکھاتے پھاڑ سے کھلے نظر آتے تمام جنگل خانۂ بخیل تھا آنیوالا یہانکا ذلیل تھا کھانا ملنا کیسا پانی تک نایاب تھا ہر طائر بیخور و خواب تھا یہ مسافر صحرائے اندوہ و محن بے دانہ و آب خستہ و خراب بدشواری راہ طی کرتا تھا نہ دریا ملتا کہ پیاس بجھاتا نہ سایۂ درخت پاتا کہ ٹھہر جاتا کہ بموجب

ابیات

ہوائین چلکے لگتین سارے تن سے | ہوئے شعلے سے پیدا سنگ ان سے | سراسر سحر کے سامان وہان تھے
طلسمی سب زمین وآسمان تھے | بشر جانبر نہوتا تھا وہان سے | نکل سکتا نہ تھا قید مکان سے
وہان سے غیر ممکن نکلے جائے | گرفتار اجل آئے تو آئے | شہزادہ برکت لوح طلسم پر بلا

سے محفوظ تھا اور قدم ہمت بڑھائے چلا جاتا تھا یہان تک کہ دو پہر کامل رہروی کی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور رہرو دشت فلک قریب ملک مغرب پہونچا اِس بادیہ گرد صحرائے پُر آفت نے بھی اُس جنگل کو طی کیا نرگی طلسم سے ایکی مرتبہ لالہ زار ہمیشہ پُر بہار مین گذر ہوا یہ ستم کشیدہ دگر سنہ خرغہ مین درختان سایہ دار کے آکر ٹھہرا ہوش بجا نتھے جان آگئی سبزے نے تراوت آنکھون مین بخشی وہان بیٹھکر دم لینے لگا کیفیت سرسبزی صحرا خرمی بخش دل ہوئی محنت کی طی منزل ہوئی ہر سمت گل پھولے نظر آئے شاہدان دہر گویا انجمن مین بہار عارض رنگین دکھاتے

تھے میوون کی اسقدر کثرت تھی کہ زمین وہانکی خوان پُرالوان نعمت تھی پتے جو زمین پر گرے تھے فرش ششجری بچھا تھا گلونکی سرخی سے شمع انجمن بہار مین روشن کرنا ظاہر تھا شاہدان چمن برنگ معشوقان لباس سبز سے مزین ہوکر زیب وہ محفل بہار رنگ رلیان مناتے تھے نہالان دشت ایسے پھلے پھولے تھے کہ پھولون نہ سماتے تھے جانوران خوش الحان شاخون پر چہچہاتے ترانے خوشی کے گاتے تھے جیسے وجد مین آکر جوش مین بلبلین خروش مین ابیات لمؤلفہ

گلشن کیطرح وہ دشت سارا
بوے گل سے مہک رہا تھا
سبزہ لب جو تھا لہلہاتا
ہر گل جوبن نیا دکھاتا
یون کھل رہی تھین گلونکی کلیان
جسطرح جیسے مسکرائے جانان
شاخون پہ تھے مرغ چہچہاتے
اپنی اپنی سی وہ بھی گاتے
ہر نخل تھا رشک قامت یار
ہر گل مین بہار روے دلدار

شہزادہ اس بہار کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک روے ہوا سے چند تخت اُترے اُسمین سے ایک تخت جواہر نگار تھا کمال ہی طرحدار تھا اُس تخت ایک معشوقۂ طرحدار سوار تھی اور دوسرے تختون پر کنیزین اُسکی کہ ہر ایک کنیز حور کردار تھی اُس غیرت بخش صد بہار کے حسن کی یہ صورت آشکار تھی کہ زلف اُسکی مار سیاہ سے زیادہ زہریلی جسکے کاٹے کا منتر نہین اُسکی ہمسر سنبل تر نہین صیاد حسن کی یہ دام ہی آزاد سے کہان مرغ دل ناکام ہی دل عاشقون کے اُس سے یون چسپان جیسے سنبل پر قطرۂ شبنم آویزان روے پرنور لبان آفتاب شبنم اُسکے روبرو تجلی طور شعاع مہر اُسکو دیکھکر بیتاب جبین وہ نور آگین کہ رخ سحر اُسکے سامنے فق آفتاب حسن کی وہ اُفق آئینہ خجلت سے روبرو اُسکے پانی پانی اسکندر کو سراسر حیرانی صانع خط جبین سے ایسا محظوظ ہوا کہ اُسکو لوح محفوظ کہنا زیبا تھا وصف ابرو کیا تحریر ہو کلک شاخ آہو سے تسطیر ہو طاق حرم تجلی سجدہ نہین نہین بسم اللہ کتاب حسن کی مد چشم نرگسی معجز نما یا کالا کافر بلکہ ساحر خود ہی ساقی و خود ہی ساغر طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش غمزہ وناز مین اُستاد وصف دہن مین باریکی سخن درکار ہی مطلب گم ہر بار ہی سینہ پر چھاتیان باغ خوبی کی ناشپاتیان دل عشاق لبھاتیان خلاصہ یہ کہ از سرتاپا وہ صنم زیبا خدا کی شان تھی یہ اُسکی آن بان تھی نظم

سراپا اسمین پیدا تھی نزاکت
بلا کا قد بالا تھا قیامت
بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز
اُڑائے اُسنے معشوقانہ انداز
بلائے جان تھی گیسوئے سیہ فام
جنھین دیکھے سے جاتا صبر و آرام
قیامت تھین وہ آنکھین سحر آمیز
نگہ کرتی تھی ہر دل پر چھُری تیز
پنپ پائے نہ ہرگز عاشق زار
بنے دل نرگسی آنکھونکا بیمار
طبیعت جال مین زلفونکی آ اُلجھے
پڑے ایسی گرہ ہرگز نہ سُلجھے
گل عارض نئے تھا گل کھلاتا
کنوان چاہِ زنخدان تھا جھنکاتا
غرض وہ تخت سے اُسجا پہ اُتری
ضیائے مہ تھی جو صحرا پہ اُتری
چلی لٹکا کے دامن ناز کے ساتھ
اُٹھایا ہر قدم انداز کے ساتھ

کنیزان سمنبر نے ایک چشمہ کے کنارے سبزۂ زنگاری پر فرش اطلس سرخ بچھایا چشمون کو سرخرو بنایا کشتیان شراب ارغوانی کی ساغر بلورین اور چنگیر ہو گجرے وغیرہ سامنے مسند کے چن دیے جب بزم آراستہ ہو چکی وہ زینت انجمن مسند پر آکر جلوہ فگن ہوئی اُسوقت اُس صحرا کی رونق و سرسبزی کا عجب عالم تھا کہ گلہائے عارض شاہدان سبزہ رنگ کھلے تھے چاندنی کا لب جو فرا بہر کیف تھا اُس گلبدن کا گیسوئے مشکبار دماغ شاہد بہار بساتا تھا چار گھڑی دن باقی عجب انجمن اور عجب ساقی دھوپ کی ہلکی ہلکی زردی سلطان بہار کے ملازمونکی سنہری وردی جانوران صحرا خوش فعلیان کرتے پرندے اُڑتے پھرتے مرغان آبی ندیون پر لوٹ لوٹکر گرتے سبزۂ نوخیز لہلہاتا پانی چشمونکا تراوت آنکھونمین دیتا ایسی بہار مین معشوقان گل پیرہن کا برلب جو محفل آرا ہونا زاہدان خشک دماغ کو تر دامنی کراتا دل سے توبہ کو بھلاتا غرضکہ جب وہ رونق کاشانۂ بہار مسند پر بیٹھی لہرین پانیکی دیکھتی تھی اور ساغر مے لبون سے لگاکر چشمۂ حیوان مین حباب پیدا کرتی تھی اسی کیفیت فرح افزا مین یکایک گوشۂ صحرا کیطرف سے نعرۂ عاشقانہ کی صدا پیدا ہوئی اِس بہار کے لیے دیوانہ بھی درکار تھا بغیر قیس سونا یہ دشت پر بہار تھا اُس لیلی عذار کا مجنون بھی آیا دل پر داغ و جگر پر خون بھی آیا آشفتہ گیسو ژولیدہ مو گریبان چاک سر پر اُڑاتا خاک آنکھون سے سیل اشک روان نہ ثابت آستین نہ دامان اِس ہیئت سے ایک شخص بے سروسامان دکھائی دیا عقل و خرد سے دور انسان دکھائی دیا جب خاک اُڑاتا تھا دامن صحرا کی دھجیان بناتا تھا اور حالت دیوانگی مین یہ اشعار زبان پر لاتا تھا آہ سرد کی ہوا چلاتا تھا کہ

نظم

بھیجا ہی بلا نے پیک غم کو
آئے ہین پیام طوق و زنجیر
ہی ہمسے جنون کا گرم بازار
زنجیر بلا رہی ہی ہمکو
اب قید ہی ہم ہین اور زندان
جب ہم نہوے کہان آئی در ہاک
اب دشت کہان کہان آئی دلگیر
سنسان رہیگا یہ بیابان

جب وہ دیوانہ قریب اُس پری کے جو کنار جو سایہ فگن تھی پہونچا بے اختیار پکارا کہ ای سفاکہ و فتالہ خنجر ابرو کا ایک وار ادھر بھی پلٹ کر دیکھ تو دل بھی ہی اور جگر بھی اُس غارتگر ہوش نے یہ صدا سنکر عاشق شوریدہ سر کیطرف دیکھا اور تیغ نگاہ سے کام اُسکا تمام کیا یہ عالم ہوا کہ **ابیات لمؤلفہ**

جھجک کر جھجک رہ گئی ایکبار
حیا نیچی نظرین دکھانے لگی
کبھی ہنس کے دیکھا کبھی دیا
بلائین ہوئین لاکھ ادا پر نثار
کبھی چوری چوری سے دیکھا اُدھر
کبھی ہاتھ ملکر تاسف کیا
ستمگر بدن کو چرانے لگی
کبھی مُنھ کو شرما کے پھیرا ادھر
پھر بصد انداز اُس سراپا ناز نے

آہستہ سے کہا کہ ای عاشق بیتاب واسطہ اپنے دین و مشرب کا اپنی جوانی پر رحم فرما جلد یہان سے چلا جا رے مین ظالم کے بس مین ہون طائر آسا مقید قفس مین ہون تو کیون اپنی جان گنواتا ہی یہ کہکر رونے لگی گوہر اشک پرونے لگی پھر تو شیدا ے یکدیگر مین یہ عالم ہوا کہ دل اُنکی بیکسی پر لیتا تھا **نظم منشی انبہ پرشاد داستان گو**

یہ کتنے دنون سے بخور و خواب
رہجاتی تھی وہ بسور کر کے
کہتا تھا کہ جان ہی یہ جاتی
معشوق پن اپنا تھی دکھاتی
ورنہ مین اپنی جان دونگا
رسوا نکرو لبس اب چلے جاؤ
واہی ہو زیادہ مت بکو تم
فصدین کھلواؤ اپنے گھر جا
تھی صدمۂ عشق سے وہ بیتاب
یہ لیتا تھا دور سے بلائین
اُنگلی تھی وہ دانت سے دباتی
کہتا یہ جواب بات کا دو
تنکے چن چن کے مین مرونگا
ناحق ہو ٹھنڈھی سانس بھرتے
جا کر کہین اور جان دو تم
کرتا تھا یہ باتین شور کر کے
دکھلاتی تھی اپنی وہ ادائین
ہو چین بجبین وہ مسکراتی
پھر پھر کے مری طرف کو دیکھو
وہ کہتی خفا ہو فیل مت لاؤ
خون اپنا عبث ہو ہم پہ کرتے
ہی ایسا جو دشمنون کو سودا

اُس عاشق پریشان نے رُکھائی جانان کی دیکھکر بمنت کہا کہ ای ساقی بیحجاب مجکو یہ تمنا ہی کہ ایک جام شراب اپنے لبون سے لگا کر تو مجکو عطا کر کہ مین اسی وسیلہ سے تجھسے لب ملب ہون کہ **بیت** با یار شکر لب و گل اندام + بے بوس و کنار و خوش

نباشد ✤ اُس نازنین نے آنکھون کو پھیر لیعنی ساغر انکار کو چھلکا دیا کہ نہین اُس عاشق نے پھر منت کی ناچار معشوقہ نے تیوریان چڑھا کے جام مے گلفام سے لبریز کیا اور اپنے لبون سے لگا کر پیمانۂ چشم کو گردش دی اور دست نگارین سمت شیدا بڑھایا آفتاب مرحمت نے ذرہ نوازی کی کلمن محبت سے طلوع ہوا عاشق سرشار دوڑ کر قریب اُس ساقی کے آیا چاہتا تھا کہ جام دست رنگین یار سے لون لیکن فلک کو رشک آیا آندھی پیدا ہو کر ایک دیو زبردست تیرہ و ڈانٹتا ہوا صحرا سے اُس پری کے پاس آیا اور پکارا کہ **بیت** سب ناز اُٹھائینگے پہ یہ دیکھا نجائیگا ✤ دیکھو رقیب آج کیا اپنا پائیگا ✤ اُس گلبدن نے بگڑ کر کہا او دیو مین نے تجھسے ہزار مرتبہ کہا ہی کہ تو میرے مقدمہ مین دخل ندیا کر مجھسے اِس بیچارے سے واسطہ ہی کیا ہی مین قسم کھاتی ہون کہ اِس شخص کے پہلو مین کبھی مین نہین بیٹھتی یہ میرا عاشق ہمیشہ ترستا ہی رہا پھر اگر میرے دیکھنے کو یہ آ گیا تو کچھ گناہ نہ کیا نہ صاحب مین ایسی قید تیری نہ اُٹھاؤنگی او ہوئے تو کیا میرا حاکم ہی کہ تیرے مارے مین کسی سے بات نکرون مین کسی کی لونڈی باندی نہین ہون دیو نے کہا ایجان من اِس تیرے عاشق کو آج بغیر قتل کیے نرہونگا یہ کہکر جانب عاشق لپکا اُس سیمتن نے اُٹھکر اُسے روکا اور کہا ای دیو تجکو میری جان کی قسم تجکو حضرت سلیمان کی قسم جو تو اس بیچارے کو ستائے دیکھ مین کہے دیتی ہون کہ میرا کہنا جو تو نمانیگا پھر مین تیرے پاس نرہونگی اور ہر ایک سے ہنسا بولا کرونگی دیو نے کہنا اس ماہ پارہ کا مطلق نہ سنا اور اُس عاشق خستہ تن سے لپٹ گیا وہ گلرو پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ ای عاشق نامراد و ناشاد مین تجھسے کہتی تھی کہ یہان نہ ٹھہر مجھسے بات نکر تو نے نمانا آخر اِس ظالم کے ہاتھون تیری جان گئی یہ معشوقہ تو بین کر ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے شور فریاد او رسنائی دیا اور ایک ادھیڑ عورت کو دیکھا کہ برہنہ سر زانو پیٹتی مُنھ پر تپانچے لگاتی ہاے فرزند ہاے بیٹا کہتی آتی ہی اور اُسکے ساتھ اور بہت سی عورتین سر و سینہ پیٹتی ای میرے شہزادے ہاے ہمارے گودون کے پالے کہتی آتی ہین اور وہ عورت جو ادھیڑ ہی اسطرح روتی ہی کہ دل سنگ بھی آب ہوتا ہی صبر و قرار و ارام خاطر طائران و وحشیان صحرا کے دل سے جاتا ہی اور یہ بین کرتی ہی **نظم**

ہی ہی مرے دل کے چین بیٹیا	ہی ہی مرے نور عین بیٹا	ہی ہی مرے نامراد فرزند

دم بھر بھی ہوئے نہ شاد فرزند
ہے کوکھ جلی یہ مان کدھر جائے
کیونکر دیکھونگی دم نکلتے
کب رات کو چین سے مین سوئی
یون دیو کو منہ مین دھرتے دیکھون

پالا تھا تجھین برائے عفریت
آئی نہین موت بھی کہ مرجائے
پانی جیب وارثی تو پیتی
تم روئے تو رات بھر مین روئی

مین زندہ ہون تمکو کھائے عفریت
بچے لوگو یونہین ہین ملتے
صدقے ہو ہو کے تمیہ جیتی
آج اسطرح تمکو مرتے دیکھون

اِسیطرح زاری کنان وہ سب عورتین متصل اُس جوان کے پہونچین اور دیو کی بھی منتین کرنے لگین لیکن اُس لعین نے نمانا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان کو چیر پھاڑ کر کھا جائے اُسوقت اُس ادھیڑ عورت نے بلبلا کر چارطرف نگاہ کی اور شہزادہ قاسم کو ایک سمت اِستادہ دیکھکر پکاری کہ اے نوجوان مین نے سنا ہے کہ آپ وارث غریبان و والی بیکسان ہین فرزند حمزۂ صاحبقران ہین واسطے اپنے دین و مذہب کے میرے بچے کی جان بچایئے اِس بلا سے چھڑایئے یہ فریاد اُسکی سنکر شہزادہ دلاور نے نعرہ مارا کہ باش او دیو جفاکار اور جھپٹکر قریب اُسکے اپنے تئین پہونچایا دیو اُس نوجوان کو چھوڑکر اس بہادر سے لپٹ گیا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی ٹکر چلنے لگی وہ عورت اور عورتون سے گویا ہوئی کہ ارے لوگو دعا کرو کہ یہ پرایا پوت اپنی متیا کا لعل جو مجھ دُکھیا کے لیے اس آفت مین پھنسا ہے اِس موذی کے ہاتھ سے نجات پائے سب عورتین گود پھیلا کر شہزادہ کو دعا دینے لگین اور وہ ادھیڑ عورت شہزادے کے پاس اُسی کشتی لڑنے مین آئی اور بلائین بار بار لیتی تھی کہ تیرے صدقے تیرے قربان تیری جننے والی کا کلیجہ ٹھنڈا رہے خدا کرے وہ اپنی مانگ کوکھ سے آباد رہے جیسا اُسکا بچہ میرے اِسوقت آڑے آیا یہ کہتی تھی اور بلائین پشت کیطرف ہاتھ پھیر کر شہزادہ کی لیتی تھی اُسی دست بردی مین ڈور الوح کا گردن پر سے آسنے کاٹ دیا اور دوسرے ہاتھ سے لوح کو کھینچ کر اپنے قابو مین کیا شہزادہ ببرکت لوح اُس دیو پر غالب تھا اور اُسکو پچھاڑا چاہتا تھا لوح کے جانے سے لنجھیانے لگا دست و پا بیطاقت ہوے یقین تھا کہ زیر ہو جائے اُسوقت بموجب ع خدا مہربان ہو تو کل مہربان + نیکی آگے آئی وہ جوان عاشق کہ بیٹا ہے دایۂ نافرمان کا اور وہ ادھیڑ عورت وہی دایہ اسکی مان ہے اُسی شیطانیہ نے ایک عورت کو پہلے معشوقہ بنا کر بھیجا تھا اور دیو مالک مرحلہ سے کہدیا تھا کہ تو ایسا کرنا پس اس

مگر سے لوح اُسنے شہزادہ سے لی ہی چنانچہ فرزند دایہ مذکور ہمت مردانہ شہزادہ دیکھکر برسر ترحم ہوا
کہ اِس بیچارے نے میرے واسطے اپنی جان گرامی کو دریغ نکیا کیسا میرے بدلے اِس دیو
سے لڑنے لگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایسا بہادر مبتلاے بلا ہوکر مارا جاے چنانچہ ایسا
کچھ سوچکر دوڑا اور اپنی ماں کے گلے سے لپٹ گیا اُسنے بمحبت سینے سے لپٹا لیا اِسنے ایک ہاتھ
اُسکے مُنھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اسطرح دبایا کہ وہ بڑھیا پرزال فرہادکش جان شیرین
سلامت نہ لیجا سکی روح نجس اُسکی بُرے مقام کی طرف سے نکلکر قعر جہنم مین پہونچی
اِس رحم دل نے لوح لیکر گردن شہزادہ مین پہنچائی شہزادہ نے دیو کو اُٹھاکر زمین پر مارا
اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا اِدھر اُس دایہ کے مرنے کا شور برپا تھا اب دیو کے مرنیکا غلغلہ
بلند ہوا وہ تمام جنگل برباد ہوا درخت جڑ سے اُکھڑ گئے پانی چشمونکا خشک ہوگیا آندھیان
آئین بیرون نے اسکے فریاد کی اُسی تاریکی مین وہ نازنین عورت مع سب عورتون کے
بھاگ کر اور لاشہ دایہ اُٹھاکر جانب بادشاہ طلسم گئی جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا فرزند دایہ شہزادہ
جادو نے سر عجز قدم اقدس شہزادہ پر جھکایا اور اپنی ماں کے مکر سے آگاہ کیا شہزادہ نے سر اُسکا
سینہ سے لگاکر اُسکی خیرخواہی کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا ای بہادر انصاف پسند تو میرا بھائی ہی مین
تمام عمر تیرا احسان مانونگا اُسنے عرض کیا کہ میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے سبکو مطیع اپنا کیجیے شہزادہ
اِسکے ہمراہ کچھ دور چلکر قلعہ نافرانیہ مین آیا اور اِس سے فرمایا کہ تم میرا خط لیکر اپنے ہمراہ اُن لوگو
کو کہ جو تمھارے دوست ہون اور جانب قلعہ جام روانہ ہو کیونکہ بادشاہ طلسم میرا حال سُنکر
یہان آئیگا اور مین فتاحی طلسم کو جاتا ہون تمکو تنہا پاکر ضرر پہونچائیگا یہ حکم سنکر وہ آمادہ سفر ہوا
اپنے افسران لشکر اور اکابرین شہر کو بلاکر سوال اطاعت کرنیکا کیا جسنے کہ اطاعت کی اُسکو اپنے
ہمراہ لیا اور مال و اسباب بار کراکے شہزادہ سے نامہ لیا شہزادہ نے عقاب بن جام
کو سرفراز نامہ لکھا کہ ای بادشاہ شہر جام یہ دوست صادق اور محب واثق ہمارا تمھارے پاس
آتا ہی بجاے ہمارے اِسکو سمجھنا اور بڑی آسایش سے رکھنا یہ نامہ لیکر وہ روانہ ہوا اور جلد
ڈھونڈنے سے راستہ تو کھل گیا تھا ہی بہت جلد شہر جام مین آکر مقیم ہوا ادھر شہزادہ اُس قلعہ
سے نکلکر اور آگے چلا لیکن بادشاہ طلسم کا ماجرا سنیے کہ وہ اپنے دربار مین کہ رہا تھا کہ شہر جام

کے تسخیر کرنیکا مدت سے مین ارادہ رکھتا تھا دیکھیے خداوند نے ایسی قدرت نمائی کی کہ وہ شہر آپ ہی تسخیر ہوگیا اور نبیرۂ حمزہ بھی قتل کیا گیا سب کام میرے بنگئے یہ کہی رہا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا کان مین آئی اور روے ہوا سے کنیزین لاشۂ نافرمان لیے اُترین اور پکارین کہ ای شاہ طلسم دایہ اسطرح سے ہلاک ہوئین جملہ ماجرا دایہ کے مکر کرنے کا عرض کیا بادشاہ یہ حال سنکر بیہوش ہوگیا اور کف افسوس ملکر گویا ہوا کہ ہاے افسوس یہ خداوند نہ تھے وہی مسلمان تھا جسنے خداوند کو ذبح کیا اور خون اُنکا ہمارے ماتھے پر لگایا اب ملک بھی گیا بیٹی بھی خراب ہوئی مین جانتا ہون یہ میری دختر نے کچھ تدبیر کرکے خداوند کو قتل کرایا غرض دیر تک یہ بادشاہ اپنے حال پر رویا پھر لاشۂ دایہ کے اُٹھنے کا حکم دیا اور آپ طلسم کشا کی گرفتاری کے لیے جانیکا ارادہ کیا اُسوقت ایک ساحر **ہیران** جادو نام سردار ذی احترام دربار مین حاضر تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض پیرا ہوا کہ حضور جانب شہر جام جائین اور مطیعان شہزادۂ ناکام کو گرفتار فرمائین مین جاتا ہون اور اُس بدانجام کو لوح چھین کر قید کرکے لاتا ہون بادشاہ نے اُسکو خلعت رخصت عنایت فرمایا کہ وہ روانہ ہوا حال اُسکا وقت پر بیان ہوگا بعد اُسکے جانیکے بادشاہ نے حکم آراستگی لشکر دیا نفیر سحر پھونکی کرنا کا شور بلند ہوا نائے ترکی کی صدا سے ترک فلک چکرایا ہر ساحر توسن غضب پر سوار ہوا قہر خدا آشکار ہوا روے ہوا ابر سحر سے رنگین تھا رشک دہ نگارخانۂ چین تھا مار و عقرب کی بارش تھی بیرون سے سازش تھی کئی لاکھ ساحر طائر و اژدر پر سوار تھے ہاتھون مین تازیانۂ مار تھے جادو کی پڑھنت سامری کے منت پڑھتے اپنے کرتب دکھاتے تھے پرے جمائے روے ہوا پر نظر آتے تھے جب لشکر تیار ہوچکا بادشاہ نے سوار ہونیکا قصد کیا اُسوقت اور دو سرداروں نے کہ نام اُنکے **نیران و ہومان** جادو ہین عرض کیا کہ ای شاہ آپ توقف فرمائین ہم جاتے ہین اور سب مفسدونکو پکڑ کر لاتے ہین بادشاہ نے انکو رخصت فرمایا اور کہدیا کہ میری دختر کو بھی اسیر کرکے بحال خراب لانا یہ دونون اژدر سحر پر سوار ہوکر اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور کسیجگہ راہ مین قیام نکیا برسم یلغر چلے یہانتک کہ بہت جلد قریب قلعہ جام پہونچکر سر سواری قلعۂ مذکور کا لینا چاہا یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ فوج دشمن سر پر آگئی وہ بھی اپنی فوج تیار کراکر باہر قلعہ کے نکلا

ساحر اُڑتے ہوئے آئے دلاورون نے پرے جمائے غول ہر سمت چلائے اگیا بتیالون نے اس انجمن سحر مین چراغ جلائے بیردن نے جھنجھین باہین پونین مہمان آئین بر بجی بھالیون کی چھت بندھگئی شعلہ ہائے سحر رقصان ہوئے ڈہرو بجا بیرون کے راگ شروع ہوئے محو سحر ایسا ہوا کہ ڈھولا جھومنے لگا غرض ساحرون نے دیے سحر کے جلائے بر جو لیے دیے تھے اسوقت کام آئے زمین ہیبت سے شق ہوگئی ابر چھاگئے آندھیونکا طوفان عالمگیر ہوا آہی ہنگامۂ آفت زا مین برق شمشیر چمکی یعنی ہومان و نیران نے حکم دیا کہ فوج ہماری کئی لاکھ ہے اور گروہ مخالف چند ہزار پھر کیا ضرور ہے کہ ایک ایک سے لڑکر دیر لگائے انکو ہر سمت سے گھیر کر مار لینا چاہیے افسران لشکر یہ حکم سنکر محاصرہ پذیر ہوئے چار طرف سے گھیر کر فوج نے حملہ کیا مار مار کی صدا بلند ہوئی اژدر پھنکارے دلاورون نے نعرے مارے ساحر یونا چاری کو دھنتر کے ماس کا لالچ دینے لگے دشمن کی جان لینے لگے ہزار ہا نشان کفر و ضلالت کی جنمین شان کھلگئے میران جنگ مین مرد و نامرد تلگئے غولون کے غولون نے جسد کو مسافر روح کے لیے دشت ہولخیز بنا دیا آتش غیظ و غضب بھڑکا کر جنگل جلا دیا نارنج ترنج ناریل گولے وغیرہ اُچھلنے لگے یہ گو اور یہ میدان گویا کہتے تھے آگ دھتورے کے پھل پر ہر ایک یون بھنگیائی تھی گوگل کی جڑا ہند پر جان جڑ مہندی ہوکر بھاگی تھی ایک طرف دلاورون نے ترکش خالی کر دیے تھے تیرون کے بیرون نے کلیجہ بھینٹ مین لیے تھے سپرین کالی کالی تھین بلکہ کالی کلکتے والی تھین تلوارین خون آلود جو اُنپر پڑتی تھین کالی کی نکلی ہوئی زبان کا نشان دیتی تھین کمانین چلا چلا کر سحر ایسا پڑھتی تھین کہ سَن سَن کر کے تن سے جانین نکلتی تھین تیرون کی سائین سائین تھی زال دنیا سحر پڑھتی تھی یون کی صورت چھائی تنتی تھی تلوارون کے شاپ کے چھو منتر کی صدا اٹھی خنجر عامل جان کے لیے حصار تھے کلمہ عمود کا چلتا تھا گویا ساحر سحر پڑھتا تھا تیغ کا افسون بڑا جلالی تھا مقدمہ حالی تھا کہ بموجب

ابیات

نہ کلواۂ بھیرون کا یہ شور تھا
گئی نخل ہستی کی مرجھا کلی
جو تھے سحر خوان کلمہ ہائے عمود

جو کچھ ببر کا تیغ کے زور تھا
جو سوفار کے لب نے فقرہ پڑھا
بڑی اُنکے جادو کی رن مین نمود

وہ باد مخالف تھی رن مین چلی
روان تیر کا بیر فوراً ہوا
کہ ہر حرچہ کے وہ جان کو لیتے تھے

انھین کھبنیٹ مین مغز سب دیتے تھے

از بسکہ عقاب فوج کم رکھتا ہے بسبب گلدستۂ طلسم کے ہمیشہ بادشاہ طلسم پر غالب آیا کیا کیونکہ اُسکے باعث سے سحر اثر نکرتا تھا وہ گلدستہ اب باقی نہین پس لشکر سارا کام آیا بہت سے ساحر فرار ہوئے ملک سلطان و عقاب زخمون مین چور ہو کر میدان مین گرے ساحران عدو نے بلوہ کر کے سبکو گرفتار کر لیا بہت ساحر ہلاک ہوئے باقی بھاگ کر زندہ بچے دشمنون نے طبل فتح وظفر بجایا ہومان وبنیران نے قلعہ پر حملہ کیا رعایائے شہر دست ادب باندھکر باہر نکل آئی اور عرض رسا ہوئی کہ ہم بنجیطا ہین انکو امان ملی تمام شہر تسخیر ہوا سیارہ عیار بھاگ گیا اور قیدیون کو طوق و سلاسل پنہا کر ہومان محل مین گیا اور ملکہ بنفشہ کو مع اینسون وغیرہ کے اسیر کیا اسقدر عزت اُسکی رکھی کہ زنجیر طلائی پانوٴن مین ڈالکر پالکی مین سوار کر لیا ملکہ کا یاد مین شہزادے کی بیقراری کرنا گریہ وزاری کرنا آگے بیان ہوگا الغرض سحر کے تختون پر قیدیون کو ڈالکر شادان و فرحان یہ ساحر بادشاہ طلسم کیطرف روانہ ہوئے اور بہت جلد راہ طی کر کے بہونچگئے شاہ نے قیدیون کو زندان سخت و صعبت مین بھیجا اور فرمایا کہ وہ نبیرۂ حمزہ بھی گرفتار ہو کر آئے تو اُسکے ساتھ سبکو قتل کرونگا یہ سب تو بیچارے قید مین ہین بادشاہ طلسم انتظار پر ان مین ہے لیکن شہزادۂ قاسم جو قلعۂ نافرمانیہ سے نکلکر روانہ ہوئے نیرنگی طلسم راہ مین دیکھتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک روز صحرائے سبزہ زار و بیشۂ خرم و پر بہار مین گذر ہوا کبھی ایسا گلشن بھی نظر سے گذرا تھا صحرا ایسا تھا چشمے ہزارون جاری وزان باد بہاری درختون کی سبزی زبان برگ سے آنکھون سُکھ کلیجے ٹھنڈ ھک کہتی گلہائے رنگارنگ کی سرخی آنکھونمین کھبتی شاخین مال اثمار سے جو نہال تھین بر اہل کرم جھکی ہوئین بے سازو برگی سے بری دست خزان کے ظلم سے رُکی ہوئین چمن آرائے باغ عالم نے وہ وہ گلکاریان اُس سطحۂ غبرا پر بنائی تھین کہ مرقع دہر مین ایسی صنعتین کہان نظر آئی تھین گلہائے خودروے چراغ ایوان بہار مین روشن صدر نشینان انجمن گلہائے چمن تھے پھولونکا ہر جگہ انبار طرفہ بہار نظم

گل کھلے تھے ہر طرف کو ہشیار
وہ کنول تھے شمع ایوان بہار

چہچہاتے نغمہ سنجان بہار
جنگ مین فوج خزانسے ترک تخل

تھے کنول کے پھول چشمون مین کھلے
تختۂ صحرا تھا میدان بہار

اُس دشت رنگین مین ایکطرف کو ایک دیو لکڑی کا استادہ اور ایک ہاتھ مین اُسکے طنبورہ تھا دوسرے مین گرز رکھتا تھا اور دوسری جانب کو ایک جوگن لکھڑی تھی وہ بھی تصویر لکڑی کی تھی اُسکے صورت مثل پری تھی حلقہ زری سر پر تھا کنڈل اور بندرے کانون مین پڑے تھے بال سر کے بکھرے ہوئے تھے ہاتھون مین سُمرنین موتیون کی بندھی تھین پیشواز زرتار پہنے تھی وہ حسن و صورت رکھتی تھی کہ واقعی تصویر آذری تھی زلف اُسکی سیکھے ہوئے کافر کیشی تھی آنکھ ہر ایک جادو بھری تھی چتون سے فریب پیدا سر تاپا ستمگری کا نقشہ بین کاندھے پر رکھے لبون سے تبسم ظاہر نگاہون سے عشوہ وغمزہ ہویدا دیو کو دیکھ رہی تھی گویا دیو کے مقابل مین پری تھی شہزادہ یہ حسن زیبا اُسکا دیکھکر عالم حیرت مین تھا کہ یکایک ایک طوطا اڑتا ہوا آیا اور جوگن کے سر پر بیٹھکر پکارا کہ ای ناہیدۂ طلسم شہزادہ والانژاد ایسا شخص قدردان اس دشت مین اتفاق سے تشریف فرما ہوا ہی کچھ ہنر اپنا اُسکو دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ تصویر انسان ہوئی اور بین بجانے لگی جوگیا گانے لگی اور اسطرح ناچی کہ دل قابو مین شہزادہ کا نرہا گویا ناہیدۂ فلک کا ناچ برج سنبلہ مین ہوتا تھا یہ اُسکا عالم تھا کہ بقول میر حسن **مثنوی**

ہوئین بین پر انگلیان یون رواں	کہ ہاتھون سے اُسکے ہوا دل رواں	رواں و دواں کر دیا جان کو
رُلایا ہر اک جن و انسان کو	نظر حسن پر گاہ گہ بین پر	سراپا دل اُس لعبت چین پر
رہا تن بدن کا نہ کچھ اُسکو ہوش	بنا کل وہ جون نقش پا چشم و گوش	یعنی شہزادہ اُسکے گانے بجانے پر

ایسا شیفتہ ہوا کہ آئینہ کیطرح حیران سکتے مین کھڑا تھا اس اثنا مین وہ جوگن ناچتی ہوئی سامنے اُس دیو کے گئی وہ بھی گرز پھینک کر طنبورہ بجانے لگا اور ناچنے لگا شہزادہ مالک لوح طلسم تھا اس سبب سے ہوشیار رہا ورنہ بیہوش ہوجاتا از خود فراموش ہوجاتا اُسی بیخودی مین یہ خیال آیا کہ لوح کو تو ذرا دیکھو یہ کیا ماجرا ہی بس فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نکلا کہ ای فاتح طلسم یہ سب نیرنگی طلسم ہی جادو کا ڈھکوسلا ہی تو لوح طلسم کو ان دونون جوگن اور دیو کے درمیان مین ڈالدے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے شہزادے نے فوراً لوح کو اُتار کر درمیان مین اُن دونون کے ڈالا لوح کے گرتے ہی وہ طوطا جو جوگن کے سر پر بیٹھا تھا اُڑ کر دیو کے سر پر جا بیٹھا اور پکارا کہ ای دیو مار اس غیبائی کو کہ اسنے خوامخواہ کی تنتنی بجا رکھی ہی یہ سننا تھا کہ اُس دیو نے طنبورہ پھینک کر گرز

ہاتھ مین لیا اور چرخ دیگر سر بہ جوگن کے مارا جوگن نے بین کو دیو کے سر پر مارا کہ بین سے شرر نکلکر اُسکو جلانے لگا اور گرز سے آتش پیدا ہو کر رخت ہستی جوگن کو جلانے لگی دھڑ دھڑ دونون جلکر خاک ہوئے صحرا بھی سب برباد ہوا وہ طوطا بھی جلگیا آندھی آئی آگ برسی آواز آئی کہ مارا ناہید جادو کو بعد کچھ عرصہ کے جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا ایک ساحرہ کی لاش پڑی دیکھی پھر اُس نعش کو بگولے اُڑا کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شہزادہ سجدۂ شکر بجالا کر آگے روانہ ہوا اور جب بہت دور نکلگیا ایک کوہ پُرشکوہ نظر پڑا درہ مین اُس پہاڑ کے قدم رکھا تو کمی پائی بدشواری وہ راہ طے فرمائی جب درہ سے باہر نکلا وہی ہشتیۂ حیرت کہ جہان ملک سلطان کی زوجہ کو قید سے زنگی کے چھڑایا تھا نظر آیا اور اپنے لشکر کو اُترا ہوا پایا اندر لشکر کے قدم رن ہوا سمجھا کہ یہ مرحلہ جو ٹوٹا تو شاید اِسطرف کا راستہ طلسم کا کھل گیا غرضکہ لشکریون نے شہزادے کو پہچان کر غلغلۂ شادمانی بلند کیا ہمایون بن شداد سالم شیر شکار سلیم شمشیر شکار ترک جوشن پوش معظم خان بن بہرام اپنے سردارون کو دیکھا کہ میرے غم مین لباس فقیرانہ پہنے اِسوقت فرط عشرت سے ہنستے ہوئے آتے ہین شہزادے نے اُنکو بڑھکر گلے سے لگایا اور اندر بارگاہ کے تشریف لایا مسند مغرق پر تشریف فرما ہوا سردارون سے حال فتاحی طلسم بیان کیا پھر خاصہ منگایا میوہ کچھ نوش فرمایا اور بسبب خستگی راہ کے پلنگڑی بچھی تھی اُسپر جاکر آرام فرمایا ہنوز اچھی طرح نہ سویا تھا کہ آواز ہیبتناک کان مین آئی گھبرا کر اِسکی آنکھ کھلی ایک ساحر خبیث صورت کو سرہانے استادہ پایا کہ لوح طلسم اُسنے گلے سے اُتار لی ہے اور ٹھٹھا ہنس رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی گھبرا کر اُٹھنے کا قصد کیا دیکھا تو آدھے دھڑ کا دم نکلگیا ہے ناچار خاموش ہو رہا اور اُس ساحر شیطان سیرت نے نعرہ کیا کہ منم ہبران جادو ارے مفسد بہت دنون اُڑتا پھرا سارا طلسم تونے برباد کیا کاہیکو تو پھنستا جو مین یہ دام تزویر تیرے لشکر کی شبیہ بناکر بچھاتا یہ کہکر اُس ملعون نے خوب سحر مین اس بہادر کو جکڑا اور اپنے ساتھ کے ساحرون کو لیکر شہزادۂ دلاور کو تخت پر ڈالکر روانہ ہوا اور خدمت شاہ طلسم مین لایا بادشاہ طلسم شہزادۂ کو مقید دیکھکر اُچھل پڑا اور کلاہ اپنی اُچھالی رانون پر ہاتھ مارے سب اہل دربار مبارکباد دینے لگے فرط عشرت سے باہم گلے ملتے تھے نعرے خوشی کے مارتے تھے

بادشاہ نے اُسیوقت حکم دیا کہ اور سب قیدیون کو لاکر زیر تیغ بٹھاؤ یہ حکم سنتے ہی جلادان قوی بازو زشت رو حاضر ہوئے مجرمون کو لاکر بوریون پر بٹھایا ڈھنڈھورا پٹگیا کہ سب رعایاے شہر آکر قتل ہونا مفسدون کا دیکھے ملکہ بنفشہ کو بھی مشکین باندھکر بہلوے شہزادہ مین زیر تیغ بٹھایا اُسکی مادر ناکام نے بھی حال اسیری دختر نیک انجام سنا لیکن خداوند سکندر کے قتل ہونیکا ماجرا یاد کرکے اور بربادی طلسم خیال کرکے ایکی مرتبہ شر و فساد شور سے کرنا مناسب نجانا صبر کرکے چپ ہو رہی یہان سامنے دارالامارہ کے جو میدان تھا اُسمین و اپنی استادہ ہوئین فوج مسلح و تجمل ہوکر بہر حفاظت آگئی خلقت شہر کی جمع ہوئی ہر زن و مرد حال ملکۂ بیکس پر رحم کرکے گریہ کرتے تھے کہ عجب بدقسمت یہ مہ طلعت ہے اس سن و سال مین یہ غم واے ناکامی و ستم بعض اُنمین سے کہتے تھے کہ اے برادران یہ وہی سرکش ہے کہ جسنے خداوند کو قتل کرکے ہم لوگونکو گنہگار بنایا جہنم کے جانیکے لائق کیا خوب ہوا جو یہ قید ہوا بعض بیوفائی دہر غدار بیان کرتے تھے کہ ہاے نبیرہ صاحبقران مالک جملہ جہان اسطرح گرفتار ہے اے فلک کجرفتار یہ کیا تیری خو ہے کہ عالی مرتبہ لوگون کو ذلیل و خوار کرتا ہے ذلیلون کو سردار کرتا ہے تخت نشینونکو تختۂ تابوت دیتا ہے نظم

چنین ست آئین چرخ روان ۔ توانا بهر کار و نانا توان

نگہ کن کزو چند یابی تو بہر ۔ چنین ست کردار گردندہ دہر

شب تو اس حال مین ہین اور ملکہ شہزادے کو دیکھ دیکھکر روتی تھی اور کہتی تھی اے یار جانی افسوس تیری نوجوانی پر میرے گھر آکر تو نے راحت نپائی میری محبت مین جان گنوائی ہاے یہ حال دیکھنے کو مین جیتی رہی مجکو موت نہ آئی شہزادہ بھی اسکے حال زار پر آنسو بہاتا تھا بیقرار ہوکر کہتی تھی کہ غزل

از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتم ۔ گرچو داغ لالہ در آتش نشیمن داشتم

شعلہ برمیخاست از بیطاقتی و می نشست ۔ من نہ جنبیدم ز جانان جا بہ گلخن داشتم

گر بہ ہر نامحرمے چاک جگر خواہم نمود ۔ من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم

بر زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم ۔ من کہ چشم از تشنگی بر آب آہن داشتم

روشنی از بزم من و ریزہ میکرد آفتاب ۔ در چراغ عیش تا از بادہ روغن داشتم

ہمچو ماہی غیر داغم پوشش دیگر نبود
داغ را چیز بر کنار گور خسم ننہادہ کلیم
تا کفن آید ہمین یک جامہ بر تن داشتم
بہر گلگشت تو من در خانہ گلشن داشتم

ملکہ تو گریہ کر رہی تھی جلاد شاہ طلسم سے حکم قتل کر نیکا لیتے تھے سلطان وعقاب و شرارہ وکنیزان ملکہ سب بیتاب ہو کر روتے تھے شہزادہ ازبسکہ قوی دل تھا ہر ایک کو تسکین دیتا تھا اور نظر بکرم رب اکرم رکھکر تہ دل سے مناجات کرتا کہ ای خالق کل مخلوقات تیرے سوا اسوقت مین کون مددگار ہی نظم

یارب غمگین ہونگا کب تک
ای دار وے دردمندان
اس قید مین آج ہون گرفتار
خاطی مین ہون رحیم تو ہی

یہ رنج و الم سہونگا کب تک
اس فوج ستم مین ہون پھنسا مین
ہی کون ترے سوا مددگار

ای چارۂ کار دردمندان
تو چاہے تو ہون ابھی آمین
طالب مین ہون کریم تو ہی

یہ دعا اس بیقرار کی مستجاب بدرگاہ کردگار ہوئی یعنی ارکان دولت واعیان مملکت نے بادشاہ طلسم سے دست بستہ عرض کیا کہ ای شاہ گردون بارگاہ آج اقبال بلند طالع یاور نصیب رہبر ہین کہ قاتل خداوند سکندر زیر تیغ وخنجر ہین اب ہمکو لازم ہی کہ ہو خوشی کرین وہ کم ہی دل چاہتا ہی کہ تمام رات آج کی جلسۂ عشرت آراستہ کرکے داد عیش وکامرانی دین اور اس بیدین کو خوب ولائین حسب صبح عشرت اسکے حال پر خندہ زن ہو اُسوقت تہ تیغ یہ خستہ تن ہو جو دوست اسکے ہین بستر ناکامی پر شب بھر تڑپین اور کچھ کر تسکین رات بھر دنیا آنکھو نمین اندھیر رہے ستارۂ طالع بد کا پھیر رہے اتنے مین سب ساکنان طلسم بھی جمع ہوجائینگے دوست شاد دشمن آپکے رنج اُٹھائینگے یہ عرض اہل دربار کی بادشاہ نے قبول فرمائی جلادونکو حکم توقف درباب قتل دیا اور فراہمی اسباب عشرت کا اشارہ کیا اُسیوقت تر بو لیے جا بجا نصب ہوگئے نوبتخانے بنگئے نوبتین بجنے لگین دارالامارۃ سے کئی کوس تک اندر شہر کے ہنگامۂ عشرت کی گرم بازاری ہوئی دورویہ ٹھاٹھر بندی ہوگئی جھاڑ فرشی قد آدم بلند استادہ ہوگئے دکانین کھلگئین دکاندار پوشاکین رنگین پہنکر بیٹھے آئینہ دکانون مین لگا دیے شیشہ آلات سجا گیا ہر کمرہ ہمسر برج آسمان بنا لولیان قمر پیکر کا جماؤ اُنپر تھا ٹکون پر تماشا بین پھیرنے چلنے لگے ہر جگہ ناچ گانیکا سما بندھا بادشاہ اور اہل دربار نے لباس رنگین زیب قامت فرمایا میخانہ بصد حسن

وتزئین آراستہ ہوا ساغر بلورین وسبوے زرین نے بادہ کشون کو للچایا ساقیان پری رو گل اندام ورقاصان سمنبر ولالہ فام زینت آراے انجمن ہوئے غیرت بخش بہار چمن ہوئے اس عرصہ مین وہ روز الم اندوز شہزادہ بسر ہوا یعنی فلک سپہر نے مہر تابان کو مثل اپنی مہر ولی کے نظر عالم سے معدوم کیا اور تاریکی ظلم وستم پھیلا کر شب تیرہ اُسکو موسوم کیا

نظم

سر محفل جو آیا مطرب شام
دف مہتاب سے اُسنے لیا کام
ستارون کا ستار اُسنے بجایا
کہین زہرہ سے بڑھکر خوب گایا

سر شام سے ہر سمت وہ روشنی ضیا بخش ہوئی کہ روز روشن جس سے شرماکر روپوش تھا قنادیل وکنولہاے بلورین سے یہ ثابت کہ فلک عشرت پر تارے نکلے ہین سر چوشان شہر نے کلیجہ شب کا خون کردیا تھا مردمان سیاح قہقہے لگاتے پھرتے تھے بلبلان باغ مسرت کیطرح چہچہاتے پھرتے تھے ہر جگہ ساز عیش بجتا تھا ہنگامۂ طرب برپا تھا میکشی کا چرچا تھا شہریون مین یہ کیفیت تھی بارگاہ شاہی کی یہ حالت تھی کہ شاہ سریر مکنت بہزاران خرمی جلوہ گر اہل دربار حاضر ساقی ساغر شراب روح پرور پلاتے بادہ کش اور لاؤ اور لاؤ کا شور مچاتے مغنی غزلہاے عاشقانہ گاتے یہ انجمن کبھی کیقباد نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور کیکاؤس نے قصہ کہانی مین بھی نہ سُنی ہوگی جمشید کی روح ہر پیمانہ تھا شراب کے رنگ پر قربان حسن جانانہ تھا آئینے کا دلہا ایسا بنا تھا کہ سکندر کا وہان دل لگا تھا نازنینان پری تمثال کے ناچ نے ناہیدۂ فلک کو آسیب نے دہ کیطرح چرخ مین ڈالا تھا راجہ اندر کو بلا دیس نکالا تھا یہ اُس انجمن عشرت کا نقشہ تھا کہ

ابیات

تھا جلسۂ جشن کیقبادی
ہنگامۂ عیش و بزم شادی
تارک ہر نون سے تھا ہویدا
ہر ناز بو اسجگہ سے پیدا
رقاصون کے ناچ کا یہ سامان
تھی لولی چرخ اُنپہ قربان
تھی روشنی اسقدر ضیا بار
ہر جھاڑ تھا رشک نجم سیارہ
ہانڈی کو تھا دعوی انا الشمس
دعوی کی دلیل تھی من الاشمس
وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو
جیسے کھلا گلستان تھا ہر سو
مطرب ساقی و بادہ و جام
عشرت سے وہان دلونکو آرام

یہ سب تو معروف عیش و نشاط ہین لیکن سیارہ عیار جو شہر جام سے رو بفرار لایا تھا صورت اپنی ساکنان طلسم کی ایسی بناکر یہ بھی اسی قلعہ مین آیا اور شہریون کے ہمراہ حال شہزادے کے قتل ہونیکا دیکھکر

دکھا

چھپا ہوا اور تا تھا اب جو رات بھر کا وقفہ قتل ہونے مین اسکو ثابت ہوا اور جلسۂ عشرت آراستہ ہونے لگا اُسنے بھی بزم عیاری مین شمع خرد روشن کی اور بادۂ فطرت سے دماغ جان کو گرم کیا ولولہ ایسا جوش زن ہوا کہ رقاص بنا دیا عقل صفاے باطن سے آئینہ بند ہوا ایک ہنگامہ اُٹھانا اسکو بھی یاد آیا اُس جلسہ گاہ مین ہر سمت پھرنے لگا اور دلسے کہتا تھا کہ یہ جلسہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے غرض یہ پھرتا ہوا ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان بادشاہ کی مجرئی رنڈیان اُتری ہوئی تھین میدان مین خیمہ استادہ تھا فرش آگے خیمہ کے سفید بچھا تھا تکیہ پر گھنی ٹکلے نائکہ بیٹھی تھی پاندان کھلا تھا گرد اُسکے نوجیان جوان جوان جلوہ فرما تھین باغ حسن کا گل لالہ کھلا تھا پیشوازین ابرہ زر ہر ایک پہنے سرون پر چھپکے لگائے ماتھے پر افشان ٹیکے دیے مہر و ماہ سے بازی جیتے ہوئے تھین رئیسان شہر کے جوان لڑکے نائکہ پاس ٹنڈلون سے آنکھین لڑانے کو بیٹھے باہم اشارے ہوتے فرمائشین ہوتین بعض نوجیان خیمے سے نکلکر آتین امی جان کہکر نائکہ کو تسلیم کرتین وہ دعا دیتی کسیکو پاس بلا کر مُنھ چومتی بلائین لیتی کسیکو گھٹنے پر بٹھا لیتی شہر کے نوجوان لوگ اُسی جگہ جماؤ کیے ہوئے ایکطرف کو سازندے ساز چھیڑتے راہرو ٹھہر کر آوازہ کستے کوئی نائکہ کیطرف دیکھکر خطاب کرتا کہ بیت حذر بہتر ہے مکاری سے تیرے + کھٹکتا ہون مین عیاری سے تیرے + سیارہ نے یہ حال وہان کا دیکھکر سلطانی مردہے کی صورت پر اپنے تیئن بنایا چکویدار پگڑی جسمین تمغہ طلائی لگا سر پر رکھی چپکن چنی ہوئی پہنی عصا گنگا جمنی بنا ہوا ہاتھ مین لیا اور سامنے نائکہ کے آیا اُسنے اِسکو بادشاہی نوکر سمجھکر کہا مردہے صاحب آئیے گلوری کھائیے اسنے کہا بی صاحب مین بادشاہ کے بہنوئی پاس سے آیا ہون اور ایک رنڈی جو بہت حسین تھی اُسکو بتایا کہ اِنکے لیے کچھ پیام لایا ہون آپ اِنسے کہین کہ ذرا خیمہ مین الگ چلین نائکہ نے اُس نازنین سے کہا ای مرّادن ذرا جا کر سُن آ کہ یہ کیا کہتے ہین وہ گلبدن کمر کو بل دیکر تیوری چڑھا کر اُٹھی اور پھر ناک بھون سمیٹ کر بیٹھ گئی آخر بڑے ناز و انداز سے اندر خیمے کے آئی مردہے نے وہان پہونچتے ہی کمر سے خاصدان نکالا کہ مرصع کار تھا اور اُس ماہ پیکر کو دیا اور کہا حضور ہمارے آپ پر مرتے ہین ہجر مین آہ و نالے کرتے ہین یہ اُنھون نے بھیجا ہے اور مجھسے کہدیا تھا کہ چھپا کے سب سے علیحدہ بلا کے دینا نہین تو نائکہ لے لیگی اور قسم ہی تھی

کہ ایک گلوری اپنے ہاتھ سے کھلاکر آنا رنڈی سنے خاصدان جو کھولا پچاس اشرفیان اسمین رکھی دیکھین اور گلوریان خوشبو سے بسی ورق لگی رکھی پائین ایک گلوری ہنسکر اسمین سے کھائی اور پوچھا انکا مزاج تو اچھا ہی مرد ہے سنے ہنوز جواب ندیا تھا کہ پیک حلق کے نیچے اتری اور وہ عورت بیہوش ہوئی اسنے جلد کپڑے اسکے اتارے اور آئینہ سامنے رکھکر بہت جلد اسکی ایسی صورت بنا اور اسکو دری مین لپیٹکر ایک قنات کی آڑ مین کھڑا کردیا اور آپ وہان سے اٹھلاتا ہوا ناز دکھاتا کبھی مسکراتا کبھی تیوری چڑھاتا نائکہ کے پاس آیا اسنے پوچھا کہ مرد ہے کیا کہ گئے اسنے شرما کے آنکھین جھکا کے کہا پوچھتے تھے اتنا کہکر بولی بھئی ہمکو تو نگوڑی شرم آتی ہی نائکہ سنے کہا سچ تو ہی وہ کمبخت ابھی بچہ کیا جانے مرد ہے بھی خوب آدمی ہین کہ فرض کرکے الگ اسسے بلا لیگئے ای کہو یہ نگوڑی کون ایسی بات تھی جو مجسے نہ کہی اور رنڈیان جو کھیلی کھائی کمائی کرنے والی تھین وہ قہقہہ مارکر ہنسین اور مرآدن کو چھیڑنے لگین ایک بولی ہان ہان کہنا تو مرد ہا کیا کہتا تھا دوسری نے کہا اری چھوکری شرماتی کیون ہی تو صاحب پیدا تو ہوئین کسی کے یہان شرم کرنے مین بہو بیٹیون کے کان کاٹتی ہین تیسری نے کہا کہتا کیا ہوگا کسی امیر نے سرڈھانکنے کا پیام دیا ہوگا مرآدن نے یہ کلمہ سنکر نائکہ کے گلے مین باہین ڈالکر کہا میری اچھی اماّ جان کیا میرا سر کھلا رہا کرے جو یہ سرڈھانکنے کو کہتی ہین سچ بتا دو سرڈھانکنا کیسا سب رنڈیان اسکے پوچھنے پر اور زیادہ ہنسین نائکہ بھی خوب ہنسی مرآدن نیچی نگاہ کرکے رونے لگی کہ واہ سبنے مجکو خیلا بنایا ہی نائکہ نے اسکی بلائین لین اور کہا بیٹیا سرڈھانکنا ایک رسم ہی وہ تمکو معلوم ہو جائیگی مین صدقے روؤ نہین سر مین درد ہونے لگیگا یہ باتین یہان ہو رہی تھین کہ داروغہ ارباب نشاط کا آدمی آگر کہ گیا بی سندر جلد تیار ہوکر چلو کہ گجراتن مجرا کرچکی ہین طائفہ بدلنے کا حکم ہی اتنا سنتے ہی نائکہ نے صندوقچہ زیور کا منگا کر مرآدن کو گہنا پہنایا خوب آراستہ کیا اور سازندے ساز درست کرکے ہمراہ ہوئے نائکہ بھی سادی وضع بنائے ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پہنے بازو پر اسکے نورتن باندھے کانون مین انٹیان ڈالے اونچا جوڑا تالو پر کا باندھے مرآدن کو چوپہلے مین بٹھا کر روانہ ہوئی اور رنڈیان بھی ڈولیون مین سوار ہوکر چلین خیمے کی نگہبانی کو ایک بڑھیا رہگئی یہ سب دربار شاہی کے مقام پر پہونچکر مودب تسلیمین بجالا کر بیٹھین انکے آتے ہی طائفہ بدلگیا تھا پ طبلے پر

لگی اِدھر کے سازندے نے بائین کو گمکا ہتوڑی سے ٹھونکا سارنگی کی طرح مین ملا کر گت بجانا شروع ہوئی مرآدت پائون بجاتی طبلیے کی بستنی پر انگلیان رکھکر کھڑی ہوئی گوہر شاہ اور سب انجمن پر اُن نے جو اِسکی صورت زیبا اور طاعت رعنا کو دیکھا عالم غشی طاری ہوا سکتے مین ہوکر ٹکٹکی باندھی یہ عالم نظر آیا کہ پیشانی پر اُسکے جو چین پڑی تھی دریاے نزاکت مین لہر اُٹھی تھی زلف شبگون شامت عاشقان سے بڑھی ہوئی تھی نگاہ ہر چند کہ بھولے پن سے سیدھی تھی پھر بھی تیغ نظر فسان تغافل پر چڑھی تھی رخسار آتشین کی لو نے شمع دلوالیوانِ خاطر مین روشن کی تھی بلکہ بموجب بیت واہ کیا تاثیر ہی رخسار آتشناک کی ٭ شعلۂ جوالہ ترے کان کے بالے ہوئے ٭ زلف کا رخسار پر لہرانا چشمۂ خورشید مین موج کا آنا تھا دل عشاق کی طرح لٹکا ہوا بالون مین موتی کا دانہ تھا جو بار بار کانون مین کچھ اپنا بھید کہتا تھا حال آرزو و امید کہتا تھا دہان تنگ باغ امید کی کلی بات ہر اک نبات کی ڈلی اسیطرح سراپا نک پیک سے درست بہت چاق وچست سینہ پر چھاتیان گدرائی ہوئین پھل کا رنگ لاتی تھین کُرتی کا چاک کھلا انگیا کسی ہوئی اُسمین سے رنگ چھاتیونکا پھوٹا نکلتا شکم تختۂ نور زیر ناف تختی بلور شمع طور فانوس پیرہن مین نور کا ظہور بموجب مسدس

وصفت پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے
صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے
جام صہباے صفا کاسۂ زانو کیسے
دو ہین پیمانۂ مے حسن سے مملو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہی
جسمین عکس رخ قدرت ہی وہ آئینہ ہی

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین
ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
جھوٹ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہی
پر تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہی

پانون وہ پانون کہ جنکی ہی جگہ دیدۂ حور
آنکھین پریان بھی ملین پائین اگر قرب حضور
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہی نور
چشم بد انجم افلاک کی اُس سے رہے دور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

بادشاہ اسکی شکل دیکھکر دیوانہ ہوا اُس پریوش نے بھی ٹھوکر سے دامن پیشواز الٹا اسطرحکا

نازو انداز ناچنے مین دکھایا کہ خاطر اہل انجمن کو پامال کردیا ہر عضو نے پھڑک یکتائی کا دعویٰ کیا وہ گردن ہلانا وہ آنکھین پھرانا بھو ونکو چڑھانا ہاتھ پر ہاتھ رکھکر ناچتے آنا پیشواز کا اُڑکر ران کھل جانا انگلی سے انگلی کا نتھ کرنا بھتے پر لانا فلک حسن پر چاند کا نکل آنا عجب انداز جانانہ تھا کہ دل اُسپر ہر ایک کا دیوانہ تھا بادشاہ کو تاب نرہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ نائکہ کو اُس کمرے مین جلد لیجائے وہ فوراً نائکہ کو وہان لیگیا بادشاہ بھی اُٹھکر وہان گیا نائکہ نے نذر دی بادشاہ نے نذر معاف کرکے خلعت فاخرہ دیا اور ایک توڑا اشرفی کا عنایت فرماکر ارشاد کیا کہ اپنی نوچی کو یہان بھیجدے ہم اُسکا محل کرینگے جاگیر مین علاقہ دینگے اُسنے بہت خوب رہے میرے نصیب کہکر بلائین لین اور کہا واری ابھی وہ الڑھ ہے اُسکو زیادہ ستانا نہین کیونکہ بھونی آنکھ کا ایک دیدہ ہے بلمہ بذیدیکی ٹھگیا ہے اپنی روح مین اُسکو سمجھتی ہون مین سچ کہون مجسے اُسکا تڑپنا دیکھا نجائیگا بادشاہ نے ہنسکر کہا بی جی تم گھبراؤ نہین بہت چین سے وہ رہیگی نائکہ وہانسے شاد باہر آئی ملازمان بادشاہ نے جلد طائفہ بدلوا دیا انجمن مین تو اُسیطرح ناچ کا جلسہ رہا اور مرادنکو نائکہ سمجھاتی دم دلاسا دیتی گہنے کا لالچ دلاتی بادشاہ پاس لائی یہان شبستان آراستہ ہوگئی اسباب عیش ونشاط مہیا ہوگیا مرادن مسند پر پہلوے بادشاہ مین بیٹھی نائکہ پاس سے جانے لگی مرادن بھی اُٹھی کہ امی جان مین بھی چلتی ہون اکیلے مین مرد وے پاس مجکو آپ چھوڑکر کہان جاتی ہین بادشاہ نے ایک عطردان جواہر کا جو مور کیصورت پر بنا تھا اور فوارہ کیطرح چھوٹتا تھا اُٹھاکر مرادن کا ہاتھ پکڑکر کہا لو یہ لو انھین جانے دو پس اُس نازکبدن نے وہ عطردان لیا اور بادشاہ کی گود مین بیٹھکر پیچ اُسکا کھولنے لگی نائکہ چلی گئی شاہ نے گلے سے لگالیا اور بوسہ رخسار لینا چاہا اُسنے مُنہ ہٹالیا اور کہا واہ تم ہمکو پیار کرنے والے کون ہو ہماری امی جان نے منع کردیا ہے کہ پیار کسیکو نکرانا بادشاہ نے یہ بھولاپن دیکھکر کہا کہ فرد کیا کروگی بتاؤ تو تم گئے تم قیامت ابھی سے ڈھاتی ہو ÷ یہ کہکر اُسکے شلوار بند پر ہاتھ ڈالا اُسنے تیوریان چڑھاکر کہا واہ تم مجکو کیا ننگا کروگے یہ عطردان اسیواسطے تمنے دیا ہے بھاڑ مین جاے عطردان لو اپنا دھر چھوڑو اسے لو اب مین سمجھی امی جان کہا کرتی تھین کہ ننگا کرکے مردوے چھوڑ دیتے ہین ہان ہان یہی بات ہے بس بس مین تاڑ گئی سو یہ ہونا نہین یہ کہکر آنکھو نمین آنسو بھر لائی

اور آپ ہی وہ آنسو پونچھے ہاتھ مین سرمہ کا ایسا سفوف بیہوشی بھرا ہوا تھا آنسو جو پونچھے گال پر
وہ سفوف لگا لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کاجل بہ آیا ہی اور گال مین بھرا ہی بادشاہ نے ہاتھ گردن
مین ڈالے اور کہا رو نہین ای جانی میرے دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہین اس نازک بدن نے رخسار
پر رخسار رکھدیا آہستے بوسہ گال پر لیا کاجل ہونٹون مین اُسکے بھرا اور کچھ ناک مین بھی لگا ایسا تیز
سفوف تھا کہ دماغ اُسکی خوشبو کا متحمل نہو سکا فوراً ناک مین بھرتے ہی تڑاق سے اُسکو چھینک
آئی اس شوخ نے کہا دور ای مجکو چھینکتے ہوئے تو پیار نکرو نہ صاحب ناک اپنی ملدو یہ کہکر چٹکی سے
ناک بادشاہ کی آپ ملدی وہ دو تین چھینکین مار کر بیہوش ہوگیا اس عیار نے لباس اُسکا
اُتار کر اُسجگہ ٹھہر کر صورت اپنی اُسکی ایسی بنائی تاج سر پر پہنکر اُسکی زبان مین سوزن دیکر خوب سا
بیہوش کر کے نیچے چھپا دیا اور آپ باہر آکر کمرہ بند کر کے ملازمون کو بُلا کر حکم دیا کہ اسمین معشوقۂ
ما بدولت آرام کرتی ہی خبردار اندر اُسکے کوئی نجائے ملازمون نے پہرا کر لیا اور یہ وہانسے آکر تخت
شاہی پر انجمن مین بیٹھا نائکہ مرآدن کی اپنے بستر پر چلی گئی تھی وہان اتفاق سے کسینے اُس دری کو
بھی کھولا کہ جسمین مرآدن لیٹی ہوئی تھی اُسکو برہنہ اُسیطرح بیہوش نائکہ کے سامنے لایا اُسنے پانی
چھڑک کر ہوشیار کرایا مرادن نے حال کہا کہ مردیہے نے مجکو یون گلوری کھلائی تھی پھر مجکو
نہین معلوم کہ کیا ہوا نائکہ دلمین اپنی ڈری کہ بادشاہ دیکھیے میرا کیا حال کرتا ہی وہ شاید کوئی
عیار ہی جو شاہ کے پاس مرآدن بنکر گیا ہی اب مناسب ہی کہ چپ ہو رہ کسی سے یہ حال نہ کہہ
دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی پھر خیال آیا کہ مبادا بادشاہ کو کچھ تیری سازش عیار سے ثابت ہوا ور تجکو ضرر
پہونچائے پس تو بادشاہ سے جلکر مرآدن کا بیہوش ہونا اور جملہ کیفیت بیان کر دے یہ سوچکر
وہانسے چلی اور دربار مین آئی یہان بادشاہ نقلی کو تخت پر بیٹھے دیکھا فرط رعب سے کچھ جسارت
نکر سکی چپکی کھڑی رہی لیکن بادشاہ یعنی عیار نے سب اہل دربار افسران لشکر و وزیران سلطنت
سے فرمایا کہ مین تم لوگونسے داد طلب ہون اس امر کا کہ اگر طلسم کشا کا کوئی طرفدار یہان آکر
ہمکو ضرر پہونچائے اور اُسکو قید سے چھڑائے تو دین اُسکا سچا ہی یا نہین سبنے عرض کیا کہ بیشک
دین اُسکا برحق ہی شاہ نے فرمایا کہ اقبال اُسکا ایسا بلند ہی کہ خداوند سکندر کو اُسنے مارا
شہر جام کو تسخیر کیا دایہ قتل ہوئی مرحلہ ناہید توڑا اگر قید بھی ہوا تو بظاہر رہائی کی کوئی تدبیر نہین

لیکن بباطن وہ قید نہیں ہی اگر ہم اُسکو قتل کرینگے تو قتل نہوگا اور اُسکو جو کوئی ضرر پہونچائیگا داد اُسکا حمزہ قاتل کی ذریات کو بھی زندہ نرکھیگا اور عمرو عیار جو شاہ جادوان افراسیاب سے لڑرہا ہی آفت ڈھائیگا سوا اِسکے باپ بھائی وغیرہ اِس شہزادے کے صاحبان مالک وبال ہین دیوکش باطل کنندہ سحر وطلسمات ہین وہ نہین معلوم کہ کیا قیامت برپا کرینگے لہذا مین تو مطیع اسلام ہوتا ہون تم سب اِس مقدمہ مین کیا کہتے ہو ہر ایک نے عرض کیا کہ جو آپنے فرمایا بہت درست ہی ہم سب آپسے عرض نکرسکتے تھے اب جو حضور اِس شہزادہ کی اطاعت پر آمادہ ہین تو ہم بدل راضی ہین یہ سُننا تھا کہ اُسنے حکم دیا شہزادہ کو سامنے لاؤ ملازم قریب لائے اپنے سر قدم پر اُسکے رکھا اور قید سحر کو دفع کراکر رہا کرایا سب رفیق شہزادہ بھی رہا ہوئے ملکہ بنفشہ کو رہا کرکے محل مین بھیجا مادر نے اُسکی بادشاہ کا مطیع الاسلام ہونا سنکر خوشی کی کہ دختر کی جان بچی بیٹی کی بلائین لین سب محل کی عورتون مین صدائے مبارکباد بلند ہوئی دربار مین شہزادۂ قاسم نے ہر سردار لشکر اور اعیان مملکت کو مطیع الاسلام کیا اکابرین شہر جشن مین حاضر تھے سبنے اطاعت کی شہر مین غلغلہ بانگ وصلوٰۃ بلند ہوا وہ جشن جو قتل کے لیے ہوا تھا فتح ہوگیا ببران سے بادشاہ نقلی نے لوح طلسم مانگ کر شہزادہ کو دی جب لوح قبضہ مین آچکی اسوقت بادشاہ نے نعرہ کیا کہ جو کوئی مجکو جانتا ہی اور جو نہین جانتا ہی وہ اب جانے کہ مین ہون سیارہ بن عمرو عیار شہزادۂ نامدار شاہ طلسم کو مین نے گرفتار کیا ہی اب تم سبکی کیا صلاح ہی ہر ایک نے عرض کیا کہ واقعی شہزادہ صاحب اقبال ہی ہم سب مطیع ہوچکے ہین فرمانبردار ہین یہ کلام اُنسے سنکر عیار مذکور مطمئن ہوا اِس انتظام مین آخر وہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور گوشل شہزادہ خاوری عیار دہر نے قید طلسم شب سے رہا کردیا کہ

نظم

چو برزد سر از کوہ رخشان چراغ
زمین شد بگردار زرین جباغ
تو گفتی کہ جامے ز یاقوت زرد
نہادند بر چادر لاجورد

وقت سحر شہزادۂ نامور نے بادشاہ طلسم کو کمرے سے نکلوایا وہ ہوشیار ہوکر قید آہن پہنے بندھا ہوا سامنے آیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کے ہر سمت دیکھا کہ یہ کیا غضب ہوا اور یہ کیا انقلاب ہوگیا کہ میری جگہ پر طلسم کشا اور اُسکی جگہ پر مین آگیا واہ رے سپہر بازیگر دوا گر گون جیسا تو اوندھا ہی ویسی ہی عقل بھی اوندھی رکھتا ہی جو کچھ کہ تو کرتا ہی اُلٹی ہی

کرتا ہے شام عشرت کی صبح مصیبت کرتا ہے انجمن عیش کو خانۂ تعزیت بناتا ہے یہ کیا تیرا معمول ہے کہ مقتول قاتل قاتل مقتول ہے دوست سب غیر ہین دشمن کیطرح دلون مین سبکے بیر ہین ہنسنے والون کو رُلاتا ہے رونے والونکو ہنساتا ہے کہ بموجب ابیات

چنین است کردار چرخ بلند
دل اندر سرای سپنجی مبند
گہے گنج یابیم ازو گاہ رنج
پس از ہر دو رفتن سرای سپنج
سرانجام بستر بود تیرہ خاک
یکے را فراز و یکے را مغاک

حاصل مرام عیار شہزادہ عالیمقام نے شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ دیکھا تو نے قدرت خدای قادر مطلق کو کہ شہزادہ کو کسطرح تجھپر غالب کیا اب کیا کہتا ہے اطاعت اسلام مین تجکو شرم نہین آتی کہ اُس بندۂ نحس یعنی سکندر کو پوجتا ہے کہ جسکو مین نے تیرے سامنے کس ذلت کے ساتھ قتل کیا اور اُسکا خون تیرے ماتھے پر لگایا ارے خدا سے برحق وہ ہے کہ جسنے اپنی قدرت دکھائی کہ ہمین تجھپر غالب کیا طلسم عالم کو بنایا باغ دنیا مین کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے نیرنگ اپنی قدرت کے دکھائے مالک الملک نے کسیکو دم بھر مین تخت عزت سے اُتار کر ذلیل و خوار کیا کسیکو خاک مذلت سے اُٹھا کر تاجدار کیا نظم

بفرمان اویست گیتی بپای
ہم اویست بر نیکوی رہنمای
کسی را کہ خواہد کند ارجمند
زلیستی برآرد بچرخ بلند
بدان داد گرکو سپہر آفرید
بلندی و ژرفی و مہر آفرید
خداوند کیوان و خورشید و ماہ
خداوند پیروزی و دستگاہ

جب حمد الٰہی اسطرح زبان پر جاری کی زنگ کفر آئینۂ خاطر شاہ طلسم پر سے دور ہوا بادۂ وحدت کے نشۂ کا سرور ہوا زبان ایما سے بیان کیا کہ مجکو رہا کر دو مین مطیع الاسلام ہوا شہزادہ کا بجان و دل غلام ہوا عیار نے اُسکو کھولدیا زبان سے سوزن نکالا شاہ نے بھی شہزادہ کے قدم پر بوسہ دیکر سر رکھدیا شہزادہ نے سر اُسکا سینہ سے لگایا طنطنۂ شادی و غلغلۂ مبارکبادی بلند ہوا نئے سر سے جلسۂ عیش و مسرت کی بنیاد ہوئی نانگہ مراد ان کی بھی کہ حاضر دربار تھی بصدق دل مسلمان ہوئی تمام شہر مین اسلام شائع ہوا بعد فراغ جشن عشرت شہزادۂ پرشوکت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین معلوم ہوا کہ اس طلسم کو بانیان طلسم ہوش ربا نے ایک تحفہ رکھنے کے لیے بنایا تھا اسلیے بہت سے مرحلہ اسمین قائم نہ کیے تھے صرف ایک مرحلہ بنایا تھا اور وہ تحفہ رکھدیا تھا اور اس مقام پر آداب کر کے ایک بادشاہ مقرر کردیا تھا اور لوح قلعۂ جام مین رکھدی تھی راستہ دونون قلعونکا

مسدود کر دیا تھا اب تو نے جو دو مرحلے شکست کیے یہ طلسم کے بنانے والون نے نہ بنائے تھے بلکہ اس شاہ طلسم کے بنائے تھے اسی وجہ سے وہان کچھ نیرنگ نہ تھا ساحرون کے سحر کا دھکو سلا تھا لہذا اُس مقام کو کہ جہان سکندر رہتا تھا بالکل کھدوانا چاہیے زیر زمین ایک قصر عالی بنا ہوا ہو وہی مقام ہوا ایا ہوا بنیان طلسم ہوش ربا کا ہو اُسیجگہ خزانہ اور مال و اسباب طلسمی رکھا ہو اور وہ تحفہ کہ جسکے لیے یہ طلسم بنا ہو اُسیجگہ ہو۔ یہ حال لوح سے معلوم کر کے شہزادہ ذیجاہ مع دوستان وارکان مملکت مکان مذکور کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر پجاریون کو بھی مطیع الاسلام کیا اور حکم دیا کہ اِس گنبد کو منہدم کرد حسب الحکم ہزار ہا بیلدار مشغول کار ہوا دم بھر مین نشان بھی اُسکا باقی نہ رکھا جب زمین کئی گز نیچے کھدی ایک کاخ رفیع پر از نقش و نگار بنا ہوا ظاہر ہوا کہ مشکوے عالم نیرنگ مین ایسی شبستان رنگین کوئی نہ تھی ایوان عظیم الشان فرازاین نشین بصد فر و تمکین بنی تھی طاق دلبری و خوبی مین طاق عمدگی سے جفت محرابون کی قیمت مین دل و جان بھی مفت گرد اُس قصر کے ہزار ہا برج و گنبد تعمیر تھے خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر تھے صحن مکان مین باغ رنگین و پر بہار نگار دل اُسیر شیدا تھا رضوان کی جان تھا عجب طلسمی وہ ایوان اور بوستان تھا کہ ہر بلبل دلکو اُسکی سیر کا ارمان تھا نظم

یکے کاخ دید اندرون شہریار
بیکدست رود و بیکدست راغ
یکے گنبد از آبنوس و زعاج
زمین درخشان تر از چرخ ماہ
کسے کو ندیدست خرم بہشت
زمینش سپہر آسمان آفتاب

بدو اندر ایوان گوہر نگار
ہمہ طاقہا سر بسر سیم و زر
بہ پیکر ز پیلستہ شیر و ساج
ز باغ و ز میدان و آب روان
ز مشکس ہمہ خاک و زرینش خشت

بدو اندرون کاخ و ایوان و باغ
بزر اندرون چند گونہ گہر
بگردید بر گرد آن کاخ شاہ
ہمی تازہ شد پیر گشتہ جوان
درختش ز یاقوت و آبش گلاب

اُن ایوان عظیم مین جو گرد اگرد اُس کاخ بزرگ کے تھے گنج شائگان و خزانہ فراوان تھا صندوقچہ ہائے پر از جواہر خمہائے زر خفتان و خود یاقوت احمر کے رکھے تھے مرکبہائے پری پیکر رفتار مین ہمسر صرصر بندھے تھے اور اندر مکانات کے پریزادان طلسم نازنینان گل اندام و سمن بو رہتی تھین اور وہان راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا تھا کہ وہ لوگ آمد و رفت رکھتے تھے شہزادہ سب تماشا ملاحظہ کرتا ہوا قریب ایک گنبد کے

آیا کہ وہ طلائی تھا اور قفل اُسمین لگا تھا وہان لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قفل سے لوح کو لگادے دروازہ کھلجائیگا اندر اس گنبد کے جانا طلسم بنا پائیگا بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نکرنا ورنہ خطا پائیگا شہزادے نے لوح کو قفل سے لگاکر دروازہ واکیا اور اندر قدم رکھا عجب تماشا نظر آیا کہ ہر سمت آئینہ دیوار و زمین لگے ہین فرش دیبا بچھا ہے تخت یاقوت نگار گسترده ہین اُن تختون پر پری پیکران مہر صورت ومعشوقان قمر طلعت بیٹھی ہین مگر سب پتھر کی ہین اور ایک سمت سب تختون سے خوبی مین دوچند جاے بلند پر ایک تخت بچھا تھا اُسپر ایک عورت نہایت حسین بصد فرو تمکین بیٹھی تھی ناز اُسکا غلام شوخی اُسکی کنیزی کا دم بھرتی تھی اور وہ مایۂ ناز گیسوے دراز اپنے کھولے تھے اور زار زار برنگ ابر بہار روتی تھی یہ ماجرا تھا

نظم

نشستہ زنے خوب بر تخت ناز
پُر از شرم با جامہاے دراز
ازین سو زانسو پرستندگان

پس پشت و پیش اندرون بندگان
نشستہ بران تخت بے گفتگو
بگریان زنے ماند آن ماہرو

زنان تازمان دست بر یازدے
ہر اشکے ز مژگان ببند ازدے
ہر آنکس کہ دیدی ہمراو راز دور

زنے یافتی شیفتہ پُر ز نور
کہ بگریست بر حال خود زار زار
دو رخ سرخ و مژگان چو ابر بہار

شہزادۂ والا گہر جب اُن سنگین پیکرون کے قریب آیا بتخانۂ آذری کا نقشہ پایا ایک صنم سنگدل کیصورت پتھر کی تصویر تھی حسن مین بے نظیر تھی واقعی بدر منیر تھی دہن غنچہ رنگ اُنکے شہزادۂ سیار مانع طلسم کو دیکھکر کھلگئے سب قہقہہ مار کر ہنسین شہزادہ بھی انکو ہنستے دیکھکر ہنسنے لگا اور یہی طلسم اُن تصویرون مین ہی کہ جو وہ کرینگی آنیوالا بھی یہانکا وہی کریگا شہزادہ از بسکہ مالک لوح طلسم تھا ہنسنے پر اُنکے ہنسا تو لیکن ساتھ ہی لوح کو بھی دیکھا معلوم ہوا کہ اے فاتح طلسم یہ تصویرین ابھی تو ہنستی ہین کچھ دیر مین روئینگی اور وہ عورت جو سبکی افسر بنی ہوئی تخت پر بیٹھی ہی اُسکو یہ سبب رو رو کر سمجھائینگی پس اس دعا کو جو حاشیۂ لوح پر لکھی ہی تو ورد زبان کر اور چپکا کھڑے رہکر اُنکی باتین سُن کہ وہ سب تیرے کام آئینگی اور دعا کو پڑھنا موقوف نکرنا ورنہ اگر یہ روئینگی تو گریہ تجھپر بھی طاری ہوگا اور یہانتک روئیگا کہ مرگ تجھپر ہنسیگی روتے روتے جان جائیگی شہزادے نے یہ معلوم کر جلد دعاے حاشیۂ لوح کو یاد کرکے پڑھنا شروع کیا کہ ہنسنا موقوف ہوا اُدھر وہ سب قمر پیکران سنگین بدن یکایک ہنستے ہنستے مُنھ پر آنچل دوپٹون کے لیکر رونے لگین اور اپنی جگہ سے اُٹھکر

اُس تخت نشین کے پاس آئین گرد تخت پھرین بلا گردان ہو کر گویا ہوئین کہ ای بیوی مسافر کے پیچھے رونا زبون ہی یہ اچھا نہین شگون ہی ایک بولی کہ سامری تیرے وارث کو زندہ پھیر لاکر ملائینگے دوسری نے کہا اِس بھڑوے افراسیاب نے سارا طلسم برباد کرایا ہمیشہ جورو کی بغل مین پڑا رہا کچھ خیال ملک و مال نرکھا تیسری نے جواب دیا کہ اب جو مسلمانون نے میخ ماری ہی تو تیرا بیر اکھڑا جاتا ہی ہر ایک کو لڑائی پر بھیجتا ہی پھر یہ فکر نہین ہی کہ کوئی کیا کرتا ہی مرتا ہی کہ جیتا ہی چوتھی نے کہا ہاے یہی تو غضب ہی اور رونا کاہیکا ہی ہمارے میان گوہر سلک عقدہ گیر جادو کو حمزہ سے لڑنے بھیجا ہی اُسکے پوتے نے ہماری بی بی ملکۂ سنگین بدن کے تمام گھر کو غارت کر دیا ہی اور اب ملکۂ موصوفہ سے تیغۂ گوہر نگار لینے آیا ہی اُنہین سے اور بولی کہ اُس مریلے افراسیاب نے ذرا بھی خبر نہ لی کہ طلسم گوہر گرہ پر کیا گذری پھر اور ایک نے کہا اب چاہیے وہ خبر لے یا نہ لے جو ہونا تھا وہ ہو گیا اور عورت بولی کہ یہ رونا دھونا تو موقوف کرو شاہ جادوان خبر نہین لیتا تو نہ لے نبیرۂ حمزہ الیاواش ہم سبکا یہان آگیا ہی اب اُسکی منت خوشامد کر کے اپنی جان بچاؤ یہ کلام اُس عورتکا سنکر وہ تخت نشین اُٹھی اور شہزادے سے آنکھ ملاکر گہر ریز تکلم ہوئی کہ ای شہزادۂ ذیجاہ ہم غریبون کے پشت و پناہ یہان تشریف لائیے ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم فرمائیے اِس آن و ادا سے یہ کلمے اُس گل پیرہن سنگین بدن نے کہے کہ کیسا ہی سنگدل ہو تو موم ہو جائے شہزادے نے فوراً لوح کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اِس عربدہ جو سے کہ کہ تو مجکو کلید اُس صندوق کی کہ جسمین تیغۂ گوہر نگار ہی دے تو مین تیرے پاس آؤن اور تیرے کہنے کو مانون شہزادے نے حسب ہدایت لوح فرمایا کہ ای مایۂ ناز سراپا انداز جب سے کہ مین نے ترا جمال حور مثال دیکھا ہی کیا کہون جو کچھ حال میرے دلکا ہی مگر ناچار ہون کیا کرون عہد کر چکا ہون کہ تیغۂ گوہر نگار جبتک نپاؤنگا کسی محبوب کے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور کسی تیغ ابرو کا گھائل نہ ہونگا پس تو مجھے کلید صندوق تیغۂ مذکور عنایت کر کہ اپنی مراد کو پہونچون اور جو کچھ تو ارشاد کرے بجا لاؤن اُس زن طلسمی نے یہ سنکر تیغ ابرو کو کج کیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہیہات ہیہات کہا وہ سب پتھر کی پتلیان شہزادے کو سمجھانے لگین کہ ای شہزادۂ جوان بخت جو کوئی اپنے سے محبت کرے اُسکو ترسانا نچاہیے غم مفارقت مین رُلانا نچاہیے یہ بیچاری آفت کی ماری کیا جانین کہ تیغہ کہان رکھا ہی اور کنجی کہان ہی سارا گھر انکا لٹ چکا ہی

ہزارہا کنجیان انکے پاس ہین انکو کیا معلوم ہی کہ آپ کس صندوق کی کنجی مانگتے ہین شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ تو کہہ وہ کنجی مین مانگتا ہون جو اِنکے جوڑے مین ہی شہزادے نے یہی کہا کہ انکو اگر میری تمناے ملاقات ہی تو مجکو وہ کنجی دین جو اِنکے جوڑے مین ہی اُن پتلیون نے کہا ای میان اُس کنجی کو یہ کیون دینگی کہ اُسمین تو اِنکے شوہر کی جان ہی شہزادہ نے فرمایا کہ اگر یہ شوہر پر اپنے فریفتہ ہین تو پھر مجسے محبت کرنا بیکار ہی مین شراکت کی الفت نہین کرتا ایک دل دو طرف نہین ہوتا اُس تخت نشین عورت نے اُن پتلیون کو گھُرکا کہ کیا بیہودہ تقریر کر رہی ہو میرا شوہر کون ہی مین تو اِسی شہریار کی دلدادہ ہون یہ کہکر شہزادہ سے کہا ای یار دلنواز آیئے تشریف لائیے جو آپ مانگتے ہین مین وہی دونگی شہزادے نے اِسکے اقرار کرنے سے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اُسکے پاس جاؤ یہ ہزارہا کنجیان تجھین دکھلائیگی تم سب کنجیون پر عکس لوح ڈالنا جو کنجی کہ شمع کیطرح روشن ہو جائے وہ لے لینا یہ زن مکارہ اُس کلید کو تمسے چھیننا چاہیگی فوراً لوح طلسم کو اُسکے جسم سے مس کرنا اور نیرنگی طلسم کا تماشا دیکھنا یہ معلوم کرکے شہزادے نے قدم آگے بڑھایا اور کہا ای ملکہ تمھاری محبت نے مجکو دیوانہ بنایا ہی اُسنے بھی آگے بڑھکر دست نگارین سے ہاتھ شہزادے کا تھاما اور کہا **فرد** مہربان یار جفا کار ہوا ہی مجھپر + دل مضطر کا ہی اب میرے خدا ہی حافظ + غرضکہ دونون ہنستے ہوئے بالاے تخت پہونچے اُس بت نے رام ہو کر گردن مین باہین ڈالدین پیشانی و رخسار کے بوسے لینا چاہے اِس خود کام نے منھ ہٹا کر کہا واہ ای پیمان شکن ابھی سے وعدہ اپنا فراموش کیا **بیت** او تغافل شعار او عیار + او فراموش کار عاشق زار + جلد میرے سوال کو پورا کر اُسنے اِس کلام پر ہنسکر جوڑا اپنا کھولا اور ایک بار کئی ہزار کنجیو نکالکر سامنے رکھا شہزادے نے لوح کا عکس سب کنجیون پر ڈالا ایک کنجی بقدرت فروغ بخش مشعل شمس و قمر برنگ شمع منور ہو گئی شہزادے نے وہی کلید ہاتھ مین لیکر بار سے نکالنا چاہی اُسوقت تو وہ عورت اِسکے ہاتھون سے لپٹ گئی اِسنے لوح طلسم اُسکے سینہ و شکم مین لگادی پھر تو آواز مہیب آئی اور سر اُس عورت کا پھٹ گیا اُسمین سے دھوان نکلنے لگا اِسیطرح ہر ایک پتلی کا سر شق ہوا وہ مقام توپخانہ بنگیا قلعہ حسن سے توپین چھوٹنے لگین فتح طلسم کی خوشی مین شہزادے کی سلامی اُڑنے لگی تا دیر آوازین مہیب آیا کین آخر وہ پتلیان

مع اُس زرن تخت نشین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ٹھیریان ہوگئین دھوان ہمٹکر گولے کیطرح ہوا اور ایک سمت صدا دیتا ہوا چلا کہ ای طلسم کشا مین مدت سے قید تھا تیرے بدولت رہا ہوا تو بھی یہان اب نہ ٹھہر مال طلسمی لیکر اپنے دادا کے لشکر مین جا کہ وہ آفت مین مبتلا ہی مصیبت مین گھرا ہی یہ آواز دیکر دھوان غائب ہوا شہزادہ وہ کنجی لیکر اپنے رفقا کے پاس آیا اور اُس قصر کے گنبد و بروج کو کھلوایا ہزار ہا خمہاے زر قلابون مین سے لگے دیکھے ہزارون صندوق پُراز جواہر رکھے پائے نقارن کی طلائی اور نقرئی جوڑیان نکلین صندوقون مین خفتانین اور اسلحہ جواہر نگار بھرا پایا اور ایک صندوق طلاے احمر کا ایک تخت پر رکھا تھا جسپر غلاف مخمل کا جواہر دوز چڑھا تھا شہزادے نے اُسی کلید سے جسکا ذکر اول بیان ہوا اُس صندوق کو کھولا ایک تلوار آبدار دشمن شکار اُسمین رکھی تھی جسپر دستہ جواہر جڑا تھا موتی اُسمین لگے تھے نیام مین بھی موتی ٹنکے تھے شہزادہ نے خوش ہوکر اُس شمشیر کو لیا اور کھینچکر دیکھا جب جوہر دار تیغہ پایا کہ دیدۂ جوہر مریخ پر آنکھین نکالتے تھے زبان تیغ ہندوے فلک کو للکارتی تھی

نظم

اُس تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر
لکھا ہی قضا نے محضر خون
الکدم ہو جو اُس سے صحبت قیس

یا دامن کہکشان مین اختر
چلنے مین وہ تھی زبان طرار
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

حرفون سے مثال کیون نہین دون
کھینچنے مین تھی صاف دامن یار
بعد اُس تیغہ پر قبضہ کرنیکے

اور تمام اسباب طلسمی کو نکلوایا ایسی متاع خوب کو پایا کہ **ابیات**

ز دیباج و دیبا و خز و حریر
ہم از طوق و ز افسر و گوشوار
بصد مردش از جاے برداشتے
کشیدہ ز ہر جنس بر اندرون
ابا ہر یکے افسر شاہوار

ز عود و ز عنبر ز مشک و عبیر
درفشی درفشان ز دیبای چین
ز ہامون بگردون برافراشتے
ز دینار و ز گوہر و طوق و تاج
صد اسپ و صد اشتر بزین و ببار

ہم از پارہ و گوہر شاہوار
کہ پیدا نہ بودی ز دیبا زمین
جہلتہ ز دیباے زربفت گون
ہمان مہد پیروزہ و تخت عاج
پھر یہ شہریار با تمکین و وقار دار الامان

مین تشریف لایا اُسیطرح کا جیسا پہلے جلسۂ عشرت جما تھا ہنگامۂ مسرت آراستہ فرمایا اُسی جشن نشاط مین ملکہ بنفشہ سے اپنا اور وزیرزادی سے اُسکی سیارہ عیار کا عقد کیا دن بھر داد عیش دیتا رہا جب عروس شب افشان ستارون کی چنکر دلہن بنی اور آفتاب بھرا

خطوط شعاع کا باندھے حجلۂ مغرب مین مہر آرام گیا کہ نظم

کیا مشاطگی کا شوق نے کام
ہوس نے دل کی اپنا کام چاہا
ہوا شانہ کش ہر گیسوے شام
مزاج شاہ نے آرام چاہا

شہزادہ اور عیار حجلۂ عروسی مین واماد بنے ہوئے بصد اشتیاق آئے یہان کی تیاریان اور آرائش بیحساب کا کیا شمار ہو شبستان کے صحن مین اشجار جواہر کے اور گلدستے رکھے تھے شمیم گل کا دریا بہ رہا تھا مسہریان لاجواب پھولون سے ملو بچھی تھین اوٹ پھولون کے کٹہرے تھے جواہر آگین پلنگ آراستہ تھے عود و عنبر سلگ رہا تھا قرابے گلاب و کیوڑے کے ہوا کے رخ پر رکھے ہوئے تھے عطر کی شیشیان خوشبو انگیز تھین مسندین زرریز تھین جام و سبو و بادہ ارغوانی مہیا معشوقین بناؤ سنگار کرکے مسندون پر جلوہ فرما کنیزان مہ پارہ سرگرم کاروبار یہ کیفیت و بہار آشکار نظم

شہ قاسم شہنشاہ خوش اقبال
کہ تھا مشتاق معشوقہ بہرحال
شبستان مین ہوا پھر جلوہ افروز
چلا جام شراب فرحت اندوز
بھرا سینو نمین تھا جوش محبت
ہوئے دونون ہم آغوش محبت
بہم تھے بادۂ مستی سے مدہوش
وہ گلگل کھیلے وہان ہوکر ہم آغوش
پڑا شلوار پر بیساختہ ہاتھ
کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ
ہوئی جبدم جدا پائو نسے شلوار
ہوا پیدا ستارہ اُسمین دمدار
دہن تھا مثل غنچہ اُسکا بستہ
نہ تھا بوے چمن کو جسمین رستہ
ادھر بھی تھی وہ شاخ گلفشان تر
چھٹا گوشہ سے جو یہ بگیان تیر
گرا فوارۂ نیسان صدف پر
مثال تیر جب پہونچا ہدف پر
بر آیا کام دل حسب تمنا
ملا آرام دل حسب تمنا
رہا شب بھر یہی عیش جوانی
ہوا روشن چراغ آسمانی
ستارونکے برے آئے ستارے
ہوئے نظرونسے پوشیدہ وہ سارے

جب چادر سحر مثل چادر پلنگ عروس خون شفق سے رنگین ہوئی یہ ظاہر تھا کہ عروس دہر کا ازالۂ بکر ہوا ہے شہزادہ شبستان سے اُٹھکر حمام مین گیا اور نہا دھوکر فریضۂ نماز سحر ادا کیا ملکہ بھی نہائی دھوئی وزیرزادی بھی خلوت سرا سے باہر آئی ہمنشین چھیڑ چھاڑ کرنے لگین قہقہے اُڑنے لگے جلسۂ عشرت جمایان تو یہ رنگ تھا اُدھر شہزادہ و عیار نے دربار مین آکر اپنے مقام پر جلوہ گستری کی سردارون نے آکر تسلیم کی بادشاہ طلسم اور وزیر نے خلعت دامادی دیا شہزادہ نے ملک جام کی حکومت عقاب کو عنایت فرمائی شرارہ کو قلعۂ نافرمانیہ عطا فرمایا بادشاہ کو اُسیطرح

حاکم طلسم کی زمین کا رکھا جب انتظام سب کر چکا حکم تیاری لشکر دیا ملک سلطان تاج بخش کو اپنے ہمراہ لیکر خفتا نہاے طلسمی لشکریون کو عنایت فرماکر ساٹھ ہزار سواران جرار و آزمودہ کار کو آراستہ فرمایا ڈنکے بجے ناے ترکی کا شور بلند ہوا آرا سبے زر سرخ و سفید سے لد گئے بارگاہین طلسمی فیلون پر بار ہوئین شہزادہ آپ بھی آراستہ ہو کر تیغۂ طلسمی زیب کمر فرماکر مرکب پری پیکر پر سوار ہوا ملکہ بنفشہ کو سکھپال مین اور انیسین کنیزون وغیرہ کو چوپہلوت مین بٹھلاکر بڑے کر و فر و عظم و شان سے کوچ کیا شاہ طلسم بھی کچھ دور کے لیے ساتھ چلا نظم

چو برخاست آواز طبل رحیل
بخاک اندر آمد سر شیر و پیل
ز توران و از ہند و از چین و روم
ز ہر کشورے کان بد آباد بوم
غلام و پرستندہ از ہر درے
ز در و ز یاقوت و ہر گوہرے
ز دینار و گنجش کرانہ نبود
چنو خسرو اندر زمانہ نبود
دگر پیل جنگی ہزار و دویست
کہ گفتی ازان در زمین جاے نیست
دگر اسپ جنگی چل و شش ہزار
کہ بودند ہمراہ آن شہریار
دگر دہ ہزار اشتر سرخ موے
کہ کس انبود آنزمان یک جیوے
دہ و دو ہزار اشتر بارکش
عماری کش و گام زن شصت و شش
سواران جنگی ہزاران ہزار
طلسمی و از ساحران ہشیار
ز کرسی و خرگاہ و پردہ سراے
ہمان خیمہ و آخور و چارپاے
چو از کوہ و ز دشت بر شد بہ
ہمی رفت شادی کنان سوے شہر
زنالیدن بوق و بانگ سرود
ہوا گشت از آواز بے تار و پود

باین کر و فر و عظمت و جلال یہ اختر آسمان اقبال اُس سرزمین طلسم سے نکلکر بشیۂ حیرت مین تشریف فرما ہوا یہان وہ قلعہ اور صحراے سبزہ زار و دریا جو علامت طلسمی تھی وہ سب غائب تھی پہاڑ کے دامن مین سرداران شہزادہ اُترے ہوئے تھے آمد سے اپنے مالک کی خوشنود ہو کر حاضر خدمت ہوئے ہمایون بن شداد وغیرہ سردارون کو دیکھا کہ میرے غم ہجر مین لباس فقیری پہنے ہین شہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیا یہان زوجۂ ملک سلطان کے جاسوس خبر کو حاضر تھے وہ دوڑ کر در دولت ملکۂ مذکورہ پر آئے اور خبر آمد شہزادہ دیکر ملکہ کو مسرور کیا وہ اُسیوقت سوار ہو کر شہزادے کے پاس آئی اور خیمہ مین شہزادے کو بلا کر گرد پھری نثار ہوئی اور قدم پر سر رکھکر منت کنان عرض پرداز ہوئی کہ بھیا ایک شب میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرما ہو جیے کہ مین اچھی طرح آپکو دیکھ لون شہزادے

۲۰

نے کہنا اُسکا قبول کرکے کوچ کیا ملکہ موصوفہ سبقت کرکے براے انتظام آرایش ملکہ
ایوان روانہ ہوئی اور قلعہ مین آکر فوج کو بہر استقبال روانہ کیا توپخانہ تیار ہوکر سلامی اُڑنے
لگی طبل بشارت پر چوب پڑی تمام شہر مین غلغلہ بلند ہوا کہ ہمارا بادشاہ جو طلسم مین قید ہوگیا
تھا آتا ہے اور وہ شہزادہ جسنے شہزادی کو پنجۂ ظلم زنگی سے چھڑایا تھا بادشاہ کے ساتھ ہے
وہی شاہ کو طلسم سے رہا کرکے لایا ہے اِس خبر کے منتشر ہونے سے تمام رئیسان و ساکنان شہر
سواری دیکھنے کو سر راہ جمع ہوئے زن و مرد کا در و بام پر ہجوم ہوا ملکۂ شہر کے حکم سے شہر
آئین بند ہوا یہ عالم تھا

نظم

به بستند آذین به ہر راه و راه
درین شہر از ایوان کران تا کران
زجای فراز و زجاے نشیب
ہمه کہتران خنده را بنده گشت

بفرمود تا گاو دم بر درش
بر آواز شیرین خاور سپاه
بزرگانش از جای برخاستند
نسیم گلان آمد و بوے طیب

دمیدند و پر بانگ شد کشورش
بر آمد ہم آواز رامشگران
بنزدیک شه جاے را ساختند
لب شاه قاسم پر از خنده گشت

اسی آرایش مین بیک نگاه نے خبر دی کہ وہ شہزادہ والا گہر
کی سواری آئی سبنے نگاه اُسی سمت لڑائی وہ عظم و شان نظر آئی کہ کسینے خواب مین بھی
نہ دیکھی تھی

نظم

زدیبای زربفت تاج و کمر
بر و عود و عنبر ہمے سوختند
ہمی پیش بودند تا باد بوسے
ہمی رفت با مشک صد ابکش
چو شاہان برنای سی صد سوار
شہنشاه با کاویانی درفش

چو آمد بنزدیکی شہر شاه
ہمان تخت زرین زرین سپر
دو صد مرد برنا ز فرمان بران
چو آید ز ہر سو رساند بدوی
ہمه ره ہمی آب را بر زدند
ہمی راند با نامور شہریار
ہمی راند با تاج و با گوشوار

سپاہے پذیره شدندش براه
دو صد مرد تا مجمر افروختند
ابا دستۂ نرگس و زعفران
ہم از پیش انکس کہ با بوی خوش
تو گفتی گلابے بعنبر زدند
ہمه جامه ہا سرخ و زرد و بنفش
بزر بافته جامۂ شہریار

تمام خلق نے سواری کو دیکھکر نعرہ خوشی کا بلند کیا اور تالیان بجائین تسلیم کو گردنین جھکائین
ملکۂ شہر کے ملازم زر سر شہزادہ پر سے نثار کرنے لگے محتاجان شہر کثرت بارش زر سے تونگر ہوگئے
اسیطرح ایوان شاہی پر سواری پہونچی وزیران سلطنت و اُمرایان مملکت اپنے بادشاہ سے
ملے شہزادہ کو بادشاہ ہمراہ لیکر داخل شبستان ہوا یہان تمام سامان عشرت مہیا تھا ملکہ لبابان

کنیزان کمترین کار و بار دعوت خود کر رہی تھی شہزادہ مسند پر آ کر جلوہ گر ہوا ہنگامۂ نشاط نے گرمی کی ساقیان ماہ پیکر کی ادائین مستی خیز چشم مخمور پیمانۂ شراب فرحت انگیز معشوقان جادو نگاہون کا ہنسنا نیرنگی باغ حسن دکھاتا عین مستی مین شراب دو آتشہ کا مزہ آتا بلورین جام مین شراب سرخ پیمانۂ آفتاب مین شفق کا رنگ دکھاتا اُس انجمن مین مستونکا جھومنا لب ساغر کو چومنا متاع جان کے بہت سے خریدار حسن و غمزہ کا گرم بازار قلقل کی صراحیونکی آواز جنبش نگاہ ناز و نشہ کی ترنگ دلمین اُمنگ چاندنیون مین شکن پیشانیون پر چین معشوقان کا جوبن مستی مین جھومکر چلنا دلونکا مچلنا شراب کا دور مستونکا نرالا طور گانے کا شور عشرت کا وفور عجیب رنگ کا تماشا سنگدل بھی موم ہو جاتا رقاصونکی ٹھوکر کا مسیحائی کرتی مردہ دلونکو جلاتی نظم

ہمان روز بازوج سلطان بدے — ہمون شبستانش مہمان بدے — گرانمایہ کاخے بیار استند
ہمہ تخت زرین بہ پیراستند — ز زرین و سیمین و گوہر نگار — ہمہ مایۂ عیش شد شاہوار
کنیزان و رقاص ہمہ ماہروے — پرستندہ رقصندہ بارنگ و بوے

دو روز اس مقام پر دعوت و ضیافت مین بسر ہوئے تیسرے دن جب بزم دہر قندیل گیتی فروز مہر سے منور ہوئی کہ بیت

چو پیدا شد آن فر خورشید زرد + بہ پیچید زلف شب لاجورد +

قاسم نے حکم تیاری لشکر دیا اور ملک سلطان سے مع اُسکی زوجہ کے رخصت لیکر جانب لشکر امیر کشور گیر روانہ ہوا یہ شہزادۂ فلک مرتبت تو اسطرف سے چلتے ہین لیکن شمۂ حال لشکر امیر سنیے المؤلفہ

ساقیا ایسی پلا سرخ بھبوکا سی شراب — جیسے ہو وقت غضب رنگ رخ تیغ و شاب
قلقل شیشہ نبے نعرۂ مرد میدان — خون زاہد سے سوا سرخ ہو بادہ اس آن
کسلیے ہو چکا سب حال طلسمات بیان — بزم معشوق پریچہرہ کے تازہ سامان
اب تو پھر جنگ کا لکھنا ہے مجھے کچھ احوال — پھر وہی لشکر جنگی وہی تیغ و گوپال
وہی جمعیت لشکر وہی قتل کفار — وہی میدان جدل تیغ کی حسمین جھنکار
پھر وہی رزم قتال اور وہی افسون خوانی — وہی مکاریان عیارون کی اور لسانی
چون سرائیدی تو این قصۂ نادر مضمون — جاہ از نامے قلم تازہ دمیدی افسون

تیغ آزمایان معرکۂ سخندانی ۔ و اسپ افگنان عرصۂ افسانہ خوانی ۔ جوہر شمشیر داستان میدان

بیان مین اسطرح دکھاتے ہین۔ اور تیغ زباندانی سے کشور سخن یون تسخیر فرماتے ہین کہ لقا
بے بقا راندۂ درگاہ آگہ زمرد شاہ بمقابلۂ امیر عالم پناہ پریشان حال و وابستہ ملال اترا
ہوا تھا او معین و یاور اسکا سوائے صبا سے جادو کے اور کوئی باقی نتھا وہ قحبہ بھی خوف
عیاران سے مقابلہ اسلامیان نکرتی تھی ہمیشہ دشت و کوہ مین مخفی رہتی تھی چنانچہ کئی نامہ اسنے
درباب طلب امداد خدمت شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان مین بھیجے تھے کہ مین یہان
تنہا ہون کسی ساحر کو میری مدد کے لیے روانہ کیجیے شاہ مذکور نے عندالطلب اکثر ساحران
نامی مثل جنبون و مجنون وغیرہ بھیجے مگر وہ سب طعمۂ نہنگ شمشیر اسلامیان ہوئے غرضکہ
اُس بیحیا یعنی صبا نے پھر عریضہ بادشاہ طلسم کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بادشاہ خداوند لقا
بندگان خوابی سے بہت پریشان ہین جلد اُنکی خبر لیجیے ورنہ وہ ناراض ہوکر یہانسے چلے جائینگے
یہ نامہ شاہ جادوان کو بارگاہ حیرت مین ملا کیونکہ بران کو ظلمات مین قید کرکے وہ بارگاہ
ملکۂ مذکور مین آیا تھا اور نہایت مسرور بیٹھا تھا الحاصل جب مضمون عرضی کا اُسنے پڑھا
حیرت سے کہا کہ ای ملکہ اب مہرخ وغیرہ نمکحراموں کا قتل کرنا بہت آسان ہوگیا ہی کیونکہ اُس
چھوکری بران کو مین قید کرچکا ہون اور اُسکے باپ کوکب کی سرکوبی کو جہانگیر جاچکا
ہی میرے جی مین آتا ہی کہ مسلمانون کی ذریات کو پردۂ دنیا پر باقی نرکھون یہان سے
خانہ کعبہ تک سبکو غارت و برباد کرون اور خداے باختر کو تخت خدائی پر بٹھاؤن ابتک
جتنے ساحر کہ بہر استعانت خداوند گئے عیارون نے قتل کیے ابکی ایسے ساحر کو بھیجتا ہون
کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ اسم اعظم اُسپر اثر کرے نہ کوئی عیار اُسکو بیہوش کرکے ہلاک
کرسکے حیرت نے یہ کلام سنکر کہا ای بادشاہ ازین چہ بہتر مین تو سامری سے چاہتی ہون کہ یہ مسلمان
غارت ہون شاہ نے اُسیوقت اپنے جوڑے سے ایک بیضہ نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ شکم
ناکیان ارض مین سما گیا بعد کچھ دیر کے یہ پر و بال اُس بیضہ نے نکالے کہ لکھا ابر آسمان پر
نمودار ہوئے اور موتی برسانے لگے پھر ایک مرغ زرین بال اُڑتا ہوا آیا جو درازی قامت مین
ہمسر جولاتھا نسر اُسکے سامنے کنجشک کا بچہ تھا طائر اژدہا خوار فیل شکار سیمرغ خوف سے اُسکے
کوہ قاف مین پنہان بہوت ارض نام سے اُسکے تہ زمین لرزان منقار بزرگ مثل خرطوم فیل

پنجۂ دراز سے اُسکے شیر ہمیشہ ذلیل **نظم**

چنان بود مرغے کہ اسپے بر تن	ببسر برد و گیسو سیہ چون رسن	تنش زرد و گوش و دہانش سیاہ
ندیدے کس او را مگر گرم گاہ	دو چنگلش بگردار چنگ ہژبر	خروشش ہمی بر گذشتی ز ابر

اُس مرغ نے سامنے بادشاہ کے ایک انڈا دیا کہ وہ بیضہ بشکل ایک برج و گنبد کے تھا بعد لمحہ کے وہ بیضہ شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر ہندوے چرخ کو بھی غش آجاتا شیطان کے لیے اُستاد پیدا ہوا تھا جیسا طائر تھا ویساہی بچہ بھی سنے دیا تھا **نظم**

تنش زشت و بینی کژ و روی زرد	بد اندیش و کوتاہ و دل پر ز درد	ہمان بد دل و سفلہ و بیفروغ
سرش پر ز کین و زبان پر دروغ	دو چشمش کژ و سبز و دندان بزرگ	براہ اندرون کژ رود ہمچو گرگ

اُس ملعون دون بد اختر و سیہ رو نے بادشاہ ساحران کو سلام کیا بادشاہ اُسکی صورت دیکھکر ہنسا تمام اہل دربار بھی قہقہہ مارنے لگے بادشاہ نے پھر ارشاد کیا کہ اے گوہر سلک عقدہ گر جادو بہت دنون اُڑے اُڑے پھرے اب لڑنے کا تمھارے زمانہ آگیا جاؤ خداوند باختر کی زیارت بھی کرو اور اُنکے دشمنونکو بھی مارو اُس خیرہ سر نے ایک آہ بھر کر کہا اے بادشاہ مجکو سامری نے جو پیدا کیا ہے تو یہ قاعدہ رکھا ہے کہ جو کوئی مجکو بلائے نئے سر سے پیدا مین ہون اور پھر بطن طائر مین چلا جاؤن لیکن مرون نہین پس یہ طائر جسکے بیضہ سے مین خلق ہوا ہون اگر زندہ رہا تو مین تمام مسلمانون کو ہلاک کرونگا اور اگر یہ طائر جلگیا تو البتہ مری زندگی مین شک ہے یہ سخن ہنوز ناتمام تھا کہ وہ طائر منقار وا کرکے چیخا اور دہن سے اُسکے شعلہ نکلا کہ سراپا جلنے لگا آخر جلکر خاک ہوگیا شاہ بھی اُسکے جلنے سے متوحش ہوا مگر اُس ساحر کو سمجھانے لگا کہ یہ مسکن تیرا تھا اِسکے جلنے سے غمگین ہونا چاہیے یہ کوئی دلیل تیرے مرنے کی نہین ہے مین خوب جانتا ہون کہ قضا تیری خداوند سامری نے خلق نہین کی اب توقف نکر زیارت خداوند سے مشرف ہو وہ یہ حکم سنکر آمادہ چلنے پر ہوا اور شاہ طلسم نے بارہ ہزار ساحران غدار انتخاب روزگار اُسکے ہمراہ کیے وہ بھی تخت پہ سوار ہوکر چلے نفیر سحر بجی تاے ترکی کو دم طلا بر سحر چھاگئے ساحر طائر و اژدر پر چڑھکر روانہ ہوئے **نظم**

خروش آمد از نای و زنگاو دم	ہمان نعرہ پیل و رویینہ خم	تو گفتی بجنبد ہمی دشت و راغ

شدہ روی خورشید چون پر زاغ
زمین سر بسر گفتی از جوشن ست
ابا جوشن و تیغ آہرمنی

ہمہ ساحران برکشیدند صف
ستارہ ز نوک سنان روشن ست
جفا پیشہ بر پیل تنہا رفت

ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بکف
ہمہ ساحران پُر ز کبر و منی
لبوسے لقا ہم خرامید تفت

اِسی کرّ و فر سے بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے باہر نکلکر قریب لشکر لقا مغرور پہونچا یہان وہ بے ایمان تخت خدائی پر بیٹھا تقدیرین لکھا رہا تھا کہ یکایک لکہ ہاے ابر پیدا ہوکر موتی برسانے لگے اُس بے آبرو نے علامت سحر بر پا دیکھکر کہا تقدیر کی مین نے کہ بندۂ خاص اسوقت آکر مجکو سجدہ کرے شیطان درگاہ اُسکا بہر استقبال روانہ ہوا اور اثنای راہ مین ساحر مذکور سے ملا لشکر اُسکا مقام عمدہ پر اُتروا دیا اُسکو باعزاز سامنے خداوند کے لایا اُسنے سجدہ کیا خلعت سرفرازی پایا دنگل زرین پر بیٹھا ساقی نے جام مے سرخ دیا جب دماغ اُسکا مے سُرخ سے گرم ہوا ملک بختیارک نے شیطنت شروع کی پوچھا کہ ای جمشیدہ روزگار یہان کیون آئے کچھ اپنی جان گرامی کا تمکو پاس نہ آیا اُسنے کہا ملکجی مین مدت سے مشتاق زیارت خداوند تھا بارے آج طالع یاور ہوئے جو دیدار نصیب ہوا شیطان نے کہا اچھا زیارت خداوند کر چکے اب جان بچانا بھی ضرور ہی رو بفرار رکھو اور یہان آنے سے اپنے اوپر آپ ہزارون بار لعنت کرو طلسم مین رہتے تو زندگی بآرام کچھ دن بسر ہو جاتی اور یہان تو یہ حال ہی کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند گو ہم یہ کلمات سنکر خوب ہنسا اور گویا ہوا کہ ملک جی تمکو میرے مرنے کا خیال بیکار ہی مین مرنا جانتا ہی نہین تمکو یقین نہو تو خداوند سے پوچھ لو کہ میری موت پیدا کی ہی نہین لقا یہ کلمہ سنکر سمجھا کہ اِس ساحر مین کچھ تو ایسی صفت ہی جب تو دعویٰ اسطرحکا کرتا ہی تو بھی تقدیر اسیکے کہنے بموجب پس پہ گیر بھی للکارا کہ ای شیطان درگاہ مین یہ بندہ میرا سچ کہتا ہی مین نے اسکو زندگی جاوید عطا کی ہی مرنا جانتا ہی نہین ہی شیطان نے کہا اور جو انکا خود مرنے کو جی چاہے تو کیا ہوگا لقا نے کہا تو جھک مارتا ہی یہ کبھی نہ مریگا وہ ساحر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ملک جی تم سچ ہی جانو مین مرنا نہین جانتا ہون کوئی حربہ مجھپر اثر نہین کرتا نہ عیار بیہوش کرکے ہلاک کر سکیگا شیطان نے کہا اندھا جب تیا ہے جب دو آنکھین پائے یہان بھی ایسے بندے خداوند کے ہین جو مرنا سکھا دیتے ہین بغیر قضا آئے نہ خاک سلا دیتے ہین یہ باتین تھین کہ ساحر نے ایک گوشۂ بارگاہ

کی طرف دیکھا وہان دو عیار فراش بنے ہوئے اہل اسلام کے کھڑے تھے کیونکہ عیاران لشکر
امیر صورت بدلے اکثر یہان رہتے ہین اسوقت غلغلہ آمد ساحر مذکور سنکر ابو الفتح و سمک
یہان آئے تھے اور ساحر کی تقریر مہمل سن رہے تھے اور دل سے کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ
اسکے شر سے لشکر خدا پرستان کو بچائے غرضکہ ساحر مذکور نے انکی جانب دیکھتے ہی بختیارک
سے کہا کہ ملک جی دو عیار وہ دیکھو فراش بنے ہوئے کھڑے ہین یہ کلام اسنے کہا ہی تھا کہ عیار
رو بفرار لائے لیکن اسنے پکار کر کہا کہ ای ابو الفتح و سمک کہان جاتے ہو ہماری ملاقات کو تو آؤ
اتنی بیمروتی تمھین زیبا نہین ہے در جنگ جنگ و در آشتی آشتی یہ تقریر اسکی ایسی پر تاثیر تھی کہ عیار فوراً
پھر کر سامنے اسکے آئے اسنے کرسیان بیٹھنے کو دین اور بہت خاطر کی پھر زبان کو تقریر کی سان پہ
چڑھایا کہ ای عیارو یہ مین خوب جانتا ہون کہ تم اپنے کام مین بڑے لائق فائق ہو بلکہ یکتا لیکن
مجھپر عیاری کرنا ایسا ہی جیسے حباب کو گوہر جاننا آئینہ کو دریا سمجھنا ہوا کو مٹھی مین ناپنا اپنے
عکس سے آپ کشتی لڑنا ہی اور ساحر جتنے آئے سب مرنا بھی جانتے تھے مین سبق بھولکر بھی نہین
پڑھا قضا میری قضا کر گئی بار احسان ہستی میرے سر پر دھر گئی تم میرا کچھ نکر سکو گے لہذا تم مجھپر عیاری
نکرنا ورنہ مین تمکو قتل کرونگا اسلیئے اول تمکو خبردار کر دیا تاکہ عذر تمھین کوئی باقی نرہے اب تم جاکر حمزہ
کو بھی سمجھاؤ کہ سرکشی سے باز آئے اور خداوند کو سجدہ کرے سلطنت تمام عالم کی اسکو ملیگی جان
بھی بچیگی ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا اسکا محال ہی اسم اعظم بھی مجھپر نہ چلیگا دم بھر مین سب جاہ و
جلال اسکا خاک مین ملیگا - عیارون نے یہ تقریر اسکی بیتقصیر کی سنکر خندۂ دندان نما کیا اور کہا
بجا ارشاد آپکا ہی لیکن ہم یہ عرض کرتے ہین کہ خداوند جو آپکے ہین وہ بھی مرنا جانتے ہین پھر آپکی
زندگی دائمی کیونکر ہو سکتی ہی جہان فانی مین کون ایسا ہی جو مرنا نجانتا ہو اور مرے نہین کہ بیت
چہ دینی چہ اہرمن بت پرست + زمرگ اندر بسر نہادہ دو دست + معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری
قضا کسی تحفۂ طلسمی سے ہی اسی وجہ سے تمکو فخر و ناز ہی کہ میری موت نہین ہی - اور اگر ایسا بھی
ہی کہ آپکی موت شیطان کیطرح تا بروز قیامت نہین ہی تو ما را چہ - ہم تمام عمر عیاری کرتے رہے
ہین اب بھی کرینگے اور صاحبقران کافرکشی کا شیوہ رکھتے ہین وہ ایک آپ کے مرنا نجانے
سے کیونکر لڑنا چھوڑ دینگے یہ آپکا خیال خام اور تصور ناتمام ہی اچھا آپ اپنی جان لیے بیٹھے رہیے

ہم جاتے ہیں اور ہو سکتا ہی تو آپکے مرنیکی تدبیر یاد کر کے آتے ہیں یہ کہکر وہان سے جست وخیز کر کے روانہ ہوئے گوہر انکی تقریر سنکر ششدر ہو گیا بختیارک نے اسوقت کہا کہ کیون میان گوہر تمنے سنا کہ ان عیارون نے کیا کہا سچ کہنا کیا تیرے کی بات کہی ہی اتبو مان گئے ہو گے تو خیریت اسیمین ہی کہ اپنی را ہ آدھا کو یاد کرو اور دال بیش دو چلدو کا سبق پڑھو ساحر نے کہا عیار یوہنین واہیات بکتے ہین ملکجی ان مسلمانون کی قضا ہی آگئی ہی تم دیکھ لینا کہ کس عذاب الیم سے ہلاک ہوتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین اُٹھ گیا اور ایک شب و روز آرام پذیر رہا جب دوسرے روز ساحر گیتی افروز کو ظلمت شب نے تدبیر مرنے کی بتائی اور تاریکی نے عالمگیر ہو کر ضیاے خورشید خاک مین ملائی نظم

چو پژمرده شد چهرهٔ آفتاب | همی ساخت هر مهتری جای خواب
ز شهر و ز بازار برخاست غو | چو شب چادر قیر گون کرد نو

گوہر بارگاہ لقا مین آیا اور شراب خوری کر کے مست ہوا حکم طبل جنگ بجنے کا دیا بموجب حکم نفیر سحر پھنکی طبل جمشیدی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر امیر کے خبر لیکر خدمت فیضدرجت جناب شہنشاہ اسلامیان مین آئے اور گوشہ سریر ادب کو چومکر دعا و ثناء بادشاہی زبان پر لائے نظم

ز پیروزگر آفرین بر تو باد | مبادی ہمیشہ مگر شاہ و شاد
برومند بادا و بر اروزگار | مبادا جہان بے چنین شہریار
مبیناد کس روز بے کام تو | نبشتہ بخورشید بر نام تو
جہان بے سر و افسر تو مباد | بر و بوم بے لشکر تو مباد

بعد بساط گستری دعا جملہ اجرا آمد گوہر و دعوی باطل اُسکے کرنیکا اور طبل جنگ بجوانے کا معرض بیان مین لائے اُسوقت ابو الفتح و سمک نے بھی حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا کہ یون ہمکو ساحر نے سحر سے بلا کر فہمائش کی بادشاہ دامیر نے فرمایا کہ بمدد ایزد برحق ہمارے لشکر مین بھی کوس رزم پر چوب پڑے ابو الفتح کہ اب عمرو کی جگہ پر افسر ہی حسب ارشاد شاہ والا نژاد نقار خانے مین آیا اور تندر قلاع چینی کی لیکر خواجہ کے نام پر جمع کرا دی پھر نقارۂ سکندری کا غاشیہ اُٹھا کر ڈال دی تمام عالم پر از غلغلہ شر و فساد ہوا نائے ترکی و صنج کیومرثی کو دم ملا ہیبت سے عجب تھا جو پیر فلک کا دم نکلتا دلاوران عرصۂ کارزار جلادت شعار آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکۂ جدال ہر روز نبرد ہو

قتال ہی اور ایسے دشمن صعب سے مقابلہ ہی جو مرنا نہین جانتا ہی دیکھیے فردا روز فردا ہوگا قیامت کا ہنگامہ ہوگا بادشاہ نے دربار برخاست فرما کر شبستان مین داخلہ کیا امیر مسجد کر پاس مین آ کر مصروف عبادت خدا ہوئے سرداران لشکر اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے ہتھیار نکلنے لگے فرط اسلحہ سے خانۂ دہر آہن کدہ تھا تیغہاے آبدار کی چمک موج دریاے قہر تھی آفت کی طغیانی تھی بلا کی لہر تھی زبان تیغ کا بیان تھا کہ وہی مرد دانا ہی جو گھاٹ گھاٹ کا ہمارے پانی پیے ہو زرارد بار آب شمشیر سے دہان زخم تر کیے ہو زبان سنان نیزہ یہ سناتی کہ راست باز وہی ہی جو سینہ تان کر میدان مین کھڑا ہو کمانین چلاتی تھین کہ وہ سمجھدار ہی جو لب سوفار کی بات سمجھتا ہو زبان پیکان کہتی کہ ای گوشہ گیران عرصۂ جنگ لائق زہ کام کرنا تیرون کو برنگ آرزو دراز سینو نمین دھرنا کلہ گوپال لاف زنی پر تیار سر بلند کیے زبان حال سے کہتے ای سروران سر دینے مین کمی نکرنا خبردار خود بینی کا دعوی باندھے ہوئے زرہ ہر حلقہ سے آنکھین نکالے ہوئے تبر عدو کو بڑ کر نیکا ارادہ رکھتے تفنگ دم شجاعت کا بھرتے ناے ترکی کا شور نفخ صور کا ہمدم شور محشر اس ہنگامہ کے روبرو بہت کم نقیب ہر سمت للکارتے بہادر نعرہ مارتے گھوڑے ہنہناتے ہنہنے بھرتے پیادے تنتے سوارون کے پرے سامان رزم کرتے کوئی تلوار کو صیقل کرتا کوئی تیرون کو زہر آبدار بناتا کوئی کمانین سینک کر درست کرتا کوئی کمر ہمت چست کرتا ران مہتابین اور مشعلین روشن بہار پر شجاعت کا گلشن ہر سمت نخچباے گلہاے باغ تھے تلوار و خنجر چمکتے یا جلتے چراغ تھے چہرہ ہاے بہادران لبسان شمع منور گلہاے سپر سے دماغ جان بہادران معطر چقاچاق شمشیران سے ارض و سما مین تہلکہ تھا اسطرف تو یہ ہنگامہ تھا اودھر ساحران نامی نے کڑاہیان چڑھائی تھین پوریان مہمان بلائی تھین بھنبھیٹ مین جھٹکے چڑھ رہے تھے لشکریان کفار بوہا صاف کرتے تھے یہ نقشا تھا **نظم**

چو در شب خروش آمد از کرنا ے
کہ شیر ژیان را بدرید گوش
بنخچیر ہمی آتش افسردہ خفتند

بجستند سالار جنگی ز جاے
سیکے مرد گر راندانست باز
ہوا و زمین را ہمی سوختند

ز لشکر برآمد بر افسان خروش
شب تیرہ و نیزہ ہاے دراز

چار پہر رات اسی جوش و خروش مین بسر ہوئی جب طلسم دہر کا دروازہ کھلا اور آفتاب بصد آب و تاب فتاح طلسم ظلمت شب بنا ہوا لوح زرین لیے اُس در سے باہر آیا کہ **ابیات**

چنان تا سپیدہ دمان بر دمید	شب تیرہ گون دامن اندر کشید	چو پنہان شد آن چادر آبنوس
بگوش آمد از دور بانگ خروس		

ہنگام سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون
ہر ملک کے لوگ ہر طرح کی فوجین جانب میدان مصاف روانہ ہوئین زمانہ گرد سپاہ سے سیاہ
ہوا وہ وقت تھا کہ نوبت پر تکور لگتی تھی نسیم آہستہ آہستہ چلتی تھی شمع مہر روشن ہوا چاہتی
تھی شمع انجمن کے رخ پر اُداسی تھی اُسوقت سردارون نے جلد جلد نہا کر نماز سے فراغت کی سلاح
حربی تن پر آراستہ کیے مرکبون پر سوار ہو کے خدمت امیر باکرم مین آئے امیر ذیحشم نے بھی دعا کرکے ہتھیار
جسم پر لگائے قندس نے اشقر دیوزاد کو حاضر کیا حضور سوار ہوئے بہرام گرد
خاقان چین و مقبل وفادار نے اول مجرا کیا پھر تو تمام سردارون نے تسلیم کی اور حضور کے
ہمراہ ہوئے ایک سمت سے ابو الفتح و سمک نے آکر اپنے بائین رکابون کو تھاما علم اژدہا
پیکر کا سر پر سایہ ہوا دوشاخے پنجشاخے روشن نقیبون کی آواز خوش لحن اسطرح سواری مجاہد راہ
خدا کی جلوخانہ بادشاہی مین پہونچی کچھ ہی دیر مین عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا
جلوس سواری حضرت قدر قدرت نکلنے لگا ہزار بارہ سو پنجشاخہ جھلکتا نظر آیا سترہ سو
فانوس میناکار روشن تھی پھر کئی سو تخت آرائش کا جن پر گلدستے جواہر کے چنے تھے نکلے
ڈیوڑھی تک عورتین یہ سامان لیے آئین اور مردونکو دیکر کنارہ ہو گئین طفلان ماہ طلعت
لوٹے لخلخون کے لیکر بڑھے بان دار خاصبردار چوبدار پرے باندھکر دور کھڑے ہوئے نقیبون
نے یکایک بسم اللہ کا شور بلند کیا امیر اور سب سردار مجراگاہ پر جاکر ٹھہرے تھے کہ سلطان
عالم پناہ سلیمان جاہ دارا دربان برآمد ہوئے مردہا پکارا بلی راج رہے دھرم کاج رہے دیگ
تیگ کے مالک رہین جہان پناہ سلامت رہین نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ
نے نگاہ اُٹھائی امیر نے مجرا کیا پھر تو سب سردارونکو سلام لیکر سرفراز شاہ نے فرمایا
سینہ پر ہاتھ رکھکر امیر کو اشارہ سوار ہونیکا کیا امیر دوبارہ آداب بجا لاکر سوار ہوئے اور
چالیس قدم سواری کے آگے بڑھکر چلے پیچھے تمام سردار ہوئے قلب لشکر مین تخت شاہی
قائم ہوا اتنے قشون قشون بہادر ساتھ چلے سترہ اٹھارہ سو سقے تمامی کی لنگیان باندھے
مشکون کے دہانے پر فوارے چڑھائے چھینٹون سے گرد و غبار بجھاتے روانہ ہوئے زمین

زمان مین ایک تزلزل پڑگیا شور طبل و بوق تا بہ گنبد سما پہونچا کہ ابیات

سپہ شد ہمہ کشور از گرد سم
در و دشت شد سرخ و زرد و سیاہ
سپہ بود بر میمنہ چل ہزار
ہمہ ناوک انداز و پرخاش خر

برآمد خروشیدن گاو دم
دران جاے چون آن سپہ بر کشید
سواران ژوبین در و نیزہ دار
تقلب اندرون نامور چل ہزار

چنین راند در دست آن شہ سپاہ
ہوا نیلگون شد زمین ناپدید
ابر میسرہ چل ہزار دگر
چہ نیزہ گذار و چہ خنجر گذار

اسیطرح جب میدان حرب مین پہونچے تبرداروں نے جھاڑی بوٹی کاٹ دی بیلداروں نے میدان صاف کیا سقے آبپاشی کر گئے میدان اجل بنگیا اُدھر سے لقا اکیس ہاتھ اونچے تخت پر سوار آیا ساٹھ لاکھ سوار کی جمعیت ہمراہ تھی ایک سمت سے آمد فوج ساحران ہوئی گوہر اژدر پر تخت کھنچوائے پشت پر بارہ ہزار سوار ساحر غدار پر اجمائے رال گوگل اُڑاتے آئے رو سے دہر سحر کے دھوئین سے کالا تھا عالم زمانیکا نرالا تھا ابر سحر چھائے تھے نقارے سحر کے بجتے نشان ہر سمت رنگ برنگ کے کھلے تھے غرضکہ صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی کڑکیت کڑکا کہنے لگے اُسوقت گوہر اژدر اپنا بڑھا کر سامنے تخت لقا کے آیا اور سجدہ کرکے طالب اجازت ہوا لقا نے کہا ید قدرت کے سپرد کیا شیطان نے کہا ای گوہر آگ کا کام ہی جلادینا پانی کا کام ہی بہادینا تلوار کا کام ہی کاٹ ڈالنا ذرا خوب سمجھ بوجھ کے لڑنا اور خداوند آپ بھی اپنے ید قدرت کی شرم کیجیے گا اُس گبر نے کہا ابکی خوب مستحکم تقدیر کی ہی شیطان نے کہا دونون مٹھیان اچھی طرح بند رکھیے گا ایسا نہو کہ کھلجائین خداوند نے کہا تو مجسے بھی ٹھٹھہل کرتا ہی اُسنے کہا آپکی تقدیرات سے مین خوب باخبر ہون یہ تو اسطرح مضحکہ کر رہا ہی اُدھر گوہر تخت پر بیٹھکر اژدر اُڑا کر وسط میدان مین آیا اور پکارا کہ ای فرقہ خدا پرستان اب بھی کچھ نہین گیا ہی آؤ اور خداوند کو سجدہ کرو ورنہ کچھ دیر مین نقشہ زیست تمھارا بدل جائیگا ملک ہستی اُجڑ کر شہر فنا بس جائیگا سرداران اسلام نے بجواب اِن باتون کے لعن و طعن کرکے فرمایا کہ جو تجسے ہوسکے اُسمین کمی نکر خدا ہمارا نگہبان ہی یہ سننا تھا کہ اُسنے بغضب تمام ایک ناریل کمر سے نکالکر جانب آسمان مارا کہ وہ بلند ہوکر شق ہوا اور دُھوان اُسمین سے نکلا فوراً ابر تیرہ و تار ہر سمت سے گھر آیا دنیا سیاہ ہوگئی اندھیرا چھایا اور موتی برسنے لگے عیاران لشکر اسلام

لشکر سے نکلکر رو بفرار لائے اور بہت سردار پکارے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون مگر پہلو پر ایک روشنی دکھائی دی جب اُسطرف نگاہ کی ایک عورت قبول صورت نظر پڑی یہ اُسکے شمع رخسار کی روشنی تھی امیر نے پردۂ قاف کی برسون سیر کی ہے لیکن ایسی شکل زیبا کسی پری کی بھی نہ دیکھی تھی زلف پرپیچ اُسکی شامت لانے پر اسلامیون کے کمر باندھے مثل کافر تھی جادوگری سے خوب ماہر تھی بیرون مین کلو ابیر تھی جعلسازی کی یاد اُسکو تدبیر تھی مانگ اُسکی راست بازونکو اپنے عشق کی کجروی سکھاتی کہکشان ہنگام مقابلہ ٹیڑھی سیدھی سناتی پیشانی آئینہ صورت نمائے نیرنگی ابرو ہر ایک مائل بہ سرکشی مژگان وہ تیر کہ ہر طائر دل جس سے نخچیر آنکھ ہر ایک فتنہ پرداز غمزہ کا ساحرانہ انداز حدقۂ چشم حلقۂ زنجیر مردم نگاہ عشاق جسکی اسیر رخسار گلستان ساحری کے دو پھول غارتگری خانمان خاطر عشاق جنکا معمول دہن تنگ پوشیدہ مسلمانون کا دشمن آسیب رسان سیب ذقن بیاض گردن حسن و خوبی کی دفتر سینہ پر چھاتیان سرکش و خودسر اسیطرح از سر تا پا قیامت کا ٹکڑا غضب کا نقشہ آفت کا پرکالہ کہ بموجب

نظم

بالا چو سرو و بسینہ چو سیم
بدیدار نیکو چو در یتیم

بہ ابرو کمان و بچہرہ نکو
ز گوہر بیاراستہ روی گوش
بہ رخسارہ چون روز و گیسو چو شب

ہمی دُر ببارید گفتی ز لب
دو لب لعل و بینی چو سیمین قلم
دو بیجادہ خندان و نرگس دژم

چو بارزم کردی بگردون نگاہ
بخستی بنوک مژہ روی ماہ

اُس ماہ وش کو دیکھتے ہی امیر نے عقل و ہوش کھویا اسم اعظم پڑھنا کیسا دین و ایمان رونمائی مین دیا کہ لمؤلفہ

بھولے قرآن جو اُسکا رخ روشن دیکھے
رکھدے پوتھی کو اگر ہاتھ برہمن دیکھے

اُس کافرادا کو خطاب کرکے پکارے کہ فرد فتنۂ روے زمین آنکھو نکا ہے تیرے غلام خادمہ غمزون کی تیری گردش افلاک ہے + اُس پری وش نے ہنسکر برق تبسم سے خرمن صبر کو جلایا اور کہا آپ میرے اگر شیدا و فریفتہ ہین تو میرے باغ مین آئیے دو گھڑی میرے گلزار حسن کی سیر دیکھکر چلے آئیگا یہ کہکر آن و ادا دکھاتی کمر کو لے کو بل دیتی روانہ ہوئی امیر بھی اشقر اُٹھاکر اُسکے پیچھے چلے اُس اندھیرے اور ہنگامۂ سحر مین کسینے نہ دیکھا کہ امیر پر کیا ماجرا گذرا اور کدھر گئے جب امیر عقب لشکر سے نکلگئے بارش ابر سحر نے طغیانی کی موتی کثرت سے برسنے لگے سپرون کو سرداران لشکر نے سر پر

آڑ کیا مگر وہ موتی جسکے سر پر گرا مع راکب و مرکب اُسکو پتھر کا کیا صف اول لشکر اسلام بالکل پتھر کی ہوگئی فلک سنگدل نے نرم دلونکو یہ سختی دکھائی پتخانہ آذری لشکر خلیلی کی صورت بنائی یہ نقشہ جو عیارون نے کنارۂ لشکر سے دیکھا دوڑ کر قریب سرداران آئے اور حباب بیہوشی مار کر اُنکو بیہوش کرکے پیٹھ پر لاد کر لے بھاگے اسیطرح بادشاہ لشکر اسلام کو بھی فیروزہ بن عمرو بیہوش کرکے لیگیا اُسوقت بختیارک نے قریب گوہر اپنے تئین پہونچایا تعریف سحر بہت کچھ کرکے کہا کہ مسلمانونکا دستور ہی اول بھاگ جاتے ہین پھر آکر اپنا بدلا لیتے ہین انکو جانے نہ دو اور گھیر کر مار لو گوہر نے ساحرون کو حکم محاصرہ کرنیکا دیا اور لقا پکارا کہ ہان ان بندگان معتوب کو جانے نہ دینا پھر تو ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا اُدھر بادشاہ اور سردارون کے چلے جانے سے لشکر اسلام مین بھگدر پڑی منچلون نے اتنا تو کیا کہ کچھ دیر اس معرکہ مین ہنر شجاعت ۔ کر دکھائے کہ جان بجکیر لشکر حریف پر جا پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے دو لشکر باہم لپٹ گئے بادہ دیگیر دگش کی صدا بلند ہوئی لیکن ساحرون نے مہلت نہ دی طائران سحر ٹرھا کر اُڑے لکہ ہائے ابر رنگ برنگ کے اُڑنے لگے گرگراہٹ کی آواز مین آنے لگین پیکان تیر برسنے لگے اولے پڑنے لگے پتھر برسے آتش سحر شعلہ ور ہوئی گولے گرنے لگے بجلیان کڑکتے لگین جنگل سے اژدر و فیل و ضیغم نعرہ زن آکر شکار دشمن کیے بلکہ اُسوقت تو تمام لشکر مین بھگدر پڑ گئی کفار عقب مین چلے جا بجا غار زمین مین پڑ گئے لشکریان لقا ایسے وقت مین لبان شیر غضبناک شمشیر زنی کرتے تھے ہزارہا مسلمان مارے گئے تھے صدہا خاک و خون مین پڑے تڑپ رہے تھے کفن جوشن بستر خاک بیکسی سے ہر ایک پلاک کہ نظم

پس پشت او اندر آمد سپاه	شده مهر از پر پیکان سیاه	نجستند خرطوم پیلان به تیر
ز خون شد در و دشت چون آبگیر	سر سروران شد بخاک اندرون	ز زیر اندرش جامی شد غرق خون
شد آن تاجور شاه و چندین سپاه	همان تخت زرین و زرین کلاه	چنین است کردار گردان سپهر
نه نامهربانیش پیدا نه مهر		

جب یہ آفت لشکر اسلام پر آئی ملکہ گردیہ بانو وزیرہ شیر گیر کہ محلات مین یہ دونون بیچارے امیر ہین جیسے امیر سپہ سالار ہین ویسے ہی یہ عورات مین افسر ہین اور ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان ہمشیرہ ملکہ مہر نگار مرحومہ بانوے بانوان ہی غرضکہ اُن دونون افسرون نے عورات کے جملہ عورات ملازم کو مردانہ لباس پہنایا اور نقابین اپنے چہرون پر ڈالکر سبکو نقاب پوش بناکر جملہ

شہزادیون کو فنس وغیرہ مین سوار کرا کر شبستان سے نکلکر صحرا کا راستہ پکڑا یہ حال تھا کہ آگے آگے گردیہ وزبیدہ تلوارین کھینچے مرکبون پر سوار پیچھے جملہ عورتین گھوڑون پر تلوارون کا فنسون پر سایہ کیے روانہ جب یہ گروہ اسطرحسے چلا صحرا مین عیاران اسلام نے انکو جاتے دیکھا وہ سب بھی بانہ ہاے عیاری پکڑ پکڑ کر انکے ہمراہ ہوئے اُدھر بہت سے عیار اشتیارے سردارون اور بادشاہ کے آئے باقی بارگاہ سلیمانی واساسۂ صاحبقرانی سب چھوٹ گیا کچھ ہمراہ نہ لا سکے یہانتک کہ یہ سب بھاگ کر دس کوس پر وہانسے ایک پہاڑ تھا آئے اور قلۂ کوہ پر چڑھ گئے سردارون اور بادشاہ کو فرش خاک پر لٹا دیا اور اس مصلحت سے ہوشیار نکیا کہ یہ بہادر ہوشیار ہوتے ہی بمقابلہ عدو جائینگے لڑنے سے باز نہ آئینگے غرض گرد تمام سردارون کے عورتین بال کھولکر یا موے پریشان وباسر عریان درگاہ باریتعالی مین رو رو کر دعا کرتی تھین کہ ای خالق اکبر ہمارے وارثون کی جان بچالے اور ہماری عصمت نگاہ رکھ کہ نظم

بغلطید در پیش یزدان پاک
همی ریخته بر سر و روی خاک
خدایا درین رزم آرام ده
برین ساحران مرورا کام ده
ازین جنگ مالگیتی آباد کن
مراد سپاہِ مرا شاد کن
پراگندہ گردان عدو را سیاہ
نگونسار باشند همه روسیاه

عیار سب گھاٹیان پہاڑ کی روک کر تیر و پتھر وغیرہ لیکر آمادۂ مرگ ومہیاے قضا استادہ ہوئے یہان تو یہ سامان تھا اُدھر تمام لشکری تباہ وبرباد ہوئے بہت بھاگ کر جنگل مین گئے اور کوہ ومغاک مین متواری ہوئے اور ہزارون بارش گوہر ہاے سحر سے پتھر کے ہو گئے دشت لاشون سے بھر گیا ہر جگہ لاشون کے ڈھیر تھے ساحران نابکار ولشکریان لقاے غدار خندہ زنان بفتح وفیروزی قتل وغارت کرتے ہوتے پڑاو پر آئے مال واسباب اسلامیان پر قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی مین لقا آکر اُترا اور گنجور سے اپنے تختہاے یاقوت نگار وتاج مرصع کار وخلعت زرتار مع فرمان کئی ملک کے منگا کر گوہر کو عنایت فرمایا اور چاہا کہ جشن فتح اسمقام پر کرون اُسوقت بختیارک نے کہا کہ دشمن کو چین نہ لینے دینا چاہیے اس فتح کو فتح نہ سمجھو ابھی امیر اور سب سردار زندہ ہین عیار آفت روزگار باقی ہین دوم یہ کہ خداوند کی تقدیرات کا کچھ اعتبار نہین گاہے چنین گاہے چنان کبھی ادھر کبھی اُدھر تھا لیکے یہکن ہین پس لازم ہی کہ ڈھونڈھکر ان مسلمانون کو قتل کرو اور اطمینان سے بعد اُنکے فیصلہ کرنیکے بعشرت تمامتر بیٹھو گوہر نے یہ تقریر سنکر کہا ملکجی تم سچ کہتے ہو

لقا بھی پکارا کہ یہ تقدیر ہزار برس پیشتر کی ہی کہ آج جملہ بندگان باغی ہلاک کیے جائین گوہر نے فوراً
طائران سحر خبر کو بھیجے کہ یہ سب باغی کدھر گئے اُنکی خبر لائین طائر اُڑ کر گئے اور کچھ دیر مین آکر مخبر ہوئے
کہ فلان پہاڑ پر سب ہین یہ سنا تھا کہ گوہر فوج اپنی لیکر اُسیطرف روانہ ہوا پیچھے اُسکے لقا بھی مع
لشکر کوہیان و سنجانی باختری وغیرہ کے ہنستا ہوا فیل پر سوار ہوکر چلا اور برسم یلغار قریب اُس
پہاڑ کے جسپر اہل اسلام پناہ گزین تھے پہونچا اور حکم محاصرہ کر نیکا چار سمت سے پہاڑ کا دیا کہ
تمام لشکر گرد کوہ کے ہوگیا اُسوقت ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائین عیاران اسلام مرنے پر
کمر باندھکر حقہ ہاے نفتی بیہوشی آمیز لیکر بڑھے اور ایک بارگی حقون کی ماری کہ تمام میدان
دامن کوہ پُر از دود بیہوشی ہوا اور بہت سے ساحر بیہوش ہوئے اور بہت ساحرون کے جسم مین
آگ لگی رہوارون نے الف ہوکر بہتون کو گرادیا عیارون نے تیر اور پتھر مار کر سیکڑون کو واصل
جہنم کیا پلہ ساحرونکا پھرا اور ایسا گھبرائے کہ سحر کرنا بھولے بھاگ کھڑے ہوئے بختیارک
نے کہا ای گوہر کسی ساحر کی مجال نہین جو اوپر جا سکے تم یہین سے سحر کرو کہ عیار وغیرہ پتھر
کے ہوجائین پھر پہاڑ پر جا کر قتل وغارت کرنا ساحر نے یہ کلمات سنکر جوابدیا کہ عیار ایک جگہ پر نہین
ہین پوشیدہ اور منتشر ہین مین کچھ دیر سحر پڑھکر ایسا جادو کرون کہ یہ عیار سب آپسمین لڑکر اپنی جان
دیدین یہ کہکر دامن کوہ مین لشکر کے قیام کرنے کا حکم دیا خیام و بارگاہ نصب ہوگئے فوج پہاڑ کو
گھیر کر اُتری اِس اثنا مین دن تمام ہوچکا تھا لشکر انجم خسرو نجم پر تاخت لایا اور خورشید عرصۂ
افلاک سے بھاگ کر مثل اسلامیان کوہ مغرب مین گیا نظم

ہمانگہ چو خورشید شد ناپدید | شب تیرہ خرگاہ بیرون کشید
گریزان شدہ مہر از جنگ او | چو بنمود شب بر فلک تیرہ روی

سر شام سے گوہر بعد اکل و شرب تنہا بارگاہ مین آکر سحر خوانی مین
مصروف ہوا اور لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے اور شراب پینے مین مشغول ہوا جلسۂ
عشرت آراستہ کیا اُدھر پہاڑ پر سب عورتین گریہ و بکا کرتی ہین درگاہ خدا مین دعا کرتی ہین انکو
اِس حال مین چھوڑکر حال افراسیاب خیرہ سر سُنیے کہ یہ ملعون بارگاہ حیرت مین بیٹھا داد
عیش و کامرانی دے رہا تھا کہ ناگاہ چند ساحر طلسم گوہر گرہ سے بھاگے ہوئے دربارگاہ پر آئے
اور فریاد کرنے لگے شاہ طلسم نے اُنکو سامنے بلواکر ماجرا استفسار فرمایا اُنھون نے جملہ کیفیت بربادی

طلسم گوہر کی بیان کر کے کہا کہ اب نبیرۂ حمزہ تیغہ گوہر نگار لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا ہے یہ حال سنتے ہی بادشاہ گھبرایا اور فرمایا کہ ملک گوہر شاہ سے تو مین بعد کو سمجھونگا لیکن کوئی ایسا ساحر جائے کہ شہزادۂ قاسم سے تیغہ گوہر نگار چھینکر اُسکو پکڑ لائے یہ حکم سُنکر ایک ساحر غدار بت پرست تیرہ باطن جادو کہ حاضر دربار تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض رسا ہوا کہ مین جا کر اُسے ابھی پکڑ لاتا ہون یہ کہکر تخت سحر تیار کر کے عازم روانگی ہوا اُسوقت بادشاہ نے صرصر عیارہ کو بُلا کر اسکے ساتھ کیا اور کہا تو عیاری کر کے تیغہ کو قاسم سے لینا یہ ساحر اُسکو پکڑ لائیگا غرض یہ دونون تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئے اور بہت جلد طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین آئے صرصر اُس ساحر سے علیحدہ ہوکر فکر عیاری مین گئی اور وہ بھی سحر تازہ کی تدبیر کرنے لگا اُدھر شہزادہ قاسم جانب لشکر امیر روان تھے کہ اثناء راہ مین ایک صحرائے سبزہ زار وادی پُربہار دیکھا جسمین ہزارون چشمے جاری اور ہر سمت صدہا طیور و وحوش دلفریب شکاری شہزادہ صید افگنی مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آہو نظر پڑا کہ خوش چشمان دہر کی جان تھا بت رم خوردہ عاشق کا ایمان تھا شہزادے نے اُسکو زندہ گرفتار کرنا چاہا اور اُسکے تعقب مین گھوڑا اٹھایا لشکر سے کئی کوس تنہا نکل آیا وہان ہرن غائب ہوا یہ ٹھہر کر دم لینے لگا سیارہ بھی پیچھے رہگیا تھا بالکل یہ اکیلا تھا اُسوقت ایک ساحر دُغتا سامنے سے آیا اور پکارا کہ ای اجل رسیدہ کیون تو اس بیشۂ پُر نیرنگ مین قدم زن ہوا شہزادہ نے اول تو اُس سے بہت عذر ناواقفی کیا جب اُسنے نمانا تو آمادۂ حرب ہوا اور تیغۂ گوہر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اُسوقت پہلو کیطرف سے زمین شق ہوئی اور ایک ساحرۂ بہت حسینہ تہ زمین سے نکلی اور پکاری کہ ای شہزادہ یہ ساحر والیۂ طلسم ہے اس تیغہ سے نمارا جائیگا یہ کہتی ہوئی وہ قریب آئی اور بیضۂ بیہوشی شہزادہ کی ناک پر مار کر بیہوش کیا تیغہ اور لوح لیکر تخت سحر پر ڈالکر اپنا راستہ پکڑا اب خاکسار جاہ اس جلد کو تمام کرتا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی رہی اور ناظرین والا تبار نے قدردانی فرمائی تو آیندہ جلد چہارم بھی لکھیگا اور اُس جلد مین نتیجہ ان تینون جلدون کی ہر داستان کا بیان کریگا یعنی شہزادۂ قاسم کا حال اور لشکر امیر و لقا کی کیفیت بران کے چھوٹنے کا ذکر کہ زندان ظلمات سے کیونکر رہا ہوئی بہزاد کا ٹوٹنا حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا شہزادۂ اسد کا گنبد نور سے چھوٹنا شہزادہ جہانگیر کا طلسم گوہر کو فتح کرنا

مرجانے تورنا خواجہ کی چابک عیار سے عیاریان کرنا ران کا کشتۂ سحر ہونا بیابان گلرنز سے معمار قدرت کا آگر تالاب بنانا اُسمین نعش بران کا رکھنا سلیتور بن تمیز اور جمشید بن کوکب کی لڑائیان باغبان وزیر کا اندھا ہونا اور شراکت عمرو کی کرنا صنعت وزیرہ کا مارا جانا کوہ زلازل کا بیان شہر داؤدیہ کا تسخیر ہونا خداوند داؤد جادو کا مسلمان ہونا عمرو کا کتاب سامری افراسیاب کے ہاتھ سے دُھلوانا آخر طلسم ہوش ربا کا ٹوٹنا سب کچھ لکھا جائیگا اب امید ناظرینان قدردان سے یہ ہی کہ نظر اس سراپا تقصیر کی غلطیون پر نفرمائین دامن عفو مین چھپائین کہ بڑے انتشار و پریشانی مین اس جلد کو مین نے لکھا ہی اولاد کا غم دلکو رہا ہی بہت عرصہ تک خود علیل رہا ضعف دل اور دماغ ہوا اُسپر بھی اپنا طریقۂ تحریر نچھوڑا بقسم لکھتا ہون کہ مسودہ کے سوا دوبارہ اسکو صاف بھی نہین کیا جو ایکبار قلم سے نکلگیا وہی لکھا ہر جلد کا طرز تحریر جدا رکھا لڑائیان سحر رزم و بزم سراپاے معشوقان و باغ وصحرا وغیرہ کا بیان ہرچند کہ ایک بات ہی مگر اس حقیر نے الگ الگ سبکا بیان کیا اُسپر بھی عجب نہین جو حاسد کہین کہ طول بہت دیا سب پر ظاہر ہی کہ بچے بھی کہانی کہتے ہین تو اپنی ہمت عقل کے موافق اسطرح کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان بلبلین چہکتی ہین میوہ گوناگون لگا ہی۔ الحق ہم طول ہی دینا مزا ہی قصۂ کوتاہ کا ❖ فی الجملہ حضرات سخن سنج داد سخن دینگے اور مجکو بنیکی یاد کرینگے اور مین خدا چاہیگا تو آئندہ قصہ بیان کرونگی نسبت بذریعۂ اشتہار اطلاع دونگا خداوندا جتبک طلسم عالم آباد ہی پڑھنے والونکو اس فسانہ کے اور سننے والونکو آباد و دلشاد رکھ میرے دوست بھی بعزت وحرمت مسرور و صحیح وسالم رہین اور مجھ کج مج زبان کی بھی مرادین دلی بر آئین ایمان و امان رہے آبرو و عزت سے بسر ہو آمین یارب العالمین

قطعات تاریخ تصنیف کتاب

قطعہ تاریخ نتیجۂ طبع احقر العباد خاک راہ سخن سنجان مؤلف فسانہ جاد

واقعی ہوش ربا ہی یہ طلسم
شعر جو اسمین ہی لاثانی ہی
کہین ہی خشکی وصحرا کا بیان

جسکے ہر لفظ مین سو معنی ہی
کیا فصاحت کا مرقع ہی کھنچا
کہین دریاؤنکی طغیانی ہی

نثر پر اسکے دل وجان قربان
دیکھکر دنگ جسے مانی ہی
چوچلے کرنا وہ معشوقون کا

واہ کیا حسن زباندانی ہے
سحر و نیرنگ و طلسمات کی سیر
وصف گل میں جو گل فشانی ہے
کہیں ہے ہجر و مصیبت کا بیان
اپنی بیکار ثنا خوانی ہے

عرصۂ جنگ میں پریونکا جماؤ
رزم سازی و فسون خوانی ہے
ہے کہیں وصل میں عاشق کو مزا
صورت آئنہ حیرانی ہے
فکر تاریخ تھی ہاتف نے کہا

رزم بھی بزم سلیمانی ہے
ہے وہاں باغ بلاغت کی بہار
عیش و عشرت کی فراوانی ہے
خود سمجھ لینگے زمانے کے فصیح
جاہ کیون اتنی پریشانی ہے

سن ہجری میں لکھو یہ مصرع
زینت بزم سخندانی ہے ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ از نواب بندہ علیخان زیبا

جلد سوم یہ مرتب ہو کے جب چھپنے لگی — قلب محزون کو ہوئی حاصل مسرت بے حساب
بہر سال طبع ای زیبا یہ ہاتف نے کہا — ہے یہ جلد آج انتخاب و بے عدیل و لاجواب ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ مصنفہ نواب محمد مرزا خانصاحب متخلص بہ حشم

دلکش این قصہ عجب رنگ حکایاتش خوب — غازۂ روے خوش و سرمۂ چشم خوبان
بےخزان چون چمن تازہ و جاوید بہار — فصل او فصل گل و باب چو ابواب جنان
مصرع سال حشم گفت بفرمائش جاہ — داستان ہوش رباے دل و دین انسان ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ از متخلص بہ عقیل

لکھی طلسمی یہ داستان ہے عجب مزے کا نیا بیان ہے — کہ جسپہ شیدا ہوا جہان ہے پسند خاطر ہے ہر کہ و مہ
کہیں ہے نیرنگ سحر و افسون کہیں ہے جنگ و جدل کا سامان — ہزارون لطف سخن ہیں اسمین کہان تلک ہو بیان دو سہ
عقیل تاریخ اسکی لکھدو کہ تمسے ہاتف یہ کہ رہا ہے — بیان رنگین جاہ زیبا نفیس و نایاب خوب ہے یہ ۱۳۰۶ھ

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

شکر صانع طلسم عالم و درود جناب رسول معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا کرکے مژدہ ارباب اشتیاق کو دیا جاتا ہے کہ یہ نگارخانہ افسون نامہ فصاحت کا مرقع بلاغت کا نقشہ یعنے طلسم ہوش ربا مصنفۂ ناثر بے عدیل ناظم جزیل سخن سنج و سخن پناہ منشی سید محمد حسین جاہ منشی نولکشور صاحب سی آئی ای بمرتبہ ثانی بحسن انتظام کارپردازان ماہ اگست ۱۸۹۲ع میں چھپکر تیار ہوا ہے شائق کا دلدار ہوا مشہور و معروف دیار و امصار ہوا حق تصنیف اس کتاب کا

بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہی

اعلان

افسانہ طلسم ہوش ربا سات جلدون مین ترتیب دیا گیا ہی کُل ساتون جلد کا مجموعہ بھی موجود ہی اور علیحدہ علیحدہ جلدین خریداران کو بہم پہونچ سکتی ہین ہر ایک شہر کے کتب فروشان سے اور بھی مطبع نولکشور لکھنؤ و کانپور سے

اعلان

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکی ترتیب وتزئین آٹھ دفترون مین ہے۔ اور اُسکے نامون کی تصریح مندرجۂ نقشۂ ذیل ہے۔

نام دفتر	نام کتاب	تعداد جلد	نام دفتر	نام کتاب	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	دو جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	سات جلد
دوم	کوچک باختر	ایک جلد	ششم	صندلی نامہ	ایک جلد
سوم	بالا باختر	ایک جلد	ہفتم	تورج نامہ	دو جلد
چہارم	ایرج نامہ	دو جلد	ہشتم	لعلنامہ	ایک جلد

اصل مصنفہ ابو الفیض فیضی فیاضی جنکا نام نامی ارکین سلطنت اکبر بادشاہ مین مشہور ومعروف ہی۔ شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف ہوئی اور عالی دماغی ونازک خیالی مصنف کی یادگار ہمراہ سلاطین کے دربارون مین یہ تصنیف لطیف داستان گوؤن کے حسن بیان سے تااین زمان یادگار زمانہ رہی لیکن ابتدا سے زمانہ سے تا ایندم بجز کتب خانجات روسا وعمائد کے عوام مین صرف نام ہی نام کا شہرہ تھا بہت ہی کمیاب تھی۔ اس زمانہ مین کہ زبان اُردو نے تمام ہندوستان کا محاصرہ کیا ہی کثرت سے عوام کے خیال مین یہ بات تھی کہ زبان اُردو مین ترجمہ ہوکر اشاعت ہو اور تمام شائقان جو تھوڑی سی اُردو پڑھ سکتے ہین اُنکی تفریح اور دلآویزی حاصل ہو ہم خوشی سے اطلاع دیتے ہین کہ مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر پنجم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا ہی۔

دفتر اول نوشیروان نامہ کی چند روز ہوے کہ جلد اول ترجمہ ہوکر شائع ہوئی تھی گذشتہ مہینے مین اب جلد دوم ترجمہ دفتر اول نوشیروان نامہ کی بھی اشاعت ہوگئی۔

جلد اول نوشیروان نامہ۔ دفتر اول داستان امیر حمزہ

اسمین خواجہ بزرجمہر کا باغ مین جانا اور القش کا حکم قتل دینا اور بزرجمہر کا قتل سے بچنا اور دربار بادشاہ مین پہونچنا اور القش کو قتل کرانا اور خود وزیر ہونا اور واسطے تعبیر بتانے خواب بادشاہ کے ہمراہ بادشاہ محل مین جانا اور زنگی کو پکڑنا۔ بادشاہ قباد کے محل مین نوشیروان کا پیدا ہونا اور زوجۂ القش کے بطن سے بختک کا تولد ہونا اور دونون لڑکون کا نام رکھنا اور پھر بادشاہ قباد کا وفات پانا اور نوشیروان کا تخت نشین ہونا اور بختک بن القش کو وزیر بنانا اور ابو الخیر لامکانی فرزند القش کا قید ہوکر خواجہ بزرجمہر کے سپرد ہونا اور بختک وزیر کا طرف ملک خاور جانا و فتح پانا و بیان پیدائش امیر حمزہ ومقبل وعمرو کا و بہادرون کی لڑائیان اور عیارون کی عیاریان وغیرہ وغیرہ

بڑی بڑی داستانین عجیب و دلکش رنگین ہین۔ جسکا پورا خلاصہ نہین ہوسکتا۔ یہ جلد ہندسہ ۸۲۰ صفحہ پر ختم ہے قیمت ۱۲/

جلد دوم نوشیروان نامہ۔ دفتر اول داستان امیر حمزہ

اسمین امیر حمزہ صاحبقران کا پردۂ قاف سے پردہ دنیا پر آنا اور پھر قلعہ حلب مین مع عمرو پہونچنا اور رابعہ اطلس پوش پر عاشق ہونا اور اُٹھا لیجانا جادوگرنی کا عمرو بن حمزہ کو اور پھر جادوگرنی کا قتل ہونا اور بھیجنا شہنشاہ نوشیروان کا بختک وزیر کو جزیرہ مین واسطے لینے بہرام کے۔ اور پیدا ہونا علمشاہ رومی کا اور بیٹا کرنا قیصر رومی اور زوجۂ قیصر رومی کا اور بارہ برس کی عمر مین مارنا فیل سپید کو اور قتل ہونا بدرہ جادو کا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور کوچ کرنا امیر حمزہ صاحبقران کا طرف کشمیر بتلاش نوشیروان اور عمرو کا سوداگر بننا اور جیت لینا کالبد عراقی اور گلباد عراقی وغیرہ سے بازیون کو اور طرح طرح کی بڑی بڑی داستانین عجیب حال رشک سحر حلال ہین۔ قابل دید۔ یہ جلد ہندسہ ۸۰۸ صفحہ پر ختم ہے۔ قیمت ۱۲/

کوچک باختر۔ دفتر دوم داستان امیر حمزہ

اسمین ملک قاسم کا جانا لشکر بدیع الزمان مین اور دریافت کرنا بدیع الزمان کو امیہ بن عمرو سے اور روانہ ہونا بتلاش بدیع الزمان۔ اور بدیع الزمان کا بسفارش ملکہ گوہر ملک قتل سے بچنا اور صندوق مین بند کرکے بدیع الزمان کو دریا برد کرنا اور گوہر ملک کا بھاگ کر جانا کشتی پر اور پھر سلیمان کا گھبرا کر دریا مین گھوڑا اڑا دینا اور قتل ہونا سلیمان کا نقابدار کے ہاتھ سے اور ٹوٹ جانا کشتی ملک قاسم کی اور بہ جانا قاسم کا ایک تختہ پر اور ماہی گیر کا قاسم اور بدیع الزمان کو صندوق سے نکالنا اور باہم دونون کا ملنا اور پھر بدیع الزمان کا فقیری لباس مین ہونا اور بنا بر علاج ملکہ گوہر ملک دربار گنجاب مین جانا ہمراہ حکیم فاروس کے۔ وغیرہ وغیرہ عجائب و غرائب عیاریان و بڑی بڑی لطف آمیز داستانین ہین کہ جنکا سیر کرنا گویا طراوت بخش و روح افزا ہے۔ یہ جلد ہندسہ ۸۰۷ صفحہ پر ختم ہے قیمت ۱۲/

بالا باختر دفتر سوم۔ داستان امیر حمزہ

اسمین ناراض ہونا قاسم نوجوان کا بادشاہت بدیع الزمان سے اور غم و غصہ مین نکلجانا لشکر امیر سے طرف دربند جالندریہ کے اور بلانا بدیع الزمان کا برائے امتحان و مقابلہ کے۔ اور آنا قاصد عجم کا اور نامہ دینا امیر کو اور نامہ پڑھکر خوش ہونا امیر حمزہ صاحبقران و خواجہ عمرو وغیرہ کا اور نور الدہر نام رکھنا قاسم کا اور فرزند بنانا اور بیان ملکہ خورشید خاوری و لشکر سلطان صاحبقران اور مارا جانا زرمہ جادو کا اپنے بھائی کیخسرو فرخ لقا کے ہاتھ سے اور شاہزادہ بدیع الزمان کا رہائی پاکر سمت لشکر آنا اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا ملک کیوان جالندری کی لڑکی کے باغ مین پہونچنا اور اُسکا عاشق ہونا وبیان شاہزادہ ملک قاسم و بیہ ایلش عمرو ثانی وغیرہ وغیرہ نادر و لطیف داستانین ایسی ایسی عجیب و غریب درج ہین کہ جب تک ابتدا سے تا انتہا معائنہ نہو طبیعت سیر نہو۔ یہ جلد ہندسہ ۸۲۰ صفحہ پر ختم ہے۔ قیمت ۱۲/

ایرج نامہ جلد اول۔ دفتر چہارم داستان امیر حمزہ

اسمین بیان لشکر امیر حمزہ صاحبقران و عمرو بن امیہ ضمیری و لقا کا شہر مشتری حصار مین آنا اور قاسم کا گرفتاری لقا کے لیے جانا اور نور الدہر کا پوشیدہ جاکر لقا کو پکڑنا اور عقیل دیو پرور سے لڑنا اور لقا کا بہ بہانہ شکار بھاگنا اور صحرا مین نقابدار قلندر فیل سوار خندان سے ملنا اور اُسکو اپنے ساتھ لاکر سرداران امیر حمزہ کو گرفتار کرانا اور شہر اختم مین لشکر اسلام کا جانا اور وہان فلک تفرقہ پرداز کا باہم امیر و عمرو کے نفاق ڈالنا اور سہیل خان مشتری حصار (کہ نام اُسکا مشتری شاہ ہے) اُسکو صاحبقران بنانا۔ عمرو کا آپ بادشاہ بننا اور امیر کو مع سرداروں کے گرفتار کرنا اور لقا کو مع بختیارک اور سرداروں کے پکڑ بلوانا اور سوال و جواب سخت و سست کرنا پھر زندان مین بھیجنا۔ چالاک کا مردہ بنکر زندان سے نکلنا پھر امیر کو چھڑا لیجانا۔ اور نقابدار قنطورہ پوش کا ہمراہ عمرو ہوکر امیر سے لڑنا اور عمرو کا شہر فرنگ گوشہ مین جانا

اور ایرج نوجوان کو صاحبقران بنا کر لانا شہر اختم پر اور امیر باتوقیر سے لڑوانا اور صاحبقران کا مع تمام سرداروں و فرزندوں کے طلسم مین ہزاران صعوبت مبتلا ہونا اور شاہزادہ نور الدہر کا طلسم فتح کر کے رہائی دینا وغیرہ وغیرہ بڑی بڑی داستانین تفریح بخش طبع رنگین ہین۔ یہ جلد ہندسہ ۸۶۷ صفحہ پر ختم ہی قیمت عا ر

ایرج نامہ جلد دوم۔ دفتر چہارم داستان امیر حمزہ

اسمین خواجہ عمرو کا ملک زبرجد نگار مین پہونچنا اور بیان ایرج نوجوان اور شاہزادہ نور الدہر و خورشید ستارہ پرست و ملکہ ومامہ جادو و غضنفر بن اسد و فتح کرنا اسد کا طلسم فیروزہ جمشیدی کو و بیان اسد دلاور و امیر حمزہ صاحبقران و شہر فرعونیہ و نقرہ کوہ و کرب غازی و در بند سد صحابیہ و در بند صحرائیہ و در بند قنطوریہ و مہتر قران اور مظفر و منصور ہو کر پھرنا مہتر والا گہر عمرو نامور کا قیطاس کوہ پر سے۔ اور آنا خورشید جادو کے پاس اور مکر سے گرفتار ہونا اور قتل کرنا اور بربادی مسلمانون کی خورشید جادو کے ہاتھ سے و بیان ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ وغیرہ ایسی ایسی عجائب و غرائب داستانین دلآویز ہین کہ قابل دید ہین یہ جلد ہندسہ ۴۴۶ صفحہ پر ختم ہی۔ قیمت تما

طلسم ہوش ربا جلد اول۔ دفتر پنجم داستان امیر حمزہ

آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا اور داخلہ لشکر لقا کا کوہستان مین۔ نامہ لکھنا سلیمان عنبر مو کوہی کا شریک لقا ہو کر افراسیاب جادو کو مدد لقا کے لیے جادوگر کا آنا۔ باہمی لڑائی۔ عیارون کی عیاری۔ جانا اسد بن کرب غازی کا مع خواجہ عمرو اور دیگر عیارون کے برائے فتح طلسم ہوش ربا۔ داخلہ عمرو طلسم مین مع چار عیارون کے اور قتل کرنا ساحرون کا اور ملاقات مہرخ سحر چشم سے۔ لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو اور مہرخ پر اور باہمی جنگ۔ اور گرفتار ہو جانا اسد و مہ جبین کا بہ مکر بادشاہ ہونا مہرخ کا لشکر اسلام مین بصلاح عمرو اور جنگ افراسیاب۔ پہونچنا عمرو کا طلسم باطن مین اور لوٹ لینا دربار افراسیاب کو۔ عاشق ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا شہزادہ نور الدہر پر۔ مقابلہ کرنا ساحرون سے

شہزادۂ قاسم کا اور عاشق ہونا شہزادہ کا ملکہ نرگس چشم دختر حنظل جادو پر اور داخل ہونا شہزادہ ایرج کا طلسم آئینہ مین ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر سے اور جنگ افراسیاب اور عیاری خواجہ عمرو۔ میلہ ہونا چاہ زمرد پر اور لوٹ لینا میلہ کو عمرو کا آنا عشاق جادو کا۔ عجب عجب داستانین طول و طویل ہین کہ تفصیل اُنکی مطالعہ سے معلوم ہو گی۔ یہ جلد ہندسہ ۴۸۹ صفحہ پر ختم ہی قیمت تما ر

ایضاً جلد دوم

جانا عمرو کا سمت کوکب روشن ضمیر۔ لڑائیان امیر حمزہ کی لقا سے۔ آنا ساحرون کا برائے مدد لقا از طرف افراسیاب۔ عیاریان عیارون کی۔ شریک ہونا ملکہ بران شمشیر زن دختر کوکب کا عمرو سے اور جانا طلسم آئینہ مین اور عاشق ہونا ایرج پر اور فتح طلسم آئینہ۔ مقابلہ مہرخ و مصور جادو کا اور عیاریان عیارون کی۔ نامہ کوکب کا بنام افراسیاب و جواب افراسیاب اور باہمی تنازع۔ راہ بھول کر آنا ملکہ بہار کا لشکر اسلام مین۔ اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر لشکر امیر حمزہ مین۔ فوج کوکب و افراسیاب مین باہمی مقابلے۔ آنا حیرت جادو کا اور قید ہونا سحر کوکب مین۔ روانہ ہونا ملکہ اختر کا برائے مدد مہرخ۔ ملاقات مہرخ و ملکہ بران۔ ساحرون کی لڑائیان عیارون کی عیاریان حالات طلسم ہزار برج۔ عجیب مزے کی یہ داستانین ہین جنکا خلاصہ بھی نہین ہو سکتا۔ یہ جلد ہندسہ ۹۹۸ صفحہ پر ختم ہی۔ قیمت عا ر

ایضاً۔ جلد سوم

نامہ افراسیاب کا طاق چشم جادو کو پہونچنا۔ آنا صنعت سحر ساز کا اور آفت لانا لشکر مہرخ پر۔ عمرو کی عیاریان۔ تورج کا آہن تن فولاد کوہی سے مقابلہ کرنا اور طلسم مین داخل ہونا۔ طاق چشم جادو کا بمقابلہ مہرخ آکر مارا جانا۔ جنگ افراسیاب۔ آنا عمرو کا مع ماہی پر نیزاد طلسم نور افشان سے اور جنگ عظیم۔ ایرج کا داخلہ طلسم ہزار برج مین صدہا طرح کے واقعات دیگر۔ جانا قاسم کا جانب طلسم گوہر گرہ اور داخل طلسم ہونا اور فتح کرنا بڑے غضب کی داستانین

مین یہ جلد ہندسہ ۹۲۶ صفحہ پر ختم ہی قیمت ؏ ر۔

ایضاً - جلد چہارم

رہائی شہزادہ قاسم کی بعیاری سیارہ - عاجز ہونا افراسیاب کا خاک قبر جمشید ی سے - قتل محافظان زندان اور رہائی بران کی - لڑائی اژدر کوہی کی - معمار قدرت کا شریک مہرخ ہونا حالات جہانگیر بن صاحبقران - حالات قلعۂ انجم حصار - عمرو کی عیاریان - مقابلہ مہرخ و افراسیاب - جنگ غضنفر - قتل ساحران - صرصر شمشیر زن کی عیاریان - آنا قہار شعلہ بدن کا - مارا جانا تنویر آہن کلاہ کا وغیرہ وغیرہ بڑی بڑی داستانین ہین اور صدہا واقعات دیگر ہین جنکا خلاصہ بھی غیر ممکن ہی اگر فی ورق ایک لفظ کا پتہ دیا جاوے تو کئی جزو ہو جائین - یہ جلد ہندسہ ۱۲۰۴ صفحہ پر ختم ہی قیمت ؏۔

ایضاً - جلد پنجم - کامل در دو حصہ

یہ جلد سب جلدون سے بڑی ہی - اسکے بڑے بڑے دو حصہ ہین اسمین متعدد داستانین ہین اور بڑے غضب کی اسمین لڑائیان اور سحر آزمائیان ہین جنکا پتہ بھی دینا مشکل ہی - اس جلد کے حصۂ اول کا آغاز یہ ہی بہ تحریک کلاب عقاب سوار افراسیاب کا آمادۂ قتل اسد غازی ہونا اور تمامی داستان شہنشاہ زرین علم پہ ہی اور حصۂ دوم کا شروع یہ ہی پہونچنا عمرو و اسد کا شہر داؤد یہ مین اور عاشق ہونا ملکہ لالان خون قبا دختر خداوند داؤد کا اسد پر اور تمامی داستان حسین سحر ساز پر ہی اور درمیان کے واقعات بے انتہا ہین یہ جلد ہندسہ ۱۷۴۸ صفحہ پہ ختم ہی قیمت للعہ -

ایضاً - جلد ششم

حالات جنگ صنعت سحر سار وزیر اعظم افراسیاب آخر عیاری عمرو پر قتل ہونا اُسکا - کھلنا ہفت حجرۂ بلا کا اور بعد بڑی بڑی لڑائیون اور تباہیون کے مارا جانا یکے بعد دیگرے مشعل جادو حاکم حجرۂ اول اور تاریک شکل کش مالکۂ حجرۂ دوم اور احتقاق جادو نقارہ نواز مالک حجرۂ سوم اور شہنا نواز جادو مالک حجرۂ چہارم اور ملک اخضر گوہر پوش مالک حجرۂ پنجم کا مع یاقوت سخندان اُسکی دختر کے - اور دختر ثانی لعل سخندان کا عشق اسد مین مبتلا ہو کر مطیع اسلام ہونا وغیرہ حالات دیگر - یہ جلد ہندسہ ۱۴۸۶ صفحہ پر ختم ہی قیمت للعہ ر

ایضاً - جلد ہفتم

یہ جلد بھی بڑے بڑے عجائب و غرائب طلسمات سے مملو ہی آغاز اسکا بیان ہفت در بند ساختۂ ماہیان زمرد پوش اور ہر مقام پر بہ شوکت سحر پہونچنا کوکب کا اور عیاریان عمرو کی بطرز نو تا بباغ ظلمات اور تمامی اسیر ہی - شادی اسد غازی وغیرہ ملکہ مہ جبین وغیرہ سے اور روانہ ہونا ایرج کا بسمت غروبیہ باختر - یہ جلد ہندسہ ۱۰۸۶ صفحہ پر ختم ہی قیمت للعہ ر

صندلی نامہ - دفتر ششم داستان امیر حمزہ

بعد جنگ و جدال شہر فرعونیہ کا تباہ ہونا اور لقا کا گرفتار ہو کر ملک سبائل مین آنا اور امیر حمزہ صاحبقران کا اُسکو ریزدار بٹھانا سمجھانا ایرج نوجوان کا خداوند باختر اپنے نانا کو واسطے اسلام کے اور اُسکا رضامندی ظاہر کرنا پھر امیر عالیشان کا اسد کو مقرر کرنا اس امر کے لیے کہ لقا کو ارکان دین اسلام تعلیم کرین - قضائے کار و اتفاقات روزگار ایک دن نشہ شراب مین بہک کر کہنا لقا کا کہ منم خدائے باختر اور اسد کا برہم ہو کر طمانچہ مارنا اور بگڑ جانا ایرج کا اس حرکت سے اور لقا کا بد دماغ ہو کر شب کو نکلجانا اور جاتے جاتے ملک دودۂ باختر مین پہونچنا - ناظرین کو واضح ہو کہ دودۂ باختر دہ شخص ہی کہ جسکے ساڑھے چار سو بیٹے اور دوسو بیٹیان ہین اور بہت سے سرداران نامدار اور افواج بیشمار اسکے قبضۂ اقتدار مین ہی اور بہتر دودک اسکا عیار آفت روزگار ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتا - بختیارک کا لقا کو اغوا کر کے دودۂ باختر کے پاس لیجانا اور اُس سے طلب مدد کرنا اور رفع شر کرانا امیر عالیشان کا ایرج و اسد سے اور صبح کو اس خبر کا منتشر ہونا کہ لقا بھاگ گیا اُسوقت امیر کا طعنہ دینا

ایرج کو کہ تمنے اپنے نانا کی جان اس حیلہ سے بچائی اور ایرج کا شرمندہ ہو کر سرنگون ہونا سامنے امیر عالیمقام کے پھر شب کو نکل جانا ایرج کا طرف دودہ باختر کے واسطے لانے لقا کے۔ بڑے معرکہ کی داستانین ہین۔

روانگی ایرج کی خبر سنکر نور الدہر اور اسد اور داراب کشورکشا اور خورشید یزدان پرست و دیگر سرداران نامی وگرامی کا بھی اسکے عقب مین جانا اور باغ ارم مین ان سب سے باہم ملاقات کا ہونا۔ بڑی دلچسپ داستانین ہین۔

آنا شعلہ جنی اور دربش جنی کا باغ ارم مین اور اپنے ہمراہ لانا قمہور دیو پر ورکوان سرداروں کے مقابلے کے واسطے اور مقابلہ ہونا ہر ایک سردار سے مع ایرج کے اور ان سبکا ایک ایک چوب مین بیہوش ہو جانا سوائے اسد بن کرب غازی کے کہ یہ نہایت چست و چالاک آدمی ہی یہ خالی دیکر قمہور سے لپٹ گیا ادا سی ہنگامہ مین آنا نقابدار زرین پوش کا واسطے مدد ان لوگن کے جو بیہوش ہو گئے ہین اور قمہو کا باجہ کی آواز سے وحشت کرنا اور اسد کو چھوڑ دینا اور جانا شعلہ جنی کا پاس سیمرغ کے کہ وہ حاکم قاف ہی اور علاج کرانا قمہور کا کہ اسکے جسم پر جو بال ہین وہ دفع ہو جاین اور زبان سہلائی جائے اور پھر آنا اسکا لشکر دودہ پر اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے بہت عمدہ عمدہ مزے کی داستانین اسمین مرقم ہین۔

بعد جانے شعلہ جنی اور نقابدار زرین پوش کے رخصت ہونے کے ایرج کا پوشیدہ ملک دودہ پر جانا اور تنہا اتنی بڑی فوج پر شبخون مارنا اور زخمی ہونا پھر ہیجبہ کا انکو اٹھا لیجانا۔

آنا عمروہ کا ملک دودہ پر اور عیاریان کرنا مہتر دودک عیار سے بڑے مزے کی استانین ہین کہ ناظرین دیکھکر وجد کر جائینگے۔

بعد عیاری عمرو کے لشکر اسلام کا شہر دودہ پر پہونچنا اور شاہزادہ علمشاہ رومی کا غصہ مین آکر مع فیل دودہ کو اٹھا لینا

اور علمشاہ کے گردون کا پھٹ جانا اور امیر کا دعا کرنا واسطے صحت علمشاہ کے۔

مارا جانا لقا کا اور تیرباران ہونا بدست امیر عالیمقام کے اور امیر کا فرمانا کہ اب بعد الفراغ شہزادون کی شادیون کے خانہ کعبہ جانے کا قصد کرونگا اور بارگاہ سلیمانی و دیگر اسباب صاحبقرانی کو طلسم آصف بن برخیا مین رکھوا دونگا۔ یہ نہایت نادر داستانین ہین اور اسی مقام پر اس جلد کا اختتام ہی۔

آغاز نوبرج نامہ دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ

آنا نقابدار زرین پوش کا اور نوذن مقابلہ اور زور آزمائی ہونا امیر با توقیر سے آخر الامر کشتی مین دونون کا بیہوش ہو جانا اور اسی عالم مین امیر عالیشان کا خواب دیکھنا کہ حکم خدا سے اب یہ صاحبقران ہو آپ خانہ کعبہ کو جائیے اور شادیان سب کی کر گے اور ملک کو تقسیم کر کے خانہ نشین ہو جیے چنانچہ امیر کا شادیون سے فراغت کر کے اور ملک کو تقسیم کر کے اسباب صاحبقرانی کو طلسم آصف بن برخیا مین رکھوا دینا اور آپ کا خانہ کعبہ تشریف لیجانا نہایت تاسف خیز اور عبرت انگیز داستانین ہین۔

امیر کا یہ فرمانا کہ جو طلسم آصف بن برخیا کو فتح کرے اور اسباب صاحبقرانی حاصل کرے وہ صاحبقران ہی۔ اور جانا شاہزادہ نور الدہر اور ایرج نوجوان کا اسی طلسم پر اور اسیر طلسم ہونا پھر حمزہ ثانی کا جا کر اس طلسم کو توڑنا اور نور الدہر اور ایرج کو زیر کرنا اور صاحبقرانی کرنا کہ یہ نو دن امیر سے کشتی لڑے تھے اور امیر نے صاحبقرانی انکو دی تھی۔

بعد مر جانے لقا کے لاہوتک غول کا دعوی خدائی کرنا اور نقابدار کا بعہدہ صاحبقرانی بیٹھکر اس سے مقابلہ کرنا مقابلہ کرنا نقابدار کا ساتھ بدیع الملک اور رستم ثانی کے کہ یہ بیٹے نور الدہر اور ایرج کے نہایت شہ زور ہین اور انکی داستانین لائق سننے کے ہین۔

بھاگ جانا لاہوتک کا طرف ملک مہران [illegible] کے

اور گرا دینا لاہوتک کا اپنے تئین طلسم مین اور امیر ثانی کا اُس طلسم کو فتح کرنا اور عمرو ثانی کی عیاریان مہتر بلاشور سے ہونا اور اُسکو گھیر کر مارنا شاپور وغیرہ کا۔ عجب مزے مزے کی داستانین ہین۔

ذکر لعل نامہ۔ دفتر ہشتم داستان امیر حمزہ

یہ دفتر نایاب ہی اور ہر شخص کی نگاہ سے نہین گذرا ہی۔
اس دفتر مین خروج کرنا فرعون ثانی کا اور زبرجد ثانی اور لعل اور ہمران شیردل وغیرہ جسقدر کفار کہ لشکر اسلام کے مقابلہ مین مارے گئے تھے اور جنکا ذکر جلد ہاے مطبوعہ مین ہو چکا ہی اُنکی اولاد کا خروج کرنا امیر ثانی پر اور عشق ملکہ دُر در گوش مین کہ ہاتھ سے لعل بن تورج کے ہلاک ہوئی ہی ترک صاحبقرانی کرکے فقیر ہو جانا اور لیجانا بلاے ثانی کا۔
کھینچا جانا عقابین پر امیر ثانی کا اور جمع ہونا اُس مقام پر سرداران لشکر اسلام کا اور لعل بن تورج سے مقابلہ ہونا اور ایک مقام پر سبابت خداوندون کا جمع ہونا اور بنجگاہ اور تختگاہ پسران بختک کی وزارت کا ان خداوندون کے سامنے چمکنا۔
کفار کا پھر دوبارہ ہونا اور ملک کو گھیر لینا اور امیر ثانی کا جانا پاس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور پھر آکر جنگ اسد مین شہید ہونا۔

احوال ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ

نوشیروان نامہ کی دونون جلدون کے بعد ذکر ہرمز نامہ بھی ہونا ضرور ہی کہ اکثر داستانین اس سے تعلق رکھتی ہین اور یہ ٹکڑا بھی گویا نوشیروان نامہ کا جزو اعظم ہی اور اسمین ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار کی عجیب عجیب داستانین ہین کہ ناظرین کو اُسکے دیکھنے سے لطف مزید حاصل ہوگا۔

آغاز داستان عاجز ہو کر مشورہ کرنا نوشیروان کا بزرجمہر سے درباب سوال خراج مدائن اور جانا ملکہ زر انگیز کا جانب بصرہ بلباس فقیری اور خراج مدائن دیدینا امیر کا

اور اُتارنا تخت سے ہرمز اور فرامرز کا اپنے پدر کو شرارت سے اور آمادۂ جنگ ہونا اور ترک توس مارا جانا ملک قاسم کے ہاتھ سے اور ترکستان فتح ہو
داستان۔ ملکہ زر انگیز تاجدار کا بموجب ارشاد پوشاک شاہانہ اُتار کر گیروے کپڑے پہننا اور ملکہ گو شنجرفی لباس مثل فقرا کے پہنانا اور زیور جواہر نگار پہونچنا قاصد کا دربار چوطویل زنگی مین اور نامہ از جانب شاہزادگان ہرمز و فرامرز ورشاہ زنگبار نامہ لکھے اپنے فرزند کو مع فوج جرار زنگیان آدم اعانت روانہ کرنا اور مدائن مین آجانا ثریا کا نا بصرہ مین اور جواب نامہ لیکر واپس آنا۔
روانہ ہونا ثریا فرزند چوطویل شاہ زنگبار کا مع وزیر اور خوش کام وزیر اور ہشام تیز پر عیار اور لشکر جرار کے و غریب داستانین ہین۔
روانہ کرنا امیر حمزہ صاحبقران کا ہمراہ سرداران لشکر مقابلہ ثریا اور زندہ کرنا اسد بن کرب غازی کا شاہزادہ کو اور عیاری ہشام تیز پر۔ یہ عجیب عجیب داستانین نامہ لکھنا پسران نوشیروان کا مع زبان بن قطور شاہ براے مدد اور احوال فتح بعنایت رب غفار۔
داستان سلطان زرین کمر دختر تاجدار وقمار اور مقابلہ کرنا چوگان بن حمزہ کا اور زخمی ہو کر مسلمان اُسکا اور عشق ملکہ سمن بر چوگان بن حمزہ سے اور میخوار جادو و نونہال جادو وغیرہ بڑی رنگین داستانین ہین
واضح ہو کہ مطبع مین صندلی نامہ تورج نامہ و لعل نامہ و ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ کا اہتمام ترجمہ طبع ہو رہا ہی ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ دفتر بھی پیشکش ناظرین ہونگے۔ یہان پر ان دفترون کا مختصر حال واسطے اطلاع شائقین کے حوالہ قلم ہوا۔ جب ناظرین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائینگے کل دفترون موجودہ کو بھول جائینگے۔

و بہار - معروف بہ قصۂ چار درویش باتصویر
فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید
ین جاہ -
یش محفل - قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید
شس -
ایضاً - بغیر تصویر -
تان امیر حمزہ - باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل
ئہ مترجمۂ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی
تصدیق حسین -
ل جفا معروف بہ فسانۂ غم آموز از حافظ امیر الدین
زم مرصع - از محمد عوض -
ن حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی - مترجمۂ
محمد خان -
سرشار باتصویر - مصنفہ پنڈت رتن ناتھ
ہوی مشہور مصنف فسانہ آزاد وسیر کہسار جنے ایک
اسکا مطالعہ کیا لطف مذاق و خوبی و رنگینی عبارت
راح ہوا -
سانہ آزاد - کامل ہر چہار جلد مصنفۂ
ڈت رتن ناتھ -
سانہ آزاد - جلد ثانی کے متفرق رسالے
ہواری بنابر فروخت حسب تفصیل ذیل موجود ہین
بابت ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء
بابت ماہ - اگست سنہ ۱۸۸۰ء
بابت ماہ - ستمبر سنہ ۱۸۸۰ء
بابت ماہ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء

بابت ماہ نومبر سنہ ۱۸۸۰ء
بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۸۸۰ء
بابت ماہ - اپریل سنہ ۱۸۸۱ء
بابت ماہ مئی سنہ ۱۸۸۱ء
بابت ماہ جون سنہ ۱۸۸۱ء
بابت ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۱ء
بابت ماہ - اگست سنہ ۱۸۸۱ء
بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء
بابت ماہ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ء
بابت ماہ نومبر سنہ ۱۸۸۱ء
بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء
فسانہ آزاد جلد ثالث کے متفرق رسالے
ماہواری بنابر فروخت حسب تفصیل ذیل موجود ہین
بابت ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۲ء
بابت ماہ مئی سنہ ۱۸۸۲ء
بابت ماہ جون سنہ ۱۸۸۲ء
بابت ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۲ء
بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء
بابت ماہ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء
بابت ماہ نومبر سنہ ۱۸۸۲ء
بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء
فسانہ دلپذیر - مصنفۂ منشی احمد علی خان تائب
دلچسپ فصیح بلیغ نو طرز مرصع رزم بزم دونوں عمدہ
فسانہ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین قصہ
قابل دیدہی -

مہدی نامہ۔ ترجمۂ جلد اول بوستان خیال ترجمہ
مرزا محمد عسکری عرف چھوٹے آغا صاحب دلچسپ
احوال اجداد والا نژاد صاحبقران شاہزادہ معز الدین
گیتی ستان۔

روحۃ الابصار۔ ترجمۂ معز الدین نامہ جلد دوم
بوستان خیال اسمین شاہزادۂ معز الدین اور ملکہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار کے تعشق اور عجائب
سیر و گلگشت اور دیوون کی صف آرائی کا بہ تفصیل
تمام ذکر ہے جناب آغا جو صاحب نے اس ترجمہ
مین جیسی دماغ سوزی اور عرق ریزی کی ہے وہ بنظر
انصاف معلوم ہو سکتی ہے ہان افسوس ہے کہ مترجم
علام کا انتقال ہو گیا اور اُنکے عین حیات جلدون
کی تکمیل کی نوبت نہ آئی۔ تاہم کارخانہ اودھ اخبار
نے بکمال قدردانی چاہا کہ ایک باکمال رئیس کی محنت
رائگان نہو اور اسی خیال سے بصرف زر کثیر
اُسکو مرتب و مکمل کیا۔

ضیاء الابصار۔ ترجمۂ جلد سوم بوستان خیال۔
شمس النہار۔ ترجمۂ جلد چہارم بوستان خیال۔
مطلع الانوار۔ ترجمۂ جلد پنجم بوستان خیال۔
خزینۃ الاسرار۔ ترجمۂ خورشید نامہ یعنی جلد ششم
ترجمۂ بوستان خیال۔
نور الانوار۔ ترجمۂ خورشید نامہ جلد ہفتم بوستان خیال
مشرق الانوار۔ جلد ہشتم ترجمۂ بوستان خیال۔
تفریح الاحرار۔ جلد نہم ترجمۂ بوستان خیال
قصۂ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ صاحب تخلص قیس

ریاض تحقیق نادر۔ اُردو شرح سکندر نامہ
مصنفۂ ماہر علوم جناب مولوی عبد المجید صاحب متوطن
بیلی بھیت جامع و مکمل کوئی شرح ایسی تیار نہین ہوئی۔
فسانۂ جدید۔ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی کے
متفرق حصہ جات ماہواری بنا بر فروخت حسب
ذیل موجود ہین۔

(۱) بابت ماہ۔ جولائی سنہ ۱۸۸۰ع
(۲) بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۰ع
(۳) بابت ماہ۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ع
(۴) بابت ماہ۔ نومبر سنہ ۱۸۸۰ع
(۵) بابت ماہ۔ دسمبر سنہ ۱۸۸۰ع

فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر۔
قصۂ زاہد شمسی۔ مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد۔
جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان بہادر
سنگھاسن بتیسی نثر۔
ناٹک نل و دمنتی۔ مولفۂ منشی نباک پرشاد۔
قصۂ موتی و نبولہ۔ ذخیرہ پند خردمندانہ۔
بھول بھلیان۔ مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما
سریع الفہم اُردو نثر ترجمہ ہے غیر مطبع۔
دام محبت۔ مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما حرف
بحرف ترجمہ ہے مطبوعۂ غیر مطبع۔
سیر کہسار۔ ہر دو جلد مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ
(جلد اول)
(جلد دوم)